

تمکمل واصلاح اور مکمل نظر ثانی شدہ ایڈیشن

تاریخ ابن کثیر



حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل ابن کثیر متوفی ۷۴۲ھ

اردو ترجمہ

البداية والنهاية

دار الفکر لاہور

تعمیل و اصلاح اور مکمل نظر ثانی شدہ دیناریشن

تاریخ ابن کثیر

اردو ترجمہ
البداية والنهاية

جلد پنجم
حصہ نہم و دہم

۷۴ ہجری کے آغاز سے ۱۲۵ ہجری تک کے واقعات اس حصہ میں بنو امیہ کے مختلف خلفاء اور ان کے ادوار کی فتوحات کے تفصیلی حالات درج ہیں

۱۲۶ ہجری کے آغاز سے ۲۴۷ ہجری تک کے واقعات اس حصے میں بنو امیہ کے آخری خلفاء اور بنو عباس کے خلفاء کی ابتداء کے واقعات اور امام ابو حنیفہؒ و امام احمد بن حنبلؒ اور امام اوزاعیؒ اور دیگر مشہور اکابر کے حالات درج ہیں

حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل ابن کثیر سنہ ۷۴۷ھ

ترجمہ و تحقیق

مولانا ابوطالب محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مولانا محمد اسلم بن قاری رحمۃ اللہ صاحب شہداد پوری

دارالاشاعت
اردو بازار ایم ایس جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

ترجمہ و تحقیق کے جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : نومبر ۲۰۰۸ء علمی گرافکس
صفحات : 502 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

..... ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نائبر روڈ لاہور
یونیورسٹی بک اینجینیئری بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبہ المعارف محلہ جنگلی۔ پشاور

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین
البدایہ والنہایہ معروف بہ
تاریخ ابن کثیر
حصہ نہم و دہم

۲۵	حمران بن ابان	۳	فہرست مضامین
۲۵	۷۶ھ ہجری	۱۵	۷۴ھ ہجری
۲۸	۷۶ھ میں وفات پانے والے	۱۶	بکیر بن وشاح کی معزولی
۲۸	ابو عثمان انہدی	۱۶	۷۴ھ ہجری میں وفات پانے والے
۲۸	صلۃ بن ایشم العدوی	۱۶	حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا ذکر
۳۰	زبیر بن قیس البلوی	۱۶	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذکر
۳۰	۷۷ھ	۱۷	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۳۲	شعیب کی ہلاکت	۱۸	عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ
۳۲	عیاض بن غنم الاشعری	۱۹	ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
۳۳	مطرف بن عبداللہ	۱۹	سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ
۳۳	۷۸ھ	۱۹	مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر
۳۵	شرح بن الحارث	۱۹	ابو عبدالرحمن السلی
۳۸	عبداللہ بن غنم رضی اللہ عنہ	۱۹	ابو معرض اسدی
۳۸	جنادۃ بن امیہ الازدی	۲۰	بشر بن مروان
۳۸	العلاء بن زیاد البصری	۲۰	سن ۷۵ھ ہجری
۳۸	سراقہ بن مرداس الازدی	۲۳	صالح بن مسرح کی تبلیغ
۴۰	الغالبۃ الجعدی	۲۳	۷۵ھ میں وفات پانے والے
۴۰	۷۹ھ	۲۳	عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ
۴۰	اس سال پیش آنے والے واقعات و حادثات	۲۵	ابو ثعلبہ خثنی رضی اللہ عنہ
۴۰	حارث النعمنی کذاب کا قتل	۲۵	اسود بن یزید

۵۵	اسماء بن خارجہ الخزازی الکوفی	۴۲	۹ھ میں مسلمانوں کا ترک علاقوں پر حملہ
۵۵	المغیرۃ بن مہلب بن ابی صغرة	۴۲	صحابی رسول کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار
۵۵	الحارث بن عبد اللہ	۴۳	قاضی شریح کا استعفیٰ
۵۵	عبد اللہ بن ابی طلحہ بن ابی اسود	۴۳	ابو معشر اور دیگر اہل سیر
۵۶	عبد اللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ	۴۳	قطری بن العجائہ کا قتل
۵۶	عقان بن وہب	۴۳	غازی ترک عبید اللہ بن ابی بکرہ کی وفات
۵۶	جمیل بن عبد اللہ	۴۴	۸۰ھ
۵۸	عمر بن عبید اللہ	۴۴	اس سال پیش آنے والے واقعات
۵۸	وفات	۴۴	مکہ میں تباہ کن سیلاب
۵۸	کمیل بن زیاد	۴۴	بصرہ میں طاعون کی وبا
۵۹	ذاذان بن عمرو الکندی	۴۴	مہلب بن ابی صغرة ترکوں کے مقابلے میں
۶۰	ام الدرداء الصغری	۴۴	ترکوں کے خلاف مسلمانوں کا ۴۰ ہزار پر مشتمل لشکر
۶۱	۸۳ھ	۴۵	اس سال وفات پانے والے اعیان
۶۱	اس میں پیش آمد واقعات	۴۵	عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم رضی اللہ عنہ کی وفات
۶۳	شہر واسط کی تعمیر	۴۵	جبیر بن نفیر
۶۳	عبدالرحمن بن حنظلہ الخولانی المصری	۴۵	عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب
۶۵	حضرت طارق بن شهاب الاحمسی	۴۶	ابو ادریس الخولانی
۶۵	حضرت عبید اللہ بن عدی	۴۶	معبد چینی قدری
۶۶	۸۴ھ اور پیش آمد واقعات	۴۷	۸۱ھ
۶۶	ایوب بن القریہ	۴۷	اس میں پیش آنے والے مشہور واقعات و حوادث
۶۷	روح بن زباع الجزای	۴۷	بکیر بن وشاح کا قتل
۶۷	ابن الأشعث کا قتل	۴۷	ابن الاشعث کی انقلابی تحریک
۶۸	ایوب بن القریہ	۴۹	سویہ بن غفلة بن عوسجہ بن عامر
۶۸	روح بن زباع	۵۰	عبد اللہ بن شداد بن الھاد
۶۸	روح بن زباع کا مقام	۵۰	محمد بن علی بن ابی طالب
۶۹	۸۵ھ اور پیش آمد واقعات	۵۲	۸۲ھ
۷۰	موی بن عبد اللہ کا قتل	۵۲	اس سال پیش آنے والے واقعات
۷۰	عبدالعزیز کی معزول	۵۳	واقعہ دیر الجماجم
۷۱	عبدالعزیز بن مروان	۵۴	مہلب بن ابی صغرة کی وفات
۷۱	ان کا نام و نسب	۵۵	اس سال وفات پانے والے مشہور لوگوں میں

۹۰	یتاذوق الطیب	۷۱	عبدالعزیز اور رولیت حدیث
۹۰	خالد بن یزید بن معاویہ	۷۱	عبدالعزیز ثقہ تھے
۹۱	عبداللہ بن زبیر	۷۳	ولید اور سلیمان کے کئے عبدالملک کی بیعت
۹۱	واقعات ۹۱ھ	۷۵	۸۶ھ میں پیش آمدہ واقعات
۹۳	سہل بن سعد ساعدی	۷۶	اموی خلفاء کے والد عبدالملک بن مروان
۹۳	واقعات ۹۲ھ	۷۶	شجرہ نسب
۹۳	طویس المغنی	۷۶	عبدالملک اور رولیت حدیث
۹۴	واقعات ۹۳ھ	۷۶	عبدالملک اور بیعت
۹۴	سمرقند کی فتح	۸۲	خواص کی وفات
۹۷	خواص کی وفات	۸۲	ارطاة بن زفر
۹۷	انس بن مالک	۸۳	مطرف بن عبداللہ بن شخیر
۹۹	عمر بن عبید اللہ بن ابی ربیعہ	۸۳	بانی جامع دمشق ولید بن عبدالملک کی خلافت
۱۰۰	بلال بن ابی درداء	۸۴	واقعات ۸۷ھ
۱۰۰	بشر بن سعد	۸۵	خواص کی وفات
۱۰۰	زرارہ بن اوفی	۸۵	عتبہ بن عبدالسلمی
۱۰۰	خضیب بن عبداللہ	۸۵	مقدام بن معدی کرب
۱۰۰	حفص بن عاصم	۸۵	ابو امامہ باہلی
۱۰۰	سعید بن عبداللہ	۸۵	قبیصہ بن ذویب
۱۰۰	فروہ بن مجاہد	۸۶	عروہ بن مغیرہ بن شعبہ
۱۰۰	ابو الشعشاء جابر بن زید	۸۶	یحییٰ بن یحمر
۱۰۱	واقعات ۹۴ھ	۸۶	شرح بن حارث بن قیس قاضی
۱۰۲	سعید بن جبیر کا قتل	۸۶	واقعات ۸۸ھ
۱۰۳	خواص کی وفات	۸۷	خواص کی وفات
۱۰۳	سعید بن جبیر	۸۷	عبداللہ بن بسر بن ابی بصر المازنی
۱۰۳	قلت	۸۷	عبداللہ بن ابی اوفی
۱۰۴	سعید بن المسیب	۸۷	ہشام بن اسماعیل
۱۰۵	طلق بن حبیب عزلی	۸۷	عمیر بن حکیم
۱۰۶	ابو عبداللہ عروہ بن زبیر بن عوام	۸۸	واقعات ۸۹ھ
۱۰۷	علی بن حسین	۸۸	واقعات سن ۹۰ھ
۱۱۳	ابو بکر بن عبدالرحمن بن حارث	۹۰	خواص کی وفات

۱۴۹	دو عظیم سپہ سالار	۱۱۳	واقعات ۹۵ھ
۱۵۱	۹۸ھ	۱۱۳	حجاج بن یوسف ثقفی کے حالات اور تذکرہ وفات
۱۵۲	واقعی کا بیان	۱۱۷	فصل
۱۵۳	عبداللہ بن عبداللہ بن عقبہ	۱۲۱	فصل
۱۵۳	۹۹ھ	۱۲۱	حجاج کے جرات مندانہ اقدامات اور گستاخانہ کلمات
۱۵۳	۹۷ھ اور ولید کی وفات	۱۲۷	خواص کی وفات
۱۵۶	سلیمان کی قسطنطنیہ آمد	۱۲۷	ابراہیم بن یزید نخعی
۱۵۷	عمر بن عبدالعزیز کی خلافت	۱۲۷	ابراہیم نخعی کے چند اقوال زریں
۱۵۹	اس سال وفات پانے والے لوگ	۱۲۷	حسن بن محمد بن حنفیہ
۱۵۹	الحسن بن محمد بن حنفیہ	۱۲۷	حمید بن عبدالرحمن بن عوف زہری
۱۵۹	عبداللہ بن محیریز بن جنادہ بن عبید	۱۲۷	مطرف بن عبداللہ فخر
۱۵۹	محمود بن لبید بن عقبہ	۱۲۸	۹۶ھ
۱۵۹	نافع بن جبیر بن مطعم	۱۲۸	اس میں پیش آنے والے واقعات
۱۵۹	کریم بن مسلم	۱۲۹	جامع اموی دمشق کی تعمیر
۱۵۹	محمد بن جبیر بن مطعم	۱۳۸	فصل
۱۵۹	مسلم بن یسار	۱۳۸	جامع مسجد کی خوبیوں اور اشراف اعیان کی رائے کے بارے میں
۱۵۹	حنش بن عمرو المصنعانی		
۱۵۹	خارجہ ابن زید	۱۳۹	یحییٰ بن زکریا کے سر کے بارے میں کلام
۱۵۹	۱۰۰ھ کی ابتداء	۱۴۰	اس گھڑی کا بیان جو مسجد کے دروازے پر نصب تھی
۱۶۲	بنو العباس کی دعوت کا سال	۱۴۱	جامع اموی میں قرأت قرآن کی ابتداء
۱۶۲	اس سال وفات پانے والے لوگ	۱۴۱	فصل
۱۶۲	سالم بن ابوالجعد الاشجعی	۱۴۲	بانی جامع دمشق ولید بن عبدالملک کے حالات اور اس کی وفات کا بیان
۱۶۲	ابو امامہ سہل بن حنیف		
۱۶۲	ابو الزاہریہ حدیر بن کریم الحمصی	۱۴۵	سلیمان بن عبدالملک کی خلافت
۱۶۲	ابو طفیل عامر بن وائلہ	۱۴۵	تسمیہ بن مسلم کا قتل
۱۶۳	ابو عثمان النہدی	۱۴۶	ابن خلکان کا قول
۱۶۳	۱۰۱ھ کی ابتداء	۱۴۷	۹۷ھ
۱۶۳	سوانح عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ	۱۴۸	خط کا عنوان
۱۶۵	عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں اخبار و آثار	۱۴۸	الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب
۱۶۸	یزید بن عبدالملک کی خلافت	۱۴۹	موسیٰ بن نصیر ابو عبدالرحمن نخعی

۱۷۹	یزید بن عبد الملک کا انتقال	۱۷۹	۱۰۲ھ
۱۷۵	یزید بن عبد الملک کی نماز جنازہ	۱۷۵	عراق اور خراسان پر مسلمہ کی حکمرانی
۱۷۵	خلافت ہشام بن عبد الملک بن مروان	۱۷۵	ملک الترمک اور مسلمانوں کے مابین پیش آنے والا واقعہ
۱۷۵	ابان ابن عثمان بن عفان کی وفات	۱۷۵	الضحاک بن مزاحم الہمدانی
۱۷۶	۱۰۶ھ	۱۷۵	ابو المتوکل الناجی
۱۷۶	خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے حج کی ادائیگی کے دوران	۱۷۵	۱۰۳ھ
۱۷۶	ہونے والے واقعات	۱۷۵	یزید بن ابی مسلم
۱۷۶	حضرت سالم بن عبد اللہ کی وفات	۱۷۶	مجاہد بن جبر الہمدانی
۱۷۷	طاؤس بن کيسان الیمانی کی وفات	۱۷۶	صعب بن سعد بن ابی وقاص
۱۷۷	حضرت طاؤس کا ایک عجیب واقعہ	۱۷۶	۱۰۴ھ کا آغاز
۱۷۷	سلیمان بن عبد الملک کی طاؤس سے ملاقات	۱۷۶	سزاسن کر عبد الرحمن کی فراری
۱۷۸	ابو عبد اللہ الشامی کو طاؤس کی نصیحت	۱۷۶	مدینہ والوں سے فریاد کرنا
۱۷۸	۱۰۷ھ	۱۷۶	سعید بن الحرشی کی معزولی
۱۷۹	سلیمان بن یسار تابعی	۱۷۶	ترکوں کی شکست
۱۸۰	عکرمہ مولیٰ ابن عباس	۱۷۶	خالد بن سعد ان الکلاعی
۱۸۰	القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق	۱۷۶	عامر بن سعد بن ابی وقاص اللیشی
۱۸۰	مشہور شاعر کثیر کی وفات	۱۷۶	عامر بن شراحیل الشعمی
۱۸۱	۱۰۸ھ	۱۷۶	امام الشعمی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام
۱۸۱	بکر بن عبد اللہ البصری کی وفات	۱۷۶	ابو بردہ بن ابو موسیٰ الاشعری
۱۸۲	راشد بن سعد المقتوفی الحمصی	۱۷۶	ابو قلابۃ الجری
۱۸۲	محمد بن کعب القرظی	۱۷۶	ابو قلابۃ کی جلا وطنی
۱۸۲	۱۰۹ھ	۱۷۶	۱۰۵ھ کے واقعات
۱۸۳	۱۱۰ھ	۱۷۶	بروز جمعہ یزید بن عبد الملک کا انتقال
۱۸۳	شاعر جریر بن الحظفی حذیفہ	۱۷۶	یزید بن عبد الملک کی سوانح
۱۸۵	ہمام بن غالب فرزدق	۱۷۶	یزید بن عبد الملک کی بیعت خلافت
۱۸۶	الحسن بن ابی الحسن کی وفات	۱۷۶	ولید بن مسلم کا قول
۱۸۷	محمد بن سیرین ابو بکر بن ابی عمر الانصاری	۱۷۶	عمر بن عبد العزیز کی نصیحت
۱۸۷	محمد بن سیرین کی صفات	۱۷۶	یزید بن عبد الملک کی اپنی باندی سے محبت
۱۸۸	ابو سعید الحسن البصری کے حالات	۱۷۶	خلافت کے بعد یزید کی خواہش
۱۸۹	وہب بن منہ الیمانی	۱۷۶	حبابہ کی موت

۲۰۴	۱۲۰ھ	۱۹۲	سلیمان بن سعد
۲۰۶	خالد کی آمد فی اور ہشام کا حسد	۱۹۲	ام البنذیل
۲۰۶	۱۲۱ھ	۱۹۲	عائشہ بنت طلحہ بن عبد اللہ التیمی
۲۰۶	زید بن علی الحسین بن علی ابن طالب کا قتل	۱۹۲	عبد اللہ بن سعد بن جبیر
۲۰۷	بڑھیا کی نصیحتیں	۱۹۲	عبد الرحمن بن ابان
۲۰۸	اسد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب	۱۹۲	۱۱۱ھ
۲۰۸	مسلمہ بن عبد الملک	۱۹۳	۱۱۲ھ
۲۰۸	مسلمہ بن عبد الملک کی فتوحات	۱۹۳	رجاء بن حیوۃ الکندی
۲۰۸	قسطظنیہ کا محاصرہ	۱۹۳	شہر بن حوشب الاشعری الحمصی
۲۰۸	نمیر بن قیس	۱۹۳	۱۱۳ھ
۲۰۸	۱۲۲ھ زید بن علی کا قتل	۱۹۳	الامیر عبد الوہاب بن بخت کی شہادت
۲۰۹	یوسف بن عمر کا علمی مقام	۱۹۵	مکھول الشامی
۲۰۹	اہل کوفہ سے یوسف کی تقریر	۱۹۵	۱۱۴ھ
۲۱۰	عبد اللہ ابویحییٰ المعروف بالبطل	۱۹۵	عطاء بن ابی ریح
۲۱۰	بطل کے دلچسپ و عجیب واقعات	۱۹۷	۱۱۵ھ
۲۱۲	بطل کی شہادت	۱۹۷	ابو جعفر الباقر
۲۱۲	ایاس الذکی	۱۹۷	۱۱۶ھ
۲۱۵	۱۲۳ھ	۱۹۸	۱۱۷ھ
۲۱۶	۱۲۴ھ	۱۹۸	قنادہ بن دعامہ السدوسی
۲۱۷	القاسم بن ابی یزہ	۱۹۹	سعید بن یسار
۲۱۷	الزہری	۲۰۰	میمون بن مہران التابعی
۲۲۰	بلال بن سعد	۲۰۰	نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ
۲۲۱	الجعد بن درہم	۲۰۱	ذوالرمہ الشاعر
۲۲۱	۱۲۵ھ	۲۰۱	۱۱۸ھ
۲۲۲	ہشام بن عبد الملک کی سوانح اور وفات کا ذکر	۲۰۲	علی بن عبد اللہ بن عباس
۲۲۳	حصہ نہم..... ختم شد	۲۰۲	علی بن عبد اللہ کی پیدائش
	تاریخ ابن کثیر	۲۰۲	۱۱۹ھ
۲۲۴	حصہ دہم	۲۰۲	ترک کے بادشاہ خاقان کا قتل
۲۲۴	ولید بن یزید بن عبد الملک کی خلافت	۲۰۴	المغیرہ بن سعید کا خاتمہ
۲۲۶	خواص کی وفات	۲۰۴	بہلول بن بشر کی بغاوت

۲۲۶	حکومت میں اچھی سیرت اختیار کرنا	۲۲۶	محمد بن علی
۲۲۷	اس سال وفات پانے والے خواص حضرات	۲۲۷	یحییٰ بن زید
۲۲۷	مروان بن محمد	۲۲۷	واقعات ۱۲۶ھ
۲۲۷	عبدالحمید بن یحییٰ	۲۲۷	ولید بن زید بن عبدالملک کی وفات اور اس کے حالات کا بیان
۲۲۸	ابوسلمہ حفص بن سلیمان	۲۲۸	ولید کے قتل اور اس کی حکومت کے زوال کا بیان
۲۲۹	واقعات ۱۳۳ھ	۲۲۹	یزید بن ولید ناقص کا ولید بن زید کو قتل کرنا
۲۲۹	واقعات ۱۳۴ھ	۲۲۹	یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان کی حکومت
۲۳۵	واقعات ۱۳۵ھ	۲۳۵	یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان کے حالات
۲۳۶	واقعات ۱۳۶ھ	۲۳۶	خواص میں سے اس سال وفات پانے والے حضرات
۲۳۶	بنی عباس کے پہلے خلیفہ ابوالعباس السفاح کے حالات	۲۳۶	خالد بن عبداللہ بن زید کے حالات
۲۴۰	ابوجعفر منصور کی خلافت	۲۴۰	واقعات ۱۴۷ھ
۲۴۱	واقعات ۱۳۷ھ	۲۴۱	مروان الحمار کا دمشق میں داخل ہو کر خلافت سنبھالنا
۲۴۳	عبداللہ بن علی کی اپنے بھتیجے کے خلاف بغاوت	۲۴۳	واقعات ۱۴۸ھ
۲۴۵	ابومسلم خراسانی کا قتل	۲۴۵	واقعات ۱۴۹ھ
۲۴۶	ابومسلم خراسانی کے حالات	۲۴۶	ابومسلم خراسانی کے ظہور کی ابتدا
۲۴۸	واقعات ۱۳۸ھ	۲۴۸	ابن الکرمانی کا قتل
۲۴۹	واقعات ۱۳۹ھ	۲۴۹	واقعات ۱۳۰ھ
۲۵۰	واقعات ۱۴۰ھ	۲۵۰	شیبان بن سلمۃ الحرور کا قتل
۲۵۰	واقعات ۱۴۱ھ	۲۵۰	ابوحزہ خارجی کے مدینہ میں داخل ہونے اور اس پر قابض ہونے کا بیان
۲۵۲	واقعات ۱۴۲ھ	۲۵۲	واقعات ۱۳۱ھ
۲۵۳	واقعات ۱۴۳ھ	۲۵۳	واقعات ۱۳۳ھ
۲۵۳	واقعات ۱۴۵ھ	۲۵۳	ابراہیم بن محمد الامام کا قتل
۲۵۴	محمد بن عبداللہ بن حسن کا قتل	۲۵۴	ابوالعباس السفاح کی خلافت
۲۵۶	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا خروج	۲۵۶	مروان بن محمد بن مروان کا قتل
۲۵۷	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا بصرہ میں خروج	۲۵۷	مروان کے قتل کی کیفیت کا بیان
۲۵۹	خواص کی وفات کا ذکر	۲۵۹	مروان الحمار کے حالات
۲۶۶	اس سال وفات پانے والے مشاہیر اور خواص	۲۶۶	بنی امیہ کی حکومت کے زوال اور بنی عباس کی حکومت کے آغاز کے بابت وارد ہونے والی احادیث نبویہ
۲۶۷	واقعات ۱۴۶ھ	۲۶۷	ابوالعباس سفاح کی خلافت کا استحکام اور اس کا اپنے دور
۳۰۰	بغداد شہر کے بارے میں وارد ہونے والے اخبار و آثار	۳۰۰	

۳۳۷	واقعات ۱۶۴ھ	۳۰۱	بغداد کے محاسن اور اس کے بابت آئمہ کے اقوال
۳۳۸	واقعات ۱۶۵ھ	۳۰۲	واقعات ۱۴۷ھ
۳۳۸	واقعات ۱۶۶ھ	۳۰۳	واقعات ۱۴۸ھ
۳۴۰	واقعات ۱۶۷ھ	۳۰۳	واقعات ۱۴۹ھ
۳۴۱	واقعات ۱۶۸ھ	۳۰۴	واقعات ۱۵۰ھ
۳۴۱	واقعات ۱۶۹ھ	۳۰۵	امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات
۳۴۱	مہدی بن منصور کے حالات	۳۰۵	واقعات ۱۵۱ھ
۳۴۶	موسیٰ ہادی بن مہدی کی خلافت	۳۰۶	رضافہ کی تعمیر
۳۴۷	واقعات ۱۷۰ھ	۳۰۶	واقعات ۱۵۲ھ
۳۴۷	ہادی کے کچھ حالات	۳۰۶	واقعات ۱۵۳ھ
۳۴۸	ہادی کے اقوال	۳۰۸	واقعات ۱۵۴ھ
۳۴۸	ہارون الرشید بن مہدی کی خلافت	۳۰۸	اشعب الطامع
۳۴۹	اس سال وفات پانے والے خواص کے اسمائے گرامی	۳۰۹	واقعات ۱۵۵ھ
۳۵۰	واقعات ۱۷۱ھ	۳۰۹	الرافقہ کی تعمیر
۳۵۰	واقعات ۱۷۲ھ	۳۱۰	حماد الراویہ کے حالات
۳۵۰	واقعات ۱۷۳ھ	۳۱۱	واقعات ۱۵۶ھ
۳۵۱	غادرہ	۳۱۱	واقعات ۱۵۷ھ
۳۵۲	ہیلانہ	۳۱۱	امام اوزاعی کے کچھ حالات کا بیان
۳۵۲	واقعات ۱۷۴ھ	۳۱۶	واقعات ۱۵۸ھ
۳۵۳	واقعات ۱۷۵ھ	۳۱۶	منصور کے حالات
۳۵۳	خواص کی وفات شعوانہ عابدہ زاہدہ	۳۲۲	منصور کی اولاد
۳۵۳	لیث بن سعد بن عبدالرحمن احمی	۳۲۳	مہدی بن منصور کی خلافت
۳۵۳	المند ر بن عبداللہ المندر	۳۲۳	واقعات ۱۵۹ھ
۳۵۳	واقعات ۱۷۶ھ	۳۲۳	واقعات ۱۶۰ھ
۳۵۶	خواص میں سے اس سال وفات پانے والے	۳۲۳	موسیٰ کے لئے مہدی کی بیعت کا بیان
۳۵۶	ابراہیم بن صالح	۳۲۵	واقعات ۱۶۱ھ
۳۵۶	ابراہیم بن ہرثمہ	۳۲۷	ابودلامہ کے حالات
۳۵۷	صالح بن بشیر مری	۳۲۸	واقعات ۱۶۲ھ
۳۵۷	واقعات ۱۷۷ھ	۳۲۸	ابراہیم بن ادہم کے حالات
۳۵۸	خواص کی وفات	۳۳۶	واقعات ۱۶۳ھ

۳۶۹	عبداللہ بن عبدالعزیز العمری	۳۵۸	شریک بن عبداللہ
۳۶۹	محمد یوسف بن مروان	۳۵۸	واقعات ۱۷۸ھ
۳۶۰	واقعات ۱۸۵ھ	۳۵۹	واقعات ۱۷۹ھ
۳۷۰	عبدالصمد بن علی	۳۶۰	خواص کی وفات اسماعیل بن محمد
۳۷۰	رابعہ عدویہ	۳۶۰	حماد بن زید
۳۶۰	واقعات ۱۸۶ھ	۳۶۰	امام مالک
۳۷۱	اس سال وفات پانے والوں میں سے خواص حضرات	۳۶۱	واقعات ۱۸۰ھ
۳۷۱	سلم الخیر الشاعر	۳۶۱	خواص کی وفات
۳۷۲	عباس بن محمد	۳۶۱	اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر
۳۷۲	یقظین بن موسیٰ	۳۶۱	حسان بن ابی سنان
۳۷۲	واقعات ۱۸۷ھ	۳۶۱	عافیہ بن زید
۳۷۶	خواص کی وفات	۳۶۲	سیبویہ
۳۸۱	واقعات ۱۸۸ھ	۳۶۲	عفیرۃ عابدۃ
۳۸۱	خواص کی وفات	۳۶۳	واقعات ۱۸۱ھ
۳۸۱	ابو اسحاق فزاری	۳۶۳	عبداللہ بن مبارک
۳۸۲	واقعات ۱۸۹ھ	۳۶۴	مفضل بن فضالہ
۳۸۲	خواص کی وفات	۳۶۴	یعقوب النائب
۳۸۲	محمد بن حسن	۳۶۵	واقعات ۱۸۲ھ
۳۸۳	واقعات ۱۹۰ھ	۳۶۵	خواص کی وفات
۳۸۳	مشہورین کی وفات	۳۶۵	معن بن زائدہ
۳۸۳	سعدون مجنون	۳۶۵	قاضی ابو یوسف
۳۸۳	عبیدہ بن حمید	۳۶۷	یعقوب بن داؤد بن طہمان
۳۸۳	یحییٰ بن خالد بن برمک کے حالات	۳۶۷	واقعات ۱۸۳ھ
۳۸۶	واقعات ۱۹۱ھ	۳۶۷	اس سال خواص میں سے وفات پانے والے حضرات
۳۸۶	اسی برس بغداد میں	۳۶۸	موسیٰ بن جعفر
۳۸۶	خواص کی وفات	۳۶۸	ہاشم بن بشیر بن ابی حازم
۳۸۶	واقعات ۱۹۲ھ	۳۶۸	یحییٰ بن زکریا
۳۸۷	اسماعیل بن جامع	۳۶۸	واقعات ۱۸۴ھ
۳۸۸	عبداللہ بن ادریس	۳۶۹	خواص کی وفات
۳۸۸	مصعب بن سلام	۳۶۹	عبداللہ بن مصعب

۳۱۱	حفص بن غیاث قاضی	۳۸۸	علی بن ظبیان
۳۱۱	ابو ضیص	۳۸۹	عباس بن احنف کے حالات
۳۱۱	واقعات ۱۹۷ھ	۳۸۹	عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر منصور
۳۱۳	واقعات ۱۹۸ھ	۳۸۹	فضل بن یحییٰ
۳۱۳	امین کے قتل کی کیفیت	۳۹۱	منصور بن زبرقان
۳۱۴	محمد بن امین کے حالات	۳۹۱	یوسف بن قاضی ابی یوسف
۳۱۵	عبداللہ مامون بن رشید ہارون کی خلافت	۳۹۱	واقعات ۱۹۳ھ
۳۱۶	واقعات ۱۹۹ھ	۳۹۱	رشید کی وفات
۳۱۶	واقعات ۲۰۰ھ	۳۹۲	ہارون الرشید کے حالات
۳۱۸	واقعات ۲۰۱ھ	۳۹۸	رشید کی زوجات، لڑکوں اور لڑکیوں کا بیان
۳۱۸	اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنا	۳۸۳	اولاد مومنٹ کی تفصیل
۳۱۸	خواص کی وفات	۳۹۹	محمد امین کی خلافت
۳۱۸	واقعات ۲۰۲ھ	۳۹۹	امین اور مامون کا اختلاف
۳۱۹	واقعات ۲۹۳ھ	۳۹۹	اسماعیل بن علیہ
۳۲۰	اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت توڑنا	۴۰۰	محمد بن جعفر
۳۲۰	خواص کی وفات	۴۰۰	ابوبکر عیاش
۳۲۰	علی بن موسیٰ کے حالات	۴۰۰	واقعات ۱۹۴ھ
۳۲۰	واقعات ۲۰۳ھ	۴۰۱	خواص کی وفات
۳۲۱	خواص کی وفات	۴۰۱	سالم بن سالم ابو بحر بلخی
۳۲۱	ابو عبداللہ محمد بن اوریس الشافعی کے حالات	۴۰۱	عبدالوہاب بن عبد المجید
۳۲۵	واقعات ۲۰۵ھ	۴۰۱	ابوالنصر البغنی المصاب
۳۲۵	خواص کی وفات	۴۰۱	واقعات ۱۹۵ھ
۳۲۷	واقعات ۲۰۶ھ	۴۰۲	خواص کی وفات
۳۲۷	واقعات ۲۰۷ھ	۴۰۲	اسحاق بن یوسف
۳۲۸	یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منصور کے حالات	۴۰۲	بکار بن عبداللہ
۳۲۸	واقعات ۲۰۸ھ	۴۰۲	ابونواس الشاعر
۳۲۹	سیدہ نفیسہ کی وفات	۴۰۹	واقعات ۱۹۶ھ
۳۲۹	فضل بن ربیع کے حالات	۴۱۰	امین کی معزولی کا سبب نیز اس کے بھائی ہارون کو کیسے
۳۳۰	واقعات ۲۰۹ھ		خلافت ملی
۳۳۰	واقعات ۲۱۰ھ	۴۱۱	خواص کی وفات

۴۵۲	ابو عبید القاسم بن سلام البغدادی کے حالات	۴۳۱	ولہن بوران
۴۵۳	واقعات ۲۲۵ھ	۴۳۲	واقعات ۲۱۱ھ
۴۵۴	سعید بن مسعدہ کے حالات	۴۳۲	مشہور شاعر ابوالعتاہیہ کے حالات
۴۵۴	الجرمی النحوی کے حالات	۴۳۲	واقعات ۲۱۲ھ
۴۵۴	واقعات ۲۲۶ھ	۴۳۳	واقعات ۲۱۳ھ
۴۵۴	ابودلف عجل	۴۳۳	علوک شاعر کے حالات
۴۵۵	واقعات ۲۲۷ھ	۴۳۴	واقعات ۲۱۴ھ
۴۵۶	معتصم کے حالات	۴۳۵	ابو محمد عبداللہ بن اعین بن لیث بن رافع المصری
۴۵۷	ہارون واثق بن معتصم کی خلافت	۴۳۵	واقعات ۲۱۵ھ
۴۵۷	بشر الحافی الزاہد المشہور	۴۳۵	ابوزید انصاری
۴۵۸	بشر کے اقوال زریں	۴۳۵	واقعات ۲۱۶ھ
۴۵۹	واقعات ۲۲۸ھ	۴۳۶	رشید کی عمرادی اور بیوی زبیدہ
۴۵۹	ابو تمام الطائی الشاعر	۴۳۷	واقعات ۲۱۷ھ
۴۶۰	واقعات ۲۲۹ھ	۴۳۷	واقعات ۲۱۸ھ
۴۶۱	واقعات ۲۳۰ھ	۴۳۷	پہلی آزمائش اور فتنہ کا ذکر
۴۶۱	عبداللہ بن طاہر بن حسین	۴۳۸	فصل
۴۶۲	واقعات ۲۳۱ھ ہجری	۴۳۹	عبداللہ المامون
۴۶۵	واقعات ۲۳۲ھ	۴۴۳	معتصم باللہ ابی اسحاق بن ہارون کی خلافت
۴۶۷	متوکل علی جعفر بن معتصم کے حالات	۴۴۴	اسی سال خواص میں وفات پانے والے
۴۶۸	واقعات ۲۳۳ھ	۴۴۴	بشر المدیسی کے حالات
۴۶۹	واقعات ۲۳۴ھ	۴۴۵	ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب معافری
۴۶۹	واقعات ۲۳۵ھ	۴۴۵	واقعات ۲۱۹ھ
۴۷۱	اسحاق بن ماہان	۴۴۵	واقعات ۲۲۰ھ
۴۷۱	واقعات ۲۳۶ھ	۴۴۶	واقعات ۲۲۱ھ
۴۷۱	واقعات ۲۳۷ھ	۴۴۶	واقعات ۲۲۲ھ
۴۷۳	واقعات ۲۳۸ھ	۴۶۶	بابک کی گرفتاری کا واقعہ
۴۷۳	واقعات ۲۳۹ھ	۴۴۷	واقعات ۲۲۳ھ
۴۷۳	احمد بن عاصم انطاکی	۴۴۸	معتصم کے ہاتھوں عموریہ شہر کی فتح
۴۷۳	احمد بن عاصم کے اقوال زریں	۴۵۰	عباس بن مامون کا قتل
۴۷۴	واقعات ۲۴۰ھ	۴۵۱	واقعات ۲۲۴ھ

۵۰۱	۴۷۴	احمد بن ابی داؤد
۵۰۲	۴۷۷	خواص کی وفات
	۴۷۸	مولف مدونہ بخون الماکی
	۴۷۸	واقعات ۲۳۱ھ
	۴۸۰	امام احمد بن حنبل
	۴۸۱	امام احمد کا زہد و تقویٰ اور تقشف
	۴۸۳	امام احمد بن حنبل کی آزمائش کا بیان
	۴۸۴	ائمہ سنت کے کلام سے فتنہ اور آزمائش کا خلاصہ
	۴۸۵	معصم کے سامنے آپ کو سزا دینے کا بیان
	۴۸۷	امام احمد کے بارے میں ائمہ کے تعریفی کلمات
	۴۸۹	آزمائش کے بعد امام احمد کا حال
	۴۹۱	امام احمد بن حنبل کی وفات
	۴۹۱	امام احمد کے بارے میں روایا صالحہ کا بیان
	۴۹۳	واقعات ۲۳۲ھ
	۴۹۳	خواص کی وفات
	۴۹۴	واقعات ۲۳۳ھ
	۴۹۴	خواص کی وفات
	۴۹۴	ابراہیم بن عباس
	۴۹۵	واقعات ۲۳۴ھ
	۴۹۵	واقعات ۲۳۵ھ
	۴۹۶	ابن الراوندی
	۴۹۶	واقعات ۲۳۶ھ
	۴۹۷	خواص کی وفات
	۴۹۷	احمد بن ابی الحواری
	۴۹۸	آپ کے اقوال زرین
	۴۹۸	واقعات ۲۳۷ھ
	۴۹۸	متوکل علی اللہ کے حالات
	۴۹۹	متوکل عوام کا محبوب
	۵۰۰	محمد مختصر بن متوکل کی خلافت
	۵۰۰	ابو سلیمان المازنی النحوی

ختم شد حصہ نہم و دہم
تاریخ ابن کثیر

واقعات ۲۳۸ھ



تاریخ ابن کثیر حصہ نہم

۷۳۵ھ ہجری کے واقعات

۷۳۵ھ ہجری کے شروع میں ہی عبدالملک نے طارق بن عمرو کو مدینہ کی گورنری سے معزول کیا اور حجاج بن یوسف ثقفی کو اس کی جگہ گورنر منتخب کیا اس مہم کے لئے وہ خود مدینہ آیا اور کئی مہینوں تک وہیں ٹھہرا رہا اور پھر بارادہ عمرہ وہاں سے نکلا، عمرہ سے فارغ ہو کر پھر ماہ صفر میں مدینہ واپس آیا اور آٹھ روز تک مدینہ میں قیام کیا اور بنو سلمہ میں ایک مسجد تعمیر کروائی جو آج تک اسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدونہ کرنے پر حجاج نے جابر اور سمیل بن سعد کو بہت برا بھلا کہا اور نازیبا الفاظ استعمال کئے اور میرے گمان کے مطابق اسی سال ابو اور یس خولانی کو حجاج نے یمن کا قاضی بھی مقرر کیا۔ واللہ اعلم۔

ابن جریر کے بیان کے مطابق اسی سال حجاج نے کعبۃ اللہ کی اس تعمیر کو شہید کروا دیا جس کی تعمیر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کروائی تھی اور کعبہ شریف کی تعمیر سابقہ طرز کے مطابق کرائی۔ میری رائے یہ ہے کہ حجاج نے کعبہ شریف کی ساری دیواریں شہید نہیں کروائی تھیں بلکہ اس نے صرف شامی دیوار کو گرا کر اس کے پتھر نکلوائے تھے اور اس کو بند کر دیا تھا اور بقیہ پتھر کعبۃ اللہ کے اندر والے حصے میں لگوا دیئے تھے اور باقی تینوں دیواریں اپنی سابقہ حالت پر باقی رہیں یہی وجہ ہے کہ کعبہ کی مشرقی اور مغربی بنیاد جو زمین سے ملحق ہیں وہ آج بھی اسی حالت میں موجود ہیں البتہ مغربی دیوار کی بنیاد بالکل شہید کر کے مشرقی دیوار کے نچلے حصے کی مرمت کروائی یہاں تک کہ اس کو زمین سے بلند کر دیا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں تھی۔

حجاج اور عبدالملک کو غالباً رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں پہنچا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کی خالہ حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ”لو لا ان قومک حدیث عہدہم بکفر الخ“ یعنی اگر تیری قوم کا زمانہ کفر سے یا جاہلیت سے زیادہ قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو شہید کر کے اس میں حطیم کو بھی شامل کر دیتا اور اس کا ایک مشرقی دروازہ بناتا اور ایک مغربی دروازہ اور ان دونوں کو زمین سے ملحق کر دیتا چونکہ تیری قوم کے پاس اخراجات کی کمی تھی اس لئے وہ اس کی تعمیر میں پتھر استعمال نہ کر سکے اور نہ ہی اس کی تعمیر حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر مکمل کر سکے۔ چنانچہ انہوں نے اس کا دروازہ اس طرح زمین کی سطح سے اونچا رکھا تا کہ جس کو وہ چاہیں کعبہ شریف میں داخل ہونے کی اجازت دیں اور جس کو چاہیں منع کر دیں پس جب عبداللہ زبیر کو اس پر قدرت ہوئی تو اس نے ایسا ہی کیا جب عبدالملک کو اس کے بعد یہ حدیث پہنچی تو اس نے کہا:

وَدَدْنَا لَوْ تَرَكْنَا وَمَا تَوَلَّى مِنْ ذَلِكَ

یعنی، کاش ہم اس معاملہ کو یوں ہی چھوڑ دیتے اور اس کو نہ چھیڑتے۔

اسی سال عبدالملک نے اپنے بھائی بشر بن مروان کو حکم دیا کہ خوارج کا طبقہ ازرقہ کے ساتھ جنگ کے لئے مہلب بن ابی صفرہ کو امیر بنا کر مصر و

بصرہ کی فوجیں اس کی ماتحتی میں دی جائیں چونکہ بشر بن مروان کو مہلب بن ابی صفرہ سے قلبی طور پر نفرت تھی اس لئے اس نے عبد الملک کے اس حکم کو بادل تا خواستہ قبول کیا اور اس نے لوگوں کو مجبوراً مہلب بن ابی صفرہ کی اطاعت پر راضی کیا اور بشر بن مروان کے لئے عبد الملک کے حکم کی تعمیل کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا چنانچہ اس نے کوفیوں کے امیر عبد اللہ بن جحف کو ہدایت کی کہ وہ اپنے احکامات پر سختی کے ساتھ عمل کرائے اور مہلب بن ابی صفرہ کا کوئی مشورہ اور اس کی کوئی رائے قبول نہ کرے پس مہلب بن ابی صفرہ اہل بصرہ کو لے کر روانہ ہوا اور دوران سفر راستے کے دوسرے امراء بھی اس کے ساتھ ہوئے یہاں تک کہ رامہر مز کے مقام پر پڑاؤ ڈالا یہاں پر مہلب دس دن بھی نہ ٹھہرا تھا کہ اسے بشر بن مروان کی موت کی اطلاع ملی بصرہ میں ان کا انتقال ہوا تھا اور وہاں کا حاکم اب خالد بن عبد اللہ مقرر ہوا تھا۔ یہ خبر سن کر مہلب نے کچھ فوجیں تو وہیں چھوڑ دیں اور بقیہ افواج کو لے کر بصرہ واپس پہنچا اسی دوران خالد بن عبد اللہ نے باغیوں کو دھمکی آمیز خط لکھا کہ اگر وہ امیر کے پاس نہ پہنچے تو سخت نقصان اٹھائیں گے نیز ان کو عبد الملک کی جاہ سلطنت کا رعب جما کر تنبیہ کی چنانچہ جب ان باغیوں نے عمرو بن حریث سے کوفہ جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے جواب میں لکھا کہ تم نے اپنے امیر کو چھوڑ دیا ہے اور تم باغی بن کر آئے ہو ایسے باغیوں کو نہ کوئی اجازت ملے گی اور نہ ان کو تحفظ دیا جائے گا۔

جب ان باغیوں کو پتہ چلا تو یہ سب اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر مختلف علاقوں کی طرف چلے گئے اور روپوش ہو گئے یہاں تک کہ بشر بن مروان کی جگہ حجاج عراق کا گورنر بنا۔ اس کی مزید تفصیل عنقریب آئے گی۔

بکیر بن وشاح کی معزولی..... اسی سال عبد الملک بن مروان نے بکیر بن وشاح تمیمی کو خراسان کی گورنری سے معزول کر کے عبد اللہ بن خالد بن اسید قرشی کو گورنر مقرر کیا تاکہ لوگ اس پر اتفاق کر لیں اور اس عزل و نصب کی ضرورت اس لئے تھی کہ عبد اللہ بن خازم کے بعد خراسان فتنہ کا مرکز بن گیا تھا جب امیہ بن عبد اللہ خراسان آیا تو اس نے بکیر بن وشاح کو پولیس کی سربراہی کی پیشکش کی لیکن اس نے انکار کیا اور اس سے طحارستان کا گورنر بنانے کا مطالبہ کیا لیکن لوگوں نے امیہ سے اسے اس طرح اکیلے چھوڑ دینے پر اندیشے کا اظہار کیا اس لئے امیہ نے اس کو اپنے پاس ہی مقیم رکھا۔ ابن جریر نے کہا کہ حجاج اس سال امیر حج بنا۔ جب کہ وہ مدینہ، مکہ، یمن اور یمامہ کا گورنر تھا نیز اس نے یہ بھی کہا ہے کہ عبد الملک نے بھی اسی سال عمرہ ادا کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۷۴ ہجری میں وفات پانے والے

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا ذکر..... حضرت رافع بن خدیج بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں جنگ احد اور اس کے بعد کی جنگوں میں شریک ہوئے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہم کارب تھے، زراعت اور کھیتی باڑی کے کاموں میں بھی ایک دوسرے کے شریک تھے۔ چھبیس سال کی عمر میں ۷۴ھ میں ان کا انتقال ہوا ان سے انھتر احادیث مروی ہیں جو سب کی سب قوی ہیں، جنگ احد کے دن ان کی ہنسی میں ایک تیراگا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اختیار دیا تھا کہ چاہے تو ان سے تیر نکال دیا جائے اور چاہے تو اسے اسی طرح چھوڑ دیا جائے جو ان کے لئے قیامت کے دن گواہی دے گا۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے دوسری صورت قبول کی چنانچہ یہی زخم خراب ہوا اور اسی سال اس زخم کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذکر..... ان کا نام گرامی سعد بن مالک بن سنان انصاری خزرجی تھا یہ فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جلیل القدر صحابی ہیں جنگ احد میں کم سنی کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے اس کے بعد غزوہ خندق میں پہلی مرتبہ شریک ہوئے اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شرکت فرمائی۔ ان سے بہت ساری احادیث مروی ہیں اور صحابہ کرام کی جماعت میں سے بھی ایک عظیم جماعت۔ یہ انہوں نے روایت نقل کی ہیں تابعین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی بڑی جماعت نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ شریف فاضل دہلوی صاحب کرام میں ان کا شمار ہوتا ہے علامہ واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ۷۴ھ میں ان کا انتقال ہوا لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے دس برس پہلے

ان کا انتقال ہوا۔ واللہ اعلم۔

طبرانی نے لکھا ہے کہ مقدم بن داؤد نے ہمیں بیان کیا ان سے خالد بن نزار نے، ان سے ہشام بن سعید نے، انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سے کن لوگوں پر زیادہ مصیبت آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا انبیاء پر میں نے پوچھا ان کے بعد کن لوگوں پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا صلحا پر ان میں سے بعض تو اس قدر فقر و فاقہ میں مبتلا ہوئے تھے کہ ان کے جسم پر سوائے ستر عورت کے ایک صدری یا جبہ کے کوئی لباس نہ ہوتا تھا کسی کے جسم میں ایسی جوئیں پڑتی تھیں کہ ان کی تکلیف سے نجات مشکل ہوتی تھی مگر ان کے ان تکالیف کے باوجود صبر کا عالم یہ ہوتا تھا کہ راحت و آرام کی زندگی سے زیادہ ان کو اذیت و تکلیف والی زندگی پسند تھی۔

تیمہ بن سعید کہتے ہیں ہمیں لیث بن سعد نے بیان کیا انہوں نے ابن عجلان سے انہوں نے سعید المقمری سے اور انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان کے اہل و عیال نے جب ایک دن روزمرہ کی ضروریات کا تقاضہ کیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاجت روائی کے لئے حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے کہ، اے لوگو اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم سوال کرنے سے مستغنی ہو جاؤ اور جو شخص سوال کرنے سے پرہیز کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بہت دے گا جو شخص استغناء برتے گا اللہ تعالیٰ اس کو مالدار کر دے گا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو صبر سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں عطا فرمائی اور اگر تم سوال کرنے سے نہیں رکو گے تو میرے پاس جو کچھ ہو گا وہ تمہیں عطا کر دوں گا، اس کو طبرانی نے عطاء بن یسار سے اور انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ..... ابن خطاب قرشی عدوی ابو عبد الرحمن مکی پھر مدنی اپنے والد ماجد کے ساتھ اسلام قبول کر لیا تھا اور بلوغت کو بھی نہ پہنچے تھے کہ اپنے والد کے ساتھ ہجرت کی جب کہ ان کی عمر صرف دس سال تھی غزوہ احد کے دن کم سنی کی وجہ سے جنگ میں شرکت کی اجازت نہ ملی لیکن غزوہ خندق کے موقع پر شرکت کی اجازت ملی جب کہ ان کی عمر پندرہ سال کی تھی اس کے بعد دوسرے غزوات میں شریک رہے۔ یہ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر کے حقیقی بھائی تھے ان کی..... ہ زینب بنت مظعون تھیں جو عثمان بن مظعون کی بہن تھیں۔ عبداللہ بن عمر میانہ قد والے تھے گندم گوں رنگ والے ان کے سر کے بال جمع تھے جو کندھوں تک پہنچتے تھے، تن آور تھے داڑھی میں سنہرا خضاب لگواتے تھے اور اپنی مونچھوں کو کٹواتے تھے۔ اور وہ ہر نماز کیلئے تازہ وضو کرتے تھے اور پانی کو اپنی آنکھوں کی اندرونی طرف تک داخل کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو قضاء کے منصب پر فائز کرنا چاہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ ان کے والد نے بھی اس منصب پر فائز کرنا چاہا تھا۔ یرموک، قادسیہ، جلولاء اور فارس کے دوسرے معرکوں میں شریک رہے نیز فتح مصر کے وقت بھی موجود رہے اور وہاں پر ایک گھر بھی تعمیر کروایا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ، فارس اور مدائن کا بھی کئی مرتبہ دورہ کیا۔ حضور اکرم ﷺ کے انتقال کے وقت ان کی عمر بائیس سال تھی۔ عبداللہ بن عمر کو اپنے مال و جائداد میں کوئی چیز زیادہ پسندیدہ نظر آتی تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر ڈالتے۔ ان کے غلاموں کو ان کی اس عادت کا پتہ تھا اس لئے عام طور پر ان میں سے کوئی ایک مسجد میں دیر تک رکا رہتا تھا جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھتے تو اس غلام کو آزاد کر دیتے ایک مرتبہ لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے مکر و فریب کرتے ہیں تو آپ نے جواب فرمایا، یہ لوگ اگر ہم سے اللہ تعالیٰ کے لئے فریب کرتے ہیں تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے لئے اس دھوکہ کو گوارا کر لیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک باندی تھی جس کو وہ بہت پسند کرتے تھے ان کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد کر دیا اور اپنے آزاد کردہ غلام نافع سے اس کا نکاح کر دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہر گز نیکی میں کمال حاصل نہیں کر سکو گے جب تک اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک اونٹ خریدا جب اس پر سواری کی تو انہیں بہت پسند آیا، نافع سے ارشاد فرمایا کہ اے نافع اس اونٹ کو صدق کے اونٹوں میں شامل کر دیا جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ابن جعفر نے نافع غلام کی دس ہزار قیمت دینا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے خاطر آزاد کر دیا اسی طرح ایک مرتبہ ایک غلام چالیس ہزار میں خرید لیا اور اس کو آزاد کر دیا تو غلام نے کہا اے میرے آقا آپ نے مجھے آزاد تو کر دیا لیکن مجھے زندگی کی گزر بسر کے لئے تو کچھ عنایت فرمائیں تو اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو چالیس ہزار دیدیئے۔ اسی طرح ایک مرتبہ انہوں نے پانچ غلام خرید لئے اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تو وہ پانچوں کے پانچ غلام بھی ان کے پیچھے نماز پڑھنے لگ گئے تو آپ نے پوچھا کہ تم لوگ کس کے لئے نماز پڑھ رہے ہو، انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کے لئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سب اس کے (اللہ) کے نام پر آزاد ہو جس کے لئے تم نے نماز پڑھی پھر ان کو آزاد کر دیا۔ حاصل یہ کہ انہوں نے اپنی موت تک ایک ہزار غلام آزاد کر دیئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بسا اوقات ایک ہی مجلس میں تیس تیس ہزار دینار صدقہ کر دیتے ان کی عادت تھی کہ جب تک کسی یتیم کو اپنے دسترخوان پر نہ بٹھا لیتے گوشت تناول نہیں فرماتے تھے۔ بعض اوقات یتیم نہ ملنے کی صورت سے کئی کئی دن اور مہینہ تک انتظار کرتے۔

ان کے پاس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کے سلسلے میں ایک لاکھ دینار بھیجے تھے مگر ایک سال پورا ہونے سے پہلے انہوں نے یہ ساری رقم خرچ کر دی تھی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے مانگتا نہیں ہوں اور اللہ تعالیٰ جو کچھ مجھے دے دیتا ہے اسے شکر کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ فتنہ کے زمانہ میں جو امیر آتا تھا وہ ان کے پیچھے نماز ادا کرتا تھا اور اپنے اموال کی زکوٰۃ خرچ کرنے کے لئے ان کو دے دیتا تھا وہ مناسک حج سب سے زیادہ جانتے تھے اور حضور اکرم ﷺ کے آثار کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تلاش کرتے تھے اور وہاں نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ جس درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے۔ اس درخت کی حفاظت فرماتے اور اس کی جڑوں میں پانی ڈالتے تھے اور جب کبھی عشاء کی نماز جماعت سے رہ جاتی تو اس کی تلائی کے لئے پوری رات بیداری میں گزارتے تھے۔ آپ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے تھے۔

لوگ کہا کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب تک زندہ رہے وہ فضل و کمال میں اپنے والد کی طرح تھے جس دن ان کا انتقال ہوا تو وہ زندہ لوگوں میں سب سے بہتر سمجھے جاتے تھے۔ ساٹھ سال تک لوگ ان سے فتویٰ حاصل کرتے رہے۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بہت ساری احادیث روایت کی ہیں اس کے علاوہ انہوں نے حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی، سعد، ابن مسعود، حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی روایات نقل کی ہیں اور خود ان سے بہت سے لوگوں نے جن میں ان کے بیٹوں حمزہ، بلال، زید، سالم، عبداللہ، عبید اللہ، سلم، انس بن سیرین، حسن، سعید بن جبیر، سعید بن المسیب، طاؤس، عروہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، ابن سیرین، زہری اور ان کے آزاد کردہ غلام نافع نے روایات بیان کی ہیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ نیک آدمی ہے بشرطیکہ قائم الیل ہو، چنانچہ اس ارشاد کے بعد وہ ہمیشہ قیام اللیل کرتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ قریش کے نوجوانوں میں عبداللہ بن عمر سب سے زیادہ اپنے نفس پر قابو پانے والے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عبداللہ ابن عمر کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ جس کو دنیا نے اپنی طرف مائل نہیں کر لیا ہو۔ اور عبداللہ بن عمر کے علاوہ دنیا کا کوئی شخص نہیں ہے کہ مال و دولت ملنے کے بعد اس کے درجات کم نہ ہوئے ہوں۔ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہونا تھا، ہو گیا۔ لیکن دنیا کا کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو ابن عمر جیسے اعمال کے ساتھ اللہ سے ملنا نہ پسند کرتا ہو۔ زہری کا کہنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر متوازن ارادہ کے مالک تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے لیکن اپنے اور صحابہ کرام کے احوال سے مکمل باخبر رہتے تھے۔ مالک کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر چھیا سی برس زندہ رہے اور ساٹھ سال تک فتویٰ دیتے رہے۔ دور دراز سے لوگ ان کے پاس آیا کرتے تھے۔ واقدی اور دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ ابن عمر کا انتقال ۷۳ میں ہوا۔ لیکن زہری بن بکار اور دوسرے حضرات کا قول یہ ہے کہ ۷۳ میں ان کا انتقال ہوا لیکن قول اول صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ..... ابن قتادہ بن سعد بن عامر بن خندع بن لیث، لیثی ثم الخندعی، ابو عاصم اہل مکہ کے قاضی تھے۔ بقول مسلم بن حجاج ان کی ولادت نبی کریم ﷺ کی حیا طیبہ میں ہوئی۔ بعض کی روایت کے مطابق ان کو حضور ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔

انہوں نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے اور ان کی صحبت بھی ملی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، عبداللہ بن عمر اور ام سلمہ وغیرہ سے بھی ان کی روایات منقول ہیں نیز ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں آپ کی توثیق ابن معین اور ابوزرعدہ وغیرہ نے بھی کی ہے۔ ان کے حلقہ صحبت میں ابن عمر جیسے بزرگ صحابی بھی شامل تھے جو ان کی وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر بے اختیار رونا شروع کر دیتے تھے عبید بن عمیر بڑے فصیح و بلیغ تھے، اپنے وعظ کے دوران خود بھی روتے تھے یہاں تک کہ کنکریاں ان کے آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھیں۔

مہدی بن میمون نے غیلان بن جریر سے روایت کیا ہے کہ عبید بن عمیر جس سے مواخات کا معاملہ کرتے تھے تو اس کو لے کر قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے اور اس طرح دعا کرتے تھے۔ اے اللہ ہمیں نیک بخت بنا، اس رشد و ہدایت کے ذریعے جو آپ کا نبی لے کر آیا ہے اور محمد ﷺ کو ہمارے ایمان کا گواہ بنا دے اور ہمیں نیکیوں کے حصول کی توفیق عطا فرما اور دور دراز کی آرزوؤں سے اور امیدوں سے ہمیں دور رکھ، ہمارے دلوں کو نرم کر اور ناحق باتیں کہنے سے ہمیں محفوظ رکھ اور ہم تجھ سے کوئی ایسا سوال نہ کریں جس کا ہمیں علم نہ ہو۔

بخاری نے ابن جریر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ان کا انتقال عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ..... ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا پورا نام وہب بن عبداللہ سوائی ہے، حضور اکرم ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ کی صحبت کا شرف ان کو حاصل ہوا ہے انہوں نے آپ ﷺ کو اپنی بلوغت سے پہلے آپ ﷺ کے انتقال کے وقت دیکھا لیکن آپ ﷺ سے کئی احادیث بیان کی ہیں، نیز حضرت علی اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ابو حنیفہ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے، جن میں اسماعیل بن ابی خالد، حکم، سلمہ بن کہیل، شعبی اور ابواسحاق السبئی شامل ہیں۔ یہ کوفہ تشریف لے گئے اور وہاں پر اپنا مکان بنوایا اور اسی سال یعنی ۴۷ھ میں وہاں پر ان کا انتقال ہوا۔ بعض کا کہنا ہے کہ ان کا انتقال ۹۴ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے محافظوں (باڈی گارڈ) میں سے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لئے منبر پر کھڑے ہوتے تھے تو اس وقت ابو حنیفہ ان کے منبر کے پیچھے بغرض حفاظت کھڑے رہتے تھے۔

سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ..... حضرت سلمہ بن الاکوع ابن عمرو بن سنان انصاری ہیں۔ بیعت رضوان کرنے والوں میں شامل تھے۔ ان کا شمار شہسوار اور علماء صحابہ کرام میں ہوتا تھا۔ مدینہ منورہ میں فتویٰ بھی دیتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات اور اس کے بعد کی جنگوں شریک رہے ستر سال سے زائد عمر پائی اور مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔

مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر..... مالک بن رضی اللہ عنہ عامر اصبحی مدنی کہلاتے ہیں۔ یہ امام مالک بن انس کے دادا ہیں، انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے اور دوسروں سے بھی روایت نقل کی ہے۔ مالک رضی اللہ عنہ عالم و فاضل تھے۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔

ابو عبد الرحمن السلمی..... ابو عبد الرحمن کا شمار اہل کوفہ کے مہمان نوازوں میں ہوتا ہے۔ ان کا نام گرامی عبداللہ بن حبیب ہے۔ انہوں نے حضرت عثمان بن عفان اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک سنایا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی جماعت سے بھی قرآن پاک سن چکے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر حجاج کی گورنری تک یہ کوفہ کے سب سے بڑے قاری شمار ہوتے تھے ان سے عاصم بن ابی انجو وغیرہ نے قرآن کریم پڑھا کوفہ میں ان کی وفات ہوئی۔

ابو معرض اسدی..... ان کا نام نامی مغیرہ بن عبداللہ کوفی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں ان کی ولادت ہوئی۔ یہ عبدالملک بن مروان کے دربار میں بھی تشریف لائے اور اس کی تعریف کی ان کے اشعار اچھے ہوتے ہیں اور یہ قطشی تخلص کے ساتھ معروف تھے، ان کا چہرہ سرخ اور ان کے

بال گھنے تھے۔ ان کی وفات کوفہ میں ۷۴ میں ہوئی اور انہوں نے تقریباً اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

بشر بن مروان..... عبدالملک بن مروان کے بھائی بشر بن مروان اموی ہیں۔ یہ عبدالملک بن مروان کی طرف سے اہل عراق کے گورنر تھے۔ دمشق میں عقبۃ اللباب کے قریب ان کا گھر تھا۔ یہ بہت تخی اور مالدار تھے۔ حنظل کے قریب دیر مروان انہی کی طرف منسوب ہے۔ یہ وہی ہے جس نے مرج راھط والے دن خالد بن حصین کلابی کو قتل کروایا تھا۔ یہ اپنے دروازے کبھی بند نہیں کرواتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ پردہ میں رہنا عورت کا خاصہ ہے (مرد چھپ کر نہیں بیٹھتے) یہ ہنس مکھ چہرے والے تھے اور شعراء کو ہزاروں کا انعام دیا کرتے تھے ان کی تعریف کرنے والوں میں فرزدق اور انھل بھی شامل ہیں۔

جمہیہ نے استواء علی العرش پر انھل شاعر کے اس شعر سے استدال کیا ہے، وہ شعر یہ ہے:

قد استوی بشر علی العراق من غیر سيف و دم مهراق

یعنی بشر بن مروان نے بغیر تلوار چلائے اور بغیر خون ریزی کے عراق میں قبضہ کر لیا۔

جمہیہ کا یہ استدال کئی وجوہات سے باطل ہے۔ انھل شاعر نصرانی تھا۔

بشر کے بازو میں ایک پھوڑا نکل آیا تھا جو اس کی موت کا سبب بنا۔ پھوڑا نکلا تو اس سے کہا گیا کہ ہاتھ گٹوں سے کاٹ دیا جائے۔ لیکن اس کے باوجود وہ زخم سرایت کر گیا یہاں تک کہ کندھے تک پہنچا اور پھر وہ پیٹ تک پہنچا اور اسی سے اس کی موت واقع ہوئی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو رو کر کہنے لگا کہ کاش آج میں ایک غلام ہوتا اور جنگل میں بکریاں چرایا کرتا اور ذمہ داریاں میرے اوپر نہ ہوتیں۔ اس کا یہ قول ابو حازم یا سعید بن مسیب سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ان کو موت کے وقت ہماری پناہ لینے پر مجبور کر دیا نہ کہ ہمیں ان کے پاس پناہ لینے کے لئے جانا پڑا۔ اور حسن کا بیان ہے کہ میں ان کے پا گیا تو وہ اپنی چار پائی پر بے قرار تڑپ رہا تھا اس کے کچھ دیر بعد وہ اس کے نیچے اترا۔ اس کے ارد گرد اطباء موجود تھے اور وہ بے بسی سے سب کو دیکھ رہا ہے۔ ۷۴ میں بصرہ میں اس کا انتقال ہوا۔ یہ پہلا گورنر تھا جس کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ عبدالملک بن مروان کو جب ان کے انتقال کی اطلاع ملی تو وہ اس پر غمگین ہوا اور اس نے شعراء کو اس کا مرثیہ لکھنے کی ہدایت کی۔ واللہ اعلم۔

سن ۷۵ ہجری

۷۵ ہجری میں محمد بن مروان نے جو عبدالملک بن مروان کا بھائی تھا، رومیوں سے جنگ کی، مرعش سے نکلنے کے بعد ان لوگوں نے یہ جنگ کی۔ اسی سال عبدالملک نے مدینہ کی گورنری یحییٰ بن حکم بن ابی العاص کے حوالے کر دی اور حجاج کو معزول کر دیا۔ اسی سال عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو عراق، بصرہ، کوفہ اور اس کے قرب و دوار کے بڑے بڑے علاقوں کا امیر و گورنر بنادیا اور یہ سب کچھ بشر بن مروان کے انتقال کے بعد ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبدالملک کے خیال میں اہل عراق کی سرکشی روکنے کے قابل سوائے حجاج بن یوسف کے اور کوئی نہ تھا۔ صرف وہی اپنے رعب و دبدبہ، شان و شوکت اور ہیبت و عظمت کی وجہ سے اہل عراق کی سرکشی پر غالب آ سکتا تھا، چنانچہ عبدالملک نے حجاج کو خط لکھا جو مدینہ ہی میں تھا اور عراق کی گورنری سپرد کر دیئے جانے کی اطلاع دی۔ عبدالملک کا خط جیسے ہی حجاج کے پاس پہنچا وہ مدینہ سے عراق کے لئے بارہ شہسواروں کے ہمراہ روانہ ہو گیا اور کوفہ والوں کی غفلت کے وقت وہ کوفہ میں داخل ہوا یہ لوگ عمدہ اور تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار تھے۔ چنانچہ اس نے کوفہ کے قریب پڑاؤ ڈالا، غسل کیا، خضاب لگایا، عمدہ لباس پہنا، تلوار لٹکانی اور اپنے عمامہ کو خاص شان سے اپنے سر پر باندھا اور پھر گورنر ہاؤس کی طرف روانہ ہوا۔

یہ جمعہ کا دن تھا اور جمعہ کی پہلی اذان مؤذن دے چکا تھا۔ چنانچہ حجاج لوگوں کی بے خبری میں مسجد جا پہنچا اور منبر پر بیٹھ گیا اور کافی دیر تک خاموش رہا۔ لوگ نظریں اٹھا اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے رہے اور پھر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھنے لگے اور کنکریاں اٹھالیں تاکہ اس کو مار سکیں۔ اس سے قبل وہ ایک گورنر کے ساتھ ایسا کر چکے تھے جب حجاج کافی دیر تک خاموش رہا جبکہ لوگ حجاج کی گفتگو سننا چاہتے تھے تو وہ ان سے مخاطب ہوا اور سب سے پہلی بات جو اس نے کہی وہ یہ تھی، اے اہل عراق، اے اہل اختلاف، اے اہل نفاق اور اے بد اخلاق لوگو! مجھے تمہارے بارے میں یہاں آنے سے پہلے

ہی علم تھا اور اس کی اہمیت سے بھی واقف تھا اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا تھا کہ وہ میرے ذریعے تمہیں آزمائش میں مبتلا کر دے میرے ہاتھ سے وہ کوڑا جس سے میں تمہیں تادیب کرنا چاہتا تھا وہ گزشتہ کہیں گر گیا ہے اس لئے میں نے اس کی جگہ اس کو استعمال کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی لٹکی ہوئی تلوار کی طرف اشارہ کیا اور پھر یہ کہا کہ خدا کی قسم میں تمہارے بڑے کے بدلے میں تمہارے چھوٹے کو پکڑوں گا اور تمہارے غلام کے بدلے تمہارے آزاد کو پکڑوں گا اور پھر تمہیں اس طرح کوٹوں گا جس طرح لوہا لوہے کو کوٹتا ہے جس طرح نان بائی آنے کو گوندھتا ہے۔ جب لوگوں نے حجاج کے اس انداز گفتگو کو دیکھا تو ان کے ہاتھوں سے نکریاں گرنا شروع ہو گئیں۔

دوسری روایت کے مطابق حجاج رمضان المبارک کے مہینے میں کوفہ میں ظہر کے وقت مسجد میں داخل ہوا اور منبر پر جا بیٹھا اور وہ سرخ رنگ کی پکڑی پہنے ہوئے تھا جس کے اطراف سے چہرے کو چھپائے ہوئے تھا پھر کہا کہ اے لوگوں کو میری طرف متوجہ کرو۔ لوگوں نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو خوارج سمجھ لیا تھا۔ چنانچہ جب سب لوگ ان کے پاس جمع ہوئے تو پھر اس نے اپنے چہرہ سے پردہ ہٹا لیا اور یہ شعر پڑھا:

انا ابن جلا و طلاع الشایا متی اضع العمامۃ تعرفونی

میں مشہور آدمی ہوں اور نشیب و فراز سے واقف ماہر و تجربہ کار ہوں

جب اپنا عمامہ اتاروں گا تو تم اچھی طرح مجھے پہچان لو گے

پھر اس نے کہا اللہ کی قسم! میں ہر معاملے کو اس کی اہمیت کے پیش نظر دیکھتا ہوں اور اس کو اچھی طرح حل کرتا ہوں اور ہر پاؤں میں وہی جوتا پہنتا ہوں جو اس کے برابر ہوتا ہے۔ ہر کام کو اس کی مناسبت سے سمجھداری سے انجام دیتا ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھے کچھ ایسے سر نظر آ رہے ہیں کہ جن سروں کا اپنی گردنوں سے جدا ہونے کا وقت آ گیا ہے بلکہ مجھے تو بعض لوگوں کی پکڑیوں اور داڑھیوں پر بہتا ہوا خون بھی دکھائی دے رہا ہے جو پنڈلیوں تک جا پہنچا ہے۔ پھر اس نے یہ شعر کہے:

ہذا وان الشعر ففشتادی زیم

قد لففہا اللیل سواق حطم

لست بـ راعی ابـل ولا غنـم

ولا بـ جـزائـر علی ظہـر و ضـم

قد لففہا اللیل بمعصـلبی

اروع خراج من الـدی

مہاجـر لبـس بـاعـر ابـی

اشعار پڑھنے کے بعد کہا، میں نے آج تک کسی کے ناز و نخرے برداشت نہیں کئے اور نہ ہی مجھ سے کوئی دشمنی کر سکا، میں نے بڑی بڑی جنگیں لڑیں ہیں اور بڑے تجربے حاصل کئے ہیں۔ عبدالملک بن مروان نے اپنے تمام حربے آزمائے ہیں اب قرعہ میرے نام نکلا ہے اور یہ کام میرے ذمے لگایا ہے اور عبدالملک بن مروان نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ فتنہ و فساد میں مبتلا ہو اور گمراہی کے راستے پر چل پڑے ہو اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے ہو لیکن اللہ کی قسم! میں تمہیں لکڑی کی طرح چھیل دوں گا اور میں جب کسی کو دھمکی دیتا ہوں تو اس کو پورا کر دیتا ہوں اور کسی سے وعدہ کرتا ہوں تو اس کو نبھاتا ہوں اس لئے تم اپنے آپ کو مختلف قسم کی باتوں اور اعتراضات سے دور رکھو اور تفرقہ بازی سے دور رہو اور سیدھے راستے پر چلتے رہو اور راہ حق سے منہ مت پھیرو ورنہ ہر ایک کو ایسی عبرت ناک سزا دوں گا کہ وہ اپنی مصیبت کا ہی ہو کر رہے گا اور دوسرے کا اس کو ہوش ہی نہیں رہے گا۔

اس فصیح و بلیغ تقریر کے بعد اس نے کہا میں تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس کے بعد اگر میں نے مہلب کے ان آدمیوں کو دیکھا جو بشر بن مروان کی موت کی خبر سن کر واپس لوٹے تھے تو میں ان کا خون بہانے اور انہیں لوٹنے میں ہرگز دریغ نہیں کروں گا اس کے بعد بغیر کچھ کہے وہ منبر سے اتر آیا اور سیدھا گورنر ہاؤس میں داخل ہوا۔

اس واقعہ کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف جب منبر پر چڑھا اور لوگ نیچے جمع ہو گئے تو یہ کافی دیر تک خاموش رہا یہاں تک کہ محمد بن عمیر نے اپنی منہی کنکریوں سے بھر لی اور حجاج بن یوسف پر کنکریاں پھینکنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کا ناس کرے، کتنا بور اور کتنا برا شخص ہے! جب حجاج بن یوسف اپنی تقریر ختم کر کے اٹھا تو اس کے ہاتھ سے بلا اختیار کنکریاں گرنا شروع ہو گئیں اور اس کو اس کا پتہ تک نہیں چلا اس لئے کہ وہ حجاج کی فصیح و بلیغ تقریر میں گم ہو چکا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف نے جب اپنی اس تقریر میں یہ کہا کہ چہرے مسخ کر دیئے جائیں۔ اللہ نے مثال بیان کی۔ ترجمہ: ”اللہ نے ایک ایسی مثال بتلائی کہ ایک بستی چین و امن سے تھی اس کو فراغت کی ہر جگہ سے روزی چلی آتی تھی پھر اللہ کے احسانات کی ناشکری کی پھر اس کو اللہ نے مزہ چکھایا کہ ان کے جسم کے کپڑے بھوک اور ڈر ہو گئے بوجہ اس کے جو وہ کرتے تھے۔“

اے لوگو! تم سیدھے راستے پر آ جاؤ ورنہ اللہ کی قسم میں تمہیں بہت ذلیل کروں گا اور تم پر اتنی سختی کروں گا یہاں تک کہ تم فرمانبردار بن جاؤ گے۔ اللہ کی قسم تمہارے ساتھ انصاف ہوگا۔ تم لوگ عوام کو بھڑکانے کے لئے ادھر ادھر کی باتیں اور ”یہ ہو گیا وہ ہو گیا، مجھے فلاں فلاں نے فلاں خبر دی ہے۔“ حالانکہ درحقیقت ہوتا کچھ بھی نہیں ہے، ایسے غلط پروپیگنڈے سے دور رہو۔ بصورت دیگر کان کھول کر سن لو اس تلواریں سے یہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا جو عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دیتی ہے۔ اور یہ کام اس وقت تک کرتا رہوں گا جب تک تم لوگ بالکل تیر کی طرح سیدھا نہیں ہو جاتے۔ حاصل یہ ہے کہ حجاج نے بڑی طویل فصیح و بلیغ تقریر کی جو بڑی سخت قسم کی وعیدوں اور دھمکیوں پر مشتمل تھی جس میں کسی بھلائی کا وعدہ نہیں تھا۔

تیسرے دن بازار میں حجاج بن یوسف کے کانوں میں تکبیر کی آواز آئی وہ نکلے اور منبر پر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اے اہل عراق، اے اہل اختلاف، اے اہل نفاق، اے بد اخلاق لوگو! میں نے آج بازار میں ایک تکبیر سنی ہے جو ایسی تکبیر نہیں ہے کہ جس میں ترغیب ہو البتہ وہ ایسی تکبیر ہے کہ جس میں ترہیب و تخویف ہے۔ اے نامراد عورتوں کی اولاد، اے لاتوں کے بھوت، اے باندیوں اور یتیموں کی اولاد آگاہ ہو جاؤ! تم میں سے کوئی آپے سے باہر نہ ہو جائے اور پھونک پھونک کر قدم رکھے۔ اللہ کی قسم تم لوگ ایسے حالات سے دوچار ہونے والے ہو جو پہلوں کے لئے درس عبرت ہوگا اور بعد والوں کے لئے تنبیہ و تادیب ہوگی۔

اس تقریر کے بعد عمیر بن ضابی تمیمی حنظلی کھڑا ہوا اور حجاج سے مخاطب ہو کر کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر کو نیکی کی توفیق دے، ہم خود اس لشکر میں شامل تھے جب کہ میں بیمار اور بوڑھا ہوں اور یہ میرا بیٹا مجھ سے جوان ہے۔ حجاج نے پوچھا تم کون ہو، تو اس نے جواب دیا کہ عمیر بن ضابی تمیمی حنظلی۔ حجاج نے کہا کہ تم نے کل کی میری تقریر سنی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں، حجاج نے کہا کیا تم وہی شخص نہیں ہو جس نے عثمان بن عفان سے لڑائی کی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں حجاج نے کہا تمہیں کس بات نے اس پر ابھارا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ عثمان بن عفان نے میرے بوڑھے باپ کو قید کیا تھا حجاج نے کہا کیا وہ وہی نہیں ہے جس نے یہ کہا تھا:

هبت ولم الفعل و كدت وليتي فعلت و وليت البكاء حلالا

”میں نے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے قریب بھی ہو گیا تھا۔ لیکن میں ایسا نہ کر سکا۔ کاش! میں ایسا کر

گزرتا اور عورتوں کو روتا چھوڑ دیتا۔“

پھر حجاج نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ شہریوں کے حق میں تمہارا قتل بہتر ہے پھر کہا کہ اے میرے محافظ اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی گردن مار دو۔ پس ایک محافظ کھڑا ہوا اور اس کی گردن ماری اور اس کا مال و اسباب بھی لوٹ لیا۔

اس کے بعد حجاج نے لوگوں میں اعلان کروایا کہ سنو عمیر بن ضابی تمیمی نے تقریر سننے کے بعد تین دن تاخیر کی تھی اس لئے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا پھر لوگ نکلے اور پل پر ہجوم کا یہ عالم تھا کہ چار ہزار مذبح فوجیوں نے ایک گھنٹے میں پل عبور کیا اور ان کے ساتھ عرفاء بھی نکلے یہاں تک کہ مہلب کے پاس پہنچے اور اس سے اپنے پہنچنے کا پروانہ بھی لے لیا۔ پھر مہلب نے کہا اللہ کی قسم اب عراق میں ایک بہادر شخص آیا ہے۔ آج تمام دشمن ختم ہو گئے۔

یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ عمیر بن ضبابی تمیمی کو حجاج بن یوسف پہچانتا نہیں تھا۔ عنبسہ بن سعید نے حجاج سے کہا کہ اے امیر یہی وہ شخص ہے جو حضرت عثمان بن عفان کی شہادت کے بعد ان کے قریب آیا اور ان کے منہ پر تھپڑ مارا۔ اس پر حجاج نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

پھر حجاج نے حکم بن ایوب ثقفی کو اپنا نائب بنا کر اپنی طرف سے بصرہ بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ خالد بن عبد اللہ کے ساتھ سختی کا معاملہ رکھے۔ حجاج نے شریح کو کوفہ کے منصب قضاء پر برقرار رکھا۔ پھر حجاج بصرہ کی طرف چل دیا اور کوفہ میں اپنا قائم مقام ابو یوسف کو مقرر کیا اور زرارہ بن ادنیٰ کو بصرہ کا قاضی بنایا اور پھر وہاں سے واپس آیا۔

عبد الملک بن مروان نے اسی سال لوگوں کو حج کرایا اور اپنے چچائی کو مدینہ کا گورنر برقرار رکھا اور خراسان کا گورنر امیہ بن عبد اللہ کو مقرر کیا۔ اسی سال بصرہ میں لوگ حجاج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، اس کی وجہ یہ تھی کہ عمیر بن ضبابی کے قتل کے بعد حجاج نے بصرہ میں بھی قیام کیا تھا اور اس دوران ان کو بھی اہل کوفہ کی طرح ڈرایا دھمکایا تھا پھر بنی لشکر کا ایک آدمی لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ تافرمان ہے۔ اس نے جواب میں کہا میں فتق کا مریض ہوں اس لئے مجھے اللہ نے معذور کر دیا ہے اور بشر بن مروان نے بھی معذور قرار دے کر چھوڑ دیا تھا اور میرا یہ نذرانہ بیت المال کے لئے ہے لیکن حجاج نے اس کا یہ نذرانہ بھی رد کر دیا اور اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ قتل کیا گیا اس واقعہ سے اہل بصرہ خوف و ہراس میں مبتلا ہو گئے اور وہ بصرہ سے نکل کر رامہر مز کے پل کے پاس جمع ہو گئے۔ عبد اللہ بن جارد ان کا سردار تھا۔ اسی سال شعبان کے مہینے میں حجاج ان کی سرکوبی کے لئے لشکر کے سرداروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ باہم گھمسان کی جنگ ہوئی اور ان کا سردار عبد اللہ بن جارد مارا گیا حجاج نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ عبد اللہ بن جارد اور ان کے دوسرے سرداروں کے سر رامہر مز کے پل کے ساتھ لٹکا دیئے جائیں۔ حجاج نے اس کے بعد ان سروں کو مہلب کے پاس بھیجا۔ اس صورت حال سے اس کو بہت تقویت حاصل ہوئی اور خوارج کا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

حجاج بن یوسف نے مہلب اور عبد الرحمن بن مخنف کو بھیجا اور ان کو خوارج کے خلاف مقابلہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ دونوں دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر خوارج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کو رامہر مز کے تمام ٹھکانوں سے ہلکی پھلکی جنگ سے جلا وطن کر دیا۔ چنانچہ خوارج ولایت ساہور کے علاقے کارزون کی طرف بھاگ نکلے اور دوسرے لوگ بھی ان کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گئے دونوں جماعتوں کی رمضان المبارک کے آخری عشرے میں جنگ ہوئی۔ جب رات خوب تاریک ہو گئی تو خوارج نے موقع پا کر مہلب پر شب خون مارا لیکن مہلب نے خندق کھدوا کر اپنے آپ کو اور اپنے لشکر کو محفوظ کر لیا تھا۔ اس کے بعد خوارج عبد الرحمن بن مخنف کے پاس آئے ان کو انہوں نے غیر محفوظ پایا جب کہ مہلب نے اس کو بھی خندق کھدوا کر اپنے لشکر کو محفوظ کر لینے کا حکم دیا تھا لیکن اس نے اس کے حکم پر عمل نہیں کیا تھا۔ چنانچہ رات ہی کو گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ خوارج نے عبد الرحمن بن مخنف کو قتل کر دیا اور اس کے لشکر کو بری طرح شکست دی۔

کہا جاتا ہے کہ خوارج اور عبد الرحمن بن مخنف کی یہ جنگ بروز بدھ رمضان کے پہلے عشرے میں ہوئی تھی اور یہ ایسی تاریخی جنگ تھی کہ خوارج نے اس سے پہلے ایسی شدید جنگ نہیں لڑی تھی۔

خوارج نے مہلب بن ابی صفرہ کے لشکر پر حملہ کیا اور اس کو اپنے ٹھکانے کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ عبد الرحمن بن مخنف نے یکے بعد دیگرے گھوڑوں اور سپاہیوں کی امداد بھیجی۔ خوارج عبد الرحمن بن مخنف کے پاس عصر کے وقت پہنچے اور رات تک جنگ جاری رہی اور رات ہی میں عبد الرحمن بن مخنف کو قتل کر دیا گیا اور اس کے ساتھ اس کے سپاہیوں کو بھی کثیر تعداد میں قتل کر دیا جو اس کے ساتھ ثابت قدمی سے لڑتے رہے۔

صبح ہوئی تو مہلب نے آ کر اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اور حجاج بن یوسف کو اس کی ہلاکت کی اطلاع کر دی۔ حجاج نے عبد الملک بن مروان کو تعزیتی خط لکھا۔ عبد الملک نے لوگوں کو منیٰ کے مقام پر عبد الرحمن کی موت کی خبر دی۔ حجاج نے عتاب بن ورقاء کو اس کی جگہ امیر بنایا اور اس کو یہ حکم دیا کہ وہ مہلب بن ابی صفرہ کے تابع رہے۔ یہ حکم عتاب بن ورقاء کو اگرچہ ناگوار گزرا لیکن حجاج کے حکم کی اطاعت کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہ تھا اور حجاج کی خلاف ورزی کرنا اس نے ناپسند سمجھا پس وہ مہلب کے پاس چلا گیا۔ عتاب بادل ناخواستہ ظاہر میں مہلب کی اطاعت کرتا تھا اور اکثر خلاف ورزی کرتا تھا۔ پھر باہم گفت و شنید ہوئی اور مہلب نے عتاب پر سرزنش کرنا چاہی لیکن بعض لوگ درمیان میں رکاوٹ بن گئے۔ اس پر عتاب نے حجاج کو مہلب سے متعلق شکایت کا خط لکھا۔ حجاج نے عتاب کو خط لکھا کہ وہ مہلب کی ماتحتی میں کام نہ کرے اور حجاج کے پاس چلا

جائے۔ اس کے بعد اس کے بعد مہلب نے اپنے بیٹے حبیب بن مہلب کو امیر مقرر کیا۔

۵۷ھ میں داؤد بن نعمان مازنی بصرہ کے گرد و نواح میں بغاوت کر دی۔ حجاج نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک امیر کو سریہ کے ساتھ روانہ کیا انہوں نے جا کر اس کو قتل کر دیا۔

صالح بن مسرح کی تبلیغ..... ابن جریر کا بیان ہے کہ اسی سال صالح بن مسرح جو بنی امر القیس کا آدمی تھا اس نے کچھ اہل چل شروع کر دی۔ یہ شخص صفریہ (خوارج کا ایک گروہ) کی رائے کو ترجیح دیتا تھا۔ کہا گیا ہے کہ صالح بن مسرح پہلا وہ شخص ہے جو صفریہ سے نکل کر خارجی بنا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سال اس نے لوگوں کو حج کرایا تھا اور اس کے ساتھ شیبہ بن یزید خارجی، بطین اور دوسرے رؤسا خوارج تھے۔ اتفاق سے اسی سال عبدالملک بن مروان نے بھی حج کیا اور شیبہ بن یزید خارجی اس دوران اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا حج سے واپس لوٹنے کے بعد عبدالملک بن مروان کو اس کا علم ہوا تو اس نے حجاج کو لکھا کہ اسے ڈھونڈ نکالا جائے۔ صالح بن مسرح کا کثرت سے کوفہ میں آنا جانا تھا اور وہاں ٹھہرا بھی کرتا تھا اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی۔ جو اس کی بہت گرویدہ اور معتقد تھی جس کا تعلق اہل دارا اور موصل سے تھا صالح بن موصل ان کو قرآن پاک کی تعلیم دیا کرتا تھا اور ان کو قصص القرآن سنایا کرتا تھا اور بہت عابد و زاہد تھا جب کبھی قصہ بیان کرتا تو اللہ کی تعریف و ثناء اور رسول اللہ ﷺ پر درود سے ابتداء کرتا تھا۔ اس کے بعد حاضرین کو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت اور اسی کی تیاری کی ترغیب دیا کرتا تھا اور لوگوں کو موت کی تیاری کے لئے ترغیب دیتا تھا۔ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف بیان کرتا تھا اور ان کا ذکر خیر بھی نہایت ادب و احترام سے کیا کرتا تھا لیکن اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کو برا بھلا کہتا تھا اور ناشائستہ کلمات ان کی شان میں کہتا تھا۔ جس طرح دوسرے خوارج حضرت عثمان کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیا کرتے تھے اور ان کو شہید کر دیا تھا۔

صالح بن مسرح لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب کے علاوہ ان کو دوسرے خارجیوں کے ساتھ مل کر خارجی بننے پر بھی تیار کرتا تھا اور جو لوگ ان کے مشن کے مخالف تھے ان کے قتل پر اپنے قبیعین کو ابھارتا تھا۔ صالح بن مسرح دنیا کی پرزور مذمت کیا کرتا تھا اور دنیوی معاملات کو حقارت کی نظر سے دیکھا کرتا تھا اس لئے لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس کی باتوں کو توجہ سے سنتی تھی۔

شیبہ بن یزید خارجی نے صالح بن مسرح کو خارجی بننے میں دیر کرنے والا پا کر اس کو خط لکھا اور خروج پر اس کو برا بھلا کہتا تھا اور خروج پر زور دیا۔ پھر اس پر بس نہیں کیا بلکہ خود صالح کے پاس آیا جو اس وقت دارا میں تھا چنانچہ باہم وعدہ و وعید کر کے ۶۷ھ کے ماہ صفر میں خروج کے لئے تیار کر لیا۔ اس مہم کے پیش نظر شیبہ بن یزید اس کا بھائی مصداہ مجمل اور فضل بن عامر اور دوسرے بڑے بڑے رؤسا صالح کے پاس آئے۔ جواب تک دارا میں تھا۔ ان لوگوں کی تعداد ایک سو دس تھی۔ پھر ان لوگوں نے باہم مل کر محمد بن مروان کے گھوڑوں پر حملہ کیا اور ان کو پکڑ کر لے گئے، اس کی مزید تفصیل بعد میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۷ھ میں وفات پانے والے

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ..... ابو مسہر اور ابو عبید کے بقول ۵۷ھ میں جو لوگ انتقال کر گئے ان میں عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی کنیت ابو حجاج تھی جو حمص کے رہنے والے تھے بڑے جلیل القدر صحابی تھے یہ اور عمرو بن عبسہ دونوں قدیم الاسلام تھے اور ان کا شمار اہل صفہ میں ہوتا تھا۔ عرباض بن ساریہ کا شمار ان رونے والوں میں ہوتا ہے جن کے متعلق سورۃ برأت میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملهم..... ۱۰۰۰

ان کی تعداد تو بھی حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جس کو سن کر دلوں میں خوف پیدا ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عرباض بن ساریہ اس حدیث کے بھی راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پہلی صف والوں کو تین بار اور دوسری صف والوں کو ایک بار مر جا کہتے تھے۔

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بڑے بزرگ شخص تھے اور اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پاس بلا لیں اور وہ دعا کیا کرتے تھے کہ، اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں میری ہڈیاں بوسیدہ ہو گئی ہیں پس تو مجھے اپنی طرف اٹھالے۔
عرباض بن ساریہ نے ان کے علاوہ متعدد احادیث روایت کی ہیں۔

ابو ثعلبہ حشنی رضی اللہ عنہ..... ابو ثعلبہ حشنی رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ بیعت رضوان میں شریک رہے اور غزوہ حنین میں بھی جہاد میں شریک رہے۔ ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے۔ جو شروع میں ہی شام چلے گئے تھے اور دمشق کے مغربی سمت قبلہ کی طرف رہتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دمشق کے مشرقی گاؤں بلاط میں مقیم رہے واللہ اعلم۔

ان کے نام اور ان کے والد کے نام کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ ان سب اقوال میں مشہور قول کے مطابق ان کا نام جرثوم بن ناشر ہے۔ حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے تابعین کی ایک جماعت نے۔ ان میں سعید بن مسیب، مکحول شامی، ابو ادریس خولانی اور ابو ثعلابہ جرمی شامل ہیں۔ یہ ان حضرات میں شامل ہیں جو کعب احبار کی مجلس میں شریک رہتے تھے۔ یہ ہر رات کو باہر نکلتے اور نہایت غور فکر سے آسمان کی طرف دیکھتے اور پھر واپس گھر لوٹ آتے تھے اور اللہ رب العزت کے حضور سجدہ کرتے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ بیشک مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی تکلیف دہ موت نہیں دے گا جیسے میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ تکلیف کی حالت میں مرتے ہو۔ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے کہ سجدہ کی حالت میں ان کی روح پرواز کر گئی۔ ان کی صاحبزادی نے خواب میں دیکھا کہ ان کے باپ کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو کر جاگ گئی اور گھبرا کر اپنی والدہ کے پاس آ کر کہا کہ میرے باپ کہاں ہیں، ماں نے کہا وہ تو اپنے مصلے پر ہیں۔ بیٹی نے والد کو آواز دی لیکن وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا پس وہ باپ کے قریب آئی اور ان کو حرکت دی تو وہ پہلو کے بل گر گئے۔ ان کی روح خالق حقیقی کی طرف پرواز کر چکی تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابو عبیدہ، محمد بن سعد اور خلیفہ وغیرہ نے کہا ہے کہ ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔ دوسرے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ان کی وفات امیر معاویہ کی امارت کے اولین دور میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

اسود بن یزید..... اسود بن یزید حضرت عبداللہ بن مسعود کی صحبت یافتہ ہیں۔ ان کا نام نامی اسود بن یزید نخعی ہے۔ ان کا شمار اہل کوفہ کے کبار علماء میں ہوتا تھا۔ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ کثرت صیام کی وجہ سے ان کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی، ۸۰ حج اور عمرے کئے تھے، کوفہ ہی سے احرام باندھتے تھے۔ ان کا انتقال اسی سال ہوا۔ ان سے جب اس گھبراہٹ اور رونے کی وجہ کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ کیا ہوا ہے مجھے کہ میں نہ گھبراؤں اور اس کا مجھ سے زیادہ کون حق دار ہے؟ اللہ کی قسم مجھے اپنی مغفرت کی خبر بھی دی جائے تو میں اللہ سے خوف محسوس کروں گا اپنے گناہ پر حیا محسوس کرتے ہوئے۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کے سامنے کوئی چھوٹی سی غلطی بھی کرتا ہے تو وہ اس سے ہمیشہ شرمسار رہتا ہے۔ اگر دوسرا شخص اسے معاف بھی کر دے۔ آپ بکثرت روزے رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا رنگ سبز اور پیلا پڑ جاتا۔ جب وفات کا وقت قریب ہوا تو رونے لگے۔

حمران بن ابان..... حمران بن ابان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عین التمر کے قیدیوں میں سے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید لیا تھا۔ یہ لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرایا کرتے تھے۔ ان کا انتقال ۷۵ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

۷۶ھ ہجری

ماہ صفر ۷۶ھ کے اوائل میں بدھ کی رات کو صفریہ کے امیر صالح بن مسرح اور شیبہ بن یزید کے درمیان خصوصی نشست ہوئی اس میں صفریہ کے امیر صالح بن مسرح نے لوگوں کو تقویٰ اپنانے کی ترغیب دی اور لوگوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ اس وقت تک کسی کو قتل نہ کیا جائے جب تک کہ اس کو اپنی جماعت میں داخل ہونے کی دعوت نہ دی جائے پھر وہ محمد بن مروان کے مویشیوں کی طرف متوجہ ہوئے جو جزیرہ کا گورنر تھا۔ انہوں

نے ان جانوروں کو پکڑا اور لے گئے اور دارا کی سرزمین میں تیرہ دن پڑاؤ ڈالا اور دارا، نصیمین اور سنجار کے لوگوں کو اپنے قابو میں لے لیا۔ ان حالات کو دیکھ کر محمد بن مروان جو جزیرہ کا گورنر تھا اس نے پانچ سو شہسواروں کو عدی بن عدی بن عمیرہ کی ماتحتی میں روانہ کیا پھر مزید پانچ سو سواروں کو امداد کے لئے بھیج دیا۔ کل ایک ہزار کا لشکر حران مقام سے خوارج کے مقابلے کے لئے چل دیئے ایسا لگ رہا تھا کہ یہ لوگ اپنی موت کو سامنے دیکھ رہے ہیں اور اس کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں۔ اس خوف کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ خارجیوں کی طاقت، ان کی قوت اور ان کی دلیری سے واقف تھے جب خارجیوں سے ان کا مقابلہ ہوا تو انہوں نے ان کو بڑی عبرت ناک اور شرمناک شکست سے دوچار کیا اور خوب لوٹ مار کیا۔ جب اس صورت حال کا علم محمد بن مروان کو ہوا تو وہ بڑا غصہ ہوا اس نے پندرہ سو سوار روانہ کئے اور ان کا امیر حارث بن جعونہ کو بنایا پندرہ سو سوار خالد بن حرکی سرکردگی میں روانہ کیا اور ان دونوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے جو کوئی بھی پہلے پہنچے گا وہ لوگوں کا امیر ہوگا۔

چنانچہ یہ دونوں امیر تین ہزار کے لشکر کے ساتھ خوارج کی طرف آگے بڑھے جب کہ خوارج کی تعداد صرف ایک سو دس تھی جب یہ لوگ مقام آمد پہنچے تو صالح بن مسرح کچھ افراد کے ساتھ خالد بن حر کے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور باقی ماندہ افراد کو شیب کی سرکردگی میں حارث بن جعونہ کی ہر طرف روانہ کیا اس کے بعد رات تک دونوں جماعتوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی جب رات ہوئی تو فریقین میں سے ایک کا حال معلوم ہو چکا تھا کہ خوارج کے ستر آدمی مارے گئے اور محمد بن مروان کے تیس آدمی مارے گئے اور رات ہی میں خوارج بھاگ کھڑے ہوئے اور جزیرہ سے نکل گئے اور موصل میں داخل ہو گئے اور چلتے گئے یہاں تک کہ دسکرہ مقام سے بھی آگے نکل گئے۔

ان حالات کے پیش نظر حجاج نے تیس ہزار کا لشکر حارث بن عمیرہ کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ لشکر ان کی طرف روانہ ہوا اور موصل کے مقام پر ان کو جا پکڑا۔ اس وقت صالح بن مسرح کے پاس صرف نوے آدمی تھے۔ ان کی آپس میں مذہب بھڑ ہوئی۔ صالح نے اپنے آدمیوں کو تین دستوں میں تقسیم کر دیا تھا ایک دستہ کی کمان خود صالح نے سنبھال لی۔ دوسرا دستہ شیب کے حوالے کیا اور اس کو اپنے دائیں جانب رکھا، تیسرے دستے کو سید بن سلیمان کے حوالے کیا گیا اور اس کو اپنے بائیں جانب متعین کیا۔

حارث بن عمیرہ نے خوارج پر حملے کا آغاز کیا اور ابوالرواع شاکری اس کے دائیں جانب سے آگے بڑھے اور زبیر بن اروح تمیمی اس کے بائیں طرف سے آگے بڑھا لیکن خوارج نے اپنی قلت کے باوجود بڑے صبر سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ پھر سید بن سلیمان آگے بڑھا اور اس کے بعد خوارج کے امیر صالح بن مسرح کو ہلاک کر دیا گیا۔ دریں اثناء شیب اپنے گھوڑے سے گرنے لگا تو بقیہ خوارج نے اس کو اٹھالیا اور اس کو قلعہ کے اندر لے گئے۔ اب بھی ستر خوارج باقی تھے۔ حارث بن عمیرہ نے ان کا گھیراؤ کر لیا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ کو جلادیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد لوگ اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے اور دروازہ کے جلنے کا انتظار کرتے رہے تاکہ خوارج کو زبردستی وہاں سے نکالا جائے لیکن جب وہ باہر نہ نکلے تو یہ لوگ بے فکر ہو کر سو گئے جب رات ہو گئی تو خوارج نے نہایت سخت تکالیف برداشت کر کے اولاً حارث بن عمیرہ کے لشکر پر حملہ کیا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر ڈالے اور بقیہ لوگ بھاگ کر مدائن چلے گئے۔ شیب اور اس کے ساتھیوں نے یہ موقع غنیمت جان کر حارث بن عمیرہ کے ساز و سامان کو لوٹ لیا۔ حارث بن عمیرہ کا پہلا وہ لشکر تھا جس کو شیب نے شکست سے دوچار کیا۔ اس سال کے جمادی الثانیہ کے ختم ہونے میں ابھی تیرہ دن باقی تھے جب خوارج کا لیڈر صالح بن مسرح قتل کیا گیا۔

شیب کوفہ میں اسی سال داخل ہوا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی غزالہ بھی تھی۔ اس کا واقعہ بڑا تفصیلی ہے جو خارجیوں کے سردار صالح بن مسرح کے قتل کے بعد رونما ہوا۔ تمام خارجیوں کا شیب پر اتفاق ہوا تھا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان سے جنگ کرنے کے لئے حجاج نے ایک اور لشکر روانہ کیا تھا جس نے شیب اور اس کے لشکر کے ساتھ جنگ شروع کی اور ان کو شکست دی اس کے بعد خوارج نے انہیں شکست دی اس کے بعد وہ مدائن چلا گیا لیکن وہاں سے کچھ وصول نہیں کیا۔ پھر شیب آگے بڑھا اور کلوزا کے مقام پر حجاج کے مویشی اپنے قبضہ میں لے لئے اس وقت اس کا ارادہ اہل مدائن پر حملہ کرنے کا تھا لیکن سرکاری فوجی وہاں موجود تھے ان کو جب اس کا علم ہوا تو وہ کوفہ کی طرف بھاگ نکلے۔ جب حجاج کو اس کا پتہ چلا تو اس نے شیب کے مقابلہ کے لئے چار ہزار کا لشکر روانہ کیا یہ لشکر مدائن پر گزرا اور شیب کی تلاش میں نکلے اور شیب اپنے لشکر سے تھوڑا آگے آگے جا رہا تھا جس سے بظاہر یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان سے خوف زدہ ہے مگر وہ اچانک پیچھے ہٹا اور مقدمہ لکھش پر حملہ کیا اور ان کا شیرازہ بکھیر دیا یہاں

تک کہ جو بھی ان کے مقابلے کے لئے نکلتا وہ شکست کھا جاتا۔

حجاج کو اس کی تلاش تھی، اسی لئے وہ چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ کرتا رہتا تھا لیکن شیب کسی کی پرواہ نہیں کرتا تھا جب کہ اس کے ساتھ صرف ایک سو ساٹھ سوار تھے۔ لوگ اس کی بہادری پر بڑے حیران تھے اسی اثناء میں وہ کوفہ نکلا اور اس کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور حجاج کی ساری فوج سب مقام پر ان سے لڑائی کے لئے پہنچ گئی۔ اس صورت حال کا جب علم شیب کو ہوا تو اس کو اس سے پریشانی تک نہ ہوئی بلکہ لوگ اس سے خوف زدہ ہو گئے اور لشکر نے اس سے خوف کی وجہ سے کوفہ میں گھس کر قلعہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا یہاں تک کہ ان سے کہا گیا کہ سوید بن عبدالرحمن ان کی تلاش میں نکلا ہے اور ان کے قریب پہنچ چکا ہے جبکہ شیب نے مدائن میں اپنے خانقاہ میں پڑاؤ ڈالا تھا اس کو ان چیزوں کی ذرا بھی پرواہ نہ تھی اور نہ ہی وہ پریشان تھا بلکہ اس نے اپنے ساتھیوں کے لئے کھانے پکوانے کا انتظام کیا تھا ان سے کہا گیا کہ لشکر کے لوگ قریب پہنچ گئے ہیں اب آپ اپنی حفاظت کر لیں اس نے اس کی پرواہ تک نہیں کی بلکہ کہتا تھا کہ کھانے اچھی طرح اہتمام سے پکا کر ذرا جلدی تیار کر لو۔ جب کھانا تیار ہوا تو اس نے بڑے اطمینان سے کھانا کھایا اور ساتھیوں نے بھی کھانا کھایا تو اس نے اطمینان سے وضو کیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو اطمینان کے ساتھ لمبی اور مکمل نماز پڑھائی اس کے بعد اپنی زرہ پہن لی اور دو تلواریں لٹکائیں اور آہنی گرز ہاتھ میں لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے لئے خچر پر زین کو اور پھر وہ اپنے خچر پر سوار ہو گیا اس کے بھائی نے کہا کہ آج آپ گھوڑے پر سوار ہو جاتے تو اچھا ہوتا۔ کیونکہ دشمنوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ اس نے جواب میں کہا کہ ٹھیک ہے میں گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہوں اور پھر کہا کہ کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ موت ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس کے بعد وہ خچر پر سوار ہوا اور اپنی خانقاہ کا دروازہ کھولا اور کہا میں اب مدینہ ہوں اور حکم سوائے اللہ کے کسی کا نہیں چلے گا۔

اس کے بعد وہ سرکاری لشکر کے امیر سعید بن مجالد کے پاس پہنچا اور اپنے لوہے کی گرز سے اس کو قتل کر دیا اس کے بعد دوسرے سرکاری لشکر پر حملہ آور ہوا اس کا سردار بھی شکست کھا گیا اور اس کے سپاہی اس کے ہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور کوفہ پہنچ گئے ادھر شیب بھی ان کے تعاقب میں فرات کے نیچے سے ہو کر کوفہ پہنچا اور وہاں بہت سے لوگوں کو قتل کیا اس صورت حال کی وجہ سے حجاج کوفہ سے بصرہ کی طرف بھاگ نکلا اور کوفہ میں اپنا قائم مقام عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو مقرر کیا اب شیب کوفہ کے قریب پہنچ گیا تھا اور کوفہ میں داخل ہونے کا ارادہ کئے ہوئے تھا کہ ادھر عروہ بن مغیرہ بن شعبہ نے تمام دہقانوں کو اس سے باخبر کر دیا اور حجاج کو اس صورت حال کی اطلاع کر دی جس پر حجاج فوراً بصرہ سے کوفہ کی طرف نکلا شیب نے بھی کوفہ میں داخل ہونے میں جلدی کی لیکن حجاج عصر کے وقت کوفہ میں داخل ہوا جبکہ شیب مغرب کے وقت مریدہ مقام پر پہنچا اور رات کے آخری حصہ میں شیب کوفہ میں داخل ہوا اور سیدھا گورنر ہاؤس پہنچ گیا اور اپنی آہنی گرز سے دروازوں پر مارنے لگا اس کی یہ آہنی ضرب لوگوں میں اتنی مشہور ہو گئی تھی کہ جب یہ ضرب لگاتا تو لوگ سمجھ جاتے کہ یہ شیب کی آہنی گرز کی ضرب ہے۔ شیب شہر کے راستوں میں بے باکانہ نکلتا تھا اور لڑائی کا ذرا سا بہانہ مل جائے تو اس کو ہاتھ سے نکلنے نہیں دیتا تھا۔ کوفہ کے بڑے بڑے رؤسا کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس میں ابوسلیم، عدی بن عمرو، ازہر بن عبداللہ عامری اور کوفہ سے دوسرے کئی لوگ تھے۔

شیب کے ساتھ اس کی بیوی غزالہ بھی تھی جو بہادری اور شجاعت سے مشہور تھی۔ وہ کوفہ کی مسجد میں داخل ہوئی اور منبر پر بیٹھی اور بنو مروان کی برائی اور مذمت بیان کرنا شروع کر دی۔

ادھر حجاج نے لوگوں میں یہ اعلان کروایا کہ اے اللہ کے مجاہدو! جہاد کے لئے تیاری کر لو۔ جب شیب کو پتہ چلا تو وہ بھی کوفہ سے نکل کر میدان جنگ میں آ گیا۔ حجاج نے اس کی مدافعت میں چھ ہزار کا لشکر روانہ کیا۔ وہ شیب کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور شیب ان کے آگے آگے کبھی کبھی اونگھتا ہوتا تھا اور پھر اپنے سر کو حرکت دیتا تھا اکثر اوقات وہ پیچھے پلٹ کر اپنا تعاقب کرنے والوں پر حملہ کرتا اور ان کو قتل کر دیتا یہاں تک کہ اس نے حجاج کے لشکر والوں میں سے بہت سوں کو قتل کر ڈالا اور لشکر کے امیروں میں سے بھی بہت سوں کو قتل کر دیا جن میں زائدہ بن قدامہ بھی شامل تھا جو مختار کا چچا زاد بھائی تھا، اس کو شیب نے قتل کیا تھا۔ اس کے بعد ابن قدامہ کی جگہ حجاج نے عبدالرحمن بن اشعث کو روانہ کیا لیکن وہ بھی شیب کا مقابلہ نہ کر سکا اور واپس لوٹ آیا پھر اس کی جگہ عثمان بن قطن حارثی کو روانہ کیا چنانچہ فریقین کا اس سال کے آخر میں مقابلہ ہوا اور عثمان بن قطن بھی مارے گئے اور اس کے لشکریوں کو بھی شکست کا سامنا کرنا پڑا اس میں حجاج کے چھ سو سپاہی مارے گئے تھے جن میں عقیل بن شداد سلولی، خالد بن نہیک کنڈی، اسود بن

ربیعہ جیسے بڑے بڑے لوگ شامل تھے۔

شعیب کی اس طرح کی کامیابیوں سے عبدالملک بن مروان اور حجاج اور دوسرے امراء میں بے چینی پھیل گئی اور عبدالملک بن مروان اس سے بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے اور اس نے شام والوں سے ایک لشکر ان کے مقابلے کے لئے روانہ کیا جس نے اگلے سال میں ان سے مقابلہ کیا شعیب کے ساتھ تھوڑے سے سپاہی تھے لیکن اس کا رعب و دبدبہ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ چکا تھا۔ اس کی وجہ سے لوگ بڑے پریشان تھے، اس بارے میں بہت سے واقعات ہیں، شعیب کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ یہ سال ختم ہو گیا۔

ابن جریر کا کہنا ہے کہ اسی سال پہلی مرتبہ عبدالملک بن مروان نے درہم و دینار کو منقوش کرایا اور کتاب، الاحکام السلطانیہ میں ماوردی نے لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے سکوں پر عربی میں کس نے لکھا، سعید بن مسیب کا قول ہے کہ عبدالملک بن مروان ہی پہلا شخص تھا جس نے منقوش درہم جاری کئے۔ اس سے پہلے رومی اور کسروی کے دنانیر درہم مروج تھے۔ ابوالزناد کا کہنا ہے کہ ۷۴ھ میں پہلا منقوش سکہ جاری ہوا۔ مدائنی کا قول ہے کہ ۷۵ھ میں رائج ہوا اور ۷۶ھ میں یہ سکے تمام جگہوں میں رائج ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان سکوں کی ایک طرف اللہ احد لکھا ہوا تھا اور دوسری طرف اللہ الصمد لکھا ہوا تھا۔ یحییٰ بن نعمان غفاری نے اپنے والد کے حوالے سے لکھا ہے کہ پہلا وہ شخص جس نے درہم کو کندہ کروایا وہ مصعب بن زبیر تھے جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کے حکم سے اس کام پر مامور ہوئے تھے انہوں نے ستر (۷۰) میں اکاسرہ کے طریقہ پر درہم پر لکھوایا تھا جن کے ایک طرف الملک اور دوسری طرف اللہ کا لفظ لکھا ہوا تھا جس کو بعد میں تبدیل کر کے حجاج نے ایک طرف اپنا نام لکھوایا تھا اس کے بعد یوسف بن ہبیرہ نے یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں درہم کے نقش صاف کرادیئے تھے جن کو بعد میں ہشام کے زمانہ حکومت میں خالد بن عبداللہ قشیری نے عمدہ انداز میں صاف ستھرا بنایا تھا پھر یوسف بن عمر نے ان سب سے اچھے انداز میں اس کام کو انجام دیا تھا۔ اس لئے منصور نہیں قبول کرتا تھا مگر ہبیرہ، خالد یہ اور یوسف درہم، یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ عوام میں مختلف قسم کے نقود رائج تھے، ان میں سے ایک بعلیہ درہم تھا جو اٹھ دانق کا ہوتا تھا، دوسرا طریہ درہم تھا جو چار دانق کا ہوتا تھا اور تیسرا یمنی درہم جو ایک دانق کا ہوتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعلی اور طبری درہم میں تطبیق اس طرح کی کہ دونوں کے مجموعہ کا نصف لے کر ایک درہم شرعی بنادیا جو ساڑھے پانچ مثقال کا ہوتا تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ مثقال کا وزن نہ تو کبھی زمانہ جاہلیت میں تبدیل ہوا اور نہ زمانہ اسلام میں تبدیل ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

اسی سال مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کی ولادت ہوئی جو مروان الحمار کہلاتا تھا بنو امیہ کا یہ شام میں آخری خلیفہ تھا۔ اسی سال عبدالملک بن مروان مدینہ کا گورنر بنا، اسی سے خلافت بنو عباس میں منتقل ہوئی۔ اسی سال ابان بن عثمان ابن عفان نے لوگوں کو حج بیت اللہ کرایا اسی سال حجاج عراق کا امیر بنا اور امیہ بن عبداللہ خراسان کا حکمران بنا۔ واللہ اعلم۔

۷۶ھ میں وفات پانے والے

ابو عثمان النہدی..... اسی سال ابو عثمان نہدی قضاعی کا انتقال ہو جن کا نام عبدالرحمن بن مل ہے۔ حضور ﷺ کے زمانہ نبوت میں اسلام لے آئے تھے اور جلولا، قادیسیہ، تستر، نہاون اور آذربائیجان میں شریک جہاد رہے۔ بہت عابد و زاہد عالم تھے۔ دن میں روزہ رکھتے اور رات کو عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ ان کا انتقال کوفہ میں ایک سو تیس سال کی عمر میں ہوا۔

صلۃ بن اشیم العدوی..... صلۃ بن اشیم العدوی کا شمار بصرہ کے کبار تابعین میں سے ہوتا تھا۔ بڑے صاحب فضل، متقی اور زاہد بزرگ تھے۔ ابوالصحاء کنیت سے یاد کئے جاتے تھے۔ نمازیں اتنی کثرت سے پڑھا کرتے تھے کہ اپنے بستر کی طرف چل کر آنا مشکل ہوتا تھا بلکہ سرین کے بل گھسٹ کر آتے تھے۔ بہت زیادہ اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ ان کی مناقبت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب بھی ان کا گزرا ایسے نوجوانوں سے ہوتا جو کھیل کود میں مصروف ہوتے تھے تو ان سے کہا کرتے تھے کہ مجھے ایسی قوم بتلا دو کہ جو سفر کا ارادہ کرتی ہو لیکن ان کے دن کھیل کود میں، راتیں سونے میں گزرتی ہوں بتلاؤ وہ سفر کیسے اور کب طے کرے گی۔

ایک دن جب اس طرح کھیل کود کرنے والوں سے اس طرح خطاب کیا تو ان میں سے ایک نوجوان نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم! یہ ہماری قوم ہی مراد لے رہے ہیں جو دن بھر کھیل کود میں مصروف رہتی ہے اور راتیں نیند میں گزار دیتی ہے۔ اس کے بعد یہ نوجوان اس بزرگ کا ایسا تابع بنا کہ موت تک تمام اوقات اللہ کی عبادت میں گزار دیئے۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان کا ان کے قریب سے گزر ہوا جو اپنی شلوار کو گھسینتا ہوا جا رہا تھا۔ ان کے ساتھیوں نے اس کو برا بھلا کہنے کا ارادہ کیا تو اس بزرگ نے کہا اس کو چھوڑ دو تم سب کی طرف سے میں اس کو کہہ دوں گا۔ اس کے بعد اس نوجوان کو اپنے قریب بلایا اور اس سے کہا اے میرے بھتیجے مجھے تجھ سے کچھ کام ہے اس نے کہا کہ کیا کام ہے، بزرگ نے کہا اپنی شلوار کو ذرا اوپر کر لو اس نوجوان نے کہا بہت اچھا اور پھر اپنی شلوار کو اوپر اٹھا لیا اس کے بعد یہی بزرگ ان لوگوں سے مخاطب ہوا اور کہا کہ اگر تم اس کو برا بھلا کہتے تو وہ تمہیں برا بھلا کہتا اور مقصد حاصل نہ ہوتا۔

صلۃ بن اشیم عدوی کی اس طرح کی ایک حکایت ہے جس کو جعفر بن زید نے بیان کیا ہے کہ ہم ایک مرتبہ ایک جنگ کے لئے روانہ ہوئے ہمارے ساتھ صلۃ بن اشیم بھی تھے لوگوں نے رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ ڈالا۔ میں نے کہا آج رات میں چھپ کر صلۃ بن اشیم کے اعمال کی نگرانی کروں گا وہ کیا کرتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ صلۃ بن اشیم رات کے وقت گھنے درختوں کی طرف چل دیئے اور میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلتا گیا ایک جگہ پہنچ کر میں نے دیکھا کہ یہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اتنے میں ادھر سے ایک شیر نکل آیا اور ان کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا میں ڈر کے مارے ایک درخت پر چڑھ گیا اور میں نے دل ہی دل میں کہا کہ ابھی ان پر حملہ کرے گا انہوں نے اطمینان سے سجدہ کیا اور بیٹھ کر پھر سلام پھیر کر اس شیر سے کہا کہ اگر تجھے کسی کام کا حکم ملا ہے تو اسے پورا کرو ورنہ اپنا رزق کہیں دوسری جگہ تلاش کر۔ شیر نے سن کر منہ موڑ لیا اور اتنے زور سے دھاڑا کہ آس پاس کے پہاڑ لرز گئے۔

صبح کے وقت وہ بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اس سے قبل میں نے کسی کی زبان سے اس طرح کی حمد و ثناء نہیں سنی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میں تجھ سے جہنم کے عذاب سے نجات طلب کرتا ہوں اے میرے اللہ! کیا مجھ جیسا کوئی شخص جنت طلب کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ اس جگہ کی طرف لوٹ آئے۔ جہاں لشکریوں نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ راوی کا کہنا ہے کہ ان کی صبح اس طرح ہوئی جیسا کہ انہوں نے ساری رات اللہ کی حفظ و امان میں گزاری ہو اور میری تمام رات کانٹوں پر بسر ہوئی اور میں نے اپنی اور اس بزرگ کی زندگی میں بہت بڑا فرق محسوس کیا۔

ان کے واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ ان کا خچر سامان کے ساتھ گم ہو گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا خچر سامان کے ساتھ واپس لوٹا دے اتنے میں دیکھا کہ خچر مع سامان کے سامنے آ موجود ہوا۔

خود صلۃ بن اشیم کا بیان ہے کہ جب جنگ میں ہمارا سامنا دشمن سے ہوا تو ہم نے اور ہشام بن عامر نے تلواروں اور نیزوں سے دشمن کا خوب مقابلہ کیا دشمنوں نے کہا کہ عرب کے حملہ آوروں کا یہ حال ہے تو سارے عرب اگر ہم سے جنگ کریں تو کیا حال ہو گا اس لئے مسلمانوں کی حاجت پوری کر لو یعنی ان کا حکم مان لو۔

صلۃ نے کہا ایک مرتبہ ایک جنگ میں مجھے بہت شدید بھوک لگی اپنے پروردگار سے دعا اور کھانا مانگ ہی رہا تھا کہ اچانک اپنے پیچھے سے ایک آواز سی میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا ایک سفید رومال میں تروتازہ کھجوریں تھیں میں نے ان میں سے کھایا یہاں تک کہ میر ہو گیا۔

اسی طرح ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ سفر میں تھا کہ شام ہو گئی کہیں جگہ ملی نہیں تو ایک راہب کی خانقاہ میں چلا گیا میں نے اپنا حال ان کو سنایا تو مجھے پیٹ بھر کر کھجوریں کھلائی ایک عرصہ بعد میرا گزرا سی راہب کے ہاں سے ہوا تو وہاں دیکھا کہ وہاں اچھی قسم کی کھجور کے دو درخت ہیں تو میں نے راہب سے کہا یہ تو وہی کھجوریں ہیں جو آپ نے مجھے کھلائی تھیں۔

اسی طرح ایک دفعہ صلۃ بن اشیم کو ان کے بھتیجے نے ایک خوبصورت معاذہ نامی باندی بطور ہدیہ پیش کی تو سب سے پہلے اس کو غسل کروایا پھر اس کو معطر کر کے جملہ عربوں میں داخل کیا تو صلۃ بن اشیم نے اس کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے ساری رات عبادت میں گزار دی ان کے ساتھ معاذہ بھی عبادت میں مشغول رہی یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ جب بھتیجے کو اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے چچا سے پوچھا کہ اے میرے چچا جان آپ کو آپ کے بھتیجے

نے ایک ہدیہ پیش کیا تھا آپ پوری رات نماز پڑھتے رہے اور اس کو ایسے ہی چھوڑ دیا تو پچھانے جواب دیا کہ تم نے مجھے جس مکان میں دن کے شروع میں داخل کیا تھا اس کے ذریعے تم نے مجھے آگ یا دلائی تھی اور تم نے مجھے جس مکان میں دن کے آخری حصہ میں داخل کیا تھا اس کے ذریعے جنت یا دلا دی تھی۔ میں مسلسل ان کی فکر میں رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ وہ گھر جس سے آگ کی یاد دلائی تھی اس سے مراد حمام ہے اور وہ گھر جس سے جنت یا دلائی تھی اس سے مراد جبلہ عروس ہے۔

ایک مرتبہ ایک آدمی نے صلۃ بن اشیم سے دعا کی درخواست کی تو صلۃ بن اشیم نے کہا کہ اے اللہ اس کو ایسی چیزوں کی طرف راغب کر دے جن کو بقا اور دوام حاصل ہے اور ایسی چیزوں سے دور رکھ جو زائل ہونے والی ہیں اور اس کو ایمان و یقین کی دولت سے نواز دے۔

ایک دفعہ ایک جنگ میں اپنے بیٹے کے ساتھ شریک تھے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹے آگے بڑھ اور دلیری کے ساتھ جنگ میں حصہ لے تاکہ میں تجھے قربان کرنے کا ثواب بھی حاصل کر سکوں۔ یہ اٹھا اور لڑائی شروع کی یہاں تک کہ مارا گیا پھر یہ خود آگے بڑھے لڑائی میں شریک ہوئے یہاں تک کہ یہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ عورتیں صلۃ بن اشیم کی بیوی کے پاس جمع ہو گئیں تو اس نے کہا کہ اگر تم مجھے مبارک باد دینے آئی ہو تو میں تمہیں مر جبا کہتی ہوں اور اگر تم میرے پاس تعزیت کے لئے آئی ہو تو پھر واپس چلی جاؤ۔ اسی سال صلۃ بن اشیم اور ان کے بیٹے کا انتقال بلاد فارس میں کسی جنگ میں ہوا۔

زمیر بن قیس البلوی..... زمیر بن قیس فتح مصر میں شریک رہے اور وہاں رہائش پذیر رہے۔ آپ کو جناب نبی ﷺ کی صحبت حاصل رہی۔ رومیوں نے ان کو بلاد مغرب میں برقہ کے مقام پر قتل کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مصر کے حاکم عبدالعزیز بن مروان نے برقہ مقام پر پڑاؤ ڈالا اور وہیں پر اپنی فوجوں کو اہل روم کے خلاف جنگ کا حکم جاری کیا۔ تعمیل حکم میں زمیر اور ان کے ساتھ چالیس آدمی روانہ ہوئے اور رومیوں کے پاس پہنچ گئے۔ پہنچنے کے بعد انہوں نے اپنے لشکر کے پہنچنے تک قتل شروع نہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کے ساتھیوں نے کہا کہ اے ابو شداد! ہمیں ہی پہل کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے حملہ کیا لیکن یہ سب قتل کئے گئے۔ منذر بن جارد کا بھی اسی سال انتقال ہوا، وہ بیت المال کا متولی تھا اور حضرت معاویہ کے پاس وفد کی صورت میں گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

۷۷ھ ہجری

۷۷ھ کے شروع میں حجاج نے اہل کوفہ میں سے چالیس ہزار فوجیوں کو تربیت دے کر تیار کیا اور اس میں مزید دس ہزار کا اضافہ کیا یہ کل پچاس ہزار ہوئے اور ان کے اوپر عتاب بن ورقاء کو امیر مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ شیبہ خارجی جہاں کہیں ہو اس کا پیچھا کر کے اس کو قتل کیا جائے اور اس معاملہ کو سنجیدگی سے لے۔ جب شیبہ کو معلوم ہوا کہ حجاج نے اتنا بڑا لشکر مقابلہ کے لئے روانہ کیا ہے تو شیبہ اس کی پرواہ کئے بغیر اپنے ساتھیوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے لئے کھڑا ہوا اور ان کو حجاج کی فوج سے جنگ کی صورت میں صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کرتا رہا۔ اس خطاب کے بعد شیبہ اپنے ساتھیوں کو لے کر عتاب بن ورقاء کی طرف روانہ ہوا۔ دن کے آخری حصہ میں ان دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ شیبہ نے اپنے مؤذن سلام بن یسار الشیبانی کو حکم دیا کہ وہ اذان مغرب دے چنانچہ اس نے مغرب کی آذان دی پھر شیبہ خارجی نے اپنے ساتھیوں کو نماز مغرب بڑے خشوع و خضوع اور طویل رکوع اور سجدہ کے ساتھ پڑھائی اس دوران عتاب بن ورقاء اپنے فوجیوں کی صف بندی کر چکا تھا اور شروع دن سے ہی اپنی فوج کے سرد خندق ہڈوا چکا تھا۔

شیبہ نے مع اپنے اصحاب مغرب کی نماز پڑھ لی اور چاند طلوع ہونے کا انتظار کیا اور پھر اپنی فوج میمنہ اور میسرہ کا معائنہ کیا اور پھر عتاب کی فوج کے علم برداروں پر یکبارگی سے حملہ کر دیا اور کہتا گیا میں شیبہ ابوالمدلہ ہوں اور حکم صرف اللہ کا ہے، شیبہ نے قبیصہ کی فوج کو شکست دیدی اور ان کے امیر کو قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ کئی امراء بھی جنگ میں مارے گئے اور پھر اس کے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کر دیا اور ان کو ترتر کر دیا اور پھر قلب جیش پر حملہ کرنے کے لئے بڑھا اور مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ عتاب بن ورقاء اور زہرہ بن جونہ کو قتل کر دیا گیا۔ ان کی فوج امیر کے قتل پر حواس باختہ ہو گئی اور پیٹھ

پھیر کر بھاگ کھڑی ہوئی اور بھاگتے ہوئے ہی اپنے امیر اور زہرہ کی نعشوں کو روندتے ہوئے نکل کھڑی ہوئی۔ اس جنگ میں عمار بن یزید کلبی بھی مارا گیا اور پھر شیبہ اپنی فوج سے مخاطب ہوا، کسی بھاگتے ہوئے کا تعاقب نہ کرنا حجاج کی شکست خوردہ فوج نے کوفہ پہنچ کر ہی دم لیا اور شیبہ نے اس پر قبضہ جما کر اس میں موجود لوگوں سے اپنے لئے بیعت لے لی اور ان سے کہا کہ تم ہم سے کب تک بھاگتے پھرو گے اور اس کے بعد اس نے معسکر میں موجود تمام اموال پر قبضہ کر لیا اور مدائن سے اپنے بھائی مصاد کو بلوایا اور خود کوفہ کا رخ کر لیا۔ اسی دوران مزنج سے سفیان بن ابرد کلبی اور حبیب بن عبدالرحمن حکمی چھ ہزار سواروں کے ساتھ حجاج کے پاس آئے۔ اور ان کے ساتھ شام سے بھی ایک خلق کثیر آیا تھا۔ اس کے بعد حجاج کو اہل کوفہ سے تعاون لینے کی ضرورت نہ رہی۔

پھر حجاج نے خدا کی حمد و ثناء کے بعد اہل کوفہ سے کہا! اے اہل کوفہ اللہ تمہارے ذریعے کسی کو عزت نہ دے اور نہ تمہارے ہاتھ کسی کو نصرت عطا کرے، یہاں سے نکل جاؤ اور تم ہمارے دشمن سے لڑنے کے لئے ہمارے ساتھ نہ نکلا۔ یہاں سے نکل کر احیرہ چلے جاؤ اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ رہائش اختیار کر لو۔ ہمارے ساتھ قتال کے لئے بجز ان لوگوں کے جو ہمارے ساتھ پہلے ہی سے کام کرتے آئے ہیں اور کوئی نہ آئے۔ جو عتاب کے ساتھ لڑائی میں شریک نہیں تھے ان میں سے کوئی شریک نہ ہوگا۔

حجاج نے اب کے بار شیبہ سے بنفسہ لڑنے کا عزم کر لیا۔ شیبہ بھی کوفہ کی طرف نکل آیا اور صراۃ کے مقام پر آ کر رک گیا اور حجاج شامیوں اور دیگر فوج کے ہمراہ نکل پڑا اور دونوں فوجوں میں آ منا سامنا ہوا تو حجاج کی نظر شیبہ کے چھ سو کی قلیل تعداد پر مبنی فوج پر پڑی تو اہل شام کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا، اے اہل شام! تم اطاعت گزار، فرمانبردار اور یقین کے وارث ہو، ان ناپاک اور باطل پرستوں کو تم پر غالب نہیں آنا چاہیے پس تم اپنی نگاہیں پست رکھو اور سواری پر ڈٹے رہو اور نیزے کے ساتھ آگے بڑھو۔ پس اہل شام نے اسی طرح کیا۔ شیبہ نے اپنی فوج کے تین گروہ بنا دیئے ایک کی کمان خود رکھی ایک کی سوید بن سلیم اور ایک کو مجمل بن وائل کے ماتحت کر دیا۔ شیبہ نے سوید کو حملے کا حکم دیدیا چنانچہ اس نے اپنے جتھے کے ساتھ حجاج کی فوج پر حملہ کر دیا۔ حجاج کی فوج اپنی جگہ کھڑی رہی۔ جب سوید کا دستہ قریب آیا تو انہوں نے یکبارگی ان پر حملہ کر دیا۔ جس سے سوید کو شکست ہوئی اور وہ میدان سے ہٹ گئے۔ حجاج نے بلند آواز سے کہا اے اہل شام تم بات سننے والے اور بات ماننے والے ہو، اسی طرح حملہ کرتے رہو۔ اس کے بعد حجاج کرسی پر بیٹھ کر آگے آیا۔ یہ دیکھ کر شیبہ نے اپنے دوسرے امیر مجمل بن وائل کو حملے کا حکم دیدیا لیکن حجاج کی فوج اس بار بھی ثابت قدمی سے لڑتی رہی اور اسی طرح کیا جس طرح سوید کے ساتھ کیا تھا اور حجاج نے اس بار بھی اپنی فوج کو پہلے کی طرح داد دی اور اپنی کرسی آگے کھسکالی۔ پھر شیبہ اپنی فوج کے ساتھ حملے کے لئے آگے بڑھا۔ حجاج کے ساتھی ثابت قدمی سے لڑتے رہے اور نیزوں کی بہت سخت لڑائی لڑی گئی پھر اہل شام نے اس کی جماعت کو بہت نقصان پہنچایا اور اسے اپنی فوج کے پاس واپس لوٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ شیبہ نے جب اہل شام کی شدت دیکھی تو سوید کو حکم دیا کہ اپنے دستے کے ساتھ اس جماعت پر حملہ کرو اور تم انہیں شکست دے کر حجاج پر پشت کی جانب سے حملہ کر سکو اور ہم سامنے سے مقابلہ کر لیں۔ پس اس نے حملہ کر دیا لیکن پھر بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ کیوں کہ حجاج نے عروہ بن المغیرہ بن شعبہ کو تین سو سواروں کے ہمراہ عقب کی جانب مامور کر دیا تھا تا کہ پشت محفوظ رہ سکے حجاج طریق جنگ سے بھی خوب واقف تھا۔ جب شیبہ کی کوئی چال کار گر ثابت نہ ہوئی تو اس نے اپنی فوج کو عام حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حجاج شیبہ کی اس آخری کوشش کو بھانپ گیا اور اہل شام سے مخاطب ہوا۔ اے اہل سمع و اطاعت اس آخری شدت پر صبر کرو کیوں کہ اس کے بعد فتح ہماری ہوگی قسم ہے رب الارض والسماء کی پس وہ اپنی سوار یوں پر جمے رہے۔ شیبہ نے اپنی فوج کے ہمراہ حجاج پر آخری حملہ کر دیا اور حجاج کی فوج پر چھا گئے۔ حجاج نے اپنی فوج کو پکارا۔ فریقین میں گھمسان کارن پڑا اور حجاج کی فوج نے بھی حملے کا مقابلہ کیا اور شیبہ کی فوج پر غلبہ حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ انہیں پیچھے دھکیل دیا۔ شیبہ نے اپنی جماعت کو پکار کر کہا اے اللہ کے ولیو! زمین پر اتر جاؤ اور خود بھی اتر گئے۔ اس کی جماعت زمین پر اتر کر لڑنے کی تیاری کرنے لگی۔ حجاج نے اہل شام کو پھر اہل سمع و اطاعت کہہ کر پکارا اور کہا کہ یہ پہلی فتح ہے خدا کی قسم اور پھر منبر پر چڑھ کر فریقین کی طرف دیکھنے لگا۔ شیبہ کے پاس بیس کے قریب آدمی بچ گئے تھے۔ اس موقع پر فریقین بڑی بے جگری سے لڑے اور پورا دن لڑتے رہے۔ شاید ہی روئے زمین پر ایسی لڑائی لڑی گئی ہوگی یہاں تک کہ ہر سپاہی دوسرے کی بہادری کی تعریف کرنے لگا اور حجاج اس موقع پر فریقین پر گہری نظر ڈالے ہوئے تھا۔ خالد بن عتاب نے حجاج سے خوارج پر عقب سے حملہ کرنے کی اجازت چاہی۔ حجاج نے اسے

اجازت دے دی چنانچہ اپنے ہمراہ چار ہزار کی نفری لے کر خوارج کی فوج پر عقبی جانب سے حملہ آور ہوا اور شیب کے بھائی مصاد کو قتل کر لیا اور شیب کی بیوی غزالہ کو بھی قتل کر دیا۔ غزالہ کو قتل کرنے والے کا نام فروہ بن دقاق کلبی تھا۔

خالد بن عتاب شیب کی فوج کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ اس فتح پر حجاج بہت خوش ہوا اور اس کے ساتھیوں نے خوشی میں نعرے لگائے۔ شیب کی فوج گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس چلی گئی۔ حجاج نے ان کا پیچھا کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حجاج کے لوگ اس کے پیچھے بھاگے۔ شیب اپنی بچی کچھی جماعت سنبھال کر نکل کھڑا ہوا۔ اس کے پیچھے پیچھے سرکاری فوج بھی اس کی طلب میں نکل پڑی۔ تھکاوٹ کی وجہ سے شیب نے اپنی گردن جھکا لی تھی اور اس کا سراونگھنے کی وجہ سے ہلتا جاتا تھا جب کہ گھوڑے پر سفر جاری تھا یہاں تک کہ حجاج کی فوج اس کے قریب پہنچ گئی۔ شیب کے بعض ساتھیوں نے اسے اس نازک موقع پر بے خبری سے منع کیا اور عقب میں موجود دشمن سے باخبر کیا مگر شیب بالکل لاپرواہ اپنی اونگھ میں مشغول چلتا رہا۔ جب شیب کا پیچھا کرتے کرتے کافی دیر ہو گئی تو حجاج نے ان سے کہا شیب کو جہنم کی آگ میں جانے دو پس انہوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور واپس آ گئے۔

پھر حجاج کوفہ میں داخل ہوا اور لوگوں میں خطبہ دیا اور اپنے خطبے میں کہا کہ شیب کو اس سے پہلے کبھی شکست نہیں ہوئی۔ پھر شیب نے کوفہ کا رخ کر لیا وہاں ان کا مقابلہ حجاج کے ایک فوجی دستے سے ہوا جن کی تعداد ہزار تھی جب کہ دن چہار شنبہ کا تھا ان کی لڑائی جمعے کے روز تک جاری رہی۔ حجاج کی فوج کا سپہ سالار حارث بن معاویہ انتہائی تھکا ہوا تھا۔ شیب نے ان پر حملہ کر کے ان کو منتشر کر دیا اور کچھ قتل کر دیا باقی ماندہ افراد کوفہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور گھروں میں بند ہو کر رہ گئے۔ پس شیب کے مقابلہ کے لئے حجاج کا غلام ابوالورد ایک فوجی دستہ لے کر نکلا اور لڑتا رہا، یہاں تک کہ قتل ہو گیا جس کے بعد اس کے ساتھی بھی منتشر ہو گئے اور کوفہ پہنچ کر پناہ لی جس کے بعد شیب کے مقابلہ میں ایک اور آیا شیب نے اسے بھی شکست دیدی اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سواد کی جانب نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں ان کا گزر ان علاقوں پر حجاج کے کارندے پر ہوا جسے انہوں نے قتل کر دیا پھر اپنے ساتھیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر انہوں نے تمام مال و اسباب دریائے فرات میں پھینک دیا اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چلتا رہا اور کئی علاقوں کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بڑھتا چلا آیا جو فوج بھی اس کے مقابلہ میں آئی تا کا می ان کی تقدیر بن جاتی تھی، آخر کار ایک امیر سے بھی مدد بھیڑ ہوئی۔ شیب کے ایک دوست امیر نے اس سے کہا میرے مقابلے کے لئے تم کو میں دعوت دیتا ہوں شیب نے اس سے کہا، میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتا۔ امیر نے شیب سے کہا لیکن میں تو تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں، تم گزشتہ واقعات اور کامیابیوں سے دھوکہ نہ کھانا پس امیر نے اس پر حملہ کر دیا شیب نے اس کے سر میں ایسا وار کیا کہ اس کا دماغ اس کی ہڈیوں اور گوشت کے ساتھ مل گیا۔ پھر شیب نے اس کی تجھیز و تکفین کر دی۔ حجاج شیب کو شکست دینے یا اسے گرفتار کرنے کے لئے مال کثیر صرف کر رہا تھا لیکن کسی کا ہاتھ شیب پر بھاری نہ ہو سکا بلکہ شیب پر اسی سال اللہ نے موت مسلط کر دی جس میں نہ حجاج کا عمل دخل تھا نہ کسی اور کا۔

شیب کی ہلاکت جس کا سبب یہ ہوا کہ حجاج بن یوسف نے بصرہ پر اپنے نائب حکم بن ایوب بن الحکم بن ابی المقلیل جو کہ حجاج کا داماد تھا، کو چار ہزار فوج تیار کر کے شیب کے پیچھے لگا دی جائے جو کہ سفیان بن ابرد کے ماتحت ہوں گے پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور شیب کے پیچھے چلے آئے اور مقابلہ پر اتر آئے اور سفیان بن ابرد کے ساتھ اہل شام میں سے کچھ لوگ بھی تھے۔ شیب کے ساتھ مقابلہ شروع ہوا۔ لڑائی بہت زوروں پر تھی دونوں فریقین نہایت صبر و استقلال سے لڑے جس کے بعد حجاج کی فوج نے خوارج پر زوردار حملہ کیا خوارج کی تعداد چونکہ کم تھی اس لئے وہ بھاگنے پر مجبور ہوئے اور بالآخر ایک پل کی آڑ لینے پر مجبور ہوئے اور شیب نے وہاں سوساٹھیوں سمیت کچھ دیر توقف کرنے کے بعد ابن برد کی فوج پر زوردار حملہ کر دیا۔ حجاج کی فوج اس کا مقابلہ نہ کر سکی۔ شیب نے پورا دن ان سے بے جگری سے مقابلہ کیا اور بلا خراہیں پیچھے دھکیلنے پر مجبور کر دیا پس ابن ابرد نے تیر اندازوں کو حملہ کا حکم دیا، جنہوں نے شیب کی فوج پر تیروں کی بارش کر دی اور زوردار حملہ کر دیا جس کی وجہ سے خوارج بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد خوارج نے تیر اندازوں پر حملہ کر دیا اور میں آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس دوران رات چھا گئی اور فریقین نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا اور اگلے دن نئے جوش و ولولے کے ساتھ لڑ کے عزم کے ساتھ رات بسر کی۔ صبح ہوئی تو شیب اپنے ساتھیوں سمیت پل عبور کرنے لگا اس دوران شیب کے گھوڑے نے سامنے سے گزرنے والی گھوڑی پر چھلانگ لگا دی اور شیب کا گھوڑا کشتی کے کنارے پر پاؤں لگنے سے پھسل گیا اور شیب دریا میں

گر گیا۔ شیب نے اس موقع پر یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے: اللہ جو چاہتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ اس کے بعد شیب نے پانی میں کئی بار غوطے کھائے آخری بار پانی سے سر نکالا اور یہ آیت پڑھی:

ذالک تقدیر العزیز العلیم

”یہ اللہ بزرگ برتر کا حکم اور اس کی مشیت ہے۔“

اس کے بعد وہ اس پل کے نیچے گہرے پانی میں غرق ہو گیا۔

جب خوارج کو شیب کی ہلاکت کی خبر ہو گئی تو انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور متفرق ہو کر علاقوں میں بکھر گئے۔ حجاج کی فوج کا امیر آیا اور شیب کی نعش کو پانی سے نکلوا یا اس پر زرہ تھی پھر اس کا سینہ چاک کیا گیا اس کا دل نکال لیا گیا اس کا دل پتھر جیسا سخت گوشت کا تو تھا تھا جسے وہ زمین پر پٹک دیتے وہ گیند کی طرح انسان کی قامت کے برابر اچھل پڑتا بعض شیب کی موت کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی فوج میں کچھ لوگوں کو ان سے عداوت ہو گئی جب وہ پل عبور کر رہے تھے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے پل کو کاٹ دیا جس سے پل ٹیڑھا ہو گیا اور شیب کا گھوڑا پھسل کر دریا میں جا گر اور غرق ہو گیا اور پھر ان لوگوں کو پکارا امیر المومنین شیب غرق ہو چکے ہیں پس حجاج کی فوج کو پتہ چل گیا اور انہوں نے آ کر اسے پانی سے نکال لیا۔

اور جب شیب کی موت کی خبر ان کی ماں کو دی گئی تو انہوں نے کہا آپ نے سچ کہا میں جب شیب سے حاملہ تھی تو ایک خواب دیکھا تھا کہ مجھ سے آگ کا ایک شعلہ بلند ہوا تھا اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ آگ کو پانی ہی بجھا سکتا ہے اور شیب کو پانی ہی بچھا دے گا شیب کی ماں لونڈی تھی جس کا نام جھیرہ تھا جو کہ نہایت حسین اور تمام عورتوں میں نہایت شجاع اور جنگجو عورت تھی۔ اپنے بیٹے کے ہمراہ جنگوں میں حصہ لیتی تھی۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جھیرہ بھی اسی جنگ میں کام آئی تھی اور شیب کی بیوی غزالہ بھی اس جنگ میں ہلاک ہوئی تھی اور غزالہ بھی نہایت نڈر اور بہادر تھی، جنگوں میں اس بے جگری سے لڑتی کہ بہادر مرد بھی اس کے سامنے عاجز آ جاتے اور حجاج غزالہ سے بہت خوف کھاتا تھا حتیٰ کہ بعض شعراء نے اس کے بارے میں کہا:

اسد علی و فی الحروب لعمامة

فتحاء تنفر من صغیر الصافر

هلا برزت الی غزاة فی السو غی

بل کان قلبک فی جناحی طائر

”میرے اوپر شیر لور جنگوں میں مثل شتر مرغ ہو جیسا کہ کمزور جوڑوں اور پروں والا عقاب صافرنامی ڈرپوک پرندے کی آواز سے ڈرتا ہے۔ غزالہ کے مقابلہ پر لڑائی کے دوران کیوں نہیں آئے، لیکن آپ کا دل تو پرندے کے پروں کی پناہ میں تھا یعنی تو ڈرپوک ہے۔“

اور کہا، شیب بن یزید بن نعیم بن قیس بن عمرو بن صلت بن قیس بن شراحیل بن حمرة بن ذہل بن شیبان الشیبانی خلافت کا دعویدار تھا اور امیر المومنین کہلواتا تھا اور اگر اللہ اسے غرق نہ کرتا تو وہ ضرور مسند حکومت تک پہنچ جاتا اور شیب کو روکنے والا کوئی نہ ہوتا۔

جب عبد الملک نے حجاج کو شامی فوج کے ساتھ شیب کے مقابلے پر بھیجا تو وہ حجاج کے نرغے میں آ گیا اور جب اس کا گھوڑا نہر دجیل میں گر گیا تو کسی نے کہا امیر المومنین کیا غرق ہو کر موت پاؤ گے تو شیب نے جواب دیا، یہ رب ذوالجلال کی مشیت سے ہے جو نالی نہیں جاسکتی۔ پھر اس کی لاش نکال گئی اور حجاج کے پاس لے جائی گئی تو حجاج نے شیب کا دل نکالنے کا کہا جب وہ نکالا گیا تو پتھر کی طرح سخت تھا۔

اور شیب طویل القامت گھنگریالے سیاہ و سفید بالوں والا تھا جس کی پیدائش عید الاضحیٰ کے دن سن ۲۶ کو ہوئی تھی۔ حجاج کی قوم نے شیب کے ساتھیوں میں سے ایک کو پکڑ کر عبد الملک بن مروان کے پاس بھیج دیا پس امیر المومنین نے اس سے دریافت کیا کہ آپ ہی نے یہ اشعار کہے تھے:

فان یک منکم مروان وابن
وعمر ومنکم هاشم وحبيب
فمننا حصين والبطين وقعب
ومننا امير المؤمنين شبيب

”اگر تم میں سے مروان اور اس کا بیٹا عمر اور ہاشم و حبیب ہیں تو ہم میں سے بھی حصین و بطین و قعب جیسے موجود ہیں، اور ہمارا امیر المؤمنین شبيب ہے۔“

اس شخص نے جواب میں کہا کہ اے امیر المؤمنین! میں اس وقت کہاں تھا جب شبيب ہم میں موجود تھا۔ عبدالملک کو اس شخص کا انداز و اعتذار بہت پسند آیا اور اس کی جان بخشی کر دی۔ واللہ اعلم۔

اور اسی سال مہلب بن ابی صفرہ نائب حجاج اور ازرقہ خوارج جن کا امیر قطری ابن الفجاءہ تھا، کے درمیان سخت لڑائیاں لڑی گئیں۔ قطری کا شمار بھی مشہور اور بہادر گھڑسواروں میں ہوتا تھا۔ اس کے ساتھی اسی سال اسے چھوڑ کر مختلف علاقوں میں نکل کھڑے ہوئے تھے اور قطری کا اس کے بعد کوئی پتہ نہ چل سکا کہ کہاں چلا گیا۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ان کی آپس میں عرصہ تک چپقلش جاری تھی جن کا ذکر بہت طویل ہے۔ ابن جریر نے اپنی تاریخ میں واقعات کا تذکرہ بڑی طوالت سے کیا ہے۔

ابن جریر لکھتا ہے کہ اسی سال بکیر بن وشار جو خراسان کا نائب تھا، نے امیہ بن عبداللہ بن خالد سے انتقام لیا۔ وہ اس طرح کے بکیر نے لوگوں کو امیہ کے خلاف بھڑکایا اور پھر بڑی غداری سے اسے مار ڈالا۔

ان دونوں کے درمیان طویل لڑائیاں لڑی گئیں جن کا تفصیل سے ابن جریر نے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اسی سال شبيب کی وفات ہوئی جو کہ شجاعت و بہادری میں بے مثل تھا اس جیسا بہادر شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد نہیں دیکھا گیا۔ اس کی شجاعت اشتر کے بیٹے ابراہیم، مصعب بن زبیر اور ان کے بھائی عبداللہ کے ہم پلہ تھی اور قطری بن الفجاءہ بھی شجاعت میں ان کے برابر تھا۔ واللہ اعلم۔

اور اسی سال مشہور لوگوں میں سے کثیر بن الصلت بن معدی کرب الکندی بھی انتقال کر گئے جو کہ اپنی قوم میں کبیر اور مطاع تھے جن کا مدینہ ہی میں مصلیٰ کے نزدیک ایک بڑا گھر تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ کثیر عبدالملک کا کاتب رسائل تھا جن کا انتقال شام میں ہوا۔

محمد بن موسیٰ بن طلحہ عبید اللہ... ان کی بہن عبدالملک کے نکاح میں تھی اور اسے بختان کا والی مقرر کیا گیا تھا جب وہ بختان روانہ ہوا تو اس سے کہا گیا تھا کہ آپ کے راستہ میں شبيب ہیں جن کا مقابلہ کرنے سے لوگ عاجز آ گئے ہیں، ان کی طرف جانا اور انہیں قتل کر دینا جو کہ آپ کے لئے ہمیشہ کے لئے باعث شہرت بن جائے گا جب وہ نکلا تو شبيب سے مقابلہ ہوا اور شبيب کے ہاتھوں مارا گیا بعض نے دوسرا سبب بیان کیا ہے۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

عیاض بن غنم الاشعری... جنگ یرموک میں شریک ہوئے صحابہ کی کثیر جماعت سے روایت کی ہے، بصرہ میں ان کا انتقال ہوا۔

مطرف بن عبداللہ... یہ متعدد دو بھائی تھے جن کے نام عروہ، حمزہ اور مطرف یہ بنو امیہ کی طرف زیادہ میلان رکھتے تھے اس لئے حجاج نے تینوں کو عامل مقرر کیا تھا چنانچہ عروہ کو کوفہ، مطرف کو مدائن اور حمزہ کو ہمدان میں عہدیدار مقرر کیا۔

۷۸ھ ہجری

اسی سال مسلمانوں نے روم کے علاقوں پر حملہ کر کے اور اقلیہ کو فتح کر لیا۔ واپسی پر مسلم فوج کو سردی، بارش اور برف نے آگھیرا جس سے بہت سارے مسلمان جاں بحق ہو گئے۔ اسی سال عبدالملک نے موسیٰ بن نصیر کو تمام بلاد مغرب پر سربراہ بنا کر طنجرہ روانہ کیا جہاں اس نے طارق بن زیاد کو

مقدمۃ انیش پر مامور کر دیا اور وہاں کے بادشاہوں کو ہلاک کر دیا اور بعض کی ناک کاٹ کر ملک بدر کر دیا۔ اور اسی سال عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ کو خراسان کی امارت سے معزول کر دیا اور خراسان بھی حجاج کے حوالے کر دیا۔ ساتھ میں بختان بھی۔ حجاج شیب کے معاملے سے فارغ ہو کر کوفہ سے بصرہ منتقل ہو گیا اور کوفہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن عامر الحضرمی کو مقرر کر گیا، مہلب بھی وہاں پہنچ گیا جب کہ وہ ازرقہ، خوارج کا خاتمہ کر چکا تھا۔ پس حجاج نے اسے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور متاثر ہونے والے فوجیوں کو بلوایا، جس کسی کی تعریف مہلب کرتا جاتا حجاج اس کو انعام دیتا اور پھر حجاج نے مہلب کو بختان کی امارت حوالے کی اور عبید اللہ بن ابی بکرہ کو خراسان کی امارت حوالہ کی۔ روانگی سے قبل ان دونوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا کہا جاتا ہے کہ بات کا آغاز مہلب کی جانب سے ہوا تھا اور مہلب نے پولیس کے سربراہ عبدالرحمن بن عبید بن طارق غشمی سے اس سلسلے میں مدد لی اور اس کو گواہ بنا کر پیش کیا۔ عبداللہ نے مہلب پر ایک لاکھ درہم جرمانہ عائد کیا۔

ابو معشر نے بیان کیا ہے کہ اس سال ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا اور اس وقت مدینہ کا گورنر ابان بن عثمان اور عراق، خراسان، بختان و ملحقہ علاقوں پر حجاج امیر مقرر تھا جب کہ خراسان پر حجاج کا نائب مہلب بن ابی صفرہ بختان پر عبداللہ بن ابی بکرہ الشنقی اور کوفہ کا قاضی شریح، بصرہ کا قاضی موسیٰ بن انس مالک الانصاری مقرر تھا۔ اس سال مشہور شخصیات میں سے ابو عبداللہ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری السلمی صحابی رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ ابو عبداللہ کی روایات کئی ہیں۔ آپ نے بیعت عقبہ میں بھی حصہ لیا تھا۔ بدر میں شریک ہونا چاہتے تھے، لیکن آپ کے والد نے آپ کو گھریار کی حفاظت پر مامور کر دیا۔ گھریاروں کی تعداد اس وقت نو افراد پر مشتمل تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وفات سے قبل آپ کی پینائی چلی گئی تھی۔ آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۹۴ سال تھی اور آپ سے روایت شدہ احادیث کی تعداد پندرہ سو چالیس ہے۔

شریح بن الحارث بن قیس ابو امیہ کنذی، یہ کوفہ کے قاضی تھے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو عہدہ قضاء پر فائز کر دیا تھا عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک اسی عہدہ پر فائز رہے پھر علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو معزول کر دیا پھر معاویہ نے آپ کو قاضی مقرر کیا اور پھر اپنی وفات تک اس عہدے سے منسلک رہے۔ آپ کی تنخواہ ماہانہ سو درہم تھی، بعض نے کہا پانچ سو تھی۔ جب وہ فیصلہ کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلتے تو کہتے اب ظالم کو پتہ چل جائے گا کہ اس نے کس کا حق مارا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ جب عدالت کی کرسی پر بیٹھتے تو آیت پڑھتے:

يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی

اے داؤد ہم نے تجھے زمین پر خلیفہ بنایا پس لوگوں کے مابین انصاف سے فیصلہ کر اور اپنی خواہشات کی پیروی نہ کر۔

اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ظالم سزا کا منتظر ہے اور مظلوم مدد کا۔

کہا جاتا ہے کہ شریح تقریباً ستر سال تک قاضی رہے جب کہ بعض کا خیال ہے کہ انہوں نے اپنی موت سے ایک سال قبل اپنے منصب سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

آپ اصل میں ایرانی تھے آپ کے آباؤ اجداد یمن آکر بس گئے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد شریح مدینہ آئے تھے۔ آپ کی وفات کوفہ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر ایک سو آٹھ سال تھی۔

حیرانی نے روایت کی ہے کہ علی بن عبدالعزیز نے ہم سے بیان کیا عارم بن ابوالنعمان نے ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا شعیب بن احجاب نے ابراہیم السیسی سے کہ شریح کہا کرتے تھے کہ ظالموں کو پتہ چل جائے گا جن مظلوموں کا انہوں نے حق مارا ہے۔

ظالم سزا کے جب کہ مظلوم مدد کے منتظر ہیں۔ یہ روایت امام احمد نے اسماعیل بن علیہ سے، انہوں نے ابن عون انہوں نے ابراہیم سے۔ اعمش نے کہا کہ شریح کے پاؤں میں تکلیف ہوئی تو انہوں نے اس پر شہد لگایا اور دھوپ میں بیٹھ گئے، لوگ عیادت کرنے آئے، انہوں نے پوچھا اب کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا اچھا، محسوس کر رہا ہوں۔ انہوں نے پھر کہا طبیب کو دکھایا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا، ہاں دکھایا ہے۔ پھر پوچھا طبیب نے کیا کہا؟ کہنے لگے، صحیح ہو جانے کی خوشخبری دی ہے۔ دوسری روایت یہ بھی ہے کہ آپ کی انگلی میں کوئی پھوڑا نکل آیا تو لوگوں نے پوچھا کسی طبیب کو دکھایا؟ شریح نے کہا اس نے تو یہ تکلیف دی ہے۔ اور اسی نے کہا کہ عبیدہ بن ابی لہب نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ابن زبیر کا فتنہ نو سال تک

جاری رہا لیکن نہ شریعت خود اس معاملہ کے بارے میں کسی سے پوچھتے اور نہ ہی ان سے کوئی آدمی اس بارے میں دریافت کرتا یعنی کنارہ کش رہے۔ اور ابن ثوبان نے عہدہ سے، انہوں نے شععی سے، انہوں نے شریعت سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا فتنہ ہوا تھا تو میں نے اس بارے میں کسی سے کچھ نہ پوچھا پس کسی آدمی نے کہا اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہ ہوتی کہ مجھے کب موت آئے گی۔

اس پر شرح نے جواب دیا کہ تمہیں کیا معلوم کے میرے دل پر کیا گزر رہی ہے۔ شفیق بن سلمہ نے شریعت سے اس طرح روایت کی ہے کہ فتنہ ابن زبیر کے دوران میں نے کسی سے کوئی بات دریافت نہیں کی اور نہ ہی میں نے کسی مسلمان یا کسی معاہدہ پر ایک دینار یا درہم برابر بھی کبھی ظلم کیا۔ بس ابو ولولہ نے کہا کہ اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو یہی پسند کرتا کہ مجھے موت آجائے تو شریعت نے اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ اس کو کہیے شاید قرار آ جائے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ شریعت نے کہا، میرے دل کا کیا حال ہوگا جب دونو جوان ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں اور ان میں سے ہر ایک مجھے محبوب ہو۔ ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو کھیل کود میں مشغول دیکھ کر کہا کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ تم کھیل کود میں مشغول ہو، لوگوں نے کہا ہم کام کاج سے فارغ ہیں۔ فرمایا فارغ لوگوں کا یہ کام تو نہیں ہے سوار ابن عبداللہ العنبری نے بیان کیا ہے کہ ہم سے علاء بن جریر العنبری نے، انہوں نے سالم ابو عبداللہ سے، انہوں نے کہا کہ میں شریعت کے ہاں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے آکر ان سے سوال کیا کہ آپ کہاں ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے اور دیوار کے درمیان میں۔

پس اس نے کہا کہ میں اصل شامی ہوں، شریعت نے کہا بہت فاصلہ ہے پھر اس شخص نے کہا میں نے ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ شریعت نے کہا اللہ مبارک کرے۔ کہا کہ اس گھر کی شرط لگائی ہے۔ شریعت نے کہا وعدہ کا پاس ضروری ہے۔ اس شخص نے کہا ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے۔ شریعت نے کہا وہ تو میں نے کر دیا ہے۔

سفیان کہتے ہیں جب شریعت سے پوچھا گیا کہ آپ کو اتنا سارا علم حاصل کیسے ہوا، شریعت نے کہا علماء سے لیکن دین کے باعث میں ان سے کچھ علم لیتا ہوں اور کچھ انہیں دیتا ہوں۔

عثمان بن ابی شیبہ عبداللہ بن محمد بن سالم سے، انہوں نے ابراہیم بن یوسف سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابی اسحاق سے، انہوں نے ہبیرہ سے کہ انہوں نے علیؑ کو کہتے سنا کہ اے لوگو آپ میں سے فقہاء، میرے پاس چلے آئیں تاکہ میں ان سے کچھ دریافت کروں اور وہ مجھ سے۔ راوی کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو ہم سب حضرت علیؑ کی طرف چل پڑے، لوگوں سے جگہ بھر گئی، پس علیؑ ان سے پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہے اور یہ کیا ہے، اگر لوگ بھی ان سے دریافت کرتے تو حضرت علیؑ جواب دیتے یا فقہاء سے پوچھتے تو وہ جواب دیتے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا اور لوگ گھروں کو واپس جانے لگے، شریعت دوزانو ہو کر حضرت علیؑ کے پاس ہی رہے اور کوئی سوال ایسا نہ تھا کہ حضرت علیؑ اس کا جواب نہ دے سکیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ شریعت کھڑے ہو جاؤ کیوں کہ تم عرب میں سب سے زیادہ عدل پہنچنی فیصلے کرنے والے ہو۔

ایک مرتبہ شریعت کے پاس دو عورتیں آئیں، ان میں ایک بچے کی ماں جب کہ دوسری اس کی دادی تھی، دونوں بچے کے لئے خود کو مستحق جتا رہی تھیں۔ بچے کی دادی نے شعر میں اپنا مدعا بیان کرتے ہوئے کہا:

”اے ابوامیہ ہم تیرے پاس مدد طلب کرنے کے لئے آئے ہیں تیرے پاس بیٹے کی ماں اور دادی آئی ہیں، اگر تو نکاح نہ کرتی تو میں تجھ سے لڑ کے کے بارے میں نہ جھگڑتی، مگر تو نے نکاح کر لیا پس لڑکا میرے حوالے کر اور چلی جا، اے قاضی! اس بچے سے متعلق میری کہانی یہ ہے۔“

بچے کی ماں نے کہا:

”اے قاضی دادی (بچے) سے متعلق اپنا مدعا بیان کر چکی ہے پس تو مجھ سے بھی کچھ سن لے اور مسترد نہ کر، میرا بیٹا میرے جگر کا ٹکڑا ہے جسے میں نے بڑی مشقت سے پالا ہے۔ میرا بچہ اپنے باپ کی وفات کے بعد جب میری گود میں یتیم و بے سہارا رہ گیا تو میں نے اس کی خیر اور بھلائی کے واسطے شادی کر لی ایسے شخص سے جو میری اور میرے بچے کی کفالت بخوبی کر سکے اور جو

مجھ سے محبت کا بخوبی اظہار کر سکے اور جو بخوبی بچے کی ضرورت بھی پوری کر سکے۔“
شریح نے کہا:

”جو کچھ تم دونوں نے بیان کیا قاضی نے بغور سن لیا اور پھر فیصلہ صادر کیا اور قاضی کو چاہیے کہ وہ حسب استطاعت صحیح فیصلہ کرے۔ دادی سے کہا کہ وہ بچے کو لے لے اور اسے خدا کا عطیہ سمجھ کر قبول کر لے۔ اور اگر وہ کچھ عرصہ صبر کرتی تو یہ بچہ اس کو قبل دعویٰ مل ہی جاتا۔“

یہ کہہ کر شرح نے بچہ دادی کے حوالے کر دیا۔

عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ ان سے معمر بن عون نے اور انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے شرح سے، ایک مرتبہ ایک آدمی کے اعتراف کی بنیاد پر اس کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا۔ اس شخص نے کہا ابا امیہ، آپ نے میرے خلاف بلا گواہ فیصلہ صادر کر دیا۔ اس پر شرح نے جواباً کہا، ہاں مجھے آپ کی خالہ کے بھانجے نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ اسی طرح علی بن جعد نے کہا کہ ہم سے مسعودی نے بطریق ابی حصین بیان کیا کہ شرح سے ایک بکری کے متعلق سوال کیا گیا جو کیڑے مکوڑے کھاتی تھی، شرح نے کہا جنت کی گھاس ہے اور دودھ بھی اچھا ہے۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید نے ابی حیان اسلمی سے، انہوں نے اپنے باپ سے کہ شرح کے گھر میں جب کوئی سنور (لومڑی نما جانور) مر جاتا تو اسے گھر کے صحن ہی میں ڈلوادیتے تھے تاکہ اس سے عام مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے اور یہ نالے شرح کے گھر میں ہی سے نکلتے تھے تاکہ اس سے عام مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

ایک آدمی نے شرح سے کہا کہ آپ کی حالت نفرت آمیز ہے۔ شرح نے جواب دیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ اللہ کی نعمتوں کو دوسروں میں دیکھتے ہیں لیکن خود ان سے لاعلم ہیں۔ طبرانی نے کہا کہ ہم سے احمد بن یحییٰ ثعلب نحوی نے بیان کیا ہے، ان سے عبداللہ بن شمیم نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن زید سمعان نے کہا کہ شرح نے اپنے بھائی جو کہ طاعون کے مرض سے بھاگ گیا تھا کو لکھ بھیجا کہ اما بعد، بیشک آپ اور وہ جگہ جہاں آپ ہیں اور وہ جگہ جہاں سے آپ نکل بھاگے ہیں ایسی آنکھوں کی تابع ہے جس سے کوئی بچ کر نہیں نکل سکتا اور اس کی پکڑ اور طلب سے کوئی باہر نہیں۔

ابو بکر بن شیبہ نے کہا کہ ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، انہوں نے الشیبانی سے، انہوں نے شععی سے انہوں نے قاضی شرح سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب شرح قاضی تھے ان کو لکھ بھیجا کہ جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اللہ کے کلام سے اس کا فیصلہ کرو، جب قرآن میں حکم نہ ملے تو فیصلہ کے لئے سنت نبوی سے رجوع کرو، اگر کوئی مسئلہ ایسا ہو جس کا حکم کتاب اللہ اور سنت رسول میں موجود نہ ہو تو اس کا فیصلہ اجماع امت کی رو سے کرو۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایسے مسئلہ کے فیصلے میں صالحین کے فیصلے کو مد نظر رکھو پس اگر یہاں بھی اس کی نظیر نہ ملے تو چاہو تو فیصلہ کر ڈالو اور اگر چاہو تو کچھ توقف اور تاخیر کرو میری رائے میں تاخیر بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

شرح نے کہا کہ میں ایک دن حضرت علی کے ہمراہ کوفہ کے بازار سے گزر رہا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک قصہ گو کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ آپ قصے بیان کر رہے ہیں حالانکہ ہم قرب العہد ہیں (رسول اللہ ﷺ کو وفات پائے کم ہی عرصہ گزرا ہے) میں تم سے کچھ سوالات پوچھوں گا اگر تو نے جواب نہ دیا تو میں تمہیں تادیباً سزا دوں گا تو قصہ گو نے کہا پوچھ لیجئے اے امیر المؤمنین جو جی میں آئے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا ایمان کس چیز سے قائم رہتا ہے اور کس چیز سے زائل ہو جاتا ہے، قصہ گو نے جواب دیا ایمان کا قیام تقویٰ اور پرہیزگاری سے ہے جب کہ ایمان کا زوال حرص اور لالچ سے ہے۔ حضرت علی نے جواب دیا صحیح ہے اب جو کچھ تمہیں وعظ و نصیحت کرنا ہے شوق سے کرو۔ کہا گیا کہ یہ قصہ گو نوف البرکالی تھا۔

ایک شخص نے شرح سے کہا کہ تم تو دوسروں کے فضل و انعام کا تذکرہ کرتے ہو مگر اپنے آپ کو نظر انداز کر دیتے ہو، قاضی شرح نے جواب دیا، اللہ کی قسم مجھے تمہاری نعمتوں پر رشک آتا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور نہ ہی مجھے کوئی ضرر۔
جریر نے شیبانی سے انہوں نے شععی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے کسی شخص سے ایک گھوڑا اس شرط پر خریدا کہ وہ اسے پہلے دیکھیں گے

اور گھوڑا لے کر چل پڑے مگر گھوڑا اگر کر ہلاک ہو گیا حضرت عمر نے مالک سے کہا اپنا گھوڑا واپس لے لو اس نے انکار کیا حضرت عمر نے کہا چلو قاضی سے اس کا فیصلہ کریں۔ آدمی نے کہا شریع کے پاس چلتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا کون شریع گھوڑے والے نے کہا عراقی شریع۔ وہ شریع کے پاس آئے اور قصہ بیان کیا۔ پس شریع نے کہا یا امیر المؤمنین اس کا گھوڑا جس حالت میں خریدا تھا واپس کیجئے یا جس طرح ہے قبول کیجئے۔ حضرت عمر نے کہا فیصلہ بالکل صحیح ہے کوفہ چلے جاؤ میں نے تمہیں وہاں کا قاضی مقرر کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس دن شریع کی قابلیت کا پتہ چل گیا۔

ہشام بن محمد کلبی نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ شریع کا ایک بیٹا تھا جو کہتے ہیں "اتھاوا" ان کو لڑاتا بھی تھا تو شریع نے دوات و کاغذ منگوا کر اپنے بیٹے کے مودب کو لکھ بھیجا۔

ترجمہ..... اس نے نماز چھوڑ دی ہے کتوں کی خاطر وہ اپنے بد خصلت اور برے دوستوں کے ساتھ مل کر کتوں کو لڑاتا تھا، وہ جب تمہارے پاس آجائے تو اس کو ملامت کرنا اور اس کو نصیحت کرنا اور اس کو سمجھدار تالیق کی طرح وعظ و نصیحت کریں اور اگر اس کو سزا دینا چاہو تو کوڑے مار دینا اور تین کوڑے لگانے کے بعد اس کو قید کر دینا اور جان لو جو کچھ آپ اس کی تربیت و اصلاح کے لئے کریں گے، مجھے غصہ آنے کے باوجود بہت عزیز ہوگا در بہتر بھی۔

قاضی شریع نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے عائشہ ان الدین فرقوا دینہم وکانوا شیعاً سے اس امت کے اہل بدعت اصحاب ہوا، اور گمراہ لوگ مراد ہیں اور ہر گنہگار کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ بجز اہل بدعت اور اصحاب ہوا کے، میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ یہ حدیث ضعیف اور غریب ہے محمد بن مصفی نے بقیہ سے انہوں نے شعبہ سے یا کسی اور سے انہوں نے مجالد سے انہوں نے شعبی سے، اس حدیث کو صرف بقیہ بن الولید نے اکیلے روایت کی ہے اور اس حدیث میں علت بھی ہے۔ محمد بن کعب القرظی نے حسن سے، انہوں نے شریع سے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ عنقریب تمہاری چھان بین ہوگی حتیٰ کہ تم ان لوگوں میں سے بچے کچھ رہ جاؤ گے جنہوں نے اپنے وعدوں کا پاس کیا اور نہ ہی امانتوں کا۔

کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ہم کس گروہ میں ہوں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ معروفات (نیکیوں) پر عمل کرتے ہو اور برے کاموں سے بچتے ہو اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہو اور کہتے ہو اے اللہ ہماری مدد فرما جس نے ہم پر ظلم کیا ان پر تو ہی کافی ہو اور سرکشوں سے ہمیں بچا، اور حسن بن سفیان نے یحییٰ ابن ایوب سے، انہوں نے عبد الجبار بن وہب سے، انہوں نے عبد اللہ السلمی سے، انہوں نے شریع سے فرمایا مجھ سے بیان کیا اصحاب بدر نے جن میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شامل ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو نو جوان دنیاوی لذات کو چھوڑتا ہے اور اسی ترک لذات ہی میں اللہ کی اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں بہتر صدیقیوں کا اجر عطا فرمائے گا، پھر کہا کہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نو جوان! جس نے میری خاطر شہوات کو خیر باد کہہ دیا جس نے میرے لئے اپنی جوانی صرف کی، تو میرے ہاں بعض ملائکہ کے جیسا ہے۔ یہ حدیث بھی غریب ہے۔

ابوداؤد نے کہا کہ ہم سے صدقہ بن موسیٰ نے ابو عمران الجونی نے قیس بن زید سے، ابوداؤد نے کہا یا زید بن قیس سے، مصریوں کے قاضی شریع سے عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق سے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قرضداروں کو پکاریں گے، اے ابن آدم! تم نے کس چیز میں لوگوں کے حقوق ضائع کر دیئے؟ اور کیوں لوگوں کے حقوق مارے؟ وہ جواب دیا اے رب! میں نے تو یہ حقوق جان بوجھ کر ضائع نہیں کئے بلکہ یہ مصیبت مجھ پر غرق یا مال کے جل جانے کے باعث آن پڑی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا آج مجھے تیری طرف سے وکالت یا فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے، پھر اس کی بدی کو نیکیوں میں بدل کر اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ یزید بن ہارون نے صدقہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کوئی چیز اس کے میزان میں ڈال دے گا جس سے اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اس حدیث کو طبرانی نے ابی نعیم کی سند سے صدقہ سے روایت کیا ہے اور طبرانی ہی نے حفص بن عمر اور احمد بن داؤد المکی سے، دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے ان سے صدقہ نے۔ واللہ اعلم۔

عبداللہ بن غنم الاشعری رضی اللہ عنہ..... الاشعری شام کی طرف نکل گئے تھے اور فلسطین میں رہائش اختیار کی تھی انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت سے روایت حدیث کی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت بھی کی تھی۔ ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام بھیجا تھا تا کہ وہاں کے لوگوں کو دین سکھائیں۔ حضرت عبداللہ بن غنم رضی اللہ عنہ عبادت گزار اور صالحین میں سے تھے۔

جناد بن امیہ الازدی..... فتح مصر میں صحابہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں بحری جنگوں کے امیر تھے۔ اہل خیر اور دیر لوگوں میں سے تھے شام میں وفات پائی۔ ان کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی۔

العلاء بن زیادہ البصری..... بصرہ کے صالحین اور عابد و زاہد لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان میں خوف خدا اور تقویٰ بہت تھا۔ وہ اپنے گھر میں تنہائی میں رہتے۔ انہوں نے لوگوں سے میل جول ترک کیا ہوا تھا اور ہر وقت روتے رہتے تھے۔ کثرت بکاء سے ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ ان کے مناقب بہت زیادہ ہیں، اس سال بصرہ میں وفات پائی۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ علاء کے زیادہ روتے کا سبب یہ تھا کہ اہل شام میں سے ایک آدمی نے خواب دیکھا تھا کہ علاء اہل جنت میں سے ہیں تو علاء نے ان سے کہا اے میرے بھائی! اس خواب پر آپ کو تو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے لیکن میری حالت یہ ہے کہ اس خواب کے بعد میرے دن اور رات کا چین ختم ہو گیا ہے۔ علاء اس کے بعد دنوں اور راتوں کو فاقوں میں بسر کرتے اور اتنی آہ و بکا کی کہ قریب المرگ ہو گئے۔ آخر کار اس کا بھائی حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے بھائی کی خبر تو وہ خود کو ہلاک کرنے لگا ہے نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ پوری رات عبادت میں گزار دیتا ہے اور دن رات روتا رہتا ہے اس لئے کہ ایک شخص نے خواب میں اسے اہل جنت میں سے دیکھا پس حسن بصری آئے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن اس نے دروازہ نہیں کھولا حسن بصری نے کہا دروازہ کھولو، میں حسن بصری ہوں پس اس نے دروازہ کھولا حسن بصری نے ان سے کہا کہ اے میرے جنتی بھائی! جنت کیا ہے مومن کے لئے اللہ کے ہاں جنت سے بھی افضل و احسن چیز موجود ہے تو ویسے ہی اپنے نفس کو ہلاک کئے جا رہے ہو حسن بصری ان کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ انہوں نے کچھ کھانا پینا شروع کر دیا اور جس افراط میں مبتلا تھے اس میں بھی کمی کر دی۔ ابن ابی الدنیا ان کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور ان کے پیشانی کے بال پکڑ کر کہا اے غلام اللہ اللہ کو یاد کر اللہ تمہیں یاد فرما رہے ہیں ابھی ان کے بال ان کے ہاتھ ہی میں تھے کہ علاء نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اور کہا گیا ہے کہ روزانہ ان کے اعمال صالحہ اللہ کی طرف اٹھائے جاتے جن کی مقدار بہت سے لوگوں سے بھی زیادہ تھی جیسا کہ بعض لوگوں نے اس بارے میں خواب میں دیکھا تھا اور علاء نے کہا ہم ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو دوزخ کے قابل بنادیا ہے پس اگر اللہ چاہیں تو ہم اس میں سے نکل سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص ایسے اعمال میں دکھاوے سے کام لیتا تھا اور کپڑے سمیٹ کر بڑی زوردار آواز کے ساتھ تلاوت کرتا تھا اور جس شخص کے پاس سے گزرتا تھا اسے گالی دیتا تھا پھر اللہ نے اسے ہدایت سے نوازا تو اس نے اپنی آواز پست کر لی اور اپنی نیکی کو بھی پوشیدہ کرنا شروع کر دیا اور جس شخص کے سامنے سے گزرتا اسے دعا دیتے ہوئے گزرتا۔

سراقہ بن مرداس الازدی..... سراقہ بن مرداس الازدی بڑا خود رائے اور خود پسند شاعر تھا اس نے حجاج بن یوسف کی ہجو لکھی تھی جس نے اس کو شام جلاوطن کر دیا جہاں اس کی موت واقع ہو گئی۔ بڑے خود دار شاعر تھے۔ جناب نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ شعر پڑھ کر سنایا:

عَلَوْنَا السَّمَاءَ بِجَدْنَا وَجَدْنَا

وَأَنَّا لَنَبْغِي فَوْقَ ذَلِكَ مَظْهَرًا

شعر کا مفہوم ہے کہ:

”ہم اپنے آباؤ اجداد کی وجہ سے آسمان کی بلندیوں تک چڑھ گئے۔ ہم اس سے اوپر بھی چڑھنا چاہتے ہیں۔“

شعر سن کر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کہاں تک کا ارادہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جنت تک۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انشاء اللہ۔

تابعہ خلفائے راشدین کی خدمت میں بھی جایا کرتے تھے اور ان کی مدح کیا کرتے تھے۔

نابغہ الجعدی..... سائب بن یزید الکندی کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ دیگر وفیات میں سفیان بن سلمۃ الاسدی، معاویہ بن قرۃ البصری اور زبیر بن حبیش میں شامل ہیں۔

۷۹ھ ہجری

اس سال پیش آنے والے واقعات و حادثات

اس سال شام میں طاعون کی وبا پھیل گئی تھی اس مہلک مرض سے کئی لوگ وفات پا گئے حتیٰ کہ لوگوں کے فنا ہونے کا خدشہ ہو گیا۔ اس سال اہل شام میں سے کسی نے لڑائی میں شرکت نہیں کی تھی طاعون نے انہیں انتہائی لاغر اور کمزور کر دیا تھا جس کے نتیجے میں رومی اٹھا کیے تک پہنچ گئے اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کر گئے۔ انہیں علم ہوا تھا کہ مسلمانوں کا لشکر طاعون کی وجہ سے ست پڑ گیا ہے۔ اسی سال عبید اللہ بن ابی بکر نے بادشاہ ربیعہ پر حملہ کر دیا اور علاقے فتح کرتا ہوا اندر تک چلا گیا ترک بادشاہ نے سالانہ جزیہ دینے کی شرط پر صلح کر لی۔

حارث المتنبی کذاب کا قتل..... اسی سال عبدالملک بن مروان نے حارث بن سعید المتنبی جھوٹے نبی کو قتل کر دیا یہ شخص حارث بن عبدالرحمن بن سعید دمشقی بھی کہلاتا تھا، ابوالجلاس عبدری کا آزاد کردہ غلام تھا اور بعض کہتے ہیں کہ مروان بن الحکم کا غلام تھا۔ یہ اصلاً جولہ نامی جگہ کا رہنے والا تھا اور دمشق میں آکر بس گیا تھا اور اپنی عبادت و زہد و تقویٰ کا ڈھونگ رچا کر لوگوں کو گمراہ کرتا تھا اور اللہ کی آیت کا منکر ہو گیا اور حزب اللہ کو خیر باد کہہ دیا اور شیطان کی اتباع اختیار کر لی اور شیطان اس سے کھیلتا رہا یہاں تک کہ دین و دنیا کے خسارہ میں پڑ گیا اور اسے ذلیل و شکستہ کر دیا۔ انشاء اللہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ابوبکر بن ابی خنیس نے کہا کہ ہم سے عبدالوہاب بن نجدہ جولی نے بیان کیا، ہم سے محمد بن مبارک نے بیان کیا، ہم سے ولید بن مسلم نے، انہوں نے عبدالرحمن بن حسان سے، انہوں نے کہا کہ حارث الکذاب اہل دمشق میں سے تھا اور ابی جلاس کا غلام تھا، اس کا والد ”جولہ“ میں رہتا تھا۔ حارث بہت زیادہ عبادت گزار اور زہد شخص تھا، وہ اگر سونے کا جبہ بھی پہن لیتا تو اس پر عبادت گزاری اور زہد کے آثار نمایاں نظر آتے، وہ اللہ کی ایسی حمد بیان کرتا تھا کہ سننے والوں نے ایسی کبھی سنی نہ ہو۔ اس نے جولہ میں اپنے والد کو خط لکھا کہ جلدی میری خبر لیجئے کیوں کہ میں کچھ عجیب و غریب چیزیں دیکھ رہا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ شیطان میرے پیچھے نہ پڑا ہو تو اس کے باپ نے اس کی گمراہی پر اور گمراہی میں اضافہ کرتے ہوئے جواب لکھا۔

جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے فوراً بجالاؤ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (هل ابکم علی من تنزل الشیاطین الیج) ترجمہ۔ میں تمہیں اس سے آگاہ نہ کروں کہ شیطان کس پر نازل ہوتے ہیں وہ ہر جھوٹے بہتان تراش گنہگار پر نازل ہوتے ہیں، چونکہ تم تو نہ گنہگار ہو اور نہ ہی جھوٹے بہتان تراش اس لئے جو تمہیں حکم ملتا ہے اسے کر گزرو۔ و حارث مسجد میں آکر لوگوں سے علیحدہ ملتا اور انہیں وہیں گمراہانہ باتیں بتاتا اور ان سے کہتا کہ اگر آپ کو منظور ہے تو ٹھیک ورنہ اس کو پردہ ہی میں رہنے دو اور ان سے عہد و پیمان بھی لیتا۔ راوی کہتا ہے کہ حارث لوگوں کو عجیب و غریب خارق العادہ چیزوں کا مشاہدہ کراتا تھا کبھی وہ مسجد میں آکر سنگ مرمر کے ٹکڑے کو ہاتھ سے اس طرح بجاتا کہ اس میں سے تسبیح و تہلیل کی سی آواز نکل آتی، لوگ اس کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ جاتے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ کو کہتے سنا ہے کہ حارث مقصورۃ میں سرخ سنگ مرمر کے ٹکڑے کو بجاتا تو تسبیح کرنے لگتا اور حارث زنادقہ میں سے تھا۔

ابن ابی خنیس نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حارث انہیں موسم سرما میں گرمیوں کا پھل اور موسم گرما میں خزاں کا پھل کھلاتا تھا اور لوگوں سے کہتا کہ میں آپ کو فرشتہ دکھاتا ہوں یہ کہہ کر وہ انہیں خانقاہ میں لے جاتا اور وہاں گھوڑے پر سوار لوگ آدمیوں کو نظر آتے۔ اس شعبہ بازی کو دیکھنے کے لئے وہاں پر لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو جاتا۔ لوگوں میں اس کی بڑی شہرت ہوئی اور لوگ مسجد میں آکر اس سے ملنے لگے اور اس کے متبعین کی تعداد

میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا یہاں تک کہ یہ خبر قاسم بن خیمہ تک بھی پہنچ گئی حارث نے اس پر بھی اپنا جادو چلا لیا اور اس سے اس بات کا عہد لے لیا کہ اگر اس کو یقین ہے اور حارث کی بات جاننے کے لئے تیار ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ اس کو راز ہی میں رکھے۔ اس کے بعد حارث نے قاسم سے کہا کہ میں نبی ہوں تو قاسم نے اس سے کہا کہ بیشک تو جھوٹا ہے اے اللہ کے دشمن! تو ہرگز نبی نہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ قاسم نے جھوٹے نبی سے کہا کہ تو ان جھوٹوں اور دجالوں میں سے ہے جن کی آمد کی پیش گوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی کہ جب تک کہ اس امت میں سے تمیں آدمی نبوت کا دعویٰ نہ کریں، ان میں سے ہر ایک یہی سمجھے گا کہ وہ نبی ہے۔ تو ان جھوٹوں میں سے ہے تیرا کوئی ایمان نہیں۔ یہ کہہ کر قاسم اٹھ کر چلا گیا اور ابوادریس کو اس کی خبر دی جو دمشق کا قاضی تھا۔ ابوادریس نے کہا ہم بھی اسے اچھی طرح جانتے ہیں پھر ابوادریس نے اس جھوٹے کی بابت امیر المومنین عبدالملک کو بتا دیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ مکحول اور عبداللہ بن ابوزکریا حارث کے پاس آئے تو حارث نے ان دونوں کو اپنی نبوت کی دعوت دی، ان دونوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کو رد کیا اور عبدالملک کے پاس جا کر اسے حارث کے معاملات سے خبردار کیا عبدالملک نے اس کے بعد اس کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے جسے سن کر حارث بدحواس ہو کر بھاگ گیا اور اپنے گھر جو کہ بیت المقدس میں تھا، کی طرف چل پڑا اور وہاں زیر زمین لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت کی طرف دعوت دیتا۔

عبدالملک بھی خفیہ طور پر اس کی نگرانی کرتا رہا اور نصیرہ تک اس کا پیچھا کرتے کرتے پہنچ گیا۔ اہل نصیرہ کا ایک شخص عبدالملک کے پاس آیا جس کا آنا جانا حارث کے پاس بھی رہتا تھا اس نے عبدالملک کو حارث کا پتہ بتا دیا اور کہا کہ میرے ساتھ ترک افواج کا ایک دستہ روانہ کر دیجئے حارث کو پکڑ کر لے آؤں گا۔ عبدالملک نے اس کی درخواست منظور کر لی اور دستہ روانہ کر دیا اور بیت المقدس کے نائب کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اس شخص کی مدد کرے اور اس کی ماتحتی میں رہ کر اس سے ہر ممکن تعاون کرے۔ جب یہ شخص بیت المقدس پہنچا، حاکم بیت المقدس نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس کی خدمت میں جت گیا، اس شخص نے اس کو حکم دیا کہ جتنی ہو سکے شمعیں جمع کی جائیں اور ہر سپاہی کے ہاتھ میں ایک شمع دی جائے اور رات کو جب شمعیں روشن کرنے کا حکم مل جائے تو ایک دم سارے ان کو روشن کریں اور تمام شہر کی گلیوں اور راستوں میں پھیل جائیں تاکہ کسی کو بھی بھاگنے یا چھپنے کا موقع نہ مل سکے اور خود چلا گیا اور جس مکان میں حارث مقیم تھا وہاں پہنچ گیا اور دربان سے کہا کہ اللہ کے نبی سے میرے اندر آنے کی اجازت لے لیں دربان نے کہا کہ اس وقت کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔ اس شخص نے آواز لگائی شمعیں روشن کرو لوگوں نے اپنی اپنی شمعیں روشن کر دیں جس کے ساتھ ہی رات گویا دن میں بدل گئی اور ہر طرف روشنی پھیل گئی اور اس شخص نے حارث پر حملہ کر دیا۔ حارث ڈر کے مارے سرنگ میں چھپ گیا۔ حارث کے ساتھیوں نے کہا کہ افسوس ہے کہ یہ لوگ اللہ کے نبی تک پہنچنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ تو آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

پس اس شخص نے اپنا ہاتھ سرنگ میں ڈال دیا تو حارث کا کپڑا اس کے ہاتھ لگا جسے گھسیٹ کر باہر نکالا اور ترک فوجیوں کو حکم دیا کہ اسے قید کر دو۔ کہا جاتا ہے کہ حارث کے ہاتھوں اور گردن سے جھکڑیاں کئی بار اتر گئیں اور سپاہی اسے پھر جکڑ لیتے۔ حارث نے ترک سپاہیوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ آیت پڑھی۔

ترجمہ..... تم کہہ دو اگر میں گمراہ ہوں تو اس کی گمراہی کا وبال مجھ پر ہی پڑے گا اور اگر میں راہ یاب ہوں تو اپنے رب کی وجہ سے وہ قریب ہے سننے والا ہے۔ اور پھر کہا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ تب ترک فوجیوں نے ٹوٹی پھوٹی عربی میں کہا یہ ہمارا قرآن ہے تم اپنا قرآن لاؤ یعنی یہ ہمارا قرآن ہے ذرا تم اپنے قرآن سے کچھ پڑھو۔

جب سپاہی اسے لے کر عبدالملک کے پاس آئے تو اس نے اسے ایک لکڑی کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا اور ایک شخص کو نیزہ مارنے کا حکم دیا۔ اس کی پسلی پر لگا۔ عبدالملک نے کہا تیری ہلاکت ہو کیا تو نے مارتے وقت اللہ کا نام لیا تھا اس شخص نے کہا میں بھول گیا تھا۔ عبدالملک نے کہا اللہ کا نام لے اور پھر مار، اس نے بسم اللہ پڑھی اور نیزے سے اس جھوٹے کو چھلنی کر دیا۔ عبدالملک نے اس کو قتل کرنے سے قبل قید کر لیا تھا اور اہل علم سے کہا تھا کہ وعظ و نصیحت کر کے اسے راہ راست پر لائیں لیکن وہ نہ مانا اور اپنی گمراہی پر قائم رہا جس کے بعد عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔

ولید بن مسلم نے ابن جابر سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے کہا کہ مجھے ایسے شخص نے بتایا جس نے اعور سے روایت ہے کہ اس سے علاء بن

زیادہ عددی نے کہا کہ میں نے عبد الملک سے کبھی شک نہ کیا سوائے اس کے کہ اس کے ہاتھوں اللہ کا دشمن حارث کا قتل سرزد ہوا کیوں کہ رسول اکرم ﷺ کا قول ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تمیں دجال جھوٹے نہ ظاہر ہوں ہر ایک یہی سمجھے گا کہ وہ نبی ہے جس نے ایسے شخص کو قتل کر دیا وہ جنت کا مستحق ہوگا، ولید نے کہا کہ خالد بن یزید بن معاویہ نے عبد الملک سے کہا کہ اگر میں موجود ہوتا تو ہرگز اس کے قتل کا مشورہ نہ دیتا۔ عبد الملک نے کہا کیوں؟ تو خالد نے کہا کہ وہ نفسیاتی طور پر اپنے مذہب پر عمل کر رہا تھا اگر اس کو قید کرتا کچھ عرصہ بھوکا رکھتا تو یہ جنون اتر جاتا اور اس کے قتل کی نوبت نہ آتی۔ خالد بن جلاخ نے غیلان سے کہا، ارے غیلان تیرا براہو، کیا ہم نے تجھے جوانی میں نہیں پکڑا تھا جب تو رمضان میں خواتین کو سب مارتا تھا، اس کے بعد تو حارثی بن گیا، تیری بیوی پردے کے پیچھے خود کو ام المومنین سمجھتی ہے۔ اس کے بعد تیرے اندر مزید تبدیلی آئی اور تو قدری اور زندقہ بن گیا۔

۹۷ھ میں مسلمانوں کا ترک علاقوں پر حملہ..... اس سال عبید اللہ بن ابی بکرہ کے ماتحت اسلامی لشکر ترک بادشاہ ربیعہ سے معرکہ آرا ہوا کبھی مسلمانوں سے صلح کر لیتا اور کبھی سرکشی پر آمادہ ہو جاتا پس ابن حجاج نے ابن ابی بکرہ کو لکھا کہ اپنے ساتھ جتنا ہو سکے مسلمانوں کو لے کر ربیعہ سے جنگ کے لئے نکل پڑو اور اس کی زمین اپنے لئے حلال سمجھو اور اس وقت تک واپس نہ آنا جب تک تم ان کے قلعے مسمار نہ کر لو اور ان لوگوں کو قتل نہ کرو جو تمہارے مقابلے میں آجائیں۔ ابن ابی بکرہ اپنے ساتھ اہل بصرہ اور کوفہ میں سے فوج لے کر نکلا اور ربیعہ سے لڑ پڑا اسے عبرت ناک شکست دے کر اپنی فوج سمیت اس کے علاقوں کو تخت و تاراج کرتا ہوا اندر تک چلا گیا ترکوں کو ہلاکت آمیز شکست دی اور ربیعہ یہ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ مسلم فوجیں اس کے تعاقب میں ان کے مرکزی شہر تک چلی گئیں یہاں تک کہ وہ اس شہر سے اٹھا رہ فرخ کے فاصلے پر پہنچ گئے۔ اہل شہر مسلمانوں کی آمد سے بہت زیادہ ڈر گئے پھر ترکوں نے مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا اور آنے جانے کے تمام راستے بند کر دیئے یہاں تک کہ مسلمانوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ اس موقع پر ابن ابی بکرہ نے ربیعہ سے اس پر صلح کر لی کہ اسے سات لاکھ دینار ادا کئے جائیں گے۔ اس کے بدلے وہ مسلمانوں کے لئے جانے کا راستہ خالی کریں گے اور مسلمان واپس اپنے علاقوں میں چلے جائیں گے۔

صحابی رسول کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار..... لیکن شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ کو یہ صلح منظور نہ تھی وہ کبار صحابہ میں سے تھے اور اصحاب علی میں ان کا شمار ہوتا تھا اور اہل کوفہ پر وہی امیر تھے۔ لوگ بھی ان کے ہمراہ آخری لمحے تک لڑنے اور صبر و استقلال اور اپنی تلواروں اور نیزوں سے بے جگری کے ساتھ لڑنے پر آمادہ ہو گئے پس عبید اللہ بن ابی بکرہ صحابی رسول کو اس فعل سے منع کیا لیکن وہ نہ مانے اور شریح کے ساتھ کچھ بہادر اور سخت جان لوگوں کی جماعت لڑ مرنے پر تیار ہو گئی اور شریح ان کو لے کر ترکوں سے لڑنے لگے۔ یہاں تک کہ اکثر مسلمان اس جنگ میں کام آئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پس حضرت شریح یہ رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے لڑتے تھے۔

”میں نہایت مغموم و مضطرب ہوں، اور بڑھاپے کو جھیل رہا ہوں۔ میں نے مشرکوں کے ساتھ ایک عرصہ گزارا، اس کے بعد

مجھے اپنے نبی منذر کی صحبت کا شرف ہوا، ان کے بعد صدیق و عمر کی بھی معیت میں رہا اور جنگ مہران اور جنگ تسترہ کے دن

بھی موجود تھا اور جنگ صفین اور جنگ نہروان میں شریک رہا، افسوس ہے یہ کتنی طویل عمر ہے!“

اور پھر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید کئے گئے (اللہ ان سے راضی ہو) ان کے ساتھ بہادروں کی ایک جماعت بھی جنگ میں ماری گئی۔ بچے کچھ لوگ عبید اللہ کے ساتھ وہاں سے نکل گئے جو کہ تعداد میں بہت کم تھے۔ اس سانحہ کی خبر حجاج کو بھی پہنچی جو انتظام ہو سکا کر کے اس نے عبد الملک کو اس کی تفصیلی اطلاع کر دی اور ساتھ اس بارے میں بھی ان کی رائے جاننی چاہی کہ اگر عظیم لشکر تیار کر کے مشرک ترکوں سے مسلمانوں پر کئے گئے مظالم کا انتقام لیا جائے۔ جب عبد الملک کے پاس خط پہنچا تو اس نے صحابہ کو جواب میں لکھا کہ جتنی جلدی ہو سکے لشکر تیار کر کے روانہ کر دیا جائے حجاج نے زبردست تیاری کی اور ایک لشکر عظیم ربیعہ کے مقابلے کے لئے تیار کیا جن کی تفصیل ہم اگلے سال کے واقعات میں بیان کریں گے۔

کہا جاتا ہے کہ اس جنگ میں شریح کے ساتھ تیس ہزار مسلمان شہید ہو گئے اور مسلمانوں کو ایک روٹی ایک دینار میں ملتی تھی۔ ترکوں نے مسلمانوں کو سخت ترین تکالیف میں مبتلا کر کے شہید کر دیا تھا جب کہ کئی افراد بھوک کی وجہ سے مر گئے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون اور مسلمانوں نے بھی

پامردی کے ساتھ ترکوں کا مقابلہ کیا تھا اور کئی گنا زیادہ لوگوں کو قتل کر دیا تھا۔

قاضی شریح کا استعفیٰ..... کہا جاتا ہے کہ اس سال شریح القاضی نے بھی استعفیٰ دیا تھا جسے حجاج نے منظور کر لیا تھا اور ان کی جگہ ابو بردہ بن ابوموسیٰ الاشعری کو مقرر کر دیا۔ شریح کے حالات زندگی تفصیلاً گزشتہ اوراق میں گزر چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔
واقدی، ابو معشر اور دیگر اہل سیر کا بیان ہے کہ اس سال ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ امیر حج تھے جو کہ مدینہ کا والی تھے۔

قطری بن الفجاءہ کا قتل..... قطری بن الفجاءہ التمیمی ابو نعیمہ الخارجی کا شمار مشہور بہادروں میں ہوتا تھا کہا جاتا ہے کہ بیس سال تک اس کے ساتھی اسے خلیفہ پکارتے تھے۔ اس نے مہلب بن ابی صفرہ اور حجاج کی فوج کے خلاف عظیم جنگیں لڑی تھیں جس کے بارے میں ہم گزشتہ اوراق میں بیان کر چکے ہیں۔ انہوں نے مصعب بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خروج کیا تھا اور کئی قلعوں اور علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا ان کے بارے میں کئی واقعات مشہور ہیں۔ حجاج نے اس کے فتنے کے سد باب کے لئے کئی فوجیں بھیجیں جنہیں قطری نے شکست دے دی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک لڑائی میں ان کے سامنے حروریہ میں سے ایک شخص آیا تو قطری نے اپنے چہرے پر سے نقاب ہٹایا تو وہ شخص پٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوا۔ قطری نے کہا کہاں بھاگے جا رہے ہو، تمہیں بھاگتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ جب کہ ابھی تو لڑائی شروع بھی نہیں ہوئی؟ اس شخص نے کہا کہ کسی کو تجھ جیسے انسان کے سامنے سے بھاگتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ آخر کار اس کے مقابلے کے لئے سفیان بن مالک اور دونوں میں طبرستان میں شدید لڑائی ہوئی۔ دوران جنگ قطری گھوڑے سے لڑکھڑا کر گر پڑا تب لوگوں نے ایک دم چاروں طرف سے اس پر حملہ کر دیا اور قتل کر دیا اور اس کا سر لے کر حجاج کے پاس پہنچ گئے کہا جاتا ہے کہ اس کو سودہ بن الحر الداری نے قتل کیا تھا۔ قطری بن الفجاءہ اپنی شجاعت و بہادری کے ساتھ ساتھ بڑا دیب اور فصیح و بلیغ شاعر تھا اس کے اشعار بہت مشہور تھے ایک جگہ اپنے نفس کو لڑائی پر ابھارتے ہوئے خود سے یوں مخاطب ہوا جسے جو کوئی سنے گا فائدہ پائے گا۔

”میں اپنے نفس سے کہتا ہوں اس حال میں کہ وہ بہادروں سے بہ سبب خوف کے حواس باختہ ہے کہ تیرا ناس ہو موت سے مت ڈر، اس لئے اگر تو اجل مقرر پر ایک دن کی بھی بقاء طلب کرے تو تیری بات نہیں مانی جائے گی، تو پھر خوف سے کیا فائدہ ہے پس موت کی جولانگاہ میں خوب صبر کرو کیوں کہ دوام کا حصول کسی کے بس میں نہیں ہے۔ اور لباس بقاء کوئی عزت کا لباس نہیں کہ اس کو ذلیل بزدل آدمی سے اتارا جائے۔ یعنی ذلیل آدمی فرض کرو کہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے تب بھی یہ زندگی اس کو عزت نہیں بخشے گی کہ آپ تمنا کریں یہ لباس زندگی مجھے بھی ملنا چاہیے۔ راہ موت ہر زندگی کی انتہا ہے کیوں کہ موت اہل انصاف کو اپنی طرف بلاتی ہے اور جوانی میں جس کو ہلاک نہیں کیا تو وہ اکتا جاتا ہے اور بوڑھا ہو جاتا ہے اور آخر کار زمانہ اس کو ہلاکت کی جانب سپرد کر دیتا ہے، آدمی کے لئے اس کی زندگی میں کوئی خیر نہیں جب کہ وہ سامان سوختہ سمجھا جانے لگے۔
ان اشعار کو دیوان حماسہ کے مولف نے بھی ذکر کیا ہے اور ابن خلکان نے بھی ان کی بہت تعریف کی۔

غازی ترک عبید اللہ بن ابی بکرہ کی وفات..... اسی سال غازی ترک عبید اللہ بن ابی بکرہ کی وفات ہوئی، عبید اللہ اس لشکر کے امیر تھے جو ترک علاقوں میں جہاد کے واسطے گیا تھا اور ترک بادشاہ ربیع کے ساتھ جنگ کی تھی اس جنگ میں مسلمانوں کی بڑی تعداد صحابی رسول شریح بن ہانی سمیت شہید ہو گئی تھی جب کہ تفصیل ہم گزشتہ اوراق میں کر چکے ہیں۔ عبید اللہ بن ابی بکرہ ایک دن حجاج کے پاس گیا تو انہوں نے ہاتھ میں ایک انگٹھی پہنی ہوئی تھی۔ حجاج نے ان سے دریافت کیا کہ اس انگٹھی سے تو نے کتنے مہر لگائے؟ اس نے جواب میں کہا چالیس لاکھ دینار پر۔ حجاج نے پھر پوچھا وہ رقم کہاں خرچ کی؟ ابی بکرہ نے جواب دیا کہ نیک کاموں میں اور مصیبت زدگان اور مغموم لوگوں کے رنج و غم دور کرنے میں۔ صاعمت اور کارِ یگروں پر اور شریف عورتوں کے نکاح کرانے پر۔ کہا جاتا ہے کہ عبید اللہ کو ایک دن پیاس لگی ایک عورت نے ایک کوزے سے ٹھنڈا پانی لا کر پیش کیا عبید اللہ نے اسے تیس ہزار دینار عطیہ کیا۔ ان کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک دن ان کو ایک نابالغ غلام اور لونڈی بطور تحفہ پیش کر دی گئی وہ اس وقت اپنے مصاحبوں کے ساتھ بیٹھا تھا عبید اللہ نے دونوں اپنے ایک دوست کو ہبہ کر دیئے۔ پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا اللہ بعض مصاحبوں کو بعض پر ترجیح دینا

ایک طرح کا بڑا بجل ہے اور نہایت ہی دناءت اور کمینگی ہے پھر اپنے غلام سے کہا کہ ہر ایک کے لئے ایک غلام اور لونڈی ہدیہ کر دو کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد اسی تھی۔ عبید اللہ کا انتقال بست میں جبکہ بعض کے نزدیک زرخ کے مقام پر ہوا واللہ اعلم۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۸۰ ہجری

اس سال پیش آنے والے واقعات

مکہ میں تباہ کن سیلاب..... اس سال مکہ مکرمہ میں تباہی پھیلانے والا سیلاب آیا جو مکہ کی تمام چیزوں کو بہا کر لے گیا حجاج نے مکہ سے سامان اونٹوں پر لاد کر باہر نکالا اور عورتوں اور بچوں کا سیلاب سے بچ نکلنا ناممکن ہو گیا سیلاب کا پانی وادی مکہ میں جمع ہو کر مقام حجون تک پہنچ گیا تھا جس میں خلق کثیر غرق ہو کر مر گئے اور کہا جاتا ہے کہ پانی اتنا اونچا ہو گیا تھا کہ بیت اللہ کے غرق ہونے کا خدشہ ہو گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

بصرہ میں طاعون کی وبا..... ابن جریر نے واقدی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس سال بصرہ میں طاعون کی وبا پھیل گئی اور مشہور ہے کہ طاعون کی یہ وبا ۹۷ ہجری ہی میں پھیلنی شروع ہو گئی تھی۔

مہلب بن ابی صفرہ ترکوں کے مقابلے میں..... اسی سال مہلب بن ابی صفرہ نے بلخ کا نہر عبور کر کے بکش میں دو سال تک قیام کیا اور ترکوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو پہنچنے والے نقصان کی تلافی کی اور بڑے صبر و استقلال کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرتے تھے۔ وہاں وقوع پذیر حالات کا ذکر طوالت کے خوف سے نہیں کیا جاتا رہا ہے۔ مہلب کی طرف اس دوران ابن الاشعث کے خطوط بھی آتے رہے جن میں حجاج کے خلاف بغاوت کا ذکر ہوتا۔ مہلب تمام کے تمام خطوط حجاج کو بھیجتا رہا۔ باقی تفصیلات آئندہ سال کے واقعات میں ذکر کی جائیں گی۔

ترکوں کے خلاف مسلمانوں کا ۴۰ ہزار پر مشتمل لشکر..... اسی سال حجاج بن یوسف نے کوفہ اور بصرہ سے چالیس ہزار نفوس پر مشتمل ایک لشکر جرار ترتیب دیا جسے ترک بادشاہ ربیع سے مسلمانوں پر کئے گئے مظالم کا بدلہ لینے کے لئے بھیج دیا جس کی کمان عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث کے ہاتھوں میں دے دی گئی۔ دونوں شہروں سے اس نے بیس بیس ہزار سپاہی لئے۔ ابن الاشعث حالانکہ حجاج کے نزدیک نہایت ہی مغصوب تھا حتیٰ کہ حجاج کہا کرتا تھا کہ میں جب بھی ابن الاشعث کو دیکھتا ہوں تو اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ ایک دن ابن الاشعث حجاج کے پاس آیا تو وہاں عامر شععی بھی موجود تھے حجاج نے ابن الاشعث کو آتادیکھ کر عامر شععی سے کہا کہ اس کے چلنے کے انداز کو دیکھو واللہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ عامر شععی نے یہ بات ابن الاشعث تک پہنچا دی جس پر اس نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو اسے ضرور حکومت سے علیحدہ کر کے چھوڑوں گا۔ حاصل یہ ہے کہ حجاج نے بڑا مال کثیر صرف کر کے یہ لشکر جمع کیا تھا جب کہ اس کی امارت کے بارے میں کوئی رائے نہ بن پائی تھی آخر کار ابن الاشعث ہی کو اس لشکر کی امارت کے لئے موزوں سمجھا گیا جس پر حجاج بھی راضی ہوا اور اسے امیر بنادیا گیا جس کے بعد ابن الاشعث کا چچا اسماعیل بن الاشعث حجاج کے پاس آ کر کہنے لگا کہ آپ نے ابن الاشعث کو امیر تو بنادیا لیکن میں سمجھتا ہوں فرات کا پل عبور کرنے کے بعد وہ آپ کی اطاعت سے نکل جائے گا پس حجاج نے کہا کہ اس معاملہ میں وہ تیرا نہیں میرا دوست ہے۔ میں کب ڈرتا ہوں کہ وہ میری مخالفت کرے گا یا میری اطاعت سے نکل جائے گا پس اس نے ابن الاشعث کو جانے دیا اور ابن الاشعث فوج سمیت ربیع کے ملک کی طرف نکل پڑا۔

جب ربیع کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ملی تو اس نے ابن الاشعث کو خط لکھا جس میں اس نے گزشتہ سال کے واقعات کے بارے میں مسلمانوں سے معذرت طلب کی اور کہا کہ انہیں مجبوراً لڑنا پڑا کیوں کہ مسلمان صلح پر راضی نہ تھے اور اس نے مسلمانوں کو سالانہ خراج ادا کرنے کی بھی خواہش ظاہر کی۔ ابن الاشعث نے اس کی ایک نہ سنی اور علاقوں پر علاقے فتح کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ ربیع کو بھی اپنی قوت مجتمع کر کے لڑائی پر آمادہ ہونا پڑا۔ ابن الاشعث جو قلعہ بھی فتح کرتا اس پر ایک عامل مقرر کرتا اور علماء و فقہاء کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دیتا تا کہ لوگوں کو اسلامی تہذیب و

ثقافت سے روشناس کر دیا جاسکے۔ ابن الاشعث نے کئی شہروں اور علاقوں پر اپنا قبضہ مستحکم کر لیا اور بہت سا مال و دولت حاصل کر لیا اور خلق کثیر کو غلام بنا لیا اور پھر اپنی فوجوں کو مزید فتوحات روکنے کا حکم دے دیا تھا تا کہ مفتوحہ علاقوں کا انتظام کار مکمل ہو اور مسلمان وہاں رہ کر اچھی طرح لڑائی کی تیاری کر سکیں اور مال و اسباب کا وافر مقدار ذخیرہ کر لیں اور مکمل تیاری کے ساتھ اگلے سال ملک ترک کے مرکزی شہر مدینہ العظماء پر زوردار حملہ کریں اور مال و اسباب، غلام لونڈیاں اور قیمتی چیزیں وہاں سے حاصل کر لیں۔ اور لڑائی پر آمادہ لوگوں سے جنگ کر لیں اس پر سب متفق ہو گئے اور مزید لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا پس ابن الاشعث نے حجاج کو خط لکھا جس میں اسے فتوحات اور تمام تفصیلات سے آگاہ کیا اور اپنے اگلے سال کے پروگرام سے متعلق بھی تفصیل لکھ دی۔

بعض مورخین نے کہا کہ حجاج نے ہمیان بن عدی السدوسی کو مسلح کر کے کرمان کی طرف بھیجا تھا تا کہ وہ وہاں جا کر بھستان اور سندھ کے عاملوں کی مدد کرے اگر ان کو ضرورت ہو تو، لیکن ہمیان نے وہاں جا کر حجاج کی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی پس حجاج نے ابن الاشعث کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیج دیا۔ ابن الاشعث نے ہمیان کو شکست دی اور وہیں پر رک گیا۔ اس دوران ابن ابی بکرہ جو کہ بھستان کا امیر تھا وفات ہو گئی۔ حجاج نے ابن الاشعث کو والی بنادیا اور ابن الاشعث کی مدد کے لئے فوج روانہ کر دی جس پر دولاکھ دینار خرچ آئے یہ لشکر جیش طواغیس کے نام سے مشہور ہوا اس لشکر نے ربیعہ پر چڑھائی کی تھی جس کا ذکر اوپر ہو گیا ہے۔

واقعی اور ابو معشر نے لکھا ہے کہ اس سال ابان بن عثمان نے لوگوں کو حج کرایا لیکن دوسرے مورخین کا خیال ہے کہ حج سلیمان بن عبد الملک نے کرایا۔ اس سال صائفہ کا امیر ولید بن عبد الملک تھا جب کہ مدینہ پر ابان بن عثمان اور مشرقی علاقہ پر حجاج بن یوسف تھا جب کہ کوفہ کا قاضی ابو بردہ بن ابوموسیٰ الاشعری بصرہ کا قاضی موسیٰ بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم رضی اللہ عنہ کی وفات ان کا پورا نام ابوزید بن اسلم اصل میں عن التمر کے قیدیوں میں سے تھا گیارہ ہجری کو حج کے دوران مکہ میں حضرت عمر نے انہیں خرید لیا تھا وفات کے وقت ان کی عمر ۱۱۴ سال تھی انہوں نے حضرت عمر سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے بھی روایت حدیث کی ہے اور ان کے مناقب بھی بہت سے ہیں اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

جبیر بن نفیر یہ صحابی رسول ہیں۔ پورا نام جبیر بن نفیر بن مالک حضرمی ہے۔ شام کے علماء میں سے تھے۔ شام میں ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی بعض نے ان کی عمر زیادہ جب کہ بعض نے کم گنوائی ہے۔

عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب یہ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس تھا۔ بنی ہاشم کے وہ آخری فرد ہیں جسے زیارت نبوی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مدینہ میں مقیم رہے۔ ان کے والد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جب جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا میرے بھتیجوں کو میرے پاس لے آؤ تو ان کی حالت ایسی تھی جیسے بغیر پروں والے چوزے نبی اکرم ﷺ نے نائی کو بلوا کر ان کے سر منڈوائے اور پھر ان کے لئے دعا فرمائی اور کہا اے اللہ جعفر کے گھر میں برکت ڈال اور اس کے بیٹے عبد اللہ سے اس گھر پر رونق رکھ پس ان کی والدہ آئی اور حضور ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول اب تو ان کے پاس کچھ نہیں رہا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں ہوں نہ ان کے والد کی جگہ حضور اکرم ﷺ نے عبد اللہ بن جعفر اور عبد اللہ بن زبیر کی بیعت اس وقت کی تھی جب ان دونوں کی عمریں ۷ سال تھی اور یہ شرف کسی اور کو حاصل نہ ہوا، عبد اللہ بن جعفر نہایت نخی اور فیاض تھے۔ وہ لوگوں کو بڑی فراخ دلی سے دینا دلانا رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے دولاکھ درہم دیئے۔ ایک اور موقع پر ایک شخص کو ساٹھ ہزار درہم دیئے۔ ایک اور شخص کو چار ہزار دینار دیئے۔

کہتے ہیں ایک دفعہ ایک شخص شکر مدینے لایا جس کا کوئی خریدار نہ ملا۔ عبد اللہ نے منتظم کو بھیجا انہوں نے شکر خرید کر اور لوگوں میں تقسیم کرادی۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب مدینہ میں داخل ہوئے تو دار بنی مروان میں مقیم ہوئے اور دربان کو حکم دیا کہ دیکھو اگر تمہیں حسن یا حسین یا ابن جعفر وغیرہ نظر آ جائیں تو ان کو میرے پاس لے آؤ دربان باہر نکلا تو اس کو ان میں سے کوئی بھی نہ ملا ان کو بتایا گیا کہ یہ سارے عبد اللہ بن جعفر کے ہاں بیٹھے دو پہر کا کھانا کھا رہے ہیں پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم بھی انہی کی طرح ہیں اور یہ کہہ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لاٹھی ٹیکتے ہوئے حضرت عبد اللہ کے دروازے تک پہنچ گئے اور اجازت طلب کر کے اندر داخل ہو گئے اب جعفر نے انہیں احترام کے ساتھ صدر مقام پر بٹھادیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابن جعفر آپ کا کھانا کہاں ہے۔ عبد اللہ نے کہا آپ جو چیز کھانے میں طلب کریں گے حاضر کیا جائے گا۔ حضرت معاویہ نے کہا ہمیں مغز کھلا دو۔ ابن جعفر نے ایک چھوٹے پیالے میں مغز منگوایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تناول فرمایا۔ اسی طرح انہوں نے تین دفعہ مغز تناول کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عبد اللہ کی فیاضی سے متعجب ہوئے اور فرمانے لگے تم لوگوں کو اتنی کثرت سے کھلاتے ہوئے تھکتے نہیں ہو؟ جب حضرت معاویہ وہاں سے نکلے تو انہوں نے ابن جعفر کے لئے پچاس ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔ عبد اللہ حضرت معاویہ کے دوستوں میں سے تھے۔ وہ ہر سال حضرت معاویہ کے ہاں جاتے وہ ان کو ایک لاکھ درہم عطا فرماتے اور اس کی سوجا جوتوں کو پورا کرتے جب حضرت معاویہ کا آخری وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو حضرت عبد اللہ کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کی۔ حضرت عبد اللہ جب یزید کو خلافت ملنے کے بعد ان کے پاس چلے گئے تو اس نے کہا میرے والد معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو کتنا عطیہ دیتے تھے۔ عبد اللہ نے کہا ایک لاکھ درہم، یزید نے کہا ہم نے اسے دو گنا کر دیا چنانچہ یزید عبد اللہ کو سالانہ دو لاکھ درہم عطیہ دیتے تھے۔ پس عبد اللہ نے یزید کو کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اس بابت آج تک میں نے کسی سے نہیں بولا اور نہ ہی آئندہ کسی سے بولوں گا۔ یزید کہنے لگا اتنا عطیہ آپ کو کسی نے دیا نہیں اور نہ میرے بقدر کوئی دے گا۔

کہا جاتا ہے کہ عبد اللہ کے پاس ایک لونڈی تھی جس کا نام عمارہ تھا وہ گانا گاتی تھی اور عبد اللہ اس سے شدید محبت رکھتے تھے۔ یزید ایک دن عبد اللہ کے پاس آیا تو لونڈی گارہی تھی۔ یزید اس پر فدا ہونے لگا اور یہ جرات نہ کر سکا کہ لونڈی کو عبد اللہ سے مانگ لے۔ یہ بات یزید نے اپنے دل میں رکھی جب حضرت معاویہ کی وفات ہو گئی اور خلافت یزید کو مل گئی تو یزید نے ایک عراقی کو مدینہ بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس لونڈی پر نظر رکھے اس آدمی نے مدینہ میں عبد اللہ کے گھر کے قریب گھر لیا اور ان کو بیش قیمت تحفے تحائف دیتا رہا یہاں تک کہ عبد اللہ ان سے مانوس ہو گیا آخر کار عراقی وہ لونڈی لے کر یزید کے پاس پہنچ گیا۔ حضرت حسن بصری کو ابن جعفر کا گانا سننا فضول کاموں میں مصروف رہنا اور نوعمر باندیوں کا خریدنا پسند نہیں تھا، وہ کہا کرتے تھے کہ عبد اللہ ان مشتبہ امور سے باز نہیں آتے۔ یہاں تک کہ حجاج کو اپنی بیٹی کا رشتہ بھی کروایا۔ حجاج کہا کرتا تھا کہ اس نے اس سے نکاح صرف آل ابو طالب کو رسوا کرنے کے لئے کیا تھا اور یہ بھی منقول ہے کہ عبد الملک نے خط لکھ کر حجاج سے اس کو رخصت ہونے سے قبل طلاق دلوائی تھی۔ عبد اللہ بن جعفر سے تیرہ احادیث مروی ہیں۔

ابو ادريس الخولانی۔۔۔ ان کا پورا نام عائد اللہ بن عبد اللہ ہے۔ ان کے مناقب بے شمار ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے کہ صاف پاک باز دل گندے لباس میں گندھے گنہگار دل جو کہ اچھے لباس میں ہو، سے بہتر ہے۔ ان کو دمشق کی قضاء سونپی گئی تھی ان کے مفصل حالات ہم نے اپنی کتاب تکمیل میں ذکر کر دیئے ہیں۔

معبد جہنمی قدری۔۔۔ کہا جاتا ہے ان کا پورا نام معبد بن عبد اللہ بن عوف ہے۔ ان سے یہ روایت مروی ہے کہ نہ مردار کی کھال سے فائدہ اٹھاؤ اور نہ ہی اس کے پتھوں کے گوشت سے ان کے نسب کے بارے میں اور بھی اقوال وارد ہوتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، معاویہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ یوم تکمیل میں حاضر رہے۔ وہ ابو موسیٰ اشعری سے ملے اور ان کو وصیت کی اور بیٹی کا مشورہ دیا اور پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور وہی بات دہرائی پس حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا، اے جہینہ کے مینڈھے آپ ان معاملات کے اہل نہیں ہیں، آپ لو تو نہ حق فائدہ دے سکتا ہے اور نہ ہی باطل کوئی نقصان۔ عمرو بن العاص ان کو سمجھ گئے

تھے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے مسئلہ قدر پر بات کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ عقیدہ قدر اہل عراق کے ایک نصرانی جس کا نام سوس تھا، سے لیا تھا اور غیلان نے یہ عقیدہ معبد سے لیا تھا اور آگے جاری کر دیا۔

معبد عبادت گزار اور زاہد الدین شخص تھا، ابن معین اور دیگر نے اس کو ثقہ لکھا ہے اور اس سے احادیث بھی روایت کی ہیں۔ حسن بصری نے کہا ہے کہ معبد سے دور رہو کیوں کہ یہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے لگا ہے۔ ابن الاشعث کی تحریک میں شامل تھا جس پر حجاج کے عتاب کا شکار ہوا اور اس نے معبد کو طرح طرح کے عذاب دے کر قتل کر دیا۔ سعید بن عفیر کا کہنا ہے کہ معبد کو عبد الملک بن مروان نے سن ۸۰ھ میں ولی چڑھا دیا تھا اور پھر قتل کر دیا تھا۔ خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں کہ معبد کی موت سن ۹۰ھ سے قبل واقع ہوئی، واللہ اعلم اور یہ بھی منقول ہے کہ عبد الملک کا معبد کو قتل کرانے والی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۸۱ ہجری

اس میں پیش آنے والے مشہور واقعات و حوادث

اس سال عبد اللہ بن عبد الملک بن مروان نے قلیلیہ شہر کو فتح کر لیا جس میں مسلمانوں کو بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا۔

بکیر بن وشاح کا قتل..... اسی سال بکیر بن وشاح کو بحیر بن ورقاء الصریعی نے قتل کر دیا۔ بکیر بہادر اور دلیر مردوں میں سے تھا۔ بکیر کی قوم میں سے ایک شخص (صعصعہ بن حرب العوفی الصریعی تھا) نے اس کا بدلہ لیتے ہوئے بحیر کو اس حالت میں جب کہ وہ مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ تھا، خنجر مار کر قتل کر دیا۔ آخری وقت میں بحیر کو اس کے گھر لے جایا گیا جہاں پر اس نے صعصعہ کو اپنے پیروں کے قریب لا کر نیزہ اس کے سر میں مار کر قتل کر دیا، اور خود بھی زندگی سے ہار گیا۔ اس سے قبل انس بن طارق نے اس سے کہا تھا کہ قاتل کو معاف کر دو، لیکن اس نے کہا واللہ میں اس وقت تک نہ مروں گا جب تک یہ زندہ ہے اور پھر اسے قتل کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صعصعہ کو بحیر کے قتل کے بعد قتل کر دیا گیا تھا۔

ابن الاشعث کی انقلابی تحریک..... ابو مخنف نے کہا ہے کہ اس تحریک کی ابتداء اسی سال ہوئی جب کہ وادی کا کہنا ہے کہ اس کی ابتداء ۸۲ھ میں ہوئی، ابن جریر نے اس تحریک کو اسی سال کے واقعات میں ذکر کیا ہے پس ہم بھی اس کی موافقت میں اس کا ذکر اسی سال کے واقعات میں کریں گے۔

اس کا سبب یہ بنا تھا کہ حجاج بن یوسف ابن الاشعث سے بہت سخت نفرت کرتا تھا جب ابن الاشعث کو یہ معلوم ہوا تو وہ بھی اپنے دل میں انتقام کی آگ لئے پھرتا تھا اور تمنا کرتا تھا کہ حجاج سے حکومت چھین جائے۔ جب حجاج نے ملک ترک رتبیل کی طرف بھیجی جانے والی فوج کا سربراہ ابن الاشعث کو چن لیا تو ابن الاشعث نے وہاں کے بعض علاقوں پر غلبہ پالیا اور یہ طے پایا کہ اس سال اسلامی لشکر ان علاقوں میں قیام کرے گا اور خوب تیاری کر کے اگلے سال حملہ کریں گے اور اس بارے میں اس نے حجاج کو بھی لکھا لیکن حجاج نے ابن الاشعث کے اس فیصلے کو نہایت ناقص گردانا اور اسے ناقص العقل، بزدلی کا طعن اور جنگ سے منہ پھیر کر بھاگنے والا شخص کہہ کر مخاطب کیا اور فوری حملہ کا حکم نامہ لکھ بھیجا۔ اس کے بعد اسی جیسے کئی خطوط متواتر حجاج نے ابن الاشعث کی طرف لکھ بھیجے۔ ان خطوط میں وہ ابن الاشعث کو جولاہے کا بیٹا اور غدار و مرتد جیسے نام سے پکارتا تھا اور کہتا کہ میں نے جو خصم دیا ہے اس پر جہد قتل کرو اور دشمن کے علاقے میں گھس جاؤ ورنہ اس کا نتیجہ بہت بھیانک ہوگا۔

حجاج ابن الاشعث سے بہت بغض رکھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ (ابن الاشعث) حاسد اور احمق ہے، اسی کے باپ نے امیر المومنین عثمان بن عفان کے کپڑے لوٹنے اور ان سے قتال کیا اور اسی نے عبید اللہ بن زیاد کو مسلم بن عقیل کا پتہ بتلایا حتیٰ کہ وہ قتل کئے گئے اس کا دادا الاشعث اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گیا تھا۔ میں جب اسے دیکھتا ہوں اس کے قتل کا ارادہ کرتا ہوں۔ جب حجاج نے یہ باتیں لکھ کر ابن الاشعث کو بھیج دیں اور یہ خطوط کیے بعد دیگر آنے لگے تو ابن الاشعث نے کہا حجاج میری طرف ایسی باتیں لکھ کر بھیجتا ہے حالانکہ میں اسے اپنی فوج کا ادنیٰ سپاہی بھی بنانا پسند نہیں کروں گا اس

لئے کہ وہ کمزور عقل اور ضعیف القوۃ ہیں، ان کو یہ معلوم نہیں کہ ان کا باپ ثقفی ہیں اور وہ خود غزالہ سے شکست خوردہ ہیں، غزالہ شیب کی بیوی تھی جس نے حجاج کو شکست دے کر کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا پھر ابن الاشعث نے اپنی فوج میں سے چیدہ چیدہ افراد کو جمع کر لیا اور ان سے کہا کہ حجاج اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ دشمن کے علاقے پر فوری حملے کریں۔

اور یہ وہی علاقے ہیں جہاں آپ کے بھائی گزشتہ کل ہلاکت کے منہ میں جا چکے ہیں۔ تحقیق سردیوں کا موسم قریب آ رہا ہے تم مشورہ کر لو جب کہ میں حجاج کی اطاعت کو قبول کرنے سے رہا اور کل جو رائے میری تھی اس پر قائم ہوں، اس نے قوم سے خطاب کیا اور ان کے علم میں اپنی اور دیگر اہل الرای کی رائے کو لایا جو گزشتہ دنوں وہ طے کر چکے تھے کہ اس سال وہ یہیں رہیں گے اور مال و اسباب اور اسلحہ جمع کر کے سردیاں جب ختم ہوں گی تو یہ سب دشمن کے علاقوں میں داخل ہوں گے پھر وہ ان علاقوں کو ایک ایک کر کے فتح کر لیں گے یہاں تک کہ تمیل کا اس کے مرکزی شہر مدینہ العظماء میں محاصرہ کر لیں پھر اس نے حجاج کی طرف سے حکم نامہ سنایا جس میں تمیل پر فوری حملہ کا حکم سنایا تھا پس اس کے گرد لوگ جمع ہو گئے اور پکارنے لگے کہ ہم اللہ کے دشمن حجاج کی کوئی بات نہیں مانیں گے اور اس کی طاعت سے برات کا اعلان کرتے ہیں۔

ابو جحیف کہتے ہیں کہ مجھے مطرف بن عامر بن وائلہ الکنتانی نے بتایا کہ اس موقع پر سب سے پہلے اس کا باپ بولنے کے لئے کھڑا ہوا تھا، وہ شاعر اور خطیب بھی تھا، اس نے جو کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس معاملے میں ہماری اور حجاج کی مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے اپنے بھائی سے کہا تھا کہ اپنے غلام کو گھوڑے پر سوار کر دو اگر ہلاک ہو گیا تو ہو گیا اور اگر بچ گیا تو وہ تمہارا غلام ہے تم ہی کو ملے گا۔

اے لوگو! اگر تم یہ جنگ جیت گئے تو اس کا نفع حجاج کو (اس کی حکومت میں) ملے گا اور اگر ہار گئے تو تم مغضوب اور بدترین دشمن ٹھہرے جاؤ گے پھر کہا اے لوگو! دشمن خدا حجاج کی اطاعت سے نکل جاؤ اور اس موقع پر اس نے عبدالملک کی اطاعت سے نکلنے کا ذکر نہیں کیا اور یہ کہا کہ اپنے امیر عبدالرحمن بن الاشعث کی بیعت کر لو میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ حجاج کی اطاعت سے نکلنے والا میں پہلا آدمی ہوں گا۔

اس پر چاروں طرف سے شورا اٹھا، ہم دشمن خدا حجاج کی اطاعت سے نکل گئے اور لوگ ابن الاشعث کی بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے اور حجاج کے عوض ابن الاشعث کی بیعت کر ڈالی۔ اس موقع پر بھی امیر المؤمنین کی بیعت سے نکلنے کا کوئی ذکر نہیں ہوا۔ اس کے بعد ابن الاشعث نے اپنا قاصد تمیل کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس سے صلح کا خواہشمند ہے اور اقرار کرتا ہے کہ اگر اس کو حجاج کے مقابلے میں کامیابی ہوئی تو تمیل سے کبھی خراج وصول نہیں کرے گا۔

پھر ابن الاشعث اپنی فوجیں لے کر بستان سے عراق کی جانب چل پڑا تا کہ حجاج سے جنگ کر کے عراق چھین لے، دوران سفر انہوں نے کہا کہ ہم نے جب حجاج کی بیعت توڑ لی تو عبداللہ بن مردان کی بیعت بھی تو خود بخود ٹوٹ گئی تب انہوں نے دونوں کو معزول کر دیا اور ابن الاشعث کی از مر نو بیعت کر لی۔ ابن الاشعث نے ان سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور گمراہی کے اماموں کو معزول کرنے اور ملحدین کے ساتھ جہاد جاری رکھنے پر بیعت لے لی۔

جب حجاج کو اس بارے میں علم ہوا تو تمام صورت حال خلیفہ کو لکھ بھیجا اور ان سے فوری لشکر بھیجنے کی استدعا کی۔ حجاج بھی ان کے مقابلے پر نکل آیا اور بصرہ میں یزید کو ال دیا۔ مہلب بن ابی صفرة کو اس کی خبر پہنچ گئی، ابن الاشعث نے اسے اپنا ہمنوا بنانے کے لئے خط لکھا لیکن وہ نہ مانا اور اس کا لکھا ہوا خط حجاج کو ارسال کر دیا اور مہلب نے ابن الاشعث کو خط لکھا کہ:

اے ابن الاشعث تو نے اپنے پاؤں ایک لمبی رکاب میں پھنسا لئے ہیں، امت محمدیہ کے دائرے میں رہ اور اپنی ذات کا خیال کر، خود کو ہلاک نہ کر اور مسلمانوں کا خون بہانے سے باز رہ، جماعت کو تفرق میں نہ ڈال اور بیعت کو نہ توڑ، تو اگر یہ سمجھتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے تو اللہ ہی ہے جس سے خوف کھایا جاسکتا ہے، خدا را اپنی جان ہلاک کرنے کی صلح نہ کر اور حرام کو حلال کرنے کی فکر میں مت پڑو۔ والسلام۔

اس نے دوسرا خط حجاج کو لکھا جس میں لکھا تھا کہ:

اما بعد، اہل عراق تیری طرف اس طرح بڑھ کر آئے ہیں جس طرح بلندی سے سیلاب کا پانی نشیب کی طرف بہہ کر آتا ہے وہ پہنچ کر ہی ٹھہرتا ہے اور عراقی شروع میں بزاز و شور دکھاتے ہیں لیکن یہ اپنے بال بچوں کے عاشق ہیں ان کو کوئی چیز اپنے بیوی بچوں تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی یہ ان

کو چھوڑ کر کسی حالت میں خوش نہیں رہ سکتے۔ والسلام

جب حجاج نے مہلب کا خط پڑھا تو کہا اللہ جو چاہے گا اس کے ساتھ کرے گا مجھے تو خط کے مضمون میں تامل ہے البتہ ابن عم کے لئے نصیحت ہے اور جب حجاج کا قاصد یہ خط لے کر عبد الملک کے پاس پہنچا تو وہ سخت پریشان ہو گیا اور اپنے تخت سے نیچے اتر آیا اور خالد بن زید بن معاویہ کو بلا بھیجا اور اس کو حجاج کا خط پڑھوایا خالد نے خط پڑھ کر کہا اے امیر المومنین اگر یہ واقعہ خراسان کی جانب سے ہوتا ہے تو ڈرنے کی بات ہے اور اگر بحرستان کی طرف سے ہے تو ڈرنے کی کوئی بات نہیں اس کے بعد عبد الملک نے شام سے عراق کے لئے لشکر بھیجنے کی تیاری شروع کر دی تاکہ حجاج کی بھرپور مدد کی جاسکے اور وہ ابن الاشعث کا مقابلہ کر سکے عبد الملک نے مہلب بن ابی صفرہ کی رائے سے بھی اتفاق نہیں کیا جس کی طرف اشارہ حجاج نے اپنے خط میں کیا تھا حالانکہ مہلب کے خط میں ان کے لئے مخلصانہ نصیحت تھی اس دوران حجاج عبد الملک کو ابن الاشعث کے حالات سے برابر باخبر رکھتا رہا کہ وہ اس وقت کہاں ہے کس جگہ آرام اور کس جگہ پڑا ہے؟ لوگ ابن الاشعث کے گرد جوق در جوق جمع ہو گئے حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ ابن الاشعث کے ماتحت تینتیس ہزار سوار اور ایک لاکھ بیس ہزار پیادہ فوج چل پڑی تھی اور حجاج شامی افواج لے کر بصرہ سے نکلا اور تیسرے مقام پر پہنچ گیا اور مطہر بن حبی الکعبی کو مقدمہ لکھیش بنا کر آگے روانہ کیا اس کے ساتھ عبد اللہ بن زمیت اپنے لشکر کے ساتھ موجود رہا جب حجاج کا مقدمہ لکھیش دجل کے مقام پر پہنچا تو اس کا مقابلہ ابن الاشعث کے شہسوار دستے جس کا امیر عبد اللہ بن ابان الحارثی سے ہوا۔ ان کی تعداد تین سو تھی۔ یہ دونوں لشکر عید الاضحیٰ کے دن نہر دجل کے پاس صف آراء ہوئے۔ حجاج کا مقدمہ لکھیش ہزیمت سے دوچار ہوا ابن الاشعث کی فوج نے حجاج کے پندرہ سو آدمی مار ڈالے اور ابن الاشعث کی فوج کو ان کے لشکر میں سے کافی مال و گھوڑے اور کپڑے ہاتھ آئے۔

یہ خبر حجاج کو جب پہنچی تو اس نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور کہا کہ اے لوگو! واپس بصرہ پہنچ جاؤ کیوں کہ بصرہ فوج کے لئے محفوظ مقام ہے۔ لوگ یہ سن کے واپس لوٹے لیکن ابن الاشعث کے سوار دستوں نے ان کا بھی پیچھا کر لیا اور جو ملا اس کو قتل کر دیا۔ بھاگنے والوں کو بھی نہ بخشا۔ حجاج بھی وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے ٹھکانے میں پہنچ کر دم لیا۔ کہنے لگا خدا مہلب کو نیکی دے، ماہر، تجربہ کار، جنگجو اور صاحب الرائے ہے لیکن ہم نے اس کی بات نہ مانی۔ اس مقام پر حجاج نے اپنے لشکر کو بہت کچھ انعام و اکرام دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی اور پندرہ کروڑ درہم لوگوں میں تقسیم کئے اور ساتھ ہی اپنے لشکر کے گرد خندق بھی کھدوائی۔ اہل عراق بھی آئے اور بصرہ میں داخل ہو گئے اور اپنے اہل و عیال میں مشغول ہو گئے۔ ابن الاشعث بھی بصرہ میں داخل ہوا اور لوگوں میں خطبہ دیا اور ان سے اپنے لئے بیعت لی۔ لوگوں نے حجاج اور عبد الملک کی بیعت توڑ کر اس کی بیعت کر لی، ابن الاشعث نے کہا کہ حجاج تو کسی شمار میں نہیں۔

آؤ چلو عبد الملک سے لڑتے ہیں۔ اس کی پکار پر بصرہ کے تمام فقہاء، علماء و مشائخ، قراء، حفاظ اور بوڑھے، جوان سب تیار ہو گئے اس کے بعد ابن الاشعث نے بصرہ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور یہ واقعہ آخری ذیقعدہ میں وقوع پذیر ہوا۔

اس سال اسحاق بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا جس طرح واقعہ دی اور ابو معشر نے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اسی سال موسیٰ ابن نصیر نے جو کہ عبد الملک کی جانب سے بلاد مغرب کا امیر مقرر تھا، نے اندلس پر لشکر کشی کی جہاں اس نے بہت سے علاقوں کو فتح کر لیا اور بہت سی آباد زمین حاصل کی اور بلاد مغرب کے بھی کئی علاقوں کو فتح کرتا ہوا شہر رقاق جو کہ بحر الاخضر المحيط کے کنارے پر ہے، تک پہنچ گیا۔ واللہ اعلم۔

اس سال اعیان میں سے بحیر بن ورقاء الصرمی وفات پا گئے جو کہ اشراف خراسان میں سے تھے جنہوں نے ابن خازم سے لڑائی کر کے اسے قتل کر دیا تھا اور بکیر بن وشار کو بھی قتل کیا تھا۔ اس اسی سال خود بھی مقتول ہوئے۔

سوید بن غفلہ بن عوسجہ بن عامر..... یہ ابو امیہ الجعفی کوئی ہیں جنگ یرموک میں شریک رہے جس سال حضور ﷺ پیدا ہوئے اسی سال پیدا ہوئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں۔ مختصر میں میں ان کا شمار ہوتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ ان کو حضور اکرم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا تھا اور آپ کے ساتھ نماز بھی پڑھی تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دو سال بعد پیدا ہوئے اور ایک سو بیس سال عمر پائی مگر کسی نے انہیں کمر بھکائے ہوئے کسی چیز کا سہارا لیتے ہوئے نہیں دیکھا اور ایک سو بیس سال

کی عمر میں ہی انہوں نے بکرنامی نو جوان کوزمین پر بیچ دیا تھا۔ ابو عبید اور دیگر کے مطابق ان کی وفات ۸۱ھ میں ہوئی اور دیگر کے مطابق ۸۲ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

شععی فرماتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے دو سال چھوٹا تھا۔

سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تا کہ ایمان لاؤں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گیا اور آپ ﷺ کو سلام نہ کیا۔

حسن بن حارث نخعی فرماتے ہیں کہ میں نے سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مسجد سے گذر کر اپنی بیوی کی طرف جا رہے تھے جو کہ قبیلہ بنی اسد سے تھیں۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سو ستائیس (۱۲۷) برس تھی۔ سفیان اور عاصم فرماتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے ایک سو سولہ (۱۱۶) برس کی عمر میں شادی کی۔ وہ جمعہ کے دن آتے اور ہماری امامت کرتے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ ماہ رمضان میں ہماری امامت قیام اللیل میں کرتے تھے اور آپ کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ سوید بن غفلہ اکثر تکبیر کہتے تھے۔ مؤذن کے قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ کہنے سے پہلے سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ اذان اور نماز کے عمل سے شغف رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر میں طاقت رکھتا تو کسی بستی میں مؤذن ہوتا۔

سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دو پہر کے وقت اذان دی جس کو حجاج نے سن لیا۔ اس وقت وہ مقام دیر میں تھے اور کہا کہ اس مؤذن کو میرے پاس لاؤ۔ لوگ ان کو حجاج کے پاس لے گئے۔ اس نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے برا ہیختہ کیا دو پہر کے وقت نماز پڑھنے پر؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس وقت میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

سوید بن غفلہ کے بہت سے مناقب ہیں۔ آپ نے آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے سفر کیا۔ مگر آپ ﷺ وفات پا چکے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن چکے تھے۔ آپ ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے اور ان سے روایات نقل کی ہیں اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

جب آپ کو بتایا جاتا کہ فلاں نے دیا اور فلاں حاکم بن گیا تو فرماتے کہ ہمیں یہ ٹکڑے اور نمک ہی کافی ہے اور فرماتے جس کا مفہوم ہے کہ جب اللہ کسی دوزخی کو بھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو ایک دوزخ اور آگ کا تابوت اس کی قبر میں بھیج دیتا ہے۔ پھر اس کو اس میں مقفل کر دیتا ہے دوزخ کے تالوں کے ساتھ۔ اس میں پسینہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھر آگ اس کو جلاتی ہے۔ پھر اس تابوت کو دوسرے آگ کے تابوت میں بند کیا جاتا ہے اور اس کو دوزخ کے تالوں سے بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر آگ بھڑکادی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ کوئی اپنے علاوہ کسی کو نہیں دیکھ سکتا۔ آپ فرماتے تھے کہ جنازہ کے آگے فرشتے چلتے ہیں۔ وہ پوچھتے کیا آگے بھیجا اور لوگ کہتے ہیں کیا چھوڑا؟

عبداللہ بن شداد بن الہاد..... یہ عابد اور زاہد بزرگ تھے ان کا شمار علماء میں ہوتا تھا اور ان کی نصیحتیں اور عمدہ کلمات مشہور ہیں۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت حدیث کی ہے جب کہ تابعین سے بھی روایت کر چکے ہیں۔

محمد بن علی بن ابی طالب..... ان کا لقب ابو القاسم اور ابو عبد اللہ بھی تھا اور کنیت کے اعتبار سے ابن الحنفیہ کہلاتے ہیں۔ ان کی والدہ کا تعلق قبیلہ بنی حنفیہ سے تھا۔ ان کا نام خولہ تھا۔ محمد بن علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے۔ یہ معاویہ اور عبدالملک بن مروان کے پاس بھی گئے تھے۔ محمد بن علی نے مروان کو جنگ جمل کے موقع پر زمین پر بیچ کر اس کے سینے پر چڑھ گئے تھے اور ان کے قتل کا ارادہ کیا تھا لیکن مروان نے خدا کی دھانی دی اور بہت عاجزی کی تو محمد نے اسے چھوڑ دیا۔ جب محمد عبدالملک کے ہاں گئے تو امیر المومنین نے اسے واقعہ یاد دلایا محمد نے کہا امیر المومنین میں معذرت خواہ ہوں۔ عبدالملک نے اسے معاف کر دیا اور ان کو بہت کچھ عطا کیا۔ محمد بن علی سادات قریش میں سے تھے اور مشہور بہادری میں سے تھے اور اسے بہت طاقت ور اور شہ زور سمجھا جاتا تھا۔ جب ابن زبیر کی بیعت ہوئی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ دونوں میں اختلاف بڑھ گیا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو خاندان سمیت قتل کرنے کا ارادہ کیا جس کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ جب ابن زبیر شہید کئے گئے

اور عبد الملک کو استقرار حاصل ہوا اور ابن عمر نے بھی ان کی بیعت کر لی تو ان کی تقلید میں محمد نے عبد الملک کی بیعت کر لی اور مدینہ آ گئے۔ مدینہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ کہا جاتا ہے ۸۱ھ میں یا اس سے ایک سال پہلے بعد میں ان کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے لیکن روافض (شیعہ) کا عقیدہ ہے کہ محمد جبل رضوی میں مدفون ہوئے ہیں اور ان کو وہاں رزق پہنچایا جاتا ہے۔ یہ لوگ اس کی واپسی کے منتظر ہیں۔ اس کی طرف شاعر کثیر عزم نے ان اشعار میں اشارہ کیا ہے:

”جان لو کہ امام صرف قریش میں سے ہیں، حق کے داعی ہیں اور پورے چار ہیں، ایک علی ہیں تین دیگر ان کی اولاد میں سے ہیں، یہ سارے انہیں کی اولاد ہیں جس میں کوئی شبہ نہیں، ایک اولاد ایمان و نیکی کا پتلا تھی (یعنی حسن رضی اللہ عنہ) ایک اولاد کو کربلاء کی سر زمین نکل گئی (یعنی حسین رضی اللہ عنہ) ایک اولاد کو آنکھیں تلاش کر رہی ہیں کب وہ گھوڑے کے آگے جھنڈا لہراتے آئیں گے (یعنی محمد بن علی رضی اللہ عنہ)۔“

جب ابن زبیر نے ابن حنفیہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے ابی الطفیل وائلہ بن الاسقع کے ہاتھ کوفہ کے شیعان کو خط لکھا اور کوفہ میں مختار بن عبید اللہ کو مطلع کیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو گھروں پر لکڑی جمع کر کے انہیں آگ لگانے کی کوشش کی تھی جب مختار کو ابن حنفیہ کا خط ملا تو اس نے ابو عبد اللہ الجذلی کو چار ہزار کا لشکر دے کر بھیجا جنہوں نے بنی ہاشم کو بچا لیا۔ مختار بن عبید اللہ ابن الحنفیہ کا داعی تھا وہ اسے مہدی کہتا تھا۔ بنی ہاشم کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی نکلے تھے جو کہ طائف آ کر وفات پا گئے۔ جب کہ ابن حنفیہ اپنے حاجیوں کے ساتھ وہیں مقیم رہے تا آن کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس علاقے سے نکل جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت جن کی تعداد سات ہزار تھی، ارض شام کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔

جب وہ ایلہ کے مقام پر پہنچ گئے تو ان کو عبد الملک نے خط لکھ کر تنبیہ کی کہ یا تو میری بیعت کر لو ورنہ میرے ملک سے نکل جاؤ اس پر ابن الحنفیہ نے جواباً لکھا کہ میں اس شرط پر تمہاری بیعت کرنے کو تیار ہوں کہ تم میرے ساتھیوں کو پناہ دو گے۔ عبد الملک نے جب اس کا جواب اثبات میں دیا تو ابن حنفیہ اپنے ساتھیوں سمیت کھڑے ہوئے اور انہوں نے حمد و ثناء کے بعد اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہارا خون بچا لیا ہے اور تمہارا دین محفوظ رکھا پس جو کوئی تم میں سے واپس جانا چاہے اور اپنے علاقے کو واپس ہونا چاہے وہ چلا جائے تو لوگ جانا شروع ہوئے اور ابن حنفیہ کے ساتھ سات سو آدمی باقی رہ گئے جنہیں لے کر ابن الحنفیہ عمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور احرام باندھ کر ہدی (قربانی کا جانور) بھی ساتھ لیا۔

جب وہ مکہ کے قریب ہو گئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ وہ اندر آنے سے باز رہیں۔ ابن الحنفیہ نے ابن الزبیر کو لکھا کہ ہم لڑائی جھگڑے کے لئے نہیں آئے ہیں ہمیں چھوڑ دو تا کہ ہم عمرہ ادا کر کے واپس چلے جائیں لیکن ابن زبیر نے انکار کر دیا جب کہ ان کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے پس ابن حنفیہ مدینے واپس آ گئے اور ابن زبیر کی ابن حجاج کے ہاتھوں شہادت تک وہیں حالت احرام میں مقیم رہے۔ جب حجاج عراق چلے گئے تو ابن حنفیہ مکہ چلے گئے اور مناسک ادا کر کے آئے اور کہا جاتا ہے کہ اس دوران جوئیں اس کے جسم سے جھڑ جھڑ کر رہی تھیں۔ ابن الحنفیہ عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ واپس آ گئے اور وفات تک وہیں پر رہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب حجاج کے ہاتھوں ابن زبیر شہید ہو گئے تو حجاج نے ابن الحنفیہ کو لکھا کہ خدا کا دشمن قتل ہو گیا ہے پس تم بھی بیعت کر لو تو ابن الحنفیہ نے جواباً لکھا کہ جب تمام لوگ بیعت کر لیں گے تو میں بھی کر لوں گا حجاج نے جواب لکھا کہ واللہ میں تمہیں قتل کر دوں گا اس پر ابن حنفیہ نے کہا اللہ تعالیٰ تین سو ساٹھ مرتبہ لوح محفوظ پر نظر ڈالتا ہے اور ہر نظر پر تین سو ساٹھ معاملات درپیش ہوتے ہیں شاید کہ اللہ کسی مرحلہ میں مجھے رکھ لے اور مجھے اس کی پیٹ میں لے آئے۔ حجاج نے یہ بات عبد الملک کو لکھ بھیجی تو اس کو یہ بات بڑی پسند آئی اور اس نے حجاج کو لکھا کہ ابن الحنفیہ کو ہم جانتے ہیں وہ بیعت کر لیں گے پس تم اس سے نرمی کے ساتھ پیش آؤ اس کو ہم سے کوئی اختلاف نہیں وہ خود کسی وقت چلا آئے گا اور بیعت کر لے گا۔ عبد الملک کو رومی بادشاہ نے اپنے عظیم لشکر سے دھمکانا چاہا تو عبد الملک نے جواب میں ابن الحنفیہ کے الفاظ، اللہ دن میں تین سو ساٹھ مرتبہ لوح محفوظ پر نظر ڈالتا ہے۔ لکھ بھیجا ملک روم نے خط پڑھ کر کہا، عبد الملک ایسی عبارت نہیں لکھ سکتا ایسے الفاظ تو خاندان نبوت کے کسی فرد کے ہی متوقع

ہیں۔ جب تمام لوگ عبدالملک کی بیعت پر متفق ہو گئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ابن الحنفیہ سے کہا کہ اب تو سب نے بیعت کر لی ہے آپ بھی کر لیں تو انہوں نے اپنی بیعت عبدالملک کے نام لکھ دی اور وہ اس کے بعد عبدالملک کے پاس ملنے بھی گئے۔

ابن الحنفیہ پینسٹھ سال کی عمر پر محرم کے مہینے میں مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ ان کی اولاد میں مختلف بیویوں سے عبداللہ، حمزہ، علی، جعفر اکبر، حسن، ابراہیم، قاسم، عبدالرحمن، جعفر اصغر، عون، رقیہ تھے۔ زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ شیعہ یہ گمان رکھتے ہیں کہ ابن الحنفیہ مرے نہیں ہیں۔ اس بارے میں لبید نے یہ شعر کہا ہے کہ:

”خبردار رہو! کہہ دیجئے وحی سے کہ میری جان تم پر فدا ہو آپ نے اس پہاڑ پر قیام دراز کر دیا، نقصان دینے والے گروہ کو جنہوں نے آپ کو ہماری طرف سے امام ولی اور خلیفہ بنادیا تمام اہل زمین آپ کی خلافت پر مطمئن ہیں۔ آپ کے ان کے درمیان رہنے کا زمانہ ساٹھ سال تھا۔“

خولہ کے بیٹے نے ابھی موت کا ڈانٹہ نہیں چکھا اور نہ ہی زمین نے ان کی ہڈیاں چھپائی ہیں۔ اس نے رضوی کی گھائی میں جب شام کی توفرت سے گفتگو کر رہے تھے، بیشک ان کے لئے ایک گھائی میں سچا ٹھکانہ آرام گاہ ہے اور وہ ایسی مجلس ہے جس میں عزت مند لوگ تبادلہ خیال کرتے ہیں۔ اللہ نے ایسے امر کی طرف ہدایت دی ہے جسے تم لوگوں نے ہم سے چھپا دیا تھا جس میں وہ اس کام کی تشکیل چاہتا ہے۔ امام کا نور ایسا نمل ہے کہ تم اس کے پے در پے جھنڈے دیکھ لو گے۔

روافض (شیعہ) کا ایک گروہ ان کی امامت کا قائل ہے اور وہ قرب قیامت میں ان کے دوبارہ خروج و ظہور کے منتظر ہیں جس طرح شیعہ کا ایک گروہ حسن بن محمد العسکری کے سامرا (عراق) کے غار میں سے برآمد کے منتظر ہیں۔ یہ ان کے خرافات ہیں، گمراہی، جہل، ہذیان پر مشتمل عقائد ہیں جن کو ہم اپنے مقام پر وضاحت کے ساتھ ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

۸۲، ہجری

اس سال پیش آنے والے واقعات

اس سال محرم میں زاویہ کا واقعہ پیش آیا جس میں ابن الاشعث اور حجاج کی فوجیں آپس میں نبرد آزما ہوئیں۔ لڑائی کے پہلے دن اہل عراق اہل شام پر حاوی رہے، دوسرے دن مقابلہ برابر رہا، پھر سفیان بن الابرود (جو کہ شامی فوج کے امراء میں سے تھا) نے ابن الاشعث کی فوج کے میمنہ پر دھاوا بول دیا اور ان کو شکست دے دی، قراء کو قتل کر دیا اس خوشی پر حجاج سجدہ ریز ہو گیا۔ جب کہ اس سے قبل وہ مارے غموں کے گھٹنوں میں سر چھپائے بیٹھا تھا اور اس نے اپنی تلوار نکال لی اور مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ پر ترس کھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ میں تو ان کی عزت کرتا ہوں لیکن وہ خود قتل ہونے پر آمادہ تھا۔ اس دن ابن الاشعث کے آدمیوں سے قتل ہونے والوں میں ابو طفیل بن عامر بن وائلہ اللیشی بھی شامل تھا جب ابن الاشعث کی شکست خوردہ فوج بھاگ گئی تو وہ باقی ماندہ فوج لے کر کوفہ میں داخل ہو گیا، اہل بصرہ نے عبدالرحمن بن عیاش بن ربیعہ بن الحارث بن المطلب کی بیعت کر لی جس پر حجاج نے اس کے ساتھ پانچ راتیں سخت جنگ لڑی پھر وہ بھی بصرہ سے نکل گیا اور ابن الاشعث کے پاس چلا گیا جس کے ساتھ اہل بصرہ کا ایک گروہ بھی نکل کھڑا ہوا۔

حجاج نے بصرہ پر ایوب بن حکم بن ابو طفیل کو نائب مقرر کیا۔ ابن الاشعث اس موقع پر کوفہ میں داخل ہو گیا تو کوفہ والوں نے اس بات پر اس کی بیعت کر لی کہ وہ عبدالملک اور حجاج سے تخت و تاج چھین لیں گے اس کے بعد حالات نے نیارخ اختیار کر لیا اور ابن الاشعث کے حامیوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہو گیا۔ اور اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور رحمت پر مصیبت غالب آ گئی۔

واقعی نے کہا ہے کہ جب حجاج اور ابن الاشعث کی فوجیں زاویہ کے مقام پر آمنے سامنے ہوئیں تو حجاج نے پے در پے حملے شروع کر دیئے تو ابن الاشعث کی فوج میں موجود قراء کے دستہ کے سردار جبلة بن زجر نے تمام لوگوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا: اے لوگو! تم میں سے پیٹھ پھیر کر

بھاگنے والا سب سے برا شخص ہوگا اپنے دین و دنیا کی حفاظت کے لئے لڑو، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اس قسم کی تقریر کی شعری نے کہا حجاج کی فوج سے ان کے ظلم کے مقابلے کے لئے لڑو، وہ ضعیف لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور یہ لوگ نمازوں کو ضائع کرنے والے ہیں ان سے لڑو۔ اس تقریر کے بعد قراء اور علماء کرام نے یکبارگی حجاج کی فوج پر حملہ کر دیا۔ اس میں انہیں غلبہ حاصل ہو گیا پھر وہ واپس پلٹ گئے۔ لیکن اس دوران انہوں نے اپنے مقدمہ الجیش قائد جبلہ بن زجر کو مراہوا پایا جس پر وہ بد دل ہو گئے اسی دوران حجاج کے لشکر میں سے آواز آئی اے اللہ کے دشمنو! ہم نے تمہارے شیطان کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد حجاج کے سوار دستے کے امیر سفیان بن لاد برد نے ابن الاشعث کے جیش پر حملہ کر دیا جس کا امیر الابر بن مرہ انہی تھا چنانچہ ابن الاشعث شکست کھا گیا اور وہ لوگ جم کر حجاج کی فوج کا مقابلہ نہ کر سکے جس کو لوگوں نے بہت محسوس کیا حالاں کہ حجاج کے میسرہ کا امیر نہایت بہادر اور جم کر لڑنے والا تھا بھاگنا نہیں جانتا تھا لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ ختم ہو گیا چنانچہ ان کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا اور لوگ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اس موقع پر ابن الاشعث لوگوں کو لڑائی پر برا بیختہ کرتا رہا لیکن ان کی کسی نے نہ سنی جب ابن الاشعث نے لوگوں کی بے اعتدالی دیکھی تو وہ باقی ماندہ لشکر کو لے کر کوفہ روانہ ہو گیا جہاں لوگوں نے اس کی بیعت کر لی جس کے بعد اس سال شعبان کے مہینے میں دیرالجمہا جم کا واقعہ پیش آیا۔

واقعہ دیرالجمہا جم..... واقعہ کا بیان ہے کہ یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا کہ جب ابن الاشعث کوفہ پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے اس کا خیر مقدم کیا اور لوگ اس کے ارد گرد کثیر تعداد میں جمع ہو گئے مگر چند لوگ جن کا سربراہ مطرب بن ناجیہ تھا جو کہ کوفہ پر حجاج کا نائب تھا لڑنے پر آمادہ ہو گیا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی بس وہ لوگ جا کر قصر میں محصور ہو گئے ابن الاشعث نے قصر پر سیڑھیاں نصب کرا کے مطرب کو باہر نکلوا کر قتل کرنا چاہا تو اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو کیوں کہ میں تمہارے سواروں سے بہتر ہوں۔ ابن الاشعث نے اسے قید کر دیا پھر اسے بلا کر بیعت لے لی اور پھر اسے رہا کر دیا ابن الاشعث کو اس کے بعد کوفہ پر مکمل حکمرانی حاصل ہو گئی۔ اور بصرہ سے آنے والے گروہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے جن میں عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن عبدالمطلب بھی شامل تھا جس کے بعد چاروں طرف کی ناکہ بندی کر دی گئی اور تمام راستوں اور گلیوں چوراہوں پر محافظین کی تعیناتی کر دی گئی۔ پھر حجاج نے اپنی فوج سمیت جن میں شامی دستے بھی شامل تھے کو لے کر بصرہ سے روانہ ہو گیا اور بر کے مقام پر پہنچ گیا اور آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ قادیسیہ اور عذیب کے مقام پر اس کا گزر ہوا تو ابن الاشعث نے عبدالرحمن بن العباس کو مصری سواروں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ بھیج دیا کہ وہ حجاج کو آگے بڑھنے سے روکے رکھیں تو حجاج کو قادیسیہ کے بجائے دیرقرہ کے مقام پر رکنا پڑا اور ابن الاشعث اپنی بصرہ اور کوفہ والی فوج لے کر دیرالجمہا جم کے مقام پر رک گیا اس کے ساتھ ایک لشکر عظیم تھا جن میں قرآن کے قاری اور صالحین امت کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ حجاج نے اس موقع پر کہا کہ اللہ ابن الاشعث کو ہلاک کرے کہ اس نے پرندوں کو منع نہیں کیا تھا جب میں دیرقرہ میں تھا اور وہ خود دیرالجمہا جم میں پہنچ گیا ابن الاشعث کی فوج میں ایک لاکھ لوگ تھے جن کو عطیات سے نوازا جاتا تھا اور اتنی ہی تعداد ان کے غلاموں کی تھی۔ اس دوران حجاج کے پاس بھی شام سے بڑی کمک پہنچ گئی۔ دونوں طرف کی فوجوں نے اپنے ارد گرد خندقیں کھودیں تاکہ وہ دوسری فوج کو حملے سے روک سکیں۔

لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور بہت بے جگری سے لڑتے رہے جس سے قریشی اور دیگر لوگوں کا طرفین میں سے بہت نقصان ہوا یہی حالت طویل مدت تک جاری رہی اسی دوران اہل الرائے لوگ عبدالملک کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے اس سے کہا کہ اہل عراق اس بات پر راضی ہو جاتے ہیں کہ حجاج کو معزول کر دیں تو یہ اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ قتل و غارت گری عام ہو جائے اور عبدالملک نے اپنے بھائی محمد بن مروان اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کو ایک عظیم لشکر تیار کر کے ایک خط کے ساتھ اہل عراق کی جانب بھیج دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ اگر آپ اس پر راضی ہیں کہ حجاج کو معزول کر دو تو میں اس پر تیار ہوں اور تمہارے لئے اہل شام کی طرح عطیات بھی فراہم کر دوں گا اور ابن الاشعث کو اختیار دیتا ہوں کہ وہ جن علاقوں پر چاہے اسے امیر بنا دوں گا میری اور اس کی زندگی تک وہ اس پر امیر رہیں گے اور عراق کی گورنری محمد بن مروان کے ہاتھ میں ہوگی اور خط میں مزید عبدالملک نے کہا کہ اہل عراق میری اس پیشکش کو ٹھکراتے ہیں تو اس صورت میں حجاج بدستور عراق کا والی رہے گا اور محمد اور عبداللہ اس کے ماتحت ہوں گے اور ہمارے درمیان فیصلہ میدان جنگ میں ہوگا۔

جب حجاج کو عبد الملک کے ارادے کا پتہ چل گیا تو اسے بہت رنج پہنچا اور اس نے عبد الملک کو خط لکھا کہ اے امیر المومنین! بخدا اگر آپ نے اہل عراق کو یہ اختیار دے دیا تو میری معزولی کے بعد وہ فوراً آپ پر چڑھ دوڑیں گے۔ اور یہ ان کی جرات میں مزید اضافہ کر دے گا آپ کو اہل عراق کا حال معلوم ہے جب انہوں نے اشتر نخعی کے ساتھ مل کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ سعید بن العاص کی معزولی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے معزول کر دیا تو ایک سال بھی پورا نہ ہوا تھا کہ انہوں نے دار الخلافہ پر قبضہ کر کے امیر المومنین کو شہید کر دیا اور جان لو کہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ آپ کا جو بھی فیصلہ ہو، اللہ کی مدد اکمیں شامل ہے۔ والسلام۔

عبد الملک نے حجاج کی بات کو درخور اعتنا نہ جانا اور اہل عراق پر مذکورہ شرائط برقرار رکھیں۔ پس عبد اللہ اور محمد آگے بڑھے اور ابن الاشعث کی فوج کی طرف پکار رہے تھے اے اہل عراق! میں امیر المومنین کا بیٹا عبد اللہ ہوں اور وہ آپ کے ساتھ ان شرطوں پر صلح کرنا چاہتا ہے پھر اس نے عبد الملک کا خط پڑھ کر بتایا پھر محمد بن مروان اٹھا اور کہنے لگا میں اپنے بھائی عبد الملک کا ایلچی ہوں جس نے آپ سے صلح کا ارادہ کیا ہے اہل عراق نے جواب دیا کہ ہم اس معاملے پر کل غور کریں گے اور شام کو جواب دیں گے۔

اہل عراق پھر واپس چلے گئے تمام امراء ابن الاشعث کے گرد جمع ہو گئے اشعث نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے حجاج کی معزولی اور عبد الملک کی بیعت قبول کرنے اور امیر المومنین کی طرف سے عطیات بحال کئے جانے اور محمد بن مروان کی حجاج کے بعد عراق کی گورنری قبول کرنے کی ترغیب دلائی۔ لوگ چاروں طرف سے چیخ اٹھے اور کہنے لگے واللہ ہمیں یہ ہرگز منظور نہیں ہم تعداد میں ان سے زیادہ ہیں اور ان کی حالت ہم سے زیادہ پتلی ہے ہم نے ان پر حکم چلایا تو وہ ذلیل ہو گئے ہمیں ہرگز یہ منظور نہیں اور پھر انہوں نے از سر نو عبد الملک اور اس کے نائب کو معزول کر دیا اور اس پر سب متفق ہو گئے جب عبد اللہ اور اس کے چچا محمد کو یہ خبر پہنچ گئی تو انہوں نے حجاج سے کہا اب معاملہ آپ پر منحصر ہے ہم تو بحکم امیر المومنین آپ کے مطاع ہیں۔ اس کے بعد جب وہ دونوں حجاج سے ملے تو اس کو امارت کا سلام پیش کرتے اور حجاج ان کو اسی طرح سلام پیش کرتا۔ اور حجاج نے جنگ کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی جس طرح کہ اس سے قبل اس کے ہاتھ میں تھی جس کے بعد دونوں فریقین جنگی تیاریوں کے ساتھ اس کے سامنے آ گئے حجاج نے اپنے میمنہ پر عبد الرحمن بن سلیمان کو اور میسرہ پر عمارہ بن تمیم اللخمی کو اور سوار دستے پر سفیان بن الابرک کو اور پیدل افواج پر عبد الرحمن بن حبیب الحکمی کو مقرر کر دیا اور ابن الاشعث نے اپنی فوج کی ترتیب کچھ یوں رکھی کہ میمنہ پر حجاج بن حارشا الحکمی اور میسرہ پر الابرک بن قرہ الحکمی اور گھوڑ سواروں پر عبد الرحمن بن عیاش بن ابی ربیعہ بن عبد المطلب اور پیدل افواج پر محمد بن سعد بن ابی وقاص الزہری اور قاریان قرآن کے دستے پر جبلہ بن زحر بن قیس الجعفی کو رکھا۔ قرآء میں سعید بن جبیر عامر الشعمی، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ اور کمیل بن زیاد جو کہ کبرسنی کے باوجود بہت دلیر اور جنگجو تھا اور ابوالہشتری جیسے فقہاء علماء امت بھی شامل تھے۔

دونوں اطراف کی فوجیں روزانہ آپس میں نبرد آزمائیں۔ اہل عراق کے لئے آس پاس کے علاقوں سے کھانے پینے کا سامان وافر مقدار میں مہیا کیا جاتا تھا۔ ان کے پاس جانوروں کے لئے چارہ بھی کافی تھا جب کہ اہل شام جو کہ حجاج کی طرف سے لڑتے تھے، ان کی حالت یہ تھی کہ زندگی سے تنگ، قلت طعام، گوشت کو انہوں نے دیکھا تک نہیں تھا اور اس دوران جنگ بھی جاری رہی تھی تا آنکہ یہ سال بھی ختم ہوا اور دونوں فوجیں ایک دوسرے سے دست و گریباں تھیں۔ دونوں اطراف کا زبردست نقصان ہوا حجاج کی فوج میں زیادہ بن غنم مارا گیا اس دوران بسطام بن مصقلہ چار ہزار سپاہیوں کے ہمراہ ابن الاشعث کی جانب سے حجاج کی فوج پر حملہ آور ہوا اور ان کو بہت نقصان پہنچایا۔

مہلب بن ابی صفرہ کی وفات..... مہلب بن ابی صفرہ کی وفات اس سال ہوئی۔ یہ فتح مکہ کے سال پیدا ہوئے آپ کا پورا نام مہلب بن ابی صفرہ ظالم، ابو سعید لا زدی ہے، اشراف اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا، آپ بڑے ذہین، نجی، اور باوقار لوگوں میں سے تھے ان کی قوم بحرین اور عمان کے درمیان مقیم تھی ان کی قوم بھی فتنہ ارتداد کا شکار ہوئی پس عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی اور ان سے فتح پالی اور قیدیوں کو ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا ان میں ابو صفرہ اور ان کا بیٹا مہلب شامل تھا۔ مہلب اس وقت بلوغ کو نہیں پہنچے تھے جس کے بعد مہلب

بصرہ میں مقیم رہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہندوستان پر چوالیس ہجری میں چڑھائی کی۔ سن ۶۸ھ میں ابن زبیر کے دور خلافت میں حجاز کا گورنر بھی رہ چکا تھا اور پھر حجازی دور کے ابتدائی ایام میں خوارج کی سرکوبی بھی ان کے ذمے تھی۔ ایک جنگ میں اس نے چار ہزار آٹھ سو خوارج کو قتل کر دیا تھا۔ جس کے بعد حجاج کی نظروں میں اس کی قدر بڑھ گئی تھی۔ مہلب بہادر اور کریم النفس شخص تھا اور وہ اپنی تعریف کو زیادہ پسند کرتا تھا۔ ان کے عمدہ قول بھی زیادہ مشہور ہوئے جن میں سے ایک قول ان کا یہ ہے کہ سب سے اچھی خصلت سخاوت ہے، شریف آدمی کے لئے پردہ ہے اور مرے، گرے ہوئے آدمی کی باتوں کو بے معنی کر دیتا ہے اور نفرت کرنے والوں میں محبوب بنا دیتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر انہوں نے کہا کہ مجھے آدمی کی دو خصلتیں پسند ہیں:

ایک یہ کہ اس کی عقل اس کی زبان پر حاوی ہو اور اس کی زبان اس کی عقل پر حاوی نہ ہو۔

مہلب نے جنگ سے واپسی پر مرو الروذ میں وفات پائی اس وقت ان کی عمر ۶۷ سال تھی (رحمہ اللہ) ان کی دس اولاد تھیں جن کے نام یزید، زیاد، مفضل، مدرک، حبیب، مغیرہ، قبیصہ، محمد، ہند اور فاطمہ ہے۔ مہلب نے ماہ ذی الحجہ میں وفات پائی ان کا شمار بہادر لوگوں میں ہوتا تھا ان کے بہت اچھے واقعات مشہور ہیں۔ انہوں نے خوارج ازرقہ اور ترکوں سے عظیم جنگ لڑی اپنے بعد انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو خراسان کا گورنر نامزد کر دیا تھا جس کی توثیق عبد الملک اور حجاج نے بھی کر دی۔

اس سال وفات پانے والے مشہور لوگوں میں

اسماء بن خارجہ الفزازی الکوفی..... بہت سخی الطبع اور فیاض انسان تھے۔ ایک دلچسپ حکایت اسی سلسلے میں ان کی مشہور ہے انہوں نے ایک روز ایک نوجوان کو اپنے دروازے پر بیٹھے دیکھا تو پوچھا کہ یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ نوجوان نے کہا کہ ضرورت ہے جس کا ذکر نہیں کر سکتا تو اسماء نے اصرار کے ساتھ پوچھا نوجوان نے بتایا کہ اس گھر میں ایک لونڈی کو داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا کہ ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی وہ میرا دل چرا کر ساتھ لے گئی ہے۔ اسماء اسے لے کر گھر میں داخل ہوا اور تمام لونڈیاں اس کے سامنے لا کر کھڑی کر دیں اور کہا کون سی ہے جب وہ لونڈی سامنے آئی تو اس نے برجستہ کہا یہی ہے۔ اسماء نے اسے کہا واپس جا کر اسی جگہ پر انتظار کرو وہ آ کر دروازے پر انتظار کرتا رہا تھوڑی دیر بعد اسماء آیا اور ساتھ میں لونڈی کو خوبصورت کپڑے زیب تن کر کے لے آیا اور کہا میں اسی وقت تیرے حوالے کر دیتا لیکن یہ لونڈی میری بہن کی تھی اور وہ اسے بغیر قیمت دے نہیں رہی تھی اس لئے تمہارے لئے اسے تین ہزار درہم میں خرید کر لایا ہوں اور اسے یہ جواہرات بھی پہنا کر لایا ہوں اب یہ تمہاری ہے نوجوان اسے لے کر خوشی خوشی وہاں سے چلا گیا۔

المغیرۃ بن مہلب بن ابی صفرة..... یہ مہلب ابن ابی صفرة کے بیٹے تھے، بڑے سخی، بے حد فیاض، بہادر انسان تھے۔ ان کے بہت واقعات مشہور ہیں انہوں نے بھی اسی سال وفات پائی۔

الحارث بن عبد اللہ..... ابن ربیعہ المخزومی قبایع کے نام سے مشہور تھے، ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بصرہ کے امیر بھی رہ چکے ہیں۔

محمد بن اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ..... صحابہ کے بیٹوں میں سب سے زیادہ عقلمند اور زیرک سمجھے جاتے تھے۔ مدینہ المنورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

عبد اللہ بن ابی طلحہ بن ابی اسود..... اسحاق فقیہ کے والد تھے، ان کی والدہ جس رات حاملہ ہوئی اس رات اس کا بیٹا بھی وفات پا گیا تھا۔ صبح کو طلحہ نے اس کا تذکرہ حضور اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شب زفاف کی خوشیاں تم دونوں کو مبارک فرمائے۔ اور جب ان کی ولادت ہوئی تو آپ ﷺ نے آپ کے تالو میں ترچھو ہاروں کا آمیزہ لگایا تھا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ..... ان کے والد کعب کی جب بیٹائی چلی گئی تو یہ اپنے والد کو ادھر ادھر لے جاتے تھے۔ ان سے بہت سی روایات مروی ہیں۔ مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

عفان بن وہب..... یہ ابولأ یمن خولانی المصری تھے، ان کو آنحضرت ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا آپ سے احادیث بھی مروی ہیں۔ فتح مغرب میں شامل رہے پھر مصر میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جمیل بن عبداللہ..... یہ ابن معمر بن صباح بن ظبیان بن الحسن بن ربیعہ بن حرام بن ضہبہ بن عبید بن کثیر بن عذرة بن سعد بن ہذیم بن زید بن لیث بن سرحد بن اسلم بن الحاف بن قضاہ ہیں، کنیت ابو عمرو ہے۔ مشہور شاعر ہیں شہینہ کا عاشق تھا۔ اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا تھا۔ شہینہ نے منع کر دیا جس کے بعد جمیل نے اپنے جذبات کی تسکین کے لئے غزل گوئی اختیار کر لی اور اس میں کافی شہرت حاصل کر لی جمیل وادی القریٰ میں مقیم تھے، آپ نہایت شرمسار اور مذہبی، اسلامی شاعر تھے، اپنے زمانہ کے شعراء عرب میں سے سب سے فصیح شاعر گزرے ہیں، مشہور شاعر کثیر عذرة ان سے، وہ حد بہ بن خترم سے، وہ عطیہ سے وہ زہیر بن ابی سلمیٰ اور اس کے بیٹے کعب سے شعر روایت کرتے ہیں۔ کثیر عذرة کا کہنا ہے کہ جمیل عرب کے سب سے بڑے شاعر تھے۔ جمیل کے اشعار میں سے جو بہت زیادہ مشہور تھے:

”آپ دونوں نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے کہ میری لیلیٰ مقام یتا میں اتری ہے جب موسم گرما آئے پس یہ گرمیوں کے مہینے تھے جو گزر گئے پس کیا ہوا ہے جدائی کو وہ لیلیٰ کو مجھ سے دور کر رہی ہے۔“

ایک دوسری جگہ جمیل کہتا ہے:

وما زلت بسی يا ابن حنظل
من الشوق استبكي الحمام بكى لي
وما زادني الشوق الا صبا
ولا كثره النساھين الا ما ديا
وما احدث النساھ المفرق بيننا
سلوا ولا طول اجتماع تفالي
الم تعلمي يا عذرة الريق النسي
اظل اذالم الیق وجھك صا ديا
لقد خفت ان الفی المنيہ بفتة
وفی النفس حاجات اليك كما هي

اور چغل خوروں نے مجھ میں تمہارے عشق کی آگ کو اور بھڑکایا اور روکنے والوں کی کثرت سوائے میری دلچسپی اور بڑھنے کے کچھ زیادہ نہ کر سکی۔

اور منتشر کرنے والی فرقت ہی ہم کو غم نہ دے سکی اور نہ ہی طویل رفاقت وصال ہم میں اکتاہٹ و بغض پیدا کر سکی کیا آپ کو معلوم نہیں اے شیریں لعاب! اگر میں تمہارے رخ فریبا کو نہ دیکھوں تو بیا سائی رہ جاتا ہوں مجھے اندیشہ اس بات کا ہے کہ اچانک آنے والی موت ہم دونوں کے درمیان حائل ہو جائے اور دل میں بھی تمام آرزوئیں ایسے ہی رہ جائیں۔

میں تمہاری عدم موجودگی کو یاد کرتا ہوں آپ مجھے میری کسی بھلائی پر یاد کریں میں خوش ہوتا ہوں۔ اگر گئے کہتا ہے:

(اے شہینہ) تمہارے تمام وعدے اس بادل کی طرح ہیں جو چمک کر گر جتے ہیں لیکن برستے نہیں ہیں۔ جمیل کا یہ شعر جس کو تم نے روایت کیا ہے۔

میں مسلسل اس محلہ کی تلاش میں سرگرداں رہا اور اس جماعت کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ میں (بشینہ) کے کجاوہ کے قریب پہنچ گیا پس میں آہستہ سے اس کے قریب ہوا تا کہ اس کے قریب رہ سکوں۔

تو اس نے کہا مجھے اپنے بھائی کی زندگی اور والد کے احسانات کی قسم! اگر تم نہیں نکلو گے تو میں پورے محلے کو خبردار کر دوں گی۔ پس اس نے نرم پوروں سے جن پر مہندی لگی تھی میرا سر پکڑ لیا تا کہ اس کی خوشبو پہچان سکے اس وقت اس کی طبیعت میں بالکل سکدر نہ تھا (وہ آمادہ نظر آ رہی تھی)۔

پس میں گھر والوں کے ڈر سے نکلنے ہی والا تھا کہ وہ مسکرا پڑی تو میں نے جان لیا کہ اس کے ارادے میں کوئی حرج نہیں پس میں نے تو بے قراری میں اس کے چوٹی کے بال پکڑ کر اس کے ہونٹ چومنا شروع کر دیئے۔ میں نے اس کے ہونٹوں سے اولوں جیسے بخ اور برف نما شیریں لعاب چوس لیا۔

مشہور شاعر کثیر عزمہ نے بیان کیا ہے کہ جمیل بشینہ ایک دن مجھے ملا اس نے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو تو میں نے کہا اس محبوبہ کے ہاں سے اس نے سوال کیا اب کہاں کا ارادہ ہے میں نے بتایا اسی کی طرف دوبارہ جمیل نے مجھ سے کہا میں نے تم سے وعدہ لیا تھا کہ تم میری ملاقات بشینہ سے کرادینا کیوں کہ پچھلی گرمیوں کے بعد ہمارے درمیان ملاقات نہیں ہوئی اس وقت وہ وادی القریٰ میں اپنی والدہ کے ساتھ کپڑے دھو رہی تھی کثیر کہتا ہے کہ میں چلتا ہوا بشینہ کے پاس پہنچا تو اس کے والد نے کہا اے بھتیجے واپس کیوں ہوئے؟ تو میں نے بتایا کچھ اشعار کہے ہیں میں نے چاہا آپ کو بھی سنا دوں۔ تو اس نے کہا سنائے تو میں نے سنایا۔ اس وقت بشینہ پردے کی اوٹ سے سن رہی تھی۔

میں نے اس سے کہا اے عزیز! میرے دوست نے آپ کی طرف ایک قاصد بھیجا ہے اور قاصد موکل با اختیار ہوتا ہے موکل سے کیا کہا ہے کہ میری اور اپنی ملاقات کا وقت مقرر کریں نیز یہ بھی بتا دیں کہ اس ملاقات میں میرے لئے کیا حکم ہے۔ میری تمہارے ساتھ آخری ملاقات اس وقت ہوئی جب وادی دوم میں کپڑے دھوئے جا رہے تھے اگلی ملاقات کا وعدہ بھی نہیں کیا گیا تھا۔

جب رات ہوئی تو میں مقام ثنیہ پہنچ گیا جہاں کا وعدہ کیا تھا اور جمیل بھی آ گیا اور میں بھی اس مجلس میں ساتھ تھا۔ میں نے اس سے زیادہ عجیب رات نہیں دیکھی اور نہ زیادہ خوش آواز۔ مجلس ختم ہو گئی اور میں نہیں جانتا کہ کوئی اپنے ساتھی کے دل کی بات سمجھا ہو۔ اہل ساعدی جمیل کے پاس نزاع کے وقت میں گئے اور پوچھا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے کبھی شراب نہیں پی اور زنا نہیں کیا اور نہ چوری کی اور نہ کسی کو قتل کیا اور لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے؟ تو جواب دیا کہ امید ہے کہ نجات پا جائے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ پوچھا کہ وہ کون ہے؟ فرمایا، میں ہوں۔

میں نے کہا، واللہ مجھے علم نہیں کہ آپ کب ایمان لائے اور تم میں (۲۰) برس سے اس گھائی میں رہتے ہو اور فرمایا کہ نہیں بلکہ مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہوگی۔ میں آخرت کے پہلے اور دنیا کے آخری دن میں ہوں۔ میں نے کبھی اس پر بھروسہ نہیں کیا۔ یہی بات ہو رہی تھی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

آپ کا انتقال مصر میں عبدالعزیز بن مردان کے پاس ہوا اور اہل ثنیہ کی محبت کے بارے میں آپ کے متعلق پوچھا تو جواب دیا کہ محبت میں شدید تھے۔ آپ کی میت پر بہت اشعار کہے گئے۔ یہ بیاسی (۸۲) ہجری کا واقعہ ہے۔

ایک شخص کو جمیل نے کہا کہ اگر آپ میرا پیغام اہل ثنیہ تک پہنچا دیں تو جو کچھ میرے پاس ہے یہ آپ کا ہے اور فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو میری سواری پر سوار ہو جانا اور میرا کرتہ پہن لینا اور یہ اشعار کہنا:

لَوَمِي بِسُنْمَةِ فُلَانٍ بَلِيٍّ بِمَوِيلٍ

وَابْكِي خَلِيلِي خَلِيلًا دُونَ كُلِّ خَلِيلٍ

وہ شخص آیا اور یہ اشعار پڑھے تو میں ہا ہر لگا۔ مجھے یقین نہ تھا۔ اونٹنی اور لباس کو دیکھ کر میں نے پہچان لیا اور یقین ہو گیا اور بہت افسوس ہوا اور

شدت غم میں اسی وقت انتقال ہو گیا۔ اس دن سے زیادہ رونے والے اور رونے والیاں نہیں دیکھی گئیں۔ آپ کو دمشق میں کہا کہ اگر آپ شعر چھوڑ دیتے اور قرآن حفظ کر لیتے تو بہتر تھا۔ پھر انہوں نے حدیث سنائی:

إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ لِحِكْمَةً

عمر بن عبید اللہ..... بن معمر بن عثمان ابو حفص ہیں قریشی اور تمیمی ہیں نہایت سختی اور باوقار امراء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ نے کئی علاقوں کو فتح کر ڈالا۔ ابن زبیر کے دور خلافت میں بصرہ پر ان کے نائب بھی رہے ہیں۔ عبد اللہ بن حازم کے ساتھ فتح کابل میں شریک رہے۔ قطری بن الفجاء کو آپ ہی نے قتل کر دیا تھا۔

آپ نے ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی ہے۔ عطاء بن ابی رباح اور ابن عون سے بھی روایت کی ہے۔ عبد الملک کے ہاں دمشق بھی گئے اور وہیں ۸۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

ایک شخص نے کنیز خریدی جو کہ نہایت حسین انداز میں قرآن کی تلاوت کرتی تھی۔ وہ شخص اس سے شدید محبت کرتا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی جمع پونجی اس کنیز پر لٹا دی اور خود مفلس ہو گیا نو بت یہاں تک پہنچی کہ اس کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا سوائے کنیز کے پس کنیز نے اس شخص سے کہا کہ تیرے پاس اب کچھ باقی نہیں رہا آپ مجھے بچ دیں اور میری قیمت سے اپنی مالی حالت درست کریں چنانچہ اس نے کنیز کو عمر بن عبید اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ عمر اس وقت بصرہ کا امیر تھا اس کی قیمت ایک لاکھ درہم لگی۔ مال لینے کے بعد وہ شخص اور کنیز دونوں نہایت نادم ہوئے جدائی پر افسوس کرتے ہوئے کنیز نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

”جو مال تجھے ملا میرے عوض مبارک ہو۔ میرے دامن میں تو رنج و غم کے سوا کچھ نہیں بچا۔ میں خود سے کہتی ہوں (دلا سہ دیتی

ہوں) حالاں کہ میری زندگی کرب و الم میں مبتلا ہے کہ اپنا اضطراب کم کر یا بڑھا دوست جدا ہو گیا اگر تیرے پاس اس معاملے میں کوئی چارہ کار نہیں ہے اور بجز صبر کے کوئی راہ بھی نہیں ہے تو صبر کر۔

یہ اشعار دلفریب سن کر آقا گویا ہوا:

اگر حالات زمانہ مجھے مجبور نہ کرتے تو تجھے مجھ سے موت کے سوا کوئی چیز جدا نہ کر سکتی تھی پس تو صبر کر۔ میں تیری اندوہناک یاد میں دل گرفتہ واپس لوٹا ہوں۔ اپنے دل سے تیری یادوں کے بارے میں طویل سرگوشیاں کرتا ہوں۔ تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو، اب تو وصال کی کوئی صورت بھی نہیں ہے مگر ابن معمر ہیں تو ہو سکتی ہے

جب عمر بن عبید اللہ نے ان دونوں کی محبت بھری باتیں سنیں تو بے قرار ہو گیا اور کہنے لگا میں دو عاشقوں کو ہرگز جدا نہیں کر سکتا اور پھر اس شخص کو وہ مال (ایک لاکھ درہم) اور کنیز دے کر رخصت کر دیا۔ وہ شخص مال اور محبوبہ (کنیز) کو لے کر خوشی خوشی لوٹا۔

وفات..... عمر بن عبید اللہ دمشق میں طاعون کی وبا سے وفات پا گئے عبد الملک بن مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے دفن میں بھی شریک رہا اور ان کی بڑی تعریف کی، ان کی اولاد میں طلحہ ہے جو کہ سادات قریش میں سے تھا۔ انہوں نے فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن جعفر سے چالیس ہزار دینار مہر پر نکاح کیا تھا جس سے ابراہیم اور رملہ پیدا ہوئے پس رملہ کا نکاح اسماعیل بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لاکھ دینار میں ہوا۔ اللہ ان سب پر رحم فرمائے۔

کمیل بن زیاد..... ابن نہیک بن ہشیم انھی ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر، حضرت عثمان و حضرت علی، ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت حدیث کی ہے۔ آپ نہایت بہادری اور بے جگری سے لڑنے والے تھے۔ حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک رہے۔ بڑے زاہد و عبادت گزار تھے۔ حجاج بن یوسف نے اسے اس سال قتل کر دیا۔ انہوں نے سو سال عمر پائی۔ حجاج نے اپنے سامنے اسے بحالت قید قتل کر دیا بلکہ اس سے بدلہ لیا کیوں کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک تھپڑ کا جو انہوں نے کمیل کو رسید کیا تھا

قصاص مانگا جب انہوں نے قصاص پر آمادگی ظاہر کر دی تو کمیل نے حضرت عثمان کو معاف کر دیا۔ حجاج نے ان سے کہا کیا تجھ جیسا شخص بھی امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص کا مطالبہ کر سکتا ہے تمہاری یہ جرات کیسے ہوئی، پھر اس کی گردن مار دی گئی۔

کہتے ہیں اس دوران حجاج نے حضرت علی کا ذکر چھیڑا اور انہیں برا بھلا کہا تو حضرت کمیل نے حضرت علی کی تعریف کی۔ حجاج نے طیش میں آ کر کہا واللہ میں تیرے پاس ایسے شخص کو بھیج دوں گا جو تیری محبت سے بڑھ کر علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے۔ پھر ابن ادھم کو بھیج دیا جو ابو جہم بن کنانہ کہلاتا تھا اور حمص کا رہنے والا تھا۔ اس نے اس کی گردن مار دی۔ کمیل سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت حدیث کی ہے۔ انہوں نے حضرت علی سے وہ مشہور اثر روایت کیا ہے جس کے شروع میں ہے: "انسانی دل برتن کے مانند ہیں، سب سے اچھا دل وہ ہے جو سب رازوں کو سمولے۔" اسے کئی ثقہ راویوں نے بیان کیا ہے۔ اس میں کافی وعظ و نصیحت والی اچھی باتیں ہیں اللہ اس کے کہنے والے سے راضی ہو۔

زازان بن عمرو الکندی..... تابعین میں سے ہیں۔ پہلے شراب اور موسیقی کا خوگر تھے پھر اللہ نے انہیں توبہ کی توفیق دیدی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں توبہ کر لی اور پھر اللہ سے خوف کا شدید جذبہ دل میں موجزن ہو گیا آپ کی خشیت الہی کا یہ عالم تھا کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو خشک لکڑی کی طرح ایستادہ رہتے۔

مرۃ فرماتے ہیں کہ اے رب میں بھوکا ہوں، میرے پاس گھر والوں کا روزینہ اور کھانا بھیج دے اور آپ کسی چیز کی تجارت کرتے تھے جب کوئی خریدنے آتا تو ترازو بھر کر اس کو دے دیتے۔

ایک دن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے قریب سے گزرے، وہ گارہے تھے تو فرمایا کہ کیا ہی خوب آواز ہے۔ کاش کہ یہ قرآن کی آواز ہوتی۔ اس بات کو زاذان نے سن لیا۔ اسی وقت کھڑا ہوا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہولیا اور گزشتہ پر توبہ کی۔ ان سے اور دیگر حضرات سے قرآن پڑھا اور بیاسی (۸۲) ہجری میں انتقال ہوا۔ آپ کو ابو عبداللہ المز ار بھی کہا جاتا ہے۔ آپ مولیٰ تھے۔

خلیفہ کا کہنا ہے کہ اسی سال زر بن جہش نے وفات پالی انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے غلم حاصل کیا انہوں نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی ابو عبیدہ کے مطابق آپ کی وفات سن ۸۱ میں ہوئی ان کے حالات زندگی کا شقیق بن سلمہ ابو وائل کے نام شے ذکر کر آئے ہیں آپ نے سات سال زمانہ جاہلیت میں گزارے حضرت اقدس کی زندگی ہی میں ایمان لے آئے۔

شقیق نے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی، اور روایات نقل کی ہیں۔ آپ معمر اور امام تھے۔ آپ جیسوں کو خضرمی کہا جاتا ہے (یعنی اسلام اور جہالت دونوں دور پائے ہیں) آپ حافظ حدیث، عبادت گزار، زاہد اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے تھے۔ آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ان سے قرآن اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے دو ماہ میں قرآن یاد کیا۔ آپ سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ محبت کرتے تھے اور قریب رکھتے تھے۔ آپ لوگوں سے امراء اور اغنیاء سے زیادہ اختلاط نہ کرتے تھے۔ آپ کانوں کی بنی ہوئی ایک جھونپڑی میں رہتے تھے۔ جس میں ان کی اور ان کے گھوڑے کی گنجائش تھی۔ جب جہاد کے لئے جاتے تو اس کو توڑ دیتے اور فروخت کر دیتے تھے اور قیمت کو صدقہ کر دیتے۔ صرف اپنا اور گھوڑے کا خرچ باقی رکھتے تھے۔ اسی طرح ابو وائل بھی تابعین میں سے ہیں۔ کثرت عبادت کی وجہ سے ان کا جسم کمزور ہو گیا تھا۔ جب آپ گھر میں دن یا رات کے وقت نماز پڑھتے تو بہت روتے۔ آپ کثرت سے گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ ایک مرتبہ

ان کے پاس اللہ کے قرب کا تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم، تو میرے نزدیک ایک بالشت آ میں تیری طرف ایک گز آؤں گا۔ اگر تو میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔ ایک مرتبہ جنگل میں سو رہے تھے اور گھوڑا ان کے ارد گرد چر رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ آپ کو خوف نہیں آتا؟ تو فرمایا کہ مجھے اللہ کے علاوہ کسی سے ڈرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس کے بعد دوبارہ سو گئے۔ ایک سال کے خرچ کے علاوہ صدقہ کر دیتے تھے۔ نماز میں کہیں متوجہ نہیں ہوتے۔ نہ کسی کو برا بھلا کہتے۔ ایک مرتبہ حجاج کے لئے بد دعا کی۔ ایک مرتبہ دعا میں فرمایا کہ اے اللہ مجھے معاف فرما اور یہ معافی تیری نوازش ہے۔ میں اس کا مستحق نہیں ہوں۔ اگر تو عذاب دے تو ظالموں والا عذاب نہ دینا۔ پھر رونے لگے۔

ابووائل ایک مرتبہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس بھرہ گئے۔ ان کے سامنے کچھ دراہم رکھے ہوئے تھے۔ اس نے پوچھا یہ کیسے ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ اسمہان کے خراج سے ملے ہیں۔ آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے، تو فرمایا کہ اگر غلول ہے تو شر ہے اور پھر ابووائل سے کہا کہ جب تو کوفہ آئے تو میرے پاس آتا تاکہ کچھ عطا کروں۔ ابووائل نے اس کے بعد علقمہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کو ملاقات سے پہلے ہی مشورہ کرنا چاہئے تھا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے دو ہزار یا اس سے زیادہ بھی مل جائیں تو بھی میں اس معاملہ کو پسند نہیں کرتا۔

ایک شخص نے ابووائل کو خوشخبری دی کہ آپ کا بیٹا بازار کا نگران بن گیا ہے۔ تو فرمایا کہ اگر تم مجھے اس کی خبر دیتے تو مجھے اس سے زیادہ خوش ہوئی۔ اپنی باندی برکت کو منع کر دیا کہ اگر میرا بیٹا کوئی چیز لائے تو قبول نہ کرنا۔ اگر شاگرد لائے تو قبول کر لینا۔ آپ کے گھر والے دسترخوان پر ہمیشہ حلال روٹی رکھتے تھے۔

ابووائل کا ایک کانوں کا بیٹا ہوا جھونپڑا تھا، جو ان کے اور گھوڑے کے لئے تھا۔ جب جہاد کے لئے نکلتے تو توڑ دیتے اور سامان فروخت کر کے قیمت صدقہ کر دیتے تھے۔ جب واپس آتے تو دوبارہ بنا لیتے۔

اعمش فرماتے ہیں کہ میں نے سنا شقیق اپنی دعا میں کہہ رہے تھے کہ اے اللہ مجھے نیک بختوں میں لکھ دے اگر تو نے بد بختوں میں لکھ دیا ہے۔ اور اگر نیک بختوں میں ہوں تو اس کو باقی رکھ، تجھے اختیار ہے۔ آپ کو نماز سے خاص شغف تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ فرماتے تھے کہ دن رات کی پانچ نماز پچاس لکیوں کے برابر ہیں۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ مومنین کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ تو فرمایا تیری عمر کی قسم، یہ ایمان والوں کے علاوہ ہیں۔ عاصم کہتے ہیں کہ ابووائل نے کہا کہ میں بتاؤں لوگوں کی مثال کیا ہے؟ تو فرمایا کہ بتاؤ؟ جواب دیا کہ موٹی بکری کی طرح۔ لیکن جب ذبح کیا تو خالی پایا اور کچرے کی طرح ہیں۔

ابووائل فرماتے ہیں کہ ہمارا رب بہترین ہے۔ اگر ہم فرمانبرداری کریں تو وہ ہماری بات نہیں ٹالتا۔ ایک شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس سونے سے سجا ہوا قرآن لایا تو فرمایا کہ قرآن کی زینت اس کی حق کے ساتھ تلاوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول (وابتغوا الیہ الوسیلہ) یعنی اعمال کے ذریعہ اللہ سے توسل قائم کرو۔ معشر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہر بستی میں ایسا شخص ہوتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب کو ٹالتا ہے۔ شاید ہماری بستی میں ابووائل ہیں۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے ابووائل کو نماز اور منبر نماز میں کہیں متوجہ ہوتے نہیں دیکھا اور نہ کسی کو یہ کہتے ہوئے کہ کیسے صبح کی اور کیسے شام کی۔

ام الدرداء الصغری..... آپ کا اصل نام عجیمہ تھا، بعض کے ہاں جہیمہ بتایا، معروف تابعیہ ہیں، بڑی عالمہ اور زاہدہ اور عبادت گزار خاتون ہیں، جامع دمشق کے جنوبی احاطے کے قریب لوگ ان سے فقہی مسائل حاصل کرتے تھے۔ عبدالملک بن مروان بھی ان کے حلقہ درس میں شامل رہتا تھا حالانکہ ان کے کندھوں پر خلافت کا بلا بھی تھا۔ رضی اللہ عنہا۔

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ میرے آقا یعنی میرے شوہر حضرت ابو الدرداء کسی سے کوئی چیز قبول نہ کرتے تھے۔ حضرت ابو الدرداء کے انتقال کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیغام نکاح بھیجا۔ لیکن آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ بیوی قیامت کے دن اپنے شوہر کے ساتھ ہوگی اور میں ابو الدرداء کے ساتھ آخرت میں رہنا چاہتی ہوں۔ اور فرماتی تھیں کہ عبادت کی حلاوت ذکر کی مجالس میں ہے اور فرماتی تھیں کہ جب لوگ جنازہ اٹھا کر چلتے ہیں تو میت بلند آواز سے کہتی ہے کہ جس کو جن اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے کہ اے مجھے اٹھانے والو! دنیا کے دھوکے میں نہ آنا اور دنیا تم سے نہ کھیلے، جیسے کہ میرے ساتھ کھیلی ہے۔ میرے گھر والوں نے میرے گناہوں کو نہیں اٹھایا اور جبار کے دربار میں باز پرس کی تیاری کرو۔ دنیا علماء اور عبادت گزاروں کے دلوں پر ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے اور عقلمند آدمی اس کو ترجیح نہیں دیتا اور پھر فرمایا کہ میرے لئے بھی اللہ سے دعا کرو اور انسانوں کا ذکر فرمایا کہ وہ دنیا کے امتحان میں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔

۸۳ھ

اس میں پیش آمدہ واقعات

۸۳ھ شروع ہوا تو اس کے ساتھ ہی لوگ جنگ و جدال کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ حجاج اپنی فوج کے ساتھ دیرقرہ میں تھا جب کہ ابن الأشعث ساتھیوں کے ہمراہ دیرالجمہا جم میں تھا۔ دونوں اطراف سے روزانہ حملے ہوتے تھے۔ غالب ایام میں فتح اہل عراق کو ہوتی حتیٰ کہ اہل عراق نے جو کہ ابن الأشعث کے ہمراہ تھے، اہل شام کو جو کہ حجاج کے ہمراہ تھے۔ اُسی مرتبہ سے زیادہ حملے کر کے نقصان پہنچایا۔ اس کے باوجود حجاج ثابت قدم رہا اور ثبات قدمی و صبر کے ساتھ یہ سب کچھ برداشت کرتا رہا اور اہل شام اپنے مورچوں پر ڈٹے رہے۔ جب بھی انکو کوئی کامیابی حاصل ہو جاتی حجاج اپنی فوج لیکر دشمن کے اور قریب چلا جاتا۔ حجاج کو جنگوں کا کافی تجربہ حاصل تھا۔ حالات اسی طرح رہے تا آنکہ حجاج نے اپنی فوج کو قاریان قرآن کے دستہ پر حملے کا حکم دیدیا۔ کیونکہ ابن الأشعث کی فوج انکے تابع تھی اور وہی قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر لوگوں کو جنگ پر ابھارتے تھے اور ان کے جذبات براہیختہ کرتے تھے، لوگ بھی انہی کی اقتداء میں جم کر لڑتے تھے۔

حجاج کے دستوں نے جب قراء پر حملہ کر دیا تو انہوں نے جم کر مقابلہ کیا پھر حجاج نے تیر اندازوں کا دستہ بھیجا جنہوں نے قراء پر زبردست تیر اندازی کی یہاں تک کہ بہت سے قاری قتل کر دیے گئے پھر حجاج نے دیگر دستوں کو ملا کر ابن الأشعث کے قلب جیش پر حملہ کر دیا جس کی تاب نہ لا کر ابن الأشعث کی فوج شکست کھا گئی اور چاروں طرف بکھر گئی اور لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابن الأشعث بھی قلیل تعداد میں ساتھیوں کو لے کر ایک طرف بھاگ کھڑا ہوا جس کی سرکوبی کے لئے حجاج نے ایک عظیم لشکر روانہ کر دیا۔ جس کی کمان عمارہ بن غنم الغنمی کے ہاتھ میں رکھی اس کے ہمراہ محمد بن الحجاج کو بھی کر دیا۔ وہ ابن الأشعث کی فوج کا پیچھا کرتے رہے تا کہ ان کو قتل کر کے یا قیدی بنا کر فتح و کامرانی حاصل کر سکیں۔ ابن الأشعث اپنی فوج لے کر آگے ہی آگے بھاگتا رہا اور حجاج مسلسل علاقہ بہ علاقہ ان کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ دونوں فوجیں کرمان تک پہنچ گئیں شامی افواج بھی کرمان پہنچ کر ایک قلعہ میں پہنچ گئی جہاں ان سے پہلے اہل عراق وارد ہوئے تھے۔ اس قصر میں اہل کوفہ نے ابی خلدۃ الیشکری کا مندرجہ ذیل شعر لکھ چھوڑا تھا:

ایا لہفأویا حزنأجمعاً
ویا حزنأفؤادللمالقیینا
نرکنناالدین والدنیاجمعاً
وأسلمنناالحلال والبینا
فماکنناأناساًأهل دنیا
فمنمنعہاولولم لونیج دیننا
نرکننا دورناطغفام عک
وأنباط القری والأشعریننا

”ہائے افسوس اور ہائے ہم سب کا حزن و غم اور دل میں کیسی ہوک اٹھتی ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا ہم دین بھی چھوڑ بیٹھے اور دنیا بھی ساری ہاتھ سے گئی اور ہم نے اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو بھی دشمن کے حوالے کر دیا۔“

اس کے بعد ابن الأشعث اپنی بچی بچی فوج کے ساتھ ترکوں کے بادشاہ ربیعہ کے علاقے میں داخل ہو گیا، جس نے ابن الأشعث کی بہت قدر دانی کی۔ عزت و تکریم سے نوازا، اس کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اس کو پناہ دی۔

واقعی کا بیان ہے کہ ابن الأشعث جب ربیعہ کے علاقے سے گذر رہا تھا تو اس کا گذر ایک والی پر ہوا جسے ابن الأشعث نے عراق واپسی کے وقت مقرر کیا تھا اس نے ابن الأشعث کی بہت عزت و توقیر کی اور اس کو تحفے اور تحائف دے کر اپنے یہاں ٹھہرایا یہ سب کچھ اس کی دھوکہ بازی اور

مکارانہ چال تھی۔ اس نے ابن الأشعث سے کہا میرے پاس ٹھہر جاؤ اور شہر میں قلعہ بند ہو جاؤ تاکہ تم اپنے دشمن سے پناہ میں رہ سکو۔ لیکن اپنے کسی ساتھی کو شہر پناہ میں آنے نہ دینا ابن الأشعث نے اس کی بات مان لی دراصل یہ شخص ابن الأشعث کے ساتھ چال چل رہا تھا ابن الأشعث کو اس کے ساتھیوں نے بہت روکا جب ابن الأشعث شہر پناہ میں داخل ہوا تو وہاں کے عامل نے اس کو پکڑ لیا اور پابہ زنجیر کر دیا دراصل یہ عامل ابن الأشعث کو گرفتار کر کے حجاج کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا تھا جبکہ رتبیل کو ابن الأشعث کی آمد کا علم ہو چکا تھا اور رتبیل کو اس کی آمد پر خوشی بھی ہو رہی تھی لیکن جب اسکو اس واقعے کا علم ہوا تو اس نے اپنی فوج لے کر اس علاقے بست کا محاصرہ کر لیا اور اس کے عامل کو لکھ بھیجا کہ واللہ اگر ابن الأشعث کو کچھ ہو گیا تو اس وقت تک واپس نہ ہونگا جب تک آپ کے تمام شہریوں کو قتل نہ کر دوں اس پر یہ عامل خوفزدہ ہو گیا اور ابن الأشعث کو اس کے حوالے کر دیا رتبیل نے اس کی بڑی قدر دانی کی۔ ابن الأشعث نے رتبیل سے کہا کہ یہ عامل میرا ہی مقرر کردہ تھا اس نے میرے ساتھ غداری کی ہے اسے میرے حوالے کر دیجیے تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ رتبیل نے کہا کہ میں اسے امان دے چکا ہوں، ابن الأشعث کے ہمراہ عبدالرحمن بن عیاش بن ابی ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب بھی تھا جو وہاں لوگوں کی امامت کرتا تھا۔

اس دوران حجاج کی فوج سے مفرور چند گروہ یکجا ہو کر ابن الأشعث سے جا ملنے کیلئے نکل کھڑے ہوئے جنکی تعداد ساٹھ ہزار کے قریب تھی۔ جب یہ لوگ، بستان پہنچے تو انہیں علم ہوا کہ ابن الأشعث تو بلاد ترک پہنچ گیا ہے، تو انہوں نے بستان پر قبضہ کر لیا اور اس کے عامل کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں جن کا نام عبداللہ بن عامر انصار تھا اور اس کے خاندان اور بھائیوں کو بھی تکالیف میں مبتلا کر دیا۔ اس پورے علاقے میں منتشر ہو گئے اور اپنا قبضہ مستحکم کر لیا، وہاں موجود اموال کو بھی اپنی تحویل میں لے لیا۔

اور پھر انہوں نے ابن الأشعث کو خط لکھا کہ ہم سے آملو ہم آپ کی آپ کے دشمنوں کے خلاف مدد کریں گے، اور مل کر بلاد خراسان پر قبضہ کر لیں گے کیونکہ یہ علاقے کافی محفوظ ہیں اور ہماری تعداد بھی کچھ زیادہ ہے، ہم یہیں رہیں گے یہاں تک کہ اللہ حجاج یا عبدالملک کو ہلاک کر دے۔ اس کے بعد پھر ہم فیصلہ کر لیں گے کہ بغاوت جاری رکھی جائے یا ختم کر دی جائے۔ ابن الأشعث خط پڑھ کر ان کی جانب روانہ ہو گیا اور انہیں واکر خراسان کی جانب چل کھڑا ہوا ابھی تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ اہل عراق میں سے کچھ لوگوں نے عبید اللہ بن عبدالرحمن بن سمرہ کی قیادت میں ابن الأشعث سے علیحدگی اختیار کر لی، جس پر ابن الأشعث نے اہل عراق کو مخاطب کرتے ہوئے ان کو غدار اور جنگ سے جی چرانے والے جیسے القاب سے یاد کرتے ہوئے کہا مجھے تم لوگوں کی کوئی حاجت نہیں، میں اپنے دوست رتبیل کے پاس ہی جا رہا ہوں اور اسی کے پاس رہوں گا، چنانچہ وہ اہل عراق کو چھوڑ کے چلا گیا۔ کچھ تھوڑے سے لوگ اس کے ساتھ چلے گئے جبکہ ایک جم غفیر وہیں رہ گیا ابن الأشعث کے جانے کے بعد ان لوگوں نے عبدالرحمن بن عیاش کی بیعت لی اور اس کی قیادت میں یہ جم غفیر خراسان کی طرف نکل پڑا وہاں پر ان کا امیر یزید بن مہلب ان کی طرف بڑھ کر آ گیا۔ جس نے عبدالرحمن بن عیاش کو اپنے علاقے میں آنے سے منع کر دیا اور عبدالرحمن کو لکھ بھیجا کہ زمین بہت وسیع ہے پس ایسی جگہ چلا جا جہاں کسی کی حکومت نہ ہو کیونکہ میں تم سے جنگ نہیں کرنا چاہتا، اور اگر تم مال کے طالب ہو تو ہم تمہیں بہت سامان دے سکتے ہیں، اس کے جواب میں عبدالرحمن بن عیاش نے لکھا کہ ہم تم سے لڑنے نہیں آئے، یہاں ذرا دم لینے اور سستانے آئے ہیں ہم آرام کر کے خود واپس چلے جائیں گے اور ہمیں آپ کی کسی بھی چیز میں کوئی چاہت نہیں لیکن پھر عبدالرحمن نے اس پاس کے علاقوں سے ”خسراج“ کی وصول یا بی شروع کر دی پس یزید بن مہلب ان کے مقابلے کے لئے آئے ان کے ساتھ ان کا بھائی فضل بھی تھا ان کے ساتھ ایک عظیم لشکر بھی تھا، دونوں فوجوں میں مدد بھیڑ ہوئی جس سے ابن عیاش کے کئی آدمی مارے گئے اس کے بعد ابن عیاش کے ساتھی شکست کھا گئے۔ یزید نے ان میں سے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا، اور ان کے معسكر پر قبضہ کر کے وہاں کے تمام اسباب کو تحویل میں لے لیا۔ اور لوگوں کو قید کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا ان لوگوں میں محمد بن سعد بن ابی وقاص بھی شامل تھا اور کہا جاتا ہے کہ محمد بن سعد نے یزید بن مہلب سے کہا تھا کہ میں تمہیں اپنے والد کی تمہارے والد کے لئے کئی دعا کا واسطہ دیتا ہوں مجھے چھوڑ دے تو یزید نے اسے چھوڑ دیا۔

ابن جریر نے کہا ہے کہ اس معاملہ کی تفصیل بہت طویل ہے، جب یہ سب قیدی حجاج کے سامنے پیش کئے گئے تو اس نے ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بعض کو معاف کر دیا تھا اور جب حجاج، ابن الأشعث کے مقابلے کے لئے نکلا تھا تو یہ اعلان کرا چکا تھا کہ جو واپس آجائے

اسکو پناہ ملی جو مسلم بن قتیبہ کے پاس رہے چلا گیا اس کو پناہ ملی۔ پس بہت سے لوگ ابن الأشعث کا ساتھ چھوڑ کر رہے پہنچ گئے جن کو حجاج کی طرف سے امان دے دی گئی بقیہ ماندہ لوگوں سے حجاج نے جنگ کی ابتداء کی اور فوج کو ان کے پیچھے لگا دیا جہاں کہیں پائیں قتل کر دیں، پس اس کے ہاتھوں خلقِ عظیم کا خون ہوا۔ اس سلسلے کے آخری مقتول حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ تھے جن کا بیان آگے تفصیل سے آئے گا۔

اور امام شعی ان لوگوں میں سے تھے جو مسلم کے پاس رہے چلے گئے تھے۔ ایک دن حجاج نے شعی کو یاد کیا تو اس کو بتایا گیا کہ وہ مسلم کے پاس رہے چلا گیا ہے تو حجاج نے مسلم کو خط لکھا کہ شعی کو ہمارے پاس بھیج دو۔ امام شعی کا کہنا ہے کہ جب میں حجاج کے پاس آیا تو امیر کہہ کر سلام کیا اور اس سے کہا کہ! اے امیر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کے سامنے وہ بات کہہ دوں جو حق نہیں ہے اور آپ سے معذرت کر لوں، یہ جانے بغیر اللہ کے نزدیک اس میں حق کیا ہے اور قسم خدا کی میں حق کے سوا کچھ نہیں کہوں گا خواہ اس کا انجام کچھ بھی ہو بے شک ہم نے آپ سے سرکشی کی اور تیرے خلاف خروج کیا اور اپنی تمام قوت کو آپ کے خلاف آزمایا، اس میں ہم نے کوئی کوتاہی بھی نہیں کی، نہ ہم فاجر طاقتور تھے اور نہ ہی متقی اور صالح، تحقیق اللہ نے آپ کو ہم پر غلبہ عطا کیا اور جنگ میں آپ کو فتح سے نوازا، اگر تو غالب آگیا تو یہ ہمارے گناہوں اور جو کچھ ہم نے اپنے ہاتھوں کیا اس کا ثمرہ تھا۔ اور اگر تو نے کسی کو معاف کیا تو یہ تمہارا حلم تھا بہر حال آپ کو ہمارے اوپر حجت قائم ہو گئی ہے یہ سن کر حجاج بولا اے شعی تو مجھے ان سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہے جو اپنی تلواروں سے ہمارے خون کے قطرے ٹپکاتے ہوئے بھی کہتے ہیں کہ واللہ ہم نے تو کچھ نہیں کیا اور ہم نے تو دیکھا بھی نہیں۔ اے شعی اب سے تمہارے لئے امان ہے۔ شعی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے نکلنے لگا۔ تھوڑی دور گیا تھا کہ حجاج نے کہا شعی واپس آ جاؤ تو مجھے کچھ شبہ سا ہوا پھر مجھے حجاج کے امان دینے والے الفاظ یاد آ گئے تو میرا دل مطمئن ہو گیا اور میں مڑ گیا پس حجاج نے کہا! اے شعی ہمارے بعد آپ نے لوگوں کو کیسا پایا تو شعی نے کہا حجاج کے خلاف خروج سے قبل حجاج کے یہاں میری قدر دانی تھی میں نے حجاج سے کہا اے امیر اللہ تجھے صلاح عطا کرے۔ آپ کے بعد میں نے بیداری کا سرمہ لگایا، نرم زمین پر چلنا پہاڑوں پر چلنے سے زیادہ پر مشقت ہو گیا، گھر کا صحن بھی ناموس ہو گیا۔ ہر طرف خون کا پہرہ تھا، پریشانیوں کے چہرے تھے۔ بہترین بھائیوں اور دوستوں سے محروم رہا اور امیر کا کوئی بدل بھی نہیں تھا۔

پھر حجاج نے کہا شعی چلا جا اور پھر میں وہاں سے چلا آیا، اس واقعہ کا ذکر ابن جریر اور دیگر مورخین نے بھی کیا ہے۔ اور اسے ابو مخنف نے اسماعیل بن عبد الرحمن السدی سے انہوں نے شعی سے روایت کی ہے۔

تبیہتی کی روایت میں ہے کہ حجاج نے شعی سے فرائض کا کوئی مسئلہ دریافت کیا تھا جو شوہر کی ماں اور اس کی بہن میں تقسیم وراثت کے متعلق تھا جس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی الگ الگ آراء تھیں جن کی تفصیل شعی نے اسی وقت بیان کر دی اور علی رضی اللہ عنہ کے قول کو مستحسن قرار دیتے ہوئے فیصلہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قول پر دیا تھا جس پر حجاج نے شعی کی گلو خلاصی کر دی۔

حجاج کے بارے میں مشہور ہے کہ اس نے یزید بن مہلب کی جانب سے بھیجے گئے پانچ ہزار قیدی جو کہ ابن الأشعث کے حامی تھے قتل کر دیئے تھے۔ جس کا ذکر گزشتہ اوراق میں ہو چکا ہے پھر حجاج کوفہ کی جانب چل پڑا اور وہاں کے لوگوں سے از سر نو بیعت لے لی، طریقہ یہ اختیار کیا کہ جو شخص اپنے کفر و ارتداد کا اقرار کر لیتا اس کی بیعت کر لیتا جو انکار کرتا اس کی گردن مار دی جاتی۔ اس طرح حجاج نے ایک خلقِ عظیم کا خون بہایا جنہوں نے باوجود مسلمان ہونے کے اپنے کفر کا اقرار نہیں کیا تھا۔ اس دوران ایک شخص کو بیعت کے لئے لایا گیا تو حجاج نے اسے فریب دینے کی غرض سے کہا کہ مجھے نہیں لگتا کہ یہ شخص اپنے کفر و ارتداد کا اقرار کر لے کیونکہ یہ شخص تو صالح اور پرہیزگار نظر آ رہا ہے اس پر اس شخص نے کہا کہ کیا آپ مجھے میرے نفس سے دھوکے میں رکھنا چاہتے ہیں میں تو روئے زمین کا سب سے بڑا کافر بلکہ فرعون، ہامان اور نمرود سے بھی بڑھ کر کافر ہوں۔ اس پر حجاج کی ہنسی چھوٹ گئی اور اس کو چھوڑ دیا۔

ابن جریر نے ابو مخنف کے ذریعے سے روایت کی ہے کہ اُشی ہمدان (شاعر) کو جب حجاج کے سامنے (بطور قیدی) پیش کیا گیا تو اس نے اُشی سے اس قصیدے کا مطالبہ کیا جس میں اس نے حجاج اور آل مروان کی مذمت اور ابن الأشعث اور ان کے ساتھیوں کی بڑائی اور مدح بیان کی تھی تو اُشی نے اس پر ایک قصیدہ کہا جس میں آل مروان اور حجاج کی مدح سرائی کی گئی تھی جسے سن کر اہل شام نے کہا کہ اے امیر اس نے تو بہت اچھا قصیدہ

کہا ہے تو حجاج نے کہا اس نے برا کہا ہے، یہ سب تو دکھاوا ہے۔ پھر اس نے باصرار اُٹھی سے اس قصیدے کا مطالبہ کیا جب اُٹھی نے وہ قصیدہ گایا تو حجاج طیش میں آ گیا اور اس کی گردن مارنے کا حکم دے دیا جسے بحالت قید حجاج کے سامنے ذبح کر دیا گیا۔ اُٹھی کا پورا نام عبدالرحمن بن عبداللہ بن الحارث ابوالصبح الہمدانی کوئی شاعر ہے۔ عرب کے فصیح و بلیغ مشہور لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ شروع میں بڑے متقی اور عبادت گزار تھے پھر سب کچھ چھوڑ کر شعر گوئی میں لگ گئے۔

جس میں بہت شہرت اختیار کر لی۔ وہ امیر حمص نعمان بن بشیر کے پاس بھی گئے تھے جہاں اس نے نعمان کی مدح سرائی کی تھی جس پر نعمان اور اس کی فوج کی جانب سے اُٹھی کو چالیس ہزار دینار عطا کئے گئے۔ اُٹھی امام شعی کی بہن کا شوہر اور امام شعی اس کی بہن کا شوہر تھا۔ اور ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے ابن لاشعث کے ساتھ مل کر حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ رحمہ اللہ

ایک دفعہ حجاج اور ابن لاشعث کی فوجیں نبرد آزما تھیں تو حجاج بن یوسف نے ایک دستہ بھیجا جو ابن لاشعث کی فوج پر پشت سے حملہ کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ حجاج اور ابن لاشعث کی فوجیں جب ٹکرائیں تو حجاج نے راہ فرار اختیار کر لی اپنا معسکر خالی چھوڑا۔ پس ابن لاشعث اس معسکر پر قابض ہو گیا اور تمام مال و اسباب تحویل میں لے لیا اور وہیں پر فوج سمیت رات بسر کی۔ آدھی رات کو حجاج کا دستہ جسے اس نے ابن لاشعث پر پشت سے حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا آ کر ابن لاشعث کی فوج پر ٹوٹ پڑا۔ حالانکہ ابن لاشعث کی فوج اسلحہ چھوڑ کر نیند کے مزے لے رہے تھے۔ اس غفلت کا فائدہ اٹھا کر حجاج کی فوج نے اس کا محاصرہ کر لیا اور خوب قتل و غارت کی۔ کئی افراد نہر دجلہ اور دجلہ میں کود کر غرقاب ہو گئے پھر حجاج نے بھی سامنے سے حملہ کر دیا اور معسکر میں موجود بقیہ لوگوں کو بھی موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ اس واقعہ میں ابن لاشعث کے چار ہزار آدمی مارے گئے جن میں کئی رؤسا و اعیان بھی شامل تھے۔ ابن لاشعث صرف تین سو آدمیوں کے ہمراہ بھاگ کھڑا ہوا اور نہر دجلہ سے کشتیوں کے ذریعے نکل گئے اور اپنے چوپائیوں کو خود تہہ تیغ کر دیا اور پھر بصرہ چلے گئے جہاں سے یہ لوگ ترک بادشاہ رتبیل کے ملک میں داخل ہو گئے جہاں کے واقعات ہم نے گزشتہ اوراق میں بیان کر دیئے ہیں۔

پھر حجاج نے ابن لاشعث کے حامیوں کا پیچھا شروع کر دیا جن کو جہاں پایا تہہ تیغ کر دیا گیا۔ یہاں تک کے کہا جاتا ہے کہ حجاج نے ابن لاشعث کے جن لوگوں کو اپنے سامنے ذبح کر لیا ان کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار ہے، یہ نصر بن شمیل کا قول ہے جس نے هشام بن حسان سے نقل کیا ہے، ان لوگوں میں محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور زعماء و صلحاء امت بھی شامل تھے جس کی آخری کڑی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ہے جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔

شہر واسط کی تعمیر..... ابن جریر کا کہنا ہے کہ حجاج نے اس سال شہر واسط آباد کیا اور اس کی آبادی کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک راہب کو ایک گدھی پر سوار دیکھا تھا جو دجلہ کے قریب سے گزر رہا تھا، جب وہ واسط کے قریب سے گزرنے لگا تو اس کی گدھی رکی اور اس نے پیشاب کیا، راہب اس سے اتر اور اس جگہ کی طرف چل دیا جہاں اس نے پیشاب کیا تھا۔ اس راہب نے اس جگہ کو کھودا اور وہاں کی مٹی کو دریائے دجلہ میں پھینک دیا۔

حجاج نے کہا کہ اس راہب کو لے کر میرے پاس آؤ۔ جب وہ آیا تو اس سے حجاج نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب میں کہا ہم نے اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پایا ہے کہ اس جگہ مسجد بنائی جائے گی اور اس میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے گی جب تک دنیا میں بنی آدم موجود ہے۔ اس راہب کا جواب سن کر حجاج نے اس جگہ شہر واسط کی آبادی کا نشان لگایا اور اس جگہ مسجد کی تعمیر کی۔ اسی سن میں عطاء بن رافع کی صقلیہ میں جنگ ہوئی اور اس سال بڑے بڑے امراء جو فوت ہوئے ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عبدالرحمن بن حمیرہ الخولانی المصری..... عبدالرحمن بن حمیرہ الخولانی المصری نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت سے احادیث روایت کی ہیں۔ امیر مصر عبدالعزیز بن مروان نے انہیں عہدہ قضاء، قصاص اور بیت المال سپرد کیا تھا۔ ان کی تنخواہ ایک ہزار دینار سالانہ تھی لیکن انہوں نے کبھی اس سے ذخیرہ اندوزی نہیں کی۔

حضرت طارق بن شہاب الحمصی..... حضرت طارق بن شہاب ابن عبد الشمس الحمصی نے رسول کریم ﷺ کی زیارت کی اور خلافت صدیقی و فاروقی کے زمانے میں چالیس سے زائد جنگوں حصہ لیا۔ ان کی وفات اسی سن میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

حضرت عبید اللہ بن عدی..... حضرت عبید اللہ بن عدی بن الاخیار نے حضور اقدس ﷺ کا زمانہ پایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے احادیث کی روایت نقل کی ہے۔

عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ مدینہ منورہ کے قاضی تھے اور قریش کے علماء اور فقہاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ان کا باپ عدی بدر کے دن کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

ابوالخیر مرثد بن عبد اللہ الیزنی کا انتقال اسی سال ہوا۔ اسی سال اشعث کے ہمنواہ علماء اور قریش کی جماعت نے بھی اس دار فانی کو الوداع کہا۔ ان میں سے بعض میدان جنگ میں سے بھاگ نکلے اور بعض جنگ میں قتل کئے گئے اور بعض قید کئے گئے اور پھر حجاج نے ان کو قتل کیا اور بعض لوگوں کا حجاج نے پیچھا کیا اور ان کو قتل کیا ان میں مسلم بن یسار المزنی ابو مرانہ العجلی، عقبہ بن عبد الغفار، عقبہ ابن وشاح، عبد اللہ بن خالد الجہضمی ابو جوزاء الربعی، نصر بن انس، عمران جو ابو حمزہ الضبعی کا والد تھا، ابو منہال سیار بن سلامہ الریاحی، مالک بن دینار، مرثد بن ذباب الہمدادی، ابو نجید الجہضمی، ابو شیخ الہنائی، سعید بن ابوالحسن اور اس کا بھائی حسن بصری شامل تھے۔

ابو ایوب کا بیان ہے کہ ابن لاشعث سے کہا گیا تھا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے اوپر اسی طرح قربان ہوں جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے کجاوے کے ارد گرد جنگ جمل والے دن مارے گئے تھے تو حسن کو اپنے ساتھ لے لو تو انہوں نے حسن کو اپنے ساتھ لیا اور کوفہ والوں میں سے سعید بن جبیر، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ، عبد اللہ بن شداد، شععی، ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود، معرور بن سوید، محمد بن سعد بن ابی وقاص، ابو البثری، طلحہ بن مصرف، زبید بن حارث الیامان اور عطاء بن سائب کو اپنے ساتھ لے۔ ایوب نے کہا کہ ان لوگوں میں سے جو بھی ابن لاشعث کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچا تو وہ خوشی سے نہیں پہنچا اور جوان لوگوں میں سے بچ نکلا اس نے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

حجاج نے جن بزرگوں کو قتل کرایا ان میں عمران بن عصام ضبعی بھی شامل تھے جو ابو حمزہ کے والد تھے اور ان کا شمار اہل بصرہ کے علماء میں سے ہوتا ہے، بڑے عبادت گزار اور نیکو کار تھے ان کو قیدی بنا کر جب حجاج کے پاس لایا گیا تو حجاج نے ان سے کہا کہ اگر تم اپنے کفر کا اقرار کر لو گے تو تمہیں چھوڑ دوں گا۔ تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم! جب سے میں نے ایمان قبول کیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک کفر کا مرتکب نہیں ہوا ہوں۔ ان کا یہ جواب سن کر حجاج نے قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا اور یہ قتل کر دئے گئے۔

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک عظیم جماعت سے روایات نقل کی ہیں اور ان کے والد ابو لیلیٰ حضور ﷺ کے صحبت یافتہ تھے۔ عبد الرحمن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم سیکھا تھا، وہ بھی ابن لاشعث کے ساتھ حجاج کی مخالفت میں ان کے ساتھ لڑے تھے۔ اس لئے ان کو حجاج کے پاس لایا گیا اور اس نے بڑی بے دردی کے ساتھ اپنے سامنے ان کی گردن اڑانے کا حکم جاری کر دیا۔

مسلم بن یسار کثرت سے عبادت کرتے، روزے رکھتے اور نماز میں انتہائی خشوع کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یہ نماز پڑھ رہے تھے کہ آگ لگ گئی۔ لیکن ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ ایک مرتبہ مسجد کا ایک حصہ گر گیا۔ لیکن ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ ایک مرتبہ سجدے میں کہہ رہے تھے کہ اے اللہ جس دن میں تجھ سے ملاقات کروں مجھ سے راضی ہو جا اور جب یہ غیر نماز میں ہوتے گویا کہ نماز میں ہیں۔ ایک مرتبہ حج کے لئے گئے اور چالیس دن کا فاصلہ باقی تھے لیکن حج میں ایک دن باقی تھا، لہذا وہ سارا سفر ایک رات میں طے کر لیا۔ ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریائے دجلہ پر چلے اور ان کی برکت سے ان کے ساتھی بھی چلے۔

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مسلم بن یسار کو خواب میں دیکھا اور سلام کیا، لیکن انہوں نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا کہ جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں مر چکا ہوں۔ میں نے کہا کہ موت کے بعد کیا معاملہ پیش آیا؟ تو فرمایا کہ بہت سی سخت گھائیوں میں مبتلا ہوا۔ میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوا؟ فرمایا کہ اللہ کریم نے نیکیوں کو قبول کر لیا اور گناہوں کو معاف کر دیا اور آئندہ کے لئے ضامن ہو گیا۔ پھر

مالک نے چیخ ماری اور بیمار ہو گئے، پھر اسی بیماری کی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔
مسلم بن یسار نے ابن الأشعث کے واقعہ میں حجاج کے ساتھ مل کر قتل کیا۔

۸۴ھ اور پیش آمدہ واقعات

علامہ واقدی کے بیان کے مطابق عبداللہ بن عبدالملک نے اسی سال المصیصہ کو فتح کیا اور محمد بن مروان نے اسی سال آرمینیا میں جنگ کی اور وہاں کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور ان کے گرجاؤں کو منہدم کر دیا اور ان کی جائیدادوں کو برباد کر دیا، اس سال کو سنۃ الحریق یعنی آگ کا سال بھی کہا جاتا ہے۔ حجاج نے اسی سال محمد بن قاسم ثقفی کو فارس پر حملہ کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ وہ کردوں کو قتل کر دے۔ عبدالملک نے اسی سال اسکندریہ کا حاکم عیاض بن غنم الجینی کو بنایا اور عبدالملک بن ابوالکنو کو معزول کر دیا جس کو گزشتہ سال وہاں کا حاکم بنایا تھا۔ اسی سال موسیٰ بن نصیر نے مغرب کے کچھ علاقے فتح کرائے، جن میں ارومہ کا شہر بھی شامل تھا اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر ڈالا اور پچاس ہزار کے قریب لوگوں کو گرفتار کر ڈالا۔ اسی سال حجاج نے ابن الأشعث کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا، جن میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

ایوب بن القریۃ ایوب بن القریۃ کا شمار فضحاء وبلغاء میں ہوتا تھا اور بڑے داعظ تھے، ان کو حجاج نے بند کر کے پھر قتل کیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاج کو اس کے قتل پر بڑی ندامت ہوئی۔ یہ ابن القریۃ سے مشہور تھے لیکن ان کا پورا نام ایوب بن زید بن قیس ابوسلیمان الہلالی تھا۔ عبداللہ بن حارث بن نوفل، سعد بن ایاس شیبانی اور ابوغنیمہ خولانی، یہ صحابی تھے اور ان کی روایات بھی موجود ہیں، حمص میں رہائش پذیر تھے اور وہیں سو سال کے لگ بھگ عمر میں قتل کئے گئے۔ اسی طرح عبداللہ بن قتادہ اور ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت کو حجاج نے قتل کر ڈالا۔ ابوزرعہ جذامی فلسطینی کا شمار شام کے ذی مرتبت لوگوں میں سے ہوتا تھا، انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خوف محسوس کیا، ابوزرعہ نے یہ بات محسوس کر لی تھی، اس لئے ان سے کہا کہ یا امیر المؤمنین! اپنے گھر کا مرکزی ستون مت گرانا اور اپنے قریبی ساتھی کو بھی دکھ نہ دینا اور شکست خوردہ دشمن کو برا بھلا مت کہنا۔ اس جواب کے سننے کے بعد وہ اس کے قتل سے باز رہے۔

اسی سال عتبہ بن منذر سلمی کا انتقال ہوا جو جلیل القدر صحابی تھے اور اہل صفہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ عمران بن حطان خارجی جو پہلے اہل السنۃ والجماعۃ میں سے تھا۔ اس نے ایک بہت زیادہ حسین و جمیل خارجی عورت سے نکاح کیا جس کو یہ بہت زیادہ پسند کرتے تھے، حالانکہ خود ان کا حال یہ تھا کہ یہ بہت زیادہ بد صورت تھے، عمران بن حطان نے بہت کوشش کی کہ اس کو اپنے مسلک کی طرف لے آئے لیکن اس نے انکار کر دیا تو اس نے خود اس کے مذہب کو قبول کیا۔ اس کا شمار انوکھے کلام کہنے والے شعراء میں ہوتا تھا۔ حضرت علیؑ کے قتل اور ان کے قاتل کے بارے میں اس کا کلام مشہور ہے:

یا ضربۃ من تقی ما اراد بها ألا لیبع من ذی العرش رضوانا

یہ ضرب ایک متقی شخص کی تھی جس کا ارادہ سوائے اس کے نہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کرے۔

انی لا ذکرہ یوما فاحسبہ اوفی البریۃ عند اللہ میزاننا

اکرم بقوم بطون الطیر قبرہم لم یخلطوا دینہم بغیا وعد وانا

جب کبھی میں اس کو یاد کرتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ وعدے کا پکا اور اللہ کے نزدیک بھرپور عمل والا ہے۔ کتنی اچھی قوم ہے جسکی قبریں پرندوں کے پیٹ ہیں انہوں نے اپنے دین میں سرکشی اور دشمنی کو شامل نہ کیا۔

اور ثوری ان کے دنیا سے بے رغبتی کو لینے اشعار میں بیان کرتے تھے اور وہ اشعار یہ ہیں:

اری اشقیاء الناس لا یسأمونہا علی انہم فیہا عرلۃ وجوع

ارہا وان کانت تخت فانہا سحابۃ صیف عن قلیل تقشع

کر کب قصرا حاجاتہم وترحلوا طریقہم بادی العلامۃ مہیع

عمران بن خطاب کی وفات ۸۴ھ میں ہوئی بعض علماء نے گذشتہ اشعار میں حضرت علیؓ کے قتل کے بارے میں ان پر رد کیا ہے اور قاضی ہندی اور اوزان کے اعتبار سے متوازن ہیں:

بَلْ حَزْبُهُ مِنْ شَقِيٍّ مَا أَذَادُ بَهَا
الْأَشْعَثُ مِنْ ذِي الْعَرْشِ خَرَانَا
انسی لا ذکرہ یوما فاحسبہ
اشقی البریۃ عند اللہ میزانا

روح بن زنباع الجزامی..... روح بن زنباع الجزامی کا شمار شام کے امراء میں سے ہوتا تھا، عبدالملک کا مشیر خاص تھا۔ اسی سال عبدالرحمن بن محمد بن قیس بن اشعث کندی کا انتقال ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد وہ ہلاک ہوا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔
ابن الأشعث کا قتل..... اس کی ہلاکت کی داستان یہ ہے کہ حجاج نے ترک کے بادشاہ رتبیل کو خط لکھا، صورت حال یہ تھی کہ عبدالرحمن بن اشعث نے اس کے ہاں پناہ لی ہوئی تھی۔ خط میں اس کو لکھا کہ: اللہ کی قسم! اگر ابن الأشعث کو میرے حوالے نہیں کیا تو میں تمہارے شہر پر چڑھائی کے لئے ایک لاکھ افراد کو بھیج دوں گا اور تمہارے ملک کو برباد کر دیا گا۔

حجاج کی اس دھمکی کی جب تحقیق ہو گئی تو اس نے اپنے بعض امراء سے مشورہ لیا۔ انہوں نے ابن الأشعث کو ان کے حوالے کرنے کا مشورہ دیا قبل اس کے کہ حجاج اس کے ملک کو تہس نہس کر دے اور عام لوگوں کو نقصان پہنچائے۔ چنانچہ رتبیل نے چند شرائط پر مشتمل ایک خط لکھا کہ وہ دس سال تک جنگ نہیں کرے گا اور دوسری شرط یہ کہ ان دس سالوں میں ہر سال ایک لاکھ سالانہ خراج سے زیادہ نہ دے گا۔ حجاج نے ان کی شرائط منظور کر لیں۔ یہ بھی مشہور ہے کہ حجاج نے سات سال کا خراج معاف کر دیا تھا۔ رتبیل نے ابن الأشعث کے ساتھ غداری کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خود رتبیل نے ابن الأشعث کو اپنے سامنے قتل کرایا اور اس کا سر حجاج کے پاس بھیج دیا تھا۔ نیز ایک قول یہ بھی کہ ابن الأشعث مرض الموت میں مبتلا تھا، اسی حالت میں اس کو قتل کر دیا گیا تھا۔

ابن الأشعث کی ہلاکت کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ ابن الأشعث اور اس کے تیس ساتھیوں کو گرفتار کر کے تھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال دی گئیں اور پھر محافظوں کی نگرانی میں حجاج کے پاس بھیج دیئے، جب وہ مقام رنج میں پہنچے تو ابن الأشعث ایک قلعہ کی چھت پر چڑھ گئے، ان کے ساتھ ان کا محافظ بھی تھا تا کہ یہ کہیں بھاگ نہ سکے۔ قلعہ کی چھت پر سے خود کو بھی گرا دیا اور اس کا محافظ بھی اس کے ساتھ گر کر ہلاک ہوا۔ اس کے بعد حجاج کے قاصد نے ابن الأشعث کا سر ان کے جسم سے الگ کر دیا اور ان کے دوسرے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا اور ان کے سروں کو بھی کاٹ کر حجاج کے ہاں بھیج دیا۔ جب حجاج کے پاس ابن الأشعث کا سر پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ عراق میں اس کو گھمایا جائے۔ اس کے بعد عبدالملک کے پاس بھیج دیا گیا، عبدالملک نے اس کو شام میں گھمایا، اس کے بعد اپنے بھائی عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا جو مصر میں تھا، وہاں پر بھی ان کا سر گھمایا گیا۔ اس کے بعد اس کا سر مصر میں دفنایا گیا اور باقی جسم کو مقام رنج میں دفن کیا گیا جس کے متعلق ایک شاعر نے یہ شعر کہا ہے کہ:

ہیہات موضع جثۃ من رأسها
رأس بمصر وجثۃ بالرجح

ہائے افسوس کہ ابن الأشعث کے جسم اور اس کے سر کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا کہ اس کا سر تو مصر میں مدفون ہے اور اس کا جسم مقام رنج میں مدفون ہے۔

علامہ ابن جریر کا کہنا یہی کہ ۸۵ھ میں ابن الأشعث کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالرحمن کون تھا تو اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ابو محمد بن الأشعث بن قیس تھا۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالرحمن بن قیس بن الأشعث بن قیس الکندی الکوفی تھا جن کی روایت ابو داؤد اور نسائی نے اس طرح بیان کی ہے:

عن ابیہ عن جدہ عن ابن مسعود اذا اختلف المتبايعان والسلعة قائمة فالقول ما قال البائع أو تشاركا

یعنی جب بائع اور مشتری میں اختلاف ہو جائے اور متنازع سامان موجود ہو تو ایسے میں بائع کا قول معتبر ہو گا یا دونوں اس میں شریک ہوں گے۔

ابوالمیس بھی ان کے متعلق یہی بات کہتا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاج نے ان کو ۹۰ھ کے بعد قتل کر دیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تعجب تو ان لوگوں پر ہے جنہوں نے ابن الأشعث کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، حالانکہ یہ غیر قریش تھے، وہ تو کندی تھے۔ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم کا اس بات پر یوم سقیفہ کو اجتماع ہوا تھا کہ امارۃ قریش میں ہی رہے گی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں پر حدیث سے حجت بھی قائم کی تھی۔ یہاں تک کہ جب انصار نے یہ کہا تھا کہ ایک امیر انصار میں سے ہوگا اور ایک امیر مہاجرین میں سے ہوگا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کر دیا۔ اسی وجہ سے سعد بن عبادہ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا جو یہی کہتے تھے کہ ایک امیر انصار میں سے ہوگا اور ایک امیر مہاجرین میں سے ہوگا۔ لہذا ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک قریشی خلیفہ پہلے سے موجود ہو اور اس کے ہاتھ پر مسلمان بیعت کر کے سالہا سال سے رہ رہے ہوں اور پھر اس کو چھوڑ کر ایک کندی آدمی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں جس پر اہل علم و عقد کا اتفاق نہیں تھا۔ یہی بڑے فتنے اور فساد کا سبب تھا جس کی وجہ سے بہت بڑا اثر اٹھا تھا اور بہت سارے لوگ مارے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایوب بن القریہ..... ایوب کی والدہ کا نام القریہ ہے، اس کے والد کا نام یزید بن قیس بن زرارہ بن مسلم النمری الہمدانی ہے۔ یہ اعرابی اور امی تھے لیکن باوجود اس کے ان کی فصاحت و بلاغت اور بیان ضرب المثل کے طور پر بیان کی جاتی تھی۔ یہ حجاج کے صحبت یافتہ تھے اور عبد الملک کے پاس وفد کی صورت میں گئے تھے۔ اس نے ابن القریہ کو ابن الأشعث کے پاس اپنا قاصد بنا کر بھیجا تھا تو ابن الأشعث نے ان سے کہا:

لئن لم نقم خطیباً فتخلع الحجاج لأضرب عنقک

”تم نے برسر عام کھڑے ہو کر حجاج سے بیزاری کا اعلان نہیں کیا تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔“

اس نے ابن الأشعث کا کہنا مان کر اعلان کر دیا اور اسی کے پاس رہنے لگا۔ جب حجاج نے غلبہ حاصل کیا تو اس نے اسے طلب کیا اور اس سلسلے میں اس سے بہت کچھ دریافت کیا۔ آخر اسے قتل کر دیا، تاہم اس کے قتل کے بعد بہت نادم ہوا لیکن کام ہو چکنے کے بعد اب ندامت کا کیا فائدہ۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ابن خلکان نے وفیات میں ان کے حالات لکھے ہیں اور بڑی تفصیل اور عجیب و غریب باتیں لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ: القریہ ق کے کسرہ اور یا کی تشدید کے ساتھ ہے۔ یہ اس کی دادی کا نام ہے اور اس کا نام جملۃ بنت جشم ہے۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ کچھ لوگ ان کے وجود کا ایسا انکار کرتے ہیں جیسا کہ لیلیٰ اور مجنوں کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح ابن ابی معقب صاحب الملحمہ یحییٰ بن عبد اللہ بن ابی العقب کا انکار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

روح بن زنباع..... ابو زرۃ سلامہ جذامی کے بیٹے ہیں۔ ان کو ابو زنباع دمشقی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا گھر دمشق میں مقام بزورین کی ایک جانب ابن عقب صاحب الملحمہ کے گھر کے قریب تھا۔ یہ بڑے جلیل القدر تابعی تھے، انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں جن کو حضور اقدس ﷺ کی صحبت حاصل رہی۔ ان کے علاوہ تمیم الداری، عبادہ بن الصامت، معاویہ اور کعب احبار وغیرہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے بھی ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں جن میں عبادہ بن لُحی بھی شامل ہیں۔

روح بن زنباع کا مقام..... عبد الملک کے یہاں روح کا مقام وزیر کی طرح تھا، ہمیشہ عبد الملک کی رفاقت میں رہے اور عبد الملک کے والد مروان کے ساتھ مرج راھط کے دن شریک رہے۔ یزید بن معاویہ نے ان کی ڈیوٹی فلسطینی لشکر پر بھی لگادی تھی۔ مسلم بن حجاج کا گمان تھا کہ ان کو صحبت کا شرف بھی حاصل تھا، لیکن صحیح قول یہ تھا کہ یہ تابعی تھے، صحابی نہیں تھے۔ ان کے آثار میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حمام سے نکلتے تھے تو ایک غلام کو آواز دیتے تھے۔

ابن زید کا کہنا ہے کہ ان کا انتقال اردن میں ۸۴ھ میں ہوا اور بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ ہشام بن عبد الملک کے زمانے تک حیات رہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حج کیا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کے قریب پڑاؤ ڈالا، انہوں نے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا تو ان کے لئے مختلف قسم کے کھانے تیار کئے گئے اور پھر ان کے سامنے رکھے گئے، اس دوران کہ وہ کھانا کھا رہے تھے ایک چرواہے کا وہاں سے گزر ہوا روح بن زنباع نے اس کو کھانا کھانے کی دعوت دی۔ پس وہ چرواہا قریب آیا اور کھانے کی طرف ایک نظر اٹھا کر کہنے لگا کہ میرا روزہ ہے۔ روح نے اس سے کہا کہ اے چرواہے یہی سخت گرمی اور لمبے دن میں تیرا روزہ ہے؟ چرواہے نے جواب دیا کہ کیا میں تمہارے کھانے کی وجہ سے اپنا روزہ توڑ دوں؟ یہ جواب دینے کے بعد

اس چرواہے نے اپنے لئے ایک جگہ کا انتخاب کیا اور وہیں پڑاؤ ڈالا اور روح بن زنباع کو چھوڑ دیا۔ پھر روح بن زنباع نے یہ شعر کہا:

لقد ضننت بأیا مک یا راعی اذ جاد بہا روح بن زنباع

اے چرواہے! تو نے اپنے ایام کے ساتھ بڑا کنجوسی کا معاملہ کیا جبکہ روح بن زنباع نے ان کے ساتھ سخاوت کا سلوک کیا۔

اس شعر کے کہنے کے بعد روح کافی دیر تک روتے رہے اور اپنے سامنے سے کھانا اٹھانے کا حکم دیا اور کہنے لگے کہ جاؤ اور تلاش کرو کہ اس کھانے کو کھانے والا کوئی اعرابی یا چرواہا مل جائے۔ پھر اس جگہ سے چل دئے اور اس چرواہے کو اپنے دل میں ایسا بسا لیا کہ خود ان کو اپنا آپ حقیر محسوس ہونے لگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۸۵ ہجری اور پیش آمدہ واقعات

جیسا کہ ماقبل میں بیان کیا گیا کہ ابن جریر کے قول کے مطابق عبدالرحمن بن لا شعث کا انتقال اسی سال ہوا، واللہ اعلم بالصواب۔ اسی سال حجاج نے خراسان کی گورنری سے یزید بن مہلب کو معزول کیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی مفضل بن مہلب کا تقرر کیا، اس عزل و نصب کی وجہ یہ تھی کہ ایک مرتبہ حجاج وفد لے کر عبدالملک کے پاس گیا تھا اور جب وہاں سے واپس لوٹا تو مقام دیر سے گزرا تو اس سے کہا گیا تھا کہ اس مقام پر اہل کتاب کا ایک بڑا بزرگ شخص رہتا ہے، اس کو طلب کیا گیا اور اس سے کہا گیا کہ اے بزرگ! کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارے اور اپنے بارے میں کچھ پاتے ہو؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ ہاں۔ پھر ان سے کہا کہ تم امیر المؤمنین کو کیسا پاتے ہو؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ ہم اس کو ایسا پاتے ہیں کہ جو کسی کا مشورہ قبول نہیں کرتا اور جو اس کے راستے میں روڑے اٹکاتا ہے وہ پچھاڑ دیا جاتا ہے۔ حجاج نے کہا کہ پھر کون؟ اس نے جواب دیا کہ پھر وہ شخص ہے کہ ولید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ پھر حجاج نے کہا کہ پھر کون؟ اس نے کہا کہ وہ ایک ایسا شخص ہوگا جو ایک نبی کا ہمنام ہوگا۔ اس کے ذریعے کافی فتوحات حاصل ہوں گی۔ اس پر حجاج نے کہا کہ کیا تم مجھے اس کی نشاندہی بھی کر لو گے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس کے بارے میں تجھے میں نے بتا دیا ہے۔ حجاج نے پھر سوال کیا کہ میرے انجام کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ حجاج نے پھر سوال کیا کہ میرے بعد عراق کا والی کون ہوگا؟ اس نے کہا کہ یزید نامی ایک شخص ہوگا۔ حجاج نے پھر سوال کیا کہ میری زندگی میں یا میری موت کے بعد؟ اس نے جواب دیا کہ اس بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم۔ حجاج نے سوال کیا کہ کیا آپ اس کے بارے میں کچھ معلومات رکھتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ وہ غداری کرے گا اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔ یہ سب سوال جواب سن کر حجاج اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس شخص سے مراد یزید بن مہلب ہے۔ اس کے بعد حجاج چل پڑا اس حال میں کہ وہ اپنے دل میں خوف محسوس کر رہا تھا۔ پھر حجاج نے عبدالملک کو خط لکھا اور اس سے عراق کی ولایت سے مستعفی ہونے کی درخواست کی تاکہ عبدالملک کا امتحان لے لے کہ اس کے ہاں میرا کیا مرتبہ ہے۔ عبدالملک نے خط کا جواب لکھا جو زبردستی پر مشتمل تھا اور اس میں اپنی ولایت پر ثابت قدمی کے ساتھ رہنے کی تاکید کی گئی تھی۔

پھر ایک دن حجاج گہرے سوچ و فکر میں بیٹھا ہوا دیکھا گیا۔ اس نے عبید بن مہلب کو اپنے پاس بلایا وہ آیا تو حجاج اپنا سر جھکائے زمین کرید رہا تھا۔ عبید کے آنے پر اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اے عبید! تمہارے اوپر افسوس ہو، اہل کتاب بتاتے ہیں کہ میرے ماتحت ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائیگا اور میرے ذہن میں صرف یزید بن ابی کبشہ، یزید بن حصین بن نمیر اور یزید بن دینار کے نام آتے ہیں، ان علاوہ اگر اور کوئی ہو سکتا ہے تو وہ یزید بن مہلب ہی ہو سکتا ہے۔ عبید بن مہلب نے یہ سب کچھ سن کر جواب دیا کہ آپ نے تو ان کو بڑی عزت دے رکھی ہے اور اس کی بڑی قدر و منزلت اور رتبہ بھی ہے، آپ ان کو برطرف کر دیں۔ عبید کا یہ جواب سن کر حجاج نے اپنا یہ فیصلہ پکا کر دیا کہ اب یزید بن مہلب کو معزول کرنا ہے اور پھر عبدالملک کو بھی اس کی برائیاں اور کوتاہیاں بتا دیں اور اس کی غداری کے بارے میں آگاہ کیا اور پھر عبدالملک کو اس اہل کتاب شخص کے بتائے ہوئے خدشات سے آگاہ کیا۔ عبدالملک نے جواب میں لکھا کہ آپ خراسان کی ولایت کے لئے ایک آدمی کا انتخاب کر لو۔ چنانچہ حجاج نے وہاں کی ولایت کے لئے مفضل بن مہلب کا انتخاب کیا اور اس کو تقریباً نو مہینوں کے لئے وہاں کا والی بنا دیا۔ انہوں نے بلاد عیس و غیرہ فتح کر لئے

اور بہت سامان غنیمت بھی حاصل کر لیا، پھر شعراء نے ان کی مدح سرائی کی اور بہت سے اشعار بھی کہے ہیں۔ پھر حجاج نے اس کو بھی معزول کر دیا اور قتیبہ بن مسلم کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔

موسیٰ بن عبد اللہ کا قتل..... ابن جریر نے کہا کہ موسیٰ بن عبد اللہ بن خازم کا قتل بھی اسی سال ترمذ میں ہوا۔ اس کے بعد ابن جریر نے اس کے قتل کے سبب کا ذکر کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ عبد اللہ کے باپ کے قتل کے بعد اس بچے کوئی ایسا علاقہ نہیں تھا کہ جہاں وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چین کے ساتھ زندگی گزار سکے۔ وہ جس ملک کے قریب پہنچتا تو اس ملک کا بادشاہ اس سے لڑائی کے لئے نکل پڑتا، یہی سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ترمذ کے قریب پہنچا اور یہیں پر پڑاؤ ڈال دیا۔ ترمذ کا بادشاہ ذرا کمزور سا تھا اس لئے وہ اس کے پاس تحفے تحائف بھیجتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کے گرویدہ ہو گئے پھر ترمذ کے بادشاہ نے ایک مرتبہ کھانا تیار کیا اور موسیٰ بن عبد اللہ بن خازم کو دعوت دی کہ وہ اپنے ہمراہ سوجوانوں کو لے کر آئیں اور کھانے کی دعوت میں شریک رہیں۔ موسیٰ بن عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں میں سے سوبہادر نو جوانوں کا انتخاب کیا اور ان کے ملک میں داخل ہوئے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو موسیٰ بن عبد اللہ بادشاہ کے کمرے میں لیٹ گیا اور کہا کہ یا تو یہی میرا گھر ہوگا یا میری قبر۔ اس کلام کے سنتے ہی اہل قلعہ موسیٰ پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے ساتھیوں نے ان کا دفاع کیا، اور پھر ہوتے ہوتے موسیٰ کے ساتھیوں اور اہل ترمذ میں جنگ چھڑ گئی اور باہم قتال شروع ہوا۔ اہل ترمذ میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور جو باقی رہ گئے تھے وہ بھاگ نکلے تھے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں نے موسیٰ کو دعوت دی کہ وہ اس ملک پر قابض ہو جائیں۔

چنانچہ موسیٰ نے ترمذ پر قبضہ کر لیا اور پھر اس قلعہ سے اپنے دشمنوں کا دفاع کرتے رہے۔ ترمذ کا بادشاہ یہاں سے بھاگ نکلا اور اپنے بھائی ترکوں کے ہاں جا کر پناہ لی اور ان سے مدد طلب کی، انہوں نے ان سے کہا کہ ان سو آدمیوں نے تجھے اپنے ملک سے نکال دیا، ہمیں تو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں۔ اس کے بعد پھر ترمذ کا بادشاہ دوسرے ترکوں کے پاس چلا گیا اور آہ وزاری کی۔ تو انہوں نے اپنے کچھ آدمی موسیٰ بن عبد اللہ کے پاس بھیجے تاکہ واقعے کی تحقیق ہو جائے۔ جب موسیٰ کو ان کے آنے کا پتہ چلا تو اس وقت بڑی شدید گرمی پڑ رہی تھی۔ موسیٰ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ آگ جلائیں اور سردی کے کپڑے پہنیں اور آگ کے قریب جا کر اپنے ہاتھ سلگائیں۔ جب ترکوں کے قاصدان کے پاس پہنچے اور یہ صورتحال دیکھی تو انہوں نے ان سے کہا کہ یہ جو ہم دیکھ رہے ہیں تم یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں گرمیوں میں بھی شدید سردی لگتی ہے اور سردیوں میں تو ہم بڑے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں، یہ جواب سن کر وہ واپس لوٹ گئے۔ اور اپنے آپ سے کہنے لگے کہ یہ انسان نہیں ہیں بلکہ جنات ہیں۔ پھر اپنے بادشاہ کی طرف لوٹ آئے اور اپنی آنکھوں دیکھا حال ان کو بتا دیا اور کہا کہ ہمیں ان سے جنگ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔

ترمذ کا بادشاہ ان سے مایوس ہو کر چلا گیا اور ترکوں کے دوسرے قبائل کے پاس مدد کے لئے چلا گیا۔ وہ آئے اور انہوں نے ترمذ کا محاصرہ کیا اور دوسری طرف سے خزاعی آئے اور انہوں نے بھی محاصرہ کر لیا۔ اب موسیٰ بن عبد اللہ صبح کے وقت خزاعی سے جنگ کرتا اور شام کے وقت میں عجمیوں سے جنگ کرتا۔ دونوں طرف کے بہت سارے لوگ مارے گئے، عمرو خزاعی کے بھی بہت سے مارے گئے تھے۔ جس سے وہ خوفزدہ ہوا اور ان سے مصالحت کرنا چاہا اور ایک دن ان کے ہاں تنہائی میں پہنچ گیا۔ جب دیکھا کہ ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے تو ان سے خیر خواہی کے طور پر کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر کے ساتھ بھلائی والا معاملہ کرے۔ آپ جیسے لوگوں کو بغیر ہتھیار کے نہیں رہنا چاہیے۔ اس پر موسیٰ بن عبد اللہ نے کہا کہ میرے پاس ہتھیار ہے یہ کہتے ہوئے اپنے بستر کے نیچے سے تلوار نکال لی۔ تلوار عمر خزاعی نے لے لی اور اسی سے اس کو مارا یہاں تک کہ اس کو ٹھنڈا کر دیا اور بھاگ نکلا۔ اس کے بعد موسیٰ بن عبد اللہ بن خازم کے ساتھی بھی منتشر ہو گئے۔

عبد العزیز کی معزولی..... ابن جریر کا بیان ہے کہ ۸۵ھ میں عبد الملک نے اپنے بھائی عبد العزیز کو مصر کے شہروں کی امارت سے معزول کر دیا۔ روح بن زباع نے عبد العزیز کی معزولی کی تحسین کی، اس دوران کہ روح اور عبد الملک یہی باتیں کر رہے تھے کہ رات کے وقت قتیبہ بن ذؤیب ان کے ہاں پہنچ گئے، ان کو عبد الملک کے ہاں آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی تھی نہ دن کو اور نہ رات کو۔ عبد الملک نے اپنے بھائی کی معزولی کے بارے میں ان کو آگاہ کیا، مگر عبد الملک بھائی کی معزولی کے ارادے پر بعد میں نادم بھی ہوا۔ عبد الملک اپنے اس فیصلہ پر اس لئے آمادہ ہوا

تھا کہ ان کی خواہش تھی کہ بادشاہت کا سلسلہ اس کے بعد اسی کی اولاد میں چلتا رہے یعنی ولید پھر سلیمان پھر یزید اور پھر ہشام۔ اور یہ بھی حجاج کی رائے اور مشورے سے ہوا تھا۔ حالانکہ ان کے والد مروان کا حکم یہ تھا کہ پہلے عبدالملک بادشاہ بنے گا اور اس کے بعد اس کا بھائی عبدالعزیز بادشاہ بنے گا۔ مگر حجاج کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے عبدالعزیز نے عبدالملک کو بادشاہت سے بالکل محروم کر دیا اور اپنی اولاد سے بادشاہت جاری رکھنے کی راہ بالکل ہموار کر دی تاکہ خلافت ان کی اولاد ہی میں باقی رہے۔

عبدالعزیز بن مروان

ان کا نام و نسب..... عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابولأصغ اموی اور قریشی ہے۔ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی۔ بعد میں اپنے والد کے ساتھ شام چلے گئے تھے۔ عبدالملک کے بعد ولی عہد بھی تھے۔ ان کے والد نے ان کو ۶۵ھ میں مصر کے علاقوں کی امارت سونپی تھی چنانچہ یہ ۸۵ھ تک وہاں کے والی رہے اور سعید بن عمرو بن عاص کے قتل کے وقت یہ وہاں موجود تھے جیسا کہ ماقبل میں بیان کیا گیا ہے۔ دمشق میں ان کا گھر تھا جو آج کل دارالصوفیہ کے نام سے مشہور ہے اور خانقاہ سمیسا طیبہ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کو یہ خانقاہ ملی جو آخر کار صوفیاء کی خانقاہ میں تبدیل ہوئی۔

عبدالعزیز اور رولیت حدیث..... عبدالعزیز نے حدیث کی روایت اپنے باپ، عبداللہ بن زبیر، عقبہ بن عامر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور ان سے روایت کردہ حدیث مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں موجود ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شَرُّ مَا فِي الرَّجُلِ جَبْنٌ خَالِعٌ وَشَحٌّ هَالِحٌ

یعنی انسان کی بری عادتوں میں سے ایک اس کی انتہائی بزدلی ہے اور دوسری حد سے بڑا ہوا بخل۔ عبدالعزیز سے اس کے بیٹے عمر، زہری، علی بن رباح اور ایک بڑی جماعت نے روایت نقل کی ہے۔

عبدالعزیز ثقہ تھے..... محمد بن سعد کے مطابق عبدالعزیز بن مروان ثقہ تھے البتہ احادیث کم روایت کرتے تھے۔ دوسرے بعض کا کہنا ہے کہ عبدالعزیز حدیث اور بات چیت کے دوران غلطیاں کرتے تھے اس کے بعد انہوں نے عربی زبان سیکھی تو اچھی طرح گفتگو کرتے تھے اور فصیح لوگوں میں ان کا شمار ہونے لگا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ان کے پاس ایک شخص اپنے داماد کی شکایت کرتے ہوئے آیا تو عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ "مَنْ خَتَنَكَ؟" تمہارا ختنہ کس نے کیا ہے؟ اس شخص نے اسی کے مطابق جواب دیا:

خَتَنِي الْخَاتَنُ الَّذِي يَخْتَنُ النَّاسَ

میرا ختنہ اس شخص نے کیا ہے جو دوسرے لوگوں کا ختنہ کیا کرتا ہے۔

اس پر عبدالعزیز نے اپنے منشی سے کہا کہ دیکھو! اس کا ناس ہو اس نے مجھے کیسا بیہودہ جواب دیا ہے۔ منشی نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ کو چاہیے تھا کہ آپ ان سے مَنْ خَتَنَكَ کے بجائے مَنْ خَتَنَكَ؟ سے سوال کرتے، اس کے معنی یہ ہوتا کہ تمہارا داماد کون ہے؟ تو اس بیچارے کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ جیسا سوال کیا تھا اس نے ایسا ہی جواب دیا۔

بہر حال اس کے بعد عبدالعزیز نے یہ عزم کر لیا کہ جتنک وہ عربی نہیں سیکھے گا گھر سے باہر نہیں نکلے گا چنانچہ ایک ہفتہ بھر میں اس نے ٹھیک ٹھاک عربی سیکھ لی اور فصاحت کے ساتھ عربی بولنے لگے۔ اس واقعہ کے بعد جو شخص فصیح عربی بولتا تھا اس کو بڑے بڑے انعامات سے نوازا جاتا تھا اور جو عربی بول چال میں غلطی کرتے تھے ان کو کم انعام ملتے تھے اس سے اس زمانے میں لوگوں کو عربی زبان سیکھنے میں بڑا حوصلہ ملا۔ چنانچہ ایک مرتبہ عبدالعزیز نے ایک شخص سے پوچھا کہ من انت؟ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ من بنو عبدالدار کہ میرا تعلق قبیلہ بنو عبدالدار سے ہے۔ اس پر عبدالعزیز نے کہا کہ اس کا جواب تجھے تمہارے انعام میں ملے گا چنانچہ اس کے انعام میں ایک ہزار دینار کم کر دیا۔

ابو بعلی موصلی کا کہنا ہے کہ ہمیں مجاہد بن موسیٰ، اسحق بن یوسف، سفیان محمد بن عجلان اور قعقاع بن حکیم کے حوالے سے یہ بات پہنچی ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ مجھے اپنی حاجتوں سے آگاہ کریں۔ عبداللہ بن عمر نے ان کو جواب لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

اليد العليا خير من اليد السفلى وابدأ بمن تعول

”دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اور دینے کی ابتدا اُس سے کرو جس کی کفالت تمہارے ذمے ہے۔“

نیز یہ بھی لکھا کہ میں تم سے کچھ بھی طلب نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے ذریعے سے مجھے دلائے گا میں اس کو رد بھی نہیں کروں گا۔

ابن وہب کا کہنا ہے کہ مجھے یحییٰ بن ایوب، یزید بن ابی حبیب اور سوید بن قیس کے حوالے سے یہ خبر ملی کہ سوید نے کہا کہ مجھے عبدالعزیز بن مروان نے ایک ہزار دینار دے کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور عبدالعزیز بن مروان کا خط ان کو دیا تو انہوں نے پوچھا کہ دینار کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ رات کا وقت تھا اس لئے اپنے ساتھ نہیں لاسکا، صبح کو لے آؤں گا۔ اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! عبداللہ بن عمر اس حال میں رات نہیں گزارتا کہ اس کے پاس ہزار دینار ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر مجھے خط واپس کر دیا اور پھر میں وہ ہزار دینار لے کر ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسی وقت وہ سب لوگوں میں تقسیم کر دئے۔

عبدالعزیز بن مروان کہا کرتے تھے کہ اس مومن پر تعجب ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اور اسے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے اور وہی اس کی دیکھ بھال کرتا ہے، اس کے باوجود انسان اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے اپنے پاس جمع کر کے کیسے رکھ سکتا ہے جس کے خرچ کرنے سے اجر ہی اجر ملتا ہے اور اچھی تعریف حاصل ہوتی ہے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے مال کی تفصیل ان کے سامنے رکھی گئی جو تین سو مد سونا تھی۔ اس کو دیکھ کر انہوں نے کہا کہ کاش! کہ میں نجد کے اونٹوں کا نگہبان اور ان کا چرواہا ہوتا۔ اور پھر کہا کہ کاش! میں کوئی حقیر شے ہوتا۔ کاش! میں اس جاری پانی کی طرح ہوتا یا حجاز کی زمین کی گھاس پھوس ہوتا۔ عبدالعزیز بن مروان نے لوگوں سے کہا کہ تم مجھے وہ کفن دکھاؤ جس میں تم مجھے کفن دو گے۔ جب سامنے لایا گیا تو کہنے لگے کہ ہائے افسوس تمہارے اوپر تمہاری لمبائی کتنی کم ہے اور تمہارا زیادہ بھی کس قدر کم ہے۔

یعقوب بن سفیان روایت کرتے ہیں ابن کبیر سے، وہ لیث بن سعد سے، انہوں نے کہا کہ ان کی وفات پیر کی رات ۱۳ جمادی الاولیٰ ۸۶ھ کو ہوئی۔ ابن عساکر کا کہنا ہے کہ یہ یعقوب بن سفیان کا وہم ہے صحیح بات یہ ہے کہ ان کی وفات اپنے بھائی عبدالملک بن مروان سے پہلے ۸۵ھ میں ہوئی اور عبدالملک بن مروان کا انتقال ان کی وفات سے ایک سال بعد ہوا۔ عبدالملک بن مروان کریم النفس، شریف الطبع اور بخئی تھے اور وہ خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز کے والد بزرگوار تھے۔ انہوں نے اپنے والد مرحوم کے اخلاق و عادات اپنائے تھے اور ان کے علاوہ مزید فضیلتیں بھی ان کو حاصل تھیں۔ عبدالعزیز کی اولاد میں عمر بن عبدالعزیز کے علاوہ عاصم، ابوبکر، محمد، اور اصغ بھی تھے۔ ان کے صاحبزادے اصغ کا انتقال ان کی وفات سے کچھ پہلے ہوا تھا جس کی وجہ سے ان کو بہت صدمہ اور رنج ہوا اور اس کے بعد بیمار ہوئے اور پھر اسی علالت میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کے علاوہ ان کے صاحبزادوں میں ایک سہیل تھا۔ اور ان کی صاحبزادیوں میں ام محمد و سہیل، ام عثمان، ام الحکم اور ام البنین۔ یہ بیٹیاں ان کی مختلف بیویوں سے تھیں۔ ان کے علاوہ ان کی اور بھی اولادیں تھیں۔

ان کا انتقال مصر کے قریب اسی شہر میں ہوا جس کو انہوں نے آباد کیا تھا، ان کے جسدِ خاکی کو دریائے نیل کے قریب لے جایا گیا اور وہیں پر ان کی تدفین ہوئی۔ عبدالعزیز ابن مروان نے اپنی وراثت میں مال و جائیداد، گھریلو سامان، گھوڑے، خچر اور اونٹ چھوڑ دیا تھا اور بھی بہت ساری چیزیں شامل تھیں جن کا بیان کرنا مشکل ہے۔ منجملہ ان میں تین سو مد سونا بھی شامل تھا، یہ سارا مال چھوڑ کر چلا گیا حالانکہ وہ اتنے بڑے تخی، فیاض اور جود و عطا کے مالک تھے، تمام لوگوں میں سب سے زیادہ بخئی تھے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بھائی عبدالعزیز کو خط لکھا جو دیار مصر میں تھا کہ تم اب اس عہدے سے معزول ہو جاؤ جو اب میرے بیٹے ولید کو ملنے والا ہے یا تمہارے بعد ولی عہدہ بننے والا ہے، اس لئے کہ مجھے وہ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ عبدالعزیز نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ میں اپنے بیٹے ابوبکر کو اسی چیز کا حقدار سمجھتا ہوں جس کا تم اپنے بیٹے ولید کو سمجھتے ہو۔ اس پر عبدالملک نے عبدالعزیز کو لکھا کہ مصر کا سارا

کا سارا خراج میرے ہاں بھیج دیا جائے اس سے قبل صورت حال یہ تھی کہ عبدالعزیز خراج وغیرہ کچھ بھی عبدالملک کو نہیں بھیجا کرتا تھا، اس لئے کہ مصر کے سارے کے سارے شہر اور مغرب کے شہروں کی آمدنی سب کی سب عبدالعزیز کی تھی خواہ وہاں کا مال غنیمت ہو یا خراج یا اور کچھ۔ اس لئے عبدالعزیز نے اپنے بھائی عبدالملک کو اس خط کا جواب دیا کہ اے امیر المؤمنین! میں اور آپ اپنی عمر کی اس حد کو پہنچ گئے ہیں جہاں تک آپ کے اہل خانہ میں کوئی بھی نہیں پہنچا مگر بہت کم، اور میں اور آپ میں سے کسی کو یہ نہیں معلوم کہ کس کی موت پہلے آتی ہے، اگر تم میری باقی ماندہ زندگی میں میرے اوپر کوئی تکلیف نہیں ڈالنا چاہتے ہو تو یہ اچھا ہوگا۔ عبدالعزیز کے اس جواب سے عبدالملک کا دل نرم ہوا اور اس نے عبدالعزیز کو خط لکھا اور قسم کھائی کہ میں تمہاری باقی ماندہ زندگی میں تمہارے اوپر کوئی تکلیف نہیں ڈالنا چاہتا۔

عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں یہ عطا کر دے تو کوئی شخص تم سے یہ نہیں چھین سکتا۔ پھر اس کے بعد اپنے بیٹے ولید اور سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا تم نے کبھی گناہ کا ارتکاب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم نہیں۔ اس پر عبدالملک نے اللہ اکبر کہتے ہوئے کہا کہ رب کعبہ کی قسم مجھے تم سے یہی امید تھی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب عبدالملک کے بھائی عبدالعزیز نے ولید کے ولی عہد بنانے کی تجویز سے اتفاق نہ کیا تو عبدالملک نے اس کے لئے بدعا کی تھی کہ اللہم انہ قطعنی فاقطعه کہ اے اللہ! جس طرح (میرے بھائی) عبدالعزیز نے مجھ سے قطع تعلق کیا ہے آپ بھی اس کو قطع کر دیں۔ چنانچہ عبدالعزیز اسی سال انتقال کر گیا۔ جب عبدالعزیز کی موت کی اطلاع رات کے وقت عبدالملک کو ملی تو بہت غمگین ہوئے اور بہت روئے، ان کے ساتھ ان کے اہل خانہ بھی ان کی موت پر روئے لیکن ساتھ ساتھ عبدالملک اپنے سینوں کی نسبت سے دل ہی دل خوش بھی ہوئے کہ ان کو اپنے بعد ولی عہد بنانے کی امید دلائی تھی اور عبدالعزیز کی وفات سے یہ مسئلہ حل ہو گیا۔

اس سے قبل حجاج نے عبدالملک کو خط کے ذریعے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا تھا کہ وہ ولید کو ولی عہد بنادے اور اس سلسلے میں ایک وفد عبدالملک کی طرف روانہ بھی کیا جو عمران بن عاصم عثری کی ماتحتی میں تھا۔ جب وفد عبدالملک کے دربار میں داخل ہوا تو عمران بن عاصم نے کھڑے ہو کر بات کی اور وفد نے بھی اس سلسلے میں بات کی اور عبدالملک کو اس بات پر برا بیگنہ کیا کہ وہ ولید کو ولی عہد بنانے کا جلد از جلد اعلان کر دے۔ اس موقع پر عمران بن عاصم نے اشعار بھی کہے اور اس پر عمران بن عاصم نے چند مداحیہ اشعار کہے:

امیر المؤمنین الیک نہدی
علی النای التحیۃ والسلاما
احبینی فی بینک یکن جوابی
لہم عادیۃ ولنا قواما
فلوان الولید اطاع فیہ
جعلت لہ الخلافۃ والذماما
شسیہک حول قتہ قریش
بہ یستمطر الناس الغماما
ومثلک فی التقی لہم یضرب یوماً
لدن خلج القلائد والتماما
فان توثر اخاک لہا فانا
وجدک لانطیق لہا اتھاما
ولکننا نحاذر من بنیہ
بنی العلات مائرة سماما

ونخشی ان جعلت الملك فيهم
 سحاباً ان تعود لهم جهاما
 فلايك ساحلك غذا القوم
 وبعد غد بنوك هم العماما
 ولو انى حوت اخا بفضل
 اريد به المقالة والمقاما
 لعقب في بني علي بنية
 كذلك او لزيت له مراما
 فمن يك في اقارب صدوع
 فصدع الملك ابطوه التماما

ان اشعار میں جو بیان کی ہے اور لکھا ہے کہ اپنے بھائی کے لئے جس میں ولید کے لئے ان کی معزولی طلب کی ہے اور اللہ نے موت کو متعین کر دیا۔ عبدالعزیز کی موت عبدالملک سے ایک سال پہلے ہوئی اور جو ارادہ تھا اس کو پورا کر لیا ولید اور سلیمان سے۔

ولید اور سلیمان کے کئے عبدالملک کی بیعت..... عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید کے لئے بیعت کی اور پھر بیٹے سلیمان کے لئے اور یہ واقعہ عبدالعزیز کی وفات کے بعد پیش آیا۔ بیعت کا یہ واقعہ پہلے دمشق میں ہوا اور اس کے بعد دوسرے صوبوں اور علاقوں میں بیعت لی گئی۔ جب اس کی بیعت مدینہ میں لی گئی تو سعید بن مسیب نے بیعت سے انکار کر دیا اور کہا کہ عبدالملک کی حیات میں وہ کسی سے بیعت نہیں کریں گے۔ اس انکار کی وجہ سے مدینہ کے گورنر ہشام بن اسماعیل کو حکم دیا گیا کہ اس کو ساٹھ کوڑے لگائے جائیں، اس نے ان کو ساٹھ کوڑے لگائے اور پھر بالوں کے کپڑے پہنادئے اور ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینہ میں گشت کروایا۔ پھر گورنر نے حکم دیا کہ ان کو ثنیہ دباب لے جایا جائے۔ یہ وہ ثنیہ تھی جہاں پر لوگ نماز پڑھتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے۔ سعید بن مسیب کو لے کر وہاں پہنچے اور پھر وہاں سے واپس مدینہ لے کر گئے اور ان کو جیل میں بند کر دیا۔ اس کے بعد سعید بن مسیب نے ان سے کہا کہ واللہ لو أعلم انکم لا تقتلوننی لم ألبس هذا الثياب۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم مجھے قتل نہیں کرو گے تو میں کبھی یہ کپڑے نہیں پہنتا۔

پھر گورنر ہشام بن اسماعیل نے عبدالملک کو سعید بن مسیب کی مخالفت کے بارے میں آگاہ کیا۔ اس کے جواب میں عبدالملک نے یہ فرمان جاری کیا کہ اس کے ساتھ مزید سختی کی جائے اور اس کو مدینہ سے باہر نکال دیا جائے۔ اور پھر اس سے کہا کہ سعید تم سے زیادہ صلہ رحمی کا حقدار ہے اور وہ اس سختی کا مستحق نہ تھا جو تم نے ان کے ساتھ کیا اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ نہ تو ان کے اندر عداوت ہے اور نہ نافرمانی و بغض۔ نیز یہ بھی مروی ہے کہ عبدالملک نے گورنر سے کہا کہ سعید بن مسیب کیلئے مناسب یہ تھا کہ وہ بیعت کر لے، اگر وہ بیعت نہیں کرتا تو اس کی گردن اڑا دو یا پھر اس کو چھوڑ دو۔

علامہ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ جب ولید بن عبدالملک کی بیعت کا وقت آیا تو سعید بن مسیب نے بیعت سے انکار کر دیا تو اسی وقت مدینہ کے گورنر نے ان کو کوڑے لگائے۔ اس زمانے میں گورنر جابر بن اسود بن عوف تھا اور ساٹھ کوڑے بھی اسی نے لگائے تھے اور پھر جیل میں بھی اسی نے بند کروایا تھا۔ واللہ أعلم بالصواب۔

ابو مخنف، ابو معشر اور واقدی نے کہا ہے کہ اسی سال مدینہ کے گورنر ہشام بن اسماعیل مخزومی نے لوگوں کو حج کروایا۔ ہشام بن اسماعیل حجاج کے ساتھ عراق اور مشرقی علاقوں میں بھی رہے تھے۔ علامہ بن کثیر کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ اسی سال ابان بن عثمان بن عفان جو مدینہ کے امیر تھے کا انتقال ہوا جو مدینہ کے فقہاء عشرہ میں سے تھے، تکی بن قطان کا کہنا بھی یہی ہے۔ محمد بن سعد نے لکھا ہے کہ وہ ثقہ تھے البتہ وہ اونچا سننے والے تھے اور برص کے مریض تھے اور موت سے قبل ان کو فاجعہ ہوا تھا۔ واللہ أعلم بالصواب۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، عمرو بن حریث، عمرو بن سلمہ، واثلہ بن الاسقع وغیرہ حضرات رضی اللہ عنہم صفہ میں رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور حیات میں واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کا مفہوم ہے کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تمہاری میرے بعد کیا حالت ہوگی، جب تم

پیٹ بھر کر کھانا کھاؤ گے، گندم کی روٹی اور زیتون کے تیل سے اور مختلف قسم کے لباس زیب تن کرو گے، تم اس دن بہتر ہو یا آج کے دن؟ حضرت واثلہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آج کے دن۔ تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم آج کے دن اس دن سے بہتر ہو۔ حضرت واثلہ فرماتے ہیں کہ وہ دن ہم سے چلے گئے ہم نے مختلف قسم کے کھانے اور لباس اور سواریاں استعمال کیں، پھر تبوک کی تیاری کی اور دمشق کو فتح کر لیا اور وہاں مسجد بنوائی۔ تمر لنگ کے زمانہ میں یہ مسجد فنا ہو گئی اور صرف نشانات باقی رہ گئے۔ اس مسجد کے مشرقی دروازہ پر پانی کا کنواں تھا۔ خالد بن یزید قریش میں علوم و فنون کا جاننے والا تھا۔ آپ کو علم کلام اور علم کیمیا میں مہارت حاصل تھی۔ آپ نے مریانش راہب سے بھی استفادہ کیا۔ خالد اپنے باپ کے مثل فصیح، بلیغ، شاعر اور منطقی تھا۔

ایک مرتبہ آپ عبد الملک بن مروان کے دربار میں حکم بن ابی العاص کی موجودگی میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے شکایت کی کہ ان کا بیٹا ولید اپنے بھائی عبد اللہ بن یزید کی حقارت کرتا ہے۔ عبد الملک نے کہا:

ان الملوک اذا دخلوا قریئاً افسدوها وجعلوا اعزۃ اهلها اذلة
تو خالد نے جواب دیا کہ:

واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا متر فيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدمیرا (سورة الاسراء)

اس کے بعد خالد اور عبد الملک کے درمیان بحث شروع ہو گئی۔ آخر میں خالد نے کہا کہ حکم لطائف کی نفی کرتے تھے اور بکریاں چراتے تھے اور بڑے سخی لوگ ان کے پاس کھانا کھاتے۔ حتیٰ کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی اپنے دور حکومت میں ان کے پاس ٹھہرے۔ اس پر ولید خاموش ہو گیا۔ حیران ہو کر جواب نہ دے سکا۔

۸۶ھ میں پیش آمدہ واقعات

اسی سن میں حجاج کے نائب قتیبہ بن مسلم نے مرو اور خراسان کے علاقوں پر چڑھائی کی، ترکوں اور کفار کے دوسرے کئی علاقوں پر قبضہ کیا اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور مال غنیمت سمیٹ لی اور کئی سارے قلعوں پر قبضہ کر لیا، پھر قتیبہ بن مسلم پیچھے لوٹ گیا اور لشکر آگے چلا گیا۔ حجاج کو جب اس کا پتہ چلا تو اس کو اس حرکت پر ملامت کی اور کہا کہ اگر تم دشمن کے علاقے پر حملہ کرنا چاہتے ہو تو تجھے مقدمہ انجیش میں ہونا چاہیے اور جب تم واپس آنے کا ارادہ رکھتے ہو تو پھر تجھے فوج کے پچھلے دستہ میں ہونا چاہیے تاکہ دشمن جنگی حکمت عملی سے دوبارہ پلٹ کر حملہ نہ کر سکے۔ یہی جنگ کا عمدہ طریقہ ہے اور پہلے سے چلا آ رہا ہے۔

قیدیوں میں ایک عورت برمک کی بیوی تھی۔ قتیبہ بن مسلم نے یہ عورت اپنے بھائی عبد اللہ بن مسلم کو ہدیہ دے دی تھی۔ عبد اللہ نے اس سے مباشرت کی جس کے نتیجے میں وہ حاملہ ہو گئی پھر قتیبہ نے قیدیوں کے ساتھ احسان کیا اور ان کو رہا کر دیا اس عورت کو بھی اس کے شوہر کے حوالے کر دیا جبکہ یہ عبد اللہ بن مسلم کی حاملہ تھی۔ ولادت کے بعد اسلام قبول کرنے تک ان کا بچہ بھی انہیں میں رہا۔ پھر اس بچے کو لیکر وہ بنی عباس کے دور میں آئے تھے جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔ جب قتیبہ بن مسلم خراسان کی طرف لوٹا تو بلتار کے سرداروں نے ان کا بڑے تحفے تحائف سے استقبال کیا اور ان کو ایک سونے کی چابی بھی ہدیہ کی۔

اسی سن میں شام، بصرہ اور واسط میں طاعون کی وبا پھیلی، جس کو طاعون فحیات کا نام دیا گیا۔ کیونکہ یہ طاعون شروع میں عورتوں میں پھیلا تھا۔ اسی سال مسلمہ بن عبد الملک نے روم کے شہروں میں جنگ شروع کی اور بہت سوں کو قتل کیا اور قیدی بنائے اور بہت سارا مال غنیمت بھی سمیٹ لیا، اور روم کے مشہور قلعے بولق اور آخرم کو بھی فتح کر لیا۔ اسی سال عبد الملک نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو مصر کا حاکم بنایا اور یہ تقریب عبد العزیز کی وفات کے بعد منعقد ہوئی۔ چنانچہ عبد اللہ مصر کی امارت کا عہدہ سنبھالنے کے لئے جمادی الثانیہ ۸۶ھ میں پہنچا۔ جبکہ اس کی عمر ستائیس سال تھی۔

اسی سال روم کا بادشاہ آخرم لوری کا انتقال ہوا۔ اسی سال حجاج نے یزید بن مہلب کو گرفتار کیا تھا۔ اسی سال هشام بن اسماعیل مخزومی نے لوگوں

کو حج کرایا۔ اسی سال ابو امامہ باہلی اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ کا انتقال ہوا۔ ایک قول کے مطابق عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔ عبداللہ بن حارث فتح مصر کے وقت موجود تھے اور وہیں رہائش پذیر رہے اور مصر میں یہی وہ آخری صحابی ہیں جن کا انتقال ہوا۔ نیز ۸۶ھ کے ماہ شوال میں امیر المومنین عبدالملک کا بھی انتقال ہوا۔

اموی خلفاء کے والد عبدالملک بن مروان

شجرہ نسب..... ان کا پورا شجرہ نسب یہ ہے:

عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ ابوالولید لا موی۔

ان کی والدہ کا شجرہ نسب یہ ہے:

عائشہ بنت معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ان کی سماعت ثابت ہے۔ نیز اپنے والد کے ساتھ ان کے گھر بھی جا چکے ہیں جبکہ ان کی عمر دس سال تھی۔ یہ وہ پہلے شخص تھے جو لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ۴۲ھ میں روم کے علاقوں میں چل پھر کر آئے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں مدینہ والوں کے امیر مقرر ہوئے، امارت کا یہ عہدہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے سپرد کیا تھا، ان کا اٹھنا، بیٹھنا، فقہاء، علماء، نیک اور عبادت گزار لوگوں میں ہوتا تھا۔

عبدالملک اور رولیت حدیث..... انہوں نے رولیت حدیث اپنے والد کے علاوہ دوسرے حضرات سے بھی کی ہے، جن میں حضرت جابر، ابوسعید خدری، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، معاویہ، ام سلمہ، بریرہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ ان سے بھی ایک عظیم جماعت نے روایت کی ہے جن میں خالد بن معدان، عروہ، زہری، عمرو بن الحارث، رجاء بن حیوہ، جریر بن عثمان شامل ہیں۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے ان کا نام قاسم رکھا تھا، اسی لئے ان کی کنیت ابو قاسم بیان کی جاتی تھی، پھر اس کا نام تبدیل کر کے عبدالملک رکھ دیا۔ ابن ابی خثیمہ مصعب بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ یہ وہ پہلے شخص تھے کہ اسلام میں جس کا نام عبدالملک رکھا گیا۔ نیز ابن ابی خثیمہ کا کہنا ہے کہ اسلام میں جن کا نام سب سے پہلے احمد رکھا گیا وہ خلیل بن احمد العروسی کے والد ہیں۔

عبدالملک اور بیعت..... ان کی خلافت کی بیعت ان کے والد مروان کی زندگی میں ۶۵ھ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کی گئی۔ ان کی خلافت مصر اور شام کے علاقوں میں سات سال تک رہی جبکہ دوسرے علاقوں میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم تھی لیکن ۷۳ھ میں جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ پیش آیا تو تمام علاقوں پر ان کی خلافت قائم ہوئی۔ عبدالملک اور یزید کی ولادت ۲۶ھ میں ہوئی تھی۔ عبدالملک خلافت سے پہلے عباد اور زہاد میں شمار ہوتے تھے، نیز ان فقہاء میں ان کا شمار ہوتا تھا جو ہر وقت مسجد میں رہتے تھے اور تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہتے تھے۔ عبدالملک قد وقامت کے لحاظ سے متوسط القامت مردوں میں تھے لیکن چھوٹے قد والے معلوم ہوتے تھے۔ ان کے دانتوں پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ ان کا منہ اکثر کھلا رہتا تھا، بسا اوقات غفلت کی وجہ سے کبھی اندر چلی جاتی تھی، اسی لئے یہ الذہاب کے نام سے مشہور تھے۔ جسامت کے لحاظ سے نہ زیادہ نحیف ولا غر تھے اور نہ زیادہ موٹے و فربہ تھے۔ ان کی دونوں ہنویں ملی ہوئی تھیں، آنکھیں نیلی نیلی اور بڑی تھیں، پتلی ناک، وجیہ چہرہ، سر اور داڑھی کے بال سفید تھے لیکن کبھی خضاب نہیں لگایا۔ لیکن بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بعد میں خضاب لگانے لگے تھے۔

نافع کا کہنا ہے کہ میں نے مدینہ میں عبدالملک سے زیادہ چاق و چوبند، سیروسیاحت کرنے والا اور کتاب اللہ پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اعمش ابوالزناد سے روایت ہے کہ مدینہ کے فقہاء چار اشخاص تھے، ایک سعید بن المسیب، دوسرے عروہ، تیسرے قبیصہ بن زویب اور چوتھے عبدالملک بن مروان لیکن ان کا شمار فقہاء میں امارت سے پہلے ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ لوگوں نے بیٹے جنے ہیں جبکہ مروان نے باپ جنا ہے

یعنی عبدالملک۔ ایک دن جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کا ان کی امارت کے بارے میں اختلاف رائے دیکھا تو کہا کہ کاش! اس لڑکے کی امارت میں سب کا اتفاق ہوتا۔

عبدالملک بن مروان کا کہنا ہے کہ میں بریدہ بن حصیب کی مجالس میں شرکت کیا کرتا تھا، ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ اے عبدالملک تمہارے اندر خصوصیات ہیں اور تم اس قابل ہو کہ تم اس قوم کی سربراہی کر سکو۔ یاد رکھو! ناحق کسی کا خون بہانے سے اجتناب کرنا اس لئے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ:

ان الرجل ليدفع عن باب الجنة بعد ان ينظر اليها على محجمة من دم يريه من مسلم
بغير حق جنت دیکھ لینے کے بعد وہاں سے ایک آدمی کو دھتکا، نکالا جائے گا جب اس کی تلوار سے ناحق مسلمان کا خون بہتا ہوا دیکھا جائے گا۔
عبدالملک کو ولایت ملنے سے پہلے معاویہ اور عمرو بن العاص نے ایک لمبے واقعے میں ان کی تعریف کی ہے۔
سعید بن داؤد زبیری، مالک اور یحییٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ پہلا وہ شخص جس نے ظہر اور عصر کے درمیان نماز پڑھی وہ عبدالملک بن مروان اور اس کے ساتھ چند نوجوان تھے۔ اس پر سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ بکثرت نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا عبادت نہیں ہے بلکہ عبادت امور الہیہ میں غور و فکر کرنے اور محرمات سے بچنے کا نام ہے۔ امام شعبی نے کہا ہے کہ میں نے کسی مجلس میں اپنے سے زیادہ فضیلت والا کسی کو نہیں پایا سوائے عبدالملک بن مروان کے، اس لئے کہ جب بھی میں کوئی بات کہتا تو وہ اس میں اضافہ کرتے۔ اور جب بھی میں کوئی شعر کہتا تو وہ اس میں اضافہ کرتے۔ خلیفہ بن خیاط نے ذکر کیا ہے کہ معاویہ نے مروان کو ۵۵ھ میں خط لکھا جبکہ مروان مدینہ میں معاویہ کا نائب تھا، خط میں لکھا تھا کہ اپنے بیٹے عبدالملک کو مدینہ کے وفد میں شامل کر کے بھیج دیں جو معاویہ بن خدیج کی معیت میں مغرب کے شہروں کی طرف جارہا ہے۔ نیز اس میں عبدالملک کی ان علاقوں میں مجاہدانہ صلاحیت و اہلیت کا بھی ذکر کیا گیا تھا۔

عبدالملک مدینہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ واقعہ حرہ پیش آیا اور ابن الزبیر بلاد حجاز پر غالب آگئے اور بنو امیہ کو وہاں سے جلا وطن کیا، پھر اپنے باپ کے ساتھ شام چلے گئے اور تمام اہل شام نے ان کے والد کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور وہ نو ماہ تک امیر المؤمنین بنے رہے۔ اس کے بعد عبدالملک کو ولی عہد بنایا اور پھر عبدالملک امیر بن گئے۔ رمضان کے شروع میں یاربیع الاول ۵۶ھ میں مستقل طور پر عبدالملک امیر بنادئے گئے اور جمادی الاولیٰ ۵۷ھ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد لوگوں نے متفقہ طور پر عبدالملک کو اپنا خلیفہ اور امیر تسلیم کر لیا اور تمام بلاد پر ان کی امارت قائم ہو گئی۔
ثعلب نے ابن الاعرابی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب عبدالملک کو پوری طرح اقتدار مل گیا اور اس کی خلافت قائم ہو گئی تو ان کی گود میں قرآن پاک تھا اس کو بند کر دیا اور کہا کہ هذا فراق بینی و بینک یعنی آج میرے اور تیرے درمیان بعد اور دوری پیدا ہو گئی۔
ابو الطفیل کا کہنا ہے کہ عبدالملک کے لئے ایوان امارت کو وسیع اور کشادہ کیا گیا اور اس میں تزئین و آرائش کی گئی تھی۔ یہ اس میں داخل ہوئے اور پھر کہا کہ لقد كان حشمة الاحوازي یعنی عمر بن الخطاب۔

عبدالملک خون بہانے میں بڑا دلیر تھا اور بڑا غلغلہ، ہوشیار و بیدار مغز اور سیاسی معاملات کو بخوبی سمجھنے والا امیر تھا، وہ کسی معاملے میں بھی دوسروں پر بھروسہ نہیں کرتا تھا۔ اس کی ماں عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص تھی اور اس کا والد معاویہ تھا جس نے حضور ﷺ کے چچا کی ناک جنگ احد میں کاٹی تھی۔

سعید بن عبدالعزیز کا کہنا ہے کہ جب عبدالملک عراق کی طرف مصعب بن عمیر سے لڑنے نکلے تو اس کے ساتھ یزید بن اسود الجرش بھی نکلے تھے۔ جب دونوں جماعتوں کی آپس میں مذہبیٹھڑ ہوئی تو یزید بن اسود نے دعا کی کہ اے اللہ! ان دونوں پہاڑوں کے درمیان رکاوٹ حائل کر دے اور ان دونوں میں سے جو تجھے پسندیدہ ہو اس امارت عطا کر دے۔ اس کے بعد عبدالملک کامیاب ہوا، حالانکہ مصعب بن زبیر عبدالملک کیلئے مشکل ترین آدمی تھا ہم نے اس سے قبل عبدالملک کا مصعب بن زبیر کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کر دیا ہے۔

سعید بن عمر نے مزید لکھا ہے کہ جب عبدالملک کی خلافت کیلئے بیعت مکمل ہو گئی تو عبداللہ بن عمر نے ان کو خط لکھا کہ:

بسم الله الرحمن الرحيم

عبداللہ بن عمر کی طرف سے امیر المومنین عبدالملک کے نام خط۔

بعد از سلام! اللہ وحد لا شریک کی تعریف کے بعد میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ تم راعی (نگہبان، امیر) ہو اور ہر راعی سے اس کی رعیت (ماتحت) کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ حدیث مبارک کے مفہوم کو بیان کرنے بعد قرآن کریم کی آیت تحریر کی کہ اللہ لا الہ الاہو لیجمعنکم الی یوم القیمة لاریب فیہ ومن اصدق من اللہ حدیثاً، (سورۃ النساء ۸۷) یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہی تمہیں قیامت کے دن ضرور جمع کرے گا، جس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں، اور اللہ سے زیادہ سچا اور کون ہے؟

علامہ واقدی نقل کر رہے ہیں کہ مجھے ابن ابی میسرہ نے ابو موسیٰ الخياط اور ابی کعب کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اے اہل مدینہ! مجھ پر سب سے زیادہ ایک امر کا التزام ضروری ہے، ملک کے مشرقی علاقوں سے ہمارے پاس بہت سی احادیث پہنچی ہیں، ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں، اس لئے تم لوگ بھی اپنے لئے اسی چیز کو لازم پکڑو جو اس قرآن پاک میں ہے اور جسے تمہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہنچایا ہے اور اپنے فرائض پر اچھی طرح عمل پیرا ہو جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمہیں لگایا ہے۔

انہوں نے اس معاملہ میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اور یہ کیا ہی خوب مشیر تھے۔ اسلام کے معاملہ میں انہوں نے جو مناسب سمجھا فیصلہ کر دیا اور وجہ اختلاف کو ختم کر دیا۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے پچھتر (۷۵) ہجری میں حج کیا، ابن زبیر کے قتل کے دو سال بعد جس میں ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا، مجھ سے پہلے جو خلفاء تھے وہ مال کھاتے تھے اور کھلاتے تھے اور میں اللہ کی قسم اس امت کی بیماری کی دوا تلواریں کے ساتھ کروں گا اور میں کمزور خلیفہ نہیں ہوں۔ یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح اور مدائن خلیفہ ہوں یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ اور نہ ہی عیب دار خلیفہ ہوں یعنی یزید بن معاویہ۔ اور پھر فرمایا کہ لوگوں میں تم سے ہر طرح کے مالی حقوق وصول کر لوں گا اور عمرو بن سعید اور اس کے بیٹے کا حق قرابتداری کا ہے اور ذریا اور فرمایا کہ تم یہ بات غائبین تک پہنچا دو۔

اصمعی کی روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان سوار ہوئے۔ ان کا اونٹ چلانے والا یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

یا ایہا البکر الذی ادا کا
علیک سہل الارض فی ممشاکا
ویحک هل تعلم من غلاکا
خلیفۃ اللہ الذی امتطاکا
لم یحب بکراً مثل ما حباکا

جب عبدالملک نے یہ اشعار سنے تو فرمایا، اے فلاں نے میں نے آپ کے لئے دس ہزار کا حکم دے دیا۔ پھر عبدالملک نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ زبان بھی انسان کا ایک حصہ ہے اور ہم اپنے اس قیام کے بعد خاموشی اختیار کرتے ہوئے لغو اور بے کار باتوں سے بچنے کے لئے بڑوں جیسی باتیں کرتے ہیں۔ ہماری کوتاہیاں جڑ پکڑ گئی ہیں اور اس کی شاخیں جھکی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد موقع محل اور مختصر اور جامع مانع کلام کریں گے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ عبدالملک کو کسی نے کہا کہ آپ جلدی بوڑھے ہو گئے۔ جواب دیا کہ کیوں بوڑھا نہ ہوں۔ میں اپنی عقل کو لوگوں میں ہفتہ میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ استعمال کر رہا ہوں۔

ایک دوسرے شخص نے بھی عبدالملک سے سوال کیا تھا کہ آپ جلدی بوڑھے ہو گئے۔ جواب دیا کہ منبر پر چڑھنے اور بات کے خوف کی وجہ سے۔ ایک شخص عبدالملک کے سامنے بات کرنے میں ہزاروں مرتبہ پھسلا۔

زہری فرماتے ہیں کہ عبدالملک نے فرمایا کہ علم عنقریب اٹھ جائے گا۔ جس شخص کے پاس ہے جلدی سے پیش کرے، نہ خیانت کرے اور نہ پہلو تہی کرے۔ اس کے علاوہ عبدالملک کے خطبے میں وعظ و نصیحت کی باتیں ہوتی تھیں۔

ایک مرتبہ عبدالملک کا ایک پیسہ ایک کنویں میں گر گیا۔ پھر تیرہ (۱۳) دینار دے کر نکلوا یا۔ کسی نے اعتراض کیا تو فرمایا کہ اس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا۔ جب لوگوں میں فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھتے تو لوگ سر پر تلوار لے کر کھڑے ہو جاتے اور یہ اشعار پڑھتے تھے:

اِنَّا اِذَا نَالَ السَّامِعُ لِقَائِى الْهُوٰى
وَاضْطَرَعَ النَّاسُ بِالْبَاهِمِ
نَقَضِىْ بِحُكْمِ عَادِلٍ فَاَصْلُ
لَا نَجْعَلُ الْبَاطِلَ حَقًّا وَلَا
نُلْفِطُ دُونَ الْحَقِّ بِالْبَاطِلِ
نَخَافُ اِنْ تَسَفَّاهُ اَحْلَامُنَا
فَنَجْهَلَ الْحَقَّ مَعَ الْجَاهِلِ

اعمش فرماتے ہیں کہ انس بن مالک نے عبدالملک کو خط لکھا جس میں حجاج کی شکایت کی تھی اور لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص عیسیٰ بن مریم کی خدمت کرے تو نصاریٰ اس کو معزز سمجھیں گے اور اگر موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کرے یا ان کو دیکھے تو یہود اس کو محترم سمجھیں گے اور میں رسول اللہ ﷺ کا خادم ہوں اور ساتھ کھانا کھایا ہے اور نکلا ساتھ اور ساتھ داخل ہوا اور دشمنوں سے جہاد کیا جبکہ حجاج نے مجھے تکلیف پہنچائی اور ایسا ایسا کیا۔ عبدالملک خط سن کر رونے لگا اور غصہ ہوا۔ پھر ایک سخت خط حجاج کی طرف لکھا۔ جس کی وجہ سے حجاج نے معذرت کی۔

کسی نے لکھا ہے کہ ایک شخص عبدالملک کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے آپ سے تنہائی میں ایک بات کرنی ہے۔ اس پر عبدالملک نے ان سے کہا کہ ٹھیک ہے مگر تین باتوں سے بچتے رہنا، ایک یہ کہ میری مدح سرائی سے بچنا، دوسری بات یہ کہ مجھ سے جھوٹ مت بولنا اور تیسری بات یہ کہ میری رعیت میں سے کسی کے بارے میں کچھ مت کہنا۔

اسی طرح ایک شخص ایک دور جگہ سے عبدالملک کے پاس آیا تو اس سے کہا کہ چار باتوں کے علاوہ جو چاہو کہو، اول یہ کہ میری تعریف نہ کرنا، دوم یہ کہ میرے سوال کے مطابق جواب دینا، سوم یہ کہ مجھ سے جھوٹ مت بولنا اور چہارم یہ کہ میری رعایا کے خلاف مجھے نہ بھڑکانا۔ اجمعی فرماتے ہیں کہ عبدالملک کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے ان کے خلاف خروج کیا تھا۔ حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دو۔ اس شخص نے کہا کہ آپ کی طرف سے میرا یہ بدلہ ہے۔ اس سے پوچھا کہ پھر کیا بدلہ ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میں جس شخص کے ساتھ بھی نکلا ہوں وہ ناکام ہوا اور شکست کھائی اور ان کا لشکر منتشر ہوا۔ یہ بات سن کر ہنسی آگئی اور چھوڑ دیا۔ عبدالملک سے کسی نے پوچھا کہ کونسا شخص سب سے بہتر ہے؟ تو فرمایا کہ جو بلندی کے بجائے تواضع کرے اور قدرت کے باوجود ہذا اختیار کرے اور انتقام قدرت کے باوجود نہ لے۔ بہترین مال وہ ہے جو قابل تعریف ہو یا مذمت کو دور کرے۔ یہ کبھی نہ کہو کہ کون پالے گا۔ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ اور عیال ہے۔

عبدالملک نے اپنی اولاد کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا کہ ان کو سچ سکھاؤ۔ جیسے کہ قرآن سکھایا جاتا ہے اور ان کو کمینہ پن سے بچاؤ اس لئے کہ وہ لوگ برے ہیں۔ ان میں خیر کی رغبت کم ہوتی ہے۔ انہیں حسد سے بچاؤ اور بالوں کو چھوٹے کرو تا کہ گردن مضبوط ہو اور گوشت کھلاؤ تا کہ صحت مند ہوں۔ ان کو اشعار سکھاؤ اور عرضا مسواک کرنا سکھاؤ اور پانی کو چوسنا اور کپڑوں کو نہ سیننا، ان باتوں کو سیکھ کر یہ باعزت ہو جائیں گیا اور لوگوں میں ذلیل نہ ہوں گے۔

ہشیم بن عدی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک نے لوگوں کو اپنے پاس آنے کی خصوصی اجازت دی۔ چنانچہ ایک خستہ حال شخص نے دخول کی اجازت چاہی لیکن چوکیداروں نے اجازت نہ دی۔ یہ شخص عبدالملک کے پاس ایک رقعہ پھینک کر چلا گیا اور پتہ بھی نہ چلا کہ کہاں غائب ہوا۔ اس رقعہ میں لکھا ہوا تھا کہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا الانسان ان اللہ قد جعلک..... الخ

ترجمہ:..... اے انسان! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان کھڑا کر دیا ہے، پس تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کر، جو تجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دے گی اور یقیناً جو لوگ اللہ کے راستے سے بھٹک جاتے ہیں، ان کے لئے سخت عذاب ہے بوجہ اس کے کہ انہوں نے حساب کتاب کے دن کو بھلا دیا تھا۔ اور کیا وہ یقین نہیں کرتے کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے جس دن لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے، اس دن سب لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے جمع ہوں گے اور وہ حاضری کا دن ہوگا۔ اور ہم انسان کو ایک متعینہ مدت تک مہلت دیتے ہیں۔ اور یہ ان کے ویران گھر ہوں گے بوجہ ان گناہوں کے جو انہوں نے کئے تھے۔ اور میں تجھے اس دن سے ڈراتا ہوں جس دن پکارنے والا پکارے گا کہ ان لوگوں کو اور ان کے جوڑوں کو جمع کر لو جنہوں نے ظلم کیا۔ خبردار ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

اس مکتوب کو پڑھ کر عبد الملک کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا اور وہ حرم سرائے میں داخل ہوا اور کئی دنوں تک اس کے چہرے کا رنگ تبدیل رہا۔ زر بن حیش نے عبد الملک کو خط لکھا تھا، اس کے آخر میں لکھا تھا کہ اے امیر المؤمنین! تجھے کہیں درازی عمر کا لالچ اس لئے پیدا نہ ہو کہ بظاہر تیری صحت اچھی ہے، تجھے اپنا حال خود ہی اچھا معلوم ہو جائے گا اور جو لوگ تجھ سے پہلے جو کچھ کہہ گئے ہیں اس کو مت بھولنا۔ ترجمہ: جب لوگوں کی اولادیں پیدا ہوں گی اور ان کے جسم بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گئے۔ اور ان کو ہر وقت بیماریاں لگی رہیں، تو یاد رکھ لو کہ! یہ ایسی کھیتیاں ہیں کہ جن کے کٹنے کا وقت قریب آچکا ہے۔ عبد الملک نے جب اس خط کو پڑھا تو روتے روتے اس کے کپڑے تر ہو گئے اور پھر کہا کہ صدق زر یعنی زر بن حیش نے سچ کہا۔ اگر وہ اس کے علاوہ کچھ اور لکھتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔

عبد الملک نے سنا کہ اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت کا تذکرہ کرتی ہے تو فرمایا کہ میں تم کو منع کرتا ہوں۔ وہ امراء کے حق میں سخت اور رعیت کے حق میں بھی سخت تھے۔

عبد الملک ام الدرداء کے حلقہ میں مسجد کے پچھلے حصے میں داخل ہوئے۔ دمشق میں ایک دن انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے عبادت اور افعال حج کے بعد شراب پی ہے اور دوسری چیز کا تذکرہ کیا۔ اتنے میں ان کا غلام آ گیا، جس کو کسی کام سے بھیجا ہوا تھا۔ پھر اس کو کہا کہ تجھے کس چیز نے روک لیا تھا۔ اللہ کی تجھ پر لعنت ہو۔ ام الدرداء نے فرمایا کہ امیر المؤمنین ایسا مت کرو۔ میں نے ابوالدرداء سے سنا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے تھے کہ جنت میں لعنت کرنے والا داخل نہ ہوگا۔

عبد الملک بن مروان نے ایک مرتبہ کہا کہ مجھے نیکی کرنے سے خوشی اور برائی کرنے سے خوف نہیں ہوتا۔ سعید نے کہا کہ اب آپ کے دل کی موت کامل ہو گئی ہے۔ اس میں حیات نافعہ ختم ہو چکی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بغیر ایمان کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ مومن وہ ہے جس کو نیکی خوش کرے اور برائی پریشان کرے اور جب نیکی سے خوشی اور برائی سے خوف نہ ہو تو وہ دل مردہ ہے۔ اس میں ایمان نہیں۔ اگرچہ وہ اپنی زبان سے اقرار کرے اور اپنے اعضاء سے عمل بھی کرے۔

اصمعی کی ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ عبد الملک فصیح و بلیغ خطبہ دے رہا تھا، اچانک اس کو روک کر رونے لگا اور پھر کہا:

یارب! ان ذنوبی عظیمہ، وان قليل عفوک اعظم منها، اللہم فامح بقليل عفوک عظیم ذنوبی یعنی اے میرے پروردگار! میرے گناہ بڑے اور بہت زیادہ ہیں اور یقیناً آپ کا کم سے کم معاف کرنا ان گناہوں سے کہیں زیادہ ہے، اے میرے اللہ! اپنے قلیل عفو سے میرے عظیم گناہوں کو معاف فرمادیں۔

راوی کا کہنا ہے کہ جب حسن کو یہ خبر ملی تو وہ رونے لگا اور پھر کہا کہ لو کان کلام یکتب باطل بالذہب لکتب هذا الکلام کہ اگر کوئی کلام سونے سے لکھنے کے قابل ہوتا تو یہ کلام سونے سے لکھا جاسکتا تھا۔ حسن کے علاوہ دیگر لوگوں نے بھی اس دعا کے بارے میں حسن جیسی رائے کا اظہار کیا ہے۔

مسہر الدمشقی کا بیان ہے کہ عبدالملک بن مروان کے سامنے ایک مرتبہ دسترخوان لگایا گیا تو اس نے خادم سے کہا کہ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو بلا لاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین! وہ تو وفات پا چکے ہیں۔ عبدالملک نے کہا کہ اس کے باپ عبداللہ بن خالد بن اسید کو بلا لاؤ، اس پر خادم نے کہا کہ وہ بھی وفات پا چکے ہیں۔ پھر عبدالملک نے کہا کہ خالد بن یزید بن معاویہ کو بلاؤ تو خادم نے کہا کہ وہ بھی مر چکے ہیں۔ اس کے بعد عبدالملک نے بہت سارے لوگوں کے نام لئے کہ فلاں فلاں کو بلاؤ بلکہ بہت سے ایسے لوگوں کو بھی بلانے کا حکم دیا جن کے بارے میں اسے معلوم تھا کہ وہ مر چکے ہیں۔ لیکن سب کے بارے میں یہی جواب ملا کہ وہ تو مر چکے ہیں تو پھر عبدالملک نے دسترخوان اٹھانے کا حکم دیا اور پھر یہ شعر پڑھا:

ذهب لداتی و انقضت ایامهم وغیرت بعدہم و لست بخالد

”میری عمر کے لوگ گزر چکے ہیں اور ان کا زمانہ گزر چکا ہے۔ ان کے بعد میں بچا ہوا ہوں۔ لیکن میں بھی ہمیشہ رہنے والا نہیں ہوں۔“

کہتے ہیں جب عبدالملک کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے لڑکے ولید کو روتا ہوا دیکھ کر کہا، یہ باندیوں اور کنیزوں کی طرح رونا کیسا؟ پھر عبدالملک نے اپنے لڑکے سے کہا جب میری روح نکل جائے کمر کس لینا، ہمت اور حوصلہ سے کام لینا، چیتے کی طرح ہوشیار اور چوکنا رہنا، ہمیشہ حالات کا احتیاط سے جائزہ لینا، قریش سے محتاط رہنا، اے ولید تجھے خلیفہ بنایا گیا ہے، اس بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میری وصیت کو یاد رکھنا، میرے بھائی معاویہ پر نظر کرم رکھنا، میرے بھائی محمد پر بھی دست شفقت رکھنا اسے جزیرہ کا حاکم بنانا، معزول نہ کرنا، میرے عم زاد علی ابن عباس کا خیال رکھنا اگرچہ اس نے ہم سے محبت کا رشتہ ناطہ توڑ دیا ہے لیکن پھر بھی اس کا ہمارے ساتھ نسبی تعلق ہے اور ہم پر اس کا حق ہے جس کی پاسداری ضروری ہے نیز حجاج بن یوسف کے ساتھ اعزاز و اکرام کا معاملہ رکھنا کیوں کہ اس نے تمہارے دشمنوں کو زیر کر کے تمہارے لئے ملک حاصل کیا، خوارج کی بیخ کنی کی، تم تمام بھائی افتراق و انتشار سے بچ کر ہمیشہ اتفاق و اتحاد سے رہنا اور ایک ماں کی اولاد بن کر ایک رہنا، جنگ میں احرار بن کر رہنا، نیکی کے لئے منارہ بنے رہنا اور جنگ بھی قبل از وقت موت نہیں لاسکتی نیکی، انسان کی نیک نامی اور قلوب میں محبت کا ذریعہ ہے اور نیکی ہی انسان کے ذکر جمیل کا سبب بنتی ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا میں مرجاؤں تو لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف دعوت دینا، انکار کرنے والوں کو تلوار کے حوالے کرنا، اپنی بہنوں کا بھی خیال رکھنا، خصوصاً فاطمہ سے حسن سلوک کرنا، اس نے ماریہ کی دونوں بالیاں اور درنایاب اسے دیئے تھے اور کہا اے اللہ اس کے بارے میں میری حفاظت فرماتا۔ اس نے اس کی شادی اپنے عم زاد عمر بن عبدالعزیز سے کر دی تھی۔ عبدالملک نے اپنی موت کے وقت غسل کے بارے میں سنا کہ وہ کپڑے دھوتا ہے، اس نے کہا کہ کاش میں بھی غسل ہوتا روزانہ میں اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتا اور میں خلیفہ نہ بنتا، پھر اس نے تمثیل کے طور پر چند اشعار پڑھے:

- (۱)..... میں نے ایک طویل عرصہ حکومت میں گزارا اور ساری دنیا میرے تابع ہو گئی۔
- (۲)..... میں نے لوگوں کو عمدہ مال اور مثبت و منفی احکام دیئے اور تمام جابر بادشاہ میرے تابع ہو گئے۔
- (۳)..... لیکن وہ تمام عمور جن سے دنیا میں مجھے مسرت حاصل ہوتی وہ ایک بیٹھے اور شیریں خواب کی طرح گزر گئے۔
- (۴)..... کاش میں حکومت میں اتنی دلچسپی نہ لیتا اور میں خوش گوار زندگی کو وسعت نہ دیتا۔ معاویہ بن ابی سفیان نے بھی بوقت وفات یہ اشعار کہے تھے۔

ابو مسہر کا قول ہے، مرض الوفات میں عبدالملک سے اس کا حال پوچھا گیا، اس نے جواب دیا میرا حال وہی ہے جو قرآن کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے اور تم ہمارے پاس فردا فردا آؤ گے جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ سعید بن عبدالعزیز کا قول ہے عبدالملک نے بوقت وفات محل کے دروازے کھولنے کا حکم دیا دروازے کھلنے کے بعد اس نے محل میں دھوبی کو دیکھ کر کہا کاش میں بھی دھوبی ہوتا اور روزانہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا۔ جب سعید بن المسیب کو اس کی بات بتائی گئی تو انہوں نے فرمایا تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے موت کے وقت ان جیسے لوگوں کو بھی ہماری طرف بھگایا اور ہم کو ان کی طرف نہیں بھگایا۔ راوی کا قول ہے عبدالملک اپنی وفات کے وقت پشیمان تھا اور اپنا سر پیٹ رہا تھا اور کہتا تھا کہ کاش میں روزانہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا اور اللہ کی اطاعت و عبادت میں مشغول رہتا۔

کسی کا قول ہے بوقت وفات عبدالملک نے اپنے لڑکوں کو بلا کر وصیت کی۔ اس کے بعد کہا، اللہ کا شکر ہے کہ میں نے اپنے دور حکومت میں کسی

بڑے چھوٹے سے کوئی سوال نہیں کیا پھر اس نے یہ شعر پڑھا اگر ہلاک ہو گئے تو ہمارے بعد کون ہمیشہ زندہ رہے گا کیا باقی لوگ مر کر عار میں مبتلا ہوں۔ بعض کا قول ہے اس نے وفات کے وقت لوگوں سے کہا مجھے اوپر اٹھاؤ چنانچہ اسے اوپر اٹھایا گیا تو ہوا کا ایک جھانکا اس کے دماغ میں لگا تو اس نے کہا اے دنیا تیری خوشبو کتنی اچھی ہے تیرا طویل قصیر اور کثیر حقیر ہے اور ہمیں تیرے بارے میں دھوکہ لگا ہوا ہے بعد ازاں اس نے مثال کے طور پر دو شعر پڑھے:

(۱)۔۔۔ اے باری تعالیٰ اگر آپ میری گرفت کریں گے تو آپ کی گرفت میرے لئے عذاب ثابت ہوگی جس سے رہائی مشکل ہے۔

(۲)۔۔۔ اگر آپ معاف فرمادیں تو آپ کثرت سے گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں۔

مورخین کا قول ہے جمعہ یا جمعرات یا بدھ کے روز ۸۶ھ میں وسط شوال میں دمشق میں عبدالملک نے وفات پائی۔ وفات کے روز اس کی عمر ابو معشر اور واقدی کے قول کے مطابق ۶۰ سال تھی۔ مدائنی کے قول کے مطابق ۶۳ سال تھی، بعض کے قول کے مطابق اٹھاون سال تھی۔ اس کے بعد نامزد ولی عہد اس کے لڑکے ولید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ باب الجابیۃ الصغیر میں دفن کئے گئے۔ ابن جریر نے اس کی اولاد اور اس کے ازواج کی یہ تفصیل بیان کی عبدالملک کی بیوی ولادۃ بنت العباس بن جزء بن حارث بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن حارث بن قطیعہ بن عبس بن بغیض سے اس کی اولاد یہ تھی، ولید، سلیمان، مروان الاکبر اور عائشہ، اس کی دوسری بیوی عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان سے اولاد یہ تھی، یزید، مروان الاصغر، معاویہ درج اور ام کلثوم تھی۔ مدائنی کے مطابق عائشہ بنت ہشام بن اسماعیل المخزومی سے ہشام پیدا ہوئے، ان کی والدہ عائشہ کو ام ہشام کہا جاتا تھا۔ ایک اور بیوی کا نام عائشہ تھا، عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ تمیمی، اس سے ابوبکر پیدا ہوئے۔ اسے بکار کہا جاتا تھا ایک اور بیوی ام ایوب بنت عمرو بن عثمان بن عفان تھی، اس سے حکم درج پیدا ہوا۔ اسی طرح ایک اور بیوی مغیرہ بن مغیرہ بن خالد بن عاص بن ہشام بن مغیرہ مخزومی تھی۔ اس سے فاطمہ پیدا ہوئی۔ عبداللہ مسلمہ، منذر، غنیمہ، محمد، سعد الخیر اور حجاج مختلف بیویوں کی اولاد ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اس کی مذکورہ مؤنث اولاد کی کل تعداد ۹۹ تھی۔

عبدالملک کی کل مدت خلافت ۲۱ سال تھی جن میں سے نوابن الزہیر کے ساتھ وہ حکومت میں شامل تھا، ۱۳ سال ساڑھے تین ماہ مستقل اس کی خلافت رہی، اس کا قاضی ابوالدیریس خولانی، اس کا کاتب روح بن زباع، اس کا حاجب اس کا غلام یوسف، اس کے بیت المال اور مہر کا منتظم قبیصہ بن ذویب اور اس کا پولیس افسر ابوالزہیر عتہ تھا۔ قبل ازیں ہم اس کے عمال کا ذکر کر چکے ہیں۔

مدائنی کا قول ہے عبدالملک کی اور بھی بویاں تھیں ان میں سے شقراء بنت سلمہ بن حلبس الطائی اور دوسری حضرت علی کی لڑکی جس کے والد کی والدہ بنت عبداللہ بن جعفر تھی۔

خواص کی وفات

ارطاة بن زفر..... بن عبداللہ بن مالک بن شداد بن ضمرۃ بن عقیق بن ابی حارثہ بن مرة بن شبہ بن نمیط بن مرة بن عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان ابولید مری جو ابن شہبہ کی کنیت سے مشہور تھے۔ شہبہ اصل میں اس کی والدہ ہے۔ شہبہ بنت رامل بن مروان بن زہیر بن ثعلبہ بن خدیج بن حشم بن کعب بن عون بن عامر بن عوف ہے۔ یہ بنی قلب کی قیدی تھی اور یہ ضرار بن ازور کے پاس تھی۔ اس کے بعد حاملہ ہونے کی حالت میں زفر کے پاس چلی گئی اور ارطاة کو لے کر اس کے پاس رہی۔ ارطاة نے ۱۳۰ سال عمر پائی۔ ارطاة سید، شریف، مطاع، قابل تعریف اور فی البدیہ شاعر تھا۔ مدائنی کا قول ہے بنی عقیق بن حنظلہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن حارث بن مرة بن مرہ میں شبہ میں داخل ہوئے، چنانچہ انہیں بنی عقیق بن ابی حارثہ بن مرة کہا جاتا تھا۔ ایک بار ابوالولید ارطاة بن زفر عبدالملک کے پاس آیا تو اس نے عبدالملک کو یہ اشعار سنائے:

(۱)۔۔۔ زمین جس طرح پڑے ہوئے لوہے کو کھا جاتی ہے، اسی طرح لیل و نہار کی گردش انسان کو کھا جاتی ہے۔

(۲)۔۔۔ موت آنے کے بعد انسان کو تھوڑی سی مہلت بھی نہیں دیتی۔

(۳)..... جب موت دوبارہ آئے گی تو عبدالملک کو زندانہ میں لے جائے گی۔

راوی کا قول ہے کہ عبدالملک اس کے اشعار سن کے تھر تھرا گیا کیوں کہ اس نے خیال کیا کہ ارطاة کے اشعار کا مخاطب وہی ہے۔ ارطاة نے کہا اے امیر المؤمنین ان اشعار میں میں نے خود اپنے آپ کو مخاطب کیا ہے۔ عبدالملک نے کہا قسم بخدا تم پر جو کچھ گزرے گا مجھ پر بھی گزرے گا۔

مطرف بن عبداللہ بن شخیر..... آپ کبار تابعین، عمران بن حصین کے ساتھی اور مستجاب الدعوات تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے انسان کو عقل سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں بخشی گئی نیز آپ کا قول ہے کہ جب انسان کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے تو اللہ فرماتا ہے یہ میرا سچا بندہ ہے نیز آپ ہی کا قول ہے جب تم کسی مریض کی عیادت کے لئے جاؤ اور اسے اپنے لئے دعا کرتے پاؤ تو اس کی دعا تمہارے لئے ضرور قبول ہوگی کیوں کہ وہ ٹوٹ پھوٹ چکا ہوتا ہے اور اس کی دعا رقت قلب سے ہوتی ہے نیز فرمایا عمل آخرت کے ذریعے دنیا کی طلب سب سے فبیح چیز ہے۔

اُس نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ جب تمہیں کوئی ضرورت ہو تو مجھ سے بات نہ کرنا۔ میں ظلم کے متعلق سوال کو پسند نہیں کرتا لیکن کسی کا غنڈ پر لکھ کر میری طرف بھیج دینا اور فرماتے تھے کہ موت نے اہل دنیا کی نعمتوں کو ختم کر دیا۔ اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ میری موت کب آئے گی تو میری عقل ختم ہو جائے گی۔ لیکن اللہ نے اپنے بندوں کو عمل دے کر احسان کیا اور موت کو پوشیدہ رکھا۔ اگر موت سے غفلت نہ ہوتی تو کوئی خوشی سے زندگی نہ گزارتا اور بازار درہم برہم ہو جاتے۔ جب مطرف گھر میں داخل ہوئے تو ان کے گھر کے برتن بھی تسبیح کرتے۔ آپ گاؤں میں رہتے تھے اور اس سے جمعہ کے دن صبح سویرے آتے تھے۔ ایک مرتبہ اہل قبور کو خواب میں دیکھا کہ کہہ رہے ہیں یہ مطرف ہے جمعہ کے لئے جا رہا ہے۔ فرماتے تھے کہ مجھے معلوم ہے کہ پرندے فضا میں کیا کہتے ہیں۔ کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ سلام، سلام کہتے ہیں اور فرماتے تھے کہ نیک اعمال کرو۔ ہمیں اللہ کی نعمت سے درجات کی امید ہے اور اگر معاملہ سخت ہوا تو ہم کو ڈرنا چاہئے۔ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ تو ہم سے راضی ہو جا، اگر راضی نہیں ہے تو ہمیں معاف فرما دے۔ اس لئے کہ مولیٰ اپنے غلام کو معاف کر دیتا ہے، جبکہ وہ راضی نہ ہو۔ انہوں نے اپنے گھر میں قبر کھودی تھی۔ جس میں اتر کر روزانہ نماز پڑھتے اور قرآن پڑھتے تھے۔ مطرف کا بصرہ میں انتقال ہوا۔ آپ کا امراء اور خلفاء کے نزدیک مقام تھا۔ لوگوں میں سے نیک تھے اور حجاب الدعوات تھے۔ ایک شخص نے کسی امیر کے سامنے ان کے متعلق جھوٹ بولا تو فرمایا کہا اے جھوٹ بولنے والے، اللہ تجھے جلدی موت دے۔ لہذا وہ مردہ واپس ہوا۔

بانی جامع دمشق ولید بن عبدالملک کی خلافت..... اسی سال وسط شوال جمعرات یا جمعہ کے روز ولید بن عبدالملک باب الجابیہ الصغیر میں اپنے والد کو دفن کرنے کے بعد گھر کے بجائے سیدھا جامع دمشق کے منبر پر پہنچا۔ اس کے خطبہ کا حاصل یہ تھا۔ سب سے پہلے اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اس کے بعد کہا میں امیر المؤمنین کی وفات کے صدقات پر اللہ سے مدد کا خواستگار ہوں خلافت جیسی نعمت کے حصول پر میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اے لوگو کھڑے ہو جاؤ اور میری بیعت کرو۔ سب سے پہلے عبداللہ بن ہمام سلولی نے اس کی بیعت کی اس کے بعد اس نے دو اشعار پڑھے:

(۱)..... اللہ نے تجھے سب سے قیمتی چیز عطا کر دی۔ ملحدین نے نافرمانی کا ارادہ کیا ہوا ہے۔

(۲)..... لیکن تمام رکاوٹوں کے باوجود اللہ نے تیری گردن میں خلافت کا طوق ڈال دیا۔

اس کے بعد دیگر لوگوں نے اس کی بیعت کی و اقدی کا قول ہے اس نے حمد و ثناء کے بعد کہا اے لوگو اللہ کی طرف سے مقدم شے کو کوئی مؤخر اور مؤخر شے کوئی مقدم نہیں کر سکتا۔ جو کچھ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور موت کے فرشتوں کے ساتھ جو معاملات ہوں گے صدیقین و صالحین کے ساتھ جو حسن سلوک ہوگا اور دشمنان خدا کے ملکوں پر عذاب نازل ہوتا ہے سرحدوں پر جو جنگیں ہوتی ہیں اور دنیاوی امور جو لوگوں کو پیش آتے ہیں ان سب میں قضاء الہی کو ہی داخل ہوتا ہے۔ اس کے بعد ولید نے لوگوں سے کہا، اے لوگو! تم پر امیر کی سمع و اطاعت لازم ہے، جس نے ہماری اطاعت کی اس نے اپنے آپ کو بچا لیا جس نے ہماری مخالفت کی وہ ہلاک ہو گیا اس کے بعد ولید منبر سے نیچے اتر گیا ولید سخت دل اور کم گو خلیفہ تھا وہ عشق کے مرض سے پاک تھا اس کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں قوم لوط کا تذکرہ نہ کرتا تو شاید

لوگ عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں کے پاس نہ جاتے ولید پوری دنیا کی عمارتوں میں سب سے حسین ترین عمارت جامع دمشق کا پانی تھا اسی سال ذیقعدہ میں ولید نے اس کی تعمیر شروع کی تھی اور پورے دس سال میں اس کی تعمیر کی تکمیل ہوئی اس کی تکمیل کے ساتھ ولید کی خلافت بھی ختم ہو گئی جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آئے گا۔ شروع میں اس مسجد کی جگہ ایک کنیہ تھا جو کنیہ یوحنا سے مشہور تھا جب صحابہ نے دمشق فتح کیا تو اس کے دو حصے کر دیئے انہوں نے اس کی مشرقی جانب مسجد بنادی اور مغربی جانب کنیہ رہنے دیا۔ ۱۲ھ سے لے کر اب تک اسی طرح چلا آ رہا ہے ولید نے خلیفہ بننے کے بعد اس کے مغربی حصہ سے کنیہ ختم کر کے اسے بھی مسجد میں شامل کر دیا عسائیوں کو اس کے بدلہ کنیہ مریم دے کر ساری جگہ پر ایک حسین و جمیل دلکش مسجد تعمیر کر دی۔

واقعات ۸۷ھ

اسی سال ولید بن عبد الملک نے ہشام بن اسماعیل کو مدینہ کی امارت سے معزول کر کے اپنے عم زاد اور اپنے بہنوئی عمر بن عبد العزیز کو اس کی جگہ حاکم بنادیا آپ ماہ ربیع الاول میں تیس اونٹوں پر سوار ہو کر مدینہ پہنچے آپ مروان کے گھر میں داخل ہوئے لوگ آپ کو سلام کرنے کے لئے آئے اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے دس فقہاء مدینہ عروہ بن زبیر، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام، ابو بکر سلیمان بن خثیمہ، سلیمان بن یسار، قاسم بن محمد، سالم بن عبد اللہ بن عمر، ان کا بھائی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ اور خارجہ بن زید بن ثابت کو بلوایا، چنانچہ وہ سب آپ کے پاس پہنچ گئے۔

آپ نے حمد و ثناء کے بعد ان کو مخاطب کر کے کہا میں نے ایک ایسے امر کے لئے تمہیں دعوت دی ہے کہ اس پر تمہیں عند اللہ اجر ملے گا اور تم لوگ حق کے مددگار بنو گے، میں کوئی بھی معاملہ تم لوگوں کی رائے کے بغیر حل نہیں کروں گا۔ اگر تم کسی کو کسی پر ظلم کرتے دیکھو یا میرے کارندوں میں سے کسی کو ظلم کرتے دیکھو تو اس کو میرے پاس لے آنا۔ چنانچہ تمام فقہاء آپ کے پاس سے آپ کو دعائیں دیتے ہوئے نکلے۔ ولید نے عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ گزشتہ امیر ہشام بن اسماعیل کو مروان کے گھر کے قریب ہی رکھو۔ ولید اس کے بارے میں بری رائے رکھتا تھا کیوں کہ اس نے اپنے دور حکومت میں اہل مدینہ پر بہت ظلم کئے تھے چار سال کے قریب اس کی امارت رہی، خصوصاً سعید بن المسیب اور علی بن حسین سے اس نے بہت غلط روش اپنائی۔ سعید بن المسیب نے اپنے لڑکے اور اپنے موالی کو اس کے تعرض سے روکا تھا نیز آپ نے کہا تھا کہ جہاں تک کلام کا تعلق ہے میں اسے بھی کلام نہیں کروں گا۔ علی بن حسین نے بھی اسی قسم کا رویہ اپنایا ہوا تھا۔

اسی برس مسلمہ بن عبد الملک نے بلاد روم میں جنگ لڑی اس نے بہت سے افراد قتل کئے متعدد قلعے فتح کئے اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ بعض کا قول ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے اسی سال بلاد روم میں جنگ کر کے ان کے متعدد قلعے بوقت، اخرم اور بحیرہ فرسان فتح کئے۔ اسی طرح قلعہ بولس اور مرقم بھی فتح کئے۔ مستعربہ کے ایک ہزار افراد قتل کئے اسی قدر قید کئے۔ قتیبہ بن مسلم نے اسی برس بلاد ترک میں جنگ کر کے ان کے بادشاہ نیرک خان سے بہت سال مال اور متعدد شرائط پر صلح کی جن میں سے ایک شرط تمام مسلمان قیدیوں کی رہائی کی تھی۔

اسی زمانہ میں قتیبہ جب وہاں پہنچا تو انہوں نے اس کے خلاف اہل صغد اور ترکوں کو ملا کر ان کے ساتھ جمع ہو گئے اور نکلنے کے تمام راستے مسدود کر دیئے جس کی وجہ سے قتیبہ وہاں دو ماہ تک گھر کر رہ گیا، اس دوران ایچیوں کی آمد و رفت بھی نہ ہو سکی اور حجاج کو بھی ان کے حالات کی خبر نہ ہو سکی جس کی وجہ سے حجاج کو ان کے بارے میں تشویش پیدا ہو گئی اس نے تمام شہروں کے لوگوں کو قتیبہ اور اس کے ساتھیوں کے لئے دعائیں کرنے کا حکم دیا قتیبہ کی جماعت کے ایک شخص تندر کو اہل بخاری نے بہت سا مال دے کر اس بات پر اکسایا کہ وہ کسی طرح قتیبہ کو شہر پہنچا کر واپس چلے جانے پر آمادہ کر لے، چنانچہ تندر نے خلوت میں قتیبہ سے کہا یہ تمہارا گورنر عنقریب تمہارے خلاف بغاوت کرنے والا ہے اگر آپ مرو چلے جائیں تو آپ کے حق میں بہتر ہوگا اس کی بات سن کر قتیبہ نے اپنے سیاہ فام غلام کو اس کی گردن آڑا نے کا حکم دیا، پھر اس نے تنہائی میں ضرار سے کہا میں تجھے اللہ کا عہد دیتا ہوں کہ ہماری واپسی تک یہ راز کسی پر فاش نہ کرنا اپنی زبان کو قابو میں رکھنا کیوں کہ راز کے افشا سے اپنے ساتھیوں میں خلفشا ہوگا اور

دشمن کو قریب ملے گی۔

اس کے بعد قتیبہ نے لوگوں کو جنگ پر ابھارا، علمبرداروں کو بھی جوش دلایا چنانچہ لوگوں نے شدید جنگ لڑی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ثابت قدم رکھا نصف نہار سے قبل ہی اللہ نے مسلمانوں کو فتح یاب فرمادیا، ترکوں کو ذلت ناک شکست ہوئی مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جسے چاہا قتل کر دیا اور جسے چاہا گرفتار کر لیا کچھ شہر میں پناہ گزیں ہو گئے۔ قتیبہ نے مکمل طور پر ان کی بیخ کنی کا حکم دیا تو انہوں نے زر کثیر کے بدلہ صلح کی پیشکش کی، قتیبہ نے ان سے صلح کر لی ان ہی میں سے ایک ایک شخص کو ایک جماعت کا امیر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ نے فوج کو واپسی کا حکم دیا ابھی پانچ مرحلے چلے تھے کہ انہوں نے عہد شکنی کر دی امیروں کو قتل کر کے ان کی ناک تک کاٹ دی، اسی وقت قتیبہ نے واپس آ کر ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کا بالکل خاتمہ کرنے کا ارادہ کر لیا انہوں نے دوبارہ صلح کی پیشکش کی تو قتیبہ نے ٹھکرا دی پھر قتیبہ نے ان کا بالکل صفایا کر کے ان کے شہر پر قبضہ کر لیا قتال کرنے والوں کو قتل کر دیا ان کی اولاد کو قیدی بنالیا خوب مال غنیمت لوٹا جن میں بہت سے سونے چاندی کے برتن تھے ان میں ایک چاندی کا بت بھی تھا جب اسے توڑا گیا تو اس سے ڈیڑھ لاکھ دینار نکلے اس کے علاوہ بھی دیگر بہت مال تھا۔ قتیبہ نے حجاج سے مسلمانوں میں مال غنیمت کی تقسیم کی اجازت طلب کی تو حجاج نے اجازت دیدی۔ چنانچہ سارا مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا جس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور مسلمانوں کی مالی حالت بھی اچھی ہو گئی اور ان کی دفاعی پوزیشن بھی مضبوط ہو گئی۔ واللہ الحمد۔

اسی سال نائب مدینہ عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو جگہ کر لیا اس کا قاضی مدینہ میں ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم تھا پورے عراق اور مشرق پر حجاج کی حکومت تھی اس کا نائب بصرہ پر جراح بن عبداللہ حکمی تھا اس کا قاضی عبداللہ بن اذینہ تھا اس کا جنگی امور کا نگران کوفہ پر زیاد بن جریر بن عبداللہ بکلی تھا، اس کا قاضی ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری تھا، اس کا نائب خراسان پر قتیبہ بن مسلم تھا۔

خواص کی وفات

عتبہ بن عبدالمسلمی..... جلیل القدر صحابی ہیں، آپ حمص میں اترے، بعض کا قول ہے آپ غزوہ بنی قریظہ میں شریک تھے۔ حضرت عرباض سے مروی ہے عتبہ مجھ سے بہتر ہے اور مجھ سے ایک سال قبل اسلام لائے۔ واقدی وغیرہ کا قول ہے آپ نے اسی سال وفات پائی، بعض کا قول ہے آپ نے ۹۰ھ کے بعد رحلت فرمائی۔

ابوسعید بن اعرابی کا قول ہے، عتبہ بن عبدالمسلمی اہل صفہ میں سے تھے بقیہ نے عن بنجر بن سعد عن خالد بن معدان عن عتبہ بن عبدالمسلمی آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ زندہ ہونے کے وقت سے موت تک گناہ کے مرتکب شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ذلیل و رسوا کرے گا اسماعیل بن عیاش نے عن عقیل بن مدرک عن لقمان بن عامر عن عتبہ بن عبدالمسلمی روایت کی کہ میں نے آپ ﷺ سے بے لباسی کی شکایت کی، آپ ﷺ نے دبیز کتان کی دو چادریں مجھے پہنا دیں پھر آپ ﷺ نے صحابہ کو وہ چادریں پہناتے ہوئے مجھے دیکھا۔

مقدام بن معدی کرب..... آپ جلیل القدر صحابی ہیں آپ بھی حمص میں اترے آپ نے احادیث کی روایت بھی کی آپ سے بھی متعدد تابعین نے احادیث روایت کی محمد بن سعد فلاس اور ابو عبیدہ کا قول ہے آپ نے اسی سال دنیا سے رحلت فرمائی بعض کا قول ہے آپ نے ۹۰ھ کے بعد وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

ابو امام باہلی..... آپ کا نام صدی بن عجلان ہے، آپ بھی حمص چلے گئے تھے۔ تلقین لمیت بعد الدفن والی حدیث کے راوی ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے دعا کے باب میں روایت کیا ہے قبل ازیں وفیات میں آپ کا ذکر گزر چکا ہے۔

قبیصہ بن ذویب..... نام ابوسفیان خزاعی مدنی ہے۔ قبیصہ بن ذویب فتح مکہ کے سال پیدا ہوئے آپ کے پاس دعا کے لئے آپ کا لایا

گیا۔ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ نے روایات نقل کی ہیں یوم الحرہ میں آپ کی آنکھ ضائع ہو گئی۔ آپ فقہاء مدینہ میں سے تھے۔ آپ عبد الملک کے خواص میں سے تھے اس کے پاس بلا اجازت پہنچا جاتے تھے۔۔۔ شہروں سے آئے ہوئے خطوط کا پہلے خود مطالعہ کرتے پھر عبد الملک کو ان سے باخبر کرتے۔ آپ عبد الملک کے رازدار تھے۔ دمشق میں باب البرید کے نزدیک آپ کا گھر تھا آپ نے دمشق میں وفات پائی۔

عروہ بن مغیرہ بن شعبہ..... آپ حجاج کے زمانہ میں امیر کوفہ تھے آپ شریف، عاقل، مطاع اور بھینگے تھے، آپ کی وفات کوفہ میں ہوئی۔

یحییٰ بن یحمر..... آپ مرو کے قاضی تھے سب سے پہلے آپ ہی نے قرآن مجید میں نقطے لگائے آپ عالم و فاضل اور صاحب احوال معاملات تھے۔ آپ سے روایات بھی منقول ہیں، آپ فصیح تھے، ابوالاسود دؤلی سے آپ نے عربی میں کمال حاصل کیا۔

شریح بن حارث بن قیس قاضی..... آپ نے عہد جاہلیت پایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا قاضی مقرر کیا چنانچہ آپ نے وہاں پر ۶۵ سال تک بحسن و خوبی قاضی کے فرائض انجام دیئے۔ آپ عالم، عادل، صاحب خیر اور حسن اخلاق کے مالک تھے۔ آپ میں خوش مزاجی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ صرف توڑھی پر آپ کی داڑھی تھی۔ عبد اللہ بن زبیر، احنف بن قیس اور قیس بن سعد بن عبادہ کی داڑھیاں بھی اسی طرح تھیں۔ آپ کے نسب، بن پیدائش اور سن وفات میں علماء کا اختلاف ہے ابن خلکان نے اسی سال میں آپ کی وفات کو ترجیح دی میں کہتا ہوں کہ گزشتہ صفحات میں آپ کے حالات میں آپ کا سن وفات ۷۸ھ ذکر کیا گیا ہے۔

واقعات ۸۸ھ ہجری

اس سال مسلمہ بن عبد الملک اور اس کے بھتیجے عباس بن ولید بن عبد الملک نے گرمیوں کی جنگ لڑی انہوں نے مجاہدین کے ساتھ اسی سال طوانہ قلعے کو فتح کیا جو ایک مضبوط قلعہ تھا، اس کے بعد مسلمانوں نے شدید جنگ لڑی مسلمانوں نے نصاریٰ پر حملہ کر کے انہیں شکست دیدی۔ حتیٰ کہ انہیں ایک کنیہ میں داخل کر دیا۔ اس کے بعد نصاریٰ نے کنیہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے، اور میدان جنگ میں عباس بن ولید اور محیر یزنجی کے علاوہ سب ادھر ادھر ہو گئے، عباس نے ابن محیر یز سے سوال کیا قراء کہاں چلے گئے، انہوں نے جواب میں کہا آپ انہیں آواز دیں وہ آجائیں گے۔ چنانچہ عباس نے یا اہل القرآن کہہ کر ندادی تو لوگ واپس لوٹ آئے انہوں نے نصاریٰ پر حملہ کر دیا، نصاریٰ شکست کھا کر قلعے میں پناہ گزیں ہو گئے، مسلمانوں نے قلعے کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔

ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ اسی سال ماہ ربیع الاول میں عمر بن عبد العزیز کے پاس ولید کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ مسجد نبوی منہدم کر کے ازواج مطہرات کے حجرے اس میں شامل کر دو، اور قبلہ اور چاروں طرف سے اس کی توسیع کر دو تا کہ مسجد کا رقبہ دو سو ضرب دو سو گز ہو جائے۔ جو اپنی جگہ خوشی سے فروخت کر دے تو فیمہ اور نہ جائز قیمت کے بدلہ دیگر لوگوں سے جگہ لے لو۔ پھر اسے منہدم کر کے مسجد میں شامل کر دو، اس معاملے میں تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طریقے سے مدد حاصل کرو۔

عمر بن عبد العزیز نے امراء اور فقہاء عشرہ مدینہ کو بلا کر انہیں ولید کا خط پڑھ کر سنایا پھر اس بارے میں ان سے مشورہ لیا۔ یہ بات ان پر ناگوار گزری، انہوں نے کہا ان حجروں کی چھت چھوٹی ہے، نیز ان کی چھتیں کھجور کے تنوں کی ہیں اور ان کی دیواریں کچی اینٹوں کی ہیں، ان کے دروازوں پر ٹاٹ کے پردے پڑے ہوئے ہیں ان کو ایسی حالت پر چھوڑنا اچھا ہے تا کہ حجاج وزائرین انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور اس سے ان میں زہد پیدا ہو اور وہ خود بھی بقدر ضرورت مکان بنانے پر اکتفا کریں اور بلند بلند عمارات کو اسراف میں شمار کریں۔

عمر بن عبد العزیز نے یہ تمام باتیں خط میں لکھ کر ولید کے پاس بھیج دیں۔ ولید نے دوسرا خط لکھا کہ مسجد منہدم کر کے اس میں توسیع کی جائے اور اس کی چھت بلند رکھی جائے اس کے بعد عمر بن عبد العزیز کے لئے مسجد منہدم کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار باقی نہ رہا چنانچہ انہوں نے مسجد کو منہدم کرنا شروع کر دیا، لوگوں نے بہت واویلہ کیا اور وہ اس پر بہت مغموم ہوئے، لیکن عمر بن عبد العزیز اپنے کام میں لگے رہے۔ ولید نے کام

کرنے کے لئے بہت سے کارندے بھیجے، چنانچہ حجرہ نبوی مسجد میں شام کر دیا گیا آپ ﷺ کی قبر مبارک بھی مسجد میں آگنی گویا وہ مشرق اور ازاوج مطہرات کے حجرات کی طرف سے حد ہو گئی اور اسی کا ولید نے حکم دیا تھا۔ مروی ہے کہ جب انہوں نے مشرقی دیوار کو کھودا تو حضرت عائشہ کے حجرے سے قدم برآمد ہوئے جنہیں دیکھ کر انہیں خطرہ ہو گیا کہ کہیں یہ آپ ﷺ کے قدم مبارک ہوں، لیکن تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدم ہیں۔ یہ بھی منقول ہے کہ سعید بن المسیب نے حجرہ عائشہ کو مسجد میں داخل کرنے سے منع کیا تھا کیوں کہ آپ کو خطرہ تھا کہ کہیں قبر کو مسجد نہ بنا دیا جائے واللہ اعلم۔

ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ ولید نے خط کے ذریعے ملک روم سے مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے کاریگروں کو بھیجنے کی درخواست کی چنانچہ اس نے مسجد نبوی کے لئے ایک سو کاریگر اور بہت سے ٹکینے بھیجے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ دمشق کی مسجد کے لئے ایسا کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ مدینہ میں فوارہ لگا کر اس کے پانی کے دخول و اخراج کا بندوبست کیا جائے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کے حکم کی تعمیل کی، علاوہ ازیں نہریں کھدوائیں اور شاہراہیں بنوائیں، فوارہ لگوا کر مدینہ کے باہر سے اس کے لئے پانی کا بندوبست کیا، فوارہ مسجد کے باہر تھا جو زائرین کو بہت چھٹا لگتا تھا۔

اس سال قتیبہ بن مسلم نے ملک چین کے بھانجے ترکی بادشاہ کو ر بغانون سے جنگ لڑی، قتیبہ کے ساتھ دو لاکھ جانباز تھے، بہر حال شدید جنگ ہوئی بالآخر قتیبہ نے انہیں شکست دے کر خوب مال غنیمت لوٹا، ان کی ایک جماعت قتل کی اور کافیوں کو قیدی بنالیا۔

اس برس عمر بن عبدالعزیز نے اشراف قریش کی ایک جماعت کے ساتھ حج کیا، جب تنعیم پر پہنچے تو لوگوں نے بارش نہ ہونے کے باعث پانی کی کمی کی آپ سے شکایت کی، آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کیوں نہ ہم بارش کے لئے دعا کریں، چنانچہ آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے باران رحمت کے لئے خوب دعائیں کیں حتیٰ کہ آپ بارش کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے، زوردار بارش ہوئی، بڑا سیلاب آیا، حتیٰ کہ اہل مکہ بارش کی زیادتی سے خوف زدہ ہو گئے، عرفہ، مزدلفہ، منیٰ میں بھی اسی طرح ہوا اس سال حضرت عمر بن عبدالعزیز کی دعاؤں کی برکت سے مکہ اور اس کے مضافات کی زمین بارش کی وجہ سے سرسبز اور شاداب ہو گئی۔ اس سال شہروں کے نائین گزشتہ سال والے تھے۔

خواص کی وفات

عبداللہ بن بسر بن ابی بسر المازنی..... آپ اپنے والد کی طرح صحابی ہیں، حمص کے باشندے ہیں، آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایات نقل کیں، واقدی کے قول ہے کہ آپ نے چورانوے سال کی عمر میں اسی سال رحلت فرمائی۔ بعض کا قول ہے شام میں وفات پانے والے آپ آخری صحابی ہیں۔ آپ کے متعلق حدیث میں ایک قرن تک زہرہ بنے کی خبر دی گئی، چنانچہ آپ ایک صدی تک زندہ رہے۔

عبداللہ بن ابی اوفی..... علقمہ بن خالد بن حارث خزاعی جلیل القدر صحابی ہیں، کوفہ میں آپ سب سے آخری صحابی بچے تھے۔ بخاری کے قول کے مطابق آپ کا سن وفات ۸۷ یا ۸۸ ہے واقدی کے قول کے مطابق ۸۶ ہے ایک سو سال سے تجاوز یا ایک سو سال کے قریب قریب آپ نے عمر پائی۔

ہشام بن اسماعیل..... ابن ہشام بن ولید المحزومی المدنی۔ یہ عبدالملک بن مروان کے سر تھے اس نے حضرت سعید بن مسیب کو گزبد پہنچائی تھی جیسا کہ گزر چکا ہے بعد ازاں یہ دمشق آ گیا اور وہیں وفات پائی اسی نے سب سے پہلے جماعہ دمشق میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ سن ۸۷ھ میں وفات پائی۔

حکیم بن عمیر..... غنی شامی، آپ سے ایک روایت بھی منقول ہے۔ شام میں صرف آپ ہی حجاج اور ابن محیریز کی اعلانیہ مذمت کرتے تھے اسی سال بلاد روم میں ہونے والے غزوہ طوانہ میں آپ شہید ہو گئے۔

واقعات ۸۹ ہجری

اسی سال مسلمہ بن عبد الملک اور اس کے بھتیجے عباس بن الولید نے بلاد روم میں جنگ لری متعدد افراد قتل کئے بہت سے قلعے فتح کئے جن میں سے سورہ، عموریہ، ہرقلہ اور قمودیہ قابل ذکر ہیں۔ خوب مال غنیمت حاصل کیا کافوں کو قیدی بنایا۔ اسی سال قتیبہ بن مسلم نے بلاد صغد، سف اور کش میں جنگ لڑی وہاں پر بہت سے ترکی اس کے مقابلہ میں آ گئے۔ بلاد خرقہ بنیہ نے ان پر فتح حاصل کر لی اس کے بعد قتیبہ نے واپسی شروع کی بخاری پہنچنے کے بعد ترک اس کے مقابلہ میں آ گئے قتیبہ نے مسلسل دو دن دورات تک مقام خرقان کے قریب ان سے جنگ کر کے انہیں شکست دیدی، نھار بن تومعہ شاعر نے اس پر ایک شعر کہا۔

خرقان میں لڑتے لڑتے پوری رات گزر گئی ہماری رات خرقان میں بہت طویل ہو گئی۔ بعد ازاں قتیبہ نے بخاری کے بادشاہ کے ہاتھوں ذلیل ہونے والے واردان کا رخ کیا واردان نے قتیبہ سے ڈٹ کر مقابلہ کیا جس کے باعث قتیبہ کو واردان پر کامیابی حاصل نہ ہو سکی، قتیبہ اسے چھوڑ کر مرد چلا گیا۔ مرد پہنچنے کے بعد اس کے پاس حجاج کا خط آیا جس میں اس کو راہ فرار اختیار کرنے اور دشمن کے مقابلہ میں ہزیمت اٹھانے پر ملامت کی گئی تھی، حجاج نے خط میں لکھا تھا کہ شہر کی تصویریں میرے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ اس شہر کی تصویریں اس کے پاس بھیج دی گئیں، اس کے بعد حجاج نے قتیبہ کو دوبارہ وہاں جا کر جنگ کرنے کا حکم دیا، اور کہا کہ گزشتہ غلطی پر اللہ سے معافی طلب کرو اور اس شہر میں فلاں فلاں راستوں سے جاؤ، اور پوری کاروائی میں محتاط اور چوکنا رہنا۔

اسی سال ولید بن عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ قسری کو مکہ کا حاکم بنایا، جس نے ولید کے حکم سے طوی اور حجون کی گھاٹی کے پاس کنواں کھدوایا اس سے میٹھا پانی نکلا جس سے لوگ سیراب ہوئے۔ واقعہ یہ کہ ولید نے عمر بن صالح کے حوالے سے بنی مخزوم کے غلام تافع کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے مکہ میں خالد بن عبد اللہ قسری کو منبر پہر کہتے ہوئے سنا ہے کہ اے لوگو! تم بتاؤ کہ لوگوں کو کا خلیفہ بڑا ہے یا اللہ کا رسول، قسم بخدا اگر تم خلیفہ اور ابراہیم خلیل اللہ کے درمیان فرق سمجھتے ہو کہ ابراہیم نے پانی مانگا تو انہیں نمکین چشمہ ملا، اور ہمارے خلیفہ نے کنواں کھدوایا تو اس سے میٹھا چشمہ نکلا۔ یعنی وہ کنواں جو طوی اور حجون کی گھاٹی کے پاس کھدوایا گیا تھا، ایک بڑی مشکیزہ میں ان کنوؤں سے پانی بھر کر رزمزم کے پاس لایا جاتا تھا تا کہ لوگ واضح طور پر فرق محسوس کریں، اس کے بعد سے آج تک اس کنویں کا پانی غائب ہے۔ یہ اسناد غریب ہے، اگر واقعی یہ کلام قائل سے صادر ہوا ہے تو یہ کفر کلام ہے، میرے نزدیک یہ خالد بن عبد اللہ سے کلام ثابت نہیں اگر ثابت ہے تو اسے اللہ کا دشمن قرار دیا جائے، بعض کا قول ہے کہ اس قسم کا کلام حجاج بن یوسف سے بھی منقول ہے بہر حال جس کا بھی ہو یہ کلام کفریہ کلمات پر مشتمل ہے۔

اسی سال قتیبہ بن مسلم ترکوں سے لڑتا ہوا آذربائیجان کے علاقے باب الابواب تک پہنچ گیا جس نے بہت قلعے اور شہر فتح کئے۔ اس برس عمر بن عبد العزیز نے لوگوں کو حج کروایا۔ ہمارے شیخ ذہبی کا قول ہے کہ اسی سال صقلیہ اور میورقہ یا میرقہ فتح کئے گئے جو جزیرہ صقلیہ اور بلاد اندلس کے پاس دریا کے کنارے واقع ہیں۔ اس زمانہ میں موسیٰ بن نصیر نے اپنے لڑکے کو نفر لیس فتح کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے بہت سے شہر فتح کئے۔

خواص میں سے اس سال عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر نے وفات پائی آپ تابعی تھے اور شاعر تھے بعض کا قول ہے کہ آپ نے آپ ﷺ کی حیات کو پایا، آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ بھی پھیرا تھا، زہری نے آپ سے علم الانساب حاصل کیا اس سال عمال گزشتہ سال والے تھے۔

واقعات سن ۹۰ھ

اس سال مسلم بن عبد الملک اور عباس بن ولید نے بلاد روم میں جنگ کی انہوں نے متعدد قلعے فتح کئے بہت سے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتارا بیشمار کو قیدی بنایا اسی زمانہ میں رومی خالد بن کیسان صاحب بحر کو گرفتار کر کے اپنے ملک لے گئے پھر رومی بادشاہ نے اسے ولید بن عبد الملک کو ہدیہ دیا۔ سال رواں ہی میں ولید نے اپنے بھائی عبد اللہ بن عبد الملک کو مصر کی امارۃ سے معزول کر کے قرۃ بن شریک کے حوالے کر دیا اسی برس محمد بن قاسم

نے سندھ کے بادشاہ داہر بن صمصام کو قتل کر دیا حجاج کی طرف سے محمد بن قاسم اس لشکر کا امیر تھا اسی سال قتیبہ بن مسلم نے بخاری شہر فتح کر کے تمام ترکی دشمنوں کو شکست دیدی ان کے درمیان بیشمار واقعات ہوئے جن کی تفصیل ابن جریر نے بیان کی اس زمانہ میں شہر بخاری کی فتح کے بعد صغد کے بادشاہ طرخون نے سالانہ جزیہ کی ادائیگی کے وعدے پر قتیبہ کو صلح کی پیشکش کی جسے قتیبہ نے قبول کر لیا۔

سال رواں ہی میں وردان خذہ نے ترکوں سے مدد طلب کی چنانچہ چاروں طرف سے ترکی اس کی مدد کے لئے جمع ہو گئے وردان خذہ نے ان کے ہمراہ مسلمانوں پر حملہ کر دیا پھر مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے بیشمار افراد قتل کر دیئے۔ قتیبہ نے صغد کے بادشاہ سے صلح کر کے شہر بخاری اور اس کے قلعے فتح کر لئے بعد ازاں قتیبہ نے لشکر کے ہمراہ اپنے شہر دلو کو واپسی شروع کر دی حجاج نے بھی اسے واپسی کی اجازت دیدی۔ واپسی کے بعد قتیبہ کو پتہ چلا کہ صغد کے بادشاہ نے ترک بادشاہوں کو کہا کہ عرب اصل میں چور ڈاکو کی مثل ہیں اگر ان کو کچھ مل جائے تو وہ واپس چلے جاتے ہیں اور قتیبہ بھی بادشاہوں سے اسی چیز کی خواہش رکھتا ہے اگر تم اس کو کچھ دے دو تو یہ واپس چلا جائے گا کیوں کہ یہ نہ تو بادشاہ ہے اور نہ اس کا خواہش مند ہے۔ قتیبہ کو جب ان باتوں کا علم ہوا تو اس نے وہ عہد توڑ دیا جو ان کے درمیان طے پایا تھا۔ اس کے بعد تمام ترکی بادشاہ صغد کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ اس سال قتیبہ سے موسم بہار کی جنگ لڑنی ہے۔ چنانچہ اس موسم بہار کے موقع پر قتیبہ نے ان سے اتنی زبردست جنگ لڑی کہ جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ بلا آخر قتیبہ نے ان پر فتح حاصل کی اور اس مفتوحہ علاقے کو جو چار فرسخ پر مشتمل تھا ایک نظام کے تحت منسلک کر دیا اور اس سے ان کی کمر بکل ٹوٹ گئی اور رہی سہی دفاعی قوت بھی جاتی رہی۔

اسی سال یزید بن مہلب اور اس کے بھائی مفضل اور عبدالملک حجاج کی جیل سے فرار ہو گئے۔ وہ سلیمان بن عبدالملک کے پاس پہنچ گئے اس نے ان کو امان دیدی۔ حجاج نے ان دونوں پر سخت پابندی لگا رکھی تھی اور ان کو سخت سزا دیتا تھا اس نے ان میں سے ہر ایک سے چھ لاکھ جرمانہ وصول کیا تھا ان میں سب سے زیادہ یزید بن مہلب اس کی سزا برداشت کرتا تھا اور وہ اس کی کوئی بات نہیں سنتا تھا جس سے حجاج برہم ہوتا۔ ایک آدمی نے حجاج سے کہا کہ اس کی پنڈلی میں بھالے کا زخم ہنوز باقی ہے جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو ابن مہلب چلاتا ہے حجاج نے کہا اسے اور زیادہ تکلیف پہنچاؤ۔ چنانچہ اس کی تکلیف میں پہلے سے زیادہ اضافہ کر دیا گیا جس کی وجہ سے وہ زور سے چلاتا جب اس کے چلانے کی آواز اس کی بہن ہندہ جو حجاج کے نکاح میں تھی نے سنی تو وہ بھی رو پڑی۔ اور حجاج سے فریاد کی تو حجاج نے اسے طلاق دیدی۔ بعد ازاں حجاج نے سب کو جیل بھجوا دیا۔

اس کے بعد حجاج ایک بار رات کے وقت کچھ کردوں کے ساتھ لشکر کا معائنہ کے لئے نکلا اس نے لشکر پر کچھ چوکیدار مقرر کر رکھے تھے اس وقت لشکر کے لئے کھانے پکانے کا انتظام ہو رہا تھا اسی اثناء میں یزید بن مہلب سفید داڑھی لگا کر جو کسی طبابخ سے ملتی جلتی تھی اور طبابخ کا بھیس بدل کر لشکر گاہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا کسی نے اس کا تعاقب بھی کیا لیکن اس کی سفید داڑھی دیکھ کر واپس آ گیا پھر اس کے دونوں بھائی بھی اس کے ساتھ آئے اور وہ سب کشتی میں سوار ہو کر شام چلے گئے جب حجاج کو ان کے فرار ہونے کی خبر ملی تو وہ گھبرا گیا اور اسے ان کے خراسان چلے جانے کا شک ہوا۔ اس نے قتیبہ کو لکھا کہ ان کی آمد سے محتاط رہنا اور ان کی نگرانی رکھنا اس نے امیر المومنین کو بھی ان کے بارے میں خبر کر دیا اور اس کو ان کے خراسان جانے کا یقین ہو گیا نیز حجاج کو اس بات کا بھی خطرہ تھا کہ کہیں وہ ابن الاشعث والا کردار ادا کریں کہ اس کی طرح ان کے ارد گرد کے لوگ جمع ہو جائیں۔

یزید بن مہلب سنگلاخ وادیوں سے گزر کر وہاں تک پہنچ گیا جہاں اس کے بھائی مہلب نے اس کے لئے گھوڑے تیار کئے ہوئے تھے وہ اس پر سوار ہو کر عبدالجبار بن یزید کی رہبری میں شام کی طرف چلا گیا حجاج کو دو روز بعد ان کی اطلاع ملی کہ اس نے ولید کو ساری باتیں لکھ بھیجیں اور یزید بن مہلب اردن پہنچ کر دھیب بن عبدالرحمن کے گھر میں اترا۔ دھیب سلیمان بن عبدالملک کے پاس گیا اس نے اسے بتایا کہ یزید اور اس کے دونوں بھائی میرے گھر میں ہیں جو حجاج سے آپ کی پناہ طلب کر رہے ہیں سلیمان نے کہا ان کو میرے پاس لے آؤ میری زندگی تک وہ میری امان میں ہے چنانچہ دھیب نے انہیں سلیمان کے پاس پہنچا دیا سلیمان نے ان کو امان دیدی۔

سلیمان نے اپنے بھائی ولید کو لکھا کہ آل مہلب میری امان میں ہیں حجاج کے ان پر باقی ماندہ تین لاکھ میرے ذمہ ہیں ولید نے جواب میں لکھا کہ خدا کی قسم میں انہیں امان نہیں دوں گا جب تک کہ آپ ان کو میرے پاس نہیں بھیجو گے سلیمان نے پھر لکھا کہ میں ان کو اکیلا نہیں بھیجوں گا میں خود بھی ان کے ساتھ آؤں گا میں آپ کو اللہ کی قسم کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کریں۔ ولید نے دوسرے خط کا جواب

لکھا کہ آپ مجھ پر اعتماد کر کے انہیں میرے پاس بھیج دیں، یزید نے سلیمان سے کہا میں آپ دونوں کے درمیان عداوت کا سبب نہیں بننا چاہتا اس لئے آپ اپنے لڑکے کے ساتھ ہمیں اپنے بھائی کے پاس بھیج دیں اور اس کو مہربانی کا خط بھی لکھ دیں چنانچہ سلیمان نے اپنے لڑکے ایوب کے ساتھ انہیں اپنے بھائی کے پاس بھیج دیا اور اپنے لڑکے کو تاکید کی کہ زنجیر پہن کر ولید کی دہلیز میں داخل ہونا ولید نے اپنے بھتیجے کو اس حالت میں دیکھ کر کہا سلیمان نے تو حد کر دی ایوب نے اپنے والد کا خط اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا اے امیر میری جان آپ پر قربان ہو مجھے امید ہو کہ آپ میرے والد کی دی ہوئی امان کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے ہماری امیدوں پر پانی نہیں پھیریں گے۔

اس کے بعد ولید نے اپنے بھائی کا خط پڑھا اس میں لکھا تھا کہ اے امیر المومنین میں نے آپ کے دشمنوں کو پناہ نہیں دی بلکہ وہ آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں اس لئے آپ مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کریں نیز لکھا تھا کہ اے امیر آپ کی اور میری زندگی کب تک ہے اس کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں میں نے جو کچھ کہا ہے اس میں آپ کی خیر خواہی اور خیر سگالی کو مد نظر رکھا ہے اور رضا الہی کو پیش نظر رکھا ہے مجھے پوری امید ہے کہ آپ میرے خاطر یزید سے گریز کریں گے اور جو کچھ اس سلسلہ میں آپ سے طلب کیا ہے اس کا احسان بھی مجھ پر ہوگا۔

ولید نے سلیمان کا خط پڑھنے کے بعد کہا سلیمان نے ہمیشہ ہم سے شفقت کا معاملہ کیا ہم بھی اس کے ساتھ شفقت کا معاملہ کریں گے پھر اس نے اپنے بھتیجے کو اپنے قریب بلایا اس موقع پر یزید مہلب نے بھی گفتگو کی اس نے کہا اے امیر المومنین ہم نے ہمیشہ آپ کی تکالیف و آرام کو اپنی تکلیف سمجھا ہے ہم آپ کو بھول جانے والوں میں سے نہیں ہیں ہم نے مشرق و مغرب میں ہمیشہ آپ کے دشمنوں سے مقابلہ کیا آپ کے احسانات ہم پر بیشمار ہیں ولید نے اس کی گفتگو سن کر اسے اپنے قریب بٹھایا اس کو امان دیدی اور اسے قیمتی تحائف دے کر سلیمان کے پاس بھیج دیا۔ ولید نے حجاج کو بھی خط کے ذریعے ان سے تعرض نہ کرنے کی تاکید کی چنانچہ حجاج نے بھی آل مہلب تعرض نہیں کیا اور ان سے مطالبہ بھی چھوڑ دیا حتیٰ کہ ابی عیینہ کو ایک لاکھ درہم معاف کر دیئے بعد ازاں یزید بن مہلب مستقل سلیمان کے پاس رہا حتیٰ کہ ۹۵ھ میں وفات حجاج کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد راہب کی خبر کے مطابق یزید بلاد عراق کا حاکم بن گیا۔

خواص کی وفات

تیا ذوق الطیب..... ماہر طبیب، فن حکمت پر ان کی متعدد تصانیف ہیں حجاج کے مقررین میں سے تھا، سن ۹۰ھ کے قریب واسط میں وفات پائی۔

عبدالرحمن بن مسور بن مخرمہ، ابو العالیہ ریاحی اور سنان بن سلمہ بن مخنف نے بھی اسی سال وفات پائی، آخر الذکر شخص بڑا بہادر تھا۔ فتح مکہ کے روز اسلام لایا غزوہ ہند میں شریک تھا، بری عمر پائی، حجاج کے بھائی محمد بن یوسف اسقفی نے بھی اسی سال وفات پائی یہ یمن کا امیر تھا منبر پر حضرت علی پر لعنت کرتا تھا اس نے حجر منذری کو بھی اس چیز کا حکم دیا اس نے جواب دیا کہ حضرت علی پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو جس پر اللہ کی لعنت ہو اس پر میری طرف سے ہزار لعنتیں ہوں۔ واللہ اعلم۔

خالد بن یزید بن معاویہ..... نام ابو ہاشم خالد بن یزید بن معاویہ اموی دمشق، آپ کا مکان دمشق میں دار الحجازہ کے نزدیک تھا، آپ عالم، شاعر علم کیما اور علم طبعی سے واقف تھے، آپ نے اپنے والد اور دجیہ کلیبی سے روایت نقل کی آپ سے زہری وغیرہ نے روایت نقل کی زہری کا قول ہے کہ خالد اکثر روزے رکھتے تھے خصوصاً جمعہ، ہفتہ اور اتوار کے روز روزہ سے ہوتے تھے جو مسلمان و یہود و نصاریٰ کے لئے عید کے عیام ہیں۔

ابوزرعدہ دمشقی کا قول ہے کہ آپ اور آپ کے بھائی معاویہ قوم کے اچھے لوگوں میں سے تھے۔ ان کے بھائی معاویہ کے بعد خلافت کے لئے لوگوں کی زبان پر آپ کا ہی نام آتا تھا۔ مروان کے بعد آپ ولی عہد بنے لیکن امیر بننے کی نوبت نہ آئی۔ مروان آپ کی والدہ کا شوہر تھا، آپ کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

(۱)..... سب سے قریب تر چیز موت ہے۔

(۲)..... سب سے بعید تراشی امیر ہے۔

(۳)..... سب عمل سے عمدہ شے ہے۔

ایک شاعر نے دو شعروں میں آپ کی مداح سرائی کی۔

(۱)..... میں نے دولت و عطا سے پوچھا تم تو آزاد ہو تو انہوں نے جوابا کہا ہم آزاد کہاں ہیں ہم تو غلام ہیں۔

(۲)..... میں نے پوچھا تمہارا آقا کون ہے؟ تو وہ دیر تک خاموش رہے اور کہنے لگے وہ خالد بن یزید ہے۔

راوی کا قول ہے کہ اس نے اسے ایک لاکھ دینار دیئے۔ میرا خیال ہے کہ یہ دونوں شعر حضرت خالد بن ولید کے بارے میں کہے گئے تھے اور آخر میں ”یزید“ کی جگہ ”ولید“ ہے۔ خالد بن یزید حمص کا امیر تھا اسی نے حمص کی جامع مسجد بنوائی اس کے چار سو غلام اس میں کام کرتے تھے مسجد کی تعمیر کی تکمیل کے بعد انہیں آزاد کر دیا۔ خالد حجاج سے کبیدہ دل رہتا تھا جب حجاج نے بنت جعفر سے شادی کی تو اسی نے ولید کو کہا تھا کہ حجاج کو اسے طلاق دینے پر اکسائے۔ چنانچہ حجاج نے اسے طلاق دیدی۔ اس کی وفات کے بعد ولید اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوا ایک بار خالد کمزور ہو گیا اور اس کا جسم زرد پڑ گیا عبدالملک مسلسل اس کی وجہ کی تلاش میں رہا۔ حتیٰ کہ اسے معلوم ہوا کہ مصعب بن زبیر کی بہن رملہ کی محبت کی وجہ سے ایسا ہوا۔ عبدالملک نے خالد نے لئے اس کے پاس بیغام نکاح بھیجا اس نے دیگر بیویوں کی طلاق کی شرط عائد کر دی۔ خالد نے سب بیویوں کو طلاق دے کر رملہ سے شادی کر لی خالد نے اسی سال یا بعض کے قول کے مطابق ۸۴ھ میں وفات پائی لیکن پہلا قول صحیح ہے۔

عبداللہ بن زبیر..... نام ابو کثیر عبداللہ بن زبیر ابن سلیم اسدی شاعر ہے۔ یہ اپنے کو ابو سعید بھی کہلاتا تھا ایک بار اونٹنی پر سوار ہو کر عبداللہ بن زبیر کے پاس آیا اور اس نے آپ کی مدح کی لیکن عبداللہ بن زبیر نے اسے کچھ نہیں دیا اس نے کہا اللہ اس اونٹنی پر لعنت کرے جس پر میں سوار ہو کر آیا، ابن زبیر نے فرمایا اللہ اس کے مالک پر بھی لعنت کرے۔ بعض کا قول ہے کہ عبداللہ بن زبیر شاعر نے حجاج کے زمانہ میں وفات پائی۔

واقعات ۹۱ھ

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک اور اس کے بھتیجے عبدالعزیز بن ولید نے گرمیوں کی جنگ لڑی حتیٰ کہ وہ لڑتے لڑتے آذر بایجان کے آخری کنارے تک پہنچ گیا اس نے متعدد شہر اور قلعے فتح کئے ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو جزیرہ اور آذر بایجان کی امارت سے معزول کر کے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو والی بنادیا اسی سال موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب پر چڑھائی کر کے بہت سے شہر فتح کر لئے اور وہ ان ملکوں میں اندر تک گھسا چلا گیا حتیٰ کہ وہ دور دراز کی آبادیوں اور بستیوں تک پہنچ گیا جہاں ایسے محلات و مکانات تھے جو بے آباد تھے وہاں اس نے اس ملک کی نعمتوں اور مال و دولت کے عظیم آثار و نشانات دیکھے جو چاروں طرف نظر آ رہے تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کے باشندے خوشحال و متمول تھے لیکن یہ سب ہلاک ہو چکے تھے کوئی ان کے متعلق خبر دینے والا نہیں تھا۔

اسی زمانہ میں قتیبہ نے بلاد ترک پر چڑھائی کی جن کے حکمرانوں نے صلح کرنے کے بعد نقص عہد کیا اور آئندہ سال فصل ربیع کے موقع پر جنگ کر کے عربوں کو اپنے شہر سے نکالنے پر اتفاق کیا چنانچہ قتیبہ نے فصل ربیع کے موقع پر ان سے جنگ کر کے انہیں عبرتناک شکست سے دوچار کر دیا ان کے بیشمار افراد قتل کر دیئے اس کے بعد قتیبہ نے ایک اقلیم سے دوسری اقلیم تک ایک کونہ سے دوسرے کونے تک ایسا کمین گاہ سے دوسری کمین گاہ تک ترک اعظم کے بادشاہ نیزک خان کا تعاقب کیا اور اسی طرح اس کا تعاقب جاری رہا۔ حتیٰ کہ اسے ایک قلعہ میں تلاش کر لیا گیا اور مسلسل دو ماہ تک اس کا محاصرہ کیا گیا حتیٰ کہ اس کے پاس خوراک کا جمع شدہ ذخیرہ ختم ہو گیا۔ نیزک اور اس کے ساتھی ہلاکت کے دھانے پر پہنچ گئے۔ بالآخر وہ ذلیل و رسوا ہو کر پناہ طلب کرتے ہوئے قتیبہ کے پاس آ گیا قتیبہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے معاملہ میں بذریعہ خط حجاج سے مشورہ کیا۔ چالیس یوم بعد حجاج کا خط آیا کہ اس کو قتل کر دو۔ بعد ازاں قتیبہ نے امراء کو جمع کر کے اس کے معاملے میں مشورہ کیا بعض نے قتل کا اور بعض نے عدم قتل کا

مشورہ دیا ایک شخص نے کہا آپ نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ آپ نے اگر اللہ نے آپ کو اس پر قدرت دیدی تو آپ اسے قتل کر دیں گے اب اللہ نے آپ کو اس پر قدرت دیدی ہے لہذا آپ اسے قتل کر دیجئے۔ قتیبہ نے کہا اگر میری زندگی تین کلمات کہنے کے برابر رہ گئی ہے تو میں کہتا ہوں کہ اسے قتل کر دو قتل کر دو قتل کر دو۔ چنانچہ صبح اس کو اس کے سات سوساتھیوں سمیت قتل کر دیا گیا، قتیبہ نے بہت سامان غنیمت حاصل کیا علاوہ ازیں قتیبہ نے اس سال بہت سے شہر فتح کئے۔

اس کے بعد قتیبہ نے طالقان کا رخ کیا جو ایک بہت بڑا شہر تھا اور اس میں قلعہ اور اقالیم تھے قتیبہ نے اس پر قبضہ کر کے اپنا عامل مقرر کر دیا۔ اس کے بعد اس نے فاریاب کا رخ کیا، جہاں بہت سے شہر اور علاقے ہیں، وہاں کا بادشاہ قتیبہ کے پاس مطیع اور تابع فرمان ہو کر آیا تو قتیبہ نے انہیں میں سے ایک کو وہاں کا گورنر مقرر کیا اور پھر جوزجان کا رخ کیا اور وہاں پر بھی اپنا قبضہ مستحکم کیا۔ اس کے بعد اس نے بلخ کا رخ کیا اس میں داخل ہو کر ایک دن قیام کرنے کے بعد اس نے بغلان کے نیزک خان کا قصد کیا۔ نیزک خان نے اپنی فوج کے ہمراہ اس گھائی پر پڑاؤں کیا جہاں سے لوگ اس شہر میں داخل ہوتے تھے اس کے دھانے پر ایک بلند و عالیشان قلعہ تھا جس کا نام قلعہ شمسہ تھا اسی اثناء میں رُوب اور سمنگان کا بادشاہ امن طلب کرنے کے لئے قتیبہ کے پاس آیا قتیبہ نے اس شرط پر اسے امان دیدی کہ وہ قلعہ میں داخل ہونے کا راستہ بتائے گا۔

قتیبہ نے اس کے ہمراہ کچھ افراد بھیجے انہوں نے رات کے وقت قلعہ میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا اس کے متعدد باشندوں کو انہوں نے ہلاک کر دیا قتیبہ گھائی میں داخل ہو کر سمنگان پہنچ گیا۔ وہ بھی ایک بہت بڑا شہر تھا قتیبہ نے اس میں قیام کیا اور اپنے بھائی عبدالرحمن کو ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس ملک کے بادشاہ نیزک کی طرف روانہ کر دیا۔ اس کا بھائی اس کے پیچھے بغلان تک گیا اس نے مسلسل دو ماہ تک اس کا محاصرہ کر کے رکھا۔ حتیٰ کہ نیزک کے پاس خورد و نوش کا سامان ختم ہو گیا اسی اثناء میں قتیبہ نے اپنے ترجمان ناصح نامی کو بھیجا کہ نیزک کو میرے پاس لاؤ اگر تم اس کو میرے پاس نہیں لائے تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا قتیبہ نے ترجمان کو کھانے پینے کی اشیاء بھی دی۔ چنانچہ ترجمان نے وہاں پہنچ کر ان کے سامنے کھانے پینے کی اشیاء رکھ دی وہ شدت بھوک کی وجہ سے اس پر ٹوٹ پڑے بعد ازاں ناصح نے اس کو امان دیدی اور اس سے وعدہ کیا کہ اس سے نقص امان نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ نیزک اپنے اہل و عیال اور سات سوساتھیوں کے ہمراہ اس کے ساتھ قتیبہ کے پاس آ گیا قتیبہ نے ان سب کے لئے امان کا اعلان کیا اور ان شہروں پر عمل مقرر کئے۔

واقعی کا قول ہے کہ اس سال امیر المومنین ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا جب وہ مدینہ کے قریب پہنچا تو عمر بن عبدالعزیز نے اشراف مدینہ کو اس سے ملاقات کرنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے ان سے ملاقات کی اس نے ان سے حسن سلوک کا معاملہ کیا اور ان پر احسانات کئے پھر وہ مدینہ میں داخل ہوا تو اس کے لئے مسجد نبوی خالی کر دی گئی سعید بن مسیب کے سوا سب مسجد سے نکل گئے کیوں کہ انہیں مسجد سے نکالنے کی کسی کو جرأت نہیں تھی اس وقت ان کے جسم پر پانچ درہم کا کپڑا تھا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ امیر المومنین آرہے ہیں، اس لئے آپ مسجد سے نکل جائیے انہوں نے نفی میں جواب دیا ولید مسجد میں داخل ہو کر جگہ جگہ پڑھنے لگا اور اللہ سے دعائیں کرنے لگا۔

عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے کہ ولید نے سعید بن مسیب کے قریب پہنچ کر سوال کیا یہ سعید ہیں؟ میں نے کہا ہاں ان کی بصارت کمزور ہو چکی ہے ولید نے کہا ہم اس کے پاس جانے کے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ قریب پہنچ کر ولید نے سلام کیا سعید کھڑے نہیں ہوئے پھر ولید نے حال و احوال دریافت کئے سعید نے کہا الحمد للہ خیریت ہے سعید نے بھی خیریت دریافت کی ولید نے کہا الحمد للہ میں خیریت سے ہوں اس کے بعد ولید وہاں سے رخصت ہوا یہ کہتا ہوا کہ یہ لوگوں کو فقیہ ہیں عمر نے اس کی تائید کی بعد ازاں ولید نے منبر رسواں پر دو خطبے دیئے پہلا کھڑے ہو کر دوسرا بیٹھ کر اور کہا حضرت عثمان کا خطبہ اسی طرح تھا پھر اس نے لوگوں پر سونا چاندی نچھاور کیا پھر کعبہ کے غلاف جیسا مسجد نبوی کو غلاف پہنایا۔

اسی سال سائب بن یزید بن سعد بن ثمامہ نے وفات پائی آپ کے والد نے آپ ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا تو اس وقت آپ کی عمر سات سال تھی اس بات کا امام بخاری نے نقل کیا اسی وجہ سے واقعی کا قول ہے کہ آپ سن ۳ ہجری میں پیدا ہوئے سن ۹۱ھ میں وفات پائی بعض کا قول ہے کہ آپ نے سن ۸۶ یا ۸۸ھ میں وفات پائی تھی۔

سہل بن سعد ساعدی..... آپ جلیل القدر صحابی ہیں آپ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۱۵ سال تھی آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کی گردن پر ۶۴ ہجری میں حجاج نے مہر لگادی تھی تاکہ لوگ ان کے آراء سے مستفید نہ ہو سکیں۔ ان کے علاوہ اس فہرست میں حضرت انس بن مالک اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ علامہ واقدی کا قول ہے آپ نے ایک سو سال کی عمر میں ۹۱ھ میں وفات پائی مدینہ میں وفات پانے والے آپ سب سے آخری صحابی ہیں۔ محمد بن سعد کا قول ہے کہ آپ کی ۹۱ھ میں وفات ہوئی۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں بخاری وغیرہ کا قول ہے کہ آپ نے ۸۸ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۹۲ھ

اسی سال مسلمہ اور اس کے بھتیجے عمر بن ولید نے بلاد روم میں جنگ کر کے بہت سے قلعے فتح کئے رومی ان سے بھاگ کر شہر کے دوسرے کونہ میں چلے گئے، اسی زمانہ میں موسیٰ بن نصیر کے غلام طارق بن زیاد نے بارہ ہزار کے لشکر کے ہمراہ بلاد اندلس میں جنگ لڑی۔ اندلس کا بادشاہ اذریقون شاہانہ تخت اور شاہی تخت کے ہمراہ سر پر تاج رکھ کر اس کے مقابلہ میں آیا طارق نے اس پر تابڑ توڑ حملے کر کے اسے شکست دیدی بہت سا مال غنیمت حاصل کیا جس میں شاہی تخت بھی تھا اس نے تمام بلاد اندلس فتح کر لئے تھے۔

دھمی کا قول ہے طارق بن زیاد بلاد مغرب کے آخری شہر طنجہ کا امیر تھا اور اپنے آقا موسیٰ بن نصیر کا نائب تھا جزیرہ خضراء کے حاکم نے دشمن کے خلاف اس سے مدد طلب کی طارق بن زیاد نے فرنگیوں کی آپس میں لڑائی کو غنیمت سمجھ کر سبتہ کے تنگ راستوں کی جانب سے اندلس میں داخل ہو گیا اس نے قرطبہ کے بادشاہ کو قتل کر کے قرطبہ کو فتح کر لیا موسیٰ بن نصیر کو اس کی فتح کی خوش خبری لکھ کر بھیجی موسیٰ نے انفرادی طور پر فتح کی وجہ سے اس پر حسد کیا موسیٰ نے ولید کو فتح سے آگاہ کیا لیکن فتح کی نسبت اپنی طرف کی اور طارق کو دھمکی آمیز خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھے اور خود لشکر لے کر حبیب ابن ابی عبیدہ فہری کے ہمراہ فوراً اندلس پہنچ گیا۔ چند سال اس نے وہاں قیام کر کے بہت سے شہر فتح کئے اور خوب مال غنیمت حاصل کیا مردوں کو قتل کر دیا عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا۔ مسلمہ اور اس کے بھتیجے عمر بن ولید نے رومی قلعوں میں سے سوسہ قلعہ فتح کیا اور وہ خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گئے۔

اسی سال قتیبہ بن مسلم نے شومان، کش اور سف فتح کر لئے اہل فریاب نے رکاوٹ ڈالی تو اس نے اس میں آگ لگادی۔ قتیبہ نے بھائی عبدالرحمن کو ان شہروں کا بادشاہ طرخون خان پر چڑھائی کرنے کے لئے تیار کر کے صفد بھیجا۔ عبدالرحمن نے کثیر مال کے عوض طرخون سے صلح کر لی اور اپنے بھائی کے پاس واپس آ گیا۔ طرخون عبدالرحمن سے صلح کر کے جب واپس صفد پہنچا تو صفد کے بہت سے باشندوں نے جمع ہو کر طرخون سے کہا کہ تو نے صلح کر کے ذلت کیوں اختیار کی کیا تو بوڑھا ہو گیا؟ اب ہمیں تمہاری ضرورت نہیں پھر انہوں نے اسے معزول کر کے اس کے بھائی غورک خان کو حاکم بنالیا بعد ازاں انہوں نے عبدالرحمن سے کی گئی صلح توڑ کر نقض عہد کیا جس کا بیان عنقریب آ رہا ہے۔

اسی سال قتیبہ نے ترک بادشاہ ربیل سے جنگ کا آغاز کیا اور بختان میں جنگ کی۔ جب وہ ربیل کے ملک میں داخل ہوا تو اس کا اپنی بہت سے ساز و سامان جس میں مال، گھوڑے، خواتین اور بادشاہ کی لڑکیاں تھیں، صلح کی پیشکش لے کر آیا چنانچہ قتیبہ نے ان سے صلح کر لی۔

خواص میں اس سال مالک بن اوس بن حدثان نضری اور ابو سعید مدنی نے وفات پائی۔ ابو سعید کی صحابیت میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں گھوڑے کی سواری کی، اور حضرت صدیق اکبر کو دیکھا، محمد بن سعد کا قول ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی زیارت کی لیکن آپ ﷺ سے حدیث یاد نہیں کی، ابن معین، بخاری اور ابو حاتم نے ان باتوں کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی صحابیت ثابت نہیں اسی سال یا گزشتہ سال انہوں نے وفات پائی۔

طویس المغنی..... ان کا نام ابو عبد اللہ المنعم عیسیٰ بن عبد اللہ مدنی ہے۔ یہ بنی مخزوم کے غلام تھے۔ اپنے فن کے ماہر تھے دراز قد تھے، سکر ڈھالنے کا کام کرتے تھے آنکھ سے بھینگے تھے، منہ سے سمجھ جاتے تھے کیوں کہ یہ آپ ﷺ کی وفات کے روز پیدا ہوئے، حضرت صدیق اکبر کی وفات کے دن

ان کا دودھ چھڑایا گیا۔

حضرت عمر کی شہادت کے روز بالغ ہوئے حضرت عثمان کی شہادت کے دن شادی کی حضرت حسین بن علی یا حضرت علی کی شہادت کے روز ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ ابن خلکان وغیرہ نے یہ بات نقل کی اسی سال ۸۲ سال کی عمر میں مدینہ سے دوفرسخ دور سوید مقام پر وفات پائی۔

واقعات ۹۳ھ

اسی سال سلمہ بن عبد الملک نے بلاد روم کے بہت سارے قلعے فتح کئے جن میں سے چند خاص خاص کے نام یہ ہیں (۱) الحدید (۲) غزالہ (۳) ماسہ۔

اسی زمانہ میں عباس بن ولید نے جنگ کر کے مسطیہ فتح کیا سال رواں ہی میں مروان بن ولید رومیوں سے جنگ کرتے ہوئے حجرہ تک پہنچ گیا۔ اسی سال خوارزم شاہ نے بذریعہ خط قتیہ کو صلح کی دعوت دی۔ نیز اس نے اپنے شہروں میں سے مدائن شہر، بہت سے اموال و غلام کے ساتھ قتیہ کو دینے کی پیشکش کی اس شرط پر کہ وہ اس کے بھائی سے جنگ کر کے اسے گرفتار کر کے اس کے حوالے کر دے گا کیوں کہ اس نے زمین پر فساد برپا کر رکھا ہے۔ اس کے بھائی کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کسی کی بات نہیں سنتا تھا اور جس کسی کے پاس مال، عورتیں، بچے اور جانور دیکھتا اس سے چھین لیتا تھا قتیہ نے اس کے خط کا جواب اثبات میں دیا۔ خوارزم شاہ نے مذکورہ چیزیں اس کے حوالہ کر دیں۔ اس کے بعد قتیہ نے اس کے بھائی کی طرف لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر نے اس کے بھائی کی فوج سے قتال کر کے اس کے بیٹا رافرا قتل کر دیئے اور اس کے بھائی کو چار ہزار افراد کے ہمراہ گرفتار کر لیا۔ قتیہ نے اس کے بھائی کو اس کے حوالے کر کے باقی ماندہ قیدیوں کی گردن آڑانے کا حکم دیا۔

بعض کا قول ہے کہ اس کے آگے پیچھے، دائیں اور بائیں جانب سے ایک ایک ہزار قیدیوں کی گزریں اڑادی گئی تاکہ اس کے ذریعہ ترک دشمن خوفزدہ ہوں۔

سمرقند کی فتح..... قتیہ نے جب اس کا روائی سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ کیا تو امراء میں سے کسی نے اسے کہا اہل صفد نے اس سال آپ کو امن کا موقع دیا ہے تم ان پر اسی وقت کامیاب ہوتے جب تم ان کو بے خبری میں اچانک جا پکڑتے ورنہ مشکل ہے۔ قتیہ نے اس سے پوچھا کبھی تم نے یہ بات کسی اور سے بھی کہی، یاد رکھو اگر تم نے یہ بات کبھی کسی سے کہی تو وہ تمہاری گردن اڑا دے گا۔ بعد ازاں قتیہ نے اپنے بھائی عبد الرحمن کو بیش ہزار لشکر کے ہمراہ سمرقند کی طرف روانہ کر دیا پھر قتیہ بھی باقی لشکر کے ہمراہ اس سے جا ملا۔

جب ترکوں کو ان کی آمد کی اطلاعات موصول ہوئی تو انہوں نے امراء اور اہل ملک میں سے خاص خاص بہادروں کو جمع کر کے انہیں قتیہ کے مقابلہ میں رات کو نکلنے کا حکم دیا تاکہ وہ مسلمانوں پر حملہ کر دیں یہ خبریں قتیہ تک بھی پہنچ گئیں اس نے اپنے بھائی صالح کو چھ سو بہادروں کا جھنڈہ دے کر حکم دیا کہ تم راستہ ہی میں ترکوں کو پکڑ لو چنانچہ وہ چلے پھر وہ راستہ میں رک گئے۔ صالح نے ان کی تین جماعتیں بنادیں رات کی تاریکی پھیل جانے کے بعد وہ ترکوں پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے ترکوں کو لالکا را، ان کے درمیان ایسے گھسان کارن پڑا کہ تھوڑے ہی لوگ ترکوں میں سے بچ سکے۔ مسلمانوں نے ان کے سر پھیل دیئے اور وہ آپس میں یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ آج ہمیں قتیہ کے لشکر سے واسطہ پڑا ہے جس کے سامنے ہمارے بڑے بڑے سورما بھی نہ ٹھہر سکے۔ مسلمانوں نے ان کا سامان سونا چاندی، ہتھیار وغیرہ سب کچھ لوٹ لئے جسے قتیہ نے مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔

اس کے بعد قتیہ ماراچ کرتے ہوئے صفد کے سب سے بڑے شہر سمرقند کے قریب پہنچ گیا اس نے اس پر مخدقین نصب کیں اور گولہ باری شروع کر دی اس کے ساتھ اہل صفد سے شدید قتال بھی جاری ہوا۔ صفد کے بادشاہ غورک نے قتیہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تو میرے گھر والوں اور لوگوں کو لے کر مجھ پر چڑھائی کرنے آیا ہے اگر ہمت ہے تو اپنے لوگوں کے ساتھ لڑیہ بن کر قتیہ آگ بگولہ ہو گیا اس نے فوراً عربوں کو غمیوں سے الگ کر کے ان کو جدید ہتھیاروں سے لیس کر کے شہر پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے زبردست گولہ باری کی جس سے غورک کے شہر کو بچانے کی تمام تدبیر نا کام ہو گئیں۔ غورک کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر قتیہ کو گالیاں دینا شروع کر دیں ایک مسلمان نے اس کی آنکھ میں ایسا تیر مارا جو آ رہا

ہو گیا اسی وقت وہ ہلاک ہو گیا قتیہ نے تیر انداز کو دس ہزار درہم انعام کے طور پر دیئے اس کے بعد رات ہو گئی۔

صبح ہونے کے بعد مسلمانوں نے دوبارہ تحقیقیں نصب کیں اور ان پر گولہ باری شروع کر دی اس بار انہوں نے شہریوں کو بھی اس کی پلیٹ میں لے لیا۔ ترکوں نے قتیہ سے کہا کہ آج آپ چلے جاؤ کل ہم آپ سے صلح کریں گے چنانچہ قتیہ واپس چلے گئے اور کل ان سے دو کروڑ ایک لاکھ سالانہ جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی نیز انہوں نے اس بات کا بھی وعدہ کیا کہ اس سال ہم آپ کو تیس ہزار ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ غلام دیں گے جن میں بچے، بوڑھے اور عیب دار نہیں ہوں گے نیز انہوں نے مورتیوں کا زیور اور آتش کدوں کا قیمتی سامان بھی حوالے کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ بھی کہ وہ شہر کو جنگجوؤں سے خالی کر دیں گے نیز یہ بھی کہ قتیہ اگر چاہیں شہر میں مسجد بنائے اس میں خطبہ دے، منبر رکھے اور کھانا کھا کر چلا جائے۔ قتیہ نے ان کی ساری باتیں قبول کر لیں۔ چنانچہ قتیہ چار ہزار بہادروں کے ہمراہ شہر میں داخل ہوا اس نے شہر میں مسجد تعمیر کی اس میں منبر رکھا۔ مسجد میں نماز ادا کی، خطبہ دیا، کھانا کھایا اس کے سامنے بت لائے گئے اس نے بعض کو بعض پر ترتیب سے رکھا کہ وہ ایک قلعہ کی مانند بن گیا پھر اس نے ان کے جلانے کا حکم دیا، حاضرین چلا اٹھے ایک مجوسی نے کہا ان میں قدیم بت بھی ہیں، جس نے اسے جلایا وہ ہلاک ہو جائے گا، بادشاہ غورک خود نکل کر آیا اس نے قتیہ کو منع کرتے ہوئے کہا میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔

اس کے بعد قتیہ کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا اس نے کہا میں اپنے ہاتھ سے ان کو جلاؤں گا، تم سب مل کر اگر میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو تو بگاڑ دو۔ پھر اس نے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے ان میں آگ لگا دی، چنانچہ وہ بت جل گئے۔ اس میں سے بچاں ہزار مشقال سونا نکلا۔ قتیہ نے جو مال غنیمت حاصل کیا تھا اس میں ایک کنیر بھی تھی جو یزدجرد کی لڑکی تھی، قتیہ نے اسے خاص طور پر جج جج کے لئے بھیج دیا جسے حجاج نے ولید کو ہدیہ کر دیا اسی سے یزید بن ولید پیدا ہوا۔

اس کے بعد قتیہ نے اہل سمرقند کو بلا کر کہا جتنی شرائط پر میں نے تم سے صلح کی ہے اس سے زیادہ میں تم سے کسی شرط کا مطالبہ نہیں کرتا لیکن ہماری فوج کا قیام یہاں پر ضروری ہے، اس کے بعد غورک وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ قتیہ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے (اور اللہ نے عادات کو ہلاک کر دیا اور شہود کو اور کسی کو باقی نہ چھوڑا) اس کے بعد قتیہ سمرقند پر اپنے بھائی کو نائب مقرر کر کے خود مرو چلا گیا۔ اس نے اپنے بھائی کو ہدایت کی کہ کسی بھی مشرک کو ہاتھ مہر لگے بغیر باب سمرقند سے داخل مت ہونے دینا اگر مہر خشک ہو جائے تو اسے قتل کر دینا۔ اسی طرح جس کے پاس چاقو، چھری یا کوئی دھار دار چیز پاؤ اسے بھی داخل نہ ہونے دینا نیز دروازہ بند کرتے وقت جو دروازے کے پاس پایا جائے اسے بھی قتل کر دینا۔ کعب اشقری نے اس بارے میں چند اشعار کہے ہیں:

(۱)..... قتیہ روزانہ جبراً قبضہ کر لیتا ہے اور مال و دولت میں نیا اضافہ کرتا ہے۔

(۲)..... باہلی ہے، جب تاج پہن رہا تھا اس وقت بال سیاہ تھے اور مسلسل تاج پہنے رہنے کی وجہ سے اس کے مانگ کے بال سفید ہو گئے۔

(۳)..... اس نے اہل صغد کو اپنے لشکر سے رسوا کر دیا، حتیٰ کہ انہیں کھلے میدان میں یوں ہی بیٹھا چھوڑ دیا۔

(۴)..... بینا باپ کے کھونے پر ماتم کرتا ہے اور باپ غم زدہ ہو کر بیٹے پر روتا ہے۔

(۵) جب وہ کسی شہر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے گھوڑے وہاں کی سرزبن کو روند ڈالتے ہیں۔

اسی برس موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب کے نائب اپنے غلام طارق کو معزول کر دیا حالانکہ اسی نے اس کو طلیہ شہر کی طرف بھیجا تھا اس نے اس کو فتح کر لیا اس نے اس شہر میں حضرت سلیمان بن داؤد کا دسترخوان پایا اس میں سونا اور بہت دیگر بہت سی قیمتی اشیاء تھیں، اس نے وہ دسترخوان ولید بن عبد الملک کے پاس بھیج دیا لیکن اس کے پہنچنے سے قبل ہی ولید کی وفات ہو گئی اور اس کا بھائی سلیمان خلیفہ بن گیا وہ دسترخوان اسی کو ملا۔ اس میں بہت حسین المنظر عقول کو حیران کرنے والی اشیاء تھیں۔ موسیٰ بن نصیر نے غلام کی جگہ اپنے لڑکے عبد العزیز بن موسیٰ بن نصیر کو حاکم بنا دیا۔ اس زمانہ میں موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب میں لشکروں کا جال بچھا دیا، انہوں نے اندلس کے بہت سے شہر مثلاً قرطبہ اور طنجة وغیرہ فتح کئے۔ اس کے بعد موسیٰ بن نصیر مغربی اندلس کی طرف گیا، وہاں پر اس نے بلجہ اور بیضاء کے علاوہ بڑے بڑے شہر، علاقے اور دیہات فتح کئے، وہ جس شہر کی طرف بھی جاتا اسے فتح کئے بغیر نہیں آتا تھا پھر اس نے فوجی یونٹ تیار کر کے اندلس کے مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں روانہ کئے انہوں نے بہت سے شہر اور علاقہ جات فتح

کئے اور مال غنیمت حاصل کیا، علاوہ ازیں عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا۔ موسیٰ بن نصیر بے شمار مال غنیمت اور تحفے تحائف کے ساتھ واپس لوٹا۔ اسی سال افریقی شدید قحط سالی میں مبتلا ہوئے۔ موسیٰ بن نصیر ان کو صلوٰۃ استسقی کے لئے لے کر نکلا، سب نصف النہار تک دعا میں مشغول رہے، جب اس نے منبر سے نیچے آنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس سے پوچھا امیر المومنین کے لئے دعا نہیں کرنی؟ اس نے کہا یہ اس کا موقع نہیں اسی وقت باران رحمت جوش میں آئی اور موسلا دھار بارش ہوئی جس سے ان کی کھیتیاں لہلہا گئیں اور ان کی معاشی حالت اچھی ہو گئی۔ اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے ولید کے حکم سے ضییب بن عبداللہ بن زبیر کو پچاس کوڑے مارے اور سخت سردی میں اس پر پانی ڈالا، بلا آخر اسی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا، عمر بن عبدالعزیز اس کے بعد سے خوفزدہ رہتے تھے اور جب آخرت کی کوئی بشارت سنتے تو کہتے کہ میرے راستے میں ضییب حائل ہے اور غم زدہ عورت کی طرح روتے، جب ان کی کوئی تعریف کرتا تو کہتے اگر ضییب کی وجہ سے میری پکڑ نہیں ہوئی تو سمجھ لو کہ میرے لئے کامیابی ہے آپ ضییب کی موت تک مدینہ کے حاکم رہے ان کے انتقال کے بعد اکثر رنجیدہ رہتے تھے بقیہ زندگی عبادت اور گریہ و زاری میں گزاری، اس کی وجہ سے ان کی زندگی یکسر تبدیل ہو گئی لیکن اس کے بعد آپ خوب عبادت کرتے غلاموں اور مساکین کا بہت خیال رکھتے۔

اسی سال محمد بن قاسم نے بلاد ہند میں دیبل وغیرہ شہر فتح کئے حجاج نے جب ان کو غزوہ ہند کی مہم کا امیر بنایا تو اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی۔ چنانچہ لشکر کے ہمراہ ہند پہنچا تو ہند کا بادشاہ راجہ داہر ایک عظیم لشکر اور ستائیس منتخب شدہ ہاتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں آیا، دونوں کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی۔ راجہ داہر اور اس کے بہت سے ساتھی قتل کر دیئے، مسلمانوں نے ہندوؤں کا تعاقب کر کے انہیں قتل کر دیا بعد ازاں محمد بن قاسم نے کبرج اور برہاد وغیرہ کا رخ کیا حتیٰ کہ ان کو بھی فتح کر لیا اور بیشمار مال غنیمت اور جواہر سونا وغیرہ لے کر لوٹا۔

اس وقت بنو امیہ کا شغل صرف جہاد تھا۔ اللہ نے مشرق و مغرب میں اسلام کا کلمہ بلند کیا، کفر اور اہل کفر کو ذلیل و رسوا کیا، آئے دن مسلمانوں کی فتوحات کی برکت سے مشرکین کے قلوب مرعوب ہو گئے، مسلمان جدھر کا بھی رخ کرتے، کامرانی سے ہمکنار ہوتے کیوں کہ مسلمانوں کے لشکر میں اولیاء، بڑے بڑے علماء اور تابعین ہوتے تھے انہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح یاب فرمایا۔

قتیبہ بن مسلم بلاد ترک کو فتح کرتے ہوئے چین کی سرحد تک پہنچ گیا اور چینی بادشاہ کو اپنے پاس بلایا اس نے خوف زدہ ہو کر قتیبہ کے پاس تحائف اور قیمتی اشیاء بھیجی، غرض یہ کہ اس اطراف کے تمام بادشاہ فوجی قوت کے باوجود قتیبہ کا نام سنتے ہی گھبرا جاتے اور سب خوف کی وجہ سے قتیبہ کو جزیہ ادا کرتے تھے۔ اگر فتح کا یہ سلسلہ جاری رہتا اور حجاج بھی چند روز تک زندہ رہ جاتا تو اسلامی افواج چین سے واپس نہ آتی۔ لیکن حجاج کی وفات کے بعد اسلامی افواج واپس آ گئیں پھر کچھ دنوں کے بعد قتیبہ کو بھی بعض مسلمانوں نے قتل کر دیا۔

بہر حال ایک طرف مسلمہ بن عبدالملک بن مروان، امیر المومنین ولید کا لڑکا اور اس کا بھائی بلاد روم کو فتح کر رہے تھے اور شامی فوجوں کے ساتھ مع کوفہ میں ادھر ادھر مصروف تھے حتیٰ کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے اور وہاں پر مسلمہ نے مسجد بنوائی، جس کی وجہ سے فرنگیوں کے قلوب مسلمانوں سے مرعوب ہو گئے۔

دوسری طرف محمد بن بلاد ہند میں جہاد میں مصروف تھا اور عراقی افواج کا لوہا منوار ہا تھا۔ تیسری طرف موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب میں جہاد کا غلغلہ بلند کر کے اسلام کا نام بلند کیا۔ ان فتوحات کی وجہ سے یہ تمام علاقے شرک و بت پرستی سے پاک ہو چکے تھے اور شام، مصر، عراق، یمن، ماورائے النہر اور بلاد مغرب میں لا الہ الا اللہ کی صدا گونج رہی تھی، ہجرت کے بعد سے صحابہ کرام نے جہاد کا بیڑا اٹھایا اور پھر بنی عباس اور بنی امیہ کے دور میں بھی زور شور سے جہاد جاری رہا بعد ازاں رفتہ رفتہ جہاد کا عمل سست پڑتا چلا گیا جس کے نتیجے میں اسلام کا پلہ کمزور ہو گیا۔ حتیٰ کہ دیار مصر اور شام میں فاطمین کے غالب ہو جانے کے بعد اسلام کے نام لیواؤں کی تعداد کم ہو گئی۔ فرنگی اکثر بلاد شام پر غالب آ گئے، حتیٰ کہ انہوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی ایوب کے ساتھ نور الدین کو کھڑا کیا، اس نے ان سے دوبارہ بیت المقدس چھین لیا عنقریب اس کا بیان آ رہا ہے۔

اسی سال ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا کیوں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کو لکھا تھا کہ عراق حجاج کے مظالم سے تنگ آ چکے ہیں۔ جب ابن حجاج کو بھی علم چکا اس نے ولید کو لکھا کہ عمر مدینہ کے نظم و نسق میں کمزور پڑ چکے ہیں، اس لئے کسی باصلاحیت شخص کو حرمین کا منتظم بناؤ چنانچہ اس نے عثمان بن حیان کو مدینہ کا اور خالد بن عبداللہ قسری کو مکہ کا حاکم بنا دیا اس نے وہی کچھ کیا جس کا حجاج نے حکم دیا تھا عمر بن

عبدالعزیز شوال میں مدینہ سے نکل کر سویداء میں مقیم ہو گئے اور عثمان بن حیان ماہ شوال کے ختم ہونے سے دو دن قبل مدینہ پہنچ گئے اس سال عبدالعزیز بن ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

انس بن مالک..... نام ابو حمزہ انس بن مالک ابن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی النجار۔ آپ جناب نبی کریم ﷺ کے خادم اور سفر حضر کے آپ کے ساتھی تھے آپ کی والدہ کا نام ام حرام ملیکہ بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام تھا ابو طلحہ زید بن سہل انصاری کی بیوی تھی۔ آپ نے رسول اللہ سے بہت سی احادیث روایت کی اور آپ سے متعدد علوم سے واقف تھے ابو بکر، عمر، عثمان اور ابن مسعود وغیرہ سے بھی آپ نے روایت نقل کیں آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت نقل کی۔ آپ کا قول ہے کہ آپ ﷺ کے مدینہ تشریف لاتے وقت میری عمر دس سال تھی اور آپ ﷺ کی وفات کے وقت میری عمر بیس سال تھی۔ محمد بن عبداللہ انصاری نے اپنے والد کے حوالے سے ثمامہ کو قول نقل کیا ہے کہ انس سے پوچھا کہ آپ جنگ بدر میں موجود تھے آپ نے جواب دیا۔ تیری ماں مرے، کیا میں بدر سے غائب ہو سکتا ہوں۔

انصاری کا قول ہے آپ جناب رسول اللہ ﷺ کے خادم کی حیثیت سے جنگ بدر میں شریک ہوئے ہمارے شیخ حافظ ابوالحاج مزی کا قول ہے جنگ بدر میں انس بن مالک کی شرکت کا اصحاب مغازی میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہی ہے کہ آپ غازی کی حیثیت سے اس کے بعد ہی جنگوں میں شریک ہوئے۔ آپ کی والدہ ایک روایت کے مطابق آپ کے چچا آپ کو آپ ﷺ کی خدمت میں لائے، آپ کی والدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا لڑکا انس سمجھا رہے آپ کی خدمت کرے گا اسے میں نے آپ کو ہبہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے قبول فرمایا آپ کی والدہ نے آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ اس کے مال و اولاد میں اضافہ کر اور اسے جنت میں داخل کر۔ حضرت انس کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے میری کنیت نخلہ رکھی، کیونکہ میں آپ کے لئے کھجوریں توڑا کرتا تھا۔ آپ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحرین کا گورنر بنایا تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد انس بصرہ منتقل ہو گئے تھے۔

وہاں پر آپ کے چار مکانات تھے۔ ابن اشعث کے فتنے کی وجہ سے حجاج کی طرف سے آپ کو تکالیف پہنچی تھیں۔ کیوں کہ حجاج کو شک ہو گیا تھا کہ آپ کا بھی اس معاملہ سے تعلق ہے آپ نے کوئی فتویٰ دیا تھا جس کی وجہ سے حجاج نے آپ کو شدید تکلیف میں مبتلا کر دیا۔ آپ نے عبدالملک سے اس کی شکایت کی اس نے حجاج کی ملامت کی اس کے بعد حجاج نے خوف زدہ ہو کر آپ سے صلح کر لی۔

سن ۹۲ھ میں جامع دمشق کی تعمیر کے وقت حضرت انس ولید بن عبدالملک کے پاس آئے تھے۔ محمول کا قول ہے کہ میں نے حضرت انس کو جامع دمشق میں چلتے ہوئے دیکھا، میں نے ان سے جنازے کو ہاتھ لگانے کے بعد وضو کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا اس میں وضو کی ضرورت نہیں۔ اوزاعی کا قول ہے مجھ سے اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر نے بیان کیا حضرت انس ولید کے پاس آئے ولید نے آپ سے سوال کیا تم نے قیامت کے بارے میں آپ ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ تم میں اور قیامت میں دو انگلیوں کے درمیان شگاف کی مانند فاصلہ ہے زہری کا قول ہے میں نے دمشق میں انس بن مالک کو روتے ہوئے دیکھ کر ان سے وجہ دریافت کی؟ انہوں نے فرمایا تمہارے اندر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک چیز نماز باقی رہ گئی ہے اس میں بھی تم نے جو چاہا کر لیا۔

ایک روایت میں ہے کہ اسے بھی تم نے ضائع کر دیا کیوں کہ بنی امیہ کے خلفاء تاخیر سے نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ عمر بن عبدالعزیز کے علاوہ تمام اموی خلفاء ہمیشہ تاخیر سے نماز پڑھتے تھے۔ عبداللہ بن حمید نے متعدد طرق سے حضرت انس کا قول نقل کیا ہے کہ میری والدہ بچپن میں مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا لڑکا ہے آپ کا خادم ہے آپ اس کے لئے دعا کر دیجئے آپ نے فرمایا اے اللہ اس کی مال و اولاد میں اضافہ کر کے اسے جنت میں داخل فرما حضرت انس فرماتے ہیں، دو کو میں نے دلچسپی اور تیسرے کی امید ہے ایک روایت میں حضرت انس کا قول نقل کیا گیا ہے کہ قسم بخدا میرے مال میں بہت اضافہ ہوا، حتیٰ کہ میرے کھجور اور انگور سال میں دو بار پھل دیتے

ہیں اور میرے صلی لڑکوں کی تعداد ایک سو چھ ہے ایک روایت میں ہے کہ مجھے میری لڑکی آمنہ نے خبر دی کہ حجاج کی آمد تک میری نسل سے ایک سو بیس بچے دفن کئے گئے ثابت نے حضرت انس سے پوچھا کیا آپ کے ہاتھ میں رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی کومس کیا؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ ثابت نے کہا اپنا ہاتھ لائیے تاکہ میں اسے بوسہ دوں۔

محمد بن سعد نے کئی واسطوں سے سعید دارع کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے انس کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں ہر شب آپ ﷺ کی زیارت کرتا تھا، اس کے بعد انس اشک بار ہو گئے۔ محمد بن سعد نے متعدد وجوہ سے منہال بن عمرو کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت انس رسول اللہ کی نعلین مبارک اور سامان کی حفاظت کرتے تھے۔ ابو داؤد نے حکم بن عطیہ اور ثابت کے حوالے سے حضرت انس کا قول نقل کیا ہے کہ مجھے امید ہے کہ قیامت کے روز آپ ﷺ سے میری ملاقات ہوگی میں عرض کروں گا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا خادم انس ہوں۔

امام احمد نے متعدد طرق سے انس کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے روز شفاعت کا سوال کیا، آپ نے فرمایا ہاں، اس کے بعد میں نے پوچھا اس روز میں آپ سے کہاں ملوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پل صراط پر، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر وہاں میں آپ سے نہ مل سکوں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر میزان کے پاس، میں نے عرض کیا اگر آپ مجھے وہاں بھی نہ ملے تو آپ نے فرمایا حوض کوثر کے پاس، اس کے علاوہ تو مجھے کہیں نہیں پائے گا۔ شعبہ نے ثابت کے حوالے سے ابو ہریرہ کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی نماز کے مشابہ حضرت انس کی نماز سے زیادہ کسی کی نماز نہیں دیکھی۔ ابن سیرین کا قول ہے کہ میں نے سفر و حضر میں حضرت انس کی نماز سے کسی کی نماز عمدہ نہیں پائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ثابت مجھ سے لے لو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے لیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے لیا ہے اور تم مجھ سے زیادہ با اعتماد طریقے سے نہیں پاؤ گے۔

معتمر بن سلیمان نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے انس کو کہتے سنا کہ اس وقت قبلتین کی طرف نماز پڑھنے والا میرے علاوہ کوئی باقی نہیں۔ محمد بن سعد نے متعدد طرق سے حریری کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت انس نے ذات عرق مقام سے احرام باندھا احرام کے کھولنے تک میں نے آپ کی زبان سے اللہ کے ذکر کے علاوہ کوئی بات نہیں سنی پھر مجھ سے فرمایا اے بھتیجہ احرام کی حالت میں اسی طرح ہونا چاہیے۔ صالح بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کا قول ہے کہ ہم جمعہ کے روز بعض ازواج مطہرات کے گھروں میں باتوں میں مشغول تھے۔ حضرت انس نے فرمایا خاموش ہو جاؤ۔ نماز کھڑی ہونے کے بعد حضرت انس نے فرمایا مجھے خطرہ ہے کہ میں نے تمہیں خاموشی کی تاکید کر کے اپنا جمعہ باطل کر دیا۔ ابن ابی الدنیاء نے کئی واسطوں سے ثابت کا قول نقل کیا ہے کہ میری موجودگی میں حضرت انس کے پاس قہر ماندا آئی اس نے آپ سے اپنی اراضی کے خشک ہونے کی شکایت کی راوی کا قول ہے حضرت انس وضو فرما کر جنگل کی طرف نکل گئے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دعائیں مشغول ہو گئے۔

راوی کا قول ہے کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو پانی سے بھرے ہوئے بادل اٹھ آ رہے تھے اس کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی حتیٰ کہ ہر چیز پانی سے بھر گئی۔ بارش کے رکنے کے بعد حضرت انس نے ایک شخص کو بھیجا کہ دیکھ کر آؤ بارش کہاں تک پہنچ گئی اس نے آ کر بتایا کہ کوئی نقصان نہیں ہوا۔ امام احمد نے نقل کیا ہے کہ حضرت انس جب بھی کوئی حدیث بیان کرتے تو اس سے فارغ ہونے کے بعد فرماتے اوقال رسول اللہ ﷺ، انصاری نے ابن عوف کے حوالے سے محمد کا قول نقل کیا ہے کہ امراء میں سے کسی نے حضرت انس کے پاس کوئی چیز بھیجی حضرت انس نے پوچھا کیا یہ خمس ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے وہ چیز قبول نہیں فرمائی۔ نضر بن شداد نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت انس کی بیماری میں ہم نے ان کو کہا کہ کیا آپ کے لئے کسی طبیب کو بلا کر لائیں آپ نے فرمایا کہ طبیب نے ہی مجھے بیمار کیا ہے۔

حذیل بن اسحاق نے عی بن زید کا قول نقل کیا ہے کہ میں محل میں حجاج کے پاس تھا اس وقت وہ لوگوں کو ابن الاشعث کے واقعات سنارہا تھا اسی اثناء میں انس بن مالک آئے حجاج نے انہیں دیکھ کر کہا یہ ہی وہ فتنہ پرور خبیث ہے جو کبھی حضرت علی کے ساتھ ہوتا ہے کبھی ابزیر کے ساتھ پستہ ہوا نظر آتا ہے اور کبھی ابن الاشعث کا حسنہ ابن جاتا ہے قسم بخدا میں گوند کی طرح اسے اکھاڑ پھینکوں گا تکلی کی طرح اسے سیدھا کر دوں گا حضرت انس نے فرمایا آپ مجھے ہر گز نہیں اس نے کہا کہ ہاں میری مراد تو یہی ہے، اللہ تیری سماعت ختم کر دے۔

راوی کا قول ہے کہ اس کے بعد حضرت انس چلے گئے اور حجاج اپنے کام میں مشغول ہو گیا حضرت انس وہاں سے کال ایک شادہ باندہ پر آ کر

کہنے لگے کاش اگر آج مجھے اپنے چھوٹے بچوں کا خیال نہ آتا تو مجھے کوئی پرواہ نہ ہوتی کہ میں کس طرح قتل کیا جاؤں شاید آج کی مانند ذلت امیز اور سخت کلمات میں زندگی میں دوبارہ نہ سنوں۔ چنانچہ ابوبکر بن عیاش نے ذکر کیا حضرت انس نے حجاج کے خلاف عبدالملک کو سخت شکایات لکھ بھیجی اور لکھا کہ یہود و نصاریٰ اپنے نبی کے خادم کی عزت و توقیر کرتے ہیں اور میں نے آپ ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے۔

عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ جیسے ہی تم کو میرا یہ خط ملے اس وقت انس کے پاس جا کر ان کو راضی کرو ان کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دو ورنہ میں تمہیں وہی سزا دوں گا جس کے تم مستحق ہو۔ جب حجاج نے یہ خط پڑھا تو اس نے انس کے پاس جانے کا ارادہ کیا لیکن خط لانے والے اسماعیل بن عبداللہ بن ابی مہاجر جو حجاج کا دوست تھا نے حجاج کو نہ جانے کا مشورہ دیا اور حضرت انس کو حجاج کے پاس جا کر صلح کے لئے سبقت کا مشورہ دیا چنانچہ حضرت انس حجاج کے پاس آئے تو حجاج نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور کہا کہ ہم اور آپ تو ایک ہیں اے میرے پڑوسی اب لوگوں کو کچھ کہنے کا موقع نہیں ملنا چاہیے۔

ابن قتیبہ کا قول ہے کہ عبدالملک نے حجاج کو انس کی گستاخی کرنے کے بعد لکھا اے پھر اے ہوئے نراونٹ! میں تجھے ایسی لات ماروں گا کہ تو سیدھا دوزخ ہی میں جا کر گرے گا۔ اے چمگادڑ والی آنکھوں والے ہوش میں آ جا۔ احمد بن صالح عجلی کا قول ہے کہ صحابہ میں صرف دو شخص جزام و برص میں مبتلا ہونے کے بعد درست ہوئے۔

(۱) ... حضرت معقیب جو جزام میں مبتلا تھے۔

(۲) ... حضرت انس جو برص میں مبتلا تھے۔

حسیدی نے ابوجعفر کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے انس کو برص کی بیماری کے زمانہ میں بڑے بڑے برے لقمے کھاتے ہوئے دیکھا ابویعلیٰ نے عبداللہ بن معاذ بن یزید کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت انس ضعف کی وجہ سے روزے کے فدیہ میں کھانا پکا کر تمیں مسکینوں کو کھلاتے تھے۔ شعبی نے موسیٰ سنبلاوی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کیا صحابہ میں سے اس وقت صرف آپ ہی زندہ ہیں آپ نے جواب دیا یہاں تو کی تو ایک جماعت زندہ ہے البتہ صحابہ میں سے صرف میں زندہ ہوں۔ شدہ مرض میں آپ سے طبیب کو بلانے کی اجازت طلب کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ طبیب نے ہی مجھے بیمار کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو آپ مسلسل اسی کلمہ کا ورد کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی روح قفس عنبری سے پرواز کر گئی۔ آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی ایک چھوٹی سی لاش تھی جو آپ کے حکم سے آپ کے ساتھ قبر میں دفن کر دی گئی۔

عمر بن شہبہ وغیرہ کا قول ہے کہ ۱۰ سال کی عمر میں انس نے وفات پائی۔ مسند احمد میں ذکر ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ایک سو چھ سال عمر ملی۔ واقعہ یہ کہ بصرہ میں صحابہ میں سے آخر میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کے سن وفات میں مورخین کا اختلاف ہے چنانچہ بعض نے ۹۰ بعض نے ۹۱ھ بعض نے ۹۲ھ اور بعض نے ۹۳ھ بیان کیا۔ آخری قول سب سے زیادہ مشہور ہے۔ امام احمد نے ابونعیم کا قول نقل کیا ہے کہ انس بن مالک اور جابر بن زید نے ۹۳ھ میں ایک ہی روز جمعہ کے دن وفات پائی۔ قتادہ نے انس کی وفات پر مورخ عجلی کا قول نقل کیا ہے کہ آض نصف علم دنیا سے رخصت ہو گیا۔ ان سے پوچھا گیا یہ کیسے تو انہوں نے فرمایا جب کوئی بدعتی ہمارے سامنے حدیث کی مخالفت کرتا تھا تو ہم اس سے کہتے تھے آؤ اس شخص کے پاس چلیں جس نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی۔

عمر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ ... ابن المغیرہ ... ابن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ... شاعر ہیں، بعض کا قول ہے کہ ان کی پیدائش حضرت عمر کی وفات سے دن ہوئی، جس روز ان کا تختہ ہوا، اسی روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سمید ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز انہوں نے شادی کی۔ یہ سچ غزلیں کہتے تھے۔ ثریان بن عورت کے بارے میں غزلیں کہتے تھے جو بنی بن عبداللہ اموی کی لڑکی تھی، بہل بن عبدالرحمن بن عوف زہری نے اس سے شادی کی تو اس کے بارے میں عمر بن ربیعہ نے اشعار کہے۔

(۱) ... ثریا کا اسمیل سے نکاح ہو گیا حد اخیر سے ان میں کیسے نباہ ہوگا۔

(۲) ... ثریا پر کھڑے ہوتے وقت نحوست کا یہ سایہ ہوتا ہے اور اسمیل برکتوں میں گھرا رہتا ہے۔

بلال بن ابی درداء..... آپ اولاً دمشق کے حاکم پھر قاضی بنے پھر عبدالملک نے ان کو معزول کر کے ان کی جگہ ابوالدیریس خولانی کو مقرر کر دیا۔ آپ حسن سیرت کے مالک بڑے عابد تھے۔ ظاہر یہ ہی ہے کہ باب الصغیر کے پاس آپ ہی کی قبر ہے نہ کہ آپ ﷺ کے مؤذن حضرت بلال کی، کیوں کہ وہ تو داریا میں دفن ہیں۔

بشر بن سعید..... مزی، سید، عابد اور فقیہ سے تھے۔ آپ مشہور و معروف عابدین اور زاہدین میں سے تھے آپ نے مدینہ میں وفات پائی۔
زرارة بن اوفی..... ابن حاجب عامری، آپ بصرہ کے قاضی تھے۔ آپ بصرہ کے بڑے علماء اور صلحاء میں سے تھے آپ کی متعدد مرویات ہیں ایک بار نماز فجر میں سورۃ مدثر تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت (فَاِذَا نَفَخَ الْنَّاقُورُ) پوپہنچے تو دم نکل گیا اور زمین پر گر پڑے تو اسی وقت ان کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے تقریباً ستر سال کی عمر پا کر وفات پائی۔

ضبيب بن عبداللہ..... ابن عبداللہ بن زبیر، ولید کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز نے ان کو کوڑے مارے حتیٰ کہ ان کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا اس کے چند روز بعد عمر بن عبدالعزیز معزول ہو گئے وہ ضبيب کے مارنے پر ہمیشہ رنجیدہ اور گریہ کن رہتے تھے۔ ضبيب نے مدینہ میں وفات پائی۔

حفص بن عاصم..... ابن عمر بن خطاب مدنی آپ کی متعدد مرویات ہیں آپ صالحین میں سے تھے مدینہ میں وفات پائی۔

سعید بن عبدالرحمن..... ابن عتاب بن اسید اموی، بصرہ کے اشرف میں سے تھے، فیاض اور قابل تعریف تھے۔

قروۃ بن مجاہد..... بعض کا قول ہے کہ آپ ابدال میں سے تھے ایک بار غزوۃ میں ایک جماعت کے ساتھ گرفتار ہو گئے۔ اس ملک کے بادشاہ نے آپ کو جیل میں ڈال دیا آپ نے ساتھیوں سے پوچھا تم اپنے شہر جانا چاہتے ہو انہوں نے جواب میں کہا ہم جس تنگی میں وہ آپ کے سامنے ہے اس نے آپ نے ان کی بیڑیوں کو چھوا تو وہ کھل گئیں پھر جیل کے دروازہ کو چھوا تو وہ کھل گیا۔ تمام لوگ جیل سے نکل گئے اور مسلمانوں کے لشکر کے اپنے ملک پہنچنے سے قبل ہی ان سے جا ملے۔

ابوالشعثاء جابر بن زید..... آپ تین چیزوں میں پیسے کم نہیں کراتے تھے:

(۱)..... مکہ پر سواری کرایہ پر لینے کے لئے۔

(۲)..... غلام کو آزاد کرنے کے خیال سے خریدنے میں۔

(۳)..... قربانی کا جانور خریدنے میں۔

فرماتے تھے اللہ کے لئے خریدی جانے والی چیز میں کمی نہیں کرانی چاہیے۔ ابن سیرین کا قول ہے کہ ابوالشعثاء دینار و دراهم کے معاملے میں سچے مسلمان تھے جیسا کہ کہا گیا ہے۔

(۱)..... میں آزما چکا ہوں تم بھی غلط نہ سمجھنا کہ تقویٰ اور پرہیزگاری دراہم و دینار کے قریب قریب ہیں۔

(۲)..... جب تو پیسے ملنے کے بعد اسے چھوڑ دے تو سمجھ لے کہ یہی مسلمان کا تقویٰ ہے۔

ابوالشعثاء کا قول ہے کہ مسکین و یتیم پر صدقہ کرنا میرے نزدیک نقلی عبادت سے افضل ہے۔ ابوالشعثاء بصرہ کے عالم اور مفتی تھے۔ بصرہ میں ان کی موجودگی میں جب کوئی صحابہ سے مسئلہ پوچھتا تو وہ سائل سے کہتے کہ ابوالشعثاء کی موجودگی میں تم ہم سے کیوں مسئلہ دریافت کرتے ہو۔ جابر بن عبداللہ نے ایک بار الشعثاء سے کہا آپ بصرہ کے فقیہ ہیں اس لئے جب آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کرے تو اس کا جواب قرآن و حدیث سے دوا کر تم نے ان دونوں کے علاوہ کسی تیسری چیز سے جواب دیا تو تم خود ہلاک ہو گے اور دوسروں کو بھی ہلاک کریں گے۔

مرو بن دینار کا قول ہے کہ میں نے ابوالشعثاء کو مفتی پایا، قماہ نے ابوالشعثاء کے دفن ہونے کے وقت فرمایا تھا آج روئے زمین کا سب سے بڑا عالم دفن ہو گیا۔ سفیان بن عیینہ نے مرو بن دینار کو حوالے سے ابوالشعثاء کا قول نقل کیا ہے کہ حکم بن ایوب نے چند افراد کو قصاء کے لئے متعین کیا تھا ان

میں سے ایک میں بھی تھا اگر مجھے موقع مل جاتا تو میں سواری پر سوار ہو کر وہاں سے نکل جاتا اور میں یہ عہدہ قبول نہ کرتا۔ ابوالشعثاء کا قول ہے کہ میں نے بدن کے اعمال میں غور کیا نماز ایسی عبادت ہے جس کا تعلق صرف بدن سے ہے اور روزہ کا بھی یہی حال ہے، البتہ حج کا تعلق بدن و مال دونوں سے ہے اس لئے میرے نزدیک حج افضل ہے۔

ابوالشعثاء کا قول ہے ایک جمعہ کو میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا میں نے اللہ سے دعا کی کہ اے باری تعالیٰ مجھے سب سے زیادہ اپنی طرف متوجہ ہونے والا اور سب سے زیادہ اپنا مقرب بنادے جو لوگ آج تجھ سے دعائیں کر رہے ہیں ان میں سب سے زیادہ مجھے کامیاب و کامران بنادے اور مجھے مستجاب الدعوات بنادے۔ سيار نے کئی واسطوں سے ابن ابی عیینہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک روز ابوالشعثاء بہت پرانی جوتی پہن کر نماز کے لئے گئے اور فرمایا میری عمر ۶۰ سال ہو چکی ہے لیکن یہ جوتیاں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ الایہ کہ میں کوئی عمل خیر کروں۔ صالح دھان کا قول ہے کہ ابوالشعثاء کو جب کوئی کھوٹا سکہ مل جاتا تھا تو اس خوف سے کہ کہیں اس کے ذریعہ کوئی کسی کو دھوکہ نہ دیدے اسے توڑ دیتے۔ امام احمد نے ابوعبدالصمد غمی کے واسطے سے مالک بن دینار کا قول نقل کیا ہے کہ ابوالشعثاء میرے پاس آئے اس وقت میں قرآن کی کتابت کر رہا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کے نزدیک یہ کام صحیح ہے؟ انہوں نے فرمایا آپ قرآن کی آیات اور کلمات کے لکھنے میں مصروف ہیں یہ حلال کام ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

مالک بن دینار کا قول ہے کہ میں نے ابوالشعثاء سے قرآنی آیت اِذَا لَذِقْنَاكَ ضَعْفَ الْحَيٰوةِ وَضَعْفَ الْمَمٰتِ کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب میں فرمایا اس سے دنیا و آخرت دونوں کا ضعف مراد ہے۔ سفیان نے حارث کا قول نقل کیا ہے کہ وفات کے وقت لوگوں نے اس سے پوچھا آپ کو کس چیز کی خواہش ہے ابوالشعثاء نے جواب دیا میں ایک بار حسن کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ ایک روایت میں ثابت سے یہی بات منقول ہے ثابت کہتے ہیں کہ میں حسن کے پاس گیا اور میں نے ان سے ابوالشعثاء کا قول نقل کر دیا بعد ازاں حسن سوار ہو کر ان کے پاس آئے جب قریب پہنچے تو ابوالشعثاء نے گھر والوں سے کہا مجھے بٹھا دو چنانچہ انہوں نے ان کو بٹھا دیا اس کے بعد ابوالشعثاء مسلسل اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ و سُوْءِ الْحِسَابِ پڑھتے رہے۔

حماد بن زید نے ابن ابی عیینہ کا قول نقل کیا ہے کہ لوگوں نے مہلب بن ابی صفرة کی لڑکی ہندہ سے ابوالشعثاء کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ابوالشعثاء مجھ سے اور میری والدہ سے ٹوٹ کر ملتے تھے۔ عرصہ ہو گیا اب مجھے ان کے بابت کوئی معلومات نہیں وہ مجھے اللہ کے قریب کرنے والے کاموں کا حکم دیتے اور اس سے دور کرنے والے کاموں سے منع کرتے انہوں نے کبھی بھی مجھے اباضیہ کی دعوت نہیں دی وہ مجھے حکم دیتے تھے کہ میرا دو پتہ کہا ہونا چاہیے اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا۔ جابر بن زید نے صحابہ کی متعدد جماعت سے روایات بیان کی ہیں اور ان کی اکثر روایتیں بیشتر روایت ابن عمر اور ابن عباس سے منقول ہیں۔

واقعات ۹۲ھ

اسی سال عباس بن ولید نے ارض روم میں جنگ لڑی۔ بعض کا قول ہے کہ اس نے انطاکیہ فتح کیا اور اس کے بھائی عبدالعزیز بن ولید نے دھاوا بول دیا وہ جنگ کرتے ہوئے عزالہ تک پہنچ گیا اور ولید بن ہشام معیطی ارض برج حمام تک پہنچ گیا اور یزید بن ابی کبشہ ارض سورہ تک پہنچ گیا۔ اسی زمانہ میں شام میں زلزلہ آیا۔ سال رواں ہی میں ارض روم سے مسلمہ بن عبدالملک نے سندرة علاقہ فتح کیا۔ اس زمانہ میں اللہ نے ولید بن عبدالملک کی حکومت میں اس کی اولاد اقرباء اور بھائیوں کے ہاتھوں ایسی فتوحات عطا فرمائیں کہ جنہیں دیکھ کر حضرت فاروق اعظم کی فتوحات کا نقشہ سامنے آ گیا۔ اسی برس محمد بن قاسم نے ارض ہند کو فتح کیا اور مال غنیمت میں بیسٹا اموال حاصل کئے۔ اسی زمانہ میں قتیبہ بن مسلم الشاش اور فرغانہ میں جہاد کرتے ہوئے فرغانہ کے دو شہر خجندہ اور کاشان تک پہنچ گیا یہ کام صغد اور سمرقند کی فتح کے بعد ہوا بعد ازاں قتیبہ ان شہروں کے اندر گھستا چلا گیا حتیٰ کہ کابل پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ بالآخر وہ بھی فتح ہو گیا۔ وہاں پر ترکیوں کی ایک بڑی فوج نے قتیبہ کا مقابلہ کیا قتیبہ نے خجندہ کے پاس ان سے مقابلہ کر کے متعدد بار انہیں مغلوب کیا ان سے ان کے شہر چھین لئے مزید براں ان کی ایک جماعت قتل کر دی متعدد افراد قتل

کر لئے بہت سامان غنیمت حاصل کیا۔

سعید بن جبیر کا قتل ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کیا کیوں کہ جب حجاج نے ملک ترک رہیل سے قال کے لئے ابن الاشعث کی ماتحتی میں فوج روانہ کی تو فوج کے خزانچی کے طور پر ابن الاشعث کے ساتھ سعید بن جبیر بھیج بھیجا۔ جب ابن الاشعث نے حجاج کے خلاف بغاوت کی تو سعید بن جبیر بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب حجاج ابن الاشعث پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا تو سعید بن جبیر بھاگ کر اصفہان چلے گئے۔ حجاج نے بزریر خط اس کے نائب سے ان کا مطالبہ کیا جب سعید کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھاگ کر مکہ چلے گئے سعید مکہ میں ہر سال حج و عمرہ کرتے یہاں تک کہ خالد بن عبداللہ قسری مکہ کے حاکم بن گئے اس وقت بعض لوگوں نے سعید کو وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا مشورہ دیا تو سعید نے کہا اب مجھے بھاگتے ہوئے شرم آتی ہے میں کیوں بھاگوں تقدیر سے فرار ہو کر میں کہاں جاسکتا ہوں اسی اثناء میں عمر بن عبدالعزیز کی جگہ عثمان بن حیان حاکم مدینہ مقرر ہوئے وہ مدینہ سے ابن الاشعث کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیجتے رہے اس نے خالد قسری سے بھی اس سلسلہ میں معلومات کیں اور مکہ سے بھی چند افراد کو متعین کیا جس میں سعید بن جبیر، عطاء ابن رباح، مجاہد بن جبر، عمرو بن دینار اور طلق بن حبیب کا نام تھا۔

بعض کا قول ہے کہ حجاج نے ولید کو لکھا تھا کہ مکہ میں اہل شقاق کی ایک جماعت موجود ہے اس کے بعد خالد نے ان لوگوں کو اس کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا پھر عطاء اور عمرو بن دینار کو اہل مکہ کی وجہ سے معاف کر دیا۔ بقیہ تینوں کو بھیج دیا ان میں سے بھی طلق کا راستہ میں انتقال ہو گیا۔ مجاہد حجاج کی موت تک جیل میں رہا۔ سعید کو جب حجاج کے سامنے لایا گیا تو حجاج نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا میں نے تجھے حکومت میں شامل نہیں کیا کیا میں نے تجھے عہدہ نہیں دیا کیا میں نے تم پر فلاں فلاں احسان نہیں کیا۔ سعید نے اس کے تمام سوالوں کے جوابات اثبات میں دیئے۔ پھر حجاج نے سعید سے پوچھا آخر کس چیز نے تجھے امیر المومنین کی بیعت تور نے پر آمادہ کیا۔ سعید نے کہا کہ ابن الاشعث نے مجھ سے اسی طرح بیعت کی تھی۔ سعید کی یہ بات سن کر حجاج غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا اور اس کا سانس پھول گیا حتیٰ کہ اس کی چادر کا ایک کنارہ کندھے سے گر گیا اور اس نے سعید سے غصہ میں کہا کیا میں نے مکہ آمد کے موقع پر ابن زبیر کو قتل کر کے وہاں کے لوگوں سے امیر المومنین کے لئے بیعت نہیں لی اور تم سے بھی بیعت نہیں لی۔ پھر جب میں والی بن کر عراق آیا تو وہاں میں نے تم سے امیر المومنین کی بیعت کی تجدید نہیں کرائی۔

سعید نے اس کا جواب بھی اثبات میں دیا حجاج نے کہا تو ہلاک ہو، تو نے امیر المومنین کی دو مرتبہ کی ہوئی بیعت توڑ کر جولا ہے کے بیٹے جولا ہے کی بیعت کو برقرار رکھا۔ اس کے بعد حجاج نے سعید کی گردن اڑانے کا حکم دیا چنانچہ ان کی گردن اڑادی گئی۔

ابن جریر کا قول ہے جب سعید کو قتل کیا گیا تو انہوں نے تین بار لا الہ الا اللہ کہا ایک بار تو واضح طور پر اور دو بار غیر واضح طور پر کہا۔ ابو بکر باہلی نے انس بن ابی شیح کا قول نقل کیا ہے کہ جب حجاج کے پاس سعید بن جبیر کو لایا گیا تو اس نے کہا خالد قسری پر لعنت ہو جس نے سعید کو مکہ سے یہاں بھیجا کیا میں سعید کی شخصیت سے واقف نہیں ہوں قسم بخدا مجھے مکہ میں ان کا گھر معلوم ہے بعد ازاں حجاج نے سعید سے عدم بیعت کی وجہ دریافت کی سعید نے کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے میں ایک مسلمان شخص ہوں امور میں مجھ سے کبھی خطا ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی سعید کی اس بات سے حجاج خوش ہو گیا اور اس کے چہرہ سے غصہ کے آثار جاتے رہے۔ حجاج کی طرف سے سعید کو اپنی خلاصی کی امید ہو گئی۔ اس کے بعد حجاج دوبارہ پلٹ کر سعید کے پاس آیا تو سعید نے کہا میں نے ابن الاشعث کی بیعت قبول کر لی یہ سن کر حجاج آگ بگولہ ہو گیا اس نے سعید کے قتل کا حکم دیا عتاب بن بشر نے سالم افسس کا قول نقل کیا ہے کہ حجاج سعید کے پاس آیا تو حجاج نے سوار ہونے کے لئے ایک پاؤں سواری کے رکاب میں رکھا ہوا تھا۔ حجاج نے کہا میں سوار نہیں ہوں گا جب تک تجھے جہنم رسید نہ کروں۔ بعد ازاں حجاج نے سعید کے قتل کا حکم دیا۔ راوی کا قول ہے کہ اس موقع پر حجاج کی عقل کام کرنا چھوڑ گئی اور وہ مخبوط الحواسی کے عالم میں بیڑیاں بیڑیاں کہہ رہا تھا لوگوں نے سمجھا کہ یہ ان بیڑیوں کا ذکر کر رہا ہے جو سعید کے پاؤں میں ہیں اور جنہیں آج کاٹ کر ان کے پاؤں سے نکال دیا گیا۔

محمد بن ابی حاتم نے عبدالملک بن عبداللہ بن خباب کا قول نقل کیا ہے کہ جب سعید کو حجاج کے سامنے لایا گیا تو حجاج نے سعید سے کہا کہ تم نے

مصعب بن زبیر کو خط لکھا تھا؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا حجاج نے کہا قسم بخدا میں تجھے قتل کروں گا سعید نے کہا تب تو میں اپنے نام کی طرح سعید ہوں۔ اس کے بعد حجاج نے انہیں قتل کر دیا اس کے چالیس روز بعد حجاج بھی دنیا سے چلا گیا۔ سعید کو قتل کرنے کے بعد حجاج خواب میں سعید کو دیکھتا تھا اور وہ اس کے کپڑوں کو پکڑ کر کہتے تو نے مجھے کیوں قتل کیا حجاج کہتا تھا کہ مجھے سعید سے بچاؤ۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ سعید بن جبیر بن ہشام اسدی بنی والہ کا غلام تھا جو کوفہ کے اہم تابعین میں سے تھے سعید سیاہ فام تھے شعبان میں قتل کئے گئے۔ حجاج رمضان میں دنیا سے رخصت ہوا بعض کا قول ہے سعید حجاج کے مرنے سے چھ ماہ قبل قتل کئے گئے۔ امام احمد کا قول ہے کہ سعید اس حالت میں اس دنیا سے گئے کہ ہر شخص ان کے علم کا محتاج تھا۔ سعید کے بعد حجاج نے کسی پر تسلط نہیں جمایا جیسا کہ اس کے حالات میں آئے گا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ یہ سال فقہاء کے سال سے مشہور تھا کیوں کہ اس سال متعدد فقہاء علی بن حسین بن زید بن العابدین، عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام اور سعید بن جبیر وغیرہ نے وفات پائی۔

ابن جریر کا قول ہے اس سال ولید بن عبد الملک نے سلیمان بن صرد کو شام کا قاضی بنایا۔ اس سال عباس بن ولید نے یا مسلمہ بن عبد الملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال مکہ کا نائب خالد قسری، مدینہ کا نائب عثمان بن حیان، پورے مشرقی علاقے کا حجاج بن یوسف، خراسان کا نائب قتیبہ بن مسلم اور کوفہ کا نائب زیاد بن جریر تھا، کوفہ کا قاضی ابوبکر بن ابی موسیٰ، بصرہ کا امیر جراح بن عبد اللہ حکمی تھا، بصرہ کا قاضی عبد اللہ بن اذینہ تھا۔

خواص کی وفات

سعید بن جبیر..... اسدی والی ان کے آقا ابو محمد یا ابو عبد اللہ کو فی مکی تھے جو ابن عباس کے بڑے شاگردوں میں سے تھے، آپ تفسیر، فقہ اور متعدد علوم کے امام تھے۔ بہت بڑے نیک صالح تھے۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت کی زیارت کی اور متعدد صحابہ سے روایت نقل کیں۔ آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت نقل کی ہے آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ مغرب اور عشاء کے مابین نماز میں قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ اسی طرح کعبہ میں بیٹھ کر ایک ہی مجلس میں آپ ختم قرآن کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی ایک ہی رکعت میں ختم قرآن کر لیا کرتے تھے۔ نیز یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ کعبہ میں آپ نے ایک ہی رات میں ڈھائی قرآن ختم کیا۔

سفیان کا قول ہے کہ سعید بن جبیر کی وفات کے وقت تمام لوگ ان کے علم کے محتاج تھے۔ حجاج کے خلاف سعید نے ابن الاشعث کا ساتھ دیا۔ جب حجاج غالب آ گیا تو سعید بھاگ کر اصفہان چلے گئے۔ وہاں سے سعید سال میں دو بار مکہ مدینہ آتے۔ ایک مرتبہ عمرہ کے لئے اور ایک مرتبہ حج کے لئے۔ بعض وقت کوفہ میں آ کر حدیث بھی بیان کرتے۔ سعید کہا کرتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ لوگ مجھ سے علم دین حاصل کریں، سعید اسی طرح ۱۲ سال تک حجاج سے روپوش رہا پھر خالد قسری نے سعید کو مکہ سے حجاج کے پاس بھیج دیا اس کے بعد سعید کے قتل کا واقعہ پیش آیا جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔

ابو نعیم نے کتاب الحلیہ میں سالم بن ابی حفص کا قول نقل کیا ہے کہ جب سعید کو حجاج کے سامنے پیش کیا گیا تو حجاج نے سعید نے کہا تو فاتر العقل کا بد بخت لڑکا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں میں جبیر کا لڑکا ہوں نیک بخت ہوں۔ حجاج نے ان کو قتل کی دھمکی دی انہوں نے کہا کہ میں قتل کے بعد بھی نیک بخت ہوں گا حجاج نے کہا تو اور تیری والدہ بد بخت ہیں سعید نے کہا یہ بالکل غلط ہے۔ حجاج نے ان کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔ سعید نے دو رکعت کی مہلت مانگی تو حجاج نے کہا اس کا رخ نصاریٰ کے قبلہ کی طرف کر دو۔ سعید نے قرآن کی ایک آیت پڑھی جس کا مطلب یہ ہے کہ تم جدھر رخ کرو گے اللہ کا رخ بھی ادھر ہی پاؤ گے پھر سعید نے کہا میں تجھ سے اسی طرح پناہ مانگتا ہوں جس طرح مریم نے مانگی تھی اور قرآن کی یہ آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو نیک ہے۔

سفیان کا قول ہے کہ سعید کے بعد حجاج کے ہاتھوں صرف ایک قتل ہوا۔ ایک روایت کے مطابق حجاج نے سعید سے کہا کہ میں تیری دنیا کو جہنم میں بدل دوں گا۔ سعید نے کہا اگر واقعہ ایسا تیرے اختیار میں ہوتا تو میں تجھے معبود تسلیم کر لیتا۔ ایک روایت کے مطابق حجاج نے کہا اس کا رخ نصاریٰ

کے قبلہ کی طرف کر دو۔ سعید نے یہ آیت "اینما تولوا فثم وجه الله" پڑھی۔ پھر حجاج نے کہا اسے زمین پر گرا دو۔ سعید نے یہ آیت (منہا خلقناکم النخ) تلاوت کی۔ پھر حجاج نے ان کو ذبح کا حکم دیا۔ سعید نے کہا اے اللہ آج کے بعد اس کو کسی پر تسلط نہ دینا۔ ابو نعیم نے سعید کے قتل کا واقعہ تفصیلاً بیان کیا۔ قبل ازیں ہم سعید کے قتل کی تفصیل بیان کر چکے۔ اس کے بعد حجاج بھی جلد ہی عذاب میں گرفتار ہو گیا چنانچہ سعید کے قتل کے چالیس روز بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ بعض نے ۱۵، بعض نے چھ ماہ بیان کئے۔ قتل کے وقت سعید کی عمر ۴۹ یا ۵۰ سال تھی۔ ابو قاسم لاکائی نے سعید کا سن قتل ۹۵ ہجری اور ابن جریر نے ۹۴ ہجری بیان کیا۔

سعید بن جبیر کے کچھ عمدہ اقوال درج ذیل ہیں:

سعید بن جبیر کا قول ہے کہ خوف الہی کا سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ تیرے اور تیرے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور تجھے اللہ کی اطاعت کی طرف بلائے۔ ایسا خوف الہی انسان کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہے نیز فرمایا ذکر اللہ کی اطاعت کا نام ہے اللہ کی اطاعت کرنے والا اس کا ذکر کرنے والا ہے اللہ کی اطاعت نہ کرنے والا اس کا ذکر کرنے والا نہیں خواہ وہ کتنی ہی تسبیح و تلاوت قرآن کر لے۔

سعید بن جبیر سے سوال کیا گیا کہ سب سے بڑا عابد کون ہے فرمایا گناہوں سے دور رہنے والا اور ہمیشہ اپنے اعمال گناہوں کے مقابلہ میں حقیر نظر آئیں۔ حجاج نے سعید سے کہا کہ تیرے لئے ہلاکت ہو۔ سعید نے کہا جنت سے دور رہنے والے اور دوزخ میں جانے والے انسان کے لئے ہلاکت ہے حجاج نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ سعید نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا میں قیامت کے روز تجھ سے ملاقات کروں گا اور اللہ کے پاس تجھ سے مخاصمت کروں گا۔ اس کے بعد حجاج نے گدی کے بل سعید کو ذبح کر دیا۔

جب اس دردناک واقعہ کی اطلاع حضرت حسن کو بھیجی تو انہوں نے فرمایا اے جابروں کے زور توڑنے والے اللہ، حجاج کا زور توڑ دے۔ اس کے تین دن بعد اس کے پیٹ میں کیڑے پڑ جانے اور بدبو پھیل جانے کے بعد وہ مر گیا۔ جب حجاج نے سعید کے قتل کا حکم دیا تو سعید مسکرائے۔ حجاج نے وجہ پوچھی تو سعید نے کہا، تیرے مجھ پر غیرت کھانے اور اللہ کے تجھ پر بردباری کی وجہ سے مسکرایا۔

سعید بن المسیب ابو محمد سعید بن مسیب ابن حزن بن ابی وہب بن عائد بن عمران بن مخزوم قریشی ہیں۔ آپ علی الاطلاق سید التابعین ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال پہلے یا دو سال بعد پیدا ہوئے۔ چار سال بعد کا قول بھی ہے۔ ابو عبد اللہ حاکم نے جو یہ کہا ہے کہ آپ نے عشرہ مبشرہ کی بھی زیارت کی، یہ ان کا وہم ہے۔ البتہ جس طرح دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایتیں نقل کی ہیں اسی طرح عشرہ مبشرہ کی روایتیں بھی نقل کی ہیں۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایت نقل کی، بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عمر، عثمان، علی، سعید اور ابو ہریرہ سے سماع کیا۔ آخر الذکر کے آپ داماد تھے، ان کی بہت سی باتوں سے آپ واقف بھی تھے۔ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سے آپ نے روایت کی ہے۔ ابن عمر کا قول ہے کہ سعید برے مفتی تھے۔

زہری کا قول ہے میں نے سات برس تک سعید بن مسیب کی مجالست کی، میں نے ان سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا محمد بن اسحاق نے مکحول کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے تمام روئے زمین کا چکر لگایا لیکن سعید بن مسیب سے بڑا عالم مجھے نظر نہیں آیا او زاعی کا قول ہے زہری اور مکحول سے سوال کیا گیا کہ تمہاری نظر میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا سعید بن مسیب بعض کا قول ہے سعید بن مسیب کو فقیہ الفقہاء کہا جاتا تھا۔ مالک نے سخی بن سعید کے حوالے سے سعید بن مسیب کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ایک حدیث کی تلاش میں بہت سے شہر و سفر کیا۔

امام مالک کا قول ہے کہ ابن عمر سعید بن مسیب کے قضایا اور احکام کے بارے میں پوچھا کرتے تھے ربیع نے امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ سعید بن مسیب کا ارسال بھی ہمارے نزدیک حسن کا درجہ رکھتا ہے اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہمارے نزدیک وہ صحیح کے درجہ میں ہیں نیز انہیں کا قول ہے کہ سعید بن مسیب افضل تابعین ہیں۔ علی بن مدینی کا قول ہے کہ میرے نزدیک سعید تابعین میں سب سے بڑے عالم ہیں۔ احمد بن عبد اللہ عیسیٰ کا قول ہے سعید نیک، صالح اور فقیہ انسان تھے، ہدایا قبول نہیں کرتے تھے ان کی کل پونجی چار سو دینار تھی، زیتون کی تجارت کرتے تھے اور وہ بھینگے تھے۔ ابو زرعہ کا قول ہے سعید بن مسیب مدنی، ثقہ امام تھے۔ ابو حاتم کا قول ہے سعید تابعین میں سب سے بڑے عالم تھے۔

واقعی کا قول ہے کہ سعید نے ۷۵ سال کی عمر میں ۹۴ھ میں وفات پائی۔ سعید بن مسیب متقی، پرہیزگار، فضول اور لایعنی کاموں سے اجتناب کرنے والے تھے۔ آپ حدیث کا بہت ادب کرتے تھے ایک بار ایک شخص آپ کے پاس حدیث کا معلوم کرنے آیا اس وقت آپ بیمار تھے اس نے آپ سے کسی حدیث کا پوچھا آپ نے بیٹھ کر حدیث بتائی اس کے بعد آپ لیٹ گئے اس نے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا میں لیٹ کر حدیث رسول بیان کرنے کو سوء ادب سمجھتا ہوں۔ آپ کے غلام برد کا قول ہے کہ چالیس سال سے سعید اذان سے قبل ہی مسجد میں تشریف لے جاتے ہیں، ابن ادریس کا قول ہے کہ سعید نے ۵۰ سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

سعید کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

- (۱).....تم اعمال کی حفاظت کے خاطر قلب کی صفائی کے ذریعے اپنے اوپر رات کی تاریکی کو غالب مت آنے دو۔
- (۲).....شیطان جب بالکل مایوس ہو جاتا ہے تو وہ عورتوں کا حربہ استعمال کرتا ہے۔
- (۳).....اللہ کی اطاعت سے زیادہ کوئی چیز نفس کے لئے تعظیم و تکریم والی نہیں اللہ کی نافرمانی سے بڑھ کر کوئی چیز نفس کے لئے ذلت و رسوائی والا نہیں۔

(۴).....اللہ کی طرف سے انسان کی مدد کے لئے یہ کافی ہے کہ انسان کا دشمن اللہ کی نافرمانی میں مشغول ہو۔

(۵).....جو شخص استغنی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا لوگوں کو محتاج بنا دیتا ہے۔

(۶).....کوئی شریف، ذی فضل اور عالم عیب سے خالی نہیں لیکن دوسروں کو ان کے عیوب تلاش نہیں کرنے چاہیے۔

(۷).....جس کی خوبیاں عیوب پر غالب ہوں اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا مناسب ہے۔

سعید بن مسیب نے اپنی لڑکی کی شادی کثیر بن ابی وداعہ سے دو درہم مہر پر کر دی حالاں کہ آپ کی صاحب زادی حسین ترین قرآن و سنت کی عالمہ تھی اور بڑی شائستہ تھی۔ شوہر کے حقوق سے بھی خوب واقف تھی۔ سعید بن مسیب نے اپنے داماد کے پاس پانچ یا بیس ہزار درہم خرچ کرنے کے لئے بھیجے۔ اس معاملہ میں آپ کا قصہ زیادہ مشہور ہے۔ عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید سے آپ کی لڑکی کا نکاح کرنے کی کوشش کی۔ لیکن آپ نے واضح جواب دیدیا اس کے بعد اس نے آپ سے بہت مکرو فریب کئے حتیٰ کہ آپ کو کوڑے بھی لگوائے جس کا ذکر تفصیل سے ہو چکا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب عبدالملک کے زمانہ میں سعید نے ولید کی بیعت ہے انکار کیا تو مدینہ کے نائب ہشام بن اسماعیل نے آپ کو کوڑے لگوائے اور شہر کا گشت کرایا اور آپ کو قتل کی دھمکی دی۔ لیکن آپ کسی طرح تیار نہیں ہوئے جب آپ کو واپس لے جا رہے تھے تو راستہ میں آپ کو ایک عورت ملی اس نے کہا اے سعید یہ کیا ذلت و رسوائی ہے؟ سعید نے جواب دیا ذلت و رسوائی سے تو ہم نکل چکے ہیں جیسا کہ تو دیکھ رہی ہے یعنی اگر ہم ان کی بات مان لیتے تو ہم دنیا و آخرت کی رسوائی میں مبتلا ہو جاتے۔ سعید بدن پر بکری کی کھال اوڑھے رکھتے تھے آپ کے پاس کچھ چیزیں ہوتی تھیں جنہیں آپ فروخت کرتے اور کہتے تھے اے باری تعالیٰ آپ کو معلوم ہے نہ میں بخیل ہوں اور نہ مجھے دنیا کی محبت ہے میں صرف بنی مروان سے اپنی حفاظت کے خاطر ایسا کر رہا ہوں تا آنکہ آپ سے میری ملاقات ہو جائے اور آپ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کریں، میں آپ سے صلح رچی اور حقوق کی ادائیگی کا سوال کرتا ہوں تاکہ میں مساکین، یتیمی اور فقراء کے کچھ کام آسکوں۔

طلق بن حبیب عنزی.....جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ نے انس، جابر، ابن زبیر، ابن عباس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کی، آپ سے حمید طویل، عثم اور طاؤس نے جو آپ کے ہم عصر تھے، نے روایت کی۔ عمرو بن دینار اور بہت سے ائمہ نے آپ کی تعریف کی۔ لیکن آپ کا تعلق مرجہ سے ہونے کی وجہ سے لوگ آپ پر اعتراض کرتے تھے۔ آپ ابن الاشعث کے ساتھیوں میں سے تھے آپ کہا کرتے تھے کہ تقویٰ اختیار کرو، لوگوں نے آپ سے تقویٰ کی تعریف پوچھی آپ نے جواب میں فرمایا تقویٰ اللہ کی اطاعت اور اس کی نافرمانیوں سے اجتناب کا نام ہے نیز فرمایا حقوق اللہ اتنے عظیم الشان ہیں کہ انسان کے لئے ان کی ادائیگی مشکل ہے اور اللہ کی نعمتیں اتنی لاتعداد اور شمار سے باہر ہیں کہ انسان ان کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہے اس لئے انسان کو صبح و شام توبہ کرتے رہنا چاہیے۔

طلق ہر نماز کے وقت کوئی نہ کوئی شے صدقہ کرتے تھے اور اس کے لئے وہ قرآن کی آیت پیش کرتے تھے۔ اے ایمان والو! جب تم رسول کے پاس صلح مشورہ کے لئے جاؤ تو اپنے ساتھ صدقہ لے جاؤ اور جب رسول کے لئے یہ حکم ہے تو مناجات الہی سے پہلے صدقہ دینا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ مالک کا قول ہے حجاج نے قراء کی ایک جماعت کو جن میں سعید بن جبیر اور طلق بن حبیب بھی تھے، قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا اور خالد بن عبد اللہ قسری نے تین شخصوں کو جن میں مجاہد، سعید بن جبیر اور طلق بن حبیب بھی تھے، مکہ سے حجاج کے پاس بھیجا تھا۔ طلق تو راستہ ہی میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے، مجاہد جیل میں ڈال دیئے گئے اور سعید کا یہ واقعہ تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

ابو عبد اللہ عروہ بن زبیر بن عوام..... قرشی، اسدی، مدنی، جلیل القدر تابعی ہیں۔ اپنے والد، عبادلہ ثلاثہ، معاویہ مغیرہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، اپنی ماں اسماء رضی اللہ عنہا، خالہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے روایت نقل کی۔ آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت نقل کی۔ محمد بن سعد کا قول ہے عروہ ثقہ عالم الحدیث تھے۔ عجل کا قول ہے آپ مدنی، تابعی اور فتنوں سے دور رہنے والے انسان تھے۔

واقفی کا قول ہے عروہ فقیہ، عالم، حافظ اور سیر سے خوب واقف تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے مغازی کے موضوع پر قلم اٹھایا۔ آپ مدینہ کے چند گئے چنے فقہاء میں سے تھے۔ مسائل میں صحابہ آپ کی طرف رجوع کرتے تھے آپ اشعار بہت سنایا کرتے تھے۔ آپ کے لڑکے ہشام نے آپ کا قول نقل کیا ہے کہ علم تین شخصوں کے پاس ہوتا ہے:

(۱)..... صاحب حسب و نسب کے پاس۔

(۲)..... صاحب دین کے پاس۔

(۳)..... ایسا صاحب العلم جو سلاطین کے پاس جاتا ہے لیکن اپنے علم سے ان پر چھاجاتا ہے اور علم ہی کی وجہ سے ان سے نجات پاتا ہے۔

اور میں نے ان تینوں شرطوں پر اپنے والد اور عمر بن عبد العزیز کو پورا اترتے پایا۔ عروہ یومیہ ربع قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور رات کو بھی پڑھا کرتے تھے، آپ کھجوروں کے زمانہ میں لوگوں کو کھجوریں استعمال کرنے کی عام اجازت دے دیتے تھے زہری کا قول ہے کہ عروہ علم کے بحر بیکراں تھے۔

عمر بن عبد العزیز کا قول ہے کہ عروہ سب سے بڑے عالم تھے بعض کا قول ہے کہ عروہ مدینہ کے خاص الخاص فقہاء میں سے تھے۔ عمر بن عبد العزیز اپنے دور امارت میں جن لوگوں سے مشورہ لیتے تھے ان میں عروہ بھی تھے بعض کا قول ہے عروہ ولید کے پاس آئے تھے میں واپسی میں آپ کے پاؤں میں زخم ہو گیا معالجوں نے آپ پریشن کے لئے آپ کو نشہ کے ذریعے بیہوش کرنے کی کوشش کی لیکن آپ نے انکار کر دیا چنانچہ نشہ کے بغیر ہی آپ کا پاؤں کاٹا گیا اسی شب آپ کے لڑکے محمد کی وفات ہو گئی لوگ آپ کے پاس تعزیت کے لئے آئے آپ نے اللہ کی حمد بیان کرتے ہوئے فرمایا میرے سات لڑکے تھے ایک آپ نے بے لیا چھ باقی بچے، میرے چار پائے تھے ایک ختم ہو گیا تین باقی بچے اے اللہ جو آپ نے باقی رکھا اور جو ختم کیا اس پر میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

بعض کا قول ہے کہ عروہ بن زبیر ولید سے ملاقات کے لئے جب مدینہ سے دمشق کے لئے روانہ ہوئے تو مدینہ کے قریب ایک وادی میں ان کے پاؤں میں زخم ہو گیا انہوں نے اسے معمولی سمجھتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھا جب وہ دمشق پہنچے تو زخم نصف پنڈلی تک پہنچ چکا تھا جب ولید سے آپ کی ملاقات ہوئی تو ولید نے آپ کا زخم دیکھ کر اطباء کو بلایا سب نے کہا کہ زخم تک پاؤں کا قطع ضروری ہے ورنہ زخم کے بڑھنے کا خطرہ ہے، انہوں نے نشہ کے ذریعے آپ کو بیہوش کرنے کی کوشش کی تو آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر تم نے آپریشن کے ذریعہ کاٹنا ہی ہے تو مجھے بیہوش کئے بغیر نماز کی حالت میں کاٹ دو چنانچہ نماز کی حالت میں آپ کا پاؤں کاٹ دیا گیا آپ کا نماز میں اس قدر استغراق تھا کہ آپ کو احساس تک نہ ہوا۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد ولید نے آپ سے قطع رجل پر اظہار افسوس کیا آپ نے فرمایا اے باری تعالیٰ تیرا شکر ہے میرے چار بازو تھے ایک آپ نے لے لیا اور باقی تین بچے اے آپ نے جو کچھ ختم کیا اور جو کچھ باقی رکھا اس پر میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

بعض کا قول ہے کہ اس سفر میں آپ کی اولاد میں سب سے زیادہ آپ کے محبوب لڑکے محمد کا بھی انتقال ہوا، لوگ آپ کے پاس تعزیت کے لئے آئے آپ نے فرمایا میں اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے سات میں سے ایک کو لے لیا۔ جب دمشق سے آپ کی واپسی ہوئی تو کسی نے بھی

آپ سے کوئی شکایت نہیں سنی اپنے گھر پہنچنے کے بعد قرآن کی یہ آیت تلاوت کی (لقد لقینا من سفرنا هذا نصبا)۔

مسلمہ بن محارب کا قول ہے عروہ کے پاؤں میں زخم نکل آیا جس کی وجہ سے ان کا پاؤں کاٹ دیا گیا لیکن ان کو بلکلیہ اس کا احساس نہیں ہوا۔ اوزاعی کا قول ہے جب عروہ کا پاؤں کاٹ دیا گیا تو انہوں نے کہا اے باری تعالیٰ تو جانتا ہے کہ میں نے اپنے قدم کبھی بھی تیری نافرمانی کے لئے استعمال نہیں کئے۔ عروہ نے ایک شخص کو جلدی جلدی نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر اس سے فرمایا، کیا نماز میں اللہ سے مانگنے کے لئے تجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں؟ میں نماز میں اللہ سے اپنی تمام ضروریات کا سوال کرتا ہوں حتیٰ کہ میں نمک کا بھی اللہ سے سوال کرتا ہوں۔

عروہ کا قول ہے بعد مرتبہ مختصر بات میں بڑی اہمیت ہوتی ہے اور بہت بڑی عزت کا سبب بن جاتی ہے عروہ نے اپنی اولاد سے فرمایا جب تم کسی کو نیکی کرتے ہوئے پاؤ تو سمجھو کہ اس کے پاس اس نیکی کے پہلو میں دیگر اچھی چیزیں بھی ہیں اور جب تم کسی کو گناہ میں مشغول پاؤ تو سمجھو کہ اس کے پاس اس شر کے پہلو میں دیگر برائیاں بھی ہیں کیوں کہ نیکی اور شر اپنی اپنی ہم جنسوں پر دلالت کرنے والے ہیں عروہ اپنے باغ میں داخل ہونے کے وقت قرآن کی اس آیت کو تلاوت کرتے تھے۔

ولو لا اذ دخلت جنتک قلت ماشاء الله لا قرة الا بالله

بعض کا قول ہے کہ آپ کی ولادت حضرت عمر کی حیات میں ہوئی لیکن صحیح قول یہ ہے کہ آپ حضرت عمر کی وفات کے بعد ۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی وفات مشہور قول کے مطابق ۹۴ھ میں ہوئی اس کے علاوہ ۹۰ یا ۱۰۰ یا ۱۰۱ یا ۱۰۲ یا ۹۳ یا ۹۴ یا ۹۵ یا ۹۹ کے اقوال بھی ہیں۔

علی بن حسین..... علی بن حسین علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی جوزین العابدین سے مشہور ہیں آپ کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام سلامہ ہے آپ سے بڑا آپ کا ایک بھائی تھا جس کا نام بھی علی تھا۔ آپ نے اپنے والد، چچا، جابر، ابن عباس، مسور بن مخزوم، ابی ہریرہ، حضرت صفیہ، حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے مرویات لی ہیں۔ آپ سے ایک جماعت نے روایات لیں۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ ام سلمہ فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی لڑکی تھی۔ زنجشیری نے ربیع الا برار میں ذکر کیا ہے کہ یزدجرد کی تین لڑکیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قید ہو کر آئیں تھیں ایک عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں، جس سے سالم پیدا ہوئے دوسری محمد ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی جس سے قاسم پیدا ہوئے، اور تیسری حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔ جس سے علی زین العابدین پیدا ہوئے۔

گویا یہ تینوں خالہ زاد بھائی تھے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ قتیبہ بن مسلم نے فیروز بن یزدجرد کو قتل کرنے کے بعد اس کی دونوں لڑکیوں کو حجاج کے پاس بھیج دیا تھا۔ حجاج نے ایک اپنے پاس رکھ لی اور دوسری ولید کو دیدی جس سے ولید ناقص پیدا ہوا۔

ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں لکھا ہے کہ زین العابدین کی والدہ کا نام سند یہ تھا جسے سلامہ یا غزالہ کہا جاتا تھا آپ اپنے والد کے ساتھ کربلا میں موجود تھے آپ کو صغریٰ یا بیماری کی وجہ سے شہید نہیں کیا گیا اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔ عبید اللہ بن زیاد کو آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن وہ بحکم الہی سے باز رہا۔ بعض فاسقوں نے یزید بن معاویہ کو بھی آپ کے قتل کا مشورہ دیا تھا لیکن وہ بھی بحکم الہی اس میں کامیاب نہیں ہوا۔

اس کے بعد سے یزید بن معاویہ نے آپ کی نعشیم و تکریم شروع کر دی وہ آپ کو اپنے ساتھ بٹھاتا تھا آپ کو اپنے پاس کھانا کھلاتا تھا بعد ازاں اس نے آپ کو مدینہ بھیج دیا۔ اہل مدینہ بھی آپ کا ادب و احترام کرتے تھے۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ دمشق میں آپ کے نام پر مشہور و معروف مسجد ہے۔ میرے خیال میں وہ جامع دمشق کا مشرقی حصہ مشہد دلی ہے۔ زہری کا قول ہے میں نے کسی قریشی کو آپ سے بڑا متقی اور خوبیوں والا نہیں دیکھا۔ آپ اپنے والد کے قتل کے وقت ان کے ساتھ تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی اور آپ علیل تھے عمر بن سعید نے لوگوں سے کہا اس مریض سے تعرض نہ کرو۔

واقعی کا قول ہے کہ آپ سے بڑے متقی اور عابد تھے چال میں ناز و نخرہ نہیں تھا آپ سفید عمامہ سر پر باندھتے تھے جس کا پچھلا حصہ ڈھیلا چھوڑتے تھے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن یا ابو محمد یا ابو عبد اللہ تھی محمد بن سعد کا قول ہے کہ آپ ثقہ مامون تھے، بہت بڑے صاحب حدیث اور متقی تھے، آپ

کی والدہ غزالہ نے حسین کے بعد اس کے مولیٰ زبید سے نکاح کر لیا تھا جس سے عبداللہ بن زبید پیدا ہوئے جو علی اصغر کہلائے لیکن علی اکبر کربلا میں اپنے والد کے ساتھ قتل کئے گئے تھے۔ سعید بن مسیب، زید بن اسلم، مالک اور ابو حازم کا قول ہے اہل بیت میں آپ جیسا کوئی نہیں تھا۔ یحییٰ بن سعید انصاری کا قول ہے میں نے افضل الہامیین علی بن حسین کو کہتے سنا لوگو تم ہم سے اسلام کی وجہ سے محبت کرو ہمیں تمہاری محبت پر شرم بھی آتی ہے۔

ایک روایت میں ہے حتیٰ کہ تم نے ہمیں مبغوض بنا دیا۔ اصمعی کا قول ہے حسین کی نسل میں صرف علی بن حسین باقی رہ گئے تھے اور علی بن حسین کے خاندان میں صرف ان کے چچا حسن باقی رہ گئے تھے۔ مروان بن حکم نے ان سے کہا کہ اگر آپ باندیاں خرید لیں تو آپ کی نسل میں اضافہ ہو جائے گا انہوں نے جواب دیا مجھ میں اتنی استطاعت نہیں پھر مروان نے انہیں ایک لاکھ روپے قرض دیا جس سے باندیاں خریدی گئیں، ان سے ان کی نسل میں خوب اضافہ ہوا، اب تمام حسنی ان ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ ابو بکر بن شیبہ نے متعدد طرق سے نقل کیا ہے کہ حسین بن علی جس گھر میں نماز پڑھ رہے تھے اس میں آگ لگ گئی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ آگ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا میں اس جہان کی آگ کو چھوڑ کر دوسرے جہان کی آگ کی مدافعت میں مشغول رہا کرتا تھا۔

وضو کے وقت علی بن حسین کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو خوف کی وجہ سے کانپ اٹھتے آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا تم کو معلوم ہے میں کس کے سامنے کھڑے ہو کر مناجات کر رہا ہوں۔ حج کے موقع پر تلبیہ کے وقت آپ کی زبان پر لرزہ طاری ہو گیا تھا آپ نے فرمایا مجھے اس کا خوف ہے کہ کہیں میرے تلبیہ کا جواب لالہ لیک سے دیا جائے جب لوگوں کی طرف سے تسلی دیئے جانے پر تلبیہ کہا تو بیہوش ہو کر گر پڑے آپ چوبیس گھنٹوں میں دن رات ہزار رکعت نفل پڑھتے تھے۔

طاؤس کا قول ہے میں نے علی بن حسین کو حجر اسود کے پاس سجدہ میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا تیرا فقیر و بندہ تیری چوکھٹ پر پیشانی رکھے ہوئے ہے طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے جب بھی ان الفاظ کے ذریعے دعا کی تو میری حاجت پوری ہو گئی۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ رات کے وقت خوب صدقہ خیرات دیا کرتے تھے اور کہتے تھے رات کے وقت صدقہ کرنا اللہ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے قلب اور قبر کو منور کرتا ہے اور قیامت کے دن بندہ سے ظلمت کی مدافعت کا ذریعہ ہے۔

محمد بن اسحاق کا قول ہے لوگ مدینے میں سکون سے زندگی گزار رہے تھے لیکن انہیں معلوم نہیں تھا کہ ان کا گزر بسر کہاں سے ہو رہا ہے۔ علی بن حسین کی وفات کے بعد انہیں خبر ہوئی کہ رات کے وقت ان کی خبر گیری کرنے والا کون تھا آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کی کمر پر سامان اٹھانے کے نشانات دیکھے جو آپ اٹھا کا بتائی، مساکین اور محتاجوں کے گھر پہنچاتے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ ایک سو گھر کی کفالت آپ نے اپنے ذمہ لی ہوئی تھی لیکن وہ اس سے لاعلم تھے۔ آپ محمد بن اسامہ بن زید کی عیادت کے لئے گئے تو وہ رو پڑے آپ نے وجہ دریافت کی انہوں نے فرمایا مجھ پر پندرہ یا سترہ ہزار دینار قرض ہے۔ آپ نے فرمایا وہ میرے ذمہ ہے۔

ایک روز ایک شخص آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے نظریں پھیر لیں اس نے کچھ کہا تو آپ نے فرمایا میں تجھ ہی سے چشم پوشی کر رہا ہوں پھر اس کے پاس جا کر آپ نے فرمایا ہمارے عیوب بہت ہیں کیا واقعی آپ کو کوئی ضرورت ہے، وہ نادوم ہو گیا آپ نے اس کے لئے ایک ہزار درہم اور ایک جوڑے کا حکم دیا اس کے بعد سے جب بھی وہ آپ کو دیکھتا تو کہتا تم واقعی نبی کی اولاد ہو۔

مورخین کا قول ہے کہ علی بن حسین اور حسن بن حسن کے درمیان آپس میں نزاع ہو گیا حسن بن حسن سبقت لے جا رہے تھے اور علی بن حسین خاموش تھے جب رات ہو گئی تو علی بن حسین حسن بن حسن کے گھر گئے ان سے فرمایا اے امیر عم زاد اگر آپ سچے ہیں تو اللہ میری مغفرت فرمائے اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو اللہ آپ کی مغفرت فرمائے صرف اتنی بات کہہ کر علی بن حسین واپس آ گئے اس کے بعد حسن بن علی بن حسین کے پاس گئے اور ان سے صلح کر لی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ خطرے میں کون ہے؟ آپ نے جواب دیا جو شخص دنیا کو اپنے لئے کوئی خطرہ نہ سمجھے۔ نیز فرمایا انسانی فکر اس کا آئینہ ہے جس میں آدمی کو اپنی اچھائی اور برائی نظر آ جاتی ہے۔

علی بن حسین کا قول ہے دوستوں کو گم کرنا غربت ہے آپ فرمایا کرتے تھے جو لوگ خوف سے اللہ کی عبادت کرتے یہ غلاموں کی عبادت ہے جو رغبت کی وجہ سے اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں یہ تاجروں کی سی عبادت ہے اور جو اللہ کی محبت اور اس کے شکر کے لئے عبادت کرنے والے ہیں یہ

حقیقت میں احرار و اختیار بندوں کی عبادت ہے۔

ایک بار آپ نے اپنے لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اے میرے لخت جگر فاسق سے دوستی مت کرنا کیوں کہ وہ کم نفع کے لئے تجھے فروخت کر دے گا اور بنخیل سے بھی دوستی مت کر کیوں کہ اپنے ہر اس مال کو جو تجھے رسوا کرے گا جس کی تجھ کو اس سے زیادہ ضرورت ہوگی اور جھوٹے شخص کو ساتھی مت بنانا کیوں کہ وہ شراب کی طرح ہے جس کی وجہ سے وہ دور والی چیز قریب اور قریب والی چیز دور نظر آتی ہے۔ بیوقوف کی دوستی سے بھی اجتناب کر کیوں کہ وہ تجھے نفع پہنچائے گا لیکن حقیقت میں تیرا اس سے نقصان ہوگا قطع رحم کرنے والے کو بھی دوست مت بنانا کیوں کہ وہ بحکم قرآن ملعون ہے۔ آپ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو لوگوں کو پھلانگتے ہوئے زید بن اسلم کے حلقہ میں پہنچ جاتے تھے۔

نافع بن جبیر بن مطعم نے آپ سے کہا اللہ آپ کی مغفرت فرمائے آپ تو سید الناس ہیں۔ اس کے باوجود آپ اہل علم کے حلقہ کو پھلانگ کر اور قریش کو نظر انداز کر کے اس حبشی غلام کے حلقے میں پہنچاتے ہیں۔ علی بن حسین نے ان سے فرمایا انسان کو جہاں سے نفع حاصل ہو وہیں بیٹھتا ہے اور علم کی جگہ ہی حاصل کیا جاتا ہے۔

اعمش نے مسعود بن مالک کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین نے مجھ سے کہا کیا تم مجھے اور سعید بن جبیر کو جمع کرو گے میں نے کہا کیوں علی نے کہا میں ان سے نفع بخش چیزیں حاصل کرنا چاہتا ہوں ہمارے پاس ان سے ملاقات کا کوئی ذریعہ نہیں پھر آپ نے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا۔ امام احمد نے زر بن عبید کا قول نقل کیا ہے کہ میری موجودگی میں علی بن حسین ابن عباس کے پاس آئے ابن عباس نے انہیں دیکھ کر فرمایا مرحبا بالحبیب ابن الحبیب۔ ابوبکر بن محمد بن یحییٰ صولی نے ابوزبیر کا قول نقل کیا ہے کہ ہماری موجودگی میں جابر بن عبد اللہ کے پاس علی بن حسین آئے جابر نے فرمایا آپ ﷺ کے پاس میری موجودگی میں حسین بن علی آئے آپ ﷺ نے ان کو پیار کر کے اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا حسین بن علی کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام علی ہوگا۔ قیامت کے روز ایک منادی پکار کر کہے گا کہ سید العابدین کھڑے ہو جائیں چنانچہ آپ کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ روایت غریب ہے۔

زہری کا قول ہے علی بن حسین کے ساتھ میری نشست برخواست زیادہ رہی میں نے اس سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ آپ احادیث بہت کم بیان کرتے تھے آپ اہل بیت میں سے تھے اطاعت کے اعتبار سے اچھے تھے مروان اور اس کا لڑکا عبد الملک آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ کا نام زین العابدین تھا۔

جوریہ بن اسماء کا قول ہے کہ علی بن حسین نے آپ ﷺ کی قرابت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کبھی ایک درہم تک بھی حاصل نہیں کیا۔ محمد بن سعد نے مقبری کا قول نقل کیا ہے کہ مختار نے علی بن حسین کے پاس ایک لاکھ درہم ہدیہ کے طور پر بھیجے علی بن حسین نے نہ تو انہیں قبول کرنا مناسب سمجھا اور نہ لوٹانا مناسب سمجھا۔ آپ نے وہ رقم امانت کے طور پر رکھی ہوئی تھی کہ مختار قتل ہو گیا اس کے بعد آپ نے پوری صورت حال عبد الملک کو لکھ بھیجی۔ عبد الملک نے جواب لکھا کہ یہ رقم میری طرف سے بھی آپ کو ہدیہ ہے اس لئے آپ اسے بلا تامل قبول فرمالیجئے چنانچہ آپ نے عبد الملک کے کہنے پر وہ رقم قبول فرمائی۔

علی بن حسین کا قول ہے دنیا میں لوگوں کے سردار فیاض اور متقی لوگ ہیں اور آخرت میں اہل دین، اہل فضل، اہل علم اور اہل تقویٰ ہوں گے۔ آپ یہ بھی کہتے تھے کہ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے اس بات سے کہ میں کسی شخص کو دیکھوں اور اللہ سے اس کے لئے جنت کو سوال کروں اور دنیا میں اس سے بخل سے پیش آؤں اور قیامت کے روز مجھ سے کہا جائے کہ تم حد درجہ بخیل تھے تھے، بخیل تھے، بخیل تھے۔

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اکثر آپ گریہ کناں رہتے تھے لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا حضرت یوسف کے غم میں حضرت یعقوب روتے روتے اُمی ہو گئے۔ حالانکہ ان کو اس بات کا پتا نہیں تھا کہ یوسف کی موت واقع ہوئی بھی ہے یا نہیں، جبکہ میرے خاندان کے دس سے زیادہ افراد ایک ہی دن قتل ہو گئے ہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے مجھے ان کا غم نہیں۔ عبد الرزاق کا قول ہے ایک کنیز علی بن حسین کو وضو کر رہی تھی وہ اس کے ماتھے سے چھوٹے آپ کے چہرہ پر گر گیا جس سے آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ آپ نے غصہ سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے قرآن کی آیت پڑھی جس کا مطلب یہ ہے کہ اور غصہ وضبط کرنے والے اس پر آپ نے فرمایا میں نے اپنا غصہ ضبط کر لیا۔ پھر کنیز نے دوسری آیت پڑھی جس کا

مفہوم یہ تھا کہ ”اور لوگوں کو معاف کرنے والے“۔ آپ نے فرمایا میں نے معاف کر دیا۔ پھر اس کنیز نے آخری آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ ”اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے“۔ اس پر علی نے کہا تو خدا کے لئے آج سے آزاد ہے۔ زبیر بن بکار نے نقل کیا ہے کہ کچھ عراقیوں نے شیخین کا تذکرہ کیا پھر وہ حضرت عثمان کے بارے میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ علی بن حسین نے ان سے پوچھا کیا ان مہاجرین اولین میں سے ہو جن کے متعلق قرآن نے کہا (اخر جوا من دیارہم و اموالہم یتغون فضلا من اللہ و رضواناً و ینصرون اللہ و رسولہ) انہوں نے نفی میں جواب دیا اس کے بعد علی نے ان سے پوچھا کیا تم ان لوگوں میں سے ہو جن کے بارے میں قرآن کی یہ آیت ہے (تسبون و الدار و الایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم) انہوں نے اس کا جواب بھی نفی میں دیا۔ علی بن حسین نے کہا جب تمہارا تعلق ان دونوں گروہوں سے نہیں تو پھر تمہارا تعلق ان لوگوں سے بھی نہیں جن کے متعلق قرآن کی یہ آیت (والذین جاء و من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تمعل فی قلوبنا غلا الذین آمنوا) اس لئے تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ اللہ تمہیں کسی چیز میں بھی برکت عطا نہ کرے تم اسلام کا مذاق اڑانے والے ہو تمہارا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

ابن ابی دنیا نے کئی واسطوں سے ابو حمزہ ثمالی کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین گھر سے نکلتے ہوئے کہا کرتے تھے اے اللہ آج میں اپنا سامان صدقہ کروں گا۔ ابن ابی دنیا نے نقل کیا ہے کہ ایک غلام کے ہاتھ سے گوشت بھوننے کی کڑھائی علی بن حسین کے بچہ کے سر پر گری جس سے اس کی موت واقع ہو گئی علی بن حسین جلدی سے اس کے پاس گئے اور اس سے صرف اتنا کہا اے غلام تم پر اعتماد نہیں، تم آج سے آزاد ہو اس کے بعد آپ اپنے بچہ کی تجہیز و تکفین میں لگ گئے۔ مدائنی کا قول ہے میں نے سفیان کو کہتے سنا کہ علی بن حسین کہتے تھے ذلت کی وجہ سے مجھے سرخ اونٹوں کا چھول پسند نہیں۔

ایک شخص کے لڑکے کا خود خالد کی غفلت کی وجہ سے انتقال ہو گیا تو وہ شخص گھبرایا ہوا علی کے پاس آیا آپ نے اس کو تسلی کے طور پر فرمایا ابھی تمہارے لڑکے کے پیچھے تمہاری تسلی کے واسطے تین چیزیں باقی ہیں۔ (۱) لالہ اللہ کی شہادت (۲) شفاعت رسول (۳) اللہ عز و جل کی رحمت۔ مدائنی کا قول ہے زہری سے ایک گناہ سرزد ہو گیا وہ گھبرائے ہوئے علی بن حسین کے پاس آئے آپ نے ان سے فرمایا تم اللہ کی رحمت سے مایوس ہو گئے جو تمہارے گناہوں سے کہیں وسیع تر ہے ایک روایت کے مطابق زہری سے ناحق خون ہو گیا علی نے ان کو توبہ و استغفار کی تلقین کی اس کے ورثاء کو دیت دینے کی ہدایت کی، چنانچہ زہری نے ایسا ہی کیا۔ زہری کہا کرتے تھے کہ علی بن حسین کے مجھ پر بہت زیادہ احسانات ہیں۔

سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ علی بن حسین فرماتے تھے کہ ایک شخص دوسرے شخص کے بارے میں قطعی علم کے بغیر نیکی کی گواہی نہ دے۔ اگر ایسا کر دے تو ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی برائی بھی بیان کر دے جو اس کے اندر نہیں ہے۔ علی بن حسین نے اپنے غلام کو آزاد کر کے اپنی ماں سے نکاح کر دیا اور ایک باندی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ عبدالملک نے اس پر آپ کو ملامت کی آپ نے جواب میں آپ ﷺ کا طرز عمل پیش کیا کیوں کہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا نیز آپ ﷺ نے اپنے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا۔

مؤرخین کا قول ہے آپ سردیوں میں قیمتی واسکٹ خبیصہ پہنتے تھے جسے آپ گرمیوں میں صدقہ کر دیتے تھے گرمیوں میں آپ پیوند لگے ہوئے معمولی کپڑے پہن لیتے تھے صولی وغیرہ نے روایت کیا کہ ہشام بن عبدالملک نے اپنے والد اور بھائی کے دور میں حج کے موقع پر حج اسود کا استلام کرنا چاہا لیکن نہیں کر سکا اس لئے منہ نصب کیا گیا پھر اس نے بوسہ دیا اسی اثناء میں علی بن حسین آ گئے تو لوگ ان کی ہیبت سے ایک طرف ہو گئے انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا وہ ایک بیچ شکل و لباس وجیہ انسان تھے لوگوں نے ہشام سے پوچھا یہ کون ہے اس نے حقارت اور تجاہل عارفانہ کے طور پر کہا میں ان کو نہیں جانتا۔ ایسا اس نے اس لئے کہا تھا تا کہ لوگ ان کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ فرزدق شاعر بھی وہاں موجود تھا اس سے رہانہ گیا اس نے کہا ان سے میں واقف ہوں۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

(۱)..... بطحاء کا سارا علاقہ اس سے واقف ہے خانہ کعبہ اور محل و احرم سب اسے جانتے تھے۔

(۲)..... یہ اللہ کے بندوں میں سے سب سے بہترین کا لڑکا ہے، یہ متقی پاک باز اور صاحب علم ہے۔

- (۳)..... اہل قریش اسے دیکھ کر کہتے ہیں تمام فضائل و مناقب اس شخص پر ختم ہیں۔
- (۴)..... قریب ہے کہ اسلام کے وقت اللہ کی رحمت اسے روک لے۔
- (۵)..... وہ حیاء سے آنکھیں نیچی رکھتا ہے، لوگوں کی آنکھیں نیچی رہتی ہیں۔ اس کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے اس کے مسکرانے کے وقت لوگ بات کرتے ہیں۔
- (۶)..... ہدایت کا نور اس کی پیشانی سے ہویدا ہے جس طرح کے سورج کی کرنیں اسے چھو کر نکلتی ہیں۔
- (۷)..... وہ لوگوں کا بوجھ اٹھانے والا ہے جب وہ بوجھ سے دب جائیں وہ حالات کے سازگار بنانے والا ہے۔
- (۸)..... اگر تمہیں معلوم نہیں تو یہ فاطمہ کا لڑکا ہے ان کے جدا مجد خاتم النبیین ہیں۔
- (۹)..... انہیں کو انبیاء کی فضیلت سے نوازا گیا اسی طرح انہیں کی امت کو خیر الامم کا لقب عطا کیا۔
- (۱۰)..... تمام مخلوقات پر ان کا احسان ہے انہی کی وجہ سے گرابی، افلاس اور ظلمت کا خاتمہ ہوا۔
- (۱۱)..... ان کے دونوں ہاتھوں کے فیضان کی وجہ سے ان کا نفع عام ہے ان کے دونوں ہاتھ کبھی خالی نہیں ہوتے۔
- (۱۲)..... وہ نرم خو شخص ہے جس سے نقصان کا بالکل اندیشہ نہیں، بروباری اور کرم نے ان میں مذید نکھار پیدا کر دیا۔
- (۱۳)..... وہ وعدہ خلاف نہیں اس کی غیر حاضری بھی امن کی ضمانت ہے وہ کشادہ دست اور بڑا اللوالعزم ہے۔
- (۱۴)..... ان کی جماعت سے محبت دین، ان سے بغض کفر اور ان کی قربت نجات کا ذریعہ ہے۔
- (۱۵)..... وہ لوگوں سے محبت کا ذریعہ بلاؤں اور مصیبتوں کا نالتا ہے اس پر مستزاد ان کا احسان و انعام ہوتا ہے۔
- (۱۶)..... اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر تمام چیزوں سے مقدم ہے ان کا ہر حکم مہر کی حیثیت رکھتا ہے۔
- (۱۷)..... اگر اہل تقویٰ کو شمار کیا جائے تو وہی ان کے ائمہ نکلیں گے اگر روئے زمین پر اہل خیر کو تلاش کیا جائے تو ان ہی کا نام لیا جائے گا۔
- (۱۸)..... بڑے سے بڑا غنی ان کی انتہاء کو نہیں پہنچ سکتا اگر وہ کرم نوازی ہر اثر آئیں تو کوئی قوم ان کی ہمسری نہیں کر سکتی۔
- (۱۹)..... وہ زبردست طاقت والے ہیں جب وہ کسی کا ذمہ لے لیتے ہیں تو پہاڑ بن جاتے ہیں اور خطرات کے وقت وہ شیر کی طرح غضبناک ہو جاتے ہیں۔

(۲۰)..... وہ برائی اور ذلت کو قبول نہیں کر سکتے ان کے خیمے مہمان نواز ہیں ان کے ہاتھ سخاوت کے عادی ہیں۔

(۲۱)..... کوئی مخلوق ان کے احسان کے زیر بار نہیں۔ ان کے انعام و اکرام اس کی ہدایت کے لئے کافی ہیں۔

(۲۲)..... تو نے ان کو کچھ کہا نہیں یہ ان کی بصیرت ہے جس کا تو منکر ہے سارا عرب و عجم اس سے واقف ہیں۔

(۲۳)..... جو اللہ کو پہچانتا ہے وہ اس سے بھی واقف ہے مخلوقوں نے اسی گھرانے سے دین سکھا۔

راوی کا قول ہے ہشام یہ اشعار سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے اس کو گرفتار کر کے مکہ اور مدینہ کے درمیان عسفان کے مقام پر جیل میں ڈال دینے کا حکم دیا جب علی بن حسین کو فرزدق کی گرفتاری کا علم ہوا تو انہوں نے اس کے پاس بارہ ہزار درہم بھیجے اور اعتذار بھی کیا کہ آج میرے پاس اس کے علاوہ مزید کچھ نہیں ہے۔ لیکن فرزدق نے قبول نہیں کیا، اس نے کہا میں نے رضائے الہی، حق کی مدد اور حق رسول کی وجہ سے یہ اشعار کہے اس لئے میں ان کا معاوضہ قبول نہیں کروں گا علی بن حسین نے اس کو جواب میں کہا اللہ کو تمہاری نیت کی سچائی معلوم ہے اس لئے آپ یہ ہدیہ ضرور قبول کر لیجئے چنانچہ فرزدق نے وہ ہدیہ قبول کر لیا پھر اس نے ہشام کی ہجو میں دو شعر کہے:

- (۱)..... تو نے مجھے مدینہ اور اس کے درمیان سے گرفتار کیا جس کی طرف لوگوں کے قلوب رغبت کرتے ہیں۔
- (۲)..... وہ سر کو حرکت دیتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ کسی سردار کا نہیں اس کی دونوں آنکھیں بھینگی ہیں جو معیوب لگتی ہیں۔
- حافظ ابن عساکر نے متعدد واسطوں سے یہی قول بیان کیا ہے کہ علی بن حسین اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت سے یوں مناجات کیا کرتے اسے اپنے سے دنیا کا سون لادنی قرار دیا اور اس کی آبادی کی طرف تیرا رجحان ہے کبھی تو نے ان لوگوں کی بابت

بھی سوچا ہے جو تیرے اسلاف میں سے گزر چکے ہیں اور یہ بھی خیال کیا کہ تیرے بعد تیرے دستوں میں سے کون اس زمین کا وارث ہوگا اور کتنوں کو تو اپنے بھائیوں میں نوحہ کنال چھوڑنے والا ہے اور کتنے تیرے ہم عصر تیرے بعد مٹی میں جا چکے ہیں اور پیدائش کے بعد زمین کے پیٹ میں چلے گئے ہیں اب تو غور کر کہ دنیا میں آ کر کیا دنیا کا ہو کر رہ گیا ہے اور لذات دنیا میں کھو گیا ہے حالاں کہ تیرے پاس ڈرانے والے اور تنبیہ کرنے والے آچکے ہیں لیکن ان کی تعلیم کو آج کی لذت اور لہو و لعب میں بھلا بیٹھا ہے۔

علی بن حسین کے سن وفات کے بارے میں لوگوں کو اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک مشہور قول یہی ہے کہ آپ نے اسی سال وفات پائی وفات کے وقت آپ کی عمر ۵۸ سال تھی جنت البقیع میں آپ کا جنازہ ہوا وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ فلاس کا قول ہے علی بن حسین، سعید بن مسیب عروہ اور ابو بکر بن عبدالرحمن نے اسی سال وفات پائی بعض کا قول ہے آپ نے سن ۹۲ یا ۹۳ میں وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ آپ نے سن ۹۹ میں وفات پائی ابو بکر بن انباری نے مختلف واسطوں سے علی بن حسین کا قول نقل کیا ہے کہ اے اللہ میں آپ سے پناہ کا طالب ہوں اس بات سے کہ آپ میرے باطن کو خراب اور میرے ظاہر کو مزین کر دیں۔

ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں علی بن حسین کے پاس آیا میں نے انہیں آواز دینا مناسب نہیں سمجھا اس لئے میں دروازہ پر ہی بیٹھ گیا جب آپ باہر آئے تو میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے میرے سلام کا جواب دیا اس کے بعد آپ مجھے ایک دیوار کے نزدیک لے گئے آپ نے مجھ سے فرمایا ایک روز میں افسردہ ہو کر اس دیوار کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک حسین و جمیل شخص عمدہ لباس میں میرے سامنے آیا اور کہنے لگا اے علی کیا تمہیں دنیا کا غم ہے جو مقدر کے مطابق نیک و فاجر ہر شخص کو ملنے والی ہے میں نے کہا اے شخص مجھے دنیا کا کام نہیں دنیا کا حال تو وہی ہے جو آپ نے بیان کیا انہوں نے کہا پھر کیا تم آخرت کے بارے میں غمگین ہو میں نے اس سے بھی انکار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ پھر آخرت افسردہ کیوں ہو میں نے عرض کیا اصل بات یہ ہے کہ میں ابن زبیر کے فتنہ سے خوف زدہ ہوں اس کے بعد انہوں نے فرمایا اے علی اللہ تعالیٰ ہر سائل کے سوال کو پورا کرنے اور خوف الہی رکھنے والے شخص کی کفایت کرنے والا ہے میں نے عرض کیا آپ نے بالکل صحیح فرمایا اس کے بعد وہ میری نظروں سے گائب ہو گئے، غیب سے آواز آئی اے علی بن خضیر تھے۔

طبرانی نے عمر بن حارث کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین کی وفات کے بعد لوگوں نے انہیں غسل دیتے وقت ان کی کمر پر بوجھ لادنے کے نشانات دیکھے لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ علی بن حسین رات کے وقت بتامی، مساکین اور فقراء کے لئے اپنی کمر پر لاد کر سامان لے جاتے تھے اس کی وجہ سے آپ کی کمر پر نشانات پڑ گئے۔

ابن عائشہ کہتی ہیں میں نے اہل مدینہ کو کہتے سنا کہ علی بن حسین کی وفات کے بعد خاموشی سے صدقہ کرنے والے ختم ہو گئے۔ عبداللہ بن حنبل نے اشکاب اور محمد بن بشر کے واسطے سے ابو منہال طائی کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین جب کسی مسکین پر صدقہ کرتے تو پہلے اس کو بوسہ دیتے پھر اس پر صدقہ کرتے۔

امام طبری نے کئی واسطوں سے علی بن حسین کا قول اپنے لڑکے کے لئے نقل کیا ہے کہ علی نے اپنے لڑکے سے فرمایا اے بیٹے مصائب پر صبر سے کام لینا حقوق سے تعرض نہ کرنا اپنے بھائی کو کسی بھی فائدہ سے محروم نہ کرنا طبرانی نے سنداً نقل کیا ہے کہ علی بن حسین ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ گھر سے شور کی آواز آئی علی بن حسین گھر گئے اور واپس مجلس میں آ گئے اور لوگوں نے شور کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ہم اہل بیت ہیں اس وجہ سے ہم ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ طبرانی نے علی بن حسین کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی پکار کر کہے گا اہل فضل کھڑے ہو جائیں چنانچہ کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے ان سے جنت کی طرف چلنے کو کہا جائے گا وہ جنت کی طرف چلیں گے راستہ میں فرشتوں سے ملاقات ہوگی وہ ان سے پوچھیں گے کہاں جا رہے ہو وہ جواب دیں گے جنت کی طرف پھر فرشتے سوال کریں گے کہ بلا حساب کے جنت جا رہے ہو؟ وہ اثبات میں جواب دیں گے فرشتے ان سے پوچھیں گے تم کون ہو وہ کہیں گے ہم اہل فضل ہیں فرشتے ان سے فضل کی تشریح کے بارے میں سوال کریں گے وہ کہیں گے ہم دنیا میں جاہلوں کی باتوں اور ظالموں کے ظلم پر صبر کرتے تھے اور اپنے سے برائی کرنے والے کو معاف کر دیتے تھے۔ فرشتے ان سے کہیں گے اب تم جنت میں داخل ہو جاؤ بلاشبہ عمل کرنے والوں کے لئے بہترین اجر ہے۔

اس کے بعد منادی اعلان کرے گا اہل صبر کھڑے ہو جائیں چنانچہ کچھ لوگ کھڑے ہوں گے انہیں بھی جنت کی طرف چلنے کا حکم ہوگا۔ ان کی بھی راستہ میں فرشتوں سے ملاقات ہوگی اور مذکورہ سوال و جواب کے بعد فرشتے صبر کے بارے میں ان سے سوال کریں گے تو وہ کہیں گے ہم نے اللہ کی اطاعت اور گناہوں سے اجتناب پر صبر کیا فرشتے ان سے بھی کہیں گے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ بلاشبہ کام کرنے والوں کے لئے بہترین اجر ہے۔ پھر اعلان ہوگا کہ اللہ کے پڑوسی کھڑے ہو جائیں۔ چنانچہ کچھ لوگ کھڑے ہوں گے جن کی تعداد بہت کم ہوگی ان کو بھی جنت کی طرف جانے کا کہا جائے گا راستہ میں ان سے بھی فرشتوں کی ملاقات ہوگی اور گزشتہ سوال جواب ہونے کے بعد فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ تم اللہ کے پڑوسی کیسے بن گئے وہ جواب دیں گے ہم دنیا میں اللہ کے گھر کی زیارت کرتے تھے اس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے تھے اور حتیٰ الوسع ان پر خرچ کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ تم بھی جنت میں داخل ہو جاؤ یقیناً عمل کرنے والوں کے لئے بہترین عمدہ اجر ہے۔

علی بن حسین کا قول ہے گناہ کر کے توبہ کرنے والا مومن بہت پسند ہے نیز آپ کہتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تارک قرآن کو پست پشت ڈالنے والے کی مانند ہے الا یہ کہ وہ کوئی خوف محسوس کرے لوگوں نے پوچھا خوف کیسا فرمایا کسی ظالم و جابر کی طرف سے ہلاکت کا خوف ہو ایک شخص نے سعید بن مسیب سے کہا میں نے فلاں شخص سے بڑا کوئی متقی نہیں دیکھا سعید نے اس سے سوال کیا کیا تم نے علی بن حسین کی زیارت کی ہے اس نے نفی میں جواب دیا سعید نے کہا میں نے علی بن حسین سے بڑا کوئی متقی نہیں دیکھا۔

سفیان بن عیینہ نے زہری کا قول نقل کیا ہے کہ میں علی بن حسین کے پاس گیا انہوں نے فرمایا اے زہری تم کس چیز میں مشغول تھے میں نے کہا، ہم روزوں کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے ہم سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ ماہ رمضان کے علاوہ کوئی روزہ واجب نہیں۔ علی بن حسین نے فرمایا اے زہری ایسا نہیں ہے روزہ چالیس طرح کا ہوتا ہے ان میں سے دس رمضان کی طرح واجب ہیں دس حرام، چودہ کے بارے میں انسان کو اختیار ہے، صوم نذر اور صوم اعتکاف واجب ہیں۔

زہری نے کہا اے ابن رسول ذرا ان روزوں کی تشریح کر دیجئے علی بن حسین نے کہا رمضان کے روزے، غلام پر عدم قدرت والے کے لئے متواتر دو ماہ کے روزے، کھانے پر عدم قدرت والے کے لئے کفارہ یمین کے تین روزے، حلق راس کے روزے، ہدی نہ پانے والے کے لئے دم تمتع کا روزہ اور شکار کے بدلہ روزہ یہ سب روزے واجب ہیں۔

دوشنبہ اور جمعرات کے روزے رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے، عرفہ اور عاشوراء کا روزہ ان روزوں کے بارے میں انسان کو اختیار ہے۔ عورت، غلام اور باندی نقلی روزہ شوہر اور آقا کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتے۔ عیدین اور ایام تشریق کے روزے حرام ہیں، شک کے دن بھی روزہ رکھنا ممنوع ہے، صوم وصال، خاموشی کا روزہ، نذر معصیت کا روزہ اور صوم دھڑ بھی حرام ہے۔ مہمان میزبان کی بلا اجازت روزہ نہ رکھے، صوم اباحت یہ ہے کہ آدمی بھول کر کھاپی لے تو اس کا روزہ ہو جاتا ہے مریض اور مسافر کے بارے میں بعض کا قول روزہ رکھنے کا بعض کا نہ رکھنے کا اور بعض اختیار دیتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک مریض مسافر افطار کریں گے اگر انہوں نے اس حالت میں روزہ رکھ لیا پھر بھی ان پر قضا لازم ہے۔

ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث..... ابن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مدنی فقہاء سبعہ میں سے تھے بعض کا قول ہے آپ کا نام محمد تھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کا نام ابو بکر تھا اور کنیت عبد الرحمن تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام و کنیت ایک ہی ہے آپ کثیر العیال جلیل القدر تابعی تھے، عمار، ابو ہریرہ، اسماع بنت ابی بکر اور عائشہ وغیرہ سے آپ نے روایت کی آپ سے ایک جمارے نے روایت کی جس میں مجاہد، زہری وغیرہ ہیں۔ حضرت عمر کے دور خلافت میں آپ پیدا ہوئے بہت زیادہ نمازیں پڑھنے کی وجہ سے آپ راہب قریش سے مشہور تھے۔ صائم الدھر تھے آپ ثقہ امین، فقیہ اور صحیح الروایت تھے۔ صحیح قول یہ ہے کہ آپ نے اسی سال وفات پائی۔

بصرہ کے زاہد فضل بن زیاد قاشی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ آپ بیشمار فضائل اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے آپ کا قول ہے اے انسان لوگ تجھے تیرے نفس کے بارے میں غافل نہ کریں کیوں کہ اس چیز کا تعلق خاص تجھ ہی سے ہے اس لئے کسی کی باتوں میں آ کر اپنے نفس کو ضائع مت کرو۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف زہری کی رحلت بھی اسی سال ہوئی آپ مدینہ کے فقیہ، امام اور عالم تھے۔ آپ نے صحابہ سے بہت سی روایت نقل کی آپ علم کے بحر بے کراں تھے آپ نے مدینہ میں وفات پائی۔ عبد الرحمن بن عاذ از دی بھی اسی سال دنیا سے رخصت ہوئے آپ کی متعدد مرویات ہیں۔ آپ عالم اور مؤلف کتب کثیرہ تھے۔ صحابہ کی ایک جماعت سے آپ نے روایت نقل کی ہے ابن الاثعث کے واقعہ میں آپ بھی گرفتار ہو گئے تھے لیکن بعد میں حجاج نے آپ کو رہا کر دیا تھا عبد الرحمن بن معاویہ بن خزیمہ نے بھی اسی سال وفات پائی۔ آپ عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں مصر کے قاضی اور پولیس افسر تھے۔ آپ عالم فاضل تھے۔

واقعات ۹۵ھ

اسی سال عباس بن ولید نے بلاد روم میں جنگ کر کے بہت سے قلعے فتح کئے اسی زمانہ میں مسلمہ بن عبد الملک نے بلاد روم کا ایک شہر فتح کیا پھر اسے آگ لگا بعد ازاں بیس سال میں دوبارہ اس کی تعمیر کر کے آباد کیا اسی برس محمد بن قاسم نے بلاد ہند کے ملتان شہر فتح کیا اور وہاں سے بہت زیادہ مال غنیمت حاصل کیا۔ سال رواں ہی میں موسیٰ ابن نصیر بلاد اندلس میں جہاد کرتے ہوئے افریقہ تک پہنچ گیا واپسی میں اس کے ساتھ تیس ہزار قیدی تھے۔ اسی زمانہ میں قتیبہ بن مسلم نے بلاد شام میں قتال کیا اس نے بہت سے شہر اور علاقے فتح کئے اسی اثناء میں حجاج کی موت کی خبر آ گئی جس سے تمام چیزوں پر پانی پھر گیا لوگوں نے شہر کا رخ کرنا شروع کر دیا اس موقع پر شاعر نے دو شعر کہے:

(۱)..... میری زندگی کی قسم حجاج بے شمار غویوں کا مالک تھا۔

(۲)..... اگر تو زندہ ہے تو مجھے اپنی زندگی کی کوئی پرواہ نہیں اور اگر تو مر جائے تو میرے بعد زندگی کا کوئی فائدہ نہیں۔

اسی برس ولید نے قتیبہ کو لکھا دشمنوں کے مقابلہ میں معاملہ جوں کا توں رکھا جائے اس نے اس کے جنگی کارناموں اور شاندار فتوحات کا ذکر اس کے لئے انعام کا اعلان کیا حجاج نے اپنے لڑکے عبد اللہ کو کوفہ اور بصرہ کا نائب مقرر کیا تھا ولید نے اس کی جگہ یزید بن ابی کبشہ کو مقرر کر دیا اور ان دونوں شہروں کا خراج کا یزید بن مسلم کو انچارج بنادیا۔ بعض کا قول ہے کہ حجاج نے اپنی زندگی ہی میں اس طرح کر دیا تھا جسے ولید نے برقرار رکھا تمام شہروں پر حجاج کے نائبین کو ہی برقرار رکھا، حجاج کی وفات اس سال ۷۵۵ یا ۷۵۶ رمضان یا شوال میں ہوئی۔ ابو معشر اور واقدی کے قول کے مطابق اس سال بشر بن ولید بن عبد الملک نے لوگوں کو حج کرایا اسی زمانہ میں وضاحی اپنے ایک ہزار ساتھیوں کے ساتھ ارض روم میں قتل کیا گیا۔ سال رواں ہی میں ابو جعفر منصور عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی ولادت ہوئی۔

حجاج بن یوسف ثقفی کے حالات اور تذکرہ وفات..... یہ ابو محمد ثقفی حجاج بن یوسف بن ابی عقیل بن مسعود بن عامر بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف، قیس بن مدیہ بن بکر بن ہوازن ہیں۔ ابن عباس سے سماع کیا اور انس، سمرہ بن جندب، عبد الملک بن مروان ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے روایت کی۔ اس سے ایک جماعت انس بن مالک، ثابت بنانی، حمید الطویل اور مالک بن دینار وغیرہ نے روایت کی۔ راوی کا قول ہے حجاج کے دمشق میں بہت سے مکانات ہیں ان میں سے ایک قصر ابن ابی حدید کے قریب دارالراویہ تھا۔ عبد الملک نے اس کو حجاز کا حاکم بنایا تھا اس نے وہاں ابن زبیر کو قتل کیا، اس کے بعد اسے معزول کر دیا گیا پھر اس کو عراق کا حاکم بنادیا، حجاج عبد الملک کے پاس دمشق آیا مغیرہ بن مسلم نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ حجاج نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے قبر کے بارے میں کہا وہ تنہائی اور غربت کا گھر ہے یہ بات وہ مسلسل کہتا رہا حتیٰ کہ خود رو پڑا۔

اس کے بعد اس نے عبد الملک کے حوالہ سے مروان کا قول نقل کیا کہ حضرت عثمان نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا رسول اللہ جب بھی کسی قبر کو دیکھتے یا اس کا تذکرہ کرتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ ایک روز میں حجاج کے پاس گیا اس نے مجھ سے ابو موسیٰ کے حوالے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا کہ صاحب حاجت کو فرض نماز کے بعد اللہ سے اپنی حاجت کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ مغیرہ بن شعبہ اپنی بیوی کے پاس گئے تو اسے دانتوں میں خلال کرتے پایا اور یہ دن کا ابتدائی حصہ تھا، مغیرہ نے کہا کہ اگر تو نے کھانا جلدی کھالیا ہے تب تو تو بڑی

نکمی ہے اور اگر رات کے کھانے کا تو اب خلال کر رہی ہے تو تجھ سے بڑی غلیظ عورت کوئی نہیں اس نے کہا ایسی کوئی بات نہیں میں نے منہ کی صفائی کے لئے حسب معمول مسواک کی تھی اس کا کوئی ریشہ میرے دانتوں میں پھنس گیا اسے نکالنے کے لئے میں خلال کر رہی ہوں مغیرہ نے حجاج کے باپ یوسف سے کہا یہ عورت تو کسی سردار کی بیوی بنے کے قابل ہے اس لئے میں اسے طلاق دیتا ہوں آپ اس سے نکاح کر لیں۔ چنانچہ مغیرہ کے طلاق دینے کے بعد حجاج نے اس سے نکاح کر لیا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ شب زفاف میں حجاج کے والد نے خواب دیکھا کہ تم نے پیوند کاری میں بڑی عجلت سے کام لیا۔

ابن خلکان کا قول ہے حجاج کی والدہ کا نام فارہ بنت ہمام بن عروہ بن مسعود ثقفی تھا جس کا شوہر حارث بن کلدہ ثقفی طیب عرب تھا صاحب عقد نے بیان کیا کہ حجاج اور اس کا والد دونوں طائف میں ٹیچر تھے بعد ازاں حجاج عبد الملک کے وزیر روح بن زنباع کے پاس آ گیا۔ عبد الملک نے روح سے لشکریوں کے بارے میں شکایت کی کہ آنے کے وقت ان کی کوئی منزل نہیں ہوتی اور جانے کے وقت ان کا کوئی پڑاؤ نہیں ہوتا۔ روح نے عبد الملک سے کہا کہ میرے پاس ایک شخص ہے کہ اس کو آپ کا منتظم بنادیں چنانچہ عبد الملک نے حجاج کو اس کا منتظم بن دیا، اس کے بعد لشکریوں کی آمد و رفت کے بارے میں کوئی شکایت نہیں رہی حتیٰ کہ ایک روز حجاج روح بن زنباع کے خیموں سے آگے گزرے تو وہ لوگ کھانے پینے میں مصروف تھے ان کی گوشمالی کی گئی ان کے خیموں کو جلادیا گیا روح نے اس کی شکایت عبد الملک سے کی۔ عبد الملک نے حجاج سے کہا تم نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا میں نے وہی کام کیا جو آپ نے کہا تھا اب میرا ہاتھ آپ کا ہاتھ ہے میرا کوڑا آپ کا کوڑا ہے اور اس میں کوئی نقصان نہیں ہوا اس لئے کہ میں نے روح کو ایک خیمہ کے بدلہ دو خیمے اور ایک غلام کی جگہ دو غلام دیدیئے۔ عبد الملک نے حجاج کے اقدام کو سراہا اور اسے اپنے مقرب بنالیا۔

راوی کا قول ہے حجاج نے ۸۴ھ میں واسطہ شہر کی تعمیر شروع کی اور ۸۶ھ میں اس کی تکمیل ہوئی حجاج کے زمانہ میں قرآن میں نقطے لگائے پہلے حجاج کا نام کلیب تھا بعد میں حجاج رکھا گیا بعض کا قول ہے حجاج پیدا ہوا تو اس کا براز کا راستہ بند تھا بعد میں کھولا گیا حجاج شروع میں دودھ نہیں پیتا تھا ایک سال مینڈھی اور اونٹنی کا دودھ آمیزہ کر کے اس کو پلایا گیا اس کے چہرہ پر اونٹ کا خون ملایا گیا تو اس کے بعد اس نے دودھ پیتا شروع کیا۔ حجاج میں حد درجہ شہامت اور دلیری تھی اس کی تلوار بڑی ظالم اور خون آشام تھی یہ ادنیٰ سے شبہ پر لوگوں کو بے دریغ قتل کر دیا کرتا تھا اس میں ظالم و جابر بادشاہوں والا غصہ بھرا ہوا تھا۔

ابن عساکر نے سلیم بن عنز کجی قاضی مصر کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ کبار تابعین میں سے تھے۔ جابیہ میں حضرت عمر کے خطبہ میں موجود تھے بہت بڑے زاہد و عابد تھے ہر شب نماز میں تین قرآن پاک ختم کرنے کا معمول تھا۔

مقصود یہ ہے کہ حجاج جب اپنے والد کے ساتھ جامع مصر پہنچا تو اس کے والد نے سلیم بن عنز سے علیک سلیک کے بعد کہا میں امیر المومنین کے پاس جا رہا ہوں تمہارا اگر کوئی کام ہو تو مجھے بتا دو انہوں نے کہا امیر المومنین سے کہہ دینا کہ وہ مجھے قضا سے سبکدوش کریں۔ حجاج کے والد نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہوئی میں نے تو آج تک تم سے بہتر کسی کو نہیں پایا اس کے بعد حجاج کا والد حجاج کے پاس آیا حجاج نے کہا اے ابا جان آپ ثقفی ہونے کے بعد باوجود کجی کے پاس کیوں گئے۔ والد نے کہا میں اس قسم کے لوگوں کو پسند کرتا ہوں حجاج نے کہا ابا جان اگر میرا بس چلے تو میں اس قسم کے لوگوں کو قتل کر دوں والد نے کہا کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ اس قسم کے لوگ امیر المومنین کے پاس جاتے ہیں اور انہیں سختی کی سیرت کا حوالہ دیتے ہیں جس سے ان کے دلوں میں امیر کی حقارت اور تذلیل ہوتی ہے پھر وہ ان دونوں کے مقابلہ میں امیر کو کمتر یا کراپنی نظروں سے گرا دیتے ہیں جس سے ان کے قلوب میں امیر کی بغاوت کا جذبہ پرورش پاتا ہے۔

والد نے کہا میرے لڑکے کے معلوم ہوتا ہے کہ توشیحی القلب پیدا کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج کا والد خلیفہ کا مقرب اور صاحب فراست تھا اس نے اپنی فراست کے ذریعے لڑکے کے خیالات کو بھانپ لیا جو بلاخر بعد کو پیش آئے لوگوں نے بیان کیا کہ حجاج کا سن ولادت ۳۹ھ ہے اگرچہ بعض نے سن ۴۰ھ اور ۴۱ھ بھی بیان کیا ہے۔ یہ بڑا ہوا تو خاصا فصیح و بلیغ تھا اور حافظ قرآن بھی تھا بعض سلف کا قول ہے حجاج ہر شب ایک قرآن پاک ختم کرتا تھا ابو عمرو بن علاء کہتے ہیں میں نے حجاج اور حسن بصری سے بڑا فصیح و بلیغ نہیں پایا بصری حجاج سے بھی بڑے فصیح تھے۔ دارقطنی نے عقبہ بن عمرو کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے تمام لوگوں کی عقلیں ملتی جلتی پائیں لیکن حجاج اور ایاس بن معاویہ کا معاملہ اس سے مختلف تھا ان دونوں کو عقل کے اعتبار سے

تمام لوگوں پر فوقیت حاصل تھی۔

قبل ازیں گزر چکا ہے کہ جب ۷۳ھ میں عبدالملک نے مصعب بن زبیر کو قتل کرایا تو اس کے بعد اس نے حجاج کو اپنے بھائی عبداللہ کے پاس مکہ بھیجا حجاج نے مکہ پہنچ کر مکہ کا محاصرہ کر لیا اس نے لوگوں کے لئے حج کا بھی بندوبست کیا لیکن حجاج اور اس کے ساتھی بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے اسی طرح ابن زبیر اور ان کے ساتھیوں کو بھی وقوف وغیرہ کا موقع نہیں ملا۔ حجاج نے مکہ کا محاصرہ مسلسل جاری رکھا۔ بلا آخر ۷۳ھ میں وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب ہو گیا۔ بعد ازاں عبدالملک اس کو مکہ، مدینہ، طائف اور یمن کا حاکم بنا دیا پھر اپنے بھائی بشر کی وفات کے بعد اسے عراق بھیج دیا جہاں سے وہ کوفہ میں داخل ہوا ان علاقوں میں مکمل بیس سال تک اس کا عمل دخل رہا یہاں بیٹھ کر اس نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔ حتیٰ کہ اسلامی فتوحات کا دائرہ بلاد ہند اور سندھ تک پھیل گیا چاروں طرف مسلم افواج کی کارروائی جاری رہی، حتیٰ کہ مسلمان یلغار کرتے ہوئے بلاد چین تک پہنچ گئے۔

ابن جعفر مدنی کہتے ہیں ایک روز حجاج بن یوسف سعید بن مسیب کے پاس نماز پڑھ رہا تھا حجاج امام سے قبل رکوع سے سر اٹھا کر سجدہ میں چلا جاتا نماز ختم ہونے کے بعد سعید نے حجاج کی چادر کا کونہ پکڑ لیا اور اپنے ذکر سے فارغ ہو کر حجاج سے کہا اے خائن اے سارق تو اس طرح نماز پڑھتا ہے میں نے ارادہ کیا کہ اس جوتی سے تیری خبر لوں، حجاج نے کوئی جواب نہیں دیا اس کے بعد حجاج حج کو چلا گیا اور حج سے فارغ ہو کر شام آ گیا بعد ازاں حجاج کو حجاز کا امیر مقرر کر دیا گیا اور ابن زبیر کے قتل کے بعد مدینہ کا نائب بن گیا اور مدینہ کی آمد کے موقع پر جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوا تو وہ سعید کی نماز پڑھتا لوگوں کو سعید کے بارے میں خطرہ ہو گیا لیکن حجاج سعید کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور اس سے کہنے لگا آپ ہی صاحب الکلمات ہیں؟ سعید نے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا ہاں میں ہی ہوں حجاج نے کہا اللہ تمہیں مودب اور معلم ہونے کی وجہ سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے جب سے تم نے نماز پر تنبیہ کی اس وقت سے میں صحیح نماز پڑ رہا ہوں۔

کہا جاتا ہے جب حجاج نے ابن زبیر کو قتل کیا تو مکہ میں لوگوں کے رونے کا شور بلند ہو گیا حجاج نے لوگوں کو مسجد میں جمع کر دیا جس کا حاصل یہ تھا مجھے تک خبر پہنچی ہے کہ ابن زبیر کو قتل کرنے کو تم لوگوں نے بہت برا سمجھا ہے، ابن زبیر بہترین انسان تھے لیکن انہوں نے خلافت حاصل کرنے کی کوشش کی اور اس کے اہل سے اس کے بارے میں جھگڑ گیا جس کی وجہ سے وہ اطاعت الہی سے نکل گئے اور انہوں نے اللہ کی حدود کو توڑ دیا حضرت آدم کو اللہ نے پیدا کیا ان میں روح پھونکی ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا پھر ان کو جنت میں داخل کیا جب ان سے غلطی سرزد ہو گئی تو انہیں جنت سے نکال دیا۔ آدم اللہ کے نزدیک ابن زبیر سے زیادہ مکرم تھے اور جنت کی حرمت اللہ کے نزدیک خانہ خدا سے زیادہ ہے، تم اللہ کو یاد کرو اللہ تمہیں یاد کرے گا۔ امام احمد نے ابو صدیق ناجی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حجاج ابن زبیر کے قتل کے بعد اسماء بنت ابی بکر کے پاس آ کر کہنے لگا تیرے لڑکے عبداللہ نے خانہ خدا میں الحاد اور بے دینی کا عمل اختیار کیا اس کی وجہ سے اللہ نے اس کو عذاب الیم کا مزہ چکھایا۔ حضرت اسماء نے فرمایا تو نے بالکل غلط کہا میرا لڑکا والدین کا فرمانبردار، صائم، انھار و قائم اللیل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ بنی ثقیف میں دو کذاب پیدا ہوں گے ان میں سے دوسرا پہلے سے بڑا شریر ہوگا۔ شریر تو مختار تھا اور میر تو ہے۔

نافع کہتے ہیں ایک شب منیٰ میں جب ابن عمر نے حجاج اور ابن زبیر کو جھگڑتے دیکھا تو ابن عمر نے حجاج کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی۔ ثوری نے جابر کا قول نقل کیا ہے کہ ابن عمر جب حجاج کے پاس آتے تو اسے سلام نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ ابن صلت کہتے ہیں ایک روز حجاج نے خطبہ دیتے ہوئے کہا ابن زبیر نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا تھا۔ ابن عمر نے کہا اللہ نے اس سے ایسا کوئی کام نہیں کرایا، اگر میں چاہوں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے۔ شہر بن حوشب نے بیان کیا کہ ایک روز حجاج نے خطبہ طویل کر دیا ابن عمر مسلسل الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتے رہے۔ بلا آخر نماز کھڑی ہو گئی حجاج نے لوگوں کو نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر حجاج نے ابن عمر سے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا ابن عمر نے فرمایا ہم وقت پر نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں اس لئے تم وقت پر نماز پڑھایا کرو ادھر ادھر کی باتیں کر کے تو لوگوں کو وقت ضائع مت کیا کہ۔

اصمعی اپنے چچا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حجاج ابن زبیر کے قتل سے فارغ ہو کر مدینہ آیا مدینہ کے باہر ایک بوڑھے سے اس کی ملاقات ہو گئی حجاج نے اس سے اہل مدینہ کا حال پوچھا اس نے کہا بہت برا حال ہے رسول اللہ ﷺ کے حواری قتل کر دیئے گئے ہیں۔

حجاج نے اس شیخ سے پوچھا اس کو کس نے قتل کیا۔ اس نے کہا یقیناً حجاج فاسق و فاجر نے اسے قتل کیا اس پر اللہ کی اور لوگوں کی لعنت ہو یہ سن کر

حجاج آگ بگولہ ہو گیا اس نے کہا اگر تو حجاج کو دیکھ لے تو تو اس کو پہچان لے گا۔ اس نے کہا میں بالکل اسے پہچان لوں گا اس نے کہا اللہ اس کو ہر خیر سے دور رکھے اس کے بعد حجاج نے چہرہ سے نقاب اٹھایا اور اس سے کہنے لگا اے شیخ اب جب تیرا خون بہے گا تو تجھے پتہ چلے گا جب شیخ کو اس کے بارے میں حجاج ہونے کا یقین ہو گیا تو شیخ نے کہا یہ بڑے تعجب کی بات ہوئی اگر تو مجھے پہچان لیتا تو یہ بات نہ کہتا میں عباس بن ابی داؤد ہوں مجھے ہر روز پانچ مرتبہ مرگی کا دورہ پڑتا ہے، حجاج نے کہا تو یہاں سے چلا جا اللہ تعالیٰ تجھے کبھی اس دورہ سے نجات نہ دے۔

خالد بن یزید بن معاویہ نے عبد الملک سے کہا آپ مجھے اس شخص سے نجات دلا سکتے ہیں اس نے کہا اس سے تمہیں کس چیز کا خوف ہے اس نے کہا اے امیر جب سے میں نے رملہ بنت زبیر سے شادی کی اس وقت سے آل زبیر کے بارے میں جو میرے دماغ میں غبار بھرا ہوا تھا وہ نکل گیا کہتے ہیں کہ اسے ایک روز سوئے ہوئے سے بیدار کیا گیا، اس نے حجاج کو لکھا کہ میں نے رملہ بنت زبیر کو طلاق دینے کا پکا ارادہ کر لیا۔ سعید بن ابی عروبہ کا قول ہے ایک بار حجاج حج پر گیا مکہ اور مدینہ کے درمیان اس کا ناشتہ لایا گیا اس نے حاجب سے کہا کسی دوسرے کو تلاش کر کے لے کر آتا کہ وہ میرے ساتھ کھانا کھائے وہ ایک بد کو تلاش کر کے لے آیا حجاج نے اسے ہاتھ دھوئے کو کہا اس نے جواب دیا کہ میرا روزہ ہے حجاج نے کہا ایسی سخت گرمی میں کیسا روزہ اس نے کہا میں نے اس سے بھی سخت گرمی میں روزہ رکھا ہے حجاج نے کہا آج افطار کر لو کل رکھ لینا۔ اس نے کہا کل کی آپ ضمانت دیتے ہو حجاج نے کہا نہیں اس نے کہا پھر مشکل ہے۔ حجاج نے کہا کھانا بڑا لذیذ ہے اس نے کہا مجھے لذت کے بجائے عافیت کی ضرورت ہے۔

فصل

قبل ازیں ہم ۵۷ھ کو فہ میں حجاج کے داخلہ کی کیفیت اور وہاں پہنچ کر اس کے خطبہ کا حال بیان کر چکے ہیں وہاں پر اس نے لوگوں کو ڈرایا اور قتل تک کی دھمکی دی نیز اس نے عمیر بن صابی اور کمیل بن زیاد کو ظماً قتل کیا اور ابن الاشعث سے قتال کا حال بھی ہم بیان کر چکے ہیں بعد ازاں اس نے اس کے رؤساء عابد، زابد اور قراء ساتھیوں سے جو ناراواں سلوک کیا اسے بھی ہم نے بیان کر دیا پھر سب سے آخر میں اس نے سعید بن جبیر کو بھی قتل کر دیا۔

عاصم کہتے ہیں حجاج نے دیر جماعہ کے بعد اہل عراق کو خطبہ دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس نے کہا اے اہل عراق شیطان تمہارے گوشت پوست رگوں اور پٹھوں میں گھس گیا اس نے تمہارے اعضاء اور جوارح پر قبضہ کر لیا جس سے تمہارے سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیت سلب ہو گئی ہے۔ اس نے تمہارے دل و دماغ میں اپنی ذریت پھیلا دی ہے جس کی وجہ سے تمہارے دلوں میں نفاق و شقاق پیدا ہو گیا ہے اور تم ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے ہو اور تم صراط مستقیم سے ہٹ کر ٹیڑھے راستے پر جا رہے ہو کسی کی نصیحت اور مشورہ تمہارے لئے بالکل نفع بخش نہیں۔

کیا تم اھواز میں میرے ساتھی نہیں تھے لیکن پھر تم نے غداری اختیار کی اور تم دین اسلام ترک کے کفر پر جمع ہو گئے اور تم نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ذلیل و رسوا کرے گا حالاں کہ قسم بخدا میں تمہارے قریب ہی موجود ہوں لیکن تمہاری حالت یہ ہے کہ تم چوروں کی طرح کھسکتے جا رہے ہو اور جھوٹی پناہ کے لئے ادھر ادھر سرگرداں ہو اور پناہ کی تلاش میں ہو لیکن تمہاری ان حرکتوں نے تمہیں ذلیل و رسوا کر دیا تم فتنہ و فساد میں مبتلا ہو گئے ہو تمہارے اختلاف نے تمہاری ہوا اکھاڑ دی ہے اور تم دنیا کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو گئے ہو اللہ نے بھی تمہاری مدد سے ہاتھ بکھینچ لیا ہے۔ اور تم کو اکیلا چھوڑ دیا ہے اور تم سے بری الزمہ ہو گیا ہے۔ آج تمہارا حال یہ ہو گیا کہ بڑوں کو اپنے چھوٹوں کی اور چھوٹوں کو اپنے بڑوں کی خبر نہیں سب ایک دوسرے کے حال سے لاعلم ہیں۔ تم کو دیر جماعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے جہاں ایسی خوفناک خونریزی ہوئی ہے جس نے دوستوں اور بھائیوں کے درمیان تفریق پیدا کر دی اور ہتھیاروں کی آواز سے لوگ پناہ مانگتے تھے اے اہل عراق اگر میں تم کو سرحدوں پر بھیجتا ہوں تو تم بے وفائی کرتے ہو اگر تم کو کسی چیز کا امین بناتا ہوں تو تم اس میں خیانت کرتے ہو اگر تم مامون مصون ہوتے ہو تب بھی مضطرب و بے قرار رہتے ہو اور جب تم کو خوف لاحق ہوتا ہے تو چھپ کر بیٹھ جاتے ہو تم نے اللہ کی نعمتوں کو بھلا دیا اور اس کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرتے تم نقص عہد کرتے ہو شرم نہیں کرتے ہو کسی گمراہ کو تم راہ میں نہیں لاسکتے ہو نہ کوئی گناہگار تمہاری بدولت گناہوں سے بچ سکتا ہے تم کسی ظالم کے خلاف کسی فریادی کی مدد نہیں کر سکتے نہ کوئی محروم شخص تمہاری وجہ سے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے بلکہ تم مظلوم کے خلاف ظلم کی مدد پر آمادہ رہتے ہو اور غاصب کی ہاں میں ہاں ملاتے ہو اور شرار و ادا باش قسم

کے لوگوں کی مدد کے لئے کمر بستہ رہتے ہو۔

اے اہل عراق کوئی بھی اوباش قسم کا شخص تمہیں پکارے گا تو اس کا جواب اثبات میں دو گے اور کوئی بھی ہنگامہ کرنے والا اور صراط مستقیم سے دور کرنے والا تمہیں آواز دے گا تو تم اس کی آواز پر لبیک کہو گے اے عراقیو کیا میں نے تمہیں بارہا نصیحت نہیں کی اور کیا تم نے تمام واقعات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کر لیا اور کیا تم کو اللہ نے تمہاری بد اعمالی کی سزا نہیں دی کیا تم قدر کی طرف بارہا خوف و خطر میں مبتلا نہیں کئے گئے ہو پھر بھی تمہاری آنکھیں نہیں کھلتی ہیں اس کے بعد حجاج اہل شام کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے اہل شام میں تمہارے لئے شہ سوار اور تیر انداز ہوں جو اپنے ماتحتوں کی طرف سے پوری طرح ہر قسم کا دفاع کرتا ہے اور اپنے بچوں کی ہر طرح حفاظت کرتا ہے اور ان کو ہر طرح کی تکالیف سے بچا کر آرام و آسائش پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اے اہل شام تم حکومت کی ڈھال اور ڈھارس ہو تم نرم و گرم ہو اور نرم خواور متقی بھی ہو تم اولیاء اور انصار ہو تم مددگار و حمایتی ہو تمہاری بدولت ہی دفاع اور حفاظت کا بھرم قائم ہے اور تم ہی دشمنوں کی فوجوں کو شکست و ہزیمت پر مجبور کرتے ہو اور وہ میدان جنگ میں فرار ہونے یا تم سے پناہ مانگنے میں مجبور ہو جاتے ہیں۔

ایک قریشی شیخ جس کی کنیت ابو بکر اسمعی تھی کا قول ہے ایک روز حجاج نے خطبہ میں کہا اللہ نے حضرت آدم کی اولاد کو مٹی سے پیدا کیا پھر ان کو اس کی پشت پر چلایا تو انہوں نے زمین کے میوہ جات اور اس کی مشروبات سے بھر پور فائدہ اٹھایا پھر انہوں نے جنگ و جدال اور قتل و خونریزی کے ذریعہ خطر ارض کو بدل ڈالا ایک ازاں ایک دن ایسا آیا کہ زمانہ بدل گیا اور اللہ کے قانون فطرت کے مطابق اقتدار ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف منتقل ہو گیا جس کے نتیجے میں گزشتہ قوم کا گوشت پوست اگلی قوم کے ہاتھوں کھایا گیا ان کو انہوں نے اس طرح تباہ و برباد کیا جس طرح انہوں نے ان کو تباہ و برباد کیا تھا۔

بعض کا قول ہے حجاج نے ایک روز خطبہ میں کہا تم میں ایک شخص ایسا بھی ہے جس پر تمہیں اعتماد ہے اس نے اپنے نفس کو اپنے ہاتھ میں لے کر اسے اللہ کی اطاعت کی طرف موڑ دیا اور معافی سے باز رکھا اللہ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنے نفس پر قابو پایا۔ ایک شخص ایسا ہے جس نے اپنے نفس کو متھم کر لیا ایک شخص ایسا ہے جس نے دوسروں کے محاسبہ سے قبل اپنا محاسبہ کر لیا اور اپنے اعمال و میزان پر نگاہ رکھی نامہ اعمال کے بارے میں غور فکر کی۔ حجاج اس شخص کی صفات ذکر کرتا رہا حتیٰ کہ مالک بن دینار رو پڑے۔

شمسی کہتے ہیں میں نے جس انداز پر حجاج کی گفتگو سنی۔ اس انداز پر کسی کی گفتگو نہیں سنی۔ چنانچہ اس نے کہا اللہ نے دنیا کو فنا کرنے اور آخرت کو باقی رکھنے کے لئے پیدا کیا جس کے لئے فنا ہے اس کے لئے بقا نہیں جس کے لئے بقا ہے اس کے لئے فنا نہیں۔ یہ دنیا غائب (آخرت) سے تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے لمبی لمبی امیدوں کو موت کے ذریعے ختم کرو۔ مدائنی نے حجاج کے لئے حسن بصری کا قول نقل کیا کہ انسانی زندگی کا لہو و لعب میں ایک لمحہ بھی گزرنا بہت خسارہ کی بات ہے اور قیامت تک اس پر حسرت کے علاوہ کیا کیا جاسکتا ہے شریک قاضی کا قول ہے حجاج نے ایک روز کہا ہم نے ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے مطابق معاملہ کیا اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میں نے حسین کو قتل کیا حجاج نے پوچھا تو نے کیسے قتل کیا اس نے کہا پہلے میں نے ان کو نیزوں سے زخمی کیا پھر تلوار سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے حجاج نے اس سے کہا جا چلا جا تو اور وہ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ حجاج نے اس کو کچھ نہیں دیا۔

نیشم بن عدی کہتے ہیں ایک شخص حجاج کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ میرے بھائی نے ابن الاشعث کے ساتھ خروج کیا تھا اس کی وجہ سے میرا نام فہرست سے کاٹ دیا گیا تھا میرا وظیفہ روک دیا گیا علاوہ ازیں میرا گھر بھی منہدم ہو گیا حجاج نے اس سے کہا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

(۱)..... بعض مرتبہ انسان اپنے ساتھی کی وجہ سے پکڑا جاتا ہے لیکن اصل مجرم بچ جاتا ہے اس شخص نے کہا اے امیر میں نے اللہ سے اس کے علاوہ کچھ اور سنا ہے اور اللہ کی بات کا سچا ہانا ظاہر ہے حجاج نے اس سے پوچھا اللہ کا قول کیا ہے؟ اس نے قرآن کی وہ آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے اے عزیز مہر ہمارا باپ بوڑھا ہے تو ہم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ روک لے ہم تجھے بڑا نیکو کار سمجھتے ہیں اس پر یوسف علیہ السلام نے جواب دیا تھا، خدا کی پناہ اگر ہم اس کی جگہ کسی اور بے گناہ کو پکڑیں گے تو ہم ظالم ٹھہریں گے۔ اس پر حجاج نے غلام کو حکم دیا کہ اس شخص کا نام فہرست میں داخل کیا جائے اور اس کا گھر بھی تعمیر کیا جائے اور اس کو انعام بھی دیا جائے اور منادی کے ذریعے اعلان کرایا شاعر جھوٹا اور اللہ کا قول سچا ہے۔

یثم بن عدی نے ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ اسلم بن عبدالبری کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیجا جائے حجاج کو جب عبدالملک کا خط ملا تو اس نے اسلم بن عبدالبری کو بلایا جب جب وہ اس کے سامنے آیا تو اس نے کہا اے امیر آپ حاضر اور امیر المومنین غائب ہیں اور اللہ نے فرمایا ہے اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اسکی اچھی طرح جانچ پڑتال کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم پر جا چڑھو اور پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ۔ میرے متعلق امیر کو جو اطلاع ملی ہے وہ غلط ہے میں اکیلا چوبیس عورتوں کا کنفیل ہوں اور میرے علاوہ ان کو کوئی کما کر کھلانے والا نہیں حجاج نے ان کو حاضر کرنے کا حکم دیا جب آگئیں تو ان میں سے ایک کہنے لگی میں اس کی پھوپھی ہوں کوئی کہنے لگی میں اس کی خالہ ہوں کوئی کہنے لگی میں اس کی بہن ہوں اس دوران ایک لڑکی حجاج کے سامنے آئی اس کی عمر دس سال سے کم ہوگی حجاج نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں اس کی لڑکی ہوں اس نے حجاج سے گھٹنوں کے بل بیٹھنے کی درخواست کی پھر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱)..... اے حجاج تو اس شخص کی لڑکیوں اور پھوپھیوں کا صحیح مقام نہیں پہچان سکا وہ سب رات کے وقت جمع ہو کر نوہ کرتی ہیں۔

(۲)..... اے حجاج تو ۲۴ عورتوں میں سے کس کس کو قتل کرے گا۔

(۳)..... اے حجاج اس کے علاوہ ہماری کون خبر گیری کرے گا اگر تو ہمیں ذلیل نہیں کرنا چاہتا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۴)..... یا تو اپنی فیاضی کا دروازہ کھول دے یا پھر ہم سب کو قتل کر دے۔

راوی کا قول ہے کہ یہ اشعار سن کے حجاج کی آنکھیں پر نم ہو گئیں اس نے کہا قسم بخدا میں تم پر سختی نہیں کروں گا بعد ازاں اس نے اس شخص کی ساری گفتگو اور اس لڑکی کی کہانی عبدالملک کو لکھ بھیجی۔ عبدالملک نے حجاج کو اس شخص کے قتل نہ کرنے اور اس کے ساتھ صلہ رحمی کرنے اور اس کی لڑکی کے خیال کرنے کا حکم دیا۔

ایک روز حجاج نے خطبہ کے دوران کہا اے لوگو اللہ کے محارم پر صبر کرنا دوزخ کے عذاب کرنے سے آسان ہے اسی وقت حاضرین میں سے اس کے روبرو ایک شخص کھڑا ہوا، اس نے کا اے حجاج افسوس ہے تجھ پر تیرا چہرہ کتنا مضطرب اور تو کتنا بے شرم ہے تو جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے تیرا کلام خبیث اور گمراہ کن ہے حجاج نے اپنے باڈی گارڈ سے کہا اس شخص کو پکڑ لو۔ خطبہ سے فارغ ہو کر حجاج نے اس سے کہا تجھے اس چیز پر کیسے جرأت ہوئی اس نے کہا اے حجاج تو ہلاک ہو، تو اللہ کے مقابلہ میں جری بن سکتا ہے کیا میں صرف تیرے مقابلہ میں جرأت نہیں دکھا سکتا اور تو کون ہے کہ میں تجھ پر جرأت نہ کروں جب کہ تو رب العالمین پر جرأت کر رہا ہے حجاج نے اس شخص کو چھوڑنے کا حکم دیا۔

مدائنی کہتے ہیں حجاج کے سامنے ابن الاشعث کے دو قیدیوں کو لایا گیا۔ حجاج نے ان دونوں کے قتل کا حکم دیا ان میں سے ایک نے حجاج سے کہا ذرا ٹھہر جائیے میرا آپ پر ایک احسان ہے، حجاج نے پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا ابن الاشعث نے ایک روز آپ کی والدہ کو برا بھلا کہا تھا تو میں نے اس کی تردید کی تھی حجاج نے اس سے گواہ کا مطالبہ کیا اس نے کہا یہ میرا ساتھی گواہ ہے حجاج نے اس سے پوچھا تو اس نے کس کی بات پر گواہی دیدی پھر اس نے گواہ سے پوچھا تو نے ایسا کیوں نہیں کیا اس نے کہا مجھے آپ سے بغض تھا اس وجہ سے میں نے ایسا نہیں کیا حجاج نے اس کو اس کی سچائی پر اور دوسرے کو اس کے فعل پر رہا کرنے کا حکم دیا۔

ابن الاعرابی کا قول ہے کہ بنی حنیفہ کا ایک شخص جحر بن مالک نامی ارض یمامہ میں بڑا بہادر اور نڈر تھا حجاج نے یمامہ کے نائب کو لکھا کہ اب تک تم نے ایسا بہادر شخص کو گرفتار نہیں کیا اسے گرفتار کر کے فوراً میرے پاس بھیج دو، چنانچہ اس نے بہت کوششوں کے بعد اسے گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کا زمانہ کے کرتوتوں اور بادشاہ کے مظالم کے باعث میں ایسا کرنے پر مجبور ہوا حجاج نے اس سے کہا ہم تجھے دھاڑنے والے شیر کے سامنے چھوڑ دیں گے اگر اس نے تجھے ختم کر دیا تو ہمیں تجھ سے نجات مل جائے گی ورنہ ہم تجھے رہا کر دیں گے اس کے بعد حجاج نے اس کا دایاں ہاتھ گردن سے باندھ کر اسے جیل میں بند کر دیا۔

حجاج نے کسر کے نائب کو حکم دیا کہ ایک خوانخوار شیر کا بندوبست کیا جائے جحر نے اس دوران جیل سے اپنی بیوی سلیمی ام عمرو کے پاس مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر بھیجے۔

(۱)..... کیا رات مجھے اور ام عمرو کو جمع نہیں کرے گی۔

(۲)..... کیوں نہیں جس طرح میں چاند کو دیکھتا ہوں وہ بھی دیکھتی ہے اور جس طرح مجھ پر روشن ہوتا ہے اس پر بھی روشن ہوتا ہے۔

(۳)..... جب تم نجد کے نخلستان اور یمامہ کی وادی سے گزرو تو اسے میری داستان غم سنا دینا۔

(۴)..... اور میری محبوبہ سے کہہ دینا کہ جگر گرفتار ہو گیا ہے اور اب وہ یمنی چمکتی تلوار کی دھار سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے۔

جب شیر حجاج کے پاس آ گیا حجاج نے تین دن تک اس کو بھوکا رکھنے اور اس کے بعد اس کو حائر کے باغ میں چھوڑ دینے کا حکم دیا اور جگر کے بابت حکم دیا کہ اسے اسی حالت میں جیل سے نکالا جائے اور اس کے بائیں ہاتھ میں تلوار دے کر شیر کے سامنے چھوڑ دیا جائے حجاج اپنے درباریوں کے ساتھ تماشا دیکھنے کے لئے سامنے بیٹھ گیا۔ جگر اور شیر کو میدان میں چھوڑ دیا گیا۔ جگر نے سب سے پہلے یہ شعر پڑھا۔

دو شیر ایک تنگ میدان میں ہیں دونوں ذی عزت اور مقابلہ پڑنے والے ہیں جب شیر نے جگر کو دیکھا تو زور سے دھاڑتا ہوا اس کی طرف لپکا اور جب اس سے ایک نیزہ کے فاصلہ پر رہ گیا تو اس نے جگر پر جست لگائی اور اس پر حملہ آور ہوا۔ جگر نے شیر کا مقابلہ تلوار کی زبردست دھار سے کیا اس کا حملہ اس قدر تیز تھا کہ تلوار کی دھار میں داندے پڑ گئے شیر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین پر ڈھیر ہو گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ ایک بڑا خیمہ ہے جسے ہوائے زمین پر گرا کر اس کو ڈھیر کر دیا۔ جگر بھی شیر کے حملے سے نڈھال ہال ہو کر زمین پر گر پڑا حجاج اور اس کے ساتھیوں نے اس واقعہ کو بڑی اہمیت دی اور اتنا متاثر ہوا کہ اس نے جگر سے کہا کہ اگر اپنے ملک جانا چاہتا ہے تو وہاں چلا جا۔ اگر تو میرے پاس ٹھہرنا چاہے تو میرے پاس ٹھہر جا۔ اس نے حجاج کے پاس قیام اختیار کیا حجاج نے اسے خوب انعامات سے نوازا۔

ایک روز حجاج نے امام حسین کو آپ ﷺ کی ذریت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ یحییٰ بن یحییٰ نے حجاج سے کہا تو جھوٹا ہے حجاج نے اس سے کہا اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرو ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ یحییٰ بن یحییٰ نے دلیل میں قرآنی آیت پیش کی اور کہا حضرت عیسیٰ مریم کی طرف منسوب ہونے کے باوجود ابراہیم کی ذریت سے قرار دیئے گئے اسی طرح امام حسین کو بھی آپ کی ذریت سے قرار دیا جائے گا حجاج نے ان کی تصدیق کی اور ان کو خراسان بھیج دیا۔

حجاج فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود قرآنی آیت میں غلطیاں کرتا تھا یحییٰ بن یحییٰ نے بارہا اسے اس پر تنبیہ کی مگر اس کی غلطیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ ”ان“ مفتوحہ کی جگہ ”ان“ مکسورہ اور ”ان“ مکسورہ کی جگہ ”ان“ مفتوحہ پڑھتا تھا اسی طرح وہ قرآنی آیت ”قل ان کان آباؤکم وابناؤکم“ الی قولہ ”احب الیکم“ میں ”احب“ پر فتح کی جگہ ضمہ پڑھتا تھا۔

اصمعی کہتے ہیں عبد الملک نے خط کے ذریعے حجاج سے اس غلطی اور ایوم کے بارے میں سوال کیا حجاج نے جواب لکھا اس اجل ایوم سے عمل اور غلطی سے امن کی طرف اشارہ ہے ابو عبید معمر بن ثنی کا قول ہے جب حجاج نے ابن الاشعث کو قتل کیا تو اہل عراق نے اس کی تعریف و توصیف کی جس کی وجہ سے ان پر خوب دل کھول کر خرچ کیا عبد الملک نے حجاج کو لکھا جتنا میں ایک ہفتہ میں خرچ کرتا ہوں اتنا تو ایک دن میں خرچ کر ڈالتا ہے، اور میرے ماہانہ خرچ کے برابر تمہارے ہفتہ کا خرچ ہے پھر عبد الملک نے حجاج کو یہ شعر لکھے:

(۱)..... تمام امور میں تقویٰ اختیار کرو اور خوف خدا پیدا کرو۔

(۲)..... مسلمانوں کے خراج اور مال غنیمت میں اضافہ کرو اور اس کا محافظ بن کر رہو۔

حجاج نے جواب میں یہ شعر لکھے:

(۱)..... آپ کا خط آیا جو بہت سے صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲)..... جس میں بہت سی نرم گرم باتیں ہیں جو ذی عقل کے لئے نفع بخش ہیں۔

عبد الملک نے اسے لکھا جیسے مناسب سمجھو عمل کرتے رہو۔ ثوری کا قول ہے ایک بار حجاج کے پاس ایک چور کو پکڑ کر لایا گیا حجاج نے اس سے کہا تو نے غنی ہونے کے باوجود چوری کی اب تیرا ہاتھ کاٹا جائے گا اس نے کہا جب ہاتھ تنگ ہو جائے تو نفس کیسے برداشت کرے۔ حجاج نے کہا تیرا یہ عذر ناقابل قبول ہے غلام سے کہا تلوار اور جلا دکاند بست کرو چنانچہ جلا د آیا اس نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

فراء کہتے ہیں ایک روز حجاج عبد الملک کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو ولید نے حجاج کو نبیذ کی دعوت دی۔ حجاج نے کہا اے

امیر آپ نے اس کو حلال کر رکھا ہے میں نے تو اس اہل عراق اور اپنے گھر والوں کے لئے حرام کر دیا ہے۔ عمر بن شیبہ نے اپنے اشیاء سے نقل کیا ہے کہ عبد الملک نے حجاج کو خط لکھا جس میں اس کو بے جا مال اڑانے اور ناحق خونریزی پر تنبیہ کی اور لکھا کہ مال تو حقیقتاً اللہ کا ہے اور ہم اس کے خزانچی ہیں۔ حجاج نے اس کا جواب لکھا کہ امیر المؤمنین کا خط مجھے مل گیا ہے جس میں مجھے بے جا مال خرچ کرنے اور ناحق خونریزی پر تنبیہ کی گئی قسم بخدا میں نے تو کبھی اہل معصیت کی سزا میں مبالغہ کیا اور نہ کبھی اہل طاعت کی خدمت سے گریز کیا اگر اسی کا نام اسراف ہے تو امیر المؤمنین مجھ پر حد جاری کر سکتے ہیں۔

فصل

حجاج کے جرأت مندانہ اقدامات اور گستاخانہ کلمات..... عاصم کا قول ہے میں نے حجاج کو منبر پر کہتے سنا اے لوگو! اللہ سے ڈرو حتیٰ الوسع اپنے اندر خوف خدا پیدا کرو میری یہ بات توجہ اور دیہان سے سنو میں امیر المؤمنین کی تعریف نہیں کر رہا قسم بخدا اگر میں تمہیں حکم دوں کہ تم مسجد کے اس دروازہ سے نکلو اور پھر تم مسجد کے دوسرے دروازہ سے نکلو تو اس صورت میں میرے لئے تمہارا خون اور مال حلال ہو گا قسم بخدا اگر میں ربیعہ مضر کو پکڑوں تو میرے لئے حلال ہو گا اس صورت میں عبد بنیل کے لئے میرے نزدیک کوئی عذر خواہی کا جواز نہیں ہو گا جب کہ وہ یہ گمان رکھتا ہے کہ اس کا قرآن اللہ کی طرف سے ہے قسم بخدا وہ اعراب میں نقش نقش غلطیاں کرتا ہے جو محمد ﷺ پر اللہ کے نازل کردہ قرآن میں سے نہیں ہے۔ ابی النخو را اور اعش کہتے ہیں کہ ہم نے بھی حجاج سے یہ بات سنی اس نے یہ بھی گمان کیا کہ اگر میں نے کسی کو ابن ام عبد کی قرأت میں قرآن پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اللہ اس کو رسوا کرے اور اسے اپنی رحمت سے دور کرے نیز حجاج ابن مسعود کی قرأت پر اعتراض بھی کرتا تھا کیوں کہ ان کی قرأت مصحف عثمانی کے خلاف تھی لیکن یہ بات سب پر عیاں ہے کہ بعد میں بلا خرا بن مسعود عثمان کے قول کے موافق ہو گئے تھے۔

صلت میں دینار کہتے ہیں میں نے حجاج سے خطبہ میں سنا کہ عبد اللہ بن مسعود ایسے المنافقین ہیں اگر وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو میں ان کے خون سے زمین بھر دوں۔ راوی کہتے ہیں میں نے اس سے یہ بھی سنا کہ اس نے منبر پر کہا اگر حضرت سلیمان ہوتے تو وہ بھی حسد کرتے یہ اس کی کتنی سخت اور بے باکانہ بات ہے جو اسے کفر تک پہنچا دیتی ہے، اللہ اس کو برابر کرے اسے رسوا کرے اور اس کو اپنی رحمت سے مایوس کرے۔

علقمہ کا قول ہے ایک شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور کہا میں ایسے شخص کے پاس آیا ہوں جو مصاحف کا املا کرتا ہے حضرت عمر نے غصہ میں اس سے فرمایا تو ہلاک ہو تو کیا کہہ رہا ہے اس نے عرض کیا میں آپ کے پاس حق لے کر آیا ہوں حضرت عمر نے پوچھا وہ کون ہے اس نے کہا عبد اللہ بن مسعود۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا میرے نزدیک اس کام کا ان سے زیادہ کوئی اہل نہیں حضرت عمر نے اس سے فرمایا میں تجھے ایک حدیث سناتا ہوں میں ایک رات کسی ضرورت سے ابو بکر کے پاس گیا اس کے بعد ہم گھر سے نکلے رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان چل رہے تھے جب ہم مسجد کے پاس پہنچے تو اچانک اندر سے ایک شخص کی قرأت کی آواز آئی رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر اس کا قرآن سننا شروع کر دیا میں نے کچھ کہنا چاہا تو آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے خاموش رہنے کا حکم دیا اس نے قرأت مکمل کی پھر رکوع سجدہ کیا اور سلام پھیر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن کی اس طرح تلاوت کرنا چاہے جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو وہ ابن مسعود کی قرأت پر قرآن پڑھے۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ مجھے اور ابو بکر کو پتہ چلا گیا کہ پڑھنے والے ابن مسعود تھے صبح ہونے کے بعد میں ان کو خوشخبری دینے کے لئے گیا تو انہوں نے فرمایا تم سے پہلے ابو بکر نے خوشخبری سنادی حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ابو بکر مجھ سے ہر نیکی میں سبقت لے جاتے ہیں۔

حمید بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود کو کہتے سنا کہ میں نے زید بن ثابت کے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے وقت آپ ﷺ سے ستر صورتیں یاد کر لیں، شداد بن ہاد نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود تکیہ، نعلین، مسواک اور دیگر سامان اٹھا کر سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے علقمہ کہتے ہیں کہ میں شام آمد کے موقع پر ابو الدرداء کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابو الدرداء نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو میں نے عرض کیا میں کوئی ہوں انہوں نے فرمایا تم میں کوئی صاحب وسادۃ والسواک نہیں ہے۔

ابو وائل کہتے ہیں میں نے ابن مسعود کی موجودگی میں حدیفہ کو یہ کہتے سنا کہ اصحاب محمد جانتے ہیں کہ ان میں سے مقررین کون ہیں۔ ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حدیفہ کو کہتے سنا ہمیں ایسے شخص کے بارے میں خبر دو جو آپ ﷺ کے اطوار اور سیرت سے اچھی طرح واقف ہو، کہ ہم بھی مستقلاً وہی طریقہ اپنائیں تو انہیں بتایا گیا کہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ ذی اعتماد ابن مسعود ہی ہیں اور اصحاب رسول بھی اس سے واقف ہیں اس بات سے حجاج کا جھوٹ واضح ہو جاتا ہے جو اس نے آپ پر نفاق کا الزام لگایا اور آپ کی قرأت کو ہذیل کے اشعار سے تشبیہ دی اور یہ کہا کہ اگر اس پر قابو پا لوں تو اسے قتل کر دوں گا ان باتوں نے حجاج کے کردار کو خراب کر کے نمایاں کیا۔

زر عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے لئے مسواک توڑ رہا تھا ہوا کی تیزی کی وجہ سے میری پنڈلیاں مٹی میں لت پت ہو گئیں، جس سے موجودین ہنس پڑے آپ ﷺ نے ہنسنے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا ان کی پنڈلیوں کے مٹی میں لت پت ہونے کی وجہ سے آپ نے فرمایا قسم بخدا میزان میں ان دونوں کا وزن احد سے بھی زیادہ ہے۔ ابن مسعود نے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تم عبد اللہ بن مسعود کے طریقہ کو لازم پکڑو ابو عطیہ نے ابو موسیٰ اشعری کا قول نقل کیا ہے کہ اے لوگو جب تک یہ علم کا سمندر (عبد اللہ بن مسعود) موجود ہے اس وقت تک مسائل کے بارے میں ہماری طرف رجوع مت کرو۔

کچھ لوگوں نے حضرت علی سے کہا کہ ہم صحابہ کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے حضرت علی نے پوچھا کس کے بارے میں تم گفتگو کر رہے ہو انہوں نے کہا ابن مسعود کے بارے میں حضرت علی نے فرمایا انہوں نے قرآن و سنت کی خوب تعلیم دی اور وہ علم کے اعتبار سے ہمارے لئے کافی ہیں۔ بہر حال عبد اللہ بن مسعود کے لئے ان صحابہ کرام کے اقوال کافی ہیں جو ابن مسعود کے مرتبہ اور ان کے علم کا علم رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے اقوال کو اس سلسلہ میں قابل اعتبار نہیں سمجھا جائے گا جو عبد اللہ بن مسعود پر کذب و افتراء کی جرات کر کے کوفہ تک پہنچ گئے خصوصاً حجاج اموی و عثمانی کے اعتبار سے بالکل اعتبار کے لائق نہیں جو عبد اللہ بن مسعود پر کفر و نفاق کے الزامات لگا کر ان کے قتل کے درپے رہتا تھا اور اس بارے میں کسی کی ملامت کی پروہ نہیں کرتا تھا۔

ابو داؤد نے جو کچھ بیان کیا اس سے بھی کئی بری اور واہیات باتوں کا علم ہوتا ہے چنانچہ بزنج بن خالد بن ضعی کہتے ہیں میں نے حجاج کو خطبہ دیتے ہوئے جب یہ سنا کہ اے لوگو تمہارا کوئی رسول اور قاصد اپنی ضرورت کو لے کر آئے تو وہ بہتر ہے یا وہ اپنے کنبہ کا خلیفہ ہو تو وہ بہتر ہے تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب اس شخص کے پیچھے میں نماز نہیں پڑھوں گا اگر کسی قوم کو میں نے جہاد کرتے پایا تو میں اس قوم کے ساتھ شریک جہاد ہو جاؤں گا۔ اسحاق نے اس میں اتنا بھی اضافہ کیا کہ وہ جماجم کی جنگ میں شریک ہوئے حتیٰ کہ اس میں قتل کئے گئے اگر یہ روایت صحیح ہے تو حجاج کو کفر ظاہر ہے کیوں کہ اس کلام سے یا تو اس نے خلافت کے رسالت سے افضل ہونے کا ارادہ کیا یا اس کا مقصد یہ تھا کہ بنی امیہ کا خلیفہ بھی رسول سے افضل ہے تو پھر ان الفاظ کے کفر یہ ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔

ابو حفص ثقفی کا قول ہے ایک روز حجاج نے خطبہ کے دوران دائیں طرف متوجہ ہو کر کہا حجاج کافر ہے پھر اس نے بائیں طرف متوجہ ہو کر کہا حجاج کافر ہے پھر اس نے چند بار یہی الفاظ دہرائے۔ پھر اس نے کہا اے اہل عراق حجاج لات وعزیٰ کا منکر ہے۔ مالک بن دینار کہتے ہیں ایک روز حجاج نے دوران خطبہ کہا حجاج کافر ہے ہم نے کہا اسے کیا ہو گیا پھر اس نے کہا حجاج بد یوم الابعاء والبعۃ الشہبا کا منکر ہے۔ یوم الاربعاء بدھ کے روز کو اور البغۃ الشہبا حلبی خجری کو کہتے ہیں۔

اصمعی کہتے ہیں کہ ایک روز عبد الملک نے حجاج سے کہا ہر شخص اپنے عیوب سے واقف ہوتا ہے تم بھی اپنے عیوب بیان کرو حجاج نے کہا اے امیر المومنین آپ اگر اس سے مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہے لیکن عبد الملک کے اصرار پر حجاج نے کہا میں ایک جھگڑالو، کینہ پرور اور حاسد شخص ہوں۔ عبد الملک نے کہا جو عادات تم نے بیان کی وہ تو شیطان میں بھی نہیں ہیں۔ ایک روایت میں ہے عبد الملک نے کہا پھر تو تیرے اور ابلیس کے درمیان نسبت کا تعلق ہے۔

بہر حال حجاج اہل عراق کی بے وفائیوں، خردج اور خلفاء کے خلاف بغاوتوں کی وجہ سے ان سے خاصا عناد رکھتا تھا۔ شریح بن عبید کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آ کر حضرت عمر کو خبر دی کہ عراقیوں نے اپنے امیر پر سنگ باری کی ہے حضرت عمر غضبناک ہو کر نکلے آپ نے نماز پڑھائی نماز میں آپ

بھول گئے ہم نے سبحان اللہ سبحان اللہ کہا سلام پھیرنے کے بعد آپ نے فرمایا اے اہل شام اہل عراق کے لئے تیار ہو جاؤ شیطان نے ان میں انڈے بچے دیدیئے ہیں اے اللہ عراقیوں پر کسی ثقفی جوان کو متعین کر جو ان پر جاہلیت کے انداز میں حکمرانی چلائے نہ ان کے محسنوں کو نظر انداز کرے نہ ان کے حد سے بڑھ جانے والے کو معاف کرے۔ مالک بن دینار نے حضرت حسن کے والے سے حضرت علی کا قول نقل کیا ہے کہ اے اللہ جتنا میں نے ان پر اعتماد اور توکل کیا اسی قدر انہوں نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی جتنا ان سے میں نے خیر خواہی کی اتنا ہی انہوں نے مجھ سے بیوفائی کی اے اللہ ان پر کسی ثقفی جوان کو متعین کر جو ان کی خوشحالی اور شادابی کو بد حالی میں تبدیل کر دے اور ان پر جاہلیت کے انداز میں حکمرانی کرے۔

حضرت حسن کہتے ہیں کہ حجاج اس وقت تک پیدا نہیں ہوا تھا، مالک بن اوس بن حدثان نے حضرت علی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے ان مصریوں کے امیر ثقفی جوان ہوگا جو ان کو ذلیل کر کے رکھے گا ان کی رعونت کے نشہ کو توڑ کر ان کو فقر و فاقہ میں مبتلا کر دے گا جس سے ان کا شیرازہ بکھر جائے گا اور وہ گروہ بندیوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔

بیہقی نے دلائل نبوہ میں حبیب بن ابی ثابت کا قول نقل کیا ہے حضرت علی نے ایک شخص سے فرمایا تو اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا جب تک تو بنی ثقیف کے جوان کا عہد نہ پالے اس نے حضرت علی سے سوال کیا وہ جوان کون ہوگا حضرت علی نے فرمایا قیامت کے روز اس کے بارے میں اعلان کیا جائے گا کہ اس نے دنیا کے ایک خطہ کو دوزخ کا خطہ بنا دیا تھا۔ وہ بیس یا اس سے زیادہ عرصہ تک حکومت کرے گا وہ ہر معصیت کا ارتکاب کرے گا وہ اپنے مطیعین کی خبر اپنی لاشی سے لے گا۔

طبرانی نے ام حکیم بنت عمر بن سنان جدلیہ کا قول نقل کیا ہے کہ اشعث بن قیس نے بالاصرار حضرت علی سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہی حضرت علی نے کچھ دیر تامل کے بعد فرمایا وہ ثقفی جوان اہل بیت میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا حضرت علی سے پوچھا گیا کہ اقتدار کی مدت کتنی ہوگی آپ نے فرمایا بیس سال۔ بیہقی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قول نقل کیا ہے کہ اگر تو میں خیانت کے مظاہر میں ایک دوسرے کو چیلنج کریں تو حجاج کی بدولت دوسروں پر سبقت لے جائیں گے۔ ابی نجد کہتے ہیں حجاج نے ہر برائی کا ارتکاب کیا۔

قبل ازیں روایت گزر چکی ہے کہ بنی ثقیف میں ایک کذاب اور ایک مہیر ہوگا کذاب تو مختار تھا جو بظاہر فرض کا اظہار کرتا تھا اور باطن میں کفریہ عقیدہ رکھتا تھا اور مہیر حجاج تھا جو آل مروان بنی امیہ کا خیر خواہ تھا۔ شقی القلب اور ادنیٰ شبہ پر قتل کر دیتا تھا اس سے ایسے الفاظ و کلمات منسوب ہیں جو نہایت سخت شنیع معیوب و یرہ اخلاقی اور کفریہ ہوتے تھے۔

اس کے بارے میں بعض روایت ایسی بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ثرابی کبابی نہیں تھا قرآن کی تلاوت کثرت سے کرتا تھا۔ محارم سے اجتناب کرتا تھا جہاد کا دلدادہ تھا اس کے زمانہ میں فتوحات کا دائرہ دور دور تک وسیع ہوتا چلا گیا اہل قرآن پر دل کھول کر خرچ کرتا وفات کے وقت جو اس نے ترکہ چھوڑا وہ کل تین سو درہم تھا۔

ابن طرار بغدادی نے نقل کیا ہے کہ انس بن مالک حجاج کے پاس آئے حجاج نے ان سے کہا اے انس جو تمہارے دن علی، ابن زبیر اور ابن اشعث کے ساتھ گزرے ہیں انہیں بھول جاؤ۔ قسم بخدا اب میں تمہارا کام تمام کر کے دم لوں گا۔ انس نے کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے۔ حجاج نے کہا اللہ تمہارے کان بھر دے انس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا قسم بخدا اگر مجھے چھوٹے بچوں کی فکر نہ ہوتی تو مجھے اپنے قتل کی پرواہ نہ ہوتی۔ اس کے بعد حضرت انس حجاج کے پاس چلے گئے انہوں نے عبد الملک کو حجاج کے بارے میں شکایتوں سے بھرپور خط لکھا جب عبد الملک نے حضرت انس کا خط پڑھا وہ ان کے بارے میں حجاج کے رویے پر آگ بگولہ ہو گیا حضرت انس نے عبد الملک کو جو خط لکھا تھا اس کا عنوان یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط انس کی طرف سے عبد الملک کے نام ہے بعد احوال یہ کہ حجاج نے مجھے دور کر دیا اس نے کہا ہے کہ تم کسی کام کے اہل نہیں ہو حالاں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کر کے اپنے کو آپ ﷺ پر فدا کر دیا۔ والسلام۔

عبد الملک نے ایک خط حجاج کو اور ایک انس کو لکھا اور انس کو قاصد کے توسط سے یہ پیغام بھی دیا کہ میں نے تمہارے بارے میں حجاج کو ایسا خط لکھا کہ اسے پڑھ کر وہ تمہارا مطیع و فرمانبردار بن جائے گا عبد الملک نے حضرت انس کو جو خط لکھا اس کا عنوان یہ تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط عبد الملک کی طرف سے انس کے نام ہے۔ مابعد میں نے تمہارا خط پڑھ لیا ہے اور حجاج کے بارے میں تمہاری شکایتوں کا حال بھی پڑھ لیا ہے۔ میں نے اس کو تمہارے ساتھ زیادتی کرنے کے لئے تم پر مسلط نہیں کیا اگر دوبارہ تمہیں وہ کچھ کہیں تو مجھے آگاہ کر دینا اب میں نے اس کو ایسا خط لکھا ہے کہ وہ مجبور ہو کر تمہاری اعانت کرے گا، والسلام۔

جب انس نے امیر المومنین کا خط پڑھا تو فرمایا اللہ امیر المومنین کو جزائے خیر عطا کرے مجھے ان سے یہی امید تھی۔ اسماعیل بن عبید اللہ نے حضرت انس سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے حجاج امیر المومنین کی طرف سے پورے علاقہ کا عامل ہے اس کے بغیر تمہیں چارہ کار نہیں نہ تمہارے گھر والے آرام سے رہ سکتے ہیں اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ خود جا کر اس سے علیک سلیک کر لیں اسی میں آپ کی بہتری ہے آگے آپ کی مرضی ہے اس کے بعد اسماعیل حجاج کے پاس گیا حجاج اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اسماعیل نے کہا میں تو تمہاری ملاقات کا دلدادہ ہوں لیکن جو چیز میں لے کر آیا ہوں وہ تمہارے لئے خوش کن نہیں یہ سن کر حجاج کا چہرہ فق پڑ گیا اس نے کہا تم کیا لائے ہو اسماعیل نے کہا جب میں امیر سے جدا ہوا تو وہ تم پر سخت ناراض تھا اس کے بعد حجاج مرعوب ہو کر بیٹھ گیا۔ اسماعیل نے عبد الملک کا خط حجاج کے حوالے کر دیا حجاج اس کو پڑھ کر پسینہ پسینہ ہو گیا جب خط پڑھ چکا تو اس نے کہا ہم خود انس کے پاس جا کر ان سے معذرت کر کے راضی کر لیتے ہیں اسماعیل نے کہا اے حجاج جلدی مت کر حجاج نے کہا میں کیوں نہ کروں جب میرے نام امیر کا عتاب نام آ یا ہوا ہے۔ عبد الملک نے حجاج کے نام جو خط لکھا اس کا مضمون یہ تھا خط امیر المومنین کی طرف سے حجاج کے نام ہے۔

مابعد تم ایسے انسان ہو جو کام کی کثرت اور بوجھ سے دب گئے ہو اور اس میں بہت اونچاڑنے لگے ہو اور اپنی حدود اور اقدار سے تجاوز کرنے لگے ہو اور مصائب کو بے سوچے سمجھے دعوت دینے لگے ہو کیا تم اپنا آبائی پیشہ اتنی جلدی بھول گئے ہو جو طائف میں کیا کرتے تھے اور کنوئیں کھودنے اور کمر پر پتھر ڈھونے کا کام چشمہ کے دھانے پر انجام دیتے تھے۔ اے دہشت گرد انسان یہ تمہاری اللہ رب العزت کی شان و جلال کے خلاف بے باک بہ جرات اور استخفاف عہد کا بدترین مظاہرہ ہے۔

خدا کی قسم اگر یہود و نصاریٰ عزیر بن عزری اور عیسیٰ بن مریم کے خادم کو پالیں تو وہ ان کی خوب تعظیم و تکریم کریں بلکہ اگر وہ عزیر کے گدھے یا مسیح کے حواریوں کے خادم کو بھی کہیں دیکھ لیں تو اس کی بھی تعظیم و تکریم میں کسر نہ چھوڑیں چہ جائے کہ حضرت انس جیسے صحابی رسول جو دس سال تک سفر و حضر میں آپ کی معیت میں رہے اور آپ ﷺ کے اسرار و رموز سے واقف تھے اے حجاج جب تمہیں میرا یہ خط ملے تو انس کو راضی کرنا ان کو جوتیوں اور جرابوں سے زیادہ ان کا مطیع بن جاتا، ورنہ تمہارا وہ حشر ہوگا جسے ساری دنیا دیکھے گی۔ ابن طرار اور ابن قتیبہ وغیرہ ائمہ لغت نے اس خط پر کلام کیا ہے۔ امام احمد نے ابن عدی کا قول نقل کیا ہے کہ ہم چند ساتھی مل کر حجاج کی شکایت لے کر انس کے پاس گئے انہوں نے ہمیں صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ اس کے بعد جو زمانہ آئے گا وہ اس سے بھی برا ہوگا۔ حتیٰ کہ تم اللہ رب العزت سے جا ملو میں نے یہ بات رسول اللہ سے سنی ہے بخاری نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ بعض لوگوں نے اس کو روایت بالمعنی بھی نقل کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر آنے والا سال سخت ہوگا اس کی اگرچہ کوئی اصلیت نہیں لیکن لوگوں نے جو کچھ اس روایت سے اخذ کیا ہے اس کا مطلب یہ ہی ہے۔ سفیان ثوری نے شعبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا لوگ حجاج پر درود پڑھیں گے اس طرح ابو نعیم نے شعبی کا قول نقل کیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تم حجاج کو یاد کرو گے۔ اسمعی کا قول ہے حضرت حسن سے پوچھا گیا کہ آپ تو کہتے ہیں لا خیر شر من الاول، اور یہ عمر بن عبد العزیز کو حجاج کے بعد امیر بن کرائے ہیں۔ حضرت حسن نے جواب دیا کہ لوگوں کی اپنی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں۔

میمون بن مہران کہتے ہیں ایک روز حجاج نے حضرت حسن کو تکلیف دینے کے لئے بلایا جب حضرت حسن کے بالمقابل کھڑے ہو گئے تو انہوں نے حجاج سے سوال کیا کہ حضرت آدم اور تیرے درمیان کتنی نسلیں گزر گئیں؟ اس نے کہا بیشمار حضرت حسن نے پوچھا وہ کہاں ہیں حجاج نے کہا وہ سب مر گئے اس کے بعد حجاج نے سر جھکا لیا حضرت حسن چلے گئے ایوب سختیانی کا قول ہے حجاج نے بارہا حضرت حسن کو گزند پہنچانے کی کوشش کی لیکن وہ اللہ کے فضل سے اس سے محفوظ رہے۔ حضرت حسن نے حجاج سے کئی بار مناظرہ کیا حالاں کہ حضرت حسن نے کبھی بھی حجاج کے خلاف خروج نہیں کیا اور اصحاب ابن اشعث کے ساتھ بھی بادل نخواستہ حجاج کے خلاف بغاوت اور خروج کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

حضرت حسن فرمایا کرتے تھے حجاج سراپا انتقام ہے تم اللہ کے انتقام کا تلوار سے مقابلہ مت کرو۔ تم صبر، سکینت اور تضرع سے کام لو ابن درید نے ابن عائشہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک خارجی کو ولید بن عبد الملک کے سامنے لایا گیا عبد الملک نے اس سے خلفاء راشدین کے بارے میں سوال کیا تو اس نے سب کی تعریف کی اس کے بعد اس سے دیگر خلفاء کے بارے میں سوال کیا گیا اس نے سب کی مناسب تعریف کی پھر اس سے عبد الملک کے بارے میں سوال کیا گیا اس پر اس نے کہا میں حجاج کی بعض غلطیوں کو عبد الملک کی غلطی نہیں سمجھتا۔

علی بن مسلم باہلی کہتے ہیں خوارج میں سے ایک عورت کے سامنے لائی گئی حجاج اس سے باتیں کرنے لگا لیکن وہ عورت نہ تو حجاج کی طرف دیکھتی تھی اور نہ ہی اس کی کسی بات کا جواب دیتی تھی۔ حجاج کے پولیس افسر نے اس عورت سے کہا گورنر تجھ سے بات کر رہے ہیں اور تو اس سے اعراض برت رہی ہے اس عورت نے جواب دیا مجھے اس شخص کا جواب دینے اور اس کی طرف دیکھنے سے شرم آتی ہے جس طرف اللہ نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ قبل ازیں ۹۴ھ کے واقعات میں سعد بن جبیر اور حجاج کے درمیان جو قتل کے وقت گفتگو ہوئی اس کا حال گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں

قتادہ کا قول ہے سعید بن جبیر سے پوچھا گیا کیا تم نے حجاج کے خلاف خروج کیا انہوں نے جواب میں فرمایا واللہ میں نے اس کے خلاف خروج نہیں کیا بحث کہ اس نے کفر اختیار کر لیا بعض کا قول ہے حجاج نے سعید کے بعد ایک شخص کو قتل کیا البتہ اس سے پہلے اس نے بکثرت لوگوں کو قتل کیا ہشام بن حسان کا قول ہے حجاج کے سفاکانہ مقتولین کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچی ہے۔ اس کی جیل سے سیماء بن عبد الملک نے اسی (۸۰) ہزار افراد کو رہا کیا تھا۔ جس میں سے تیس ہزار عورتیں تھیں۔

صلح بن سلیمان نے عمر بن عبد العزیز کا قول نقل کیا ہے کہ اگر تمام قومیں خیانت کے بارے میں ایک دوسرے کو چیلنج کریں تو ہم حجاج کی بدولت تمام قوموں سے سبقت لے جائیں گے عمرو بن عثمان نے اپنے دادا کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے عدی بن ارطاة کو لکھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے حجاج کا طرز اپنایا ہوا ہے خبردار ایسا مت کرو حجاج بے وقت نماز پڑھتا تھا اور ناحق زکوٰۃ وصول کرتا تھا اس کے علاوہ بھی اس میں بہت سی برائیاں تھیں۔ اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن خیمہ سے حجاج کے بارے میں سنا کہ وہ اسلامی احکام توڑتا جا رہا ہے انہوں نے اس بارے میں اس کا ایک واقعہ بھی نقل کیا۔

ابوبکر بن عیاش نے عاصم کا قول نقل کیا ہے کہ حجاج نے تمام برائیوں کا ارتکاب کر لیا تھا اعمش بیان کرتے ہیں حجاج کے بارے میں لوگوں کا اختلاف تھا انہوں نے مجاہد سے اس کے بارے میں سوال کیا مجاہد نے کہا تم کس بوڑھے کافر کے بارے میں سوال کرتے ہو۔

ابن عساکر نے شععی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حجاج جنت و طاعت پر ایمان رکھتا تھا اور اللہ کا منکر تھا۔ ابن عوف کہتے ہیں کہ میرے سامنے ابووائل سے سوال کیا گیا کہ کیا تم نے حجاج کے بارے میں دوزخی ہونے کی گواہی دی ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کیا تم مجھے اللہ کے خلاف گواہی کا حکم دیتے ہو۔ منصور کا بیان ہے میں نے ابراہیم سے حجاج اور بعض دیگر شقی القلب لوگوں کے بارے میں سوال کیا انہوں نے فرمایا کیا تم نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا، اللعنة الله على الظالمين۔ زیر کہتے ہیں میں نے ایک روز ابووائل کے سامنے حجاج کو گالیاں دیں۔ انہوں نے کہا اسے گالی مت دو وہ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ سے رحم کی درخواست کرے تو اللہ اس پر رحم فرمائے۔ عوف کہتے ہیں محمد بن سیرین کے سامنے حجاج کا ذکر کیا گیا انہوں نے فرمایا اگر اللہ اس کو عذاب دے تو وہ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہوگا اگر معاف کرے تو اس کے حق میں بہتر ہوگا۔ اور اللہ اس کو قلب سلیم عطا کر دے تو وہ اس کے حق میں ہم سب سے بہتر ہوگا ابن سیرین سے قلب سلیم کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ حیاء اور ایمان اللہ کی مدد سے ملتے ہیں، نیز وہ اللہ کے برحق ہونے، وقوع قیامت اور بعثت من فی القبور کا یقین رکھے ابواسامہ کہتے ہیں ایک شخص نے سفیان ثوری سے کہا کیا حجاج اور ابو مسلم خراسانی کے بارے میں جہنمی ہونے کی گواہی دیتے ہو انہوں نے فرمایا اگر انہوں نے توحید کا اقرار کیا ہے تو پھر نہیں۔

سری بن یحییٰ کا قول ہے ایک بار جمعہ کے روز حجاج نے شور کی آواز سنی اس نے پوچھا یہ کس چیز کا شور ہے اسے بتایا گیا کہ یہ لوگوں کا شور ہے وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ایک آزاد شخص نے قتل کر ڈالا حجاج نے کہا ان سے کہہ دو کہ دفع ہو جائیں اور بات نہ کریں۔ راوی کا قول ہے اس کے ایک ہفتہ بعد حجاج دیگر ظالموں کی طرح دنیا سے چلا گیا۔

اصمعی کا قول ہے حجاج کی بیماری میں لوگوں کو اس کی موت کا خیال پیدا ہو گیا اس نے خطبہ میں کہا کچھ منافق لوگ شیطان کے دھوکے میں آئے

ہوئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ حجاج مرگیا یا مرنے والا ہے کیا وہ میری بات کے بعد خیر کی توقع رکھتے ہیں۔ قسم بخدا دنیاوی زندگی اور اس کا مال و متاع مجھے محبوب نہیں میں نے تو اللہ سے زندگی کی دعا ان لوگوں کو درست کرنے کے لئے کی ہے جن پر شیطان کا داؤ چل گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک مہلت دے رکھی ہے۔ ایک مرد صالح نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ملے چنانچہ اللہ نے ان کو حکومت عطاء کر دی لیکن دینا کو بقاء نہیں اس لئے جب ان کا کام مکمل ہو گیا تو اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اور انہوں نے خود بھی دعا کی کہ اے باری تعالیٰ مجھے ایمان کی حالت میں موت دے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔ پس کیا بعید ہے کہ تم میں سے ہر شخص ایسا بن جائے کہ ہر انسان کو دنیا سے جانا ہے ہر ترشے کو خشک ہونا ہے موت کے بعد انسان کو کفنا کر تین گز زمین میں دفن کر دیا جائے گا پھر زمین اس کے گوشت پوست کو کھالے گی۔ خبیث شخص دنیا میں مال کے علاوہ کوئی چیز نہیں چھوڑ کر جاتا جس میں اس کی خبیث اولاد نزاع کرتی ہے حجاج نے کہا جو لوگ ذی شعور ہیں ان کو میری بات سمجھ آگئی ہوگی اس کے بعد وہ منبر سے نیچے اتر آیا۔

عمر بن عبدالعزیز کہتے ہیں میں نے کبھی بھی حجاج کی کسی چیز پر حسد نہیں کیا مگر اس کی قرآن سے محبت علم اور اہل علم پر خرچ کرنے اور وفات کے وقت اس کے الفاظ پر اے اللہ میری مغفرت فرما لوگوں کا خیال ہے کہ آپ ایسا نہیں کریں گے محمد بن منکدر کا قول ہے عمر بن عبدالعزیز حجاج سے خوش نہیں تھے لیکن حجاج نے جو دعا موت کے وقت کی تھی اسے بھی بار بار دہراتے تھے۔

بعض اہل علم کا قول ہے حضرت حسن کے سامنے ذکر کیا گیا کہ حجاج نے وفات کے وقت یہ کلمات اللہم اغفر فانہم یزعمون انک لاتفعل کہتے تھے حضرت حسن نے فرمایا شاید کہ یہ صحیح ہو۔ اصمعی کہتے ہیں حجاج نے موت کے وقت یہ اشعار کہے:

(۱)..... اے میرے رب میرے دشمنوں نے قسمیں اٹھائی ہیں کہ میں جہنمی ہوں۔

(۲)..... کیا وہ اپنی رعوت اور جہالت پر قسمیں اٹھا سکتے ہیں شاید ان کو اللہ کی غفاری اور غفور عظیم کا یقین نہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت حسن کو یہ اشعار سنائے گئے تو انہوں نے فرمایا اس کی مغفرت ہوئی تو انہیں دو شعروں کی وجہ سے ہوگی ابن ابی الدنیانے احمد بن عبداللہ تیمی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حجاج کی موت کا علم سب سے پہلے ایک کنیز کو ہوا جب اس نے اندر جھانک کر دیکھا تو رو پڑی اور بے اختیار کہنے لگی آہ کھانا کھانے، بچوں کو یتیم بنانے عورتوں کے سہاگ اجاڑنے والے عظیم الشان امور کے انجام دینے والے اہل شام کے سردار کو موت آگئی پھر اس نے یہ شعر پڑھا۔ آج اس پر ہمیں رحم آ رہا ہے جس سے ہم بغض رکھتے تھے آج اس سے ہم مامون ہو گئے جس سے ہم ڈرتے تھے۔

ابن طاؤس کہتے ہیں کہ جب میرے والد کو حجاج کی موت کا علم ہوا اور اس کی تصدیق ہو گئی تو انہوں نے قرآن کی وہ آیت تلاوت کی جس کا مفہوم یہ ہے، ان ظالم قدموں کی جڑ کاٹ دی گئی جنہوں نے ظلم کئے ہیں۔ اور اللہ رب العالمین کا شکر ہے۔ اس طرح جب حضرت حسن کو حجاج کی وفات کی خبر ہوئی تو انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا وہ چھپے پھرتے تھے حجاج کی وفات کے بعد ظاہر ہو گئے اور فرمایا اے اللہ آپ نے حجاج کو موت دی اب تو ہی ہمارے اندر لے لے کے طور و طریق ختم کر دے۔

حماد بن ابی سلیمان کہتے ہیں حجاج نے وفات کے وقت تین سو درہم ایک قرآن پاک، ایک تلوار، ایک زین، ایک رحل، اور ایک سوزر ہیں چھوڑی۔ یزید بن جوشب کو ابو جعفر منصور کے دربار میں طلب کر کے اس سے حجاج کی وصیت کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کا اقرار کیا، اس نے حیا و میا و لید بن عبدالملک کی اطاعت کا عہد کیا۔ اس نے ۹۰۰ زرہوں کے بارے میں وصیت کی کہ ان میں سے چھ سو منافقین عراق کے لئے اور تین سو ترکوں کے لئے ہیں۔ ابو جعفر نے ابو عباس طوسی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا جو اس کے سر ہانے کھڑا تھا اس نے کہا ہم اس کی وصیت پر عمل کریں گے۔ اصمعی کے والد نے حجاج کی وفات کے بعد اسے خواب میں دیکھا اس سے پوچھا رب العالمین کا تیرے ساتھ کیا معاملہ رہا اس نے کہا جتنے لوگ میں نے قتل کئے سب کے عوض مجھے قتل کیا گیا۔ پھر ایک سال بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا تو اس نے وہی سوال کیا اس نے کہا یہ سوال تو تم نے ایک سال قبل مجھ سے نہیں کیا تھا۔

قاضی ابو یوسف کہتے ہیں میری موجودگی میں رشید کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا اے امیر المومنین میں نے گزشتہ شب حجاج کو خواب میں دیکھا رشید نے اس سے پوچھا تو نے اس کو کیسے لباس میں دیکھا میں نے کہا میں نے اس کو برے لباس میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا اللہ نے

تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اس نے کہا تیرا اور شخص کا جواب ملتا جلتا ہے۔ ہارون نے اس کی تصدیق کی اور کہا حجاج اپنی رائے کو چھوڑنے والا نہیں تھا۔
اشعث خراز کا قول ہے میں نے حجاج کی وفات کے بعد اسے خواب میں دیکھا میں نے اسے پوچھا اللہ کا معاملہ تیرے ساتھ کیسا رہا اس نے کہا میں نے جتنے افراد قتل کئے تھے ان سب کے بدلے مجھے قتل کیا گیا پھر مجھے دوزخ میں ڈال دیا گیا، میں نے اس سے پوچھا اب تجھے کسی نرمی کی امید ہے اس نے کہا مجھے وہی امید ہے جو ایک کلمہ گو کو ہوتی ہے۔ احمد بن ابی حواری کہتے ہیں حسن بصری ہر مجلس میں حجاج کے خلاف بددعا کرتے تھے ایک رات انہوں نے حجاج کو خواب میں دیکھا اور اس سے اس کے حال کے بارے میں سوال کیا اس نے کہا میں نے جتنے افراد قتل کئے ان سب کے بدلے میں مجھے قتل کیا گیا پھر مجھے ملحدین میں شامل کر دیا گیا اس کے بعد حسن نے حجاج کو گالی دینا چھوڑ دی۔

سفیان کہتے ہیں حجاج وفد کی صورت میں معاویہ بن قرہ کے ساتھ عبدالملک کے پاس آیا عبدالملک نے معاویہ سے حجاج کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا اگر ہم سچ بولتے ہیں تو قتل کر دیئے جائیں گے اگر جھوٹ بولتے ہیں تو عند اللہ مواخذہ کا خطرہ ہے۔ عبدالملک نے بیک نظر حجاج کی طرف دیکھا اور اس سے کہا کہ اس سے تعرض نہ کرنا پھر اس کو جلا وطن کر دیا۔ وہاں پر اس کے لئے حالات سازگار رہے۔

خواص کی وفات

ابراہیم بن یزید نخعی

ابراہیم نخعی کے چند اقوال زیریں..... (۱)..... جب ہم کسی جنازہ میں شریک ہوتے یا کسی کی وفات کی خبر سنتے ہیں تو چند روز تک ہمارے درمیان اس کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے کیوں کہ ہمیں معلوم تھا کہ دنیا سے جانے والے کے لئے جنت اور دوزخ میں سے ایک کا فیصلہ ہوگا اب تمہارا حال یہ ہے کہ ایسے موقعوں پر دنیاوی باتوں میں مشغول ہوتے ہو۔

(۲) جب تم کسی شخص کو تکبیر اولیٰ میں ست پاؤ تو اس کی فلاح سے ہاتھ دھولو۔

(۳)..... جب میں کسی کے عیب پر مطیع ہوتا ہوں تو مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خطرہ ہوتا ہے کہ میں اس عیب میں خود مبتلا نہ ہو جاؤں۔
آپ وفات کے وقت رونے لگے آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی آپ نے فرمایا میں ملک الموت کے انتظار میں ہوں کہ وہ میرے لئے جنت اور دوزخ میں سے کس کی خوشخبری لے کر آتا ہے۔

حسن بن محمد بن حنفیہ..... آپ کی کنیت ابو محمد ہے تمام بھائیوں میں سب سے بڑے آپ ہی تھے۔ آپ عالم، فقیہ اور اختلاف سے واقف تھے۔ ایوب سختیانی وغیرہ کا قول ہے سب سے پہلے آپ ہی نے رجائیت پر گفتگو کی اور اس بارے میں آپ نے مستقل ایک رسالہ لکھا بعد میں اس پر آپ نام ہوئے۔ بعض کا قول ہے آپ حضرت عثمان، علی، طلحہ اور زبیر کے بارے میں توقف فرماتے تھے جب آپ کے والد کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کی اس بات پر گوشمالی کی اور کہا کہ افسوس ہے تجھ پر تو اپنے والد علی کی بھی پیروی نہیں کرتا۔
ابو عبید کہتے ہیں آپ نے ۹۵ھ میں وفات پائی۔ خلیفہ کا قول ہے آپ نے عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں وفات پائی۔

حمید بن عبدالرحمن بن عوف زہری..... آپ کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہیں جو حضرت عثمان بن عفان کی پھوپھی تھیں آپ فقیہ، عالم اور ماہر تھے۔ آپ کی مرویات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

مطرف بن عبداللہ بن شخیر..... آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں اسی سال واسطہ میں حجاج کی وفات کا واقعہ پیش آیا جس کا ذکر تفصیل سے ہو چکا۔ علی بن مدائن اور ایک جماعت کے قول کے مطابق سعید بن جبیر کو اسی سال قتل کیا گیا لیکن مشہور یہ ہے کہ جیسا کہ ابن جریر وغیرہ نے بھی ذکر کیا کہ ۹۴ھ میں سعید بن جبیر کو قتل کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۹۶ ہجری

اس میں پیش آنے والے واقعات

اور اس سال قتیبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے چین کا علاقہ کاشغر (حالیہ مشرقی ترکستان) کو فتح کر لیا اور چین کے بادشاہ کو دھمکی آمیز خط لکھا اور قسم کھا کر قتیبہ نے وعدہ کیا تھا کہ اس وقت تک واپس نہ ہوں گا جب تک کہ چین کی سرزمین کو اپنے قدموں تلے روند نہ لوں اور وہاں اشراف و بادشاہوں پر مہر غلامی ثبت نہ کروں اور ان سے جزیہ نہ لے لوں الا یہ کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ یہ پیغام لے کر قتیبہ کا ایلچی جب شاہ چین کے پاس گیا تو بادشاہ ایک عظیم شہر میں رہائش پذیر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس شہر کے نوے دروازے تھے اور شہر کے ارد گرد مضبوط دیوار بنی ہوئی تھی۔ جسے خان بالق کہا جاتا تھا۔ یہ تمام شہروں میں سب سے بڑا شہر تھا اور اس شہر میں اموال اور معاملات تجارت وافر مقدار میں تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ارض ہند اپنی وسعت کے باوجود چین کے سامنے سیاہ نقطہ کے برابر ہے اور اہل چین اپنے ملک سے باہر سفر نہیں کرتے کیوں کہ ان کے ہاں مال و متاع کی زبردست فراوانی ہے۔ البتہ بقیہ عالم ان کا محتاج ہے اور اس ملک کے تمام شہنشاہ چین کو خراج ادا کرتے ہیں کیوں کہ شاہ چین کی قوت اور فوج و عدد کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ مقصود یہ ہے کہ جب قتیبہ کا ایلچی چین میں داخل ہوا تو چین کو ایک عظیم اور عجیب و غریب مملکت پایا۔ نہایت مضبوط، نہروں سے بھرپور، ہر جگہ بازار اور قدرتی حسن کی رعنائی ہر طرف بکھری نظر آئی۔ شاہ چین کو ایک مضبوط قلعہ بند شہر میں پایا۔

شاہ چین نے قتیبہ کے ایلچیوں کو مخاطب کر کے کہا آپ کون لوگ ہیں؟ ایلچی تعداد میں تین سو تھے جب کہ ان کا امیر ہمیرہ تھا۔ پس بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ آپ کون لوگ ہو اور کیا مقصود لیکر میرے ملک میں آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم قتیبہ بن مسلم کے ایلچی ہیں وہ تمہیں اسلام کی دعوت پیش کرتا ہے مگر قبول نہیں تو جزیہ ادا کر لو اگر یہ بھی منظور نہیں تو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اس پر شاہ چین غضبناک ہو گیا اور آپ کو ایک مکان میں بند کر دیا گیا دوسرے دن ان کو بلوایا اور پوچھا آپ لوگ اپنے خدا کی عبادت کس طرح کرتے ہو مسلمانوں نے نماز پڑھ کر دکھائی۔ جب مسلمانوں نے رکوع و سجدہ کیا تو شاہ چین نے ان کا مذاق اڑایا۔ اور پھر ان سے پوچھا کہ آپ اپنے گھروں میں کیسے رہتے ہو؟

مسلمانوں نے گھریلو لباس زیب تن کیا شاہ چین نے ان کو واپس کر دیا، دوسرے دن ان کو پھر بلوایا اور پوچھا تم اپنے بادشاہوں کے سامنے کس طرح جایا کرتے ہو۔ مسلمانوں نے منقش کپڑے زیب تن کئے اور عمامے سروں پر سجائے اور ریشمی چادریں اوڑھ لیں اور بادشاہ کے سامنے آ گئے۔ شاہ چین نے کہا واپس ہو جاؤ تو وہ لوگ واپس ہو گئے۔

بادشاہ نے مصاحبین سے کہا آپ نے لوگوں کو کیسا پایا لوگوں نے کہا اس مرتبہ یہ لوگ بنسبت گزشتہ بار کے اچھے اور مہذب لگے ہیں جب تیسرا دن ہوا تو بادشاہ نے ان کو دربار میں بلا کر پوچھا جب تم اپنے دشمن سے ملاقات کرتے ہو تو ان سے ملاقات کرنے کا انداز کیا ہوتا ہے یہ سن کر انہوں نے اپنے جسم زرہ بکتر سے سجائے اور اسلحہ وغیرہ لگا کر تلواریں حماں کر لیں اور نیزے و بھالے ہاتھوں میں سنبھال لئے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر فاتحانہ انداز سے سامنے گزرے۔ شاہ چین نے ان کی جانب دیکھا تو ایسا لگا کہ پہاڑ چلے آ رہے ہیں ان کے قریب آ کر مسلمانوں نے اپنے نیزے زمین میں گاڑ دیئے اور ان کی طرف تیز تیز چلنے لگے۔ اہل چین نے مسلمانوں سے فوراً کہا واپس ہو جاؤ کیوں کہ ان کے دل مسلمانوں کے خوف سے بھرچکا ہے تو مسلمان واپس مڑ گئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر نیزوں کو زمین سے اکھاڑ دیا۔

اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے چل دیئے پس بادشاہ نے لوگوں سے پوچھا اب کے بار آپ نے لوگوں کو کیسا پایا؟ اہل چین نے کہا کہ ہم نے ان کے جیسا کسی کو نہیں پایا پھر جب شام کا وقت آیا تو بادشاہ نے ان کو کھلا بھیجا کہ ان کے کسی بڑے امیر کو میرے سامنے پیش کر دو اس کے بعد مسلمانوں نے ہمیرہ کو اپنا نمائندہ بنا کر شاہ چین کے پاس بھیجا جب وہ بادشاہ کے سامنے پیش ہوا تو اس نے سوال کیا کہ آپ لوگوں نے میرے ملک کی وسعت تو دیکھ لی ہے مجھے روکنے والا کوئی نہیں آپ تو میری تھیلی پرانڈے کی طرح ہیں، میں آپ سے ایک چیز کے بارے میں دریافت کروں گا آپ نے سچ نہیں بولا تو میں آپ کو قتل کر دوں گا۔ ہمیرہ نے، کہا پوچھ لیں جو کچھ آپ نے پوچھنا ہے۔ بادشاہ نے کہا آپ لوگوں سے پہلے، دوسرے اور تیسرے

دن لباس تبدیل کیوں نہیں کیا؟ ہمیرہ نے کہا ہمارا پہلا دن والا لباس تو گھر والی عورتوں کے لئے تھا جب کہ دوسرے دن والا لباس بادشاہوں کے ہاں حضور والا تھا جب کہ تیسرے دن کا لباس اس وقت ہم زیب تن کرتے ہیں جب دشمن سے ہمارا مقابلہ ہونے لگتا ہے۔

بادشاہ نے کہا آپ لوگوں نے اپنے لئے خوب تدبیر کی ہے تم اپنے قائد قتیبہ کے پاس جاؤ اور اسے میری طرف سے یہ پیغام دو کہ وہ میرے علاقہ سے واپس چلا جائے۔ مجھے اس کے ساتھیوں کی کم تعداد اور اس کے حرص کا پتہ چل گیا ہے اگر اسے یہ منظور نہیں تو میں ایسی فوج ان کے خلاف روانہ کر دوں گا جب تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا دے گی۔ اس پر ہمیرہ نے کہا کہ تم قتیبہ کے بارے میں ایسی بات کرتے ہو؟ وہ کیسے قلت فوج کا شکار ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اس کا پہلا گھڑ سوار تمہاری زمین پر ہے اور آخری گھڑ سوار زیتون کی زمین دمشق میں ہے۔ اور وہ حریص کیسے کہلا سکتا ہے جو دنیا کا خلیفہ بن کر آیا ہے حالاں کہ وہ مال و دولت جمع کرنے پر قادر بھی ہے جس نے تمہاری زمین پر آ کر تم سے لڑنے کا عہد کیا جہاں تک آپ کی ہمیں قتل کرنے کی دھمکی کا تعلق ہے تو ہم لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہماری اجل مقرر ہے جب وہ آ جائے تو ہمیں وہ بہت زیادہ عزیز ہے۔ پس موت سے نفرت نہیں کرتے اور نہ ہی اس کا خوف ہمارے دلوں میں ہے۔

بادشاہ نے کہا تو پھر آپ کے قائد کو کوئی چیز راضی کر سکتی ہے؟ ہمیرہ نے جواب دیا کہ قتیبہ نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ اس وقت تک واپس نہ ہوں گے جب تک تمہاری زمین کو روند نہ لیں اور تمہارے چھوٹے بڑے بادشاہوں ختم نہ کر لے اور تمہارے ملک سے جزیہ وصول کر کے نہ جائے گا شاہ چین نے کہا میں اس کی قسم پوری کرنے کا بندوبست کئے دیتا ہوں اور اس کو اپنی زمین سے نکالنے کے لئے یہاں سے تھوڑی سی مٹی اس کے پاس روانہ کر دیتا ہوں اور اس کے ساتھ چار بادشاہوں کے بچے، چار کپڑے، سونا چاندی اور ریشمی کپڑے بھی ساتھ بھیج دیتا ہوں جن کی تعداد اور مقدار بہت زیادہ ہو گی اس میں چینی سرزمین کی مٹی بھی ہوگی جسے قتیبہ روندے گا اور ساتھ بے حساب مال بھی بھیج دیتا کہ قتیبہ اپنی قسم پوری کر لے اور کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی اور اپنے ماتحت بادشاہوں کی بہت سی اولاد اس کی طرف روانہ کر دی۔ یہ تمام مال و اسباب جب قتیبہ کے پاس پہنچ گیا تو اس نے اسے قبول کر لیا یہ اس لئے کہ اسے خلیفہ المسلمین ولید بن عبد الملک کی موت کی خبر بھی پہنچ گئی تھی تب اس کی ہمت بھی جواب دے گئی۔

قتیبہ سلیمان بن عبد الملک کی بیعت نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ تمام افواج جو اس کے ماتحت تھی اس کے لئے اس نے اپنی بیعت کے اعلان کا ارادہ کر لیا تھا کیوں کہ یہ تمام علاقے اس کی فتح کردہ تھے لیکن اسے اس کا موقع نہ مل سکا اور اس سال کے آخر میں وہ قتل کر دیئے گئے کہا جاتا ہے کہ قتیبہ کا پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہوا تھا اور مرتے دم تک اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہا۔ ان کے ماتحت عساکر کی تعداد اس سے قبل کسی کو حاصل نہ ہوئی تھی۔

اور اسی سال مسلم بن عبد الملک نے موسم گرما کی لڑائی کی اور عباس بن ولید نے روم کے خلاف جنگ لڑی پس طولس اور مرزبانین کے علاقے فتح کر لئے گئے۔

جامع اموی دمشق کی تعمیر..... اور اسی سال امیر المومنین ولید بن عبد الملک کے ہاتھوں جامع اموی کی تعمیر مکمل ہوئی اللہ ان کو جزائے خیر دے اس جگہ قبل ازیں کلدانیوں کا تعمیر کردہ ایک معبد تھا جنہوں نے دمشق کو آباد کیا تھا کلدانیوں نے ہی اس کو تعمیر کیا اور دمشق میں آگئے یہ لوگ سات ممتاز ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔

وہ ستارے یہ ہیں:

پہلا	ستارہ	آسمان	دنیا	کا	چاند
دوسرا	ستارہ	دوسرے	آسمان	کا	عطارد
تیسرا	ستارہ	تیسرے	آسمان	کا	زھرہ
چوتھے	ستارہ	چوتھے	آسمان	کا	سورج
پانچواں	ستارہ	پانچویں	آسمان	کا	مرخ
چھٹا	ستارہ	چھٹے	آسمان	کا	مشتری
ساتواں	ستارہ	ساتویں	آسمان	کا	زحل

کلدانیوں نے دمشق کے بھی سات دروازے بنا رکھے تھے جس کے ہر دروازے سے ایک ایک ستارہ کا ہیکل بنایا گیا ہے۔ کلدانی ساتوں دروازوں پر علیحدہ علیحدہ عید کا جشن منایا کرتے تھے ان کلدانیوں نے دروازوں پر اصلاط بھی بنا رکھی تھیں جہاں سے ستاروں کی حرکات اور ان کے اتصالات کا معائنہ کرتے تھے اور اس پر گفتگو کرتے تھے انہیں لوگوں نے دمشق کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے لئے اس جگہ کا انتخاب کیا تھا جو ان دونوں پہاڑوں کے درمیان پانی کی گزرگاہ تھی جس کا پانی نہروں کے ذریعے اونچی نیچی جگہوں پر پہنچایا گیا تھا انہوں نے پانی گھروں تک پہنچایا تھا۔ غرض کہ ان کے زمانہ میں دمشق نہایت خوبصورت اور دلغریب شہروں میں شمار ہوتا تھا اس کی وجہ یہی تھی کہ اس میں طرح طرح کے تصرفات عجیب انداز میں کئے گئے تھے کلدانیوں نے اس قصہ کو قطب شمالی کی جانب تعمیر کیا تھا۔ جسے بعد میں جامع اموی میں تبدیل کر لیا گیا صعبہ کی محراب بھی قطب کی طرف تھیں اور اس فصیل کا دروازہ قبلہ کی جانب کھلتا تھا اور کلدانی عبادت بھی قطب کی جانب بند کر کے کیا کرتے تھے عبادت گاہ کے دروازے کے سامنے اب جامع اموی کا محراب بنا ہوا ہے جس کا ہم نے خود مشاہدہ کیا ہے اور ہم نے ان کے محرابوں کو قطب شمالی کی طرف بنے ہوئے خود دیکھا ہے معبد کے دروازے کو بھی دیکھا ہے جسے خوبصورت اور منقش پتھروں سے بنایا گیا تھا اور اس پر ان کی زبان میں ایک تحریر بھی ہے صدر دروازے کے دونوں جانب دو چھوٹے دروازے بھی تھے۔

معبد کے غربی حصے میں بہت مضبوط اور بلند مکمل بنا ہوا تھا جو ان دوستوں پر قائم تھا جو باب البرید میں نصب ہیں۔ معبد کے مشرقی حصے میں جیرون بادشاہ کا قصر بنا ہوا ہے جو ان کا بادشاہ تھا جہاں دو عظیم محل بنے ہوئے تھے اس غرض سے کہ جو بھی دمشق کا بادشاہ ہو گا یہ محلات اس کے تصرف رہیں گے اور معبد کے ارد گرد تین عظیم محلات بادشاہوں کے لئے مزید بنے ہوئے تھے۔ ان محلات اور معبد کے ارد گرد دیوار بنی ہوئی تھی جو بہت بلند اور مضبوط تھی جسے بہت بڑے بڑے پتھروں کو کاٹ کر تعمیر کیا گیا تھا یہاں زیر زمین قید خانہ اور گھوڑوں کے اضطلبل بھی تھے جس کے متصل حصے کو حضرت معاویہ نے تعمیر کرایا تھا جب کہ الخضر اء کا نام دیا گیا تھا۔

ابن عساکر نے گزشتہ زمانوں کی کتابوں سے جو حکایات بیان کی ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ کلدانی ستاروں پر ایمان رکھتے تھے تو وہ لوگ مسلسل اٹھارہ برس تک ستاروں کے زائچے بنا کر ان کی حرکات کا مشاہدہ کرتے رہے تا آنکہ وہ دو ستارے نکل آئے انہوں نے معبد کے زمین کی کھدوائی بھی کر لی تھی۔ ستاروں کے ظہور پر ان کا عقیدہ بن گیا کہ اس معبد کی عمارت کبھی بوسیدہ نہیں ہوگی اور نہ ہی یہ جگہ عبادت سے خالی رہے گی کعبہ الحبار نے فرمایا کہ معبد میں تو قیامت تک عبادت جاری رہے گی لیکن مکان کی تعمیر تو حضرت معاویہ کے زمانہ میں ازسرنو کی گئی تھی جس کے بعد سن ۴۶۱ھ میں جل بھی گیا تھا اور اس کے بعد یہ مکان ضعیفوں، ناداروں اور محتاج لوگوں کا مسکن بن گیا تھا جو کہ تاحال جاری رہا۔

مقصود یہ ہے کہ یونانی کلدانی جو صدیوں سے یہاں آباد تھے دمشق کو اسی طرح ترقی دیتے رہے جس کا ذکر ہم نے کیا ان کی نسلیں یہاں چار ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ مقیم رہیں یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ اس معبد کے دیواروں کا حجر اساس حضرت ہود علیہ السلام نے رکھا تھا۔ ہود علیہ السلام کا زمانہ نبوت حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے سے مدتوں پہلے کا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرقی دمشق میں برزہ نامی مقام پر وارد ہوئے تھے جہاں ان کی لڑائی ایک قوم سے ہوئی تھی جس میں انہیں فتح نصیب بھی ہوئی اور اللہ نے حضرت خلیل کو دشمنوں پر غلبہ عطا کیا تھا حضرت ابراہیم کی لڑائی برزہ کے مقام پر ہوئی تھی یہ جگہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہی منسوب ہے جن کا ذکر سابقہ کتب میں بھی موجود ہے جسے لوگ محفوظ کرتے آئے ہیں۔ اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

دمشق اسی زمانہ میں کلدانی یونانیوں سے آباد اور مکمل ترقی یافتہ شکل میں آباد تھا ان کی آبادی کا سوائے اللہ کے کسی کو علم نہ تھا یہ لوگ خلیل اللہ حضرت ابراہیم کی سخت دشمن تھے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ان لوگوں سے عبادت کو اکب و اضام پر کئی مناظرے بھی کئے جن کا ذکر ہم نے اپنی تفسیر میں کر دیا ہے اور اس کتاب میں بھی حضرت ابراہیم کے قصہ میں ان مناظرے کا حال بیان کیا ہے۔ تمام تعریفیں اس کے لئے ہیں اور اسی سے مدد مانگی جاتی ہے۔

مقصود یہ ہے کہ یونانی اس سرزمین پر آباد رہے جہاں انہوں نے ارض حوران، بقاع اور بعلبک جیسے شہروں کی بنیاد ڈالی اور وہاں عظیم الشان اونچی عمارتیں بنائیں یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے تین سو سال بعد اہل شام رومی بادشاہ قسطنطین میں قسطنطین کے ہاتھوں عیسائیت میں

داخل ہو گئے جس نے مشہور شہر قسطنطنیہ کی بنیاد رکھی تھی اور اس نے ان کلدانیوں کے لئے قوانین بھی مرتب کئے جب کہ اس سے قبل وہ خود اس کی قوم اور دیگر اہل ارض یونانی مذہب پر کاربند تھے جس کے بعد اس کے عیسائی رہنماؤں نے ایک نیا دین ایجاد کیا تھا جس میں نصرانیت اور بت پرستی کو خبط ملط کر دیا گیا تھا جس میں عبادت کو بھی شامل کر لیا گیا تھا جسے لے کر یہ لوگ مشرقی جانب آئے ان لوگوں نے روزوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا اور خنزیر کے گوشت کو حلال کر دیا۔ اور اپنے زعم میں انہوں نے اپنی اولاد کو ایک امانت عظیم کی تعلیم دی درحقیقت یہ ایک بہت بڑی خیانت تھی بہت بڑا اور عظیم گناہ تھا اس کے باوجود صحیح میں چھوٹا تھا گزشتہ صفحات میں ہم نے اس کی تفصیل بیان کر دی ہے پاس اس بادشاہ نے جس کی طرف نصرانیوں کا ملکیہ فرقہ منسوب ہے۔ اہل دمشق کے لئے کئی گرجا تعمیر کئے جن کو دمشق کے قریب وجوار کے علاقوں میں تعمیر کر دیا گیا یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے بارہ ہزار گرجا تعمیر کرائے تھے اور اس کے مصارف کے لئے بہت زیادہ مال وقف کیا، ان کلیساؤں میں مشہور بیت لحم کا کلیسہ، قمامہ کا کنسہ جو کہ القدس میں ہے جسے ام ہیلانہ عند قانیہ نے تعمیر کرایا تھا اس کے علاوہ بھی کئی مشہور کنیسا تعمیر کئے گئے تھے۔

مختصر یہ کہ اس یونانی معبد جو کہ ان کے ہاں بہت معظم تھا کو کلیسا یوحنا میں بدل دیا اور اس کے علاوہ بھی دمشق میں بہت خوبصورت کنائس تعمیر کئے نصرانی اور دیگر اس طرح اپنے دین پر تین سو سال تک قائم رہا تا آن کہ اللہ رب العزت نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا جس کے بعد کے واقعات ہم نے اس کتاب کے باب سیر میں ذکر کر دیئے ہیں نبی اکرم ﷺ نے رومی بادشاہ جو کہ ہر قل کہلاتا تھا کو خط لکھا تھا جس میں آنحضرت ﷺ نے اس کو اللہ کے دین کی دعوت بھی دی تھی جس پر ہر قل نے ابوسفیان کو بلا کر اس سے نبی اکرم ﷺ کے حالات اور نبوت کے متعلق سوال بھی کیا تھا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے تین امراء زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ان سے جنگ کے لئے بھیج دیا تھا جو رومیوں سے لڑنے کے لئے بلقاء میں خیمہ زن ہوئے۔ رومیوں نے ان کے مقابلہ میں ایک عظیم لشکر روانہ کر دیا جنگ میں مسلمانوں کے تینوں امراء اور ان کے کئی ساتھی جام شہادت نوش کر گئے۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے خود روم سے لڑائی کا ارادہ فرمایا اور اس کے لئے فوج بھی تیار کر کے مدینہ سے روانہ ہو گئے۔

لیکن اس سال شدت گرمی اور لوگوں کی کمزور حالت پر گرانی کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے یہ ارادہ ترک فرمایا اور واپس مدینہ تشریف لے آئے پھر آپ ﷺ وفات پا گئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام عسا کر کو جمع کر کے شام کی طرف روانہ کر دیا جنہوں نے بلاخر دمشق کو فتح کر ڈالا جس کا تفصیلی تذکرہ ہم فتح دمشق کے باب میں کرائے ہیں۔

غرضیکہ جب اسلامی اقتدار شام میں جم گیا اور رحمت خداوندی کا نزول وہاں پر شروع ہوا اور اللہ کی نازل کردہ برکات وہاں ظاہر ہونے لگیں تو امیر حرب ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اہل شام کے نصاریٰ کے لئے امان لکھ دی۔ بعض کے ہاں یہ امان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لکھ دی تھی۔ جس کی رو سے عیسائیوں کی چادہ عبادت گاہوں کو معاہدہ امان میں شامل کر لیا گیا اور نصف شہر جو کہ بزور شمشیر فتح کر لیا گیا تھا جسے حضرت خالد نے باب شرقی کی جانب سے حملہ کر کے فتح کر لیا تھا اس موقع پر نصرانی بھاگ کر ابو عبیدہ کے پاس آ گئے جس نے ان کو امان دیدی اور صلح جاب باب جابیہ کے مقام پر ہو گئی تھی جس پر اختلاف ہوا پھر سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ نصف شہر کو بزور شمشیر فتح کردہ اور نصف شہر کو صلح کے زمرے لایا جائے پس اس کے مطابق مسلمانوں نے کنسہ یوحنا کے شرقی حصے کو اپنے تصرف میں لا کر اسے مسجد میں تبدیل کر دیا جس میں سب سے پہلی نماز حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ادا کی پھر اس کی مشرقی محرابوں کے پاس صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز پڑھنا شروع کر دی اور اس اعتبار سے اس کو محراب صحاب رضی اللہ عنہم کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔ البتہ اور کو اس کی جگہ دیوار کو توڑ کر محراب نماں بنا لیا گیا تھا اس سے قبل یہ محراب موجود نہ تھا بلکہ لوگ اسی مبارک بقعہ میں نماز میں پڑھ لیا کرتے تھے۔ ظاہر یہی ہے کہ ولید نے انہیں کشادہ کرایا تھا جو کہ آگے والی دیوار کے ساتھ تھے۔

البتہ محقق بات یہ ہے کہ یہ محرابیں بعد کو کشادہ بنائی گئی ہیں ولید نے اس پر کوئی تبدیلی نہیں کی تھی شاید کہ اس نے ان میں سے ایک کو کشادہ کرایا ہو خلیفہ اسی میں نماز پڑھتا تھا اور باقی محرابیں قریب کے زمانہ میں کشادہ کی گئیں اور ہر امام مسلک کا اپنا محراب بنا گیا۔ شافعی، حنفی، مالکی، حنبلی، یہ سب تو ولید کے کئی عرصہ بعد میں ظاہر ہوئے ہیں۔

بہت سے علماء نے ان محرابوں کو قطعاً غلط اور بدعت قرار دیا ہے۔ اس وقت مسلمان اور عیسائی دونوں ایک ہی دروازے میں سے داخل ہوتے تھے جو کہ معبد کے قبلہ کی جہت پر صدر دروازہ تھا اور وہ موجود محراب کے مقصورہ میں ہے۔ پس نصاریٰ صدر دروازے سے داخل ہو کر مغرب کی جانب

اپنے گرجا میں جاتے تھے اور مسلمان بائیں ہاتھ پر مسجد میں داخل ہوتے تھے صحابہ کے دور میں نصاریٰ اپنی کتاب کو بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی ناقوس بجا سکتے تھے۔ یہ سب ان نصاریٰ کا صحابہ سے خوف اور ان کے رعب کا اثر تھا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ایام ولایت میں سجدہ سامنے دار الامارہ تعمیر کروایا تھا اور اس پر سبز گنبد بھی تعمیر کرایا تھا اسی کی وجہ سے یہ سارا مکان مشہور ہو گیا حضرت معاویہ اس مکان میں چالیس سال تک مقیم رہے جس کا ذکر ہم کر آئے ہیں پھر یہ مسجد اور کنیہ اسی حال میں قائم رہے یعنی سن ۱۴ھ سے لے کر ۸۶ھ کے ماہ ذیقعدہ تک پھر خلافت جب اس سال کے ماہ شوال میں ولید بن عبد الملک کے ہاتھ آئی تو اس نے کنیہ کا بقیہ حصہ بھی مسجد میں ضم کر کے سارے حصے کو ایک مسجد بنانے کا عزم کر لیا اس لئے کہ مسلمان عیسائیوں کے شور و غل اور ان کے بلند آواز سے انجیل پڑھنے کی وجہ سے نماز خشوع و خضوع سے پڑھ نہیں سکتے تھے اس لئے ولید نے یہ بات طے کر لی کہ نصاریٰ کو مسجد کے احاطہ سے دور رکھا جائے اور اس حصہ کو بھی ملا کر مسجد بنالی جائے جو کہ مکمل طور پر مسلمانوں کے لئے عبادت گاہ بن جاتی اس موقع پر ولید نے نصاریٰ کو طلب کر کے ان کے سامنے یہ بات رکھی کہ وہ کنیہ مسلمانوں کے حوالے کر دیں بس کے بدلے انہیں جتنا وسیع و عریض قطععات اراضی درکار ہوں ان کو دے دیئے جائیں اور یہ بھی کہ دیگر چار کنائس جو کہ وعدہ امان میں داخل نہیں تھیں وہ بھی عیسائیوں کے پاس رہیں گی یعنی کنیہ مریم، کنیہ صلیب جو کہ باب شرقی کے اندر واقع تھی، کنیہ تل الحین اور کنیہ حمید بن درہ جو کہ درب الصقل میں واقع ہے لیکن عیسائیوں نے ولید کے اس مطالبے کو سختی سے رد کر دیا پس ولید نے کہا کہ اپنے وہ معاہدات لے آؤ جو صحابہ نے لکھ کر دی تھیں پس وہ معاہدے لے گئے اور ولید کی موجودگی میں اس کی عبارت پڑھی گئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ کنیہ تو ما جو کہ باب تو حا کے باہر دریا کے کنارے واقع تھی اس معاہدے میں شامل نہیں جو کہ کنیہ مرتحنہ سے بھی بڑی اور عظیم تھی پھر ولید نے کہا کہ میں تو اس معاہدے میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے منہدم کر کے وہاں مسجد بنالوں گا تو عیسائی یکدم بول اٹھے کہ امیر المومنین سابقہ رائے برقرار رکھیں، ہم کلیسا مرتحنہ مسلمانوں کے لئے چھوڑ دیں گے اور وہ ہمیں بقیہ کنائس دیدیں۔ ولید نے بات مان لی اور دیگر کنائس ان کی تحویل میں دیدیں جب کہ کنیہ مرتحنہ کو مکمل طور پر مسجد میں شامل کر کے از سر نو تعمیر کا حکم دیا ایک اور روایت تھی جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ جب ولید نے نصاریٰ کو پیشکش کی تو انہوں نے انکار کر دیا جس پر بعض لوگوں نے ولید کو مشورہ دیا کہ باب شرقی اور باب جابیہ کے درمیان علاقہ کی دوبارہ پیمائش کی جائے جب پیمائش ہوئی تو دونوں کے درمیان کا علاقہ ریحان نامی بازار قرار پایا جس کی رو سے پورا کلیہ بزور شمشیر فتح کیا گیا تھا اس پر اسے مسجد میں داخل کر دیا گیا۔

اور ایک روایت ولید کے غلام مغیرہ سے یوں مروی ہے کہ میں ولید کے پاس آیا تو اسے بہت متفکر پایا میں نے عرض کیا امیر المومنین آپ اتنے متفکر کیوں ہیں پس انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو چکی ہے اور مسجد ان کے لئے تنگ پڑ رہی ہے میں نے نصاریٰ کو بلوا کر ان کو اس کنیہ کے بدلہ قطععات اراضی اور مال و زردینے کی پیشکش کی تھی جسے انہوں نے رد کر دیا۔ میں اس کے بقیہ حصے کو بھی مسجد بنانے کا ارادہ رکھتا تھا میں نے عرض کیا امیر المومنین میرے پاس اس کا ایسا حل ہے کہ آپ کا غم دور ہو جائے گا ولید نے کہا وہ کیا؟ میں نے عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے دمشق فتح کر لیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ باب شرقی کی جانب سے بزور شمشیر شہر میں داخل ہوئے تھے جب نصاریٰ کو علم ہوا تو وہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس باب الجابیہ کے پاس دوڑے آئے اور امان طلب کر لی جسے انہوں نے قبول کر لیا پس باب الجابیہ سے ابو عبیدہ صلح کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے پس ہم ان دونوں مقامات کی پیمائش کرتے ہیں جہاں تک بزور شمشیر فتح کیا گیا علاقہ ہے ان سے لے لیں گے اور بقیہ حصہ نصاریٰ کے پاس رہے گا اور مجھے یہی امید ہے کہ کنیہ بزور شمشیر فتح کئے گئے علاقے میں شامل ہو۔

ولید نے اس کے جواب میں کہا کہ آپ نے میرا غم تو واقعی دور کر دیا۔

پس تم ہی اس مقام کی پیمائش کر لو پس مغیرہ نے باب شرقی سے لے کر باب جابیہ تک کے علاقے کی پیمائش کی جو ریحان نامی بازار تک واسطہ بنتا تھا تو معلوم ہوا کہ بزور شمشیر فتح شدہ علاقہ تو بڑی عمارت سے بھی تجاوز کر گیا پس کنیہ بھی مسجد میں داخل کر دی گئی اس موقع پر ولید نے نصاریٰ کو کہلا بھیجا کہ یہ کنیہ تو بزور شمشیر فتح شدہ علاقے میں داخل ہے پس اب یہ ساری ہماری ہوئی اب اس پر تمہارا کوئی حق نہیں تو نصاریٰ نے کہا کہ امیر المومنین آپ نے پہلے ہمیں مال و زر اور قطععات نے ارض کی پیشکش کر دی تھی جسے ہم نے رد کر دیا تھا اب امیر المومنین ہم پر یہ احسان کر دیں کہ صلح کے چار بقیہ

کنائس ہمارے نام کر دیں تو ہم اس کنیسہ سے دستبردار ہو جائیں گے۔ پس ولید نے ان کا مطالبہ منظور کر لیا اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولید نے اس کے عوض نصاریٰ کو حمام القاسم کے نزدیک والا کنیسہ دیدیا تھا جو کہ باب الفردیس کے اندر واقع ہے جس کا نام نصاریٰ نے کنیسہ مرتختار رکھ لیا۔

پھر ولید نے عمارت کو مسمار کرنے کے آلات لانے کا حکم دیا اور تمام امراء اور رؤسا اس موقع پر جمع ہو گئے اور نصاریٰ کے پاس بڑے بڑے اساقفہ بھی مجتمع ہو گئے اور ولید سے کہنے لگے اے امیر المومنین کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص اس کنیسہ کے انہدام کا ارادہ کرے گا پاگل پن کا شکار ہو جائے گا ولید نے اس پر کہا کہ مجھے یہی بات پسند ہے کہ اللہ کے لئے پاگل ہو جاؤں اور قسم ہے خدا کی مجھ سے پہلے کوئی شخص اس کنیسہ کو (پارادہ مسمار) ہاتھ نہیں لگائے گا اور نہ ہی اس کی کسی شے کو مسمار کرے گا چنانچہ خلیفہ خود اس کنیسہ کے مشرقی منارہ پر چڑھ گئے جس میں مختلف زاویئے بنے ہوئے تھے جو کہ گھریال نما کی وجہ سے معروف تھے اس پر ایک عظیم صومعہ بنا ہوا تھا جس میں ایک راہب رہائش پذیر تھا ولید نے اسے نیچے اترنے کا حکم دیا جس کو راہب نے بہت برا منایا اس پر ولید اسے گردن سے پکڑ کر گھسیٹتا رہا یہاں تک کہ اسے نیچے اتار دیا پھر ولید کنیسہ کے سب سے اونچے مقام پر پہنچ گئے جو کہ مذبح اکبر کے اوپر واقع تھا جسے وہ لوگ شاہد کہتے تھے جو کہ کنیسہ کے اوپر مجسم بنا ہوا تھا پادروں نے کہا ولید اس سے باز رہنا پس ولید نے کہا میں پہلا شخص ہوں گا جس اس شاہد کے سر پر کلہاڑی کا وار کرے گا پھر ولید نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور شاہد پر کئی وار کر کے اسے زمین بوس کر دیا ولید نے اس موقع پر پیلے رنگ کا چغہ پہنا ہوا تھا جس کے کناروں کو پٹکے ساتھ نازکا گیا تھا پھر ولید نے کلہاڑی لے کر سب سے اوپر والے پتھر پر وار کر کے اسے نیچے گرا لیا جس کے بعد امراء سلطنت بھی اس عمل میں شریک ہو گئے نیچے سے مسلمانوں نے تیرہ بار نعرہ تکبیر بلند کیا جب کہ نصاریٰ آہ و بکا اور چیخ و پکار کرنے لگے جو کہ جیرون کی سیڑھیوں پر چڑھ کے یہ منظر دیکھنے کے لئے وہاں جمع ہوئے تھے ولید نے امیر پولیس ابوناٹل ریا ح غسانی کو حکم دیا کہ انہیں مارتے رہو تا کہ وہ یہاں سے پرے ہٹ جائیں۔ پس اس نے نصاریٰ کو وہاں سے ہٹا دیا جس کے بعد ولید اور دیگر امراء سلطنت نے مل کر اس کنیسہ کی تمام عمارتوں کو جس میں مذاخ مکانات اور محرابیں تھیں منہدم کر دیا اور اس مقام کو چٹیل میدان کی صورت بنا لیا پھر نئے خوبصورت انداز میں اس مسجد کی تعمیر شروع کر دی جس کی مثال اس سے پہلے تاریخ میں نہیں ملتی۔ واللہ اعلم۔

اس مسجد کی تعمیر میں ولید بن عبد الملک نے انجینئروں کا ریگروں اور دیگر کارکنوں کی بڑی تعداد لگا رکھی تھی دراصل اس مسجد کی تعمیر کا اصل محرک ولید کا بھائی اور اس کا ولی عہد سلیمان بن عبد الملک تھا اور کہا جاتا ہے کہ ولید نے بادشاہ روم کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ اپنے ملک کے قابل ترین انجینئر اور کارگر بھیج دے تاکہ وہ انہیں مسجد کی تعمیر میں لگا دے یہ لوگ سنگ مرمر اور دیگر پتھروں کی تراش خراش کے ماہر تھے اور اگر بادشاہ روم نے اس کی بات نہ مانی تو وہ عظیم لشکر لے کر اس کے ملک پر چڑھائی کر دے گا اور وہاں پر موجود تمام کلیساؤں کو منہدم کر دے گا اور کنیسہ القدس کو بھی نہیں چھوڑے گا جن میں کنیسہ رہا اور قمامہ کے علاوہ دیگر رومی آثار شامل ہیں اس پر رومی بادشاہ نے دو سو ماہر ترین کارگر روانہ کئے اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ اگر اس عمارت کی تعمیر کا خاکہ آپ کی ذہنی اختراع ہے تو یہ فعل تمہارے لئے عار ہے اور اگر یہ اختراع ان کی ہے تو آپ کے لئے باعث عار و شرم ہے جب یہ بات ولید تک پہنچ گئی تو اس نے بادشاہ روم کی اس بات کا جواب دینا چاہا اس کے لئے کچھ لوگ بھی اس کے ہاں جمع ہو گئے جن میں شاعر فردق بھی شامل تھا اس نے کہا کہ امیر المومنین اس کا جواب میں کتاب اللہ سے دوں گا ولید نے کہا تو ہلاک ہو جواب کیا ہے؟ پس فردق نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكَلَّا آتَيْنَا عَلِيًّا وَحَكَمًا (سورة الانبياء ۸۹)

اور ہم نے وہ بات سلیمان کو سمجھا دی اور ان دونوں کو ہم نے دانشوری اور علم عطا کر دیا تھا۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند تھے جن کو وہ بات اللہ نے سمجھا دی جو حضرت داؤد کو سمجھ نہ آئی تھی ولید کو فردق کی یہ بات بہت پسند آئی اور اس نے یہ جواب لکھ کر شاہ روم کی طرف روانہ کر دیا فردق نے اپنے ان اشعار میں اس کی طرف یوں اشارہ کیا ہے۔

ترجمہ..... (اے ولید) تو نے گرجاؤں کے نصاریٰ اور صبح خیز عبادت گزار لوگوں میں فرق رکھا یہ دونوں (نصرانی و مسلم) نماز

تو ایک چھت تلے پڑھتے تھے لیکن سجدہ دو مختلف معبودوں لالہ جل شانہ اور بتوں کی کیا کرتے تھے۔ جو کہ شب بیداری کرتے

اور عیسائی اپنے ناقوس کو قراء قرآن کے ساتھ کس طرح یکجا کر سکتے ہیں۔

حافظ عبدالرحمن بن ابراہیم دحیم الدمشقی نے کہا کہ ولید نے مسجد کی اندرونی دیوار کو تعمیر کرایا اور مسجد کی دیواروں کی بلندی میں اضافہ کر دیا حسین بن یحییٰ انخسبی نے بیان کیا ہے کہ خود علیہ السلام نے ہی مسجد کی قبلی دیوار کی تعمیر کی تھی۔

جب کہ دیگر کا قول ہے کہ جب ولید نے اس قبہ کی تعمیر کا ارادہ کیا جسے قبہ النسر کہا جاتا ہے تو اس قبہ کے ستون اتنے گھبرے کھدوائے کہ زمین سے بیٹھاپانی نکل آیا جسے ان لوگوں نے پیا اور اس میں انگور کی بلیں ڈال کر اس کے اوپر پتھروں سے تعمیر شروع کر دی جب کہ تعمیر اونچی ہو گئی تو اس میں قبہ کی تعمیر کر دی گئی لیکن قبہ بنتے ہی زمین بوس ہو گیا پس ولید نے بعض کاریگروں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اس قبہ کو تعمیر کر دو ایک انجینئر نے کہا کہ میں بتاؤں گا اس شرط پر کہ اس کی تعمیر گوئی اور نہ کرے گا۔ پس ولید نے اس کی شرط مان لی۔

پس اس نے ستون تعمیر کیا اور ان کو گڑھوں کے اندر چھپا دیا اور ایک سال تک غائب رہا ولید کا کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں چلا گیا جب سال گزر گیا تو حاضر ہوا ولید اس پر بہت ناراض ہوا پھر اسے اور رؤسا کو لے کر ان ستونوں کو نکالانہ زمین کے برابر ہو کر پٹی ہوئی تھیں۔ پھر اسی پر قبہ کی تعمیر شروع کر دی گئی جو مضبوط ہو گیا۔

بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ولید نے مسجد کے گنبد کی کلفتی سونے کی بنانی چاہی تھی تاکہ مسجد کی شان میں اور اضافہ ہو معمار نے ولید سے کہا کہ آپ یہ کام نہ کر پائیں گے ولید نے غصہ میں آ کر اسے پچاس کوڑے لگوائے اور اس سے کہا کہ تیری ہلاکت ہو میں یہ نہ کر سکوں گا اور تو یہ سمجھتا ہے کہ میں اس سے عاجز ہوں حالاں کہ دنیا کا خراج اور اموال میرے پاس جمع ہوتے ہیں معمار نے کہا ہاں میں اس کی وجہ بھی بیان کر دوں گا۔

ولید نے کہا بیان کرو معمار نے کا سونے کی ایک اینٹ بنا کر اس کا حساب کلفتی کی تعمیر ہونے والی اینٹوں سے لگا لو ولید نے سونا لا کر اینٹ بنانے کا حکم دیا تو پتہ چلا کہ اس میں تو سونے کی بڑی تعداد صرف ہوتی ہے تب معمار نے کہا امیر المؤمنین ہمیں اس جیسی ہزاروں اینٹیں درکار ہیں۔ اگر آپ یہ کر سکتے ہیں تو ہم تعمیر کے لئے تیار ہیں ولید نے جب اس بات کی تحقیق کی تو اس معمار کے لئے پچاس دینار عطا کیا اور کہا کہ میں سونے کو تعمیر میں استعمال کرنے سے عاجز نہیں ہوں لیکن اس میں اسراف، مال کا ضیاع اور اس کا غلط جگہ پر استعمال ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ مال اللہ کے راستے میں اور ضعیف مسلمانوں کی درستی حال پر خرچ ہو۔ یہی اس کا صحیح مصرف ہے۔ پھر ولید گنبد کو اس معمار کی رائے کے مطابق تعمیر کرنے کا حکم دیا جب ولید نے اس مسجد کی جمعیت بنوائی تو اسے پھر سے تعمیر کروایا جنہیں اندر سے سونے کی صلیع کاری سے مزین کیا گیا اس پر اس کے بعض اہل خاندان نے کہا کہ آپ نے تو لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا۔

اس پر ولید نے حکم دیا کہ ملک بھر میں جتنا سیدہ موجود ہے لایا جائے جسے مٹی کے بدلے تعمیر میں استعمال کیا جائے گا جو کہ چھتوں کے لئے بہت کم وزن ہو گا پس شام اور دیگر علاقوں سے سیدہ جمع کیا جائے لیکن پھر کم پڑ گیا اس دوران ایک عورت کے پاس اس کی بڑی مقدار موجود تھی۔ ہلکاروں نے اس عورت سے خریدنے کا ارادہ کر لیا اس نے کہا میں تو اس کے وزن کے برابر چاندی لے کر اسے بیچ دوں گی انہوں نے یہ بات ولید کو لکھ بھیجی ولید نے لکھا کہ چاندی کے عوض میں خرید لو جب انہوں نے چاندی تولی اسے دے دیا تو اس نے کہا کہ اب تو یہ فی سبیل اللہ دے دوں گی اور اس سے مسجد کی چھت تعمیر کی جائے پس انہوں نے اس پر ”اللہ کے لئے“ لکھ کر مسجد کی چھت پر لگا دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عورت اسرائیلی تھی اس سے لئے گئے انواع پر لکھا گیا تھا کہ یہ اسرائیلی عورت کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔

بعض مشائخ دمشق کا کہنا ہے کہ جامع دمشق سے صرف دو رخام بلقیس کے تخت کے لگے ہوئے تھے اور باقی سارا سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ولید نے بزرگنبد جو کہ دائیں بائیں ایستادہ ہیں خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے خریدے تھے جن کی قیمت پندرہ سو دینار تھی۔ دحیم نے ولید بن مسلم سے روایت کی ہے کہ مروان بن جراح نے ہم سے بیان کیا کہ میرے والد نے کہا کہ مسجد دمشق لگے سنگ مرمر کی تعداد بارہ ہزار ہے ابوقصی نے دحیم سے انہوں نے ولید بن مسلم سے انہوں نے عمرو بن مہاجر سے انہوں نے کہا کہ لوگوں کے حساب کے مطابق ولید نے مسجد کے سامنے والی دیوار پر سیفساء کے ٹکڑے لگوائے تھے ان کی قیمت ستر ہزار دینار تھی۔

ابوقصی نے کہا ہے کہ ولید نے جامع دمشق کی تعمیر میں سونے کے چار سو صندوق خرچ کئے ہر صندوق میں چودہ ہزار دینار تھے ایک دوسری روایت میں ہے کہ صندوق کے اندر اٹھائیس ہزار دینار تھے۔

ابوقصی نے بیان کیا ہے کہ ایک دن ولید کے باڈی گارڈ نے آکر بتایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ امیر المومنین نے بت المال کی رقم بے جا خرچ کی ہے پس ولید نے لوگوں کو نماز کے وقت جمع کرنے کا حکم دیا جب لوگ یکجا ہو گئے تو ولید نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ لوگوں کا خیال ہے کہ میں نے بیت المال کو بے جا صرف کر دیا ہے۔

پھر کہا اے ابو عمر جا کے خزانے سے بیت المال کے اموال اٹھا لاؤ پس سارا مال خچروں پر لا کر مسجد میں لایا گیا اور قبۃ النسر کے نیچے کپڑے بچھا کر اس پر خالص چاستری اور سونا لٹ دیا گیا تو اس کے ڈھیر لگ گئے یہاں تک کہ ڈھیر کے ایک طرف کھڑا آدمی دوسری طرف کھڑے آدمی کو نہیں دیکھ سکتا تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ خزانے میں بہت سا مال موجود ہے۔ پھر تر از و لا کرا سے تو لا گیا مال تین سال تک لوگوں کی ضروریات کے لئے کافی پایا گیا ایک دوسری روایت میں ہے کہ مال سولہ سال تک کے لئے کافی تھا اگرچہ اس میں کچھ بھی اضافہ نہ کیا جائے۔ اس موقع پر ولید نے لوگوں سے کہا:

خدا کی قسم میں نے اس مسجد کی تعمیر میں بیت المال سے ایک کوڑی بھی خرچ نہیں کی جو کچھ اس کی تعمیر پر خرچ ہوا ہے یہ میرا ذاتی مال تھا۔ اس پر لوگ بہت خوش ہوئے اور نعرے لگاتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا اور خلیفہ کو دعائیں دیتے ہوئے واپس چلے گئے ولید نے لوگوں سے کہا کہ: اے اہل دمشق بخدا میں نے بیت المال سے کوئی چیز اس مسجد کی تعمیر میں خرچ نہیں کی اس کی تعمیر میں نے اپنے ذاتی اموال سے کرائی ہے میں نے تمہارے اموال میں سے کوئی چیز کم نہیں کی۔

پھر کہا:

اے اہل دمشق تم اہل زمانہ کے سامنے اپنی چار چیزوں پر فخر کا اظہار کرتے ہو ملک شام کی ہوا پر پانی پر، اس کے پھلوں پر اور اس کے حماموں پر، میں نے چاہا کہ اس میں پانچویں چیز کا بھی اضافہ کر دوں، وہ یہ مسجد ہے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مسجد کی سامنے والی دیوار پر تین سنہری تختیاں آویزاں تھیں جن پر لکھا ہوا تھا:

بسم الله الرحمن الرحيم لا اله الا هو الحي القيوم لا تاخذ سنة ولا نوم، لا اله الا الله وحده لا شريك له ولا نعبد الا اياه ربنا الله وحده وديننا الاسلام، ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم.

اس مسجد کی تعمیر اور کنیسہ کا منہدم کرنے کا حکم عبداللہ امیر المومنین ولید نے ذیقعدہ سن ۸۶ھ کو دیا تھا ان میں سے ایک اور تختی پر یوں لکھا ہوا تھا۔

الحمد لله رب العالمين النح الفازعات النح عيسى وتولى النح اذا شمس كورت النح.

کہا جاتا ہے کہ یہ تختیاں مامون کی دمشق آوری کے بعد مٹا دی گئیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ جامع دمشق میں درازی قد تک سنگ رخام لگا کر اس میں سنہرے، سبز، نیلے اور سفید نگینے جڑے گئے تھے اس پر ان لوگوں نے مشہور شہروں کے نقشے بنادیئے تھے اور ان کی تصویر و خاکے محراب پر خانہ کعبہ کا خاکہ اور دائیں بائیں مشہور شہروں کے نقشے اور ان علاقوں میں موجود درختوں اور پھولوں کے خاکے بنائے گئے مسجد کی چھت پر سونے کا طلاع کیا گیا تھا، دیواروں پر چاندی اور سونے کی زنجیریں خوبصورتی سے لٹکا دی گئیں تھیں۔ جا بجا شمعیں روشن کر کے رکھ دی گئیں تھیں پھر کہا یعنی ابوقصی نے کہ محراب صحابہ میں ایک برتن رکھا گیا تھا چمکدار شیشے سے بنایا گیا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شیشہ نہیں بلکہ خالص موتی کا پتھر تھا جس کا نام ”اقلیلہ“ تھا۔ جب تمام شمعیں بجھا دی جاتیں یہ موتی ساری مسجد کو روشن کر دیتا، پھر جب امین بن ہارون الرشید کا زمانہ آیا تو چوں کہ اسے موتی و جواہر سے بہت محبت تھی اس نے دمشق کے والی سلیمان اور امیر پولیس کو لکھ بھیجا کہ یہ موتی میرے پاس بھیج دو پس والی نے لوگوں کے خوف سے اسے چرالیا اور پھر امین کے پاس بھیج دیا پھر جب زمام خلافت مامون کے ہاتھ میں آیا تو اس نے یہ موتی واپس جامع دمشق میں جڑوا دیئے تاکہ اس فعل کے ذریعے وہ امین پر فضیلت حاصل کر سکے۔ ابن عساکر نے کہا کہ اس کے بعد اس جگہ کا بج کا چراغ رکھ دیا گیا ابن عساکر کے مطابق یہ چراغ میں نے خود دیکھا پھر یہ چراغ ٹوٹ گیا جس کے بعد کوئی چراغ وہاں نہیں رکھا گیا اس مسجد میں نہایت خوبصورت دروازوں کی جگہ پردے لٹکائے گئے تھے اور اسی طرح پردے تمام دیواروں پر بھی سجائے گئے تھے۔

مسجد کی دیواریں سونے کے پانی سے لپ دی گئی تھیں اس پر نہایت خوبصورتی سے کنکر بنائے گئے تھے اور ولید نے شمالی منارہ بھی تعمیر کرایا تھا

جس کو اذان کا عروص "ماذنہ العروس" کہا جاتا تھا جبکہ مشرقی اور مغربی منارے اس سے قبل کئی سالوں سے موجود تھے اور اس معبد ہر کو نے میں ایک بلند اور نہایت خوبصورت صومعہ بنا ہوا تھا جن کو یونانی کلدانیوں نے ستاروں پر تحقیق کے لئے رصد گاہوں کے طور پر بنایا گیا تھا۔ اس کے بعد دونوں شمالی منار گر گئے جب کہ اگلے دونوں منار باقی رہ گئے۔

اس کے بعد مشرقی منارہ کے بعض حصوں میں آتشزدگی ہوئی تھی جس سے ان کو کافی نقصان پہنچا تھا یہ واقعہ سن ۷۴ھ میں پیش آیا تھا چونکہ اس آتشزدگی کا الزام نصاریٰ پر لگا تھا اس لئے اس کی تعمیر نو اور ترمیم نصاریٰ کے اموال سے کی گئی جس کے بعد ان کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہو گیا جس کا رنگ سفید چمکدار تھا کہا جاتا ہے کہ اسی سفید منارہ پر آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے جس وقت رجال کے ظہور پر سارے جہان میں ایک فتنہ سا برپا ہو چکا ہوگا جس کا ثبوت صحیح مسلم میں نواس بن سمان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

اس منارہ کا اوپر والا حصہ آتشزدگی کی نذر ہو گیا تھا جو کہ لکڑی سے تعمیر شدہ تھا جلنے کے بعد اس کو پتھروں سے دوبارہ تعمیر کر دیا گیا

اس کا سن ۷۷ھ ہے۔

مقصود از کلام یہ ہے کہ جب جامع اموی کی تعمیر مکمل ہوئی تو روئے زمین پر اس جیسی مسجد کہیں نہیں تھی نہ خوبصورتی نہ ہی فن تعمیر کے لحاظ سے جو کوئی اسے یا اس کے کسی طرف پر نظر ڈالتا تو چند گھڑی سکتے کے عالم میں محو حیرت اس کو تکتہ رہتا۔

اس کی خوبصورتی، دلنشینی، حسن تعمیر اور حیرت انگیز اشیاء کی اس میں موجودگی دیکھنے والے کو محو حیرت اور اس کو اس مسجد کو دیکھتے رہنے کی طرف مائل کرتی اور جب دیکھنے والا اسے دیکھتا اس کو ہر بار اس میں ایک نیا عجوبہ دریافت ہوتا نظر آتا اس مسجد میں یونانیوں کے زمانہ کے کچھ اسمات رکھے ہوئے تھے جس کی وجہ سے اس مسجد کی زمین پر حشرات، سانپ، بچھو، مکوڑے اور شیر قدم نہیں رکھ سکتے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مسجد میں پرندے تک گھونسلے نہیں بناتے تھے اور نہ ہی کبوتر کوئی یا جانور یا حشرات اس مسجد میں آسکتا تھا جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہو اس جیسے اور بہت سے طلسمات مسجد کی چھت میں رکھے ہوئے تھے پھر جب سن ۴۷۱ھ کو ۱۵ سفیان کی رات اس میں آگ لگی تو اس میں موجود اکثر طلسمات ضائع ہو گئے اس وقت فاطمین کی حکومت تھی جس کی تفصیل آگے آئیگی۔ دمشق میں مختلف جگہوں پر یونانیوں نے طلسمات رکھے تھے جن میں بعض اب تک موجود ہیں۔

ان طلسمات میں سے وہ عمود ہے جس کی چوٹی گول ہے یہ عمود شعیب نامی بازار میں واقع ہے جسے آج کل علین کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ عمود یونانی جانوروں کے عسربول سے شفا یابی کے لئے بنایا تھا پس جس جانور کو یہ مرض لاحق ہوتا اسے لا کر اس عمود کے گرد تین چکر لگواتے جانور کے پیٹ میں جو کچھ (فضلہ) موجود ہوتا باہر نکل جاتا یہ عمل یونانیوں کے عہد سے ہے۔

امام بن تیمہ کے اس عمود کے بارے میں کہا ہے کہ یہاں ایک ظالم گناہ گار شخص مدفون ہے یہ شخص کافر تھا جب لوگ جانور کو اس کے گرد گھماتے تھے تو یہ جانور اس کافر کو دیئے جانے والے عذاب کو محسوس کر کے شدت خوف سے اس کا پیشاب نکل آتا۔

اس لئے ہمارے زمانے میں لوگ جانوروں کو لے کر یہود و نصاریٰ کی قبروں پر جاتے ہیں جب جانور ان کی چیخیں سنتے ہیں تو ان کا پیٹ خود جاری ہو جاتا ہے اور مذکورہ عمود کا دیگر کوئی راز نہیں ہے جو شخص اس عمود سے اچھائی یا برائی اور منفعت و نقصان کا اعتقاد رکھے وہ واضح گمراہی اور غلطی کا مرتکب ہے، بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس عمود کے نیچے ایک آدمی بمع خزانہ مدفون ہے، اس شخص کا اعتقاد تھا کہ یہ زندگی تو دنیاوی ہے ہم سر کر پھر واپس اسی کی طرف لوٹ آئیں گے جس کا ذکر قرآن کی سورۃ المومنون آیت ۳۷ میں موجود ہے۔

ولید کی موت کے بعد اس مسجد کی تکمیل میں اس کے جانشین بھائی سلیمان بن عبد اللہ بن جبار اسی کے لئے مسجد میں ایک حویلی نماز مکان بھی بنایا گیا تھا جب خلافت عمر بن عبد العزیز کو ملی تو اس نے مسجد اموی سے تمام سونے چاندی کی زنجیریں اکھاڑ کر واپس بیت المال میں جمع کرنے کا ارادہ کر لیا اس کے بدلے میں وہاں مٹی لگانا چاہتا تھا اس کی خبر امراء و رؤساء دمشق کو ہو گئی تو وہ سب امیر المومنین کے پاس جمع ہو گئے ان میں سے خالد بن عبد اللہ القسری نے کہا کہ میں تمہاری بات ان سے کہتا ہوں چنانچہ اس نے کہا:

اے امیر المومنین مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ مسجد اموی سے تمام سونے چاندی و دیگر اشیاء اکھیڑنا چاہتے ہیں؟

عمر بن عبد العزیز نے کہا ہاں۔

خالد بن عبد اللہ نے کہا اے امیر المومنین اس کی تعمیر آپ کے مال سے تو نہیں ہوئی؟
 عمر بن عبد العزیز نے کہا، اے کافر عورت کی اولاد کیوں نہیں (خالد کی ماں رومی عیسائی لونڈی تھی)۔
 اس پر خالد نے کہا، اے امیر المومنین اگرچہ میری ماں کافر تھی لیکن اس نے جتنا تو ایک مومن ہی کو ہے۔
 عمر بن عبد العزیز خالد کا یہ جواب سن کر شرمندہ ہو گئے اور کہا آپ نے سچ کہا، پھر خالد سے کہا آپ نے وہ بات کیوں کہی تھی؟
 خالد نے جواب دیا، اے امیر المومنین اس مسجد کی تعمیر میں جو سنگ روحام استعمال ہوا ہے زیادہ تر مختلف علاقوں کے مسلمانوں کا عطیہ کردہ ہے، اس میں بیت المال سے کچھ بھی نہیں لیا گیا۔

یہ سن کر عمر بن عبد العزیز نگاہ جھکا کر زمین کی طرف دیکھنے لگے گویا اپنے ارادے سے باز آ گئے۔
 راوی بیان کرتے ہیں کہ اتفاق سے اس زمانہ میں رومی سلطنت کے کچھ سفیر دمشق والے ہوئے چنانچہ انہیں باب البرید میں گزار کر باب الکبیر تک لایا گیا جو نسر (باز نما چوتراہ) کے نیچے ہے رومی سفیر اس عجوبہ عالم اور نادرن کردہ یہاں کے زخارف کو دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے یہاں تک کہ ان کا بڑا مسلمانوں کی اس شان و شوکت کو دیکھ کر بیہوش ہو کر گر پڑا اسے اٹھا کر آرام گاہ تک لایا گیا، کئی دن تک اس پر بیہوشی کی کیفیت طاری رہی جب افاقہ ہوا تو ہم ہی اس سے بیہوشی کا سبب دریافت کرنے لگے تو کہنے لگا:

”میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مسلمان اس قدر ترقی یافتہ ہو سکتے ہیں میرا تو یہ گمان تھا کہ ان کی حکومت چند دنوں تک بمشکل قائم رہ سکے گی۔“

جب اس واقعہ کا عمر بن عبد العزیز کو ہوا تو اس نے کہا:

”اگر یہ مسجد کفار کے دلوں میں کھٹکتی ہے تو اسے رہنے دو۔“

دمشق کے نصاریٰ ایک دن عمر بن عبد العزیز کے ہاں مجتمع ہوئے ولید کے زمانہ میں ان سے لئے گئے اموال واپس دلانے کا مطالبہ کرنے لگے عمر ان کا مطالبہ ماننے لگا تھا اور وہ کچھ واپس دینا چاہتا تھا جو ولید نے ان سے لے کر جامع دمشق میں شامل کر لیا تھا لیکن عمر نے اس مسئلے کی تحقیق کرائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عیسائی سے معاہدہ کی رو سے شہر سے باہر واقع کنائس عیسائیوں کی تحویل میں بدستور تھی۔ ان میں کنیسہ دیر مروان جو کہ قاسیون کی چوٹی پر معظمیہ گاؤں میں واقع ہے اور کنیسہ راہب، کنیسہ تو ما اور دیگر تمام کنائس جو کہ قریہ حواجز میں واقع ہیں معاہدہ میں شامل نہ تھیں پس عمر بن عبد العزیز نت ان کو اختیار دیا کہ وہ یہ مطالبہ واپس لے لیں یا پھر یہ تمام کنائس خراب کر دی جائیں اور عیسائی مسلمانوں کے ساتھ بخوشی رہن بہن قبول کر لیں عیسائی تین دن کے مشاورت کے بعد اس بات پر متفق ہو گئے کہ معاہدے سے خارج تمام کنائس اپنے حال پر برقرار رہیں عیسائی مزید مطالبہ نہیں کریں گے اس کے بدلے امیر المومنین انہیں امان کا معاہدہ تحریر ا دیں پس امیر المومنین نے ان کی شرائط پر انہیں معاہدہ لکھ دیا۔

حاصل یہ کہ جب جامع اموی کی تعمیر تکمیل کو پہنچی تو اس جیسی حسین اور دلربا عمارت روئے زمین پر نہیں تھی فرزدوق نے اس بارے میں کہا ہے کہ اہل دمشق روئے زمین پر جنت کے محلات میں سے ایک محل ہیں رہائش پذیر ہیں یعنی جامع دمشق۔ احمد بن ابی الحواری نے ولید بن مسلم سے انہوں نے ابن توبان سے روایت کی ہے کہ اہل دمشق سے بڑھ کر کوئی جنت کا مشتاق نہیں ہو سکتا کیوں کہ ان کے سامنے اس کا ایک نمونہ موجود ہے (یعنی مسجد اموی)۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب عباس خلیفہ المہدی بیت المقدس کی زیارت کے غرض سے دمشق میں داخل ہوا تو اسے جامع دمشق نے بہت متاثر کیا اس نے اپنے کاتب ابی عبید اللہ الاشعری سے کہا بنو امیہ ہم سے تین چیزوں میں سبقت فضیلت حاصل کر گئے۔

(۱)..... پہلی اس مسجد کے ذریعے جس کی نظیر روئے زمین پر نہیں دیکھی۔

(۲)..... دوسری چند امیوں کے فضل و عطا غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت۔

(۳)..... عمر بن عبد العزیز کی شخصیت کی بنا پر خدا کی قسم ان جیسا امیر ہم میں کبھی نہیں پیدا ہوگا۔

پھر مہدی بیت المقدس میں داخل ہوا تو اس کی نظر میں عبد الملک بن مروان کی تعمیر کرائی ہوئی قبہ صخرہ پر پڑی مہدی نے اپنے کاتب سے کہا یہ چوتھی بھی ہے۔

پھر ہارون رشید کا بیٹا مامون الرشید خلیفہ بن کر دمشق دیکھنے چلا تو اس کے ہمراہ اس کا بھائی معتمد اور قاضی یحییٰ بن اکثم بھی تھا۔ مامون نے جامع دمشق کو دیکھ کر کہا اس مسجد میں سب سے خوبصورت اور عجیب کوئی چیز ہے۔ معتمد نے کہا اس میں جڑا ہوا سونا، یحییٰ بن اکثم نے کہا کہ یہ رخام اور اس کی عمدہ بناوٹ، مامون نے جواب دیا مجھے تو اس کی بے نظیر اور عمدہ فن تعمیر نے دل گرفتہ کر دیا ہے پھر مامون نے قاسم تمار سے کہا کہ میری اس لونڈی کے لئے کوئی خوبصورت سانا متجویز کرو۔

قاسم نے کہا امیر المومنین اس کا نام جامع اموی دمشق رکھ دو کیوں کہ اس مسجد سے بڑھ کر کوئی چیز دنیا میں خوبصورت نہیں۔ عبدالرحمن نے ابن الحکم انہوں شافعی سے روایت کی کہ عجائبات عالم پانچ ہیں۔ ایک تمھارا یہ منارہ یعنی مینارہ ذی القرنین اسکندریہ میں۔ دوئم اصحاب الرقیم وہ بارہ یا تیرہ رومی اشخاص ہیں۔ سوئم باب اندلس یہ لقب وہ آسنہ ہے جس کے نیچے کھڑا آدمی تین سو میل کا فاصلہ پر دیکھ سکتا ہے یہ بھی مشہور ہے کہ وہ آدمی قسطنطنیہ میں موجود شخص کو دیکھ سکتا ہے، چہارم مسجد دمشق ہے اور اس پر آنے والا خرچہ ہے پنجم سنگ رخام اور فسيفسا وغیرہ ہے کیوں کہ اس مادے کے اخراج کی جگہ کسی کو بھی معلوم نہیں کیا یہ گیا ہے کہ رخام ایک مرکب معجون ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ گرم ہونے پر پگھل جاتا ہے۔

(مؤرخ) ابن عساکر نے کہا ہے کہ ابراہیم بن ابی الایث کاتب جب دمشق آیا تھا تو اس نے اپنے کسی خط میں لکھا تھا کہ (دمشق کی تعریف کرتے ہوئے) پھر ہمیں موجودہ جگہ سے منتقل ہو کر دمشق جانے کا حکم ہوا چنانچہ ہم ایسے علاقہ میں پہنچے جس کی خوبیاں بے انتہاء ہیں۔ باطن و ظاہر کے اعتبار سے ایک جیسا ہے لوگ بھی اچھے، علاقہ بھی اچھا، گلیاں ہیں کہ خوشبو کی وادیاں سڑکیں کشادہ آپ جہاں جائیں خوشبو کو اپنا استقبال کرتا پائیں گے جہاں دیکھیں گے ایک خوبصورت منظر آنکھوں کو خیرہ کر دے گا اور جب آپ اس شہر کی جامع مسجد دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ کوئی بھی اس مسجد کی تعریف اور اس کی صفت بیان نہیں کر سکتا اور نہ ہی دیکھنے والا اس کی ہر چیز کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ یہ مسجد اس زمانہ کا ایک خزانہ ہے وقت کی نادر ترین شے، عجیب ترین کرشمہ، اللہ نے اس مسجد کے ذریعے یاد رکھا جانے والا سبق ذہن نشین کرایا۔

اور نہ ہی آئندہ کبھی اس جیسی چیز کوئی بنا سکے گا۔ ابن عساکر کے مطابق بعض محدثین عظام نے جامع دمشق کی تعریف میں کچھ اشعار و قصائد بھی کہے۔

فصل

جامع دمشق کی خوبیوں اور اشرف واعیان کی رائے کے بارے میں..... حضرت قتادہ سے منقول ہے قرآن میں (والنین) سے دمشق کی جامع مسجد (والزیتون) سے بیت المقدس، (وطور سینین) سے اللہ تعالیٰ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہونے کے مقام اور (وہذا البلامین) سے مکہ کی طرف اشارہ ہے۔ ابن عساکر نے بھی اسے نقل کیا صفوان بن صالح نے متعدد طریق سے کعب احبار کا قول نقل کیا ہے۔ دمشق میں ایک ایسی جامع مسجد تعمیر کی جائے گی جو دنیا کے فنا ہونے کے بعد چالیس سال تک باقی رہے گی۔ ولید بن مسلم نے کئی واسطوں سے ابو عبد الرحمن کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبل قاسیوں کی طرف وحی کی کہ اپنا سایہ اور برکت جبل بیت المقدس پر ڈالتے رہو۔

راوی کا قول ہے جبل قاسیوں نے ایسا ہی کیا پھر اللہ نے اس کی طرف وحی کی کہ جب تم نے ایسا کر لیا تو اب میں تیرے خطہ میں اپنی عبادت کے لئے ایک مسجد بناؤں گا جو دنیا کے فنا ہونے کے بعد چالیس سال تک باقی رہے گی اور کچھ عرصہ بعد میں تیرا سایہ اور برکت بھی واپس کر دوں گا۔ وحیم کا قول ہے کہ مسجد کے چاروں دیواریں حضرت ہود علیہ السلام کی تعمیر کردہ ہے اور ٹائیلوں سے اوپر کا حصہ ولید بن عبد الملک کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ قبلہ کے سامنے والی دیوار حضرت ہود علیہ السلام کی تعمیر کی ہوئی ہے عثمان ابی عاتکہ نے بعض اہل علم کا قول نقل کیا ہے کہ قرآنی آیت (والنین) سے دمشق کی جامع مسجد کی طرف اشارہ ہے۔

ابو بکر احمد بن عبد اللہ نے اسماعیل بن عبید اللہ بن ابی المہاجر کا قول ہے کہ باب الساعات کے باہر ایک چٹان جس پر قربانی کی اشیاء رکھی جاتی تھی جس کی قربانی کو آگ آ کر کھاتی تھی، اس کی قربانی قبول ہو جاتی جس کی قربانی کو آگ نہیں کھاتی اس کی قربانی قبول نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ بعد کو یہ

چنان باب الساعات میں منتقل کر دی گئی اور یہ اب تک موجود ہے۔ بعض کا قول ہے اس چٹان پر حضرت آدم کے دلوں کوں نے اپنی قربانی رکھی تھی ایک کی قبول ہو گئی دوسرے کی مسترد ہو گئی تھی۔

ہشام بن عمار نے حسن بن یحییٰ حسی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے معراج کی رات جامع دمشق میں نماز پڑھی۔ ابو بکر برامی نے کئی واسطوں سے نقل کیا ہے کہ ولید بن عبد الملک نے ایک رات چوکیداروں سے کہا آج رات میں جامع دمشق میں نماز پڑھوں گا کسی کو اندر نہ چھوڑنا۔ بعض نے کہا اے امیر المومنین حضرت خضر ﷺ ہر رات اس میں نماز پڑھتے تھے ایک روایت میں ہے کہ اس نے چوکیداروں سے کہا آج میں جامع دمشق میں نماز پڑھوں گا کسی کو اندر نہ چھوڑنا۔ اس کے بعد باب الساعات کے پاس آ کر اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو دروازہ کھول دیا گیا اس نے باب الساعات اور باب الخضراء کے درمیان مقصورہ کے سامنے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر چوکیداروں سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا یہ حضرت خضر ﷺ ہیں جو ہر رات نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک اس کی اسناد میں شک ہے یہاں پر کسی طرح بھی حضرت خضر کا نماز پڑھنا ثابت نہیں۔

آخری زمانہ میں یہ بھی بہت مشہور رہا کہ اگلا حصہ جو ما ذہ غریبہ کے دروازہ کے پاس ہے یہ ہی زاویہ خضر کہلاتا ہے لیکن اس کی وجہ معلوم نہیں البتہ صحابہ کرام کا اس میں نماز پڑھنا تو ثابت ہے اور اس کے شرف کے لئے اتنا ہی کافی ہے سب سے پہلے امیر شام، اس امت کے امین اور عشرہ مبشرہ میں سے ابو عبید بن جراح نے اس میں نماز پڑھی اسی طرح صحابہ کرام کی ایک جماعت معاذ بن جبل وغیرہ نے بھی اس میں نماز پڑھی لیکن ولید کے اس میں تغیر و تبدل کرنے سے قبل مذکورہ حضرات نے اس میں نماز پڑھی ہے۔

اس کے بعد صرف انس بن مالک نے اس میں نماز پڑھی۔ جب وہ ۹۲ میں یہاں آئے اور انہوں نے تاخیر سے نماز پڑھنے پر ولید کو ٹوکا بھی تھا جیسا کہ گزر چکا ہے اسی طرح عنقریب عیسیٰ بن مریم بھی اس میں نماز پڑھیں گے جب دجال کا خروج ہوگا اور لوگ دمشق میں پناہ لیں گے پھر مسیح ہدایت مسیح ضلالت کو قتل کریں گے حضرت عیسیٰ کا نزول نماز فجر کے وقت جامع دمشق کے مشرقی کنارہ پر ہوگا۔

اس کے بعد عیسیٰ بن مریم لوگوں کی طرف نکلیں گے وہ عقبہ ایتھیا یا باب لد کے پاس دجال کو پکڑیں گے وہیں اسے قتل کر دیں گے ہم نے قرآنی آیت (وان من اهل الكتاب الا ليو منن به قبل موتہ) کی تفسیر میں اسے وضاحت سے بیان کر دیا۔ صحیح آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یقیناً عیسیٰ بن مریم حاکم عادل امام بن کر اتریں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے وہ اسلام کے علاوہ کوئی دوسری چیز قبول نہیں کریں گے حاصل یہ کہ عیسیٰ بن مریم جامع دمشق کے مشرقی کنارے پر اتریں گے اس وقت دمشق شہر دجال کے فتنے سے محفوظ ہوگا یہ وہی منارہ ہے جو ہمارے زمانہ میں نصاریٰ کے اموال سے بنایا گیا عیسیٰ بن مریم دو فرشتوں کے درمیان ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپکتے ہوں گے۔ یہ نماز فجر کا وقت ہوگا اور آپ کا نزول دمشق کی جامع مسجد میں ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ جامع اموی کے منارہ پر نزول عیسیٰ محال نہیں کیوں کہ فتنہ دجال عام ہوگا پس لوگ اس شہر کے اندر پناہ لیں گے اور شہر سے باہر جو بھی ہوگا وہ دجال کا متبع ہوگا اس لئے کہ دمشق آخری زمانہ میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوگی اور دجال سے محفوظ رہنے کی آماج گاہ ہوگی اس صورت میں شہر کے باہر کون نماز پڑھے گا حالاں کہ مسلمان تو سب کے سب شہر کے اندر ہوں گے۔ اور عیسیٰ بن مریم کا نزول نماز کی اقامت کہی جانے کے بعد ہوگا وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے پھر عیسیٰ بن مریم لوگوں کو لے کر دجال کو قتل کرنے کے لئے اسے تلاش کریں گے۔

یحییٰ بن زکریا کے سر کے بارے میں کلام..... ابن عسا کر نے زید بن واقدی کا قول نقل کیا ہے کہ جامع دمشق کی تعمیر کے وقت اس کے کاریگروں اور کارندوں پر ولید نے مجھے نگران بنایا، اسی اثناء میں ہم نے ایک غار دیکھی تو ولید کو بھی ہم نے وہ غار دکھائی رات کو ہم شمع لے کر اس میں گئے اچانک ہم نے اس میں ایک چھوٹا سا تین مربع گز کا ایک کنبہ دیکھا اور دفعتاً اس میں ہمیں ایک صندوق ملا جب ہم نے اسے کھولا تو اس میں ایک پیالہ نکلا حضرت یحییٰ بن زکریا کا سر مبارک اس کے اندر تھا۔ پیالہ پر لکھا ہوا تھا کہ اس میں حضرت یحییٰ بن زکریا کا سر ہے ولید نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس کو اسی جگہ پر رکھ دیں اور جس پتھر سے اسے بند کیا گیا تھا اس پتھر سے اس غار کو بند کرنے کا حکم دیا زید بن واقد نے ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ وہ

جگہ قبہ کے ستونوں میں سے ایک ستون تھی ابو بکر بن برای نے متعدد طریق سے سفیان ثوری سے نقل کیا ہے کہ دمشق کی جامع مسجد میں ایک نماز پڑھنے پر تیس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے لیکن یہ روایت بہت غریب ہے ابن عساکر نے متعدد طرق سے نقل کیا ہے کہ وائلہ بن اسقع باب جیرون کے متصل مسجد کے دروازوں سے نکلے تو کعب بن احبار سے ان کی ملاقات ہو گئی کعب بن احبار نے ان سے سوال کیا کہ اس وقت کہاں کا ارادہ ہے وائلہ نے جواب دیا بیت المقدس کا کعب نے ان سے فرمایا میرے ساتھ چلو میں تمہیں ایسی جگہ دکھاؤں گا کہ وہاں پر نماز پڑھنا بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے مساوی ہے، چنانچہ وائلہ ان کے ساتھ گئے تو انہوں نے باب اصغر کے درمیان والی جگہ جہاں سے خلیفہ کی آمد و رفت تھی انہیں دکھائی اور فرمایا جس نے یہاں نماز ادا کی اس نے گویا بیت المقدس میں نماز ادا کی۔ وائلہ نے کہا یہ میری اور قوم کے بیٹھنے کی جگہ لیکن یہ روایت بھی غریب اور منکر ہے۔

ولید بن مسلم کا قول ہے جب ولید بن عبد الملک نے دمشق کی مسجد کی تعمیر کا حکم دیا تو لوگوں کو مسجد کے سامنے والی دیوار سے ایک پتھر کی ایک تختی ملی جس میں کتاب کا نقش تھا انہوں نے وہ تختی ولید کے پاس اس نے اسے روم بھیج دیا انہوں نے اس نقش کو کھولا نہیں پھر روم والوں نے اسے دمشق بھیجا تو انہوں نے بھی اسے نہیں کھولا۔

ابن عساکر نے عبد الرحمن بن عمر مازنی کا قول نقل کیا ہے کہ ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں جامع دمشق کے مزدوروں کو ایک جگہ سے ایک بند دروازہ ملا انہوں نے اسے کھولا نہیں بلکہ ولید کو اس کے بارے میں بتایا ولید اس کے پاس گیا ولید نے اسے کھلوا دیا تو اس میں سے ایک پتھر کا بنا ہوا ایک انسان نکلا جو پتھر کے گھوڑے پر سوار تھا اور دوسرا ہاتھ بند تھا اسے کھلوا دیا گیا تو اس میں سے گندم کا ایک دانہ نکلا جب اس کے بارے میں معلومات کی گئیں تو اسے بتایا گیا کہ اگر اس کو کھولا نہ جاتا تو اس میں شہر میں کبھی گندم اور جو کا قحط نہ پڑتا۔ حافظ ابو احمد وراق نے بھی اسی قسم کا واقعہ نقل کیا ہے۔

حافظ ابن عساکر کا قول ہے میں نے اپنے دادا ابو الفضل تخی بن علی سے سنا ہے کہ جامع دمشق میں آگ لگنے سے پہلے تمام حشرات کے نشانات تھے۔ پھر جب ۴۹۱ھ وسط شعبان میں نماز عصر کے بعد جامع میں آگ لگی تو یہ تمام نشانات بھی ختم ہو گئے شیخ ابن تیمیہ کا قول ہے جامع دمشق میں ایک مشرک کی قبر بھی ہے جو عذاب میں مبتلا ہے، چنانچہ جانوروں کو اس عذاب کا احساس ہوتا ہے اور جب وہ تکلیف کی وجہ سے آواز نکالتا اور چیختا چلاتا ہے تو جانور اس کی آواز سن کر خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔

اس گھڑی کا بیان جو مسجد کے دروازے پر نصب تھی..... قاضی عبد اللہ بن احمد بن زبیر کا قول ہے مسجد کے باب القبلی کا نام باب الساعات ہے اس لئے پڑ گیا کہ اسی جگہ پر گھنٹے بجنے کا عمل ظہور پذیر ہوتا اور دن کے ہر گھنٹے گزرنے کے ساتھ یہ عمل یوں ہی جاری رہتا تھا اس پر تانبے کا سانپ چڑیا اور کوا بنا ہوا تھا ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد سانپ اپنا منہ نکالتا، چڑیاں چہچہاتیں اور کوا شور کرتا اسی یک ساتھ اوپر سے زمین پر رکھے طشت میں ایک کنکری گرتی جس سے لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اب دن کا اتنا حصہ گزر گیا۔

میں کہتا ہوں کہ اس میں دو احتمال ہیں:

- (۱)..... گھڑی جامع کے باب قبلی پر نصب تھی جو قاضی عبد اللہ بن زبیر کے زمانہ میں تھی۔
- (۲)..... یہ گھڑی مشرقی جانب قبلی کے سامنے والی دیوار پر تھی پھر بعد میں باب قبلی پر نصب کر دی گئی پھر بعد میں یہ سب کچھ باب الوراقین کی طرف منتقل کر دیا گیا جو آج بھی موجود ہے۔

میں کہتا ہوں کہ وہ قبہ جو جامع کے وسط صحن میں ہے جسے تمام لوگ قبہ ابی نواس کہتے ہیں اس کی تعمیر ابن عساکر کے قول کے مطابق ۳۶۹ھ میں ہوئی اور قبہ غربیہ جو قبہ عائشہ کے نام سے مشہور ہے اس کے بارے میں شیخ ذہبی کا قول یہ ہے کہ مہدی بن منصور عباسی کے زمانہ میں ایک سوساٹھ ہجری کے آغاز میں اس کی تعمیر ہوئی۔ اور قبہ شرقیہ جو باب علی پر بنا ہوا ہے اس کی تعمیر حاکم عبیدی کے زمانہ میں ۱۰۴ھ کے آغاز میں ہوئی جیرون کے نیچے والا فوارہ شرف فخر الدولہ ابو علی حمزہ بن حسن بن عباس حسنی نے بنوایا اور ۴۱۷ھ ربیع الاول جمعہ کی شب اس کے پانی کا بندوبست کیا گیا اس کے چاروں طرف پل بنائے گئے اس پر قبہ بنایا گیا بعد میں از دھام کی وجہ سے قبہ گر گیا۔ اور یہ ۴۵۷ھ ماہ صفر کا واقعہ ہے پھر وہ گر گیا پھر اسے دوبارہ بنایا گیا پھر ۵۶۲ھ ماہ شوال میں وہ دوبارہ منہدم ہو گیا۔ یہ تمام تفصیلات حافظ ابن عساکر نے بیان کی۔

جامع اموی میں قرأت قرآن کی ابتداء..... ابو بکر بن داؤد نے متعدد طرق سے حسان بن عطیہ کا قول نقل کیا ہے کہ جامع دمشق میں سب سے پہلے ہشام بن اسماعیل مخزومی نے باقاعدگی سے قرآن پڑھنا شروع کیا اور اس کو رواج دیا اس کے بعد عبدالملک نے اہتمام کیا چنانچہ وہ صبح کی نماز کے بعد دمشق کی مسجد میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرتا تھا لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ عبدالملک سبزہ زار میں بیٹھے ہوئے قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔

اس کے بعد ہشام نے بھی اسی طرح کی تلاوت قرآن شروع کر دی جب عبدالملک نے اس کی قرأت سنی تو اسے وہ پسند آ گئی اس نے بھی ہشام کی قرأت میں پڑھنا شروع کر دیا پھر عبدالملک کے غلام نے بھی اس کی قرأت میں پڑھنا شروع کر دیا۔ بعد ازاں اہل مسجد میں جس جس کو قرأت پسند آئی اس نے بھی ہشام کی قرأت میں پڑھنا شروع کر دیا۔

خطیب دمشق ہشام بن عمار کا قول ہے کہ دمشق کی مسجد میں سب سے پہلے قرأت کی ابتداء کا سہرہ اسماعیل بن مغیرہ مخزومی کا سر ہے فلسطین میں سب سے پہلے قرأت کی ابتداء ولید بن عبدالرحمن جرشی نے کی یاد رہے کہ ہشام بن اسماعیل مدینہ کا نائب تھا اسی نے سعید بن مسیب کو ولید بن عبدالملک کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے پٹوایا تھا اس کے بعد مدینہ کی نیابت سے معزول کر دیا تھا اور عمر بن عبدالعزیز مدینہ کے حاکم بنے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔

سادات سلف اور تابعین میں سے ان سات بزرگوں کی جماعت دمشق میں حاضر ہوئی جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

(۱)..... ہشام بن اسماعیل۔ (۲)..... ہشام کا مولیٰ رافع۔

(۳)..... اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اسحاق۔ (۴)..... نمیر بن اوس اشعری۔

(۵)..... یزید بن ابی مالک ہمدانی۔ (۶)..... سالم بن عبداللہ بخاری۔

(۷)..... محمد بن عبداللہ بن لبید اسدی۔

فقہاء محدثین اور حفاظ میں سے یہ حضرات حاضر ہوئے:

(۱)..... ابو عبدالرحمن قاسم بن عبدالرحمن۔ (۲)..... مکحول۔

(۳)..... سلیمان بن موسیٰ اشدق۔ (۴)..... عبداللہ بن علاء بن زبر۔

(۵)..... ابو ادريس اصغر۔ (۶)..... عبدالرحمن بن عامر مکی۔

(۷)..... یحییٰ بن حارث دماری۔ (۸)..... عبدالملک بن نعمان مری۔

(۹)..... انس بن انس عذری وغیرہ۔

ابن عساکر نے اسی طرح تفصیل بیان کی۔ راوی کا قول ہے کہ بعض نے ان حضرات کے اجتماع کا انکار کیا جو بلا وجہ ہے۔

فصل

جامع دمشق کی تعمیر کی ابتداء ۸۶ھ کے آخر میں ہوئی ذیقعدہ میں وہ کنیہ منہدم کیا گیا جس کی جگہ جامع دمشق تعمیر کرایا گیا اس کنیہ کے انہدام کے بعد ہی جامع کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا اور دس برس میں مکمل ہوا۔ ۹۶ ہجری میں اس کی تعمیر کی تکمیل ہوئی۔ اس سال جامع کے بانی ولید بن عبدالملک نے وفات پائی۔ اس وقت جامع دمشق کا کچھ کام باقی تھا جس کی تکمیل اس کے بھائی سلیمان نے کی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں یعقوب بن سفیان نے ہشام بن عمار سے دمشق کی مسجد کے قصے اور کنیہ کے بارے میں سوال کیا اس نے جواب میں کہا اصل بات یہ ہے کہ ولید نے نصاریٰ سے کہا تھا کہ کنیہ تو ماہم نے جبراً اور کنیہ داخلہ صلیحاً لیا اب میں کنیہ تو ماہم کو منہدم کر کے اس کی جگہ مسجد تعمیر کرنا چاہتا ہوں اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا آپ کنیہ تو ماہم کے بجائے کنیہ داخلہ کو منہدم کر کے اس کی جگہ مسجد تعمیر کر لیں۔

راوی کا قول ہے اس کا دروازہ اب مسجد کے قبلہ کی طرف ہے راوی کا قول ہے ۸۶ھ میں ولید کے دور خلافت کی ابتداء میں کنیسہ منہدم کیا گیا سات سال تک اس کی تعمیر کا کام ہوتا رہا حتیٰ کہ ولید کی وفات ہو گئی اور اس کی تعمیر کا کام ادھورا رہ گیا جس کی تکمیل ولید کے بعد ہشام نے کی مذکورہ تفصیل قابل غور ہے کیوں کہ اس میں سات سال تک جامع کی تعمیر کا ذکر ہے حالاں کہ دس سال تک اس کی تعمیر کا کام ہوا علاوہ ازیں بلا اختلاف ولید بن عبد الملک نے اس سال وفات پائی۔ ابو جعفر بن جریر نے اس پر اہل سیر کا اجماع نقل کیا ہے نیز جامع کی تعمیر کا کام جو باقی رہ گیا تھا اس کی تکمیل ولید کے بھائی سلیمان نے کی نہ کہ ہشام نے۔

بانی جامع دمشق ولید بن عبد الملک کے حالات اور اس کی وفات کا بیان..... نام ابو العباس ولید بن عبد الملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف اموی۔ ۸۶ھ شوال میں اس کے والد کی وفات کے بعد اس کی بیعت خلافت کی گئی۔ عبد الملک کی اولاد میں سب سے بڑا یہی تھا اس لئے یہی عبد الملک کی وفات کے بعد ولی عہد تھا اس کی والدہ کا نام ولادۃ بنت عباس بن حزن بن حارث بن زہیر عسبی تھا اس کا سن ولادت ۵۰ھ ہے۔ اس کے والدین نے بڑے ناز و نعمت میں اس کی پرورش کی حتیٰ کہ یہ بلا تربیت کے جوان ہو گیا اس کی عربی اچھی نہیں تھی۔ ولید طویل قامت گندمی رنگ خفیف سا چپک رو تھا اس کی ناک تھوڑی سی چمپی تھی اور شال میں ناز و نخرہ تھا ولید نے سہل بن سعد کی زیارت کی۔ انس بن مالک اور سعید بن مسیب سے سماع کیا۔

زہری وغیرہ سے روایت ہے کہ ولید کی تعلیم سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے اس کے والد کو اس کو ولی عہد بنانے میں تردد تھا جس کی وجہ سے اس نے نحو یوں کہی ایک جماعت کو اس کی تربیت پر مامور کیا جنہوں نے سال یا چھ ماہ تک اس کی تربیت کی۔ عبد الملک نے وفات کے وقت ولید کو چند نصیحتیں کیں تھیں:

(۱)..... میری وفات کے بعد ہاتھ پیر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ جانا کیوں کہ ہم رعایا کے غمگسار ہیں اس لئے مجھے دفن کر کے شان و شوکت سے امور سلطنت انجام دینا۔

(۲)..... لوگوں سے بیعت لینا جو سر ہلا دے اس کا جواب تلوار سے دینا۔

لیث کا قول ہے ۹۸ھ میں ولید نے بلاد روم میں جنگ لڑی اس سال اس نے لوگوں کو حج کرایا اس سے پہلے اور بعد کے کئی معرکوں میں ولید شریک رہا اس کی انگٹھی کا نقش (اخلاص سے اللہ پر ایمان لایا) یا (اے ولید تو نے بھی مرنا ہے) تھا۔ سب سے آخر میں اس کی زبان پر جاری ہونے والے کلمات سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ تھے۔

ابراہیم بن ابی عبدہ کا قول ہے ایک روز ولید نے مجھ سے پوچھا تم کتنے روز میں قرآن ختم کرتے ہو میں نے بتایا اتنے روز میں میں نے کہا میں اپنی تمام مصروفیات کے باوجود تین روز میں دوسرے قول کے مطابق سات روز میں قرآن ختم کر لیتا ہوں علاوہ ازیں ولید رمضان میں ۷۷ مرتبہ قرآن ختم کرتا تھا۔ ابراہیم کا قول ہے ولید کی مثال ملنی مشکل ہے جس نے دمشق کی مسجد بنائی وہ مجھے چاندی کے ٹکڑے دیتا تھا جنہیں میں بیت المقدس کے قراء پر تقسیم کرتا تھا۔

ابن عساکر نے متعدد روایات سے نقل کیا ہے کہ ایک روز ولید باب اصغر سے باہر آیا تو اس نے ایک شخص کو ماذنہ شرقیہ کے پاس مٹی سے روٹی کھاتے ہوئے دیکھا اس کے بعد ولید اپنی مجلس میں چلا گیا اس نے اس شخص کو بلوایا جب وہ حاضر ہوا تو ولید نے اس سے کہا اصل قصہ سے مجھے آگاہ کرو ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا اس نے کہا اے امیر اصل میں میں قلی ہوں ایک روز میں مرج الصفر سے کسوة جار ہا تھا راستہ میں مجھے پیشاب آ گیا میں پیشاب کے لئے ایک ویرانہ کی طرف نکل گیا وہاں پر ایک ٹیلہ مجھے نظر آیا جب میں نے اسے کھودا تو اس میں سے مال نکلا جس سے میں نے اپنا برتن بھر لیا اس کے بعد میں وہاں سے چلا گیا کچھ سفر طے کرنے کے بعد میں نے وہ رقم اس برتن سے نکال کر ایک جگہ پر رکھ دی اور دوبارہ میں اپنا برتن مال سے بھرنے کے لئے اس جگہ پر آیا لیکن بہت کوشش کے بعد بھی مجھے وہ جگہ نہ ملی بعد ازاں میں نہ امید ہو کر اس جگہ کی طرف گیا جہاں پر میں مال رکھ کر آیا تھا تو وہ مال بھی مجھے نہیں ملا اس کے بعد میں نے قسم اٹھالی کہ میں آج کے بعد روٹی اور مٹی کھاؤں گا۔

مذکورہ واقعہ سننے کے بعد ولید نے اس سے سوال کیا کیا تیرے اہل و عیال ہیں اس نے اثبات میں جواب دیا پھر ولید نے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

نمیر بن عبد اللہ شعبانی نے اپنے والد کے حوالہ سے ولید کا قول نقل کیا ہے کہ اگر اللہ قرآن میں قوم لاط کا ذکر نہ کرتا تو شاید لوگ اس جرم کا ارتکاب نہ کرتے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ولید نے بلاشبہ اس قبیح فعل کی مذمت کی جس کی وجہ سے اللہ نے ام سائبہ کو مختلف عذاب میں مبتلا کیا لیکن اس کھناوے فعل میں بہت سی قومیں اور افراد حتیٰ کہ امراء، تاجروں، فقہاء اور قضاة بھی شریک رہے البتہ جن افراد کی اللہ نے حفاظت فرمائی وہ اس مستثنیٰ ہیں۔ علاوہ ازیں اس قبیح فعل کے متعدد نقصانات ہیں نیز آپ ﷺ نے اس جرم کے مرتکبین پر لعنت فرمائی۔

لوطی شخص کے جنت میں جانے کے بارے میں اختلاف ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس جرم کا مرتکب شخص اگر صدق دل سے تائب ہو تو انشاء اللہ امید ہے کہ اس کی بخشش بھی ہو جائے گی اور وہ جنت میں داخل ہوگا۔

نیز لوطی شخص کا خاتمہ بالآخر بھی مشکل ہے جیسا کہ اس جرم کے بہت سے مرتکبین کے ساتھ ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ معاصی اور شہوات موت کے وقت شیطان کی طرح انسان کے لئے ذلت کا سبب بننے والی چیزیں ہیں جس کی وجہ سے اس کے سوء خاتمہ کا خطرہ ہے لوطیت کے مرتکب تو کجا بہت سے لوگ ایسے گناہوں میں مبتلا تھے جو لوطیت سے ہلکے تھے۔ اس کے باوجود ان کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا البتہ صدق دل سے انابت کرنے والا اور اپنے باطن کی اصلاح کرنے والا انسان اس خطرہ سے محفوظ رہے گا خلاصہ یہ ہے کہ تمام گناہوں سب سے زیادہ خطرناک گناہ لوطیت کا گناہ ہے اور یہ گناہ عرب کے درمیان غیر معروف تھا اسی وجہ سے ولید نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن میں لوطیت کا ذکر نہ کرتا تو لوگ اس گناہ میں مبتلا نہ ہوتے۔

احادیث میں بھی اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئیں ہیں جیسا کہ ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو تم عمل میں مبتلا پاؤ تو فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دو، نیز آپ ﷺ نے صرف اس عمل کے مرتکب پر تین بار لعنت فرمائی آپ ﷺ نے فاعل و مفعول کے قتل کا حکم اس لئے دیا کہ بقا میں کوئی خیر نہیں کیوں کہ ان کا باطن بالکل خراب ہو چکا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے لوطیت کا ذکر کرتے ہوئے اہل بصیرت کے لئے اسے نشانی قرار دیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

فَاخَذْتَهُمُ الصَّحِيحَةُ مُشْرِقِينَ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ اِنْ فِي ذَالِكَ

(سورة حجر: ۷۵ تا ۷۳)

لَاٰيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ

لوطی شخص اللہ کی فطرت کو تبدیل کرنے والا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اللہ بھی اس کے معاملہ کو اس پر الٹ دیتا ہے تا آں کہ وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کرے۔

تائب شخص کی علامت اللہ نے سورۃ براءۃ میں ذکر فرمائی۔ چنانچہ فرمایا: التائبون العابدون۔ تائب شخص کے لئے عبادت اور آخرت کی تیاری پر مشغول ہونا ضروری ہے ورنہ نفس ہمیشہ انسان کو غلط راستہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس کو اطاعت میں مشغول نہ کیا جائے تو لامحالہ وہ انسان کو گناہ میں مبتلا کر دے گا۔ لہذا تائب شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے اوقات کا طاعت سے تبدیل کرے، اور گزشتہ معاصی کا نیکوں کے ذریعے تدارک کرے جس طرح اس کے قدم گناہوں میں استعمال ہوئے تھے اسی طرح طاعت کے لئے بھی استعمال ہوں اور اوقات کی حفاظت کرے کوئی لمحہ بھی اللہ کی نافرمانی میں استعمال نہ ہو ایک شخص نے جنید سے وصیت کی درخواست کی انہوں نے فرمایا توبہ سے گناہوں پر اصرار سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے خوف الہی کو دل میں جگہ دے اس سے نفس کے غرور کا ازالہ ہوتا ہے اللہ سے امید وابستہ رکھ کر اس سے نیکی و خیر کی راہیں کھلتی ہیں اور مراقبہ کر اس سے قلوب کو طمانیت حاصل ہوئی ہے یہ تائب کی صفات ہیں۔

مورخین کا قول ہے کہ ولید غلط عربی بولتا تھا ایک روز ولید نے خطبہ میں قرآنی آیت کی تلاوت کرتے ہوئے (یا لبتھا) کی تا پر پیش پڑھ دیا عمر بن عبد العزیز نے کہا یعنی کاش وہ پیش تجھ پر پڑھ جاتی اور ہمیں آپ سے نجات مل جاتی ایک روز عبد الملک نے ایک قریشی شخص سے کہا تو بڑا اچھا انسان ہوتا اگر تو عربی میں غلطی نہ کرتا اس نے کہا تیرا لڑکا ولید تو عربی میں غلطی کرتا ہے عبد الملک نے کہا میرا لڑکا سلیمان تو صحیح عربی بولتا ہے اس شخص

نے کہا میرا بھی فلاں بھائی صحیح عربی بولتا ہے۔

ابن جریر کا قول ہے ولید بن عبد الملک اہل شام کے نزدیک افضل الخلائق تھا اس نے مسجد بنوائی، مینار بنوائے، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرتا، انہیں دوسروں سے سوال کرنے سے روکتا تھا معذور اور انعمیٰ کا خادم دیتا تھا اس نے اپنے دور حکومت میں بہت سی فتوحات حاصل کی اس نے اپنے دونوں لڑکوں کو بلاد روم جنگ کے لئے بھیجا انہوں نے ہندو سند، اندلس اور بہت سے عجمی علاقے فتح کئے حتیٰ کہ ولید کے لشکر چین تک پہنچ گئے اس کے باوجود ولید سبزی فروش کی دکان پر جاتا اور سبزی کی ایک گڈی ہاتھ میں لے کر اس سے اس کی قیمت معلوم کرتا۔ سبزی فروش جواب میں کہتا کہ اے درہم تو وہ کہتا اس میں اور زیادتی کرتا کہ تجھے نفع حاصل ہو۔ اسی طرح ولید حامل قرآن لوگوں کی عزت کرتا ان کا اکرام کرتا اور ان کے قرضے ادا کرتا مورخین کا قول ہے ولید عمارت کا شوقین تھا اس وجہ سے وہ لوگوں سے عمارتوں کے بارے میں پوچھتا تھا اس کے بھائی سلیمان کو عورتوں کا شوق تھا وہ لوگوں سے سوال کرتا تھا کہ تم نے کتنی شادی کی تمہاری مسہریاں کتنی ہیں؟ عمر بن عبد العزیز کو نماز عبادت کا شوق تھا وہ لوگوں سے سوال کرتے تھے تم کتنے روز میں قرآن ختم کرتے ہو تم نے گزشتہ رات کتنی نمازیں پڑھیں۔

مشہور مقولہ ہے عوام الناس اپنے حاکموں سے اطوار و طریقے پر چلتے تھے اگر ہا حاکم شرابی کہابی ہوگا تو معاشرہ بھی ایسا ہی ہوگا اگر حاکم لوطی ہوگا تو معاشرہ بھی لوطی ہوگا اگر حاکم لالچی ہوگا تو معاشرہ بھی لالچی ہوگا اگر حاکم فیاض اور نخی ہوگا تو معاشرہ بھی اس کی طرز پر ہوگا اگر حاکم دھوکہ باز ہوگا تو معاشرے کا حال بھی ایسا ہی ہوگا اگر حاکم متقی، باشرع اور دیندار ہوگا تو معاشرہ بھی دیندار ہوگا۔ غرض یہ کہ جیسے حکام ہوں گے ویسے ہی عوام ہوں گے۔

واقعی کا قول تھا ولید جبار، نجی دل، بہت غصہ والا، خوب کھانے والا اور کثرت سے جمع کرنے والا تھا اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ باندیوں کے علاوہ اس نے تریسٹھ عورتوں سے شادی کی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ولید بن زید فاسق تھا نہ کہ بانی جامع ولید بن عبد الملک بہر حال ولید نے دمشق کی جامع مسجد تعمیر کرائی جو خوبصورتی میں بے مثال ہے علاوہ ازیں اس نے بیت المقدس میں صخرہ بنوایا اس پر گنبد تعمیر کیا اور مسجد نبوی میں توسیع کرائی حتیٰ کہ قبر مبارک والا حجرہ مسجد میں آگیا، اس کے علاوہ بھی اس نے بہت سے اچھے اچھے کارنامے چھوڑے۔ اسی (۹۶ھ) سال وسط جمادی الثانی ہفتہ کے روز اس نے وفات پائی۔ ابن جریر کا قول ہے یہ تمام اہل سیر کا قتل ہے کہ ولید کی وفات دیر مروان میں ہوئی باب الصغیر یا بابا الفردیس کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس کی نماز جنازہ عمر بن عبد العزیز یا اس کے بھائی سلیمان یا اس کے لڑکے عبد العزیز نے پڑھائی لیکن صحیح یہ ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے پڑھائی انہوں نے ہی اسے قبر میں اتارا، اس کے قبر میں اتارتے ہوئے عمر بن عبد العزیز نے کہا ہم تجھے ایسے جگہ میں اتار رہے ہیں جہاں تکیہ وغیرہ کچھ نہیں اب تو احباب کو چھوڑ چکا تو نے مٹی کو اپنا مسکن بنا لیا اس وقت تجھے حساب کا سامنا ہے تو نے جو کچھ آگے بھیجا اس کا تو محتاج ہے جو کچھ تو نے پیچھے چھوڑا اس سے تو بے نیاز ہے۔ ولید کی خلافت ۹ سال ۸ ماہ رہی۔

مدائنی کا قول ہے ولید کی زینہ اولاد کی تعداد انیس تھی، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

- | | | | |
|-----------------|-----------------|-----------------|--------------|
| (۱) عبد العزیز۔ | (۲) محمد۔ | (۳) عباس۔ | (۴) ابراہیم۔ |
| (۵) تمام۔ | (۶) خالد۔ | (۷) عبد الرحمن۔ | (۸) مبشر۔ |
| (۹) مسرور۔ | (۱۰) ابو عبیدہ۔ | (۱۱) صدقہ۔ | (۱۲) منصور۔ |
| (۱۳) مروان۔ | (۱۴) عنبہ۔ | (۱۵) عمرو۔ | (۱۶) روح۔ |
| (۱۷) بشر۔ | (۱۸) یزید۔ | (۱۹) یحییٰ۔ | |

ان میں سے عبد العزیز اور محمد کی والدہ کا نام ام النبیین بنت عبد العزیز تھی، جو ولید کی چچا زاد بہن تھی۔ ابو عبیدہ کی والدہ کا نام فزارہ تھا اس کے علاوہ باقی سب مختلف ماؤں سے تھے۔ مدائنی کا قول ہے جریر نے ولید کا مرثیہ ان اشعار میں کہا:

(۱)..... اے ابر کرم تیری یاد تو رونے پر آمادہ کرتی ہے لیکن آج کے صدمہ نے آپ آنسو ختم کر دیئے۔

(۲)..... خلیفہ کی موت نے اس کے عمدہ اخلاق کو نظروں سے اوجھل کر دیا۔

(۳)..... اس کے سارے لڑکے بڑی مصیبت میں گھیر گئے تھے جب سے کہ اس کے گھر کا چاند ماند پڑ گیا۔

(۴)..... ولید کی وفات پر سب موجود تھے لیکن اس کے باوجود عبدالعزیز، روح اور عمر میں سے موت کو کوئی بھی نہ روک سکا۔
 زیاد بن حارث تمیمی دمشقی نے بھی اسی سال وفات پائی ان کا گھر قصر الشقیین کے مغربی جانب تھا۔ انہوں نے حبیب بن مسلمہ فہری سے روایت نقل کی۔ ان سے عطیہ بن قیس، بکھول، یونس ابن میسرہ بن حلبس نے روایت نقل کی اس کے باوجود ابو حاتم نے ان کے بارے میں شیخ مجھول کے الفاظ استعمال کئے نسائی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ان کی صحابیت میں اختلاف ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ تابعی تھے ابو محمد عبداللہ بن عمر بن عثمان نے بھی اسی سال وفات پائی۔ آپ مدینہ کے قاضی تھے۔ نیک، صالح، فیاض اور قابل تعریف انسان تھے۔

سلیمان بن عبدالملک کی خلافت

اس کی خلافت کی بیعت اس دن ہوئی جس دن اس کے بھائی ولید کی وفات ہوئی۔ یہ ۹۶ھ وسط جمادی الثانیہ ہفتہ کا دن تھا سلیمان اس وقت رملہ میں تھا اور وہ اپنے والد کی وصیت کے مطابق اپنے بھائی کے بعد ولی عہد تھا ولید نے اپنی وفات سے قبل سلیمان کو معزول کر کے اپنے لڑکے عبدالعزیز کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ حجاج، قتیبہ بن مسلم اور ایک جماعت نے اس بارے میں اس کی حمایت کی تھی جریر وغیرہ نے اس پر اشعار بھی کہے تھے لیکن ولید اپنے اس منصوبہ میں کامیاب نہ ہو سکا حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا اور اس کے بھائی سلیمان کے لئے بیعت منعقد ہوئی۔ قتیبہ بن مسلم کو جان کا خطرہ ہو گیا اور اس نے سلیمان کی بیعت نہ کرنے کا ارادہ کر لیا سلیمان نے اس کو معزول کر کے عراق کا پھر خراسان کا یزید بن مہلب کو حاکم بنا دیا اور اس کو آل حجاج کو سزا دینے کا حکم دیا حجاج نے ہی یزید کو خراسان کی ولایت سے معزول کیا تھا۔ اسی سال ۲۳ رمضان کو سلیمان نے عثمان بن حیان کو مدینہ کی گورنری سے معزول کر کے اس کی جگہ ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مقرر کر دیا تھا۔ یہ بڑے علماء میں سے تھے۔

قتیبہ کو سلیمان کی بیعت کا علم ہوا تو اس نے سلیمان کے پاس ایک خط لکھا جس میں اس کے بھائی کی تعزیت، بیعت پر مبارک باد اور جگہوں میں اپنی کارکردگی کا ذکر تھا نیز یہ کہ اگر اس نے اس کو خراسان کی گورنری سے معزول نہ کیا تو وہ اس کی مطیع و فرمانبردار بن کر رہے گا کچھ روز بعد قتیبہ نے سلیمان کو خط لکھا، جس میں اپنی شاندار فتوحات کا ذکر کیا اور اپنی معزولی کی صورت میں اس کی عدم بیعت پر قسم کا ذکر تھا۔ پھر اس نے سلیمان کو تیسرا خط لکھا، اس میں اس کی عدم بیعت کی صراحت تھی اور اپنی کو حوالے کرتے ہوئے کہا اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر سلیمان پہلے خط کو پڑھ کر اس سے چھ تاثر لے تو اور اسے یزید کے حوالے کر دے تو پھر اسے دوسرا خط اگر وہ اس کو بھی یزید کے حوالے تو اس کے بعد اسے تیسرا خط دیا دینا جب اپنی نے پہلا خط اس کے حوالے کیا تو اس نے اسے پڑھ کر یزید کے حوالے کر دیا اپنی نے دوسرا خط دیا تو وہ بھی اس نے یزید کے حوالے کر دیا بعد ازاں اس نے تیسرا خط دیا اس کو پڑھ کر سلیمان کا چہرہ سرخ ہو گیا وہ خط اس نے یزید کے حوالے نہیں کیا بلکہ مہر لگا کر اسے اپنے پاس رکھ لیا اور اپنی کے بارے میں حکم دیا کہ اسے مہمان خانہ میں ٹھہرایا جائے رات کو اسے بلوا کر سلیمان نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور ایک خط اسے دیا جس میں قتیبہ کو گورنری کے تقرر کا ذکر کیا سلیمان نے اس اپنی کے ساتھ اپنا اپنی بھیجا جب وہ دونوں بلاد خراسان پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ قتیبہ نے عدم بیعت کا اعلان کر دیا، سلیمان کے اپنی نے وہ خط قتیبہ کے اپنی کو دے دیا لیکن اس کے پاس لوٹنے سے قبل اس کو قتیبہ کے قتل کی خبر ملی۔

قتیبہ بن مسلم کا قتل..... ایک موقع پر قتیبہ نے فوج اور لشکروں کو جمع کر کے سلیمان بن عبدالملک کو خلافت سے معزول کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے ان کے سامنے اپنی فتوحات اور کارناموں کا ذکر کیا جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوا تو کسی نے بھی اس کی بات کا جواب نہیں دیا بلکہ انہوں نے اس کی بات کو ناپسند کیا اور اس سے نفرت کا اظہار کیا ان ہی میں سے ایک شخص وکع بن اسود نے لوگوں کو جمع کر کے کھلم کھلا اس کی مخالفت کا اعلان کیا اور وہ مسلسل قتیبہ کے تعاقب میں رہا بلکہ خراسان نے اسی سال ماہ ذوالحجہ میں اس کے بھائیوں بیٹیوں سمیت اسے قتل کر دیا اس موقع پر اس کے چار لڑکے قتل ہوئے ان کے نام یہ ہیں:

(۱)..... عبدالرحمن

(۲)..... عبداللہ

(۳)..... عبید اللہ

(۴)..... صالح

اور قتیبہ کے چار پوتے بھی قتل ہوئے۔ قتیبہ بن مسلم بن عمرو بن حصین بن ربیعہ ابو حفص باہلی سادات امراء سے تھا یہاں درجہ اولیٰ ہے اس کا

اللہ نے اس کے ذریعے بے شمار لوگوں کو ہدایت عطا فرمائی لیکن آخر میں اس سے ایک ایسی غلطی سرزد ہو گئی (سلیمان کی بغاوت) جو اس کی موت کا سبب بن گئی انشاء اللہ اس کی گزشتہ نیکیاں اس کی محوسیات کا ذریعہ ہوں گی قتیبہ کی وفات خراسان کے آخری شہر فرغانہ میں ہوئی اس کی عمر ۴۸ سال تھی اس کا والد ابو صالح مسلم مصعب بن زبیر کے ساتھ قتل ہوا تھا خراسان پر دس سال تک اس نے حکومت کی اور لوگوں کو بیکار فائدہ پہنچایا عبدالرحمن بن جمانہ باہلی نے قتیبہ بن مسلم کا مرثیہ ان اشعار میں بیان کیا۔

(۱)..... ابو حفص قتیبہ نے نہ تو لشکروں کو جمع کیا اور نہ وہ منبر پر چڑھا۔

(۲)..... قوم کو جمع ہونے کے باوجود اس نے جھنڈے نہیں گاڑھے۔

(۳)..... موت نے اسے دعوت دی چنانچہ اس نے اللہ کا فیصلہ بخوشی قبول کر لیا اور معاصی سے پاک ہو کر جنت میں پہنچ گیا۔

جریر کا قول ہے بعض نے قتیبہ بن مسلم کا مرثیہ ان اشعار میں بیان کیا:

(۱)..... تم ابن مسلم کے قتل پر دم ہو جب تمہاری رب العالمین سے ملاقات ہوگی اس سے بھی زیادہ تم نادم ہو گے۔

(۲)..... اس کی موجودگی میں تمام غزوات میں تم نے مال غنیمت حاصل کیا اور آج تم لوگوں کے لئے مال غنیمت بنے ہو۔

(۳)..... وہ تو جنت کی حوروں سے مل گیا اور اس کے قتل کی وجہ سے تمہارے لئے دوزخ ہے۔

راوی کا قول ہے قتیبہ بن مسلم کے خاندان میں سے ایک جماعت نے مختلف شہروں کی حکمرانی کی ان میں سے ایک عمر بن سعید بن قتیبہ بن مسل بھی ہیں جو فیاض اور قابل تعریف انسان تھے۔ ان کی وفات پر ابو عمرو الشَّجَع بن عمرو سلمی نے اس کا مرثیہ کہا:

(۱)..... ابن سعید کی دنیا سے چلے جانے کے باوجود محرق و مغرب میں اس مداح موجود ہے۔

(۲)..... اس کی خوبیاں بی شمار ہیں جن کا شمار کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

(۳)..... تیرے احسانات کو یاد کرتا ہوں تو رونا بند نہیں ہوتا لیکن تیرے صدمہ سے آنکھوں کے آنسو خشک ہو گئے۔

(۴)..... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے علاوہ کسی کو موت نہیں آئی اور نہ ہی تجھ پر جمع ہیں۔

(۵)..... جس طرح شاعر نے تیری زندگی میں احسن انداز میں تیری مدح سرائی کی اسی طرح انہوں نے تیرا مرثیہ بھی کہا۔

ابن خلکان کا قول..... ابن خلکان کا قول ہے یہ مرثیہ تمام مرثیوں سے عمدہ ہے قبیلہ باہلہ عرب کے نزدیک باعزت قبیلہ تھا راوی کا قول

ہے اشعث بن قیس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے خونوں کے بارے میں ہمیں کفایت کریں گے آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ہے ہاں البتہ اگر تم نے قبیلہ باہلہ کے کسی شخص کو قتل کیا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا ایک بدو سے سوال کیا گیا کہ یہ بات تمہارے لئے باعث مسرت نہیں ہے کہ تم قبیلہ باہلہ سے ہو کر جنت میں داخل ہو ایک بدھو نے ایک شخص سے سوال کیا کہ تم کس قبیلہ سے ہو اس نے جواب میں کہا میرا تعلق قبیلہ باہلہ سے ہے تو اس نے اس کا مرثیہ کہا۔

ابن جریر کا قول ہے اسی سال امیر مصر قرہ بن شریک عیسیٰ نے وفات پائی۔ مؤلف کتاب کا قول ہے یہ قرہ بن شریک ولید کی طرف سے امیر مصر تھا اسی نے جامع الفيوم بنوایا۔ اس سال والی مدینہ ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال مکہ کا امیر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید، عراق کا امیر یزید بن مہلب، بصرہ کا نائب یزید بن مہلب کی طرف سے سفیان بن عبداللہ کنڈی تھا۔ بصرہ کا قاضی عبدالرحمن ابن ازیہ، کوفہ کا قاضی ابو بکر بن ابی موسیٰ اور خراسان کا قاضی وکع بن سود تھا۔ واللہ اعلم۔

قتیبہ بن مسلم کے حالات..... اس کے ذریعہ بہت سے انسانوں کو راہ راست نصیب ہوئی۔ لیکن اس نے عمل سے جو کوتاہی دکھائی، اور ضیعت پیروی سے انکار کر کے بغاوت کا راستہ اختیار کیا، تو اللہ کی طرف سے اسے سزا بھی ملی۔ اور وہ سزا ایسی ملی جو لوگوں کیسے بھی نشانِ عبرت ثابت ہوئی۔ مگر اس کے ہاتھوں سے اچھے اعمال، اور شاندار اسلامی فتوحات رونما ہوئی۔ اس کی بدولت امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کو اپنی شفقت سے معاف فرمادیں گے۔ اور اس کی بخشش فرمادیں گے۔

قتیبہ بن مسلم کی موت شہر خراسان کے آخری حصہ فرغانہ میں واقع ہوئی، اس کی حیرت انگیز موت ذی الحجہ ۹۶ھ میں ہوئی۔ اُس وقت اُسکی عمر ۴۸ اڑتالیس سال تھی اور خراسان میں اُسے بحالت ولایت دس سال ہوئے تھے وہاں اُس نے مخلوق کو ان دنوں بہت فائدہ پہنچایا۔ اور اُن دنوں خود بھی وہ استفادہ کرتا رہا۔

اس کی موت پر عبدالرحمان بن جملۃ الباہلی نے مندرجہ ذیل مرثیہ تحریر کیا:

کان ابا حفص قتیبه لم یسر بجیش الی جیش ولم یعل منبرا

ابو حفص قتیبہ وفات پا گیا مگر اُس نے نہ کسی لشکر کی سپہ سالاری کی اور نہ وہ منبر پر بیٹھا۔

ولم تخفق الرايات والقوم حوله وقوف ولم یشهد له الناس عسکرا

نہ اُس کے لئے جھنڈے سرنگوں ہوئے اور نہ ملی مظاہرہ ہوا اور نہ ہی فوج نے اُسے سلامی دی۔

دعته المنایا فاستجاب لربه وراح الی الجنات عفا مطهرا

موت نے اُسے پکارا تو اس نے اپنے رب کی پکار پر لبیک کہا اور وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر جنت کی طرف چل پڑا۔

فما رزی الاسلام بعد محمد بمثل ابی حفص فبکیه عبهرا

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اسلام پر ایسی مصیبت کبھی نہیں آئی جیسی ابو حفص کے انتقال پر آئی ہے، پس اے عبرتو خوب روئے آخری شعر میں شاعر نے مبالغہ آرائی کی ہے قتیبہ کے بیٹے کا نام عبہر تھا۔

بن ابن جریر نے لکھا ہے امیر مصر قرۃ بن شریک العبسی کا انتقال ۹۶ھ میں ہوا۔ اس کو ولید نے مصر کا گورنر طے کیا تھا۔ اس سال مدینہ کے حاکم ابو بکر محمد بن عمرو بن حرم نے عوام الناس کو حج کرایا۔ اور مکہ کا امیر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھا۔ اور عراق کی جنگ وغیرہ کا ذمہ دار یزید بن المہلب تھا۔ اور اس علاقہ کے خراج وغیرہ کے وصول کرنے کی ذمہ داری صالح بن عبدالرحمن کے حوالہ تھی۔ اور بصرہ کے نائب ہونے کی ذمہ داری سفیان بن عبداللہ الکندی کے حوالہ تھی۔ اور بصرہ میں قاضی القضاۃ کی ذمہ داری ابو بکر بن ابوموسیٰ کو حاصل تھی۔ اور خراسان کی جنگ کے ذمہ دار وکیع بن سود تھے۔

۹۷ھ ہجری

اس سال سلیمان عبدالملک نے قسطنطنیہ پر حملہ کیلئے فوج کو تیار کیا۔ اور اس نے اس جنگ میں اپنے بیٹے داؤد کو موسم گرما میں چڑھائی کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے قلعہ مرأہ پر فتح حاصل کر لی۔ اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے وضاحیہ کے علاقہ میں جنگ شروع کی۔ اور اس قلعہ کو فتح کیا جس کی تعمیر صاحب وضاحیہ وضاح نے کی تھی۔

اسی سال مسلمہ نے رجمہ کو فتح کرنے کی نیت سے جنگ لڑی۔ اور وہاں کے قلعے برجمہ، قلعہ حدید، قلعہ سررا اور شہر روم کے بہت سے قلعے فتح کر لیے، اس سال عمر بن ہبیرہ افزاری نے شہر روم میں دریائی جنگ لڑی، اور اس کے بہت سے علاقوں کو فتح کر لیا۔ اور اسی سال عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کا قتل ہوا، اور اس کا سر سلیمان بن عبدالملک کے ہاں تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ اسی سال سلیمان نے خراسان کی نیابت کی ایک اور ذمہ داری یزید بن مہلب کو سونپ دی۔ جو پہلے سے عراق کا امیر تھا۔ اور وہاں اس کی یہ ہوئی کہ وکیع بن ابوسود نے جب قتیبہ بن مسلم وغیرہ کو قتل کیا، تو اس کا سر بعض طلب امارت خراسان سلیمان کے سامنے پیش کیا تھا۔ چنانچہ یزید بن مہلب نے عبدالرحمن بن الہتم کو اس غرض سے سلیمان بن عبدالملک کے پاس روانہ کیا، تاکہ وہ سلیمان بن عبدالملک کے سامنے اس کی اچھائیاں ذکر کرے، اور اس کے لئے خراسان کی امارت کا راستہ آسان کرے، اور ساتھ ساتھ وکیع بن ابوسود کی ہرائی ذکر کرے، اس پر واکرام کے ساتھ ابن الہتم جو ایک مکار و چاک و چوبند آدمی تھا روانہ ہوا۔ اور سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قصہ کہانی شروع کی، نتیجہ وکیع بن ابوسود خراسان کی امارت سے ہاتھ دھو بیٹھا، اور یزید کو خراسان کا امیر مقرر کر دیا گیا، اور سلیمان نے ابن الہتم کو

اس خوش کن خبر کے ساتھ یزید کی طرف روانہ کیا۔

یزید نے اس ذمہ داری کو نمٹانے کے لئے ایک لاکھ کا وعدہ کیا۔ جو اس کی طرف سے پورا نہ ہوا۔ اس کے بعد یزید نے خراسان کی طرف اپنے بیٹے مخلد کو روانہ کیا اور اسے امیر المومنین کی طرف سے مندرجہ ذیل عنوان پر قائم خط بھی سوپ دیا۔

خط کا عنوان..... ہمیں پتہ چلا ہے کہ قتیبہ بن مسلم کی نیت نہ تو بیعت سے انکار کی تھی اور نہ ہی اطاعت سے بغاوت کی، لہذا اگر کوئچ نے اسی بنا پر اس سے انتقام لیا ہے کہ وہ طاعت سے بغاوت اور بیعت کے ختم کرنے کا مرتکب تھا۔ تو اس کی ذمہ داری یہ تھی کہ یہ اس کو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجے۔

چنانچہ مخلد اس خط کے ساتھ خراسان پہنچ گیا، اور کوئچ کو گرفتار کر کے اسے سزا دی، اور اسے جیل کی نذر کر دیا اپنے باپ کے آنے سے پہلے یہ کام کر چکا تھا۔ اسی بنا پر کوئچ خراسان ۹ یا ۱۰ ماہ امیر رہنے کے بعد معزول کر دیا گیا۔ اور یزید بن مہلب نے خراسان پہنچ کر امیر خراسان کی ذمہ داری سنبھال لی اور ارب قریب کے علاقوں میں اپنے نائبین مقرر کر دیے جو لوگ ۹۷ھ میں وفات پا گئے ان کے نام یہ ہیں۔

الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب..... ابو محمد القرشی الہاشمی نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سے مرفوعاً یہ روایت نقل کی ہے کہ جو مسلمان بھی اہل بیت کی معاشی دیکھ بھال رواز نہ انجام دے گا، اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ عبداللہ بن جعفر، علی سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت الحسن اروان کے بیٹے عبداللہ فرماتے ہیں کہ الحسن بن الحسن عبدالملک بن مروان کے ہاں ایک وفد لے کر آئے، تو اس نے ان کی بڑی وعزت و تکریم کی، اور حجاج کے مقابلہ میں ان کی مدد کو ترجیح دی، اور ان کو علی کا ایک ہی وارث قرار دیا، اور ان کے ایسے حالات و آثار ذکر کئے جو ان کی سیادت پر دلالت کرتی ہیں۔

برآباد آتا ہے کہ ولید بن عبدالملک نے اپنے شہر کے حاکم کو خط لکھا کہ اہل عراق کے کاتب الحسن بن الحسن ہیں جب آپ کو میرا یہ رقعہ ملے تو اسے کوڑے لگانا اور اسے لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے اسے قتل کرنا، اس کے بغیر مجھے اپنی شکل نہ دکھانا۔

اس کے بعد یہ خط حسن بن حسن کو بھیج دیا، جنہیں علی بن الحسین نے کلمات الکرب سکھلا دیئے۔ چنانچہ جب وہ کلمات ان کے پاس پہنچے، تو انہوں نے وہ کلمات پڑھے۔ جنگی برکات کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں ظالموں سے چھٹکارا نصیب کیا وہ کلمات یہ ہیں۔

لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم، لا الہ الا اللہ العلی العظیم، لا الہ الا اللہ رب السموات السبع ورب الارض رب العرش العظیم۔

الحسن بن الحسن کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا، ان کی والدہ خولہ جو منظور فزاری کی بیٹی تھیں۔ ایک دن انہوں نے ایک رافضی سے کہا، خدا کی قسم اگر میں قتل کر دیا جاؤں، تو مجھے خدا کی قربت نصیب ہوگی۔ اس شخص نے کہا، آپ مذاق کر رہے ہیں، جواب میں الحسن بن الحسن نے فرمایا یہ مذاق نہیں، یہ تو دادا کی فرمائی ہوئی بات ہے۔ اور اس تذکرے کے بعد دوسرے شخص نے کہا، کیا رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان نہیں ”من کنت مولاه فعلی مولاه“ جس کا میں مولاعلی بھی اس کا مولا ہے، انہوں نے جواب فرمایا کہ یہ تو بات ٹھیک ہے۔ مگر دیکھئے اگر رسول اکرم ﷺ کا مقصود اس بات سے خلافت کا ہوتا، تو آپ ﷺ صاف صاف اپنے خطاب میں یہ بات فرما دیئے کہ اے لوگوں! تمہارے علم میں ہونا چاہئے کہ میرے بعد اس کام کا ذمہ داری یہ شخص ہوگا۔ اور یہ تمہارے درمیان موجود بھی رہے گا، لہذا تم لوگ میری اس بات کو غور سے سف بھی اور اس پر عمل پیرا رہنا۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کام کیلئے منتخب فرماتے اور اس کے بعد بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ، اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوتے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو چھوڑنے والے پہلے شخص ہوتے۔ اور انہوں نے لوگوں سے یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم! اگر ہمیں اس کے بارے میں یقینی علم ہوتا تو ہم تمہارے ہاتھ ہیر کاٹ ڈالتے اور تمہاری توبہ بھی قاتل قبول نہ ہوتی تم پر افسوس ہے کہ تم ہمیں ہمارے نفسوں کے حوالے سے دجل و فریب میں ڈال رہے ہو۔

اور تم پر افسوس ہے۔ کاش تم لوگ ہمارے بارے میں حق گوئی سے کام لے، اسلئے کہ اگر کسی کو بل عمل قربت کی بجا پر نفع پہنچ سکتا ہے، تو وہ اس

کے ماں باپ ہی ہیں۔

قسم خدا کی مجھے ڈر ہے کہ ہم گناہ گاروں کو دہرا عذاب ہوگا، اور امید ہے کہ نیک و پارسا لوگوں کو ثواب اور اجر بھی دگنا ملے گا۔
ہم اگر خدا کے اطاعت گزار و فرمان بردار بندے ہیں تو ہم سے محبت کرو۔ اور اگر ہم اس کے نافرمان ہیں، تو ہم سے تم دشمنی رکھو۔

موسیٰ بن نصیر ابو عبد الرحمن النخعی..... یہ ایک خاتون کا غلام تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بنو امیہ کا غلام تھا۔ اس نے مغرب کے تمام شہروں کو فتح کیا۔ اور وہاں سے اس نے بے حد و حساب مال غنیمت حاصل کیا، اس دوران اس کا واسطہ بہت سے خوفناک مقامات سے بھی رہا۔ موسیٰ بن نصیر پیر سے معذور تھا۔ یہ بات مشہور ہے کہ اس کی پیدائش ۱۹ھ میں ہوئی اور عین التمر میں رہائش پذیر تھا۔ اس کا باپ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ملک شام میں جبل خلیل کے قیدیوں میں تھا۔ جس کا نام نصر تھا۔ جسے بعد میں اسم نصیر میں بدل دیا گیا۔

تمیم الداری سے انہوں نے روایتیں لی ہیں اور ان سے ان کے بیٹے عبد العزیز اور یزید ابن مسروق تکھمی نے روایتیں لی ہیں۔ موسیٰ بن نصیر شروع شروع میں بحری بیڑہ کے ذریعہ جو کہ امیر معاویہ کا تھا، بحری جنگوں میں شامل ہوتا رہا ہے۔ اسی بنا پر اس نے قبرص کی جنگ بھی لڑی اور وہاں قلعہ الماغوصہ، اور بانس وغیرہ بنائے۔ اور وہاں میں پورے علاقہ قبرص میں کامیابی حاصل کی، جس کے پیش نظر وہ امیر معاویہ کا نائب اور معاون مقرر ہوا۔ اور موان کے مصر کے شہروں میں داخلے کے وقت ساتھ ساتھ رہا۔ اسی بنا پر وہ اسے اپنے بیٹے عبد العزیز کے پاس کر چل پڑا۔ اور جب عبد العزیز نے عراق کے شہروں کو فتح کر لیا تو اس نے موسیٰ بن نصیر کو اپنے بھائی بشر بن مروان کا نائب بنادیا۔

موسیٰ بن نصیر مدبر، عقلمند، اور نہایت ذی رائے شخص تھا۔ اور خوب خبر رکھنے والا صاحب تدبیر آدمی تھا۔

بنوئی کا کہنا ہے کہ موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کے شہروں کا گورنر ۹۷ھ کو بنادیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے وہ تمام ملکوں اور اقلیموں کو فتح کرتا چلا گیا اور جیسا کہ ہم اندلس کے علاقوں کی فتوحات میں تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں کہ اندلس میں بہت سے شہر اور قصبات، دیہات مختلف جہتوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان سب کو اس نے بڑی حکمت و دانائی سے اپنی ماتحتی میں کرے اور وہاں کے بہت سے لوگوں کو قیدی بنالیا۔ اور بہت سے مال غنیمت بھی اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور سونا چاندی تو اتنا حاصل کیا، جس کا تخمینہ لگانا بھی مشکل ہے، اور اسی طرح آلات و اسباب اور مال و متاع کا بھی بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ لگا، جس کا کتنا اور حساب کتاب بھی دشوار تھا۔ اور قیدیوں میں حسین و خوبصورت لڑکے اور خوبصورت جوان لڑکیوں کی بھی کثرت تھی اور یہ بات بھی موسیٰ بن نصیر کے بارے میں مشہور ہے کہ جتنا مال غنیمت اور قیدی اس کے ہاتھ لگے، شاید ہی کو ہو جسے اس قدر مال غنیمت ملا ہو۔ اور اسی طرح اس کے ہاتھ پر بے شمار لوگ مشرف باسلام ہوئے اور اس نے احکام اسلام اور قرآن کی ترویج و تبلیغ بھی ان میں بہت کی جب اس کا مال غنیمت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا تو گھوڑوں اور اونٹوں کی بجائے گاڑیوں پر سامان لاداجاتا، جنہیں جانوروں کے ذریعے کھینچا جاتا۔

دو عظیم سپہ سالار..... قتیبہ بن مسلم اور موسیٰ بن نصیر اسلام کے دو عظیم المرتبہ نڈر، بہادر جوان گزرے ہیں قتیبہ بن مسلم نے سرزمین مشرقی میں فتوحات کا جھنڈا بلند کیا، جبکہ موسیٰ بن نصیر نے مغرب کی سرزمین کو اپنی جگہ بنایا اسے تو اللہ پاک نے دونوں کو خیر کثیر عطا فرمائے مگر موسیٰ بن نصیر کی کامیابیاں و کامرانیاں اور مال غنیمت میں حاصل ہونے والے قیمتی اثاثے، اور عظیم دولت تک قتیبہ بن مسلم کا پہنچنا دشوار رہا۔

کہا جاتا ہے کہ اندلس کی فتح کے بعد ایک شخص موسیٰ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرے ساتھ ایک آدمی کر دو میں اُسے قیمتی خزانوں سے آگاہ کروں چنانچہ موسیٰ نے اپنے چند آدمی اس کے ساتھ روانہ کر دیئے، جس کے بعد اُس شخص نے ان کو ایک جگہ دکھائی اور کہا یہاں سے کھدائی کرو، چنانچہ کھدائی کے بعد اس سرزمین سے ایک بہت ہی لمبا چوڑا قطعہ ارضی ظاہر ہوا جہاں دو خوبصورت جھنڈے لہر اڑتے تھے۔ وہاں پر ان حضرات کو یاقوت و جواہرات و زبرجد کا ایک قیمتی و کثیر خزانہ دستیاب ہوا، جس پر یہ حیران و ششدر رہ گئے۔ سونا تو اتنا کثیر تھا کہ اندازہ لگانا مشکل ہے اسی مقام سے ان لوگوں کو ایک ایسا کپڑا بھی ہاتھ لگا، پھر سونے کے تاروں سے تیار کیا گیا تھا۔ اس پر نہ صرف قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے۔ بلکہ وہ قیمتی جواہرات و یاقوتوں سے بھی آراستہ و ہیرا ستہ تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہاں ایک گم شکل شخص کو یہ ندا کرتے ہوئے سنا کہ تم پر آج جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھل چکا ہے۔ اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کو اس خزانے میں حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا وہ

دستر خوان بھی ملا تھا۔ جس پر بیٹھ کر وہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ ان تمام واقعات اور جنگ کی صورتحال کو ایک شخص جس کا تعلق موسیٰ بن نصیر کی اولاد سے تھا قلمبند کر کے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ جس کا نام ابو معاویہ معارک بن مروان بن عبد الملک بن مروان بن موسیٰ بن نصیر تھیری تھا۔ حافظ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ موسیٰ بن نصیر دور ولید میں دمشق آیا، اُس وقت عمر بن عبد العزیز نے اُس سے معلوم کیا کہ اُس نے سمندر میں کیا کیا عجائب دیکھے؟ تو اُس نے کہا کہ ہم ایک مرتبہ ایک ایسے جزیرہ پر پہنچے کہ وہاں ہم نے سولہ صندوق، لکڑی کے گھڑکی طرح کے دیکھے، جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے نام کی مہر لگی ہوئی تھی۔ میں نے ان میں سے چار بکس نکالنے کا حکم جاری کیا اس کے بعد ایک صندوق کو سوراخ کیا، تو اس میں سے ایک شیطان نمودار ہوا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ ”اس ذات کی قسم جس نے تجھے نبوت کے مقام پر فائز کیا میں دوبارہ فساد برپا کروں گا، موسیٰ بن نصیر نے کہا کہ اس شیطان نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا کہ میں سلیمان اور ان کی حکومت کے مثل شان و شوکت کہیں نہیں پاتا ہوں یہ کہتا ہوا وہ زمین روز ہو گیا، اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ گھڑ نما تین صندوق وہیں پہنچا دیئے گئے جہاں سے اٹھائے گئے تھے۔

سمعیانی وغیرہ کا بیان ہے کہ موسیٰ بن نصیر نے شہر نحاس کی طرف سفر کیا جو کہ مغرب کے آخری حصہ میں واقع بحر الاخضر کے نزدیک تھا۔ وہاں پہنچ کر اُس نے مغرب کے بحر الاخضر کے قرب میں دکھائی دی جانے والی اونچی دیوار کا جائزہ لینے شہسواروں کو روانہ کیا۔ تاکہ وہ دیکھیں کہ اندر داخل ہونے کا کوئی راستہ ہے یا نہیں؟ مگر شہسوار کے دن رات کی تلاش بسیار کے باوجود کوئی راستہ نہ مل سکا۔

لہذا موسیٰ نے حکم جاری کر دیا کہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ تہہ بہ تہہ رکھتا جائے، تاکہ اس دیوار کی انتہاء تک رسائی ممکن ہو سکے، مگر ایسا نہ ہو سکا جس کے بعد موسیٰ نے ایک سیڑھی تیار کرنے کا حکم جاری کیا۔ اور پھر ایک شخص کو اس سیڑھی کے ذریعہ اوپر چڑھ کر دیوار کے پار کی خبریں لانے کا فرمان جاری کیا، مگر اُس شخص کی ہمت اندر اترنے سے جواب دے گئی، حتیٰ کہ اور بھی لوگ چڑھتے رہے مگر خائف ہو کر وہ دوبارہ لوٹ آئے، غرض یہ کہ کوئی بھی اندر کی خبر لانے پر قادر نہ ہو سکا یہاں تک کہ موسیٰ اور اس کا قافلہ اس سلسلہ کو چھوڑ چھاڑ کر سمندری علاقہ سے باہر آ گئے، اور دوسرے چھوٹے بحیرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر ایک شخص کو دیکھا، موسیٰ نے اس سے معلوم کیا، آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا، میں جن جن ہوں، میرے باپ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کو احسن سمندر میں قید کر دیا ہے۔ اور میری حاضری سال بھر میں ایک مرتبہ ہوا کرتی ہے۔ جس میں اپنے باپ کی زیارت کر کے واپس ہو لیتا ہوں۔ موسیٰ نے اس سے کہا! کیا تم نے کبھی کسی کو اس شہر میں داخل ہوتے یا نکلنے دیکھا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیتے ہوئے کہا، ہاں مگر ایک شخص ہر سال آیا کرتا ہے، جو اس بحیرہ میں عبادت کر کے غائب ہو جاتا ہے۔ اور پھر نظر نہیں آتا۔ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں وہ کون شخص ہے، موسیٰ اس کے بعد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ افریقہ واپس آ گیا۔ واللہ اعلم بالصوات۔

موسیٰ بن نصیر نے ۹۳ھ میں سخت قحط کے دنوں میں افریقہ میں نماز استسقاء پڑھائی۔ نماز استسقاء سے پہلے تین دن کے روزے رکھنے کا حکم بھی جاری کیا۔ اور پھر لوگوں میں چل پھر کر وہ علاقے کے تمام لوگوں کے ساتھ باہر آیا، حتیٰ کہ اہل الذمہ کو بھی ساتھ لے لیا اور وہ منظر بڑا عجیب تھا۔ جب الحاح وزاری و چیخ و پکار سے ایک دوسرے کی بات سننا ممکن نہ تھا۔ موسیٰ تمام لوگوں کے ساتھ دوپہر تک الحاح آوزاری میں مبتلا رہا، جس کا فائدہ یہ ہوا کہ اللہ رب العزت نے ان کی دعائیں قبول فرمائی اور اتنی بارش ہوئی کہ تمام ضرورتیں پوری ہو گئیں۔ اس کے بعد وہ منبر سے اتر پڑا۔ اسی اثناء میں ایک نے سوال کیا کہ آپ نے اپنی دعاء میں امیر المومنین کو یاد نہیں کیا؟ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں ایک خدا کی یاد کے سوا سب یادیں ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ وہ جس دن دمشق میں قدم رنجہ ہوا، وہ جمعہ کا دن تھا۔ موسیٰ عالیشان کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھا، اور ایوان میں حاضری کے اس کی خدمت پر مامور تیس ایسے غلام تھے، جو بادشاہوں اور امراء کے بیٹے ہوتے تھے۔

جس وقت ولید نے موسیٰ کو اس شان و شوکت کے ساتھ دیکھا، اُس وقت ولید منبر پر بیٹھا لوگوں سے خطاب کر رہا تھا، اُس نے اپنے امراء اور فوجیوں کو ایک طرف کھڑے رہنے کا فرمان جاری کیا۔ اور جب موسیٰ شاہی ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ایک طرف کھڑا ہو گیا، تو ولید نے اپنے رب کی حمد و ثناء کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب رب العالمین کا احسان ہے کہ اس نے ایسے ہمیں ایسے بے باک، نڈر، بہادر سپہ سالاروں کے ذریعہ وسیع و عریض مملکت کے ساتھ بڑے بڑے ملکوں کی قیمتی اشیاء اور نوادرات سے مالا مال فرمایا۔ اسی دوران نماز جمعہ میں بھی تاخیر ہو گئی تھی۔ بس وہ منبر سے اتر، اور

نماز جمعہ پڑھانے کے بعد اس نے موسیٰ بن نصیر سے اس کی فتوحات کی کارگزاری سنانے کو کہا۔ اس نے نہایت جامع اور خوبصورت انداز میں کارگزاری سنائی، جس کے بعد موسیٰ کو بیش بہا قیمتی انعامات سے نوازا گیا۔ اس پر موسیٰ نے بھی امیر المومنین کی خدمت میں قیمتی تحائف پیش کئے، ان تحائف میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہ دسترخوان بھی تھا، جس پر بیٹھ کر وہ کھانا تناول کیا کرتے تھے۔

جو سونے چاندی کے ملاپ سے تیار کیا ہوا تھا۔ جس پر ہیرے جواہرات بھی جڑے ہوئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جب ولید نے اپنے بیٹے مروان کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا اس وقت اس کے لشکر جبار میں ایک لاکھ تو صرف ایسے غلام تھے جو افریقہ وغیرہ سے گرفتار کئے گئے تھے۔ جب اپنے بھتیجے کو سپہ سالاری سونپی اس وقت بھی اس کی فوج میں ایک لاکھ برابر قیدی بھی شامل تھے۔ جب ولید کے پاس مال غنیمت کی تفصیل پیش کی گئی اُس میں بھی صرف (۵۰) پچاس ہزار غلام اُس کے حصہ میں آئے۔ خلاصہ کلام یہ کہ موسیٰ بن نصیر کے دور امارت میں مسلمانوں کو اتنا مال و دولت میسر آیا کہ اس کی مثال سے تاریخ اسلام قاصر نظر آتی ہے۔

موسیٰ بن نصیر کہا کرتا تھا کہ اگر مجھے کچھ اور موقع ہاتھ لگتا تو رومی شہروں پر بھی قابض ہو جاتا۔ لیکن ولید کے فوت ہونے کے بعد اس کا بھائی سلیمان باوجود اتنی قربانیوں، فتوحات، اور بے حد و حساب غنائم، اور غلاموں کی برزی تعداد پیش خدمت کرنے کے، موسیٰ بن نصیر پر سخت ناراض ہو گیا۔ حتیٰ کہ اُسے گرفتار کر لیا، اور اس کے تمام مال و غلام کا مطالبہ بھی کرنے لگا۔ اس طرح موسیٰ، سلیمان کی قید میں زندگی گزارنے لگا۔ جب سلیمان نے لوگوں کو حج کرایا تو سلیمان موسیٰ کو بھی حج کیلئے ساتھ لے آیا۔ اور بالآخر موسیٰ بن نصیر کی مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اور وادی قرئی میں تدفین ہوئی، وفات کے وقت اس کی عمر تقریباً ۵۰ برس تھی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی وفات ۹۳ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(رحمہ اللہ تعالیٰ رحمة واسعة وعفاعة بکرمہ وفضلہ آمین)

۹۸ ہجری

اس سال سلیمان بن عبد الملک نے اپنے بھائی مسلمہ کو قسطنطنیہ سے جنگ کیلئے تیار کیا۔ اور اپنے پاس موجود لشکر کے علاوہ بھی بہت سے جوان اس کے سپرد کئے۔ مسلمہ بن عبد الملک نے اپنے لشکریوں سے کہا کہ زیادہ سے زیادہ خورد و نوش کا سامان ہمراہ لے چلیں۔ چنانچہ کھانے پینے کا بڑی مقدار میں سامان بھی اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب یہ لوگ اس شہر میں کامیابی کی غرض سے داخل ہوئے تو اس نے حکم جاری کیا کہ اپنے کھانے پینے کے سامان کو استعمال کرنے کی بجائے، اسی شہر سے اشیاء خرید کر استعمال کرو۔ اور اگر ممکن ہو تو یہاں کھیتی باڑی کا کام بھی انجام دو۔ اور اپنی رہائش کیلئے اس شہر میں لکڑی کے مکانات بنالو۔ اس لئے کہ ہم اس شہر کو فتح کر کے یہاں رہائش پذیر ہونے کیلئے آئے ہیں۔ واپس جانے کیلئے نہیں آئے۔ ہماری واپسی اُس وقت ہوگی جب ہم اس شہر کو مکمل فتح کر لیں گے۔ یہاں مسلمہ کو ایک عیسائی ملا جو قسطنطنیہ کا رہائشی تھا۔ جس کا نام ایون تھا۔ اسے مسلمہ نے اپنے ساتھ شامل کر کے اس سے شہر کی جاسوسی اور یہاں کے حالات سے آگاہی کا کام لینا چاہا، مگر وہ بھی بڑا مکار، وعیار ظاہر ہوا، چنانچہ ظاہر مسلمانوں کا ہمدرد اور خیر خواہ نظر آتا تھا۔ جبکہ وہ شہر کے لوگوں سے ملا ہوا تھا۔ اس طور سے کہ لوگوں نے اسے لالچ دیا کہ تو مسلمانوں کو یہاں سے نکال دے، ہم مجھے اپنا بادشاہ قبول کر لیں گے۔ چنانچہ ایون نے مسلمہ کو اپنا گرویدہ کرنا شروع کر دیا اور اس سے کہنے لگا کہ اگر تمہاری یہ بوجھ بردار سواریاں یونہی کھڑی رہے تو لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے کہ تمہارا طویل جنگ کا ارادہ ہے، اسی لئے بہتر یہ ہے کہ تمام کھانے پینے کے سامان کو جلد دوتا کہ شہر کے لوگ تمہارے ارادوں سے آگاہ ہو جائیں اور شہر تمہارے حوالے کر دیں۔

مسلمہ نے ایون کی بات مانتے ہوئے سارا سامان جلا ڈالا، جس کے بعد ایون جتنا زیادہ سے زیادہ ہو سکا راتوں رات سامان کشتی میں بھر کر لے گیا اور صبح ہوتے ہی اس نے مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑنے کا ارادہ مکمل کر لیا اور اپنی دشمنی میں علی الاعلان منظر عام پر آ گیا۔ اب مسلمانوں

کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ طویل قیام نے ان کی صحت کو کمزور کر کے رکھ دیا تھا۔ اسلئے لئے انہوں نے اپنا رہاسا سامان خور و نوش اپنی بھوک مٹانے پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اسی اثناء میں انہیں سلیمان بن عبد الملک کی موت کی اطلاع ملی، اور عمر بن عبد العزیز کی خلافت کا پیغام بھی ملا اس لئے مسلمان شام کی لوٹنے لگے۔ حتیٰ کہ بہت سے سپاہی واپس جا چکے تھے۔ لیکن مسلمہ نے جانے سے گریز کیا بلکہ قسطنطنیہ میں ایک مسجد کی بنیاد ڈال کر اس کی تعمیر مکمل کرنے میں مصروف ہو گیا۔

واقعی کا بیان واقعی نے ذکر کیا ہے کہ جب سلیمان بن عبد الملک امیر بنا تو اس نے بیت المقدس میں رہائش کا ارادہ کیا۔ تاکہ وہاں سے قسطنطنیہ میں موجود فوجوں کی طرف سامان وغیرہ کی صورت میں مدد بھیجتا رہے۔ اسی طرح کا مشورہ موسیٰ بن نصیر نے بھی اسکو دیا تھا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی سے پہلے اڑوس پڑوس کے چھوٹے بڑے دیہات اور علاقوں کو اپنی تحویل میں لے لو، تو قسطنطنیہ کی فتح آسان تر ہو جائے گی۔ بلکہ ممکن ہے وہاں کے باشندے خود ہی شہر کو آپکے حوالہ کر دیں۔

لیکن سلیمان نے جب یہ بات اپنے بھائی مسلمہ سے کی تو اس نے دوسری طرح کا مشورہ دیا اور کہا کہ قسطنطنیہ فتح ہونے کے بعد دوسرے علاقوں پر خود بہ خود فتح و کامرانی نصیب ہو جائے گی۔ سلیمان نے اس مشورہ کو اچھا سمجھتے ہوئے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ شام اور جزیرہ سے فوجیں روانہ کرنا شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ جزیرہ اور شام دونوں جانب سے دولاکھ چالیس ہزار مقاتلین کا لشکر جرار بہت سا سامان اور ہدایا و تحائف دے کر روانہ کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ خبر اور ثابت قدمی کی وصیت بھی کی، اور مسلمہ کو تو یہ بھی مشورہ دیا کہ اپنے کام کاج میں صلاح و مشورہ کے لئے ایون کو شامل رکھنا۔

چنانچہ یہ لوگ ایک عظیم لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ پہنچ گئے۔ وہاں کے رہنے والوں نے مسلمہ سے جزیرہ دیکر صلح صفائی کرنا چاہا۔ مگر مسلمہ نے کہا میں تو اسے اپنی طاقت کے بل بوتے پر فتح کروں گا۔ اس پر شہر کے لوگوں نے کہا کہ چلو پھر تم ہمارے پاس ایون رومی کو بھیجو۔ جب ایون ان لوگوں کے پاس آیا تو انہوں نے اُس سے کہا کہ تم حیلہ بہانہ کر کے یہاں سے مسلمانوں کو لے جاؤ ہم تم کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں گے۔ اس کے بعد ایون مسلمہ کے پاس آکر کہنے لگا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم مسلمہ کو شہر اُس وقت حوالہ کریں گے جب یہ لوگ شہر سے باہر نکل جائیں گے۔ پہلے پہل تو ایون کی غداری کا علم مسلمہ کو ہو گیا تھا۔ مگر پھر اس کی بنی ٹھنی باتوں میں آکر حملہ کرنے سے رک گیا اور پھر ایون قسطنطنیہ کو مسلمانوں سے بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور مسلمہ نے اس کا محاصرہ بھی اٹھالیا۔

ابن جریر کے تذکرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان بن عبد الملک کی وفات کے بعد ولید بن عبد الملک کو ہونا چاہئے تھا۔ مگر سلیمان بن عبد الملک کی نیت میں فتور آیا۔ اور اس نے یزید کی جگہ اپنے بیٹے ایوب کو یہ منصب دلوا دیا۔ مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایوب کی وفات سلیمان ہی کے دور میں ہو گئی۔ جس کی بنا پر سلیمان نے اپنے چچا کے بیٹے عمر بن عبد العزیز کے لئے ولی عہد کا اعلان کر دیا۔ اور لوگوں میں یہ بات مشہور کر دی کہ اس کے بعد خلافت اسی کا حق ہوگا۔ اور اگر دیکھا جائے تو یہ اچھا فیصلہ تھا اور اسی سال شہر صقالہ پر بھی فتح حاصل ہوئی۔

واقعی کا بیان ہے کہ اس سال جب برجان نے مسلمہ کی فوج میں کمی دیکھی تو ان پر حملہ آور ہو گیا، اسی بناء پر سلیمان نے مسلمہ کی امداد کی غرض سے اچھی خاصی فوج روانہ کی، جس کی بنا پر برجان کی فوج کو ناکام ہوئی، اور اسی سال یزید بن مہلب نے چین کی سرزمین پر علاقہ قہستان کا محاصرہ کر کے سخت جنگ لڑی، اور اس کا محاصرہ لوگوں کے اسلحہ ڈالنے تک جاری رہا۔ اس جنگ میں تقریباً چار ہزار ترکی انسانوں کا قتل عام ہوا، اور مسلمانوں کو یہاں سے بہت سا قیمتی اثاثہ مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوا، اس کے بعد یزید نے برجان کی طرف پیش قدمی کی، جہاں کے حکمرانوں سے مسلمان دہلیم میں سخت جنگ کر چکے تھے۔ اس موقع پر محمد بن عبد الرحمن بن ابی سبرۃ الجعفی نے دیدہ دلیری اور جوان مردی دکھاتے ہوئے یہاں کے حکمرانوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ اس جنگ میں ترکوں نے محمد بن عبد الرحمن بن ابی سبرۃ کی جوان مردی، اور دیدہ دلیری پر تعجب کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ ایک ترک شہسوار نے ابن ابی سبرۃ پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ تلوار اس کی خود میں پھنس گئی، مگر ابن ابی سبرۃ کا پلٹ کر اس پر حملہ کرنا ایسا کاری ثابت ہوا کہ اس کی جان لیکر اُسے چھوڑا۔ اس جاں گداز معرکہ کے بعد جب ابن ابی سبرۃ مسلمانوں کے پاس لوٹا تو اس کی تلوار خون سے لت پت تھی اور اس کی خود میں ترکی

کی تلوار کھسی ہوئی تھی۔

ایسا عجیب و غریب منظر دیکھ کر یزید بن مہلب پکار اٹھا کہ ہائے! کیا حسن و دلربا منظر ہے جو آج تک دیکھنا نصیب نہیں ہوا تھا پھر پوچھنے لگا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ابن ابی سبرہ ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ کیا خوب آدمی ہے کاش یہ اس کثرت سے شراب نہ پیتا۔ اس کے بعد یزید نے جرجان کے محاصرہ کا مصمم ارادہ کر لیا، چنانچہ محاصرہ سے وہاں کے حکمران اتنے تنگ ہوئے کہ وہ سات لاکھ درہم، چار لاکھ دینار، دو لاکھ کپڑے، چار سو زعفران سے لدے گدھے، چار سو آدمی اس طور سے کہ ہر آدمی کے سر پر زرہ بکتر اور اس کے ساتھ سبز قبہ اور چاندی کے پیالے اور مسلمانوں سے صلح کرنے پر رضامندی کا اظہار کرنے لگے۔ اس واقع سے پہلے اسی شہر کے لوگوں نے سعید بن عاص کی فتح و کامرانی کے بعد انہیں پہلے سال ایک لاکھ سالانہ جزیہ اور دوسرے سال دو لاکھ اور تیسرے سال تین لاکھ جزیہ دینے پر رضامندی ہوئے تھے۔ مگر بعد میں روگردانی کرنے لگے تھے۔ جس کے سبب آج پھر انہیں اس ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا، اور یزید نے سعید بن العاص کے دور میں آخری طے پانے والے جزیہ پر صلح نامہ لکھ کر انہیں پیش کیا اسی طرح جرجان کی جنگ میں ایک بہت ہی زیادہ خوبصورت، حسین و جمیل قیمتی تاج بھی ہاتھ لگا جو یزید نے محمد بن واسع کو ہدیہ پیش کیا مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا جس پر محمد بن واسع کو بہت سال مال انعام کے طور پر دیا گیا۔ جرجان کی جنگ میں یزید بن مہلب کو ایک لاکھ بیس ہزار نقد دینار بھی حاصل ہوئے تھے، اس کے بعد یزید نے خورستان کو حاصل کرنے کی تگ و دو شروع کر دی اور اس جنگ میں چار ہزار جاناں از مقدمۃ الخیش کے طور پر آگے روانہ کر دیئے، مگر باوجود ان تمام باتوں کے مسلمانوں کو ان سے زبردست جنگ کرنی پڑی، جس کے نتیجہ میں چار ہزار مسلمانوں کو شہادت کا مقام حاصل ہوا۔ جس پر یزید نے علاقہ پر یکے بعد دیگرے زبردست حملے کر کے لوگوں کو ہتھیار اور صلح کی منیر پر اکٹھے ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہاں کے جس حکمران نے صلح کی درخواست پیش کی تھی وہ الاصبہذ سے معروف تھا۔ اس نے سات لاکھ سالانہ اور بہت سی قیمتی اشیاء پر راضی نامہ منظور کیا۔ اس سال جو مشہور لوگ وفات پا گئے ان کی تفصیل بمعہ ناموں کے یہ ہے:

عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ..... عبداللہ بن عبداللہ، امام محبت اور عمر بن عبدالعزیز کا اتالیق تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے اس نے روایات نقل کی ہیں۔ دوسرے اعیان میں ابوالخفص الحنفی اور عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ گذرے ہیں۔ جن سے متعلق حال احوال ہم اپنی کتاب تکمیل میں تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۹۹ ہجری

اس سال سلیمان بن عبد الملک کا پینتالیس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ اور روایت صحیحہ کے اعتبار سے اس کا دور خلافت دو سال آٹھ ماہ پر مشتمل تھا۔ اس کا شجرہ نسب کچھ یوں ذکر کیا جاتا ہے۔

سلیمان بن عبد الملک بن مروان بن الحکم بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد الشمس اتوشی الاموی، ابوالیوب۔ اس کی پیدائش مدینہ منورہ میں بنی جزیلہ میں ہوئی، اور اپنے والد کے پاس ملک شام میں تربیت و تعلیم حاصل کیا۔ واقعہ افک کی روایت سلیمان نے اپنے باب اور دادا سے بیان کی ہے۔

ابن عساکر نے کہا ہے کہ اس نے دمشق میں باب الصغیر کے نزدیک دارالامارہ تعمیر کروایا تھا۔ اور اس میں قبۃ الخضر اء جیسا قبۃ الصفر اء بھی بنوایا تھا۔ سلیمان ایک فصیح اللسان اور عادل منصف آدمی کی حیثیت سے مشہور تھا۔ اور جنگوں کا بڑا ذوق و شوق رکھتا تھا۔ اس نے قسطنطنیہ کے گھیراؤ کیلئے فوجوں کو تیار کر کے روانہ کیا تھا۔ اور بالآخر اس نے وہاں کے لوگوں کو پہلی جامع مسجد تعمیر کروانے پر رضامندی کر لیا تھا۔

ابو بکر الصولی نے لکھا ہے کہ عبد الملک نے اپنے تینوں بیٹوں (ولید، سلیمان اور مسلمہ) کو بلا کر ان سے قرآن سنا، سب نے عمدہ قرآن پڑھ کر سنایا تو اس نے ان سے اشعار سنانے کی فرمائش کی، چنانچہ سب نے اشعار بھی بڑی خوبصورتی کے ساتھ اسے سنائے، سوائے اعشیٰ کے اشعار کے کہ اس کے اشعار عبد الملک کی چاہت کے مطابق نہ سناسکے، تو عبد الملک ان پر سخت غصہ ہوا اور اول فول ان سے کہنے لگا۔

اور پھر ان سے کہا کہ تم مجھے کسی عرب شاعر کا عمدہ سا شعر سناؤ، جو خوش گوئی سے پاک ہو، اور پھر وہ ولید کو سب سے پہلے بلایا۔ جس پر ولید نے یہ شعر پڑھ کر سنایا:

مما ركب وركوب الخيل يعجبني كمر كب بين دملوج و خلخال
یوں تو ہر طرح کی سواریاں ہیں۔ لیکن مجھے کپڑے اور پازیب پہننے والی سواریاں بھاتی ہیں۔ ولید کا یہ شعر سننے کے بعد عبدالملک نے کہا اور اس سے بھی عمدہ کوئی شعر اور ہے۔ اسے سلیمان آؤ تم سناؤ۔ تو سلیمان نے یہ شعر سنایا:

حبذا رجعتها يديها اليها في يدى درعها تحل الازارا
کیا کہنے اس کے جواب کے کہ اس ہاتھ تو اسی تک محدود رہا، جبکہ میرے ہاتھ میں تو اس کا محرم آگیا، جس نے اپنا ستر بھی کھول دیا۔
عبدالملک کہنے لگا کہ بات کچھ قابو میں نہیں آئی آؤ مسلمہ تم کوئی بہترین سا شعر سناؤ۔ اس پر اسے امرؤ القیس کا یہ مشہور شعر سنایا:

وما ذرفت عيناك الا لتضربني بسهميك في اعشار قلب مقتل
اے محبوبہ! تیرے رونے کا اس کے علاوہ اور کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ تو میرے محفوظ دل کو اپنی آنکھوں کے تیروں سے چکنا چور کرنا چاہتی ہو۔
عبدالملک نے مسلمہ کے اس شعر پر کہا کہ شاعر جھوٹ بول رہا ہے۔ اور اس نے حقیقت بیان نہیں کی، اس لئے کہ جب محبوبہ کی آنکھیں عشق کی بنا پر پر غم ہو گئیں، تو اب وصل کے سوا کچھ بقای نہ رہا۔ حالانکہ عاشق تو وہی ہوتا ہے جو اپنی پلکوں میں آنسو چھپا کر رکھے اور محبت کا راز فاش نہ ہونے دے۔
اس کے بعد عبدالملک نے کہا کہ میں تمہیں اس مکان میں تین دن کی چھوٹ دیتا ہوں۔ لہذا اس دوران تم میں سے جو کوئی عمدہ شعر پیش کرے گا۔ اسے وہ سب کچھ دیا جائے گا۔ جس کی وہ خواہش رکھتا ہو گا چنانچہ تینوں بیٹے اٹھ کر چل دیتے۔ ابھی سلیمان اپنے موکب میں ہی تھا کہ ایک اعرابی اونٹ ہانکتا ہوا آیا اور یہ شعر اس نے سنایا:

لو ضر بوا بالسيف رأسى فى مودتها لمال يهوى سريعا نحو هارأسى

اگر محبوبہ کی محبت میں میرا سر بھی قلم کر دیا جائے تو بھی میرا سر فوراً تیزی کے ساتھ اُسکی طرف سرک جائے گا۔
یہ سن کر سلیمان نے اعرابی کو بلا ڈالا اور اس سے یہ شعر سن کر اپنے باپ عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، میں وہ چیز لے کر آیا ہوں جس کا آپ نے ہم کو حکم دیا تھا۔ اور پھر شعر سنایا۔

سلیمان کے اس عمل پر عبدالملک نے کہا مانگو! کیا مانگتے ہو؟ سلیمان نے کہا عالی جان! آپ نے اپنے بعد ولید کو ولی عہد بنایا ہے چنانچہ میں چاہا ہوں کہ اس کے بعد مجھے ولی عہد بنایا جائے۔ عبدالملک نے اس کی آرزو پوری کرنے کا وعدہ فرمایا اور اسے حج پر روانہ کر دیا اور عبدالملک نے سلیمان کو ایک لاکھ درہم بھی دیتے، جو سلیمان نے اس شاعر کو دے دیئے جس نے یہ شعر کہا تھا۔

بہر حال جب عبدالملک کا ۸۶ھ میں انتقال ہوا تو خلافت سلیمان کے بھائی ولید کو سونپ دی گئی اور سلیمان اس کے پاس مشیر وزیر ہونے کی حیثیت سے رہنے لگا اور وہ جامع مسجد دمشق کی تکمیل میں مشغول ہو گیا۔

۹۶ھ اور ولید کی وفات

۹۶ھ کے ماہ جمادی الاخری کے نصف ماہ گزر جانے کے بعد سنیچر کی صبح طلوع ہو جانے کے بعد جب ولید کا انتقال ہوا۔ اس وقت سلیمان رملہ کی سرزمین پر تھا۔ جب رملہ سے واپسی ہوئی تو اعلیٰ حکام کے وفود نے آکر سلیمان سے ملاقات کی، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ لوگ بیت المقدس جا کر اس سے ملے بھی اور اس کے ہاتھ پر بیعت بھی کی، اس کے بعد سلیمان نے بیت المقدس ہی کو اپنا جائے قرار بنانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جس کی بنا پر سرکاری عہداران وہیں آنے جانے لگے، اور کہا جاتا ہے کہ سلیمان اپنا شاہی دربار صحن مسجد میں ایک قبہ کے نزدیک لگاتا تھا جو صخرہ کے نزدیک لگتا تھا جہاں اکابرین اس کے چاروں طرف تشریف فرما رہتے تھے۔ جہاں سلیمان ان حضرات میں اموال تقسیم کر کے ان کا شاہی اکرام کیا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ یہ سلسلہ چلتا رہا پھر

سلیمان دمشق آگیا اور جامع مسجد دمشق کو پایا تکمیل تک پہنچایا سلیمان کے دور خلافت ہی میں مقصود کی تجدید کا کام بھی سرانجام پایا۔ اور عمر بن عبدالعزیز کو اسنے اپنا مشر و معاون بنالیا۔ سلیمان عمر بن عبدالعزیز سے کہا کرتا تھا۔ کہ مجھے حکومت تو مل گئی ہے مگر اس کے چلانے میں تمہاری تدابیر اور حکمت ملی کی مجھے ضرورت رہے گی۔ لہذا عوام الناس کی اصلاح کی خاطر جو بہتر سمجھو وہ مجھے بتادیا کرو۔ اور خود بھی اسے معاملات کا خیال رکھنا۔ لہذا کہا جاتا ہے کہ حجاج کے معاونین کی معزولی اور قیدیوں کی آزادی اور اسی طرح عراقی باشندوں کو اعزاز و انعام و اکرام سے نوازنا اور نمازوں کو اپنے اول وقت میں پڑھوانے کا انتظام و اہتمام عمر بن عبدالعزیز کی ذمہ داری میں شامل سمجھا جاتا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قسطنطنیہ کی جنگ میں سلیمان نے عمر بن عبدالعزیز ہی کے مشورہ سے علاقہ شام، جزیرہ اور موصل سے ایک لاکھ بیس ہزار جنگجو روانہ کئے تھے۔ اسی طرح ملک سمر اور افریقہ وغیرہ سے ایک لاکھ شہسوار روانہ کئے گئے تھے۔

ابن ابی دنیا کا کہنا ہے کہ سلیمان نے اقتدار سنبھالتے ہی جو الفاظ اپنی زبان سے ادا کئے وہ یہ تھے:

”تمام تعریف اس ذات پاک کے لئے جو اپنی من چاہی سے جو کرنا چاہتا ہے کرتا ہے، جسے چاہے بلند کر دے، جسے چاہے عزت سے نوازے اور جسے چاہے پست و ذلیل کر دے، جسے چاہے خوب عطا کرے، جسے چاہے محروم رکھے، دنیا دھوکہ اور فریب کا گھر ہے یہاں رونے والا ہنستا ہے تو کبھی ہنسنے والا روتا ہے۔ اے لوگو! خدا کا خوف اپنے دل میں رکھو! خدا کی کتاب کو اپنا رہنما و رہبر بنائے رکھو، اور اس کے جاری کردہ احکام سے خوش رہو۔ یہ پچھلی کتابوں کے لئے تاناخ ہے۔ مگر اس کو منسوخ کرنے والی کوئی کتاب نہیں اے لوگو! یہ قرآن وہ کتاب ہے جس نے شیطان کے رجل و فریب کو آشکارا کیا ہے۔“

حماد بن زید نے یزید بن حازم سے نقل کیا ہے کہ سلیمان پر جمعہ کو اپنے خطاب میں یہ کہا کرتا تھا کہ دنیا والے اپنی رحلت کیلئے تیار رہیں، اس لئے کہ ابھی وہ اطمینان کا سانس پورا بھی کریں گے کہ قضائے اجل آکھڑی ہوگی۔

سلیمان نے ۹۷ھ میں حج کے دوران عمر بن عبدالعزیز سے کہا تم یہ جو بے حساب مخلوق یہاں دیکھ رہے ہو۔ اس کی صحیح تعداد خدا بزرگ و برتر کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی انہیں رزق و صحت یا بی عطا نہیں کر سکتا۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اے امیر المومنین آج یہ آپ کی رعیت میں ہیں کل کو آپ کے دشمن بھی بن سکتے ہیں۔ یہ سن کر سلیمان زار و قطار رونے لگا اور کہا کہ میں اپنے رب کی مدد طلب کرتا ہوں۔ ہر قسم کے شرور سے۔

ایک مرتبہ دوران سفر بجلی کڑک رہی تھی، بادل گرج رہے تھے اور تیز ہوائیں چل رہی تھیں تو سلیمان نے کہا کہ اے عمر! جانتے ہو یہ اللہ کی رحمت کے آثار و علامات ہیں۔ تو اندازہ لگا اس کے عذاب کی علامتیں اور نشانیاں کیسی ہوں گی سلیمان کے بعض دلچسپ و نفرب مقولے بڑے مشہور و معروف ہیں۔ وہ کہا کرتا تھا۔ خاموشی عقل کیلئے مٹی نیند کی مانند ہے جبکہ کلام کرنا اس کی بیداری ہے اور دونوں اپنی تکمیل میں ایک دوسرے پر موقوف ہے سلیمان کے پاس ایک آیا۔ جس کی گفتگو سلیمان کو بہت پسند آئی۔ بعد میں اس کے حال احوال معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ تو بے وقوف ہے تو اس پر سلیمان نے کہا آدمی کی گویائی کی عقل پر فضیلت دھوکہ ہے جبکہ عقل کی گویائی پر فضیلت عیب ہے جبکہ دونوں کا ملاپ بہترین چیز ہے۔ سلیمان نے ایک دفعہ یہ بھی کہا کہ عقلمند اپنی حرب لسانی کے ذریعہ مال دولت کے حصول پر حریص رہتا ہے اسی طرح اس کا ایک قول یہ بھی ہے کہ جو شخص اچھا بولنے پر بھی قادر ہو اور خاموشی پر بھی ملکہ رکھتا ہو تو ایسے شخص کا خاموش رہنا افضل ہے اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ جو خاموشی پر قدرت رکھتا ہو، وہ اچھی گویائی پر بھی قادر ہوگا، ذیل میں سلیمان کا وہ شعر لکھا جا رہا ہے جس میں اس نے اپنے دوست کی وفات پر اپنے دل کو تسلی دی ہے کہتا ہے:

وہون و جدی فی شرا حیل اننی
منی شنت لاقیت امرات صاحبہ
ومن شنی الا افراق صاحبی
وان ملنی الاسبالت لہ رشداً
وان دام لی بالود دمیت ولم اکن
کاخیر لایرعی ذماماً ولا عہداً

”میرے دل کو شراہیل کی طرف سے قرار ملا ہوا ہے کہ جب میں چاہتا تھا اُس سے ملاقات کر لیتا تھا۔ جس کے ساتھی کا انتقال ہو چکا ہے اسی کے اشعار میں سے یہ بھی ہے۔ میرا تو طریقہ ہی یہ ہے کہ میں اپنے ساتھی سے علیحدہ نہیں ہوتا ہوں اگر آپ کی طرف سے اذیت بھی پہنچے تو میں اس کا خیر خواہ رہتا ہوں۔“

اور اگر وہ دوستی کو ہمیشہ رکھنا چاہتا ہے تو میں بھی اس پر ثابت رہتا ہوں اور میں کبھی اس کے ساتھ قطع تعلقی اور بد عہدی نہیں کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ سلیمان نے اپنے لاؤ لشکر میں گانے بجانے کی آواز سنی تو اس کی تلاش میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں کے بارے میں اُسے اطلاع دی گئی تو وہ کہنے لگا کہ گھوڑے کا ہنہانا، گھوڑی کی چاہت پر دلالت کرتا ہے۔ اور اونٹ کا ہنہانا اونٹنی کو حاصل کرنے پر دلالت کرتا ہے اور مینڈھے کا بھیس بھیس کرنا اپنی مینڈھنی کے خیالات کی وجہ سے ہوتا ہے اور آدمی کا گانے بجانے میں لگنا عورت کی طرف میلان کی بنا پر ہوتا ہے۔ لہذا اسکو خفیہ کر دیا جائے۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا غالی جان یہ مسئلہ کے حکم میں ہو جائیگا اس پر سلیمان نے پھر نظر ثانی کرتے ہوئے انہیں ملک بدر کر دینے کا شاہی نامہ جاری کیا۔ جس پر ان لوگوں کو ملک بدر کر دیا گیا۔

سلیمان کے اکل و شرب (کھانے پینے) سے متعلق بھی کچھ باتیں مشہور و معروف ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اس نے چالیس مرغیاں بھنوا کر اور اسی پیالے چربی کے منگوا کر دسترخوان پر لگایا گیا، پھر دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر اور دیگر لذیذ کھانے پینے کی چیزوں کے ساتھ اسے کھا گیا۔ وہ خوب لذیذ و عمدہ کھانے کا شوقین تھا ذرا کر کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ اپنے رفقاء کے ساتھ ایک باغ میں گیا وہاں پھل حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ پھل حاضر کر دیئے گئے۔ سب لوگوں نے سیر ہو کر وہ پھل کھائے اور اٹھتے گئے سب لوگ اٹھ گئے مگر سلیمان کھانے میں لگا رہا۔ حتیٰ کہ پھل کھانے کے بعد دو مرغیاں تیار کروا کر منگوائی گئیں اور سلیمان وہ بھی چٹ کر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی موت کا سبب ہی غذا بنی تھی مگر دو سے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی موت کا سبب اس کا ایک مرتبہ چار سوانڈے اور دو ٹوکری انجیر کھانا ہے۔

لیکن بعض اور تاریخ دانوں کا کہنا ہے کہ سلیمان انتہائی حسین و جمیل اور بدلا پتلا نوجوان پھر تیز انسان تھا۔ اور کھانے پینے سے متعلق اس طرح کی باتیں من گھڑت اور بے اصل ہیں جنکی بدولت سردارانِ عجم و عرب کو بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے قسریں کی سرزمین پر مقام واقع میں ماہ صفر ۹۹ھ میں بروز جمعہ وفات پائی۔ اس کی خلافت ولید کے بعد دو سال نو ماہ اور دس سن بتائی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ سلیمان سے تلے بدن اور سرخ و سفید بدن اور باوقار و جاہت سے پر انسان تھا۔ اس کی بھنوں کے درمیان خلا نہیں تھا۔ وہ انتہائی فصیح و بلیغ اور عمدگی کے ساتھ عربی بولنے پر قادر تھا۔ ہمیشہ دین داری اور راہ راست کی فکر میں رہتا تھا۔

حق بات پر ثابت قدمی اور اہل حق کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ اس میں بھر پور تھا۔ قرآن و سنت کی تابعداری نمایاں نظر آتی تھی۔

سلیمان کی قسطنطنیہ آمد..... قسطنطنیہ پہنچنے پر اس نے کہا کہ میں فتح و کامرانی کے ساتھ یہاں سے لوٹوں گا یا میری موت واقع ہوگی۔ اس سے پہلے میری واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے اور یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ ایک دن سلیمان نے سبز دریاں بچھائی اور سبز عمامہ باندھ کر اپنے ارد گرد کے ماحول کو بھی سبز رنگ میں تبدیل کر کے اپنے بازوؤں کو بل دیتے ہوئے کہنے لگا کہ میں تو ابھی جوان خلیفہ ہوں۔ اور یہ بھی بات مشہور ہے کہ اس نے آئینہ طلب کیا اور پھر اس میں اپنے سر سے پیر تک پورے وجود کا معائنہ کرتے ہوئے بولا محمد ﷺ نبی تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، صدیق تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق تھے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، غنی تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، شجاع تھے، اور حضرت معاویہ حلیم تھے اور یزید صابر تھا، عبدالملک منتظم تھا، ولید جبار تھا، اور میں نوجوان بادشاہ ہوں۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس بات کے ایک ماہ اور بعض کے نزدیک ایک فقیہ گزرا تھا کہ یہ انتقال کر گیا۔

بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ جب یہ بیمار ہوا تو اس نے وضو کرنا چاہا اور لونڈی کو بلوا کر اس کو وضو کروانے کو کہا چنانچہ وہ وضو کے لئے پانی بھی ڈال رہی تھی اور یہ شعر بھی سن رہی تھی:

انت نعم المتاع لو كنت تقي
غير أن لا بقاء لـلـانسان
انت خلو من العيوب ومما
يكـره الناس غير أنك فـان

”تو بڑے نفع کا سامان ہے، کاش تو زندہ رہتا مگر انسان کو ہمیشگی کہاں ملتی ہے، اور تو تمام عیوب سے بری ہے اور ایسی تمام برائیوں سے بچا ہوا ہے جس کو لوگ برا سمجھتے ہیں سوائے اس کے کہ توفانی ہے۔“

سلیمان کے بارے میں یوں کہا جاتا ہے کہا اس نے قسم کھائی تھی کہ مرجع واپس نہیں جاؤں گا جب تک قسطنطنیہ کی فتح کی خبر اپنے کانوں سے نہ سن لوں۔ مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس خبر سے پہلے ہی اس کی وفات ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ مرض الموت میں جبکہ آواز بھی اس کی صاف سنائی نہیں دیتی تھی وہ یہ کہہ رہا تھا:

ان بنی صبیہ صغار الفلاح من کان له کبار
ہائے میرے تو بچے بھی چھوٹے چھوٹے ہیں، کامیاب ہے وہ شخص جس کی اولاد بڑی ہے۔
اس کے جواب میں عمر بن عبدالعزیز یہ آیت تلاوت کرتے تھے:

قد افلح المومنون
”مومن لوگ ہی کامیاب ہیں۔“
اور پھر سلیمان یہ شعر سناتے تھے:

ان بنی صبیہ صیفیون قد افلح من کان له ربیعون
”بلاشبہ میری اولاد اچھے اخلاق کی مالک ہے اور کامیاب لوگ وہی ہیں جن کی اولاد افضل و اعلیٰ ہو۔“
سلیمان کی زبان سے ادا ہونے والے آخری کلمات یہ ذکر کئے جاتے ہیں:
اے رحیم و کریم رب، میں تیری بارگاہ کا بھکاری ہوں، تو میری حالت تبدیل فرما دے اس کے بعد اس نے اپنے رب کی پکار پر لبیک کہا۔

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت

ابن جریر نے بنو امیہ کے مشیر رجا بن حیوہ کے متعلق کہا ہے کہ سلیمان نے اپنی موت سے قبل اپنے کم عمر بیٹے داؤد کو امارت سونپنے سے متعلق اس سے مشورہ طلب کیا، تو ابن حیوہ نے کہا کہ وہ تو قسطنطنیہ گیا ہوا ہے اور اس کے بارے میں صحیح علم بھی نہیں کہ زندہ بھی ہے یا نہیں، اور ابن حیوہ نے اس سے یہ بھی کہا کہ آپ اپنی قبر کے حوالے ہونے سے پہلے کسی نیک و صالح و اہل شخص کو اختیارات سونپ دو، اس پر سلیمان نے کہا پھر داؤد کے علاوہ اپنی کی نظر میں کون چلتا ہے۔ تو ابن حیوہ نے کہا کہ جو رائے امیر المومنین کی ہو، تو سلیمان نے کہا عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں آپ کہا کہتے ہیں تو ابن حیوہ کہنے لگا کیا خوب! عال جان میں تو ان میں سوائے بھلائی کے اور کوئی چیز نہیں دیکھتا ہوں۔ اور وہ اس کی اہلیت بھی رکھتے ہیں، مگر ایک بات کا خوف ہے کہ آپ کے بھائی وغیرہ رشتہ دار ناراضگی کا اظہار نہ کر بیٹھے تو امیر المومنین کہنے لگے، خدا کی قسم اسی عہدہ کے لائق وہی شخص بہتر ہے مگر سلیمان نے اور میں بنو مروان کو خوش کرنے کی غرض سے عمر بن عبدالعزیز کے بعد یزید بن عبدالملک کے لئے ولی عہد کا اشارہ کیا۔ اور پھر خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط عبداللہ سلیمان بن عبدالملک کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کے نام لکھا جا رہا ہے۔ اما بعد! میں نے عمر بن عبدالعزیز کو اپنے بعد خلافت کی ذمہ داری دے دی ہے اور ان کے بعد یزید بن عبدالملک کو خلیفہ نامزد کرتا ہوں۔ لہذا تم لوگ سنو اور اس بات

کی پیروی کرو، اور خوف خدا رکھو، اور اختلاف سے بچتے رہنا تاکہ دشمن بھی تم سے خوف زدہ رہے۔

اس کے بعد خط بند کر کے اس پر مہر ثبت کر دی گئی اور پھر صاحب الشرط کعب ابن حامد العباس کے پاس اس حکم کے ساتھ روانہ کر دیا کہ میرے اہل بیت کو جمع کر کے انہیں یہ حکم دو کہ وہ اس خط کے مطابق عمل کریں اور اس ترتیب کے تحت ان سے بیعت کریں، اور جو کوئی مخالفت کرے اس کی گردن اڑا دینا۔

اس خط کو سننے کے بعد بنو مروان نے عمر بن عبدالعزیز کی مخالفت کی اور عمر بن عبدالعزیز بھی اس ذمہ داری کے قبول کرنے پر رضامند نہ تھے مگر کئی لوگوں کے زور دینے اس ذمہ داری کو قبول کر لیا۔

بہر حال ۹۹ھ بروز جمعہ بعض کے نزدیک ماہ محرم میں اور بعض اقوال کے مطابق ماہ صفر میں ان کی خلافت کے سلسلہ میں بیعت ہوئی۔ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت سے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی خلاف میں خلافت راشدہ کا احیاء اور اسلامی تہذیب و تمدن اور احکامات خداوندی اور حکم خدا اور سنت رسول ﷺ اور اسلامی تعلیمات کے اعتبار سے نشاۃ ثانیہ کا دور کہلاتا ہے تاریخ اسلامی میں عمر بن عبدالعزیز کو پانچواں خلیفہ راشد گردانا جاتا ہے۔ ان کے زمانہ خلافت میں اموی دور کی بہت سے خرافات اختتام پذیر ہوئیں اور دیانت داری، تقویٰ کی روشنی اور اسلامی شعائر کا احترام عام لوگوں میں پیدا ہونے لگا۔ چنانچہ وہ جب بھی خطبہ دیئے لوگوں کو تقویٰ پر کاربند رہے اور گناہوں سے دور رہنے کی تلقین کرتے، ایک دن دوران خطبہ انہوں نے کہا کہ اے لوگوں! میری خواہش ہمیشہ شئی اعلیٰ کی ہوتی ہے اب مجھے خلافت ملنے کے بعد میری خواہش اس سے اعلیٰ کو حاصل کرنے کی ہے اور وہ جنت ہے لہذا اے لوگوں! تم پر اللہ رحم کرے، تم میری اس سلسلہ میں معاونت کرو۔

جب عمر بن عبدالعزیز نے سرزمین روم قسطنطنیہ کے گھیراؤ کیلئے روانہ کیا، چنانچہ جب ان لوگوں پر مشکل حالات منڈلانے لگے اور کھانے پینے کے سامان میں تنگی ہونے لگی تو عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ بن عبدالملک وغیرہ کو دوبارہ اپنے گھروں میں سرزمین شام آنے کا حکم دیا۔ اور ان کے لئے بڑی مقدار میں کھانے پینے کا سامان، اور پانچوں گھوڑے روانہ کئے۔ جس پر لوگ بہت خوش ہوئے اور کہا جاتا ہے کہ اسی سال ترکوں نے آذربائیجان پر حملہ کر کے بڑی قتل و غارت گری مچائی اور کئی مسلمانوں کو مار ڈالا۔ جس پر عمر حاتم بن النعمان باہلی نے خصوصی توجہ دیتے ہوئے ان غارت گری کرنے والے ترکوں کو اپنے انجام تک پہنچایا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قیدی بنا کر عمر بن عبدالعزیز کی طرف روانہ کیا جو اس وقت خناصرہ میں رہائش پذیر تھے، بنو امیہ دور میں لوگ نماز میں تاخیر کرنے کے عادی بن گئے تھے عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی اس کی طرف توجہ دیتے ہوئے اس وقت میں نماز پڑھنے کا حکم جاری فرمایا۔ اور نماز کی طرف سے غفلت اور سستی کو چھوڑنے کا خصوصی حکم نامہ ارسال کیا۔ اور اس پر مؤذنون کو خصوصی نور پر متنبہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ عثمان الرحی الحمصی نے عمر بن عبدالعزیز کے ایک مؤذن کو ان پر دوران نماز سلام پڑھتے ہوئے سنا جو یوں کہہ رہا تھا:

السلام علیکم یا امیر المومنین ورحمة اللہ وبرکاتہ، حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح الصلوٰۃ قد قاربت.

”اے امیر المومنین آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں نماز کیلئے آؤ، نماز کیلئے آؤ، نماز کا وقت

قریب ہو گیا۔“

اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے یزید بن مہلب کو عراق کی امیری سے ہٹا دیا اور عدی بن ارطاة فزاری کو بصرہ کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ اور حسن بصری کو بصرہ کا قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔ اور جب ان لوگوں نے ان سے استعفیٰ مانا تو انہوں نے بغیر چوں چراکے استعفیٰ دے دیا، اور ان کی جگہ ایاس بن معاویہ کو مل گئی۔ اور کوفہ کی امیری کیلئے عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب کو مقرر کیا گیا اور ان کے ساتھ ابوالزناد کا تب کو بھی روانہ کیا۔ اور عامر الشعمی کو قاضی القضاۃ مقرر کر لیا۔

واقعی نے کہا ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت تک قاضی رہے اور خراسان کی امارت جراح بن عبداللہ الحکمی کے حوالے کر دی گئی اور مکہ مکرمہ کی نیابت عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن امیہ کو سونپی گئی۔

اور مدینہ منورہ کی نیابت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے ذمہ ہوئی انہوں نے اس سال لوگوں کو حج بھی کرایا اور عمر بن عبدالعزیز نے مصر کی گورنری کے لئے ایوب بن شریل کو نامزد کیا اور عبدالملک بن وداع کی چھٹی کر دی گئی۔

جعفر ابن ربیعہ، یزید بن ابی حبیب اور عبداللہ ابن ابی جعفر کو مفتی مقرر کیا۔ یہ تینوں لوگوں کو فتویٰ بتایا کرتے تھے۔
افریقہ اور مغرب کے شہروں کیلئے امیر ایک اچھے کردار اور اچھی شخصیت کے حامل اسماعیل بن عبداللہ المحزومی کو طے کیا گیا۔
چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کے دور میں سرزمین مغرب کے بہت سے لوگ مشرف باسلام ہوئے تھے۔

اس سال وفات پانے والے لوگ

الحسن بن محمد بن حنفیہ..... یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ جنکے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ وہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے ارجاء سے متعلق بات کی پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ ان کی وفات ۹۵ھ میں ہوئی جبکہ خلیفہ کے قبل کے مطابق اس کی وفات عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں ہوئی اور ہمارے مشائخین کا کہنا بھی یہ کہ اسی سال اس کا انتقال ہوا۔ واللہ اعلم۔

عبداللہ بن محیریز بن جنادہ بن عبید..... یہ بھی جلیل القدر تابعی، قرشی، حجازی اور مکی ہیں۔ بیت المقدس بھی تشریف لے گئے ہیں انہوں نے ام ابی محمد ذرہ مؤذن کے شوہر اور عبادہ بن اور ضامت اور ابوسعید اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے خالد بن معدان مکحول، حسان بن عطیہ اور زہری وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کے ثقہ ہونے پر لوگوں نے اعتماد کیا ہے۔ اور ائمہ کی ایک جماعت نے ان کی بڑی تعریف کی ہے حتیٰ کہ رجاء بن حیوہ نے تو یہاں تک کہہ ڈالا کہ اگر اہل مدینہ ہماری تعریف پر عمر بن عبدالعزیز جیسے لوگوں کی بنا پر مجبور ہیں۔ تو ہم بھی ان پر عبداللہ بن محیریز جیسے عبادت گزار کی بنا پر فخر کرتے ہیں۔ ان کے کسی بیٹے کا کہنا ہے کہ وہ ہر جمعہ کو قرآن پاک ختم کر لیا کرتے تھے اور جب خادم ان کے لئے بستر لگاتا تھا تو یہ بستر پر آرام نہیں کرتے تھے۔ اور فتنہ و فساد سے خوب کنارہ کشی اختیار کرتے تھے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ثابت قدم رہتے تھے۔ اور اپنی تعریف کسی سے نہیں سنتے تھے۔ اور اگر کسی امیر یا گورنر کو ریشمی لباس میں ملبوس دیکھتے تو فوراً تنبیہ کر دیتے تھے۔ اگر یہ لوگ کہتے کہ ہم تو امیر المؤمنین کی وجہ سے اس لباس کو زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ تو ابن محیریز امیر المؤمنین کو جا کر کہتے تھے کہ تم بھی دیگر مخلوق کی طرح خدا کے غیض و غضب سے کبھی بے خوف نہ رہو۔

امام اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ ہر مقتدی کو اسی طرح کی اقتداء کرنی چاہئے اس لئے کہ اسی اقتداء کرنے والی جماعت کبھی گمراہ نہیں ہوتی۔ ان کی وفات کے متعلق بھی مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ولید کے زمانہ میں انتقال ہوا۔ اور بعض کے نزدیک ان کی وفات عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت میں ہوئی اور بعض یعنی ذہبی وغیرہ کا کہنا ہے کہ ان کی وفات اسی سال ہوئی۔ واللہ اعلم۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ عبداللہ بن محیریز ایک بزاز کے پاس کپڑا خریدنے کی غرض سے گئے۔ دکاندار نے کپڑے کی قیمت زیادہ بتائی جس پر اس کے پڑوسی نے کہا کہ عجیب آدمی ہے تو یہ عبداللہ بن محیریز ہیں، ان کے ساتھ رعایت کر، یہ سن کر عبداللہ بن محیریز نے اپنے غلام کا ہاتھ تھاما اور یہ کہتے ہوئے دکان سے نکل پڑے کہ ”ہم روپیہ دے مال خریدنا چاہتے ہیں اپنا دین دیکر تم سے کچھ خریدنا نہیں چاہتے۔“

محمد بن لبید بن عقبہ..... ابو نعیم الانصاری الاشہلی کی پیدائش رسول اکرم ﷺ کے مبارک دور میں ہوئی اور ان کی طرف سے رسول اکرم ﷺ سے روایت کرنا بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن ان کی مروایات کا حکم ارسال کا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ انہیں آپ ﷺ سے شریف صحبت بھی حاصل ہے۔ اور ابن عبد البر کا کہنا ہے کہ یہ محمود بن ربیع سے بھی فائق تھے اور ان کے انتقال سے متعلق کہا جاتا ہے کہ ۹۶ھ یا ۹۷ھ ہوا اور ذہبی نے اعلام میں لکھا ہے کہ ان کی وفات اسی سال ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نافع بن جبیر بن مطعم..... ابن نوفل القرشی النوفلی المدنی نے اپنے والد اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عثمان، حضرت عی، حضرت عباس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایات نقل کی ہیں۔ جبکہ ان سے تابعین کی ایک جماعت روایت کرتا ہے۔ یہ ثقہ و ائمہ اور عبادت گزار شخصیت تھے۔ ان کے اکثر حج پیدل ہونے میں جبکہ کبھی کبھار سواری بھی حج کیلئے استعمال کر لیتے

تھے۔ ان کا انتقال ۹۹ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔

کریب بن مسلم..... یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے ان کی روایات بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں، یہ اپنے پاس کتابوں کا ایک انبار رکھتے تھے، نیک کاموں اور امانت و صداقت میں بڑے مشہور تھے اور با اعتماد یعنی ثقہ تھے۔

محمود بن الرزیع..... علماء قریش اور اشراف میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ بہت سی روایات ان سے منقول ہیں۔ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۹۳ سال کی عمر میں ہوئی۔

مسلم بن یسار..... ابو عبد اللہ البصری کے نام سے معروف ہے۔ اپنے وقت کے فقیہ اور زاہد و عابد شمار ہوتے ہیں۔ ان کی بھی بہت سی روایات بیان کی گئی ہیں۔ ان کے دور میں ان کے ہم عصر میں سے کوئی ان پر فائق نہ تھا۔ علم و زہد سے مالا مال اور خشوع و خضوع سے بکثرت عبادت کرنے والے تھے۔ ایک دن اپنے گھر میں دوران نماز جل گئے اور اسی حالت میں ان کو پایا گیا، اور کسی کو اطلاع بھی نہ ہو سکی ان کے مناقب و فضائل بے شمار ہیں ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مسجد ایک جانب منہدم ہو گئی۔ لوگ بڑے خوف زدہ ہوئے مگر یہ اس حالت میں بھی اپنی نماز میں مصروف رہے۔ ان کے بیٹے کا کہنا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے والد کو سجدہ کی حالت میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! میں آپ سے کب ایسی حالت میں ملونگا کہ آپ کی رضا مجھے حاصل ہوگی۔ اس طرح وہ دیر تک اسی دعا میں مشغول رہتے تھے۔ ان کی حالت نماز نہ پڑھنے کی صورت میں بھی ایسی ہوئی تھی جیسے نماز کی حالت میں ہیں۔ بس بروقت ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کہ یہ نماز کی حالت میں ہیں۔ ان کی بھی سوانح مختصر پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حنشل بن عمرو الصنعانی..... یہ افریقہ اور سیرزمین مغرب کے حاکم تھے۔ اور ان کا انتقال بھی غازی ہونے کی حالت میں افریقہ میں ہوا۔ ان کا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کرنا منقول ہے۔

خارجہ ابن زید..... یہ ابن ضحاک الانصاری المدنی کے نام سے موسوم ہیں اور فقیہ اور مدینہ کے مفتی شمار ہوتے ہیں، مدینہ کے فقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے علم المیراث پر اچھی خاصی دسترس انہیں حاصل تھی۔ ان کا شمار ایسے سات مفتیوں میں ہوتا تھا جن کے فتوؤں پر مسائل کے حل کا مدار ہوا کرتا تھا۔

۱۰۰ ہجری کی ابتداء

امام احمد نے نعیم بن دجلہ کی روایت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے کہا کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر سو سال گزرنے پر انہیں اطمینان حاصل ہو جائے گا اور اس امت کو وسعت و فراخی سو سال بعد نصیب ہوگی۔ یہ صرف مسند احمد میں منقول ہے ایک روایت میں اپنے بیٹے عبد اللہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ اے ننھے منے تو نے یہ کہا ہے کہ سو سال گزرنے پر انہیں پائیں گے کہ اس امت کا ہر آدمی جو اس وقت زندہ ہوگا خوش و خرم ہو جائے گا۔ اور یہ کہ اس امت کو فراخی اور وسعت سو سال بعد حاصل ہوگی۔ ایسا ہی صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لوگوں نے اس کے مفہوم کی غلط تعبیر کی ہے۔ حالانکہ رسول کریم ﷺ کا مطلب ان الفاظ سے اپنے دور کی صدی گزرنے سے ہے

اس سال کچھ لوگ عراقی حکومت کی تابعداری سے نکل گئے تو عمر بن عبد العزیز نے عراق کے گورنر عبد الحمید کو لکھا کہ ان لوگوں کے ساتھ نرمی اور اخوت کا معاملہ کرو اور انہیں دین کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دو، اور جب تک وہ فتنہ و فساد کے پھیلانے کے درپے نہ ہوں ان کے ساتھ جنگ و جدل نہ کرنا، اور عمر بن عبد العزیز نے اپنے چچا زاد بھائی مسلمہ بن عبد الملک کو بھی جزیرہ سے ان باغیوں سے جنگ کرنے بھیجا چنانچہ اللہ پاک نے انہیں غلبہ دیا۔ عمر بن عبد العزیز نے خروج کرنے والوں کے سربراہ سے دریافت کیا کہ آخر اس کے خروج کی وجہ کیا ہے اور اس سے کہا کہ اگر تو محض غصہ اور ہٹ

دھری کی بنا پر صرف اور اقتدار کی لالچ میں لڑنے پر تلا ہوا ہے تو میں تجھ سے زیادہ اس کا حق دار ہوں۔ اور تو اس بارے میں زیادہ اہل بھی نہیں اس کا اور اگر تو اس پر مناظرہ کرنا چاہے تو میں اس پر بھی تیار ہوں۔ چنانچہ اس لیڈر نے عمر بن عبدالعزیز کے پاس کچھ لوگوں کو بھیجا۔ جن میں سے عمر بن عبدالعزیز نے دو کا انتخاب کیا۔ اور ان سے سوال کیا کہ آپ لوگ کس بات کا انتقام لینا چاہتے ہیں؟ ان دونوں نے جواباً کہا کہ یزید بن معاویہ کو تمہارے بعد خلافت کیوں دی گئی ہے؟ اس عمر بن عبدالعزیز نے کیا یہ خلافت میں نے تو اسے نہیں دی۔ کسی اور نے دی ہے۔ اس پر ان دونوں نے کہا کہ تمہارے بعد امت اس کو خلیفہ بنانے پر کیسے رضا مند ہوگی؟ عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا، تم مجھے اس جواب کیلئے تین دن کی مہلت دو۔ اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ بنو امیہ نے انھیں زہر کھلا دیا تا کہ خلافت ان کے ہاتھ ہمیشہ کیلئے باقی رہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اسی سال عمر بن ولید بن ہشام المعیطی اور عمرو بن قیس الکندی نے حمص والوں پر موسم گرما میں حملہ کر دیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے عمر بن ہبیرہ کو الجزیرہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اور اسی سال یزید بن مہلب کو ملک عراق سے عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا گیا۔ بصرہ کے امیر عدی بن ارطاة نے موسیٰ بن وجیہ کے ساتھ بھیجا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز، یزید بن مہلب اور اس کے اہل بیت سے سخت ناراض تھا۔ کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ یہ لوگ ظالم اور جابر ہونے کی بنا پر مجھے بالکل پسند نہیں چنانچہ جب یزید بن مہلب، عمر بن عبدالعزیز کے سامنے حاضر ہوا۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے اس سے اس رقم کا مطالبہ کیا جو اس نے سلیمان کے سے سنگوائی تھی۔ اس پر یزید بن مہلب نے کہا کہ میں نے صرف دشمنوں پر رعب ڈالنے کی غرض سے خط و کتابت میں رقم کا ذکر چھیر دیا تھا۔ ورنہ حقیقت میں ہمارا رقم کا کوئی لین دین ہی نہیں تھا۔ اور کہنے لگا کہ میں سلیمان کے سامنے اپنے مرتبہ سے واقف بھی تھا اس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں ادھر ادھر کی باتیں سننا نہیں چاہتا بلکہ تم مسلمانوں کی رقم جمع کروادو ورنہ تمہیں ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔ اور پھر اس کو جیل بھیجنے کا شاہی نامہ جاری کر دیا۔ اور خراسان کی امارت یزید بن مہلب کی جگہ الجراح بن عبداللہ الحکمی کو سونپ دی۔

تھوڑی دیر میں گزری تھی کہ یزید بن مہلب کا فرزند مخلد بن یزید، عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اللہ کا بڑا احسان ہے ہم پر کہ اس نے آپ جیسی شخصیات کو اس امت کا امیر منتخب کیا ہے ہم آپ سے محروم ہو کر بد بخت ہونا پسند نہیں کرتے آپ نے کس جرم کی پاداش میں بوڑھے باپ کو جیل کی نذر کر دیا ہے۔ میں ان کی طرف سے دستِ صلح آپ کی طرف بڑھاتا ہوں۔ آپ اس پر راضی ہیں؟ عمر بن عبدالعزیز نے کہا قوم کی امانت وصول کرنے سے پہلے میں آپ سے کوئی صلح صفائی نہیں کر سکتا۔ اس پر مخلد کہنے لگا امیر المومنین اگر آپ اس بات پر کوئی گواہ رکھتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہماری قسم کا اعتبار کرتے ہوئے میری جانب سے پیش ہونے والی درخواست صلح کی طرف توجہ دیں لیں۔

اس پر عمر بن عبدالعزیز نے قسم کھاتے ہوئے کہا کہ اس کے پاس مسلمانوں کی زمین سے متعلق جو کچھ ہے وہ سب پہلے وصول کرونگا۔ اس بات چیت کے بعد یزید عمر بن عبدالعزیز سے رخصت ہو کر چلا گیا۔ جس کے کچھ ہی دنوں بعد اس کے وفات کی خبر یہاں بھی پہنچ گئی۔ اس کی موت کی خبر ملتے ہوئے عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ بہر حال بیٹا اپنے باپ سے افضل تھا اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے حکم جاری کیا کہ یزید کو بالوں کا جبہ پہنا کر اونٹ پر سوار کر کے امن جزیری کی سیر کرائی جائے جہاں فساق و فجار کو در بدر کیا جاتا ہے اس کے بعد بعض لوگوں نے یزید بن مہلب کی سفارش کی تو آپسے دوبارہ جیل خانہ بھیج دیا گیا۔ ابھی وہ محبوس ہی تھا کہ عمر بن عبدالعزیز مرض الموت میں مبتلا ہو کر اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اس اطلاع کے ملتے ہی یزید بن مہلب بیماری کی حالت میں جیل سے فرار ہو گیا اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کی امیری سے ایک سال پانچ ماہ بعد معزول کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے اس کو معزول کرنے کی وجہ یہ بتائی تھی کہ یہ نو مسلم کفار سے بھی جزیہ وصول کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ جزیہ کی خوف سے ان لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ نو مسلم بیزار ہو کر بدستور کفر پر جمے رہے۔ اور جزیہ دینا بھی قبول کر لیا۔

جراح بن عبداللہ الحکمی کو معزول کرنے سے پہلے عمر بن عبدالعزیز نے اس کو لکھا کہ اللہ نے اپنے نبی کو داعی اور پیغامبر بنا کر نہیں بھیجا کہ ظلم کرنے والا اور مال جمع کرنے والا بنا کر اس کے بعد امیر المومنین نے عبدالرحمن بن نعیم قشیری کو جنگ کا اور عبدالرحمن بن عبداللہ کو خراج کا ذمہ دار بنا دیا۔

اسی طرح خط میں اپنے تمام حکام اور عمال کو امہ بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام انجام دینے اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تلقین بھی لکھ ڈالی اور اس طرح کا پیغام عمر بن عبدالعزیز نے عبدالرحمن بن نعیم کے پاس بھی لکھا خلاصہ کلام یہ کہ اس قسم کی نصیحتیں اور ہدایات عمر بن

عبدالعزیز نے اپنے زمانہ خلافت میں تمام حکام کے نام جاری کر دی تھیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ایمان کی کچھ شرائط اور کچھ قید ہیں۔ اس کی پابندی جو شخص بھی کرے گا تو اس کی ایمان کی تکمیل ہوگی اس طرح کا پیغام عمر بن عبدالعزیز نے عدی کے نام جاری کیا تھا اور پھر لکھا کہ اگر میں زندہ رہا تو تمہیں اس قسم کی باتیں بتاتا ہوں گا۔

بنو العباس کی دعوت کا سال..... اس دعوت کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اس سرزمین میں رہتے ہوئے۔ اپنے ملک اور علاقے سے میسرہ نامی شخص کو عراق بھیجا۔ اور اسی سال دوسرا لشکر خراسان کی طرف روانہ کیا۔ اس گروہ میں محمد بن حمیس اور عکرمہ السراج، حیان العطار جو ابراہیم بن سلمہ کا ماموں تھا۔ ان لوگوں کو محمد بن علی نے اپنے پاس بلا کر اہل بیت سے ملاقات کی دعوت دی۔ اس طرح یہ بنو عباس کی حکمرانی کی ابتداء تھی۔ بنو عباس کی حکومت کی کامیابی کے اثرات انہیں اس لئے نظر آ رہے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد سے بنو امیہ کی حکومت ڈانوا ڈول ہو رہی تھی۔ اس موقع پر ابو عکرمہ السراج کے باہ نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے محمد بن علی بن عبداللہ کے بارہ نقیب اور محافظ مقرر کر دیئے۔

اس سال مدینہ کے امیر ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں مشغولیت کی بناء پر حج نہیں کر سکے تھے۔ مگر مدینہ کے امیر کو ان کی طرف سے روضہ اطہر پر درود و سلام پڑھنے کا حکم جاری کیا تھا۔

اس سال وفات پانے والے لوگ

سالم بن ابوالجعد الاشجعی..... یہ زیاد، عبداللہ، عبید اللہ، عمران اور مسلم کے بھائی تھے۔ یہ جلیل القدر تابعی اور ثقہ روات میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت ثوبان، حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے روایات نقل کرنے والے قتادہ اور ائمش وغیرہ حضرات ہیں۔

ابو امامہ اہل بن حنیف..... یہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زندگی میں پیدا ہونے والے انصاری، اوسی اور مدنی بزرگ ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی زیارت بھی انہیں نصیب ہوئی۔ انہوں نے اپنے والد، حضرت عمر، حضرت عثمان، اور زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ سے حدیثیں ذکر کی ہیں اور ان سے بھی زہری اور ابو حازم وغیرہ کی ایک جماعت نے روایت نقل کی ہے۔

یہ انصاریوں کے ذی مرتبت اور بڑے نیک پارسا عالم تھے۔ ان کے باپ بدر کی جنگ میں شریک ہوئے۔ جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مخالفین نے جمعہ کیلئے جانے سے روک دیا تھا، اُس وقت انہوں نے ہی نماز جمعہ پڑھائی۔ اور ان کا انتقال ۱۰۰ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

ابو الزہرہ روایہ حدیر بن کریب الحمصی..... یہ بھی جلیل القدر تابعی ہیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے مگر صحیح قول کے مطابق ان کی جو روایات ابو درداء اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں وہ مرسل ہیں ان کے اہل بند نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ اور ان کے ثقہ ہونے کے بارے میں بھی اقوال ملا ہیں لیکن ان کی ایک عجیب روایت ہے جو انہوں نے فقیہ سے روایت کی ہے کہ ان سے ابی الزہرہ روایہ نے بیان کیا کہ میں غنودگی کی حالت میں بیت المقدس کے گنبد میں بیٹھا تھا کہ خادموں نے دروازہ بند کر دیا۔ جب مجھے ہوش آو تو فرشتوں کی تسبیح کرنے کی آواز سنی اور میں دہشت زدہ ہو گیا۔ جب فرشتوں کی صف بندی دیکھی تو میں بھی ان کے ساتھ صف میں شامل ہو گیا۔ ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی۔

ابو طفیل عامر بن وائلہ..... ابن عبداللہ بن عمر لیثی کنانی ہیں۔ وفات پانے والوں میں آخری صحابی ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے صحابہ کرام سے بھی روایت نقل کی ہے۔ اور ان سے زہری قتادہ رحمہما اللہ وغیرہ سے روایات نقل کی ہیں۔

۔۔۔۔۔ ان کے بارے میں کہ جاتا ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں ان کا جھنڈا اٹھانے والوں میں سے تھے لوگ ان سے پوچھتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیسی محبت کرتے ہو تو کہتے تھے جیسی موسیٰ کی ماں موسیٰ سے محبت کرتی تھیں۔ بعض لوگوں کے قول کے مطابق ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی اور بعض کے قول کے مطابق ۱۰۷ھ میں ہوئی۔ مسلمہ بن حجاج کا کہنا ہے یہ آخری صحابی تھے، جن کا انتقال ہوا اور یہ حادثہ وفات ۱۰۰ھ میں ہوا۔

ابو عثمان النہدی..... ان کا نام عبدالرحمن بن مل البصری ہے۔ انہوں نے دو جاہلیت میں دوج کئے تھے۔ آپ ﷺ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی ایمان لے آئے تھے مگر آپ ﷺ کی زیارت سے محروم رہے ایسے لوگوں کو محدثین خضرمی کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہجرت کی اور یہ مسلمان فارسی کی صحبت میں بارہ سال رہے۔ ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایات بیان کی ہے یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے جنگ یرموک، قادسیہ، جلولاء اور نہادند کی لڑائیوں میں شریک بھی کی ہے نمازیں بکثرت ادا کرنے والے تھے حتیٰ کہ بسا اوقات نمازیں پڑھتے پڑھتے بیہوش بھی ہو جاتے تھے۔ انہوں نے ساٹھ بار حج بھی ادا کیا ہے۔

ثابت بنانی نے ابو عثمان نہدی کا قول نقل کیا ہے کہ مجھے معلوم ہے میرا رب مجھے کب یاد کرتا ہے۔ ان سے پوچھا گیا آپ کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کا رب آپ کو یاد کر رہا ہے تو قرآن کی یہ آیت پڑھ ڈالی فا ذکرونی اذ کریم۔ اور فرمانے لگے میرا رب فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم۔ ان کی عمر ایک سو تیس سال بتائی جاتی ہے۔ ان کی وفات کے بارے میں ایک قول ۱۰۰ھ کا ہے اور دوسرا قول ۹۵ھ کا ہے۔

۱۰۱ھ کی ابتداء

اس سال یزید بن مہلب نے عمر بن عبدالعزیز کی مرض الموت کی اطلاع پانے کے بعد قید سے فرار ہونے کا پروگرام بنایا۔ اور اپنے خادموں سے کہا کہ گھوڑے یا اونٹ کی سواریاں فلاں جگہ لیکر پہنچ جائیں۔ چنانچہ اس کا یقین ہو جانے کے بعد اس نے راہ فرار اختیار کر لی اس کے ساتھ اس کی بیوی اور دیگر افراد بھی تھے۔ اس نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ آپ کی بیماری کی اطلاع ملنے کے باوجود میں جیل سے راہ فرار اختیار نہ کرتا مگر مجھے خوف ہو گیا تھا کہ یزید بن عبدالملک مجھے قتل کر دے گا۔ چنانچہ میں نکل آؤ۔

اس اطلاع ملنے کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے دعا کی کہ اے اللہ یزید بن مہلب ارامت کو کوئی ضرور پہنچانا چاہیں تو امت کو اس کے شر سے محفوظ فرما۔ اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز کی بیماری میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ ایک روز کے مطابق دو سال پانچ ماہ چار دن حکومت کرنے کے بعد ۲۵ رجب ۱۰۱ھ بروز بدھ انتقال فرما گئے اور ایک قول کے مطابق ۱۰۰ھ میں ان کی وفا ہوئی۔ یہ انتہائی عادل، نیک سیرت اور انصاف پسند، متقی پرہیزگار خلیفہ گزرے ہیں۔ اسلامی شریعت کے نفاذ میں کسی کی کوئی پرواہ انہیں نہ ہوئی تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ۔

سوانح عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ..... عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدالمطلب بن عبدمناف ابو حفص القرشی الاموی مشہور خلیفہ گزرے ہیں۔ ان کی والدہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہ جلیل القدر تابعی میں سے ہیں۔ یہ خود بھی تابعین سے روایت بیان کرتے ہیں اور ان سے بھی بہت سے تابعین نے روایت نقل کی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز اپنے چچا زاد بھائی کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے۔ ان کی پیدائش کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جس سن میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی یعنی ۶۱ھ میں اس سال وہ پیدا ہوئے۔ عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی پیدائش سے پہلے ایک شخص نے خواب دیکھا کہ اسے بتایا گیا کہ ایک نیک دل اور داعی الی الخیر شخص پیدا ہونے والا ہے۔ اس پر اس نے معلوم کیا وہ کون شخص ہے تو اسے ع۔۔۔۔۔ م یعنی عمر دکھایا گیا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اپنے والد کے ساتھ اصطبل میں گئے تو انھیں گھوڑے نے لات مار کر زخمی کر دیا اس پر ان کے والد نے ان سے کہا کہ اگر تو بنو امیہ میں زخم کوردہ رہا تو نیک بخت رہیگا۔ ایک دن رونے لگے ماں کے معلوم کرنے پر بتایا کہ موت یاد آ رہی ہے۔ تو ماں بھی رونے لگی۔ ان کے والد نے ان کی تربیت کے لئے انھیں صالح بن

کیسان کی خدمت میں چھوڑا ہوا تھا ان کے والد صاحب جب حج کیلئے گئے تو انھیں بھی مدینہ گئے جہاں ایک شخص نے دیکھ کر کہا سب سے زیادہ اللہ کی عظمت میں نے اس کے دل میں محسوس کی ہے۔ ایک مرتبہ نماز کی تاخیر کا سبب بالوں میں گنگھی کرنا تو ان کے استاد صالح ابن کیسان نے ان کے والد کے نام مصر میں خط لکھا جس پر ان کے والد کی طرف سے آنے والے قاصد نے ان کے سر کے تمام بال اتار دیئے۔

ایک مرتبہ یہ عبید اللہ بن عبد اللہ سے بحث و مباحثہ کر رہے تھے کہ ان کی زبان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی الفاظ نکل گئے۔ جس پر عبید اللہ کو محسوس ہوا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر رہے ہیں۔ جس پر انھوں نے ان سے کوئی بات نہیں کی اور نماز کی نیت باندھ لی۔ وہ سلام پھیرنے تک ان کے پاس بیٹھے رہے اور سلام پھیرنے پر انھوں نے ان سے کہا کہ اے عمر کیا تمہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے بدریوں کو معاف فرما کر ان دوبارہ ناراض ہو گئے؟ یہ بات سن کر ان سے معذرت طلب کی اور آئندہ کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر کے علاوہ کوئی کلمہ ان کے بارے میں نہیں کہتے تھے۔

زبیر بن بکار کا کہنا ہے کہ عمر بن عبد العزیز کی ذہانت کا علم اسی بات سے ہو جاتا ہے کہ وہ علم کے بہت زیادہ حریص اور ادب کی طرف مائل تھے انھیں ان کے والد نے ان کے مشورے پر مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ جہاں انہوں نے بہت سے فقہاء اور مشائخ کی صحبت اختیار کی یہاں تک کہ وہ بہت مشہور ہو گئے۔ والد کی وفات پر ان کے چچا عبد الملک بن مروان نے ان کی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ داری لی اور اپنی اولاد کی طرح پالا۔ حتیٰ کے بعد میں اپنی بیٹی فاطمہ سے نکاح بھی کروا دیا، جس پر شاعر نے کیا خوب کہا:

بنت الخلیفہ والخلیفہ جدھا اخت الخلیفہ والخلیفہ ترو جھا

”خلیفہ کی بیٹی، خلیفہ کی پوتی، خلیفہ کی بہن اور خلیفہ کی زوجہ بھی ہے یعنی ان صفات کی مالکہ انہیں نکاح میں ملی۔“

عقبنی کا کہنا ہے کہ عمر بن عبد العزیز پر دو چیزوں کی وجہ سے رشک کیا جاسکتا ہے ایک ان کے مال پر جو کہ انھیں ان کے والد کے ترکہ سے ملا دوسرا ان کی انوکھی چال پر جسے دیکھ کر ایک دن ان کے چچا نے سوال کیا۔ تو جواباً انہوں نے کہا کہ میرے جسم میں زخم ہے جسکی بنا پر اس طرح چلتا ہوں۔ زخم کی جگہ معسو آنے پر انہوں نے ایسا جواب دیا جس ان کے چچا نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کسی اور عرب سے اس طرح کا جواب ہمیں نہ ملتا عبد الملک کے انتقال کے بعد ولید نے انہیں مکہ مدینہ اور طائف کا حکمران بنایا اور انہوں نے اپنی ولایت کے دوران ۹۲ھ اور ۹۳ھ میں لوگوں کو حض بھی کروایا۔ انہوں نے ولید کے مشورے سے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر و توسیع بھی کروائی اور دینی امور سے متعلق کوئی ضرورت پیش آتی تو یہ تمام فقہاء کو جمع کر لیتے اور ان سے اس کا حل تلاش کرتے، انہوں نے کبھی ان کی اجازت کے بغیر کوئی اقدام نہیں کیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ ان کے پڑھی جانے والی نمازوں میں نے ان کی نماز کی مشابہت جو رسول اللہ ﷺ کی نماز سے پائی وہ کہیں اور نہیں ملی۔

ابی النضر المدینی کے حوالہ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ سلیمان کو عمر بن عبد العزیز کے پاس سے آتا ہوا دیکھ کر اس سے دریافت کیا گائے کہ کیا انہیں کچھ تعلیم دیکر آ رہے ہو تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم عمر بن عبد العزیز کے پاس جو علم ہے وہ تم میں سے کسی کے پاس نہیں ہے اور کہا جاتا ہے کہ علماء اور فقہاء ان کے سامنے شاگرد محسوس ہوتے تھے۔

عبد اللہ بن طاؤس کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد اور عمر بن عبد العزیز کو بعد نماز عشاء کسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے پایا حتیٰ کہ اسی حال میں ان کی صبح ہو گئی میرے معلوم کرنے پر والد صاحب نے بتایا کہ یہ بنو امیہ کے صالح ترین نیک صفت انسان ہیں۔

امام مالک کا کہنا ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز کو جب مدینہ کی حکمرانی سے ۹۳ھ میں دست بردار کیا گیا تو رونے لگا اور اپنے غلام سے کہنے لگے کہ ہمیں مدینہ نے اپنے جدا کر دیا کہ جیسے بھی میل لو ہے سے جدا کر دیتی ہے پھر اپنے بھائی کے پاس دمشق چلے گئے۔

ان کا کہنا ہے کہ جب تک مدینہ میں تھا مجھ سے زیادہ علم کسی کے پاس نہیں تھا۔ مگر جب سے شام آیا ہوں سب کچھ بھو گیا ہوں۔

عثمان بن زبیر کا کہنا ہے کہ ایک روز سلیمان بن عبد الملک اپنے لاؤ لشکر کا معائنہ کرنے نکلا اس وقت عمر بن عبد العزیز بھی اُسکے ساتھ تھا۔ سلیمان نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ یہ دیکھو ہمارے خدام اور ہمارا جاہ و خشم اور جمال اور یہ گھوڑ سوار اور پیدل فوج جنگی بدولت ہمیں شان و شوکت حاصل ہے۔ اس پر عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ یہ سب دنیا کے مادی اسباب ہیں جو ختم ہو جانے والے ہیں۔ مگر ان کی جواب دہی تمہیں ضرور کرنی پڑے گی۔

ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز اور سلیمان میدان عرفات میں جمع ہو گئے اُس وقت عمر نے اس سے کہا کہ آج یہ سب تمہاری رعایا ہے مگر کل انہی کے بارے میں آپ سے سوال ہوگا۔ اور یہ آپ ہی کے خلاف دعویٰ دائر کر رہے ہو گئے آپ کے پاس کیا جواب ہوگا؟ سلیمان نے کہا باللہ نستعین ہم اللہ ہی سے مدد طلب کریں گے۔

عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں اخبار و آثار..... عبداللہ بن دینار نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان میں ایک ایسا شخص ہیدا نہ ہو جائے، جو انہی کی طرح زندگی گزارے گا تو کہا جاتا ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز ہی ہیں۔

ریاح بن عبیدہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نماز کے لئے نکلے تو ایک بوڑھا آدمی اُن کے سہارے کے ساتھ چل رہا تھا میں نے کہا کہ بوڑھا عجیب انداز سے چل رہا ہے جب عمر بن عبدالعزیز نماز سے فارغ ہونے تو میں نے اس بوڑھے سے متعلق معلوم کیا۔

تو انہوں نے بتایا کہ یہ میرے بھائی خضر تھے جو مجھے تعلیم دینے اور اس امت کی بھلائی کی باتیں بتانے آئے تھے۔

علی بن خولہ نے ابی عنبس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں میں خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ایک ایسا نوجوان جس کے بدن پر کپڑوں کے ٹکڑے تھے نمودار ہوا اور خالد کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا کیا کوئی آنکھ ہمیں دیکھ رہی ہے؟ تو خالد نے کہا کہ ہمیں تو دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے لفظ کان سن رہے ہیں۔ اس جواب پر ان کی آنکھیں بھر گئیں اور تیزی سے چل پڑے۔ بعد میں خالد نے بتایا کہ یہ عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ اسی طرح ان سے متعلق یہ معلوم ہو چکا ہے کہ سلیمان نے اپنے انتقال کے وقت ولی عہد کے بارے میں ایک وصیت نامہ لکھا اور اپنے وزیر جلاء بن حیوہ کے حوالہ کیا جس میں عمر بن عبدالعزیز کا نام تھا۔ جس کے بعد یہ وصیت نامہ لے کر زیران کے اہل بیت کے پس آیا اور ان سے اس وصیت نامہ پر عمل کروانے کی ضمانت لے کر اسے ان کے سامنے چاک کیا گیا جبکہ سلیمان کا انتقال ہو چکا تھا۔ چنانچہ سب لوگوں نے اپنے عہد کے مطابق ان کے ہاتھ پر بیعت کی، بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز دیگر ضروری کام کاج سے فراغت کے بعد اصطلیل گئے اور کسی گھوڑے سوار ہونا چاہا مگر لوگوں نے منع کیا اور بتایا کہ یہ گھوڑے پڑے سرکش ہیں۔ ممکن ہے آپ کو کوئی نقصان پہنچا دیں۔ لہذا ان پر سواری نہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا خچر منگوا یا اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا اور شاہی نامہ جاری کیا کہ اصطلیل میں جتنے گھوڑے ہیں انھیں فروخت کر کے ان کی رقم بیت المال میں جمع کرادی جائے اور پھر اپنا سارا وقت خلافت اور حکومت کام آج میں ہی صرف ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ گزارہ جانے والا وقت بھی انہیں مہمات کی نذر ہونے لگا جس پر ان کی اہلیہ فاطمہ بڑی افسردہ ہوتی تھیں۔ مگر ان کا ایک ہی جواب ہوتا تھا کہ آپ یہ وقت مسلمانوں کی خدمت کیلئے وقف ہے فراغت اور فراغت کے لمحات آپ کسی کے لئے نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ اپنی بیوی سے بھی یہ کہہ ڈالا کہ اگر اس طرح کی زندگی میرے ساتھ گزار سکتی ہو تو نباہ کر لو ورنہ اپنے میکے چلی جاؤ۔ چنانچہ بڑی آہ زاری اور گریہ زاری کے بعد اسی حالت پر رہنے پر رضامند ہو گئی۔ ان کی ایسی حالت کو دیکھتے ہوئے گھر ہی کے کسی فرد نے یہ شعر کہہ ڈالے:

قد جاء شفاء شغل شغل
وعدت عن طرق السلامة
ذهب الفراغ فلافرا
غللنا لیس یوم القیامة

”مصرفیت والا کام آپ کو ضرور ملا ہے مگر آپ راہ راست سے بھٹک گئے ہیں فرصت کے لمحات تو چلے گئے ہیں اب ہمیں قیامت تک فرصت کے لمحات کہاں ملیں گے۔“

خلافت و بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ جو ہمارے ساتھ رہنا چاہتا ہے اُسے پانچ چیزوں عہد کرتا ہوگا پہلے یہ کہ وہ ہم سے ایسی ضرورت کو پوری کرنے کا طلبگار ہوگا جسے وہ خود پورا نہ کر سکے دوسرا یہ کہ بھلائی کے کام میں اپنی وسعت کے مطابق ہمارے ساتھ معاونت کرے تیسرا یہ کہ بھلائی کے ایسے کاموں کی طرف ہماری رہنمائی کرے جہاں تک ہماری نگاہیں نہ پہنچی ہوں۔

چوتھا یہ کہ ہم میں سے وہ کسی کو دھوکہ دے گا پانچواں یہ کہ فضول اور لالیعنی باتوں کی طرف ہماری توجہ مرکوز نہ کرے گا۔ ان باتوں سے شعراء اور خطباء کے تو ہوش اُڑ گئے مگر فقہاء اور عبادت گزار لوگ اس سے بڑے مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم ان سے اُس وقت تک جدا نہ ہونگے جب تک اس کے قول و فعل میں ہمیں تفاد معلوم نہ ہو۔

سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد چند لوگوں سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ مجھ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری آپڑی ہے۔ لہذا اب تم مجھے مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

اس پر محمد بن کعب نے کہا۔ بڑے بوڑھوں کو اپنے باپ کی جگہ اور نو جوانوں کو بھائی کی جگہ اور بچوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھو۔ اور بڑوں کے ساتھ باپ جیسا نیکی بھلائی کا معاملہ کرو۔ اور نو جوانوں کے ساتھ صلہ رحمی کا اور بچوں کے ساتھ طفولیت اور نرمی و شفقت کا معاملہ کرو۔

رجاء بن حیوہ نے کہا، عوام الناس کے لئے بھی وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور تمہیں یہ رہنا چاہئے کہ ایک دن تمہاری موت ضرور واقع ہوگی۔

سالم نے اپنے جواب میں کہا کہ لذات اور شہوات کی طرف سے برے بن جاؤ اور موت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ ان حضرات کی باتیں سنیں اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا اور خطبہ میں کہنے لگے کہ قرآن کے بعد کسی الہامی کتاب کا نزول نہیں ہوا رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اور میں قاضی نہیں بلکہ صرف احکام تحفہ آتا ہوں۔ میں مبتدع نہیں بلکہ متبع ہوں۔

عمر بن عبدالعزیز نے اپنے آخری وعظ میں فرمایا کہ اے لوگوں اللہ نے تمہیں بے کار پیدا نہیں کیا، اور تم آخرت میں بغیر حساب کتاب کے نہیں چھوڑے جاؤ گے۔ بس وہاں کی کامیابی کو بڑی چیز سمجھو، جو وہاں کامیاب ہو گیا وہ جنت کا بھی مقدر ہے اور اللہ کی رحمت کا بھی مقدر ہے۔ ابو بکر بن ابی دنیا نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا جو کہہ رہے تھے کہ اے عمران دونوں کا سائل کرو معلوم کرنے پر بتایا کہ یہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

سفیان نوری کو یہ کہتے ہوئے سنا کیا ہے کہ خلفاء پانچ ہیں، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور عمر بن عبدالعزیز اور اس پر تو تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ عمر بن عبدالعزیز امام عادل اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے تھے اور ان کی بیوی فاطمہ کا کہنا ہے کہ ایک دن ان کے کمرہ میں داخل ہوئی تو وہ مصنیٰ پر بیٹھے تھے اور اپنے ہاتھوں کو رخساروں پر رکھا ہوا تھا اور رو رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ کیوں رو رہے ہو؟ تو کہنے لگے کہ مجھے اس امت کی ذمہ داری سونپ دی گئی ہے جن کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان رہتا ہوں کہ یہ بیچارے مفلس، غریب، فقراء، نادار، بیواؤں کا غم مجھے گھلاتا جا رہا ہے۔ اس طرح سے بوڑھے غریب بڑے بڑے خاندان والے اور مظلوم اور قیدیوں کا درد مجھے کھائے جا رہا ہے۔ اگر میں ان کے صحیح حقوق ادا نہ کر سکا تو کل قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دوں گا۔

میمون بن مہران کا کہنا ہے کہ امیر المومنین نے مجھے مزدوروں کا نگران مقرر کیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر آپ کے پاس میرا کوئی غیر شرعی حکم آئے تو اُسے دیوار سے مار دینا۔ اور فرماتے تھے کہ اسلام نے سنن و فرائض کے ساتھ ہمیں دیگر پوری شریعت بھی عطا فرمائی ہے لہذا اس کی تکمیل ہی ایمان کی تکمیل ہے۔ اور اپنے ماتحت حکام کو تقویٰ کی وصیت اور نصیحت ہمیشہ لکھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ جو شخص دنیا میں موت کو یاد رکھتا ہے وہ اس دنیا سے ایسے جاتا ہے کہ اس پر گناہوں کا بوجھ نہیں ہوگا (انشاء اللہ) مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میرے نزدیک زہد کی اصل تصویر عمر بن عبدالعزیز ہیں انہیں دنیا خوب ملی مگر انہوں نے اس دنیا نے نہ اپنے لئے کچھ لیا اور نہ ہی اپنے اہل عیال کیلئے۔ ایک ہی قمیض جسے دوران غسل دھو کر اور پھر سکھا کر اُسی کو زیب تن کرتے تھے۔ ایک راہب کے پاس سے ایک گزر رہا تھا اُس سے کہا مجھے نصیحت کرو تو اُس نے کہا کہ شاعر کے اس شعر پر عمل کر لو:

تجرد من الدنيا فانك انما تخرجت الى الدنيا وانت مجرد

”تارک دنیا بن جاؤ اس لئے کہ جب کہ جب تم اس دنیا میں آئے تھے اس وقت بھی خالی ہاتھ تھے۔“

ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے کچھ پیسے اپنی بیوی سے مانگے انکو خریدنے کیلئے تو بیوی نے کہا کہ آپ کے خزانے میں اتنی رقم بھی نہیں ہے تو کہنے لگے کہ آج کی تکلیف جہنم کی آگ کی تکلیف سے تو ہلکی ہی ہے۔

ایک دن ان کے لئے عوامی مطبخ میں پانی گرم کیا گیا تو انہوں نے لکڑیوں کے لئے ایک درہم ادا کیا۔ ان کی بیوی فاطمہ کا کہنا ہے کہ جب سے خلیفہ بنے ہیں آج تک نہ جماع کیا ہے اور نہ ہی انہیں احتلام ہوا ہے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے گھر میں ایک چراغ جلتا تھا تو اس کی روشنی میں گھر کے کام کاج نمٹاتے تھے اور دوسرا چراغ جلتا تھا تو اس کی روشنی میں بیت المال اور مسلمانوں سے متعلق معاملات نمٹانے جاتے تھے اس کی روشنی اپنی ذاتی ضروریات میں استعمال نہ کرتے تھے۔ اول وقت میں تلاوت قرآن کیا کرتے تھے جو مختصر ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ اہل بیت میں سے ایک شخص سیب کا ہدیہ لے کر ان کے پاس آیا اور انہیں پیش کئے گئے جسے سوگھ کر واپس کر دیئے۔ کسی نے کہا کہ حضرت یہ تو ہدیہ ہے، ہدیہ تو رسول اللہ ﷺ بھی قبول فرمائے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا ہدیہ ہوا کرتا تھا اور ہمارا ہدیہ یہ رسوت ہے عمر بن عبدالعزیز سختیاں اپنے اوپر برداشت کرتے تھے۔ ورنہ اپنے حکام کو کھلے دل کے ساتھ وظائف دیا کرتے تھے۔ ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کوئی ان کے پاس آیا تو کہنے لگے کہ مجھے شرمندگی ہوتی ہے جب تم آگر دربان سے اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہو۔

موسیٰ بن ایمن جو وہاں ہے نے کہا ہے کہ واقعہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت میں شیر اور بکریاں، بھیڑیا اور چھوٹے جانور ایک ہی گھاٹ پر پانی پیا کرتے تھے۔

وہ فرمایا کرتے تھے اے اللہ! لوگوں کو میں نے جس چیز کا حکم دیا انہوں نے میری اطاعت کی اے اللہ یہ آ رہا ہی کی عنایت اور میر بانی اور رحمت ہے۔ ورنہ عمر تو آپ کی رحمت کے حاصل کرنے کا بھی اہل نہیں تھا۔ آپ ہی کی رحمت ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل بنادیا۔ ایک نے آکر عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ آپ کی خلافت سے پہلے حکومت لوگوں کے لئے تفاخر اور عزت اور زینت کی چیز ہوا کرتی تھی۔ مگر اب تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ خود حکومت کے لئے تفاخر اور زینت ہیں۔

واذا الدر زان حسن وجوه کان لدر حسن وجہک زینا

”موتی عموماً چیزوں کی زینت ہوا کرتے ہیں مگر تیرا حسین چہرہ موتی کی زینت بنا ہوا ہے۔“

رجاء بن حیوہ لکھتے ہیں کہ ایک دن ان کے پاس رات رہنے کا اتفاق ہوا، تورات میں تیل ختم ہونے کی بدولت چراغ گل ہو گیا تو خادم کو صرف اس وجہ سے بیدار نہ کیا کہ اس کی نیند خراب نہ ہو جائے۔ اور خود اٹھ کر انہوں نے چراغ جلایا۔

میمون بن مہران ایک دن ان کے ساتھ قبرستان گئے تو کہنے لگے کہ دیکھو ابویوب میرے باپ دادا بنو امیہ کی قبریں ہیں۔ جو کبھی اپنے فرحانہ میں عیش و عشرت کے ساتھ زندگی گزارا کرتے تھے اور آج دیکھو کیسی بے خبری کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔

علی بن زید کا کہنا ہے کہ میں نے حسن اور عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ کسی کو روتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب وہ اپنے دوستوں وغیرہ کو اکٹھا کرتے تو سوائے موت کے کسی چیز کا تذکرہ نہ کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے خواب دیکھا۔ بیوی کے معلوم کرنے پر بتایا کہ میں ایک سبزہ زار کی جانب جا رہا تھا جس میں ایک محل نظر آ رہا تھا۔ جو گویا چاندی کا بنا ہوا تھا۔ اس میں سے منادی باہر آیا اور اس نے کہا کہ محمد بن عبداللہ کہاں ہیں اچانک رسول اللہ ﷺ محل میں داخل ہوئے دکھائی دیئے اسی طرح تمام خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور ان کا معلوم کرنا اور وہ یکے بعد دیگرے اس محل میں داخل ہوتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ اور پھر آخر میں وہ منادی کہتا ہے عمر بن عبدالعزیز کہاں ہے؟ جس پر میں کھڑا ہو کر اس محل میں داخل ہو جاتا ہوں۔ فضل بن عباس حلبی کہتے ہیں عمر بن عبدالعزیز یہ شعر پڑھا کرتے تھے، کبھی تھکتے نہ تھے۔

لاخیر فی عیش امریء لم یکن له من اللہ فی دار القرار نصیب

”اس آدمی کی زندگی میں کوئی خبر نہیں جسے رب تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں کوئی حصہ نہ ملے۔“

عمر بن عبدالعزیز ایسے شخص ہیں جو ہر طرح قیام شریعت اور تنفیذ حق میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرح ہیں۔

اور ہر لحاظ سے اس منصب کے اہل ہیں۔ آپ ہر ایسے شخص کے لئے جو شہر کی جامع مسجد میں حدیث، فقہ، قرآن وغیرہ کی دینی تعلیم دیتا ہو، اُسے ہر سال کم از کم سو دینار بیت المال سے دیا کرتے تھے اور عموماً قرآن کی تعلیم و تعلم کا مشغلہ اختیار کرنے والوں کو سرکاری ذمہ داری دیا کرتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے ہی اپنے اور بنو امیہ کے تمام عیش و عشرت کو بالائے طاق رکھ دیا تھا اور ان کی جو آمدنی

خلافت سے پہلے چالیس ہزار دینار ہوا کرتی تھی سب چھوڑ چھاڑ کر اب بیت المال سے صرف چار سو دینار سالانہ لیا کرتے تھے۔ سادہ لباس اور سادہ غذا ان کا معمول بن گیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے تقریباً ۱۲ بیٹے چھوڑے جنکے لئے انتقال کے وقت یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے کہ ان ولی اللہ الذی نزل الکتب وهو یتولی الصلحین اور فرماتے تھے میں ان کے لئے کیا وصیت کروں اگر نیک ہیں تو اللہ ان کا والی ہوگا اور اگر غیر صالح ہوں گے تو مجھے کسی فاسق کی مدد کی ضرورت نہیں۔

عمر بن عبدالعزیز کی موت زہری کے سبب واقع ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے غلام نے صرف ایک ہزار دینار کی خاطر انہیں زہر دیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز کو معلوم ہونے پر اپنے غلام کو بنو امیہ دور اس سے وہ ایک ہزار دینار لے کر بیت المال میں جمع کروادیا اور اُسے بھگادیا کہ کہیں لوگوں کے ہاتھوں مارا نہ جائے۔ عمر بن عبدالعزیز کا انتقال سرزمین حمص کے علاقہ دیر سمعان میں بعض حضرات کے قول کے مطابق جمعرات کو اور بعض کے قول کے مطابق جمعہ کو ۱۰۷ یا ۱۰۸ھ میں ہوا۔ ان کی نماز جنازہ ان کے چچا زاد بھائی مسلمہ بن عبدالملک نے پڑھائی تھی۔ انتقال کے وقت ان کی عمر انتالیس سال اور چند ماہ بتائی جاتی ہے بعض کے قول کے مطابق آپ کی عمر چالیس سال سے بھی زائد تھی۔ آپ گندم گوں، دُبلے پتلے چہرے والے نحیف جسم اور خوبصورت داڑھی والی عظیم شخصیت تھے۔ آپ کی آنکھوں گرد گہرے حلقے اور چہرے پر زخم کا نشان بھی تھا بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ بیس دن بیمار رہے پھر جب نزع کا عالم طاری ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بٹھادو، چنانچہ بٹھا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے ہوئے فریاد کی کہ اے اللہ میں آپ کا کمزور بندہ ہوں آپ کے احکام کی صحیح پاسداری نہ کر سکا اور آپ کی طرف سے آنے والی نواہی سے صحیح نہ رک سکا آپ مجھے معاف فرمادیں۔ چنانچہ اس کے بعد تین مرتبہ کلمہ پڑھا اور تیز نظروں سے ایک طرف دیکھنے لگے معلوم کرنے پر بتایا کہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ جن پھر فوراً ہی روح قبض ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ایک روایت کے مطابق اپنے کمرے سے تمام گھر والوں کو باہر نکال دیا مگر مسلمہ بن عبدالملک اور ان کی بہن فاطمہ دروازہ پر ہی بیٹھ گئے۔ چنانچہ وہ کہہ رہے تھے خوش آمدید ایسی ہستیوں کو جو نہ جنات میں سے ہیں اور نہ ہی انسانوں میں سے پھر یہ آیت تلاوت کی تسک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فساداً والعاقبة للمتقین پھر آواز پست ہونے پر یہ لوگ وہاں حاضر ہوئے تو پتا چلا کہ وہ تو خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یزید بن عبدالملک کی خلافت

سلیمان بن عبدالملک کے ولی عہد عمر بن عبدالعزیز اور پھر یزید بن عبدالملک کو طے کر دیا تھا اس لئے ۱۰۷ھ میں اس کے لئے خلافت کی بیعت لی گئی۔ اس وقت اس کی عمر انتیس سال تھی۔ منصب خلافت پر فائز ہوتے ہی اس کے مدینہ کے گورنر ابو بکر بن محمد بن عمر بن حزم کو معزول کر کے اس کی جگہ عبدالرحمن بن ضحاک کو مقرر کر دیا۔ ان کے درمیان کئی سال تک کشیدگی چلتی رہی۔ اور کہا جاتا ہے اسی سال فوارج کے ساتھ بھی جھگڑا کھڑا ہوا۔ یہ جنگ بسطام خارجی اور کوفہ کی فوج کے مابین ہوا۔ کوفہ کی فوج کی تعداد دس ہزار تھی جبکہ فوارج تھوڑے سے ہی تھے۔ مگر فوارج نے انہیں سیائی پر مجبور کر دیا۔ اس سال پھر یزید بن مہلب نے اس کی اطاعت سے بھی بغاوت کی اور بصرہ پر سخت جنگ کے بعد قابض ہو گیا۔ اس نے ہرول عزیز ہونے کیلئے وہاں کی عوام میں بڑی دولت بھی تقسیم کی، اور یزید کا قبضہ ہو جانے کے بعد جب قیدکانہ سے اس کے سامنے عدی بن ارطاة کو لایا گیا تو وہ خوب ہسنے لگا اور بتایا کہ اسلئے رہا ہوں کہ میری بقاء میں تیری بھی بقاء ہے۔ میرا ایک طلب گار مجھے کسی حال میں نہیں چھوڑے گا۔ اور وہ تجھے بھی نہیں چھوڑے گا۔ یزید بن مہلب کے معلوم کرنے پر اس نے بتایا کہ وہ شام کی فوج ہے مگر یزید نے کوئی کان نہ دھرا اور اسے جیل کی نذر کر دیا۔ یزید بن مہلب نے اپنا قدار مضبوط کرنے کے بعد اہواز پر بھی اپنا نائب مقرر کر دیا اور اسی طرح اپنے بھائی مدرک بن مہلب کو خراسان کا نائب امیر بھی بنا ڈالا۔ جب یہ ساری خبریں یزید بن عبدالملک کو ملی تو اس نے اپنے بھتیجے عباس بن ولید بن عبدالملک کو چار ہزار فوج کے ساتھ تیار کر کے بطور سپہ سالار کے روانہ کر دیا تاکہ وہ مسلمہ کی سرپرستی میں روانہ ہونے والے قافلے کی مدد کرے جو کہ شام سے روانہ ہونے والا تھا۔ اور یہ قافلہ یزید بن مہلب کے

عزائم کو خاک میں ملانے کی غرض سے روانہ کیا گیا تھا۔ بہر حال جیسے ہی یزید بن مہلب کو شام کی فوجوں کی آور کی خبر ملی اُسے بھی توشہ باندھا اور تیاری کرتے ہوئے بصرہ سے باہر آ نکلا۔

اور وہاں اپنا جانشین مروان بن مہلب کو مقرر کر کے واسط میں اکڑ ٹھہر گیا اور اپنے شہروں سے مشورہ طلب کرنے لگا تو کسی نے کہا کہ ہوا زچل کر پہاڑوں پر قلعہ بندی کی جائے جس کو یزید بن مہلب نے نا منظور کر دیا اور مشورہ دیا کہ جزیرہ کے قلعے اس کے لئے زیادہ مناسب رہیں گے یہ رائے اہل عراق کی تھی غرض ۱۰۱ھ اسی لیت وعل میں گذر گیا اور یزید بن مہلب واسط ہی میں مقیم تھا اور شامی فوجیں مارچ کرتی ہوئی آہستہ آہستہ اس مقام کی طرف بڑھتی آرہی تھیں۔ سال امیر مدینہ عبدالرحمن الضحاک نے لوگوں کو حج کرایا۔

مکہ میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید گورنر تھے جبکہ کوفہ کے امیر عبدالحمید بن عبدالرحمان بن زید بن الخطاب تھے اور یہاں کے قاضی عامر شعی تھے۔ اسی سال ربیع بن حراش، ابوصالح السمان جو عابد و زاہد تھے (اور جن کا حال ہم نے اپنی کتاب الکمل میں بھی لکھا ہے) انتقال کیا۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔

۱۰۲ ہجری

۱۰۲ھ میں مسلمہ بن عبدالرحمان اور یزید بن مہلب کی فوجوں کے درمیان اس وقت زبردست لڑائی ہوئی جب یزید بن مہلب واسط میں اپنے بیٹے معاویہ کو جانشین بنا کر مسلمہ بن عبدالملک کی فوج سے بڑے کیلئے عصر کے میدان میں پہنچ گیا جہاں دونوں طرف کی فوجوں میں گھسان کی جنگ ہوئی اور دونوں طرف کی فوجوں نے زبردست لڑائی کا مظاہرہ کیا جس کے نتیجے میں اہل بصرہ اہل شام پر حاوی ہو گئے لیکن اس کے بعد اہل شام نے ثابت قدمی سے اہل بصرہ پر حملہ کر دیا، ان کو ہزیمت پر مجبور کر دیا اور ان کے بہت سے جنگ آزمودہ اور بہادروں کو ہلاک ہونا پڑا۔ جن میں سے ایک کا نام منتوف تھا جو نہایت شجاع تھا اور بکر بن وائل کے غلاموں میں سے تھا، فرزدق کا مشہور شعر ہے:

تبکی علی المنتوف بکر ابن وائل وتھی عن ابنی مسمع من بکاہما

”بکر بن وائل منتوف کو ہوتے ہیں لیکن مسمع کے دونوں بیٹوں کو رونے سے منع کرتے ہیں۔“

اس کا جواب جعد بن درہم نے دیا اور یہ وہ پہلا انجمنی ہے جس کو عین عبدالضحیٰ کے دن خالد بن عبداللہ قسری نے ذبح کر دیا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

تبکی علی المنتوف فی نصر قومہ ولسنا نبکی الشانین اباہما

ہم منتوف کیلئے تو اس کے قومی جذبے کیلئے روتے ہیں کاش کہ ہم باپ کے دونوں مداحوں کیلئے بھی رولیتے جب مسلمہ اور اس کے بھتیجے عباس بن الولید کی فوجیں یزید بن مہلب کی فوجوں کے نزدیک پہنچ گئیں تو یزید نے اپنی فوجوں کا دل بڑھانے کے لئے اور اہل الشام پر حملہ آور ہونے کیلئے لوگوں کو اشتعال دلایا، یزید کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی، جس نے یزید بن مہلب سے اطاعت و انقیاد اور فرمانبرداری کا عہد کر رکھا تھا کہ کتاب و سنت کے خلاف کوئی کام یزید کی طرف سے نہ ہوگا نہ ہی ان کے ملک کو رونداجائے گا اور نہ ہی حجاج جیسے فاسق انسان کی بات کو دہرایا جائے گا وغیرہ۔ لیکن اسی زمانہ میں حسن بصرہ عام لوگوں کو جنگ و جدل سے باز رہنے اور فتنہ و فساد میں پڑھنے خصوصاً فتنہ جارحیت سے علیحدہ رہنے کیلئے وعظ و تلقین کرتے رہتے تھے اس بات کا علم جب یزید بن مہلب کے بیٹے اور بصرہ کے نائب عبدالملک بن یزید بن مہلب کو ہوا تو اس نے حسن بصری رضی اللہ عنہ کا نام لئے بغیر بہت کچھ ان کے خلاف زہرا لگا اُس نے کہا یہ بڑھا اور گمراہ شخص جو دکھاوے کے لئے سب کچھ کہتا ہے اور کرتا پھرتا ہے اگر اپنے کام سے باز نہ آیا تو میں وہ سب کچھ کروں گا جو میں کر سکتا ہوں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی باتیں سن کر کہتا اللہ تعالیٰ اسکو ذلیل کرے مجھے اُسکی بکو اس کی مطلق پرواہ نہیں ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ نے ان کو اس کے فتنہ سے محفوظ رکھا اور اس کی حکومت کے زوال کے آثار شروع ہو گئے اور وہ اس طرح کو جیسے جیسے دونوں فوجیں سامنے آنا شروع ہوئیں تو یزید بن مہلب کی فوج کے لوگ گھسکنا شروع ہو گئے اور گھسان کی لڑائی شروع ہوئی تو اس طرف سے کم ہی لوگوں نے مقابلہ کیا اور اس طرح اہل عراق جلد ہی پسپا ہو گئے، اس دوران ان کو یہ اطلاع بھی ملی کہ جس پل کو وہ عبور کر کے آئے ہیں

وہ جل گیا اس لئے بدول ہو کر وہ زبردست شکست سے دوچار ہو گئے اس پر یزید بن مہلب نے کہا آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے خدا ان کا برا کرے ابھی وہ مجمع میں کھڑا ہوا لوگوں سے باتیں کر رہا تھا کہ مزید لوگ اُسکو چھوڑ کر چلے گئے اس دوران شامیوں نے یزید بن مہلب کے بھائی حبیب بن مہلب کو قتل کر دیا اس کو سن کر یزید بن مہلب کے غیظ و غضب کی کوئی حد نہ رہی اور وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمہ بن عبد الملک کی طرف بڑھا اور جیسے ہی وہ اس کی طرف بڑھا شام کی فوجوں نے حملہ کر کے اسکو قتل کر دیا اور کے ساتھ اس کے بھائی محمد بن المہلب کو بھی قتل کر دیا، شامیوں کے ساتھ ہی اسمیذع جیسے بہادر اور شجاع انسان کو بھی قتل کر دیا۔

یزید بن مہلب کو جس شخص نے قتل کیا اس کا نام قتل بن عیاش تھا اسکو قتل کرنے کے بعد اس کا سراپا شام نے مسلمہ بن عبد الملک کے پاس بھیج دیا اور تین سو قیدی بھی اس سر کے ہمراہ روانہ کر دیئے جنہیں بعد میں کوفہ بھیج دیا گیا اور وہیں سب کو قتل کیا گیا، اس کے بعد مسلمہ وہاں سے روانہ ہو گیا اور جبرہ میں پڑاؤ ڈالا لیکن جب جدال و قتال کی خبر یزید بن مہلب کے لڑکے معاویہ کو واسطہ میں ملی تو جو قیدی جن کی تعداد تیس تھی اُس کے پاس موجود تھے سب قتل کے ان میں عمر بن عبد العزیز کا نائب عدی بن ارطاة جو اللہ اور اس کا بیٹا بھی شامل تھا مالک اور عبد الملک یعنی مسمع کے دونوں بیٹا اور ان کے علاوہ اشراف کی ایک جماعت کو بھی تہ تیغ کر دیا۔ وہ پھر بصرہ آیا اُس کے پاس بڑا زبردست خزانہ تھا ساتھ اس کا چچا مفضل بن المہلب بھی آیا غرض کہ پورا آل مہلب بصرہ میں اپنے دھن دولت اور مال و متاع کے ساتھ جمع ہو گیا اور یہاں سے ان سب نے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لینے کا منصوبہ بنایا اور اس کے خیال سے یہ سارا قافلہ کرمان کے پہاڑوں کے دامن میں جا اترے، ان سب کی سرکوبی کیلئے مسلمہ نے ہلال بن ماجور کی سرکردگی میں ایک دستہ روانہ کیا کہا جاتا ہے کہ اُن کو سزا دینے کیلئے مسلمہ نے ایک شخص مدرک بن ضب الکھسی کو متعین کیا تھا۔ بہر حال یہ لوگ ان کے تعاقب میں وہاں یعنی کرمان کے پہاڑوں میں پہنچ گئے اور وہاں زبردست جنگ ہوئی جن میں مفضل کے ساتھیوں میں سے بہت سے لوگ مارے گئے بہت سے اُن کے اشراف و اعیان قیدی بنائے گئے اور باقی شکست کھا کر بھاگ گئے اس کے بعد مسلمہ کے لوگوں نے فضل کو بھی قتل کر دیا اور اس کا سر مسلمہ بن عبد الملک کے پاس بھیج دیا اس کے بعد یزید بن مہلب کے اصحاب نے امیر شام سے امان حاصل کر لی۔ امان حاصل کرنے والوں میں مالک بن ابراہیم بن الاشراف بھی شامل تھا پھر سارا مال و متاع عورتیں بچے مسلمہ بن عبد الملک کے پاس روانہ کر دیا گیا اور ساتھ فضل اور عبد الملک بن مہلب کے سر بھی اُسکے پاس بھیج دیے گئے، مسلمہ نے یہ سب اور خوبصورت بچے اپنے بھائی یزید کے پاس بھیج دیئے، جس نے اُن سب کی گردنیں اڑانے اور دمشق میں سرعام ان کے سر لٹکانے کا حکم جاری کیا لیکن بعد میں دمشق کی بجائے ایسی غرض سے حلب بھیج دیا گیا جہاں اُن سب کو لٹکا دیا گیا۔

مسلمہ بن عبد الملک نے قسم کھائی کہ وہ آل مہلب کی آل اولاد کو سرعام بازار میں فروخت کرے گا چنانچہ وہی اُس نے کر دکھایا۔ کسی بڑے آدمی نے اس خاندان کے لوگوں کو خرید اور ان کی قیمت ایک لاکھ مقرر کی لیکن مسلمہ نے اس امیر سے کوئی قیمت نہ لی اور یوں ان کو اس کی غلامی میں دیدیا شعراء نے یزید بن مہلب کے بڑے دردناک مرعے لکھے ہیں جن کا ابن جریر نے ذکر کیا ہے۔

عراق اور خراسان پر مسلمہ کی حکمرانی..... جب یزید بن عبد الملک ال مہلب کی جنگ کے فتنوں سے فارغ ہو گیا تو اس نے سلمہ کو کوفہ، بصرہ اور خراسان کی حکمرانی سونپ دی چنانچہ مسلمہ خود بصرہ اور کوفہ کا امیر بنا رہا اور خراسان کی امارت اُس نے اپنے داماد سعید بن عبد العزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص ملقب بہ خذینہ کے سپرد کر دی۔

اس نے خراسان کے باشندوں کو تو صبر و استقامت کی تلقین کی لیکن جو مال آل مہلب کے دور کے چلے آ رہے تھے ان کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آیا اور ان سے بہت سارا مال وصول کیا، اُس کی سختیوں کے باعث اُن میں سے کچھ لوگ مر بھی گئے۔

ملک التترک اور مسلمانوں کے مابین پیش آنے والا واقعہ..... واقعہ یہ ہے کہ ملک التترک خاقان نے بہت بڑا لشکر مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے صفہ بھیجا جس کا سردار کورصول نامی شخص کو بنایا گیا اُس نے جاتے ہی قصر البابی کا محاصرہ کر لیا، جہاں بہت سے مسلمان مقیم تھے یہ حالت دیکھ کر سمرقند کے نائب عثمان بن عبد اللہ بن مطرف نے خاقان سے مصالحت کر لینا چاہی اور بطور نذرانہ کے چالیس ہزار اس کے پاس بھیجے اور ساتھ ہی تقریباً سترہ تاجر بطور ضمانت کے اس کے پاس روانہ کیے اس کے ساتھ اُس نے ایک سفیر بھی خاقان کے پاس بھیجنے کی تیاری کی جسکے لئے اُس

نے المسیب بن بشر الرہاحی کو منتخب کیا اور اس کی ماتحتی میں چار ہزار آدمی دے دے المسیب ان چار ہزار آدمیوں کو لیکر ترکوں کی جانب بڑھا مگر قدم قدم پر ان کے جذبہ شوق شہادت کو بھی اپنی تقریروں سے ابھارتا جاتا تھا کچھ لوگ تو اس کی باتوں سے متاثر ہو گئے تھے اور کچھ جام شہادت نوش کرنے کے اندیشے سے راستہ ہی سے کٹ جاتے تھے چنانچہ مختلف منزلوں پر لوگ ہوئے گئے اور بلا آخر سات سو مجاہد باقی رہ گئے انہی کو لے کر المسیب ترکوں سے مذہبیٹر کے لئے آگے بڑھا جنہوں نے قصر بابل کا محاصرہ کر رکھا تھا مسلمان محصور بن گئے یہ بھی یہ حالت دیکھ کر قسم کھائی تھی کہ اپنے اہل و عیال کو اپنے ہاتھوں قتل کریں گے لیکن ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ جو مجاہد باہر تھے اور جو محصور بن اندر تھے اپنے قوی شہار کے مطابق یا محمد کے نعرے وقتاً فوقتاً لگاتے تھے عرض دونوں طرف سے گھسان کارن پڑا اور بہت سے جانوروں کو بھی مار ڈالا گیا۔ حتیٰ کہ مسیب کو بھی اپنی سواری سے محروم ہونا پڑا وہ اور ان کے ساتھی دونوں پیادہ ہو کر مسلمانوں کے ساتھ دشمنوں سے لڑے۔ اس معرکہ میں ترکوں کی تعداد اگرچہ زیادہ تھی لیکن المسیب اور ان کے ساتھیوں نے استقلال اور یامرزی سے ایسا مقابلہ کیا کہ ترکوں کو ہزیمت اٹھانا پڑی اور مسلمان جب وہاں سے واپس ہوئے تو نہ صرف اپنے محصور مسلمانوں کو بچا کر لائے بلکہ ترکوں کا بہت سا راپیش یہاں سامان بھی ان کے ہاتھ لگا اور بچے بچے ترکوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ کل جن مسلمانوں سے ہماری لڑائی ہوئی وہ یقیناً انسان نہیں جنات تھے جو لوگ ۱۰۲ھ میں وفات پا گئے وہ یہ ہیں۔

الضحاک بن مزاحم الہلالی..... یہ جلیل القدر تابعی ہیں و ابو القاسم اور بعض کے نزدیک ابو محمد خراسانی کہلاتے تھے بلخ، سمرقند اور نیشاپور میں رہے ہیں، انہوں نے حضرت انس، ابن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں کہا جاتا ہے انہوں نے کس صحابی یا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی حدیث کی سماعت کی ہو یہ صحیح نہیں ہے گو کہ مؤخر الذکر کے پڑوس میں وہ سات برس رہے ہوں بلاشبہ تفسیر کے امام تھے امام توری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چار آدمیوں سے تفسیر حاصل کرو عکرمہ، مجاہد، سعید بن جیر اور ضحاک سے امام احمد نے کہا ہے ضحاک ثقہ ہیں شعبہ نے ابن عباس سے ان کی سماعت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سعید نے جو کچھ لیا ہے اُن سے لیا ہے ابن سعید القطن نے اُن کو ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے ان کو ثقافات میں شمار کیا ہے لیکن انہوں نے صحابہ میں سے کسی سے بالمشافہ ملاقات نہیں کی اور جس نے یہ کہا ہے کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ملے تھے تو یہ اس کا وہم ہے یہ دو برس اپنی متکم مادر میں رہے اور جب پیدا ہوئے تو اُن کے دانت تھے بڑے ہوئے تو بچوں کو مفت تعلیم دیتے تھے، ان کی وفات اسی برس کی عمر میں ۱۰۵ھ میں اور بعض کے نزدیک ۱۰۶ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابو المتوکل الناجی..... ان کا نام ہے علی بن البصری ہے جلیل القدر تابعی ہیں انتقال کے وقت ان کی عمر اسی برس تھی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

۱۰۳ھ ہجری

۱۰۳ھ میں امیر عراق عمر بن ہیرہ نے سعید المقلب بہ خزینہ کو خراسان کی نیابت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ سعید بن عمرو حریش کو خراسان کا نائب مقرر کیا سعید مشہور بہادروں میں سے تھا جس ترک مرزہ پر اندام تھے حتیٰ کہ اس کے خوف سے بلا معاوضہ صغد سے ماوراء النہر کی طرف پیچھے ہٹ گئے تھے اور بہت سے چینی علاقے بھی انہوں نے خالی کر دیے تھے، اس سال یزید بن عبد الملک نے عبد الرحمان بن ضحاک بن قیس کو مدینہ اور مکہ کی گورنری سونپ دی اور عبد الرحمان واحد بن عبد اللہ نضری کو طائف کی نیابت سپرد کی۔

اس سال عبد الرحمان بن الضحاک بن قیس نے لوگوں کو حج کرایا، جو لوگ اس سال فوت ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔

یزید بن ابی مسلم..... ابو العلاء مدنی عطاء بن یسار الہلالی، ابو محمد الفاص مدنی۔

مولیٰ میمونہ، سلیمان، عبد اللہ اور عبد الملک کے بھائی تھے جو سب کے سب تابعی تھے یزید بن مسلم نے صحابہ کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں متعدد ائمہ نے ان کے ثقہ ہونے کی تصدیق کی ہے کہتے ہیں ان کا انتقال ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں ہوا یہ بھی کہا جاتا ہے ان کا انتقال اسکندریہ میں ہوا انتقال کے وقت ان کی عمر اسی سال سے متجاوز تھی۔

مجاہد بن جبیر المکی..... ابو الحجاج القرشی المخزومی، السائب بن ابی السائب المخزومی کے غلام تھے ائمہ تابعین و مفسرین میں سے گذرے ہیں اصحاب ابن عباس میں خصوصی مقام رکھتے تھے اپنے زمانے کے تفسیر میں سب سے ماہر عالم تھے کہا جاتا ہے کہ اس دور میں مجاہد اور طاؤس کے سوا کوئی شخص اللہ کی رضا کی خواہش کے لئے حصول علم میں ان دونوں سے زیادہ کوئی مصروف نہ تھا۔ مجاہد نے کہا کہ میں ابن عمر کو اپنے باب کی طرح مہربان سمجھتا ہوں اور انہوں نے کہا، میں اس امر کو پسند کرتا ہوں کہ میرا بیٹا سالم اور غلام نافع میری طرح قرآن حفظ کریں بیان کیا جاتا ہے کہ مجاہد نے تین مرتبہ قرآن ابن عباس کو سنایا اور بعض کہتے ہیں کہ دو مرتبہ سنایا۔ انہوں نے ہر آیت کو ان سے پڑھ کر سمجھا اور یاد کیا اور اس کے متعلق ان سے سوالات بھی کیے، ان کی عمر اسی برس سے متجاوز تھی۔

سال سے متجاوز تھی اللہ اعلم، مجاہد بڑے بڑے صحابہ سے روایات بیان کرتے ہیں مثلاً ابن عمر، ابن عباس، ابو ہریرہ، ابو سعید اور رافع بن خدیج وغیرہ سے اور ان سے تابعین کی بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں یحییٰ نے بیان کیا کہ انہوں نے مجاہد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے ابن عباس نے کہا بغیر وضو ہر گز نہ ہوتا کیونکہ ازواج اسی حالت میں اٹھائی جائیں گی جس حالت میں وہ قبض ہوں گی۔

مصعب بن سعد بن ابی وقاص..... جلیل القدر تابعی گذرے ہیں۔

موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ تمیمی..... یہ موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ تمیمی تھے ان کا قلب مہدی تھا۔ کیونکہ ان کی طبیعت میں اصلاح کا میلان ورجان تھا یہ مسلمانوں کے جلیل القدر اور عظیم بزرگ تھے۔ رحمہ اللہ۔

۱۰۴ھ کا آغاز

اس سال سعید بن عمرو الحارثی نائب خراسان نے اہل صغد سے جنگ کی اور اہل بخندہ کا محاصرہ کیا اور وہاں بہت سے لوگوں کو مار ڈالا، بہت ساروں کو قیدی بھی بنالیا، اس کی اطلاع اس نے یزید بن عبد الملک کو بھی کر دی کیونکہ اُس نے اُس کو وہاں کا حاکم بنایا تھا اور اس سال کے ماہ ربیع الاول میں یزید بن عبد الملک نے حرمین کی امارت سے عبد الرحمن بن الضحاک بن قیس کو معزول کر دیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے فاطمہ بنت الحسن کو نکاح کا پیغام بھجوایا تھا لیکن فاطمہ نے انکار کر دیا جس پر اس نے فاطمہ بنت الحسن کو دھمکی دی، اس پر فاطمہ بنت الحسن نے یزید بن عبد الملک سے اس کی شکایت کی، اس کے نتیجے میں یزید بن عبد الملک نے عبد الواحد بن عبد اللہ النصری طائف کے نائب کو مدینہ کا امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ یہ حکم صادر کیا گیا کہ عبد الرحمن بن ضحاک کو اتنے زوردار قسم کے کوڑے لگائے جائیں کہ اس کی چینوں کی آواز دمشق کے امیر تک پہنچے اور ساتھ ساتھ یہ سزا بھی جاری کی جائے کہ اس سے چالیس ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے جائیں۔

سزا سن کر عبد الرحمن کی فراری..... یہ سزا سن کر عبد الرحمن وہاں سے بھاگا اور دمشق پہنچ کر مسلمہ بن عبد الملک سے پناہ کی گزارش کی لیکن وہ وہاں جانے سے پہلے اس کے بھائی کے پاس پہنچا اور کہا کہ مجھے آپ سے ایک انتہائی ضروری کام ہے تو اس نے کہا کہ تمہارا ہر کام پورا ہوگا سوائے ابن ضحاک ہونے کے۔

تو عبد الرحمن نے کہا کہ میری اصل ضرورت تو یہی ہے تو مسلمہ بن عبد الملک کے بھائی نے اس کے جواب میں کہا کہ خدا کی قسم! میں نہ اس بات کو قبول کروں گا اور نہ ہی تمہیں معاف کروں گا، چنانچہ اس طرح اس کو مدینہ واپس بھیج دیا اور وہاں کے گورنر عبد الواحد کے حوالے کر دیا عبد الواحد نے اُسے کوڑے لگائے اور اس کا تمام مال قبضہ میں کر لیا حتیٰ کہ اس کے پاس سوائے ایک اون کے جبہ کے کچھ بھی نہ بچا۔

مدینہ والوں سے فریاد کرتا..... چنانچہ اس نے مدینہ والوں سے فریاد کی جہاں اس نے ڈھائی سال تک گورنر کے فرائض انجام دیئے تھے۔ الزہری نے علماء سے مشورہ کرنے کو کہا لیکن عبد الواحد گورنر اپنی رائے پر قائم رہا اور اس نے اپنے فیصلہ میں کسی کی ترمیم نہ کی۔ شعراء نے اپنے

کلام میں بھی اس کی مذمت کی ہے۔

سعید بن عمرو الحارثی کی معزولی..... عمرو بن ہبیرہ نے اسی سال سعید بن عمرو الحارثی کو معزول کر کے خراسان پر مسلم بن سعید بن مسلم بن زرعہ کو گورنر مقرر کر دیا۔ کیونکہ سعید بن عمرو الحارثی نے عمر بن ہبیرہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا لہذا سعید کو معزول کرنے کے بعد اپنے پاس بلوایا اور اسے جرمانہ اور قتل کی سزا سنائی لیکن بعد میں معاف کر دیا گیا مسلم بن سعید بن مسلم الکلابی نے وہ تمام ٹیکس جو سعید نے معاف کر دیئے تھے دوبارہ مقرر کر دیئے۔

ترکوں کی شکست..... اس سال آرمینیا اور آذربائیجان کے نائب الجراح بن عبد اللہ الحکمی نے ترک اور بلنجر میں جنگ کی اور اسے فتح کر لیا۔ ترکوں کے بھاگتے ہوئے ان کے بہت سے اہل و عیال دریا میں غرق ہو گئے اور بہت سوں کو قیدی بنالیا گیا۔ اس کے بعد وہ تمام قلعے جو بلنجر کے قریب تھے فتح کر کے وہاں لے لوگوں کو جلاوطن کر دیا۔

اسی دوران الجراح بن عبد اللہ اور خاقان الملک کے درمیان زبردست معرکہ ہوا۔ خاقان شکست کھا کر فرار ہو گیا۔ لیکن مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا اور دوبارہ مسلمان اور خاقان کے لشکریوں میں زبردست معرکہ ہوا جس میں لاتعداد آدمی مارے گئے۔ اسی سال امیر الحرمین والطاقف عبد الواحد بن عبد اللہ النضر ی نے لوگوں کو حج کرایا، عراق و خراسان کی نیابت عمر بن ہبیرہ کو ملی اور مسلم بن سعید خراسان میں اس کا نائب رہا، اسی سال خلفاء بنو عباس کا پہلا خلیفہ سفاح پیدا ہوا۔ اعیان میں سے اس سال جو لوگ فوت ہوئے ان حضرات کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

خالد بن معدان الکلاعی..... یہ جلیل القدر تابعی ہیں اور انہوں نے بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایات کی ہیں۔ ان کا شمار مشہور علماء کرام میں ہوتا ہے۔ اہل حمص کے امام تھے۔ جس دن یہ روزہ رکھتے تو اس دن یہ چالیس ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے، ماہ رمضان میں ایک دن میں تہائی قرآن ختم کر لیتے تھے، جو رحانی نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

”جو کوئی حق کے حصول کے لئے ملامتوں کی پرواہ نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو بھی محامد و محاسن میں تبدیل کر دے گا۔“

ابن ابی الدنیا نے ان کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو چار آنکھیں دی ہیں، دو آنکھیں اس کے چہرے پر ہیں جن سے وہ دنیا کو دیکھتا ہے اور دو آنکھیں قلب میں ہیں جس سے وہ آخرت کے امور کا مشاہدہ کر لیتا ہے، جب اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ بھلائی کا معاملہ فرمانا چاہتے ہیں تو اس کی دل کی آنکھیں کھول دیتے ہیں جس سے وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے اور جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہیں فرماتے تو اس کو طبعی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں تو تم دیکھتے ہو کہ وہ سب کچھ دیکھتا ہے لیکن اسے فائدہ حاصل نہیں ہوتا لیکن جب وہ قلب کی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے تو سب کچھ دیکھتا ہے اور فائدہ حاصل کرتا ہے انہوں نے فرمایا ”قلب کی بصارت کا تعلق آخرت سے ہے اور ظاہری بصارت کا تعلق دنیا سے ہے۔“

یہ تو چند فضائل بیان کئے گئے ہیں ورنہ ان کے تو بہت سے فضائل اہل علم نے ذکر کئے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص اللیشی..... یہ جلیل القدر تابعی ہیں اور ثقہ ہیں، انہوں نے اپنے والد وغیرہ سے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔

عامر بن شراحیل الشععی..... یہ تابعی ہیں اور انہوں نے بہت سے صحابہ اور تابعین سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمرو ہے، اہل کوفہ کی ہر و عزیز شخصیت تھے اپنے زمانہ کے امام حافظ اور کئی فنون میں کامل دستگاہ رکھتے تھے تابعین نے بھی ان سے روایات نقل کی ہیں۔

امام الشععی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام..... ابو مجلز فرماتے ہیں کہ میں نے شععی سے بڑا کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ مکحول نے فرمایا کہ میں نے ان سے زیادہ کسی کو ماضی سے باخبر نہیں دیکھا۔ داؤد الاودی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے شععی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آؤ میں تمہیں ایک نفع بخش چیز بتاؤں جو اس العلم سے پھر فرمایا کہ جب تم سے کوئی شخص کسی چیز کے بارے میں سوال کرو اور تم نہیں جانتے تو جواب میں ”اللہ علم“ کہہ دو، یہی بہترین علم ہے پھر فرمایا اگر کوئی شخص اقصائے یمن سے خض نفع بخش علم کے لئے سفر کرتا ہے تو سمجھ لو کہ اس کا یہ سفر ضائع نہیں ہوا اور اگر کوئی شخص لذت و شہوا

سے دنیا کے لئے سفر کرتا ہے تو یہ سفر اس کے لئے سرمایہ عقوبت و ضیاع ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ علم بالوں سے کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ ہر چیز کا بہترین حصہ حاصل کرنے پر قناعت کرو۔

ابو بردہ بن ابوموسیٰ الاشعری..... ابو بردہ سے بہت سے روایات منقول ہیں کوفہ میں عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں امام شعیب سے قبل عہدہ قضاء پر فائز تھے پھر حجاج نے انہیں معزول کر کے ان کے بھائی ابوبکر کو عہدہ قضاء سونپ دیا تھا۔

ابوقلابہ الجرمی..... ان کا نام عبداللہ بن یزید البصری ہے، یہ کبار ائمہ فقہاء میں سے تھے۔ انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علاوہ تابعین سے بھی روایات لی ہیں۔

ابوقلابہ کی جلاوطنی..... حکومت نے انہیں عہدہ قضاء سنبھالنے کے لئے کہا تو وہاں سے فرار ہو کر شام آ گئے اور داریا میں مقیم ہو گئے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ ابوقلابہ فرماتے ہیں کہ جب تجھے خدا علم دے تو اس سے عبادت کے لئے بھی وقت نکال اور اگر تم وسعت کے مطابق لوگوں کو کچھ نہ دے سکوں تو شاید دوسرے لوگ تو فائدہ اٹھالیں لیکن تم تاریکی میں بھٹکتے رہو گے، پھر فرمایا کہ جب تمہیں کسی تمہارے بھائی کی طرف سے نامناسب بات کا سامنا ہو تو کوشش کرو کہ اس سے معذرت کر لیا کرو اور اگر معذرت نہ کر سکو تو کہہ دو کہ شاید میرے بھائی کے پاس اس سے بہتر توجیہ ہوگی جس سے میں لاعلم ہوں۔

۱۰۵ھ کے واقعات

اس سال الجراح بن عبداللہ الحکمی نے بلاد لان پر حملہ کر کے وہاں کے بہت سے قلع فتح کر لئے اور بلخج سے ملے ہوئے بہت سے شہر و پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے مال غنیمت کے علاوہ بے شمار ترکوں کو قیدی بھی بنالیا۔

اسی سال مسلم بن سعید نے ترکوں کے بہت سے شہروں پر قبضہ کیا اور صغد جیسے عظیم شہر کا بھی محاصرہ کیا۔ اسی سال سعید بن عبدالملک بن مروان نے بلاد روم میں جنگ کا آغاز کیا۔ چنانچہ اس نے بطور ہراول ایک ہزار فوجیوں کا لشکر روانہ کیا جو پورا پورا اس جنگ میں کام آ گیا۔

یزید بن عبدالملک کا انتقال..... ۲۵ شعبان بروز جمعہ ۱۰۵ھ میں سرزمین بلقاء کے شہر اربد میں یزید بن عبدالملک بن مروان کا انتقال ہوا۔ اس وقت اس کی عمر تیس اور چالیس سال کے درمیان تھی۔

یزید بن عبدالملک کی سوانح..... اس کا نام یزید بن عبدالملک بن مروان ابو خالد القرشی الاموی تھا، اس کی ماں کا نام عاتکہ بنت یزید بن معاویہ تھا۔ عاتکہ کے انتقال کے بعد جس جگہ اُسے دفن کیا گیا اس جگہ کا نام بھی اس کے نام پر پڑ گیا تھا۔

یزید بن عبدالملک کی بیعت خلافت..... عمر بن عبدالعزیز کے بعد ۱۰۵ھ ماہ رجب میں یزید بن عبدالملک نے بیعت خلافت کی۔ محمد بن یحییٰ نے الزہری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی کے عہد میں مسلم کافر کا اور کافر مسلم کا وارث نہ تھا لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلم کافر کا وارث بنا لیکن کافر مسلم کا وارث نہیں بنا۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا لیکن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ وہی سنت رسول ﷺ جاری کر دیا اور اس کا اتباع یزید بن عبدالملک کے زمانے میں بھی ہوا لیکن جب ہشام خلیفہ بنا تو اس نے پھر دوبارہ اموی خلفاء کا طریقہ کالانج کر دیا۔

ولید بن مسلم کا قول..... ولید بن مسلم نے جابر کا قول نقل کیا کہ ہم مکحول کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ یزید بن عبدالملک وہاں آ گئے ہم

نے سوچا کہ یزید کے لئے جگہ بنا دیں لیکن مکحول نے ہمیں کہا کہ چھوڑو جہاں جگہ مل جائے گی وہیں بیٹھ جائیگا اس طرح تو اسے سیکھا گا، یزید خلافت سے قبل بھی علماء و صلحاء کی مجالس میں شرکت کیا کرتا تھا، جب اس نے خلافت سنبھالی تو اس نے پختہ عزم کیا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے نقش قدم پر چلے گا لیکن اس کے برے ہم نشینوں نے اسے صحیح راہ پر چلانا نہ دیا اور ظلم کو اس کے سامنے اچھائی اور خوبی بنا کر پیش کیا۔

یزید بن اسلم کہتے ہیں کہ یزید خلافت سنبھالنے کے بعد ۴۰ روز تک عمر بن عبدالعزیز کے نقش قدم پر چلتا رہا پھر کچھ لوگ اس کے پاس آئے اور اسے کہا کہ خلیفہ سے کچھ باز پرس نہیں ہوگی۔

عمر بن عبدالعزیز کی نصیحت عمر بن عبدالعزیز نے اسے نصیحت کی تھی کہ تم امت محمدیہ ﷺ میں سے ہو اور کچھ دنوں بعد تمہیں بھی دوسروں کی طرح یہ دنیا چھوڑ کر چلے جانا ہوگا۔ یزید نے اپنے بھائی ہشام کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میری موت کی تمنا کر رہے ہیں اور خلافت کی آرزو میں مبتلا ہیں اور پھر آخر میں چند اشعار لکھے۔

اس کے جواب میں ہشام نے لکھا کہ تمہیں جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ سراسر غلط ہے خدا مجھے تم سے پہلے موت دے دے اور میرے بیٹے کو تمہارے بیٹے سے پہلے موت آجائے۔ تمہارے بعد پھر میری زندگی میں کیا خبر باقی رہ جاتی ہے۔

یزید بن عبدالملک کی اپنی باندی سے محبت یزید بن عبدالملک کی ایک باندی حبابہ تھی جو انتہائی حسین و جمیل تھی اور یزید اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا اور اس نے اس باندی کو عثمان بن اہل بن حنیف سے چار ہزار دینار میں خریدا تھا۔ ایک دن اس کے بھائی سلیمان نے اسے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باندی تم سے دور رہے لہذا یزید نے باندی سلیمان کو فروخت کر دی۔

خلافت کے بعد یزید کی خواہش خلافت کے بعد یزید کی بیوی سعدہ نے اس سے اس کی خط و خش پوچھی تو اس نے سعدہ سے حبابہ کے وصال کی خواہش ظاہر کی چنانچہ اس نے وہ باندی خرید کر اپنے شوہر کے لئے مہیا کر دی۔ پھر دوبارہ اس سے اس کی خواہش کا پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے اور حبابہ کو چند دن محل میں تنہا چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ محل کو فرش فراش سے مزین کر کے ان دونوں کے لئے خالی کر دیا گیا جہاں وہ حبابہ کے ساتھ عیش و مستی میں دن گزارنے لگا۔

حبابہ کی موت ایک روز وہ باغ میں انگور کھا رہے تھے کہ یزید نے حبابہ کے منہ میں ایک انگور پھینکا جو ہنسنے کی وجہ سے اس کے گلے میں اٹک گیا اور وہیں اس کی موت واقع ہو گئی۔ حبابہ کی موت کے بعد یزید نے بھی اپنی عیش پرستی کو چھوڑ دیا۔ یزید حبابہ کی عشق میں ایسا دیوانہ تھا کہ اس نے اسے دفنانے سے بھی منع کر دیا اور ہر وقت اس کے پاس بیٹھا رہتا لیکن جب لاش سے بو پھیلنے لگی تو اس نے دفنانے کی اجازت عطا کر دی۔ پھر ہر وقت قبر بیٹھا رہتا تھا۔

یزید بن عبدالملک کا انتقال حبابہ کے عشق نے اسے دیوانہ کر دیا تھا کہ اس کی قبر کے پاس سے جدا نہ ہوتا تھا بالآخر اسی مرض عشق کی وجہ سے مرض میں مبتلا ہو کر شعبان ۱۰۵ھ بروز جمعہ کو اس کا انتقال ہوا۔ اس کی مدت خلافت چار سال ایک ماہ تھی۔

یزید بن عبدالملک کی نماز جنازہ یزید بن عبدالملک چھریرے بدن کا گوران چٹا گول چہرہ والا انسان تھا اس کے اوپر کے دانت نیچے کے دانتوں سے باہر نکلے رہتے تھے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کا انتقال جولان یا حوران میں ہوا۔ اس کی نماز جنازہ اس کے پندرہ سالہ بیٹے ولید بن یزید نے پڑھائی۔ بعض لوگ کا کہنا ہے کہ اس کے بھائی ہشام بن عبدالملک نے نماز پڑھائی۔ باب الجابیہ اور باب الصغیر کے درمیان شہر دمشق میں دفن کیا گیا یزید کی وفات کے بعد خلافت کے لئے ہشام کی بیعت کی گئی۔

خلافت ہشام بن عبدالملک بن مروان ہشام کا بھائی ۱۰۵ھ کو ماہ شعبان کی پچیس تاریخ کو انتقال کر گیا اس کے بھائی کی وفات

کے بعد اسکی بیعت لی گئی۔ اس وقت ہشام کی عمر چوتیس سال تھی۔ اس کے والد نے جب مضعب بن زبیر کو ۷۲ھ میں قتل کیا تو اس نے اپنے بیٹے کا نام بطور تغاؤل منصور رکھا مگر اس کی والدہ عائشہ بنت ہشام نے اس کا نام اپنے باپ کے نام پر رکھا اور یہی نام اس کا آخر تک رہا۔ واقعہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اس کی خلافت کا اعلان ہوا تو وہ بیٹھو نہ میں اپنے گھر میں تھا قاصد اس کے پاس مہر اور عصا لے کر آیا اور اسکو یہ دونوں چیزیں دی اور مبارکباد بھی چنانچہ پھر ہشام رصافہ سے دمشق کی جانب آ گیا۔ پھر اس نے باقاعدہ اپنی خلافت کا اعلان کیا۔ ماہ شوال میں اس نے عراق و خراسان کی امارت سے ہبیرہ کو معزول کر کے اس کی جگہ خالد بن عبداللہ القسری کو امیر مقرر کیا۔ اس سال اس کے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل المرزوی نے لوگوں کو حج ادا کروایا۔ ہشام عبدالملک سے اس کی ماں کی اکلوتی اولاد تھی کیونکہ عبدالملک نے عائشہ کو بیوقوف عورت قرار دیکر طلاق دے دی تھی۔ اس سال بنو عباس کی دعوت کو آہستہ آہستہ پھیلنے میں کافی سہولت حاصل رہی۔

ابان ابن عثمان بن عفان کی وفات یہ بزرگ فقہاء تابعین میں سے ہیں، پہلے ذکر کردہ کلام میں ان کا سن وفات پچاسی مذکور ہے۔ آپ ایک بڑے اور محقق عالم دین تھے اسی بات کو عمرو بن شعیب ذکر کرتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑا محدث اور فقیہ نہیں دیکھا ہے یحییٰ بن سعید قطان ہیں کہ مدینہ کے دس فقہاء کرام میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ آخری عمر میں انکو نالج کے کچھ اثرات اور بہرہ پن لاحق ہو گیا تھا جو ان کی بیماری کا سبب بنا۔ یہ مذکورہ بیماریاں انکو ایک سال قبل لاحق ہوئیں۔

۱۰۶ ہجری

سال نو کے آغاز پر ہشام نے مدینہ مکہ اور طائف سے عبدالواحد بن عبداللہ النضری کو امارت سے معزول کر دیا اور اپنے ماموں زاد ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل المرزوی کو ان مقامات کا امیر مقرر کیا۔ سعید بن عبدالملک نے اس سال موسم سرما میں جنگ شروع کی۔ اسی سال مسلم بن سعید نے فرغانہ میں ترکوں کی مذہبھڑکی چنانچہ ان کے سردار خاقان وغیرہ کو بہت شدید مقابلے کے بعد مار ڈالا۔ اسی سال الجراح الحکمی سرزمین خزر میں گھس گیا تو وہاں کے لوگ نے اس سے جزیہ اور خراج پر صلح کر لی۔ اسی سال حجاج بن عبدالملک نے لان پر حملہ کر کے وہاں کے لوگوں کو مارا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ خالد بن عبداللہ القسری نے خراسان کی امارت سے مسلم بن سعید کو معزول کر کے اس کے اپنے بھائی احد بن عبداللہ القسری کو مقرر کر دیا۔

خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے حج کی ادائیگی کے دوران ہونے والے واقعات اس سال ہشام کے لوگوں کو حج ادا کر دیا اور اس نے ابوالزناد کو حکم دیا کہ وہ اس کے مدینے میں پہنچنے سے پہلے اس سے ملے اور لوگوں کو مناسک حج چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی گئی ان معلمین میں سے سعید بن عبداللہ بن الولید بن عثمان بن عفان نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ کے اہل خانہ ان پاک مقامات پر ابوتراب کے خاندان پر لعنت بھیجتے چنانچہ آپ بھی بھیجیں۔ ابوالزناد فرماتے ہیں کہ ہشام نے جب یہ بات سنی تو اسکو اس کی یہ بات بہت ناگوار گزری اور وہ ابوالزناد سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر جب ہشام مکہ پہنچا تو اس کے سامنے ابراہیم بن طلحہ نامی آدمی آیا۔ اس سے ہشام نے پوچھا کہ مجھے بتاؤ کہ تم پر عبدالملک کے دور حکومت میں کہا گزری ہے؟ تو اس نے کہا: اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ پھر ہشام نے کہا کہ اور ولید کے زمانے میں؟ تو اس نے کہا: اس نے بھی مجھ پر ظلم کیا ہشام نے کہا اور سلیمان نے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس نے بھی ظلم کیا، ہشام نے کہا عمر بن عبدالعزیز کا کیسا برتاؤ تھا؟ اس نے کہا انہوں نے مجھے فائدہ پہنچایا۔ ہشام نے کہا اور یزید نے؟ تو اس نے کہا اس نے ظلم کو میرے ہاتھ سے چھین لیا ہے اور وہ اب تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس کی یہ بات سن کر ہشام کچھ زبولا اور اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ میں نے اس سے زیادہ فصیح و بلیغ آدمی نہیں دیکھا ہے۔

پھر ہشام حج کے دوران کعبہ میں داخل ہوا تو اچانک اس کی نظر سالم بن عبداللہ پر پڑی تو اس نے سالم سے کہا کہ مجھ سے کچھ سوال کیجئے۔ تو سالم نے کہا کہ مجھے خدا کے گھر میں کھڑے ہوئے کسی غیر سے سوال کرنا بے شرمی معلوم ہوتی ہے چنانچہ جب سالم حرم سے باہر نکلے تو ہشام بھی ان کے پیچھے باہر نکل آیا اور کہا اب آپ حرم سے باہر ہیں لہذا اب سوال کر لیں سالم نے کہا کہ دنیا کی ضرورتوں کا یا آخرت کی۔ تو اس نے کہا: حوائج دنیا کا تو

سالم نے فوراً کہا کہ دنیا اس سے میں نے نہیں مانگی جو اس کا مالک ہے تو میں اس سے دنیا کہاں طلب کرو جو اس کا مالک نہیں ہے۔

حضرت سالم بن عبد اللہ کی وفات اسی سال حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تابعی کی وفات ہوئی۔ آپ جرے زبردست عالم عابد اور زاہد تھے اور آپ نے بے شمار احادیث اپنے والد سے روایت کی ہیں۔ آپ بڑے دوست مزاج صاف گواہ تھے۔ آپ خلفاء سے کمی کچھ نہ مانگتے تھے اور بہت متواضع اور حد درجہ کے متقی و مقورع تھے۔ آپ اپنی زمین میں اپنے ہاتھ سے کام کر لیا کرتے تھے اور کبھی کبھی دوسروں کی زمین پر بھی کام کرتے تھے۔ اور آپ موٹے ٹاٹ کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

طاؤس بن کیسان الیمانی کی وفات طاؤس بن کیسان الیمانی خلیل القدر بزرگ ہیں جو اصحاب ابن عباس میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کی مکمل سوانح حیات ہم نے کتاب الکمل میں تحریر کی ہے۔ آپ کا اصل نام اور کنیت ابو عبید الرحمن طاؤس بن کیسان الیمانی ہے آپ یمن کے اولین طبقہ تابعین سے ہے اور ان ابناء فرس میں سے ہیں جن کو کسریٰ نے یمن بھیجا تھا۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک کثیر جماعت سے صحبت کا شرف حاصل کیا اور ان سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور تقریباً پچاس صحابہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی آپ بہت بڑے امام، زاہد، علم نافع اور عمل صالح کا مجموعہ تھے۔ آپ کی اکثر احادیث ابن عباس سے مروی ہیں اور آپ سے بے شمار تابعین نے روایت کی ہیں جن میں مشہور مجاہد، عطاء، عمرو بن دینار، ابو الزبیر، محمد بن منکدر، الزہری، ابراہیم ابن میسرہ، عبد الملک بن میسرہ، وہب بن منبہ، المغیرہ بن حکیم صنعانی، عبد اللہ بن طاؤس اور حبیب ابن ثابت ہیں۔ آپ کا انتقال مناسک حج کی ادائیگی کے دوران مکہ میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ ہشام بن عبد الملک نے پڑھائی اور مکہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ عبد الرزاق اپنے والد سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ جب طاؤس کا انتقال ہوا تو آپ کی نماز جنازوں اس وقت تک ادا نہ کی گئی جب تک کہ ہشام نے آدمی بھیج کر اپنے بیٹوں کو نہ بلوایا۔

اور مزید فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ ابن الحسن کو آپ کا جنازہ اپنے کندھے پر آخر تک اٹھائے ہوئے دیکھا اور کثیر ادھام کی بناء پر آپ کی ٹوپی گر گئی تھی اور قمیض پھٹ کر جسم سے علیحدہ ہو گئی تھی۔ اور اخیر ایسا عمل آپ کیوں نہ کرتے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”الایمان یمنان“ اور اس سے مراد ابو مسلم، وہب، ابو ادیس، کعب اور طاؤس وغیرہ جیسے یمانی بزرگان تھے اور یہی وہ جواہر ہیں جو یمن کی کان سے نکلے۔ عبد الرزاق کے والد فرماتے ہیں کہ میں ۱۰۵ھ میں مکہ شہر میں طاؤس کے جہازے میں شریک ہوا۔ اور لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ اللہ طاؤس کو اپنی رحمت اور نظر کرم میں رکھے۔ انہوں نے تقریباً چالیس حج کئے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال منی یا مزدلفہ میں متاسک حج کی ادائیگی کے دوران ہوا۔ ابن راشد فرماتے ہیں کہ ہم لوگ طاؤس بن کیسان کی خدمت میں تھے کہ مسلم بن قتیہ بن مسلم خراسانی آئے اور انہوں نے آپ سے چند سوالات کئے جس پر آپ نے انکو جھڑک دیا میں نے ان سے کہا کہ یہ مسلم بن قتیہ ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ میرے واسطے آسان ہے۔

ابن ابی داؤد بیان کرتے ہیں کہ میں طاؤس اور ان کے اصحاب کو دیکھا کہ وہ نماز عصر سے فراغت کے بعد قبلہ رو ہو کر نہایت عاجزی کے ساتھ دعا کرے اور کسی سے بات چیت نہیں کرتے تھے۔ طاؤس فرماتے تھے کہ جس شخص نے بخل سے پرہیز کیا اور مال یتیم پر قابض ہونے سے بچا تو وہ کسی مصیب میں نہیں مبتلا ہوگا۔ ایک دن آپ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹے ظلمندوں کی صحبت اختیار کر اس سے تیرا بھی شمار ان لوگوں میں ہونے لگے گا اور جہلاء سے بچو ورنہ تو بھی انہی میں شمار ہوگا اگرچہ تو جاہل نہ بھی ہو نیز ہر شے کی غرض و غایت ہوتی ہے اور آدمی کی غایت حسن عقل ہے ایک مرتبہ کسی شخص نے کوئی سوال کیا تو انہوں نے اُسے جھڑک دیا تو اس نے کہا کہ اے عبد الرحمن میں تیرا بھائی ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا کیا سبکو چھوڑ کر صرف تجھی کو بھائی سمجھوں۔

حضرت طاؤس کا ایک عجیب واقعہ ایک مرتبہ امیر ایوب بن یحییٰ نے طاؤس کی خدمت میں سات سو دراهم بھیجے اور جس شخص کے ہاتھ بھیجے تھے اسکو کہا کہ اگر وہ ان دراهم کو قبول کر لیں تو تجھے انعام ملے گا۔ چنانچہ وہ شخص دراهم لے کر آپ کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ اے

عبدالرحمان یہ دراہم امیر نے آپ کے خرچے کے واسطے بھیجے ہیں تو طاؤس نے جواب دیا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔ اور پھر اس شخص نے ان کو دینے کی لاکھ کوشش کی، مگر وہ ناکام ہو گیا۔ بالآخر وہ آپ کے مکان کے ایک کونے میں ان دراہم کو ڈال کر چلا گیا۔ اور امیر کی خدمت میں جا کر کہا کہ انہوں نے دینار قبول کر لئے ہیں۔

کچھ عرصے کے بعد امیر طاؤس کی کسی بات پر خفا ہو گیا۔ تو اس نے حکم دیا کہ طاؤس کو پیش کیا جائے اور اُسے یہ بھی حکم دیا کہ ہمارا دیا ہوا مال واپس لائے۔ چنانچہ قاصد آپ کے پاس آیا اور حکمنامہ سنایا اور مال کی طلبی کا بھی ذکر کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ان سے جا کر کہہ دو کہ ہم نے ان کا کوئی مال نہیں لیا ہے۔ چنانچہ اس کی اس بات کی تحقیقات کروائی گئی تو پتا چلا کہ وہ دینار اسی کونے میں ابھی تک پڑے ہیں اور ان پر لکڑی نے جالاتن دیا ہے فرضیکہ وہ شخص جو اس کونے میں مال ڈال گیا تھا وہی مال لے کر واپس امیر کی خدمت میں لے آتا۔ اس طرح سب لوگ شرمندہ ہوئے۔

سلیمان بن عبدالملک کی طاؤس سے ملاقات۔ سلیمان بن عبدالملک جب حج کی ادائیگی سے فارغ ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ میری خدمت میں ایک ایسے فقیہ کو لایا جائے جس سے میں مناسک حج کے چند مسائل پوچھ سکوں۔ چنانچہ حاجب فقیہ کی تلاش میں نکلا تو اُسے طاؤس دکھائی دیئے۔ اور لوگوں نے بھی طاؤس کی تصدیق کی چنانچہ وہ انکو سلیمان کی خدمت میں لے آیا اور کہا کہ آپ امیر المومنین کے سوالات کا جواب دیجئے گا۔ انہوں نے کہا کہ خدا کے لئے مجھے معاف کرو۔ جب حاجب کے ان کا جواب سنا تو انکو سلیمان اور امراء کے سامنے کھڑا کر دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ مقام وہ ہے جس کے معاملے میں اللہ مجھ سے باز پرس کر سکتا ہے اور کہا کہ اے امیر المومنین اگر یہ پتھر جو جہنم کے کنارے ہیں۔ جہنم میں ستر سال تک پہنچے گرتا چلا جائے تب جا کر اس کی تہہ میں پہنچے گا تو کہا آپ جانتے ہیں کہ ایسی جہنم کس لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے امیر المومنین نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے کہا کہ تو سن لے کہ یہ ان لوگوں کے واسطے بنائی گئی ہے جو اللہ کے حکم میں کسی کو شریک ٹھہرایا۔ ظلم کریں۔

ایک دوسری روایت میں امام زہری فرماتے ہیں کہ سلیمان نے ایک شخص کو دیکھا جو خوف کر رہا تھا اور بڑے صاحب جمال و کمال والا تھا۔ تو سلیمان نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ طاؤس ہے جنہوں نے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے چنانچہ سلیمان نے انہیں اپنے پاس بلوایا اور کہا کہ آپ ہم سے کوئی حدیث ذکر نہ کریں گے؟ ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ طاؤس نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے لئے سب سے آسان گرفت اس شخص کی ہے جو مسلم امت کا حکمران ہو اور وہ عدل نہ کرے۔ یہ سن کر سلیمان کا رنگ متغیر ہو گیا پھر وہ دور تک پیدل چلتا رہا۔ پھر اس نے سرائٹھا کر طاؤس سے کہا کیا آپ ہمیں کوئی حدیث نہ سنائیں گے؟ تو طاؤس نے جواب دیا کہ مجھ سے اصحاب رسول ﷺ میں سے ایک نے فرمایا شاید کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے قریش کی ایک مجلس طعام میں بلایا اور مجھ سے پوچھا کہ تمہارا قریش پر حق ہے اور ان کا بھی لوگوں پر حق ہے چنانچہ جب ان سے رحم و کرم کی درخواست کی جائے تو رحم و کرم سے کام لیں اور جب حاکم بنائے جائے تو عدل و انصاف کے تقاضے پورے کریں اور جب امین بنائے جائیں تو امانتوں کی ادائیگی کا خیال رکھیں، مگر جو شخص بھی ان میں سے ایسا نہیں کرے گا اس پر اللہ کی لعنت اور تمام فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو اللہ ان سے اس کے بدلے کچھ اور قبول نہ کرے گا۔ یہ حدیث سن کر سلیمان کا چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا اور کافی دور تک پیدا چلا اور پھر طاؤس سے کہا کہ کیا آپ اور کوئی حدیث بھی سنائیں گے۔ اس پر طاؤس کہنے لگے کہ اللہ کی کتاب کی آخر آیت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ ہے۔

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

”اور اس دن سے جس میں تم اللہ کی لوٹائے جاؤ گے اور پھر ہر نفس کو اس کے کئے ہوئے کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔“

ابو عبد اللہ الشامی کو طاؤس کی نصیحت..... ابو عبد اللہ الشامی فرماتے ہیں کہ میں طاؤس نے ملاقات کی غرض سے ان کے گھر گیا۔ جب ان کے دروازے پر دستک دی تو ایک عمر رسیدہ آدمی نکلا تو میں نے اس سے کہا کہ کیا آپ ہی طاؤس ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو ان کا بیٹا

ہوں۔ تو میں نے جواب دیا کہ جب تو ان کا بیٹا اتنا بوڑھا ہے تو وہ خود کتنے بڑھے کھوسٹ ہوں گے جس کے ہوش و حواس بھی غائب ہونگے۔ تو اس نے کہا کہ عالم کبھی بوڑھا نہیں ہوتا ہے اور اپنے ہوش و حواس نہیں کھوتا ہے چنانچہ اس کے بعد میں حضرت طاؤس کی خدمت میں چلے گیا۔ تو اس نے کہا کہ جو کچھ بھی دریافت کرنا ہے جلدی اور مختصر آپو چھ لو میں نے کہا کہ مختصر سوال کا جواب بھی مختصر ملے گا۔ تو طاؤس نے کہا کہ کیا میں اس مجلس میں توراۃ، انجیل اور قرآن کی تشریحات جمع نہ کر دوں؟ تو جس نے جواب دیا کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا اتنا خوف رکھوں کہ اس سے زیادہ تجھے کسی کا بھی خوف نہ رہے۔ دوسرا اس کی جانب اس قدر التفاف کرو کہ اس کی جانب تمہاری توجہ تمہارے لئے ڈھال بن جائے۔ تیسرا لوگوں کے واسطے وہی شے پسند کرو جو تم اپنے نفس کے لئے پسند کرتے ہو۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ طاؤس کے بیٹے نے بتایا کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ میں فلاں عورت سے نکاح کا خواہش مند ہوں تو والد صاحب نے فرمایا کہ تم جا کر اسے ایک نظر دیکھو تو آؤ۔ یہ سن کر میں گیا اور غسل کر کے عمدہ لباس زیب تن کیا اور تیل پھیل لگا لیا مگر جب والد صاحب نے یہ سب دیکھا تو کہا بس بیٹھ جاؤ اب تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

عبداللہ بن طاؤس فرماتے ہیں کہ میرے والد جب مکہ جاتے تو ایک ماہ الگ جاتے تھے اور جب وہاں سے واپس آتے تو بھی کو ایک ماہ لگ جاتے تھے۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ اس میں کیا مصلحت ہے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ بندہ جب طاعت الہی کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو وہ واپسی تک طاعت الہی میں رہتا ہے۔ ہلال بن کعب فرماتے ہیں کہ طاؤس جب یمن سے نکلتے تو یمن کے قدیم اور دور جاہلیت کے چشموں سے پانی پیا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک آدمی نے ان سے کہا میرے واسطے دعا کیجئے اس پر طاؤس نے کہا کہ اپنے لئے خود دعا کرو اللہ مضطر، بے تاب آدمی کی دعا جلد قبول کر لیتا ہے۔

ابن جریر طاؤس کے بیٹے کا قول ذکر کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ بخل انسان مال میں کرتا ہے جبکہ شے یہ ہے کہ آدمی کو یہ خواہش ہو کہ لوگوں کے پاس جو حرام مال ہے وہ اسے مل جائے اور وہ قناعت کو چھوڑ بیٹھتا ہے، انہوں نے بتایا کہ شے دل کی بیماری ہے اور آدمی کو حتی الامکان اس سے بچنا چاہئے اور انہوں نے یہ حدیث بھی سنائی کہ آپ نے فرمایا کہ لوگوں شے سے بچو کیونکہ اسی نے پہلی قوموں کو ہلاک کیا ہے اور اس نے جب انکو بخل کا حکم دیا لوگوں نے بخل کیا اور اس سے کبھی باز نہ آئے بلکہ ہمیشہ دنیا کی ہوس اور اس کی محبت میں مبتلا رہے۔ عمرو ابن دینار آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ سب سے اچھا آدمی وہ ہے جس کی قرأت قرآن سے دلوں میں وقت دسوز پیدا ہو۔

۱۰۷ھ ہجری

سال نو کے آغاز پر ایک آدمی عبدالرحمنی نے خوارج کا مذہب اختیار کیا اور اس کی اتباع میں اچھی خاصی تعداد میں لوگوں نے اس مذہب کو اختیار کر لیا۔ پھر یوسف بن عمر نے ان سے قتال کیا جس کو ان لوگوں نے اس کے ساتھیوں کے ساتھ مار ڈالا۔ اسی سال شام میں سخت طاعون کی وبا پھیلی، اسی سال معاویہ بن ہشام نے موسم گرما میں جنگ چھیڑی اور اس نے میمون بن مہران کو لشکر اہل شام میں نہیں رہنے دیا۔ چنانچہ اس کی ماتحتی میں شامیوں نے دریا کو قبرض تک عبور کیا۔ پھر مسلحہ نے دوسرے لشکر کو ایک بڑی لڑائی میں جھونک دیا۔ اس سال اسد بن عبداللہ القسری داعیان بنو عباس کے ساتھ خراسان پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگا اور اسی سال اسد القسری نے جبال نمرود کے حکمران ملک القرقیسیان سے جنگ کی جو کہ جبال الطالقان کے قریب ہے اور پھر اس سے مصالحت کر لی اور پھر اسلام قبول کر لیا اسی سال اس نے اسد الغور علاقہ جبال ہراۃ میں جنگ کی وہاں کے رہنے والوں نے اپنا مال و متاع خوف کے باعث ایسے غار میں جمع کر دیا جہاں تک کسی کی بھی رسائی نہ تھی مگر پھر اسد نے رہا اور اس کے فوجیوں نے تابوتوں کے ذریعہ حملہ کیا اور تمام اموال کو جو کچھ بھی موجود تھا۔ اسکو تابوتوں میں رکھ لیا جائے چنانچہ وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور لوگوں نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ اسی سال اسد نے بلخ کے ارد گرد کے علاقہ پر بھی خصوصی نظر رکھنے کے احکامات جاری کیے۔ یہاں اس نے خالد بن برمک کے باپ کو نائب کا عہد دیا۔ یہاں مسلمانوں کے واسطے مضبوط قلعے تعمیر کئے گئے اسی سال ابراہیم بن ہشام امیر الحرمین نے لوگوں کو حج کروایا۔ اسی

سال ان تمام لوگوں کا انتقال کر گئے۔

سلیمان بن یسار تابعی..... یہ عطاء بن یسار کے بھائی ہیں۔ آپ وجیہ شکل انسان اور عبادت میں مجتہدین میں سے تھے۔ ان سے بہت سی روایات منقول ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ میں ۳۷ سال کی عمر میں ہوا۔ ایک مرتبہ ایک خوبصورت عورت ان کی خدمت میں آئی اور ان کو اس نے اپنے اوپر ہر قسم سے قابو پالینے کی ترغیب دی مگر وہ انکار کرتے رہے اور بالآخر آپ اس کو گھر میں اکیلے تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد آپ نے یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے ان سے پوچھا آپ یوسف ہیں؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور کہا کہ میں وہ یوسف ہوں جو تیار ہوتے کو تھا اور تو وہ سلیمان ہے جو تیار بھی نہیں ہوا۔

عکرمہ مولیٰ ابن عباس..... آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے آپ نے بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور بہت سی روایات ذکر کی ہیں آپ کا شمار مفسر علماء ربانین اور بڑے سیاح میں ہوتا ہے۔ آپ بڑے علم فن والے تھے۔ آپ اپنے آقا ابن عباس کی زندگی میں فتویٰ بھی دیا کرتے تھے۔ آپ نے چالیس سال کی عمر میں تعلیم مکمل کر لی اور پھر ملک در ملک گھومتے پھرے جن میں افریقہ، یمن، شام، عراق اور خراسان شامل ہیں۔ اور وہاں علم و حکمت کی روشنی پھیلانی اور اس کے عوض ملوک و امراء سے بے پناہ تحائف و انعامات حاصل کئے۔

ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ وہ ابن عباس کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے قرآن و سنت کی تعلیم دی۔ حبیب بن ثابت کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک دفعہ ایسے پانچ افراد جمع ہوئے کہ ایسا اجتماع میرے پاس کبھی نہ ہوا اور ان پانچ افراد میں مجاہد، طاؤس، عکرمہ، عطاء اور سعید بن جبیر تھے۔ جب کبھی مجاہد اور سعید کسی تفسیر کے مسئلے پر آپ کے پاس آتے تو آپ ان کی اس طرح تفسیر کرتے کہ وہ مطمئن ہو جاتے جابر زید فرماتے ہیں کہ عکرمہ اعلم الناس ہیں۔ شععی فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ کو عکرمہ سے زیادہ چاہنے والا کوئی نہیں ہے۔ جس دن آپ کا انتقال ہوا تو لوگوں کی ایک بڑی تعداد ایک روزے میں شریک تھی اور لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ آج سب سے بڑا فقیہ اور باخیر آدمی چلے گیا۔ سفیان عمرو کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب میں عکرمہ سے معازی کا بیان سنتا تھا تو ایسا لگتا تھا کہ جیسے اس شخص نے خود ان معرکوں میں شریک کی ہے اور لوگوں کو قتل و قتل کرتے دیکھا۔ ایوب لوگوں کے سامنے فرماتے تھے کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں عکرمہ سے ملوں چنانچہ میں بصرہ کے بازار میں پہنچا وہاں جا کر دیکھا تو ایک آدمی گدھے پر سوار ہے لوگوں سے دریافت کرنے پر پتا چلا کہ یہی عکرمہ ہیں چنانچہ میں نے آپ سے کچھ پوچھنا چاہا مگر ہمت نہ ہوئی اور میں ایک جانب خاموش کھڑا ہو گیا اور دماغ سے سارے سوالات نکل گئے۔ ادھر لوگوں کی طرف سے سوالات کی بوجھاڑ تھی اور عکرمہ ان کا جواب دے رہے تھے میں ان کو یاد کرتا رہا۔ ایک بات مشہور ہے کہ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ جو کچھ مناسک لینا ہیں وہ سعید بن جبیر مجاہد اور عکرمہ سے لونیو وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ تفسیر چار آدمیوں سے لیا کرو جن میں سعید بن جبیر ضحاک مجاہد اور عکرمہ شامل ہیں۔

القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق..... آپ مشہور فقہاء میں سے ہیں آپ اہلیان مدینہ میں صحابہ رضی اللہ عنہ اور غیر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے افضل ترین شمار ہوتے اور آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں اور آپ اپنے وقت کے جید اور بڑے عالم تھے۔ چھوٹی عمر میں ہی آپ کے والد کا قتل مصر ہو گیا تھا اس لئے ان کی خالہ نے ان کی پرورش کی اور انہیں کے ہاں بڑے ہوئے۔ اور سیادت اچھولی ان کے کافی مناقب اور فضائل ہیں۔

مشہور شاعر کثیر عزہ کی وفات..... اس سال مشہور و معروف شاعر ابن ابی جمحہ کثیر بن عبد الرحمن بن اسود بن عامر ابو صخر الخزاعی الحجازی کا انتقال ہوا۔ آپ تغزل کے لحاظ سے بہت مشہور تھے۔ آپ اپنی غزلوں میں ام عمرہ بنت جمیل بن حفص کو اپنی محبت کا محور و مرکز بنایا۔ یہ شاعر مذموم الخلق اور قبیح العادات تھا۔ اور اس کا قد تین چار فٹ سے زیادہ نہ تھا۔ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ یہ رب الدبان یعنی بجو والا کہلاتا تھا اور لطف تو یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو قد آور اور معزز شخصیت سمجھتا تھا۔ جب وہ عبد الملک بن مروان کی خدمت میں آتا تو مروان کہتا کہ دیکھنا بھائی ذرا خیال سے کہیں چلتے ہوئے تمہارا سراپو ان کی چھت سے نہ ٹکرا جائے۔

اس کا رجحان تناخیز کی جانب زیادہ تھا اور وہ اشعر الاسلامین کہلاتا تھا۔ وہ عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تھا۔ بعض لوگ اس کو تناخ کا قائل بھی سمجھتے تھے وہ اپنی کم فہمی اور شیعیت کی بناء پر اس پر بھی بحث کرتا تھا اور قرآن کی آیت ”فی ای صورۃ ماشاء ربک“ سے استدلال کرتا تھا۔ ایک دن وہ خلیفہ عبدالملک کے دربار میں حاضری کی اجازت لے کر حاضر ہوا تو عبدالملک نے کہا کہ تمہیں اجازت اس بناء پر دی گئی ہے کہ ہمیں تم سے ملنے سے زیادہ تمہارے کلام کو سننے کا دل چاہا ہے تو اس نے کہا کہ ہاں بیشک خلیفہ المومنین۔ صحیح اور درست بات تو یہ ہے کہ آدمی کی پہچان دو چھوٹی چیزوں سے ہو جاتی ہے ایک زبان اور دوسرا قلت اگر انسان صحیح اور معقول بات کرے تو اس کا جوہر ہے اور اگر میدان جنگ میں لڑے اور قتل و قتل کرے تو یہ اس کے قلب کے بلند حوصلے اور پر عزم ارادے کی نشاندہی ہے اور آپ کو جیسا کہ معلوم ہے کہ میں تو ان اشعار کا مصداق ہوں۔

”مجھے کاموں کا تجربہ ہے اور آپ بھی مجھے آزمائے چکے ہیں اور میری سخت جان پر یہ مرحلے گزر چکے ہیں۔ تو لوگوں کو کمزور پا کر انکو حقیر سمجھتا ہے چاہے وہ کپڑے پہن کر شہر غضبان لگتے ہیں۔“

شاعر کثیر عمر بن عبدالعزیز کی دور خلافت میں اس سے ملنے اس کی خدمت میں پہنچا اس کا کہنا تھا کہ وہ احوس اور نصیب کو لیکر عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچا تو اس کا خیال تھا کہ خلیفہ بننے سے پہلے جس طرح وہ بلا تکلف و یرتک باتیں کیا کرتے تھے اب بھی کریں گے مگر اب خلافت کی ذمہ داری کی بناء پر بیکار میں وقت ایسے لوگوں کے ماتحت گزارنے کا کیا موقع تھا اسلئے یہ لوگ ان کے پاس سے مایوس واپس آئے۔ اس طرح شاعر کثیر عبدالملک کے دور خلافت میں کچھ امید سے اس کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کا جواب مسلحہ نے جو دیا وہ تھا کہ کثیر تم کو معلوم ہے کہ تمہارے خلیفہ کو تو اشعار سے دلچسپی ہے اور نہ ہی شعراء سے مگر اس نے کثیر اور اس جیسے دوسرے شعراء کو نان نفقہ کے ساتھ دو چار ماہ اپنے دربار میں رہنے کی اجازت دے دی اور ان کی سواریوں کے چارے کا بھی بندوبست کیا۔ کثیر کا کہنا ہے کہ جب میں مسلمہ کو خطبہ دینے کے لئے تیار دیکھتا تو میں بھی اس کے ہمراہ جاتا اور خاموشی سے اس کا خطبہ سنتا اور یہ خطبہ ان کلمات پر مشتمل ہوتا تھا کہ ہر سفر کے لئے توشہ اور زاد راہ ضروری ہوتا ہے۔ اے لوگوں تم کو دنیا سے کوچ کرتا ہے اور اس سفر کے لئے بھی زاد راہ کا بندوبست کر لو اور سب سے بہترین زاد راہ تعوی ہے۔ اے لوگوں نیکی اختیار کرو اور اس عذاب سے بچنے کی بروقت کوشش کرو جو اللہ نے نافرمانیوں پر تیار کر رکھا ہے اور اس ثواب اور جنت کے حصول کی ہر وقت کوشش کرو جو اللہ نے مومن اور نیک کاموں کے کرنے والوں کے لئے تیار کی ہے۔

۱۰۸ ہجری

سال نو کے آغاز پر مسلمہ نے بلاد روم میں قیسار کو فتح کر لیا اور ابراہیم بن عبدالملک نے ایک رومی قلعہ فتح کیا۔ اس طرح اس سال اسد بن عبداللہ القسری امیر خراسان نے ایک جنگی بیڑے کی مدد سے ترکوں کو شکست دے کر ان کی کمر توڑ دی۔ اس سال خاقان نے آذربائیجان کی طرف پسائی اختیار کر لی اور اس نے شہر و رٹان کا محاصرہ کر کے اس پر منجنیقوں سے حملے کیا پھر اس کی سرکوبی کے لئے نائب امیر اور مسلمہ بن عبدالملک کا سردار الحارث بن عمرو پڑھے اور خاقان اور اس کے لشکر سے جنگ کی اور ان کو شکست دے دی اور ان کے بہت سے افراد کو الھارث نے مار ڈالا اور اکثر افراد کے قتل ہونے پر خاقان میدان چھوڑ کر بھاگ گیا مگر اس لڑائی میں الحارث بن عمرو مارا گیا۔ اسی سال معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نے بلاد روم پر حملہ کا سلسلہ شروع کیا اور بڑے بڑے بہادروں کو لشکر کے ہمراہ روانہ کیا، بالآخر جنجرہ فتح ہو گیا۔ اور بے پناہ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

بکر بن عبداللہ مزنی البصری کی وفات..... اس سال اعیان میں سے بکر بن عبداللہ البصری کی وفات ہوئی۔ آپ عالم و عابد، زاہد اور متواضع انسان تھے۔ آپ نے بہت سے صحابہ اور تابعین سے روایات نقل کی ہیں آپ قلیل الکلام مشہور تھے۔ بکر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی مسلمان سے ملو جو تم سے بڑا ہو تو کہو میں اس سے گناہوں میں بڑھ گیا ہوں اور وہ مجھ سے بہتر ہے اور جب یم دیکھو کہ لوگ اور تمہارے بھائی تمہاری عزت و توقیر کر رہے ہیں تو کہو خدا من فضل ربی اور اگر تم ان سے کوئی کوتاہی دیکھو تو کہو یہ گناہ تو مجھ سے بھی مرد ہو چکا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ کوئی بھی شخص اس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ طمع اور غصہ سے نہ بچے۔ بکر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر صوم و صلوة میں سبقت نہیں لے گئے بلکہ

دل کے قرار اور طبعی سکون میں وہ سبقت لے گئے ہیں۔

راشد بن سعد مقرائی الحمصی..... آپ نے ایک لمبی عمر پائی۔ آپ صالح، زاہد، عابد اور متقی انسان تھے اور آپ نے بہت سے صحابہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کی سیرت بڑی طویل ہے۔

محمد بن کعب القرظی..... ابو حمزہ فرماتے ہیں کہ محمد بن کعب القرظی کا انتقال ۱۰۸ھ میں ہوا۔ آپ ایک اچھے مفسر، زاہد عابد عالم اور صالح انسان تھے۔ آپ نے متعدد صحابہ سے روایات نقل کی ہیں۔ اصمعی فرماتے ہیں کہ جب ہشام بن عبد الملک نے محمد بن کعب القرظی سے سوال کیا کہ خذلان کی علامت کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا آدمی اچھائی کو برائی کے طور پر پیش کرے اور برائی کو اچھائی کے طور پر پیش کرے۔ مشہور ہے کہ ابن کعب فرماتے ہیں کہ اگر میں رات کو قرآن کی تلاوت کرتا ہوں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے تو جب سورۃ زلزالہ اور سورۃ القارعہ پر پہنچتا ہوں تو اس سے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہوتی ہے اور انہی سورتوں کے معانی و مطالب غور و فکر میں سارا وقت گزارتا ہوں اور جانتا ہوں کہ انہی کو آہستہ آہستہ دھرتا رہوں۔

ابن کعب فرماتے ہیں کہ کبار تین قسم کے ہیں اول یہ کہ اللہ کی چالوں سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھنا دوسرا یہ کہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا تیسرا یہ کہ اللہ کے فضل سے مایوس ہو جانا۔ موسیٰ بن عبیدہ آپ نے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ جب کسی بندے میں نیکی معاملہ ارادہ کرتے ہیں تو اس میں تین خصلتیں پیدا فرما دیتے ہیں اولادین میں سمجھ بوجھ کی توفیق، دوم دین کے لئے تقویٰ و پرہیزگاری کا جذبہ تیسرا یہ کہ اپنے نفس کے عیب اپنے اوپر ظاہر کر دیتا ہے۔ اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ دنیا دار القلق ہے نیک لوگ اس سے کنارہ کش رہتے ہیں اور لوگوں میں سب سے بد بخت اور شقی آدمی وہ ہے جو دنیا کے معاملات میں حد سے زیادہ ملوث ہو اور سب سے متقی وہ فرد ہے جو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ لوگ بتاتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ دنیا کچھ لوگوں پر روتی ہے اور کچھ لوگوں کے لئے روتی ہے ان لوگوں کے لئے جو دنیا میں اطاعت الہی میں ہیں اور اپنا وقت اس کی رضا کے لئے گزارتے ہیں ان لوگوں کے لئے دنیا روتی ہے اور لوگوں پر روتی ہے جو معصیت الہی میں اپنا وقت گزارتے ہیں اور پھر یہ آیت پڑھی۔ ”فما بکت علیہم السماء والارض“

ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز نے ابن کعب کو لکھا کہ ان کے پاس جو سالم نامی غلام ہے اس کو ان کے ہاتھ فروخت کر دیں ابن کعب نے کہا کہ میں نے اس کے معاملے میں بہت غور و فکر کیا ہے اور اس کو بھی غور موقع دیا ہے۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ آپ بھی اچھی عرص سے غور کر لیں بہر حال غلام عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے کہا کہ تمہاری طرف سے آزمائش میں پڑ گیا ہوں اور عدم نجات سے ڈرتا ہوں اس پر اس نے جواب دیا کہ آپ نے جیسا سوچا ہے نجات کا تو یہی راستہ ہے مدد نہ تو دوسرا راستہ خوف کا ہے۔ یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کرو تو سالم نے کہا کہ آدم علیہ السلام نے ایک غلطی کی تو اس کی سزا کی پاداش میں جنت سے نکال دیا گیا اور آپ کو لوگ خطاؤں پر خطائیں کرتے ہیں اور پھر بھی جنت میں داخلے کے امیدوار ہیں۔ دراصل اس کی بات قرآن کی ان آیات کے حوالہ جات پر مبنی ہے۔

لوگ برائیاں کرتے ہیں اور ان کی امید رکھی ہیں کانٹے بوتے ہیں اور انگور کی فصل چاہتے ہیں۔

گناہ پر گناہ متواتر کرتے جاتے ہو اور پھر بھی امید رکھتے ہو جنت میں عالی اور عابد کی سی زندگی حاصل ہوگی اور سات ہی یہ بھی بھول جاتے ہو کہ اللہ نے آدم کو صرف ایک گناہ کی پاداش میں جنت سے نکال دیا تھا۔

اسی سال ابو نصرہ المندرج بن مالک یمن قطعۃ العبدی کا انتقال ہوا جن کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۰۹ ہجری

سال نو کے آغاز پر ہشام بن عبدالملک نے امیر خراسان اسد بن عبداللہ القسری کو امارت سے معزول کر کے اُسے حج پر جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ رمضان المبارک میں سفر پر پل پڑا۔ اس کے بعد ہشام نے الحکم بن عوالتہ الکھی کو نیابت کے لئے مقرر کیا اور اس کی ماتحتی کے لئے ہشام نے

خراسان میں اشرس بن عبداللہ السمی کو موزوں قرار دیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ وہ خالد بن عبداللہ القسری سے مراسلات کرے۔ اشرس ایک عالم فاضل اور شعور مند آدمی تھا اسی بناء پر اس کا نام فاضل پڑ گیا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے سب سے پہلے رابطہ و تعلقات کا دفتر قائم کیا اور عبدالملک بن زیاد الباہلی کو بطور رابطہ مقرر کیا جو تمام امور کے انصرم و انتظام کا انچارج تھا۔ اس کے اہل و عیال اس کے عہدے کی بناء پر خوش و خرم اور شادمان تھے۔ اس سال امیر الحرمین ابراہیم بن اسماعیل مخزومی نے لوگوں کو حج کروایا۔

۱۱۰ھ ہجری

سال نو کے آغاز پر مسلمہ بن عبدالملک نے خاقان اعظم سے دوبارہ جنگ کی چنانچہ وہ لشکر حواری کے ساتھ مسلمہ کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ اور تقریباً ایک ماہ تک مسلسل دونوں فریق ایک دوسرے پر حملے کرتے رہے مگر بالآخر کی مدد سے خاقان کو موسم سرما میں شکست ہو گئی اور مسلمہ بن عبدالملک فتیاب ہو کر واپس آ گیا اور اپنے ساتھ بہت سا مال غنیمت بھی لایا۔ اس نے شام کی جانب واپس آتے ہوئے ملک ذوالقرنین کے طریقے پر عمل کیا۔ اور ان جنگوں کو تاریخ میں غزاه الطین سے یاد کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جن راستوں سے لشکر کو گزرنا پڑا وہ سخت کیچڑ والی دلائی اور گہری گھاٹیوں وغیرہ والی تھیں جس کی وجہ سے بہت سے مویشی ضائع ہوئے اور بہت سے لوگ سخت مشکلات و دشواریوں میں مبتلا ہو کر موت کی گھاٹ اتر گئے۔ اور جو بچے تھے وہ سخت جدوجہد کے بعد بچے تھے۔

اس سال نائب امیر خراسان اشرس بن عبداللہ السمی نے سمرقند کے ذمیوں کو اسلام کی دعوت دی اور اس طرح ماوراء النہر کے لوگوں کو بھی اسلام کی طرف بلایا اور ان کے جزیہ کو بھی معاف کر دیا جس کی وجہ سے اکثر لوگ اسلام لے آئے مگر پھر بعد میں ان سے دوبارہ جزیہ کا مطالبہ کیا گیا تو وہ لڑائی پر تیار ہو گئے چنانچہ ان لوگوں اور اشرس بن عبداللہ کے درمیان پھر ایک جنگی سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس کی تفصیل تاریخ ابن جریر نے ذکر کی ہے۔ اسی سال ہشام کو امیر المومنین کی جانب سے متولی افریقہ بنا کر بھیجا گیا۔ وہ جب وہاں پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے اور بھائی کو بہت بڑے لشکر کو مشرکین سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ اس لشکر نے مشرکین سے سخت لڑائیاں لڑی اور ان کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور بہت سے گرفتار بھی ہو گئے۔ باقی شکست کھا کر بھاگ گئے اور مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ملا۔ اسی سال معاویہ بن ہشام نے بلاد روم کے کچھ قلع فتح کر لئے اور بہت سا اموال مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اس سال بھی ابراہیم بن ہشام نے حج کرایا اور عراق میں خالد القسری اور خراسان پر اشرس کی حکمرانی تھی۔

شاعر جریر بن حنفی حذیفہ..... آپ کا نسب جریر بن حنفی حذیفہ بن بدر بن مسلمہ بن عوف بن کلب بن ربیع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم بن مر بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہے۔ اس نے کئی مرتبہ دمشق کا سفر کیا اور یزید بن معاویہ کی مدح سرائی کی اور بعد کے خلفاء کی بھی قصیدہ خوانی بھی کی۔ اور یہ عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تھا۔ یہ فرزدق اور انھل کا ہم عصر تھا اور ان سب سے زیادہ شعور مند اور باخبر مشہور تھا اور لوگوں کے ہاں یہ مشہور تھا اشعر الثلاثہ کے نام سے یعنی تینوں میں سب سے زیادہ قادر الکلام اور پر گو شاعر۔ ابن درید نے جب عثمان بنی کے حوالے سے کہا کہ میں نے کبھی تسمیع کے لئے جریر کے ہونٹ ہلتے ہوئے نہیں دیکھا تو میں نے کہا کہ تمہیں ان باتوں سے حاصل ہوگا؟ تو اس پر اس نے جواب دیا کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ الحمد نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں جو کہ آیت ان الحسنات یلھن السینات میں خدا کا برحق وعدہ ہے۔

محمد الکلی اپنے والد کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی عذرہ سے ایک اعرابی عبدالملک بن مروان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی مدح میں اشعار پڑھنے لگا۔ اس وقت عبدالملک کی خدمت میں تین شعراء موجود تھے جریر فرزدق اور انھل مگر وہ اعرابی ان میں سے کسی کو بھی نہ پہچانتا تھا۔ عبدالملک نے اعرابی سے کہا کہ کیا تم کو کس عرب کا اسلام میں ایسا شعر یاد ہے جو بھروسہ ہو تو اس نے کہا کہ جریر کا ایک قول اس کا ثبوت ہے شعر

فغض الطرف انک من نمبر فلا کعبا بلغت ولا کلاباً

اپنی نظریں نیچی رکھ کیونکہ تو غیر قبیلہ کا ہے اور تیرا تعلق نہ کعب سے اور نہ ہی کلاب سے یہ شعر بن کر عبدالملک نے اعرابی کی تعریف کی اور کہا کہ

تجھے کوئی اچھا مدیہ شعر یاد ہے اس نے کہا ہاں جریر کا یہ شعر آپ بھی سن لیں شعر:

الستم خیر من ركب المطايا واندی العالمین بطون راح

کیا تم بہترین سوار نہ ہو اور کیا تم سب لوگوں سے زیادہ سخی اور نرم خو، بہنیں ہو۔

عبدالملک نے ان اشعار کو سن کر اعرابی کو داد دی اور کہا کہ سب سے خوبصورت شعر کسی کا سناسکتے ہو تو اعرابی نے جریر کا کے مندرجہ ذیل دو اشعار سنائے۔ شعر:

ان العيون التحافی طرفها مرض

قللنا ثم لم یحین قتلنا

یصر عن ذاللب حتی لا حراک به

وهن اضعف خلق الله ارکانا

”ان محبوبوں کی آنکھوں نے جنکو بیماری لاحق ہے ہمیں مار ڈالا ہے اور پھر ایک بار مارنے کے بعد جینے کا موقع نہیں دیا۔ بڑے

بڑے صاحبان ہوش ایسے چپت ہوئے کہ ان میں حرکت باقی نہ رہی، حالانکہ وہ اللہ کی سب ضعیف ترین مخلوق ہیں۔“

عبدالملک نے یہ اشعار سن کر اعرابی کو داد دی اور کہا کہ کیا تم جریر کو پہنچاتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ نہیں مگر میں اس سے ملاقات کا لے حد مشتاق ہوں۔ پھر عبدالملک نے اعرابی کو انعام و اکرام دے کر رخصت کرنا چاہا تو جریر نے عبدالملک سے کہا کہ آپ اسکو جو کچھ بھی دے رہے ہیں وہ بے شک آپ کی جانب سے بڑا عطیہ ہے مگر اس کے ساتھ آپ اسے وہ بھی دے رہے جو آپ مجھے دینا چاہتے ہیں۔

ایک واقعہ ہے کہ ایک روز جریر بشر بن مروان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں انھل بھی موجود تھا۔ انھل نے جریر سے کہا کہ میں وہ ہوں جس نے تیری عزت و آبرو کا ک میں ملادی ہے اور تجھے راتوں کو بگایا اور تیری قوم کو اذیت دی۔ جریر نے یہ سن کر جواب دیا کہ جہاں آبرو کے متعلق تیری گالی دینے کا تعلق ہے تو دریا میں ڈوبنے والا دریا کو گالی دے کر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے اور جہاں تک تیرے قول راتوں کو بگائی کے متعلق ہے اگر تو مجھے چھوڑ دے تا کہ میں سو سکوں تو یہی تیرے حق میں بہتر ہوگا اور یہاں تک تیرے قول گاہ تعلق قوم کی اذیت کا ہے تو اس کے متعلق بات یہ ہے کہ تو ایسی قوم کو کیا ایذا دے سکتا ہے جسکو تو جز یہ ادا کرتا ہے۔ انھل کا تعلق نصاریٰ عرب منصرہ سے تھا اللہ اس کا برا کرے جس نے بشر بن مروان کی قصیدہ گوئی کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا تھا۔

قد استوی شر علی العراق من غیر سیف و دم مهراق

”بشر عراق پر قابض ہو گیا بغیر تلوار چلائے اور خون بہائے۔“

اور یہاں اس شعر میں لفظ استوی کا استعمال نہ صرف غلط ہے بلکہ گستاخانہ بھی ہے۔ عام طور پر اللہ کے لئے استوی علی العرش کا جو مطلب لیا گیا ہے وہی گستاخانہ ہے۔ اسی سے انھل نے بشر بن مروان کے لئے استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جمیوں کے اس ناشائستہ اور بے مودہ کلام سے منزہ و پاک ہے۔ ابیہثم بن عدی نے عوان بن الحکم سے ذکر کیا ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ نے تو ان کے سامنے کئی شعراء حاضر ہوئے مگر انہوں نے کسی کی جانب التفاف نہ کیا کئی روز تک دروازے پر حاضری کے بعد جب ان میں سے کسی کو بھی باریابی کی اجازت نہ ملی تو یہ اسراں پر شاق گزرا۔ اور انہوں نے واپسی کا ارادہ کر لیا تو اتفاق سے اس طرف جاء بن حیوں کا گزر رہا اس سے جریر نے کہا۔

ترجمہ..... اے ڈھیلے عمامہ والے مطمئن شخص آج کل تیرا دور دورہ ہے ہمارے واسطے باریابی کی اجازت دلا دے۔

رجاء بن حیوہ جب خلیفہ کی خدمت میں پہنچا تو اس نے ان لوگوں کا کوئی تذکرہ نہ کیا۔ پھر بعد میں عدی بن ارطاة کا ادھر سے گزر رہا تو جریر نے ان سے بھی باریابی کی سفارش کرنے کو کہا۔ اور یہ اشعار پڑھے:

ترجمہ..... اے اکرام وہ مطیع سواری کے سوار آج کل تیرا زمانہ ہے میرا زمانہ گزر گیا۔ ذرا خلیفہ سے ملاقات ہونے پر ہمارا

پیغام بھی پہنچا دیا کہ میں بھی دروازے پر بندھا پڑا ہوں ہماری بات بھول نہ جانا خدا تیری مغفرت کرے مجھے اپنے اہل و عیال

اور وطن سے جدا ہوئے عرصہ ہو گیا ہے۔

چنانچہ جب عدی عمر کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین تیرے دروازے پر شعراء دستک دے رہے ہیں ان کے تیرے بڑے زہریلے اور ان کی باتیں بڑی پراثر ہوئی ہیں۔ تو خلیفہ نے کہا کہ مجھے شعراء سے کیا لینا ہے تو عدی نے کہا کہ امیر المومنین آپ ﷺ بھی شعر سنتے تھے اور انعام دینے تھے اور جب العباس بن مرداس نے آپ ﷺ کی تعریف میں اشعار پڑھے تو آپ ﷺ نے اسکو حلیہ عطا کیا و عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ کیا تم ان میں سے چند اشعار مجھے سنا سکتے ہو۔ تو عدی نے کہا کہ کیوں نہیں۔

ترجمہ..... ساری مخلوق میں سب سے افضل تھے دیکھا ہے تو ایسی کتاب لایا ہے جو حق کی داعی ہے۔ تو ہمارے لئے دین ہدایت کی اس وقت شریعت لایا جب ہم حق سے بھٹک گئے تھے اور حق چھپ گیا تھا تو نے دلائل ک نور سے فریب کا پردہ چاک کر دیا اور بھڑکتی آگ کو قرآن سے بجھا دیا۔ محمد ﷺ ربی کا یہ پیغام عام کر دو کہ ہر آدمی کو گذشتہ عمل کی جزا ضرور ملے گی۔ ہمارا نبی عرش الہی سے بھی اوپر نکل گیا اور اللہ کا مرتبہ سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔

یہ اشعار سن کر عمر بن عبدالعزیز نے عدی سے پوچھا کہ دروازے پر کون کون سے شعراء ہیں اس نے کہا کہ انطل، احوص، جمیل بن معمر، فرزدق، عمر بن ابی ربیعہ ہیں اور ایک جریر بھی ہے۔ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے جریر کو بلایا اور باقیوں کو لایا یعنی کلام اور غیر اسلامی خیالات کی بناء پر اجازت نہ دی۔ جریر جب اس کی خدمت میں پہنچا تو اس نے سب سے پہلے آپ ﷺ کی شان میں کچھ اشعار پڑھے اور اس کے بعد خلیفہ کی مدح میں اشعار کہے۔ ترجمہ..... یہ اللہ کی ذات ہے جس نے محمد ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا اور جس نے خلافت امام عادل کے سپرد کی۔ جس کا عدل و انصاف اور وفا سب کے شامل حال ہے اور اس نے کج رویوں کو غلط اقدامات سے روک دیا ہے میں بھی تجھ سے خیر عاجل کی امید رکھتا ہوں اور نفس تو جلد محبت کا گرویدہ ہوتا ہی ہے۔

ہمام بن غالب فرزدق..... اس کا پورا نام پیام بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ بن عقیل بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم بن حنظلہ بن زید بن مناة بن مر بن اؤ بن طابخہ ابو فراس بن ابی نطلہ الکیمی البصری الشاعر المعروف فرزدق ہے۔ اس کا دادا صعصعہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ایام جاہلیت میں احیاء الامودت والفت کا دعویدار تھا۔ فرزدق کہتے ہیں کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اسے دیکھ کر حضرت رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کون ہے تو میرے والد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور شاعری کرتا ہے تو انہوں نے کہا کہ اسکو قرأت سکھلاؤ کیونکہ یہ اس کے لئے شاعری سے بہتر ہے۔ فرزدق کے کلام کو حسین رضی اللہ عنہ نے بھی سنا تھا۔ جب وہ عراق کے سفر پر روانہ ہو رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس کے کلام کو ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، عرفجہ بن اسعد، نزارہ بن کرب اور طرماح بن عدی شاعر نے بھی سنا تھا۔ فرزدق سے خالد حذاء مروان الاصغر اور حجاج بن حجاج الاحول نے کچھ روایات نقل کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فرزدق اپنے چچا الحباب کی میراث میں حصے کی طلبی کے سلسلے میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تھا اور ولیہ اور اس کے بھائی کے پاس بھی اسی غرض سے گیا تھا مگر غالباً یہ بات درست نہیں ہے۔

اشعث بن عبداللہ فرزدق کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ایک روز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے قدموں کو دیکھ کر کہا کہ اے فرزدق میں تیرے چھوٹے قدموں کی بناء پر تیرے لئے جنت طلب کروں گا تو فرزدق نے کہا کہ پر میرے تو گناہ بہت ہیں تو انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہیں ہے میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے تو بہ کا دروازہ اس وقت کھلا ہے جیتک سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

معاویہ بن عبدالکریم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں فرزدق کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ اس کے پیروں میں بیڑیاں ہیں تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قرآن حفظ کر لوں گا اس وقت تک بیڑی پیروں سے نہ نکالوں گا۔

ابو عمر بن نجلاء فرماتے ہیں کہ میں نے کسی بھی بدوی کو نہیں دیکھا کہ اس نے شہر میں قیام کیا ہو اور اس کی زبان کا کلام خراب نہ ہوا ہو سوائے دو آدمیوں کے کہ جو اس سے مستثنیٰ رہے ہیں ان میں سے ایک اردبہ بن الحجاج اور دوسرا فرزدق ہے بلکہ ان لوگوں کی زبان طویل قیام کے بعد مزید نکھر گئی

ابوہنبل فرماتے ہیں کہ فرزدق نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تو پھر اس پر حسن البصری کو اس امر پر گواہ بنایا مگر اس کے بعد وہ طلاق دینے پر نادم ہوا اور حسن البصری کو گواہ بنانے پر افسوس کرنے لگا چنانچہ وہ کہتا ہے کہ:

ترجمہ..... کاش میرے ہاتھ اور دل میرے قبضے میں ہوتے اور تقدیر پر میرا اختیار ہوتا۔ میں اس وقت ندامت کرتا رہ گیا جب میری بیوی نواری میرے پاس سے چلی گئی۔ وہ تو گویا میری جنت تھی مگر میں تو خود اس جنت سے نکل آیا آدم کی طرح جو مجبور ہو کر نکلے تھے۔

اصمعی وغیرہ نے کہا ہے کہ جب نواری کا انتقال ہوا تو اس نے وصیت کی تھی کہ اس کی نماز جنازہ حسن بصری پڑھائیں، غرض کہ اس کی نماز جنازہ میں بے پناہ اشraf و اکرام اہل بصرہ موجود تھے جن میں حسن بھی شامل تھے وہ اپنے خچر پر سوار تھے اور فرزدق اپنے اونٹ پر سوار تھا جب جنازہ چل پڑا تو حسن نے فرزدق سے کہا لوگ کیا کہتے ہیں؟ تو فرزدق بولا لوگ کہتے ہیں کہ آج کے دن ایک بہترین انسان اور ایک بدترین آدمی جنازے میں شامل ہے جس سے مراد آپ اور بدترین میں ہوں تو حسن نے کہا کہ اے ابوالفراس نہ میں بہترین انسان ہوں اور نہ تو بدترین انسان ہے اور کہا کہ آج کے دن کے لئے تو نے کیا تیاری کی ہے اس نے کہا کہ اسی برس سے لا الہ الا اللہ کی شہادت دے رہا ہوں۔ جب حسن بصری نے نماز جنازہ پڑھا دی تو لوگ قبر کی طرف چلے تو فرزدق کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

ترجمہ..... مجھے اگر معاف نہ کیا گیا تو قبر کی منزل کے بعد بھڑکتی ہوئی آگ اور تنگی قبر کا خوف لاحق ہے۔ اور جب قیامت قائم ہوگئی تو ایک سخت گیر قائد اور ہانکنے والا فرزدق کو ہنکا کرے جائے گا۔ اور نار جہنم کی طرف گندھک کے کپڑے پہنا کر لے جایا جائے گا اور وہ کپڑے بھی تار تار ہو چکے ہونگے۔

ان اشعار کو سن کر حسن بصری رو پڑے اور فرزدق کے ساتھ چلتے رہے اور کہنے لگے کہ آج سے پہلے مجھے تم سے زیادہ کوئی برائی لگتا تھا لیکن تم سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے فرزدق سے کہا تمہیں پاکباز عورتوں پر تہمت لگاتے کچھ خوف نہیں آتا ہے؟ اس نے کہا کہ آج کے دن مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ذات ہے جو سب سے زیادہ دیکھتی ہے پھر وہ مجھے کیوں عذاب دے گی۔ فرزدق ۱۱۰ھ میں جریر سے چالیس دن قبل فوت ہوا بعض لوگوں کا قول یہ ہے کہ ایک مہینے قبل فوت ہوا واللہ اعلم۔

الحسن بن ابی الحسن کی وفات..... ان کے والد کا نام یسار ابو سعید البصری تھا جو کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور ایک قول کے مطابق وہ جابر بن عبد اللہ کے غلام تھے۔ ان کی والدہ خیرہ ام سلمہ کی کنیز تھی اور ان کی خدمت کیا کرتی تھی۔ جب کبھی ام سلمہ انکو کسی کام سے بھیجتی تو وہ اپنے بچے سے غافل ہو کر کام میں مشغول ہو جاتی تھی تو ام سلمہ ان کو اپنی چھاتیوں سے دودھ پلا کر بہلاتی تھی اس طرح حسن دونوں کا دودھ پی کر بڑے ہوئے۔ اور بقول لوگوں کے کہ ان کو حکمت و علوم میں جو اعلیٰ مقام حاصل ہوا ہے وہ اس دودھ پینے کی وجہ سے ہوا ہے جو ان چھاتیوں کی برکت سے انکو ملا جس کی نسبت آپ ﷺ کی جانب تھی۔ ان کی والدہ بچپن میں ہی انکو صحابہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجتی تھی جو انکو دعاؤں اور برکتوں سے نوازتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دعا دیتے ہوئے یوں کہا کہ اے خدا اسکودین کی سمجھ عطا کر اور اسکو لوگوں کا محبوب بنادے۔ ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے ایک مسئلے کے بارے میں پوچھنا چاہا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے مولا الحسن سے پوچھ لو انہوں نے بھی سنا ہے اور ہم نے بھی مگر انکو سب کچھ یاد ہے اور ہم بھول گئے ہیں۔ اور ایک مرتبہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ میں اہل بصرہ میں دو آدمیوں پر رشک کرتا ہوں ایک حسن اور دوسرا ابن سیرین پر۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں جس فقیہ سے بھی ملا ہوں حسن کو ان تمام سے بہتر اور افضل پایا ہے۔ اور ایک مرتبہ انہوں نے حسن کے بارے میں کہا کہ میری آنکھوں نے حسن سے زیادہ کسی کو فقیہ نہیں دیکھا ہے ایوب فرماتے ہیں کہ لوگ حسن سے سوال کرنے کے لئے تین تین سال توقف کرتے مگر پھر بھی ان کے رعب ہیبت کی بناء پر ان سے سوال نہ پوچھ پاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص بصرہ جا رہا تھا تو اس سے شععی نے کہا کہ جب تم بصرہ میں سب سے زیادہ خوبصورت اور بارعب آدمی کو دیکھو تو سمجھ جاتا کہ وہ حسن ہیں پھر اس وقت انکو میرا سلام

کہنا۔ یونس بن عبید فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حسن کو دیکھ لیتا تو اس سے اسے فائدہ پہنچتا خواہ وہ اس پر انکو عمل کرتے دیکھا ہو یا نہ کرتے دیکھا ہو اور نہ ہی ان کا کلام سنا ہو۔

امش فرماتے ہیں کہ حسن ہمیشہ حکمت و دانائی کی باتیں کیا کرتے تھے۔ ابو جعفر کے سامنے جب آپ کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتے تھے کہ یہ وہ آدمی ہے جس کا کلام انبیاء کے کلام کی مثل ہے۔ محمد بن سعد آپ کے بارے میں فرماتے تھے کہ آپ بلند مرتبہ عالم اور علم و عمل کے جامع تھے عالی مقام کے فقیہ عابد و زاہد اور سخت عبادت گزار تھے آپ جمیل کثیر العلم و العمل اور فصیح تھے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ کو ایک مسند پر بٹھایا گیا اور تمام علماء وقت آپ کے گرد جمع ہو گئے اور لوگوں کا ایک بڑا مجمع بھی جمع ہو گیا۔ پھر آپ نے ان سے گفتگو کی۔ اہل تاریخ کے مطابق آپ کی وفات ۱۱۰ھ میں ۸۸ سال کی عمر میں ہوئی اور ماہ رجب میں اپکا انتقال ہوا۔ آپ کے اور ابن سیرین کی وفات کے درمیان سودن کا فرق ہے۔

محمد بن سیرین ابو بکر بن ابی عمرۃ الانصاری..... محمد بن سیرین ابو بکر بن ابی عمرۃ الانصاری، انس بن مالک کے غلام تھے۔ آپ کے والد عین التمر کے قیدیوں میں شامل تھے۔ خالد بن ولید نے دیگر قیدیوں کے ہمراہ انکو بھی غلام بنالیا تھا اور پھر بعد میں انس نے ان کو خرید کر اپنا مکاتب بنالیا تھا۔ ان کے والد کے ہاں اولاد اخیاء پیدا ہوئی جن میں محمد، انس، یحییٰ، کریمہ معبد اور حفصہ شامل ہیں۔ یہ تمام ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محمد ابن سیرین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خاتمے سے دو سال قبل پیدا ہوئے۔ ہشام بن حسان فرماتے ہیں کہ میں جتنے بھی آدمیوں سے ملا ہوں ان میں محمد سب سے سچے آدمی تھے۔ محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ محمد ثقہ مامون، بلند مرتبہ، عالم، فقیہ، امام، کثیر العلم اور نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ مورخ العجلی کا قول یہ ہے کہ میں نے کسی شخص کو آپ سے زیادہ تقویٰ میں بڑھا ہوا نہیں پایا اور نہ ان سے زیادہ کوئی فقیہ دیکھا ہے۔ ابن عون کا قول ہے کہ محمد بن سیرین اسی امت کے لئے سب سے زیادہ اچھی تو قعات رکھنے والے اور سختیاں جھیلنے والے اور امت کے معاملے میں خوف رکھنے والے تھے۔ ابن عون کا کہنا ہے کہ دنیا میں حیثیت الہی میں سب سے زیادہ رونے والا میں نے نہیں دیکھا ایک محمد بن سیرین عراقی دوسرا قاسم بن محمد مجازی اور تیسرا رجا بن حیوہ شامی۔ شععی فرماتے ہیں کہ لوگوں اس اونچا سننے والے آدمی کے ساتھ لگے رہو۔ ابن شوذب کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو محمد بن سیرین سے زیادہ بے باک خواب کی تعبیر بتانے والا نہیں دیکھا۔ عثمان البتی کا کہنا ہے بصرہ میں محمد بن سیرین سے زیادہ قضاۃ اور شرعی محاکمہ کا عالم کوئی نہ تھا۔ ان کا انتقال ۱۱۰ھ میں شوال کی ۹ تاریخ کو حسن کے انتقال کے بعد ہوا۔

محمد بن سیرین کی صفات..... محمد بن سیرین کے سامنے جب کسی آدمی کی برائی کی جاتی تو وہ اپنے علم کے مطابق اس کی خوبیاں بیان کرتے تھے۔ محمد بن سیرین خشوع و خضوع اور خشیت الہی کا مرقع تھے۔ جب لوگ انکو دیکھتے تو لوگوں کو اللہ یاد آ جاتا تھا۔ جب انس بن مالک کا انتقال ہوا تو انہوں نے وصیت کی کہ انکو محمد بن سیرین غسل دیں مگر محمد بن سیرین اس وقت مجبوس تھے۔ جب لوگوں نے آپ سے ان کی وصیت کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا کہ میں تو مجبوس ہوئی۔ تو لوگوں نے امیر سے ان کی رہائی کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ مجھے امیر نے قید نہیں کیا ہے بلکہ مجھے تو اس نے قید کروایا ہے۔ جس کا مجھ پر حق ہے چنانچہ پھر اس شخص سے اجازت لی گئی اور پھر اپکورہائی دلوا کر ان سے انس بن مالک کو غسل دلویا گیا۔

ان کا معمولی تھا کہ وہ دوپہر میں بازار جا کر تکبیر و تہلیل اوتذکیر کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ وقت لوگوں کے گافل ہونے کا ہے اس لئے میں ایسا کرتا ہوں وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ جب انے کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے واعظ بنا دیتے ہیں جس سے وہ امر و نواہی کے کام کرتا ہے آپ فرماتے تھے کہ تیرا سب سے بڑا گنہگار اپنے بھائی کے ساتھ یہ ہے کہ تم اس کی برائی کو کھلم کھلا بیان کرتے پھر وہ اس کی اچھائیوں کو چھپاؤ۔ اور فرماتے تھے کہ عزلت اور گوشہ نشینی بھی عبادت ہے۔ جب آپ ذکر کرتے تو آپ کے جسم کا ہر عضو مردہ ہو جاتا تھا۔ اور ان کی حالت نہایت دگرگوں ہو جاتی تھی ایسا لگتا تھا کہ آپ محمد بن سیرین نہیں ہیں۔ جب کوئی آپ سے خواب کی تعبیر پوچھتا تو آپ فرماتے تھے کہ خدا سے ڈرو اور خواب کو چھوڑ دو۔

ایک دفعہ ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس طرح کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں زیتون میں تیل ملا رہا ہوں تو محمد بن سیرین نے کہا کہ جاؤ اور اپنی بیوی کے بارے میں تحقیق کرو وہ تمہاری ماں ہے۔ تو اس نے جا کر تحقیق کی تو ایسا ہی تھا اور واقعہ دراصل یوں تھا کہ یہ شخص

بچپن میں قیدی بن کر غلام ہو کر آیا اور پھر ایک طویل عرصے تک دارالسلام میں رہا۔ اس کے بعد اس کے ماں بھی قیدی کی شکل میں باندی بن کر آئی تو اس شخص نے اُسے خرید لیا اور اس کے بعد اس نے یہ خواب دیکھا۔ اس طرح ایک اور شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں اپنی خوش دامن صاحبہ کے گلے میں موتیاں دیکھ رہا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم ایک نا اہل شخص کو قرآنی علوم کی تعلیم دے رہے ہو جس سے وہ کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔ ایک مرتبہ ایک عورت آئی اور کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں نے ایک بلی دیکھی جس نے اپنا سر میرے شوہر کے پیٹ جس داخل کر دیا ہے اور اس نے پیٹ میں سے کچھ نکالا بھی ہے تو محمد ابن سیرین نے کہا تمہارے شوہر کے تین سوسولہ درہم چوری ہو گئے ہیں تو اس عورت نے کہا کہ واقعی تم نے بالکل سچ کیا ہے مگر آپ نے یہ حساب کیسے لگایا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ حساب اجمل کے ذریعے سے لگایا ہے جس کو رو سے سین کے ساتھ، نوں کے پچاس اور واو کے چھ اور راء کے دو سو عدد ہوئے مجموعہ تین سوسولہ ہے اور تم نے جو کالی بلی کا ذکر کیا ہے اس سے مراد تمہارا جیشی پڑوسی ہے اُسے جا کر پکڑ لو چنانچہ جب اُسے پکڑا گیا تو پتا چلا کہ واقعی اسی نے چوری کی تھی۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے آخر ایک خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری داڑھی لمبی ہو گئی ہے اور میں اسے بغور دیکھ رہا ہوں تو محمد بن سیرین نے کہا کہ کیا تم مؤذن ہو تو اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا سے درو اور پڑوسیوں کے گھروں میں جھانکنے سے بچو۔ اس طرح ایک اور شخص آیا اور خواب کہنے لگا کہ میری داڑھی لمبی ہو گئی ہے اور میں نے اُسے کاٹ لیا ہے اس کی چادر بنا کر اسے بازار میں فروخت کر ڈالا ہے تو آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو تم چھوٹے گواہ ہو۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر خواب بیان کیا کہ میں نے اپنی انگلیاں کھاتے دیکھی ہیں تو آپ نے اس کی یہ تعبیر کی کہ تم اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے ہو۔

ابوسعید الحسن البصری کے حالات ابوسعید الحسن البصری فقہ کے مشہور امام تھے۔ کبادتا بعین اور رجاں علماء میں شمار ہوئے ہیں، علم و عمل اور اخلاص و تقویٰ میں نے نظیر تھے۔ ابن ابی الدنیا کے آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے بیس سال اس طرح عبادت کی کہ ان کے پڑوسیوں کو بھی علم نہ ہوا۔ آپ بعض اوقات پوری پوری رات عبادت کرتے ہوئے گزارتے تھے اور بعض اوقات رات کے آخری حصے میں عبادت کے لئے اٹھ کر صبح کرتے تھے، لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مذاکرہ کرتے تھے اور آپ حسب استطاعت ان کو مطمئن کر دیتے تھے اور تسلی دیتے تھے۔

حسن نے ایک مرتبہ عوام کو مخاطب کر کے کہا کہ ایک مرتبہ ایک شخص عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں زور زور سے سانس لینے لگا تو آپ نے اُسے لات ماری یا تھپڑ مارا اور کہا کہ اس امر میں اس شخص کا امتحان تھا۔ ایک مرتبہ جس نے کہا کہ ایک تو کے لوگوں کو مغفرت کی امید اور رحمتوں کی آرزوؤں نے اس قدر دھوکے میں ڈال دیا ہے کہ وہ اسی حالت میں دنیا سے چلے جاتے ہیں اور وہ اعمال صالحہ سے خالی ہوتے ہیں۔ تو ان میں سے ایک فرد آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ مجھے اللہ کے ساتھ حسن ظن ہے اور رحمت کی امید بھی ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص جھوٹا ہے کیونکہ اگر یہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہوتا تو یہ اللہ کے واسطے حسن عمل بھی کرتا اور لی رحمت خدا کا طلبگار ہے تو اس کی رحمت کو حسن عمل سے طلب کرنا چاہئے۔ کیونکہ جو شخص بھی جنگل میں بغیر زادراہ کے گھس جائے گا تو وہ بھوک اور پیاس سے یقیناً مر جائے گا۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آدمی کو چاہئے کہ قلب کے حادثات سے بچے کیونکہ قلب بہت جلد حادثات سے ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ قلب کے حادثات سے بچے کیونکہ قلب بہت جلد ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مالک دینار کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے پوچھا کہ جب کوئی عالم دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاتے تو اس وقت اس کی عقوبت کا کیا حال ہوگا؟ تو فرمایا کہ اس وقت قلب کی موت واقع ہو جائے گی اور اس کا علم صرف رسی طور پر رہ گیا ہوگا۔ اس پر حسن نے اس سے کہا کہ اے شخص اللہ نے تجھے یاد کیا ہے تو بھی اسکو یاد کر اور اس کا شکر ادا کر اور کہا کہ مرض بھی اللہ کی جانب سے ہی تازیانہ عبرت ہے اس کے بعد مریض یا تو عمدہ گھوڑا کا سوار بنتا ہے یا لنگڑے گدھے کا سوار بن جاتا ہے۔

تھی اپنے والد کا بیان نقل کیا ہے کہ حسن نے فرقد کو لکھا کہ ابا بعد! میں تجھے تقویٰ اور خشیت الہی کی وصیت کرتا ہوں، اللہ نے تجھے جو علم عطا کے ہے اس پر عمل کرو اور اللہ نے جو وعدہ کیا ہے اس کے لئے تیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کوئی بھی شخص اس سے بچ نہیں سکتا ہے اور جب اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے گا تو اس وقت مذمت سے کوئی فائدہ ہوگا۔ اپنے سر سے غفلت کا پردہ ہٹا دے اور جہلاء کی نیند سے بیدار ہو جا۔

دنیا میں اپنی کمر کس لے کیونکہ یہ ایک میدان مسابقت ہے اور اس کی انتہایا تو جنت ہوگی یا دوزخ۔ ہمارے واسطہ اللہ کی جانب سے ایک مقرر مقام ہے جہاں پر چھوٹی سے چھوٹی چیز کا سوال ہوگا۔ اور پر خفی و جلی امر کے متعلق پوچھ ہوگی۔ لہذا ان ہونے والے سوالات سے مطمئن نہ ہو۔ اور اس میں دل کے وسوسے آنکھوں کی چانتیں اور کانوں کی سماعتیں سب شامل ہیں۔

ابن ابی دنیا حمزۃ الاعمی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ انکو حسن کی خدمت میں لے گئی تاکہ وہ ان کی صحبت کی نورانیت سے فیضیاب ہو سکے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں جب بروز حسن کے مکان پر پہنچتا تھا تو انکو روتا ہوا پاتا اور بسا اوقات تو انکو نماز کے دوران روتے ہوئے پایا۔ بالآخر میں نے ایک دن ان سے سوال کر ڈالا کہ آخر آپ اتنا کیوں روتے ہیں؟ تو بولے کہ بندہ اگر نہ روئے تو آخر کیا کرے پھر بولے کہ اے میرے بیٹے گریہ وزاری اللہ کی رحمتوں کو دعوت دیتی ہے اگر مجھے جب بھی رونے کا موقع ملے تو ضرور رو یا کرتا کہ تجھ پر اللہ کا نزول ہو اور تو عذاب نار سے بچ جائے۔ انہوں نے کہا کہ انسان کے لئے مرنے کے بعد صرف دو منزلیں ہیں جنت یا دوزخ کوئی تیسری منزل نہیں ہے اور خشیت خدا میں رونے والے کے قطرے بہنے نہیں پاتے ہیں کہ اسکو عذاب دوزخ سے نجات کا پروانہ مل جاتا ہے۔ اور اگر کوئی خشیت الہی میں مجمع میں رو رہا ہو تو اس کے ذریعے اللہ کی رحمتیں سبکو شامل حال کر لیرگی۔ اور انسانی اعمال میں سے کوئی عمل ایسا نہیں ہے کہ جس کا وزن نہ ہو مگر خشیت الہی میں رونے والے کے آنسوؤں کے وزن کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کو ہے۔

ابن ابی الدینا حسن کے حوالے سے کتاب الیقین میں فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان کی علامت دین کی قوت، یقین میں ایمان، حق میں عطاء، نرمی میں احتیاط، علم کے ساتھ حکمت، فقر و فاقہ میں تحمل، غنی میں میانہ روی اور وقت ضرورت احسان و نصیحت رغبت و خواہش میں تورع، شدت میں تعفف اور صبر اور ایسی حالت میں انسان کی زبان کچھ نہ بکے، نہ آنکھیں گمراہ ہوں، نہ شرم گاہ بے قابو ہو اور نہ اس کو خواہشات بے قابو ہونے دیں اور اس کی زبان کھل کر اسکو رسوا نہ کرے، نہ حرص اس کو شرمسار کرے اور نہ اس کی نیت میں کوئی کھوٹ آئے۔ اور کہا کہ انسان کے ضعف یقین کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ انسان جو کچھ بھی اس کے پاس ہے اسکو وہ اس سے زیادہ بہتر مستحکم اور پائیدار سمجھے جو کچھ اللہ کے پاس ہے۔

ابن ابی الدینا فرماتے ہیں کہ حسن غیبت کی برائی کے بارے میں فرماتے تھے کہ خدا کی قسم! مومن کے دین میں غیبت کی برائی وہ برائی ہے جو کہ غذا کے جسم میں سرایت کرنے سے زیادہ تیزی سے سرایت کرتی ہے اور ابن آدم حقیقت ایمان اس وقت تک نہیں پہنچا سکتا ہے جبکہ وہ اپنے نفس کے عیبوں تک نہیں پہنچ جائے۔ اور کہا کہ تین افراد وہ ہیں کہ جنکی غیبت غیبت شمار نہ ہوگی اور اس برائی کو گناہ میں شمار نہ کیا جائے گا۔ ایک وہ فاسق ہے جو کھلم کھلا اس کا ارتکاب کرے دوم ظالم اور جابر حاکم، سوم بدعتی۔

حسن نے ایک مرتبہ ایک مجمع میں خطاب کیا اور کہا کہ لوگوں کیا اعمال پر نظر رکھوان کے اقوال پر نہ جاؤ اور کہا کہ جس شخص میں چار باتیں ہوں گی تو اللہ اس پر نظر کرم کرے گا اور اس پر رحمتوں کا نزول ہوگا اور وہ یہ ہیں کہ ایک وہ ہے جو والدین کے واسطے رقیق القاب ہو، دوسرا وہ شخص جو غلاموں کا ہر لحاظ سے خیال رکھے اور یسرا وہ شخص جو کسی یتیم کا فیصل ہو اور چوتھا وہ شخص جو ضعیف اور کمزور کی اعانت کرے۔

وہب بن منبہ الیمانی..... آپ کا شمار خلیل القدر تابعین میں ہوتا ہے متقدمین نے اپنی کتابوں میں ان کی اسناد ابن عباس سے جابر اور نعمان بن بشیر تک ذکر کی ہیں۔ انہوں نے ابو ہریرہ، متاذ بن جبل اور طاؤس سے روایات نقل کی ہیں۔ اور آپ سے متعدد تابعین نے روایات نقل کی ہیں۔ آپ کعب الاحبار سے بہت مشابہت رکھتے تھے، آپ کی عبادات اور جذبہ اصلاح بہت مشہور تھا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا انتقال ۱۱۰ھ میں ہوا مگر بعض لوگوں نے فرمایا ہے کہ اس کے ایک سال کے بعد ہوا واللہ اعلم۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان کی قبر بصرہ کے غرب میں قریہ عصم میں ہے مگر مجھے حقیقت حال کا علم نہیں ہو سکا۔ واللہ اعلم۔

واہب فرماتے ہیں کہ اس شخص کی مثال جو کہ علم حاصل کر کے اس پر عمل نہ کرے ایسی ہے جیسے وہ طبیب جس کے ہاتھ میں شفا تو ہو مگر وہ علاج نہ کرتا ہو۔ فضل بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں وہب کی خدمت میں موجود تھا کہ اپنی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں فلاں شخص کے پاس سے گزرا تو تمہیں گالیاں دے رہا تھا اس کو سن کر وہ غضبناک ہو گیا اور کہنے لگا کہ شیطان کہ تیرے سوا کوئی دوسرا قاصد نہ ملا تو پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ گالیاں دینے والا آیا اور اس نے سلام کیا تو اس کے سلام کا وہب نے جواب دیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ اس کی جانب بڑھا دیئے اور اُسے اپنے پہلو میں بڑی محبت سے بٹھایا۔ ابن طاووس فرماتے ہیں کہ وہب فرماتے تھے کہ اے ابن آدم اپنے دین کی فکر کرو۔ تیرا رزق تو تجھے ملے گا۔ طبرانی نے مہلب کے حوالے سے لکھا ہے کہ اے ابن آدم اگر تو اطاعت الہی پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اللہ کی خاطر عمل میں خوب جدوجہد کرو اور ساتھ ہی دوسروں کو نصیحت کیا کرو کیونکہ جو شخص دوسروں کو نصیحت نہیں کرتا ہے اس کے اعمال مقبول ہوتے ہیں۔ اور نصیحت کی تکمیل طاعت الہی کے بغیر نہ ممکن ہے جس طرح خوشبو اور پھل کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے اس طرح اطاعت الہی ہے۔ اس کی روح اور خوشبو ہے اور عمل اس کا ذائقہ ہے۔ اپنی اطاعت کو معتدل و حکم سے زینت بخشو اور فقہ و عمل سے اسکو جلا بخشو۔

انہوں نے مزید کہا کہ اپنے نفس کو کمینوں کے اخلاق سے بلند رکھو اور دنیا داروں کے اخلاق و اعمال سے اپنے آپ کو بچائے رکھو اور اپنے نفس کو انبیاء اور علماء و عالمین کے فضائل و محاسن اخلاق سے آراستہ کرو اور حکماء و علماء کے افعال کے عادی بنو اور اسکو اشتیاء کے افعال سے دور رکھو مملکیہ اسکو اقیاء کی سیرت کا عادی بناؤ۔ حبشیوں کے طور طریقے سے اپنے کو دور رکھو اور اگر تم پر خدا کا فضل ہے تو اس سے دوسروں کی مدد کرو۔ اگر تم کسی میں کوئی عیب دیکھو تو حتی الامکان اس کو ختم کرنے کی کوشش کرو۔ جو تمہارے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ تم حسن سلوک سے پیش آؤ۔

اور یس اپنے والد کے حوالے سے وہب کو لقمان کی اپنے بیٹے کی نصیحت ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں کہ اہل ذکر و غفلت کی مثال نور و ظلمت کی ہے اور میں نے تورات میں چار مسلسل سطریں پڑھی جن کا معنی یہ تھا کہ جس شخص نے کتاب اللہ کو پڑھ کر یہ گمان کیا کہ اللہ اس کی مغفرت نہ کرے گا تو گویا اس نے کلام اللہ کا مذاق اڑایا اور جس شخص نے مصائب کی شکایت کی تر گویا۔ اس نے قضاء الہی کی شکایت کی اور جس شخص نے دنیا کے اموال کا ہاتھ سے نکلنے یا کس نقصان پر اظہار افسوس کیا تو گویا اس نے رب العزت پر ناراضگی کا اظہار کیا اور جو شخص کی مالدار کے سامنے اپنا سر جھکاتا ہے اس کا ایک تہائی دین جاتا رہا۔ اور فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں یہ بھی پڑھا ہے کہ جو شخص مال حرام طریقے پر کمائے گا تو اس کے عیال جلد فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائیں گے اور جو گھر کمزوروں کے بل بوتہ پر بنے گا تو اس کا انجام خراب ہوگا۔

عبداللہ بن مبارک معمر سے اور وہ محمد بن عمرو کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ میں نے وہب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب بندہ میری اطاعت گزاری کرتا ہے تو میں اس کی دعا بہت جلد قبول کر لیتا ہوں اور اسکو مانگنے سے پہلے ہی عطا کر دیتا ہوں اور اگر وہ میری اطاعت کرے اور آسمان و زمین میں ساری مخلوقات اس کی دشمن بھی ہو جائیں تو بت بھی میں اس کے نجات اور رہائی کا راستہ نکال دیتا ہوں۔ اور جب بندہ میری نافرمانی کرتا ہے تو اس کے لئے سارے راستے مسدود کر دیتا ہوں۔

عبداللہ بن مبارک نے بکار بن عبداللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وہب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ احیاء بنی اسرائیل کے ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے اعیاد تم غیر دین کے لئے علم سیکھتے اور سکھاتے ہو اور تم غیر عمل کے لئے علم سیکھتے ہو تم عمل آخرت کے ذریعے دنیا کماتے ہو۔ اور تم میندھے کی کھال پہنتے ہو اگر بھیریوں کا نفس رکھتے ہو۔ تم شراب پیتے ہو اور پہاڑ کی مانند حرام مال حلق سے اتارتے ہو تم دین کو لوگوں کے واسطے مشکل بناتے ہو مگر پھر بھی لوگوں کی مشکلات حل کرنے میں انگلی تک نہیں ہلاتے ہو تم لمبی لمبی نمازیں پڑھتے ہو اور سفید لباس زیب تن کرتے ہو اور اس کے ساتھ ہی یتیموں اور مسکینوں کا مال بھی کھاتے ہو۔ مجھے اپنے عزت و جلال کا قسم کہ میں تمہیں ایسے فتنہ میں مبتلا کروں گا کہ اسکو دیکھ کر بڑے بڑے حکماء دیگ رہ جائیں گے۔

امام احمد نے عبد الجید ابن خشک کے حوالے سے وہب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب نوح کو حکم ملا کہ تم ہر جانور میں سے ایک ایک جوڑا اپنے ساتھ کشتی میں لے جاؤ، تو انہوں نے کہا کہ اے رب شیر اور گائے کو بکری اور بھیر کو اور کبوتر اور لمبی کو ایک ساتھ کیسے رکھوں گا۔ تو اللہ نے فرمایا کہ اے نوح! ان جانوروں کے درمیان دشمنی کس نے پیدا کی ہے؟ تو وہ بولے کہ اے خدا! تو نے جو اللہ نے فرمایا کہ ان میں ایسی محبت پیدا کروں گا کہ یہ ایک

دوسرے کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔

عبدالرزاق، عبدالصمد بن معقل کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ وہب فرماتے تھے کہ اللہ جب مخلوق کی پیدائش سے فارغ ہوا تو اس نے اپنی مخلوق پر زمین پر چلنے پھرتے نظر ڈالی تو کہا میں خدائے واحد ہوں جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تم کو اپنے حکم سے فنا کر دوں گا اور دنیا میں تم جب تک ہو اپنا حکم نافذ کرتا رہو گا میں جس طرح تم سب کو پیدا کیا اس طرح تم سب کو فنا کر کے واپس بلا لوں گا۔ حتیٰ کہ صرف میری ہی ذات باقی رہے گی کیونکہ بقاء دوام اور ملک صرف میری ہی ذات کے ساتھ متصف ہے اور میں اپنی مخلوقات کو اپنے حکم سے جمع کروں گا اور وہ دن حشر کا ہوگا۔ اس دن لوگوں کے قلوب میری ہیبت سے بھرے ہوں گے اور معبودان باطلہ اپنی برأت کا اعلان کریں گے۔ اس طرح وہب نے ایک موقع پر فرمایا کہ جب اللہ بروز جمعہ تخلیق خلقت سے فارغ ہوا اور سچر کا دن آیا تو اس نے اپنی حمد بیان کی اور اپنی عظمت، ربوبیت اور عصمت کا ذکر کیا اس وقت ہر سو خاموشی تھی تو اللہ نے یوں فرمایا کہ میں خدائے ذوالجلال و حدہ لا شریک ہوں۔ وسیع رحمت و قدرت کا مالک ہوں۔ صاحب عبرش ہوں جو عظمت و جلال اور کیرپائی کا مستحق ہے۔ میں بدیع السموات والارض ہوں اور ہر شے میری ملکیت میں ہے اور اس میں مصری عظمت بھری پڑی ہے۔ اور میری رحمت نام اور نعمت عام ہے ہر شے میرے علم کے دائرے میں ہے۔ اے معشر الخلق میں تمہارا رب ہوں مجھے پہنچا تو اور میرا مرتبہ سمجھو۔ آسمان وزمین کی ساری مخلوقات میرے حکم سے قائم اور میرے اقتدار میں ہیں اور نہ میری مثل کوئی شے ہے ہر شے میری عطا کی ہوئی ہے اور سب کچھ میرے قبضہ قدرت میں ہے۔ تمام دنیا میرا دیا ہوا رزق کھاتی ہے اور اسی پر زندہ ہے ان کی فنا و بقاء سب میرے ہاتھ میں ہے اور میرے سوال کا کوئی ٹھکانہ ہے اور زبہی کوئی جائے پناہ۔

امام احمد بحوالہ ابوالہذیل فرماتے ہیں کہ میں نے وہب کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ نیک بندوں کو لوگوں کو قبل و قال سے ہمیشہ حفاظت میں رکھتا ہے اور فرمایا کہ کوئی بھی شخص دنیا میں شیطان سے بچا ہوا نہیں ہے شیطان کے ساتھ اس کا اگلی و شرب برابر ہے وہ اس کے فرش پر سوتا ہے مگر ہاں البتہ وہ مومن کی تاک میں لگا رہتا ہے جیسے ہی اسکو غافل پاتا ہے اس پر حاوی ہونے کی فکر کرتا ہے اور بنی آدم میں شیطان کا محبوب وہ شخص ہے جو بہت کھاتا ہے اور بہت سوتا ہے داؤد بن ابی مہند فرماتے ہیں کہ وہب فرماتے ہیں کہ میں نے بعض آسمانی کتب میں پڑھا ہے کہ اللہ ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں نے تمہیں اپنا دوست کیوں بنایا ہے تو وہ بولے مجھے معلوم نہیں ہے تو اللہ نے فرمایا کہ نماز میں تمہاری عاجزی اور خشوع و خضوع کی وجہ سے تمہیں دوست بنایا ہے۔

ادریس الخولانی بحوالہ بلال سے رسول اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ قیام اللیل کا خصوصاً اہتمام کرو کیونکہ یہ تم سے قبل لوگوں اور مصلف صالحین کی سنت ہے اور یہ قرب الہی کا موجب ہے اور گناہوں سے نجات اور غلبہ شیطانی سے بچاؤ حاصل ہوتا ہے۔ عطاء خراسانی فرماتے ہیں کہ قیام اللیل انسانی زندگی اور قلب کو نور بخشا ہے اور چہرہ کو ضیاء اور بصارت اور دیگر اعضاء کو توانائی عطا کرتا ہے۔ عمر بن عبدالرحمان وہب سے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد سے اللہ دریافت کیا کہ مجھے کون سا بندہ زیادہ پسند ہے فرمایا کہ جو شخص جس صورت کے ساتھ حسن عمل بھی رکھتا ہو تو داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ اے رب تیرے نزدیک سب سے مہغوض بندہ کون ہے؟ تو فرمایا کہ وہ کافر جو حسن صورت ہو چاہے وہ کفر کرے یا شرک کرے۔ ایک دوسری روایت میں ذکر ہے کہ میرے نزدیک سب سے مہغوض بندہ وہ ہے جو مجھ سے استخارہ کرتا ہے مگر جب میں اس کے لئے سہولتیں مہیا کر دیتا ہوں تو وہ اس پر خوش نہیں ہوتا ہے۔

مہاجر الاسدی نے وہب کا قول نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ عیسیٰ بن مریم اپنے حواریوں کے ساتھ ایک ایسے گاؤں کے پاس سے گزرے کہ جس کے باشندے اور حیوانات و پرند عذاب الہی سے ہلاک ہو چکے تھے۔ عیسیٰ بن مریم نے تھوڑی دیر دیکھنے کے بعد اپنے حواریوں سے کہا کہ یہ لوگ عذاب الہی سے ہلاک کئے گئے ہیں کیونکہ اگر عذاب الہی نہ آتا تو یہ لوگ اپنے اپنے مقررہ وقتوں میں متفرق طور پر مرتے اس طرح اجتماعی مونہ مرتے اس کے بعد عیسیٰ بن مریم نے با آواز بلند کہا کہ اے اہل قریہ اس شخص نے سراٹھا کر کہا کہ اے روح اللہ لبیک تو عیسیٰ نے اس سے دریافت کیا کہ ان کی ہلاکت کا سبب کیا ہے تو اس نے کہا کہ طاغوت کی عبادت اور رغب دنیا۔ تو عیسیٰ نے کہا کہ ان کو حسب دنیا کس طرح کی تھی؟ تو اس نے کہا کہ جیسے بچہ کو اپنی ماں سے جب دنیا ملتی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوتا اور جب دنیا ان سے منہ موڑ لیتی تو یہ غم میں ڈوب جاتے تھے اور بڑی بڑی آرزوئیں رکھتے تھے نیز یہ لوگ اطاعت الہی سے دور بھاگتے تھے اور ان اعمال پر جان دیتے تھے جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے عیسیٰ بن مریم نے پوچھا کہ یہ ہلاکت کس

طرح واقع ہوئی ہے؟ تو بولا کہ ہم رات کو شادمان اور سرخان سوتے اور صبح کو گڑھے میں گر گئے تو انہوں نے پوچھا یہ ہادیہ گڑھا کونسا ہے؟ تو وہ بولا کہ یہ قید خانہ ہے تو انہوں نے پوچھا کہ یہ قید خانہ کیسا ہے؟ تو بولا یہ آگ کا ایسا شعلہ ہے جس میں ہم سب کی روئیں دفن ہیں۔ پھر عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ تمہارے دوسرے احباب کا کیا ہوا یہ بات کیوں نہیں کرتے ہیں۔ تو بولا ان کے منہ میں آگ کی لگام ہے تو آپ بولے کہ تو تم کس طرح بات کرنے پر قادر ہو گئے ہو؟ تو وہ بولا کہ جب عذاب الہی آیا تو میں بھی بہر حال ان میں شامل تھا مگر میرے اعمال میں ان لوگوں جیسے نہ تھے مگر کیونکہ عذاب الہی عام و ہمہ گیر تھا اس لئے میں بھی اس کی لپیٹ میں آ گیا مگر البتہ ایک بال کے ذریعے اس گڑھے میں معلق ہوا اور اب مجھے علم نہیں کہ میں بھی ان سب کے ہمراہ ہلاک ہو جاؤں گا یا نجات پاؤں گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوار یوں سے کہا کہ میں سچ کہتا ہوں کہ جو کی روئی، صاف اور میٹھا پانی اور گھوڑے پر آرام سے سونا دنیا و آخرت کی عافیت کے لئے بس ہے۔

اسحاق بن راہویہ بحوالہ سعید بن رمانہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے وہب سے سوال کیا کہ لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے؟ تو وہب نے فرمایا کہ ہاں بیشک مگر جس طرح پر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں اس طرح جو اسکو اس کے داندنوں سمیت لائے گا صرف اسی کا دروازہ اس کنجی سے کھلے گا۔ وہب بن منبہ الیمانی فرماتے ہیں کہ سب سے بڑی نعمتیں تین ہیں ایک نعمت اسلام ہے کیونکہ کوئی بھی نعمت اس کے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی ہے دوسری عافیت ہے کیونکہ زندگی میں راحت اسی کی بدولت حاصل ہوتی ہے اور تیسری غنابت کیونکہ زندگی کی تکمیل اس کے حصول پر موقوف ہے ایک فرد وہب کے پاس آیا اور بولا کہ مجھے کوئی نفع بخش چیز بتائیں تو بولے اپنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو اور اپنی آرزوں کو کوتاہ کر دوں مگر ہاں ایک تیسری خصلت ایسی ہے کہ اگر تو اس پر عمل کرے تو کامیابی کی حد کو پالے گا تو وہ بولا وہ کیا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ توکل۔

سلیمان بن سعد..... سلیمان بن سعد عربی زبان کے ماہر بزرگ، عالم فصیح اور حسین و جمیل تھے آپ لوگوں کو عربی کی تعلیم دیتے تھے ان کے دوست و معلم صالح بن عبدالرحمان الکاتب تھے جن کا انتقال آپ کے انتقال کے تین روز کے بعد ہوا۔ صالح بھی کتابت دیوان کے ماہر اور فصیح و جمیل شخصیت تھے۔ انکو سلیمان بن عبدالملک نے عراق کے خراج کا نگران مقرر کیا تھا۔

ام الہذیل..... آپ سے بھی بہت سی روایات مشہور ہیں۔ آپ نے بارہ سال کی عمر میں قرآن حکیم پڑھ لیا تھا آپ اپنے وقت کی عالمہ اور فقیہہ ہیں اور آپ کا شمار محرم خواتین میں ہوتا ہے آپ نے ستر برس کی عمر پائی۔

عائشہ بنت طلحہ بن عبداللہ التمیمی..... ان کی والدہ ماجدہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم تھیں۔ عائشہ کا نکاح ان کے خالد زاد بھائی عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکر سے ہوا مگر اس کے بعد آپ مصعب بن زبیر کے نکاح میں چلی گئیں۔ ان کا مہر ایک لاکھ دینار تھا۔ آپ حسین و جمیل خاتون تھیں اور آپ جیسی عورت اس زمانے میں کوئی نہ تھی ان کا انتقال مدینہ میں ہوا۔

عبداللہ بن سعد بن جبیر..... ان سے بھی بہت سی مشہور روایات مروی ہیں اور آپ اپنے زمانے کے افضل لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔

عبدالرحمان بن ایان..... یہ ابن عثمان بن عفان ہیں اور آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک کثیر اجداد سے روایات نقل کی ہیں۔

۱۱۱ ہجری

سال نو کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے الصائفہ الیسری میں جنگ کا آغاز کیا اور سعید بن ہشام نے الضائقہ الیمنی میں جنگ کا آغاز کیا یہاں تک کہ وہ جنگ کرتا کرتا بلا دروم کے شہر قیساریہ کی سرحد تک جا پہنچا۔ اسی سال ہشام بن عبدالملک نے اشتر بن عبداللہ المسلمی کو خراسان کی امارت سے معزول کر دیا اور جنید بن عبدالرحمان کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔ جب وہ خراسان پہنچا تو ترک گھوڑے سواروں نے مزاحمت کی جو کہ مسلمانوں سے شکست کھا کر آئے تھے ان کی تعداد تقریباً سات ہزار تھی۔ چنانچہ ان سے سخت جنگ ہوئی اور ترک اپنے آقا خاقان کے ہمراہ مسلمانوں کی قلیل تعداد پر غالب

آنے کی جدوجہد میں تھے اور قریب تھا کہ جنید جنگ کے دوران ہلاک بھی ہو جاتا مگر اللہ نے مسلمانوں کی نصرت فرمائی اور جنید نے ترکوں کو شکست فاش دی اور خاقان کے بھتیجے کو قیدی بنالیا اور پھر اسکو خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس سال ابراہیم بن ہشام مخزومی نے لوگوں کو حج کرایا جو امر الحرمین اور الطائف تھا اور ادھر عراق پر خالد بن عبداللہ قسری اور خراسان میں الجنید بن عبدالرحمان المری کی امارت قائم تھی۔

۱۱۲ ہجری

سال نو کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے الصائفہ میں جنگ کا آغاز کیا اور ملاطیہ کے نواح میں متعدد قلعوں پر قابض ہو گیا۔ اسی دوران ترک لان سے چلے اور ان کی مذہبھیز الجراح بن عبداللہ الکلمی کے لشکر سے ہوئی اور ان کے ہمراہ اہل شام اور آذربائیجان بھی شامل تھے۔ جنگ کے دوران الجراح مارا گیا اور اس کے ہمراہ اس کے کئی آدمی مرج ادبتل بن مارے گئے جس کی بناء پر دشمن نے اردنیل پر قبضہ کر لیا۔ جب اس معاملے کی اطلاع ہشام بن عبدالملک کو ہوئی تو اس نے معبد بن عمر الجرحی کو ایک فوجی لشکر کے ہمراہ روانہ کیا اور جلد از جلد اردنیل پہنچنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ وہ بہت تیز رفتاری سے چلا اور ترکوں کے لشکر سے جا ملا اور ان سے وہ تمام مسلمان قیدی جو وہ اپنے آقا خاقان کی خدمت میں لے جا رہے تھے رہائی دلائی ان قیدیوں میں کچھ عورتیں بھی تھیں اور اس طرح اہل ذمہ کو بھی آزادی دلائی۔ پھر اس مقام میں ترکوں کو سخت شکست ہوئی اور ان کے بہت سے آدمی ہلاک بھی ہو گئے اور بہت سے قیدی بھی ہو گئے بنالینے۔ خلیفہ تک اس کی اطلاع نہیں ملی تھی چنانچہ اس نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو بھی ترکوں کا پیچھا کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مسلمہ سخت سردی اور بادباران کی حالت میں اپنے لشکر کے ہمارے ان کے پیچھے گیا اور باب الابواب تک پہنچ گیا اور وہاں اپنا نائب چھوڑ کر ترکوں کا مزید تعاقب کیا۔ ادھر امیر خراسان بھی ملک خاقان اور ترکوں کی خبر لینے ایک بڑے لشکر کے ساتھ نکلا اور نہر بلخ تک جا پہنچا اور اس نے وہاں آٹھ ہزار افراد کا لشکر مقرر کیا اور ایک دوسرا لشکر جو دس ہزار افراد پر مشتمل تھا دشمن کے مینہ اور میسرہ پر مقرر کر دیا جب ترکوں نے یہ حالت دیکھی تو وہ گھبرا گئے اور سمرقند کی جانب گئے وہاں کے امیر نے جنید کو لکھا کہ وہ ترکوں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتا ہے جبکہ ان کا سردار خاقان بھی اس طرح جانب آ رہا ہے یہ اطلاع ملنے ہی جنید ایک عظیم لشکر کے ساتھ سمرقند کی جانب گیا اور تیزی سے سمرقند گیا اور اب اس کے لشکر اور دشمنوں کی افواج کے درمیان صرف چار میل کا فاصلہ تھا۔ صبح کے وقت ملک خاقان کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ جنید پر حملہ کر دیا۔ اور خصوصیت سے اس نے جنید کے مقدمہ کدش کو حملہ کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں جنید کا لشکر ایک جانب پیچھے ہٹ گیا اور ترک اس کا تعاقب کرتے اور مسلمانوں میں ایسا انتشار پیدا ہو گیا کہ لشکر کے ایک حصے کو دوسری جانب کے حصہ کی کچھ خبر نہ تھی بالآخر مسلمان لشکر پسپہ ہو کر وسیع میدان میں پھیل گئے۔ اس کے بعد ترکوں نے مسلمانوں کے مینہ کے دستے پر حملہ کر دیا جس میں بنو تمیم اور ازد کے لوگ تھے ان سے ترکوں کی شدید جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے بہت سے لوگ مارے گئے اور بہت سے مسلمان بہادر ترکوں کے مقابلے میں بڑی بے دردی سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس پر ملک خاقان نے ایک مسلمان بہادر فوجی سے کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ مل جاؤ تو ہم تمہیں اپنے ضم اعظم کے سامنے رقص کا مظاہرہ کرنے کا عظیم ایٹھان مرتبہ عطا کرتے۔ تو مسلمان فوجی نے کہا کہ افسوس کہ تم نے آج تک ہمارے مشن کو ہی نہیں سمجھا ہم تو تم سے آج تک خدائے وحدہ لا شریک لہ کی اورانیت اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے لڑتے آئے ہیں اور اس کے بعد وہ جوان دشمنوں کی صفوں میں گھس گیا اور داد شجاعت سے لڑتے ہوئے جام شہادت حاصل کی۔

پھر اس کے بعد مسلمان لشکر دوبارہ مجتمع ہو گئے اور سب نے استقامت اور صبر کے ساتھ متحد ہو کر دشمنوں پر حملہ کیا اور ترکوں کو شکست دے ڈالی مگر پھر بعد میں ترکوں نے دوبارہ متحد ہو کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور تقریباً دو ہزار مسلمان صرف زندہ بچے۔

اسی جنگ کے دوران سودہ بن ابجر بھی مارا گیا اور بہت سے مسلمان قیدی ہو کر دشمنوں کے ہاتھ لگے۔ اور ترکوں نے ان تمام مسلمان قیدیوں کو اپنے سلطان کے پاس بھیج دیا جس نے ان تمام کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ تاریخ میں واقعہ شعب کے نام سے مشہور ہے اور اس کو تفصیل سے ابن جریر نے ذکر کیا ہے۔

رجاء بن حیوہ کی وفات..... آپ ابوالمقدام کے نام سے مشہور تھے اور بعض ان کو ابو نصر کہتے تھے آپ جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ اپنے ہم عصروں میں ہی نہیں بلکہ عوام میں بھی عظیم، اور بلند مرتب تھے اور آپ ثقہ فاضل اور عادل تھے۔ بنی امیہ کے خلفاء کے وزیر صدق بھی رہ چکے۔ آپ کے متعلق کچھ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ اور سردار رجاء بن حیوہ سے جو پوچھنا چاہو تم پوچھ لو۔ اور بہت سے ائمہ کرام نے ان کی مدح سرائی کی ہے اور آپ کی روایات کی توثیق کی گئی ہے اور آپ سے بے شمار روایات اور عمدہ کلام منقول ہیں۔

شمر بن حوشب الاشعیری الحمصی کی وفات..... آپ بھی ایک جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ دمشق سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی آقا اسماء بنت یزید بن اسکن اور دوسرے حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔ اور آپ ایک پرہیزگار انسان عام اور عابد تھے۔ لوگ آپ پر معترض تھے اسلئے کہ آپ بیت المال سے بغیر اذن حاکم اپنے لئے خرید لے لیتے تھے چنانچہ لوگوں نے انکو ملعون کہا ہے اور ان کی احادیث لینا ترک کر دیں ان کے بارے میں شعبہ اور دوسرے لوگوں نے چند اشعار بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے چوری بھی کی تھی مگر اس کے باوجود ایک طبقہ وہ بھی ہے جو ان کی روایات کی توفیق کرتا ہے اور ان کی روایات کو منقول بھی کرتا ہے ان کی عبادت، دینداری، زہد اور اجتہاد کے متعلق ان کی تعریف بھی کی جاتی ہے واللہ اعلم۔ واقعہ فرماتے ہیں کہ ان کا انتقال ۱۱۲ھ شوال میں ہوا۔

۱۱۳ھ ہجری

سال نو کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے ارض روم میں مرعش پر حملہ کر دیا اور اس وقت اس علاقے میں جو عباسیوں کی ایک جماعت کام کر رہی تھی ان کے امیر کو پکڑ کر قتل کر ڈالا اور باقی لوگوں کو دھمکایا۔ اسی سال مسلمہ بن عبدالملک بلاد الترحک میں گھستا چلا گیا اور بہت سے ترکوں کو تیغ کر ڈالا اور بلخج کے نواحی علاقے اس کے مطیع ہو گئے۔ اور اس سال ابراہیم بن ہشام انطولی نے لوگوں کو حج کرایا۔

الامیر عبدالوہاب بن بخت کی شہادت..... ارض روم کے اس معرکے میں عبداللہ جیسے بہادروں کس طرح آپ بھی شہید ہو گئے آپ کا پورا نام عبدالوہاب بن بخت ابو عبیدہ تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ابو بکر بھی کہلاتے تھے آپ آل سروان مکی کے غلام تھے۔ ابتدائی ایام شام میں گزارنے کے بعد آپ مدینے چلے گئے انہوں نے ابن عمر، انس، ابو ہریرہ اور دوسرے حضرات کرام سے روایات نقل کی ہیں۔ اور ان سے بھی بہت سے لوگوں نے روایات بیان کی ہیں۔ جن میں ابو ایوب سختیانی، عبید اللہ العمری، مالک بن انس اور یحییٰ بن سعید الانصاری شامل ہیں انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مرفوعہ ذکر کی ہے کہ اللہ اس شخص کو خوش رکھے جس نے یہ بات سنی اور اسے محفوظ رکھا اور پھر اسے آگے بیان کیا بعض لوگ پیغام پہنچانے والوں سے زیادہ شعور مند اور افتخار ہوتے ہیں تین چیزوں کے لئے مومن کا سینہ کبھی تنگ نہیں ہوتا ہے اور اخلاص عمل برائے خدا، ابوالامر کے لئے نصیحت اور ان مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رفاقت جن کی دعوت کا دائرہ ان کو گھیر لیتا ہے۔ عبدالوہاب بحوالہ ابوالزنانہ اور ابو ہریرہ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملاقات کرے تو اسکو سلام کرے اور اگر دونوں کے درمیان درفت آجائے اور پھر دوبارہ آمناسا منا ہو تو دوبارہ اس کو سلام کرے۔

اس حدیث کی توفیق علمائے ایک بڑی جماعت نے کی ہے مالک فرماتے ہیں کہ عبدالوہاب نے متعدد حج و عمرے کئے اور بہت سے غزوات میں شریک ہوئے یہاں تک ایک جنگ کے دوران ہی ان کی شہادت ہوئی۔ سفر کے دوران اپنے ہمراہیوں سے کسی بات کے لئے دریغ نہیں کرتے تھے اور جو کچھ بھی ان کے پاس زاد سفر ہوتا وہ سب ان کی نذر کر دیتے تھے آپ لڑتے سنی اور فیاض تھے۔

بلاد روم کی لڑائی میں امیر عبداللہ جیسے بہادر انسان کے ہمراہ شہید ہوئے اور وہیں دفن ہو گئے خلیفہ اور دیگر افراد کے بیان کے مطابق آپ نے اسی سال وفات پائی۔

ایک مرتبہ ان کا دشمنوں سے مقابلہ ہوا تو کچھ تو جوان مسلم لڑائی سے کترارہے تھے اور بھاگ گھڑے ہوئے مگر یہ برابر اپنے گھوڑے پر سوار دشمن

کے تعاقب میں لگے رہے اور مسلمانوں کو پکار پکار کر کہنے لگے کہ ہائے افسوس تم لوگوں پر! آخر تم جنت سے کیوں اور کہاں بھاگ رہے ہو۔ ہائے افسوس کہ دنیا میں نہ تم کو ٹھکانہ ملے گا اور نہ بقاء حاصل ہوگی۔ اس کے بعد بہادری کے ساتھ دشمنوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ رحمہ اللہ۔

مکحول الشامی..... آپ کا شمار جلیل القدر تابعی میں ہوتا ہے اور آپ اہل الشام کے امام تھے اور آپ قبیلہ ہذیل کی ایک عورت کے غلام تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ آل سعید بن العاص میں سے کسی خاتون کے غلام تھے اور حارس (چوکیدار) تھے۔ اور ایک قول کے مطابق آپ کابل کے قیدیوں میں سے تھے اور ایک دوسرے قول کے مطابق وہ کسری خاندان سے تھے اور ہم نے آپ کے بارے میں تفصیل سے بحث کتاب الکمل میں کی ہے۔

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے انکو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ساری دنیا کا چکر لگایا ہے الزہری فرماتے ہیں کہ علماء چار ہیں سعید بن المسیب الحجازی حسن البصری، شعی اور مکحول الشامی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ قل کوکل کہتے تھے لوگ آپ کی بڑی عزت کرتے تھے اور آپ جب کوئی حکم دیتے تو لوگ اس کو بجالاتے تھے سعید بن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ وہ شام کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔ اور الزہری نے بھی ایسے خیالات کا اظہار اپنے بارے میں کیا ہے۔ اکثر لوگوں کے قول کے مطابق اپکا انتقال اسی سال ہوا مگر بعض لوگ فرماتے ہیں کہ آپ کا انتقال بعد میں ہوا۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے اپنے کپڑوں کی نظافت و نفاست کا خیال رکھا اس کی ہمت و حوصلہ کم ہو گیا اور جس نے روح کا خیال رکھا اس کی عقل میں اضافہ ہوا۔ مکحول فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے قول ثم لتسنلن یومئذ عن النعیم میں عمدہ و معتدل اخلاق پیٹ بھر کے کھانا، ٹھنڈی مشروبات، گھروں کی عافیت نیند کی لذتیں اور سایہ شامل ہے اور یہ بھی کہا کہ جب مجاہد میدان جنگ میں اپنا سامان اتار تا ہے تو فرشتے آکر ان کی آؤ بھگت کرتے ہیں اور ان کے واسطے برکت کی دعا کرتے ہیں سوائے ایک جانور کے جس کے گلے میں گھنٹی ہوتی ہے۔

۱۱۴ھ ہجری

سال نو کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے الصائفہ کے نسری پر اور سلیمان بن ہشام بن عبد الملک نے مینہ پر حملہ کیا۔ اس سال عبد اللہ بطل اور ملک روم قسطنطین کی ملاقات ہوئی جو کہ پر عمل اول کا بیٹا تھا جس کے پاس آپ ﷺ نے ایک خط ارسال کیا تھا۔ بطل نے اس مذہب بھڑ کے دوران قسطنطین کو قید کر کے سلیمان بن ہشام کے پاس بھیج دیا، مگر ابن ہشام نے اُسے اس کے باپ کے پاس بھیج دیا اس سال ہشام نے حرمن اور طائف کی امارت سے ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل کو معزول کر کے اپنے بھائی محمد بن ہشام کو مقرر کیا اور ایک قول کے مطابق اسی نے بعد میں لوگوں کو حج کروایا مگر واقدی اور ابو معشر فرماتے ہیں کہ خالد بن عبد الملک نے اس سال لوگوں کو حج کروایا۔

عطاء بن ابی رباح کی وفات..... آپ کے آقا ابو محمد المکی تھے۔ آپ کا شمار کیا تابعین میں نہایت ثقہ اور بلند مرتبہ بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے تقریباً دو سو صحابہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ عطاء ثقہ عالم و فقیہ اور کثیر الحدیث تھے۔ ابو صغیر الباقری فرماتے ہیں کہ ان کے زمانے میں حج سے زیادہ مناسک کا عالم کوئی نہ تھا۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ عطاء کا نے، گنبج، لنگڑے اور پھڈی ناک والے تھے اور بعد میں اندھے ہو گئے تھے۔ آپ کی عمر سو سال تھی اور کبرنی اور ضعف کی بناء پر آخری عمر میں روزے نہ رکھتے تھے بلکہ فدیہ ادا کرتے تھے اور علی الذین یطیعونہ میں طعام مسکین کی یہی تاویل ذکر کرتے تھے۔ بنی امیہ کے دور میں منادی اعلان کرتا تھا کہ عطاء بن ابی رباح کے سوا کوئی بھی ایام حج میں فتوے نہ دے۔

اوزعی فرماتے ہیں کہ جس دن مرے وہ دنیا کے محبوب ترین انسان تھے۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ سعید بن المسیب، الحسن، ابراہیم اور عطاء یہ سارے تمام شہروں کے آئمہ تھے۔ ابن جریج کہتے تھے کہ عطاء مسجد میں بیس سال جاووب کش تھے اور اس میں سب سے اچھی نماز پڑھنے والے تھے۔ عطاء فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حدیث نبوی بیان کرتا تھا تو میں اس کی بات اتنی خاموش سے سنتا تھا کہ گویا میں اس حدیث کو پہلی بار سن رہا ہوں حالانکہ

میں اس حدیث کو اس کی پیدائش سے پہلے سن چکا ہوں اور دوسرے مقام پر آپ نے فرمایا کہ میں اس حدیث کا شخص سے زیادہ حافظ ہوں مگر میں فخر نہیں کرتا تھا گویا جیسے میں یہ حدیث پہلی مرتبہ سن رہا ہوں۔ جمہور کے قول کے مطابق اپکا انتقال ۱۱۴ھ میں ہوا۔

ابو محمد عطاء بن ابی رباح اور ان کے والد اسلم کا سلسلہ اسناد بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے ملتا تھا جن میں ابو ہریرہ، زید بن خالد الجہنی، عبداللہ بن زبیر، ابن عمر اور ابوسعید شامل ہیں۔ آپ نے ابن عباس وغیرہ سے تفسیر کی سماعت کی۔ عطاء سے بہت سے تابعین نے احادیث روایت کی ہیں جن میں ابو زبیر، یحییٰ بن کثیر، الزہری، الأعمش، مالک بن دینار، عمرو بن دینار، حبیب بن ابی ثابت اور ایوب السختیانی وغیرہم شامل نہیں۔

ابو ہریران فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کی ایک مجلس میں شرکت کی جس میں انہیں کہتے سنا کہ جو مجلس ذکر میں شریک ہو اللہ اس مجلس میں شرکت کو دس مجالس باطلہ کا کفارہ بنادے گا۔ تو ابو ہریران نے عطاء سے دریافت کیا کہ مجلس ذکر کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ الحلال اور الحرام میں نماز کس طرح ادا کی جاتی ہے روزہ کیسے رکھا جاتا ہے نکاح و طلاق کے کیا مسائل ہیں اور بیع و شراء کے کیا احکام و مسائل ہیں طبرانی فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن ربیعہ المصنعانی نے باسناد بتایا ہے کہ میں نے عطاء کو ”وکان فی المدینہ تسعة رھط یفسدون فی الارض ولا یصلحون“ کی تفسیر کرنے سنا کہ یہ لوگ مدینہ میں لوگوں کو دراہم کا فرض دیا کرتے تھے اور پھر اس میں قطع و برید اور کمی و بیش بھی کیا کرتے تھے۔

امام ثوری بحوالہ عبداللہ بن ولید نقل کرتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ تمہاری اسی صاحب قلم کے بارے میں کیا رائے ہے اگر وہ اس کام میں مشغول رہتا ہے تو وہ اور اس کے اہل و عیال خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں مگر جب وہ اسے چھوڑ دیا ہے تو فقر و فاقہ کی نوبت آ جاتی ہے تو عطاء نے جواب دیا کہ یہ عین عزت و فخر کی بات ہے اور انسان کو اللہ کی جانب سے سب سے بہترین عطیہ دین کی سمجھ ہے اور بندہ رب کو تین بار اس لفظ سے پکارتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی جانب مہربانی اور رحم و کرم کی نظر کرتے ہیں۔ اور کہا کہ جب میں نے یہ بات حسن سے کہی تو انہوں نے جواب میں کہا کہ کیا تم قرآن کی یہ آیات نہیں پڑھتے ”ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی الایمان ان امنو یرکم فامنا ربنا فاغفر لنا ونوبنا و کفر عنا سینانا“ آخری آیت تک تلاوت کی۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل بحوالہ عبداللہ السلمی اور ضمیرہ اور عمر بن الورد کے واسطے سے یہ قول پہنچا ہے کہ عطاء نے فرمایا کہ اگر تم عرفہ میں تخیلہ کے لئے شب بیداری کرو تو ضرور کرو۔ سعید بن سلام البصری بحوالہ ابو حنیفہ النعمان فرماتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ عطاء سے مکہ میں ملاقات کی تو میں نے ان سے کچھ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ تو میں نے کہا کہ میں کوئی ہوں تو انہوں نے کہا کہ تم اہل قریہ میں سے ہو جنہوں نے اپنا دین چھوڑا اور مختلف گروہوں میں بٹ گئے میں نے جواب دیا ہاں تو آپ نے فرمایا کہ تم کن لوگوں میں شامل ہو؟ تو میں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں شامل نہیں ہوں جو اسلاف کو گالیاں دیتے ہیں اور ہم قضاء و قدر پر ایمان رکھتے ہیں اور اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر کے قائل نہیں ہیں خواہ وہ گناہ کرتا ہو۔ یہ سن کر عطاء نے فرمایا کہ میں سمجھ گیا اب تم میرے ساتھ رہو۔ عطاء نے کہا کہ یہاں ایسے اشخاص بھی ہیں جو ایمان میں کمی بیشی کے قائل نہیں ہیں حالانکہ قرآن نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ والدین اہتدوا زادہم ہدی الایۃ اور جو لوگ راہ حق پر ہوئے اللہ نے ان کا ایمان بڑھا دیا۔ اور کچھ لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ نماز زکوٰۃ دین الہی کا جز نہیں ہے حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ وما امرؤ الا لیعبدا واللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ سے قیمۃ تک۔

یعلیٰ بن عبید فرماتے ہیں کہ ہم محمد بن سوقة کی خدمت میں تھے کہ انہوں نے ہم کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو تم کو نفع بخشے اور مجھے تو اس سے بڑا نفع پہنچا ہے ایک مرتبہ عطاء بن رباح نے فرمایا کہ اے بھتیجے تم سے قبل یہاں ایسے لوگ بھی گذرے ہیں جو فضول کلام کو گناہ سمجھتے تھے اور کلام اللہ کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھتے تھے اور امر بالمعروف بھی کرتے تھے اور اننا علیکم لحافظین کراماً کا تبیین الایۃ پر پورا ایمان رکھتے ہیں اور انسان کے ہمراہ دو فرشتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور یہ فرشتے جو کچھ بھی انسان فضول کلام کرتا ہے اسے درج کر لیتے ہیں عن الیمین وعن الشمال قعید ما یلفظ من قول۔ تو انسان کو کیا شرم نہ آئے گی کہ جب اس کا نامہ اعمال کھولا جائے گا تو اس میں اکثر اعمال وہ ہونگے جو دین کا حصہ نہ ہوں گے طبرانی وغیرہ نے لکھا ہے کہ ابن عباس کا حلقہ مسجد الحرام من لگتا تھا جب ان کا انتقال ہو گیا تو عطاء کا بھی ایسا ہی حلقہ لگتا تھا۔

سفیان بحوالہ سلمہ بن کہیں بتاتے ہیں کہ میں نے تین آدمیوں نے سوال کی کو بھی اپنے اعمال کے بدلے خدا سے کچھ مانگتے ہوئے نہیں دیکھا

ہے عطاء، طاؤس، مجاہد عمر بن ذر فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء کی طرح کسی شخص کو نہیں دیکھا ہے ان کے جسم پر کبھی قمیض نہیں دیکھی اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا دیکھا ہے جو پانچ درہم سے زیادہ کی مالیت کا ہو۔ ابن جریر فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء کو طواف کرتے دیکھا تو وہ اپنے قائد سے فرما رہے تھے کہ شہر و میری پانچ باتیں یاد رکھو اللہ تعالیٰ خیر و ثواب اور تلخ و میٹھا سب کچھ اللہ کی قدرت میں ہے اس میں انسان کی مرضی کا قطعاً دخل نہیں ہے ہمارے اہل قبلہ سب مومن ہیں ان کا خون اور مال بغیر حق کے قطعاً حرام ہے باغی گروہوں سے ہر طرح لڑنا ضروری ہے اور خوارج کی گمراہی کی گواہی دینا لازمی ہے۔

ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب عطاء موجود ہیں تو میرے پاس مسائل کو کیوں جمع کر لاتے ہو؟ معاذ بن سعد فرماتے ہیں کہ میں عطاء کی خدمت میں بیٹھا تھا اور وہ کچھ کلام کر رہے تھے کہ ایک شخص آکر دخل در معقولات کرنے لگا تو اس پر عطاء بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ کیا اخلاق ہے؟ آخر یہ کہا عادت ہے میں کسی کی کوئی بات سنتا ہوں اور اس سے بہتر بات کو سمجھتا ہوں پھر بھی اس کی بات کو نہیں کاٹتا ہوں۔ عطاء فرماتے تھے کہ اگر میرے گھر میں شیطان ہو تو میں اسکو گوارہ کر لوں گا مگر سستی کو کسی بھی صورت میں گوارہ نہیں اس سے نیند کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

ابن جریر فرماتے ہیں کہ عطاء نجاز کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے اگر چہ آپ ضعیف اور کبیر سن تھے اور آپ نماز میں سورہ بقرہ کی دو سو آیات پڑھتے تھے اور اس دوران آپ کے جسم میں ذرا برابر بھی جنبش تک نہ آتی تھی ابن عیینہ نے ابن جریر سے کہا کہ میں نے تم جیسا نمازی نہیں دیکھا ہے تو ابن جریر نے فرمایا کہ تم نے کاش عطاء کو نماز ادا کرنے دیکھ لیا ہوتا۔

۱۱۵ھ ہجری

سال نو کے آغاز پر ملک شام میں طاعون کی دیا پھیل گئی۔ نائب حرمین اور الطائف محمد بن ہشام بن اسماعیل نے اس سال لوگوں کو حج کروایا۔ اور باقی تائبین وہی تھے۔

ابو جعفر الباقر..... آپ کا نسب المبارک محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی ابو جعفر الباقر ہے اپنی والدہ ام عبد اللہ بنت الحسین بن علی تھیں۔ آپ جلیل القدر تابعی تھے اور بڑے مرتبے والے بزرگ تھے۔ اور آپ کا نام اس امت کے اشراف میں ہمیشہ ہر طرح سے لیا جائے گا۔ آپ کے بارے میں شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے کہ وہ ان کے بارہ اماموں میں سے ایک ہیں حالانکہ آپ نے نہ کبھی داعیان شیعیت کے طور پر اور والوں کو اپنایا اور نہ ہی انہوں نے دین کا وہ راستہ اختیار کیا جو ان جہلاء کے ذہنوں میں ہے بلکہ وہ تو ابو رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے متبع اور ان کی راہ پر چلنے والے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے اہل بیت میں سے کسی کو بھی ایسا نہ پایا جو کہ اور حضرات کی دوستی اور ولایت کا دم نہ بھرتا ہو۔

ابو جعفر الباقر نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی جماعت سے روایات نقل کرنے میں متعدد کبار تابعین ابو اسحاق السبئی اور ربیعہ جیسے لوگ شامل ہیں حالانکہ یہ عمر میں ان سے بڑے تھے۔ اس کے علاوہ عمر بن دینار، ابن جریج، الزہری اور عطاء ابی بن رباح نے بھی ان سے روایات نقل کی ہیں سفیان بن عیینہ جعفر الصادق کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ میرے والد نے روئے زمین پر موجود امت محمدیہ کے بہترین شخص سے حدیث نقل کی۔

اعلیٰ فرماتے ہیں کہ وہ مدنی ثقہ تابعی تھے، محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ ابو جعفر الباقر ثقہ اور کثیر الحدیث تھے ان کی وفات ۱۱۵ھ میں ہوئی اور آپ کی عمر ستر کے لگ بھگ تھی مگر بعض لوگوں کے قول کے مطابق آپ کا انتقال اس کے بعد ہوا اور آپ کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی۔

ابو جعفر الباقر کے والد علی زین العابدین تھے جو کہ بزرگوار حسین کے ہمراہ عراق کے میدان کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ کا نام الباقر اسلئے پڑا کہ آپ بڑے ذاکر، خاشع مسائل کا استیاط کرنے والے، صابر اور علوم و فنون کو کھولنے والے تھے۔ خاندان بنو ت کا چشم و چراغ ہونے کی بناء پر عالی المنسب اور بلند مرتبہ تھے۔ آپ بڑے گریہ و زاری کرنے والے اور خطرات سے آگاہ رہنے والے اور لڑائی سے اجتناب کرنے والے تھے۔

ابو ہلال اشعری بحوالہ مروان بن ثابت فرماتے ہیں کہ محمد بن علی بن الحسین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول اول شک یجزون الغرفۃ بما صبروا میں غرفۃ سے مراد جنت ان لوگوں کو میسر ہوگی جو دنیا میں فقر و فاقہ کو برداشت کرتے ہیں۔ اس طرح عید السلام ابو جعفر کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ بجلیاں مومن اور غیر مومن دونوں پر گرتی ہیں مگر ذاکر پر نہیں گرتی اور اس طرح کا کلام ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر اسان سے تارے ٹوٹ کر گرنے

لگے تو ذکر اس سے محفوظ رہے گا۔ جعفر الجعفی فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن علی بن الحسین نے فرمایا کہ اے جابر میں غمگین ہوں اور مشتغل القلب ہوں تو میں نے کہا کہ تمہارا حزن اور مشتغل القلب کیوں ہے تو فرمایا کہ جس شخص کا قلب دین الہی میں داخل ہو گیا اس کا قلب دوسری چیزوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ خالد بن یزید آپ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی قاری کو اغنیاء سے محبت کرتے دیکھو تو جان لو کہ وہ دنیا دار ہے اور جب کسی بادشاہ سے وابستہ دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ چور ہے ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ بد بخت کا ہتھیار برا کلام ہے۔ ابو جعفر الباقر روز و شب نماز میں مشغول رہتے تھے۔

ابوالاحوص ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک آفت ہے اور علم کی آفت نسیان ہے۔ آپ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ بیٹا سستی اور اکتاہٹ سے ہمیشہ بچو کیونکہ یہ دونوں چیزیں محرومی کی کنجی ہیں اور جب تم کسی کام میں سستی کرو گے تو اس کا حق ادا نہ کر سکو گے اور اگر اکتا جاؤ گے تو حق پر صبر نہ کر سکو گے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تین اعمال سب سے سخت ہیں۔ ہر حال ذکر اللہ میں لگے ہوئے اپنے نفس کے ساتھ اس طرح انصاف کرو۔ اور مال میں اپنے بھائی کے ساتھ مواصلات کرو۔

ابو جعفر الباقر فرماتے ہیں کہ بطن اور شرمگاہ کی فاضلت سے زیادہ احصل و بہر کوئی عبادت نہیں ہے اور اللہ کو سوا لی کے سوال سے زیادہ کوئی سے محبوب تر نہیں اور صرف دعائی قضاء قدر کی رد کر سکتی ہے اور کسی کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کرنا بابت ثواب جلد خیر تک پہنچاتا ہے۔ زنا سے زیادہ اور کوئی شے عذاب الہی کو دعوت دینے والی نہیں ہے اور آدمی کے عیب کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ دوسروں کے عیب کو پھیلانا پھرے اور اپنے عیوب پر چشم پوشی کرتا رہے۔ دوسروں کا ان امور کا حکم اور ترغیب دے جن کا وہ خود مرتکب نہیں ہوتا ہے اور آپ فرماتے تھے کہ شیطان کو ہزار عابدوں کی موت سے ایک عالم کی موت زیادہ محبوب ہے۔

۱۱۶ھ ہجری

سال نو کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے الصائفہ میں جنگ شروع کر دی۔ ملک شام و عراق میں طاعون کی وبا پھیل گئی جس کا شدید حملہ واسطہ شہر پر تھا ماہ محرم الحرام میں جنید بن عبدالرحمان المزنی امیر خراسان کی وفات ہوئی وہ مرض شکم میں مبتلا تھے۔ اس نے فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے نکاح کر لیا تھا جس پر امیر المومنین اسے سے سخت ناراض تھے چنانچہ انہوں نے اسکو معزول کر کے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ اس پر وہ سخت ناراض ہوا اور کہتا تھا کہ اگر موت سے قبل اگر اسکو سامنے بالوں تو اسے قتل کر ڈالوں۔ عاصم بن عبداللہ اس وقت تک اپنے عہدہ کے اختیارات نہ سنبھال جب تک کہ جنید کا مرو میں انتقال نہ ہو گیا۔ ابوالبحر یحییٰ بن عصفہ نے اس پر مرثیہ لکھا جو یہ ہے۔

ترجمہ..... جو داوڑ جہیہ اکٹھے ہی چل بے اس لئے جو دو جنید کو سلام ہو۔ دونوں زمین مرو میں دفن ہوئے اور پھر درختوں کی شاخوں پر مریوں نے بھی گانا چھوڑ دیا۔

جنید کے بعد جب عاصم نے خراسان کی امارت کا عہدہ سنبھالا تو اس نے جنید کے ساتھیوں پر طرح طرح کے مصائب ڈھائے اور بہت سختیاں کی چنانچہ ان کے درمیان بہت سے واقعات پیش آئے جس کے نتیجے میں حارث بن شریح نے اس کے خلاف اعلان بغاوت کر دیا مگر عاصم نے جلد ہی اس پر قابو پا لیا۔

واقعی فرماتے ہیں کہ اس سال ولید بن یزید نے لوگوں کو حج ادا کروایا اور اپنے چچا ہشام بن عبدالملک کے بعد وہی والی اور صاحب الامر بنا۔

۱۱۷ھ ہجری

سال نو کے آغاز پر سلیمان بن ہشام نے الصائفہ کے لہسنی میں اور معاویہ بن ہشام نے الصائفہ کے یسری میں جنگ شروع کر دی اور یہ دونوں امیر المومنین ہشام کے بیٹے تھے۔ اس سال مروان بن محمد کو جو کہ مروان الحمار کے نام سے مشہور تھے آرمینیا کی مہم پر روانہ کیا گیا اور انہوں نے

بلاد المان کے چند قلعوں پر قبضہ بھی کر لیا اور وہاں کے کافی لوگ اسلام لے آئے۔ اسی سال ہشام نے امیر خراسان عاصم بن عبد اللہ کو امارت سے معزول کر کے اس کی جگہ خالد بن عبد اللہ القسری کو مقرر کر دیا اور اسے عراق کی بھی امارت دے دی۔ اور یہ عاصم بن عبد اللہ کے مشورے ہی سے ہوا تھا کہ اس نے یہ مشورہ دیا کہ عراق اور خراسان کی امارت ایک ہی فرد کے تحت ہونا ضروری ہے۔

قتادہ بن دعامہ السدوسی..... ابوالخطاب قتادہ بن دعامہ الدوسی البصری الاظمی علماء تابعین اور ائمہ العالمین میں سے تھے انہوں نے انس بن مالک اور دیگر تابعین کی ایک بڑی جماعت سے احادیث کی روایات نقل کی ہیں۔ جن میں سعید بن المسیب زرارہ اونی، مجاہد، البصری، عطاء، ابوالعالیہ ابو مجلز، مسروق اور محمد بن سیرین شامل ہیں۔ اور ان سے بھی بہت سے کبار نے احادیث نقل کی ہیں جن میں اوزاعی، حمید الطویل، معمر، سعید بن ابی عروبہ، حماد بن مسلمہ، شعبہ، ایوب، الاعمش، ہمام اور مسعر وغیرہ شامل ہیں۔

الزہری فرماتے ہیں کہ وہ کچھول سے زیادہ عالم تھے ابن مسیب فرماتے ہیں کہ کوئی عراقی ان سے بہتر میرے پاس ملے نہیں آیا۔ قتادہ کہتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ میں کس چیز کو نہیں سنتا ہوں مگر میرا دل اسے محفوظ کر لیتا ہے۔ محمد بن سیرین کا کہنا ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ یاد رکھنے والے تھے۔ معمر فرماتے ہیں کہ میں نے الزہری، حماد اور قتادہ سے زیادہ افتد کسی کو نہیں پایا ہے احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ قتادہ اہل بصرہ میں سب سے بڑے حافظ تھے جب کسی چیز کو سنتے تو اسے حفظ کر لیتے تھے۔ مطروقات کہتے ہیں کہ قتادہ جب کسی حدیث کو سننے تو اس کو ہر پہلو سے اور ہر لحاظ سے حفظ کر لیتے تھے۔

ایک مرتبہ ان کو جابر کا صحیفہ صرف ایک مرتبہ پڑھ کر سنایا گیا مگر انہوں نے اس کو ازبر کر لیا۔ لوگ ان کو فقہیہ، علم اور تفسیری معرفت کے معترف تھے۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ پر جو شخص بھی بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

ایک مرتبہ قتادہ نے فرمایا کہ اگر علم کے ذریعے انسان اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے دین کو سنوارے تو یہ اس کی سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور کہا کہ جنت میں ایک روشن دار دوزخ کی جانب کھلتا ہے تو یہ لوگ کہیں گے کہ ان بد نصیبوں کو کہا ہوا کہ دوزخ میں چلے گئے ہم تو ان لوگوں کی تلقین و تعلیم کی بدولت جنت میں چلے گئے تو جواب ملے گا کہ ہم بے شک تم لوگوں کو نیک کاموں کی تلقین کرتے تھے مگر خود ان پر عمل نہ کرتے تھے ہم تم کو برے اعمال سے روکتے تھے مگر خود ان سے نہ روکتے تھے۔ اور مزید کہا کہ اگر تھوڑا علم کافی ہوتا تو موسیٰ زیادہ کی طلب نہ کرتے لیکن انہوں نے علم میں اضافہ کی خواہش کی۔

سعید بن یسار..... یہ بڑے پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں، اور اسی طرح اعرج اور ابن ابی ملیک سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

اس سال اور بہت سے بزرگوں کا انتقال ہوا جن میں ابوالحباب سعید بن یسار، عبد اللہ بن ابی ذکریا الخزاعی، میمون بن مہران اور ابن ابی ملیک ہیں۔ سعید بن یسار نے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی اور ان سے روایات نقل کی ہیں آپ عابد، زاہد اور متقی انسان تھے۔ اسی طرح اعرج اور ابن ملیک بھی مگر ان تمام میں میمون بن مہران سب سے زیادہ اجل علماء اور تابعین میں شامل تھے آپ کا نسب میمون بن مہران بن موسیٰ بن مروان ہے آپ اپنے ہم معصروں کے امام، زاہد اور عابد تھے۔ اور آپ خاص طور پر جزیرۃ العرب کے امام مانے جاتے تھے۔ طبرانی ان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ لوگ ان سے اکثر یہ دریافت کرتے تھے کہ اے میمون تمہارے ساتھ جو شخص بھی رہتا ہے وہ تم سے کسی بھی وقت ناراض نہیں ہوتا ہے تو وہ فرماتے کہ میں نہ اس پر حکم چلاتا ہوں اور نہ اس سے کوئی مشورہ لیتا ہوں۔

ابن عدی بحوالہ یونس فرماتے ہیں کہ میمون فرماتے تھے کہ نہ کسی عالم پر حکم چلاؤ اور نہ کسی جاہل پر اور اگر تم کسی عالم پر حکم چلاؤ گے تو اس کو اپنے یہ بات اپنے علم کے باعث سخت ناگوار گزرے گی اور اگر تم کسی جاہل پر حکم چلاؤ گے تو تمہارے خلاف اس کے دل میں سخت بعض وعداوت پیدا ہو جائے۔ عمرو بن میمون نے ایک مرتبہ کہا کہ میرے والد نماز و روزہ اگرچہ کثرت سے نہیں رکھتے تھے مگر اللہ کی نافرمانی اور گناہ کو سخت برا قانتے تھے۔

ایک عمر بن میمون فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کو لے کر بصرہ کی گلیوں میں نکلا تو وہ ایک ایسی نا کا پر پہنچے کہ جس کو پار کرنا والد کے لئے مشکل تھا

تو میں نے انکو اپنی کمر پر بٹھا کر راستہ عبور کروایا اور پھر میں کھڑا ہو گیا اور والد کا ہاتھ پکڑ کر چلا اور ہم حسن کے مکان کی جانب گئے اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک کنیز نکل اسے نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ میمون بن مہران ہیں اور حسن سے ملاقات کے لئے آئے۔ کنیز نے پوچھا کہ عمر بن عبدالعزیز کے کاتب ہیں آپ؟ اور میمون رونے لگے اور آپ کے رونے کی آواز حسن نے سن لی اور باہر تشریف لے آئے تو آپ کو دیکھ کر گرجوٹی سے آپ سے گلے ملے۔ میمون نے کہا کہ اے حسن میں اپنے دل میں کچھ سختی اور دشمنی محسوس کرتا ہوں آپ اس میں سکون و اطمینان پیدا کر دیں۔ یہ سن کر حسن نے آیت الصرابت ان منعناہم منین لم جاءہم ساکانوا یوعدون الخ تلاوت فرمائی یہ آیت سن کر میمون وہیں بے ہوش ہو کر گر گئے اور اس طرح ہاتھ پاؤں چلانے لگے جیسے کسی بکری کو ذبح کیا جائے تو وہ پیر پختی اور چلائی ہے۔ یہ دیر تک کھڑے رہے پھر کنیز آئی اور کہنے لگی کہ تم نے شیخ کو مصیبت میں ڈال دیا ہے جاؤ چلے جاؤ۔ پھر عمر بن میمون فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے والد کا ہاتھ پکڑا وہاں سے نکل گیا۔ پھر میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ کیا یہی حسن ہیں؟ تو وہ بولے ہاں تو میں نے کہا کہ میں تو حسن کو اپنے گمان میں اس سے بڑا آدمی سمجھ رہا تھا۔ تو وہ بولے کہ میرے دل میں اس سے بڑا دکھالگا ہے۔ اے میرے بیٹے جو آیت انہوں نے پڑھی ہے اگر تم اس پر دل سے غور کرو تو تمہارے دل میں ذخم پڑ جائے گا۔

جعفر بن برقان میمون بن مہران کے حوالے سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جب میں ان کے پاس تھوڑی دیر ٹھہر کر چلنے لگا تو عمر نے لوگوں سے کہا کہ جب یہ اور اس جیسے دوسرے افراد دنیا سے اٹھ جائیں گے تو صرف کچھ باقی رہ جائے گا۔ میمون نے ایک مرتبہ لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے آپ کو تین قسم کے لوگوں کے پاس جانے سے روکو۔ ایک کسی بادشاہ کی خدمت میں جانے سے خواہ تم کو طاعت الہی کی تعلیم دینے کے لئے ہی کیوں نہ جانا پڑے دوسرا عورت کے پاس خواہ وہ تم سے زیادہ کلام الہی کا علم رکھتی ہو سو تم صاحب ہوس کے پاس جانے سے کیونکہ تمہیں نہیں پتا کہ تمہیں وہ اپنے کس ہوس میں مبتلا کر دے۔

جعفر بن برقان نے میمون کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ قرآن دنیا میں بہت سے لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں نقش ہے اس کے علاوہ جو کچھ تم کو چاہے وہ احادیث رسول ﷺ سے لو بہترین شخصہ ہے جو قرآن سیکھے اور اللہ کی اطاعت کرے جس نے قرآن کی اتباع کی قرآن اسے جنت میں لے جائے گا اور جس نے قرآن کو ترک کر دیا تو قرآن اس کو جہنم میں پھینک دے گا۔ ابن ابی راشد فرماتے ہیں کہ جب میں نے الصائفہ جالے کا ارادہ کیا تو میمون بن مہران کی خدمت میں رخصت طلب کرے گا تو انہوں نے صرف دو کلموں میں مجھے نصیحت کی کہ خدا سے ڈرتے رہنا اور طمع و غصہ سے بچنا۔ خالد بن حیان نے میمون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میرے منہ پر وہ کہو جو تم کو ناپسند ہو کیونکہ انسان اپنے دوست کا سچا ناصح اس وقت نہیں ہے جب تک وہ اس کے سامنے وہ بات بیان نہ کر دے جو اس کو ناپسند ہے۔ میمون نے لوگوں سے کہا کہ تین اشیاء مومن و کافر کے درمیان یکساں ہیں امانت کی ادائیگی خواہ وہ مسلم کی بیوہ کافی کی، والدین کے ساتھ حسن سلوک اور اپنا عہد خواہ مومن کے ساتھ ہو یا کافر کے ساتھ۔

جعفر فرماتے ہیں کہ میمون نے کہا کہ مال کی تین آفتیں ہیں اگر صاحب مال ایک سے بچ گیا تو اندیشہ ہے کہ وہ دوسری آفت میں پڑ جائے اور ان دونوں سے بچ جائے تو اندیشہ ہے کہ وہ تیسری آفت میں مبتلا ہو جائے اور وہ اس تیسری آفت سے بچ نہ سکے گا۔ ضروری ہے کہ مال حلال اور طیب ہو جو شخص مال کمائے اس بات کا خاص خیال رکھے اگر وہ اس پر قابو پالے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس مال سے وہ حق ادا کرے جو اس کے باعث اس پر لازم آگئے اور اگر وہ اس میں بھی کامیاب ہو گیا تو مال خرچ کرنے میں سخت احتیاط برتے اور اسراف نہ کرے اور نہ کنجوس بن جائے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ روزہ میں سب سے آسان شے ترک طعام و شراب ہے اور وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ دنیا بڑی شیریں اور سرسبز و شاداب ہے مگر شہوات سے گھری ہوئی ہے اور شیطان ہر وقت موجود ہے جو گھات میں لگا رہتا ہے۔ اس لئے انسان اس کے مکر و فریب میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ آخرت کے معاملے تو ابھی بہت دور ہے مگر دنیا اور دنیا کے فوائد تو سامنے ہیں۔ رحمہ اللہ۔

نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ..... یہ ابو عبد اللہ المدنی ہے اصلاً بلاد مغرب کے باشندے تھے بعض نے کہا کہ نیشاپوری کے رہنے والے تھے اور بعض کے نزدیک کابل کے رہنے والے تھے وغیرہ وغیرہ انہوں نے اپنے آقا عبد اللہ بن عمر اور صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت سے جن میں

سے بعض یہ ہیں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، ابوسعید رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا اور امہ سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہ اور تابعین کی ایک کثیر جماعت نے ان سے بھی روایات نقل کی ہیں اور یہ عظیم المرتبت ثقہ اور جلیل القدر ائمہ میں شمار کیے جاتے تھے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ اصح الاسانید مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ہے اور بعض نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز نے ان کو سنن کی تعلیم کیلئے مصر بھیجا تھا اور بہت سے ائمہ کرام نے ان کی تعریف اور توصیف کی ہے اور مشہور روایت کے مطابق ان کا انتقال ۱۱۷ھ میں ہوا۔

ذوالرمہ الشاعر..... ان کا نام غیلان بن عتبہ بن یحییٰ تھا اور ان کا تعلق بنی عبدمنافہ بن اؤ بن طابخہ بن الیاس بن مضر ہے حارث نے کہا کہ یہ صاحب فضیلت اور زبردست شاعر تھا اس کا دیوان بھی مشہور ہے اور یہ منیہ بنت مقاتل بن طلبہ بن قیس بن عاصم المقری کیلئے غزل کہا کرتا تھا جو بہت حسین و جمیل عورت تھی اور یہ شاعر بد شکل تھا اور اس کا رنگ سیاہ تھا اور ان کے درمیان کبھی یہ کلامیہ اور بد گوئی کی نوبت نہیں آئی تھی اور انہوں نے ایک دوسرے کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا صرف ایک دوسرے کے بارے میں سن رکھا تھا۔ منیہ کو اس بات کا ڈر تھا کہ اگر اس نے شاعر کو دیکھنے کی کوشش تو ذبح کر دی جائے گی لیکن جب ایک دن اس نے اچانک شاعر کو دیکھ لیا تو بہت گھبرائی اور شاعر کو برا بھلا کہا لیکن اپنا چہرہ پھر بھی اس کے سامنے نہ کھولا لیکن ایک مرتبہ جب شاعر نے اس کا چہرہ کھلا دیکھا تو فی البدیہہ یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ..... منیہ کے دلکش چہرے پر ولادت کی جھلک ہے اور کپڑوں کے نیچے حیا ہے اگر جسم کھل جائے۔ تو یہ سن کر منیہ نے کپڑے اتار پھینکے۔

تو شاعر نے یہ شعر کہا۔

ترجمہ..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ پانی کا ذائقہ خراب ہو جاتا ہے اگرچہ پانی کتنا ہی صاف سفید ہو۔

منیہ نے یہ شعر سن کر کہا کیا ذائقہ چکھنا چاہتا ہے شاعر نے کہا ہاں تو منیہ نے اس کے جواب میں کہا خدا کی قسم اس کا ذائقہ چکھنے سے پہلے موت کا ذائقہ چکھ لو گے تو شاعر نے جواب میں کہا:

برقع پوش خاتون کی خدمت میں میرا شعر پہنچ گیا لیکن میرا دل گمراہی میں مبتلا نہ ہوا۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ لوگوں میں مذکورہ بالا شاعر کے مندرجہ ذیل اشعار بہت مشہور ہوئے۔

جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ ہوا جو مئی کے گھر والوں کی طرف سے چلتی ہیں میرے دل کو لے اڑتی ہیں اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور جہاں جس کا محبوب ہوتا ہے اس کے لئے دل اٹھ ہی آتا ہے۔ اور موت کے آخری لمحات میں اس نے یہ شعر کہا:

ترجمہ..... اے رگوں کو قبض کرنے والے جب تو میرے پاس آئے مجھے دوزخ سے دور رکھنا اور اے مغفرت کرنے والے۔

۱۱۸ ہجری

اس سال امیر المومنین کے دونوں بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے بلاد روم میں جنگ چھیڑی اور اسی سال عمار بن یزید جس کو بعض لوگ بخداش کہتے ہیں خراسان کے علاقے میں پہنچا اور اس نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی خلافت کی دعوت دینا شروع کر دی ہیں یو بہت سے لوگوں نے لبیک کہا اور جب لوگ اس شخص کی طرف متوجہ ہونے لگے تو اس نے مذہب خرمیہ الزنادتہ کی تعلیم دینا شروع کر دی اور ایک دوسرے کی بیویوں سے استماع اور ان کا رد و بدل جائز قرار دیا اور لوگوں کو یہ بھی باور کرایا کہ محمد بن علی بن اسی نظر یہ کا قائل ہے اور اس کا حامی ہے۔ یہ بہت بڑا جھوٹ تھا جسکو قندہ برپا کرنے کیلئے گھڑا گیا تھا مگر اس جھوٹ کا پول حکومت پر بہت جلد کھل گیا اور اس شخص کو پکڑ کر خراسان کے امیر خالد بن عبداللہ القسری کے سامنے پیش کیا گیا امیر خراسان نے اس کے ہاتھ اور زبان کو اکڑا کر اسے پھانسی دیدی اسی سال محمد بن ہشام بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا بعض لوگوں نے کہا اس وقت مدینہ کی امارت خالد بن عبداللہ بن مروان کے ہاتھ میں تھی لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس کو معزول کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ محمد بن ہشام بن اسماعیل کو مدینہ کا گورنر اور امیر مقرر کیا گیا تھا اور عراق کا امیر بھی القسری تھا اس سال جو لوگ فوت ہوئے وہ یہ ہیں۔

علی بن عبداللہ بن عباس..... بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی۔ لوگ ان کو ابو محمد بھی کہتے ہیں ان کی والدہ کا نام زرعہ بنت مسرح بن معد یکرب الکندی تھا۔ مسرح ان چار بادشاہوں میں سے ایک تھا جن کا ذکر اس حدیث میں ہے جسکو احمد نے بیان کیا ہے اور وہ چار بادشاہ مسرح حمل محولس اور ابضہ ہیں اور ان کی بہن العرذہ تھی۔

علی بن عبداللہ کی پیدائش..... علی بن عبداللہ بن عباس کی پیدائش اس روز ہوئی جس روز علی ابن ابی طالب قتل ہوئے تھے اسی لئے ان کے والد نے ان کا نام بھی علی رکھا تھا اور انہی کی کنیت پر ان کی کنیت رکھ دی اور بعض لوگوں نے یہ کہا کہ یہ علی بن ابی طالب کی زندگی ہی میں پیدا ہو گئے تھے اسی لئے ان کے والد نے ان کا نام علی اور کنیت ابو الاملاک رکھی تھی جب یہ عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچے تو اس نے ان کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور ان سے ان کا نام اور کنیت دریافت کی اور جب انہوں نے عبدالملک کو اپنا نام اور کنیت بتائی تو اس نے پوچھا کہ کیا آپ کا کوئی لڑکا بھی ہے تو انہوں نے کہا کہ میرا ایک بیٹا ہے جس کا نام میں نے محمد رکھا ہے تو عبدالملک بن مروان نے کہا تو آپ ابو محمد ہیں اس کے بعد عبدالملک نے اسکو انعام و اکرام سے نوازا اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا علی بن عبداللہ نہایت عابد و زاہد تھے اور اپنے علم و عمل، عدالت و ثقاہت کے ساتھ ساتھ اپنے حسن شکل و وجاہت کے اعتبار سے بھی مشہور تھے۔

یہ روز شب میں ایک ہزار رکعات نماز پڑھا کرتے تھے عمر بن علی الفلاس نے بیان کیا ہے کہ یہ نیک لوگوں میں شمار ہوتے تھے اور ان کا انتقال بلقاء کی سرزمین میں واقع جمیہ کے مقام میں ۱۱۸ھ میں ہوا اس وقت ان کی عمر تقریباً اسی سال تھی۔ ابن خلکان نے لکھا ہے انہوں نے لبابہ بنت عبداللہ بن جعفر سے نکاح کیا تھا جو عبدالملک بن مروان کی بیوی رہ چکی تھی اور عبدالملک نے اس کو طلاق دیدی تھی اور طلاق کا سبب یہ تھا کہ ایک دن عبدالملک نے سیب کو منہ سے کاٹ کر لبابہ کی طرف پھینکا لبابہ نے سیب کے اس حصے کو چھری سے کاٹ کر پھینک دیا پھر عبدالملک کا منہ لگا تھا اور جب اس نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے گندگی سے بچنے کیلئے ایسا کیا کیونکہ عبدالملک کے منہ سے بدبو آتی تھی بہر حال عبدالملک نے اس بات پر لبابہ کو طلاق دے دی تھی۔ اور جب اس سے علی بن عبداللہ بن عباس نے نکاح کر لیا تو ولید بن عبدالملک نے ان سے اسی باعث انتقام لیا اور علی بن عبداللہ بن عباس کو کوزوں سے مارا اور ان سے کہا کہ تم خلیفہ کی اولاد کو ذلیل کرنا چاہتے ہو۔ اور جب علی بن عبداللہ کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ خلافت عنقریب ان کے گھرانے میں آنے والی ہے تو خلیفہ نے انکو دوبارہ کوزے لگوائے۔ حالات اسی نہج پر گزرتے رہے۔ مبرد نے یہ لکھا ہے کہ ایک روز علی بن عبداللہ ہشام کے پاس گئے اور ان کے دونوں بیٹے اسفاح اور منصور بھی ان کے ہمراہ تھے یہ دونوں چھوٹی عمر کے تھے۔ ہشام نے علی کی آؤ بھگت کی اور انکو اپنے پاس بٹھایا اور انہیں ایک سو تیس دینار بھی دیئے اس دوران علی بن عبداللہ ہشام کو اپنے دونوں بیٹوں کے خیر کی وصیت کرتے رہے ہشام کو علی کی ان باتوں پر بڑا تعجب ہوا اور اسے علی کی نفسانی کیفیت پر شک ہونے لگا اور اس کی باتوں کو اس نے احتمالاً سمجھا حالات اسی طرح گزرتے رہے اور کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔ کہا گیا ہے کہ علی بن عبداللہ بن عباس بہت خوبصورت انسان تھے اور نہایت لمبے قد کے تھے جب وہ چلتے تو لوگ یہ سمجھتے کہ کسی سواری پت چار ہے ہیں ان کے والد عبداللہ ان کے کاندھوں تک آتے تھے اور عبداللہ اپنے باپ عباس کے کاندھوں تک آئے تھے اسی طرح عباس اپنے والد عبدالمطلب کے کاندھوں تک آتے تھے بہت سے لوگوں نے خفیہ طور پر علی کے بیٹے محمد کی خلافت کیلئے بیعت بھی کر لی تھی اور یہ سب کچھ علی کے انتقال سے کچھ سال پہلے سے ہو رہا تھا لیکن ان کی موت تک عام طور پر اس کا اظہار نہ ہوا تھا بہر حال اپنے والد کے انتقال کے بعد عبداللہ ابو العباس اسفاح نے باقاعدہ اس تحریک کو جاری رکھا جس کا عام اظہار ۳۲ھ میں ہوا اس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔

۱۱۹ ہجری..... ترک کے بادشاہ خاقان کا قتل

اسی سال بلا دروم میں ولید بن قعقاع نے جنگ شروع کی اور اسد بن عبداللہ القسری نے ملک ترک خاقان کو قتل کر ڈالا، اس کا سبب یہ ہوا کہ امیر خراسان اسد بن عبداللہ جو اپنے بھائی خالد بن عبداللہ کی جگہ عراق کی امارت کے فرائض بطور نائب انجام دے رہا تھا اپنی فوجوں کو لے کر ختل شہر پر حملہ آور ہوا اور اسکو فتح کر لیا ملک ترک نے اس موقع کو بہت غنیمت سمجھا اور اسد کے لشکر کی طرف اسلئے تیزی سے بڑھا کیونکہ اس کے جاسوسوں نے

خاقان کو اطلاع دی تھی کہ اس وقت اسد کی فوجیں نخل شہر کے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں چنانچہ خاقان نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی کثیر فوج اور زبردست جنگی سامان کے ساتھ شیر کی طرح دھاڑتا ہوا اسد کی فوجوں کی طرف بڑھا لیکن لوگوں نے شرارت سے اس بات کو مشہور کر دیا کہ خاقان نے اپنی زبردست فوج کے ساتھ اسد کی فوج پر حملہ کر دیا اور اسد کی فوج کو منتشر کر دیا اور اسد کو بھی قتل کر دیا ہے اس شرارت کا اصل مقصد تو یہ تھا کہ اسد کی فوج جو نخل شہر میں بکھری ہوئی ہے اس وحشیانہ خبر کو سن کر اسد کی مدد کو نہ پہنچ سکے گی لیکن اس شرارت کا الٹا اثر ہوا اور جب مسلمان فوجیوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے پوری بردباری اور غیرت اسلامی کے ساتھ اپنے آپکو متحد کر کے خاقان سے انتقام لینے کا تہیہ کر لیا۔ چنانچہ وہ اس طرف چل پڑے جہاں اسد اپنی فوج کو لئے ہوئے خاقان پر حملہ کی تیاری کر رہا تھا اور جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو انہوں نے اسد کو زندہ پایا اب اسد نے سبب کے ساتھ مل کر جبل الخ کا رخ کیا اور نہر بلخ میں گھسنے کا ارادہ کر لیا لیکن مصیبت یہ تھی اسد کی فوجوں کے ساتھ پھیڑ بکریوں کی بہت بڑی تعداد تھی اور اسد انکو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس لئے اسد نے یہ حکم دیا کہ ہر سواریک بکری اپنے آگے ساتھ میں رکھے گا اور ایک اپنے کاندھے پر رکھ کر چلے گا اور جو ایسا نہیں کرے گا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے چنانچہ وہ خود بھی اسی طرح اپنے ساتھ بکری لے کر چلا اور اس کی ساری فوج بھی اسی طرح اس کے ساتھ چلی اور نہر میں داخل ہوانے کے بعد ابھی پوری طرح اس کو پار کر کے باہر نہ نکلی تھی کہ خاقان نے اچانک ان پر شدید حملہ کر دیا اور ایسے لوگوں کو قتل بھی کر دیا جو ابھی نہر سے باہر نہ آئے تھے یا کمزور تھے لیکن جو مسلمان نہر کے دوسرے کنارے پہنچ چکے تھے اور ابھی پوری طرح تیار بھی نہ تھے کہ خاقان اور اس کی فوج جو نہر کے کنارے کھڑے ہو کر آپس میں حملے کے بارے میں مشورہ کر رہے تھے اس بات پر متفق ہو گئے کہ اس وقت مسلمانوں پر ایکبار گی حملہ کر دینا ہی مناسب ہے اور ان کی تعداد تقریباً پچاس ہزار تھی چنانچہ جب یہ نہر کو پار کرنے کی فرض سے اسمیں داخل ہوئے تو نہر کثیر فوج کے باعث بھر گئی اور انہوں نے اپنے طبل زور زور سے بجانے شروع کر دیئے اور دوسری طرف ان کے گھوڑوں نے بھی زور زور سے ہنہناتا شروع کر دیا غرض کہ ترک اس حالت میں مسلمانوں کی طرف بڑھے جواب اپنے کیمپ میں پرسکون تھے مگر انہوں نے اپنے چاروں طرف خندق کھودنا شروع کر دی تھی تاکہ دشمن ان تک نہ پہنچ سکے اس طرح دونوں طرف کی فوجیں دور سے ایک دوسرے کو رات بھر یوں ہی دیکھتی رہیں لیکن صبح ہوتے ہی خاقان مسلمان فوج کے ایک حصہ پر ٹوٹ پڑا اور کافی لوگوں کو اس نے مار ڈالا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بھی بنالیا۔ اسی دوران عید الفطر آگئی اور اسد کو اندیشہ ہوا کہ نماز پڑھنے کے دوران کہیں خاقان حملہ نہ کر دے بہر حال خوف اور خطرے کی حالت میں مسلمانوں نے نماز پڑھی اس کے بعد اپنی فوج کو لے کر مرج بلخ چلا گیا حتیٰ کہ موسم سرما گزر گیا اور عید الاضحیٰ کا دن آ گیا تو اسد نے اپنے لوگوں کو جمع کر کے ان سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ آیا مرد واپس جایا جائے یا خاقان کا مقابلہ کیا جائے یا بلخ میں قلعہ بند ہونے پر قناعت کر لی جائے لہذا بعض نے قلعہ بند ہونے کا مشورہ دیا بعض نے توکل علی اللہ خاقان کی فوجوں سے مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا مؤخر الذکر مشورہ کو اسد نے پسند کیا اور اس کی تائید کی چنانچہ اپنے لشکر کے ساتھ خاقان کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا اور دو رکعت طویل نماز پڑھی اور کافی دیر تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگتا رہا اور فارغ ہو کر اپنی فوج سے کہا انشاء اللہ فتح تمہاری ہی ہوگی اس کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ خاقان کے مقدمہ التحش کی طرف پڑھا۔ چنانچہ مسلمانوں نے خاقان کی فوج کی کثیر تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کے امراء کو قید کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے کمانڈروں کو بھی قید کر لیا اس کے بعد پھر اسد اپنی مہم پر روانہ ہوا اور ان کے مویشی اور بکریوں کی طرف پڑھا جنگی تعداد بڑھ لاکھ تھی اس کے بعد خاقان کی طرف رخ کیا جس کے ساتھ چار ہزار سپاہی تھے اس کے ساتھ ایک عرب بھی تھا جو سازش کے طور پر اس سے جا ملتا تھا اور خفیہ ریشہ روانیوں اور مکاریوں سے کام لے رہا تھا اس کا نام حارث بن شریح تھا وہ خاقان کو مسلمانوں کے راز اور خفیہ امور پہنچاتا تھا غرض جب مسلمانوں نے حملہ کیا تو ترک تمام اطراف میں بھاگتے پر مجبور ہو گئے۔ حارث بن شریح بھی خاقان کے پیچھے پیچھے بھاگا اسد کیلئے یہ بہت زبردست موقع تھا چنانچہ اس نے خاقان اور اس کے ساتھیوں کا پیچھا کیا جب دو پہر ہوئی تو خاقان اپنے چار سو آدمیوں کے ساتھ اپنے لشکر سے کٹ کر بے یار و مددگار رہ گیا اس وقت ریشمی لباس ان کے جسموں پر تھے اور بڑے بڑے ڈھول تھے جب مسلمانوں نے اس پر قابو پالیا تو اس نے زور زور سے ڈھول بجانے کا حکم دیا تاکہ میدان جنگ سے فوجیں واپس چلی آئیں لیکن وہ اپنی اس کوشش میں ناکام ہو گیا اور فوجیں واپس نہ آ سکیں مسلمانوں نے آگے بڑھ کر ہر چیز پر قبضہ کر لیا جسمیں بہت سامان و ستاح سونے چاندی کے برتن عورتیں اور بچے شامل تھے اور محاصرہ کے وقت جتنے سپاہی اور لشکر کیمپ میں موجود تھے ان پر بھی کنٹرول حاصل کیا اور جو مسلمان خواتین اس سے پہلے ان کے قبضے میں تھیں انکو بھی آزاد کرالیا غرض کہ اس محاصرہ سے

مسلمانوں کو اتنا قیمتی سامان ملا جسکی نہ تو تعداد بتائی جاسکتی ہے اور نہ اس کی قیمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اس کے علاوہ جب خاقان کو اپنی موت اور بھیا تک انجام کا اندازہ ہوا تو اس نے اپنے خنجر سے پہلے اپنی بیوی کو قتل کیا چنانچہ جب مسلمان اس کے کمپ میں داخل ہوئے تو یہ اس کی بیوی کی جان بخشی کا وقت تھا اور اس وقت چوہوں پر دیکھیں بھی چڑھی ہوئیں تھیں اسی حالت میں خاقان اپنی جان بچانے کی خاطر اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر میں قلعہ بند ہو گیا ابھی خاقان وہاں کھیلنے میں مصروف تھا اور اس کے امراء اس کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں امیر اسد پہنچ گیا اس پر خاقان نے اسد کو مارنے کی دھمکی دی مگر اسد اس پر غضبناکی کی حالت میں ٹوٹ پڑا اور خاقان قتل کر کے ہی چھوڑا۔ اس کے بعد تمام اتراک ایک دوسرے کے پیچھے ایسے بھاگے کہ سب ایک دوسرے سے بے قبر تھے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو ہی لوٹنے میں لگ گئے اسد نے اس عظیم الشان کامیابی اور خاقان کی ہلاکت کی اطلاع اپنے بھائی خالد کو دی اور اطلاع کے ساتھ ساتھ خاقان کے ڈھول نغارے بھی خالد کے پاس روانہ کئے جنکی ہیبت آواز بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک سے کچھ کم نہ تھی اور بھی بہت سا قیمتی سامان خالد کے پاس روانہ کیا جب خالد کو یہ خوشخبری ملی تو اس نے امیر المؤمنین ہشام کو فوراً اس کی خبر پہنچائی اس نے یہ سن کر بے حد خوشی کا اظہار کیا اور قاصدوں کو انعام و اکرام سے نوازا شعراء نے اس کی مدح میں اشعار کہے جن میں سے چند یہ ہیں:

ترجمہ:..... تم نے روئے زمین کا چکر لگالیا اور زمین کا طول و عرض بھی ناپ لیا پھر بھی تمہیں اسد کی حکمرانی وغیرہ عرصہ تک خیر خبر نہ ملی لیکن اب خوشخبری اس نے پہنچائی ہے اور اس کی جو فوجیں منتشر ہو گئی تھیں انکو پھر سے جمع کر لیا ہے اب اس سے خاقان بچ کر بھاگ نہیں سکتا ہے جو اپنی فوجوں سے پہلے ہی کٹ چکا تھا اے خدا را بن شریع تجھے بھی وہ کڑوا پھل کھانے کو مل گیا ہے جس سے مریض کو رامت مل جاتی ہے۔

المغیرہ بن سعید کا خاتمی..... اسی سال خالد بن عبداللہ القسری نے المغیرہ بن سعید اور اس کی باطل جماعت کو ٹھکانے لگادیا تھا حقیقت میں المغیرہ جادوگر اور فاسق فاجر شیعہ تھا ابن جزے نے اعمش کے حوالے سے لکھا ہے کہ المغیرہ بن سعید کہتا تھا کہ عاد و عجم و اعراب کے درمیانی مدت سے جو قومیں دنیا میں آئیں میں ان سب کو زندہ کر سکتا ہوں الا اعمش نے یہ بھی کہا کہ المغیرہ قبرستان میں جا کر ایسے الفاظ زبان سے نکالتا تھا کہ اس کی وجہ سے قبروں پر ٹڈیوں کی طرح کی مخلوق نظر آتی تھیں الغرض بعض ایسے امور اور بھی دیکھنے میں آئے۔ جن سے اس کا جادوگر ہونا معلوم ہوتا تھا جب ان باتوں کا علم خالد کو ہوا تو خالد نے اسے اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ چھ سات آدمیوں کے ساتھ اسے خالد کے دربار میں حاضر کیا گیا تو خالد نے اپنا تخت مسجد کے قریب لگوا لیا اور خیمے وغیرہ بھی کھڑے کر دیئے پھر خالد نے کہا کہ ان میں سے ایک مغیرہ کے لئے خاص کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک طنبو یا خیمہ اس کے لئے مختص کیا گیا۔ اس کے بعد اس کے سر پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگادی گئی۔ اس کے باقی ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی عمل کیا گیا۔

بہلول بن بشر کی بغاوت..... بہلول بشر نامی ایک شخص نے خروج کیا اور اس کا لقب کثارہ تھا اور پیروی میں ایک اور جماعت بھی خارجی بن گئی اور ان لوگوں نے خالد کو مار ڈالنے کا بھی پروگرام بنایا لہذا خالد نے ان کو پکڑنے کیلئے اپنی فوج بھیجی لیکن بہادری اور جان سے بے خونی کی وجہ سے انہوں نے خالد کی فوج کو شکست دی اور انہوں نے کئی بار سرکاری فوجوں کے ساتھ یہ عمل دہرایا اور انہیں کئی بار شکست سے دوچار کیا اور نقصان پہنچایا حالانکہ ان کی تعداد سو سے کم تھی پھر کامیابی ہر بار انہیں کو ملتی لہذا ان کے حوصلے بلند ہو گئے اور انہوں نے شام جا کر ہشام کے قتل کا پروگرام بھی بنالیا اسی مقصد سے یہ شام کی طرف چلے یہاں تک ان کا سامنا جزیرہ کی سرزمین پر سرکاری فوج سے ہو گیا جنہوں نے بہلول خارجی کے اکثر آدمیوں کو قتل کر دیا اس کے بعد قبیلہ جدیلہ کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابوالموت تھی بہلول پر ایسی ضرب لگائی جس سے وہ لڑکھڑا کر گر گیا۔ بہلول جیسے ہی وہاں گرا اس کے باقی ساتھی وہاں سے فرار ہو گئے اور ان کی تعداد ستر تھی ان کے بعض ساتھیوں نے ان کی مرثیہ خوانی میں چند اشعار کہے طبری کے مطابق اس مرثیہ گو شاعر کا نام ضحاک بن قیس تھا۔ شاعر کہتا ہے:

ترجمہ:..... میں نے ابو بشر کی معیت اور صحبت کے بعد دوسرے گروہ کو اپنا مددگار بنالیا۔ میرے ساتھی ایسے جدا ہوئے جیسے وہ ساتھی ہی نہ تھے اور ان سے کل تک کوئی دوستی نہیں تھی اسے میری آنکھ تو خوب آنسو بہا اور خوب ماتم کر ان پر جو کبھی دوست یا

پڑوسی تھے لیکن اب ان دوستوں نے دنیا کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور وہ جنت میں ہماری پڑوسی بن گئے ہیں۔

اس کے بعد جو خوارج زندہ بچ گئے تھے انہوں نے پھر سر اٹھایا اور بعض امراء سے جنگ و جدال کی جس میں دونوں طرف سے کافی لوگ مارے گئے یہاں تک کہ خالد نے مجبور ہو کر ان کے خلاف دوبارہ چڑھائی کی اور ان کے ٹھکانوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ حتیٰ کہ ان کا نام و نشان مٹ گیا اور کوئی بھی خارجی باقی نہ رہا۔ اسی سال اسد القسری نے ترک کے علاقے میں پھر سے جنگ چھیڑ دی۔ ترک بادشاہ طرخان نے اسے کروڑوں کی پیشکش کی جس کو اسد نے ٹھکرا دیا اور چڑھائی کر کے اس کے مال و متاع کو لوٹا اور اسکو بہت بری طرح سے قتل کیا اور جنگ میں طرخان کی بیویاں اور اس کا تمام قیمتی سامان اسد کے قبضہ میں آیا، اسی سال ایک خارجی طحاری بن شعیب نے پھر سر اٹھایا جس کے ساتھ تقریباً تیس آدمی مزید شامل ہو گئے اسد نے اس کا پیچھا کیا اور خالد قسری کو ایک لشکر دیکر روانہ کیا اس نے اسکو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ اسی سال مسلمہ بن ہشام بن عبد الملک نے حج کرایا اور ابن شہاب زہری نے بھی اس کے ساتھ حج کیا جو ابوشاکر مسلمہ بن ہشام بن عبد الملک کو مناسک حج کی تعلیم دیتا تھا یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ مکہ، مدینہ اور طائف کا امیر محمد بن ہشام بن اسماعیل تھا اور مشرق عراق اور خراسان کا امیر خالد القسری تھا۔ خراسان میں اس کا نائب امیر اس کا بھائی اسد بن عبد اللہ القسری تھا بعض لوگوں نے کہا کہ اس کا انتقال اسی سال ہوا تھا لیکن بعض لوگ کہتے ہیں۔ ایک سو بیس میں اس کا انتقال ہوا واللہ اعلم۔ اور مروان الحمرا آرمینیا اور آذربائیجان کا امیر تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۳۰ ہجری

اس سال روم کے علاقے میں سلیمان بن ہشام نے جنگ چھیڑی اور بہت سے قلعے فتح کر لئے۔ اسی سال تو مان شاہ میں اسحاق بن مسلم العقیلی نے جنگ کا آغاز کیا اور وہاں کی سرزمین کو فتح کر کے وہاں کی اراضی کو تباہ و برباد کر ڈالا اور اسی سال ترک کے علاقے میں مروان بن محمد نے جنگ کا آغاز کیا اور امیر خراسان اسد بن عبد اللہ القسری کا انتقال بھی اسی سال ہوا اور اس کی موت پیٹ کے در در اور روم کی وجہ سے واقع ہوئی۔ اور اسی سال جب ابرانیوں کے سالانہ جشن مہربان کا موقعہ آیا تو دہقانوں اور مزارعین نے اس کا زبردست اہتمام کیا یہ لوگ شہروں اور دیہاتوں کے بڑے امیر و کبیر لوگ تھے اور شہروں اور دیہات کے اطراف سے انہوں نے نہایت قیمتی تحفوں ہدیوں کا انتظام کیا جس میں سونے چاندی کے برجن اور سونے کے پیالے اور کٹورے اور بڑی بڑی قابیں طشتیاں وغیرہ شامل تھیں اور حریر و دیباچ کے قیمتی اور بیش بہا ملبوسات بھی ان تحائف میں شامل تھے۔ خراسان کے امیر شاہ نے ان تمام تحائف کو اسد کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اسد کی عمدہ فضائل اس کی عقل و دانشمندی اور عدل و انصاف کی بہت تعریف کی۔ اور کہا کہ اس بہادر امیر نے اپنے دور اقتدار میں نہ خود کسی پر ظلم کیا اور نہ اپنے کسی ماتحت کو عوام کے استحصال اور ظلم کی اجازت دی اور یہی وہ بہادر اور عقل مند انسان ہے جس نے خاقان اعظم کے ظلم و جبر اور اس کے خوف و دہشت سے لوگوں کو نجات دلائی۔ اور اس کے اقتدار کے بت کو پاش پاش کر ڈالا اسی لئے آج اسد کی بڑی خدمات کے اعتراف کے طور پر جو پیش کیا جا رہا ہے اس کی خدمات کے مقابلے میں اس کی کچھ قیمت نہیں۔ اسد نے امیر دہقان کے جذبات کی قدر کی اور ان تمام تحائف و ہدایا کو بنظر استحضان دیکھا لیکن تمام قیمتی سامان اور قیمتی اشیاء وہیں امراء و اعیان و اشراف میں تقسیم کر دی اس کے بعد اپنی بیماری کے باعث مجلس سے اٹھ کر چلا گیا پھر بعد میں اس کو اگرچہ اپنے پیٹ کی بیماری سے کچھ آفاقہ بھی ہوا اور اس کے بعد اسد کے لئے بہت سی ناشپاتیاں بطور ہدیہ پیش کی گئیں مگر ان کو بھی اس نے ایک کر کے حاضرین مجلس میں تقسیم کر دیا ابھی وہ اس تقسیم ہی میں مشغول تھا کہ اس کے پیٹ کا پھوڑا پھٹ گیا اور اس کی موت کا سبب بھی یہی بن۔ اسد نے اس موقع پر جعفر بن حظلہ کو اپنا جانشین مقرر کیا جو چار ماہ تک اس عہدہ پر فائز رہا سکے بعد جب کے مہینے میں نصر بن سیار مقرر ہوا، غرض کہ ۱۲۰ھ کے ماہ صفر میں اسد کا انتقال ہو گیا۔ ابن عرس العبدي نے ان کا مرثیہ لکھا ہے جس کے چند اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ..... موت کی خبر سنانے والے نے اسد بن عبد اللہ کی موت کی خبر سنانی جو بہادر تھا اور بادشاہ کا منطیع تھا بلخ میں یہ حادثہ پیش آیا اور قضاء الہی کو کون روک سکتا ہے اسے میری آنکھ تو خوب رو لے۔ کیا تجھے مجمع کی تفریق نے غمزدہ نہیں کیا ہے اسد کو

پیٹ کی بیماری کی وجہ سے موت آئی اس نوع کی بیماری میں کتنے ہی بہادر انسان چلے گئے۔

خالد کی ولایت اور اس کی معزولی اسی سال ہشام نے خالد بن عبد اللہ القسری کو عراق کی نیابت سے معزول کر دیا کیونکہ خالد خود مختار اور خود سر ہوتا جا رہا تھا اور وہ ہشام کو ابن الحماق بھی کہتا تھا اور اس نے ہشام کو سخت خط لکھا جس کا ہشام نے بھی سخت جواب دیا یہی بات بھی مشہور ہے کہ ہشام خالد سے اس کے مال و دولت کی وجہ سے حسد کرتا تھا کہا گیا ہے کہ خالد کی مختلف محاصلات سے سالانہ آمدنی میں لاکھ دینار تک پہنچ گئی تھی اور خالد کے لڑکے یزید بن خالد کی سالانہ آمدنی دس لاکھ دینار تھی بعض نے کہا کہ ایک قریشی جس کا نام ابن عمر تھا امیر المومنین ہشام کی طرف سے اس کے پاس پہنچا خالد نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور نہ اس کی آؤ بھگت کی اسپر ہشام نے خالد کو سخت خط لکھا۔ بہر حال یہ معاملہ بہت طویل ہو گیا اور اس کا انجام یہ ہوا کہ ہشام نے خالد کو معزول کر دیا اور اس کو خفیہ رکھا اور ایک مراسلہ کے ذریعے اس کے یمن کے نائب یوسف بن عمر کو عراق کا امیر بنا دیا اور اسے حکم دیا کہ فوراً اپنا عہدہ سنبھال لو۔ چنانچہ یوسف بن عمر میں افراد کا قافلہ لے کر صبح سویرے ہی کوفہ پہنچ گیا اور جب مؤذن نے اذان دی تو یوسف نے نماز پڑھانے کی نیت سے مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا مؤذن نے خالد کے آنے کا انتظار کرنے کیلئے کہا امیر یوسف نے اس کو جھڑک دیا اور اقامت کا حکم دے کر نماز پڑھانے کیلئے مصلیٰ پر کھڑا ہو گیا دو رکعتیں پڑھائیں پہلی رکعت میں سورۃ واقعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ معارج تلاوت کی اور نماز کے بعد واپس آ گیا اور خالد کو اس امر سے آگاہ کیا اور اس سے خزانے کا چارج لے لیا یوسف بن عمر کو خالد نے خزانہ سے ایک لاکھ درہم دیئے خالد کو شوال ۱۰۵ھ میں ولایت ملی تھی اور معزولی جمادی الاولیٰ ۱۲۰ھ میں ہوئی اور یوسف بن عمر نے ۱۲۰ھ کے ماہ جمادی الاولیٰ میں عراق کا چارج لیا اور جدیع بن علی لکرمانی کو خراسان کیلئے اپنا نائب مقرر کیا اور جعفر بن جظلہ جس کو اسد بن عبد اللہ نے اپنا نائب مقرر کیا تھا اس عہدہ سے معزول کر دیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد یوسف بن عمر نے جدیع کو خراسان کی نیابت سے ہٹا کر اس کی جگہ نصر بن سیار کو مقرر کر دیا اور جدیع سے وہ کمائی بھی لے لی گئی جو اس نے خالد کے زمانے میں کی تھی غرض ہشام کی ناراضگی کے باعث خالد اور اس کے نائب جدیع کو اپنے عہدوں کے ساتھ ساتھ مال سے بھی ہاتھ دھونا پڑا اور اب مستقل طور پر خالیہ کی جگہ یوسف بن عمر اور جدیع کی جگہ نصر بن سیار عراق اور خراسان کے امیر مقرر ہو گئے اور جب لوگوں کو ان کے لوٹ مار اور ظلم و تشدد سے نجات ملی اور امن قائم ہوا تو سوار بن الاشقری کو اس کے اظہار کا موقع ملا۔

ترجمہ خراسان کو خوف و ہراس کے بعد امن نصیب ہوا اور ہر ظالم و غاصب کے جبر و ظلم سے نجات ملی۔ جب یوسف بن

عمر کو امارت کا منصب ملا تو اس نے اپنا نائب نصر بن سیار کو بنالیا۔

اسی سال شعبان آل عباس نے اس خط کے مشن کو ظاہر کیا جو محمد بن علی نے ان کو لکھا تھا اور اس خط میں ان لوگوں کو طعنہ دیا گیا تھا کیونکہ انہوں نے اس زندیق ملقب خدا شخری کی پیروی کی تھی جو منکرات کو مباح اور محارم سے جنسی تعلقات کو جائز اور حلال سمجھتا تھا اور خالد نے اسی وجہ سے اس کو قتل بھی کرایا تھا اس خط میں یہ لکھا تھا کہ تم لوگوں سے صرف اس بات پر ناراض ہیں کہ تم لوگوں نے ایک فاسق فاجر خدا شخری کی باتیں تسلیم کر لیں تھیں، ابن جریر لکھتے ہیں کہ محمد بن ہشام بن اسماعیل مخزومی نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ جب کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سلیمان بن ہشام بن عبد الملک نے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یزید بن ہشام نے حج کرایا تھا واللہ اعلم سبحانہ و تعالیٰ

۱۲۱ھ ہجری

مسلمہ بن ہشام نے اس سال روم کے علاقے میں جنگ کا آغاز کیا اور مظاہر کے قلعہ کو فتح کیا اور بلاد الذہب کو مروان بن محمد نے فتح کیا اور وہاں کی سرزمین کو بری طرح روند ڈال وہاں کے حکمران سے ایک لاکھ مویشی سالانہ کے خراج پر صلح ہوئی۔

یزید بن علی بن الحسین بن علی ابن طالب کا قتل اسی سال صفر کے مہینے میں یزید بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب کو قتل کر دیا گیا۔ یہ وہی بزرگ ہیں جنکی نسبت سے لوگ خود کو یزیدی کہتے ہیں یہ واقعہ کا بیان ہے لیکن ہشام کے مطابق ان کا قتل ۱۲۲ھ میں صفر کے مہینے میں

ہو واللہ علم اور مؤرخین کے بقول ان کے قتل کا سبب یہ تھا کہ یوسف بن عمر نے زید سے دریافت کیا کہ کیا خالد القسری نے ان کے پاس بطور امانت مال رکھا تھا اس کے جواب میں زید نے کہا کہ جو شخص میرے اسلاف کو گالی دیتا تھا وہ میرے پاس مال کیسے رکھ سکتا تھا اور اس کا میرے اسلاف کو برا بھلا کہنے کا شغل ہر جمعہ کو منبر پر جاری رہتا تھا اس کے اس نے ان سے اس بات پر حلف اٹھوایا کہ ان کے پاس خالد کا دیا ہوا کوئی مال نہیں ہے اس کے بعد یوسف بن عمر نے نہایت بری حالت میں خالد کو جیل سے نکلوایا اور اس سے پوچھا کہ کیا تو نے زید کے پاس کوئی مال رکھا ہے تاکہ ہم اس کی گلو خلاصی کے متعلق وہ فیصلہ کر سکیں خالد نے جواب دیا کہ میں ایسا کیسے کر سکتا تھا حالانکہ میں ہر جمعہ کو منبر پر کھڑے ہو کر اس کے آباء و اجداد کو گالیاں دیا کرتا تھا یوسف نے اس کے بعد زید کو چھوڑ دیا اور امیر المومنین ہشام کو بھی اس بات کی اطلاع کر دی جس نے زید کو معاف کر دیا بعض لوگوں نے یہ کہا کہ ہشام نے بھی انکو حلف اٹھوانے کے بعد چھوڑا تھا اس کے بعد شیعہوں کا چالیس ہزار کا ایک گردہ زید کے پاس آیا بعض لوگوں نے انکو خروج سے منع کیا خاص طور پر محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے انہیں خروج سے روکا ان کا اصرار یہ تھا کہ خروج کسے بھی طرح مناسب نہیں چنانچہ انہوں نے جواب میں کہا کہ تمہارے دادا یقیناً تم سے بہتر تھے اور اسی ہزار اہل عراق نے ان کی بیعت بھی کر لی تھی پھر انہوں نے داک کی میں ان سب چیزوں کو سوچ سمجھ کر تمہیں سمجھاتا ہوں کہ اہل عراق اسے ہوشیار رہو اور ان پر بھروسہ کرنے میں احتیاط سے کام لو، لیکن زید بن علی نے ان کی بات کو نہیں مانا اور اہل کوفہ سے خفیہ طور پر بیعت لیتے تھے اور بیعت کا سلسلہ خفیہ طور پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر چلتا رہا کہ ۱۲۳ھ شروع ہو گیا اور ان کے ساتھ اس سال جو کچھ ہوا اس کی انتہاء ان کے قتل پر ہوئی جس کا ذکر ہم آئندہ کریں گے اور خراسان کے امیر نصر بن سیار نے اس سال ترکوں کے علاقے میں جنگ چھیڑ دی اور ان کے بادشاہ کو وصول کو جنگ کے دوران قید بھی کر لیا اور وصول نصر بن سیار کو نہیں پہنچا تھا جب اسکو معلوم ہوا کہ یہ نصر بن سیار امیر خراسان ہے تو اس نے ایک ہزار سالانہ سختی اور ایک ہزار برزوں اونٹوں کے عوض صلح کر لی۔ یہ شخص یقیناً بوڑھا تھا اس لئے نصر بن سیار نے اپنے امراء سے اس کے بارے میں مشورہ کیا بعض نے یہ مشورہ دیا کہ اسکو رہا کر دیا جائے کسی نے مشورہ دیا کہ اسکو قتل کر دیا جائے مشورہ کے بعد نصر بن سیار نے وصول سے یہ پوچھا کہ تم نے کتنی جنگیں لڑی ہیں اس نے جواب دیا کہ ستر بہتر۔ اس پر نصر بن سیار نے اس سے کہا کہ تم جیسے آدمی کو چھوڑا تو نہیں جاسکتا اور پھر اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا جسکی تعمیل ہوئی اور اسکو پھانسی دیدی جب اس کی لشکر کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ ساری رات ماتم کرتے رہے اور انہوں نے اپنی داڑھیاں اور کان کاٹ ڈالے اور اپنے خیموں کو پھاڑ ڈالا اور بہت سے مویشی مار ڈالے جب صبح ہوئی تو نصر بن سیار نے وصول کی لاش کو میلانے کا حکم دیا تاکہ وہ لوگ اس کی لاش کو حاصل نہ کر سکیں اس کا چلنا لوگوں پر اس کی پھانسی سے زیادہ شاق گزرا لیکن بہر حال وہ ناکام اور ذلیل درسیا ہو کر واپس ہو گئے اس کے بعد نصر بن سیار نے ایک بار پھر ان لوگوں پر حملہ کیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا ان قیدیوں میں ایک بڑھیا بھی شامل تھی جو نصر بن سیار کے سامنے پیش کی گئی اس نے نصر بن سیار کو کچھ نصیحتیں کیں۔

بڑھیا کی نصیحتیں..... وہ یہ تھیں کوئی بادشاہ چھ چیزوں کے بغیر بادشاہ کہلانے کا مستحق نہیں۔

(۱)..... بادشاہ کیلئے ایک ایسے وزیر کا ہونا ضروری ہے جو مخلص بھی ہو اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ کو صلاح مشورہ دینے، خصوصیات کا تصفیہ کرنے اور نسیب فراز سمجھانے کا اہل ہو۔

(۲)..... بادشاہ کیلئے ایک ایسے باورچی کا ہونا بھی ضروری ہے جو اس کے لئے اس کی خواہش کے مطابق کھانے پکائے۔

(۳)..... بادشاہ کی بیوی ایسی حسین و جمیل ہو کہ جب بادشاہ محل میں داخل ہو تو اسکو دیکھتے ہی بادشاہ کے غم اور تفکرات دور ہو جائیں۔

(۴)..... مضبوط قلعہ کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ جب رعایا خوف و خطر میں مبتلا ہوتا انہیں پناہ مل سکے۔

(۵)..... بادشاہ کے پاس ایسی تلوار ہونا چاہئے جس سے اس کے ہم عصر دشمن خوفزدہ رہیں۔

(۶)..... اور خوراک کا اس کے پاس ایسا زبردست انتظام ہونا چاہئے جو عیش و عشرت کی زندگی گزارنے کیلئے کافی ہو۔

اسی سال محمد بن ہشام بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا یہ مکہ مدینہ اور طائف کا نائب امیر تھا یوسف بن عمر عراق کا نائب امیر تھا نصر بن سیار خراسان کا نائب امیر تھا اور مروان بن محمد آرمینہ کا نائب امیر تھا اس سال جو لوگ فوت ہوئے ان کا ذکر درج ذیل ہے۔

زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب..... مشہور بات یہی ہے کہ ان کا قتل ۱۲۲ھ میں کیا گیا بہر حال ان کے حالات بہت جلد بیان کئے جائیں گے۔

مسلمہ بن حجلۃ القباب عبد الملک..... یہ ابن مروان القرشی الاموی ابو سعید و ابو الاصح الدمشقی ہیں۔ ابن عساکر نے کہا کہ ان کا گھر دمشق میں حجۃ القباب میں باب الجامع القبلی کے قریب تھا انکو اپنے بھائی ولید کے دور میں حکمرانی ملی اور انہوں نے روم میں کئی جنگیں لڑیں قسطنطینیہ بھی گئے تھے ان کے بھائی یزید نے ان کو عراق کی امارت سپرد کی تھی بعد میں ان کو عراق سے ہٹا کر آرمینیہ کا حاکم و امیر بنادیا۔ عمر بن عبد العزیز سے انہوں نے حدیث بھی روایت کی ہے اور عبد الملک بن ابی عثمان عبید اللہ بن قزاعہ عیینہ والد سفیان بن عیینہ ابن ابی عمران معاویہ بن خدیج یحییٰ بن یحییٰ غسانی ان سب حضرات نے ان سے خدروایات بیان کی ہیں۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ یہ مسلمہ بنو امیہ میں سے مشہور و معروف شخص تھا اور الجرادۃ المصفرۃ ان کا لقب تھا اور بہت سے آثار و روایات ان سے مشہور ہیں اور بہت سی جنگوں میں انہوں نے حصہ لیا۔

مسلمہ بن عبد الملک کی فتوحات..... جب یہ آرمینیہ کے امیر بنائے گئے تو انہوں نے ترکوں سے جنگ کر کے باب الابواب تک مارچ کیا اور اسکو فتح کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اس کے علاوہ روم کے علاقے کے اکثر و بیشتر قلعے فتح کر لئے مسلمہ نے ۹۸ھ میں قسطنطینیہ کا محاصرہ کیا اور صقالہ شہر کو فتح کیا اور وہاں کے بادشاہ البرجان کو زبردست شکست سے ہمکنار کیا اس کے بعد قسطنطینیہ کا ایک مرتبہ پھر محاصرہ کر لیا۔ اوزاعی نے لکھا ہے کہ جب وہ روم میں لڑ رہے تھے تو ان کے سر میں بہت شدید درد ہو اور روم کے بادشاہ ایک ٹوپی ان کے علاج کی غرض سے بھیجی اور کہا کہ اگر تم اس ٹوپی کو پہن لو گے تو سر کا درد ختم ہو جائے گا انہوں نے یہ روم کے بادشاہ کی چال سمجھ کر ٹوپی لینے سے انکار کر دیا لیکن مجبوراً مسلمہ کو یہ ٹوپی پہننا پڑی اور جب انہوں نے ٹوپی کو پہنا تو انکو بڑا فائدہ ہوا اور سر کا درد بالکل ختم ہو گیا بعد میں اس نے اپنے درباریوں کے سروں پر بھی اس ٹوپی کو رکھا خلاصہ یہ ہے کہ جس کے بھی سر پر اس ٹوپی کو رکھا اسکو اس سے فائدہ پہنچا اس کے بعد مسلمہ نے یہ ٹوپی مسلا اپنے پاس رکھنا شروع کر دی لیکن جب اس ٹوپی کو پھاڑا گیا تو اس میں یہ آیت ستر بار لکھی ہوئی تھی ان اللہ لمسک السموت والارض ابن عساکر وغیرہ نے بھی اس روایت کیا ہے۔

قسطنطینیہ کا محاصرہ..... قسطنطینیہ کے محاصرے کے دوران ان کو بہت زیادہ مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا اور مسلمانوں کا بھوک کی وجہ سے بہت برا حال تھا جب عمر بن عبد العزیز کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً حکم بھیجا کہ محاصرہ ختم کر کے واپس شام آ جائیں لیکن انہوں نے یہ قسم کھالی تھی کہ جب تک قسطنطینیہ میں جامع مسجد نہیں بنادوں گا یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا چنانچہ انہوں نے اپنی قسم پوری کی اور وہ مسجد بنی اور آج تک مسلمان اس مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں ولید بن مسلمہ وغیرہ نے ان کی وفات کے بارے میں یہ کہا کہ ان کی وفات ۱۲۱ھ میں حانوت کے مقام پر ہو۔

نمیر بن قیس..... اشعری دمشقی کے قاضی اور جلیل القدر تابعی گزرے ہیں انہوں نے ابو موسیٰ اور حذیفہ وغیرہ سے مرسل روایات نقل کی ہیں اور ان سے بھی ایک کثیر جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ جن میں اوزاعی، سعید بن عبد العزیز، یحییٰ بن الحارث ذماری شامل ہیں۔

ہشام بن عبد الملک نے انکو دمشق کا عہدہ قضا سپرد کیا تھا ان سے پہلے وہاں کے قاضی عبد الرحمان الخشاش لعدری تھے بعد میں انہوں نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا تھا نمیر بن قیس یمن اور ایک شاہد پر فیصلہ نہیں دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ آباد ادب مسکھاتے ہیں لیکن اصلاح من جانب اللہ ہوتی ہے اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ ان کا انتقال ۱۲۱ھ میں ہوا بعض کے مطابق ۱۲۲ھ میں انتقال ہوا اور بعض کے مطابق ۱۲۵ھ میں ہوا مگر یہ روایت غریب ہے واللہ اعلم۔

۱۲۲ھ ہجری..... زید بن علی کا قتل

اس سال زید بن علی بن الحسین بن ابی طالب کا قتل ہوا قتل کا سبب یہ تھا کہ جن اہل کوفہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اب ان کا یہ مطالبہ تھا کہ موجود حکومت کے خلاف خروج کیا جائے ایک شخص سلیمان بن سراقہ یوسف بن عمر عراق کے نائب کے پاس پہنچ کر اسکو تمام صورتحال سے آگاہ کیا

یوسف بن عمرو نے زید کو پکڑ کر حاضر کرنے کا حکم جاری کر دیا جب اس بات کا علم شیعوں کو ہوا تو یہ زید بن علی کی خدمت میں آئے اور ان سے کہا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے آپکا کیا خیال ہے ابو بکر و عمر کے بارے میں جواب میں زید نے کہا کہ اللہ ان کی بخشش فرمائے میں نے ان کو اہل بیت پر تبرا کرتے نہیں سنا اور میں بھی ان کے لئے کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں کہتا ہوں۔ اہل کوفہ نے اس پر کہا کہ پھر تم حرم کا اہل بیت کے لئے کیوں مطالبہ کرتے ہو زید نے جواب دیا کیونکہ ہم اس معاملے میں دوسروں لوگوں سے زیادہ مقدار ہیں لیکن کیا کریں لوگوں نے ہم پر انکو فضیلت دیدی اور انکو منتخب کر لیا لیکن اس کی وجہ سے وہ ہمارے نزدیک کافر نہیں ہونگے اور ابو بکر و عمر خلیفہ بنے تو انہوں نے عدل قائم کیا کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق فیصلے کئے یہ جواب سن کر اہل کوفہ نے سوال کیا کہ جب یہ بات ہے تو پھر تم ان لوگوں کے خلاف جنگ کی تیاری کیوں کر ہے ہو اس کے جواب میں زید بن علی نے کہا کہ یہ لوگ ابو بکر و عمر جیسے نہیں ہیں انہوں نے لوگوں پر بھی ظلم کیا اور خود اپنی جانوں پر بھی ظلم کیا ہے اور میں اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت کی طرف سب کو بلاتا ہوں سنتوں کو زندہ کرنا چاہتا ہوں اور بدعات کو ختم کرنا چاہتا ہوں اگر تم میری اطاعت کرو گے تو تمہارا فائدہ ہوگا اور میرے حق میں بھی بہتر ہوگا اور اگر تم میری اطاعت نہیں کرو گے تو مجھ پر تمہاری کوفہ داری نہیں ہے زید کی یہ گفتگو سن کر وہ لوگ انکو چھوڑ کر چلے گئے اور انہوں نے بیعت بھی توڑ ڈالی اور انکو تنہا چھوڑ کر تقریباً تمام لوگ چلے گئے اسی دن سے وہ اہل کوفہ رافضی کہلانے لگے جو ان کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور جن لوگوں نے ان کی بات مان کر ان کا ساتھ دیا تھا وہ زیدی کہلانے لگے۔ آج تک مکہ کی غالب اکثریت زیدی مذہب پر ہے ان کا مذہب تعدیل شخصین کی وجہ سے حق بھی ہے اور علی رضی اللہ عنہ کو مقدم سمجھنے کی وجہ سے ان کے مذہب میں باطل کا عنصر بھی ہے کیونکہ حقیقت میں علی کو شخصین پر تقدم نہیں تھا۔

یوسف بن عمر کا علمی مقام..... یوسف بن عمر کے بارے میں جریر نے لکھا کہ یہ علم کے اعتبار سے بالکل زیر تھا جب زید بن علی نے کوفہ میں اپنے پاؤں جمائے تو ہشام بن عبد الملک نے یوسف کو لکھا کہ لوگ اس کی بیعت کر رہے ہیں اور تم غفلت میں ہوا سکو اپنے پاس بلا کر امان دوا کرو وہ امان قبول نہ کرے تو اس سے قتال کرو چنانچہ اس دن سے یوسف نے ہشام کے حکم کی تعمیل شروع کر دی اور زید کا جو انجام ہوا اسکو ہم ذکر کر چکے ہیں اور جب اس نے زید کی قبر تلاش کر لی تو اس نے زید کا سراٹ کر ہشام کے پاس روانہ کر دیا اس کے بعد جب ولید بن یزید امیر بنے تو اس نے ان کی لاش کو وہاں سے اتروا کر جلا دیا اللہ اس کا برا کرے، اور جب زید کے بیٹے یحییٰ بن زید بن علی نے عبد الملک بن بشر سے پناہ مانگی تو اس کی اطلاع اس نے یوسف بن عمر کو دی یوسف نے اسکو سخت دھمکی دی اور کہا کہ اسے میرے پاس بھیجو جواب میں عبد الملک نے یوسف کو کہا کہ میں ایسے آدمی کو کیسے پناہ دے سکتا ہوں جو ہمارے دشمن کا بیٹا ہے اور وہ خود ہمارا دشمن بھی ہے لیکن جب حالات بدل گئے اور یحییٰ بن زید سے کوئی خطرہ نہ رہا تو عبد الملک نے اسے خراسان بھیج دیا یحییٰ بن زید نے وہاں جانے کے بعد زیدیوں کی ایک جماعت کی بنیاد ڈالی اور ایک عرصہ تک وہیں رہا۔

اہل کوفہ سے یوسف کی تقریر..... ابو مخنف نے لکھا ہے کہ زید کو قتل کرنے کے بعد یوسف نے اہل کوفہ سے خطاب کیا اور خطاب میں اہل کوفہ کو دھمکیاں اور گالیاں دیں وہ تقریر یہ بھی خدا کی قسم مجھے امیر المومنین نے اجازت دی ہیکہ میں تم میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دوں اور ان کے اہل و عیال کو قید کر لوں اور میں اسی لئے آج منبر پر بیٹھا ہوں تاکہ تمہیں ان ناگوار باتوں سے مطلع کر دوں ابن جریر نے کہا کہ اسی سال مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ عبد اللہ بن ابی بکر نے روم کے علاقے کے باشندوں سے جنگ کی اور مقتول ہوئے۔ ابن جریر نے صرف اتنی ہی بات کہی ہے۔ حافظ ابن عساکر نے اپنی کتاب تاریخ الکبیر میں اس آدمی کا تذکرہ کیا ہے۔

اصح قول کے مطابق شخصین نے ہی عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا اور صحابہ کے صحیح اقوال سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس کے بعد زید بن علی نے اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ مل کر خروج کرنے کا عزم کر لیا اور ۱۲۲ھ میں صفر کے مہینے میں انہوں نے سب لوگوں کے عہد بھی لے لیا جب یوسف بن عمرو کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے فوراً اپنے کوفہ کے نائب الحکیم بن صلت کو حکم دیا کہ تمام لوگوں کو جامع مسجد میں جمع کیا جائے چنانچہ پیر کے دن ماہ محرم کے اختتام پر سب لوگ جامع مسجد میں جمع ہو گئے یہ خروج سے ایک روز پہلے کا واقعہ ہے زید نے بدھ کے روز سخت سروی اور اندھیرے میں خروج کا آغاز کیا ان کے ساتھ ان کے ساتھی روشنیاں اٹھائے ہوئے تھے اور یا منصور یا منصور کے نعرے لگا رہے تھے چنانچہ جب صبح ہو گئی تو ان کے ساتھ صرف دو سو اٹھارہ آدمی تھے انہوں نے باقیوں کے متعلق دریافت کیا تو جواب دیا گیا کہ وہ مسجد میں محصور ہیں اور الحکم بن صلت نے زید کے خروج کی

اطلاع یوسف بن عمر کو دیدی تھی اور یوسف بن عمر نے حکم کی مدد کیلئے فوج کا ایک دستہ بھیج دیا تھا اور حکم کے ساتھ سپاہیوں کی ایک بہت بڑی تعداد جنگ کے میدان کی طرف چل پڑی اور یوسف بن عمر خود بھی وہاں بہت سے لوگوں کے ساتھ پہنچ گیا تھا اور پھر وہ کناسہ کی طرف بڑھا اور شامیوں کے لشکر پر حملہ کر کے انکو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

اس کے بعد وہ یوسف کی طرف چلا اور یوسف ایک ٹیلہ پر کھڑا تھا اور زید بھی وہاں اپنے دو سو سواروں کے ساتھ موجود تھا اگر وہ یوسف پر حملہ کرتا تو کامیاب ہو سکتا تھا لیکن اس نے دائیں طرف کا رخ کیا اور جب دونوں گروہ آپس میں لڑے تو انہوں نے ان کے ایک حصے کو شکست بھی دی اور زید اپنے ساتھیوں میں جذبہ جہاد پیدا کرنے کے یہ پکار رہے تھے اے اہل کوفہ دین کی طرف آؤ اور عزت کی طرف آؤ تم میں نہ دین ہے نہ عزت ہے اور نہ دنیا ہے بہر حال جب رات ہو گئی تو اہل کوفہ میں سے کچھ لوگ زید کے پاس آ گئے اور ان میں سے بعض نے اگلے دن لڑائی میں بھی حصہ لیا اور کچھ مارے بھی گئے اگلے دن شامیوں اور زید نے بھرپور طریقے سے جنگ میں حصہ لیا مگر فریق ثانی زید کے شتر آدمیوں کو مار ڈالا اور باقی لوگ بری حالت میں زید کے پاس واپس آ گئے اگلے دن زید کے لشکر سے یوسف بن عمر کے لوگوں سے پھر جنگ ہوئی زید نے لڑکر ان لوگوں کو ردی کی طرف واپس جانے پر مجبور کر دیا اور انکو بنی سلیم کے علاقے میں پناہ تک لینے پر مجبور کر دیا اس کے بعد زید بن علی نے ان کا پیچھا کیا پھر دونوں طرف سے سخت مقابلہ ہوا حتیٰ کہ شام ہوتے ہوئے ایک تیز زید کی پیشانی کے بائیں حصہ میں لگا جو دماغ تک اتر گیا اس کے بعد زید اور اس کی جماعت پیچھے ہٹ گئی اور انکو ایک گھر میں لے جایا گیا وہاں طبیب کو لایا گیا طبیب نے ان کی پیشانی سے دھتیر تعالا لیکن تیر پورا نہ نکلا تھا کہ ان کی موت واقع ہو گئی بعد میں ان کے ساتھیوں میں ان کی تدفین کے بارے میں اختلاف ہو گیا بعضوں نے کہا کہ زرہ پہنا کر پانی میں ڈال دو کسی نے کہا کہ ان کے جسم سے سر کو علیحدہ کر کے اپنے ساتھ لے جایا جائے۔

اس پر ان کے بیٹے نے کہا کہ میں اپنے باپ کو کتوں کے کھانے کیلئے نہیں چھوڑ دوں گا بعد میں لوگوں نے یہ رائے دی کہ انکو عباسیہ میں دفن کر دیا جائے اور بعض نے یہ مشورہ دیا کہ جس گھرے سے مٹی نکالی جاتی ہے انکو وہیں دفن کر دیا جائے چنانچہ اسی پر عمل ہوا اور ان کی قبر پر پانی ڈال دیا گیا تاکہ دشمن ان کی قبر کو نہ پہچان سکیں اور ان کے ساتھی منتشر ہو گئے کیونکہ ان میں اب کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا جسکی سربراہی میں یہ لڑ سکیں چنانچہ جب صبح ہوئی تو یوسف بن عمر زید کی لاش کی تلاش میں لگ گیا حتیٰ کہ زید کے غلام سندی تک پہنچ گیا سندی نے زید کے دفن کی شہادت دے کر ان کی قبر کی نشاندہی کر دی بعد میں انکو قبر سے نکالا گیا اور یوسف بن عمرو نے ان کی لاش کو کچرا پھینکنے کی جگہ لکڑی کے سہارے کھڑے کرنے کا حکم دیا اور یوسف ساتھ اس وقت نصر بن خزیمہ، معاویہ بن اسحاق بن یزید بن حارثہ انصاری اور زیاد النہدی بھی تھے بعض لوگوں نے کہا ہیکہ زید اسی حالت میں چالیس دن تک لٹکے رہے اس کے بعد ان کی لاش کو اتار کر جلادیا گیا واللہ اعلم بالصواب۔

عبداللہ ابویحییٰ المعروف بالبطل عبداللہ المعروف بالبطل یہ اطاکیہ کے رہنے والے تھے اس کے بارے میں ابو مروان اطاکی نے بہت کچھ بتایا ہے۔ اس نے بتایا کہ عبدالملک بن مروان جب اپنے بیٹے مسلمہ کو جنگ کیلئے بلاد روم بھیجنے کا ارادہ کیا تو اس نے بطل کو اہل جزیرہ اور شام کا دالی و حکمران مقرر کیا اور اپنے بیٹے مسلمہ کو حکم دیا کہ بطل کو اپنے ہر اول دستہ کا لیڈر بنانا اور اسکو حکم دنیا کہ لشکر کورات میں لیکر چلا کرے اور اس کا کہنا مانتے رہنا کیونکہ بطل نہایت شجاع اور امین آدمی ہے۔

جب مسلمہ کا لشکر روانہ ہوا تو عبدالملک باب دمشق تک اس لشکر کے ساتھ چلا اور مسلمہ بطل کے پاس دس ہزار کا لشکر لے کر پہنچا۔ محمد بن خالد الاشقی نے شیخ اظہار کیہ ابو مروان کے حوالے سے لکھا ہیکہ میں بڑی بڑی جنگوں میں بطل کے ساتھ شریک ہوا ہوں بطل نے روم کے شہروں کو روند ڈالا تھا اور بطل نے مجھے بتایا کہ بنو امیہ کے بعض حکمرانوں نے جنگ کے دوران عجیب ترین اور دلچسپ واقعات سننے کی مجھ سے فرمائش کی تھی تو میں نے ان کو ایک دلچسپ واقعہ سنایا۔

بطل کے دلچسپ و عجیب واقعات بطل نے واقعہ سناتے ہوئے ان سے کہا کہ ایک رات میں اپنا دستہ لے کر نکلا اور ساتھیوں سے کہا کہ اپنے گھوڑوں کی لگا میں ڈھیلی چھوڑ دو اور خبردار اس وقت تک کسی کو قتل نہ کرنا جب تک ہم کو آبادی پر پورا کنٹرول نہ ہو جائے۔ میرا حکم سن کروہ

لوگ بستی میں پھیل گئے اور میں اپنے ساتھیوں سے پکھڑ کر ایک گھر کی طرف جا رہا تھا جس کا چراغ جل رہا تھا اور خاتون اپنے روتے ہوئے بچے کو یہ کہہ خاموش کر رہی تھی کہ چپ ہو جاوے نہ تجھے بطل کے حوالہ کر دوں گی اور یہ کہہ کر بچہ کو اپنے بستر کے نیچے ڈال دیا اور ڈالتے وقت یہ بھی کہا کہ بطل اسکو لیجا بطل کہتا ہے کہ میں نے اُسے اٹھالیا۔

ابو مروان اٹھا کی نے بطل کے متعلق ایک اور واقعہ نقل کیا ہے کہ بطل نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں اپنے لشکر سے پکھڑ گیا اور میرے ساتھ میرا کوئی بھی ساتھی نہیں تھا میرے تھیلے میں کچھ جو اور رو مال میں روٹی اور بھنا ہوا گوشت تھا اور میں ایک راہ پر چلا جا رہا تھا اور اس امید میں تھا کہ شاید کسی سے تنہا ملاقات ہو جائے یا کوئی خبر مل جائے اتنے میں ایک باغ میں جا پہنچا جہاں تازہ سبزیاں تھیں میں وہاں رک گیا اور روٹی اور گوشت کے ساتھ سبزی خوب کھائی جس کی وجہ سے مجھے دست لگ گئے دستوں کی وجہ سے بدن میں کمزوری اور نقابت اتنی بڑھ گئی کہ مجھے ڈر لاحق ہوا اگر میں گھوڑے پر سوار ہو کر اپنا سفر جاری رکھا تو گھوڑے سے گر جاؤں گا اور کمزوری کی وجہ سے دوبارہ سوار نہیں ہو سکوں گا۔

چنانچہ میں نے گھوڑے کی لگام پکڑی اور گھوڑے پر سوار ہو گیا مجھے ہوش نہیں تھا کہ میرا گھوڑا کہاں جا رہا ہے البتہ سڑک پر چلتے ہوئے گھوڑے کی ٹالوں کی آؤز کان میں آرہی تھی اس اثنا میں سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک گھر نظر آیا جس میں سے چند عورتیں باہر نکلیں ان کے ہمراہ ایک جمیل و حسین خاتون بھی تھی جو ان عورتوں سے اپنی زبان میں کہہ رہی تھی کہ اس کو اتار کو گھر میں لے آؤ پس ان عورتوں نے مجھے گھوڑے سے اترنے کو کہا اور وہ مجھے گھر میں لے گئیں میرے کپڑے اور زین مجھے دی اور میرے گھوڑے کو نبھایا اور مجھے ایک تخت پر بٹھایا اور میرے لئے کھانے پینے کا انتظام کیا گیا اور میں نے وہاں ایک دن ایک رات قیام کیا لیکن اس کے بعد بھی پھر تین دن تک وہاں قیام کیا، انہیں دنوں وہاں ایک مالدار آدمی آیا جو اس حسین خاتون سے نکاح کرنے کا خواہشمند تھا۔ میرا گھوڑے دروازہ پر بندھا ہوا تھا اور میں روانہ ہونے کی تیاری میں مصروف تھا کہ اچانک ایک بڑا بطریق رومی زبان میں مالدار آدمی کو کہتے ہیں وہاں آگے جو ان کا نکاح پڑھانے کیلئے آیا تھا اسکو کسی نے بتایا کہ یہاں ایک اجنبی سوار آیا ہوا ہے اور یہ گھوڑا بھی اسی کا ہے یہ سننا تھا کہ وہاں موجود کچھ لوگوں نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا لیکن اس خاتون نے ان کو حملہ کرنے سے روکا اور ان سے کہا کہ اگر میں نے اس کیلئے دروازہ کھول دیا تو آخر کیا گناہ کیا ہے اور میں نے اس کو کیا دے دیا ہے۔

پس وہ محض نکاح کا خواہش مند اور اس کے آدمی وہاں شام تک مقیم رہے اور ان کی دعوت میں بھی شریک رہے اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر وہ آدمی اور اس کے ساتھی وہاں سے چلے گئے۔

بطل کہتا ہے کہ میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا اس خاتون نے مجھے ان کا پیچھا کرنے سے منع کیا لیکن میں نے اس کی بات کو قبول نہیں کیا۔ اور آگے جا کر میں نے اس شخص پر حملہ کر دیا یہ ماجرا دیکھ کر اس شخص کے ساتھی اسکو چھوڑ کر بھاگ گئے میں نے اس شخص کو پکڑ کر خوب پٹائی لگائی اور اس کو جان سے مار ڈالا اور واپس اسی راہب خانہ آ گیا تمام عورتیں میرے سامنے آ کر بیٹھ گئیں میں نے ان سے کہا کہ یہاں سے نکل چلو تو وہ سب خواتین اپنی ساریوں پر سوار ہو کر میرے ہمراہ چل پڑیں میں ان سب کو لیکر امیر حبیش کے پاس پہنچا اور ان سب کو امیر کے سپرد کر دیا اور امیر نے مجھ سے کہا کہ ان میں سے جو تجھ کو پسند ہوا اسکو تم لے لو تو میں نے ان میں سے اس خوبصورت خاتون کا انتخاب کیا اور اب وہ میری ولد ہے (یعنی میرے بچوں کی ماں ہے) بطریق رومی زبان میں امیر کبیر آدمی کو کہتے ہیں اور جس بطریق کبیر کا پیچھے ذکر ہوا وہ اس حسین و جمیل خاتون کا باپ تھا جو بطل کی ام ولد بنی اور بطل اس حسین و جمیل خاتون کے باپ کے لئے ہدایت و راہنمائی کا بھی سبب بنا۔

عبدالملک بن مروان نے جب بطل کو (المصیصہ) کا حکمران بنایا تو اس نے ایک لشکر روم کی طرف بھیجا لیکن بطل کو اس لشکر کی کوئی اطلاع نہیں ملی کہ اس لشکر پر کیا گزری۔ اس لئے وہ تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور عموریہ پہنچ گیا وہاں پہنچ کر اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو دربان کے کہا کہ تم کون ہو، تو بطل نے جواب دیا کہ میں بادشاہ کی طرف سے خود مختار صاحب السیف نمائندہ ہوں اور تمہارے امیر کے پاس بطور سفیر کے آیا ہوں چنانچہ دربان مجھے امیر کے پاس لے گیا جب میں اس کے پاس پہنچا تو امیر ایک تخت پر بیٹھا تھا میں بھی اس کے ساتھ تخت پر ایک جانب بیٹھ گیا پھر میں نے اس سے کہا کہ میں تمہارے پاس لشکر کے ساتھ آیا ہوں اپنے لوگوں سے کہو کہ وہ یہاں سے چلے جائیں لوگ چلے گئے تو امیر نے دروازہ بند کر دیا یہ صورت حال دیکھ میں تلوار سونت لی اور اس سے اس کے سر پر ضربیں لگائیں اور اس سے کہا کہ میں بطل ہوں مجھے اس دستہ کا پتہ بتاؤ جو میں

نے تمہارے علاقہ میں بھیجا تھا اور نہ تمہیں جان سے مار دوں گا۔ چنانچہ اس نے بتایا کہ وہ دستہ میرے ہی علاقہ میں ہیں اور یہ خط آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فلاں وادی میں ہیں اور جو کچھ تم نے تفصیلات بتائی ہیں وہ درست ہیں اس پر میں نے اس سے کہا کہ مجھے امان دو اور میرے لئے کھانے پینے کا بندوبست کیا جائے اس نے اپنے لوگوں کو میرے لئے کھانے پینے کا بندوبست کرنے کا حکم دیا اور میں نے کھانا کھا کر وہاں سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم جلد میرے سامنے سے بادشاہ کے قاصد و سفیر کو فلاں وادی میں لجاؤ چنانچہ وہ لوگ میرے آگے آگے چلنے لگے اور میں چل کر اس وادی میں پہنچ گیا جس کا اس نے ذکر کیا تھا وہاں میں نے اپنے لوگوں کو پایا اور ان کو اپنے ساتھ لیکر مصیصہ واپس آ گیا یہ بھی میری زندگی کا عجیب واقعہ ہے۔

بطل کی شہادت..... ولید بتاتا ہے کہ مجھے بعض شیوخ نے بتایا کہ انہوں نے بطل کو دیکھا کہ وہ حج سے واپس آ گیا ہے بطل کی ہمیشہ سے تمنا اور آرزو رہی کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہاد کرنے سے پہلے حج کا موقع دے دے چنانچہ جس سال بطل کی شہادت ہوئی اس سال اس کو حج کی توفیق ملی۔ اس کی شہادت کی وجہ یہ ہوئی کہ لیون ملک الروم، قسطنطنیہ سے ایک لاکھ فوج لے کر نکلا اور اس نے بطل کے پاس اس شخص کو بطور قاصد کے بھیجا جس کی لڑکی سے بطل نے نکاح کیا تھا اس نے بطل کو لیون کی فوجی طاقت سے باخبر کیا اس پر بطل نے امیر المسلمین مالک بن شعیب کو مطلع کیا اور اس سے کہا کہ ہمیں ان حالات کے پیش نظر قرآن کے شہر میں قلعہ بند ہو کر لڑائی سے اس وقت گریز کرنا چاہئے جب تک ہمارے پاس امیر المومنین ہشام کی اسلامی عظیم لشکر نہ پہنچ جائے لیکن مالک بن شعیب نے بطل کی رائے کو قبول نہیں کیا اور لڑائی کا ارادہ کر لیا چنانچہ دونوں طرف سے سخت معرکہ آرائی کا بازار گرم ہوا اور بڑے بڑے بہادر اس لڑائی میں مارے گئے اس دوران جب کسی نے بطل کا نام لیا تو یہ نام سن کر تمام رومی گھوڑ سوار چاروں طرف سے بطل پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے بطل کو گھسیٹ کر گھوڑے سے نیچے گر ادیا بطل اپنی آنکھوں سے میدان جنگ میں شدید معرکہ آرائی دیکھ رہا تھا کہ اسی دوران امیر ہمیش مالک بن شعیب بن مارا گیا اور مسلمان تتر بتر ہو کر ادھر ادھر کو بھاگنے لگے بالآخر اسی شہر حران میں بہت سے لوگ پناہ گزیں ہو گئے۔

لیون ملک الروم جو میدان جنگ میں کھڑا سارا منظر دیکھ رہا تھا وہ بطل کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہاری کوئی آخری خواہش ہو جس کو ہم پورا کریں بتاؤ اس پر بطل نے لیون سے کہا کہ تمہارے جو مسلمان قیدی ہیں ان سے کہو کہ میری نماز جنازہ اور تدفین کا بندوبست کو میں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور لیون نے مسلمان قیدیوں کو بطل کی نماز جنازہ اور تدفین کی غرض سے رہا کر دیا، جنہوں نے بطل کی تدفین کا بندوبست کیا۔ اس کے بعد ہونے والے شہر جا کر مسلمانوں کے لشکر کا محاصرہ کیا ہی تھا کہ اطلاع آئی کہ مسلمان بن ہشام کا اسلامی لشکر پہنچنے والا ہے۔ اس خبر کے آتے ہی لیون اپنی فوجوں کو لیکر واپس پلٹا اور قسطنطنیہ پہنچ گیا۔

خليفة بن خياط نے بطل کی وفات ۱۲۱ھ میں ارض روم میں بتایا ہے جبکہ ابن جریر نے سن وفات ۱۲۲ھ ذکر کی ہے۔

ایاس الذکی..... بقول خلیفہ بن خیاط ان کا سب نامہ ہو ہے ایاس بن معاویہ بن مرہ بن ایاس بن ہلال بن رباب بن عبید بن ید بن اوس بن سواہ بن عمرو بن نزاریہ بن ثعلبہ بن ذبیان بن ثعلبہ بن اوس بن عثمان بن عمرو بن اد بن طاسخہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان یہ تابعی تھے اور بصرہ کے قاضی بھی تھے، ابو وائلہ مزنی کی کنیت سے مشہور تھے۔ ان کے دادا کو جناب رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ اپنی ذکاوت و ذہانت میں ابو وائلہ المزنی اپنے ہم عصروں میں مشہور تھے۔ انہوں نے اپنے باپ سے کچھ روایات مرفوعاً بیان کی ہیں اور حضرت انس، سعید بن جبیر، سعید بن المسیب، نافع اور ابی مجاز سے بھی روایت منقول ہیں۔ خود ان سے الحمد ان، شعبہ اور اسمعی وغیرہ نے بھی روایات بیان کی ہیں۔ ان کے بارے میں محمد بن سرین کہتے ہیں کہ یہ نہایت فطین و فہیم ہیں۔ محمد بن سعد، العجلی، ابن معین اور نسائی نے بھی ان کو ثقہ کہا ہے ابن سعید نے آگے بڑھ کر ان کو فطین و عاقل کہا ہے۔ اعلیٰ نے ان کو فقیہ اور عقیف کہا ہے۔

ایاس عبد الملک بن روان کے عہد میں دمشق آئے اور عمر بن عبد العزیز کی خدمت میں پہنچے اور وہ اس سے پہلے دو بار ان کے پاس اس وقت گئے

تھے جب ان کو عدی بن ارطاة نے بصرہ کے منصب قضاء سے معزول کر دیا تھا ابو عبیدہ وغیرہ نے یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ ایاس اپنی جوانی کے آغاز میں تھے کہ ان کا کسی فتح سے جھگڑا ہو گیا اور یہ دونوں دمشق کے قاضی کے پاس فیصلے کے واسطے پہنچ گئے تو قاضی نے ان سے کہا کہ یہ بوڑھا ہے اور تم نو جوان ہو اسلئے گفتگو میں ان کے ساتھ برابری نہ کرو ایاس نے جواب دیا کہ اگر یہ بڑا ہے تو حق اس سے بھی بڑا ہے قاضی نے کہا تم خاموش ہو جاؤ ایاس نے کہا، اگر میں دلیل کے باوجود نہ بولا تو پھر کون بولے گا؟ اس پر قاضی نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ میری اس مجلس میں حق کی ایسی بات کرو گے ایاس نے کہا (اشھد ان لا الہ الا اللہ) اس پر قاضی نے کہا کہ میں تمہیں اس بوڑھے کے حق میں ظالم سمجھتا ہوں ایاس نے کہا میں قاضی کے خیال میں اپنے مرتبے سے نیچے نہیں گرا ہوں اس بات پر قاضی اٹھ کھڑا ہوا اور عبد الملک کے پاس پہنچا اور کہا کہ اس کا کہنا پورا کر دو اور اس کو فوراً دمشق سے نکال دو ایسا نہ ہو کہ یہ لوگوں کو خراب کرے۔

بعض لوگوں نے کہا کہ جب ایاس کو عدی بن ارطاة نے عہدہ قضاء سے معزول کر دیا تو یہ بھاگ کر عمر بن عبد العزیز کے پاس پہنچا لیکن ان کا انتقال ہو چکا تھا۔

یہ دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو امیہ کا ایک شخص کچھ گفتگو کرنے لگا اس کی ایاس نے تردید کی اور اس پر اس نے اس کو سخت ست کہا اور وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے، کسی نے اس اموی سے کہا کہ یہ ایاس بن معاویہ المزنی ہیں جب اگلے دن اموی پھر وہاں آیا تو اس نے ایاس سے معافی مانگی اور کہا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ کا کلام تو شریوں سا ہے لیکن آپ کے کپڑے بازار یوں جیسے ہیں کچھ اچھے نہیں لگتے۔ یعقوب بن سفیان نے ضمیرہ بن ابی ثوب کے حوالے سے بتایا ہے کہ صدیوں میں ایک کامل العقل شخص پیدا ہوتا ہے اور لوگ ایاس بن معاویہ کو کامل العقل لوگوں میں شمار کرتے تھے۔ غلی کا کہنا ہے کہ تین عورتیں ایاس کے پاس آئیں جب اُس نے ایک نظر ان تینوں کو دیکھا تو کہا کہ ان میں سے ایک دودھ پلاتی ہے۔ ایک کنواری ہے اور تیسری بیوہ ہے اس پر لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو کسے پلہ چلا؟ ایاس نے جواب دیا کہ دودھ پلانے والی اپنی پستان کو اپنے ہاتھ میں سنبھال رہی تھی۔ کنواری جب اندر داخل ہوئی تو نگاہ جما کر نہیں دیکھی جب کہ بیوہ کی آنکھیں کمرے میں داخل ہوتے وقت چاروں طرف چل رہی تھی۔

یونس بن ثعلب نے حماد بن سلمہ کے حوالے سے کہا کہ میں نے ایاس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے وہ رات اچھی طرح یاد ہے جب میں پیدا ہوا تھا اس دن میری ماں نے میرے سر کے اوپر انگور کی بیل رکھی تھی۔ المدائنی کہتا ہے کہ ایک روز ایاس نے اپنی والدہ سے کہا کہ جب تم حاملہ تھیں تو میں نے زبردست شور کی آواز سنی تھی آخر وہ کیا چیز تھی ماں نے جواب دیا تانبے کا تسلہ دیوار سے نیچے گرا تھا جس کے شور اور آواز سے میں گھبرا گئی تھی اور اسی وقت تم پیدا ہو گئے تھے ابو بکر الخراطی نے عمر بن شیبہ نمیری کے حوالے سے بتایا ہے کہ میں نے ایاس کے متعلق سنا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے جھوٹ بولنے سے کوئی خوشی محسوس نہیں ہوئی جس کی والد کو اطلاع ہو جائے وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں نے آج تک اہل الاہواء میں سے کسی سے بھی آج تک قدریہ سے زیادہ اپنی پوری ذہانت سے مخالفت نہیں کی جب میں نے ان سے پوچھا کہ ظلم کسے کہتے ہیں؟ ایاس نے جواب میں کہا انسان کا اپنے لئے وہ چیز حاصل کرنا جو اس کی نہیں ہے اس پر میں نے کہا کہ ہر شے تو اللہ تعالیٰ کی ہے بعض لوگوں نے ایاس کے بارے میں کہا کہ وہ ایک مرتبہ لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ میرے بچپن میں کچھ شعاری مسلمانوں کا مذاق اڑا رہے تھے اور ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اہل جنت کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش نہیں آئے گی تو میں نے اُس نصرانی فقیہ سے کہا کہ کیا تم کو اس سے انکاری ہے کہ غذا کا کچھ حصہ جز بدن بن جاتا ہے اُس نے کہا ہاں تو میں نے اُس سے کہا اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کی تمام غذا کو جز بدن بنادے اور اُن کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش نہ آئے اس پر اُس فقیہ نے کہا کہ یقیناً تم کوئی شیطان معلوم ہوتے ہو۔ یہ بات تو وہ بھی جسک کو ایاس نے اپنی عقل سے کہی تھی مگر حدیث صحیح میں بھی وارد ہوا ہے کہ اہل جنت کا کھانا ڈکار اور پسینہ کے ذریعے ہضم ہو جاتا ہے اور پیٹ خشک اور ہلکا رہتا ہے۔

ایک شخص نے ایاس بن معاویہ سے کہا کہ اے ابو داؤد دنیا کے لوگ کب تک باقی رہے، اور کب تک پیدا ہونے اور مرنے کا سلسلہ جاری رہے گا؟ ایاس نے مجلس کے شرکار سے کہا جب تک دو گنستاں پوری نہ ہوئیں گی اہل جنت کی گنتی اور اہل دوزخ کی گنتی۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ایاس بن معاویہ نے ایک سواری لے کر شام جانے کا ارادہ کیا۔ کرایہ کی اس گاڑی میں غیلان قدری بھی ایاس کے

ہمسفر ہو گیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے متعارف نہیں تھے چنانچہ تین روز تک مسلسل سفر کے باوجود ایک دوسرے سے ہمکلام نہ ہو سکے تین دن کے بعد جب ایک دوسرے سے متعارف ہوئے تو ایک دوسرے سے مختلف عقیدہ کے خیال سے اور بھی دونوں کو تعجب اور چراگئی ہوئی غیلانی سے ایاس نے کہا اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کی زبان پر یہ آیت ہوگی الحمد للہ الذی ہدانا لهذا وما كنا لنهتدی بولا ان عصدنا اللہ شکر ہے خدا کا جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی اور ہم کبھی راہ یاب نہ ہوئے اگر اللہ ہمیں روایت نہ کرتا۔ اس کے مقابلے میں اہل نار کہیں گے ربنا غلبت علينا شقوتنا اے رب ہم پر ہماری بد بختی غالب آگئی۔ اور ملائکہ کہیں گے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا پاک ہے تیری ذات ہمیں صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں بخشا ہے۔ اس کے بعد اُس نے اشعار عرب اور امثال عجم غیلان کو سنائے جس میں قضاء و قدر کا اثبات تھا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ پھر ایاس اور غیلان عمرو بن عبدالعزیز کے دربار میں اکٹھے ہوئے جہاں دونوں میں مناظرہ بھی ہوا جس میں ایاس غیلان پر حاوی ہوا اور اپنی گفتگو سے اتنا قائل کیا کہ غیلان نے اپنے عجز کا اعتراف کیا اور ندامت کا بھی اظہار کیا۔ عمرو بن عبدالعزیز نے اس کے لئے جھوٹا ہونے کی صورت میں بدعا کی ان کی بدعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا۔ عمرو بن عبدالعزیز نے اس پر قابو پا کر اسکو قتل کر دیا اور پھر اسے پھانسی دیدی گئی سفیان بن حسین نے لکھا ہے کہ میں نے ایاس کے سامنے ایک شخص کی بدگوئی کی تو اس نے میری طرف غور سے دیکھا اور پھر بولا کہ کیا تم نے روم میں جنگ لڑی ہے میں نے کہا نہیں پھر انہوں نے کہا کیا تم نے سندھ و ہند اور ترکوں سے کسی جنگ میں حصہ لیا ہے؟ میں نے جواب نفی میں دیا تو ایاس نے کہا کہ سندھ و ہند اور روم تو تم سے محفوظ رہے لیکن تم کسی مسلمان کو یہاں بھی نہیں بخش سکے سفیان بن حسین کہتے ہیں کہ اس بات پر میں بہت نارم ہوا اور آئندہ میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔

اصمعی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے ایاس بن معاویہ کو ثابت البنانی کے گھر میں دیکھا کہ وہ نہایت سرخ لمبی آستینوں والی قمیص پہتی ہوئی تھی اور عمامہ بھی سرخ ہی ہوا تھا۔

بلاشبہ ایاس بکثرت باتیں کرتا تھا اور اس جس سے بات کرتا امن پر حاوی ہو جاتا ہے اس کے بارے میں جب لوگوں نے یہ کہا کہ تم میں بخر کثرت کلام کے اور کوئی عیب نہیں ہے تو اُس نے جواباً کہا کہ میں غلط بات کہتا ہوں یا صحیح بات؟ لوگوں نے کہا کہ بات تو تمہاری صحیح ہوتی ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ کلمہ خیر اگر بکثرت بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

بعض لوگوں نے جب اسکو گندے کپڑوں کے بارے میں ٹوکا تو اس نے جواب دیا کہ میں ایسا کپڑا پہنتا ہوں جو میرے کام آتا ہے ایسا کپڑا نہیں پہنچا جس کی خدمت میں ہمیشہ لگا رہوں اصمعی سے ایاس نے کہا انسان کی عمدہ خصلتوں میں سچی بات کرنا سب سے اچھی خصلت ہے جو شخص سچی بات سے محروم ہو وہ اخلاق کی بڑی خوبی سے محروم ہے، عمرو بن عبدالعزیز نے جب عدی بن ارطاة کو بصرہ کا نائب بنا کر بھیجا تو اسکو حکم دیا کہ ایاس بن معاویہ اور قاسم بن ربیعہ الجوشی میں جو زیادہ ہند ہوا اسکو بصرہ کا قاضی بنادیا جائے۔ اس پر عدی نے کہا کہ میں ایاس کو قاضی بنانے کے حق میں نہیں ہوں بصرہ میں اگر کسی سے بھی پوچھا جائے تو وہ الحسن اور ابن سیرین کا نام لے گا اور ایاس ان کے مقام کو نہیں پہنچتا اس پر قاسم نے ہر خیال کیا کہ اگر ان دونوں کے بارے میں دریافت کرینگے تو وہ میرا نام لیں گے چنانچہ قاسم نے عدی سے کہا کہ قسم ہے خدائے وحدہ لا شریک کی کہ ایاس مجھ سے بہر حال بہتر ہیں وہ زیادہ فہم اور قضاء کے متعلق زیادہ علم رکھنے والے ہیں اگر میں اپنے قول میں سچا ہوں تو ایاس کو قاضی بنادے اور اگر میں جھوٹا ہوں تو جھوٹے کو قاضی بنانا صحیح نہیں بہر حال عدی نے ایاس کو قاضی بنادیا وہ ایک سال تک اس منصب پر فائز رہے لوگوں میں صلح و مصالحت کراتے رہے اور جب ان پر حق ظاہر ہو جاتا پھر اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ ایک سال بعد وہ عمرو بن عبدالعزیز کے پاس فرار ہو کر پہنچے اور استعفیٰ پیش کیا اس کے بعد عدی نے الحسن البصرہ کو بصرہ میں منصب قضاء پر مامور کیا کہا جاتا ہے کہ جب ایاس کو بصرہ کا قاضی بنایا گیا تو اس سے علماء خوش ہوئے چنانچہ ایوب نے کہا حق بخدا اگر رسد ایک روز الحسن البصری اور ابن سیرین ایاس بن معاویہ کے پاس آئے اور سلام علیک کہہ کے بیٹھ گئے تو ایاس بیٹھ کر بہت روئے اور اس حدیث کا ذکر کیا جن میں کہا گیا کہ تین قسم کے قاضی ہوں گے جس میں دو جہنمی اور ایک جہنمی ہوگا۔ اس پر حسن نے داؤد سلیمان ”اذبحکمان فی الحرث الی قولہ ”حکما وعلما“ کی آیات تلاوت کی لوگوں کا بیان ہے اس کے بعد ایاس مسجد میں بیٹھ گئے اور ستر مقدمات کا فیصلہ کر کے اٹھے لوگ ایاس کو قاض شریع کی مانند قرار دیتے تھے لیکن جب انہیں کسی مقدمے میں مشکل پیش آتی تو وہ ابن سیرین

کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ایاس نے لوگوں سے کہا کہ میں اکثر لوگوں سے اپنی نصف عقل سے کام لے کر بات کرتا ہوں لیکن جب میرے پاس دودھ آتے ہیں تو اس وقت ان کے معاملے کو نمٹانے کیلئے اپنی پوری عقل استعمال کرتا ہوں کسی شخص نے ایاس سے کہا کہ آپ کو اپنی رائی پسند آتی ہے ایاس نے کہا کہ اگر ایسا نہ ہو تو میں کوئی فیصلہ ہی نہ کر سکوں۔

ایک شخص نے ایاس سے کہا مجھے تمہاری تین عادتیں پسند نہیں ایک یہ کہ تم غور و حوض کرنے سے قبل ہی فیصلہ کرتے ہو کسی کے ساتھ مجالست نہیں کرتے ہو۔ گندے کپڑے پہنتے ہو، ایاس نے جواب دیا کہ تینوں میں سے کوئی بات زیادہ ناپسند ہے یا دو زیادہ ناپسند ہیں جواب دیا کہ تینوں ناپسند ہیں۔

ایاس نے جواباً کہا جتنی جلدی میں کسی چیز کو سمجھتا ہوں اتنی ہی جلدی اُس کا فیصلہ بھی سنا دیتا ہوں جہاں تک مجالست کا ذکر ہے میں اس شخص کے ساتھ مجالست کو پسند کرتا ہوں جو میری قدر اور حیثیت سے واقف ہو یہ نسبت اُس شخص کے جو میری قدر سے ناواقف ہو اور میں وہی لباس زیب تن کرتا ہوں جو میری خدمت اور حفاظت کرتا ہے اور وہ لباس نہیں پہنتا جس کی حفاظت مجھے کرنی پڑے کہا جاتا ہے کہ ایاس کے پاس دودھ آئے جن میں سے ایک کا دعویٰ تھا کہ میں نے اس کے پاس بطور امانت اپنا مال رکھا ہے جبکہ دوسرا اس کا منکر تھا ایاس نے امانت رکھنے والے سے کہا تم نے اپنی امانت کہاں اس شخص کے حوالے کی تھی اس نے کہا باغ میں ایک درخت کے قریب ایاس نے کہا اچھا جاؤ اور درخت کو تلاش کرو شاید تمہیں بار آجائے اور اس دوران اُس نے دوسرے شخص کو اپنے پاس بٹھائے رکھا اور بغور اسکو دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد اُس شخص سے پوچھا کہ تمہارا ساتھی اُس جگہ پہنچ گیا ہوگا اس نے جواب دیا کہ نہیں ابھی نہیں پہنچا ہوگا۔ اس پر ایاس نے کہا کہ اے خدا کے دشمن یہاں سے اٹھ اور اس کا مال اس کے حوالے کر ورنہ تجھے سخت سزا دیں گے۔

اسی طرح ایک اور شخص ایاس کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے فلاں شخص کے پاس بغور امانت مال رکھ دیا تھا مگر اب وہ انکار کرتا ہے ایاس نے اُس شخص سے کہا ابھی جاؤ کل آجانا اس کے بعد فوراً منکر کو بلایا اور اس سے کہا کہ ہمارے پاس یہاں مال ہے جسکے لئے کسی امین کی تلاش ہے جو اس کی حفاظت کرے تم ہمیں امین معلوم ہوتے ہو تم اس مال کو کسی محفوظ جگہ میں رکھ لینا اس نے جواب میں کہا کہ جی مجھے منظور ہے اس پر ایاس نے کہا اچھا اس وقت جاؤ اور کل آجانا۔ اس کے بعد صاحب حق ایاس کے پاس آیا تو ایاس نے کہا کہ تم فوراً جاؤ اور اُس شخص سے اپنی امانت طلب کرو اور کہو کہ تم نے اگر یہ امانت نہ دی تو میں اس معاملے کو قاضی کے پاس لیجاؤں گا۔ جب اس شخص نے جا کر اپنی امانت طلب کی تو وہ شخص ڈر گیا کہ اگر یہ بات قاضی کو پتہ چلے تو وہ امانت میرے پاس نہیں رکھوائے گا۔ یہ سوچ کر اس نے اس کی امانت کی کل رقم اس کے حوالے کر دی۔ وہ شخص امانت لیکر ایاس کے پاس آیا اور واقعہ سنایا اس کے بعد دوسرا شخص ایاس کے پاس آیا تا کہ وہ اپنی امانت اس کے پاس رکھے کو دے۔ ایاس نے اسکو ڈانٹ ڈپٹ کر اسکو اپنی عدالت سے نکال دیا اور کہا کہ تو حائن ہے

اماس بن معاویہ یہ کہا کرتے تھے کہ جو لوگ اپنا عیب نہ پہنچائیں وہ بے وقوف ہیں۔

لوگوں نے کہا تمہارے اندر کیا عیب ہے جواب ملا ”کثرت کلام بیان کیا جاتا ہے کہ جب ایاس بن معاویہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ بہت روئے اور کہنے لگے جنت کے دروازے آج تک میرے لئے کھلے تھے جن میں سے آج ایک بند ہو گیا ہے ایاس کے باپ کہا کرتے تھے لوگ بیٹا پیدا کرتے ہیں میرے یہاں باپ پیدا ہوا ہے۔ ابن خلکان نے ایاس بن معاویہ کے بارے میں بہت سے مزید باتیں لکھی ہیں۔

۱۲۳ھ ہجری

المدائنی نے اپنے شیوخ کے حوالے سے کہا ہے کہ جب ملک التریکی خاتان اسد بن عبداللہ القسری کی خراسانی ولایت کا دور میں قتل ہو گیا تو ترکوں کا شیرازہ بکھر گیا اور ایک دوسرے کو غیرت و حسیت دلاتے رہے اور آپس میں ایک دوسرے کو انہوں نے قتل کرنا بھی شروع کر دیا اور پھر ملک کی تخریب کاری میں لگ گئے اور مسلمانوں کی طرف سے بھی لاپرواہ اور بے نیاز ہو گئے ان میں سے اہل الصغد نے امیر خراسان نصر بن سیار سے

درخواست کی کہ ان کو ان کے پاس واپس جانے کی اجازت دی جائے اور ان سے بعض ایسی شرائط طے کرنا جائیں جو علماء کے نزدیک تلیل قبول نہیں ہیں مثلاً یہ کہ ان میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو اس کو سزا نہ دی جائے اور ان کو جنگی قیدی نہ بتایا جائے وغیرہ نصر بن سیار نے مسلمانوں کو سخت شکایات اور تکالیف کے باعث ان شرائط کو قبول کرنا چاہا لیکن لوگوں نے ان پر مطعون کر دیا شروع کر دیا اسلئے مجبوراً اسے ہشام کو اسے مطلع کیا۔

اس نے اس پر تھوڑا گور کیا اور توقف کیا لیکن جب اس نے یہ دیکھا کہ اس طرح ان کی مسلمانوں سے کدورت اور دشمنی مزید بڑھتی جائے گی جس کا نتیجہ برائے نکمے گا تو اس نے اہل الصغد کی درخواست کو قبول کر لیا۔ اس دوران یوسف بن عمر امیر عراق نے امیر المومنین کو لکھا کہ خراسان کی نیابت بھی اسکو دے دی جائے چنانچہ دونوں کے مابین نصر بن سیار کی بابت کچھ بات چیت بھی ہوئی۔ اگرچہ نصر بن سیار شجاع اور بہادر انسان تھا۔ مگر کبرنی اور صغف بسات کی وجہ سے آدمی کو دور سے پہچان نہیں سکتا تھا بہر حال پھر بھی ہشام نے یوسف بن عمر کی تجویز پر فاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ اور معاملات کو یوں یہی چلنے دیا۔ ابن حرمہ کہتا ہے اس سال یزید بن ہشام نے لوگوں کو حج کرایا اس سال ربیعہ بن یزید قیصر کا انتقال ہوا جو اہل دمشق میں مشہور شخص تھے اس کے علاوہ ابو یونس، سلیمان بن جبیر، سماک بن حرب، محمد بن واسع بن حیان کا انتقال ہوا جس کا ذکر ہم نے کتاب الکمل میں بھی کیا ہے۔ محمد بن واسع کا کہنا تھا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے قضاۃ کا حساب کتاب ہوگا۔ ان کے بقول پانچ چیزوں سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ ایک گناہ پر گناہ کرنے سے۔ دوم مردوں کی ہم نشینی سے، جب ان سے پوچھا گیا کہ مردوں سے آپ کی کیا مراد ہے تو محمد بن واسع نے جواباً کہا، بے جا خرچ کرنے والا، دوسرا جابر بر بادشاہ۔ تیسرا بکثرت عورتوں سے اختلاط اور ان کی باتوں میں مشغول۔ چوتھا ہر وقت اہل و عیال ہی میں پھنسا رہنا مالک بن دینار کا کہنا تھا۔ میں اس آدمی پر رشک کرتا ہوں جس کی روزی اس کی قناعت کے لئے کافی محمد بن واسع کہا کرتے تھے کہ مجھے اس شخص پر رشک آتا ہے جو صبح کو بھوکا اٹھے اور اللہ اس سے راضی ہو۔

محمد بن واسع جب بیمار ہوئے لوگ بکثرت ان کی عیادت کو پہنچے ایک شخص نے اس سلسلہ میں کہا کہ جب میں محمد بن واسع کی عیادت کے لئے پہنچا تو وہ کبھی کھڑے ہوتے تھے اور کبھی بیٹھتے تھے۔ اور کہنے لگے یہ اٹھنا بیٹھنا کل میرے کسی کام نہیں آئے گا جب میری پیشانی اور میرے ہاتھ پاؤں پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔ بعض خلفاء نے بہت سامان بصرہ کے لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے بھیجا۔ اور خاص پر محمد بن واسع کو یہ مال دینے کی ہدایت کی گئی۔ لیکن جب خلیفہ کے کارندے مال لے کر محمد بن واسع کے پاس پہنچے تو محمد بن واسع نے قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن اس کے برخلاف مالک بن دینار نے جواب دیا تم میرے ساتھیوں سے پوچھ سکتے ہو کہ میں نے خلیفہ کے لئے بھیجے ہوئے کا کیا کیا تھا۔ لوگوں نے محمد بن واسع کو بتایا کہ اس مال سے مالک نے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا ہے۔

اس پر محمد بن واسع نے کہا کہ میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ وہ مال پہنچنے سے قبل تمہاری یہی حالت بنا دے یہ سکر مالک انہی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور انھوں نے اپنے سر پر مٹی ڈالی اور کہا کہ خدا کو محمد نے یہی پہنچانا ہے مالک تو محمد بن واسع کے مقابلہ میں بالکل گدھا۔ محمد بن واسع کی اسی نوع کی بہت سے باتیں بہت مشہور ہیں۔

۱۳۳ھ

اس سن میں سلیمان بن ہشام بن عبد الملک نے بلاد الروم میں عزوات کا سلسلہ پھر شروع کیا۔ اور اسی کی مدد بھینر ملک ملک الروم الیون سے ہوئی اور سلیمان نے قتال کے ساتھ مال غنیمت بھی وہاں سے حاصل کیا۔ اسی سن میں بنو عباس کے داعیوں ایک جماعت بھی نمودار ہوئی یہ لوگ مکہ کے ارادہ سے نکلے تھے مگر وہ کوفہ سے ہو کر گزرے تو انہیں معلوم ہوا کہ خالد بن عبد اللہ قسری کے کچھ تابعین اور امراء وہاں کی جیل میں بند ہیں جن کو یوسف بن عمر نے بند کر رکھا ہے چنانچہ ان داعیان نے جیل میں جا کر ان کو دعوت دی کہ بنو عباس کے لئے بیعت کر لیں، یہاں ان داعیوں کی ملاقات ابو سلمہ خراسانی سے ہوئی جو ایک غلام تھا اور عیسیٰ بن قبل غلی کی خدمت میں لگا تار رہتا تھا یہ شخص اگرچہ مجوس تھا مگر لوگ اس کی شجاعت، حوصلوں اور اپنے آقا کے ساتھ وفاداری وغیرہ سے بہت متاثر تھے۔ اسی بنا پر اس کو بکر بن مہان نے چار سو درہم میں پہلے آقا سے خرید لیا تھا۔ چنانچہ دوسرے قیدیوں کے ساتھ ابو مسلم

خراسانی بھی جیل سے باہر آیا اور لوگوں نے اس کو دعوت و بیعت بنو عباس کی رہنمائی کے لئے منتخب کیا و اقدی کا بیان ہے کہ اس سال محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کا انتقال ہو گیا۔ یہ شخص اس دعوت کا روح رواں تھا اور اس سلسلے میں لوگ اسی طرف رجوع کرتے تھے۔ لیکن محمد بن علی کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابو العباس السفاح نے اس کی جگہ لے لی و اقدی اور ابو معشر نے لکھا ہے کہ اس سال عبد العزیز بن الحجاج بن عبد الملک نے لوگوں کو حج کرایا اس کے ساتھ اس کی بیوی ام سلمہ بن ہشام بن عبد الملک بھی تھی۔ اس سال نائب الحجاز محمد بن ہشام بن اسماعیل تھا جو ام مسلم کے دروازہ پر کھڑا رہتا تھا اور ام مسلم کے پاس لوگوں کے پیغام اور تحفے پہنچایا کرتا تھا۔ اس جو لوگ انتقال کر گئے ہیں۔ ان کا ذکر مندرجہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

القاسم بن الجابر..... ابو عبد اللہ المکی القاری عبد اللہ بن سائب کے غلام تھے۔ اور جلیل القدر تباہی تھے۔ انھوں نے ابو الفضل عامر بن وائلہ سے روایت بیان کی ہیں اور ان سے ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں۔ آئمہ نے ان کی توثیق کی ہے صحیح روایت کے مطابق ۱۲۴ھ میں ان کا انتقال ہو گیا، واللہ اعلم۔

الزہری..... محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ ابو بکر القرشی الزہری ہمیشہ آئمہ اسلام میں زبردست حیثیت کے مالک رہے ہیں۔ یہ جلیل القدر تباہی تھے۔ ایک سے زیادہ لوگوں سے انہوں نے سماعت کی تھی۔ الحافظ ابن عساکر نے الزہری کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ الزہری نے ان کو بتایا کہ جب اہل مدینہ دشواریوں سے گزرنے لگے تو میں وہاں سے کوچ کر کے دمشق چلا گیا میں کثیر العیال تھا اس سے دمشق کی جامع مسجد میں ایک بڑے حلقہ میں بیٹھ گیا اچانک ایک شخص امیر المؤمنین عبد الملک کے پاس سے میرے پاس آیا اور کہنے لگا امیر المؤمنین کو ایک مشکل مسئلہ کا سامنا ہے انہوں نے سعید بن المسیب سے ایسی روایت سنی ہے جو امہات الاولاد کے سلسلہ میں عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کی روایت کے خرحمۃ اللہ علیہ اف ہے میں نے اس شخص کو بتایا مجھے سعید بن المسیب کی وہ روایت یاد ہے جو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے حوالہ سے بیان کی ہے چنانچہ وہ شخص مجھے عبد الملک کے پاس گیا عبد الملک نے مجھ سے سوال کیا کہ تم کون ہو اور کس سے نسبت اور تعلق رکھتے ہو۔ میں نے اپنی نسبت اور تعلق کا حال بیان کیا اور ساتھ ہو گا میں نے اپنے اہل و عیال کی ضرورت اور اپنی ضرورت کا بھی ذکر کیا۔

عبد الملک نے مجھ سے پوچھا کیا تم حافظ قرآن بھی ہو میں نے کہا ہاں یہی نہیں بلکہ فرائض اور سنن سے بھی واقف ہوں چنانچہ امیر المؤمنین عبد الملک نے مجھ سے اس بارے میں سب کچھ دریافت کر لیا اور اس نے میری حاجت روائی بھی کی اور مجھے انعام و اکرام سے بھی نوازا۔ اور اس نے مجھے ہدایت کی کہ میں مزید علم حاصل کروں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں تمہیں بہت ہوشیار اور اس کا اہل سمجھتا ہوں۔ میں مدینہ واپس آ گیا اور طلب علم میں مشغول ہو گیا، اس دوران مجھے معلوم ہو گیا کہ مناء کی ایک عورت نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے میں اس کے پاس گیا اور اس سے اس عجیب و غریب خواب کی بابت دریافت کیا۔ اس عورت نے کیا میرا شوہر کہیں چلا گیا ہے اور میرے لئے ایک خادم، بکری اور کھجور کے کچھ درخت چھوڑ گیا ہے ہم جانوروں کا دودھ پیتے ہیں اور کھجور کے پھل کھا کر گزارہ کرتے ہیں ایک دن جب میں کچھ سو رہی تھی اور کچھ جاگ رہی تھی میں نے اپنے بڑے بڑے کو دیکھا جو سخت مزاج تھا وہ آگے آیا اس نے ہاتھ میں چھری لی اور بکری کے بچے کو ذبح کر ڈالا اور کہنے لگا یہ بچہ تو ہمارے لئے دودھ حاصل کرنا دشوار کر دے گا اس کے بعد اس نے چولھے پر ہانڈی چڑھائی اور اس میں اس نے اس ذبیحہ بچے کے ٹکڑے ڈال دیئے اس کے بعد اس نے چھری سے اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا۔ اس کے بعد میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئی اور رہنے بڑے لڑکے کو گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور آتے ہی کہا دودھ کہاں ہے میں نے اس کو بتایا اونٹنی کے بچے نے دودھ پی لیا ہے اس ہار کے نے کہا دیکھا آخر اس نے ہمارے لئے دودھ کی تنگی کر دی ہے اور پھر اس نے چھری لیکر اس کو ذبح کیا اور اس کے ٹکڑے پکانے کیلئے آگ میں ڈال دیئے ہیں یہ سارا ماجرا دیکھ کر میں خوف زدہ ہو گئی اور میں نے اپنے چھوٹے بھائی کو پڑوس میں جا کر چھپایا اور پھر گھر واپس آ گئی اور ان واقعات سے برابر ڈرتی رہی اس دوران میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے تجھے کیا ہو گیا ہے تو لکنت کے ساتھ کیوں بول رہی ہے اس کا جواب میں نے یہ دیا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میں خوف زدہ ہوں اس نے کہا اے خواب، اے خواب..... اس کے دور ایک حسین و جمیل عورت سامنے نمودار ہوئی تو اس نے کہا اس نیک عورت کی بابت تمہارا کیا خیال ہے اس نے جواب دیا بجز خیر کے کچھ نہیں پھر اس نے کہا یا احلام یا احلام اس کے بعد ایک عورت اس پہلی عورت سے

کچھ کم خوبصورت تھی نمودار ہوئی تو اس نے کہا کہ اس عورت کے بارے میں تمہارا کیا ارادہ ہے؟ تو اس عورت نے کہا اس کے متعلق بھی میری نیک رائے ہے پھر اس نے اضافات اضافات کی آواز لگائی۔ اس کے بعد ایک سیاہ عورت نمودار ہوئی جو بد صورت تھی۔ اس آدمی نے پوچھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس کے جواب میں اس نے کہا یہ صالحہ عورت ہے اور میں چاہتی ہوں اُسے کچھ سکھاؤں۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گئی اور میرا بیٹا گھر میں داخل ہوا اُس نے میرے سامنے کھانا رکھا اور پوچھنے لگا میرا بھائی کہاں ہے میں نے کہا پڑوسی کے گھر میں ہے تو وہ اُسے لینے گیا گویا اُس کو خود بخود اُس گھر کا پتہ چل گیا تھا وہ اس کو لے کر آیا اور اس کو بہت پیار کیا اور پھر ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔

زہری معاویہ کی خلافت کے دوران ۵۸ھ کے آخر میں پیدا ہوئے وہ پستہ قد تھے اور اُن کی داڑھی بھی تھوڑی تھی اور چہرے پر لمبے بال تھے مگر رخسار پر بہت ہلکے اور تھوڑے بال تھے لوگوں کا بیان ہے کہ انہوں نے اُنھاسی دن میں قرآن مجید پڑھا۔ یہ سعید بن المسیب کی صحبت میں اٹھ سال رہے اور اُن کے گھنے سے گھٹنا ملا کر بیٹھتے تھے۔ عبید اللہ بن عبد اللہ کی خدمت کرتے تھے اور اُن کے لئے نمکین پانی بھر کر لاتے تھے۔ یہ حدیث کے مشائخ کے ارد گرد چکر لگاتے رہتے تھے اُن کے پاس کچھ تختیاں ہوتی تھیں، جن پر مشائخ الحدیث سے سنی ہوئی احادیث درج تھیں وہ جو کچھ بھی ان بزرگوں سے سنتے تھے اُن تختیوں پر تحریر کر لیتے تھے حتیٰ کہ یہ اپنے عہد کے سب سے بڑے عالم اور اپنے زمانے کے بہت بڑے علامہ بن گئے تھے اور اسی وجہ سے ان کے تمام اہل عصر ان کے علم کے محتاج رہتے تھے عبدالرزاق نے بتایا ہے کہ ہمیں معمر نے زہری کے بارے میں بتایا ہے کہ زہری کہا کرتے تھے پہلے تو امراء ہم کو کتاب العلم پر مجبور کیا کرتے تھے اب ہم اُن امراء کو اس کیلئے مجبور کرتے ہیں ابواسحاق نے کہا ہے زہری عروہ کے پاس سے لوٹے تو وہ اپنی لونڈی کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں ”حدثنا عروہ حدثنا فلان“ اس طرح زہری عروہ سے سنی ہوئی بات دہراتے تو لونڈی کہتی تھی قسم ہے اللہ کی جو کچھ کہتے ہیں میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا ہے تو عروہ لونڈی سے کہتے تھے بیوقوف خاموش رہ۔ اس سے میری مراد تو نہیں ہے میں اپنے آپ کو مراد لیتا ہوں۔ اس کے بعد زہری امیر المؤمنین عبد الملک کے پاس دمشق چلے گئے تھے جیسا کہ اس سے قبل ہم بیان کر چکے ہیں اس نے اُن کی عزت اور توقیر بھی کی تھی اور اُن کا قرض بھی ادا کیا تھا اور بیت المال سے اُن کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا تھا اور اُس کے بعد زہری امیر المؤمنین عبد الملک کے مصاحبوں اور ہم نشینوں میں داخل ہو گئے تھے اور عبد الملک کے بعد اُس کی اولاد ولید و سلیمان کے مقربین میں داخل ہو گئے تھے اور یہی مرتبہ اُن کو عمر بن عبدالعزیز اور یزید بن عبد الملک کے دربار میں بھی ملا۔ یزید نے اُن کو سلیمان بن حبیب کے ساتھ جوائنٹ قاضی کا عہدہ بھی عطا کا تھا پھر یہ ہشام کے خطیب بھی بن گئے تھے اور اُس کے ساتھ انہوں نے حج بھی کیا تھا اُس نے اُن کو اپنی اولاد کا معلم و اتالیق بھی بنادیا تھا کہا جاتا ہے اس سال ہشام سے ایک سال قبل اُن کا انتقال ہو گیا تھا۔

ابن وہیب کا بیان ہے میں نے لیث کو کہتے ہوئے سنا ہے ابن شہاب کہتے تھے میں نے آج تک جو چیز یاد کی ہے وہ بھولا نہیں ہوں ابن شہاب یعنی زہری کہا کرتے تھے وہ سب اور چوہے کا جھوٹا کھانا ناپسند کرتے ہیں وہ کہا کرتے تھے وہ بھولتے تھے لیکن جب سے انہوں نے شہد کا استعمال شروع کیا ہے اُن کا قلب و ذہن تیز ہو گیا ہے۔

ابن شہاب کے بارے میں فاید بن اقرم کہتا ہے:

محمد جیسے کریم کی زیارت کو جاؤ اور اُن کی تعریف بیان کرو۔ اُن کے ہم عصروں پر ان کی فضیلت و ترجیحات کا ذکر کرو۔ جب یہ پوچھا جائے گا کہ سنی کون شخص ہے تو محمد بن شہاب کا نام بطور سنی لیا جائے گا، شہروں کے لوگ اُن کے مقام و مرتبے کو جانتے ہیں۔

ابن مہدی کا قول ہے میں نے مالک کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ زہری نے ایک روز حدیث بیان کی جب وہ اُنھ کھڑے ہوئے تو میں نے اُن کی سواری کی لگام پکڑ لی اور اُن سے مسئلے کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کی۔ اس پر زہری نے کہا کیا تم مجھ سے استفہام چاہتے ہو میں نے کسی عالم سے سمجھانے کی فرمائش نہیں کی اور مزاج تک کسی عالم کی بات کو رد کیا ہے۔ ابن عبدالعزیز نے روایت کیا ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے زہری سے کہا کہ کچھ احادیث اس کے بیٹے کیلئے نوٹ کرادے اس پر زہری نے ہشام بن عبد الملک کے منشی کو چار سو احادیث دیں ایک دن ہشام نے زہری سے کہا کہ تمہاری تحریر کردہ احادیث ضائع ہو گئی ہیں۔ زہری نے جواب دیا آپ کیلئے احادیث ضائع نہیں ہوئیں اور انہوں نے دوبارہ وہ احادیث دیں اس پر ہشام نے سابقہ تحریری نوٹ لے کر رکھے تو پہلے املا کرے ہوئے یادداشتوں اور موجودہ تحریروں میں ذرا سا بھی فرق نہ تھا۔ ہشام نے صرف زہری کے

قوت ضافہ کا امتحان لیا تھا۔

عمر بن عبد العزیز نے کہا ہے میں نے کسی کو زہری سے زیادہ بہتر احادیث کا حافظ نہیں دیکھا۔ سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار کے حوالے سے کہا ہے میں نے زہری سے زیادہ کسی کو بہتر طریقے پر احادیث کو سند سے بیان کرنے والا نہیں دیکھا میں نے اُن سے زیادہ کسی کو درہم و دینار کی ناقداری کرنے والا نہیں دیکھا۔ درہم و دینار اُن کے نزدیک اونٹ کی میٹگنیوں کے برابر تھے عمرو بن دینار کا بیان ہے میں نے جابر، ابن عباس، ابن عمر اور ابن زبیر کی مصاحبت اختیار کی ہے مگر کسی کو زہری سے زیادہ احادیث کو بہتر تسلسل کے ساتھ بیان کرتے نہیں دیکھا۔

امام احمد نے بیان کیا ہے زہری حدیث کے اعتبار سے سب سے بہتر اور اسناد سے اعتبار سے سب سے اجود اور عمدہ ہیں نسائی کا کہنا ہے کہ اصح الاسانید الزہری عن علی بن الحسین عن الیہ عن جده علی عن رسول اللہ ہے سعید نے زہری کے بارے میں خود اُن کا یہ قول نقل کیا ہے میرے پینتالیس سال تک حجاز سے شام اور شام سے حجاز تک چکروں میں گزرے ہیں جو حدیث سنتا تھا اُس کی چھان بین میں لگ جاتا تھا۔ لیث نے کہا میں نے کسی شخص کو زہری سے زیادہ عالم نہیں دیکھا جب میں اُن کے پاس بیٹھتا تھا تو وہ ترغیب و ترہیب کی احادیث مجھے سناتے تھے اور اگر وہ انبیاء اہل کتاب کے بارے میں کچھ کہتے تھے تو میں اُن سے کہا کرتا تھا ان باتوں میں آپ کی فلاں بات صحیح ہے اور اگر اعراب کے بارے میں کچھ کہتے تھے تو بھی میں ہی کہتا تھا لیکن وہ جب قرآن و سنت کے متعلق کچھ بیان کرتے تھے تو اُن کی باتیں نہایت جامع ہوتی تھیں وہ کہا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں جو تیرے علم کے احاطہ میں ہے اور ہر اُس شر سے پناہ مانگتا ہوں جس پر تیرا علم محیط ہے لیث نے کہا زہری اُن سب لوگوں سے زیادہ ثقہ ہیں جن سے میں ملا ہوں جو شخص اُس کے پاس آتا تھا اُسے وہ کچھ نہ کچھ ضرور دیتے تھے اور جب اُن کے پاس سائل کو دینے کیلئے کچھ نہ ہوتا تھا تو بھی اس کو بطور قرض حسنہ کچھ دیتے تھے وہ لوگوں کو کھانے میں مزید اور شہد ضرور کھلاتے تھے۔ وہ شہد اس طرح مداومت سے استعمال کرتے تھے جس طرح شرابی شراب استعمال کرتے ہیں۔ ان کا تکیہ کلام تھا ہمیں مشروبات پلاؤ اور احادیث سناؤ۔ جب کوئی شخص اُن کی مجلس میں اُوٹنے لگتا تھا تو کہتے تھے، میں قریش کا قصہ گو تو نہیں ہوں۔ اُن کے خیمے کا رنگ زرد ہوتا تھا اور اُن پر جو کپڑا پڑا ہوتا تھا وہ بھی زرد رنگ کا ہوتا تھا اور اُن کے فرش اور گدھے کا رنگ بھی بالعموم زرد ہوتا تھا لیث سے یحییٰ بن سعید نے بتایا جو علم زہری کے پاس سے کسی کو حاصل نہیں ہوتا تھا وہ پھر کسی دوسرے کے پاس بھی نہیں ملتا تھا۔

عبد الرزاق نے ابن عیینہ کے حوالے سے کہا کہ اہل حجاز کے محدث تھے الزہری، یحییٰ بن سعید اور ابن جریج زہری کہا کرتے تھے اگر کسی قاضی میں تین باتیں ہوں تو وہ قاضی کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو قاضی لعنت و ملامت کو ناپسند کرے اور تعریف کو پسند کرے اور الگ تھلگ رہنے کو برا جانے۔ محمد بن الحسین نے یونس کے حوالے سے کہا زہری کا یہ قول نقل کیا ہے، سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنے سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ الولید نے اوزاعی کے حوالے سے زہری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا حکم دو محمد بن اسحاق نے الزہری کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ علم کا نقصان اور زوال یہ ہے کہ عالم اپنے علم پر عمل کرنا چھوڑ دے اور رفتہ رفتہ اس کا علم ختم ہو جائے اور عالم کی گمراہی یہ ہے کہ اس پر نسیان طاری ہو جائے اور وہ جھوٹ بولنے لگے۔ اور یہی اُسکی سب سے بڑی گمراہی ہے۔

واقعی نے بیان کیا ہے زہری ۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۳ھ میں اشعوب زبدا آئے وہاں مقیم رہے اور وہیں انتقال بھی ہوا انہوں نے وصیت کی تھی کہ اُن کو عام شاہراہ پر دفن کیا جائے تاکہ ہر آنے والا اُن کی مغفرت کی دعا کرے۔ اُن کی وفات رمضان کی اس تاریخ کو ہوئی۔ اُن کا سال وفات صحیح روایات کے مطابق ۱۲۳ھ ہے اُن کی عمر پچھتر سال کی ہوئی یہ نہایت ثقہ کثیر الحدیث اور صاحب علم و روایات تھے اور جامع الفقہ تھے اوزاعی ایک روز ان کی قبر پر کھڑے ہوئے تو اُن کی زبان سے یہ الفاظ نکلے، اے قبر تیرے اندر کتنا علم اور علم اور کتنا کرم ہے۔

اوزاعی بیان کرتے ہیں۔ زہری کہا کرتے تھے ہم جب کسی عالم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو اس کے علم سے زیادہ ہمیں اس کا ادب زیادہ محبوب ہوتا ہے وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ علم ایک خزانہ کی مانند ہے جس کو مسائل کی کنجی کھولتی ہے الزہری یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اگر تم علم کو مکابرۃ اور کث جنتی اور کج بحثی حاصل کرنا چاہو تو یہ چیزیں تم پر غالب آجائیں گی۔ اور تم علم حاصل کرنے کبھی کامیاب نہ ہو گے۔ علم کو ہمیشہ نرم خوئی اور رفق و ملاظفت سے حاصل کرو۔ اصمعی نے مالک بن انس کے حوالے سے زہری کا یہ قول نقل کیا ہے میں ایک دن ثعلبہ بن معین کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا ثعلبہ بولے میں دیکھتا ہوں تمہیں علم سے لگاؤ اور بڑی محبت ہے میں نے کہا ہاں۔ اُس پر انہوں نے کہا پھر لازم ہے کہ اس شیخ تھی سعید بن المسیب

کے ساتھ ہمیشہ لگے رہو۔ زہری کہتے ہیں اس کے بعد میں سات سال تک اُن کے ساتھ رہا اور پھر عروہ کے پاس چلا گیا اور اُن کے دریاہ سے موتی نکالے۔ مکی بن عبدان کا بیان ہے کہ ہم سے مالک بن انس نے زہری کی بابت بیان کیا کہ اُن سے بعض بنی مروان نے سعید بن المسیب کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے سعید بن المسیب کے علم کے بارے میں خیر کے الفاظ کئے لیکن ساتھ ہی اُن کا حال بھی بتایا۔ یہ بات سعید بن المسیب کے کانوں تک بھی پہنچ گئی چنانچہ جب ابن شہاب نے یعنی زہری سعید بن المسیب نے کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن کو سلام کیا تو سعید نے اس کا جواب نہیں دیا اور نہ اُن سے ہم کلام ہوئے۔ جب سعید وہاں سے چلنے لگے تو زہری بھی اُن کے ساتھ چلے تو زہری نے کہا کیا قصور ہوا ہے آج میں آپ کو سلام کیا نہ آپ نے اس کا جواب دیا اور نہ کوئی بات کی۔ آپ کو میرے متعلق کیا کسی نے غلط بات پہنچائی ہے، میں نے تو خیر کے سوا کچھ بھی زبان سے نہیں نکالا تھا اس پر سعید بن المسیب نے جواب دیا یہی کیا کم ہے کہ تم نے میرا ذکر بنی مروان سے کیا۔ ابن عساکر کے بیان کے مطابق جو لوگ ہشام بن عبد الملک کے عہد خلافت میں انتقال کر گئے وہ یہ ہیں۔

بلال بن سعد..... ابن تمیم السکونی ابو عمرو کبار زہاد میں سے تھے نہایت عبادت گزار اور ہائم الدہر تھے۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایات بیان کی ہیں۔ جن کو شرف صحبت بھی حاصل رہا تھا۔ اس کے علاوہ جابر ابن عمرو ابی الدرداء وغیرہ سے بھی روایات بیان کی ہیں اور خود اُن سے ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں جن میں ابو عمرو اور اوزاعی جیسے لوگ شامل ہیں۔ اوزاعی نے ان کے مواعظ و قصص کی بعض مفید باتیں نقل کی ہیں۔ اوزاعی کا بیان ہے میں نے آج تک ان جیسا واعظ کسی کو نہیں دیکھا یہ رات دن میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔ جب اُن کو موسم سرما میں نماز پڑھنے میں اُٹکھ آ جاتی تھی تو یہ کپڑوں حمیت اپنے آپ کو حوض میں گرا لیتے تھے اس پر اُن کے بعض احباب اُن کو برا بھلا بھی کہتے تھے تو یہ جواب میں کہتے تھے حوض کا پانی میرے لئے جہنم سے زیادہ قابل برداشت ہے، ابو زرعة دمشقی کہتے تھے بلال بن سعد بہترین قصہ گو عالم تھے رجاء بن حیوۃ نے اُن پر قدر یہ ہونے کا الزام لگایا تھا حتیٰ کہ بلال نے ایک روز اپنے وعظ میں کہا تھا اکثر مسرور دھوکے میں ہوتے ہیں اور اکثر دھوکے میں مبتلا لوگ بے خبر ہوتے ہیں پس بتا ہی ہے اس کے لئے جو بے خبر ہے، وہ کھاتا پیتا اور ہنستا رہتا ہے حالانکہ وہ قضائے الہی میں دوزخی ہے افسوس اور بتا ہی ہے اے انسان تیری روح کیلئے اور تیرے جسم کیلئے۔ لوگوں کو تیری بتا ہی و بربادی پر ہمیشہ روتے رہنا چاہئے۔

ابن عساکر نے کچھ نمونے بلاں کے کلمات اور مواعظ منہ سے نقل کئے ہیں، اللہ بندے کے گناہ کی مغفرت کیلئے کافی ہے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ہم دنیا سے محض اور بے رغبت ہو جائیں مگر ہم دنیا میں اتنے ہی راغب ہو جاتے ہیں۔ تمہارا زہد راغب ہے تمہارا عالم جاہل ہے اور تمہارا مجتہد کوتاہ اور مقصر ہے تمہارا اصل دوست اور بھائی وہ ہے جو اللہ کے یہاں تمہارے نصیب کی تمہیں یاد دہانی کرائے۔ ایک مرتبہ وعظ میں انہوں نے فرمایا اللہ کا علانیہ دوست اور باطنی طور دشمن نہ ہو اس طرح بیاطن شیطان کے دوست اور اپنے نفس اور خواہشات کے غلام اور بہ ظاہر اُن کے دو دشمن نہ بنو، انہوں نے ایک وعظ کے دوران یہ بھی کہا تم دو چہروں اور دو زبانوں والے نہ بنو لوگوں پر ظالم کرو کہ تم خدا سے ڈرتے ہو تا کہ لوگ تمہاری تعریف کریں اور تمہارے دلوں میں گناہ بھرا ہوا ہو۔ لوگو! تم فنا ہونے کیلئے نہیں بلکہ باقی رہنے کیلئے پیدا کئے گئے ہو البتہ تمہیں ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہونا ہے جس طرح تم لوگ اپنے باپ کے صلہوں سے ماں کے رحم میں منتقل ہوئے ہو۔ اور ارحام سے دنیا میں منتقل ہوتے ہو اور دنیا سے قبور میں منتقل ہوتے ہو اور قبور سے موقف میں منتقل ہوتے ہو۔

اور پھر وہاں سے جنت یا دوزخ میں منتقل ہوتے ہو۔ ایک وعظ میں انہوں نے کہا اے لوگو! تم دنیا کی تھوڑی سی زندگی میں آخرت کی طویل زندگی کیلئے عمل کرتے ہو اور دار زوال میں رہ کر دار العقا کی تیاری کرتے ہو اور اس دار الحزن و ملال میں دار الخلو و النیم کیلئے عمل کرتے ہو۔ پس جو شخص یقین کی بنا پر عمل نہیں کرتا وہ کوئی نفع حاصل نہیں کرتا ہے اے لوگو! کیا تمہیں کسی مجبر نے خبر دی ہے کہ تمہارا فلاں عمل خدا کے یہاں مقبول ہو گیا ہے یا تمہاری فلاں خطا اس نے معاف کر دی ہے انہوں نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا کہ ذکر کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک ذکر اللہ کا زبانی ہوتا ہے جو اچھا ہے لیکن جو ذکر حلال و حرام کے وقت اُس کا کیا جائے وہ افضل ذکر ہے۔ انہوں نے ایک وعظ کے دوران کیا لوگو! عمل کرنے سے قبل سوچ لیا کرو تمہارا اس عمل سے منشاء و ارادہ کیا ہے اگر تمہارا عمل غیر اللہ کیلئے ہے تو پھر اپنے نفس پر ظلم نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتے ہیں جو صالقا اللہ کی

رضا کیلئے کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دینے میں جلد بازی نہیں کرتا وہ اپنی طرف رجوع کرنے والے کی بات قبول کرتا ہے اور اپنے سے پشت پھیرنے والے کو مہلت دیتا رہتا ہے۔

الجعد بن درہم..... یہ پہلا شخص تھا جو خلق قرآن کا قائل تھا نبی آمیہ کا آخری فرمان روا مروان الجعدی جو مروان الحمار بھی کہلاتا تھا اسی شخص کی طرح منسوب تھا اس کا شیخ یہی الجعد بن درہم تھا جو اصلاً خراسان کا رہنے والا تھا جس کی بات مشہور ہے کہ یہ بنی مروان کے غلاموں میں سے تھا بعد بالعموم دمشق میں رہتا تھا اس کا گھر قلاسیین کے قریب گر جا کی جانب واقع تھا ابن عساکر کا بیان ہے جعد نے بدعت بیان بن سمعان سے سیکھی تھی۔ اور بیان نے اس خیال کو طالت ابن اذت بن لبید بن اعصم سے اخذ کیا تھا اور لبید نے اس عقیدے کو اس یمنی یہودی جادوگر سے افذ کیا تھا۔ جس نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا تھا۔ جعد نے اس خیال کو الجهم بن صفوان الحزوی سے لیا تھا جو بلخ میں رہتا تھا اور اکثر مقاتل بن سلیمان کے ساتھ اس کی مسجد میں بھی نماز پڑھتا تھا لیکن اس موضوع پر اس سے مناظرہ بھی کرتا تھا۔ اس عقیدے کی بنا پر اولاد اس کو اند میں جلاوطن کر دیا گیا۔ اس کے بعد جهم کو اصہبان یا مرو میں سم بن احوز سے قتل کر دیا تھا خلق قرآن کے خیال کو بشیر بن المریسی نے جهم سے ہی اخذ کیا تھا اور جهم سے احمد بن ابی داؤد نے لیا تھا جعد نے دمشق میں جہاں وہ مقیم تھا اس خیال کی لوگوں میں خوب اشاعت کی۔ جس کی بنا پر اس کو بنی آمیہ نے طلب کیا تھا مگر وہ ان کے خوف سے بھاگ کر کوفہ چلا گیا تھا یہاں اس کی ملاقات جهم بن صفوان سے ہوئی جس نے جعد کے کہنے پر اس کا خیال قبول کر لیا اس کے بعد خالد القسری نے عین عید الفصحی کے دن جعد کو ذبح کر ڈالا۔ جس کی مختصر دو دار یہ ہے خالد نے بحیثیت امیر کوفہ جامع مسجد میں خطبہ دیا اور لوگوں سے کہا تم قربانی کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیاں قبول کرے گا لیکن آج میں جعد کی قربانی کروں گا جس کا خیال یہ ہے کہ خدا نے نذیراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا ہے اور نہ ہی موسیٰ سے ہم کلام ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے نہایت بلند و بالا ہے یہ کہہ کر وہ منبر سے اتر اور منبر کے قریب ہی جعد کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کا تذکرہ ایک سے زیادہ حفاظ نے کیا ہے جن میں بخاری، ابن ابی حاتم، البیہقی، اور عبد اللہ بن احمد شامل ہے اس امر کا ذکر ابن عساکر نے بھی اپنی تاریخ میں کیا ہے اس نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جعد بن درہم بار بار وہب بن منبہ کے پاس جاتا تھا اور جب وہ شام کو وہب بن منبہ کے پاس جاتا تھا تو غسل کرتا تھا اور صفات باری تعالیٰ کے بارے میں اکثر و بیشتر سوالات کرتا تھا ایک دن وہب نے اس سے کہا اے جعد تجھ پر افسوس ہے ایسے سوالات نہ کیا کر میں تجھے برباد اور ہلاک ہونے والوں میں سمجھتا ہوں اگر اللہ ہمیں یہ خبر نہ دیتا کہ اس کے ہاتھ میں تو ہم اس کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالتے اسی طرح اگر وہ اپنے لئے سماعت، علم اور کلام وغیرہ کے الفاظ نہ لاتا تو ہم ان امور کے بارے میں خاموش ہی رہتے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان الفاظ سے اس کی کیا مراد ہے بظاہر یہ الفاظ مجاز کے طور پر استعمال ہوئے جن سے اس کی قدرت کا حلقہ کا اظہار ہوتا ہے بہر حال کچھ دنوں بعد ہی جعد کو پھانسی دے دی گئی اور وہ قتل ہو کر کفر کردار کو پہنچ گیا۔

۱۲۵ ہجری

الحافظ ابو بکر البزازی کا بیان ہے کہ ایک حدیث جس کو عبد الملک بن زید نے مصعب بن مصعب سے انہوں نے زہری سے اور زہری نے ابی مسلم بن عبد الرحمن سے اور انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ ۱۲۵ھ میں دنیا کی ذیبت عروج پر ہوگی۔ یہی روایت ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں ابی کریب سے انہوں نے عبد الملک بن سعید بن زید بن نھل سے انہوں نے مصعب بن مصعب سے اور انہوں نے الزہری سے بیان کی ہے، لیکن میں کہتا ہوں یہ حدیث غریب اور منکر ہے اور مصعب بن مصعب بن عبد الرحمن ابن عوف کے بارے میں الزہری نے کلام کیا ہے اور علی بن الحسین الجنید نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اس سال النعمان بن یزید بن عبد الملک نے بلا دروم میں الصاکفہ کے مقام پر جنگ کا آغاز کیا اور اس سن کے ماہ ربیع الآخر میں امیر المومنین ہشام بن عبد الملک بن مروان کا انتقال ہوا۔

ہشام بن عبد الملک کی سوانح اور وفات کا ذکر..... یہ ہشام بن عبد الملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس یہ ابو الولید القرشی الاموی الدمشقی امیر المومنین ہیں۔ ان کی والدہ ام ہشام بنت ہشام بن اسماعیل الخزومی تھیں، دمشق میں ہشام بن عبد الملک کا مکان باب الخواص کے قریب تھا۔ ان کی خلافت کی بیعت ان کے بھائی یزید بن عبد الملک کے انتقال کے بعد ۱۰۵ھ میں ماہ شعبان میں جمعہ کے دن عمل میں آئی تھیں۔ اس وقت ان کی عمر چونتیس سال تھی۔ یہ سرخ سفید رنگ کے خوبصورت آدمی تھے مگر بھینگے تھے داڑھی پر سیاہ خضاب لگاتے تھے یہ عبد الملک کے چوتھے لڑکے تھے جو خلافت پر متمکن ہوئے، عبد الملک نے خواب میں خود کو محراب پر چار دفعہ پیشاب کرتے دیکھا تو انہوں نے اس کی تعبیر سعید بن المسیب سے دریافت کی تو انہوں نے اس کی تعبیر بتائی۔ ان کے پشت سے چار لڑکے خلافت پر متمکن ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہشام عبد الملک کے لڑکوں میں آخری خلیفہ ہوئے۔

ہشام اپنی خلافت کے دوران بڑے ہوشیار اور محتاط رہے مال جمع کرنے اور بخل سے کام لینے میں بھی خاص طور پر مشہور تھے یہ ذکی اور ذہین شخصیت کے مالک تھے ہر چیز کے حسن و قبح کو پرکھنے کی مہارت رکھتے تھے۔ ان بربادی اور وقار و تمکنت بھی تھا۔ انہوں نے ایک مرتبہ ایک شریف آدمی کو گالی دی اس نے جواب میں خلیفہ سے کہا آپ گالی دیتے ہیں حالانکہ آپ حلیفۃ اللہ الارض ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ ہشام بہت شرمندہ ہوا اور کہا تم مجھ سے اسی قسم کی بولی بات بہہ کر مجھ سے انتقام لے لو۔

اس شخص نے جواب دیا کیا میں بھی تمہاری طرح ناراض اور جاہل بن جاؤں اس پر ہشام نے کہا تو پھر اس کا معاوضہ لے لو۔ اس شخص نے جواب دیا میں کوئی معاوضہ بھی نہیں لوں گا، اس پر ہشام نے کہا تو پھر خدا کے لئے مجھے معاف کر دو، اس شخص نے کہا میں نے تمہیں خدا کیلئے معاف کر دیا۔ اس کے بعد ہشام نے عہد کیا کہ آئندہ وہ کبھی ایسا نہیں کریگا۔

اسمعی کا بیان ہے ایک شخص نے ہشام سے ہونے والی گفتگو کو اس طرح سنوایا، ہشام نے اس شخص سے کہا مجھ سے اس طرح گفتگو کرتے ہو، حالانکہ میں تمہارا خلیفہ ہوں ایک مرتبہ ہشام کو ایک شخص پر غصہ آیا تو اس نے اس سے صرف اتنا کہا خاموش ہو جا، ورنہ میں تم کو کوڑے لگاؤں گا۔ علی بن الحسین بن مروان بن الحکم کے چار ہزار دینار کے مقروض تھے لیکن بنو مروان میں سے کسی نے علی بن الحسین سے اس کی پوچھ گچھ نہیں کی، جب ہشام ظیفی ہوا تو اس نے ان سے پوچھا مجھ سے قبل تم پر کتنا باقی تھا۔ علی بن الحسین نے جواب دیا بہت کچھ جس کا ہم پر احسان ہے۔ ہشام نے جواب بھی دیا جو کچھ بھی تم پر باقی ہے وہ ہم کے چھوڑا، لیکن مؤلف کہتا ہے مجھے اس معاملہ میں کچھ کہنا ہے علی بن الحسین کا انتقال ۹۴ھ ہو گیا تھا اور وہ ہشام کی خلافت سے کیا رہ سال قبل دنیا سے رخصت ہو چکے تھے لہذا اس سوال و جواب و قرض کی معافی کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ ہشام خونریزی کو نہایت برا سمجھتا تھا ہشام کو یزید بن علی اور ان کے بیٹے یحییٰ کا قتل نہایت ناگوار ہوا تھا اس نے کہا تھا اگر ان دلوں کے قتل کے عوض مجھے اپنی ساری دولت و ملکیت بھی دنیا پرے تو مجھے اسے بھی دریغ نہ ہوگا ایک آدمی نے ہشام کے پاس دو پرندے بطور تحفہ بھیجے اس وقت ہشام اپنے تخت کے وسط میں بیٹھا ہوا تھا ہشام نے جب علم دیا کہ دونوں پرندے گھر میں بھیج دیجئے جائیں تو اس شخص نے کہا مجھے بھی لانے کا کچھ انعام ملنا چاہئے ہشام نے کہا دو پرندوں پر انعام مانگتے ہو، اگر ایسا ہی ہے تو ان میں سے ایک پرندہ تم لے لو۔ عفال بن شیبہ بیان کرتے ہیں میں ہشام کے پاس پہنچا وہ گہرے سبز رنگ کی قیاسینے ہوئے تھے انہوں نے مجھے خراسان جانے کی ہدایت کی لیکن میری نظر ان کی قبا پر ہی تھی۔ ہشام میرا مقصد سمجھ گئے کہنے لگے تمہیں کیا ہوا ہے آخر تم نکلی بندھنے کا دلچر رہے ہو عقاب کہتے ہیں میں نے کہا آپ کی یہ سبز قیاسین بہت اچھی لگتی ہے میں نے خلافت سے قبل بھی اس طرح کی قبا آپ کے جسم پر دیکھی تھی، ہشام نے کہا خدا کی قسم میرے پاس اس کے سوا کوئی دوسری قبا نہیں ہے میرے پاس جو کچھ مال ہے وہ تم سب لوگوں کا ہے عقاب کہتے ہیں اگرچہ سچ ہے مگر ہشام کے خجل ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔

ابو بکر بن ابی الدنیا نے ہشام کے میرمنی سالم کے حوالے سے لکھا ہے جنہوں نے بتایا کہ ایک روز ہشام ایوان خلافت میں آیا تو سخت مضموم تھا اس موقع پر اس نے ابرش بنی الولید کو اپنے پاس بلانے کیلئے کہی اور جب وہ آگیا تو اس نے کہا امیر المومنین یہ آپ کا کیا حلال ہو گیا ہے ہشام نے کہا مجھے پریشانی کیوں نہ ہو، اہل نجوم کیا ہے میں آج سے تین سو دن ختم ہو جاؤں گا ابرش بن الولید نے کہا ہم نے یہ بات کر لی ہے چنانچہ جب اس مدت کی آخری رات آئی تو ہشام کہہ رہا تھا میری دوا والا حالانکہ دوا اس سے پہلے ہی اس کے پاس پہنچ چکی تھی بہر حال وہ دوا اس نے کھائی مگر اسکو درد کی سخت

تکلیف تھی جو ساری رات رہی، پھر ہشام نے حکم دیا سالم تم اپنے گھر جاؤ مجھے پہلے سے افاقہ ہے اور دوا بھی میرے پاس موجود ہے سالم کہتے ہیں مس وہاں سے پل پڑا اور ابھی گھر پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ لوگوں کی چیخ و پکار کی آواز کانوں میں آئی چنانچہ جب میں پہنچا تو ہشام انتقال کر چکے تھے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ہشام نے اپنے بیٹوں پر ایک نظر ڈالی جو اس کے گرد جمع تھے اور دور ہے تھے اس وقت ہشام نے ان سے کہا میں نے تمہارے لئے دنیوی راہ ہموار کر دی ہے مگر تم ہو کہ دور ہے ہو میں نے تمہارے لئے بہت کچھ دولت چھوڑی ہے اور جو کچھ حاصل کیا ہے تمہارے ہی لئے ہے اگر اللہ نے ہشام کو نہ بخشا تو برا انجام ہوگا جب ہشام کا انتقال ہو گیا تو اس کے خزانے سربر کردیئے گئے لیکن جب اس کے نہانے کیلئے پانی گرم کرنے کیلئے تلوں کی ضرورت ہوئی تو اس کے لئے پیسے نہ تھے حتیٰ کہ عاریتاً مانگنے گئے۔

ہشام کی وفات اصفہ میں ربیع الآخر ۱۲۵ھ کو بدھ کے دن ہوئی اس وقت اس کی عمر پچاس سے کے لگ بھگ تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں ساٹھ سال سے متجاوز ہو گئی تھی ان کی نماز الولید بن یزید نے پڑھائی جو ہشام کے بعد خلیفہ ہوا۔ ہشام کی مدت خلافت پچیس سال ایک ماہ تھی۔ مؤلف کہتا ہے جب ہشام بن عبد الملک کا انتقال ہو گیا تو بنی امیہ کا بھی گویا جنازہ نکل گیا اور جہاد و قتال کے معاملات بھی ٹھنڈے پڑ گئے اور بنی امیہ کے معاملات میں ایک گونہ اضطراب و خرابی پیدا ہونے لگی۔ اور اگرچہ ان کی خلافت سات سال مزید چلتی رہی مگر اختلافات و اضطراب پر ہتھی رہا حتیٰ کہ بنو عباس نے ان پر خروج کیا اور بنو امیہ کو اقتدار سے بالآخر محروم کر کے ان کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا۔ اور خلافت ہر کلچتا قابض ہو گئے جس کا تفصیلی حال مناسب موقع پر بیان ہوگا۔ انشاء اللہ۔

خدا کا شکر ہے کہ البدایہ والنہایہ جز نہم کی تکمیل ہوئی، اس کے بعد جز دہم شروع ہوگا۔

جس کا آغاز ولید بن یزید بن الملک کی خلافت سے ہوگا۔

ختم شد



تاریخ ابن کثیر..... حصہ دوم ولید بن یزید بن عبد الملک کی خلافت

واقعی کا قول ہے کہ ۶ ربیع الثانی بروز بدھ ۱۲۵ھ کو ولید بن یزید بن عبد الملک کو خلیفہ بنایا گیا۔
ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ ولید بن یزید بن عبد الملک کو ۳۴ سال کی عمر میں ربیع الثانی میں ہفتہ کے روز خلیفہ بنایا گیا کیوں کہ اس کے والد یزید بن عبد الملک نے اپنے بھائی ہشام کے بعد اپنے لڑکے کو ولی عہد بنایا تھا ہشام نے ولی عہد بننے کے بعد اپنے بھتیجے ولید کا اعزاز و اکرام کیا حتیٰ کہ اس پر شراب نوشی اور برے ہمنشینوں کی صحبت لہو و لعب کی مجالس غالب آ گئیں۔ ہشام نے ولید کو مذکورہ خرافات سے باز رہنے کا حکم دیا۔
۱۱۶ھ میں ولید کو امیر حج مقرر کیا گیا۔ ولید اس موقع پر اپنے چچا سے پوشیدہ طور پر شکاری کتے صندوقوں میں بھر کر لے گیا دوران سفر ایک صندوق گر گیا لوگوں نے کتوں کی آوازیں سنیں جس کی وجہ سے انہوں نے کتوں کو اونٹوں پر لادنا چاہا لیکن ولید نے لوگوں کو اس سے منع کر دیا۔
بعض کا قول ہے کہ اس موقع پر ولید نے کعبہ کے برابر ایک خیمہ تیار کیا کیوں کہ اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس کو سطح کعبہ پر نصب کر کے شراب اور لہو و لعب کے آلات لے کر اپنے دوستوں کے ساتھ وہاں مجلس منعقد کرے لیکن مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد لوگوں کے ادران کے اعتراضات کے خوف کی وجہ سے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

جب ہشام کو اس کی غلط کاریوں کا علم ہوا تو اس نے اپنے بھتیجے کو متعدد بار مذکورہ بالا برائیوں سے دور رہنے کا حکم دیا لیکن ولید نے اپنے چچا کی ہدایت پر بالکل عمل نہیں کیا اور مسلسل بری عادتوں پر چلتا رہا بالآخر ہشام نے ولید کو اس کے عہدہ سے معزول کرنے کا عہد کر لیا کاش وہ ایسا کر لیتا۔
امراء اس کے ماموں اور اہل مدینہ کی ایک جماعت نے بھی اس بارے میں ہشام کی حمایت کا اعلان کیا لیکن ہشام اپنے ارادہ کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا۔ حتیٰ کہ ایک روز ہشام نے ولید کو غضبناک ہو کر کہا ”تو ہلاک ہو“ قسم بخدا! مجھے تو تیرے اسلام پر قائم رہنے میں شک ہے اس لئے کہ علی الاعلان تو برائی کا ارتکاب کر چکا ہے۔ اس موقع پر ولید نے ہشام کے پاس مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر بھیجے:

(۱)..... اے ہمارے دین کے بارے میں سوال کرنے والے! ہم ابو شاکر کے دین پر قائم ہیں۔

(۲)..... ہم اسے کبھی خالص گرم پانی کے ساتھ اور کبھی نیم گرم پانی کے ساتھ پیتے ہیں۔

ہشام اپنے لڑکے مسلمہ پر غضبناک ہو کر (جو ابو شاکر کے نام سے موسوم تھا) اسے کہنے لگا کہ تو ہشام کی مانند بننا چاہتا ہے، حالانکہ میں تجھے خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔ پھر ہشام نے سن ۱۱۹ھ میں مسلمہ کو امیر حج مقرر کیا اس نے وقار اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا، مکہ اور مدینہ کی عوام میں مال تقسیم کیا اور اس وقت اہل مدینہ کے غلام نے یہ اشعار کہے:

(۱)..... اے وہ شخص جو ہمارے دین کے بارے میں سوال کر رہا ہے ہم ابو شامہ کے دین پر قائم ہیں۔

(۲)..... جو رسیوں سمیت گھوڑوں کو بخشے والا ہے اور زندیق اور کافر نہیں ہے۔

ولید کے فواحش اور منکرات میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ولید اور ہشام میں کشیدگی بڑھ گئی حتیٰ کہ ہشام نے اس سے قطع تعلق کر کے اپنے لڑکے مسلمہ کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کر لیا۔ ولید جنگلات کی طرف بھاگ گیا، اس کے بعد ولید اور ہشام کے درمیان بڑے تلخ انداز میں مراسلت ہوتی رہی۔ ہشام ولید کو دھمکیاں دیتا رہا، دونوں میں کشیدگی جاری رہی حتیٰ کہ اسی دوران ہشام کی وفات ہو گئی۔ اس رات ولید بہت پریشان تھا، اپنی پریشانی کا اظہار اس نے اپنے بعض ساتھیوں کے سامنے بھی کیا، اس نے کہا کہ آج کی رات پریشانی میں گزری ہے، اب ہم سوار ہوتے ہیں، امید ہے کہ آج ہم کوئی خوشخبری سنیں گے ولید نے سفر شروع کیا، اس دوران وہ ہشام اور اس کی دھمکیوں کا ذکر کرتا رہا۔ ولید نے سفر کے دو میل ہی طے کئے تھے کہ دور سے شور و شغب کی آواز سنائی دی اور گردوغبار دکھائی دینے لگا۔ پھر ایلیچوں سے اس بات کا پتہ چلا کہ وہ اسے خلیفہ بنانا چاہتے ہیں اس نے بعض ساتھیوں سے کہا کہ تم ہلاک ہو یہ ہشام کے ایلیچی ہیں اے اللہ! ان کے شر سے ہماری حفاظت فرما۔ ایلیچی جب ولید کے قریب پہنچے تو اس کے سامنے پیدل چلنے لگے، انہوں نے سلام کر کے اسے خلافت کی خوشخبری دی۔ ولید نے حیران ہو کر ان سے پوچھا کہ کیا ہشام کی وفات ہو گئی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! ولید نے سوال کیا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ دیوان کے افسر سالم بن عبد الرحمن نے، یہ کہہ کر انہوں نے اسے خط دیا۔ ولید نے وہ خط پڑھا، پھر اس نے لوگوں کے احوال اور اپنے چچا کے بارے میں اس سے پوچھا انہوں نے تمام حالات سے اسے باخبر کیا ولید نے اسی وقت ہشام کے اموال اور اس کی جائیداد کی حفاظت کا حکم دیا اس نے یہ اشعار بھی پڑھے:

(۱)..... ہائے افسوس! اگر ہشام زندہ رہتا تو وہ اپنے پیانے کو بھرا ہوا دیکھتا

(۲)..... ہم نے اسی کے صاع کے ساتھ اسے وزن کر کے دیا اس معاملے میں ہم نے اس پر ذرہ بھر بھی زیادتی نہیں کی

(۳)..... ہم نے خلاف شریعت کوئی کام نہیں کیا بلکہ ہم نے اللہ کے کلام کے مطابق عمل کیا۔

زہری ہشام کو ولید کے خلاف برا بیخند کرتا رہتا تھا، اسے ولید کی معزولی کے بارے میں ترغیب دیتا رہتا تھا لیکن ہشام نے فوج کی ناراضگی اور لوگوں میں ذلت کے خوف سے ولید کو خلافت سے معزول نہیں کیا۔ ولید زہری کی باتوں کو سمجھتا تھا اور وقتاً فوقتاً دھمکی دیتا رہتا تھا۔ زہری نے ولید سے کہا کہ اے فاسق! اللہ تجھ جیسے بے دین شخص کو مجھ پر مسلط نہیں کرے گا، اتفاق سے ولید کی خلافت سے قبل زہری کی وفات ہو گئی۔ پھر ولید نے چچا کی جائیداد کی حفاظت کا حکم دیا۔ اور خود اسی وقت دمشق کی طرف روانہ ہوا اور عمال کو مقرر کیا اطراف سے بیعت کی خبریں آئیں وفود کی شکل میں لوگ اس کے پاس آئے۔ آرمینہ کے نائب حاکم مروان بن محمد نے اس کے پاس خط لکھا جس میں اس نے ولید کی خلافت کے لئے برکت کی دعا کی تھی۔ ہشام کی وفات اور اس کے مقابلے میں کامیابی پر اسے مبارکباد دی اور یہ بھی لکھا کہ ہم اپنے علاقوں میں تمہارے لئے از سر نو لوگوں سے بیعت لیں گے نیز ہم آپ کے خلیفہ بننے پر بہت خوش ہیں اگر ہماری سرحدیں محفوظ ہوتیں تو میں از خود آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتا۔

پھر ولید نے لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ کیا، معذورین کے لئے خادم مقرر کئے، مسلمانوں کے عیال کے لئے بیت المال سے خوشبوئیں اور تحائف نکالے، خصوصاً اہل شام اور وفود کے عطیات میں اضافہ کر دیا۔

ولید فیاض، قابل تعریف، شاعر اور خدا ترس انسان تھا۔ سائل کو کبھی بھی محروم نہیں کرتا تھا۔ مندرجہ ذیل اشعار میں اپنی فیاضی کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

(۱)..... اگر میری راہ میں رکاوٹیں حائل نہ ہوں تو عنقریب میں تمہارے لئے راحت کا ضامن ہوں۔

(۲)..... عنقریب تم خوب اچھی طرح نوازے جاؤ گے میری طرف سے بھی تمہیں ہدایا موصول ہوں گے۔

(۳)..... تمہارا دیوان اور عطیہ محفوظ ہے، جسے کاتب ایک ماہ تک لکھتے اور طبع کرتے رہتے ہیں۔

اسی سال ولید نے اپنے لڑکے (حکم اور عثمان) کو اپنے بعد ولی عہد بنانے کے لئے لوگوں سے بیعت لی عراق اور خراسان کے امیر یوسف بن عمر کے پاس بیعت کا پیغام پہنچایا، اس نے خراسان کے نائب حاکم نصر بن سیار کے پاس پیغام بھیجا۔ اس موقع پر نصر نے اس کی بیعت کے بارے میں

ایک فصیح و بلیغ اور طویل خطبہ دیا۔ ابن جریر نے وہ خطبہ من و عن نقل کیا ہے۔ اس کے بعد مشرق و مغرب میں ولید کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ ولید نے نصر بن سيار کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ خراسان کے با اختیار امیر ہیں۔

اس کے بعد یوسف بن عمر ولید کے پاس پہنچ گیا، اس نے ولید سے خراسان کی ولایت کا سوال کیا، ولید نے اس کی فرمائش پوری کر دی، اس کی پوزیشن ویسی ہی ہو گئی جیسے ہشام کے زمانے میں تھی۔ نصر بن سیار کو اس کا ماتحت کر دیا۔ اس کے بعد یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو بمع اہل و عیال تحفے تحائف دے کر ولید کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ نصر بن سیار نے ایک ہزار غلام اور باندیاں اونٹوں پر لا کر اس کے علاوہ دیگر بہت سا سامان سونا چاندی لے کر ولید کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ ولید نے بھی اسے سارنگی، باج، گلوکار، تیز رفتار ترکی گھوڑوں کے علاوہ دیگر لہو و لعب کے آلات کے ساتھ جلد پہنچنے کا حکم دیا۔ لوگوں کو نصر بن سیار کی یہ بات پسند نہیں آئی۔ مزید نجومیوں نے نصر بن سیار کو شام میں بڑے فتنے کے ظہور کی پیشین گوئی کی جس کی وجہ سے نصر بن سیار نے آنے میں تاخیر کی، پھر نصر بن سیار کو راستے ہی میں ایلیچیوں نے ولید کے قتل کی خبر دی اور یہ کہ شام اس وقت فتنوں کی زد میں ہے۔ نصر بن سیار ولید کے قتل کی خبر سن کر اپنا سارا سامان لے کر ایک شہر میں اقامت پذیر ہو گیا۔ نصر بن سیار کو یوسف بن عمر کے عراق سے فرار ہونے اور حالات کشیدہ ہونے کی بھی خبر ملی یہ سب کچھ ولید کے قتل کی وجہ سے ہوا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

اسی سال ولید نے یوسف بن محمد بن یوسف انقش کو مکہ مدینہ کا گورنر بنایا اور اسے ہشام بن اسماعیل الخزومی کے دونوں لڑکے ابراہیم اور محمد کو مدینہ میں ذلت کے ساتھ ٹھہرانے کا حکم دیا کیوں کہ وہ دونوں اس کے ماموں ہشام کے لڑکے تھے۔ ولید نے حاکم مدینہ کو ان دونوں کو عراق کے نائب حاکم یوسف بن عمر کے حوالہ کرنے کا بھی حکم دیا، چنانچہ اس نے ان دونوں کو یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا، عراق کا نائب حاکم ان دونوں کو تکالیف دیتا رہا حتیٰ کہ اس کے پاس ان دونوں کا انتقال ہو گیا اس نے ان کا کافی مال بھی چھین لیا۔

اسی زمانہ میں یوسف بن محمد بن یحییٰ بن سعید انصاری کو مدینہ کا قاضی بنایا گیا۔ سال رواں ہی میں ولید بن یزید نے اپنے بھائی کی ماتحتی میں اہل قبرص کی طرف ایک لشکر روانہ کیا، اسے حکم دیا کہ ان کو روم اور شام منتقل ہونے کا اختیار دے دینا، چنانچہ بعض لوگ مسلمانوں کے پاس شام منتقل ہو گئے بعض بلاد روم کی طرف چلے گئے۔

ابن جریر کا قول ہے کہ بعض اہل سیر کے قول کے مطابق اسی سال سلیمان بن کثیر، مالک بن یثیم، لاہر بن قریظ اور قطبہ بن شیب نے محمد بن علی سے ملاقات کر کے ابو مسلم کا واقعہ اس کے سامنے بیان کیا۔ محمد بن علی نے ان سے سوال کیا کہ ابو مسلم آزاد تھا یا غلام؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ خود تو اپنے آپ کو آزاد ظاہر کرتا تھا لیکن اس کا آقا اس کی غلامی کا دعویٰ کرتا ہے۔ پھر انہوں نے اس کو خرید کر آزاد کر دیا۔ انہوں نے محمد بن علی کو دو لاکھ درہم اور تیس لاکھ کی پوشاک بھی پیش کی محمد بن علی نے ان سے کہا کہ شاید آئندہ ہماری ملاقات نہ ہو اگر میں اس دنیا سے چلا جاؤں تو میرے بعد میرا لڑکا ابراہیم بن محمد تمہارا امیر ہوگا اس کے بارے میں میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ کی شان کہ اسی سال ذی القعدة کے اختتام پر محمد بن علی کے والد کی وفات کے سات سال بعد انتقال ہو گیا۔

اسی برس یحییٰ بن زید بن علی کا خراسان میں انتقال ہو گیا اسی سال مکہ مدینہ طائف کے امیر یوسف بن محمد ثقفی نے لوگوں کو حج کرایا۔
عراق کا امیر یوسف بن عمر اور خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا۔ خراسان کا امیر وفود کے ساتھ تحفے تحائف لے کر امیر المؤمنین ولید کے پاس جانے کا ارادہ کئے ہوئے تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی ولید کی وفات ہو گئی۔

خواص کی وفات

محمد بن علی یہ محمد بن علی ابن عبد اللہ بن عباس ابو عبد اللہ المدنی جو السفاح اور المنصور کے والد ہیں اپنے والد داد اسمعید بن جبیر اور جماعت سے روایت کی ان سے ایک جماعت (جس میں ان کے دونوں لڑکے ابو العباس عبد اللہ السفاح، ابو جعفر عبد اللہ المنصور ہیں) نے روایت حدیث کی۔ عبد اللہ بن محمد حنفیہ نے اپنے بعد ان کو خلیفہ بنانے کی وصیت کی تھی ان کے یاس اخبار کا علم بھی تھا، انہوں نے ان کو ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد

کے خلیفہ بننے کی خوشخبری دی۔ ۸۷ھ میں اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی، جس کی وجہ سے ان کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ اسی یا اس سے پہلے اس کے بعد آنے والے سال ۶۳ھ میں وفات ہو گئی۔ عبداللہ بن محمد بن حنفیہ حسین و جمیل انسان تھے۔ اس نے اپنے بعد اپنے لڑکے ابراہیم کے بارے میں ولی عہد بنانے کی وصیت کی تھی لیکن ابراہیم کے بجائے اس کے لڑکے السفاح کی حکومت کو غلبہ حاصل ہو گیا اس نے ۳۲ ہجری میں جیسا کہ عنقریب آئے گا بنو امیہ سے حکومت چھین لی۔

یحییٰ بن زید..... یہ یحییٰ بن زید ابن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں کیونکہ سن ۱۳۱ ہجری میں اس کے والد زید کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس کے بعد سے یحییٰ بن زید مسلسل خراسان میں حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس روپوش رہا حتیٰ کہ اس دوران ہشام کی وفات ہو گئی، اس وقت یوسف بن عمر نے نصر بن سيار کو یحییٰ کے معاملے سے آگاہ کیا تھا۔ نصر بن سيار نے عقیل بن معقل عجل کے واسطے سے بلخ کے نائب حاکم کو حریش کے پاس یحییٰ بن زید کی روپوشی سے آگاہ کیا تھا۔ بلخ کے نائب حاکم نے حریش کو حاضر کر کے چھ سو کوڑے لگوائے لیکن اس نے یحییٰ کے بارے میں بالکل نشاندہی نہیں کی پھر اس کے لڑکے نے یحییٰ کے بارے میں نشاندہی کر دی اس کو جیل میں ڈال دیا گیا اس کے بعد نصر بن سيار نے یوسف کو اس کی اطلاع کر دی اس نے ولید بن یزید کو یحییٰ کی گرفتاری سے آگاہ کیا ولید نے نصر بن سيار کو حکم دیا کہ یحییٰ کو جیل سے نکال کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ میرے پاس بھیج دو۔ نصر بن سيار نے اسے رہا کر کے دمشق کی طرف روانہ کر دیا دوران سفر نصر نے یحییٰ سے خطرہ محسوس کیا جس کی وجہ سے نصر نے یحییٰ کے مقابلے میں دس ہزار کا لشکر روانہ کیا۔ یحییٰ بن زید نے سب کو شکست دے دی، ان کے امیر کو گرفتار کر لیا، ان کا بہت سا مال چھین لیا، پھر ایک اور لشکر اس کے مقابلے میں آیا۔ اس نے یحییٰ بن زید سے مقابلہ کر کے تمام ساتھیوں سمیت اس کا سر قلم کر دیا (اللہ ان سب پر رحم فرمائے)۔

واقعات ۱۲۶ ہجری

ولید بن زید بن عبد الملک کی وفات اور اس کے حالات کا بیان..... یہ ولید بن زید بن عبد الملک بن مروان بن حکم ابو العباس الاموی الدمشقی ہیں۔ گزشتہ سال ان کے چچا کی وفات کے بعد ان کے والد کے ولی عہد بنانے کی وجہ سے ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی، ان کی والدہ ام الحجاج بنت محمد بن یوسف الشقی ہیں سن ولادت ۹۰ھ یا ۹۲ھ یا ۹۷ھ ہے۔ سن وفات ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۶ھ ہے۔ ان کا قتل لوگوں میں بڑے فتنے کے ظہور کا سبب بنا، بہر حال یہ اپنے فسق یا زندقیت کی وجہ سے قتل ہوئے۔

امام احمد کا قول ہے کہ ہم سے ابو مغیرہ نے ان سے ابن عیاش نے بواسطہ اوزاعی، زہری اور سعید بن مسیب کے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے (کہ آپ علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی انہوں نے اس کا نام ولید رکھا اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے اس کا نام فرعون کے نام پر رکھا کیونکہ میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام ولید ہوگا جو فرعون سے بڑھ کر فسادی ہوگا۔)

حافظ ابن عساکر کا قول ہے کہ ولید بن مسلم معقل بن زیاد، محمد بن کثیر، بشر بن بکر نے اس حدیث کو اوزاعی سے مرسل روایت کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سند کا ذکر نہیں کیا۔ ابن کثیر نے سعید بن مسیب کا واسطہ ترک کر کے تمام اسانید، الفاظ اور تمام طرق کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے۔

امام بیہقی نے نقل کیا ہے کہ یہ روایت مرسل حسن ہے۔ انہوں نے (محمد بن محمد بن عمر بن عطاء عن زینب بنت ام سلمہ عن امہا) کے طریق سے روایت نقل کی ہے (کہ میرے پاس مغیرہ خاندان کا ایک لڑکا تھا آپ علیہ السلام تشریف لائے آپ نے اسے دیکھ کر ارشاد فرمایا تم اس کا نام تبدیل کر دو کیونکہ عنقریب میری امت میں ولید نام سے ایک فرعون پیدا ہوگا۔)

ابن عساکر نے اس روایت کو عبداللہ بن محمد بن مسلم، شامد بن غالب الانطاکی، شامد بن سلیمان بن ابی داؤد، شامد بن ہشام بن الغاز، عن

مکحول عن ابی ثعلبۃ الخثنی، عن ابی عبیدۃ بن جراح کے حوالہ سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میری امت عدل پر قائم رہے گی حتیٰ کہ بنو امیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کریگا۔

ولید کے قتل اور اس کی حکومت کے زوال کا بیان..... یہ شخص اعلانیہ گناہ کرنے والا، بدکاریوں پر مصر اور اللہ کے محارم کی بے حرمتی کرنے والا تھا۔ گناہوں سے بالکل باز نہیں آتا تھا۔ اسی لئے بعض افراد نے اس پر زندیقیت اور دین کو ختم کرنے کا الزام عائد کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

لیکن اس کی بابت یہ ظاہر ہوا کہ وہ ایک شاعر بے حیا، اللہ کا نافرمان، علی الاعلان فواحش کا مرتکب اور خلافت سے پہلے اور اس کے بعد کسی سے حیانتہ کرنے والا انسان تھا۔ بعض کا قول ہے کہ ولید کا بھائی سلیمان بھی اس کے قاتلین میں شامل تھا کیونکہ خود اس کا اپنے بھائی ولید کے متعلق یہ قول تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ شراب نوش، بے حیا اور فاسق شخص تھا۔ اس کی ان خرابیوں نے ہی میرے نافرمان نفس کو اس کے قتل پر آمادہ کیا تھا۔

معافی بن زکریا نے ابن درید ابی حاتم کے واسطے سے عتبہ کا قول نقل کیا ہے کہ ولید بن یزید ایک حسین و جمیل سفری نامی نصرانی عورت کو دیکھ کر اس کا عاشق بن گیا تھا، اس نے ایک شخص کے ذریعے اسے برائی پر آمادہ کرنا چاہا، لیکن عورت نے انکار کر دیا، اتفاق سے انہی دنوں عید کی وجہ سے نصاریٰ کا ہنسیہ میں اجتماع ہوا، ولید قریب ہی ایک باغ میں چلا گیا اور اس نے پاگلوں کا بھیس اپنا لیا، عورتیں کنیسہ سے باغ میں آگئیں ان میں اس کی معشوقہ بھی تھی، ولید نے خوب اچھی طرح اس کی زیارت کی، اس سے باتیں کیں اور کافی حد تک اسے دلی سکون حاصل ہو گیا۔

سفری باہر آئی تو دوسری عورتوں نے اسے شرم سار کرتے ہوئے کہا تو (ہلاک ہو) اسے پہچانتی بھی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں! پھر اسے بتایا گیا کہ یہ ولید ہے۔ اب وہ اس پر مہربان ہو گئی ولید تو اس کے مہربان ہونے سے پہلے ہی اس پر مہربان ہو گیا تھا۔ ولید نے اس کے بارے میں چند اشعار کہے:

(۱)..... اے ولید اپنے مغموم دل کو خوش کر جو قدیم زمانہ سے خوبصورت عورتوں کا شکاری ہے۔

(۲)..... اس حسین و جمیل نرم و نازک عورت کی محبت سے دل خوش کر جو عید کے روز کنیسہ سے ہمارے لئے نمودار ہوئی۔

(۳)..... میں مسلسل اسے عاشق کی آنکھوں سے دیکھتا رہا حتیٰ کہ میں نے اسے لکڑی کا بوسہ دیتے ہوئے دیکھا۔

(۴)..... میری جان ہلاک ہو تم میں سے کسی نے صلیب کی طرح معبود دیکھا ہے؟

(۵)..... میں نے اللہ سے اس کی جگہ پر ہونے کی دعا کی۔

جب لوگوں کو اس کا حال معلوم ہو گیا اور اس کا مکروفریب سب پر ظاہر ہو گیا تو ولید نے سفری کے بارے میں دو شعر کہے بعض کا قول ہے کہ ولید نے خلیفہ بننے سے پہلے یہ اشعار کہے تھے:

(۱) اے سفری! تیری شراب نوشی کیا خوب ہے، اگر چہ لوگ مجھے نصرانی اور شراب نوشی کا طعنہ دیتے ہیں۔

(۲)..... پورے دن اکٹھے گزارنا اور ظہر اور عصر کی نماز چھوڑنا ہمارے لئے کوئی بڑی بات نہیں۔

ابوالفرج المعافی بن زکریا الجری (جو ابن طرار النہروانی سے مشہور ہیں) کا قول ہے کہ ولید کی بے دینی اور فسق و فجور کی باتیں بے شمار ہیں ہم نے نظم میں اس کی کفریہ باتیں اور گمراہ کن باتوں کی تردید کی ہے۔

ابن عساکر نے سند بیان کیا ہے کہ ولید نے حیرہ میں ایک شراب نوش کے بارے میں سنا تو اس نے دو ساتھیوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی شراب کے تین رطل لے لئے، فارغ ہو کر اس نے شراب نوش کے لئے پانچ سو دینار دینے کا حکم دیا۔ قاضی ابوالفرج کا قول ہے کہ بعض افراد نے ولید کی غلط باتوں کو جمع کر کے ایک مجموعہ بیان کیا ہے۔ میں نے بھی اس کے کچھ حالات اور وہ اشعار (جو اس کی بے وقوفی، بے نیکی کمزوری، بیہودہ باتوں، قرآن اور اللہ اور رسول کے انکار پر مشتمل ہیں) نقل کئے ہیں اور اس کے کمزور اشعار کا مضبوط اشعار اور اس کا حق و باطل کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ اللہ سے رضا اور اس کی مغفرت کی امید کی ہے۔

ابوبکر بن ابی خیمہ کا قول ہے کہ ہم سے سلیمان بن ابی شیخ نے صالح بن سلیمان کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ ایک بار ولید نے حج کا ارادہ کیا اور

کہنے لگا کہ میں حج کے موقع پر بیت اللہ کی چھت پر شراب نوشی کروں گا۔ لوگوں نے اس کے گھر سے نکلنے کے وقت اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا، پھر وہ خالد بن القسری کے پاس آئے لوگوں نے ان کو اپنے ساتھ حج پر لے جانے کی درخواست کی لیکن خالد نے انکار کر دیا، لوگوں نے اس سے کہا کہ ہماری اس بات کو ولید سے مخفی رکھنا انہوں نے کہا کہ بہتر! لوگوں کے جانے کے بعد خالد نے ولید کے پاس آکر کہا کہ آپ حج پر نہ جانا اس لئے کہ مجھے تیرے متعلق لوگوں سے خطرہ ہے۔

ولید نے خالد سے کہا کہ ان لوگوں کا نام بتادے ورنہ تجھے یوسف بن عمر کے حوالے کر دوں گا، خالد نے کہا کہ خواہ تو مجھے یوسف بن عمر کے حوالے کر دے لیکن ان کا نام ظاہر نہ کروں گا، اس کے بعد ولید نے خالد کو یوسف بن عمر کے حوالہ کر دیا، یوسف نے خالد کو سزا دے کر اسے قتل کر دیا۔ ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ جب خالد نے بتانے سے انکار کر دیا تو ولید نے خالد کو جیل میں ڈال دیا پھر جیل سے نکال کر یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا، یوسف نے اس کے اموال چھین کر اس کو قتل کر دیا۔

بعض کا قول ہے کہ یوسف ولید کے پاس آیا تو اس نے ولید سے خالد کو پچاس لاکھ میں خرید لیا پھر اس کے مال پر قبضہ کر کے اسے مار مار کر ہلاک کر دیا، اہل یمن کو اس پر بہت غصہ آیا انہوں نے ولید کے خلاف بغاوت کر دی۔

زبیر بن بکر کا قول ہے کہ ہم سے مصعب بن عبد اللہ نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایک روز مہدی کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ولید کا تذکرہ ہوا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ وہ زندیق تھا اس پر مہدی نے کہا کہ اللہ کی خلافت اس کے پاس اس بات سے زیادہ بڑی تھی کہ اسے زندیق بنائے۔

احمد بن عمیر حوصاء دمشقی کا قول ہے کہ ہم سے عبد الرحمن بن حسن نے ولید بن مسلم حصین بن ولید کے واسطے سے ازہری بن ولید کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ام الدرداء سے سنا وہ کہتی تھیں کہ شام اور عراق کے درمیان جب بنو امیہ کا ایک نوجوان ظلماً قتل کیا جائے گا تو اس کی اطاعت پوشیدہ رہے گی اور اس کا خون ناحق زمین پر بہایا جائے گا۔ یہ امام ابو جعفر بن جریر طبری کا قول ہے۔

یزید بن ولید ناقص کا ولید بن یزید کو قتل کرنا..... گزشتہ صفحات میں ہم نے ولید بن یزید کے فسق و فجور، گمراہی، بے وقوفی، نماز اور دیگر امور دینیہ سے کمزوری کا ذکر کر دیا۔ خلیفہ بننے کے بعد اس کے فسق و فجور، لہو و لعب، شکار بازی، شراب نوشی اور سرکشی میں اضافہ ہوتا ہی چلا گیا۔ امراء، رعایا، فوج نے اس کی ان نازیبا حرکتوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ خود اس نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا حتیٰ کہ ہلاک ہو گیا مزید اس نے خراسان کی سب سے بڑی فوج یمانیہ کو خراب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے چچا ہشام کے دونوں لڑکوں کو بھی اپنا مخالف بنالیا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جب اس نے خالد بن عبد اللہ القسری کو اس کے قدیم عراق کے نائب حاکم یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا وہ اس کو سزا دیتا رہا حتیٰ کہ اس نے خالد کو قتل کر دیا لوگوں کو خالد کے قتل پر بہت غصہ آیا جیسا کہ ہم عنقریب اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

سلیمان بن جریر نے سند بیان کیا ہے کہ ولید بن یزید نے عم زاد ہشام کو سو کوڑے مارے اور اس کے سر اور ڈاڑھی کے بال نوچ ڈالے پھر اسے عمان جلاوطن کر کے جیل میں بند کر دیا وہ ولید کی وفات تک وہیں رہا اس نے اپنے چچا ولید بن عبد الملک کے خاندان کی باندی پر قبضہ کر لیا، عمر بن الولید نے باندی کی واپسی کے بارے میں اس سے گفت و شنید کی لیکن اس نے اسے واپس کرنے سے انکار کر دیا، عمر بن ولید نے کہا کہ جب تمہاری فوج کے گرد نہنہانے والے جمع ہوں گے اس وقت تم پر اصل حقیقت واضح ہو جائے گی انہم نے یزید بن ہشام کو گرفتار کر کے اس کے دونوں لڑکے حکم و عثمان کے لئے لوگوں سے بیعت لے لی حالانکہ وہ اس وقت دونوں نابالغ تھے یہ بات بھی لوگوں پر گراں گزری انہوں نے اسے نصیحت کی اور اس سے روکا لیکن کوئی بات کارگر ثابت نہیں ہوئی۔

مدائنی کا قول ہے کہ لوگوں پر یہ بات بہت گراں گزری انہوں نے بنو ہاشم اور بنو ولید پر کفر و زندیقیت، اپنے آباء کی امہات سے خلوت و لواطت وغیرہ کا الزام لگایا لوگوں کا قول ہے کہ انہوں نے سوطوق تیار کئے تھے، ہر طوق پر بنو ہاشم کے ایک فرد کا نام لکھا ہوا تھا۔ اسے قتل کرنے کے لئے لوگوں نے اس پر زندیقیت کا الزام لگایا سب سے زیادہ الزام تراشی کرنے والا یزید بن ولید بن عبد الملک تھا لوگوں کا رجحان بھی اسی کی طرف تھا۔ کیونکہ ظاہراً

وہ متقی اور متواضع انسان تھا وہ لوگوں سے کہتا تھا کہ ہم ولید کے بارے میں اس وقت تک خوش نہیں ہو سکتے جب تک لوگ اس پر حملہ کر کے اسے قتل نہ کر دیں اس کام کے لئے یزید بن ولید نے یمانیہ، قضاعہ امراء کی ایک جماعت کے ولید بن عبد الملک کے ساتھ تیار کیا اس کام کا سرغنہ سادات بنو امیہ سے یہی یزید بن ولید بن عبد الملک تھا جو مصلح، دیندار اور متقی انسان تھا انہی خوبیوں کی وجہ سے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بھائی عباس بن ولید نے اسے منع کیا لیکن اس نے اس کی بات پر عمل نہیں کیا اس نے کہا کہ اگر مجھے خطرہ نہ ہوتا تو میں تجھے گرفتار کر کے اس کے پاس بھیج دیتا۔

اسی زمانے میں دمشق میں وباء پھیلی جس کی وجہ سے لوگوں نے دمشق سے نقل مکانی شروع کر دی، ولید نے بھی دو سو افراد کے ہمراہ دمشق کے بالائی حصے کی طرف نقل مکانی شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے یزید بن ولید کے لئے راہ ہموار ہو گئی، اس کے بھائی عباس نے اس کو ولید کے قتل کی شدت سے منع کیا لیکن اس نے اپنے بھائی کی بات ٹھکرا دی اس پر اس کے بھائی عباس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

(۱)..... میں تجھے پہاڑ کی مثل بلند فتنوں سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

(۲)..... عوام تمہاری سیاست سے بیزار ہو چکی ہے تم دین کے ستون کو مضبوطی سے پکڑو۔

(۳)..... بھیڑیوں جیسے لوگوں کو اپنا گوشت مت کھاؤ۔

(۴)..... اپنے پیٹ کو اپنے ہاتھوں سے مت چاک کرو، کیوں کہ اس وقت حسرت اور ندامت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

جب یزید کا معاملہ مضبوط ہو گیا بیعت کرنے والوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو اس نے دمشق کا قصد کیا ولید کی غیر موجودگی میں دمشق میں داخل ہو گیا۔ رات کے وقت اکثر دمشق کے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی اس کو اطلاع ملی کہ اہل مزہ نے اپنے سردار معاویہ بن مصاد کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یزید کچھ ساتھیوں کو لے کر پیادہ اس کے پاس گیا رات کے وقت انہوں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا، پھر وہ اس میں داخل ہو گئے یزید نے بیعت کے معاملے میں اس سے گفتگو کی معاویہ بن مصاد نے بھی اس کی بیعت کر لی اس کے بعد یزید سیاہ گدھے پر سوار ہو کر قناتہ کے راستے دمشق پہنچ گیا، اس کے ساتھیوں نے اسے قسم دے کر کہا کہ وہ دمشق میں بغیر ہتھیار کے داخل نہ ہو۔ چنانچہ وہ کپڑوں کے نیچے ہتھیار پہن کر دمشق میں داخل ہو گیا۔

ولید نے اپنی غیر موجودگی میں دمشق پر عبد الملک بن بن حجاج بن یوسف اشقی اور پولیس افسر ابوالعاج کثیر بن عبد اللہ السلمی کو مقرر کیا تھا۔ جمعہ کی شب مغرب اور عشاء کے درمیان یزید کے ساتھی باب فرادیس کے پاس جمع ہو گئے۔ عشاء کی اذان کے بعد وہ مسجد میں داخل ہو گئے، جب مسجد میں یزید کے حامیوں کے علاوہ کوئی نہیں رہا تو انہوں نے یزید کے پاس پیغام بھیجا، وہ آ گیا اس نے حجرے میں داخل ہونے کا ارادہ کیا خادم نے اسے کھول دیا وہ اس میں داخل ہو گئے انہوں نے ابوالعاج کو نشے کی حالت میں پایا اس کے بعد انہوں نے بیت المال کے اموال پر قبضہ کر لیا اور وہ اسلحہ سے مضبوط ہو گئے اس کے بعد یزید نے شہر کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ شہر کے دروازے سے ناواقف شخص کو داخل نہ ہونے دیا جائے صبح ہونے کے بعد تمام قبیلوں کے لوگ چاروں طرف سے آ گئے اور وہ دوسرے تمام دروازوں سے داخل ہو گئے ہر محلہ کا باشندہ اپنے قریبی دروازے سے داخل ہو گیا، یزید کے ارد گرد بہت سے حامی جمع ہو گئے سب نے اس کی بیعت کر لی اس موقع پر ایک شاعر نے چند اشعار کہے:

(۱)..... بوقت صبح سردار کے پاس گھروں میں ان کے مددگار آ گئے۔

(۲)..... بنو کلب گھوڑوں اور سامان جنگ کے ساتھ آ گئے جو تلواریں اور نیزوں پر مشتمل تھا۔

(۳)..... ان کے پاس شیبان از دبیس حجم کے لوگ حامی اور مدافع بن کر آئے۔

(۴)..... غسان، صیان، قیس اور تغلب کے لوگ نیزے بلند کئے ہوئے ان کے پاس آئے ہرست اور بے رغبت شخص ان سے دور رہا۔

(۵)..... صبح ہونے سے پہلے ہی وہ حکومت کے مالک بن گئے انہوں نے ہر سرکش اور متکبر شخص سے عہد و پیمان لیا۔

یزید بن الولید نے عبد الرحمن بن مصاد کو شہسواروں کے ساتھ دمشق کے نائب حاکم عبد الملک بن محمد بن حجاج کو لانے کے لئے قطننا کی طرف بھیجا اور اس کے لئے یزید نے امان کا اعلان کیا۔ وہ وہاں پر قلعہ بند تھا جب وہ دمشق کے نائب حاکم کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس کے پاس بیس ہزار دینار کی دو تھیلیاں پائیں جب وہ مزہ کے پاس سے گزرے تو ابن مصاد کے ساتھیوں نے انہیں مالی پیشکش کی۔ لیکن انہوں نے خیانت کے خوف سے اسے قبول نہیں کیا پھر وہ اس مال کو یزید کے پاس لے آئے اس نے اس مال سے دو ہزار کے قریب لشکر تیار کر کے اپنے بھائی عبد العزیز

بن الولید بن عبد الملک کی ماتحتی میں ولید بن یزید کی گرفتاری کے لئے روانہ کئے، ولید کا ایک غلام تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے کو اتنی تیز رفتاری کے ساتھ لے گیا کہ ولید کے پاس پہنچ کر گھوڑا ہلاک ہو گیا غلام نے یزید کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ لیکن اس نے اس کی تصدیق نہیں کی بلکہ اسے مارنے کا حکم دیا پھر متواتر اس کے پاس اس قسم کی خبریں آتی رہیں اس کے بعض ساتھیوں نے اسے حمص منتقل ہونے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ وہ ایک محفوظ پناہ گاہ ہے ابرش سعید بن ولید کلبی نے کہا کہ میری قوم کے ہاں ترمذ میں اتر جاؤ لیکن اس نے کسی کی بات نہیں مانی بلکہ دوسو شہسواروں کے ساتھ سواری پر سوار ہو کر چل دیا۔

یزید کے ساتھیوں نے اس کا تعاقب کیا، راستہ کے درمیان ثقلہ مقام پر انہوں نے اسے گھیر لیا، ولید البحرء کے قلعہ میں فروکش ہو گیا جو نعمان بن بشیر کا تھا اس کے مددگاروں میں سے عباس بن ولید نے اپنی کے ذریعے ولید کے پاس اپنی آمد کا پیغام بھیجا ولید نے تخت پر بیٹھ کر اعلان کیا کہ مجھ پر حملہ کرنے کی کون جرات کر سکتا ہے جب کہ میں شیروں اور سانپوں پر حملہ کرنے والا ہوں۔

اس کے بعد عبدالعزیز بن ولید دو ہزار شہسواروں میں سے آٹھ سو جانبازوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آیا دونوں جانب سے صف بندی ہو گئی شدید جنگ ہوئی۔ عباس کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت قتل ہوئی ان کے سر ولید کے پاس لائے گئے حالانکہ عباس بن ولید ولید کی مدد کے لئے آیا تھا۔ پھر اس کی طرف سے اس کے بھائی عبدالعزیز کو بھیجا گیا اس کو زبردستی لایا گیا حتیٰ کہ اس نے اپنے بھائی یزید بن ولید کی بیعت کر لی، سب بھائیوں نے ولید سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا۔

جب ان کے اتحاد کا لوگوں کو علم ہوا تو سب ولید کے پاس سے بھاگ کر یزید سے آ ملے ولید کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت رہ گئی ولید نے قلعہ میں پناہ لے لی مخالفین نے چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا، ولید نے قلعہ کے دروازے کے نزدیک آ کر اعلان کیا کہ مجھ سے کوئی شریف آدمی آ کر بات کرے، یزید بن عنبسہ اس سے بات کرنے کے لئے آگے بڑھا ولید نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا میں نے تم سے موت کو دور نہیں کیا؟ کیا تمہارے فقراء کی مدد نہیں کی؟ کیا تمہاری خواتین کا خیال نہیں رکھا؟ یزید نے کہا کہ محارم کی بے حرمتی کرنے، شراب نوشی کرنے، آباء کی اولاد کی امہات سے نکاح کرنے اللہ کے احکام کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے ہم تجھ سے ناراض ہیں ولید نے اس کی باتیں سن کر کہا کہ اے سکا سک کے بھائی تو نے بہت کچھ کہہ دیا اللہ نے جو چیزیں حلال کی ہیں ان میں میرے لئے گنجائش رکھی ہے قسم بخدا اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو ہمیشہ فتنوں میں مبتلا رہو گے تمہاری بد حالی کبھی دور نہیں ہوگی کبھی تمہارا اتحاد نہیں ہو سکے گا۔

آپ کا قتل اور سر یزید کے دربار میں..... اس کے بعد وہ محل میں چلا گیا قرآن کھول کر اس کی تلاوت شروع کر دی اور کہنے لگا کہ آج کا دن یوم عثمان کی طرح ہے پھر اس نے توبہ کر لی، مخالفین دیوار پھاند کر اس تک پہنچ گئے سب سے پہلے پہنچنے والا شخص یزید بن عنبسہ تھا وہ تلوار لے کر ولید کی طرف بڑھا ولید نے اسے دور رہنے کا حکم دیا اس نے یزید کو گرفتار کرنے کی کوشش کی اتنے میں دس امراء نے اس پر تلوار سے حملہ کر دیا اور مار مار کر اسے قتل کر دیا، پھر انہوں نے اسے گھسیٹا خواتین نے چیخا چلانا شروع کر دیا جس کی وجہ سے انہوں نے اسے چھوڑ دیا ابو علاء قضاعی نے اس کا سر کاٹ دیا۔ اس کے پاس جو چیزیں تھیں ان کو محفوظ کر لیا پھر اس کا سر دس افراد منصور بن جمہور، روح بن مقبل بنی کلب کا غلام بشر، عبدالرحمن الفللس وغیرہ لے کر یزید کے پاس گئے سلام کر کے انہوں نے ولید کے قتل کی خوشخبری سنائی، یزید نے ہر ایک لئے دس ہزار دینار کا اعلان کیا روح بن بشر بن مقبل نے کہا کہ امیر المؤمنین میں فاسق کے قتل پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں یزید نے سجدہ شکر ادا کیا۔

اس کے بعد تمام لشکر یزید کے پاس لوٹ آئے سب سے پہلے یزید بن عنبسہ نے اس کے ہاتھ پر بیعت شروع کی یزید نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ! اگر تو اس کام پر راضی ہے تو میری مدد کرنا ولید کا سر لانے والے کے لئے ایک لاکھ درہم کا اعلان کیا گیا، ۱۲۶ ہجری یا ۱۲۸ ہجری جمادی الثانی جمعہ کی شب یا بدھ کے دن اس کا سر یزید کے پاس لایا گیا۔ یزید نے اس کا سر نیزہ پر لٹکانے کے بعد اسے شہر کا گشت کرانے کا حکم دیا، یزید سے کہا گیا کہ نیزہ پر خارجی کا سر لٹکایا جاتا ہے لیکن اس نے کہا کہ قسم بخدا میں اس کا سر ضرور لٹکاؤں گا اس کے بعد یزید نے ایک ماہ تک اس کا سر نیزہ پر لٹکا کر رکھا پھر ایک شخص کے پاس امانت کے طور پر رکھ دیا پھر اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے پاس بھیج دیا اس کے بھائی نے کہا کہ اس کے لئے

ہلاکت ہو میں اس کی بے وقوفی، بے حیائی اور فسق کی گواہی دیتا ہوں اسی کے فسق نے میرے نفس کو بھائی ہونے کے باوجود اس کے خلاف ابھارا اس نے اس کو برا نہیں سمجھا۔

بعض کا قول ہے کہ جامع دمشق کے صحن کے قریب والی مشرقی دیوار پر اس کا سر لٹکایا گیا بنو امیہ کی حکومت ختم ہونے تک یہ سر لٹکا رہا بعض کا قول ہے کہ اس کے سر کے بجائے اس کے خون کا نشان باقی رہا، قتل کے روز اس کی عمر ۳۱ یا ۳۲ یا ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال تھی اس کا دور حکومت کل ڈیڑھ یا ۳ ماہ پر محیط تھا۔

حلیہ..... ابن جریر کا قول ہے کہ ولید کا پیٹ بڑا تھا، پاؤں کی انگلیاں لمبی تھیں، لوہے کی کیل زمین پر گاڑ کر دھاگہ اس کے پاؤں سے باندھ دیا جاتا تھا پھر وہ گھوڑے کا سہارہ لئے بغیر چھلانگ لگا کر اس پر سوار ہو جاتا تھا اس کے چھلانگ لگانے کے ساتھ ہی کیل زمین سے الگ ہو جاتی تھی۔

یزید بن ولید بن عبد الملک بن مروان کی حکومت..... ولید نے جن لوگوں کے عطیات میں زیادتی کی تھی ان میں کمی کرنے کی وجہ سے یزید کا لقب ناقص رکھا گیا پھر یزید نے ہشام کے دور حکومت کی مانند لوگوں کے عطیے کر دیئے بعض کا قول ہے کہ سب سے پہلے مروان بن محمد نے یزید کا لقب ناقص رکھا۔ اسی سال ۲۸ جمادی الثانی جمعہ کے روز ولید بن یزید کے قتل کے بعد لوگوں نے یزید کی بیعت کی یزید خلافت سے پہلے ہی صالح متقی شخص تھا خلیفہ بننے کے بعد سب سے پہلے یزید نے ولید کی طرف سے فوج کی تنخواہوں میں مقرر کردہ اضافہ کم کر دیا اسی وجہ سے اس کا لقب ناقص رکھا گیا اس کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یزید زخمی سر والا ناقص تھا۔ بنی مروان میں دو عادل خلیفہ (عمر بن عبد العزیز اور یزید) گزرے ہیں، اس کا دور حکومت چند ماہ ہی رہا حتیٰ کہ اسی سال اس کی وفات ہو گئی وفات کے بعد حالات خراب ہو گئے فتنے پھوٹ پڑے بنی مروان کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا سلیمان بن ہشام جو ولید کے زمانہ میں عمان جیل میں تھا آزاد ہو گیا اس نے اس کے اموال پر قبضہ کر لیا پھر وہ دمشق آ گیا ولید پر لعن طعن اور اسے کافر تک کہہ دیا۔

یزید نے اس کا اکرام کیا ولید نے جو اس کے اموال چھینے تھے ان کو واپس کر دیا یزید نے سلیمان کی بہن ام ہشام بنت ہشام سے شادی کر لی، اہل حمص نے دار عباس بن ولید کو منہدم کر کے اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا وہ حمص سے فرار ہو کر یزید بن ولید کے پاس دمشق پہنچ گئے، اہل حمص نے ولید کے خون کا بدلہ لینے کا اعلان کیا انہوں نے شہر کے دروازے بند کر دیئے۔ گریہ اور نوحہ کرنے والی عورتوں کو کھڑا کیا فوج سے خط و کتابت کی فوج نے حکم بن ولید بن یزید کے خلیفہ بنانے پر معاہدہ کر لیا مروان بن عبد اللہ بن عبد الملک بن مروان کو برطرف کر دیا اس کو اور اس کے لڑکے کو قتل کر دیا معاویہ بن یزید بن حصین کو امیر بنادیا۔

جب ان حالات کا یزید بن ولید کو علم ہوا تو اس نے یعقوب بن ہانی کے ہمراہ ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا ”خلافت کا معاملہ شوریٰ کے ذریعہ حل ہو جائے تو بہتر ہے اس پر عمر بن قیس نے کہا کہ اگر شوریٰ کے ہی ذریعہ معاملہ حل کرنا ہے تو ہم نے آپس میں رضامندی سے حکم کو خلیفہ چن لیا ہے۔ یعقوب نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر اس سے کہا کہ اگر یہ یتیم تیری پرورش میں ہوتا پھر بھی تو اس کا مال اسے نہ دیتا پھر امت کا معاملہ تو اسے کیسے حوالہ کرتا ہے؟ اس کے بعد حمص کے باشندے یزید کے ایلیچیوں پر ٹوٹ پڑے اپنے پاس سے انہیں بھگا دیا ابو محمد سفیانی نے ان کو کہا کہ اگر میں دمشق چلا جاؤں تو دو شخص بھی میرے بارے میں اختلاف نہیں کریں گے پھر وہ اس کے ساتھ سوار ہو گئے انہوں نے ابو محمد سفیانی کو امیر مقرر کر لیا سلیمان بن ہشام انہیں راستہ میں ملا اسے یزید بن ولید نے ایک لشکر کے ساتھ بھیجا تھا نیز عبد العزیز بن ولید کو تین ہزار لشکر کے ہمراہ شنیہ العقاب کے پاس متعین کیا ہشام بن مصاد المزنی کو ڈیڑھ ہزار لشکر کے ہمراہ عقبہ سلیمہ کے پاس کھڑا رہنے کے لئے تیار کیا حمص کے باشندے روانہ ہوئے سلیمان بن ہشام کے لشکر کو دائیں جانب چھوڑ کر اس سے آگے بڑھ گئے، جب سلیمان کو ان کی خبر ہوئی تو اس نے ان کا تعاقب کیا مقام سلیمانہ کے پاس ان کا آمنا سامنا ہو گیا انہوں نے زیتون کو دائیں جانب جبل کو بائیں جانب، اور حیات کو پیچھے رکھا صرف ایک طرف سے ان کے نکلنے کا راستہ بچا، شدید گرمی میں ان کے درمیان جنگ شروع ہو گئی، فریقین میں سے ایک جماعت کے قریب افراد قتل ہوئے۔ اسی دوران عبد العزیز بن ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ حمص کے باشندوں پر حملہ کر دیا ان کا لشکر متفرق ہو گیا حتیٰ کہ وہ اپنے درمیان والے نیلے پر چڑھ گئے شکست کھا گئے حمص والے بھاگ کھڑے

ہوئے لوگوں نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں قتل کرنے لگے اور کئی افراد کو قیدی بنا لیا پھر یزید بن ولید کے خلیفہ بنانے پر ان سے صلح کر لی ایک جماعت ان کی گرفتار کر لی جس میں ابو محمد سفیانی، یزید بن خالد بن معاویہ وغیرہ تھے۔

اس کے بعد سلیمان اور عبدالعزیز عذراء میں اترے ان کے ساتھ کچھ لشکر اور امراء قسم کے لوگ تھے، نیز جمہور کے قیدیوں میں سے سردار قسم کے قیدی اور تین ہزار افراد کے قتل ہونے کے بعد گرفتاری سے پہلے ہی ان کی حمایت کرنے والے افراد بھی ان کے ہمراہ تھے یہ سب یزید بن ولید کے پاس آئے یزید نے ان سے حسن اخلاق اور درگزر کا معاملہ کیا ان کے لئے خصوصاً امراء کے لئے عطیوں کا اعلان کیا ان کی خواہش کے مطابق معاویہ بن یزید بن حصین کو ان کا امیر مقرر کیا جس سے وہ خوش ہو گئے اور دمشق میں اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ اقامت پذیر رہے۔

اسی سال فلسطین کے باشندوں نے سلیمان بن عبد الملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی کیونکہ بنی سلیمان کی کچھ املاک فلسطین میں تھی جو انہوں نے اہل فلسطین کے لئے چھوڑی ہوئی تھیں اس وجہ سے فلسطین کی عوام کو ان کی مجاورت پسند تھی ولید بن یزید کے قتل کے بعد اس علاقے کے سردار سعید بن روح بن انباع نے یزید بن سلیمان کو خط لکھا کہ وہ انہیں اپنی بیعت کی طرف دعوت دیں چنانچہ فلسطین کے باشندوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جب اردن کی عوام کو ان کی بیعت کا علم ہوا تو انہوں نے بھی محمد بن عبد الملک بن مروان کو امیر مقرر کر کے اس کی بیعت کر لی۔

جب امیر المؤمنین یزید بن ولید کو اس صورتحال کا علم ہوا تو اس نے سلیمان بن ہشام کی امارت میں ایک لشکر تیار کیا (جو دمشق باشندوں اور ان لوگوں پر مشتمل تھا جو سفیانی کے ساتھ تھے) اولاً اردن والوں نے پھر فلسطین کے باشندوں نے بھی بیعت ختم کر کے یزید بن ولید کی بیعت قبول کر لی۔ یزید بن ولید نے رملہ اور اس کے مضافات کی امارت اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کے حوالہ کر دی وہاں پر اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

اسی زمانہ میں امیر المؤمنین یزید بن ولید نے دمشق کے باشندوں کو ایک خطبہ دیا جو بڑی مفید باتوں اور نصائح پر مشتمل تھا اس کا حاصل یہ تھا (کہ حمد و ثناء کے بعد) یزید نے کہا کہ اے لوگو! خدا کی قسم میں دنیاوی حرص و طمع اور خلیفہ بننے کے لئے باہر نہیں نکلا میں اس پر خوش ہوں میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم نہ کیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا میں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے دین پر غصہ کھا کر باہر نکلا ہوں میں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کی طرف دعوت دینے والا ہوں کیونکہ اس وقت دین کی علامات کو منہدم کر دیا گیا ہے اہل تقویٰ کے نور کو بجھا دیا گیا ہے محارم کو حلال سمجھنے والا ہر بدعت کے مرتکب، متکبر، اور جبار شخص کا ظہور ہے جو اللہ اور روز قیامت کا انکار کرنے والا ہے اور وہ نسب میں میرا عم زاد اور حسب میں میرا ہمسر ہے۔

اس صورت حال کے پیش نظر میں نے اللہ سے استخارہ کیا میں نے اللہ سے مجھے اپنے نفس کے حوالے نہ کرنے کا سوال کیا میں نے اپنی حکومت کے ان لوگوں کو دعوت دی جنہوں نے میری بات کو مانا، میں مسلسل ان مظالم کے خاتمہ کی کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی قوت و طاقت سے عباد اور بلاد کو اس تکلیف سے نجات بخشی اے لوگو! تمہارا مجھ پر حق ہے کہ میں پتھر پر پتھر اور اینٹ پر اینٹ نہ رکھوں، میں نہریں نہ کھودوں، مال جمع کر کے اپنے اہل و عیال کو نہ نوازوں، ایک شہر کا مال دوسرے شہر منتقل نہ کروں، حتیٰ کہ اس شہر کی سرحد بند کر دوں، اس کے باشندوں کی ضروریات پوری کر دوں، اس کے بعد اگر مال بچ جائے تو اس شہر کے قریب والے شہر میں منتقل کر دوں، اگر اس کے باشندے ضرورت مند ہیں میں تمہیں تمہاری سرحدوں پر جمع کر کے تمہیں اور تمہارے اہل کو فتنہ میں نہیں ڈالوں گا میں اپنا دروازہ بند کر کے تمہارے مالدار کو غریب پر حاوی نہ ہونے دوں گا میں تمہارے اہل جزیہ کو ایسی تکلیف میں مبتلا نہیں کروں گا کہ وہ شہر چھوڑ کر چلے جائیں سالانہ اور ماہانہ تمہارے عطیات میرے ذمے ہیں حتیٰ کہ میں مسلمانوں کی معیشت مضبوط کر کے ان کے امیر و غریب میں فرق ختم کر دوں گا اگر میں اپنے وعدوں پر پورا اتروں تو تم پر میری اطاعت و فرمانبرداری اور مدد لازم ہے اگر میں اپنے قول کی خلاف ورزی کروں تو تم مجھے خلافت سے معزول کر دینا مجھ سے توبہ کروانا اگر میں توبہ کر لوں تو میری توبہ کو قبول کر لینا اگر تمہیں مجھ سے بہتر شخص نظر آئے اور تم اسے خلیفہ بنانا چاہو تو سب سے پہلے میں اس کے ہاتھ پر بیعت کروں گا اے لوگو! اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں حقیقی اطاعت تو اللہ کی اطاعت ہے اللہ کے فرمانبردار بندہ کی جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے، اس وقت تک اس کی اطاعت جائز ہے جب وہ اللہ کی نافرمانی شروع کر دے اس وقت اس کی اطاعت جائز نہیں بلکہ ایسے شخص کو ذلیل کر کے قتل کر دیا جائے اسی پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں اپنے اور تمہارے واسطے اللہ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

سال رواں ہی میں یزید بن ولید نے یوسف بن عمر کو عراق کی امارت سے معزول کر دیا کیونکہ اس نے خالد بن عبداللہ القسری کی قوم یمانیہ پر ناراضگی کا اظہار کیا تھا حتیٰ کہ ولید بن یزید قتل ہو گیا اس نے قوم کے اکثر افراد کو جیل میں ڈال رکھا تھا خلیفہ کی فوج کے خوف سے سرحدوں پر نگران مقرر کر رکھے تھے امیر المؤمنین یزید بن ولید نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ منصور بن جمہور کو مقرر کر دیا مزید اس کی حکومت میں سندھ، بھجستان، خراسان وغیرہ علاقوں کا بھی اضافہ کر دیا، منصور بن جمہور ایک اکھڑ مزاج دیہاتی قسم کا آدمی تھا علانیہ قدریہ کے مذہب پر کاربند تھا لیکن اس نے اچھے کارنامے انجام دیے۔ اس نے ولید بن یزید کے قتل میں بڑی کوشش کی تھی اسی وجہ سے یزید بن ولید کا خاص فرد بن گیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ ولید کے قتل سے لوگوں کے فارغ ہونے کے بعد منصور بن جمہور فوراً عراق گیا وہاں کے باشندوں سے یزید کے لئے بیعت لکھ کر بھیج دی۔ صوبوں میں نائبین اور عمال مقرر کئے، رمضان کے آخری عشرہ میں دمشق واپس آ گیا اسی وجہ سے یہ جس جگہ کا امیر تھا خلیفہ نے اسی جگہ کا اسے امیر بنادیا۔

یوسف بن عمر عراق سے فرار ہو کر بلقاء کے شہروں میں چلا گیا یزید بن ولید نے آدمی بھیج کر اسے اپنے سامنے حاضر کیا جب وہ یزید بن ولید کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر اسے ڈانٹا یوسف بن عمر کی ڈاڑھی اتنی لمبی تھی کہ بسا اوقات ناف سے بھی تجاوز کر جاتی تھی اس کا قد چھوٹا تھا پھر یزید بن ولید نے اسے جیل میں ڈال کر اس سے حقوق واپس لینے کا مطالبہ کیا منصور بن جمہور نے عراق پہنچنے کے بعد عراقی عوام کو خلیفہ کا خط پڑھ کر سنایا جس میں ولید کے بارے میں لکھا تھا ”کہ سخت پکڑنے والے کی پکڑ نے اس کا کام تمام کر دیا“ اب میں نے منصور بن جمہور کو بہادری اور حربی مہارت کی وجہ سے تمہارا امیر مقرر کر دیا اس کو سن کر عراق، سندھ، بھجستان کی عوام نے یزید بن ولید کی بیعت قبول کر لی۔

خراسان کے نائب حاکم نصر بن سیار نے منصور بن جمہور کی اطاعت سے انکار کر دیا، اس کے احکام کی خلاف ورزی کی، نصر بن سیار نے ولید بن یزید کیلئے بڑے تحفے تحائف تیار کئے تھے جو ہمیشہ اسے پہنچتے رہتے تھے۔

اسی سال مروان بن حمار نے ولید بن یزید کے بھائی عمر بن یزید کو اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لینے کیلئے برا بھیجتے کیا اس وقت مروان آذر بایجان اور آرمینیا کا حاکم تھا۔

اسی زمانے میں یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق کی امارت سے معزول کر کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو عراق کا حاکم مقرر کیا خلیفہ نے اس سے کہا کہ عراقی تمہارے والد سے محبت کرتے تھے اسی وجہ سے میں نے تمہیں عراق کا حاکم بنادیا یہ تقرری ماہ شوال میں عمل میں آئی۔ یزید بن ولید نے اس خوف سے کہ شاید منصور بن جمہور حکومت نہ چھوڑ دے شامی امراء جو اس وقت عراق میں موجود تھے انہیں بھی اس بارے میں خط لکھا لیکن منصور بن جمہور نے با آسانی حکومت اس کے حوالے کر دی اور فرمانبرداری اور اطاعت کا مظاہرہ کیا۔

اسی سال خلیفہ نے نصر بن سیار کو خط لکھا کہ تم خراسان کے با اختیار حاکم ہو، لیکن ایک کرمانی شخص نے اس کے خلاف بغاوت کر دی، کرمان میں پیدا ہونے کی وجہ سے اسے کرمانی کہا جاتا تھا، اس کا نام ابوعلی جدیع بن علی بن شیب تھا لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے اس کی اتباع کی کیوں کہ وہ ڈیڑھ سو افراد کے ہمراہ جمعہ ادا کرنے کے لئے آتا تھا وہ نصر بن سیار کو سلام کرتا لیکن اس کے پاس بیٹھتا نہیں تھا نصر بن سیار کے امراء کرمانی کے اس فعل پر حیران تھے سب نے مل کر کرمانی کے بارے میں غور و خوض کیا، مشورہ کے بعد اسے قید کرنے پر سب کا اتفاق ہو گیا چنانچہ اسے جیل میں ڈال دیا گیا پھر ایک ماہ کے بعد اسے جیل سے رہا کر دیا گیا، بہت سے لوگ اس کے ساتھ جمع ہو کر اس کے ساتھ سوار ہو گئے نصر بن سیار نے اس سے قتال کے لئے ایک لشکر تیار کیا اس نے اس لشکر سے قتال کر کے اسے شکست دے دی جس کی وجہ سے اہل خراسان کی کچھ جماعتوں نے نصر بن سیار کو حقیر گردانا شروع کر دیا اس کی امارت اور اس کی حرمت کا انہوں نے خاتمہ کر دیا اپنے عطیات کا اس پر اصرار کرنا شروع کر دیا سلم بن احواز کی سفارت کے بارے میں اسے برا بھلا کہا حالانکہ اس وقت نصر بن سیار منبر پر بیٹھا ہوا تھا اس کے خطبے کے دوران جامع مسجد سے خریدار نکل گئے بہت سے لوگوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی نصر بن سیار نے اس سے کہا کہ قسم بخدا میں نے تمہیں سمیٹا اور پھیلا یا میرے نزدیک تم میں سے دس افراد بھی دین پر قائم نہیں اللہ سے ڈرو، قسم بخدا! اگر تمہارے درمیان دو تلواریں بھی چل گئیں تو تم اپنے اہل و عیال اور مال کو چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے لیکن ابھی تم پر ایسا وقت نہیں آیا پھر اس نے نابغہ کے قول سے تمثیل بیان کی اگر تمہاری بدبختی تم پر غالب آگئی تو میں نے تو تمہاری اصلاح ہی کی کوشش کی ہے حارث بن عبداللہ بن حشر بن ورد بن مغیرہ الجعد کے چند اشعار ہیں:

(۱)..... میں کہنی کا سہارا پکڑ کر ستاروں کو دیکھتا ہوں جب ان کے اوائل چلتے ہیں تو رات گزارتا ہوں۔

(۲)..... اس فتنہ کی وجہ سے جو بڑھ کر سب نمازیوں پر حاوی ہو گیا ہے۔

(۳)..... خراسان، عراق، شام کے تمام افراد اس کے غم میں شریک ہیں۔

(۴)..... جہالت کی وجہ سے ڈانٹ ڈپٹ کرنے والا بے وقوف اور عقلمند اس میں برابر ہیں۔

(۵)..... لوگ اس کی وجہ سے سخت تاریکی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

(۶)..... اور لوگ مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں قریب ہے کہ اس کی وجہ سے حاملہ عورتیں اپنا حمل پھینک دیں۔

(۷)..... وہ اس کے باعث غیر معروف حالات میں صبح کرتے ہیں اور اس کی ہلاکتیں ان کی تمنا کئے ہوئے ہیں۔

(۸)..... لوگ اس کے ان عواقب کو دیکھتے ہیں جسے کہنے والا واضح نہیں کرتا۔

(۹)..... وہ اونٹ کے بلبلانے یا اس حاملہ عورت کی چیخ و پکار کی طرح ہیں جس کے ارد گرد رات کے وقت ذائیاں جمع ہو گئیں ہوں۔

(۱۰)..... ہمارے اندر اس کے چہرے کو عیب دار کرنے والی چیز ہے جس میں سرخ زلازل والے مصائب ہیں۔

اسی سال خلیفہ نے اپنے بعد اپنے بھائی ابراہیم بن ولید بن عبد الملک اور اس کے بعد عبد العزیز بن حجاج بن عبد الملک بن مروان کو ولی عہد بنانے کے لئے امراء سے بیعت لی کیونکہ وہ اس وقت مرض الوفا میں مبتلا تھا امراء اور بڑے بڑے وزراء نے اسے اس بات پر آمادہ کیا۔

اسی زمانے میں یزید بن یوسف بن محمد السفی کو حجاز کی امامت سے معزول کر کے اس کی جگہ عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز کو مقرر کیا وہ ماہ ذیقعد میں اس کے پاس آیا تھا۔

سال رواں ہی میں مروان الحمار نے یزید بن ولید سے اختلاف کا اظہار کرتے ہوئے ولید کے خون کے بدلے کا مطالبہ کیا، وہ آرمینہ سے نکل گیا لیکن خراسان پہنچ کر اس نے امیر المؤمنین ولید سے اختلاف ختم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اسی زمانہ میں براہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے ابو ہاشم بکر بن ماہان کو ارض خراسان کی طرف بھیجا اس نے خراسان کی ایک جماعت سے مرد میں ملاقات کی جس میں اس نے انہیں ابراہیم کا خط پڑھ کر سنایا تو انہوں نے اسے قبول کر کے اپنے پاس سے جمع شدہ عطیات ابو ہاشم کے ذریعے اس کے پاس بھیج دیئے۔

اسی برس ذیقعد یا ذی الحجہ کے اختتام یا گیارہ ذی الحجہ یا عید الاضحیٰ گزرنے کے بعد خلیفہ امیر المؤمنین یزید بن ولید کی وفات ہوئی۔

یزید بن ولید بن عبد الملک بن مروان کے حالات..... یہ یزید بن ولید بن عبد الملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ابو خالد الاموی امیر المؤمنین ہیں، سب سے پہلے دمشق کی مزہ بستی میں ان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اس کے بعد یزید دمشق آ گیا اور پورے دمشق پر اسے غلبہ حاصل ہو گیا پھر اس نے اپنے عم زاد ولید بن یزید کی طرف لشکر بھیجے جنہوں نے اسے قتل کر دیا یزید اسی سال جمادی الاخریٰ میں خلیفہ بن گیا ولید بن یزید کی طرف سے عطیوں میں دس فیصد اضافہ کم کرنے کی وجہ سے یزید کا لقب ناقص رکھا گیا بعض کا قول ہے کہ مروان الحمار نے اس کا لقب ناقص رکھا کیوں کہ وہ کہا کرتا تھا کہ ناقص ابن الولید اس کی والدہ شاہ فرند بنت فیروز بن یزدجرد بن کسری تھی۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس کی والدہ شاہ آفرید بنت فیروز بن یزدجرد بن شہریار بن کسری تھیں، یزید بن ولید کہا کرتا تھا کہ میں کسری کا لڑکا مروان میرا باپ قیصر اور خاقان میرے نانا ہیں کیونکہ اس کا داد فیروز اور اس کی نانی قیصر کی بیٹی ہے اس کی والدہ ترکوں کے بادشاہ شیروہ خاقان کی لڑکی ہے قتیبہ بن مسلم نے اسے اور اس کی بہن کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا حجاج نے اس کو ولید کے پاس بھیج دیا دوسری اپنے پاس رکھی اس سے یزید بن ولید ناقص پیدا ہوا دوسری عراق میں حجاج کے پاس رہی اس کا سن ولادت ۹۰ھ یا ۹۶ھ ہے امام اوزاعی نے ان سے مسئلہ سلم روایت کیا ہے اس کی حکومت کی کیفیت ہم نے گزشتہ سال کے واقعات میں بیان کر دی ہے۔

یزید بن ولید عادل، دیندار، نیکی پسند، بدی سے دور، اور حق کا متلاشی انسان تھا، اس سال عید الفطر کے روز نماز عید کے لئے دو گھڑ سواروں کے

درمیان نکلا تلواریں اس کے دائیں اور بائیں جانب سوتی ہوئی تھیں اسی حالت میں عید گاہ سے خضراء کی طرف لوٹ گیا یزید بن ولید ایک صالح انسان تھا، کہاوت بیان کی جاتی ہے ”کہ زخمی سروالا ناقص بنی مروان کے دو عادل خلیفہ ہیں (۱) عمر بن عبدالعزیز (۲) یزید بن ولید“۔

ابو بکر بن ابی الدنیا کا قول ہے کہ مجھ سے ابراہیم بن محمد مروزی نے ابو عثمان لیثی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ یزید بن ولید ناقص کا قول ہے کہ ”اے بنو امیہ! گانے سے بچو کیونکہ یہ زندگی کو کم شہوت کو زیادہ کرتا ہے مروت کو کم کرتا ہے نشہ آور چیزوں سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے وہی کچھ اس سے بھی پیدا ہوتا ہے اگر تم خود اس سے بچ نہیں سکتے تو کم از کم اپنی خواتین کو تو ضرور اس سے دور رکھو کیونکہ یہ زنا کو پیدا کرنے والا ہے“۔ ابن عبدالحکیم نے شافعی کے حوالے سے یزید بن ولید ناقص کا قول نقل کیا ہے کہ اس نے خلیفہ بننے کے بعد لوگوں کو مساوات کی طرف دعوت دی انہیں اس پر ابھارا غیلان کو قریب کیا ابن عساکر کا کہنا ہے کہ شاید یزید نے غیلان کے ساتھیوں کو قریب کیا کیونکہ غیلان کو ہشام بن عبد الملک نے قتل کیا تھا۔

یزید بن ولید کی وفات اور جائے مدفن..... محمد بن مبارک کا قول ہے کہ سب سے آخر میں یزید بن ولید کی زبان سے نکلنے والی بات یہ تھی کہ ”ہائے افسوس ہائے بدبختی“ اس کی انگوٹھی کا نقش العظمۃ للہ تھا اس کی وفات طاعون کے مرض کی وجہ سے خضراء میں ہوئی سات ذی الحجہ ہفتہ کے روز ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی وفات عید الضحیٰ یا اس کے کچھ روز بعد یا بیس ذی الحجہ یا ذی الحجہ کے اختتام یا اسی سال کے ذیقعدہ کے سال ہوئی ایک قول میں سال یا اس کے علاوہ کا بھی ہے اس کا دور حکومت مشہور قول کے مطابق چھ ماہ ایک قول کے مطابق پانچ ماہ چند ایام پر محیط تھا اس کی نماز جنازہ اس کے بعد بننے والے ولی عہد اس کے بھائی ابراہیم نے پڑھائی سعید بن کثیر بن عفیر نے ذکر کیا ہے کہ یزید بن ولید کو باب جابیہ اور باب صغیر کے درمیان دفن کیا گیا بعض کا قول ہے کہ باب فرادیس کے نزدیک دفن کیا گیا۔

حلیہ..... یزید بن ولید نرم و نازک جسم والا حسین و جمیل انسان تھا۔ علی بن المدینی کا قول ہے کہ یزید گندم گوں رنگ دراز قد، کوتاہ سروالا، چہرہ پر تل تھے حسین و جمیل کسی قدر کشادہ چہرہ والا تھا اس سال حجاز کے نائب حاکم عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کرایا اس کا بھائی عبداللہ عراق کا نائب حاکم تھا نصر بن سیار خراسان کا نائب حاکم تھا واللہ اعلم۔

خواص میں سے اس سال وفات پانے والے حضرات

خالد بن عبداللہ بن یزید کے حالات..... یہ خالد بن عبداللہ بن یزید بن اسد بن کرز بن عامر بن عبقری ابو الہیشم البجلی القسری الدمشقی ہیں، ولید اور سلیمان کی طرف سے مکہ مکرمہ اور حجاز کے امیر رہے ہیں، ہشام کی طرف سے پندرہ سال تک عراق کے امیر رہے ہیں۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ ان کا گھر دمشق میں مربعۃ القریٰ میں تھا جواب (دار الشریف الیزیدی) سے مشہور ہے اسی کی طرف باب تو ماہ کا اندر والا حمام منسوب ہے۔ خالد القسری نے اپنے والد اور دادا کے واسطے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اسد تمہیں جنت پسند ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے اسد! تم جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دیگر مسلمانوں کے لئے پسند کرو۔ ابو یعلیٰ نے اسے عثمان بن ابی شیبہ عن یثیم عن سیار ابی الحکم کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے منبر پر یہ بات کہتے ہوئے سنا، اسماعیل بن اوسط اور اسماعیل بن ابی خالد حبیب بن ابی حبیب نے حمید الطویل کے حوالہ سے یہ بات نقل کی ہے کہ خالد نے اپنے دادا سے آپ ﷺ کا قول بیماری کے گناہوں کے کفارے کے بارے میں نقل کیا ہے اس کی والدہ نصرانیہ تھیں، ابو بکر بن عیاش نے اشraf کے بارے میں اسے ذکر کیا ہے کہ اس میں اس کی نصرانیہ والدہ بھی شریک تھی۔

مدائنی کا قول ہے کہ سب سے پہلے اس کی سرداری کی یہ بات مشہور ہوئی کہ اس کے گھوڑے نے دمشق میں ایک بچہ کو روند دیا، اس نے اسے اٹھالیا اور اس پر ایک جماعت کو گواہ بنالیا کہ اگر یہ مر گیا تو اس کی دیت میرے ذمے ہوگی۔

ولید نے ۸۹ھ میں خالد کو حجاز کا نائب حاکم مقرر کیا حتیٰ کہ ولید کی وفات کے بعد سلیمان کے دور میں بھی یہی اسی عہدہ پر قائم رہے۔

ہشام نے ۱۰۶ھ میں خالد کو عراق کا نائب حاکم بنایا، پندرہ برس تک خالد عراق کا نائب حاکم رہا اس کے بعد یوسف بن عمر کو عراق کا نائب حاکم بنا کر خالد کو اس کے حوالہ کر دیا، اس نے خالد کو سزائیں دیں اس کا مال چھینا پھر اسے چھوڑ دیا اس سال محرم تک دمشق میں رہا پھر ولید نے یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا، اس کو حکم دیا کہ خالد سے پچاس لاکھ جرمانہ وصول کرو اس نے خالد کے دونوں پاؤں توڑ دیئے پھر دونوں پنڈلیاں توڑ دیں پھر دونوں رانیں توڑ دیں پھر اس کا سینہ توڑ دیا، بات کئے بغیر ہی اس کا انتقال ہو گیا۔

لیٹی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ایک روز خالد نے تقریر کی اس دوران ہی اس پر لرزہ طاری ہو گیا اس نے کہا کہ ”اے لوگو یہ کلام کبھی آ جاتا ہے اور کبھی غائب ہو جاتا ہے آنے کے وقت وہ اس کا سبب بن جاتا ہے غائب ہونے کے وقت اس کا مطلب مشکل ہو جاتا ہے اور اس کا بیان خوش بیان شخص کی طرف آ جاتا ہے اور اس کا کلام گفتگو سے عاجز آنے والے کی طرف لوٹ جاتا ہے جو تم چاہتے ہو وہ عنقریب ہماری طرف لوٹ آئے گا ہم تمہاری چاہت کے بقدر تمہاری طرف لوٹیں گے۔“

اصمعی کا قول ہے کہ ایک روز خالد نے واسط میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اے لوگو حسن اخلاق میں مقابلہ کرو مغانم کی طرف دوڑو فیاضی کے ذریعے تعریف خریدو ٹال مٹول کے ذریعے مذمت مت کماؤ، تاخیر سے ہونے والی نیکی کو اہمیت مت دو اگر تم میں سے کسی نے کسی پر احسان کیا اور اس نے اس کا شکر ادا نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اسے بہتر بدلہ اور زیادہ مال عطا کرے گا جان لو کہ لوگوں کی ضروریات تمہارے پاس امانت ہیں تم ان میں ٹال مٹول کر کے برائی نہ کماؤ، بہترین مال وہ ہے جو ثواب اور ذکر کو پیدا کرے اگر تم نیکی کو دیکھتے تو تم اسے لوگوں کو خوش کرنے والے اور ان سے بڑھنے والے حسین و جمیل شخص کی شکل میں دیکھتے، اگر تم بخل کو دیکھتے تو تم اسے ایسے بد شکل انسان کی شکل میں دیکھتے جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں، سخاوت کرنے والا مردار اور بخل کرنے والا ذلیل ہو گیا امید نہ رکھنے کے باوجود عطا کرنے والا قدرت کے باوجود معاف کرنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم ہے قطع تعلق کے باوجود صلہ رحمی کرنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ افضل ہے جس کی کھیتی اچھی نہیں ہوتی اس کی شاخیں نہیں بڑھتیں، بونے کے وقت ہی کھیتی کی جڑیں اور شاخیں بڑھتی ہیں۔

اصمعی نے عمر بن یثیم کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک دیہاتی خالد کے پاس آیا اس نے ایک قصیدہ سنایا جس میں اس دیہاتی نے خالد کی تعریف کی اس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱)..... اے بہترین ابن کرزم میں اپنی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے تیرے پاس بڑے شوق سے آیا ہوں۔
- (۲)..... اصل اور فرع کے لحاظ سے اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ بخشنے والا، جامع الفہما، کل شخص کے پاس آیا ہوں۔
- (۳)..... جب لوگ اپنے کارناموں میں کوتاہی کرتے ہیں تو تو اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور وہاں پر کوئی گمشدہ چیز کو نہیں پاتا۔
- (۴)..... اے وہ سمندر جس کی موجیں لوگوں کو ڈھانپنے والی ہیں۔
- (۵)..... جب اس سے کسی نیکی کا سوال کیا جاتا ہے تو وہ جوش مارتا ہے اور جھاگ نکالتا ہے۔
- (۶)..... میں نے ابن عبد اللہ کو ہر جگہ آزمایا میں نے اسے دل کے اعتبار سے بہت اچھا پایا۔
- (۷)..... اگر کوئی شخص نیکی کے اعتبار سے ہمیشہ زندہ رہتا تو اے خالد تو ہمیشہ زندہ رہتا۔
- (۸)..... میں نے جو امید آپ سے وابستہ کی ہوئی ہے اس میں مجھے محروم نہ کرنا کہ اس کی وجہ سے میرا چہرہ ترش اور خاک آلود ہو۔

سخاوت..... راوی کہتا ہے کہ خالد نے مذکورہ اشعار حفظ کر لئے خالد کے پاس لوگوں کے اجتماع کے وقت اشعار پڑھنے کے لئے اعرابی کھڑا ہوا خالد نے اس سے پہلے ہی جلدی سے کھڑے ہو کر وہ اشعار پڑھ دیئے اور دیہاتی سے کہا کہ اے شیخ تم سے پہلے یہ اشعار میں پڑھ چکا ہوں دیہاتی پشت پھیر کر جانے لگا اور زبان سے کچھ کہتا ہوا جارہا تھا خالد نے اس کی باتیں سننے کے لئے اس کے پیچھے اپنا ایک آدمی بھیجا وہ دیہاتی یہ اشعار پڑھتا جا رہا تھا۔

- (۱)..... آگاہ رہو میں نے جو کچھ کہانی سمیل اللہ کہا، اس سے کوئی امید نہ ملنے پر مجھے کوئی بڑی تکلیف نہیں پہنچی۔

(۲)..... میں اپنے مال کی سخاوت کرنے والے سمندر کے پاس آیا جو تعریف کی تلاش میں مال دیتا ہے۔

(۳)..... لیکن میری بدبختی کی وجہ سے میرے منحوس نصیب نے میری مخالفت کی اور مجھے میرے منحوس نصیب کے قریب کر دیا سعادت مند

نصیب سے مجھے دور کر دیا۔

(۴)..... اگر اس کے پاس میرا رزق لکھا ہوتا تو وہ ضرور مجھے ملتا لیکن اللہ وحدہ لا شریک کا یہی حکم تھا۔

وہ اسے خالد کے پاس لے آیا اس کے اشعار خالد کو سنائے خالد نے اس کے لئے دس ہزار درہم کا اعلان کیا۔ اصمعی کا قول ہے کہ ایک دیہاتی نے خالد قسری سے اپنے تھیلے کو آٹے سے بھرنے کا سوال کیا اس نے اس کے تھیلے کو درہم سے بھرنے کا اعلان کیا دیہاتی کے وہاں سے نکلنے کے بعد لوگوں نے اس سے سوال کیا کہ بادشاہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ دیہاتی نے لوگوں کو بتایا کہ میں نے اپنی خواہش کے مطابق اس سے سوال کیا اس نے اپنی خواہش کے مطابق مجھے دیدیا۔

بعض کا قول ہے کہ ایک بار خالد قسری اپنی سواری پر سوار تھا اچانک ایک اعرابی نے اس کے سامنے آکر اس سے کہا کہ مجھے قتل کر دو خالد نے کہا (کہ تو ہلاک ہو) ایسا کہتا ہے؟ کیا تو نے رہزنی کی ہے؟ یا خلیفہ کے خلاف بغاوت کر دی ہے کیا وجہ ہے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ فقر و فاقہ کے علاوہ کوئی وجہ نہیں خالد نے کہا کہ مجھ سے اپنی حاجت کا سوال کر، دیہاتی نے کہا کہ میں تجھ سے تیس ہزار دینار کا سوال کرتا ہوں خالد نے کہا کہ آج میں نے سب سے زیادہ نفع کمایا ہے کیونکہ میں نے دل میں سوچا تھا کہ دیہاتی مجھ سے ایک لاکھ درہم کا سوال کرے گا لیکن اس نے تیس ہزار کا سوال کیا تو ستر ہزار کا مجھے نفع ہوا پھر اس کے لئے تیس ہزار کا حکم دیا۔ خالد کے بیٹھنے کے بعد اس کے سامنے مال رکھ دیا جاتا تھا وہ کہتا تھا کہ یہ مال امانت ہے اس کا تقسیم کرنا ضروری ہے۔ ایک بار اس کی باندی رابعہ کا تیس ہزار دینار کا ایک ہار گندی نالی میں گر گیا اس نے کہا کہ جو بھی نالی سے نکالے گا وہ ہار اسی کا ہوگا خالد نے اس سے کہا کہ تیرا ہاتھ میرے نزدیک زیادہ معزز ہے اس بات سے کہ تو اس نالی میں گرا ہوا ہار ڈالے، خالد نے اس کے بدلے اسے پانچ ہزار دینار کا حکم دیا خالد کی اس باندی رابعہ کے پاس زیورات کی بڑی بڑی چیزیں تھیں ان میں ایک یا قوت اور جہرہ تھا ہر ایک کی قیمت تہتر ہزار دینار تھی۔

امام بخاری نے کتاب افعال العباد میں اور ابن ابی حاتم اور دیگر مصنفین نے کتاب السنۃ میں نقل کیا ہے کہ خالد بن عبد اللہ القسری نے عید الضحیٰ کے روز خطبہ دیتے ہوئے کہا اے لوگو! آج کے دن قربانی کرو اللہ تمہاری قربانی قبول کرے گا میں جعد بن درہم کی قربانی کرنے والا ہوں جعد بن درہم کا عقیدہ تھا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کو خلیل اور کلیم نہیں بنایا حالانکہ ایسا نہیں ہے پھر اس نے منبر سے اتر کر قربانی کی۔

متعدد آئمہ کا قول ہے کہ جعد بن درہم شامی باشندہ اور مروان الحمار کا مؤدب تھا اسی وجہ سے اسے مروان الجعدی کہا جاتا ہے یہ جہم بن صفوان (جس کی طرف فرقہ جہمیہ منسوب ہے) کا شیخ تھا جعد بن درہم نے یہ گندہ مذہب ابان بن سمان سے اس نے لبید بن اصمعی کے بھانجے طالوت سے اس نے اپنے ماموں لبید بن اصمعی سے حاصل کیا لبید بن اصمعی یہودی نے ہی کنگھی اور کھجور کے کھوکھلے شگوفوں میں بند کر کے آپ علیہ السلام پر جادو کیا تھا اس نے یہ چیزیں ذی اروان سے سویں کے اس پتھر کے نیچے رکھی تھیں جس پر لوگ کھڑے ہو کر پانی نکالتے ہیں اس کا پانی بھگی ہوئی مہندی کی طرح تھا صحیحین کی ایک حدیث سے بھی اس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی جادو کی وجہ سے اللہ نے معوذتین سورۃ نازل فرمائیں۔ ابوبکر بن ابی خثیمہ کا قول ہے کہ محمد بن یزید رفاعی اور ابوبکر بن عیاش کے واسطے سے ہم تک یہ خبر پہنچی کہ خالد قسری کے پاس کسی وقت حضرت مغیرہ اور ان کے ساتھیوں کو لایا گیا تو خالد کے لئے مسجد میں تخت لایا گیا جس پر خالد بیٹھ گیا پھر اس نے مغیرہ کے ساتھیوں میں سے ایک کو قتل کر دیا مغیرہ سے کہا کہ اس کو زندہ کرو ورنہ تجھے قتل کر دوں گا، مغیرہ کا خیال تھا کہ خالد قسری مردوں کو زندہ کرتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تیرا بھلا کرے میں مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا خالد نے دوبارہ وہی دھمکی دی مغیرہ نے کہا کہ قسم بخدا میں اس پر قادر نہیں ہوں پھر خالد نے سرکل کی نالی میں آگ لگانے کا حکم دیا چنانچہ اس میں آگ لگا دی گئی خالد نے مغیرہ سے کہا کہ اس آگ کو اپنے گلے سے لگا انہوں نے انکار کر دیا اتنے میں ایک ساتھی نے بڑھ کر آگ کو گلے سے لگا لیا ابوبکر کا قول ہے کہ میں نے آگ کو اسے جلاتے ہوئے دیکھا وہ لبا بہ سے اشارہ کر رہا تھا خالد نے مغیرہ سے کہا کہ یہ شخص تجھ سے زیادہ سرداری کا مستحق ہے اس کے بعد خالد نے مغیرہ کو ان کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔

یعنی کا قول ہے کہ خالد کے پاس ایک مدعی نبوت شخص کو لایا گیا خالد نے اس سے پوچھا کہ تیری نبوت کی علامت کیا ہے اس نے کہا کہ مجھ پر

قرآن نازل ہوا ہے (انا اعطیناک الکماھر فصل ربک ولا تجاھر ولا نطع کل کافر و فاجر) خالد نے اسے سولی پر لٹکانے کا حکم دیا اس نے سولی پر لٹکتے ہوئے کہا (انا اعطیناک العمود فصل ربک علی عود فاننا ضامن لک الا تعوز)۔

مہر کا قول ہے کہ ایک گھر سے چوری کے الزام میں ایک نوجوان کو گرفتار کر کے خالد کے سامنے لایا گیا خالد نے اس سے اقرار جرم کرا کر اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اس وقت ایک حسین و جمیل عورت نے آگے بڑھ کر مندرجہ ذیل اشعار کہے:

(۱)..... اے خالد تو نے جنگ کو پامال کر دیا قسم بخدا مسکین عاشق چور نہیں ہے۔

(۲)..... آپ نے اسے جرم کئے بغیر جرم کا اعتراف کرا لیا علاوہ ازین اس نے عاشق کی رسوائی سے قطع برید کو اولیٰ سمجھا۔

خالد نے اس عورت کے والد کو بلوا کر اس نوجوان کا اس سے نکاح کر دیا اور اپنی طرف سے اس عورت کو دس ہزار درہم مہر دیا۔ اصرعی کا قول ہے کہ ایک دیہاتی خالد کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے تیری مدح میں دو شعر کہے ہیں کہ میں دس ہزار درہم اور ایک خادم کے عوض وہ اشعار آپ کو سناؤں گا خالد نے اس کی شرط پورا کرنے کا وعدہ کر لیا اس نے دو شعر کہے:

(۱)..... تو نے نعم (ہاں) کو ایسا لازم کر لیا گویا اس کے علاوہ تو نے کچھ سنا ہی نہیں۔

(۲)..... لا (نہیں) کا تو نے ایسا انکار کیا گویا تو نے اسے کسی سے کبھی سنا ہی نہیں۔

راوی کا قول ہے کہ خالد نے اس کی شرط پوری کر دی اصرعی ہی کا قول ہے کہ ایک دیہاتی خالد کے پاس آیا خالد نے اس سے کہا کہ اپنی حاجت کا مجھ سے سوال کر، اس نے خالد سے ایک لاکھ درہم کا سوال کیا، خالد نے کہا کہ کچھ کم کر، اس نے نوے ہزار کم کر دیئے، خالد نے تعجب کا اظہار کیا۔ دیہاتی نے کہا کہ میں نے تیری ذات کے مطابق تجھ سے سوال کیا تھا اور اپنی ذات کے مطابق کم کر دیئے خالد نے کہا کہ تو ہرگز مجھ پر غالب نہیں آئے گا پھر ایک لاکھ درہم اسے دے دیئے۔ اصرعی نے ہی کہا کہ ایک دیہاتی خالد کے پاس آیا اس نے خالد سے کہا کہ میں نے تیری بابت دو شعر کہے ہیں لیکن میں ان کو آپ کی شان سے کمتر سمجھتا ہوں خالد نے کہا کہ وہ اشعار سنا اس نے دو شعر کہے:

(۱)..... تو نے مجھ پر سخاوت کر کے مجھے مال دار کر دیا تو نے مجھے اتنا دیا کہ میں اس سے کھیلنے لگا۔

(۲)..... تو خود سخاوت کا لڑکا اس کا بھائی اور اس کا حلیف ہے سخاوت کے لئے تجھے چھوڑ کر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

خالد نے یہ اشعار سن کر کہا کہ مجھ سے سوال کر اس نے پچاس ہزار دینار کا سوال کیا، خالد نے ڈبل کر کے ایک لاکھ درہم دینے کا اس کے لئے حکم دیا۔ ابوالطیب محمد بن اسحاق بن یحییٰ الوسانی کا قول ہے کہ ایک دیہاتی نے خالد کی خدمت میں حاضر ہو کر دو شعر کہے:

(۱)..... میں نے تیرے دروازے پر لفظ نعم لکھ دیا جو بے نقاب ہو کر لوگوں کو تیری طرف دعوت دیتا ہے۔

(۲)..... میں نے لفظ لا سے کہا کہ میرا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کے دروازے پر جاتا تو کبھی بھی میرا دروازہ نہیں دیکھے گا۔

خالد نے ہر بیت پر دیہاتی کو پچاس ہزار درہم دیئے۔ ابن معین کا قول ہے کہ خالد ایک غلط شخص اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔ واللہ اعلم۔ اصرعی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ خالد نے مکہ مکرمہ میں ایک کنواں کھدوایا اور اس کے بارے میں دعویٰ کیا کہ یہ زم زم سے افضل ہے خلیفہ کی رسول پر فضیلت کی اس سے ایک روایت منقول ہے یہ کفر ہے الا یہ کہ ظاہر کلام سے ظاہر کے علاوہ کوئی اور ارادہ کیا جائے۔ صاحب کتاب کا قول ہے کہ میرے نزدیک خالد کے بارے میں یہ باتیں درست نہیں کیونکہ اس نے گمراہی اور بدعت کے خاتمہ کی کوشش کی ہم نے پہلے ہی بیان کر دیا اس نے جعد بن درہم وغیرہ ملحدین کو قتل کرایا۔

صاحب عقد نے خالد کی طرف کچھ غیر صحیح باتوں کی نسبت کی کیونکہ صاحب عقد شیعہ کی طرف مائل اور اہل بیت کے معاملہ میں انتہائی غالی شخص تھا بعض مرتبہ تشیع کی وجہ سے اس کے کلام کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے ہمارے شیخ ذہبی نے بھی دھوکہ کھا کر اس کے حافظے وغیرہ کی تعریف کی ہے۔ ابن جریر اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ایک بار ولید نے حج کا ارادہ کیا بیت اللہ کی چھت پر شراب نوشی کا پروگرام بنایا، جب امراء کو اس کے ارادہ کا علم ہوا تو انہوں نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ دوسرے کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا اس وقت خالد نے ولید کو ان سے ڈرایا ولید نے خالد سے ان کے ناموں کی بابت معلوم کیا خالد نے نام بتانے سے انکار کر دیا اس پر ولید نے خالد کو بہت زد و کوب کیا پھر اسے یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا اس

نے بھی اس کو سخت سزا دی حتیٰ کہ وہ بری حالت میں اسی کے پاس مر گیا یہ اسی سال ۱۲۶ھ ماہ محرم کا واقعہ ہے۔ قاضی ابن خلکان نے وفیات میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ خالد کا دین مبہم تھا اس نے اپنے گھر میں اپنی والدہ کے لئے ایک گرجا بنوایا تھا۔ بعض شعراء اور صاحب اعیان نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ اس کے نسب میں یہودی شامل تھے پھر وہ القرب کی طرف منسوب ہوئے جو شق سطح کے قریب ہے۔

قاضی ابن خلکان کا قول ہے کہ میری خالہ کے دولڑکے تھے، چھ سو سال تک دونوں زندہ رہے دونوں ایک ہی روز پیدا ہوئے ان کی پیدائش طریفہ بنت الحر کی وفات کے روز ہوئی اس نے وفات سے قبل ان دونوں کے منہ میں پھونک مار کر کہا کہ یہ دونوں کہانت میں میرے نائب ہوں گے، پھر اسی روز اس کی وفات ہو گئی۔ اس سال وفات پانے والوں میں جبلہ بن حکیم، دراج ابواضح، سعید بن مسروق، سلیمان بن حبیب محارب، مالکیہ کے شیخ عبدالرحمن بن قاسم، عبید اللہ بن ابی یزید اور عمر بن دینار بھی تھے ہم نے ان کے حالات اپنی کتاب الکمل میں بیان کر دیئے۔

واقعات ۱۲۷ ہجری

یہ سال شروع ہوا تو یزید بن ولید کی وصیت کے مطابق ولی عہد اس کا بھائی ابراہیم تھا، حمص والوں کے علاوہ تمام امراء اور شامی باشندوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی پہلے گزر چکا ہے کہ مروان بن محمد الحمار (جو اپنے والد کے بعد آذربائجان اور آرمینیا کا نائب حاکم تھا) نے یزید بن ولید سے اختلاف کر کے اس سے ولید کے خون کے بدلے کا مطالبہ کیا تھا لیکن حران پہنچ کر اس نے توبہ کر کے یزید بن ولید کے ہاتھ پر بیعت کر لی، کچھ روز کے بعد یزید کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد مروان نے جزیرے کا رخ کیا حتیٰ کہ قنسرین پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اس کے بعد اس نے حمص کا رخ کیا۔ حمص پر اس وقت امیر المؤمنین ابراہیم بن ولید کی طرف سے عبدالعزیز بن حجاج امیر تھا مروان نے ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے ابراہیم کی بیعت کر لی جب عبدالعزیز کو مروان کے حمص کے قریب پہنچنے کا علم ہوا تو وہ وہاں سے فرار ہو گیا اس کے بعد مروان حمص میں داخل ہو گیا حمص کے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی وہ اس کے ساتھ دمشق چلے گئے اس کے ساتھ جزیرہ اور قنسرین کی فوجیں بھی تھیں، مروان انی ہزار کا لشکر لے کر دمشق آ گیا۔

ابراہیم نے اس کے مقابلے میں ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر روانہ کیا، عین الحر کے مقام پر دونوں کی مدد بھیڑ ہو گئی مروان نے انہیں قتال سے باز رہنے اور ولید بن یزید کے دونوں لڑکوں حکم اور عثمان (جن کو ولید نے ولی عہد بنایا تھا) کو چھوڑنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا چنانچہ سارا دن ان میں شدید جنگ ہوئی مروان نے ایک سریہ بھیجا جو ابن ہشام کے لشکر کے پیچھے سے گزر گیا اس سے ان کا مطلوب پورا ہو گیا وہ ان کے پیچھے سے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے آگے دوسرے ان کے سامنے سے آگے سلیمان کا لشکر شکست کھا گیا اہل حمص نے ان کے بہت سے افراد قتل کر دیئے ان کے لشکر کی تیخ کٹی کر دی اسی روز سترہ اٹھارہ ہزار دمشق باشندے قتل ہوئے، اتنے ہی گرفتار بھی ہوئے۔ مروان نے ولید کے دونوں لڑکوں حکم اور عثمان سے بیعت لینے والوں کا مواخذہ کیا، یزید بن عمار، ولید بن مصار الکلبیان کے علاوہ سب کو آزاد کر دیا کیونکہ یہ دونوں ولید بن یزید کے قاتلین میں شامل تھے۔

سلیمان اور اس کے باقی ماندہ ساتھی مسلسل شکست خوردہ رہے حتیٰ کہ انہوں نے صبح دمشق جا کر کی امیر المؤمنین ابراہیم بن ولید کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا ان کے ساتھ اس وقت بڑے بڑے سردار عبدالعزیز بن حجاج، یزید بن خالد بن عبداللہ القسری، ابو علاقہ السکسی، اصمغ بن ذوالنہ الکھی وغیرہ جمع ہوئے، سب نے ولید کے دونوں لڑکوں حکم اور عثمان کے قتل پر اتفاق کر لیا کیونکہ خطرہ تھا کہ دونوں حاکم بن کر اپنے والد کے قاتلین اور اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے یزید بن خالد بن عبداللہ القسری کو اس کی ذمہ داری سونپی گئی اس نے جیل میں جا کر حکم اور عثمان اور ان کا ایک نومولود بچہ یوسف بن عمر سب کو قتل کر دیا، ابو محمد سفیانی بھاگ گیا پھر اس نے جیل کے کمرہ میں داخل ہو کر اندر سے اسے پتھروں سے چن دیا مروان کے ساتھیوں نے اس کا محاصرہ کر لیا لیکن اس نے باہر آنے سے انکار کر دیا تو وہ دروازہ جلانے کے لئے آگ لے آئے، پھر وہ مروان اور اس کے ساتھیوں کے شکست خوردہ

عناصر کے تعاقب میں دمشق کی طرف جانے کی وجہ سے اس سے غافل ہو گئے۔

مروان الحمار کا دمشق میں داخل ہو کر خلافت سنبھالنا..... جب مروان عین الجرح چشمہ سے فارغ ہو کر اپنی افواج لے کر دمشق کی طرف چلا اور دمشق کے قریب پہنچا کل ہی دمشقویوں کو اس نے شکست دی تھی تو ابراہیم بن ولید دمشق سے بھاگ گیا۔ سلیمان بن ہشام نے بیت المال کھول کر سارا مال اپنے ساتھیوں اور لشکر میں تقسیم کر دیا۔ ولید بن یزید کے غلاموں نے عبدالعزیز بن حجاج کے گھر پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا گھر لوٹ لیا یزید کی قبر کھود کر اسے سولی دے دی۔

مروان دمشق کے بالائی راستہ سے دمشق میں داخل ہوا، حکم، عثمان یوسف بن عمر کی لاش لا کر انہیں دفنایا گیا ابو محمد سفیانی کو رسیوں سے بندھا ہوا لایا گیا اس نے مروان کو سلام خلافت کیا مروان نے اسے خاموش رہنے کا حکم دیا ابو محمد سفیانی نے کہا کہ ان دونوں لڑکوں نے اپنے بعد تجھے امیر المؤمنین بنایا تھا، حکم نے جیل ہی میں ایک طویل قیدہ کہا تھا، سفیانی نے اس کے چند ابتدائی اشعار مروان کو سنائے:

(۱)..... کون ہے کہ جو مروان اور میرے بے خبر چچا کو خبر دے کہ ہمارا غم بہت طویل ہو گیا۔

(۲)..... مجھ پر ظلم کیا گیا میری قوم ولید کے قتل پر متفق ہو گئی اگر مجھے قتل کر دیا جائے تو میرے بعد امیر المؤمنین مروان ہو گا۔

پھر ابو محمد سفیانی نے مروان سے کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے سب سے پہلے معاویہ بن زید نے اور حصین بن نمیر نے اس کی بیعت کی پھر ہشام دمشق حمص کے سرکردہ لوگوں نے اس کی بیعت کی اس کے بعد مروان نے ان سے کہا کہ اپنا اپنا امیر چن لو تا کہ ہم تم پر امیر مقرر کر دیں تمام شہروالوں نے اپنے اپنے امیر کا انتخاب کر لیا دمشق والوں کا زامل بن عمرو الجبرانی، حمص والوں کا عبداللہ بن شجرہ الکندی اردن کا ولید بن معاویہ بن مروان اور فلسطین کا ثابت بن نعیم الحجازی امیر بنا۔

جب شام میں مروان کا معاملہ مضبوط ہو گیا تو وہ حران واپس آ گیا اس وقت گذشتہ امیر المؤمنین ابراہیم بن ولید اور اس کے عم زاد سلیمان بن ہشام نے اس سے امان طلب کی، ان دونوں کو امان دے دی سلیمان اہل ترمذ کے ساتھ اس کے پاس آیا اس نے ان کے ساتھ مروان کی بیعت کر لی۔ جب مروان کی پوزیشن حران میں مستحکم ہو گئی تو اس نے تین ماہ قیام کیا اسی وقت شام اور حمص والوں نے مروان کی بیعت توڑ دی مروان نے حمص کی طرف ایک لشکر تیار کیا لشکر اسی سال عید الفطر کی شب اچانک حمص پہنچ گیا اس کے دو دن بعد مروان بھی بڑے لشکروں کے ہمراہ حمص آ گیا ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ساتھ تھے یہ دونوں اس کے خاص آدمی تھے مروان صبح و شام ان سے مجلس کرتا تھا، مروان نے جب حمص والوں کا محاصرہ کر لیا تو انہوں نے اس کی حمایت کا اعلان کر دیا پھر مروان نے ان کو دروازہ کھولنے کا حکم دیا انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ کچھ لوگوں نے تعرض کیا مروان نے ان میں سے پانچ چھ سو افراد کو قتل کر دیا شہر کے ارد گرد انہیں سولی پر لٹکا دیا گیا، مروان نے شہر پناہ کا کچھ حصہ گروا دیا۔ دمشق اور غوطہ والوں نے اپنے امیر زامل بن عمرو کا محاصرہ کر کے یزید بن خالد القسری کو امیر بنالیا نائب حاکم ڈٹا رہا امیر المؤمنین مروان نے دس ہزار کے قریب لشکر ان کے مقابلے میں روانہ کیا، لشکر جب دمشق کے قریب پہنچا تو نائب حاکم نے اپنے ساتھیوں کو لے کر اس لشکر کے ساتھ مل کر غوطہ والوں کا مقابلہ کر کے انہیں شکست دے دی، مزہ اور دیگر بستیاں جلادیں یزید بن خالد القسری اور ابو علقمہ الکھمی نے مزہ کے افراد میں سے ایک شخص لخم سے پناہ طلب کی اس نے اس کو پناہ دے دی زامل بن عمرو نے مخبری کے ذریعے انہیں قتل کروا کر ان کے سر امیر المؤمنین کے پاس بھیج دیئے، اس وقت مروان کا قیام حمص میں تھا۔ ثابت بن نعیم نے چند فلسطینیوں کے ساتھ مل کر خلیفہ کے خلاف بغاوت کر دی پھر طبری کا محاصرہ کر لیا خلیفہ نے اس کی جانب لشکر روانہ کیا اس نے ان کا مقابلہ کر کے انہیں جلا وطن کر دیا ان کے لشکر کی بچ کئی کر دی ثابت بن نعیم فلسطین کی طرف فرار ہو گیا فلسطین کے امیر ابو الورد نے اس کا تعاقب کر کے دوبارہ اسے شکست دے دی۔ ثابت کے ساتھی اس سے الگ ہو گئے ابو الورد نے ثابت کے تین لڑکوں کو گرفتار کر کے زخمی حالت میں خلیفہ کے پاس بھیج دیا خلیفہ نے ان کا علاج و معالجہ کرایا۔ مروان نے فلسطین کے نائب حاکم الرماص بن عبدالعزیز الکلتانی کو ثابت بن نعیم کی تلاش کا حکم دیا، نائب نے مسلسل دو ماہ تک کوشش کر کے ثابت کو گرفتار کر کے مروان کے پاس بھیج دیا مروان نے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور دمشق کی جامع مسجد کے دروازہ پر کھڑا کر دیا، کیونکہ دمشقویوں نے یہ خبر اڑائی تھی کہ ثابت نے دیار مصر پہنچ کر اس پر غلبہ پا کر مروان کے نائب حاکم کو قتل کر

دیا۔ خلیفہ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ان کے سامنے کھڑا کر دیا تاکہ انہیں اپنی خبر کے کذب کا یقین ہو جائے۔ خلیفہ نے ایک عرصہ تک ایوب علیہ السلام کے گھر میں قیام کیا حتیٰ کہ اس نے اپنے دونوں لڑکوں عبداللہ اور عبید اللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا پھر ہشام کی دولڑکیاں ام ہشام اور عائشہ سے ان کا نکاح کر دیا یہ کاروائی بھرپور مجمع خوفناک حکومت بیعت تامہ کی صورت میں عمل میں آئی لیکن حقیقت میں بیعت تامہ نہیں تھی۔

اس کے بعد خلیفہ دمشق آگیا ثابت اور اس کے ساتھیوں کو سولی دے دی گئی ان میں سے صرف ایک ساتھی عمرو بن حارث کلبی زندہ رہا ثابت نے جو لوگوں کی امانتیں لوگوں کے پاس رکھی تھیں ان امانتوں کا عمرو بن حارث کو علم تھا۔ مروان کے لئے ترند کے علاوہ شام کا معاملہ طے ہو گیا اس کے بعد دمشق سے روانہ ہو کر حمص کے علاقہ قسطل پہنچ گیا اسے اطلاع ملی کہ حمص والے اس پانی میں اتر گئے جو اس کے اور حمص والوں کے درمیان حائل تھا اس کا غصہ بھڑک اٹھا اس کے ساتھ بڑے بڑے لشکر تھے اس نے ابرش بن ولید سے اس معاملہ میں بات چیت کی اس نے مروان کو مشورہ دیا کہ اولاً ہمیں ان کے پاس جا کر معذرت کرنی چاہیے خلیفہ نے ابرش کے بھائی عمرو بن ولید کو ان کے پاس بھیج دیا جب وہ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کی طرف عدم التفات سے کام لیا اس کی کوئی بات نہیں سنی وہ واپس آگیا خلیفہ نے ان کے مقابلے میں لشکر کشی کا ارادہ کیا لیکن ابرش نے کہا کہ میں از خود جا کر ان سے بات کرتا ہوں، چنانچہ ابرش نے جا کر ان سے بات کی انہیں سماع و اطاعت کی ترغیب دی اکثر نے اس کی بات مان لی بعض نے انکار کر دیا ابرش نے خلیفہ کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا خلیفہ نے اس کی ایک فسیل گرانے کا حکم دیا اطاعت کرنے والوں کی اطاعت قبول کرنے کا حکم دیا جب فوج اس کے پاس پہنچ گئی تو اس نے انہیں لے کر بریہ کے راستہ رصافہ کا رخ کیا اس کے ساتھ سرداروں میں سے ابراہیم بن ولید مخلوع اور سلیمان بن ہشام، ولید، اور یزید بن سلیمان کی اولاد میں سے ایک جماعت بھی تھی۔

مروان نے رصافہ میں چند یوم قیام کر کے بریہ کا رخ کیا سلیمان بن ہشام نے چند یوم اس سے آرام کی اجازت طلب کی، مروان واسط میں دریائے فرات کے کنارہ اتر اتین دن وہاں ٹھہر کر قیسیا چلا گیا ابن ہبیرہ وہیں تھا مروان کا ارادہ تھا کہ ہبیرہ کو ضحاک بن قیس الشیبانی الحارثی الحربی سے جنگ کرنے کے لئے عراق بھیج دیا جائے مروان اس کام میں مصروف ہو گیا وہ دس ہزار فوجی جنہیں مروان نے بعض سرایا میں بھیجا تھا وہ بھی واپس آگئے انہوں نے رصافہ سے گزرتے ہوئے سلیمان بن ہشام نے مروان کو معزول کر کے اپنی بیعت کی دعوت دی۔

شیطان نے سلیمان بن ہشام سے لغزش کرا دی اس نے مروان کی بیعت ختم کر دی فوج نے اس کی بیعت کر لی وہ اپنی ماتحت فوج کے ساتھ قنسرین چلا گیا اہل شام سے بھی اس نے خط و کتابت کی وہ بھی چاروں طرف سے اس کے پاس جمع ہو گئے سلیمان نے ابن ہبیرہ کو (جسے مروان نے ضحاک سے جنگ کے لئے تیار کیا تھا) بیعت کی دعوت دی وہ بھی ستر ہزار فوج کے ساتھ اس کے پاس آگیا مروان نے عیسیٰ بن مسلم کی سرکردگی میں ستر ہزار کا لشکر روانہ کیا ارض قنسرین میں دونوں میں مذبذب ہو گئی فریقین میں شدید جنگ ہوئی مروان از خود جنگ کے لئے آیا اس نے سلیمان سے سخت جنگ کی بالآخر سلیمان کو شکست ہوئی سلیمان کے تیس ہزار سے زائد افراد قتل ہوئے جن میں سلیمان کا بڑا لڑکا ابراہیم بھی تھا۔

سلیمان شکست خوردہ ہو کر حمص چلا گیا شکست خوردہ فوج اس کے گرد جمع ہو گئی مروان کی گرائی ہوئی فسیل انہوں نے دوبارہ تعمیر کر دی۔ مروان نے اسی سے زائد منجیقین نصب کر کے ان کا محاصرہ کر لیا، مسلسل آٹھ ماہ تک محاصرہ کر کے رکھا ہر روز وہ اس کی طرف آتے اور لڑائی کر کے شام کو واپس چلے جاتے سلیمان لشکر میں سے ایک جماعت کے ساتھ ترند چلا گیا مروان کا لشکر اس کے پاس سے گزرا سلیمان نے اسے لوٹانے کا ارادہ کیا لیکن یہ اس کے لئے ممکن نہ ہو سکا مروان نے ان کے لئے لشکر تیار کیا اس نے سلیمان کے لشکر کے چھ سو افراد قتل کر دیئے جب کہ وہ کل نو سو تھے پھر وہ ترند واپس آئے مروان نے مسلسل دس ماہ تک حمص کا محاصرہ کر کے رکھا۔ جب مسلسل اہل حمص پر مصائب کا نزول ہوا اور ذلت ان کے شامل حال ہو گئی تو انہوں نے مروان سے امان طلب کی اس نے کہا کہ جب تک تم میری ماتحتی قبول نہیں کرو گے اس وقت تک امان نہیں دوں گا پھر انہوں نے کہا کہ ہم سعید بن ہشام اور اس کے دونوں لڑکے مروان اور عثمان اور سکسکی اور وہ حبشی جو اسے گالیاں دیتا تھا ان سب کو تیرے حوالے کر دیں گے مروان نے اس شرط پر ان کو امان دے دی اور مذکورہ افراد قتل کر دیا۔

اس کے بعد مروان نے ضحاک کا رخ کیا عراق کے نائب حاکم عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے ضحاک خارجی سے اس کے ماتحت علاقے کوفہ اور اس کے مضافات پر صلح کر لی مروان کے لشکر کوفہ پہنچ گئے ضحاک کی جانب سے اس کے نائب ملحان الشیبانی نے ان سے ملاقات کی ملحان نے ان

سے قتال کیا بالآخر ملحان قتل ہو گیا ضحاک نے بنی عائدہ کے ایک شخص ثنی بن عمران کو اپنا نائب بنادیا۔ خود ضحاک ماہ ذیقعد میں موصل چلا گیا، ابن ہبیرہ کوفہ چلا گیا اس نے خارجیوں سے کوفہ چھین لیا ضحاک نے ایک لشکر کوفہ روانہ کیا لیکن کوئی چیز اس کے ہاتھ نہیں لگی۔

اسی سال ضحاک بن قیس الشیبانی کا ظہور ہوا کیوں کہ ایک شخص سعید بن بہدل نامی نے لوگوں کی غفلت اور ان کی ولید کے قتل میں مشغولیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خارجیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ عراق پر حملہ کر دیا چار ہزار افراد اس کے ہمراہ جمع ہو گئے لشکروں نے ان کا سامنا کر کے ان سے قتال کیا طرفین کو شکست اور فتح ہوتی رہی پھر طاعون کی وجہ سے سعید بن بہدل کا انتقال ہو گیا اس کے بعد خارجیوں کا امیر ضحاک بن قیس بنا اس کے ساتھی اس کے گرد جمع ہو گئے۔ ان کی ایک بڑے لشکر سے جنگ ہوئی خوارج نے غلبہ پا کر لوگوں کی ایک بڑی تعداد جس میں عراقی امیر کا بھائی عاصم بن عمر بن عبد العزیز بھی تھا قتل کر دیا اس نے اشعار میں اپنے بھائی کا مرثیہ کہا۔ اس کے بعد ضحاک نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ مروان کا قصد کیا، جب کوفہ پر اس کا گزر ہوا تو کوفہ کے باشندوں نے اس پر حملہ کر دیا اس نے انہیں شکست دے کر کوفہ پر قبضہ کر لیا ایک شخص حسان نامی کو اپنا نائب بنادیا پھر اسی سال شعبان میں ملحان شیبانی کو نائب بنایا اس نے عراق کے نائب حاکم عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کا تعاقب کیا دونوں کی ملاقات ہو گئی اور دونوں میں بے حد و حساب لڑائیاں ہوئیں۔ سال رواں ہی میں بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت (جس میں ابو مسلم خراسانی بھی تھے) امام محمد ابراہیم کے پاس جمع ہو گئی انہوں نے بہت سا مال اور مال کا پانچواں حصہ اسے دیا اس سال لوگوں میں شرور و فتن کی کثرت کی وجہ سے یہ جماعت منظم نہ ہو سکی۔

اسی برس کوفہ میں معاویہ بن عبد اللہ بن عمر بن جعفر بن ابی طالب کا ظہور ہوا اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی، عراقی امیر عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز سے جنگ کے لئے نکلا ان کے درمیان بھی بے شمار لڑائیاں ہوئیں پھر عراقی امیر نے اسے جلاوطن کر دیا وہ جہاں جا کر اس پر متغلب ہو گیا۔ اسی زمانہ میں اس حارث بن سرتج کا ظہور ہوا جو بلا و ترک چلا گیا تھا اس نے مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کی تھی اللہ نے اس کو ہدایت اور توفیق عطا کر کے اس پر احسان فرمایا حتیٰ کہ وہ بلاد شام کی طرف واپس لوٹ آیا یہ یزید بن ولید کے اسلام کی طرف رجوع اور اس کی دعوت کی وجہ سے ہوا پھر وہ خراسان گیا خراسان کے نائب نصر بن سیار نے اس کا اکرام کیا، حارث بن سرتج مسلسل کتاب و سنت اور امام کی اطاعت کی دعوت دیتا رہا اس کے پاس نصر بن سیار کے بعض دشمن بھی تھے

واقعہ اور ابو معشر کا قول ہے اس سال حجاز، مکہ، مدینہ، طائف کے امیر عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز نے لوگوں کو حج کرایا۔ عراق کا امیر نصر بن سعید حارثی تھا ضحاک حروی عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز خراسانی کے امیر نصر بن سیار اور کرمانی، اور حارث بن سرتج نے عراق کے امیر کے خلاف بغاوت کی۔ بکر بن اشج سعد بن ابراہیم عبد اللہ بن دینار عبد الملک بن مالک جزری عمیر بن ہانی مالک بن دینار، وہب بن کیسان، ابو اسحاق السبئی وغیرہ کی اسی سال وفات ہوئی۔

واقعات ۱۲۸ ہجری

اسی سال حارث بن سرتج کا قتل ہوا کیونکہ یزید بن ولید نے اس کی طرف امان کا پیغام بھیجا تھا۔ حتیٰ کہ وہ بلا و ترک سے نکل کر مسلمانوں کے پاس آ گیا مشرکین سے دوستی و تعلقات قطع کر کے اسلام اور مسلمانوں کی مدد شروع کر دی اس کے اور خراسان کے نائب حاکم نصر بن سیار کے درمیان بہت زیادہ کشیدگی پیدا ہو گئی یزید بن ولید کے بعد جب خلافت مروان نے سنبھالی تو حارث بن سرتج کو اس سے بہت نفرت ہو گئی ابن ہبیرہ عراق کا نائب تھا حارث کے پاس مروان کی بیعت کا پیغام آیا تو اس نے انکار کر دیا اور مروان پر اعتراضات کئے، پولیس افسر مسلمہ بن احوز اور امراء کی ایک جماعت اس کے پاس آئی اس سے زبان اور ہاتھ کوقابو میں رکھنے کا مطالبہ کیا یہ کہ مسلمانوں میں تفریق نہ کرے اس نے انکار کر دیا اور لوگوں سے کنارہ کش ہو گیا اس نے نصر بن سیار کو کتاب و سنت کی دعوت دی لیکن اس نے اس کی بات قبول نہیں کی وہ اپنے خروج پر قائم رہا۔ بنی راسب کے غلام ابو حمرز جہم بن صفوان کو حارث کی سیرت کے بارے میں لوگوں کے سامنے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ حارث کہتا تھا کہ میں سیاہ جھنڈوں والا ہوں۔ نصر نے اس

کی طرف پیغام بھیجا کہ تو جو کہتا ہے اگر واقعاً ایسا ہی ہے تو میری زندگی کی قسم تم دمشق کی فسیل گراؤ گے اور بنو امیہ کا خاتمہ کرو گے۔ مجھ سے پانچ سو سو اور سواونٹ لے لے اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو پھر تو اپنے قبیلے کو ہلاک کرے گا۔ حارث نے اس کی بات کا جواب دیا کہ میں اپنی بات میں سچا ہوں نصر نے اس سے کہا کہ پھر اولاً کرمانی سے ابتدا کر پھر ”ری“ کا رخ کر، جب تو وہاں پہنچے گا تو میں تیری اطاعت قبول کر لوں گا اس کے بعد نصر اور حارث کا مناظرہ ہوا دونوں مقاتل بن حیان اور جہم بن صفوان کے فیصلہ پر راضی ہو گئے۔ ان دونوں نے نصر کو معزول کر کے معاملہ شوریٰ کے حوالے کر دیا نصر نے فیصلہ قبول نہیں کیا جہم بن صفوان اپنے فیصلے پر قائم رہا اس نے حارث کی سیرت بدل کر جامع مسجد اور راتوں میں اسے بیان کیا بہت سے لوگوں نے اسے قبول کیا نصر کے حکم سے کچھ لشکروں نے اس سے جنگ کا ارادہ کیا انہوں نے اس کی حفاظت کے طور پر اس سے جنگ کی بہت سے افراد قتل کر دیئے جن میں جہم بن صفوان بھی تھا۔ ایک شخص نے اس کے منہ پر نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ بعض کا قول ہے کہ اسے گرفتار کر کے مسلمہ بن احوز کے سامنے لایا گیا اس نے اس کے قتل کا حکم دیا جہم نے کہا کہ تیرے والد نے مجھے امان دی تھی اس نے کہا کہ اس نے امان نہیں دی اگر دی تھی تو میں نے امان نہیں دی اگر تو اس چادر کو ستاروں سے بھر دے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے آئے پھر بھی تیری نجات نہیں ہوگی، قسم بخدا! اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اپنے پیٹ کو چاک کر کے تجھے قتل کر دیتا پھر ابن میسرہ نے مسلمہ کے حکم سے اسے قتل کر دیا۔

اس کے بعد حارث بن سرتج اور کرمانی کا نصر کے خلاف کتاب و سنت کی آئمہ ہدیٰ کی اتباع اور منکرات کی حرمت پر اتفاق ہو گیا پھر کچھ عرصہ کے بعد ان میں بھی اختلاف ہو گیا دونوں میں شدید جنگ ہوئی کرمانی غالب آ گیا حارث کے ساتھی شکست کھا گئے حارث ایک خنجر پر سوار تھا پھر گھوڑے پر سوار ہوا لیکن اس نے چلنے سے انکار کر دیا اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر بھاگ گئے صرف سوا افراد اس کے ساتھ رہ گئے کرمانی کے ساتھیوں نے اسے پکڑ کر زیتون یا غیر ا کے درخت تلے اسے قتل کر دیا یہ اسی سال ۲۴ رجب کا واقعہ ہے اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی قتل ہو گئے کرمانی نے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے اموال پر قبضہ کر لیا حارث کو سر کے بغیر باب مرو پر سولی دے دی جب نصر بن سیار کو حارث کے قتل کی خبر ملی تو اس نے چند اشعار کہے:

(۱)..... اے اپنی قوم کو ذلیل کرنے والے اے ہلاک ہونے والے تجھ پر لعنت ہو۔

(۲)..... تیری نحوست نے سارا مصر بدنام کر دیا تو نے اپنی قوم کی قدر کم کر دی۔

(۳)..... ازاد اور اس کے تبعین کو عمر اور مالک سے کوئی طمع نہیں۔

(۴)..... نہ بنی سعد سے جب وہ سیاہ گھوڑوں کو لگام دے رہے ہوں۔

عباد بن حارث بن سرتج نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

(۱)..... اے نصر! پوشیدگی دور ہو گئی اور امید لمبی ہو گئی۔

(۲)..... ارض مرو میں تم جو چاہتے ہو فیصلہ کرتے ہو۔

(۳)..... مضر کے بارے میں ان کا ہر فیصلہ جائز ہے خواہ وہ ظالمانہ ہی ہو۔

(۴)..... اگر مضر اس پر راضی ہو گئے تو ان کی ذلت اور بدبختی طویل ہو گئی۔

(۵)..... اگر انہوں نے ناراضگی دور کر لی تو فیہا و گرنہ ان کی فوج پر ذلت نازل ہوگی۔

اسی سال ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ابو مسلم خراسانی کو خراسان بھیجا اور اسے اپنے پیروکاروں کے نام خط بھی لکھ کر دیا خط کا مضمون یہ تھا کہ یہ ابو مسلم ہیں تم پر ان کی اطاعت اور فرمانبرداری لازم ہے خراسان کے جس علاقہ پر یہ غالب آیا اسی علاقہ کا میں نے اسے امیر بنادیا ابو مسلم نے خراسان پہنچنے کے بعد وہاں کے باشندوں کو ابراہیم کا خط پڑھ کر سنایا انہوں نے اس پر کوئی توجہ نہیں کی اور نہ ہی اس پر عمل آیا اس سے احمقانہ برتے ہوئے اسے پس پست پھینک دیا۔ ابو مسلم موسم حج میں ابراہیم کے پاس آ گئے اس نے ابراہیم سے خراسان کے لوگوں کی شکایت کی وہاں پر جو کچھ پیش آیا اس سے ابراہیم کو بے خبر کر دیا۔

ابراہیم نے ابو مسلم سے کہا کہ اے عبدالرحمن آپ کا اہل بیت سے تعلق ہے آپ واپس چلے جائیں یمن کے اس قبیلے کا خیال رکھنا آپ پر لازم

ہے آپ ان سے خوش اخلاقی اور اکرام سے پیش آئیں اللہ تعالیٰ اس امر کو ان ہی کے ذریعے پورا فرمائے گا۔ پھر ابراہیم نے ابو مسلم کو باقی ماندہ قبائل سے ڈرایا، مزید کہا کہ اگر آپ ان شہروں سے عربی زبان ختم کر سکتے ہیں تو ختم کر دیں ان کے لڑکوں میں سے جو پانچ بالشت پہنچ جائے اور وہ اس پر تہمت لگائیں تو اسے قتل کر دے شیخ سلیمان بن کثیر کا خیال رکھنا آپ پر لازم ہے عنقریب انشاء اللہ ابو مسلم کے بقیہ حالات بیان ہوں گے۔

اسی زمانے میں ابو مخنف کے قول کے مطابق ضحاک بن قیس خارجی قتل کیا گیا کیوں کہ ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا محاصرہ کیا منصور بن جمہور نے اس کا ساتھ دیا عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے منصور کو لکھا کہ اس محاصرہ سے تجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا تو مروان بن محمد کی طرف جا اسے قتل کر دے اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو میں تیری اتباع کروں گا چنانچہ امیر المؤمنین کے خلاف دونوں کا اتحاد ہو گیا۔

ضحاک کا جب موصل سے گزر ہوا تو اس کے باشندوں نے اس سے خط و کتابت کی، ضحاک ان کی طرف مائل ہو کر موصل میں داخل ہو گیا ضحاک نے اس کے نائب کو قتل کر کے موصل پر قبضہ کر لیا مروان کو اس کی اطلاع اس وقت ہوئی جب اس نے حمص کا محاصرہ کیا ہوا تھا (حمص کے باشندوں کی اس سے بیعت نہ کرنے کی وجہ سے) وہ ان میں مشغول تھا اس نے اپنے لڑکے عبداللہ بن مروان کو خط لکھا۔

ضحاک نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ نصیبین کا محاصرہ کر لیا مروان اس کی تلاش میں نکلا اسی مقام پر دونوں کی ملاقات ہو گئی دونوں میں سخت جنگ ہوئی ضحاک قتل کر دیا گیا، دونوں میں رات حائل ہو گئی ضحاک کے ساتھیوں نے ضحاک کو گم کر دیا وہ اس کی شکایت کرنے لگے حتیٰ کہ ان کو اس کے قتل کی خبر مل گئی وہ رونے لگے اس پر انہوں نے نوحہ کیا مروان کو بھی ضحاک کے قتل کی خبر مل گئی اس نے ان لوگوں کو جو ضحاک کی جگہ سے واقف تھے روشنی دے کر اس کی تصدیق کے لئے بھیجا انہوں نے واپس آ کر بتایا کہ واقعی ضحاک قتل ہو گیا اس کے سر اور اس کے چہرے پر بیس ضربیں لگیں مروان نے حکم دیا کہ اس کے سر کو جزیرہ کے شہروں میں گشت کرایا جائے۔

ضحاک نے اپنا نائب جبیری نامی شخص کو بنایا تھا ضحاک کا لشکر اس کے ارد گرد جمع ہو گیا سلیمان بن ہشام اپنے اہل بیت اور موالی اور ان لوگوں کو لے کر (جنہوں نے گذشتہ سال مروان کو معزول کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی) جبیری سے مل گیا صبح ہوتے ہی جبیری نے چار سو بہادروں کے ساتھ مروان پر حملہ کر دیا مروان شکست کھا کر بھاگا انہوں نے اس کا تعاقب کیا حتیٰ کہ لشکر کو اس سے الگ کر دیا وہ اس کے لشکر میں داخل ہو گئے جبیری اپنے قالین پر بیٹھ گیا مروان کا مہینہ اور میسرہ ثابت قدم رہا جن کے سردار عبداللہ اور اسحاق بن مسلم عقیلی تھے۔

جب عبداللہ نے جبیری کے لشکر کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خیمہ کی لکڑیوں سے جبیری پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، مروان کو اس کے قتل کی خبر ملی وہ اس وقت لشکر سے پانچ یا چھ میل دور تھا وہ خوشی خوشی واپس لوٹا ضحاک کا لشکر شکست کھا گیا جبیری کے بعد شیبان کو انہوں نے اپنا امیر مقرر کر لیا مروان نے دوبارہ کرا دیں میں ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی۔ سال رواں ہی میں مروان الحمار نے یزید بن عمر بن ہبیرہ اور عراق کے خارجیوں سے قتال کے لئے عراق کا امیر مقرر کر کے بھیجا۔

اسی سال مکہ، مدینہ، طائف کے نائب حاکم عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کرایا عراق کا امیر یزید بن عمر بن ہبیرہ تھا اور خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا۔

اس سال وفات پانے والوں میں بکر بن سوادہ، جابر جعفی، جہم بن صفوان بڑے امراء میں سے حارث بن سرتج عاصم بن عبداللہ، ابو حصین عثمان بن عاصم، یزید بن ابی حبیب ابوالثیاح یزید بن حمید، ابو حمزہ النعیمی، ابو بکر المکی ابو عمران جوئی اور ابو قبیل مغافری بھی ہیں ان کے حالات ہم نے اس میل میں بیان کر دیئے ہیں۔

واقعات ۱۲۹ ہجری

اس سال جبیری کے قتل کے بعد خارجی شیبان بن عبدالعزیز بن حلیس الیشکری خارجی کے ارد گرد جمع ہو گئے سلیمان بن ہشام نے انہیں موصل میں قلعہ بند ہو کر اسے مستقل ٹھکانہ بنانے کا مشورہ دیا چنانچہ وہ موصل چلے گئے مروان بھی ان کے پیچھے پہنچ گیا خارجیوں نے موصل سے باہر

پڑاؤ والا۔ مروان کے حملہ سے حفاظت کے لئے خندق کھودی مروان نے بھی خندق کھودی ایک سال تک ان کا محاصرہ کر کے رکھا ہر دن صبح و شام ان سے جنگ ہوتی ایک بار مروان کی ایک جماعت نے سلیمان بن ہشام کے بھتیجے امیہ بن معاویہ بن ہشام کو گرفتار کر لیا مروان نے اس کے چچا کے سامنے اس کے دونوں ہاتھ کاٹ کر اسے قتل کر دیا۔ مروان نے عراق کے نائب حاکم ابن ہبیرہ کو خارجیوں سے قتال کرنے کا حکم دیا، چنانچہ ابن ہبیرہ نے متعدد بار ان سے قتال کر کے ان کی اکثریت کا خاتمہ کر دیا کوفہ خارجیوں کے قبضے سے نکل گیا اس سال رمضان میں قبیلہ عامدہ کا ایک شخص ثنی بن عمران تھا۔

مروان سے ابن ہبیرہ کو خط لکھا کہ خارجیوں سے فارغ ہو کر عمارہ بن صبارہ مشہور بہادر کو میری مدد کے لئے بھیج دینا ابن ہبیرہ نے سات آٹھ ہزار لشکر کے ہمراہ اسے مروان کے پاس بھیج دیا خارجیوں کے چار ہزار لشکر نے راستہ میں اس کا مقابلہ کیا لیکن اس نے ان کا مقابلہ کر کے ان کے امیر جون بن کلاب خارجی کو قتل کر دیا اس کے بعد وہ موصل روانہ ہو گیا اب موصل میں خارجی مروان اور ابن صبارہ کے درمیان میں پھنس گئے ان کے لئے وہاں قیام کرنا مشکل ہو گیا اس لئے سلیمان نے انہیں وہاں سے کوچ کرنے کے لئے مشورہ دیا دوسری جانب ابن صبارہ نے ان کا سامان رسد بند کر دیا حتیٰ کہ کھانے کے لئے انہیں کوئی چیز میسر نہیں آتی تھی اس وجہ سے وہ موصل سے کوچ کر کے حلوان ہوتے ہوئے اہواز چلے گئے۔

مروان نے ابن صبارہ کو تین ہزار کے لشکر کے ہمراہ ان کے تعاقب میں بھیجا اس نے ان کا تعاقب کیا پیچھے رہنے والوں کو قتل کر دیا ان سے مل کر ان سے قتال کرتا رہا حتیٰ کہ ان کی قوت کو پاش پاش کر دیا ان کے امیر شیبان بن عبد العزیز الیشکری کو آئندہ سال خالد بن مسعود بن جعفر بن خلید الازدی نے قتل کر دیا سلیمان بن ہشام اپنے اہل و عیال اور موالی کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر سندھ چلا گیا۔

اس کے بعد مروان موصل سے حران اپنے گھر واپس آ گیا، خارجیوں کے خاتمے سے اسے بڑی خوشی ہوئی لیکن اس کی خوشی پوری نہیں ہوئی بلکہ تقدیر نے اس کا پیچھا کیا جو بڑی شان و شوکت والی خارجیوں سے بھی بڑھ کر جنگ کرنے والی تھی وہ ابو مسلم خراسانی کا ظہور تھا جو بنی عباس کی حکومت کا داعی تھا۔

ابو مسلم خراسانی کے ظہور کی ابتداء..... اسی سال ابراہیم بن محمد الامام العباسی نے خط کے ذریعہ ابو مسلم خراسانی کو طلب کیا وہ ستر نقباء کے ہمراہ اس کی جانب روانہ ہوا جس شہر سے بھی ان کا گزر ہوتا وہاں کے باشندے اس سے سوال کرتے کہ کہاں کا ارادہ ہے وہ جواب دیتے کہ حج کا ارادہ ہے اسی دوران جب ابو مسلم اپنی طرف جب کچھ لوگوں کو متوجہ ہوتے دیکھتا تو وہ انہیں اپنی طرف دعوت دیتا وہ اس کی دعوت قبول کر لیتے اسی دوران ابو مسلم کے نام ابراہیم کا دوسرا خط آیا کہ میں نے تیرے ہاتھ نصرت کا جھنڈا بھیج دیا، تم خراسان جا کر اپنی دعوت کا اظہار کرو اس نے قطبہ بن شعیب کو حکم دیا کہ اپنے ساتھ اموال اور تحائف لے کر ابراہیم کے پاس جا اور موسم حج میں اس سے ملاقات کر۔

ابو مسلم ابراہیم کا خط لے کر یکم رمضان کو خراسان میں داخل ہو گیا اس نے ابراہیم کا خط سلیمان بن کثیر کے حوالے کیا اس میں لکھا تھا کہ (بلا کسی انتظار کے اپنی دعوت شروع کر دو) انہوں نے ابو مسلم کو بنی عباس کا داعی بنا کر آگے کیا، ابو مسلم نے اپنے داعیوں کو بلا دیا خراسان روانہ کیا اس وقت خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا جو کہ کرمانی اور شیبان بن مسلمہ الحروری کے ساتھ قتال میں مصروف تھا اس کا معاملہ اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ اس کے ساتھی خارجیوں کے گروہ میں اسے سلام خلافت کہتے تھے۔

ابو مسلم کا امر ظاہر ہو گیا چاروں طرف سے لوگوں نے اس کا قصد کیا حتیٰ کہ ایک دن میں ساٹھ بستیوں نے اس کی دعوت قبول کر لی وہاں پر اس نے ۴۲ روز قیام کیا اس کے ہاتھوں بہت سے صوبے فتح ہوئے اس سال ۲۵ رمضان کی جمعرات کی شب ابو مسلم نے ظل نامی جھنڈا ۱۳۱ گز لمبا نیزہ گاڑا، امام کا بھیجا ہوا سحاب نامی جھنڈا ۱۳۱ گز لمبے نیزے پر گاڑا، دونوں جھنڈے سیاہ تھے ابو مسلم اس وقت قرآن کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر اس کے بعد ابو مسلم اور سلیمان اور ان کے متبعین نے سیاہ لباس پہنا جو ان کا شعار بن گیا اس علاقے کے لوگوں کو دعوت دینے کے لئے انہوں نے اس شب بڑی آگ جلائی جو ان کے درمیان علامت بن گئی پھر اسی وجہ سے وہ سب جمع ہو گئے دو جھنڈوں میں سے ایک جھنڈے کا نام سحاب اس وجہ سے تھا بادل کے زمین پر چھانے کی طرح بنو عباس کی دعوت پورے روئے زمین پر چھا جائے گی

دوسرے کا نام ظل اس وجہ سے تھا کہ زمین کے سایہ سے خالی نہ ہونے کی طرح بنو عباس کے قیام سے بھی زمین خالی نہ ہوگی ہر طرف سے لوگوں نے ابو مسلم خراسانی کا رخ کیا جس کی وجہ سے اس کا لشکر بہت بڑھ گیا۔ عید الفطر کے روز ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو نماز عید پڑھانے اور اس میں بنو امیہ کی مخالفت کرنے کا حکم دیا چنانچہ نماز عید کے لئے منبر تیار کیا گیا بنو امیہ کی مخالفت میں اذان اور اقامت کی جگہ نماز عید کے لئے الصلوۃ الجملۃ سے اعلان کیا گیا خطبہ سے پہلے نماز عید کی تیار کی گئی اول رکعت میں قرأت سے پہلے چار کی جگہ چھ اور دوسری رکعت میں تین کی جگہ پانچ تکبیریں کہی گئیں خطبہ ذکر اور تکبیر سے شروع ہو کر قرأت پر ختم ہوا۔

نماز عید کے بعد ابو مسلم نے لوگوں کے لئے کھانا تیار کیا اس نے لوگوں کو کھانا کھلایا ابو مسلم نے نصر بن سيار کو خط لکھا جس میں پہلے اپنا نام پھر نصر بن سيار کا نام لکھا اس کے بعد بسم اللہ لکھ کر لکھا کہ اللہ نے بعض اقوام کی اپنی کتاب میں مذمت بیان کی ہے پھر یہ آیت واقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جانتہم نذیر لیکونن اھدی من اھدی الامم (تحو لا) تک تلاوت کی۔ یہ خط جب نصر کے پاس پہنچا تو اسے اپنے نام کی تحقیر پر بڑا غصہ آیا اس نے اس کے بارے میں خوب غور و خوض کرنے کے بعد کہا کہ یہی اس خط کا جواب ہے۔

ابن جریر کا قول ہے کہ پھر نصر بن سيار نے بہت سے شہسواروں کو ابو مسلم سے قتال کے لئے روانہ کیا یہ اس کے ظہور کے اٹھارہ ماہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ ابو مسلم نے مالک بن یشیم خزاعی کو ان کے مقابلے میں بھیجا دونوں کی ملاقات ہوئی مالک نے آل رسول کی رضامندی کی طرف انہیں دعوت دی انہوں نے انکار کر دیا صبح سے عصر تک انہوں نے صف بندی کی مالک کی مدد کے لئے کمک پہنچ گئی جس سے اس کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ مالک نے انہیں شکست دے دی یہ پہلی بار بنی عباس اور بنی امیہ کی فوجوں میں جنگ ہوئی۔ اس سال خازم بن خزیمہ نے مراہوز پر غلبہ پا کر نصر کی طرف سے وہاں پر مقرر کردہ عامل بشر بن جعفر کو قتل کر دیا اس نے ابو مسلم کو فتح کی خوشخبری دی ابو مسلم اس وقت نوجوان تھا ابراہیم نے اس کی سرعت فہم، ذہانت و ذکاوت کی وجہ سے اپنی دعوت کی اشاعت کے لئے اس کا انتخاب کیا تھا۔

ابو مسلم اصلاً کوفہ کے کسی دیہات کا باشندہ تھا یہ ادریس بن معقل عجل کا غلام تھا بنی عباس کے بعض دعاۃ نے اسے چار سو میں خرید لیا پھر محمد بن علی نے ان سے خرید لیا پھر آل عباس سے اس کے تعلقات ہو گئے ابراہیم نے ابوالنجم کی لڑکی سے اس کا نکاح کر دیا اس کا مہر ادا کیا خراسان اور عراق کے متبعین کو ابراہیم نے اس کی سمع و اطاعت کی تاکید کی انہوں نے اس کے حکم کی فرمانبرداری کی حالانکہ گذشتہ سال چھوٹا ہونے کی وجہ سے انہوں نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس سال پھر ابراہیم نے انہیں ابو مسلم کی سمع و اطاعت کی بابت تاکید کی اور اس کے لئے ایک خط لکھا اس میں طرفین کی بھلائی تھی (اللہ کا امر طے شدہ ہوتا ہے)۔

خراسان میں ابو مسلم کی دعوت مشہور ہونے کے بعد وہاں کے عرب قبائل نے اس سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا اس نے کرمانی اور شیبانی کو مجبور نہیں کیا کیونکہ وہ دونوں ابو مسلم کی طرح نصر بن سيار کے مخالف تھے اس کے باوجود وہ مروان کے معزول کرنے کی طرف دعوت دیتا تھا نصر نے شیبان سے مطالبہ کیا کہ وہ ابو مسلم کے خلاف جنگ میں اس کا ساتھ دے یا ابو مسلم سے کنارہ کش ہو جائے تاکہ وہ ابو مسلم کے ساتھ لڑائی میں پوری طاقت صرف کر دے۔ ابو مسلم کے قتل کے بعد وہ ان کی عداوت کی طرف لوٹ آئے۔ شیبانی نے اثبات میں نصر کا جواب دیا، ابو مسلم کو کسی طرح اس کی خبر ہو گئی اس نے کرمانی کو اس سے باخبر کر دیا کرمانی نے شیبانی کو ملامت کی جس کی وجہ شیبانی نے نصر کی حمایت ختم کر دی۔

ابو مسلم نے ہر اہل ہرات کی طرف نصر بن نعیم کو بھیجا اس نے اس کے عامل عیسیٰ بن عقیل لیشی سے اسے چھین لیا۔ ابو مسلم کو اس کی فتح کا پیغام لکھ کر بھیجا کہ ہرات کا عامل بھاگ کر نصر کے پاس آ گیا ہے اس کے بعد شیبان نے نصر سے ایک سال تک جنگ بندی کا معاہدہ کر لیا کرمانی اس میں اس کے ساتھ شریک نہیں تھا ابن الکرمانی نے ابو مسلم کو لکھا کہ میں نصر کے خلاف جنگ میں آپ کے ساتھ ہوں، پھر ابو مسلم سوار ہو کر کرمانی کی خدمت میں پہنچ گیا دونوں نے نصر کے خلاف جنگ پر اتحاد کر لیا ابو مسلم لشکر کی زیادتی کی وجہ سے ایک کشادہ جگہ پر چلا گیا اس نے محافظوں، پولیس رسائل، اور دیوان پر اس کے علاوہ دیگر امور پر جن کی حکومت کو ضرورت ہوتی ہے عمال مقرر کر دیئے نقباء میں سے قاسم بن مشاجع تمیمی کو قاضی مقرر کیا وہی ابو مسلم کو نمازیں پڑھاتا تھا ابو مسلم کو کچھ واقعات بنی ہاشم کے محاسن اور بنو امیہ کی برائی پر مشتمل سناتا تھا۔ اس کے بعد ابو مسلم بالین نامی بستی میں منتقل ہو گیا جو ایک نشیبی جگہ پر تھی لیکن ساتھ ساتھ اس بات سے ڈرتا بھی تھا کہ کہیں نصر اس کا پانی بند نہ کر دے یہ اس سال سات ذی الحجہ کا واقعہ ہے عید الضحیٰ کی نماز ابو مسلم کو

قاضی بن مجاشع نے پڑھائی۔

نصر بن سیار بادل جیسے گرجنے والے لشکروں کے ہمراہ ابو مسلم سے قتال کرنے کے لئے روانہ ہوا شہروں پر اس نے نائین مقرر کئے ان کے باقی ماندہ احوال آئندہ سال کے بیان میں آئیں گے۔

ابن الکرمانی کا قتل..... نصر بن سیار اور ابن الکرمانی جدیع بن علی الکرمانی میں جنگ شروع ہو گئی فریقین کے متعدد افراد قتل ہوئے ابو مسلم دونوں گروہوں سے خط و کتابت کرتا رہا انہیں اپنی طرف مائل کرتا رہا نصر اور ابن کرمانی کو اس نے لکھا کہ امام نے تمہارے بارے میں مجھے بھلائی کی نصیحت کر رکھی ہے میں اس سے تجاوز نہیں کر سکتا اس نے جماعتوں کو بنی عباس کی طرف دعوت دی متعدد افراد نے اس کی دعوت قبول کر لی۔ ابو مسلم نصر اور کرمانی کی خندقوں کے درمیان اتر دونوں فریق اس سے ڈر گئے، نصر بن سیار نے ابو مسلم کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے مروان کو خط کے ذریعے مطلع کیا اور یہ کہا کہ ابو مسلم لوگوں کو ابراہیم بن محمد کی طرف دعوت دیتا ہے اس نے خط میں مندرجہ ذیل اشعار بھی لکھے:

(۱)..... میں راکھ کے درمیان چنگاری کی چمک دیکھ رہا ہوں قریب ہے کہ وہ بھڑک اٹھے۔

(۲)..... اس لئے کہ آگ لکڑیوں سے ہی روشن ہوتی ہے اور جنگ کی ابتدا باتوں سے ہی ہوتی ہے۔

(۳)..... میں نے تعجب سے کہا کہ کاش مجھے بنو امیہ کے بارے میں معلوم ہو جاتا کہ وہ جاگ رہے ہیں یا سوئے ہوئے ہیں۔

مروان نے اسے لکھا کہ حاضر جو کچھ دیکھ سکتا ہے وہ غائب نہیں دیکھ سکتا نصر نے کہا کہ تمہارے ساتھی نے تمہیں خبر دی ہے کہ نصر اس کے پاس نہیں ہے بعض نے ان اشعار کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

(۱)..... میں راکھ کے درمیان چنگاری دیکھ رہا ہوں قریب ہے کہ وہ بھڑک اٹھے۔

(۲)..... اس لئے کہ آگ لکڑیوں کے ذریعے ہی جلائی جاتی ہے لڑائی کی ابتدا باتوں سے ہوتی ہے۔

(۳)..... اگر قوم کے عقلمند افراد اس کو نہ بھائیں تو وہ آگ اجسام اور کھوپڑیوں کا ایندھن ہی بنے گی۔

(۴)..... میں تعجب سے کہتا ہوں کہ کاش مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ بنو امیہ نیند میں ہیں یا بیدار ہیں۔

(۵)..... اگر وہ اس وقت سوئے ہوئے ہیں تو ان سے کہو کہ اٹھ کھڑے ہوں اس لئے کہ بیدار ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ اشعار ان اشعار کے مانند ہیں جو بعض علویوں نے عبداللہ بن حسین کے دونوں لڑکوں محمد اور ابراہیم کے سفاح کے بھائی منصور کے خلاف بغاوت کے وقت کہے تھے:

(۱)..... میں میدانوں میں آگ کی چنگاریاں دیکھ رہا ہوں جو چاروں طرف سے بھڑک رہی ہیں۔

(۲)..... بنو عباس اس سے غافل ہو کر آسودگی اور آرام سے سوئے ہوئے ہیں۔

(۳)..... جیسا کہ بنو امیہ سوئے ہوئے تھے پھر وہ دفاع کے لئے اس وقت بیدار ہوئے جس وقت بیدار ہونا نفع بخش نہیں تھا۔

نصر بن سیار نے عراق کے نائب حاکم یزید بن عمر بن ہبیرہ سے خط کے ذریعے مدد طلب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار لکھے:

(۱)..... یزید کو خبر پہنچا دے کہ بہترین بات سچی بات ہے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جھوٹ میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

(۲)..... یہ بات کہ ارض خراسان میں میں نے انڈے دیکھے ہیں جب وہ بچے دیں گے تو تیرے سامنے عجیب باتیں بیان کی جائیں گی۔

(۳)..... ابھی وہ دوسروں کے بچے ہیں لیکن وہ بڑے ہو گئے ہیں ابھی وہ جوان نہیں ہوئے ہیں لیکن ان کے پرانا شروع ہو گئے ہیں۔

(۴)..... لیکن پرانے کے بعد اگر ان کے بارے میں کوئی حیلہ نہیں کیا گیا تو وہ جنگ کی آگ خوب بھڑکائیں گے۔

ابن ہبیرہ نے نصر کا خط مروان کے پاس بھیج دیا اتفاق سے خط کے پہنچنے کے وقت ابراہیم کا ایک ایلچی پایا گیا اس کے پاس ابو مسلم کے نام ایک خط تھا جس میں ابراہیم نے ابو مسلم کو برا بھلا کہا تھا اور اسے نصر اور کرمانی سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا اور یہ کہ اچھی عربی بولنے والے کو ختم کر دے۔ مروان نے اسی وقت دمشق کے نائب حاکم ولید بن معاویہ بن عبدالملک کو خط کے ذریعے حکم دیا کہ وہ ابراہیم کے شہر حمیمہ میں جا کر ابراہیم کو گرفتار کر کے

میرے پاس بھیج دے، دمشق کے نائب نے بلقاء کے نائب کو اس کا حکم دیا وہ حمیمہ شہر کی مسجد میں گیا وہاں ابراہیم بیٹھا ہوا تھا اس کو گرفتار کر کے دمشق بھیج دیا، دمشق کے نائب نے اسی وقت مروان کے پاس بھیج دیا، مروان نے اسے جیل میں بند کرنے کا حکم دیا پھر اسے قتل کر دیا جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

ابو مسلم اب تک غیر جانبدار تھا اس نے ابن الکرمانی کو لکھا کہ میں تیرے ساتھ ہوں ابن الکرمانی کا رجحان اس کی طرف ہو گیا، نصر نے اس کو لکھا کہ دھوکہ مت کھا جانا ابو مسلم تجھے اور تیرے ساتھیوں کو قتل کرنا چاہتا ہے ہمارے پاس آ جاؤ تا کہ ہم جنگ بندی کی تحریر لکھ لیں ابن الکرمانی اپنے گھر میں داخل ہو گیا پھر وہ ایک سو شہسواروں کے ساتھ رجب چلا گیا، اور نصر کے پاس پیغام بھیجا کہ آ جاؤ تا کہ ہم جنگ بندی کا معاہدہ کر لیں نصر نے کرمانی کی طرف سے دھوکہ محسوس کیا اس نے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس پر حملہ کر دیا جس میں اسے اور اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا ایک شخص نے ابن الکرمانی کے پہلو پر نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا وہ اپنی سواری سے گر گیا پھر نصر نے اس کو تمام ساتھیوں سمیت سولی دیدی، سملہ کو بھی سولی دے دی، اس کا لڑکا اور اس کے ساتھی ابو مسلم کے پاس جمع ہو گئے سب نے نصر کے خلاف اتحاد کر لیا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کا ایران اس کے صوبہ جات حلوان قوس، اصہبان اور ری پر طویل جنگ کے بعد غلبہ ہوا، پھر اصطخر میں عامر بن ضبارہ کے ساتھ اس کا مقابلہ ہوا۔ ابن ضبارہ نے اسے شکست دے کر اس کے چالیس ہزار ساتھیوں کو گرفتار کر لیا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی گرفتار شدگان میں تھا۔ ابن ضبارہ نے اس سے کہا کہ تو نے کس وجہ سے ابن معاویہ کا ساتھ دیا تھا؟ حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ وہ امیر المؤمنین کے خلاف ہے اس نے کہا کہ مجھ پر قرض ہونے کی وجہ سے میں نے اس کا ساتھ دیا اسی وقت حرب بن قطن بن وہب ہلالی نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ میرا بھانجہ ہے اس وجہ سے اسے چھوڑ دے ابن ضبارہ نے اسے چھوڑ دیا اور کہا کہ کسی قریشی شخص کے خلاف میں دلیری نہیں کروں گا۔

اس کے بعد ابن ضبارہ نے عبداللہ بن معاویہ کے حالات دریافت کئے عبداللہ نے اس کی برائی کرتے ہوئے اس پر لواطت کا ازام لگایا۔ اتنے میں گرفتار شدگان میں سے رنگین کپڑے والے ایک ہزار غلام لائے گئے جن سے ابن معاویہ بدکاری کرتا تھا پھر ابن ضبارہ نے عبداللہ کو ابن ہبیرہ کا اپنی بننے کے لئے تیار کیا تا کہ ابن ہبیرہ کو عبداللہ ابن معاویہ کے حالات سے باخبر کرے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی امیہ کا زوال اسی عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے ہاتھوں لکھ دیا جو کسی کو معلوم نہیں تھا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال حجاج کے اجتماع کا انتظام ابو حمزہ خارجی کے حوالے کیا گیا، اس نے حکم اور مروان کی مخالفت سے بیزاری کا اظہار کیا مکہ، مدینہ، طائف اور اس سال حجاج کے امیر عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک نے اس سے مراسلت کی پھر نفر کے دن امان پر اس سے صلح کر لی ابو حمزہ خارجی نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میدان عرفات میں وقوف عرفہ لوگوں سے الگ کیا اس کے بعد وہ لوگوں سے الگ ہو گئے منیٰ سے مکہ جانے کے لئے اول روز عبدالواحد نے جلدی کی اور مکہ چھوڑ دیا خارجی بلا قتال مکہ میں داخل ہو گیا اس پر ایک شاعر نے چند اشعار کہے:

(۱) حاجیوں نے دین کی مخالف جماعت کی زیارت کی عبدالواحد بھاگ گیا (۲) وہ بھاگتے ہوئے بیویاں اور امارت چھوڑ گیا بدکنے والے اونٹ کی طرح بھاگ گیا (۳) اگر اس کے والد کو اس کا پسینہ پسند ہوتا تو آنے والے کا پسینہ اس کا گھاٹ صاف کر دیتا۔

عبدالواحد نے مدینہ لوٹنے کے بعد خارجی سے قتال کے لئے لشکر تیار کرنا شروع کر دیا، اس نے ان کی مالی مدد بہت کی تا کہ وہ جلد از جلد روانہ ہو جائیں اس وقت عراق کا امیر یزید بن ہبیرہ تھا خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا ابو مسلم خراسانی نے اس کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔

سالم ابو نصر، علی بن زید بن جدعان، یحییٰ بن ابی کثیر نے بھی اسی سال وفات پائی ہم نے ان کے حالات التکمیل کتاب میں بیان کر دیئے۔

واقعات ۱۳۰ ہجری

اسی سال ۹ جمادی الاولیٰ جمعرات کے روز ابو مسلم خراسانی مرو میں داخل ہوا دار الامارۃ میں اترا اس نے نصر بن سیار کے قبضے سے اسے چھین لیا، یہ فتح علی بن کرمانی کی مدد کی وجہ سے ہوئی نصر بن سیار چھوٹی سی جماعت تین ہزار لشکر اور اپنی بیوی مرزبانہ کے ساتھ بھاگ گیا حتیٰ کہ سرخس پہنچ گیا

اسے بیوی کو چھوڑ کر صرف اپنی جان بچائی ابو مسلم کی پوزیشن بہت مستحکم ہو گئی اس کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا۔

شعبان بن سلمہ الحرور کا قتل..... نصر بن سيار کے فرار ہونے کے بعد شعبان اکیلا رہ گیا اسی نے ابو مسلم کے خلاف نصر کی مدد کی تھی ابو مسلم نے اس کے پاس اپنا اپنی بھیجا اس نے اسے گرفتار کر لیا پھر ابو مسلم نے بنی لیث کے غلام بسام بن ابراہیم کو شعبان سے جنگ کرنے کا حکم دیا بسام نے جا کر اس سے جنگ کی بسام نے اسے شکست دے دی اور اس کے ساتھیوں کا تعاقب کر کے بعض کو قتل بعض کو گرفتار کر لیا، پھر ابو مسلم نے کرمانی کے دونوں لڑکوں علی اور عثمان کو قتل کر دیا اس کے بعد اس نے ابوداؤد کو بلج بھیجا اس نے زیاد بن عبدالرحمن القشیری کے ہاتھ سے اسے چھین لیا ان کے بہت سے اموال پر قبضہ کر لیا پھر ابو مسلم اور ابوداؤد نے عثمان بن کرمانی کے قتل پر اتفاق کر لیا۔

اسی سال ابو مسلم نے خطبہ بن شبیب کو نصر بن سيار سے قتال کرنے کے لئے نیشاپور بھیجا اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت تھی جس میں خالد بن برمک بھی تھا، انہوں نے تمیم بن نصر بن سيار سے قتال کیا جسے اس کے والد نے ان سے قتال کے لئے بھیجا تھا خطبہ نے نصر کے ساتھیوں میں سے سترہ ہزار آدمی قتل کر دیئے، ابو مسلم نے خطبہ کی مدد کے لئے مزید دس ہزار شہسواروں کا دستہ بھیجا ان میں سے علی بن معقل بھی تھا اس دستے نے بھی جنگ کی نصر کے بہت سے افراد قتل کر دیئے انہوں نے تمیم بن نصر کو بھی قتل کر دیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔

اس کے بعد عراق کے نائب حاکم ابن ہبیرہ نے نصر کی مدد کے لئے ایک سریہ بھیجا ذی الحجہ کے شروع میں جمعہ کے روز خطبہ کی ان سے ملاقات ہو گئی پھر فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی، بنی امیہ کا لشکر شکست کھا گیا دس ہزار شامی قتل ہوئے جن میں جر جان کا عامل نباہ بن حنظلہ بھی تھا، خطبہ نے اس کا سر ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔

ابو حمزہ خارجی کے مدینہ میں داخل ہونے اور اس پر قابض ہونے کا بیان..... ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال قدید میں اس حمزہ خارجی کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی جو اس کے شروع میں موسم حج میں آیا تھا، اس نے قریش کے متعدد افراد قتل کر دیئے، پھر وہ مدینہ میں داخل ہو گیا اس کا نائب حاکم عبدالواحد بن سلیمان بھاگ گیا خارجی نے اسی سال ۱۹ صفر کو مدینہ کے بہت سے لوگ قتل کر دیئے اس کے بعد اس نے منبر رسول ﷺ پر خطبہ دیتے ہوئے اہل مدینہ کو ڈانٹا اور کہا کہ میں ہشام کے زمانہ میں تمہارے پاس سے گزرا تھا اس وقت تمہارے کھیتوں کو آفت پہنچی ہوئی تھی تم نے خط کے ذریعے مروان سے بھاؤ گرانے کا سوال کیا تھا اس نے گرا دیا جس کی وجہ سے تمہارا مالدار مالدار میں اور فقیر فقیر میں بڑھ گیا تم نے اسے دعائیں دیں۔ واندی وغیرہ کے قول کے مطابق مروان نے ان کے پاس تین ماہ قیام کیا۔

مدائنی نے نقل کیا ہے کہ ایک روز ابو حمزہ خارجی منبر رسول ﷺ پر چڑھ گیا اس نے کہا کہ اے اہل مدینہ تم جانتے ہو کہ ہم گھروں سے تکبر، غرور اور حکومت کے لالچ کی وجہ سے نہیں آئے بلکہ ہم نے دیکھا کہ حق کا چراغ بجھا دیا گیا ہے حق کہنے والا کمزور ہو گیا ہے انصاف پر قائم رہنے والا قتل کر دیا گیا ہے اس وقت زمین کشادہ ہونے کے باوجود ہمیں جنگ نظر آنے لگی ایک شخص کو ہم نے رحمن کی اطاعت اور قرآنی فیصلہ کی طرف دعوت دیتے دیکھا تو ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی (جو اللہ کے داعی کو جواب نہ دے وہ زمین میں عاجز کرنے والا نہیں)۔

ہم مختلف قبائل سے آئے ہیں ہماری ایک جماعت ایک اونٹ پر آئی ان کا زادراہ ان کے ساتھ تھا وہ باری باری ایک ہی لحاف اوڑھتے تھے وہ بہت کم زمین میں بالکل کمزور تھے، پھر اللہ نے ہمیں ٹھکانہ دیا ہماری نصرت کی ہم نے صبح کی اللہ کی نعمت سے ہم بھائی بھائی بن گئے پھر قدید میں ہم نے تمہارے لوگوں سے جنگ کی ہم نے ان کو اللہ اور قرآنی فیصلہ کی طرف دعوت دی، انہوں نے ہمیں شیطان کی اطاعت اور بنی مروان کے فیصلہ کی طرف دعوت دی قسم بخدا اگر اہی اور ہدایت میں بڑا فرق ہے پھر وہ ہماری طرف دوڑتے ہوئے آئے شیطان نے ان میں اپنے قدم جمادیئے ان کی ہڈیوں میں خون اپنے لگانے کا گمان ان کے بارے میں سچا نکلا انہوں نے شیطان کی اتباع کی انصار اللہ بھی ہندی تلواروں کے ساتھ چمک دھمک کے ساتھ آئے ہماری اور ان کی چکیاں گھومنے لگیں انہوں نے ایسی شمشیر زنی کی جس سے باطل کام کرنے والے شک میں پڑ جاتے ہیں۔

اہل مدینہ اگر تم مروان کی مدد کرو گے تو اللہ اپنے عذاب کے ذریعے یا ہمارے ہاتھوں تمہیں ہلاک کر دے گا اور مؤمنین قوم کو نجات دے گا اے اہل مدینہ تمہاری ابتدا بہت اچھی اور انجام بہت برا ہے، اے اہل مدینہ! لوگ ہم سے اور ہم ان سے ہیں پھر کوئی مشرک، کوئی بت پرست، کوئی کافر، کوئی

اہل کتاب بن گیا اے اہل مدینہ! جس کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ انسان کو مکلف نہیں بناتا ہے وہ اللہ کا دشمن ہے میں اس سے جنگ کروں گا اے اہل مدینہ! مجھے ان آٹھ حصوں کے بارے میں بتاؤ جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں قوی اور ضعیف فرض کیا ہے پھر نواں آیا اس کے لئے ان میں سے کوئی حصہ نہیں تھا اس نے مخالفت کر کے اللہ سے محاربت کرتے ہوئے انہیں لے لیا اے اہل مدینہ تم نے میرے اصحاب کی تحقیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ نو جوان اجڈ اور اکھڑ دیہاتی ہیں کیا صحابہ نو جوان نہیں تھے؟ ان کا نو جوان بھی ادھیڑ عمر تھا اس کی آنکھیں شرم سے جھکی ہوئی تھیں اس کے پاؤں غلط رستے کی طرف چلنے میں ست تھے انہوں نے اللہ سے اپنی جانوں کا سودا کر لیا تھا جو مرنے کے باوجود نہیں مرنے لگی تھیں انہوں نے اپنے کلالہ کو ان کے کلالہ سے اور اپنی راتوں کے قیام کو اپنے دنوں کے روزہ سے ملا دیا ان کی کمریں قرآن کے پاروں پر جھکی ہوئی تھیں جب خوف کی آیت ان کے سامنے آتی تھی تو آگ کے خوف سے چیخیں مارتے جب شوق کی آیت ان کے سامنے آتی تو وہ جنت کے شوق میں آواز بلند کرتے جب وہ سونتی ہوئی تلواریں بلند کئے ہوئے نیزے اور تیر اور موت کی بجلیوں سے لرزتے لشکروں کو دیکھتے تو قسم بخدا قرآنی وعید سے فوج کی وعید کو ہلکا سمجھتے اور فوج کی وعید سے اللہ کی وعید کو اونچا سمجھتے تھے انہیں اچھا انجام مبارک ہو اور پرندوں کی چونچوں میں کتنی ہی آنکھیں ہیں جو نصف شب کو متعدد بار خوف الہی سے روئیں اور کتنے ہی ہاتھ ہیں جو جوڑوں سے الگ ہو گئے جنہوں نے متعدد بار راہ خدا میں شمشیر زنی کی اور دشمنان خدا سے جہاد کیا اور بہت دفعہ اطاعت الہی میں ہاتھ والے نے ٹیک نہیں لگائی میں یہ بات کہتا ہوں اپنی تقصیر کے بارے میں اور اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔

مدائنی نے عباس ہارون کے حوالہ سے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ ابو حمزہ خارجی نے اہل مدینہ میں اچھی سیرت اپنائی جس کی وجہ سے وہ اس کی طرف مائل ہو گئے انہوں نے اسے کہتے ہوئے سنا کہ پوشیدگی دور ہو گئی تیرا دروازہ چھوڑ کر ہم کہاں جائیں؟ پھر اس نے کہا کہ زانی، چور اور کافر ہیں اس پر اہل مدینہ اس سے ناراض ہو گئے انہوں نے اسے چھوڑ دیا وہ مدینہ ہی میں رہا حتیٰ کہ مروان نے ابن عطیہ کو چار ہزار لشکر کے ہمراہ بھیجا جسے مروان نے خود چنا، مجاہد کو سودینار، ایک عربی گھوڑا، ایک خچر دیا اور اسے خارجی سے قتال کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اگر خارجی یمن بھی چلا جائے پھر بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑنا مزید اسے صنعاء کے نائب حاکم یحییٰ سے جنگ کا حکم دیا ابن عطیہ چلا گیا حتیٰ کہ وادی قریٰ تک پہنچ گیا وہاں ابو حمزہ خارجی کی اس سے ملاقات ہو گئی جو ہشام سے جنگ کے لئے آیا ہوا تھا دونوں میں شدید جنگ ہو گئی حتیٰ کہ خارجی کا لشکر شکست کھا کر مدینہ چلا گیا اہل مدینہ نے ان سے قتال کر کے ان کے متعدد افراد قتل کر دیئے۔

ابن عطیہ مدینہ آیا ابو حمزہ کی فوج کو اس نے شکست دے دی بعض کا قول ہے کہ ابن عطیہ نے مدینہ میں ایک ماہ قیام کیا پھر وہ مکہ مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر کے خود یمن چلا گیا صنعاء کے نائب حاکم عبد اللہ بن یحییٰ اس کے مقابلے میں نکلا دونوں میں جنگ ہوئی ابن عطیہ نے اسے قتل کر کے اس کا سر مروان کے پاس بھیج دیا مروان کا خط آیا جس میں اس نے ابن عطیہ کو حکم دیا کہ وہ اس سال لوگوں کو حج کرائے اور جلد ہی مکہ پہنچ جائے۔ ابن عطیہ صنعاء میں لشکر چھوڑ کر بارہ ہزار فوج کے ساتھ سوار ہو کر مکہ کی طرف چل دیا ان کے ساتھ چالیس ہزار دینار بھی تھے راستہ میں ایک جگہ ابن عطیہ نے قیام کیا اچانک ان کے سامنے دوامیر (جو جمانہ کے لڑکوں سے مشہور تھے اور اس علاقہ کے سادات میں سے تھے) انہوں نے ابن عطیہ کے لشکر سے کہا کہ تم ہلاک ہو جاؤ تم تو چور ہو اس نے کہا کہ میں ابن عطیہ ہوں میرے پاس امیر المؤمنین کا امارۃ حج کے بارے میں خط موجود ہے ہم حج کے اجتماع میں شریک ہونے کے لئے جلدی جلدی جا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ تم دروغ گوئی کر رہے ہو پھر انہوں نے ابن عطیہ کے لشکر پر حملہ کر کے ابن عطیہ سمیت سوائے ایک شخص کے سب کو قتل کر دیا ان کے مال پر بھی قبضہ کر لیا۔

ابو معشر کا قول ہے کہ اس سال محمد بن عبد الملک بن مروان نے لوگوں کو حج کرایا مدینہ اور طائف کی امارت اسے سونپ دی گئی عراق کا نائب ابن ہبیرہ تھا خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا ابو مسلم نے خراسان کی بہت سی بستیوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا تھا نصر نے ابن ہبیرہ سے دس ہزار فوج کی مدد طلب کی اور کہا کہ قبل اس کے کہ ایک لاکھ فوج ناکافی ہو دس ہزار فوج روانہ کر دو مروان سے بھی نصر نے فوجی مدد کا مطالبہ کیا مروان نے جواب میں اس کی پسند کے مطابق فوجی مدد کا وعدہ کیا۔

اس سال خواص میں سے شعیب بن حجاب، عبد العزیز بن رافع، کعب بن علقمہ اور محمد بن منکدر نے وفات پائی واللہ سبحانہ اعلم۔

واقعات ۱۳۱ھ

اسی سال محرم میں قطبہ بن شیبہ نے اپنے لڑکے محسن کو نصر بن سیار سے قتال کرنے کے لئے قومیس کی طرف بھیجا۔ اس کے پیچھے فوج بھی روانہ کی ان میں سے بعض نصر کے ساتھ مل گئے نصر نے کوچ کی تیاری میں دو دن قیام کیا پھر وہ علیل ہو گیا اس نے وہاں سے ہمدان کا رخ کیا جب وہ اس کے قریب پہنچا تو اسی سال ۱۲ ربیع الاول ۸۵ سال کی عمر میں اس نے وفات پائی اس کی وفات کے بعد ابو مسلم اور اس کے ساتھیوں کا بلاد خراسان پر قبضہ مضبوط ہو گیا اور ان کے اثر و رسوخ میں اضافہ ہو گیا۔

قطبہ جر جان سے روانہ ہو گیا اس کے آگے آگے زیاد بن زرارہ قشیری تھا وہ ابو مسلم کی اتباع پر نادم تھا وہ لشکر چھوڑ کر اپنے ساتھ ایک جماعت لے کر اصہبان کے راستہ ابن ضبارہ کی طرف چل دیا قطبہ نے اس کے پیچھے لشکر بھیجا اس نے اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا قطبہ اس کے پیچھے پیچھے چلا وہ قومس پہنچ گیا جسے اس کے لڑکے نے فتح کیا تھا قطبہ نے قومس میں قیام کیا اپنے لڑکے کو ”ری“ کی طرف بھیج دیا پھر اس کے پیچھے پیچھے چلا قطبہ ”ری“ پہنچا تو اس کا لڑکا اسے فتح کر چکا تھا۔ اس نے ری میں قیام کیا، ابو مسلم کو حالات لکھ کر بھیج دیئے ابو مسلم مرد سے چل کر نیشاپور آ گیا وہاں پر اس کا امر مضبوط ہو گیا قطبہ نے ری پہنچنے کے بعد حسن کو ہمدان کی طرف روانہ کر دیا حسن جب ہمدان کے قریب پہنچا تو وہاں سے مالک بن ادہم اور شام و خراسان کے فوجیوں کی ایک جماعت ہمدان چھوڑ کر نہاوند چلی گئی حسن نے ہمدان بھی فتح کر لیا اس کے بعد حسن نے اس جماعت کا تعاقب کیا اس کے والد نے اس کے لئے فوجی مدد بھی روانہ کر دی پھر حسن نے اس فوج کے ساتھ نہاوند کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اسے بھی فتح کر لیا۔

اسی سال عامر بن ضبارہ کی وفات ہوئی کیونکہ ابن ہبیرہ نے اسے قطبہ کی طرف جانے کا حکم دیا تھا۔ ابن ہبیرہ نے اس کی فوجی مدد بھی کی تھی چنانچہ ابن ضبارہ نے بیس ہزار فوج کے ہمراہ قطبہ سے مقابلہ کیا، جب دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے تو قطبہ اور اس کے ساتھیوں نے قرآن بلند کیا ایک منادی نے اعلان کیا کہ ہم تمہیں اس قرآن کی باتوں کی طرف دعوت دیتے ہیں ابن ہبیرہ کے ساتھیوں نے منادی اور ابن قطبہ کو گالیاں دیں۔ قطبہ نے اپنے ساتھیوں کو ابن ضبارہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا ابھی ان کے درمیان جنگ نہیں ہوئی تھی کہ ابن ضبارہ کے ساتھی شکست کھا گئے قطبہ کے ساتھیوں نے ان کا پیچھا کر کے ابن ضبارہ سمیت بہت سوں کو قتل کر دیا اور بے حد و حساب مال غنیمت حاصل کیا۔

اسی زمانے میں قطبہ نے نہاوند کا سخت محاصرہ کیا حتیٰ کہ ان شامیوں نے جو وہاں موجود تھے قطبہ سے اہل نہاوند کو مہلت دینے کی درخواست کی تاکہ وہ اس کے لئے دروازہ کھول دیں چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول دیا اس سے امان طلب کی اس نے خراسانیوں سے کہا کہ تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے تیرے اور اپنے لئے امان طلب کی قطبہ نے امراء کو حکم دیا کہ جس کے پاس خراسانی قیدی ہے وہ اس کا سر قلم کر کے میرے پاس لے آئے انہوں نے اس پر عمل کیا ابو مسلم سے بچ کر بھاگنے والے افراد سب ہلاک ہو گئے شامیوں کو اس نے چھوڑ کر ان کا وعدہ پورا کر دیا ان سے عہد لیا کہ وہ اس کے خلاف دشمن کی مدد نہیں کریں گے۔

اس کے بعد قطبہ نے ابو مسلم کے حکم سے ابو عوان کو تیس ہزار لشکر کے ہمراہ شہر وز کی طرف روانہ کیا اس نے اس کے نائب عثمان بن سفیان کو قتل کر کے اسے فتح کر لیا۔ بعض کا قول ہے کہ عثمان قتل نہیں ہوا تھا بلکہ وہ موصل اور جزیرہ چلا گیا تھا ابو عوان نے شہر وز کی فتح کی خبر قطبہ کے پاس پہنچا دی جب مروان کو قطبہ اور ابو مسلم کے واقعات کا علم ہوا تو وہ حران سے الذاب الاکبر منتقل ہو گیا۔

اسی زمانہ میں قطبہ نے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ ابن ہبیرہ کا رخ کیا جب وہ عراق کے قریب پہنچا تو ابن ہبیرہ پیچھے ہٹ گیا وہ مسلسل پسپائی اختیار کرتا ہوا دریائے فرات پار کر گیا قطبہ بھی اس کے پیچھے پیچھے فرات پار کر گیا ان دونوں کے باقی ماندہ حالات سن ۱۳۳ھ کے بیان میں آرہے ہیں۔

واقعات ۱۲۳ھ

اس سال محرم میں قحط نے فرات پار کیا اس کے ساتھ لشکر اور شہسوار تھے ابن ہبیرہ فلوچہ کے قریب فرات کے دہانے پر ایک بڑے لشکر کے ساتھ خیمہ زن تھا مروان نے بھی اس کی فوجی مدد بہت کی ابن ضبارہ کے لشکر کے شکست خوردہ عناصر بھی اس کے ساتھ تھے اس کے بعد قحط نے کوفہ پر قبضہ کرنے کے لئے اس کا رخ کیا ابن ہبیرہ نے اس کا تعاقب کیا آٹھ محرم بدھ کے روز دونوں میں شدید جنگ ہوئی بالآخر شامی شکست کھا کر پشت پھیر گئے، خراسانیوں نے ان کا تعاقب کیا قحطہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا ایک شخص نے انہیں اس کے قتل کی خبر دی کہ اس نے اپنے بعد حسن کو امیر بنانے کی وصیت کی تھی حسن اس وقت موجود نہیں تھا جس کی وجہ سے لوگوں نے اس کے بھائی حمید بن قحطہ کو امیر بنالیا حسن کے پاس اطلاع کرنے کے لئے ایک ایچی بھیج دیا اس رات امراء کی ایک جماعت بھی قتل ہوئی قحطہ کو معن بن زائدہ اور یحییٰ بن حصین یا نصر بن سیار کے لڑکوں کے بدلہ میں اس کے ساتھی نے قتل کیا قحطہ مقتولین میں پایا گیا اسے وہیں دفن کر دیا گیا۔

اس کے بعد حسن بن قحطہ آ گیا اس نے کوفہ کا رخ کیا جہاں پر محمد بن خالد بن عبد اللہ القسری کو بھیجا گیا تھا اسی نے بنی عباس کی طرف دعوت دی تھی اور سیاہ لباس زیب تن کیا تھا۔ اسی سال دس محرم کو اس نے خروج کیا اور وہاں سے ابن ہبیرہ کے عامل زیاد بن صالح حارثی کو نکال دیا محمد بن خالد قصر امارۃ میں منتقل ہو گیا ابن ہبیرہ کی طرف سے حوثرہ نے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ اس کا رخ کیا حوثرہ کے ساتھی جب کوفہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے محمد بن خالد کے پاس جا کر بنو عباس کی بیعت کی حوثرہ یہ صورت حال دیکھ کر واسطہ چلا گیا۔

بعض کا قول ہے کہ حسن بن قحطہ کوفہ میں داخل ہو گیا قحطہ نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد خلافت کی وزارت سمیع الکوفی الخلال کے غلام ابی سلمہ حفص بن سلیمان کے حوالے کر دی جائے وہ اس وقت کوفہ میں تھا جب لوگ اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا حسن بن قحطہ امراء کی ایک جماعت کے ساتھ ابن ہبیرہ سے قتال کے لئے واسطہ چلا جائے اور اس کا بھائی حمید مدائن چلا جائے چاروں جانب اس نے لشکر روانہ کر دیئے۔ مسلم بن قتیبہ نے ابن ہبیرہ کے لئے بصرہ فتح کر لیا ابن ہبیرہ کے قتل کے بعد ابو مالک عبد اللہ بن اسید الخزاعی نے ابو مسلم خراسانی کے لئے بصرہ فتح کر لیا۔

اسی سال تیرہ ربیع الاول جمعہ کی شب ابو العباس السفاح کے لئے بیعت لی گئی، اس کا نام عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب تھا ابو معشر اور ہشام بن کلبی کا یہی قول ہے واقعہ کا قول ہے کہ اس سال جمادی الاولیٰ میں یہ بیعت ہوئی۔

ابراہیم بن محمد الامام کا قتل..... ہم نے ۱۲۹ھ کے بیان میں ذکر کیا ہے کہ مروان کو ابراہیم کا ابو مسلم کے نام لکھا ہوا خط مل گیا جس میں اس نے ابو مسلم کو حکم دیا تھا کہ ہر اچھی عربی بولنے والے کو ختم کر دے مروان کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے ابراہیم کے بارے میں پوچھا اسے بتایا گیا کہ وہ بلقاء میں ہے مروان نے دمشق کے نائب حاکم کو اسے حاضر کرنے کا حکم دیا دمشق کے نائب نے اسی وقت ایک ایچی ابراہیم کی صفات بتا کر اسے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ ایچی گیا اور اس نے اس کے بھائی ابو العباس کو ابراہیم سمجھ کر گرفتار کر لیا اس نے بتایا کہ یہ ابراہیم کا بھائی ہے پھر اس نے کسی ذریعہ سے معلوم کر کے ابراہیم کو پکڑ لیا ابراہیم اپنے ساتھ اپنی محبوب ام ولد کو بھی لے گیا اپنے اہل کو وصیت کر گیا کہ میرے بعد خلیفہ ابو العباس ہوگا انہیں کوفہ کوچ کرنے کا حکم دیا گیا انہوں نے اسی روز کوفہ کوچ کیا جس میں اس کے چھ چچا عبد اللہ، داؤد، اسماعیل، عبد الصمد اور اس کے دونوں بھائی ابو العباس السفاح اور محمد اس کے دونوں لڑکے محمد اور عبد الوہاب اور ان کے علاوہ بہت سے لوگ تھے۔

جب وہ کوفہ میں داخل ہوئے تو ابو سلمہ خلال نے بنی ہاشم کے غلام ولید بن سعد کے گھر میں انہیں اتارا چالیس روز تک سالاروں اور امراء سے ان کا معاملہ پوشیدہ رکھا پھر وہ ان کو دوسری جگہ لے گیا پھر وہ انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ شہر فتح ہو گئے پھر سفاح کی بیعت کی گئی۔

ابراہیم کو اس وقت امیر مروان کے پاس لے جایا گیا اس نے ابراہیم کو قید کر دیا حتیٰ کہ اسی سال صفر میں جیل ہی میں ان کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ ابراہیم کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی حتیٰ کہ اسی حالت میں اکیاون سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی بہلول بن صفوان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

بعض کا قول ہے کہ ابراہیم پر گھر گرا کر انہیں قتل کیا گیا بعض کا قول ہے کہ انہیں زہر ملا ہوا دودھ دیا گیا جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ ابراہیم ۱۳۱ھ کے حج میں شریک تھے آپ بڑی نخوت شرافت اور عزت کے ساتھ کھڑے تھے مروان کو ان کی بابت اطلاع دی گئی کہ ابو مسلم انہی کی طرف دعوت دیتا ہے اور انہیں خلیفہ کہتا ہے مروان نے ۱۳۲ھ میں ان کی طرف لشکر بھیجا جس نے اسی سال ابراہیم کو قتل کر دیا۔ یہ قول گذشتہ اقوال کے مقابلہ میں اصح ہے بعض کا قول ہے کہ ابراہیم بلقاء کے بجائے کوفہ سے گرفتار کیا گیا۔

ابراہیم کریم، فیاض متعدد فضائل اور خوبیوں کا مالک تھا انہوں نے اپنے والد اور دادا ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد بن حنیفہ سے حدیث روایت کی ان سے ان کے دونوں بھائی عبد اللہ السفاح اور ابو جعفر عبد اللہ المنصور، ابو سلمہ عبد الرحمن بن مسلم خراسانی مالک بن ہاشم نے روایت کی۔ ابراہیم کے عمدہ کلام میں سے ہے کہ دین کی حفاظت کرنے والا صلہ رحمی کرنے والا اور ملامت زدہ باتوں سے اجتناب کرنے والا شخص کامل جو انمرد ہے۔

ابو العباس السفاح کی خلافت..... کوفہ کے باشندوں تک ابراہیم بن محمد کے قتل کی خبر پہنچنے کے بعد ابو سلمہ خلال نے علی بن ابی طالب کی طرف خلافت منتقل کرنے کا ارادہ کیا لیکن نقباء اور امراء اس پر غالب آ گئے انہوں نے کوفہ ہی میں ابو العباس السفاح کو بلوا کر اسے سلام خلافت کہا اس وقت ابو العباس کی عمر ۲۶ سال تھی اسی سال تیرہ ربیع الاول جمعہ کی رات سب سے پہلے ابو سلمہ خلال نے اسے سلام خلافت کہا ابو العباس نماز جمعہ کے وقت سیاہ ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اس حال میں فوج اس کے ساتھ تھی حتیٰ کہ وہ دار الامارۃ میں داخل ہو گیا پھر اس نے جامع مسجد پہنچ کر لوگوں کو امامت کرائی پھر منبر کی سب سے اوپر والی سیڑھی پر چڑھ گیا لوگوں نے اس کی بیعت کی اس کا چچا داؤد بن علی اس سے تین زینہ نیچے کھڑا تھا۔

اس کے بعد السفاح نے تقریر شروع کی اس نے اپنی تقریر کا آغاز ان الفاظ سے کیا کہ تمام تعریف اس ذات کے لئے ہیں جس نے دین اسلام ہمارے لئے پسند کیا اسی نے دین اسلام کو شرافت اور عزت بخشی ہمارے لئے دین اسلام پسند کیا ہمیں اس کی تقویت کا ذریعہ بنایا ہمیں اس کا اہل اس کی پناہ گاہ اس کا منتظم اور اس کا مددگار بنایا اسی نے ہمارے لئے تقویٰ کا الزام کیا اسی نے ہمیں اس کا حقدار اور اہل بنایا اسی نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت اور رشتہ داری کے لئے خاص کیا اسی نے ہمیں اسلام کے ذریعے بلند مقام عطا کیا اسی ذات نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے اہل اسلام پر ایک کتاب نازل فرمائی جس کی ان پر تلاوت کی جاتی ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

”اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی دور رکھے اور تم کو پاک صاف رکھے۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے:

”آپ یوں کہئے کہ میں تم سے اور کچھ مطلب نہیں چاہتا۔ بجز رشتہ داری کی محبت کے۔“

(سورۃ الشوریٰ آیت ۲۳)

ایک اور مقام پر فرمایا کہ:

(سورۃ شعرا آیت ۲۱۳)

”آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے۔“

ایک موقع پر فرمایا:

”جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے لوگوں سے دلوادے سو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور قرابت داروں اور

(سورۃ الحشر آیت نمبر ۷)

قییموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا۔“

اللہ نے ان کو ہماری فضیلت بتائی ان پر ہمارا حق اور مودت واجب کی اس نے مہربانی کر کے ہماری تسلی کے خاطر مال غنیمت میں سے ہمیں زیادہ حق دیا اللہ وسیع فضل والا ہے۔

گمراہ سبائیوں نے سمجھا کہ ریاست، سیاست اور خلافت ہمارا حق نہیں ان کے چہرے سیاہ ہو گئے، اے لوگو! اللہ نے ہماری وجہ سے گمراہی اور جہالت کے بعد لوگوں کو ہدایت اور نصرت عطا کی اور ہماری وجہ سے ہلاکت کے بعد ان کو بچالیا، ہماری وجہ سے حق کو غالب اور باطل کو مغلوب کیا ہماری وجہ سے گناہ گاروں کی اصلاح کی ہماری وجہ سے گندگی کو دور کیا ہماری وجہ سے لوگوں کو متحد کیا حتیٰ کہ لوگ عداوت کے بعد دنیا میں بھائی بھائی بن گئے

اور آخرت میں جنت میں ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھنے والے بن گئے اللہ نے ہم پر احسان آپ علیہ السلام کے ذریعہ کیا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے مشن کو سنبھالا ان کے معاملات شوریٰ کے ذریعے طے ہوتے تھے انہوں نے اقوام کے ترکہ کو جمع کر کے اس میں عدل قائم کیا ان کو ان کی جگہوں پر رکھا ان کے مستحقین میں انہیں تقسیم کیا اور وہ خود بھوکے رہے پھر بنو حرب اور مروان نے اس کی بابت لڑائی کی اسے زبردستی اپنے لئے چھین لیا اسے باری باری حاصل کرتے رہے انہوں نے ظلم سے اس میں کام لیا اللہ نے انہیں کچھ وقت تک مہلت دی جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اسے ہمارے ہاتھوں نے ان سے چھین لیا اللہ نے ہمیں ہمارا حق واپس کر دیا اور ہمارے ذریعے ہماری قوم کی تلافی کی وہ ہماری مدد اور ہمارے معاملے کا متولی بن گیا تاکہ ہمارے ذریعے لوگوں پر مہر بانی کرے جنہیں زمین میں کمزور سمجھا گیا ہے یا ہم سے شروع کر کے ہم پر ختم کیا ہے میں امید کرتا ہوں جہاں سے تمہارے لئے امید اور بھلائی آئی ہے وہاں سے تمہارے لئے ظلم اور برائی نہیں آئے گی ہم اہل بیت کو اللہ کی توفیق حاصل ہو۔

اے اہل کوفہ! تم ہماری محبت اور مودت کا محل ہو تم ہمارے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم ہو میں نے تمہارے عطایا میں ایک لاکھ درہم کا اضافہ کر دیا پس تیار ہو جاؤ میں خون ریز جنگجو اور تباہ کردینے والا حملہ آور ہوں اس کے بعد سفاح کو تیز بخار ہو گیا حتیٰ کہ وہ منبر پر بیٹھ گیا۔

اس کے بعد اس کے چچا نے کھڑے ہو کر کہا کہ تمام تعریف اور شکر اس ذات کے لئے ہے جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کر کے ہمیں ہمارے گھر کی میراث واپس کر دی اے لوگو اب تاریکیاں چھٹ گئیں ان کے پردے دور ہو گئے ان کے زمین و آسمان روشن ہو گئے خلافت اپنے مطلع سے طلوع ہو گئی حق اپنے اصل کی طرف لوٹ آیا یعنی تمہارے نبی کی اولاد کی طرف جو تم پر مہربان اور شفیق ہے اے لوگو ہم سونا چاندی نہر کھودنے اور محل بنانے کے لئے گھر سے نہیں نکلے بلکہ ہم اپنا حق چھین جانے کے بعد اور اپنے عزاؤں پر غضب نے اور بنو امیہ نے تم میں جو بد سیرت اختیار کی اور ان کے تمہیں ذلیل کرنے اور تمہارے غنیمت و صدقات میں اپنے آپ کو ترجیح دینے نے نکالا ہے ہم پر اللہ اور رسول بنی عباس کے واسطے سے لازم ہے کہ ہم قرآن کے مطابق فیصلہ کریں قرآن کے مطابق عمل کریں عام و خاص میں نبی کی سیرت پر چلیں دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے گناہوں کا ارتکاب کرنے لوگوں پر ظلم کرنے محارم کا ارتکاب کرنے اور بندوں کے ساتھ غلط روش اپنانے والے بنی امیہ اور بنی مروان کے لئے ہلاکت ہو جن علاقوں سے وہ ذلت یاب ہوئے ان علاقوں میں ان کا طریق گناہوں کا ارتکاب ہے اور وہ گناہوں کی لگام میں پکڑے گئے ہیں۔ اللہ کی مہلت سے ناواقفیت اور اس کی گرفت سے اندھے ہو کر اور اس کی تدبیر سے بے خوف ہو کر گمراہی کے میدانوں میں دوڑے۔

ان خرابیوں کی وجہ سے نیند کی حالت میں ان پر اللہ کا عذاب آیا جس سے وہ مکمل طور پر تباہ ہو گئے اور ظالم قوم کے لئے ہلاکت ہو اللہ تعالیٰ نے مروان کو ذلیل کر دیا دنیا کی محبت نے اسے اللہ سے اندھا کر دیا اللہ کے دشمن کی لگام ڈھیلی کر دی گئی جس کی وجہ سے اس کا گھوڑا پھسل گیا۔ کیا اللہ کے دشمن نے خیال کیا کہ اس پر کوئی قابو نہ پاسکے گا؟ اس نے اپنی پارٹی اور فوج کو بلایا اور اپنی فوجوں کے ساتھ تیر اندازی کی اس نے اللہ کی تدبیر اور اس کی ناراضگی کو آگے پیچھے دائیں بائیں پایا جس نے اس کے باطل کا خاتمہ کر دیا، اس کی گمراہی کو تباہ کر دیا اور اسے برے حلقے میں اتارا اس کی خطاؤں نے اس کا احاطہ کر لیا ہمارا حق ہمیں واپس کر دیا ہمیں پناہ دی۔ اے لوگو! امیر المؤمنین نماز جمعہ کے بعد منبر پر واپس آئیے اس لئے کہ انہوں نے جمعہ کے کلام کے ساتھ دوسرے کلام کو جمع کرنا اچھا نہیں سمجھا اس وقت بخار کی شدت کی وجہ سے انہوں نے کلام قطع کر دیا تھا امیر المؤمنین کے لئے خوب دعائیں کرو جسے اللہ نے تمہیں دشمن رحمن خلیفہ شیطان مروان کے بدلے میں دیا ہے جو زمین میں فساد کرنے والا اور ظالمین کی پناہ تھی خلیفہ پر بھروسہ کرنے والے ان ابرار و اخیار کی اتباع کرنے والے ہیں جنہوں نے ہدایات کے نشانات اور تقویٰ کے راستوں کے ذریعے خرابی کے بعد زمین کی اصلاح کی راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد لوگوں نے امیر المؤمنین کے لئے خوب دعائیں کیں پھر اس نے کہا کہ اے اہل کوفہ اس منبر پر آپ علیہ السلام کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین سفاح چڑھے ہیں حالانکہ یہ صرف ہمارا حق ہے ہم ہی اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کریں گے ہمیں آزمائش میں مبتلا کرنے والی اور ٹھکانہ دینے والی ذات کے لئے تمام تعریفیں ہیں اس کے بعد ابو العباس اور داؤد منبر سے اتر کر محل میں داخل ہو گئے پھر لوگوں نے عصر تک اور عصر سے رات تک اس کی بیعت کی اس کے بعد عباس نے نکل کر کوفہ کے باہر پڑاؤ ڈالا کوفہ پر اپنے چچا داؤد کو نائب مقرر کیا اپنے چچا عبد اللہ بن علی ابی عون بن ابی یزید کی طرف اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قطبہ کی طرف (جو واسطہ میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ

کئے ہوئے تھا) یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو مدائن میں حمید بن قحطبہ کی طرف، ابوالیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو اہواز میں بسام بن ابراہیم کی طرف اور سلمہ بن عمر بن عثمان کو مالک بن طواف کی طرف بھیجا خود ایک ماہ تک لشکر کے ہمراہ رہا پھر ہاشمیہ شہر میں قصر امارۃ میں اتر گیا اور ابی سلمہ الخلال کے لئے اجنبی بن گیا کیونکہ اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ خلافت کو ابن عباس سے علی کی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے واللہ اعلم۔

مروان بن محمد بن مروان کا قتل..... یہ بنی امیہ کا سب سے آخری خلیفہ تھا اس کے بعد خلافت بنی عباس کی طرف منتقل ہو گئی، جو اس آیت (اللہ جسے چاہتا ہے اپنی حکومت دیتا ہے) اور اس آیت کہ کہد یحییٰ (اے اللہ! جو حکومت کا مالک ہے) سے ماخوذ ہے۔

ہم پہلے بتا چکے ہیں جب مروان کو ابو مسلم اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں اور جو کچھ ارض خراسان میں ہوا اس کا علم ہوا تو وہ حران سے موصل کے قریب جزیرہ کے علاقہ میں الذاب نہر کی طرف منتقل ہو گیا پھر اسے کوفہ میں سفاح کی بیعت اور اس کی مقبولیت کی خبر ہوئی تو وہ بہت زیادہ پریشان ہوا اس نے اپنے لشکر کو جمع کرنا شروع کر دیا۔

ابی عوان بن ابی یزید نے ایک عظیم لشکر کے ہمراہ اس کی طرف پیش قدمی کی یہ سفاح کے امراء میں سے تھا الذاب مقام پر اس نے پڑاؤ ڈالا پھر سفاح کی طرف سے مزید امداد بھی اس کی طرف پہنچ گئی پھر سفاح نے اہل بیعت میں سے جنگ کے منتظمین کو آواز دی عبد اللہ بن علی نے اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کہا کہ اللہ کی برکت سے چلو وہ ایک بڑے لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا عبد اللہ جب ابو عوان کے قریب پہنچا تو ابو عوان نے اس کے خیمہ اور جو کچھ اس کے اندر سامان تھا اس کے لئے چھوڑ دیا اور خود دوسری جگہ چلا گیا عبد اللہ بن علی نے حیاش بن حبیب الطائی اور نھیر بن تحفہ کو پولیس افسر مقرر کیا۔

ابو العباس نے اس خطرہ کے پیش نظر کہ کہیں کچھ حالات پیش آ کر جنگ کی آگ ٹھنڈی نہ ہو جائے عبد اللہ بن علی کو مروان سے جنگ پر براہیختہ کرنے کیلئے موسیٰ بن کعب کو تیس افراد کے ہمراہ عبد اللہ کے پاس ایٹلی بنا کر بھیجا چنانچہ عبد اللہ بن علی اپنا لشکر لے کر آگے بڑھا حتیٰ کہ وہ مروان کے لشکر کے بالمقابل ہو گیا مروان بھی لشکر کے ہمراہ میدان میں آ گیا یہاں تک کہ دن کے اول حصے میں دونوں فریقوں نے صف بندی کر لی مروان کی فوج کی تعداد ڈیڑھ لاکھ یا ایک لاکھ بیس ہزار تھی عبد اللہ کی فوج کی تعداد صرف بیس ہزار تھی مروان نے عبد العزیز بن عمر ابن عبد العزیز سے کہا کہ اگر زوال آفتاب سے پہلے جنگ شروع نہیں ہوئی تو ہم دشمن کو عیسیٰ بن مرثد پہنچا دیں گے اگر شروع ہو گئی تو وہ اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھیں گے۔

پھر مروان نے عبد اللہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا، عبد اللہ نے کہا کہ ابن زریق نے جھوٹ بولا ہے انشاء اللہ زوال شمس سے پہلے ہی ہمارے گھوڑے انہیں روند ڈالیں گے۔ یہ اسی سال ۱۱ جمادی الاخریٰ ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے مروان نے کہا کہ ٹھہر جاؤ جنگ شروع نہ کرو وہ سورج کی طرف دیکھنے لگا مروان کے داماد ولید بن معاویہ بن مروان نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اہل میمنہ سے جنگ شروع کر دی، مروان اس پر غصہ ہوا ابو عوان سمٹتا ہوا عبد اللہ بن علی تک پہنچ گیا موسیٰ بن کعب نے عبد اللہ بن علی کے لئے جنگ کی اس نے لوگوں کو اترنے کا حکم دیا زمین زمین کی ندائی گئی لوگ اتر گئے انہوں نے نیزے بلند کئے وہ گھنٹوں کے بل ہو گئے انہوں نے دشمن سے جنگ کی اہل شام پیچھے ہٹنے لگے گویا انہیں دھکیلا جا رہا ہو عبد اللہ پیادہ چلنے لگا وہ کہہ رہا تھا کہ اے رب! کب تک ہم قتل کئے جائیں گے اس نے یا اہل خراسان یا اشارات ابراہیم الامام یا محمد یا منصور کے نعرے بلند کئے جنگ نے شدت اختیار کر لی صرف پتیل پر لوہے کی سلاخوں کے لگنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

مروان نے قضاہ کو جنگ میں اترنے کا حکم دیا انہوں نے کہا کہ بنی عامر سے کہو کہ وہ اتریں اس نے ان کو حکم دیا انہوں نے کہا کہ غطفان سے کہو پھر اس نے پولیس افسر کو حکم دیا اس نے کہا کہ قسم بخدا میں اپنے نفس کو نشانہ نہیں بناؤں گا مروان نے کہا کہ قسم بخدا میں تیرے ساتھ بدسلوکی کروں گا اس نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں اگر اللہ تجھے قدرت دے۔

بعض کا قول ہے کہ یہ بات مروان نے ابن ہبیرہ سے کہی اس کے بعد اہل شام شکست کھا گئے اہل خراسان نے قتل کرتے ہوئے اور گرفتار کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا شامی اکثر غرق ہو گئے غرق ہونے والوں میں ابراہیم بن ولید بن عبد الملک مخلوع بھی تھا عبد اللہ بن علی نے پل

باندھنے کا حکم دیا اور پانی میں سے غرق شدگان کو نکالنے کا حکم دیا وہ یہ آیت تلاوت کر رہا تھا (ترجمہ) ہم نے تمہارے لئے سمندر کو پھاڑ دیا اور تم کو نجات دی اور ہم نے تمہارے دیکھتے دیکھتے آل فرعون کو غرق کر دیا عبد اللہ نے میدان کارزار میں سات روز قیام کیا سعید بن عاص کی اولاد میں سے ایک شخص نے اس روز مروان اور اس کے فرار کے بارے میں کہا کہ:

(۱)..... مروان نے راہ فرار اختیار کی تو میں نے اسے کہا کہ ظالم مظلوم بن گیا جس کا ارادہ بھاگنے کا ہے۔

(۲)..... بھاگنا اور حکومت چھوڑنا کہاں؟ جب تجھ سے نرمی رخصت ہو گئی تو نہ دین ہے نہ حسب ہے۔

(۳)..... عقل سے خالی دشوار راستہ فرعون کا ہے اگر تو اس کی بخشش طلب کرے گا تو کتے کے آگے کتا ہے۔

مروان کی ساری چیزوں پر عبد اللہ نے قبضہ کر لیا عبد اللہ بن مروان کی باندی کے علاوہ اس میں کوئی عورت نہیں تھی ابو عباس نے سفاح کو فتح کی خوشخبری دی، سفاح نے دو رکعت نفل ادا کئے جنگ میں شریک ہونے والوں کے لئے پانچ سو درہم کا اعلان کیا ان کے عطایا کو ۸۰ درہم تک زیادہ کر دیا سفاح کی زبان پر فلما فصل طالوت بالجنود آیت کی تلاوت جاری تھی۔

مروان کے قتل کی کیفیت کا بیان..... مروان شکست کھانے کے بعد وہاں سے چلا کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا عبد اللہ بن علی میدان کارزار میں سات روز تک رہا اس کے بعد سفاح کے حکم سے اس نے اپنی فوج لے کر مروان کا تعاقب کیا مروان چلتے چلتے حران سے بھی آگے نکل گیا اس نے ابو محمد سفیانی کو جیل سے نکال دیا حران پر اپنے بھانجے اور اپنی لڑکی ام عثمان کے شوہر ابان بن یزید کو اپنا نائب بنادیا عبد اللہ کے حران پہنچنے پر ابان بن یزید سیاہ لباس پہن کر اس کی طرف گیا عبد اللہ بن علی نے اسے امان دے دی اور اسے اس کے عہدے پر برقرار رکھا عبد اللہ نے وہ گھر گرا دیا جس میں ابراہیم محبوس تھا۔

مروان نے قنسرین کے راستے حمص کا رخ کیا اس کے حمص پہنچنے پر اہل حمص بازار اور معیشت کی چیزیں اس کے پاس لائے مروان نے حمص میں دو تین روز قیام کیا پھر اس نے وہاں سے کوچ کا ارادہ کیا حمص کے باشندوں نے اس کے متبعین کی قلت دیکھ کر اسے لوٹنے اور قتل کرنے کا ارادہ کر لیا انہوں نے اسے خوف زدہ شکست خوردہ کہا پھر انہوں نے حمص کی ایک وادی کے پاس اسے پایا مروان نے ان کے دو امیر پوشیدہ کر لئے مروان نے ان سے نرمی کی درخواست کی پھر انہوں نے حمص کی عوام سے جنگ نہ کرنے کی درخواست کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا پھر ان کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی دونوں امیروں نے پیچھے سے ان پر حملہ کر دیا بالآخر اہل حمص شکست کھا گئے اس کے بعد مروان دمشق آ گیا دمشق پر اس کی لڑکی کا شوہر ولید ابن معاویہ بن مروان امیر تھا۔ مروان اسے وہیں چھوڑ کر دیا مصر چلا گیا۔

عبد اللہ بن علی کا جن شہروں پر گزر ہوتا اس شہر کے باشندے سیاہ لباس زیب تن کر کے اس کی بیعت کرتے وہ انہیں امان دے دیتا تھا عبد اللہ کے قنسرین پہنچنے کے بعد اس کے بھائی عبدالصمد بن علی بھی چار ہزار لشکر کے ساتھ اس سے آملا سفاح نے عبد اللہ کی مدد کے لئے انہیں بھیجا تھا پھر عبد اللہ حمص ہوتے ہوئے بعلبک پہنچ گیا پھر مزہ کے راستے سے دمشق آ گیا اس نے وہاں دو یا تین روز قیام کیا پھر سفاح کی طرف سے اس کا بھائی صالح بن علی آٹھ ہزار نفری کے ہمراہ اس کی مدد کے لئے پہنچ گیا صالح نے مرج عذراء میں پڑاؤ ڈالا عبد اللہ نے دمشق میں، باب شرقی پر اس کا بھائی صالح، باب حابیہ پر ابو عوان، باب کیمان پر بسام، باب صغیر پر حمید بن قطبہ، باب توما پر عبدالصمد یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید باب فردیس پر اترے، انہوں نے چند دن دمشق کا محاصرہ کرنے کے بعد اسی سال دس رمضان بدھ کے روز اسے فتح کر لیا اس کے بے شمار باشندے قتل کر دیئے تین گھنٹے کے لئے اسے مباح کر دیا اس کی فصیل تباہ کر دی۔ بعض کا قول ہے کہ محاصرہ کے بعد اہل دمشق میں عباسی اور اموی اختلاف ہو گیا جس کی وجہ سے ان کی آپس میں جنگ ہو گئی انہوں نے اپنے نائب کو قتل کر دیا پھر شہر کو سپرد کر دیا باب شرقی کی جانب سے سب سے پہلے چڑھنے والا شخص عبد اللہ انطائی اور باب صغیر کی طرف سے بسام بن ابراہیم تھا، پھر دمشق تین گھنٹے کے لئے مباح کر دیا گیا اس مدت میں پچاس ہزار افراد قتل ہوئے۔

ابن عسا نے جعفر بن ابی طالب کی اولاد میں سے عبید بن حسن اعرج کے حالات بیان کئے ہیں وہ عبد اللہ کے ساتھ دمشق کے محاصرہ میں پانچ ہزار کا امیر تھا انہوں نے ڈیڑھ ماہ یا پانچ ماہ یا سو دن تک اس کا محاصرہ کیا مروان کے نائب حاکم نے دمشق شہر کو بہت مضبوط کیا تھا لیکن یمانیہ اور

مصریہ کا ان میں اختلاف ہو گیا اور یہ بات اس کی فتح کا سبب بن گئی حتیٰ کہ انہوں نے ہر مسجد میں دو قبیلوں کے لئے دو محراب بنائے تھے حتیٰ کہ جامع مسجد میں دو منبر تھے دو امام تھے جمعہ کے روز دونوں منبروں پر خطبہ دیا جاتا تھا یہ ایک عجیب و غریب واقعہ فتنہ عصبیت اور خواہش پرستی کے باعث رونما ہوا (ہم اللہ سے عافیت کے سائل ہیں)۔

ابن عساکر نے خوب وضاحت سے اسے بیان کیا ہے محمد بن سلیمان بن عبد اللہ النوفلی کے حالات میں بیان کیا ہے کہ نوفلی کا قول ہے کہ عبد اللہ کے پہلے روز دمشق میں داخل ہونے کے وقت میں اس کے ساتھ تھا، وہ تلوار کے ذریعے اس میں داخل ہوا، تین گھنٹے تک اس نے اسے مباح کیا ستر روز تک جامع مسجد دمشق کو اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کے لئے اصطبل بنائے رکھا پھر اس نے بنی امیہ کی قبروں کو اکھیڑا معاویہ کی قبر میں غبار کی طرح سیاہ دھاگہ تھا عبد الملک بن مروان کی قبر میں صرف کھوپڑی تھی وہ قبروں میں صرف ایک عضو پا تا صرف ہشام بن عبد الملک اپنی قبر میں صحیح و سالم تھا اس کے ناک کا صرف ایک سرا متغیر ہوا تھا اس نے مردہ ہونے کے باوجود اس کو کوڑے لگوائے چند روز تک اسے سولی پر لٹکائے رکھا پھر اسے جلا دیا اس کی راکھ کو کوٹ کر ہوا میں اڑا دیا یہ سب کچھ اس نے اس لئے کیا کہ ہشام نے اس کے بھائی محمد بن علی کو اس کے چھوٹے لڑکے کے قتل کی تہمت میں کوڑے لگوا کر اسے بلقاء کی طرف جلا وطن کر دیا تھا۔

اس کے بعد عبد اللہ نے بنی امیہ کے خلفاء کی اولاد کو تلاش کرنا شروع کیا، اس نے ایک دن میں نہر رملہ کے پاس بانوے ہزار افراد قتل کئے ان پر چمڑے کا ستر خوان بچھا کر کھانا کھایا اور وہ اس کے نیچے بھڑک رہے تھے یہ اس کا بہت بڑا ظلم تھا اللہ اسے اس کا بدلہ دے گا وہ اس کے بعد زیادہ دن نہیں رہا اس کی مراد پوری نہیں ہوئی جیسا کہ اس کے حالات میں آئے گا۔

عبد اللہ نے ہشام بن عبد الملک کی بیوی عبدة بنت عبد اللہ کو خراسانیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ننگے سر اور ننگے جسم پیادہ پا بھیجا، انہوں نے اسے قتل کر دیا، عبد اللہ نے پندرہ روز وہاں قیام کیا اس نے اوزاعی کو بلوا کر اس سے پوچھا کہ جو ہم کر رہے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں البتہ حضرت عمر نے آپ ﷺ کی حدیث نقل کی ہے کہ (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے) اوزاعی کہتے ہیں کہ میں اپنے قتل کا انتظار کرنے لگا پھر مجھے باہر نکال دیا اس نے میرے پاس سودینار بھیجے۔

اس کے بعد عبد اللہ نے مروان کا تعاقب کیا، وہ نہر کسوة پر اترائی بن جعفر ہاشمی کو نائب بنایا پھر وہ چل کر مرج الدم پر اتر ا پھر نہر ابی فطرس پر آ گیا اسے معلوم ہوا کہ مروان بھاگ کر مصر چلا گیا، اس کے پاس سفاح کا خط آیا کہ صالح بن علی کو مروان کی تلاش میں بھیجو، تم شام میں اس کے نائب بن کر کام کرو۔ صالح اسی سال ذیقعد میں مروان کی تلاش میں نکلا اس کے ساتھ ابو عمر اور عامر بن اسماعیل بھی تھے پھر صلاح ساحل سمندر پر اتر ا وہاں موجود کشتیاں اس نے جمع کیں حتیٰ کہ وہ عریش پر پہنچ گیا پھر وہ وہاں سے چل کر نیل پر پہنچا پھر صید کی طرف چل دیا مروان نیل عبور کر چکا تھا اس نے اس کے ارد گرد کا گھاس وغیرہ سب جلا دیا اس کا پل توڑ دیا صالح مسلسل اس کی تلاش میں تھا حتیٰ کہ مروان کے سواروں سے اس کی مدد بھیڑ ہو گئی صالح نے انہیں شکست دے دی۔

پھر صالح نے مروان کے گرفتار کئے ہوئے قیدیوں سے مروان کی بابت پوچھا انہوں نے اس کی مخبری کی پھر وہ اچانک رات کے آخری حصے میں ابوصیر کے کنیہ میں مل گیا اس کی فوج مقابلہ میں شکست کھا گئی پھر مروان از خود ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا ابو صالح کے ساتھیوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا ایک بصری شخص معود نامی نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا وہ مروان کو جانتا بھی نہیں تھا فوراً ایک کوئی انا فردش نے اس کا سر قلم کر کے سریہ کے امیر عامر بن اسماعیل کے حوالے کر دیا اس نے ابو عون کے پاس بھیج دیا ابو عون نے صالح بن علی کے پاس بھیج دیا صالح نے پولیس افسر خزیمہ بن یزید بن ہانی کے ذریعے امیر المؤمنین سفاح کے پاس بھیج دیا۔

مروان اسی سال ۲۷ ذی الحجہ اتوار کے روز قتل ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ ۳۲ھ چھ ذی الحجہ جمعرات کے روز قتل ہوا اس کی مدت خلافت ۵ سال دس ماہ دس یوم تھی، مشہور قول یہی ہے، اس کی عمر کے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) ۴۰ سال (۲) ۴۶ سال (۳) ۵۸ سال (۴) ۶۰ سال (۵) ۶۲ سال (۶) ۶۳ سال (۷) ۶۹ سال واللہ اعلم۔

اس کے بعد صالح بن علی مصر پر ابو عون کو نائب بنا کر خود شام روانہ ہو گیا۔

مروان الحمار کے حالات..... یہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ القرشی الاموی ابو عبد الملک امیر المؤمنین بنو امیہ کا آخری خلیفہ تھا۔ اس کی والدہ کرد باندی تھی جو لبابہ کے نام سے مشہور تھی، یہ ابراہیم اشتر نخعی کے پاس تھی ابراہیم کے قتل کے روز محمد بن مروان نے اس پر قبضہ کر لیا اسی سے مروان پیدا ہوا بعض کا قول ہے کہ اولاً یہ مصعب بن زبیر کے پاس تھی مروان کا گھر پالان بنانے والوں کے بازار میں تھا یہ ابن عساکر کا قول ہے۔

ولید بن یزید کے قتل اور یزید بن ولید کی وفات کے بعد مروان کی بیعت خلافت کی گئی اس کے بعد اس نے دمشق پہنچ کر ابراہیم بن ولید کو خلافت سے معزول کر دیا ۱۲۷ھ وسط صفر میں مروان کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

ابو معشر کا قول ہے کہ ۱۲۹ھ ربیع الاول میں مروان کی بیعت کی گئی یہ مروان الجعدی کے نام سے مشہور تھا جو جعد بن درہم کی طرف منسوب ہے اس کا لقب الحمار تھا یہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا اس کی مدت خلافت پانچ سال دس ماہ دس یوم تھی۔ بعض کا قول ہے کہ پانچ سال ایک ماہ تھی، سفاح کی بیعت کے بعد مروان ۹ ماہ زندہ رہا۔

مروان سرخ و سفید رنگت، نیلی آنکھوں، بڑی ڈاڑھی اور میانہ قد والا تھا خضاب نہیں لگاتا تھا ہشام نے ۱۱۴ھ میں آذر بایجان، آرمینیا اور جزیرہ کا نائب مقرر کیا تھا اس زمانہ میں متعدد شہر اور قلعے فتح کئے یہ مسلسل راہ خدا میں جہاد کرنے والا تھا اس نے کفار، ترک، خزر اور لانیون سے جہاد کر کے انہیں مغلوب کیا مروان جری بہادر عقلمند شخص تھا تقدیر الہی سے اگر اس کی فوج اس کا ساتھ نہ چھوڑتی تو اس میں اتنی صلاحیت تھی کہ یہ اپنی دانائی اور بہادری سے حکومت نہ جانے دیتا لیکن من جانب اللہ ذلیل و رسوا انسان کو کون بچا سکتا ہے؟

زبیر بن بکار نے اپنے چچا مصعب بن عبد اللہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ بنی امیہ میں مشہور تھا کہ جب کسی باندی کا لڑکا ہمارا خلیفہ بنے گا تو اس وقت ہم سے خلافت چھن جائے گی چنانچہ مروان کے خلیفہ بننے کے بعد ۱۳۲ھ میں بنو امیہ سے خلافت چھین لی گئی تھی۔ حافظ ابن عساکر نے ابو محمد عبد الرحمن بن ابی الحسین۔ ہل بن بشر خلیل بن ہبہ اللہ بن خلیل۔ عبد الوہاب کلابی ابو جهم احمد بن الحسین عباس بن ولید بن صبح عباس بن یحییٰ بن ابوالحارث، یثیم بن حمید راشد بن داؤد اسماء ثوبان کے حوالہ سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ بنی امیہ بچہ کے جلدی جلدی گیند حاصل کرنے کے مانند خلافت حاصل کریں گے۔ ان کے ہاتھ سے خلافت چلے جانے کے بعد زندگی بے مزہ ہو جائے گی۔ ابن عساکر نے بھی اسے روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث بہت منکر ہے۔

ہارون الرشید ابو بکر بن عیاش سے سوال کیا کہ بنی امیہ اور ہم میں کون افضل ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگوں کے لئے زیادہ نفع بخش تھے اور تم نماز کے زیادہ پابند ہو ہارون الرشید نے اسے چھ ہزار درہم دیئے۔

بعض کا قول ہے کہ مروان جو امر خوش، مزاج انسان تھا لہو و لعب کو بہت پسند کرتا تھا لیکن اس کی وجہ سے جنگ سے غافل ہو جاتا تھا۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ میں نے ابو حسین علی بن مقلد بن نصر بن منقذ بن امیر کے خطوط کے مجموعہ میں پڑھا ہے کہ مروان نے شکست کھا کر مصر جانے کے وقت رملہ میں اپنی باندی چھوڑنے کے وقت چند اشعار کہے:

(۱)..... میرا خیال ہمیشہ مجھے صبر کی دعوت دیتا رہا میں انکار کرتا ہوں وہ مجھے اس چیز کے قریب کرتا ہے جو تیرے لئے میرے سینے میں ہے۔

(۲)..... مجھے یہ بات پسند ہے کہ تو رات گزارے اور ہمارے درمیان حجاب ہو اب تو مجھ سے دس دن دور ہو گئی۔

(۳)..... قسم بخدا ان دونوں باتوں نے میرا دل زخمی کر دیا، یاد رکھ! اگر تو نے زیادتی کی تو تو ایک ماہ دور ہو جائے گی۔

(۴)..... ان دونوں باتوں سے مجھے اس کا خوف ہے کہ زندگی بھر ہم ملاقات سے محروم ہو جائیں۔

(۵)..... عنقریب میں تجھ پر آنسو بہاؤں گا میں رونا نہیں چھوڑوں گا نہ صبر کے بعد صبر کی طلب ختم کروں گا۔

بعض کا قول ہے کہ مروان دوران فرار ایک راہب کے پاس سے گزرا اس نے مروان کو پہچان کر اسے سلام کیا مروان نے اس سے پوچھا کہ تیرے پاس زمانہ کا علم ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس مختلف رنگ ہیں مروان نے پوچھا کہ مالک بننے کے بعد مملوک بننے والا انسان دنیا حاصل کر سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں پھر مروان نے راہب سے پوچھا کہ کیسے؟ اس نے کہا کہ اس سے محبت اس کی مرغوب چیزوں کے حصول کی طمع

عقل زائل کرنے مستقل مزاجی کو ختم کرنے کے ساتھ دنیا سے محبت کرنے والا انسان اس کا غلام بن جاتا ہے مروان نے اس سے پوچھا کہ پھر اس سے چھٹکارہ کا کون سا راستہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اسے مبعوض رکھنے اور چھوڑنے کے ساتھ مروان نے جواب دیا کہ یہ ناممکن ہے راہب نے جواب دیا کہ عنقریب ہو جائے گا اس طرح دنیا کے ختم ہونے سے پہلے تو خود اسے چھوڑ دے مروان نے اس سے پوچھا کہ تم مجھے جانتے ہو اس نے کہا کہ ہاں تو عرب کا بادشاہ مروان ہے تو بلاد سودان میں قتل کیا جائے گا بلا کفن دفن کیا جائے گا اگر موت تیرے پیچھے لگی نہ ہوتی تو میں تجھے بچاؤ کا راستہ بتا دیتا۔ بعض کا قول ہے کہ اس زمانے میں لوگ کہا کرتے تھے کہ یقتل عبن ع بن عین م بن م اس سے ان کی مراد عبداللہ بن علی بن عباس مروان بن محمد بن مروان کا قتل ہونا تھا۔

بعض کا قول ہے کہ ایک روز مروان بیٹھا تھا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ایک خادم اس کے سر پر کھڑا ہو گیا، مروان نے اپنے مخاطب سے کہا جن احسانات کا ذکر نہ کیا جائے اور جن نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا جائے ان پر افسوس ہے، اسی طرح جس حکومت کی مدد نہ کی جائے اس پر بھی افسوس ہے خادم نے اس سے کہا کہ اے امیر المؤمنین کم اضافہ کے لئے چھوٹے بڑے ہونے کے لئے پوشیدہ کو ظاہر ہونے کے لئے اور آج کے کام کو کل کے لئے چھوڑنے والے انسان کے لئے اس سے بھی سخت مصیبت ہے مروان نے جواب دیا کہ یہ چیز میرے نزدیک خلافت چھین جانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ بعض کا قول ہے کہ مروان ۱۳۲ھ ۱۳ ذی الحجہ پیر کے روز قتل کیا گیا اس کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز یا اسی کے قریب تھی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی عمر کل ۴۰ سال تھی، لیکن اول قول اصح ہے یہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا۔

بنی امیہ کی حکومت کے زوال اور بنی عباس کی حکومت کے آغاز کے بابت وارد ہونے والی احادیث نبویہ..... علماء بن عبد الرحمن نے اپنے والد کے حوالہ سے آپ علیہ السلام کا فرمان نقل کیا ہے کہ جب بنی عاص کے چالیس افراد ہو جائیں گے تو وہ اللہ کے دین کو خرابی اللہ کے مال کو غلبہ کا ذریعہ اور لوگوں کو غلام بنائیں گے اس روایت کو اعمش نے عطیہ اور ابی سعید کے واسطے سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابن لہیعہ نے ابی قبیل کے حوالہ سے ابن وہب کا قول نقل کیا ہے کہ وہ معاویہ کے پاس تھے مروان بن حکم نے معاویہ کے پاس آ کر کسی ضرورت کی بابت سوال کرتے ہوئے کہا کہ میں دس کا والد، بھائی اور چچا ہوں، مروان کے جانے کے بعد حضرت معاویہ نے عباس سے کہا کہ جو ان کے ساتھ تخت پر تھے کیا تمہیں آپ علیہ السلام کا ارشاد معلوم ہے کہ (بنی حکم تین افراد کے پہنچنے کے بعد اللہ کے مال کو غلبہ، اللہ کے دین کو خرابی کا ذریعہ اور اللہ کے بندوں کو غلام بنائیں گے) پھر ۴۹۷ تک ان کی تعداد پہنچنے کے بعد ان کی ہلاکت ٹھہور کے چبانے سے زیادہ جلدی ہوگی ابن عباس نے کہا کہ بے شک پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا (چار کا سرکش باپ) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضرور۔

ابوداؤد طیالسی نے قاسم بن فضل کے واسطے سے یوسف بن مازن الراسی کا قول نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حسین رضی اللہ عنہ بن علی کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ اے لوگوں کے چہروں کو سیاہ کرنے والے، حسین نے جواب دیا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے اے مجھے ڈانٹنے والے آپ علیہ السلام کو منبر پر بنی امیہ کے ایک شخص کے خطبہ دینے سے تکلیف پہنچی تو سورۃ کوثر نازل ہوئی جو جنت کی ایک نہر ہے اور سورۃ قدر نازل ہوئی جس سے مراد بنی امیہ کی حکومت ہے۔

راوی کا قول ہے کہ ہم نے اس کا حساب لگایا تو اسے بلا کم و بیش پایا ترمذی نے اس روایت کو محمود بن غیلان عن ابی داؤد طیالسی سے نقل کیا ہے پھر کہا کہ یہ غریب ہے قاسم بن فضل کے واسطے سے ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہ ثقہ تھے یا نہی بن قطان ابن مہدی نے اسے ثقہ کہا ہے راوی کا قول ہے کہ اس کا شیخ یوسف بن سعد جسے یوسف بن مازن بھی کہا گیا ہے مجہول ہے ہمیں یہ حدیث انہی الفاظ سے معلوم ہوئی ہے حاکم نے مستدرک میں قاسم بن فضل حدانی کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے میں نے اس حدیث کے منکر ہونے پر تفسیر میں مفصل کلام کیا ہے ایک ہزار سال کی توجیہ یہ ہوگی کہ ہم ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ساقط کر دیں گے کیونکہ ۴۰ھ میں مستقل طور پر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی یہی وہ سال عام ہے جس سال حضرت علی کے قتل کے چھ ماہ بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امارت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی پھر اسی سال بنی امیہ کی حکومت ختم ہو گئی یہ ۱۳۲ھ ہے یہ

کل ۹۲ سال ہوئے ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے وصال کو اس سے کم کرنے کے بعد ۸۳ سال باقی رہیں گے جو اس حدیث کے منافی ہے مزید یہ حدیث مرفوع نہیں ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس کی تفسیر کی ہو بلکہ یہ کسی راوی کا قول ہے میں نے تفسیر میں اس پر مفصل کلام کیا ہے نیز دلائل میں بھی اس کی بحث گزر چکی ہے واللہ اعلم۔

علی بن مدینی نے سفیان علی کے واسطے سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے (کہ میں نے بنی امیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو مجھے اس سے تکلیف ہوئی تو مجھ پر سورۃ کوثر نازل ہوئی) اس روایت میں ضعف اور ارسال ہے۔

ابو بکر بن خثیمہ نے کئی واسطوں سے سعید بن مسیب کا قول نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس آیت (وما جعلنا الرؤیا التي اريناك الا فتنة للناس) کے بارے میں فرمایا بنی امیہ کے کچھ افراد کو منابر پر دیکھ کر مجھے تکلیف ہوئی تو آپ علیہ السلام سے کہا گیا کہ یہ دنیا ہے جو انہیں دی گئی ہے اور یہ غمغریب ختم ہو جائے گی تو آپ کا غم دور ہو گیا۔

ابو جعفر رازی نے ربیع کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ معراج کی رات آپ علیہ السلام نے بنی امیہ کے کچھ لوگوں کو منابر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا تو آپ پر یہ بات گراں گزری اس پر یہ آیت (وان ادري لعله فتنة لكم ومتاع الهی حين) نازل ہوئی۔

مالک بن دینار کا قول ہے کہ میں نے ابوالجوزاء کو کہتے ہوئے سنا کہ قسم بخدا! بنی امیہ کی حکومت کو ایسی عزت دے گا جیسے ان سے پہلے لوگوں کی حکومتوں کو عزت دی پھر انہی کی طرح انہیں ذلیل کرے گا اس کے بعد انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی (و تلک الايام نداولها بین الناس)۔

ابن ابی الدنیا کا قول ہے کہ ابراہیم بن سعید نے ابواسامہ عمر بن حمزہ عمر بن سیف مولیٰ عثمان بن عفان سعید بن المسیب کا قول نقل کیا ہے کہ ابو بکر بن سلیمان بن خثیمہ نے بنو امیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے انہوں نے پوچھا کہ کیسے؟ جواب دیا کہ ان کے خلفاء ہلاک ہو جائیں گے اور شریر لوگ باقی رہ جائیں گے وہ خلافت کی بابت جھگڑیں گے پھر لوگ ان پر ٹوٹ پڑیں گے جس سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

یعقوب بن سفیان نے عن احمد بن محمد الازرقی، الزنجی علاء بن عبد الرحمن عن ابیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میں نے نیند میں ابوالحکم یا ابوالعاص کو منبر پر بندروں کی طرح چھلانگیں لگاتے ہوئے دیکھا، راوی کا قول ہے کہ اس کے بعد وفات تک آپ علیہ السلام کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی نے عن مسلم بن ابراہیم سعید بن زید اخو حماد بن زید عن علی بن حکم بنانی عن ابی الحسن الحمصی عن عمرو بن مرة کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک بار حکم بن ابی العاص نے آپ علیہ السلام سے اجازت چاہی آپ علیہ السلام نے اسے پہچان کر اجازت دے دی اور فرمایا کہ اس پر اور اس کی اولاد پر (مؤمنین کے علاوہ جو تھوڑے سے ہوں گے) اللہ کی لعنت ہو یہ دھوکہ باز اور مکار ہوں گے ان کا حصہ صرف دنیا میں ہوگا آخرت میں وہ بالکل محروم ہوں گے۔

ابو بکر خطیب بغدادی نے کئی واسطوں سے حضرت ثوبان کا قول نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان کی گود میں آرام فرما رہے تھے پہلے آپ روئے پھر مسکرائے انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم نے عجیب بات دیکھی ہے آپ نے فرمایا کہ پہلے میں نے منبر پر بنو امیہ کو چڑھتے ہوئے دیکھا تو مجھے افسوس ہوا پھر میں نے بنی عباس کو چڑھتے ہوئے دیکھا تو مجھے خوشی ہوئی۔

یعقوب بن سفیان نے متعدد واسطوں سے عقبہ بن ابی معیط کا قول نقل کیا ہے کہ میری موجودگی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت معاویہ نے انہیں بہت عمدہ ہدیہ پیش کیا پھر حضرت معاویہ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کی حکومت ہوگی؟ انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین مجھے معاف کر دیجئے حضرت معاویہ نے پھر وہی سوال کیا تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کے مددگار کون ہوں گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اہل خراسان اور بنی امیہ کی بنی ہاشم سے لڑائی ہوگی منہال بن عمرو نے سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تین شخص ہمارے اہل بیت میں سے ہوں گے (۱) سفاح (۲) منصور (۳) مہدی۔ اعمش نے ضحاک عن ابن عباس سے اس روایت کو مرفوعاً نقل کیا ہے۔

ابن ابی خثیمہ نے کئی واسطوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جس طرح اللہ نے خلافت کی ابتداء ہم سے کی اسی طرح اختتام بھی ہم پر ہوگا۔

یہی نے متعدد طرق سے ابوسعید کے حوالہ سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آخری زمانہ میں فتنوں کے ظہور کے وقت میرے اہل بیت میں سے سفاح نامی شخص کا ظہور ہوگا جو لوگوں کو بھر بھر کر مال دے گا۔

عبدالرزاق نے متعدد طرق سے حضرت ثوبان کے حوالے سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تمہاری اس پتھریلی زمین کے پاس تین شخص قتال کریں گے جو خلفاء کی اولاد میں سے ہوں گے ان میں سے کسی کو خلافت نہیں ملے گی پھر خراسان سے جھنڈے بلند ہوں گے وہ تم سے زبردست جنگ کریں گے پھر آپ علیہ السلام نے کچھ باتوں کا ارشاد فرمایا جب ایسا ہوگا تو لوگ اس کے پاس آئیں گے اگرچہ انہیں برف کی سلوں پر آنا پڑے وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

امام احمد نے کئی واسطوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ خراسان سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے انہیں کوئی رو نہیں کر سکے گا وہ ایلیا میں نصب کئے جائیں گے۔

یہی نے کعب کے حوالے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ بنی عباس کے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے جو شام میں اتر کر ہر جبار و متکبر کا خاتمہ کر دیں گے ابراہیم بن حسین نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا فرمان حضرت ابن عباس کے لئے نقل کیا ہے کہ تم میں نبوت اور حکومت ہوگی عبد اللہ بن احمد نے کئی واسطوں سے ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایک رات آپ ﷺ کے پاس تھا آپ نے فرمایا کہ کیا آسمان پر کوئی چیز نظر آرہی ہے؟ میں نے کہا کہ ثریا، آپ نے فرمایا کہ تمہاری پشت میں اتنے ہی بادشاہ پیدا ہوں گے۔

ابن عدی نے متعدد طرق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ میں آپ علیہ السلام کے پاس سے گذرا آپ علیہ السلام کے ساتھ جبرائیل تھے میں نے انہیں دجیہ کبھی خیال کیا جبرائیل نے آپ سے فرمایا کہ یہ میلے کپڑوں والا عنقریب اس کی اولاد کا سیاہ لباس ہوگا یقیناً سیاہ لباس بنی عباس کا شعار تھا اس لئے کہ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہونے کی وجہ سے اعیاد، مجامع، محافل میں سیاہ لباس بنی عباس کا شعار بن گیا اسی طرح ان کے فوجی کے پاس کوئی نہ کوئی سیاہ چیز ہوتی تھی اسی طرح امراء خلعت کے وقت سیاہ ٹوپی پہنتے تھے اسی طرح عبد اللہ بن علی کے دمشق میں دخول کے وقت ان کا لباس سیاہ تھا عورتیں اور بچے تعجب کرنے لگے انہوں نے سیاہ لباس پہن کر لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دیا اور امامت کرائی۔

ابن عساکر نے ایک خراسانی کا قول نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن علی کے نماز پڑھانے کے وقت میرے پہلو میں ایک شخص کھڑا تھا اس نے کہا کہ اس قبیح چہرہ اور سیاہ لباس والے عبد اللہ کی طرف دیکھو، بنی عباس کا اس وقت سے آج تک سیاہ لباس ہی شعار چلا آرہا ہے۔

ابوالعباس سفاح کی خلافت کا استحکام اور اس کا اپنے دور حکومت میں اچھی سیرت اختیار کرنا..... پہلے گزر چکا ہے کہ سب سے پہلے ۱۲ ربیع الثانی جمعہ کے روز کوفہ میں سفاح کی بیعت

خلافت کی گئی۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۳۲ھ میں اس کی بیعت کی گئی پھر سفاح نے مروان کی طرف لشکر روانہ کئے انہوں نے اسے حکومت سے الگ کر دیا۔ وہ مسلسل اس کے تعاقب میں رہے حتیٰ کہ انہوں نے ارض مصر کے بلاد صعید میں بوسیر مقام پر اسے قتل کر دیا یہ اس سال ذی الحجہ کے آخری عشرہ کا واقعہ ہے۔

اس کے بعد سفاح بااختیار خلیفہ بن گیا بلاد اندلس کے علاوہ عراق، خراسان، حجاز، شام اور دیار مصر پر اس کی حکومت قائم ہو گئی بلاد اندلس پر اس کی حکومت قائم نہ ہو سکی کیونکہ بنو امیہ کے ایک شخص نے اس پر قبضہ کر کے حکومت قائم کر لی جیسا اس کا بیان آئے گا سفاح کے خلاف اس سال کئی جماعتوں نے بغاوت کر دی ان میں ایک اہل قسریں ہیں کیونکہ انہوں نے اس کے چچا عبد اللہ بن علی کی بیعت کی اس نے مجزاة بن کوثر بن زفر بن حارث کلابی کو جو مروان کی جماعت سے تھا ان کا امیر مقرر کر دیا اس نے سفاح کو معزول کر کے سفید لباس پہن لیا شہر والوں کو اس پر آمادہ کیا انہوں نے اس کی موافقت کی سفاح اس وقت حیرہ میں تھا اور عبد اللہ بن علی بلقاء میں حبیب بن مرہ مزی کے ساتھ قتال میں مصروف تھا بلقاء بمثنیہ اور حوران کی عوام

نے بھی سفاح کے خلاف بغاوت کی جب اہل قنسرین کے کثرت کے بارے میں سفاح کو پتہ چلا تو اس نے حبیب بن مرہ سے صلح کر کے اسے قنسرین کی طرف روانہ کر دیا حبیب جب دمشق سے گذرا تو وہاں پر اس کے اہل و عیال اور سامان تھا اس نے ابو غانم عبد الحمید بن ربیع الکنانی کو چار ہزار لشکر کے ساتھ اس پر نگران بنایا۔

حبیب جب شہر سے گزر کر حمص پہنچا تو اہل دمشق نے ایک شخص عثمان بن عبد الاعلیٰ بن سراقہ کے ساتھ جمع ہو کر سفاح کو معزول کر کے سفید لباس پہن لیا امیر ابو غانم کو قتل کر دیا اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت بھی قتل کر دی عبد اللہ بن علی کا سامان لوٹ لیا اس کے اہل سے تعرض نہیں کیا عبد اللہ کا معاملہ بگڑ گیا۔

کیونکہ قنسرین والوں نے حمص کے باشندوں سے خط و کتابت کر کے ابو محمد سفیانی پر اتفاق کر لیا پھر انہوں نے اس کی بیعت کر لی اس کی جماعت کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچ گئی عبد اللہ بن علی نے ان کا رخ کیا مرج الاخرم میں دونوں کی ملاقات ہو گئی انہوں نے سفیانی کے ہراول دستے کے ساتھ جنگ کی اس پر امیر ابو الورد تھا فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی انہوں نے عبد الصمد کو شکست دے دی فریقین کے ہزاروں افراد ہلاک ہوئے عبد اللہ بن علی حمید بن قطبہ کے ساتھ ان کی طرف بڑھا دوبارہ شدید جنگ ہو گئی عبد اللہ کے ساتھی بھاگنے لگے خود عبد اللہ اور حمید ثابت قدم رہے اور مسلسل جنگ کرتے رہے حتیٰ کہ ابو الورد کے ساتھی شکست کھا گئے ابو الورد اپنی قوم اور جماعت کے پانچ سو جانبازوں کے ساتھ ثابت قدم رہا وہ سب لڑتے رہے، ابو محمد سفیانی کو امان دی انہوں نے سیاہ لباس پہن کر اس کی اطاعت و بیعت کی پھر عبد اللہ نے دمشق کا رخ کیا، اسے ان کے کثرتوں کی اطلاع ہو چکی تھی جب وہ دمشق کے قریب پہنچا تو وہ منتشر ہو گئے، اس نے ان سے قتال نہیں کیا بلکہ انہیں امان دے دی اور وہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔

ابو محمد سفیانی بغاوت پر قائم رہا حتیٰ کہ وہ حجاز چلا گیا، ابو جعفر منصور نے منصور کے دور میں اس سے قتال کر کے اسے قتل کر دیا اس کا سر اور اس کے دونوں لڑکوں (جس کو اس نے گرفتار کیا تھا) منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے دونوں کو چھوڑ دیا بعض کا قول ہے کہ سفیانی کا واقعہ ۱۳۲ھ منگل کے روز آواخر ذی الحجہ میں پیش آیا واللہ اعلم۔

اہل جزیرہ نے بھی سفاح کے خلاف بغاوت کی جس وقت انہیں اہل قنسرین کی بغاوت کا پتہ چلا تو انہوں نے ان کی موافقت کر کے سفید لباس پہن لیا سفاح کی طرف سے حران کے نائب موسیٰ بن کعب کی طرف وہ سوار ہو کر گئے اس نے تین ہزار افراد کے ہمراہ شہر میں پناہ لی انہوں نے دو ماہ تک اس کا محاصرہ کیا اس کے بعد سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر منصور کو بھیجا وہ حران جاتے ہوئے قرقر سے گذرا تو اس کے باشندوں نے سفید لباس پہنا ہوا تھا انہوں نے اس کے سامنے دروازے بند کر دیئے پھر وہ رفہ کے پاس سے گزرا (جس کا امیر بکار بن مسلم تھا) وہاں پر بھی یہی صورتحال دیکھی پھر حاجر پر اس کا گزر ہوا جس پر اسحاق بن مسلم اہل جزیرہ کے ساتھ امیر تھا اسحاق وہاں سے کوچ کر کے رہا چلا گیا موسیٰ بن کعب اپنے حرائی لشکر کے ہمراہ نکلا تو منصور کی اس سے ملاقات ہو گئی وہ منصور کے لشکر میں داخل ہو گیا بکار بن مسلم اپنے بھائی اسحاق بن مسلم کے پاس رہا آ گیا اس نے اسے دارا اور مار دین میں ایک جماعت کی طرف بھیجا جس کا امیر حروری شخص تھا جو بریکہ سے مشہور تھا وہ دونوں ایک جماعت ہو گئے ابو جعفر نے ان کا رخ کیا اور ان سے شدید قتال کیا بریکہ میدان کارزار میں قتل ہو گیا بکار بھاگ کر اپنے بھائی کے پاس رہا چلا گیا اس نے اس کو وہاں کا نائب بنادیا وہ بڑے لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا حتیٰ کہ سمیساط میں اتر اس نے اپنے لشکر کے ارد گرد خندق کھودی ابو جعفر نے پہنچ کر رہا میں بکار کا محاصرہ کر لیا اس کے ساتھ اس کے کئی معرکے ہوئے سفاح نے اپنے چچا عبد اللہ کو سمیساط جانے کا حکم دیا، اہل جزیرہ میں سے اسحاق بن مسلم کے ساتھ ساٹھ ہزار افراد جمع ہو گئے عبد اللہ نے ان کا رخ کیا، ابو جعفر منصور بھی اس کے ساتھ جمع ہو گیا اسحاق نے ان سے خط و کتابت کر کے امان طلب کی انہوں نے سفاح کی اجازت سے اسے امان دے دی۔

سفاح نے اپنے بھائی جعفر منصور کو جزیرہ، آذر بائیجان اور آرمینیا کا امیر بنادیا وہ مسلسل امیر رہا حتیٰ کہ اپنے بھائی کے بعد خلیفہ بن گیا، بعض کا قول ہے کہ اسحاق بن مسلم عقیلی نے مروان کے قتل کا یقین ہو جانے کے بعد امان طلب کی سات ماہ کے بعد وہ ابو جعفر کے ساتھ محاصرہ کئے ہوا تھا پھر اس نے اسے امان دے دی۔

اسی سال ابو جعفر منصور اپنے بھائی سفاح کی اجازت سے امیر ابو مسلم خراسانی کے پاس گیا تاکہ ابو مسلمہ کے بارے میں اس کی رائے معلوم کرے کیونکہ وہ خلافت کو ان سے دور کرنا چاہتا تھا اس سے سوال کیا جائے کہ کیا ابو مسلمہ کو ابو مسلم کی مدد حاصل تھی؟ قوم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سفاح نے کہا کہ اگر یہ کام اس کے مشورہ سے ہوا ہے تو پھر تو وہ ایک بڑے امتحان میں مبتلا ہو گئے، پس اللہ ہی ہم سے یہ پریشانی دور کرے گا۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ سفاح نے مجھ سے میری رائے کی بابت سوال کیا میں نے کہا کہ جو آپ کی رائے ہے وہی میری رائے ہے پھر سفاح نے کہا کہ ابو مسلم کو تجھ سے زیادہ کوئی زیر کرنے والا نہیں اس لئے تم اس کی طرف چلے جاؤ اس کی رائے سے مجھے آگاہ کرو پھر اگر اس کی مدد ابو مسلمہ کو حاصل ہے تو ہم اس کے بارے میں کوئی حیلہ کریں گے اگر نہیں ہے تو ہم مطمئن اور خوش ہو جائیں گے۔

ابو جعفر نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ڈرتے ڈرتے ابو مسلم کی طرف سفر شروع کیا جب میں ری پہنچا تو اس کے نائب کے پاس ابو مسلم کا خط پہنچا ہوا تھا کہ جیسے ہی ابو جعفر تمہارے پاس پہنچے اس کو فوراً میرے پاس بھیج دو ابو جعفر کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرے خوف میں اضافہ ہو گیا اس کے بعد جب میں نیشاپور پہنچا تو اس کے نائب کے پاس بھی ابو مسلم کے خط پہنچا ہوا تھا کہ ابو جعفر کو ایک گھنٹہ بھی اپنے پاس مت ٹھہرنے دینا کیونکہ تمہارے ملک میں خارجی ہیں ابو جعفر کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرا خوف دور ہو گیا اس کے بعد جب میں مرو سے دو میل کے فاصلے پر تھا تو ابو مسلم نے لوگوں کے ساتھ میرا استقبال کیا پھر جب ابو مسلم میرے سامنے آیا تو سواری سے اتر کر پیدل چلنے لگا اس نے میرے ہاتھوں کو چوما وہ میرے حکم سے سواری پر سوار ہو گیا مرو پہنچنے کے بعد میرا قیام ابو مسلم کے گھر میں ہوا تین دن کے بعد انہوں نے مجھ سے آنے کی وجہ دریافت کی میں نے ان کے سامنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

پھر ابو مسلم نے مرار بن انس ضعی کو بلا کر کہا کہ تم کو فہ چلے جاؤ ابو مسلمہ کو تلاش کر کے قتل کر دو اس کے معاملہ میں امام کی رائے تک پہنچو اس کے بعد مرار کو ذرا روانہ ہو گیا ابو مسلمہ رات کے وقت سفاح سے باتیں کرتا تھا ایک روز ابو مسلمہ سفاح سے باتیں کرنے نکلا تو مرار نے اسے قتل کر دیا مشہور ہوا کہ خارجیوں نے اسے قتل کر دیا ہے اس کے قتل پر شہر بند ہو گیا سفاح کے بھائی یحییٰ بن حمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہاشمیہ میں اسے دفن کیا گیا، ابو مسلمہ وزیر آل محمد اور ابو مسلم امیر آل محمد سے مشہور تھا۔ شاعر کا قول ہے کہ ابو مسلمہ آل محمد کا وزیر تھا جو ہلاک ہو گیا کس وزیر کی آپ سے دشمنی تھی۔ بعض کا قول ہے کہ ابو جعفر ابو مسلمہ کے قتل کے بعد ابو مسلم کے پاس گیا تھا جس میں حضاح بن ارطاة، اسحاق بن فضل ہاشمی، اور سادات کی ایک جماعت تھی ابو جعفر نے خراسان سے واپس آنے کے بعد سفاح سے کہا ابو مسلمہ کی زندگی تک آپ کی خلافت خطرے میں ہے کیونکہ لشکر اس کے ساتھ ہیں سفاح نے اس سے کہا کہ خاموش ہو جا کسی کے سامنے اس کا اظہار مت کرنا چنانچہ وہ خاموش ہو گیا۔

اس کے بعد سفاح نے ابو جعفر کو ابن ہبیرہ سے قتال کے لئے واسط بھیجا ابو جعفر نے حسن بن قطبہ کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے اپنے ساتھ کر لیا جب ابو جعفر نے ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر لیا تو اس نے محمد بن عبد اللہ بن حسن کو بیعت کی دعوت دی جب اس کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تو ابن ہبیرہ نے ابو جعفر کے پاس صلح کا پیغام بھیجا ابو جعفر نے سفاح سے مشورہ کیا سفاح نے صلح کی اجازت دے دی ابو جعفر نے ابن ہبیرہ کے پاس صلح کا خط لکھ دیا۔

ابن ہبیرہ چالیس روز تک علماء سے صلح کے بابت مشورہ کرنے کے بعد تیرہ سو بخاریوں کے ساتھ ابو جعفر کی طرف روانہ ہو گیا ابو جعفر کے خیموں کے قریب پہنچنے کے بعد اس نے سواری کے ساتھ اندر داخل ہونا چاہا تو دربان نے سلام کیا اور کہا کہ اے ابو خالد اتر جائیے تو وہ اتر پڑا، ابو جعفر کے ارد گرد دس ہزار محافظوں کا پہرہ تھا ابن ہبیرہ کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی گئی تو اس نے پوچھا کہ کیا میں اکیلا ہی آؤں؟ جواب ملا کہ اکیلے ہی آنے کی اجازت ہے تو وہ اندر داخل ہو گیا اس کے لئے تکیہ لگایا گیا اس پر وہ بیٹھ گیا ابو جعفر نے ایک گھنٹے تک اس سے گفتگو کی اس کے بعد ابن ہبیرہ چلا گیا ابو جعفر نے نظروں سے اس کا تعاقب کیا۔

اس کے بعد ابن ہبیرہ ہر دوسرے روز ۵۰۰ شہسواروں اور تین سو پیادہ پا کے ساتھ آتا تھا انہوں نے ابو جعفر کو اس کی شکایت کی تو ابو جعفر نے دربان سے کہا کہ اسے کہہ دو کہ اپنے خاص آدمیوں کے ساتھ آئے اس کے بعد ابن ہبیرہ تیس افراد کے ہمراہ آتا رہا ایک روز دربان نے اس سے کہا گویا آپ تیاری کر کے آتے ہیں ابن ہبیرہ نے کہا کہ اگر تم مجھے پیدل آنے کا حکم دیتے تو میں پیدل آتا اس کے بعد وہ صرف تین افراد کے ہمراہ

آنے لگا ابن ہبیرہ نے ایک روز خطبہ کے دوران ابو جعفر کو (اے شخص سے پکارا) پھر اس نے ابو جعفر سے سبقت لسانی کا عذر کیا تو ابو جعفر نے اس کا عذر قبول کر لیا۔

سفاح نے ابو مسلم سے ابن ہبیرہ سے صلح کی بابت مشورہ کیا تو اس نے منع کر دیا، سفاح ابو مسلم کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا، ابن ہبیرہ کے ابو جعفر سے صلح کرنے کے بعد سفاح نے اسے پسند نہیں کیا اس نے ابو جعفر کو ابن ہبیرہ سے قتال کے بارے میں خط لکھا ابو جعفر نے سفاح سے اس معاملے میں کئی بار بات چیت کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا حتیٰ کہ سفاح کا خط آیا کہ ابن ہبیرہ سے جنگ کرو، ابو جعفر نے کہا اللہ کی پناہ صلح کر کے کیسے اسے توڑا جائے لیکن سفاح نے اس پر قسم کھالی تو ابو جعفر نے ابن ہبیرہ سے جنگ کے لئے ایک جماعت روانہ کی وہ جماعت اس کے قریب پہنچی تو اس کے پاس اس کا لڑکا داؤد اور چھوٹا لڑکا اس کی گود میں تھا چاروں طرف اس کے محافظ تھے اس کے لڑکے نے اس کا دفاع کیا حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا متعدد افراد قتل ہوئے پھر وہ جماعت ابن ہبیرہ کے قریب پہنچ گئی وہ چھوٹے لڑکے کو گود سے پھینک کر سجدہ میں گر گیا انہوں نے سجدہ کی حالت میں اسے قتل کر دیا لوگوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا ابو جعفر نے اعلان کیا کہ عبدالملک بن بشر خالد بن سلمہ مخزومی، اور عمر بن زر کے علاوہ سب کو امان ہے اس کی وجہ سے جنگ رک گئی پھر بعض کو امان دے دی اور بعض کو قتل کر دیا گیا۔

اسی سال ابو مسلم خراسانی نے محمد بن اشعث کو فارس کی طرف بھیجا کہ وہ ابو سلمہ الخلال کے عمال پکڑ کر قتل کر دے، چنانچہ اس نے قتل کر دیا۔ سال رواں ہی میں سفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو موصل اور اس کے مضافات کا حاکم بنایا اپنے چچا داؤد کو مکہ، مدینہ، یمن اور یمامہ کا حاکم بنایا اسے کوفہ کی امارت سے معزول کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن موسیٰ کو امیر بنادیا۔ ابن ابی لیلیٰ کو کوفہ کا قاضی بنایا۔ بصرہ کا نائب سفیان بن معاویہ مہلمی اس کا قاضی حجاج بن ارطاة، سندھ پر منصور بن جمہور شام پر سفاح کا چچا عبداللہ بن علی مصر پر ابو عون، خراسان پر ابو مسلم خراسانی اور دیوان خراج پر خالد بن برمک تھا۔ اس سال داؤد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال وفات پانے والے خواص حضرات

مروان بن محمد..... یہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم ابو عبدالملک الاموی بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا اسی سال ماہ ذی الحجہ کے آخری عشرہ میں اسے قتل کیا گیا جیسا کہ پہلے تفصیل سے بیان ہو چکا۔

عبدالحمید بن یحییٰ..... عبدالحمید بن یحییٰ بن سعد جو بنی عامر بن لوئی کے غلام اور مروان کے وزیر تھے، مشہور و معروف کاتب تھے۔ بعض کا قول ہے کہ کتابت عبدالحمید سے شروع ہو کر ابن الحمید ختم ہوئی کتابت اور اس کے تمام فنون کے امام اور پیشوا تھے۔ ان کے رسائل ایک ہزار ورق میں ہیں اصلاً قیساریہ کے باشندے تھے پھر شام میں سکونت پذیر ہو گئے کتابت میں ان کے استاد ہشام بن عبدالملک کے غلام سالم تھے مہدی کا وزیر یعقوب بن داؤد کتابت میں ان کا شاگرد تھا ان کا لڑکا اسماعیل بن عبدالحمید بھی فن کتابت کا ماہر تھا عبدالحمید شروع میں بچوں کو کتابت سکھاتے تھے بعد میں مروان کے وزیر بن گئے تھے سفاح نے ان کو قتل کر کے ان کا مسئلہ کر دیا۔ حالانکہ ایسا انسان عفو کے قابل تھا۔

عبدالحمید کے عمدہ کلام میں سے ہے کہ علم ایک درخت ہے اس کا پھل اس کے الفاظ ہیں، فکر ایک سمندر ہے جس کے موتی حکمت ہے۔ ایک بار عبدالحمید نے ایک شخص کا گندہ خط دیکھ کر اسے کہا کہ اپنے قلم کے تراشے ہوئے حصہ کو لمبا کر اور اسے موٹا کر اس کے خط کو ٹیڑھا کر اور اسے دائیں جانب لے جا، اس شخص نے اس پر عمل کیا تو اس کا خط عمدہ ہو گیا۔

ایک شخص نے عبدالحمید سے کسی بڑے کے پاس وصیت کے بارے میں خط لکھوانے کی درخواست کی عبدالحمید نے اسے لکھا کہ میرے خط کا حق تجھ پر ایسے ہی ہے جیسے اس کا حق مجھ پر ہے جب کہ اس نے تجھے امید گاہ بھی سمجھا ہوا ہے اس نے مجھے ضرورت کا اہل سمجھا تو میں نے اس کی ضرورت پوری کر دی آپ بھی اس کی ضرورت پوری کر دو۔ عبدالحمید اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا جب کاتب نکلتے ہیں تو ان کی گونج سخت ہوتی ہے کمانوں کے تیر قلم ہوتے ہیں۔

ابوسلمہ حفص بن سلیمان..... یہ آل عباس کے سب سے پہلے وزیر تھے چار ماہ کے بعد رجب میں ابومسلم سفاح کے حکم سے انہیں قتل کیا گیا یہ خوش مزاج اور خوش مجلس تھے سفاح کے قریبی تھے سفاح رات کو ان سے مجلس کیا کرتا پھر اسے ان کی بابت آل علی کی طرف میلان کا شک ہو گیا ابومسلم نے دھوکہ سے انہیں قتل کر دیا سفاح نے قتل کے وقت یہ شعر پڑھا:-

(ابوسلمہ اور اس جیسے لوگوں کو دوزخ کی طرف جانا چاہیے کھوٹی ہوئی چیز پر ہمیں افسوس ہے۔)

ابوسلمہ وزیر آل محمد اور الخلال سے مشہور تھے کیونکہ کوفہ میں سرکہ فروشوں کے محلے میں ان کا گھر تھا سب سے پہلے انہی کا نام وزیر رکھا گیا ابن خلکان نے ابن قتیبہ سے نقل کیا ہے کہ وزیر وزیر سے مشتق ہے جس کے معنی بوجھ کے ہیں بادشاہ نے ان کی رائے پر اعتماد کر کے ان پر بوجھ لا دیا تھا جیسا کہ خوف زدہ انسان پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہے۔

واقعات ۱۳۳ ہجری

اس سال سفاح نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ، کور، دجلہ۔ بحرین اور عمان کا حاکم بنایا اور اپنے چچا اسماعیل کو کورہ و ہواز کی طرف بھیجا۔ اسی زمانہ میں داؤد بن علی نے مکہ و مدینہ میں امویوں کو قتل کیا۔ سال رواں ہی میں داؤد بن علی کی مدینہ میں وفات ہوئی اس کا لڑکا موسیٰ اس کا نائب بنا حجاز پر اس کی تین ماہ تک حکومت رہی جب سفاح کو اس کے والد کی وفات کی خبر ہوئی تو اس نے حجاز پر اپنے ماموں زیاد بن عبید اللہ بن عبدالدار حارثی کو امیر بنایا اور اپنے ماموں کے لڑکے یزید بن عبید اللہ بن عبدالدار کو یمن کا والی بنایا اور اپنے دونوں چچوں عبداللہ اور صالح بن علی کو شام کا امیر بنایا ابوعوان کو دیار مصر کا نائب مقرر کیا۔

اسی سال محمد بن اشعث نے افریقیوں کے پاس جا کر ان سے جنگ کر کے اسے فتح کر لیا۔ سال رواں ہی میں شریک بن شیخ المہری نے بخاری میں ابومسلم کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے آل محمد سے لوگوں کو قتل کرنے اور خون بہانے پر بیعت نہیں کی، تمیں ہزار افراد نے اس کی موافقت کی، ابومسلم نے زیاد بن صالح خزاعی کو اس کے مقابلہ میں بھیجا اس نے اس سے قتال کر کے اسے قتل کر دیا اسی زمانہ میں سفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو موصل سے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے چچا اسماعیل کو مقرر کیا۔

سال رواں ہی میں موسم گرما میں سفاح نے صالح بن علی بن سعید بن عبید اللہ کو جہاد کے لئے روانہ کیا اس نے الدرب کے پرے تک قتال کیا۔ اس سال سفاح کے ماموں زیاد بن عبید اللہ بن عبدالدار حارثی نے لوگوں کو حج کرایا اس سال شہروں کے نائبین معزول ہونے والوں کے علاوہ گزشتہ سال والے تھے۔

واقعات ۱۳۴ ہجری

اسی سال بسام بن ابراہیم بن بسام نے سفاح کے خلاف بغاوت کی سفاح نے خازم بن خزیمہ کو اسی کی طرف بھیجا اس نے اس سے قتال کر کے اس کے اکثر لوگوں کو قتل کر دیا اس کے لشکر کی خوب بربادی ہوئی۔

واپسی میں خازم جب سفاح کے ماموں بنی عبدالدار کے اشراف کے پاس سے گزرا تو اس نے ان سے سفاح کی مدد کے بارے میں کچھ باتیں دریافت کیں انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا ساتھ ہی اس کی تحقیر بھی کی اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ انہوں نے ان کے غلاموں کو قتل کر دیا جن کی تعداد چالیس تھی بنو عبدالدار نے سفاح سے خازم کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ اس نے ہمارے بے گناہ لوگوں کو قتل کیا۔

سفاح نے اس کے قتل کا ارادہ کیا اس کے بعض وزیروں نے اسے مشورہ دیا کہ اسے قتل کے بجائے کسی مشکل مہم میں روانہ کر دو، اگر زندہ رہا تو اس کی قسمت اگر قتل ہو گیا تو ہمارا مقصود حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ سفاح نے اس کو عمان میں خارجیوں کی ایک سرکش جماعت کی طرف سات سو افراد کے ہمراہ روانہ کر دیا اپنے چچا سلیمان کو جو بصرہ میں تھا خط لکھا کہ خازم کو کشتی پر سوار کر کے عمان بھیج دو۔

وہاں پہنچ کر خازم نے ان سے قتال کر کے ان کو شکست دے کر ان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا ان کے امیر جلندی کو قتل کر دیا دس ہزار افراد کو قتل کر کے ان کے سر بصرہ بھیج دیئے پھر بصرہ کے نائب نے خلیفہ کے پاس بھیج دیئے پھر چند ماہ کے بعد سفاح نے خط کے ذریعے اسے واپس بلا لیا چنانچہ وہ سالم غانم منصور بن کروا پس ہوا سال رواں ہی میں ابو مسلم نے بلاد صغد اور اس کے نائب ابوداؤد نے بلاد کش میں قتال کر کے متعدد افراد قتل کئے اور مال غنیمت میں بہت سے سونے کی چیزیں اور چینی برتن حاصل کئے۔

اسی زمانہ میں سفاح نے موسیٰ بن کعب کو بارہ ہزار کے لشکر کے ہمراہ ہند میں منصور بن جمہور کی طرف روانہ کیا اس نے منصور بن جمہور کے تین ہزار لشکر کے ساتھ قتال کر کے اسے شکست دے دی۔ اسی سال یمن کے عامل محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبداللہ کی وفات ہوئی خلیفہ نے اس کے چچا اور اپنے ماموں کو اس کا نائب مقرر کیا۔

اسی زمانہ میں سفاح حیرہ سے انبار آیا۔ اسی سال کوفہ کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا، شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے۔ خواص میں سے اس سال ابو ہارون العبدی، عمارۃ بن جویں، یزید بن یزید بن جابر الدمشقی نے وفات پائی۔

واقعات ۱۳۵ھ

اسی سال زیاد بن صالح نے بلخ کی نہر کے پیچھے سے ابو مسلم کی طرف پیش قدمی کی اللہ نے اس کو ان پر فتح نصیب فرمائی ان کی قوت کو توڑ دیا ان علاقوں پر اس کی حکومت قائم ہو گئی۔

اسی سال بصرہ کے نائب سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کرایا شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے۔ اس سال خواص میں سے یزید بن سنان ابو عقیل اور زہرہ بن معبد عطاء خراسانی نے وفات پائی۔

واقعات ۱۳۶ھ

اس سال ابو مسلم نے سفاح سے اس کے پاس آنے کی اجازت طلب کی سفاح نے اسے پانچ سو سپاہیوں کے ہمراہ آنے کے لئے لکھا ابو مسلم نے لکھا کہ میں نے لوگوں کو ستایا ہے اس وجہ سے پانچ سو سپاہیوں کے ہمراہ آنے میں مجھے لوگوں سے خطرہ ہے سفاح نے لکھا کہ ایک ہزار سپاہیوں کے ہمراہ آ جاؤ ابو مسلم آٹھ ہزار سپاہیوں کے ہمراہ آیا اس نے ان کو متفرق کر دیا اپنے ساتھ اموال اور بے شمار ہدایا لئے اس کے ساتھ صرف ایک ہزار سپاہی تھے دور ہی سے امراء اور سرداروں نے اس کا استقبال کیا جب سفاح کے پاس پہنچا تو اس نے اس کا اکرام و احترام کیا اسے اپنے قریب بٹھایا وہ ہر روز خلیفہ کے پاس آتا تھا پھر اس نے خلیفہ سے حج کی اجازت مانگی خلیفہ نے اسے اجازت دیتے ہوئے کہا کہ اگر میں اپنے بھائی ابو جعفر کو امیر حج نہ بناتا تو آپ کو امیر حج مقرر کرتا۔

ابو جعفر اور ابو مسلم کے درمیان منافرت تھی کیونکہ جب ابو جعفر سفاح اور منصور کی بیعت کے سلسلہ میں ابو مسلم کے پاس نیشاپور گیا تھا تو وہاں پر اس نے حالات کا مشاہدہ کیا تھا واپس آ کر اس نے ان حالات سے سفاح کو باخبر کر دیا تھا سفاح کو اس کے قتل کا اشارہ بھی کیا تھا سفاح نے منصور کو اس کی پوشیدگی کا حکم دیا تھا اس بار ابو جعفر نے سفاح سے ابو مسلم کے قتل پر اصرار کیا تو سفاح نے کہا کہ ابو مسلم ہماری وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہوا ہے اور اس نے ہماری خدمت کی ہے ابو جعفر نے کہا کہ یہ سب کچھ ہماری حکومت کے بدولت ہوا ہے قسم بخدا اگر آپ کسی بلی کو بھی بھیجتے تو لوگ اس کی بھی فرما نبرداری کرتے اگر آج آپ نے اسے نہیں کھایا تو کل یہ آپ کو کھا جائے گا۔

سفاح نے ابو جعفر سے پوچھا کہ پھر اس کی سبیل کیا ہوگی؟ ابو جعفر نے کہا کہ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اسے باتوں میں مشغول رکھنا میں اس کو قتل کر دوں گا سفاح نے پوچھا کہ اس کے ساتھیوں کا کیا ہوگا ابو جعفر نے کہا کہ وہ ذلیل و قلیل ہیں سفاح نے اجازت دے دی ابو مسلم کے

آنے کے بعد سفاح بہت شرمندہ ہوا اس نے ابو جعفر کے پاس خادم بھیجا کہ ابو مسلم اپنے فعل پر شرمندہ ہے اس لئے میں نے جس چیز کی اجازت دی تھی فی الحال اسے چھوڑ دو خادم جب ابو جعفر کے پاس پہنچا تو وہ ابو مسلم کے قتل کی پوری تیاری کر چکا تھا خادم کی بات سن کر اسے بہت غصہ آیا۔ اس سال سفاح کے امیر بنانے کی وجہ سے ابو جعفر نے لوگوں کو حج کرایا۔ ابو مسلم بھی خلیفہ کی اجازت سے سفر حج میں اس کے ساتھ تھا حج سے واپسی پر جب ابو جعفر ابو مسلم سے ایک میل کے فاصلے پر ذات عرق مقام پر تھا تو اسے سفاح کی موت کی اطلاع ملی اس نے ابو مسلم کو پیغام بھیجا کہ ایک بڑا امر پیش آچکا ہے اس لئے جلدی جلدی چلو جب ابو مسلم کو حادثہ کی خبر ملی تو وہ جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا حتیٰ کہ وہ کوفہ میں ابو جعفر کے ساتھ مل گیا اس کے بعد منصور کی بیعت ہوئی جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل میں آئے گا۔

بنی عباس کے پہلے خلیفہ ابو العباس السفاح کے حالات..... یہ عبد اللہ السفاح ابن محمد الامام ابن علی السجاد ابن عبد اللہ الحمر ابن العباس بن عبد المطلب القرشی الهاشمی امیر المؤمنین ہیں انہیں مرتضیٰ اور قاسم بھی کہا جاتا ہے ان کی والدہ کا نام ریٹھ یا ریٹھ بنت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد الدار الحارثی تھا سفاح کی ولادت شام کے علاقہ بلقاء کے ارض شراۃ میں ہوئی وہیں ان کی نشوونما ہوئی حتیٰ کہ مروان نے ان کے بھائی ابراہیم کو پکڑ لیا اس کے بعد سفاح کوفہ منتقل ہو گیا۔

۱۲ ربیع الاول جمعہ کے روز کوفہ میں ان کی بیعت کی گئی جیسا کہ گزر چکا ۱۳۲ھ یا ۱۳۱ھ ذی الحجۃ انبار مقام پر چچک کے مرض میں ان کی وفات ہوئی، ان کی مدت خلافت ۴ سال ۹ ماہ تھی۔

سفاح حسین و جمیل، دراز قد، لمبی ناک، گنگھر یا لے بال، خوبصورت ریش، حسین چہرہ، فصیح کلام اور عمدہ رائے والا تھا۔

اس کی حکومت کے شروع میں عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی قرآن پاک لے کر سفاح کے پاس آیا سفاح کے پاس اس وقت بنی ہاشم کے سرکر دہ افراد بیٹھے ہوئے تھے اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین قرآن پاک نے جو ہمارے لئے واجب کیا ہے وہ ہمیں دے دیجئے راوی کہتا ہے کہ حاضرین یہ سوچ کر کہ کہیں سفاح کی زبان سے نامناسب بات نہ نکل جائے یا جواب نہ دے سکے خوف زدہ ہو گئے سفاح نے اس وقت خود اعتمادی کے ساتھ جواب دیا کہ تمہارا دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر اور بڑے عادل تھے وہ اس امر کے متصرف ہوئے انہوں نے تمہارے دادا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو یادہ دونوں تم سے بہتر تھے میں نے اتنا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ تمہیں دے دیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد عبد اللہ بن حسن نے کوئی جواب نہیں دیا لوگوں نے سفاح کی حاضر جوابی پر بڑی حیرت کا اظہار کیا۔

امام احمد نے مسند میں متعدد طرق سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آخری زمانہ میں فتنوں کے ظہور کے وقت ایک شخص سفاح نامی کا ظہور ہوگا جو لوگوں کو مال بھر بھر کر دے گا۔ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ کئی طرق سے مجھ تک سفاح کے والد کا قول پہنچا ہے کہ میں ایک راہب کی موجودگی میں عمر بن عبد العزیز کے پاس گیا عمر بن عبد العزیز نے اس سے پوچھا کہ سلیمان کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اس نے کہا کہ آپ ہوں گے، پھر انہوں نے راہب سے پوچھا کہ مجھے اس کے بارے میں وضاحت سے بتائیے جواب میں اس نے آخر عمر تک بنی امیہ کے خلفاء کا ذکر کیا محمد بن علی کہتے ہیں کہ میں نے اس کی یہ بات دل میں محفوظ کر لی پھر ایک دن میری اس پر نظر پڑ گئی میں نے غلام سے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ میں اسے اپنے گھر لے گیا پھر میں نے اسے بنو امیہ کے خلفاء کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بنی امیہ کے تمام خلفاء کا ذکر کیا البتہ مروان بن محمد کے ذکر سے اس نے چشم پوشی کی میں نے اس سے پوچھا کہ پھر خلیفہ کون ہوگا؟ اس نے کہا کہ ابن الحارثیہ جو تیرا لڑکا ہوگا محمد بن علی کہتے ہیں کہ اس وقت ابن الحارثیہ ماں کے پیٹ میں تھا۔

محمد بن علی کا قول ہے کہ اہل مدینہ کے ایک وفد نے سفاح کی خدمت میں حاضری دی عمران بن ابراہیم بن عبد اللہ بن مطیع العدوی کے علاوہ سب نے سفاح کی دست بوسی کی عمران نے صرف سلام کہا پھر اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر دست بوسی بلندی اور تیرے قرب کا ذریعہ ہوتی تو سب سے پہلے میں آپ کی دست بوسی کرتا بے فائدہ چیز مجھے پسند نہیں بلکہ بعض مرتبہ وہ گناہوں کا سبب بن جاتی ہے یہ کہہ کر عمران بیٹھ گیا۔ راوی کہتا ہے کہ قسم بخدا! سفاح نے ساتھیوں سے اس کا حصہ کم نہیں کیا بلکہ اس بات سے خوش ہو کر اسے زیادہ دیا۔

قاضی معانی بن زکریا نے نقل کیا ہے کہ سفاح نے ایک شخص سے کہا کہ مروان کے لشکر میں جا کر یہ دو شعر پڑھ کر واپس آ جا۔

(۱)..... اے آل مروان اللہ تمہیں ہلاک کرنے والا ہے تمہارے امن کو خوف اور ڈر سے تبدیل کرنے والا ہے۔

(۲)..... اللہ تم میں سے کسی کو زندہ نہ رکھے خوف کے شہروں میں تمہیں منتشر کر دے۔ خطیب بغدادی نے ذکر کیا ہے کہ ایک روز سفاح نے آئینہ دیکھ کر کہا کہ اے اللہ میں سلیمان کی طرح نہیں کہتا کہ میں نو جوان خلیفہ ہوں لیکن میں آپ سے ایسی درازی عمر کا سوال کرتا ہوں جو تیری اطاعت میں خرچ ہو اس نے اپنی بات ختم ہونے سے پہلے ہی ایک غلام کو دوسرے غلام سے کہتے ہوئے سنا کہ میرے اور تیرے درمیان دو ماہ پانچ یوم کا فرق ہے اس نے کہا کہ حسبی اللہ لا قوۃ الا باللہ علیہ تو کلت وبہ استعین چنانچہ ٹھیک دو ماہ پانچ یوم کے بعد اس کی وفات ہو گئی۔

محمد بن عبد اللہ بن مالک خزاعی نے ذکر کیا ہے کہ ہارون رشید نے اپنے لڑکے کو حکم دیا کہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی سے وہ باتیں سنے جو وہ اپنے والد سفاح کے بارے میں روایت کرتا ہے۔ اس نے اس کو اپنے والد سے سنی ہوئی بات بتائی کہ اس کے والد عرفہ کے روز صبح کے وقت سفاح کے پاس گئے وہ روزہ کی حالت میں تھا اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اس سے اس دن کے بارے میں افطاری تک بات کرے چنانچہ میں نے اس سے بات شروع کی حتیٰ کہ اسے نیند آ گئی میں اس کے بعد قیلوہ کرنے کے لئے گھر چلا گیا چنانچہ میں کچھ دیر کے بعد واپس آیا تو اس کے دروازے پر ایک شخص سندھ کی فتح کی وجہ سے ان کی بیعت کی، معاملات کو ناہنہین کے حوالے کرنے کی خوشخبری دے رہا تھا اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا دوبارہ میں گھر میں داخل ہوا تو ایک شخص افریقہ کی فتح کی خوشخبری سن رہا تھا اس پر بھی میں نے اللہ کا شکر ادا کیا میں نے بھی گھر میں داخل ہو کر سفاح کو خوشخبری سنائی وہ اس وقت وضو سے فارغ ہونے کے بعد ڈاڑھی میں کنگھی کر رہا تھا اچانک کنگھی اس کے ہاتھ سے گر گئی سفاح نے کہا کہ تمام تعریف اس ذات کے لئے ہیں جس کے علاوہ ہر چیز فانی ہے مجھے اپنی موت کی خبر دی گئی ہے۔

ابراہیم نے ابی ہشام عبد اللہ بن محمد بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میرے اس شہر میں دو وفد آئیں گے۔ (۱) سندھ کا وفد (۲) افریقہ کا وفد دونوں وفدا مام کی سمع و اطاعت کریں گے اس کے تین روز کے بعد میری وفات ہو جائے گی اس نے کہا کہ دونوں وفد آچکے ہیں میں نے کہا ہر گز نہیں اے امیر المؤمنین انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اگر دنیا مجھے محبوب ہے تو آخرت مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے اللہ کی ملاقات میرے نزدیک دنیا سے بہتر ہے آپ علیہ السلام کی روایت بالکل صحیح ہے قسم بخدا مجھ سے کذب بیانی کی گئی ہے اور نہ میں نے کذب بیانی کی ہے اس کے بعد وہ مجھے بیٹھنے کا حکم دے کر خود گھر چلا گیا۔

ظہر کے وقت مؤذن نے آ کر اسے نماز ظہر کی اطلاع دی اس کے بعد اس کے خادم نے مجھے ظہر، عصر مغرب، عشاء کی نماز کے لئے کہا میں نے رات وہیں گزاری صبح کی نماز سے قبل خادم نے مجھے خلیفہ کا حکم سنایا کہ آپ فجر اور نماز عید پڑھا کر میرے پاس آئیں خادم نے مجھے ایک خط بھی دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ اے میرے چچا اگر میرا انتقال ہو جائے تو لوگوں کو اس خط کے سنانے کے بعد میری موت کی اطلاع دے دینا جس کے متعلق اس میں بیعت کا لکھا ہوا اس کی بیعت لے لینا میں لوگوں کو نماز پڑھا کر اس کے پاس گیا تو وہ بالکل صحیح سالم تھا پھر شام کو میں اس کے پاس گیا تو صرف اس کے چہرے پر دو چھوٹے دانے تھے پھر وہ دانے بڑھ گئے پھر اس کے چہرے پر چچک کے سفید چھوٹے چھوٹے دانے نکل آئے اس کے بعد دوسرے روز اس کے پاس گیا تو اس نے لوگوں کو پہچانا چھوڑ دیا، پھر شام کو میں اس کے پاس گیا تو وہ مشکیزہ کی مانند پھول گیا پھر تیسرے روز اس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

میں نے حسب وصیت لوگوں کو اس کا خط پڑھ کر سنایا اس میں لکھا تھا کہ یہ خط امیر المؤمنین عبد اللہ کی طرف سے ہے بعد سلام میں نے اپنی وفات کے بعد خلافت اپنے بھائی کے سپرد کی ہے تم اس کی اطاعت و فرمان برداری اور بیعت کرنا اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ اگر وہ زندہ رہا۔

بعد میں لوگوں نے اس کے قول (ان کسان) اگر ہو، میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر میرا بھائی خلافت کا اہل ہو بعض نے کہا کہ اس سے مراد اس کی زندگی ہے دوسرا قول زیادہ درست ہے، خطیب اور ابن عساکر نے اس کو قول کو تفصیلاً بیان کیا ہے یہ اسی کا خلاصہ ہے اس بارے میں حدیث مرفوع بھی ذکر کی ہے لیکن وہ بہت منکر ہے۔

ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ ایک حکیم اس کے پاس آیا سفاح نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا میری حرارت کی کمزوری اور سکون کی طرف دیکھ اس کا

بیان تجھے بتائے گا کہ یہ اس کی موت کا پیش خیمہ ہے حکیم نے اسے کہا تو تندرست ہے اس پر اس نے دوشعر پڑھے (۱) حکیم مجھے کہتا ہے کہ تو ٹھیک ٹھاک ہے حالانکہ اس پر اور مجھ پر وہ بیماری ظاہر ہے جو پوشیدہ ہونے کے بعد ظاہر ہو کر نقصان دیتی ہے (۲) مجھے اپنی موت کا یقین ہو چکا ہے ظاہر ہر چیز میں شک کی گنجائش نہیں ہوتی۔

بعض اہل علم کا قول ہے کہ سفاح کی زبان سے سب سے آخری میں نکلنے والے یہ الفاظ تھے:

الملك الله الحي القيوم ملك الملوك و جبار الجبابرة

”بادشاہت ایک اللہ ہی قیوم کی ہے جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام سرکشوں کو ختم کرنے والا ہے۔“

اس کی انگٹھی کا نقش ثقہ عبد اللہ تھا ۱۳۶ھ بروز بدھ اتوار ۱۳ ذی الحجہ چچک کے مرض میں ۳۳ سال کی عمر میں انبار حقیقہ میں سفاح نے وفات پائی۔ مشہور قول کے مطابق اس کی مدت خلافت چار سال نو ماہ تھی نماز جنازہ اس کے چچا عیسیٰ بن علی نے پڑھائی انبار کے قصر امارت میں مدفون ہوا۔ سفاح نے ترکہ میں ۹ جے ۴ میض ۵ شلوار ۴ سبز چادریں ۳ ریشمی چادریں چھوڑیں ابن عساکر نے بھی اس کے حالات بیان کئے ہیں بعض حضرات نے بھی یہی حالات بیان کئے ہیں خواص میں سے اس سال سفاح اشعث بن سوار جعفر بن ربیعہ حصین بن عبد الرحمن، ربیعہ الراعی زید بن اسلم عبد الملک بن عمیر عبد الرحمن بن ابی جعفر اور عطاء بن سائب نے وفات پائی۔

ابو جعفر منصور کی خلافت پہلے گزر چکا ہے کہ سفاح کی موت کے وقت ابو جعفر حجاز میں تھا حج سے واپسی پر ذات عرق مقام پر ابو جعفر کو سفاح کی وفات کی خبر ملی ابو مسلم خراسانی اس کے ساتھ تھا منصور جلدی جلدی چل رہا تھا ابو مسلم اس سے اس کے بھائی کی وفات پر تعزیت کر رہا تھا اسی دوران منصور روپڑا ابو مسلم نے اسے تسلی کے طور پر کہا کہ روتے کیوں ہو آپ کو تو خلافت مل چکی ہے انشاء اللہ میں اس معاملے میں آپ کا پورا ساتھ دوں گا اس سے ابو جعفر کا غم جاتا رہا ابو جعفر نے زیاد بن عبید اللہ کو مکہ واپس جا کر اس پر والی بننے کا حکم دیا حالانکہ سفاح نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ عباس بن عبد اللہ بن معبد بن عباس کو مقرر کیا تھا۔

ابو جعفر نے ناسین کو اس کے اختتام تک ان کی عملداریوں پر رکھا سفاح کا بھتیجا عبد اللہ بن علی اس کے پاس آیا تو اس نے اسے الصائفہ پر امیر مقرر کیا وہ ایک بڑے لشکر کے ہمراہ سوار ہو کر بلاد روم گیا راستہ ہی میں اسے سفاح کی وفات کی خبر ملی تو وہ حران آ گیا اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی بہت سے لشکر اس کی طرف متوجہ ہو گئے اس کے بقیہ حالات ۱۳۷ھ کے بیان میں آرہے ہیں۔

واقعات ۱۳۷ھ ہجری

عبد اللہ بن علی کی اپنے بھتیجے کے خلاف بغاوت منصور نے حج سے واپسی پر سفاح کی موت کے بعد کوفہ پہنچ کر اس کے باشندوں کو خطبہ دیا انہیں نماز عید پڑھائی پھر وہ انبار چلا گیا شام کے علاوہ عراق، خراسان سمیت تمام شہروں میں اس کی بیعت کی گئی عیسیٰ بن علی نے بیت المال اور تمام آمدنیوں کو ابو جعفر کے لئے قابو کیا، منصور کے آنے کے بعد اس نے خلافت اس کے حوالے کر دی، اپنے چچا عبد اللہ بن علی کو سفاح کی موت کی اطلاع دی جب خبر عبد اللہ بن علی کے پاس پہنچی تو اس نے لوگوں میں المصلوۃ الجملۃ کا اعلان کیا امراء اور دیگر لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔

عبد اللہ بن علی نے انہیں خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ سفاح نے مروان کی طرف میری روانگی کے وقت مجھے اپنا ولی عہد بنایا تھا بعض امراء عراق نے بھی اس کی شہادت دی انہوں نے کھڑے ہو کر اس کی بیعت کی پھر عبد اللہ بن علی حران چلا گیا۔ چالیس روز تک اس نے اس کا محاصرہ کرنے کے بعد اس کے نائب مائل عتکی کو قتل کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

جب منصور کو اپنے بھتیجے کی مکاری کا علم ہوا تو اس نے ابو مسلم کی سرکردگی میں ایک جماعت اس کی طرف روانہ کی عبد اللہ بن علی حران میں قلعہ بند ہو گیا اس نے کھانے پینے اور دیگر اشیاء اپنے پاس جمع کر لی ابو مسلم خراسانی اس کی طرف روانہ ہو گیا اس کے آگے مالک بن یثیم خزاعی تھا عبد اللہ کو ابو مسلم کی آمد کا علم ہوا تو اسے عراقی فوج سے غداری کا خطرہ ہو گیا اس نے ان میں سے سترہ ہزار افراد قتل کر دیئے پھر اس نے حمید بن قحطبہ کے قتل کا ارادہ

کر لیا تو وہ فرار ہو کر ابو مسلم کے پاس پہنچ گیا عبداللہ بن علی سوار ہو کر نصیبین میں اتر افوج کے ارد گرد خندق کھودی۔ ابو مسلم نے ایک طرف پڑاؤ ڈالا اور ابو عبداللہ کو لکھا کہ مجھے امیر المؤمنین نے تم سے قتال کے لئے نہیں بھیجا بلکہ شام کا امیر بنا کر بھیجا ہے شامی لشکر ابو مسلم کی اس بات سے خوف زدہ ہو گیا انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنی اولاد، گھر اور مال کا خطرہ ہے ہم وہاں جا کر اس کو محفوظ کرتے ہیں عبداللہ نے کہا کہ تم ہلاک ہو جاؤ ابو مسلم ہم سے لڑنے کے لئے آیا ہے لیکن انہوں نے اس کی بات قبول نہیں کی۔

اس کے بعد عبداللہ نے جگہ بدل لی اس نے شام جانے کا ارادہ کیا ابو مسلم نے اس کی جگہ پڑاؤ ڈالا اس کے ارد گرد پانی جذب ہو گیا عبداللہ کی چھوڑی ہوئی جگہ بہت اچھی تھی عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے پڑاؤ ڈالنا چاہا تو انہوں نے ابو مسلم کی گزشتہ جگہ پر پڑاؤ ڈالا جو عمدہ نہیں تھی۔ اس کے بعد ابو مسلم نے ان سے ۵ ماہ تک قتال کیا عبداللہ کی طرف سے سرخیل اس کا بھائی عبدالصمد تھا اس کے میمنہ پر بکار بن مسلم میسرہ پر حبیب بن سدید اسدی تھا ابو مسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر ابو نصر خازم بن حزم تھا دونوں فریقوں میں متعدد معرکے ہوئے جن میں بہت سے افراد ہلاک ہوئے ابو مسلم حملہ کے وقت رجز کہتے ہوئے یہ شعر پڑھا کرتا تھا:

”اپنے اہل میں واپسی کا ارادہ کرنے والا واپس نہیں لوٹے گا ایسا انسان موت سے بھاگنے والا ہے حالانکہ وہ موت ہی میں واقع ہوگا۔“

ابو مسلم کے لئے ایک خیمہ تیار کیا گیا دونوں جماعتوں کی مڈ بھیڑ کے وقت وہ اس میں رہتا تھا اپنے لشکر میں جو کمی دیکھتا اس کی اصلاح کرتا تھا پھر ۷ جمادی الثانی منگل یا بدھ کے روز گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی، ابو مسلم نے ان سے ایک حیلہ کیا اس طرح کہ میمنہ کے امیر حسن بن قحطبہ کو کچھ افراد دے کر میسرہ کی طرف جانے کا حکم دیا اہل شام میسرہ کو دیکھ کر میمنہ کی طرف بڑھے ابو مسلم نے قلب کو میمنہ کے باقی لوگوں کے ساتھ اہل شام کے میسرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا انہوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی پھر شامیوں کے میمنے نے پیش قدمی کی تو خراسانیوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی کچھ دیر کے بعد عبداللہ بھی شکست کھا گیا ابو مسلم نے ان کی چیزوں پر حملہ کر دیا بقیہ افراد کو امن دے دیا۔ منصور نے اپنے غلام ابو النخعیب کو بھیجا کہ عبداللہ کی چھاؤنی سے حاصل ہونے والی چیزوں کو جمع کر کے امیر المؤمنین کو مطلع کرے اس پر ابو مسلم برا فرودختہ ہو گیا عبداللہ کی شکست کے بعد ان کے علاقوں میں ابو جعفر کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

عبداللہ بن علی اور اس کا بھائی عبدالصمد جہاں سے آئے تھے وہیں چلے گئے پھر رصافہ سے گزرتے ہوئے عبدالصمد نے وہیں اقامت اختیار کر لی جب منصور کا غلام ابو النخعیب وہاں سے گزرا تو وہ عبدالصمد کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر اسے گرفتار کر کے منصور کے پاس لے آیا اس نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیج دیا پھر منصور نے اس کے لئے امان طلب کی بعض کا قول ہے کہ اسماعیل بن علی نے اس کے لئے امان طلب کی۔ عبداللہ بن علی اپنے بھائی سلیمان کے پاس بھرہ چلا گیا ایک عرصہ تک اسی کے پاس چھپا رہا پھر منصور کو پتہ چلنے پر اس نے اسے گرفتار کر وا کر نمک پر بنے ہوئے بنی اسامہ کے گھر میں قید کر دیا پھر گھر پر پانی چھوڑ دیا جس کی وجہ سے نمک پکھل گیا گھر عبداللہ پر گر گیا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی یہ واقعہ منصور کے بڑے مظالم میں سے ہے عبداللہ سات سال قید میں رہا پھر جس گھر میں وہ مقید تھا وہ گھر اس پر گر گیا جیسا کہ عنقریب اس کے بیان میں آ رہا ہے۔

ابو مسلم خراسانی کا قتل..... ابو مسلم نے حج سے فارغ ہو کر لوگوں سے ایک دن پہلے واپسی شروع کر دی راستہ ہی میں اسے سفاح کی وفات کی خبر ملی اس نے ابو جعفر کے پاس تعزیتی خط لکھا لیکن خلافت پر اسے مبارک باد نہیں دی نہ اس کی طرف گیا منصور کو اس پر بڑا غصہ آیا اس نے اس بات کو دل میں رکھ لیا کہ خلافت ملنے کے بعد اس سے بدلہ لوں گا۔

بعض کا قول ہے کہ منصور نے ایک دن پہلے واپسی شروع کی تھی جب سفاح کی وفات خبر ملی تو اس نے جلدی کوچ کرنے کے لئے ابو مسلم کے پاس خط لکھا اس نے ابو ایوب سے کہا کہ اسے سخت خط لکھو جب ابو مسلم کو خط ملا تو اس نے منصور کو خلافت پر مبارک باد دی اور خود لوگوں سے الگ ہو گیا بعض امراء نے منصور کو مشورہ دیا کہ راستہ میں آپ ابو مسلم سے ملاقات نہ کریں کیونکہ اس کے ساتھ دل و جان سے اس کی موافقت کرنے والے لشکر

ہیں آپ کے ساتھ کوئی نہیں ہے منصور نے ان کے مشورہ پر عمل کیا اس کے بعد ابو جعفر کی خلافت کا واقعہ پیش آیا جو گزر چکا پھر منصور نے ابو مسلم کو عبد اللہ کی طرف بھیجا ابو مسلم نے اسے شکست دی جیسا کہ گزر چکا۔

اسی دوران اس نے حسن بن قطبہ کو منصور کے خطوط کا کاتب ابویوب کے پاس بھیجا کہ وہ اسے بالمشافہ بتائے کہ ابو مسلم ابو جعفر کے نزدیک متمم ہے کیونکہ جب اس کے پاس منصور کا خط آتا ہے تو وہ تیوری چڑھا کر خط پڑھ کر ابی نصیر کی طرف پھینک مارتا ہے پھر وہ دونوں اس کا مذاق اڑاتے ہیں ابویوب نے کہا کہ ابو مسلم کی تہمت ہمارے نزدیک اس سے بھی زیادہ ظاہر ہے۔

جب ابو جعفر نے اپنے غلام ابوالخصیب یقظین کو عبد اللہ کی چھاؤنی سے حاصل شدہ اشیاء کے لئے بھیجا تو ابو مسلم برا فروختہ ہو گیا اس نے ابو جعفر کو گالیاں دیں اس کے غلام ابوالخصیب کو قتل کرنے کا ارادہ کیا پھر اسے بتایا گیا کہ وہ ایلچی ہے تو اس نے اسے چھوڑ دیا غلام نے واپس آ کر ابو جعفر کو تمام باتوں سے آگاہ کیا تو منصور غضبناک ہو گیا اسے خطرہ ہو گیا کہ کہیں ابو مسلم خراسان نہ چلا جائے اور فتنے پھوٹ پڑیں تو اس نے ابوالخصیب کے ذریعے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے تجھے شام اور مصر کا حاکم مقرر کر دیا ہے جو تیرے لئے خراسان کی ولایت سے بہتر ہے تم مصر کا کسی کونائب مقرر کر کے خود شام میں رہو اس کی وجہ سے تم جب چاہو امیر المؤمنین سے ملاقات کر سکتے ہو کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان فاصلہ کم ہوگا۔

جب ابو مسلم کو منصور کا یہ پیغام ملا تو وہ برا فروختہ ہو کر کہنے لگا کہ اس نے مجھے مصر و شام کا والی بنا دیا حالانکہ میرے لئے خراسان کی ولایت بہتر ہے اب میں مصر و شام پر نائب مقرر کر کے خود خراسان ہی جاؤں گا ابو مسلم نے تحریری طور پر ابو جعفر کو اپنے اس عزم سے آگاہ کر دیا منصور اس پر غضبناک ہو گیا ابو مسلم منصور کی مخالفت کا عزم کئے ہوئے شام سے خراسان کی طرف لوٹا منصور نے انبار سے مدائن کا رخ کیا ابو مسلم کو بھی مدائن آنے کا حکم دیا ابو مسلم نے خراسان جاتے ہوئے الذاب مقام سے منصور کو خط لکھا کہ امیر المؤمنین کا جو دشمن باقی رہ گیا تھا اللہ نے اسے اس پر قدرت دے دی ہم آل ساسان سے روایت کرتے تھے ہند یوں کے پرسکون ہونے کے بعد خلیفہ کے وزراء بے خوف ہو جاتے ہیں ہم آپ کے قرب سے ناخوش ہیں آپ کے عہد کو پورا کرنے والے ہیں جب تک آپ کے عہد کو پورا کریں گے آپ کی سمع و اطاعت کے حریص ہیں بشرطیکہ وہ سمع و اطاعت سلامتی کے ساتھ ملی ہوئی ہو اگر آپ اس پر راضی ہیں تو میں آپ کا بہترین غلام ہوں اگر آپ اپنی دلی مراد (دشمنی) پوری کرنا چاہتے ہیں تو میں اس عہد کو توڑتا ہوں جو میں نے اپنے نفس کو ذلت و رسوائی کے مقامات سے بچانے کے لئے آپ سے کیا تھا۔

جب منصور کو ابو مسلم کا خط ملا تو اس نے ابو مسلم کو لکھا کہ میں نے آپ کا خط سمجھ لیا ہے آپ کی حالت اپنے بادشاہوں سے دھوکہ کرنے والے وزراء جیسی نہیں ہے جو کثرت جرائم کی وجہ سے زمام حکومت کے ٹوٹنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ نظام جماعت کے پارہ پارہ ہونے پر انہیں سکون قلبی حاصل ہوتا ہے آپ نے اپنے آپ کو ان کے برابر کیوں سمجھا جبکہ آپ سمع و اطاعت پر قائم ہیں آپ اس امر پر قائم ہیں جس کے بوجھ کے برداشت کرنے کی آپ میں طاقت ہے جو شرط میں نے آپ پر لازم کی ہے اس کے ساتھ سمع و اطاعت ملی ہوئی نہیں ہے امیر المؤمنین نے عیسیٰ بن موسیٰ کے ذریعہ آپ کے پاس خط بھیجا ہے۔ آپ اس پر کان دھریں گے تو آپ کو فائدہ ہوگا میں اللہ سے تمہارے اور شیطانی وسوسوں کے درمیان حائل ہونے کا سوال کرتا ہوں کیونکہ جو دروازہ آپ نے اپنے اوپر کھولا ہے شیطان نے اس کے ذریعے بڑے مضبوط طریقے سے آپ کو اپنے جال میں پھنسا لیا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ ابو مسلم نے ان الفاظ میں لکھا کہ حمد صلوٰۃ کے بعد میں نے ایسے شخص کو امام اور رہبر بنایا ہے جسے اللہ نے اپنی مخلوق پر امام بنایا ہے جو علم کے نازل ہونے کے مقام پر ہے اور آپ ﷺ کا قریبی رشتہ دار ہے اس نے مجھے قرآن سے نا آشنا سمجھا تو اللہ نے اسے مغبوض دنیا کی حرص میں مبتلا کر دیا اس نے مجھے تلوار سونپنے، جرم ختم کرنے، معذرت قبول نہ کرنے اور لغزش معاف نہ کرنے کا حکم دیا میں نے تمہاری حکومت مضبوط کرنے کے لئے یہ کام کئے حتیٰ کی اللہ نے تم سے نا آشنا شخص کو متعارف کرادیا تمہارے دشمن کو تمہارا مطیع کر دیا حقارت اور ذلت کے بعد تمہیں غلبہ دیا پھر اس نے مجھے توبہ سے بچا لیا اب اگر وہ مجھے معاف کر دے تو یہ اس کی قدیم عادت ہے اگر میرے جرم کے سبب مجھے سزا دے تو وہ اپنے بندوں پر ظالم نہیں، یہ خط مدائن سے اپنے مشائخ سے نقل کیا ہے۔

منصور نے جریر بن یزید بن جریر بن عبد اللہ (جو یکتائے زمانہ انسان تھے) امراء کی ایک جماعت کے ساتھ ابو مسلم کے پاس بھیجا کہ اس سے

نری سے بات کرو اس وجہ سے کہ منصور تیری رفع منزلت اور علو شان کا متمنی ہے اگر وہ باز آجائے تو فیہا ورنہ اس سے کہہ دو کہ بنی عباس کا ذمہ اس سے بری ہے اگر تو نے ہماری جماعت میں گروہ بندی کی اور اپنی روش برقرار رکھی تو منصور تیرا رخ کرے گا دوسروں کو چھوڑ کر تجھ سے قتال کرے گا اگر تو سمندر میں گھسے گا تو میں بھی تیرے پیچھے سمندر میں گھسوں گا حتیٰ کہ تجھے قتل کر دوں گا یا اس سے پہلے خود مر جاؤں گا شروع میں اس سے یہ بات نہ کرنا حتیٰ کہ تم اس سے بہتر بات (سمع و اطاعت) سے مایوس نہ ہو جاؤ چنانچہ انہوں نے اس کے پاس پہنچ کر امیر سے بغاوت پر اسے ملامت کی امیر کی اطاعت کی طرف لوٹنے پر اسے ترغیب دی۔

ابو مسلم نے اس معاملہ میں اپنے وزراء سے مشورہ کیا تو انہوں نے امیر کی اطاعت سے اسے منع کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ آپ ری میں رہیں تاکہ خراسان اور افواج آپ کے ماتحت میں رہے اگر خلیفہ آپ کے ساتھ صحیح چلے تو فیہا ورنہ آپ فوج کی حفاظت میں ہیں اس کے بعد ابو مسلم نے منصور کے امراء سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ میں اس سے ملاقات نہیں کرنا چاہتا انہوں نے ناامید ہونے کے بعد منصور کی طرف سے دی گئی دھمکی اسے سنا دی جسے سن کر ابو مسلم غصے سے بھڑک اٹھا اس نے ان سے کہا کہ ابھی یہاں سے اٹھ جاؤ ابو مسلم نے اپنی غیر موجودگی میں ابوداؤد ابراہیم کو خراسان کا نائب حاکم بنایا تھا منصور نے ابو مسلم سے قطع تعلقی کے بعد اس کی غیر موجودگی میں ابوداؤد ابراہیم بن خالد کے پاس خط لکھا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک میں نے ابو مسلم کو معزول کر کے آپ کو خراسان کا حاکم بنادیا ابوداؤد ابراہیم کو جب ابو مسلم کی خلیفہ سے بغاوت کا علم ہوا تو اس نے ابو مسلم کے پاس خط لکھا کہ اہل بیعت کی خلفاء سے بغاوت ہمارے لئے مناسب نہیں اس لئے آپ امیر کی سمع و اطاعت اختیار کر لو والسلام۔

اس خط سے ابو مسلم اور زیادہ شکستہ دل ہو گیا ابو مسلم نے ابوداؤد کے پاس خط لکھا کہ میں عنقریب اپنے معتمد علیہ شخص ابواسحاق کو منصور کی طرف بھیجوں گا چنانچہ اس نے اس کو منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے اس کا اکرام کیا ابو مسلم کی طرف سے سمع و اطاعت کے اعلان پر عراق کی نیابت کا اس سے وعدہ کیا۔

ابواسحاق کی واپسی کے بعد ابو مسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کو تیری تعظیم و تکریم کا معترف پایا، ابواسحاق کی اس بات سے دھوکہ کھا کر ابو مسلم نے منصور کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا اس نے اس معاملے میں امیر نیزک سے مشورہ کیا اس نے ابو مسلم کو خلیفہ کے پاس جانے سے منع کر دیا لیکن ابو مسلم نے خلیفہ کے پاس جانے کا عزم مصمم کر لیا نیزک کو جب اس کے جانے کا یقین ہو گیا تو اس نے شاعر کا قول مثال کے طور پر بیان کیا، لوگوں کو قضاء کے علاوہ چارہ نہیں قضاء و قدر لوگوں کو تدبیر کی طرف لے جاتی ہے۔

پھر نیزک نے اس سے کہا کہ اگر تو نے جانا ہی ہے تو میری ایک بات ذہن نشین کر لے، ابو مسلم نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ جب تو منصور کے پاس پہنچے تو اسے قتل کر دینا اس کے بعد جس سے چاہے بیعت لے لینا کیونکہ لوگ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے ابو مسلم نے ابو جعفر کو اپنی آمد سے مطلع کر دیا۔

منصور کے خطوط کے کاتب ابویوب کا قول ہے کہ میں منصور کے پاس گیا وہ عصر کے بعد بالوں کے بنے ہوئے مصلے پر بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے خط بڑا ہوا تھا اس نے وہ خط میری طرف پھینک دیا میں نے دیکھا تو وہ ابو مسلم کا خط تھا اس کے بعد خلیفہ نے کہا کہ قسم بخدا اگر مجھے ابو مسلم نظر آ گیا تو میں اسے قتل کر دوں گا، ابویوب نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابویوب کہتے ہیں کہ اس رات اسی فکر میں مجھے نیند نہیں آئی میں نے سوچا کہ اگر ابو مسلم ڈرتا ڈرتا ہوا داخل ہوا تو اس کی آمد سے خلیفہ کو شر پہنچنے کا اندیشہ ہے مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ابو مسلم امن کے ساتھ داخل ہوتا کہ خلیفہ کو اس سے تقویت ملے۔

صبح ہونے کے بعد میں نے امراء میں سے ایک کو تلاش کر کے اسے کہا کیا تو کسکر شہر کا امیر بننا چاہتا ہے؟ اس میں اس سال غلہ کی فراوانی ہے اس نے کہا کہ مجھے کون امیر بنائے گا؟ میں نے اسے کہا کہ تو جا راستہ میں ابو مسلم سے ملاقات کر کے اسے کہنا کہ مجھے اس شہر کا حاکم بنادے اس لئے کہ امیر المؤمنین کا ارادہ یہی ہے میں نے اسے بھیجنے کے لئے منصور سے اجازت طلب کی تو اس نے اجازت دے دی یہ بھی کہا کہ اس کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہ ہم تیری ملاقات کے مشتاق ہیں اس کے بعد وہ چلا گیا (اس کا نام سلمہ بن فلاں تھا) اس نے ابو مسلم کو منصور کا پیغام پہنچا دیا جس سے ابو مسلم کو خوشی اور اطمینان ہو گیا حالانکہ منصور کی طرف سے یہ ایک دھوکہ تھا۔

اس کے بعد ابو مسلم نے اس کی طرف آنے میں جلدی کی جب وہ مدائن کے قریب پہنچا تو منصور نے امراء اور سرداروں کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا ابو ایوب نے منصور کو کل تک ابو مسلم کے قتل کو مؤخر کرنے کا مشورہ دیا منصور نے اس کا مشورہ قبول کر لیا جب ابو مسلم منصور کے پاس پہنچا تو اس نے اس کے ساتھ اعزاز و اکرام کا معاملہ کیا اور کہا جاؤ حمام میں داخل ہو جاؤ آرام کرو کل صبح میرے پاس آ جانا ابو مسلم منصور کے پاس سے نکلا تو لوگوں نے اسے سلام کیا صبح ہونے کے بعد منصور نے امراء میں سے ایک کو بلوا کر اس سے پوچھا کہ میری آزمائش تیرے نزدیک کیسی رہی؟ اس نے کہا کہ آپ مجھے خودکشی کا حکم دیں گے تو میں خودکشی کر لوں گا خلیفہ نے کہا کہ اگر میں تجھے ابو مسلم کے قتل کا حکم دوں تو پھر یہ سن کر وہ سوچ میں پڑ گیا ابو ایوب نے اس سے کہا کہ بولتا کیوں نہیں؟ پھر اس نے دھیمی آواز میں کہا کہ میں اسے قتل کر دوں گا منصور نے چار سرکردہ شخصوں کو ابو مسلم کے قتل کے لئے تیار کیا انہیں کہا کہ تم پردے کے پیچھے چھپ جانا جب میں تالی بجاؤں تو اسے قتل کر دینا۔

اس کے بعد منصور نے ابو مسلم کو بلانے کے لئے ایلچیوں کو بھیجا چنانچہ ابو مسلم منصور کے سامنے پہنچ گیا جب ابو مسلم اس کے سامنے کھڑا ہوا، تو اس نے اسے اس کے ایک ایک کرتوت کے بارے میں ملامت کرنا شروع کی ابو مسلم نے منصور سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے امید ہو کہ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں گے منصور نے کہا کہ میرے غصہ میں اضافہ ہو گیا ہے، پھر منصور نے تالی ماری، عثمان اور اس کے ساتھیوں نے اس پر تلوار سے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا پھر اس کی لاش کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر درجلہ میں ڈلوادیا ابو مسلم کی یہ منصور سے آخری ملاقات تھی اور ۱۳۷ھ بروز بدھ ۲۶ شعبان کو ابو مسلم قتل کیا گیا۔

منصور نے ابو مسلم کو جن باتوں پر عتاب کیا ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱).... آپ ہر خط اپنے نام سے شروع کرتے ہیں۔

(۲).... آپ نے میری پھوپھی کو پیغام نکاح بھیجا۔

(۳).... آپ نے اپنے آپ کو ابن سلیط بن عبد اللہ بن عباس خیال کیا ابو مسلم نے جواب دیا کہ اے خلیفہ میں نے آپ کی حکومت کے لئے جو تک و دو کی ہے وہ کسی نے نہیں کی خلیفہ نے کہا کہ افسوس اگر اس کام کے لئے سیاہ فام باندی بھی کھڑی ہوتی تو وہ بھی ہماری برکت سے اسے سرانجام دیدیتی پھر منصور نے کہا کہ قسم بخدا میں تجھے قتل کروں گا اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنے دشمنوں کے لئے زندہ چھوڑ دیں منصور نے کہا کہ تجھ سے بڑا دشمن کون ہوگا؟ پھر اس کے قتل کا حکم دے دیا جیسا کہ گزر چکا۔ بعض نے کہا کہ امیر المؤمنین اب تو آپ خلیفہ ہیں بعض کا قول ہے کہ منصور نے اس وقت یہ شعر پڑھا۔

”میں نے اپنی لاٹھی پھینک دی۔ جدائی ثابت ہوگئی جیسا کہ مسافر کی واپسی کے وقت جدائی ثابت ہوتی ہے۔“

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابو مسلم کے قتل کے وقت منصور نے سوچا میں اس کے بارے میں کسی سے مشورہ کروں یا خود ہی اس معاملے کو نمٹا دوں خبر مشہور ہونے کے خوف سے سوچا کہ میں خود ہی اس معاملہ کو نمٹا دوں اس کے بعد منصور نے اپنے خیر خواہوں میں سے کسی سے مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے (اگر آسمان و زمین میں بہت سے اللہ ہوتے تو زمین و آسمان دونوں بگڑ جاتے) تو اس نے کہا کہ میں نے اسے یاد رکھنے والوں کے پاس امانت رکھ دیا پھر اس نے اس کے قتل کا عزم کیا۔

ابو مسلم خراسانی کے حالات.... یہ عبد الرحمن بن مسلم بن عباس کی حکومت کے ساتھی ہیں انہیں امیر آل بیعت رسول بھی کہا جاتا ہے خطیب کا قول ہے کہ انہیں عبد الرحمن بن شیردان بن اسفندیار یا ابو مسلم مروزی بھی کہا جاتا ہے انہوں نے ابو بکر، ثابت بنانی، ابراہیم محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے لڑکے عبد اللہ سے روایت کی ہے ابن عساکر نے ان کے شیوخ میں محمد بن علی عبد الرحمن بن حرمہ کا اضافہ کیا ہے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ ان سے ابراہیم بن میمون الصانع مصعب بن بشر کے والد بشر، عبد اللہ بن شرمہ عبد الرحمن بن مبارک عبد اللہ بن منیب مروزی ابو مسلم کے داماد قدید بن منیع نے علم حاصل کیا۔

خطیب کا قول ہے کہ ابو مسلم دیرزی رائے عقلمند اور صاحب فراست انسان تھے ابو جعفر منصور نے انہیں مدائن میں قتل کیا۔

ابو نعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان میں لکھا ہے کہ ان کا نام عبدالرحمن بن عثمان بن یسار تھا۔

بعض کا قول ہے کہ ابو مسلم کی ولادت اصبہان میں ہوئی، سدی وغیرہ سے روایت کی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ان کا نام ابراہیم بن عثمان بن یسار بن سندوس بن حوزون تھا بزرجمبر کی اولاد سے ہے کنیت ابو اسحاق تھی کوفہ میں نشوونما پائی ان کے والد نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ان کے بارے میں وصیت کی تھی وہ انہیں سات سال کی عمر میں کوفہ لے گئے جب ابراہیم بن محمد نے انہیں کوفہ روانہ کیا تو انہیں نام اور کنیت تبدیل کرنے کی تاکید کی چنانچہ انہوں نے نام عبدالرحمن بن مسلم اور کنیت ابو مسلم رکھی پالان والے گدھے پر سوار ہو کر سترہ برس کی عمر میں خراسان گئے ابراہیم بن محمد نے ان کے اخراجات برداشت کئے خراسان میں اسی افلاس کی حالت میں داخل ہوئے پھر پورا خراسان ان کا مطیع بن گیا یہ بھی منقول ہے کہ خراسان جاتے وقت کسی نے ان کے گدھے کی دم کاٹ دی ابو مسلم نے حاکم بننے کے بعد اس جگہ کو ہموار کر دیا پھر وہ ویران ہو گئی۔

بعض کا قول ہے کہ ابو مسلم بچپن میں گرفتار ہوئے، بنی عباس کے بعض داعیوں نے چار سو درہم میں انہیں خرید لیا تو یہ انہی کی طرف منسوب ہو گئے ابراہیم نے ابی النجم اسماعیل طائی کی لڑکی سے ان کا نکاح کیا اپنی طرف سے چار سو درہم مہر ادا کیا۔ ابو مسلم کے ہاں دو لڑکیاں ہوئیں ایک صاحب اولاد دوسری بانجھ تھی۔

قبل ازیں ۱۲۹ھ میں خراسان میں ابو مسلم کے باختیار امیر بننے اور بنی عباس کی دعوت پھیلانے کا حال بیان ہو چکا ہے ابو مسلم دلیر، بارعب، جری مستقل مزاج اور امور کو تیزی روی سے سرانجام دینے والا انسان تھا۔

ابن عساکر نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ابو مسلم کے خطبہ کے درمیان اس سے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ آپ نے سیاہ لباس اختیار کیوں کیا؟ تو ابو مسلم نے جواب دیا کہ مجھ سے ابو بکر نے جابر بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن سیاہ عمامہ سر پر رکھا ہوا تھا اب یہ حکومتی لباس بن گیا ابو مسلم نے غلام کو اس شخص کے قتل کا حکم دیا عبد اللہ بن منیب نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قریش کی اہانت کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے گا۔

ابراہیم بن میمون الصانع دعوت کے زمانہ میں ابو مسلم کے ہمنشینوں میں سے تھے ابو مسلم نے وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے غلبہ عطا کیا تو میں حدود قائم کروں گا ابو مسلم کے امیر بننے کے بعد ابراہیم نے ابو مسلم کو وعدہ یاد دلایا اور اسے حدود قائم کرنے پر مجبور کر دیا۔ ابو مسلم نے ان کے قتل کا حکم دیا ابراہیم نے کہا کہ نصر بن سیار شراب کے سنہری برتن بنا کر بنو امیہ کے پاس بھیجتا ہے تو اس کو کیوں نہیں قتل کرتا اس نے جواب دیا کہ میں اس کے قریب نہیں اس نے مجھے ان لوگوں میں سے شمار کیا ہے جن سے آپ نے وعدہ کیا ہے۔ ابراہیم کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مستقل طور پر کرنے کی وجہ سے بعض حضرات نے اس کیلئے جنت میں عالی مقامات دیکھے کیوں کہ ابراہیم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو زندگی کا معمول بنا لیا تھا۔ ابو مسلم نے انہیں قتل کرادیا۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ ابو مسلم سفاح کے احکام اور اس کے فرامین کی تابعداری کرنے والا تھا۔ منصور کے خلیفہ بننے کے بعد اس نے اسے حقیر سمجھا اس کے باوجود منصور نے اس کا اپنے چچا عبد اللہ کے مقابلے میں بھیجا جس کو اس نے شکست دے کر شام اس سے چھین کر منصور کے حوالے کیا پھر وہ منصور پر تکبر کرنے لگا منصور نے چالاکی سے اسے بھانپ لیا باوجود اس کے کہ منصور خود بھی دل میں ابو مسلم کے لئے بغض رکھنے والا تھا اس نے سفاح سے کئی بار اس کے قتل کا مطالبہ کیا لیکن اس نے انکار کر دیا پھر منصور کے خلیفہ بننے کے بعد وہ اس سے دھوکہ بازی کرتا رہا حتیٰ کہ وہ منصور کے پاس آیا تو منصور نے اسے قتل کرادیا۔

بعض کا قول ہے کہ منصور نے ابو مسلم کو خط لکھا تھا کہ کبھی کبھی دلوں پر زنگ لگ جاتے ہیں جس پر گناہ مہر لگا دیتے ہیں اے بے وقوف غصہ کو ختم کر مدہوشی سے ہوش میں آئیند سے بے دار ہو جا تجھے پہلے لوگوں کی طرح جھوٹے خوابوں نے دھوکہ میں ڈالا ہے اس نے گزرے ہوئے لوگوں کے نام بھی لئے کیا تو ان میں سے کسی کو محسوس کرتا ہے یا ان کی آہٹ سنتا ہے بھاگنے والا اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا نہ تلاش و جستجو میں اس سے سبقت کی جاسکتی ہے میرے ساتھی جو تیرے ساتھ ہیں ان سے دھوکہ مت کھا وہ تیرے ساتھ مجھ پر حملہ کرنے کے بعد تجھ پر حملہ کریں گے تو اطاعت چھوڑ کر جماعت سے الگ ہو گیا تیرے لئے وہ حالت ظاہر ہو گئی جو تیرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی اب آہستہ آہستہ اے ابو مسلم سرکشی چھوڑ دے کیوں کہ سرکش اور جبار

شخص سے اللہ بری الذمہ ہے اللہ اس پر اپنے دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے گذشتہ لوگوں کی روش مت اختیار کر، بعد والوں کے لئے نشان عبرت بننے سے اجتناب کر تجھ پر دلیل قائم ہو چکی میں نے اور میرے ساتھیوں نے تیری بابت کوتاہی سے کام لیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے (اور انہیں اس شخص کی خبر سنا دے جسے ہم نے اپنے نشانات دیئے تو وہ ان سے علیحدہ ہو گیا اور شیطان نے اس کا پیچھا کیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا)۔

ابو مسلم نے منصور کے خط کا جواب لکھا کہ میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے میں نے اسے حق اور درستگی سے دور پایا اس خط میں بے موقع مثالیں لکھی گئی ہیں نیز اس میں کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات میری طرف منسوب کی گئی ہیں عالم اور غیر عالم برابر نہیں ہو سکتے میں نے اللہ کی آیات سے روگردانی نہیں کی اے عبد اللہ بن محمد میں نے تمہارے بارے میں قرآنی آیات میں تاویلیں کر کے لوگوں کو تمہارا مطیع و فرمان بردار بنایا میں نے تم سے پہلے تمہارے دو بھائیوں کی اور پھر تمہاری اطاعت کی میں ان دونوں سے کامل محبت رکھنے والا تھا اس نے مجھے ہادی خیال کیا حالانکہ قرآنی آیات میں میں نے گذشتہ لوگوں کی طرح تاویلین کر کے غلطی کی، ارشاد خداوندی ہے (جب ہماری آیات پر ایمان لانے والے تیرے پاس آئیں تو کہو تم پر سلام ہو تمہارے رب نے اپنے پر رحمت کو فرض قرار دیا ہے اور یہ کہ تم میں سے جو شخص ناواقفیت سے برا کام کرے گا پھر اس کے بعد توبہ کرے گا اور اصلاح کرے گا تو وہ بلاشبہ بخشے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔

تیرے بھائی سفاح نے اپنے آپ کو مہدی ظاہر کیا حالانکہ وہ گمراہ تھا اس نے مجھے تلوار سونپنے، شبہ پر قتل کرنے، رحم کو ختم کرنے اور لغزش کو معاف نہ کرنے کا حکم دیا میں نے اہل دنیا کو تمہاری اطاعت اور تمہاری حکومت کو محفوظ کرنے کے لئے جنگ کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے نا آشنا شخص کو تمہارا متعارف کرادیا پھر اللہ تعالیٰ نے ندامت کے ذریعے میرا تدارک کیا اور توبہ کے ذریعے مجھے بچایا اگر وہ میرے ساتھ درگزر کا معاملہ کرے تو وہ پہلوں کے ساتھ درگزر کا معاملہ کرنے والا ہے، اگر وہ میرے گناہ کی سزا دے تو میں اس کا مستحق ہوں اللہ لوگوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

منصور نے ابو مسلم کو لکھا کہ اے گناہ گار، نافرمان میرا بھائی امام مہدی تھا جو دلیل کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے اس نے تیری صحیح رہنمائی کی تجھے راہ راست پر ڈالا اگر تو میرے بھائی کی اقتدا کرتا تو حق سے روگردانی نہیں کرتا شیطان اور اس کے اوامر کی فرمانبرداری نہیں کرتا تیرے لئے دراستے ظاہر نہ ہوتے ان میں سے اصح کو چھوڑ کر غلط اختیار کرتا تو فراعنہ کی طرح قتل کرتا جباروں کی طرح گرفت کرتا ظالیمانہ فیصلے کرتا مال غلط جگہوں پر خرچ کرتا اے فاسق! مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ تو نے موسیٰ بن کعب کو خراسان کا والی مقرر کر کے اسے نیشاپور میں قیام کا حکم دیا اگر تو نے خراسان کا ارادہ کیا تو وہ میرے فرمانبرداروں کے ساتھ تجھ سے ملاقات کرے گا میں تیرے ہمسروں کے ساتھ تجھ سے جنگ کرنے کے لئے آ رہا ہوں تو اپنی تیاری مکمل کر لے امیر المؤمنین اور ان کے قبیعین کے لئے اللہ کافی ہے۔

منصور مسلسل کبھی ترغیب کبھی ترہیب سے ابو مسلم سے مراسلت کرتا رہا اس کے فرستادہ ایچیوں کو کم عقل بتاتا رہا ان سے جھوٹے وعدے کرتا رہا حتیٰ کہ سوائے ایک امیر نیزک کے تمام امراء نے ابو مسلم کے لئے منصور سے ملاقات کو مستحسن قرار دیا البتہ نیزک نے اس سے اختلاف کیا لیکن جب اسے ابو مسلم کے منصور کے پاس جانے کا یقین ہو گیا تو اس نے اس وقت گذشتہ شعر پڑھا: ترجمہ! لوگوں کو قضاء و قدر کے ساتھ چلنا پڑتا ہے نقد یرتد بیر پر غالب آ جاتی ہے۔

نیزک نے ابو مسلم کو منصور کو قتل کر کے خود اس کی جگہ خلیفہ بننے کا مشورہ دیا لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا اس لئے کہ اس کے مدائن پہنچنے پر خلیفہ کے حکم سے امراء نے اس کا استقبال کیا ابو مسلم دن کے آخری حصے میں پہنچا قبل ازیں گزر چکا خطوط کے کا تب ابو ایوب نے منصور کو کل تک ابو مسلم کے قتل کا معاملہ مؤخر کرنے کا مشورہ دیا تھا ابو مسلم جب خلیفہ کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور کہا کہ اب یہاں سے جا کر سفر کی تھکاوٹ دور کرو اور آرام کرو کل ہمارے پاس آنا صبح ہوتے ہی اسے قتل کرنے والے امراء اس کے انتظار میں بیٹھ گئے ان میں سے دو کے نام عثمان بن نصیب، شعیب بن واثق تھے، انہوں نے ابو مسلم کو قتل کر دیا جیسا کہ گزر چکا۔

بعض کا قول ہے کہ چند روز ابو مسلم نے قیام کیا حتیٰ کہ سفری تھکاوٹ دور ہو گئی تو ابو مسلم کو خوف محسوس ہوا اس نے عیسیٰ بن موی کے ذریعہ سفارش اور امان طلب کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے اس نے کہا کہ فکر مت کر تو جا میں تیرے پیچھے آ رہا ہوں میرے تجھ تک پہنچنے تک تو میری آمان میں ہے لیکن عیسیٰ خلیفہ کے منصوبے سے لاعلم تھا ابو مسلم نے پہنچ کر خلیفہ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی اسے کہا گیا کہ آپ

یہاں تشریف رکھئے، امیر المؤمنین وضو بنارہے ہیں چنانچہ ابو مسلم بیٹھ گیا اس نے کوشش کی کہ عیسیٰ بن موسیٰ کے آنے تک میں یہاں بیٹھا رہوں لیکن اس کے آنے میں دیر ہو گئی چنانچہ ابو مسلم اندر چلا گیا تو خلیفہ اس سے صادر ہونے والی غلطیوں پر اسے ملامت کرنے لگا ابو مسلم نے اس سے بہت معذرت کی حتیٰ کہ منصور نے کہا کہ تو نے سلیمان بن کثیر ابراہیم بن میمون اور فلاں فلاں کو کیوں قتل کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کے جرم کی وجہ سے انہیں قتل کیا انہوں نے میری نافرمانی کی تھی اس پر منصور برا فروختہ ہو کر کہنے لگا کہ افسوس! تجھ پر تو اپنی نافرمانی پر لوگوں کو قتل کرتا ہے میں اپنی نافرمانی پر تجھے قتل کیوں نہ کروں۔

اس کے بعد منصور نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا جو قتل کا اشارہ تھا تو قاتلین آگے بڑھے انہوں نے ابو مسلم کی تلوار کا پر تلہ توڑ دیا ابو مسلم نے کہا کہ اے خلیفہ آپ مجھے اپنے دشمنوں کے لئے زندہ چھوڑ دیں اس نے کہا کہ تجھ سے بڑا دشمن میرا کون ہوگا۔

پھر منصور نے قاتلین کو تاخیر پر ڈانٹا تو انہوں نے تلواروں سے حملہ کر کے ابو مسلم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پھر اسے ایک چوغہ میں لپیٹ دیا اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ پہنچا تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ کیا ہوا اللہ وانا الیہ راجعون، منصور نے کہا کہ تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اچانک مجھ پر نعمت بھیجی نہ کہ ناراضگی اسی پر ابو دلامہ نے دو شعر پڑھے:

(۱)..... اے ابو مسلم اللہ بندہ سے نعمت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود نہ بدلے۔

(۲)..... ابو مسلم تو نے مجھے قتل کی دھمکی دی تو سرخ شیر نے تجھے بھی قتل کی دھمکی دی۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ منصور نے عثمان بن نہیک شعیب بن واج، ابی حنیفہ حرب بن قیس، اور دیگر محافظوں کے قریب آ کر ان سے کہا جب ابو مسلم میرے پاس آجائے اور مجھ سے باتیں کرنے لگے اور میں ایک ہاتھ دوسرے پر ماروں تو تم اسے قتل کر دینا۔

جب ابو مسلم اس کے پاس آیا تو منصور نے اسے کہا کہ عبد اللہ بن علی سے چھینی ہوئی تلواروں کا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ ان دونوں میں سے ایک یہ ہے منصور نے دیکھنے کے بہانہ سے اسے لے کر اپنے گھٹنے کے نیچے رکھ لیا پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ تو نے ابو عبد اللہ السفاح کو بنجر زمینوں سے کیوں روکا تو ہمیں دین سکھانا چاہتا ہے؟ ابو مسلم نے جواب دیا کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ وہ حلال نہیں ہے امیر المؤمنین کا خط آنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ اہل بیت علم کی کان ہیں۔

پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ حج کے موقع پر تو ہم سے پہلے کیوں چلا اس نے کہا کہ اس وجہ سے کہ ہم سب اکٹھے پانی پر جمع ہوں گے جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے گی میں نے سہولت کی خاطر ایسا کیا پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ سفاح کی موت پر تو میرے پاس تعزیت کے لئے کیوں نہیں آیا؟ اس نے جواب دیا کہ میرے آنے کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے نیز مجھے معلوم ہوا کہ کوفہ میں ہم سب ملیں گے کسی اختلاف کی بنا پر میں نے ایسا نہیں کیا۔

پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا تو نے عبد اللہ بن علی کی باندی پر کیوں قبضہ کرنے کی کوشش کی؟ اس نے جواب دیا کہ اس کے ضیاع کے خوف سے اسے خیمہ میں بند کر کے اس پر محافظ مقرر کر دیا پھر منصور نے اسے کہا کہ تو خط میں پہلے اپنا نام کیوں لکھتا تھا؟ آمنہ بنت علی کے پاس منگنی کا پیغام کیوں بھیجا تو اپنے آپ کو ابن سلیط بن عبد اللہ بن عباس خیال کرتا ہے منصور کا ہاتھ ابو مسلم کے ہاتھ میں تھا ابو مسلم اس سے معذرت کر رہا تھا اور الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔

پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ تو نے خراسان جا کر میری مخالفت کیوں کی؟ ابو مسلم نے کہا کہ میں نے سوچا کہیں میری طرف سے آپ کے دل میں کوئی شک نہ پیدا ہو جائے اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ خراسان پہنچ کر آپ کو معذرت کا خط لکھ دوں گا پھر منصور نے کہا کہ تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کیا حالانکہ تجھ سے پہلے وہ ہمارے نقباء اور داعیوں میں سے تھا اس نے جواب دیا کہ اس نے میری مخالفت کی تھی منصور نے کہا کہ تو ہلاک ہو پھر تو میری مخالفت اور میری نافرمانی کیوں کرتا ہے اگر میں نے تجھے قتل نہ کیا تو اللہ مجھے قتل کر دے گا اس کے بعد منصور نے ابو مسلم کو خیمہ کی لکڑی ماری اسے قتل کرنے والے اس کی طرف دوڑے عثمان نے اس کی تلوار کا پر تلہ کاٹ دیا۔ شعیب نے اس کا پاؤں کاٹ دیا انہوں نے تلواروں سے ابو مسلم پر حملہ کر دیا، منصور چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا تمہارے لئے ہلاکت ہوا سے قتل کرو اللہ تمہارے ہاتھوں کاٹ دے پھر انہوں نے ابو مسلم کو ذبح کر کے اس کے

ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پھر اسے دجلہ میں ڈال دیا۔

منقول ہے کہ ابو مسلم کے قتل کے بعد اس کی نعش کے قریب کھڑے ہو کر منصور نے کہا کہ اے ابو مسلم اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے ہماری بیعت کی ہم نے تمہاری بیعت کی تو نے ہم سے معاہدہ کیا ہم نے تجھ سے معاہدہ کیا تو نے ہم سے وفا کی ہم نے تجھ سے وفا کی ہم نے تجھ سے بیعت کی تھی کہ اگر کسی نے ان ایام میں ہم سے بغاوت کی تو ہم اسے قتل کر دیں گے تو نے ہم سے بغاوت کی تو ہم نے تجھے قتل کر دیا ہم نے تیری بابت وہی فیصلہ کیا جو تو نے ہماری بابت فیصلہ کیا بعض کا قول ہے کہ منصور نے ابو مسلم کے قتل کے بعد کہا کہ اے اللہ کے دشمن تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں یہ دن دکھایا یہ ابن جریر کا قول ہے، اس وقت منصور نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱)..... تو نے گمان کیا کہ قرض کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا، ابو مجرم سے پورا پورا وصول کرو۔

(۲)..... تجھے وہی گلاس پلایا جائے گا جو تو دوسروں کو پلاتا تھا جو حلق میں ایلوے سے بھی زیادہ کڑوا محسوس ہوتا ہے۔

اس کے بعد منصور نے لوگوں کو خطبہ دیا اے لوگو! ترک شکر سے نعمت کے پرندوں کو مت بھگاؤ ورنہ تم پر نارا نسکی نازل ہوگی آئمہ کی خیانت نہ چھپاؤ جو چھپائے گا اس کی زبان سے چہرہ کے اطراف سے نظر کے زاویوں سے وہ ظاہر ہو جائے گی جب تک تم ہمارا حق پہچانو گے ہم تمہارا حق پہچانیں گے جب تک تم ہماری فضیلت یاد رکھو گے ہم تم سے حسن اخلاق نہیں بھولیں گے جس نے ہماری اس میض کو پھاڑنے کی کوشش کی ہم اس کی کھوپڑی اڑا دیں گے، حتیٰ کہ تمہارے لوگ درست ہو جائیں گے تمہارے اعمال باز آجائیں گے۔

ابو مسلم نے ہم سے بیعت کی تھی کہ ہماری بیعت ختم کرنے والا اور ہم سے دھوکہ کرنے والے کا خون حلال ہوگا اس نے عہد توڑ دیا ہم سے دھوکہ کیا فسق و فجور کیا تو ہم نے اس کے لئے وہی فیصلہ کیا جو اس نے ہمارے لئے کیا تھا ابو مسلم کی ابتدا اچھی انجام برا ہوا اس نے جو ہمیں دیا اس سے زیادہ لوگوں سے وصول کیا اس نے اپنے باطن کے قبح پر ظاہر کے حسن کو ترجیح دی۔

ہم پر اس کے باطن کا خبث اور نیت کا فساد ایسے طریقے پر ظاہر ہوا کہ اگر وہ ملامت کرنے والے پر ظاہر ہو جائے تو وہ ہمیں ملامت کرنا چھوڑ دے جس چیز پر ہم مطلع ہوئے ہیں اس پر وہ مطلع ہو جائے تو ہمیں اس کے قتل پر معذور سمجھے ہمیں اس کے مہلت دینے پر ناراض ہو جائے ابو مسلم نے مسلسل ہم سے عہد شکنی کی حتیٰ کہ اس کا دم ہمارے لئے حلال ہوگا ہم نے اس کی بابت وہی فیصلہ کیا جو وہ اپنے غیر کی بابت کرتا رہا ہم نے حق کا دامن نہیں چھوڑا ابغذ الذبیانی نے نعمان بن منذر کے لئے کیا ہی خوب کہا:

(۱)..... اپنے مطیع کو اس کی فرمانبرداری کے مطابق نفع پہنچا، قسم بخدا وہ راہ راست پر ہے۔

(۲)..... اپنے نافرمان کو خوب سزا دے حتیٰ کہ ظالم کو اور وہ ظلم پر نہ بیٹھے۔

امام بیہقی نے حاکم سے سنداً نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک سے ابو مسلم اور حجاج کے بارے میں سوال کیا گیا کہ ان میں سے کون بہتر تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نہیں کہتا کہ ابو مسلم کسی سے بہتر تھا لیکن حجاج اس سے برا تھا بعض لوگوں نے ابو مسلم کے اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے اس پر بے دینی کا الزام عائد کیا جو باتیں اس کے بارے میں ذکر کی گئی ہیں ان کی روشنی میں ابو مسلم پر اس قسم کا الزام عائد نہیں کرتا بلکہ وہ میرے نزدیک گناہوں کے بارے میں اللہ سے ڈرنے والا تھا بنی عباس کی حکومت میں جو خون ناحق اس سے سرزد ہوئے اس پر اس نے اللہ سے توبہ کا دعویٰ کیا اللہ ہی اس کے معاملے سے زیادہ واقف ہے۔ خطیب نے ابو مسلم کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے صبر کی چادر اوڑھ لی بقدر کفایت معاش کو میں نے ترجیح دی غموں سے میں نے معاہدہ کر لیا تقدیر اور احکام کا میں نے مقابلہ کیا حتیٰ کہ میں نے اپنا مقصود حاصل کر لیا پھر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱)..... میں نے عزم اور پوشیدگی سے ایسی چیزیں حاصل کر لیں جو بنی مروان کے بادشاہ بھی جمع ہو کر حاصل نہیں کر سکتے۔

(۲)..... ہمیشہ میں ان کو تلوار سے مارتا رہا پھر وہ ایسی نیند سے بیدار ہوئے کہ اس سے پہلے کسی نے ایسی نیند نہیں لی۔

(۳)..... میں گھروں میں چکر لگاتا رہا قوم اپنے ملک شام میں سوئی ہوئی تھی۔

(۴)..... جو شخص درندوں کی زمین میں بکریاں چراتے ہوئے سو جائے تو شیران کے چرانے کے ذمہ دار بن جاتے ہیں۔

ابو مسلم نے یا ۲۵، ۲۸ شعبان ۱۳۷ھ بروز بدھ مدائن میں قتل ہوا بعض کا قول ہے کہ اس کا ظہور ۱۲۹ھ یا ۱۳۷ھ میں ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۳۰ھ میں ابو مسلم کے قتل کا واقعہ پیش آیا حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ خطیب بغدادی کے قول کے مطابق اس وقت تک بغداد تعمیر ہی نہیں ہوا تھا۔

ابو مسلم کے قتل کے بعد منصور نے اس کے ساتھیوں کو عطیات، ترغیب، ترہیب اور مارتوں کے ذریعہ مانوس کرنا شروع کیا ابو مسلم کے پولیس افسر اور اس کے قریبی ساتھی ابواسحاق کو اس نے بلایا اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین قسم بخدا! میں نے اس دن کے علاوہ کبھی امن محسوس نہیں کیا جب بھی میں آپ کے پاس آتا تھا تو خوشبو لگا کر اور کفن پہن کر آتا تھا اس کے بعد منصور نے اس کے کپڑے اتروائے تو واقعی اس نے خوشبو لگا کر کفن کی چادریں پہنی ہوئی تھیں منصور کو اس پر رحم آگیا جس کی وجہ سے اس نے اسے چھوڑ دیا۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ ابو مسلم نے جنگوں میں اور بنی عباس کی حکومت کی خدمت میں چھ ہزار افراد کو باندھ کر قتل کیا اس کے علاوہ اور بھی کئی لوگوں کو اس نے قتل کیا جب اسے ملامت کی تو اس نے کہا کہ یہ سب کچھ میں نے آزمائش کے بعد کیا اس لئے مجھے کچھ نہ کہا جائے۔ منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ اے خبیثہ کے لڑکے! اگر تیری جگہ کوئی باندی ہوتی تو وہ اس کی ایک جانب کو کافی ہو جاتی جو کچھ تو نے کیا ہماری حکومت کی بدولت کیا اگر تو خود اکیلا کرتا تو ایک بستی تک بھی نہیں پہنچ پاتا منصور نے قتل کے بعد اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے ایک چادر میں لپیٹ دیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے آکر پوچھا کہ اے امیر المؤمنین ابو مسلم کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ ابھی تو یہاں تھا عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا کہ آپ اس کی اطاعت خیر خواہی ابراہیم کے بارے میں اس کی رائے سے واقف ہیں اس نے کہا کہ واللہ زمین پر اس سے بڑا دشمن میرا کوئی نہیں اس کی نعش چادر میں پڑی ہے۔ عیسیٰ نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھی منصور نے اسے کہا کہ اللہ تیرے دل کو آزاد کرے تجھے اقتدار یا بادشاہت یا امر و نہی میں اس کا کچھ حصہ ملا تھا۔

اس کے بعد منصور نے امراء کو بلوا کر ابو مسلم کے قتل کے بارے میں ان سے مشورہ لیا سب نے اس کے قتل کا مشورہ دیا بعض ابو مسلم کے خوف سے پست آواز میں گفتگو کر رہے تھے جب انہیں ابو مسلم کے قتل کی خبر ہوئی تو وہ گھبرا گئے انہوں نے بے حد خوشی کا اظہار کیا پھر منصور نے لوگوں کو خطبہ دیا جو گزر چکا ہے۔

منصور ابو مسلم نے اموال اور ذخائر کے نائب کو ابو مسلم کی طرف سے خط لکھا کہ ابو مسلم کے اموال و ذخائر جو اہر جو تیرے پاس ہیں سب میرے پاس لے آؤ جب خازن نے خط دیکھا تو اسے شک ہو گیا اس لئے کہ ابو مسلم اپنے خازن کو پہلے کہہ چکا تھا کہ اگر آنے والے خط پر نصف مہر ہو تو وہ میرا خط ہوگا ورنہ نہیں اس لئے خازن نے اس پر عمل نہیں کیا منصور نے ایک شخص کو بھیجا جس نے سب کچھ اس سے لے کر منصور کے پاس پہنچا دیا اور اسے قتل کر دیا پھر منصور نے ابو مسلم کے عوض ابی داؤد ابراہیم بن خازن سے کئے گئے وعدہ کے مطابق اسے خراسان کا امیر بنا دیا۔

اسی سال سباز ابو مسلم کے خون کے بدلہ کے لئے کھڑا ہوا جو جسوئی تھا اس نے قومس اور اصہبان پر غلبہ حاصل کیا تھا اس کا نام فیروز اصہبہ تھا منصور نے جمہور بن مرار علی کی ماتحتی میں اس کے مقابلہ میں دس ہزار کا لشکر روانہ کیا ہمدان اور رے کے درمیان صحرائیں دونوں کی مڈ بھیڑ ہو گئی، جمہور نے سباز کو شکست دے کر اس کے ساٹھ ہزار ساتھیوں کو قتل کروایا ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا ستر روز کے بعد اس نے سباز کو بھی قتل کر دیا، ری میں ابو مسلم سے حاصل ہونے والے مال پر قبضہ کر لیا۔

اسی زمانہ میں ملبہ بن حرمہ الشیبانی نے ایک ہزار خوارج کے ہمراہ بغاوت کر دی، منصور نے اس کی طرف متعدد لشکر روانہ کئے لیکن سب اس سے شکست کھا گئے پھر جزیرہ کے نائب حمید بن قحطبہ نے اس سے قتال کیا ملبہ نے اسے شکست دے دی اس سے بچاؤ کے لئے حمید نے قلعہ میں پناہ لی بالآخر حمید بن قحطبہ نے ایک لاکھ دینار پر اس سے صلح کر لی ملبہ نے ان پر قبضہ کر کے اسے چھوڑ دیا۔

اس سال خلیفہ کے چچا اسماعیل بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے واقدی کے قول کے مطابق لوگوں کو حج کرایا۔ موصول کا نائب تھا، کوفہ کا نائب عیسیٰ بن موسیٰ بصرے کا نائب سلیمان بن علی جزیرہ کا حمید بن قحطبہ مصر کا صالح بن علی خراسان کا ابراہیم بن خالد حجاز کا زیاد بن عبد اللہ تھا۔

خلیفہ کے سباز کے ساتھ جنگ میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس سال لوگوں کو موسم گرما کی خوراک نہیں ملی۔ مشہور لوگوں میں سے اس سال ابو مسلم خراسانی، یزید بن ابی زیاد نے وفات پائی۔ (واللہ اعلم)

واقعات ۱۲۸ھ

اس سال روم کے بادشاہ ملیطہ نے زبردستی قسطنطنیہ میں داخل ہو کر اس کی فسیل گرا دی مغلوین کو معاف کر دیا۔ اسی زمانہ میں مصر کے نائب صالح بن علی نے موسم گرما میں جنگ کی، روم کے بادشاہ کی گرائی ہوئی فسیل کو از سر نو تعمیر کر دیا اپنے بھائی عیسیٰ بن علی کو چالیس ہزار دینار دیئے جس عبد اللہ بن علی کو ابو مسلم نے شکست دی تھی پھر وہ بھاگ کر بصرہ چلا گیا تھا وہاں اس نے اپنے بھائی سلیمان بن علی سے امان طلب کی تھی اسی عبد اللہ نے اس سال دوبارہ خلیفہ کی بیعت کی تھی اور اس کی اطاعت کی طرف لوٹ آیا لیکن اسے بغداد ہی میں قید کر دیا گیا جیسا کہ آئندہ آئے گا۔

سال رواں ہی میں جمہور بن مرار عجمی نے سباز کو شکست دے کر اس کے اموال پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ کے خلاف بغاوت کر دی اسے یقین ہو گیا کہ اب مجھ پر کوئی غالب نہیں آئے گا خلیفہ نے محمد بن اشعث خزاعی کی ماتحتی میں اس کے مقابلہ میں ایک بڑا لشکر روانہ کیا، اس نے جمہور کو شکست دے کر اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا پھر خود جمہور کو بھی قتل کر دیا۔

اسی زمانہ میں ملید خارجی کو خازم نے آٹھ ہزار لشکر کے ہمراہ قتل کر دیا نیز ایک ہزار سے زائد قتل ہو گئے باقی شکست کھا گئے۔ واقدی کا قول ہے کہ فضل بن علی نے لوگوں کو حج کرایا، نائین گزشتہ سال والے تھے۔ خواص میں سے اس سال زید بن واقد علماء بن عبد الرحمن ایک قول کے مطابق لیث بن ابی سلیم نے وفات پائی۔

سال رواں ہی میں بنو امیہ سے بلاد اندلس میں الداخل کی خلافت قائم ہوئی یہ عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان ہاشمی ہیں۔

صاحب کتاب کا قول ہے کہ وہ ہاشمی نہیں تھا بلکہ اموی تھا عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے شکست کھا کر بلاد مغرب کی طرف فرار ہو گیا، وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جو یمانیہ مضریہ کی عصبیت پر لڑائی کر رہے تھے، اس نے اپنے غلام بدر کو ان کے پاس بھیجا اس نے ان کو عبد الرحمن کی طرف مائل کیا پھر انہوں نے اس کی بیعت کر لی اس نے انہیں اپنے ساتھ لے کر بلاد اندلس فتح کر لیا اسے اس کے نائب یوسف بن عبد الرحمن بن حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع فہری سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا عبد الرحمن قرطبہ میں سکونت پذیر ہو گیا ان علاقوں پر ۱۷۱ھ تک عبد الرحمن نے حکومت کی، ۳۴ سال چند ماہ حکومت کرنے کے بعد اسی سال اس نے وفات پائی۔

عبد الرحمن کے بعد چھ سال دس ماہ اس کے لڑکے نے حکومت کی پھر اس کی بھی وفات ہو گئی پھر اس کے بعد حکم بن ہشام نے ۲۶ سال چند ماہ حکومت کی پھر اس کی وفات کے بعد عبد الرحمن بن حکم نے ۳۳ سال حکومت کی پھر اس کے بعد محمد بن عبد الرحمن بن حکم نے ۲۶ سال حکومت کی پھر اس کے بعد اس کے لڑکے منذر بن محمد نے اس کے بعد اس کے بھائی عبد اللہ بن محمد بن منذر نے حکومت کی ان کی حکومت ۳۰۰ھ کے بعد تک رہی پھر یہ حکومت ختم ہو گئی جیسا کہ انہوں نے با فراغت نعمتوں حسین و جمیل عورتوں میں زندگی گزار دی پھر اس سال یہ اور ان کے باشندے گویا وہ وعدے کے وقت کے پابند تھے گزر گئے پھر وہ خشک پتوں کی طرح ہو گئے جنہیں کمزوری اور صبا خشک کر دیتی ہے۔

واقعات ۱۲۹ ہجری

اسی سال اکمل بن صالح نے ملیطہ کی تعمیر مکمل کی پھر از سر نو موسم گرما کی جنگ کی وہ بلاد روم میں دور تک چلا گیا اس کی دونوں بہنوں علی کی لڑکی ام عیسیٰ اور لبابہ (جنہوں نے نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی حکومت ختم ہو گئی تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی) نے بھی اس کے ساتھ جہاد کیا۔

اسی زمانہ میں منصور اور رومی بادشاہ کے مابین جنگی قیدیوں کے تبادلہ کا معاہدہ ہوا چنانچہ بعض مسلمان قیدی رہا ہوئے منصور کے عبد اللہ بن حسین کے دونوں لڑکوں کے امر میں مشغول ہونے کی وجہ سے ۱۰۶ھ تک موسم گرما کی جنگ نہیں ہو سکی لیکن بعض نے ذکر کیا ہے کہ حسن بن قحطبہ نے عبد

الوہاب بن ابراہیم کے ساتھ ۱۴۰ھ میں موسم گرما کی جنگ کی (واللہ اعلم)

اسی زمانہ میں منصور نے مسجد حرام کی توسیع کرائی یہ سال سرسبز و شادابی کا سال تھا اسی وجہ سے اسے السنۃ الخصبہ کہا جاتا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ یہ ۱۴۰ھ تھا۔

سال رواں ہی میں منصور نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا عبد اللہ بن علی اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوف کی وجہ سے روپوش ہو گئے منصور نے بصرہ کے نائب سفیان بن معاویہ کو عبد اللہ بن علی کے حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے اس کے ساتھیوں سمیت اسے بھیج دیا منصور نے اپنے چچا عبد اللہ بن علی کو قید کر کے باقیوں کو خراسان ابوداؤد کے پاس بھیج دیا اس نے ان کو قتل کر دیا۔

اس سال عباس بن محمد بن عبد اللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا خواص میں سے اس سال عمر بن مجاہد یزید بن عبد اللہ بن ہاد عابدوں میں سے حسن بھری کے ساتھی یونس بن عبید نے وفات پائی۔

واقعات ۱۴۰ھ

اس سال فوجیوں کی ایک جماعت نے خراسان کے نائب حاکم ابی داؤد کے خلاف بغاوت کر کے اس کا محاصرہ کر لیا وہ ان سے فریاد کرنے لگا تا کہ وہ اس کے قریب آجائیں دیوار کی ایک اینٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا دیوار گر گئی جس کی وجہ سے اس کی کمر ٹوٹ گئی اسی کی وجہ سے اس کی وفات ہو گئی اس نے پولیس افسر عبد الجبار بن عبد الرحمن ازدی عاصم کو خراسان کا نائب بنایا حتیٰ کہ خلیفہ کی طرف سے بھی اس کی نیابت کا حکم آ گیا اس نے بلاد خراسان پر قابو پالیا امراء کی ایک جماعت قتل کر دی کیونکہ اس تک خبر پہنچی تھی کہ وہ آل علی کی خلافت کی دعوت دیتے ہیں دوسروں کو قید کر دیا ابوداؤد کے شکستہ اموال پر ابوداؤد کے نائبین نے ٹیکس وصول کیا۔

اس سال خلیفہ منصور نے حیرہ سے احرام باندھ کر لوگوں کو حج کرایا منصور حج کے بعد مدینہ آ گیا پھر بیت المقدس گیا اس کی زیارت کر کے شام براستہ رقبہ چلا گیا پھر ہاشمیہ کوفہ چلا گیا شہروں کے نائبین گزشتہ سال والے تھے البتہ خراسان کے نائب ابوداؤد کا اس سال انتقال ہو گیا اس کی جگہ عبد الجبار ازدی کو نائب مقرر کیا۔

داؤد بن ابی ہند، ابو حازم سلمہ بن دینار، سہیل بن ابی صالح عمار یہ بن غزیہ بن قیس السکونی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۴۱ھ

اس سال الراوند پارٹی نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی، ابن جریر نے مدائنی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ الراوند اصل میں ابو مسلم کے حامی، خراسان کے باشندے تھے وہ تلخ کے قائل تھے ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت آدم کی روح عثمان بن نہیک کی طرف منتقل ہو گئی ہے نیز یہ کہ ان کا خدا ابو جعفر منصور انہیں کھلاتا پلاتا ہے یثیم بن معاویہ حضرت جبرئیل کی جگہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ ان کا برا کرے)

ابن جریر کا قول ہے کہ الراوند ایک روز منصور کے محل میں آئے انہوں نے اس کا طواف شروع کر دیا اور یہ کہہ رہے تھے کہ یہ ہمارے رب کا محل ہے منصور نے ان کے امراء کی طرف پیغام بھیجا اس نے ان میں سے دو سو کو گرفتار کر لیا وہ اس پر غصہ ہو کر کہنے لگے کہ تو نے ہمیں کیوں گرفتار کیا؟ پھر انہوں نے جنازہ کی چار پائی اٹھالی حالانکہ اس میں کوئی مردہ نہیں تھا وہ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے گویا وہ جنازہ اٹھا کر جا رہے ہیں جب وہ جیل کے دروازے پر پہنچے تو چار پائی پھینک کر زبردستی جیل میں گھس گئے اور اپنے ساتھیوں کو اس میں سے نکال لیا چھ ہزار لشکر کے ہمراہ انہوں نے منصور کے محل کا رخ کیا لوگوں میں شور مچ گیا شہر کے دروازے بند ہو گئے منصور سواری کے نہ ہونے کی وجہ سے پیادہ نکل پڑا پھر سواری لائی گئی جس پر وہ سوار ہوا اس نے الراوند کی طرف رخ کیا چاروں طرف سے لوگ نکل پڑے معن بن زائدہ بھی آ گیا وہ خلیفہ کو دیکھ کر پیادہ چلنے لگا اس نے منصور کی سواری کی لگام پکڑ کر کہا کہ امیر المؤمنین آپ واپس چلے جائیے ہم کافی ہیں اس نے انکار کر دیا۔

بازار والے ان کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے انہوں نے ان سے قتال کیا اتنے میں لشکر آگئے انہوں نے ان سب کا محاصرہ کر لیا اور عثمان بن نہیک کو تیر مار کر زخمی کر دیا چند دن بیمار ہو کر اس کا انتقال ہو گیا خلیفہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی دفن تک اس کی قبر پر کھڑا رہا اس کے لئے دعا کی اس کے بھائی عیسیٰ بن نہیک کو چوکیداروں کا امیر بنادیا یہ سب کچھ کوفہ کے شہر ہاشمیہ میں ہوا۔

منصور نے الراوندی کے قتال سے فارغ ہونے کے بعد اس دن کی نماز ظہر آخری وقت میں پڑھی پھر اس کے سامنے کھانا لگایا گیا اس نے کہا کہ معن بن زائدہ کہاں ہے؟ حتیٰ کہ معن آ گیا منصور نے اسے اپنے قریب بٹھالیا اس کی بہادری اور اس کا شکریہ ادا کیا اس نے کہا کہ قسم بخدا اے امیر میں خوف زدہ تھا آپ کی دلیری اور بہادری کو دیکھ کر میرا خوف ختم ہوا میں نے جنگ کے بارے میں آپ جیسا انسان نہیں دیکھا اے امیر اسی چیز نے مجھے دلیر کر دیا منصور نے اس سے خوش ہو کر اس کے لئے دس ہزار درہم کا انعام دیا اور یمن کا والی بنادیا حالانکہ معن اس سے پہلے روپوش تھا کیونکہ اس نے ابن ہبیرہ کے ساتھ مسودہ سے قتال کیا تھا اس دن سے یہ آج منظر عام پر آیا تھا اس نے خلیفہ کو دیکھ کر جنگ کے بارے میں اس کی حمایت کی تو وہ اس سے راضی ہو گیا۔ بعض کا قول ہے کہ منصور نے کہا کہ میں نے تین مواقع پر غلطی سے کام لیا (۱) قلیل جماعت کے ساتھ ابو مسلم کو قتل کیا (۲) شام کے دورے کے موقع پر اگر عراق میں تلواریں چل جاتیں تو خلافت ختم ہو جاتی (۳) الراوندی سے جنگ کے روز اگر کسی اجنبی کا تیر مجھے لگ جاتا تو میں ہلاک ہو جاتا یہ اس کی ہوشیاری اور جرأت کی دلیل ہے۔

اس سال منصور نے اپنے لڑکے محمد کو اپنا ولی عہد بنایا مہدی اس کا نام رکھا خراسان کے امیر عبد الجبار کو معزول کر کے محمد کو اس کی جگہ والی بنادیا۔ کیونکہ عبد الجبار نے خلیفہ کے حامیوں کو قتل کیا تھا منصور نے ابو ایوب سے اس معاملے میں مشورہ کیا اس نے کہا کہ اے امیر آپ اسے لکھیں کہ خراسان سے ایک بڑا لشکر رومیوں سے قتال کے لئے بھیج دے اس کے بعد آپ جسے چاہیں بھیج دیجئے وہ اسے وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے چنانچہ منصور نے عبد الجبار کے پاس خط لکھ دیا۔

عبد الجبار نے جواب لکھا کہ بلاد خراسان میں تریوں نے فساد برپا کر رکھا ہے اگر یہاں سے لشکر روانہ کیا جائے تو ملک کو ان سے خطرہ ہے منصور نے ابو ایوب سے کہا کہ اب تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ آپ اسے لکھیں کہ بلاد خراسان غیروں کے مقابلے میں مسلمانوں کی سرحدوں کو کمک پہنچانے کا زیادہ حقدار ہے میں نے تیری طرف لشکر روانہ کر دیا ہے چنانچہ منصور نے بلاد خراسان کے حاکم کو اسی طرح لکھ دیا۔

اس نے جواب لکھا کہ بلاد خراسان اس سال معاشی حالت کے اعتبار سے کمزور ہونے کی وجہ سے کسی فوج کا متحمل نہیں ہو سکتا پھر منصور نے ابو ایوب کو اس کا جواب سنا کر اس سے مشورہ لیا اس نے کہا کہ اے امیر! اس نے کھل کر بے حیائی کا اظہار کر دیا اب بلا کسی مہلت کے اسے برطرف کر دیجئے اس کے بعد منصور نے اپنے صاحبزادے محمد مہدی کوری میں قیام کے لئے بھیجا خازم بن خذیمہ اس کے آگے آگے تھا عبد الجبار کے پاس پہنچ کر وہ مسلسل اسے اور اس کے ساتھیوں کو دھوکہ دیتا رہا حتیٰ کہ اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر بھاگ گئے، انہوں نے اسے اونٹ پر سوار کر کے اس کا چہرہ اس کی دم کی طرف کر دیا اسے پھراتے رہے حتیٰ کہ اسے منصور کے پاس لے آئے اس کے ساتھ اس کا لڑکا اور اس کے اہل و عیال کی ایک جماعت بھی تھی منصور نے اسے قتل کر کے باقیوں کو یمن جلا وطن کر دیا وہاں پر ہنود نے انہیں قیدی بنالیا پھر ان میں سے بعض کی وفات ہو گئی۔

مہدی خراسان کا بااختیار نائب بن گیا اس کے والد نے اسے طبرستان اور اصہمد کے ساتھ قتال کا حکم دیا اس کے لشکر کے ساتھ اس کی مدد کی جس کا امیر عمر بن علاء تھا وہ اہل طبرستان کے ساتھ جنگ کا ماہر تھا اسی کے چند اشعار ہیں:

(۱)..... اگر تو خلیفہ کا خیر خواہ بن کر اس کے پاس جائے تو اسے کہہ دیتا۔

(۲)..... جب دشمن کی جنگیں تجھے بیدار کریں تو تو ان کے لئے عمر کو بیدار کر دے پھر خود تو سو جا۔

(۳)..... وہ ایسا نوجوان ہے جو گھوڑے پر نہیں سوتا اور وہ خون کا پانی پیتا ہے۔

جب طبرستان میں دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو انہوں نے اسے فتح کر لیا اصہمد کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اسے قلعہ بند ہونے پر مجبور کر دیا مجبور ہو کر اس نے مسلمانوں سے اس کے ذخائر پر صلح کر لی مہدی نے اپنے والد کو اس سے مطلع کر دیا۔ اصہمد بلا دہلیم چلا گیا وہیں اس نے وفات پائی۔ مسلمانوں نے تریوں کے بادشاہ مضمغان کو بھی شکست دے دی انہوں نے بہت سے بچوں کو بھی قید کر لیا، یہ طبرستان کی پہلی فتح تھی سال رواں ہی

میں جبرائیل بن یحییٰ خراسانی مصیصہ کی تعمیر سے فارغ ہوا۔

اسی زمانہ میں محمد بن الامام ابراہیم نے ملیطہ میں پڑاؤ ڈالا۔

اسی برس منصور نے زیاد بن عبید اللہ کو حجاز کی امارت سے معزول کر دیا۔ محمد بن خالد قسری کو مدینہ کا والی بنایا یثیم بن معاویہ کو مکہ اور طائف کا والی بنایا۔ سال رواں ہی میں منصور کے پولیس افسر موسیٰ بن کعب نے وفات پائی مصر کا حاکم گزشتہ سال والا تھا پھر محمد بن اشعث کو اس کا والی بنادیا پھر اسے معزول کر کے نوفل بن فرات کو والی بنادیا۔

اس سال قسریں حمص، دمشق کے نائب صالح بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال ایک قول کے مطابق ابان بن تغلب، موسیٰ بن عقبہ ابواسحاق الشیبانی نے وفات پائی۔

واقعات ۱۴۲ھ

اس سال سندھ کے نائب عیینہ موسیٰ بن کعب نے خلیفہ کی بغاوت کی خلیفہ نے عمر بن حفص بن ابی صفرہ کی امارت میں اس کی طرف لشکر روانہ کیا عمر کو سندھ اور ہند کا امیر بنایا عمر بن حفص نے اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست دے کر ملک پر قبضہ کر لیا۔

اسی زمانے میں طبرستان کے اصہبہ نے مسلمانوں سے کیا ہوا عہد توڑ دیا طبرستان میں مسلمانوں کی ایک جماعت قتل کردی خلیفہ نے خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کی امارت میں اس کی طرف لشکر روانہ کیا منصور کا غلام مرزوق ابوالخصیب بھی ان کے ساتھ تھا، انہوں نے ایک طویل عرصہ تک اس کا محاصرہ کر کے رکھا لیکن قلعہ فتح نہیں ہوا پھر انہوں نے ایک تدبیر کی کہ ابوالخصیب نے ان سے کہا کہ میری پٹائی کر کے میرا سراور ڈاڑھی مونڈ دو انہوں نے ایسا ہی کیا ابوالخصیب ان کی طرف چلا گیا ظاہر یہ کیا کہ مسلمانوں نے اسے مارا ہے وہ قلعہ میں داخل ہوا تو اصہبہ بڑا خوش ہوا اس کا اعزاز اکرام کیا ابوالخصیب ظاہر اس کا خیر خواہ بن گیا اصہبہ نے قلعہ کھولنے اور بند کرنے کی چابی اس کے حوالے کر دی۔

جب وہ کچھ پر ناراض ہو گیا تو اس نے مسلمانوں سے خط و کتابت شروع کر دی اس نے انہیں لکھا کہ فلاں رات قلعہ کے قریب پہنچ جانا میں قلعہ کا دروازہ کھول دوں گا، جب وہ رات آئی تو وہ قلعہ کے قریب پہنچ گئے اس نے دروازہ کھول دیا انہوں نے قلعہ میں داخل ہو کر لڑنے والوں کو قتل کر دیا بہت سوں کو گرفتار کر لیا اصہبہ زہر آلود انگٹھی کھا کر مر گیا اس معرکہ میں گرفتار شدگان میں بادشاہ کی دو خوبصورت لڑکیاں ام منصور بن مہدی ام ابراہیم ابن المہدی بھی تھیں۔

اسی سال منصور نے اہل بصرہ کے لئے وہ قبلہ بنوایا جس کے پاس وہ حبان میں نماز پڑھتے تھے فرات اور ابلہ کے نائب سلمہ بن سعید بن جابر کو اس کی تعمیر کا نگران بنایا اس سال منصور نے رمضان بصرہ میں گزارا اور وہیں پر نماز عید پڑھائی۔

اس سال منصور نے نوفل بن فرات کو مصر کی امارت سے معزول کر کے حمید بن قحطبہ کو اس کی جگہ امیر بنایا اس سال اسماعیل بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔ سال رواں ہی کے ۲۳ جمادی الثانی بروز ہفتہ خلیفہ کے چچا اور بصرہ کے نائب سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی اس کے بھائی عبد الصمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی انہوں نے اپنے والد عکرمہ ابی بردہ بن ابی موسیٰ سے حدیث روایت کی پھر ان سے ایک جماعت (جس میں ان کے لڑکے جعفر محمد زینب اصمعی تھے) وفات پائی ۲۰ سال کی عمر میں ہی ان کی ڈاڑھی سفید ہو گئی تھی جس کی وجہ سے یہ خضاب لگاتے تھے کریم فیاض، قابل تعریف انسان تھے ہر سال عرفہ کی شام ایک سو غلام آزاد کرتے تھے بنو ہاشم تمام قریش اور انصار کے لئے سالانہ پانچ ہزار مقرر کئے ہوئے تھے۔

ایک روز انہوں نے محل سے بصرہ کے ایک گھر میں چند عورتوں کو سوت کاتے ہوئے دیکھا، اتفاق سے اسی وقت ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر امیر ہمیں سوت کاتے ہوئے دیکھ لے تو وہ ہمیں اس سے مستغنی کر دے، اسی وقت سلیمان نے اٹھ کر محل میں عورتوں سے زیورات جمع کر کے ان میں تقسیم کر دیئے شدت خوشی سے ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا، سلیمان نے اس کے ورثا کو اس کی دیت اور اس کا ترکہ دے دیا۔ سلیمان سفاح کے زما

نے میں امیر حج منصور کے زمانے میں بصرہ کے حاکم تھے یہ بنی عباس کے بہترین لوگوں میں سے تھے اسماعیل داؤد صالح عبدالصمد، عبداللہ عیسیٰ، محمد کے بھائی سفاح اور منصور کے چچا تھے۔

اس سال خواص میں سے خالد ہذا، عاصم احول ایک قول کے مطابق عمرو بن عبید قدری نے وفات پائی یہ عمرو بن عبید ثوبان ہیں ابن کیسان بھی انہیں کہا جاتا ہے، ان کے آقا ایران کے باشندے ابو عثمان بصری ہیں یہ قدریہ اور معتزلہ کے شیخ تھے انہوں نے حسن بصری عبید اللہ بن انس، ابی العالیہ ابی قلابہ سے روایت کی ان سے حماد بن سفیان، بن عیینہ، اعمش، عبدالوارث بن سعید، ہارون بن موسیٰ، یحییٰ القطان، یزید بن زریع نے روایت کی۔ امام احمد کا قول ہے کہ عمرو بن عبید اس قابل نہیں کہ اس سے حدیث روایت کی جائے، علی بن المدینی، یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ عمرو کچھ نہیں ابن معین نے تو اس کی بھی زیادتی کی ہے کہ یہ غلط انسان تھا نیز یہ کہ دہریہ تھا جو لوگوں کو کھیتی کی مانند سمجھتے ہیں۔

فلاس کا قول ہے کہ عمرو بدعتی متروک الحدیث ہے یحییٰ بن قطن شروع میں ان سے احادیث روایت کرتے تھے پھر چھوڑ دی ابن مہدی ان سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے ابو حاتم کا قول ہے کہ عمرو متروک الحدیث ہے نسائی کا قول ہے کہ عمرو ثقہ نہیں تھے شعبہ نے یونس بن عبید کے حوالے سے حدیث میں عمرو کا کذب بیان کیا ہے حماد بن سلمہ کا قول ہے کہ مجھے حمید نے اس سے روایت کرنے سے منع کیا ہے نیز عمرو حسن بصری پر جھوٹ بولتا تھا یہی ایوب عوف ابن عون کا قول ہے۔ ابو ایوب کا قول ہے کہ میں عقلاً بھی اسے عادل نہیں مانتا مطر الوراق کا قول ہے کہ میں کسی چیز میں اس کی تصدیق نہیں کرتا ابن المبارک کا قول ہے کہ مؤرخین نے قدر کی طرف دعوت دینے کی وجہ سے اس سے حدیث روایت کرنا چھوڑ دی متعدد آئمہ جرح و تعدیل نے اس کی تکذیب کی ہے کچھ حضرات نے عبادت و زہد کی وجہ سے اس کی تعریف کی ہے جیسا کہ حسن بصری کا قول ہے کہ حدیث کے علاوہ عمرو قراء کا سردار ہے۔

مؤرخین کا قول ہے کہ وہ بہت بڑا کذاب تھا ابن حبان کا قول ہے کہ عمرو اہل تقویٰ میں سے تھا حتیٰ کہ احادیث بیان کرنے لگا پھر وہ اپنے ساتھیوں سمیت حسن بصری کی مجلس سے علیحدہ ہو گیا انہوں نے اپنا نام معتزلہ رکھ لیا وہ صحابہ کو گالیاں دیتا تھا، حدیث میں کذب کرتا تھا۔ اسی سے منقول ہے کہ اگر ابو لہب کے ہاتھ لوح محفوظ میں ہلاک ہو گئے تو یہ ابن آدم پر محبت نہیں بن سکتا۔

اس کے سامنے ابن مسعود کی حدیث بیان کی گئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص چالیس روز تک ماں کے پیٹ میں رہتا ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے چار چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے (۱) رزق (۲) عمر (۳) عمل (۴) نیک یا بد بخت۔ تو اس نے جواب دیا کہ اگر میں یہ روایت اعمش سے سنتا تو اس کی تکذیب کرتا یزید بن وہب سے سنتا تو اسے ناپسند کرتا، ابن مسعود سے سنتا تو قبول نہ کرتا آپ ﷺ سے سنتا تو اسے رد کرتا اگر اللہ سے سنتا تو میں کہتا کہ تو نے ہم سے اس پر میثاق نہیں لیا یہ اس کا بہت بڑا کفر ہے اگر واقعہ اس نے یہ بات کہی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، اگر اس نے نہیں کی تو اس پر افتر اباند ہننے والے کو سزا ہو۔

عبداللہ بن مبارک کے چند اشعار ہیں:

(۱)..... اے علم کے طالب! حماد بن زید کے پاس جا۔

(۲)..... بردباری سے علم حاصل کر پھر اسے خوب ذہن نشین کر لے بدعت ترک کر دے جو عمرو بن عبید کے آثار میں سے ہے۔

ابن عدی کا قول ہے کہ عمرو اپنے زہد سے لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے وہ بہت زیادہ ضعیف الحدیث ہے علی الاعلان بدعت کا مرتکب ہے۔

دارقطنی کا قول ہے کہ عمرو ضعیف ہے خطیب بغدادی کا قول ہے کہ عمرو، حسن بصری کی مجلس میں شرکت سے مشہور ہو گیا پھر واصل بن عطاء نے

اہل سنت کے مذہب سے اس کا رخ پھیر دیا، اس نے قدر کا قول کیا اسی کی طرف دعوت دی اصحاب حدیث سے الگ ہو گیا وہ زہد کا اظہار کرتا تھا۔

بعض کا قول ہے کہ عمرو بن عبید اور واصل بن عطاء ۸۰ھ میں پیدا ہوئے امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ عمرو کا انتقال ۴۲ھ یا ۴۳ھ میں مکہ کے

راستہ میں ہوا عمرو ابی جعفر منصور کے خاص آدمیوں میں سے تھا منصور اس سے محبت کرتا اس کی تعظیم و تکریم کرتا تھا کیوں کہ عمرو قراء کے ساتھ اس کے

پاس آتا تھا منصور اسے ہدایا پیش کرتا عمرو کے علاوہ سب لے لیتے وہ اصرار کے باوجود نہیں لیتا تھا اس کی اس بات نے منصور کو دھوکہ میں رکھا کیونکہ

منصور بخل کی وجہ سے اسے بہت پسند کرتا تھا وہ یہ شعر پڑھا کرتا تھا تم سب ست رفتار ہو عمرو کے علاوہ تم سب شکار کے طالب ہو۔

اگر منصور حقیقت کی نگاہ سے دیکھتا تو عمرو کی طرح تمام قراء اسے روئے زمین پر سب سے بہتر نظر آتے صرف زہد بزرگی کی علامت نہیں بن سکتا اس لئے کہ بعض پادری عمرو اور مسلمانوں سے بڑے زاہد تھے۔ ہم نے اسماعیل بن خالد قعنبنی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ میں نے حسن بن جعفر کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ایوب، یونس، ابن عون جنت میں ہیں میں نے ان سے عمرو بن عبید کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ وہ جہنم میں ہے۔ پھر دوسری تیسری مرتبہ میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو انہوں نے عمرو بن عبید کے بارے میں وہی جواب دیا کہ اس کے علاوہ بھی اس کے لئے برے خواب دیکھے گئے ہیں ہمارے شیخ نے تفصیل سے تہذیب میں ان کے حالات قلم بند کئے ہیں۔

ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں اسی کا خلاصہ بیان کیا ہے، اسی کا کچھ حصہ ہم نے لوگوں کو عمرو بن عبید کے مکر سے بچانے کے لئے یہاں نقل کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

واقعات ۱۲۳ھ

اسی سال منصور نے لوگوں کو دیلم سے قتال کے لئے تیار کیا کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کی ایک جماعت قتل کی تھی اہل کوفہ اور اہل بصرہ کو حکم دیا کہ جس شخص کے ساتھ دس ہزار کی نفری تیار ہو جائے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ دیلم چلا جائے چنانچہ خلیفہ کی ترغیب کی برکت کی وجہ سے بہت سے افراد جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

اس سال کوفہ اور اس کے مضافات کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال حجاج الصواف، حمید بن رؤبہ الطویل، سلیمان بن خان انمکی ایک قول کے مطابق عمرو بن عبید صحیح قول کے مطابق لیث بن ابی سلیم یحییٰ بن سعید انصاری نے وفات پائی۔

واقعات ۱۲۴ھ

اسی سال محمد بن ابی العباس السفاح نے اپنے چچا منصور کی اجازت سے واسط، کوفہ، بصرہ، موصل اور جزیرہ کے باشندوں کا لشکر لے کر بلاد دیلم کا رخ کیا۔

اسی زمانہ میں محمد بن جعفر منصور مہدی بلاد خراسان سے اپنے والد کی طرف آیا اپنی چچا زاد بہن رایطہ بنت السفاح کو حیرہ لے گیا۔

اس سال منصور نے حیرہ، عسکر پر خازم بن خزیمہ کو نائب مقرر کر کے لوگوں کو حج کرایا رباح نے عثمان کو مدینہ کا والی بنایا محمد بن خالد قسری کو معزول کر دیا لوگوں نے ۱۲۴ھ میں طریق مکہ میں منصور کا استقبال کیا استقبال کرنے والوں میں عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب بھی تھے خلیفہ نے اپنے ساتھ اسے دسترخوان پر بٹھایا پھر اس کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو کر ناشتہ بھی بھول گیا۔

پھر منصور نے عبداللہ سے اس کے دونوں لڑکے محمد اور ابراہیم کے بارے میں سوال کیا اس نے جواب دیا کہ قسم بخدا مجھے علم نہیں وہ روئے زمین پر کہاں ہیں عبداللہ بن حسن اپنی بات میں سچا تھا کیونکہ اصل بات یہ تھی کہ مروان الحمار کے دور حکومت کے آخر میں اہل حجاز کی ایک جماعت نے محمد بن عبداللہ بن حسن کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان میں منصور بھی شامل تھا اب بنی عباس کی طرف خلافت منتقل ہونے اور منصور کے خلیفہ بننے کے بعد محمد اور ابراہیم منصور سے بہت خوف زدہ تھے۔

منصور کو بھی خطرہ تھا کہ کہیں محمد اور ابراہیم مروان کے خلاف بغاوت کرنے کی طرح میرے خلاف بھی بغاوت نہ کر دیں جس سے اسے خطرہ تھا اسی میں وہ پھنس گیا وہ دونوں بھاگ کر دور دراز علاقہ یمن چلے گئے پھر ہند جا کر روپوش ہو گئے حسن بن زید نے ان کی خبر کی تو وہ دوسری جگہ منتقل ہو گئے پھر ان نے ان کی خبر کی تو وہ دوسرے مقام پر منتقل ہو گئے وہ منصور کے پاس مسلسل ان کا دشمن بنارہا عجیب بات یہ ہے کہ حسن بن زید ان دونوں

کے پیروکاروں میں سے تھا منصور نے ان کے حاصل کرنے میں سارے زور خرچ کر دیئے لیکن وہ کامیاب نہ ہوا۔

جب منصور نے ان کے والد سے پوچھا تو اس نے لاعلمی ظاہر کر دی پھر اس نے ان کے والد پر اس کے لڑکوں کے بارے میں اصرار کیا تو ان کے والد نے غصے میں کہا واللہ اگر وہ میرے قدموں کے نیچے بھی ہوں گے پھر بھی میں ان کے بارے میں نہیں بتاؤں گا۔ منصور نے ناراض ہو کر اسے قید کرنے اور اس کے غلاموں اور اموال فروخت کرنے کا حکم دیا چنانچہ جب جیل میں اسے تین سال گزر گئے تو منصور کے ساتھیوں نے حسن کے پورے خاندان کو قید کرنے کا حکم دیا چنانچہ منصور نے اس کے پورے خاندان کو جیل میں ڈال دیا اس کے لڑکوں کو پکڑنے کی بہت کوشش کی حالانکہ اکثر منصور اور محمد و ابراہیم حج پر آتے تھے یہ دونوں اکثر خفیہ طور پر مدینہ میں رہتے تھے لیکن منصور کے چغل خوروں کو پتہ نہیں چلتا تھا منصور ابراہیم و محمد کی گرفتاری کے لئے مدینہ کے امیروں کو بدلتا رہتا تھا انہیں ان کے بارے میں تاکید بھی کرتا رہتا تھا اس چیز پر اس نے بہت مال خرچ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ تقدیری فیصلہ اس کے خلاف تھا۔

منصور کے امراء میں سے ایک امیر ابو العسا کر خالد بن حسان نے ان دونوں سے ملاقات کر کے منصور کے قتل پر اتفاق کر لیا اس سلسلے میں اس نے ان کی مدد بھی کی ایک بار انہوں نے صفا، مروہ کے درمیان منصور کو قتل کرنے کی بھی کوشش کی لیکن ان کے والد نے اس مقام کی شرافت و حرمت کی وجہ سے انہیں منع کر دیا۔

منصور پر یہ سازش منکشف ہو گئی اس نے ابو عسا کر کو اتنی سزا دی کہ اس نے ان کی مدد کرنے کا اقرار کر لیا پھر منصور نے اس سے پوچھا کہ میرے قتل سے تم کو کس نے روکا؟ اس نے کہا کہ عبد اللہ بن حسن نے، خلیفہ نے اس کے بارے میں کسی سزا کا حکم دیا تو وہ روپوش ہو گیا اس کے بعد آج تک ظاہر نہیں ہوا۔

منصور نے وزراء میں سے چیدہ چیدہ سمجھ دار وزراء سے عبد اللہ بن حسن کے لڑکوں کے بارے میں مشورہ کیا ان کی تلاش میں چاروں طرف جاسوس دوڑائے ساری تک و دو کی، لیکن کامیابی پھر بھی نہیں ہوئی کیونکہ اللہ کا امر غالب ہو کر رہتا ہے۔

ایک روز محمد بن عبد اللہ بن حسن نے والدہ سے کہا مجھے اور اپنے چچوں پر رحم آ گیا اس لئے میں نے منصور کی بیعت خلافت کا ارادہ کیا ہے تاکہ ان کی تکلیف دور ہو، اس کی والدہ نے جیل میں جا کر ان کے والد کو ان کے ارادہ سے آگاہ کیا انہوں نے جواب دیا کہ اس میں کوئی عزت نہیں بلکہ ہم صبر کریں گے انشاء اللہ! اللہ کوئی راستہ نکالے گا منصور کے نہ جانے کے باوجود ہم پروستعت کرے گا سب نے ایک دوسرے کی مدد کی۔

اسی سال آل حسن کو مدینہ کی جیل سے عراق کی جیل منتقل کیا گیا اس حال میں کہ ان کے پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں طوق ڈالے ہوئے تھے ابی جعفر کے حکم سے ربذہ سے انہیں بیڑیاں ڈالی گئیں ان کے ساتھ عبد اللہ بن حسن کا اخیانی بھائی محمد بن عبد اللہ عثمانی بھی تھا اس کی لڑکی ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن سے شادی شدہ تھی جو کچھ دنوں سے حاملہ تھی خلیفہ نے عثمانی کو بلا کر کہا کہ میں نے طلاق و عتاق کی قسم اٹھائی ہے یہ تیری لڑکی اپنے شوہر سے حاملہ ہے یا کسی اور سے تو مجھے صحیح بتادے اگر اپنے شوہر سے ہے تو تجھے معلوم ہے اگر نہیں ہے تو پھر تو دیوث ہے عثمانی کے جواب نے اسے برا فروخت کر دیا اس نے عثمانی کے کپڑے اتارنے کا حکم دیا، چنانچہ اس کے کپڑے اتارے گئے تو اس کا جسم چاندی کی طرح چمک رہا تھا۔

منصور نے عثمانی کو ۱۵ کوڑے لگوائے ان میں سے تیس سر پر لگوائے جس میں سے ایک کوڑے نے اس کی آنکھ ضائع کر دی، پھر اسے جیل بھیج دیا، مار کی نیلاہٹ اور کھال پر خون کے جم جانے کی وجہ سے عثمانی سیاہ غلام کی طرح بن گیا جیل میں اسے اس کے حنفی بھائی عبد اللہ بن حسن کے پہلو میں بٹھایا گیا اس نے پانی طلب کیا تو کسی نے پانی نہیں دیا حتیٰ کہ خراسانی جلادوں میں سے ایک نے پانی دیا۔

اس کے بعد منصور انہیں بیڑیاں اور طوق پہنے ہوئے تنگ جگہوں پر سوار کر کے خود اپنے ہودج میں بیٹھا کر لے گیا، جب منصور ان سے پاس سے گزرا تو عبد اللہ بن حسن نے اسے پکار کر کہا کہ اے ابی جعفر ہم نے بدر میں تمہارے قیدیوں سے ایسا برا سلوک نہیں کیا اس کے ذریعے اس نے منصور کو ذلیل کر دیا اس نے ان سے نفرت کی عراق پہنچنے کے بعد خلیفہ نے ہاشمیہ کو گرفتار کر لیا جن میں محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن بھی تھا جو بہت حسین و جمیل ہونے کی وجہ سے سرخ و ریشم سے مشہور تھا لوگ اس کے حسن و جمال کو دیکھنے آتے تھے منصور نے اسے بلا کر کہا کہ میں تجھے ایسے قتل کروں گا کہ آج تک میں نے ایسے کسی کو قتل نہیں کیا پھر اسے دوستوں کے درمیان باندھ کر دونوں کو ملا دیا جس سے اس کی وفات ہو گئی انشاء اللہ منصور کو اپنے کئے

ہوئے ظلم کا بدلہ ضرور ملے گا۔

حسن کے خاندان کے اکثر لوگ جیل ہی میں مر گئے پھر منصور کے ہلاک ہونے کے بعد بقیہ افراد کو جیل سے رہائی ملی۔ ہلاک شدگان میں خود حسن بن عبد اللہ بھی تھا بعض کا قول ہے کہ اسے باندھ کر قتل کیا گیا کم افراد ہی جیل سے باہر آئے منصور کی جیل ایسی تھی کہ اس میں قیدیوں کو آذان کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی صرف تلاوت سے انہیں نماز کا وقت معلوم ہوتا تھا پھر اہل خراسان نے عثمانی کے بارے میں سفارشی بھیجا منصور نے اس کا سر قلم کر کے اہل خراسان کے پاس بھیج دیا (اللہ اس کا برا اور عثمانی کا اچھا کرے)

عثمانی محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان الاموی ابو عبد اللہ المدنی حسین و جمیل ہونے کی وجہ سے دیباچ سے مشہور تھا، اس کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی تھیں انہوں نے والدین، خارجہ بن زید طاؤس، ابی الزناد، زہری، تافع وغیرہ سے روایت کی ان سے ایک پوری جماعت نے روایت کی، نسائی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے، عبد اللہ بن حسن کے حنفی بھائی تھے ان کی صاحبزادی رقیہ ان کے بھتیجے ابراہیم بن عبد اللہ کے نکاح میں تھی جو بڑی حسین و جمیل تھی اسی کی وجہ سے ابو جعفر منصور نے اس کے والد کو اس سال قتل کیا۔ عثمانی کریم، فیاض اور قابل تعریف انسان تھا۔ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ سلیمان بن عباس سعدی نے عثمانی کی مدح میں ابی وجرة سعدی کے اشعار سنائے:

- (۱)..... خلیفہ اور رسول کے سامنے خالص سفید نو جوان دیکھا۔
- (۲)..... ادھر ادھر سے تیرے پاس بزرگی آئی اور تو سیلابوں کے ٹکرانے کی جگہ میں ہے۔
- (۳)..... بزرگی کیلئے تیرے علاوہ قیلولہ اور شبستان کی جگہ نہیں۔
- (۴)..... وہ تیرے پیچھے اسے تلاش کرنے نہیں جائے گی اور نہ تیرا بدل قبول کرے گی۔

واقعات ۱۲۵ھ

اس سال مدینہ میں محمد بن عبد اللہ بن حسن کا خروج کا اور بصرہ میں اس کے بھائی ابراہیم کے خروج کا واقعہ پیش آیا جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔ ابو جعفر کے آل حسن کو مدینہ کی جیل سے عراق کی جیل میں منتقل کرنے کے بعد محمد نے خروج کیا منصور نے آل حسن کو ایسے خراب مقامات پر قید کیا تھا جہاں آذان کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی نمازوں کے اوقات صرف اذکار و تلاوت کے ذریعے معلوم ہوتے تھے حسن کے اکثر اکابر جیل ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئے محمد مدینہ میں روپوش تھا حتیٰ کہ بعض اوقات وہ سرزمزم میں سر کے علاوہ پورا چھپ جاتا تھا اس نے اور اس کے بھائی نے ایک وقت مقرر ہ پر ظہور کا وعدہ کر رکھا تھا وہ مدینہ اور ابراہیم بصرہ میں تھا اہل مدینہ اکثر اس کے چھپے ہوئے ہونے کی خبر دیتے رہتے تھے حتیٰ کہ اس نے خروج کا ارادہ کر لیا کیونکہ مسلسل مدینہ کے والی کے تلاش کرنے اور روپوشی کی وجہ سے تنگ آچکا تھا مجبوراً اس نے اپنے ساتھیوں سے ایک متعین رات میں ظہور کا وعدہ کر لیا۔ جب وہ متعین رات آئی تو بعض جغلخوروں نے والی مدینہ کو خبری کر دی وہ گھبرا گیا پھر ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس نے مدینہ اور مروان کے گھر کا چکر لگایا، وہ واپسی پر گھر کے بجائے بنی حسین بن علی کی طرف چلا گیا اس نے انہیں جمع کیا جس میں سادات قریش بھی تھے اس نے انہیں وعظ و نصیحت کرتے ہوئے کہا اے اہل مدینہ امیر المؤمنین جس شخص کو مشرق و مغرب میں تلاش کر رہا ہے وہ تمہارے درمیان موجود ہے، پھر تم نے سمع و اطاعت پر اس کی بیعت بھی کی ہے، یاد رکھو اگر کسی کے بارے میں اس کے ساتھ جاننا مجھے معلوم ہوا تو میں اسے قتل کر دوں گا حاضرین نے کہا کہ واللہ اس کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس ایک حسین کی جماعت لے آتے ہیں جو آپ کے سامنے جہاد کرے گی پھر وہ انھیں اس کے پاس حسین کی ایک جماعت لے آئے انہوں نے اس سے داخل ہونے کی اجازت طلب کی اس نے کہا کہ نہیں مجھے ان سے دھوکہ کا خطرہ ہے اس کے بعد وہ دروازہ پر بیٹھ گیا لوگ اس کے ارد گرد بیٹھ گئے وہ خوف زدہ ہونے کی وجہ سے بہت کم بات کر رہا تھا حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا پھر ایک آنک اندک کبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اصحاب محمد ظاہر ہوئے تو لوگ گھبرا گئے انہوں نے بنی حسین کے قتل کا امیر کو اشارہ کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ کیوں ہم نے تو اس کی اطاعت اختیار کی ہے امیر اچانک معاملے کی وجہ سے ان سے غافل ہو گیا وہ غفلت سے فائدہ اٹھا کر دروازہ پر چڑھ

گئے انہوں نے کچرے پر چھلانگ لگا دی۔

محمد بن عبد اللہ اڑھائی سو افراد کے ہمراہ منظر عام پر آیا جیل کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے قیدیوں کو جیل سے نکال لیا دارالامارت کے پاس پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اس کو فتح کر لیا مدینہ کے نائب ریح بن عثمان کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا ابن مسلم بن عقبہ (جس نے اس رات بنی حسین کے قتل کا مشورہ دیا تھا) بھی اس کے ساتھ جیل میں تھا صبح ہوتے ہی محمد بن عبد اللہ بن حسن نے مدینہ پر غلبہ حاصل کر لیا اسی نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی جس میں سورۃ الفتح کی تلاوت کی رات ختم ہوتے ہی ماہ رجب کا آغاز ہو گیا اسی دن محمد بن عبد اللہ نے اہل مدینہ کو خطبہ دیا جس میں بنی عباس پر اس نے اعتراضات کئے اس نے ذکر کیا کہ میں جس شہر میں بھی گیا اس کے باشندوں نے میری بیعت کی اس پر اکثر اہل مدینہ نے اس کی بیعت کی۔

ابن جریر نے امام مالک کی بابت نقل کیا کہ انہوں نے محمد کی بیعت خلافت کا فتویٰ دیا، لوگوں نے ان سے کہا کہ ہم نے منصور کی بیعت کی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اچھا نے زبردستی بیعت لی ہوئی ہے اور زبردستی کوئی بیعت نہیں ہوتی چنانچہ امام مالک کے فتویٰ کی وجہ سے لوگوں نے اس کی بیعت کی پھر امام مالک نے گھر کو لازم پکڑ لیا اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر نے بیعت کی دعوت پر کہا کہ اے محمد بن عبد اللہ آپ کو تو قتل کیا جائے گا ان کی وجہ سے بعض لوگوں نے بیعت نہیں کی، محمد بن عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کو نائب عبد العزیز بن مطلب بن عبد اللہ مخزومی کو قاضی عثمان بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب کو پولیس افسر عبد اللہ بن جعفر بن عبد اللہ بن مسور بن مخرمہ کو عطیات دیوان کا امیر مقرر کیا عبد اللہ بن جعفر کا لقب یہ سمجھ کر کہ حدیث میں اس کا ذکر ہے مہدی رکھا حالانکہ وہ مہدی نہیں تھا اس کی امیدیں اس سے پوری ہوئیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اہل مدینہ میں سے ایک شخص مسلسل سات روز سفر کرنے کے بعد رات کو منصور کے پاس پہنچا تو وہ سویا ہوا تھا اس نے دربان سے کہا کہ خلیفہ سے اجازت طلب کرو اس نے کہا کہ خلیفہ اس وقت آرام کر رہا ہے اس نے کہا کہ مجھے اس سے ضروری کام ہے اس نے خلیفہ کو خبر دی خلیفہ نے باہر آ کر کہا کہ تو ہلاک ہو، کیا بات ہے! اس نے کہا کہ ابن حسن کا مدینہ میں ظہور ہو چکا ہے اس خبر سے منصور پر کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا منصور نے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں، منصور نے کہا اللہ اسے اور اس کے متبعین کو ہلاک کر دے، اس کے بعد منصور نے اس شخص کو جیل میں ڈلوادیا پھر منصور کے پاس محمد بن عبد کی مسلسل خبر پہنچتی رہی منصور نے اس شخص کو رہا کر کے اس کے لئے سات ہزار درہم کا حکم دیا، جب منصور کو محمد بن عبد اللہ کے خروج کا یقین ہو گیا تو وہ گھبرا گیا بنحو میوں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ واللہ اگر وہ بادشاہ بن بھی گیا تو ستر دن سے زیادہ اس کی بادشاہت باقی نہیں رہے گی پھر منصور نے تمام امراء کو حکم دیا کہ جیل جا کر اس کے والد سے ملاقات کر کے اس کے بارے میں اس کی رائے معلوم کریں پھر مجھے اس سے مطلع کریں چنانچہ انہوں نے جیل جا کر اس کے والد سے ملاقات کر کے اسے اس کے لڑکے محمد کے خروج سے آگاہ کیا اس نے کہا منصور نے اس کے بارے میں کیا اقدام کیا؟ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اس کے والد نے کہا کہ منصور کو مال خرچ کر کے لوگوں کی خدمت کرنی چاہیے اگر وہ غالب آ گیا تو خرچ شدہ مال کی واپسی آسان ہوگی ورنہ خزانہ ختم ہو جائے گا، اس نے تو دوسروں کے لئے کچھ بھی جمع نہیں کیا انہوں نے واپس آ کر خلیفہ کو ساری گفتگو سے آگاہ کر دیا انہوں نے خلیفہ کو اس سے جنگ کرنے کا مشورہ دیا اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر کہا کہ میں جنگ سے قبل اسے خط لکھتا ہوں چنانچہ اس نے محمد کو خط لکھا۔

جس کا مضمون یہ تھا (یہ خط منصور امیر المؤمنین کی طرف سے محمد بن عبد اللہ کے نام ہے) (انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله
ويسعون في الارض فسادا الاية الى قوله فاعلموا ان الله غفور رحيم) پھر اس نے لکھا کہ اگر تو اطاعت قبول کرے تو تجھے اللہ کا عہد و میثاق
اس کا اور اس کے رسول کا ذمہ حاصل ہوگا تجھے اور تیرے متبعین کو امان حاصل ہوگی تیری تمام ضروریات پوری کی جائیں گی محمد نے اس کا جواب لکھا بسم
الله الرحمن الرحيم تلك آيات الكتاب المبين نتلو عليك من نباء موسى و فرعون بالحق لقوم يؤمنون ان فرعون على
الارض و جعل اهلها شيعا يستضعف طائفة منهم يذبح ابنائهم ويستحى نسائهم انه كان من المفسدين و نريد ان نمن على
الذين استضعفوا في الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثين) پھر کہا کہ جس امان کا آپ نے میرے لئے اعلان کیا ہے اسی امان کا میں
بھی آپ کے لئے اعلان کرتا ہوں میں تم سے زیادہ اس کا حق دار ہوں تمہیں یہ مرتبہ ہماری وجہ سے حاصل ہوا اس لئے کہ حضرت علی وصی اور امام تھے ان

کی اولاد کی زندگی میں تم ان کے کیسے وارث بن گئے؟ ہمارا نسب سب سے زیادہ عالی ہے، کیونکہ آپ ﷺ ہمارے نانا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہماری نانی ہیں ان سب سے افضل صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہماری والدہ ہیں۔

بنو ہاشم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوبارہ جنم دیا اس کے لڑکے حسن کو عبدالمطلب نے دوبارہ جنم دیا حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے، آپ ﷺ نے میرے والد کو دوبارہ جنم دیا میں بنی ہاشم میں نسب کے اعتبار سے ارفع اور باپ کے اعتبار سے سب سے خالص ہوں میرے نسب میں عجم اور باندیوں کی آمیزش نہیں ہے میں اس کا لڑکا ہوں جو جنت میں مرتبہ کے لحاظ سے ارفع اور اس کا جو جہنم میں کمتر عذاب والا ہوگا میں حکومت اور عہد کا تجھ سے زیادہ حقدار ہوں اور اسے پورا کرنے والا ہوں تو عہد کر کے اسے ختم کرنے والا انسان ہے تو نے ابن ہبیرہ اپنے چچا عبد اللہ بن علی اور مسلم خراسانی وغیرہ سے عہد کر کے توڑ دیا اگر مجھے تیرے صدق کا یقین ہوتا تو ضرور میں تیری دعوت قبول کر لیتا لیکن مجھ جیسے شخص سے تجھ جیسے شخص کا عہد پورا کرنا بہت دور کی بات ہے، والسلام۔

ابو جعفر نے اس کے جواب کا جواب بڑا طویل لکھا جس کا حاصل یہ ہے (بعد حمد کے) میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے تو نے جاہلوں اور بے وقوفوں کو گمراہ کرنے کے لئے عورتوں کی طرح فخر کیا ہے حالانکہ اللہ نے عورتوں کو چچوں، آباء، عصیت اور اولیاء کی طرح نہیں کیا، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے (وانذر عشیرتک الاقربین) اس وقت آپ ﷺ کے چار چچا تھے دو نے آپ کی دعوت قبول کی ان میں سے ایک ہمارا دادا ہے دو نے قبول نہیں کی ان میں سے ایک تیرا باپ ہے، اللہ نے آپ ﷺ سے ان کی رشتہ داری ختم کر دی آپ کے اور ان کے درمیان مودت ختم ہو گئی ابوطالب کے اسلام نہ لانے کے بارے میں اللہ نے فرمایا (انک لا تہدی من احببت ولكن اللہ یہدی من یشاء)۔

تو نے دوزخیوں کے ذریعہ فخر کیا ہے حالانکہ شر میں کوئی خیر نہیں ہوتی مؤمن کے لئے دوزخیوں پر فخر کرنا مناسب نہیں بنی ہاشم کے حضرت علی بنی اللہ عنہ دو بارہ جنم دینے پر تو نے فخر کیا ہے اسی طرح حضرت حسن پر حالانکہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار جنم دیا باقی یہ کہ تیرے نسب میں باندیوں کی آمیزش نہیں حالانکہ آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم اور علی بن حسن اور محمد بن علی اور جعفر بن محمد کے نسب میں باندیوں کی آمیزش ہے حالانکہ یہ سب تجھ سے افضل ہیں یہی بات کہ وہ آپ ﷺ کے بیٹے ہیں اللہ کا ارشاد ہے (ما کان محمد ابدا احد من وجاہکم) اسی طرح ناماموں، خالہ کے وارث نہ ہونے پر اتفاق ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی میراث سے حصہ نہ ملنا حدیث سے ثابت ہے نیز آپ ﷺ نے مرض الوفا میں تمہارے والد کے بجائے دوسرے کو نماز کا حکم دیا آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے کسی کو بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے برابر خیال نہیں کیا پھر شوری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا ان کے قتل کے بعد بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ان کے قتل کا الزام عائد کیا طلحہ رضی اللہ عنہ وزیر رضی اللہ عنہ نے اس پر جنگ تک کی اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ آئے تمہارے والد نے خلافت کا ان سے مطالبہ کیا اس پر لوگوں نے قتال کیا پھر حکیم پر اتفاق ہوا لیکن اسے بھی توڑ دیا پھر خلافت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف آئی تو انہوں نے چند کپڑے اور درہم کے سونے سے فروخت کیا صرف مال وصول کرنے کے لئے حجاز میں قیام کیا خلافت دوسرے کو دے دی اپنے رفقاء کو معاویہ اور بنی امیہ کے درمیان چھوڑ دیا اگر خلافت تمہارا حق تھا تو تم نے اسے چھوڑ دیا اسے چند درہم کے عوض فروخت کر دیا۔

تمہارے چچا حسین رضی اللہ عنہ نے ابن مرجانہ پر خروج کیا لوگ اس کے ساتھ تھے حتیٰ کہ انہوں نے اس کا سر قلم کر کے ان کے سامنے لا کر رکھ دیا پھر تم نے بنی امیہ پر خروج کیا تو انہوں نے تمہیں قتل کیا تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دی تمہیں آگ میں جلایا تمہاری خواتین کو قیدیوں کی طرح سوار کر کے شام لے گئے حتیٰ کہ ہم نے ان پر خروج کیا تمہارا بدلہ لے لیا تمہیں ان کی زمین اور گھروں کا وارث بنایا ہم نے تمہارے سلف کی فضیلت بیان کی تو تم نے اسے ہمارے خلاف جھٹ بنا دیا تم نے خیال کیا کہ ہم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ اور جعفر پر ان کے امثال کو ترجیح دیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ یہ حضرات فتنوں میں مبتلا ہوئے بغیر حج و سالم دنیا سے رخصت ہوئے ان میں کوئی کمی نہیں رہی بلکہ انہوں نے تو پورا پورا ثواب حاصل کیا البتہ تمہارے والد اس میں مبتلا ہوئے بنو امیہ کفار کی طرح نمازوں میں ان پر لعنت کرتے تھے ہم نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر ان کا ذر زندہ کیا، تمہیں معلوم ہے کہ زمانہ جاہلیت میں سقایہ اور زمزم کی خدمت کی وجہ سے ہماری عزت تھی آپ ﷺ نے ہمارے حق میں اس کا فیصلہ فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تمہارے والد کی موجودگی میں قحط میں لوگوں نے ہمارے والد کے وسیلہ سے دعا کی تھی تمہیں معلوم ہے کہ

آپ ﷺ کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے کوئی باقی نہیں رہا جس کی وجہ سے سقایہ اور وراثت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ملی خلافت ان کی اولاد میں چلی بس جاہلیت اور اسلام میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی وارث و مورث بنے یہ خط بہت طویل ہے جس میں بحث و مناظرہ و فصاحت کا بھی ذکر ہے ابن جریر نے اس کو مکمل ذکر کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

محمد بن عبد اللہ بن حسن کا قتل..... اسی دوران محمد بن عبد اللہ بن حسن نے اپنی بیعت و خلافت کی دعوت دینے کے لئے شام کی طرف اپنی بھیجا انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم جنگ و قتال سے تنگ آ چکے ہیں اس کے بعد اس نے اس معاملے میں مدینہ کے سرداروں سے مشورہ کیا بعض نے موافقت بعض نے مخالفت کی بعض نے کہا کہ ہم تیری بیعت نہیں کر سکتے کیونکہ تو ایسے ملک میں ہے جس میں دوسروں سے کام لینے کے لئے مال ہی نہیں بعض محمد کے قتل تک گھر میں ہی رہے۔

اس کے بعد محمد نے حسین بن معاویہ کو ستر پیادہ پا اور دس شہسواروں کے ساتھ غلبہ کی صورت میں مکہ کا نائب بنا کر بھیجا مکہ والوں کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ ہزاروں کا لشکر لے کر ان کے مقابلے میں نکلے حسین بن معاویہ نے ان سے کہا کہ جعفر کی موت کے بعد تم کس کے لئے لڑ رہے ہو؟ اہل مکہ کے سردار سری بن عبد اللہ نے کہا اس کا خط ہمارے پاس چار دن میں پہنچتا ہے میں اس کے پاس خط لکھتا ہوں جس کا میں چار روز تک انتظار کروں گا اگر واقعی ابو جعفر کا انتقال ہو گیا ہو گا تو شہر تمہارے حوالے کیا جائے گا تمہارے لوگوں اور گھوڑوں کا خرچہ ہمارے ذمہ ہو گا، حسن بن معاویہ نے جنگ کے علاوہ تمام باتوں کا انکار کرتے ہوئے قسم اٹھائی کہ میں مکر ہی رات مکہ میں گزار سکتا ہوں اس نے سری کے پاس حرم کو خونریزی سے بچانے کے لئے حرم سے صل کی طرف نکلنے کا پیغام بھیجا لیکن وہ نہیں نکلا تو اس نے آگے بڑھ کر یکبارگی حملہ کر کے انہیں شکست دے کر سات افراد قتل کر دیئے اور مکہ میں داخل ہو گئے صبح کو حسن بن معاویہ نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں محمد کی بیعت کی دعوت دی۔

ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن کا خروج..... بصرہ میں ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن منظر عام پر آ گیا اس نے اپنے بھائی محمد کے پاس قاصد بھیجا جو رات کے وقت اس کے پاس پہنچا اسے بتایا گیا کہ محمد اس وقت مروان کے گھر میں ہے اس نے دروازہ کھٹکھٹایا محمد نے نکلتے ہوئے کہا اے اللہ دن و رات کے وقت نازل ہونے والے مصائب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، باہر نکلے تو قاصد نے اسے اس کے بھائی ابراہیم کے خروج کی بشارت دی پھر یہ خبر اس نے اپنے ساتھیوں کو بتائی تو اس کے ساتھی بہت خوش ہوئے نماز مغرب اور نماز فجر کے بعد وہ لوگوں سے کہا کرتا تھا تم اپنے بھائیوں اہل بصرہ اور حسین بن معاویہ کی کامیابی کے لئے دعا کرو اور اس سے اپنے دشمنوں کے خلاف مدد مانگو۔

منصور نے خوب دیکھ بھال کر کے دس ہزار جانباز بہادروں (جس میں محمد بن ابی العباس السفاح، جعفر بن حنظلہ البہرانی حمید بن قحطبہ تھے) کا لشکر تیار کر کے عیسیٰ بن موسیٰ کی ماتحتی میں محمد بن محمد بن عبد اللہ بن حسن کے مقابلہ میں بھیجا، کیونکہ منصور نے اس معاملے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تھا انہوں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ اے امیر المؤمنین آپ اپنے غلاموں میں سے جسے چاہیں منتخب کر کے وادی قریٰ کی طرف بھیج دیں وہ ان کا شام سے آنے والا غلہ روک دیں گے تو محمد اور اس کے ساتھی بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ مدینہ میں مال، نوجوان، گھوڑے اور ہتھیار کچھ بھی نہیں۔

منصور نے لشکر کے آگے کثر بن حصین عبدی کو بھیجا منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو رخصت کرتے ہوئے کہا اے عیسیٰ میں تمہیں اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف بھیج رہا ہوں اگر تجھے فتح ہو جائے تو اپنی تلوار نیام میں بند کر کے لوگوں میں امان کا اعلان کر دینا اگر وہ غائب ہو جائیں تو انہیں اس کا ضامن بنادینا حتیٰ کہ وہ اسے تیرے پاس لے آئیں کیونکہ وہ اس کے راستوں سے زیادہ واقف ہیں منصور نے قریش و انصار کے نام اسے خطوط بھی دیئے جس میں انہیں اطاعت و سمع کی طرف لوٹنے کی دعوت دی گئی تھی اسے تاکید کی تھی کہ خفیہ طور پر یہ خطوط ان تک پہنچا دیں۔

جب عیسیٰ بن موسیٰ مدینہ کے قریب پہنچا تو اس نے وہ خطوط ایک شخص کو دے دیئے محمد کے محافظوں نے اس شخص کو پکڑ کر اس سے وہ خطوط برا آمد کر کے محمد کے حوالے کر دیئے جن کی طرف خطوط روانہ کئے گئے تھے انہیں بلا کر ڈانٹ ڈپٹ کی انہیں زد و کوب کیا انہیں وزنی بیڑیاں ڈال کر نیل میں بند کر دیا۔

محمد نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر عراق جا کر جنگ کی جائے یا مدینہ ہی میں رہیں، دونوں قسم کی رائے آئیں پھر مدینہ میں قیام پر اتفاق ہو گیا کیونکہ احد کے روز باہر نکلنے پر آپ ﷺ کو ندامت ہوئی تھی، اسی طرح آپ علیہ السلام کی اقتداء میں مدینہ کی چاروں طرف خندق کھودنے کا بھی فیصلہ کیا گیا خندق کھودنے کے درمیان آپ ﷺ کی کھودی ہوئی ایک اینٹ باہر نکل آئی جس کی وجہ سے وہ بہت خوش ہوئے انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے ایک دوسرے کو فتح کی خوش خبری دی محمد سفید جبہ جس کے وسط میں پٹی تھی زیب تن کر کے خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہو گیا محمد سفید، سرخ، فرہ، گندمی رنگ اور بڑے سرو والا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کے مدینہ کے قریب پہنچ کر اعموش مقام پر اترنے کے بعد محمد بن عبد اللہ سے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے اور انہیں جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے کہا کہ اے لوگو! میں نے تمہیں اپنی بیعت کے بارے میں آزادی دے دی ہے جو چاہے اس پر قائم رہے اور جو چاہے اسے توڑ دے، اس کے اس اعلان پر اکثر لوگ اس سے الگ ہو کر اپنے اہل و عیال کو لے کر جہاد سے گریز کرتے ہوئے اعراض کرنے لگے اور پہاڑ کی چوٹیوں پر چلے گئے محمد کے ساتھ ایک مختصر سی جماعت رہ گئی محمد نے انہیں واپس لانے کے لئے ابواللیث کو بھیجا لیکن وہ واپس نہیں آئے پھر محمد نے ایک شخص سے کہا کیا میں تجھے ان کو واپس لانے کے لئے تلوار اور نیزہ دیدوں؟ اس نے کہا کہ اگر واقعی تو مجھے تلوار اور نیزہ دے دے تو میں انہیں نیزہ اور تلوار مار مار کر واپس لے آؤں گا، محمد نے کچھ دیر سکوت کے بعد کہا کہ تو ہلاک ہو جائے اہل شام و عراق و خراسان نے میری موافقت میں سیاہ لباس اتار کر سفید لباس پہن لیا میں نے کہا کہ اگر دنیا سفید جھاگ کی طرح باقی رہے تو مجھے کیا فائدہ دے سکتی ہے؟ جبکہ میں دوات کے صوف کے مانند لباس میں ہوں یہ عیسیٰ بن موسیٰ اعموش مقام پر اتر رہا ہے۔

پھر عیسیٰ بن موسیٰ نے مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا اسے اس کے مشیر ابن الاصم نے کہا مجھے خطرہ ہے کہ جب تم ان کا سامنا کرو گے تو تمہارے سواروں کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ اپنے ٹھکانوں پر پرواپس چلے جائیں گے پھر عیسیٰ بن الاصم کے ساتھ چلا ابن الاصم نے انہیں مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر سلیمان بن عبد الملک کے حوض کے نزدیک اتارا کیونکہ اس کا کہنا تھا کہ سوار پیادہ پاؤں نے والے شخص تک دو یا تین میل کے بعد پہنچ جاتا ہے یہ واقعہ اسی سال ۱۲ رمضان بروز ہفتہ پیش آیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے پانچ سو سواروں کو مکہ کے راستے میں درخت کے پاس متعین کیا ان سے کہا کہ مدینہ سے فرار ہونے والے شخص کے لئے مکہ کے علاوہ کوئی پنا گاہ نہیں، جب کوئی شخص اس طرف آئے تو تم اس کے اور مکہ کے درمیان حائل ہو جانا پھر عیسیٰ نے محمد کے پاس خلیفہ کی سمع و اطاعت اختیار کرنے کا پیغام بھیجا نیز یہ کہ اس صورت میں تمہارے پورے خاندان کے لئے امان کا اعلان ہے محمد نے اپنی سہیلیوں کے قتل نہ کرنے کا اصول نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ محمد نے عیسیٰ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تجھے اللہ کی کتاب اور سنت رسول کی دعوت دیتا ہوں میری مخالفت سے ڈرو مگر نہ میں تجھے انتہائی عبرتناک طریقہ سے قتل کروں گا اگر تو نے مجھے قتل کیا تو گویا تو نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دینے والے شخص کو قتل کیا پھر دونوں ایک دوسرے کے پاس تین روز تک اپنی سہیلی بھیجتے رہے عیسیٰ نے تینوں روز سلعہ پہاڑی کے قریب کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ مدینہ چھوڑنے والے گھر میں رہنے والے ہتھیار پھینکنے والے شخص کے لئے امان کا اعلان ہے ہم تم سے قتال کرنے نہیں آئے ہم صرف محمد کو پکڑ کر خلیفہ کے پاس لے جانے کے لئے آئے ہیں محمد کے ساتھی عیسیٰ اور اس کی والدہ کو گالیاں دینے لگے قبیح انداز میں اس سے گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ ابن رسول اللہ ہے ہم اس کے ساتھ ہیں اس کے آگے آگے ہم قتال کریں گے۔

تیسرے روز عیسیٰ بن موسیٰ بے مثال لشکر، ہتھیار اور نیزوں کے ساتھ محمد کے مقابلہ میں اتر اس نے پکار کر کہا کہ اے محمد! امیر المؤمنین نے مجھے تیرے ساتھ جنگ سے منع کیا ہے جب تک میں تجھے اس کی سمع و اطاعت کی دعوت نہ دیدوں، اگر تو نے سمع و اطاعت قبول کر لی تو تجھے امان ہے قرضے ادا کرنے اموال اور اراضی دینے کا وعدہ ہے مگر نہ جنگ کے لئے تیار ہو جا میں تجھے ایک سے زائد بار دعوت دے چکا ہوں پھر اس نے محمد کو پکار کر کہا کہ اب میرے پاس تیرے لئے صرف قتال ہے اس وقت گھمسان کارن پڑ گیا عیسیٰ کے لشکر کی تعداد چار ہزار سے زائد تھی اس کے ہراول پر حمید بن قطبہ، میمنہ پر محمد بن سفاح میسرہ پر داؤد بن کرار سابقہ پر ہشام بن شعبہ امیر تھے۔ ان کے پاس ایسا سامان جنگ تھا جس کی مثل کبھی نہیں دیکھی گئی۔

محمد کے ساتھیوں کی تعداد اصحاب بدر والی ۳۱۳ تعداد تھی دونوں فریقوں میں گھمسان کی جنگ جاری تھی محمد نے پیادہ پاموسی کے لشکر کے ستر

بہادروں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اہل عراق نے محمد کے لشکر کا محاصرہ کر کے ان کی ایک جماعت قتل کر دی ان کی کھودی ہوئی خندق انہوں نے بند کر کے نکلنے کے لئے دروازہ بھی تیار کر لئے۔ بعض کا قول ہے کہ اونٹوں کے بوجھوں سے انہوں نے خندق اتنی بند کر دی کہ وہ اس سے نکل سکیں دو الگ الگ مقاموں پر ایسا کیا گیا واللہ اعلم۔

نماز عصر تک ان کے درمیان شدید لڑائی جاری رہی نماز عصر کے بعد محمد نے سلع پہاڑی کے پانی بہنے کی جگہ اتر کر تلوار کا پرترہ کاٹ دیا نیز گھوڑے کی کوچیں کاٹ دیں اس کے ساتھیوں نے بھی اسی طرح کیا انہوں نے اپنے نفوس کو جنگ کے لئے تیار کیا اس وقت گھمسان کارن پڑا اہل عراق نے غلبہ حاصل کر کے سلع پہاڑی پر جھنڈا گاڑ دیا پھر وہ مدینہ میں داخل ہو گئے انہوں نے مسجد نبوی میں سیاہ جھنڈا گاڑ دیا اصحاب محمد نے اس صورت حال کو دیکھ کر اعلان کیا کہ مدینہ چھن گیا وہ بھاگ گئے محمد ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ رہ گیا پھر بالکل اکیلا رہ گیا اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اپنی طرف بڑھنے والوں کو مارتا تھا جو بھی اس کے مقابلے میں آتا اسے نیست نابود کر دیتا تھا حتیٰ کہ عراق کے بہادروں کی ایک جماعت اس نے قتل کر دی بعض کا قول ہے کہ اس کے ہاتھ میں اس وقت ذوالفقار تلوار تھی پھر لوگوں نے اس پر هجوم کیا انہی میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر تلوار سے حملہ کر کے اس کے دائیں کان کی لو کاٹ دی جس کی وجہ سے وہ گھٹنوں کے بل گر پڑا اپنے کو بچاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا کہ تم ہلاک ہو جاؤ تمہارے نبی کا بیٹا زخمی حالت میں پڑا ہے حمید بن قحطبہ نے اس کا سر قلم کر کے عیسیٰ بن موسیٰ کے سامنے لا کر رکھ دیا حمید نے قسم اٹھائی کہ جب بھی وہ اسے دیکھے گا تو اس کو قتل کرے گا تو اس نے اسی حالت میں محمد کو دیکھا اگر وہ اپنی اصلی حالت پر ہوتا تو کوئی بھی اس کے نزدیک نہ جاتا۔

محمد بن عبد اللہ کے قتل کا واقعہ ۱۲۵ھ ۱۲ رمضان پیر کے روز عصر کے بعد پیش آیا عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کا سر اپنے سامنے رکھا ہوا دیکھ کر لوگوں سے اس کے بارے میں رائے لی ایک شخص نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو واللہ محمد روزہ دار، شب بیدار تھا لیکن اس نے امیر کی مخالفت کر کے مسلمانوں میں تفریق پیدا کی اس وجہ سے ہم نے اسے قتل کیا اس پر وہ لوگ خاموش ہو گئے۔

اس کی ذوالفقار تلوار وراثت درو راشت بنی عباس کے پاس پہنچتی رہی حتیٰ کہ بعض نے تجربے کے طور پر کتے کو مارا تو اس نے اسے کاٹ دیا یہ ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

اسی دوران منصور کو خبر ملی کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا اس نے اس کی تکذیب کرتے ہوئے کہا کہ ہم اہل بیت جنگ سے بھاگنا نہیں کرتے۔ ابن جریر کا قول ہے کہ مجھ سے عبد اللہ بن راشد ابو الحجاج کا قول نقل کیا ہے کہ میں منصور کے پاس تھا وہ مجھ سے محمد کے خروج کے بارے میں سوال کر رہا تھا اچانک اسے محمد کی شکست کی خبر ملی وہ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا اس نے اپنی چھڑی مصلے پر مار کر کہا کہ ہاں ہمارے بچوں کا منابر سے کھیلنا کہاں عورتوں کے مشورے، عیسیٰ بن موسیٰ نے قاسم بن حسن کے ذریعہ منصور کے پاس فتح کی خوشخبری پہنچائی، ابن ابی الکرام کے ذریعے محمد کا سر منصور کے پاس پہنچا اس کا بقیہ حصہ جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا اس کے ساتھی مقتولین کو تین روز تک مدینہ کے باہر صلیب دی گئی پھر یہود کے قبرستان میں سلع پہاڑی کے نزدیک انہیں پھینک دیا گیا پھر انہیں خندق منتقل کر دیا گیا۔

بنی حسن کے تمام اموال منصور نے اس کے حوالہ کر دیئے۔ ابن جریر کا قول ہے کہ بعد میں انہیں کو واپس کر دیئے گئے۔ اہل مدینہ کے لئے امان کا اعلان کیا گیا صبح کو لوگوں نے بازار آنا جانا شروع کیا، محمد کے قتل کے روز بارش کی وجہ سے عیسیٰ اپنے لشکر کو لے کر جرف پہنچے وہ یہاں مسجد جرف بنی سے جاتا تھا اس نے ۱۹ رمضان تک مدینہ میں قیام کیا پھر اس نے مکہ کا رخ کیا وہاں پر محمد کی طرف سے حسن بن معاویہ امیر تھا محمد نے ذیاب کے ذریعے اسے بلوایا تھا راستہ ہی میں اسے محمد کے قتل کی خبر ملی جس کی وجہ سے وہ وہاں سے فرار ہو کر اس کے بھائی محمد ابراہیم کے پاس مدینہ پہنچا ابراہیم نے مدینہ میں خروج کیا تھا۔ پھر اسی سال اسے بھی قتل کر دیا گیا۔

محمد کا سر مسورے سامنے لایا گیا تو اس نے اسے سفید پوشی میں رکھا کر شہر کا پھر صوبوں کا چکر لگوا دیا پھر منصور نے مدینہ میں اس کے حاشیہ سرداروں کو بلوایا کر بعض کو قتل بعض کو سزا بعض کو معاف کر دیا۔ عیسیٰ نے مکہ آتے ہوئے کثیر بن مسیمن کو مدینہ کا نائب مقرر کیا تھا چند ماہ بعد منصور نے عبد اللہ بن ربیع کو نائب بنا کر بھیجا اس کی فوج نے شہر میں فساد برپا کر دیا کہ خریدی ہوئی اشیاء کے پیسے نہیں دیتے تھے مطالبہ کرنے والے کو مارتے تھے قتل کی دھمکی دیتے تھے۔

حبشیوں کی ایک جماعت نے ان پر حملہ کر دیا پھر سب نے جمع ہو کر ۲۳ یا ۲۵ ذی الحجہ جمعہ کے روز برچھیوں سے حملہ کر کے بے شمار افراد قتل کر دیئے امیر مدینہ نماز چھوڑ کر بھاگ گیا حبشیوں کے سردار وشیق، یعقل، دور مقہ، وحدیا، عنقود، مسر ابوالنار تھے عبداللہ بن ربیع نے واپسی پر فوج جمع کر کے حبشیوں سے مقابلہ کیا انہوں نے دوبارہ اسے شکست دے دی بقیع میں اسے پکڑ لیا عبداللہ نے اپنی اور اپنے قبیعین کی جان بچانے کے لئے ان کی طرف چادر پھینک دی تب جا کر انہوں نے اس کا پیچھا چھوڑا عبداللہ اور اس کے ساتھی دورات نخل میں رہے۔

حبشیوں نے مروان کے گھر میں منصور کے اسناک کئے ہوئے کھانے پر حملہ کر دیا منصور نے اس کھانے کو سمندر میں لانے کا حکم دیا تھا اسی طرح انہوں نے مدینہ میں فوجیوں کے لئے اسناک کیا ہوا آٹا اور ستوبھی لوٹ لیا پھر اس کو ارزاق قیمت پر فروخت کر دیا منصور کو حبشیوں کے معاملے کی اطلاع ہوئی اہل مدینہ عار کے خوف سے گھبرا گئے، وہ جمع ہو گئے ابن بسرہ نے پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں حبشیوں کو منصور کی مع واطاعت اختیار کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ ان کو ان کے غلاموں کے انجام بد سے ڈرایا پھر غلاموں کے روکنے انہیں پرانگندہ کرنے امیر کے پاس جا کر اسے واپس لانے پر اتفاق ہو گیا چنانچہ انہوں نے مذکورہ شرائط پر عمل کیا۔ اس کے بعد لوگوں نے سکون کا سانس لیا فتنے کم ہو گئے عبداللہ بن ربیع واپس آ گیا وشیق، ابی النار یعقل، مسر کا ہاتھ کاٹا گیا۔

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا بصرہ میں خروج..... ابراہیم فرار ہو کر بصرہ آ گیا تھا وہ اہل بصرہ میں بنی ضیعہ کے ہاں حارث بن عیسیٰ کے گھر میں اتر تھا۔ وہ سن میں نظر نہیں آتا تھا ابراہیم متعدد شہروں کا چکر لگانے کے بعد بصرہ آیا تھا اس نے اس کو اور اس کے بھائیوں نے سخت شدائد کا سامنا کیا تھا متعدد بار ان کی ہلاکت کے اسباب جمع ہو گئے تھے بالآخر ۱۴۳ھ میں حجاج کی واپسی کے بعد بصرہ میں ابراہیم کی حکومت قائم ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۴۵ھ کے رمضان کے آخر میں مدینہ میں اپنے بھائی کے خروج کے بعد اسی کے حکم سے ابراہیم بصرہ آیا تھا یہ واقعہ کا قول ہے۔

ابراہیم پوشیدہ طور پر لوگوں کو اپنے بھائی کی بیعت کی دعوت دیتا تھا پھر بھائی کے قتل کے بعد اس نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ ابراہیم اپنے بھائی کی حیات میں ہی بصرہ آیا تھا اس وقت اس نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی تھی جیسا کہ گزر چکا واللہ اعلم۔

ابراہیم کے بصرہ آنے کے بعد یحییٰ بن زیاد بن حسان کے پاس اتر اب تک وہ اسی کے پاس روپوش تھا حتیٰ کہ اسی سال وہ ابی فروہ کے گھر میں ظاہر ہوا سب سے پہلے نمیلہ بن مرہ نے پھر عبداللہ بن سفیان نے پھر عبدالواحد بن زیاد نے پھر عمر بن سلمہ نے پھر عبداللہ بن یحییٰ نے ابراہیم کی بیعت کی پھر انہوں نے دوسرے لوگوں کو اس کی بیعت کی دعوت دی چنانچہ بہت سے لوگوں نے اس کی بیعت کی۔

اس کے بعد ابراہیم وسط بصرہ میں ابی مروان کے گھر میں منتقل ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی پوزیشن خوب مستحکم ہو گئی مختلف جماعتوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی منصور کو اس کی خبر مل گئی اس کے غم میں اضافہ ہو گیا کیونکہ ابراہیم اپنے بھائی کے قتل سے قبل ہی منظر عام پر آ چکا تھا اس لئے کہ اس کے بھائی نے اسے ظہور کے بارے میں خط لکھا تھا۔

اس نے اس کے حکم سے وفا کرتے ہوئے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی بصرہ میں اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا اس وقت منصور کی طرف سے بصرہ کا نائب سفیان بن معاویہ تھا وہ در پردہ ابراہیم کا حامی تھا۔ اس کو ابراہیم کی خبر ملتی رہتی تھی جن کی وہ کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا بلکہ ان کی تکذیب کرتا تھا۔ وہ ابراہیم کی مقبولیت میں اضافہ کا خواستگار تھا منصور نے دو ہزار شہسوار دو ہزار پیادہ پادو خراسانی امیروں کی ماتحتی میں ابراہیم سے بوقت مقابلہ اس کی مدد کے لئے بھیجے۔ منصور بغداد سے کوفہ منتقل ہو گیا منصور کو کسی کی بابت ابراہیم کی حمایت کا شک ہوتا تو وہ اسے رات کو قتل کر دیتا۔ فراصہ عجمی نے کوفہ پر حملہ کا ارادہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

دور دور سے لوگ اجتماعی اور انفرادی طور پر ابراہیم کی بیعت کے لئے آتے تھے، ان کی گھات میں مسلح افراد بیٹھے ہوئے تھے جو راستہ ہی میں ان کو قتل کر کے ان کے سر منصور کے پاس بھیج دیتے تھے منصور دوسروں کی عبرت کے لئے انہیں سولی پر لٹکا دیتا تھا۔ منصور نے حراب رواندی کو بلایا کیونکہ اس نے دو ہزار شہسواروں کے ساتھ خوارج سے قتال کے لئے جزیرہ میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا وہ اپنی فوج کو لے کر کوفہ کی طرف چلا۔ راستہ میں ابراہیم کے حامیوں کے شہر سے ان کا گزر ہوا تو انہوں نے گزرنے سے منع کر دیا کیونکہ انہوں نے کہا کہ منصور نے ابراہیم سے قتال کے لئے تمہیں بلایا

ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم ہلاک ہو جاؤ یا ہمیں چھوڑ دو، لیکن ابراہیم کے ساتھیوں نے ان سے قتال کیا انہوں نے ان میں سے پانچ سوا فراد کو قتل کر کے ان کے سر منصور کے پاس بھیج دیئے، اس نے کہا کہ یہ پہلی فتح ہے۔

اس سال کے رمضان کے آغاز کی سوموار کی رات ابراہیم چند سواروں کے ساتھ بنی شکر کے قبرستان گیا اسی رات ابو حماد ابرص دو ہزار سواروں کے ساتھ سفیان بن معاویہ کی مدد کے لئے آیا تھا انہوں نے محل قائم کیا ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کی ساریوں اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا یہ ابراہیم کو ملنے والا پہلا مال تھا اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اس کا غلبہ ہو گیا اس نے جامع مسجد میں لوگوں کو نماز فجر پڑھائی تو بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے بصرہ کا نائب سفیان دارالامارہ میں بند ہو گیا فوج بھی اس کے ساتھ تھی ابراہیم نے ان کا محاصرہ کر لیا سفیان نے ابراہیم سے امان طلب کی اس نے امان دے دی ابراہیم دارالامارہ میں داخل ہوا تو اس کے لئے چٹائی بچھائی گئی تھی۔ ہوانے چٹائی کو الٹ پلٹ کر دیا لوگوں نے اس سے بد شکوئی کی، ابراہیم نے کہا کہ ہم بد شکوئی نہیں لیتے وہ اس کے کنارے پر بیٹھ گئے اس نے سفیان کو بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا بیت المال پر (جس میں چھ لاکھ یا دو کروڑ تھے) قبضہ کر لیا۔

خلیفہ منصور کے عم زاد سلیمان بن علی کے دولہ کے جعفر اور محمد بھی بصرہ میں تھے وہ چھ سو سواروں کے ساتھ ابراہیم کے مقابلہ میں آئے ابراہیم نے مضاد بن قاسم کو اٹھارہ سواروں اور تیس پیادوں کے ساتھ بھیجا۔ اس نے انہیں شکست دے دی بقیہ کو امان دے دی۔

ابراہیم نے اہل اہواز کی طرف بیعت کا پیغام بھیجا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ مغیرہ کی ماتحتی میں دو سو سواروں کو اس کے نائب کی طرف بھیجا، اس کا نائب محمد بن حصین چار ہزار سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا مغیرہ نے انہیں شکست دے کر ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ابراہیم نے اسے فارس کی طرف بھیجا تو اس پر بھی قبضہ کر لیا واسط، مدائن اور سواد کا بھی یہی حال ہوا۔ ابراہیم کی پوزیشن بڑی مستحکم ہو گئی لیکن اس کے بھائی کی موت کی خبر نے اسے بہت شکستہ دل کر دیا تھا اسی حالت میں اس نے نماز عید پڑھائی۔ بعض کا قول ہے کہ قسم بخدا میں نے اس کے چہرہ پر موت کے آثار دیکھے اس نے لوگوں کو محمد کی موت کی خبر دی منصور پر لوگوں کا غصہ بڑھ گیا صبح ہوتے ہی ابراہیم نے نمیلہ کو نائب بنا کر اور اپنے لڑکے حسن کو اس کے پاس چھوڑ کر لشکر میں پڑاؤ کیا۔

جب منصور کو اس کی اور مختلف ممالک میں اس کے لشکر پھیلنے کی خبر ملی تو وہ پریشان ہو گیا۔ اس نے اپنے لڑکے مہدی کی امارت میں تیس ہزار فوج مقام ری کی طرف محمد بن شعیت کی ماتحتی میں چالیس ہزار فوج افریقہ بھیجی ہوئی تھی باقی عیسیٰ کے ساتھ حجاز میں تھی منصور کے پاس دو ہزار سوار تھے۔ وہ رات کو بہت آگ جلانے کا حکم دیتا تھا تا کہ دور سے دیکھنے والے کو بہت لشکر معلوم ہو۔ پھر منصور نے عیسیٰ کو خط لکھا جیسے ہی میرا خط تیرے پاس پہنچے تو فوراً میرے پاس آ جانا چنانچہ وہ آ گیا۔ اس نے عیسیٰ کو کہا کہ ابراہیم کی طرف بصرہ جا۔ اس کی کثرت سے نہ ڈرنا کیونکہ وہ دونوں بنی ہاشم کے دو اونٹ ہیں جو اکٹھے قتل ہونے والے ہیں اپنے ہاتھ کو پھیلا، موجودہ پر بھروسہ کر میری ہدایت پر عمل کر چنانچہ اس نے منصور کی ہدایت پر عمل کیا منصور نے اپنے لڑکے مہدی کو چار ہزار لشکر کے ساتھ اہواز بھیجنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے وہاں جا کر ابراہیم کے نائب مغیرہ کو نکال دیا اسے تین دن تک مباح کر دیا مغیرہ بصرہ چلا گیا اسی طرح جس صوبہ والوں نے ابراہیم کی بیعت کی تھی ان کی طرف لشکر بھیج کر انہیں دوبارہ منصور کی اطاعت کی طرف لے آئے منصور پرانے کپڑے پہن کر مسلسل پچاس روز تک دن رات مصلے سے الگ نہیں ہوا حتیٰ کہ اللہ نے اسے فتح دے دی۔

منصور سے کہا گیا کہ ان دنوں میں آپ کی عورتوں کی نیت خراب ہو گئی تھی اس نے اسے ڈانٹ کر کہا کہ یہ عورتوں کے ایام نہیں تھے حتیٰ کہ میں نے ابراہیم کا سراپے سامنے اپنا سرا ابراہیم کے سامنے دیکھا۔

بعض کا قول ہے کہ وہ منصور کے پاس گیا وہ شرور و فتن کی کثرت کی وجہ سے مغموم حالت میں تھا وہ مسلسل غموں اور پے در پے ناساز حالات کے باعث گفتگو بھی بہت کم کرتا تھا اس کے باوجود اس نے ہر مشکل امر کے لئے تیاری کی ہوئی تھی اس وقت بصرہ، اہواز، ارض فارس، مدائن، ارض سواد اس کے ہاتھ سے نکل چکے تھے کوفہ میں اس کے ایک لاکھ نو جوان نیام میں تلوار لئے ہوئے ابراہیم سے جنگ کے لئے اس کے حکم کے منتظر تھے، اس کے باوجود وہ مصائب سے نکل رہا تھا اس کے نفس نے اس سے خیانت نہیں کی جیسا کہ شاعر کا قول ہے کہ۔

عصام کے نفس نے عصام کو سیاہ کر دیا، اسے اقدام کرنا اور حملہ کرنا سکھا دیا اور اسے عالی ہمت بادشاہ بنا دیا ابراہیم ایک لاکھ بصری

جانبازوں کے ہمراہ کوفہ گیا، منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کی ماتحتی میں پندرہ ہزار کا لشکر روانہ کیا اس کے ہراول پر حمید بن قحطبہ تین ہزار جانبازوں کے ساتھ امیر تھا ابراہیم نے باختری میں پڑاؤ کیا۔ بعض امراء نے اسے مشورہ کے طور پر کہا کہ آپ منصور کے اتنے قریب آگئے ہیں کہ اگر آپ اپنے لشکر کا ایک دستہ اس کے پاس بھیج دیں تو آپ اسے گدی کے بل پکڑ لیں گے کیونکہ اس کے پاس مدافعی فوج نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ جو لشکر ہمارے سامنے ہے ہم اس کا مقابلہ کریں پھر تو وہ ہماری مٹھی میں ہوگا۔ اس بات نے ان کو پہلی رائے سے پھیر دیا حالانکہ اگر وہ پہلی رائے پر عمل کرتے تو ان کی امارت مکمل ہو جاتی ہے بعض نے کہا کہ اے امیر لشکر کے ارد گرد خندق کھودئے بعض نے کہا کہ یہ لشکر خندق کا محتاج نہیں ہے ابراہیم نے خندق چھوڑ دی بعض نے مشورہ دیا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کے لشکر پر شب خون مارا جائے ابراہیم نے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں بعض نے کہا کہ لشکر دستوں کی شکل میں ترتیب دیا جائے تاکہ اگر ایک دستہ کو شکست ہو تو دوسرا ثابت قدم رہے۔ بعض نے صف بندی کا مشورہ دیا قرآن کی اس آیت کی وجہ سے (بلاشبہ اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیواریں ہیں) امر اللہ ہی کا ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اگر ابراہیم کا لشکر کوفہ چلا جاتا اور شب خون مارتا یا لشکر دستہ کی ترتیب پر ہوتا تو مشیت الہی کے ساتھ ان کی امارت پوری ہو جاتی۔

باختری میں دونوں لشکروں نے صف بندی کی۔ باختری کوفہ سے سولہ میل کے فاصلے پر ہے دونوں فریقوں میں گھمسان کارن پڑا حمید بن قحطبہ نے ہراول سمیت شکست کھائی عیسیٰ انہیں اللہ کا واسطہ دے کر واپس لوٹ کر حملہ کرنے کی طرف بلاتا رہا۔ لیکن وہ نہیں لوٹے۔ خود عیسیٰ ایک سو جانبازوں کے ساتھ ثابت قدم رہا اسے کہا گیا کہ اپنی جگہ چھوڑ دے ورنہ ابراہیم تجھے قتل کر دے گا، اس نے کہا کہ واللہ! میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا الا یہ کہ قتل کر دیا جاؤں یا فتح ہو جائے۔ منصور کو بعض نجومیوں نے بتا دیا تھا کہ ایک بار لوگ بھاگ کر پھر واپس آجائیں گے آخر فتح آپ ہی کی ہوگی فرار ہونے والے افراد اس نہر تک پہنچ گئے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ لیکن وہ اس میں گھسنے سے عاجز رہے چنانچہ وہ دوبارہ لوٹ آئے سب سے پہلے حمید بن قحطبہ آیا اس کے ساتھیوں اور ابراہیم کے ساتھیوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی، دونوں فریقوں کے بے شمار افراد مارے گئے بالآخر ابراہیم کا لشکر شکست کھا گیا خود ابراہیم پانچ سو یا چار سو یا نو سو افراد کے ہمراہ ثابت قدم رہا پھر عیسیٰ بن موسیٰ اور اس کے ساتھی غالب آگئے۔

ابراہیم بھی قتل ہو گیا اس کا سر دوسرے مقتولین کے ساتھ مل گیا حمید مقتولین کے سر عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لایا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے ابراہیم کا سر پچھا کر بشیر کے ساتھ منصور کے پاس بھیج دیا۔ ابراہیم کا سر پہنچنے سے پہلے ہی نجومی نے آکر منصور کو ابراہیم کے قتل کی خوش خبری دی۔ منصور نے اس کی تصدیق نہیں کی۔ نجومی نے کہا کہ اگر آپ میری تصدیق نہیں کرتے تو مجھے قید کر دیجئے اگر میری بات صحیح نہ ہو تو مجھے قتل کر دینا اسی دوران بشیر نے ابراہیم کی شکست کی خبر دی اس پر منصور معقر بن اوس بن حمار البارقی کا شعر مثال کے طور پر پڑھا۔

اس نے عصا پھینک دیا۔ جدائی ثابت ہوگئی۔ جیسے مسافر کی واپسی سے آنکھ کو آرام ملتا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ منصور ابراہیم کے سر کو دیکھ کر رو پڑا حتیٰ کہ منصور کے آنسو ابراہیم کے سر پر پڑے اس نے کہا کہ واللہ مجبور ہو کر میں نے یہ کام کیا ہم دونوں ایک دوسرے کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہوئے پھر منصور کے حکم سے ابراہیم کا سر بازار میں لٹکا دیا گیا منصور نے نجومی کذاب کو دو ہزار جریب زمین جاگیر میں دی اس کذاب نجومی نے اگر ایک واقعہ میں درست بات کی ہے تو بہت سے واقعوں میں غلط بات بھی کہی ہے۔ اس کے کذاب پر اس کا کفر دلیل ہے منصور خود بھی اس کذاب نجومی کے ساتھ گمراہی میں مبتلا تھا۔ بادشاہ نجومیوں کی باتوں کے ورائے معتقد ہوتے ہیں۔

منصور کے غلام صالح کا قول ہے کہ ابراہیم کا سر لائے جانے کے بعد منصور نے ایک نشست منعقد کی لوگ آکر اسے مبارک باد دینے لگے اسے خوش کرنے کے لئے ابراہیم کی برائیاں کر رہے تھے۔ منصور متغیر اللون ہو کر سکوت سے بیٹھا تھا حتیٰ کہ جعفر بن حنظلہ البہرانی داخل ہوا کھڑے ہو کر سلام کرنے کے بعد اس نے کہا اے امیر المؤمنین! تیرے عم زاد کے بارے میں اللہ تیرا اجر بڑھائے تیرے حق میں اس کی کوتاہی معاف کرے۔ راوی کا قول ہے کہ منصور کا نگ زرد ہو گیا اس کی طرف متوجہ ہو کر منصور نے کہا کہ اے ابو خالد تمہیں خوش آمدید میرے پاس آکر بیٹھو، تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ ابو خالد نے درست بات کی ہے اس کے بعد سب آنے والوں نے یہی بات کہی۔

ابو نعیم فضل بن دکین کا قول ہے کہ ابراہیم اسی سال ۲۵ ذی الحجہ جمعرات کے روز قتل ہوا۔

خواص کی وفات کا ذکر..... اہل بیت کے خواص میں سے عبداللہ بن حسن اس کے دونوں لڑکے محمد اور ابراہیم اس کا بھائی حسن بن حسن۔ اس کا خفی بھائی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان الدیباج (جس کا ذکر ہو چکا) نے اس سال وفات پائی۔ لیکن اس کا بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی تابعی ہیں انہوں نے اپنے والد اپنی والدہ فاطمہ بنت حسین۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (صحابی) وغیرہ سے حدیث روایت کی ان سے سفیان ثوری، الدراوردی، مالک وغیرہ نے روایت کی، علی رضی اللہ عنہ اللہ کے محبوب، بہت بڑے عابد و زاہدان تھے۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ عبداللہ صدوق ثقہ تھے عمر بن عبدالعزیز ان کی آمد پر ان کا اعزاز و اکرام کیا کرتے تھے سفاح کے پاس جاتے تو وہ بھی ان کی تعظیم کرتے تھے۔ انہیں ایک لاکھ روپیہ دیتے منصور نے حاکم بننے کے بعد اس پورے خاندان سے اچھا سلوک نہیں کیا وہ سب دنیا سے رخصت ہو گئے سب اللہ کے یہاں ایک دوسرے سے جا ملے منصور نے پورے خاندان کو بیڑیاں ڈال کر اہانت سے مدینہ سے ہاشمیہ منتقل کیا تاریک و تنگ جیل میں انہیں قید کیا اکثر جیل ہی میں انتقال کر گئے۔ یہ عبداللہ بن حسن پہلا شخص ہے جس نے اپنے لڑکے محمد کے خروج کے بعد مدینہ میں انتقال کیا۔ بعض کا قول ہے کہ جیل میں عمداً اسے قتل کیا گیا۔ اس وقت اس کی عمر ۷۵ سال تھی اس کے خفی بھائی حسن بن حسن بن علی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر اس کے بعد اس کے بھائی حسن کا بھی انتقال ہو گیا اس کی نماز جنازہ اس کے خفی بھائی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان نے پڑھائی پھر اس کے بعد اسے بھی قتل کر کے اس کا سر خراسان لایا گیا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

اس کا لڑکا محمد جس نے مدینہ میں خروج کیا۔ اس نے اپنے والد نافع سے روایت کی۔ اور عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ سے مجاہد کی ہیئت کے بارے میں روایت کی۔ اس سے ایک جماعت نے حدیث روایت کی۔ نسائی اور ابن حبان نے اس کی توثیق کی۔ بخاری کا قول ہے کہ محمد اپنی حدیث پر موافقت نہیں کرتا اس نے ذکر کیا ہے کہ اس کی والدہ نے چار سال تک اسے حالت حمل میں اسے اٹھائے رکھا۔ محمد دراز قد فرہ گندمی رنگ بلند ہمت عالی سطوت بزا دلیر انسان تھا۔ ۱۴۵ھ واسطہ رحمان میں ۴۵ سال کی عمر میں قتل ہوا اس کا سر منصور کے پاس لایا گیا پھر اسے صوبوں میں گشت کرایا گیا۔

اس کے بھائی ابراہیم کا ظہور بصرہ میں مدینہ میں اس کے ظہور کے بعد ہوا۔ اپنے بھائی کے قتل کے بعد اسی سال ذی الحجہ میں ابراہیم کا قتل ہوا۔ کتب ستہ میں اس کی کوئی روایت موجود نہیں۔ ابو داؤد سجستانی نے ابو عوانہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابراہیم اور اس کا بھائی محمد دونوں خارجی تھے۔ داؤد نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ زیدیہ کی رائے ہے۔ علماء اور ائمہ کی ایک جماعت ان کے ظہور پر خوش تھی۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر اور خواص

ایک قول کے مطابق اہل بیت بن عبداللہ اسماعیل بن ابی خالد اور حبیب بن شہید۔ عبد الملک بن ابی سلیمان عدہ کے غلام عمرو۔ یحییٰ بن حارث الذماری۔ یحییٰ بن سعید ابو حیان التیمی۔ رؤبہ بن عجاج (عجاج لقب نام ابو الشعثاء عبداللہ بن رؤبہ تھا) ابو محمد التیمی البصری۔ الراجز بن الراجز ہر ایک کے رجز کا دیوان ہے ہر ایک اپنے فن کا بے مثال ماہر ہے اور لغت کا عالم تھا عبداللہ بن مقفع۔ الکاتب المفہوم ان سب حضرات نے اسی سال وفات پائی۔ عبداللہ بن مقفع منصور اور سفاح کے چچا عیسیٰ بن علی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے تھے پھر اس کا کاتب بنا۔ ان کے رسائل اور الفاظ صحیح ہیں۔ ان پر بے دین ہونے کا الزام تھا یہی کلیلہ اور دمنہ کتاب کے مصنف ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ انہوں نے اسے عربی سے مجوسیہ کی طرف منتقل کیا۔ مہدی کا قول ہے کہ ہر بے دین پر لکھی جانے والی کتاب کا تعلق ابن مقفع، مطیع بن یاس، یحییٰ بن زیاد سے ہے مؤرخین کا قول ہے کہ ایک چوتھا شخص بھی ہے جس کا نام جاحظ ہے۔ اس کے باوجود مقفع ماہر فصیح تھا اصمعی کا قول ہے کہ ابن مقفع سے پوچھا گیا کہ آپ نے ادب کس سے سیکھا جواب دیا کہ اپنے نفس سے کیونکہ میں ہر بری بات کو چھوڑ دیتا ہوں اور اچھی بات کو قبول کر لیتا ہوں اس کے عمدہ کلام میں سے میں نے تقاریر کو خوب پیا لیکن روایت کے لئے انہیں ضبط نہیں کیا۔ پھر وہ خشک ہو کر بہہ پڑیں کیونکہ وہ موتیوں کے پرونے کا دھاگہ تو تھی نہیں۔ اس کے علاوہ میں کوئی کلام نہیں بھولا۔

ابن المقفع بصرہ کے نائب حاکم سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلب بن ابی صفرہ کے ہاتھوں قتل ہوا کیونکہ ابن المقفع سفیان اور اس کی والدہ کو گالیاں دیتا تھا اور اسے ابن المعلم پکارتا تھا سفیان کی ناک لمبی تھی۔ ابن المقفع جب سفیان کے پاس جاتا تو مذاق کے طور پر اسے کہتا السلام علیکما۔ ایک روز اس نے سفیان سے کہا کہ سکوت پر مجھے کبھی ندامت نہیں ہوئی سفیان نے کہا کہ تیری بات صحیح ہے۔ تیرا گونگا پن تیرے کلام سے بہتر ہے۔ پھر اتفاق سے منصور کی بات پر ابن المقفع سے ناراض ہو گیا تو اس نے اپنے نائب سفیان کو ابن المقفع کے قتل کا حکم دیا۔ سفیان نے اسے پکڑ کر اس کے لئے تنور گرم کیا پھر ابن المقفع کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس میں ڈال دیئے حتیٰ کہ وہ سارا جل گیا وہ اپنے اعضاء کے کٹنے اور جلنے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ سفیان نے کسی اور طریقے سے اس کو قتل کیا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ بعض کی رائے یہ ہے کہ ابن المقفع قضاع کی بیع کی طرف منسوب ہے جو زمیل کی طرح کانوں کے بغیر کھجور کی شاخ کی بنائی جاتی ہے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ یہ مقفع کا لڑکا تھا جس کا نام، ابو دارویہ تھا حجاج نے خراج پر اسے عامل مقرر کیا تھا۔ اس نے اس میں خیانت کی جس پر اس نے اسے سزا دی جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ اکڑ گئے۔ (واللہ اعلم)

اسی سال ترک اور خزرنے باب الابواب سے نکل کر آرمینیا میں مسلمانوں کی ایک جماعت قتل کر دی۔

اسی سال مدینہ کے نائب عبداللہ بن ربیع حارثی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال کوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ بصرہ پر مسلم بن قتبہ، مصر پر یزید بن حاتم نائب تھے۔

واقعات ۱۲۶ھ

اسی سال مدینہ السلام بغداد شہر کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اسی سال صفر میں منصور نے اس میں رہائش اختیار کی اس سے قبل اس کا قیام ہاشمیہ میں تھا جو کوفہ کی حدود میں ہے منصور نے اس کی تعمیر خوارج کے سال شروع میں کرائی بعض کا قول ہے کہ ۱۲۴ھ میں اس کی تعمیر کی ابتداء ہوئی۔ (واللہ اعلم)

اس کی تعمیر کی وجہ یہ بنی کہ جب الراندیہ پارٹی نے کوفہ پر حملہ کیا اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو اس کے شر سے بچالیا خلیفہ نے ان کا مقابلہ کر کے ان کا خاتمہ کر دیا لیکن پھر بھی کچھ باقی رہ گئے جس کی وجہ سے خلیفہ کو ان کی طرف سے فوج کے بارے میں اطمینان نہیں تھا۔ خلیفہ کوئی جگہ تلاش کر کے وہاں پر نیا شہر تعمیر کرنے کے لئے کوفہ سے نکلا۔ وہ سفر کرتے ہوئے جزیرہ پہنچ گیا لیکن موجودہ کے علاوہ کوئی جگہ اسے پسند نہیں آئی کیونکہ موجودہ جگہ پر بروہر کی بہترین اشیاء پہنچتی تھی۔ وہ دجلہ اور فرات کے یہاں وہاں سے بھی محفوظ تھا۔ خلیفہ تک پل پار کئے بغیر کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔

منصور نے مدینہ السلام کی تعمیر سے قبل یہاں پر چند راتیں گزاریں اس نے دیکھا کہ یہاں پر غبار اور بدبو اڑائے بغیر ہوائیں چلتی ہیں۔ اس نے اس جگہ کی اچھائی اور اس کی خوشگوار ہواؤں کو بھی دیکھا اس جگہ پر نصاریٰ کے عابدوں کے گھر اور خانقاہیں بھی تھیں ابو جعفر بن جریر نے بالتفصیل اس کے اسماء کی تعداد بیان کی ہے۔

منصور نے اسی وقت اس کی حد بندی کا حکم دے دیا رکھ سے اس کے چاروں طرف نشان لگائے گئے پھر منصور نے اس کے راستوں کا معائنہ کیا تو اسے وہ بہت پسند آئے پھر اس نے ہر محلہ کی تعمیر پر ایک امیر مقرر کر دیا تمام شہروں سے ماہرین انجینئر کاریگر جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے منصور نے بسم اللہ والحمد للہ یورثنا من یشاء من عبادہ و العاقبة للمتقین پڑھتے ہوئے اس میں اینٹ رکھی۔ پھر کہا کہ اللہ کی برکت سے اسے بناء گولائی میں اس کی تعمیر کا حکم دیا اس کی فصیلوں کی موٹائی نیچے سے ۵۰ ہاتھ اوپر سے ۲۰ ہاتھ تھی۔ اس کی فصیل برانی اور جولانی میں آٹھ دروازے بنوائے۔ لیکن دروازہ ایک دوسرے کے بالمقابل ہونے کے بجائے کچھ ٹیڑھے تھے۔ اسی وجہ سے بغداد کا نام بغداد الزوراء رکھا گیا۔ بعض نے کہا کہ اس جگہ وجہ کے منحرف ہونے کی وجہ سے اس کا نام بغداد رکھا گیا۔

منصور نے شہر کے وسط میں دار الامارۃ بنوائے تاکہ لوگ اس کی حد پر برابر ہوں۔ دار الامارۃ کے پہلو میں جامع مسجد کی حد بندی کی حجاج بن ارطاط نے اس کو قبلہ رخ کیا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس کا قبلہ کسی قدر صحیح نہیں کیونکہ اس میں نمازی کو باب بصرہ کی طرف تھوڑا سا پھرنا پڑتا ہے۔
ابن جریر کا کہنا ہے کہ اس کے مقابلہ میں مسجد رصافہ صحیح ہے کیونکہ وہ محل سے پہلے بنی ہے۔ جامع مسجد محل کے بعد تعمیر ہوئی ہے اسی وجہ سے اس کا قبلہ رخ کچھ غلط ہے۔

ابن جریر نے سلیمان بن مجالد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ منصور نے امام ابو حنیفہ کو قاضی بنانا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ منصور نے اس پر قسم اٹھالی امام صاحب نے قبول نہ کرنے پر قسم اٹھالی۔ پھر منصور نے شہر کا معاملہ اور اینٹیں بنانے والوں کی نگرانی آپ کے حوالے کر دی۔ آپ نے اسے قبول فرمایا یہاں تک کہ ۱۳۴ھ میں آپ خندق کے متصل فصیل کی تعمیر کی تکمیل سے فارغ ہوئے ابن جریر نے یثیم بن عدی کے حوالہ سے کہا ہے کہ منصور نے امام صاحب پر قضاۃ اور مظالم کی نگرانی پیش کی تو آپ نے انکار کر دیا منصور نے اس پر قسم اٹھالی امام صاحب کو ایک قصبہ میں اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے منصور کی قسم پوری کرنے کے لئے کچھ اینٹیں بنائی اس کے بعد امام صاحب کا انتقال ہو گیا۔

خالد بن برمک نے منصور کو بغداد کی تعمیر کا مشورہ اور ترغیب دی تھی منصور نے امراء سے قصر ابیض کا مائن سے بغداد منتقل کرنے کا مشورہ لیا تو سب نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ یہ دنیا میں ایک نشانی ہے۔ نیز اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مصلیٰ ہے لیکن منصور نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے بہت سی چیزیں وہاں سے بغداد منتقل کرائیں لیکن پھر ان کے کرایہ کی زیادتی کے خوف سے منتقل نہیں کیں۔ منصور نے قصر واسط کے دروازے سے بغداد منتقل کرائے۔ وہاں پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک شہر جنوں سے تعمیر کرایا تھا۔ اس کے پتھر بھی منصور نے منتقل کرائے جو بڑے خوفناک تھے بازار کا شور و شغب محل کے اندر سنائی دیتا تھا اس طرح صحنوں کی آواز بھی نصاریٰ کے بعض جرنیلوں نے بعض رومیوں کے خطوط پر اس کو اچھا قرار نہیں دیا منصور نے بازار دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا چار چار ہاتھ راستوں کی توسیع کا حکم دیا، راستے کے تمام تجاوزات ختم کر دیئے۔

ابن جریر نے عیسیٰ بن منصور کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ منصور نے مدینہ السلام اس کے سنہری محل اس کی جامع مسجد اس کے بازار پر چار کروڑ آٹھ لاکھ تراسی ہزار درہم خرچ کئے ٹھیکہ دار کو یومیہ چاندی کا ایک قیراط مستریوں کو یومیہ ایک حبہ سے تین حبہ تک ملتے تھے۔ خطیب بغدادی کا قول ہے کہ میں نے بعض کتب میں یہ بات پڑھی ہے۔ بعض نے ذکر کیا ہے کہ اس پر خرچ ہونے والی کل رقم اٹھارہ کروڑ روپے تھی۔ (واللہ اعلم)

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ ٹھیکہ داروں میں سے ایک نے محل میں منصور کے لئے ایک خوبصورت گھر بنوایا منصور نے اسے طے شدہ اجرت سے ایک درہم کم دیا پھر کسی نے اس کو ابھارا تو منصور نے ابھارنے والے کا حساب لگایا تو اس کے پاس پندرہ درہم زائد تھے اس نے اسے جیل میں ڈال دیا تا آنکہ اس نے وہ درہم واپس کئے کیونکہ منصور بڑا بخیل آدمی تھا۔

خطیب کا قول ہے کہ اس کی عمارت گول تھی پوری روئے زمین پر اس کے علاوہ کوئی گول عمارت نہیں دیکھی گئی اس کی بنیاد نو بخت نجومی کے مقرر کئے ہوئے وقت پر رکھی گئی۔ پھر بعض نجومیوں کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اس کی تعمیر کی تکمیل پر منصور نے مجھے اس کے زاویہ کا حکم دیا تو میں نے اس کا زاویہ لگایا تو مشتری قوس میں تھا پھر میں نے اس کا زاویہ بنایا یعنی اس کے زمانے کی طوالت اس کی تعمیر کی کثرت۔ دنیا کی اس کی طرف کشش لوگوں کا اس کی طرف محتاج ہونے کے حالات بتائے پھر میں نے اسے خوش خبری دیتے ہوئے کہا کہ اس میں کسی خلیفہ کی موت نہیں آئے گی اس پر مسکراتے ہوئے منصور نے کہا کہ الحمد للہ، ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ کسی شاعر نے اس پر شعر کہا۔ بغداد کے رب نے خلیفہ کی عدم موت کا فیصلہ کیا۔ اسے اختیار ہے اپنی مخلوق کے بارے میں فیصلہ کرنے کا خطیب نے اس کی غلطی کا اس سے اعتراف کرایا جس کی وجہ سے وہ بچ گیا اس نے کوئی فیصلہ نہیں کیا بلکہ مطلع ہونے کے بعد اپنی غلطی کا اقرار کر لیا۔

راوی کا قول ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ محمد امین اس کے بڑے دروازے کے پاس قتل ہوا راوی کا کہنا ہے کہ میں نے حسن تنوخی کے حوالہ سے قاضی ابی القاسم کے سامنے یہ بات ذکر کی انہوں نے جواب دیا کہ محمد امین اس شہر میں قتل نہیں ہوا بلکہ وہ کشتی میں سوار ہو کر و جلد کی سیر کو گیا راستہ ہی میں اس کے ساتھیوں نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ صولی وغیرہ کا بھی یہی قول ہے۔

بغداد کے ایک شیخ نے ذکر کیا ہے کہ بغداد کی چوڑائی ایک سو تیس جریب ہے جو دو میل کے برابر ہوتی ہے۔

امام احمد کا قول ہے کہ بغداد کی حد صراۃ سے باب الرتمین تک ہے خطیب نے ذکر کیا ہے کہ اس کے آٹھ دروازوں میں سے ہر دروازہ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے بعض نے کہا کہ اس سے کم ہے۔

خطیب نے قصر امارہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ اس میں ایک سبز گنبد ہے جس کا طول اسی ہاتھ ہے اس کی چوٹی پر گھوڑے کی تصویر بنی ہوئی ہے اس پر ہاتھ میں نیزہ لئے ایک سوار بیٹھا ہے۔ جو چھت اس کے سامنے آئے وہ اسے اس میں گھماتا ہے مسلسل سامنے کی طرف منہ کئے رہتا ہے بادشاہ کو معلوم ہے کہ اس کی طرف رونما ہونے والے واقعہ کی فی الفور خبر مل جائے گی یہ گنبد عدالت کے محل کے اگلے حصے کی نشستگاہ کے اوپر ہے اس کا طول ۳۰ ہاتھ اور عرض ۲۰ ہاتھ ہے یہ گنبد ایک سردار اور برق و باران والی شب کو گر پڑا تھا یعنی ۱۲۹ھ ۷ جمادی الثانی منگل کی شب۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ منصور کے زمانہ میں بغداد میں دنبہ، بکری، ایک درہم میں اونٹ چار درہم میں فروخت ہو رہا تھا آواز لگائی جا رہی تھی کہ بکری کا ساٹھ رطل گوشت گائے کا نو رطل گوشت ایک درہم کا۔ ساٹھ رطل کھجور ایک درہم کی۔ سولہ رطل زیتون ایک درہم کا ہے آٹھ رطل گھی دس رطل شہد ایک درہم کا ہے اس قدر رازانی کی وجہ سے اس کے ساکنین کی تعداد میں بے حد اضافہ ہو گیا۔ اس کے بازاروں اور گلیوں میں غبار خوب اڑنے لگی حتیٰ کہ اژدہام کی وجہ سے گزرنے والے کے لئے گز رنا مشکل ہو گیا ایک شخص نے بازار میں آنے کے بعد کہا کہ واللہ میں اس جگہ خرگوش کے پیچھے بہت بھاگا ہوں۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ منصور ایک روز محل میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے تین بار چیخ و پکار سنی اس نے دربان سے اس کی بابت پوچھا اس نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ گائے اپنے گلہ سے بھاگ کر بازاروں میں بھاگ رہی ہے ایک رومی نے کہا کہ آپ جیسا محل آج تک کسی نے نہیں بنوایا لیکن اس میں تین عیب ہیں (۱) پانی اس سے بہت دور (۲) بازار بالکل قریب (۳) سبزہ نہیں حالانکہ انسان کو سبزہ اچھا لگتا ہے منصور نے اسی وقت اس کی تجویز پر عمل کیا پانی قریب آگیا وہاں پر باغات بنادیئے گئے بازار کرخ منتقل کر دیئے گئے یعقوب بن سفیان کا قول ہے کہ بغداد کی تعمیر ۱۳۶ھ میں مکمل ہوئی۔ ۱۳۷ھ میں بازار باب کرخ باب شعیر باب محول کی طرف منتقل ہوا۔ بازاروں کی چالیس ہزار تک توسیع کا حکم دیا۔ دو ماہ کے بعد منصور نے قصر خلد کی تعمیر شروع کی جو ۱۵۱ھ میں مکمل ہوئی۔ اس کی تعمیر کا معاملہ البوصاح نامی شخص کے حوالے کیا گیا۔

منصور نے عوام کے لئے جامع مسجد بنوائی تاکہ لوگ جامع منصور کی طرف نہ آئیں۔ بغداد کا دار الخلافہ اس کے بعد تعمیر ہوا جو حسن بن ہبل کے لئے تھا۔ اس کے بعد وہ مامون کی زوجہ بوران کی طرف منتقل ہوا پھر اس سے معتضد یا معتمد نے مانگ لیا۔ بوران نے چند دن مہلت مانگی تو اسے مل گئی اس عرصہ میں اس نے اس کی تحسین و تہنیت شروع کر دی پھر اس میں رنگارنگ قالین بچھائے اس میں مختلف قسم کے پردے لگوائے خلافت کے غلام اور باندیوں کے مناسب حال چیزیں تیار کرائیں۔ انہیں مختلف لباس پہنائے خزانہ میں مختلف کھانے پینے کی اشیاء رکھی بعض گھروں میں اموال اور ذخائر رکھے اس کے بعد بوران نے اس کی چابیاں اس کے حوالے کر دیں۔ وہ اس میں داخل ہوا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس میں سکونت اختیار کرنے والا یہ پہلا خلیفہ تھا۔ پھر اس نے اس کی فسیل تعمیر کرائی یہ باتیں خطیب نے بیان کی ہیں۔

ملکفی نے دجلہ کے کنارے تاج بنوایا اس کے ارد گرد گنبد، نشست گاہیں، میدان اور چڑیا گھر بنوایا۔ خطیب نے اس دار الشجرہ کی حالت بیان کی ہے جو مقتدر باللہ کے زمانہ میں تھا نیز اس کے قالین، پردے، خدام، غلام ظاہری جاہ و حشم کے حالات بھی بیان کئے ہیں اور یہ کہ اس میں دس ہزار خسی سات سو دربان ہزاروں کی تعداد میں غلام تھے ان چیزوں کا ذکر ان کی حکومتوں کے بیان میں آئے گا جو گزر کر ۳۰۰ھ کے بعد خواب کی طرح ہو گئیں۔

خطیب نے مختصرم کے دارالملک کا بھی ذکر کیا ہے ان مساجد کا بھی ذکر کیا ہے کہ جن میں جمعہ ہوتا تھا اسی طرح وہاں پر ہونے والے نہروں اور پلوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اسی طرح منصور کے زمانہ میں اور اس کے زمانہ سے لے کر بعد میں آنے والوں کے زمانہ تک جو چیزیں تھیں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ ایک شاعر نے بغداد کے دجلہ کے پلوں کے بارے میں چند اشعار کہے ہیں:

(۱)..... اس دن جس میں ہم نے دجلہ کے صحن کی یکتا مجلس میں تھوڑی دیر کے لئے عیش چوری کیا۔

(۲)..... نرم ہوا چلی جس کی وجہ سے خوش بخت زمانہ کا غلام بن گیا۔

(۳)..... دجلہ سیاہ چادر کی طرح معلوم ہو رہا تھا اور پل اس پر سیاہ دھاریوں کی طرح معلوم ہو رہے تھے۔

دوسرے شاعر نے کہا کہ:

- (۱)..... دریاے دجلہ کی سطح پر مضبوط اور خوبصورت پل کے کیا کہنے۔
 (۲)..... وہ عراق کے لئے حسن و جمال اور سیر و تفریح کا منظر ہے عشق کی وجہ سے کمزور ہونے والے شخص کیلئے تسلی ہے۔
 (۳)..... جب اس کے نزدیک آ کر تو اسے خوب غور سے دیکھے گا تو اس ایک بڑی سطر کی طرح پائے گا جسے سفید ریشم میں کھینچا گیا ہے۔

(۴)..... یا وہ ہاتھی کا دانت ہے جس میں آبنوس سجایا گیا ہے گویا وہ ہاتھی کے نیچے پارہ کی زمین ہے۔

صولی نے ذکر کیا ہے کہ احمد بن ابی طاہر نے کتاب بغداد میں ذکر کیا ہے کہ بغداد دونوں جانبوں سے ۵۳ ہزار جریب ہے اور مشرقی جانب سے ۲۶ ہزار سات سو پچاس جریب ہے اس میں ساٹھ ہزار حمام ہیں ہر حمام میں کم از کم ۵ افراد ہوتے ہیں (۱) حمام والا (۲) قیم (۳) آگ جلانے والا (۴) ماشکی (۵) اٹھائی گیر ہر حمام کے سامنے ۵ مساجد ہیں گویا کل تین ہزار مساجد ہیں ہر مسجد میں کم از کم ۵ افراد ہوتے ہیں (۱) امام (۲) متولی (۳) مؤذن (۴-۵) دو مقتدی پھر اس میں کمی آتی چلی گئی حتیٰ کہ منٹے چلے گئے پھر آخر میں ہر اعتبار سے وہ ویرانہ بن گیا جیسا کہ اپنی جگہ پر اس کا بیان آئے گا۔

حافظ ابو بکر کا بیان ہے جلالت شان علماء اور اعمال کی کثرت عام و خاص کی تمیز۔ اطراف کی بڑائی، گھروں، کوچوں، منازلوں، سڑکوں، مسجدوں، حماموں، دکانوں کی کثرت، خوشگوار پانی کی مٹھاس سایہ کی ٹھنڈک موسم گرما اور موسم سرد کا اعتدال ربیع اور خریف کی صحت میں بغداد کی مثال نہیں ملتی ہارون رشید کے زمانہ میں اس کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی پھر انہوں نے اپنے زمانہ تک اس کی کمی کو بیان کیا۔

میں کہتا ہوں کہ اس کے بعد سے لے کر اب تک کمی چلی آرہی ہے خصوصاً ہلا کو بن تولی بن جکوز بن خان التری جس نے اس کے نشان منادیئے اس کے خلفاء اور عمال کو قتل کر دیا۔ اس کے مکانات اور محلات منہدم کر دیئے حتیٰ کہ اس کے خاص و عام کو برباد کر دیا ان کے اموال و جائیدادیں چھین لیں بچوں کو لوٹ لیا انہیں بے شمار غموں میں مبتلا کیا آنے والوں کے لئے نشان عبرت اور یادداشت بنا دیا۔ تلاوت کلام کی جگہ نغمے اور اشعار پڑھے جانے لگے احادیث نبویہ کے بدلہ میں فلسفہ یونانیہ منہج کلامیہ کا درس ہونے لگا علماء کی جگہ اطباء آگئے عباسی خلفاء کی جگہ بدترین لوگ حکمران بن گئے۔ ریاست اور سرداری کی جگہ کمینگی اور سفاہت آگئی طلباء کی جگہ ظالم و فاسد لوگ آگئے۔ فقہ و حدیث تعبیر رویا کی جگہ اشعار اور دوہے آگئے یہ سب کچھ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ہوا، قرآن کریم کی آیت جس کا ترجمہ: ”اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں“۔ اسی زمانہ میں اس میں بہت سی حسی اور معنوی خرابیاں آگئیں بھنگ نوشی بھی آگئی پھر وہاں سے بلا دشام چلے گئے اللہ ان کے اچھے طریقے کی کفالت کرے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی تا آنکہ عراق کے نیک لوگ شام نہ چلے جائیں اور شام کے بدکار لوگ عراق آجائیں۔

بغداد شہر کے بارے میں وارد ہونے والے اخبار و آثار..... بغداد کے بارے میں چار لغتیں ہیں (۱) بغداد (۲) بغداد، اول دال کے نقطے کے بغیر ثانی نقطے کے ساتھ (۳) بغداد آخر میں نون کے ساتھ (۴) بغداد شروع میں میم اور آخر میں نون کے ساتھ۔ یہ عجیب کلمہ ہے بعض کا قول ہے کہ یہ بلغ بمعنی باغ اور داد ایک شخص کا نام ہے) سے مشتق ہے۔ بعض کا قول ہے کہ بلغ بمعنی پت یا شیطان اور داد بمعنی عطیہ سے مشتق ہے یعنی پت کا عطیہ اسی وجہ سے عبد اللہ بن مبارک اور اصمعی نے اس کا نام بدل کر مدینۃ السلام رکھا۔ اسی طرح اس کے بانی ابو جعفر نے اس کا یہ ہی نام رکھا کیونکہ دجلہ کو وادی اسلام کہا جاتا تھا۔ بعض نے بغداد کا نام الزوراء بھی رکھا۔

خطیب بغدادی نے متعدد طرق سے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ دجلہ و جیل قطر بل صراۃ کے درمیان ایک شہر تعمیر کیا جائے گا جس کی طرف زمین کے خزانے سمت کر آئیں گے اس کے بادشاہ ظالم ہوں گے نرم زمین میں لوہے کی کیل سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ وہ زمین میں گھس جائیں گے۔ خطیب کا قول ہے کہ اس نے اسے سفیان ثوری کے بھانجے عاصم احوان نے روایت کیا ہے جو عمار بن سیف کا بھائی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں ضعیف ہیں ہر ایک پر کذب کا الزام ہے۔ محمد بن جابر میمانی۔ ابو شہاب حناطی دونوں ضعیف ہیں سفیان ثوری نے عاصم سے پوری اسناد کے ساتھ

روایت کیا ہے اس نے یحییٰ بن معین عن ابی کثیر عن عمار بن سیف عن ثوری عن عاصم عن ابی عثمان عن ابی جریر عن النبی ﷺ بیان کیا ہے احمد اور یحییٰ نے کہا اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

احمد کا قول ہے کہ کسی ثقہ شخص نے یہ حدیث بیان نہیں کی۔ خطیب نے تمام طرق سے اسے معلل قرار دیا نیز اسے عمر بن یحییٰ عن سفیان عن قیس بن مسلم عن ربیع عن حذیفہ مرفوعاً روایت کیا ہے یہ بھی صحیح نہیں حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کی اسناد کسی طرح صحیح نہیں خطیب نے تمام طرق و اسانید و الفاظ کے ساتھ اسے بیان کیا ہے ان میں سے ہر ایک میں ہے قبل انہی روایت میں گزر چکا ہے کی بخل کی وجہ سے اس کے پانی کو مقلص اور زوالد وائقی کہا جاتا تھا۔

بغداد کے محاسن اور اس کے بابت آئمہ کے اقوال یونس یطنب اعلاء الصدر کا قول ہے کہ مجھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو میں نے انکار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے دنیا دیکھی ہی نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس شہر میں بھی جاتا ہوں اسے سفر شمار کرتا ہوں لیکن جب بغداد جاتا ہوں تو اسے وطن شمار کرتا ہوں۔ بعض کا قول ہے کہ دنیا جنگل اور بغداد اس کی آبادی ہے ابن علیہ کا قول ہے کہ میں نے طلب حدیث میں اہل بغداد سے زیادہ عقلمند کوئی نہیں دیکھا۔ ابن مجاہد کا قول ہے کہ میں نے ابو عمرو بن علاء کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا کیا بنا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے چھوڑ دو بغداد میں سنت و جماعت پر قائم رہنے والا شخص موت کے بعد گویا ایک جنت سے دوسری جنت کی طرف منتقل ہو گیا ابو بکر بن عیاش کا قول ہے کہ اسلام بغداد میں ہے وہ ایک شکاری ہے جو لوگوں کو شکار کرتا ہے جس نے بغداد نہیں دیکھا اس نے دنیا نہیں دیکھی۔ ابو سعاد یہ کا قول ہے کہ بغداد دنیا و آخرت کا گھر ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ بغداد میں جمعہ ادا کرنے والے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ اسلام کی عظمت بڑھا دیتا ہے اس لئے ہمارے مشائخ کے نزدیک بغداد میں جمعہ کا دن دیگر شہروں کی عید کی طرح ہے بعض کا قول ہے کہ بغداد کا جمعہ مکہ کی تراویح طرطوس کا عید کا دن اسلام کے محاسن میں سے ہے۔ بعض کا قول ہے کہ میں ہمیشہ نماز جمعہ جامع منصور میں ادا کرتا تھا۔ ایک جمعہ کسی کام کی وجہ سے وہاں نہیں پڑھا میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے تو نے ایسی جگہ جمعہ چھوڑ دیا جہاں ہر جمعہ ستر ولی نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ میں نے بغداد سے نقل مکانی کا ارادہ کیا تو خواب میں کسی نے کہا تو ایسے شہر کو چھوڑ رہا ہے جس میں ہر وقت دس ہزار اللہ کے ولی ہوتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ میں نے دیکھا کہ دو فرشتے بغداد آئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس کو الٹ دو اس کے بابت فیصلہ ہو چکا، دوسرے نے کہا کہ میں ایسے شہر کو کیسے الٹوں جس میں ہر رات پانچ ہزار قرآن ختم کئے جاتے ہیں۔

ابو مسہر نے سعید بن عبد العزیز بن سلیمان کا قول نقل کیا ہے کہ جب آدمی کا علم حجازی، پیدائش عراقی اور نماز شامی ہو تو وہ شخص کامل ایمان والا ہے۔ زبیدہ نے منصور نمری سے کہا مجھے ایسے اشعار سناؤ جن کے ذریعے میرے دل میں بغداد کی محبت پیدا ہو جائے انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

(۱) بغداد کی خوشبو کیا ہی خوب ہے کون دین و دنیا کی پاکیزگی اختیار کرتا ہے۔

(۲) وہاں کی ہوا میں مریضوں کو زندگی عطا کرنے والی ہیں۔ رات بھر خوشبو پودوں کے درمیان چلتی رہتی ہیں۔

راوی کا قول ہے کہ زبیدہ نے اسے دو ہزار دینار دیئے۔ خطیب کا قول ہے کہ میں نے طاہر بن مظفر بن طاہر خزن کے اپنے لکھے ہوئے اشعار ان کی کتاب میں پڑھے۔

(۱) صبح و برسنے والے بادل بغداد کے کرخ، خلدیل کے درمیان والے محلے کو سیراب کریں۔

(۲) وہ ایک خوبصورت شہر ہے جس کے اہل کے لئے چند چیزیں خاص ہیں، جب وہ دوسرے شہر میں تھیں تو اکٹھی

بکھری ہوئی تھیں۔

(۳) اس کی ہوا نرم معتدل صحت بخش ہے اس کے پانی کا مزہ شراب سے زیادہ لذیذ ہے۔

(۴)..... اس کے دجلہ کے دونوں کناروں نے ہمارے لئے تاج سے تاج تک محل سے محل تک مرتب کیا ہے۔

(۵)..... اس کی مٹی کستوری کی مانند اس کا پانی چاندی کی طرح اس کے پتھر یا قوت اور موتیوں کی طرح ہیں۔

خطیب نے اس سلسلہ میں بہت سے اشعار بیان کئے ہیں ہم نے بقدر کفایت اشعار بیان کر دیئے ہیں بغداد کی تعمیر ۱۴۶ھ یا ۱۴۸ھ میں مکمل ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی خندق اور فصیل دونوں کی تکمیل ۱۴۷ھ میں ہوئی منصور نے اس میں زیادتی کی اور خوبصورتی کرتار ہاسب سے آخر میں اس نے قصر خالد بنوایا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اسے کبھی موت نہیں آئے گی یہ محل ہمیشہ باقی رہے گا اس کی تعمیر مکمل ہونے کے وقت ہی منصور کا انتقال ہو گیا بغداد پر متعدد بار زوال آیا جیسا کہ عنقریب آ رہا ہے۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال منصور نے سلم بن قتیبہ کو بصرہ کی امارت سے معزول کر کے محمد بن سلیمان بن علی کو اس کا حاکم بنادیا کیونکہ منصور نے سلم کو ابراہیم کی بیعت کرنے والے لوگوں کے گھروں کو گرانے کا حکم دیا تھا اس نے سستی کی تو منصور نے اسے معزول کر دیا اور اپنے عم زاد محمد بن سلیمان کو بھیجا، اس نے وہاں جا کر متعدد مکانات منہدم کر دیئے۔ مدینہ کے امیر عبداللہ بن ربیع کو معزول کر کے جعفر بن سلیمان کو حاکم بنادیا سری بن عبداللہ کو مکہ کی امارت سے معزول کر کے عبدالصمد بن علی کو امیر بنادیا۔ ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔ واقندی وغیرہ کا بھی یہی قول ہے اس سال موسم گرما کی جنگ بلاد روم میں سے جعفر بن حظلہ بہرانی نے کی۔ خواص میں سے اس سال اشعث بن عبدالملک۔ ہشام بن سائب کلبی ہشام بن عروہ ایک قول کے مطابق یزید بن ابی عبید نے وفات پائی۔

واقعات ۱۴۷ھ

اس سال اشتر خوارزمی نے آرمینہ کے نزدیک ترکیوں کے لشکر پر حملہ بول دیا۔ انہوں نے تغلیس میں داخل ہو کر متعدد افراد قتل کر دیئے بہت سے مسلمان اور ذمیوں کو قیدی بنالیا۔

اس روز قتل ہونے والوں میں حرب بن عبداللہ الراوندی بھی تھا جس کی طرف بغداد میں حربیہ منسوب ہوتے ہیں یہ موصل میں دو ہزار فوج کے ساتھ خوارج کے مقابلہ میں مقیم تھا منصور نے اسے مسلمانوں کی مدد کے لئے بلاد آرمینہ بھیجا۔ حرب بن جریر اس کے لشکر میں تھا جریریل شکست کھا گیا حرب قتل ہو گیا۔ اسی سال منصور کا چچا عبداللہ بن علی ہلاک ہوا، یہ وہی شخص ہے جس نے بنو امیہ سے شام چھین کر سفاح کی موت تک اس پر حکومت کی سفاح کی موت کے بعد لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ منصور نے ابو مسلم کو اس کے مقابلے میں بھیجا جس نے اس کو شکست دی عبداللہ اپنے بھائی سلیمان کے پاس بصرہ چلا گیا ایک مدت تک اس کے پاس روپوش رہا پھر منصور نے اس کا کھوج لگا کر اسے بلا کر جیل میں بند کر دیا۔ اس سال منصور نے حج کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنے چچا عیسیٰ بن موسیٰ جو سفاح کی وصیت کے مطابق اس کے بعد ولی عہد بننے والا تھا) طلب کر کے اپنے چچا عبداللہ بن علی کو اس کے حوالے کر دیا۔ منصور نے عیسیٰ سے کہا کہ یہ میرا اور تیرا دشمن ہے میری غیر موجودگی میں اسے قتل کر دینا اس میں سستی مت کرنا۔

اس کے بعد منصور حج پر چلا گیا راستہ ہی سے اس نے عیسیٰ کے پاس متعدد خطوط لکھے جن میں اسے عبداللہ کے قتل کی تاکید کی گئی تھی جب منصور نے عبداللہ کو عیسیٰ کے حوالے کیا تو وہ حیران رہ گیا اس نے اس معاملے میں امراء سے مشورہ کیا تو سب نے اسے عبداللہ کے قتل سے منع کرتے ہوئے کہا کہ اسے اپنے پاس چھپا کر اس کے قتل کا اعلان کر دے کیونکہ وہ آنے کے بعد تجھ سے اس امر پر کہ میں نے تجھے اس کے قتل کا حکم دیا تھا گواہ طلب کرے گا جب تیرے پاس کوئی گواہ نہیں ہوں گے تو وہ تجھے قتل کر دے گا کیونکہ وہ تم دونوں سے تنگ ہے۔

چنانچہ منصور نے واپسی کے بعد اس کے گھر والوں سے کہا کہ اس کا مطالبہ کرو پھر عیسیٰ کو بلا کر کہا کہ یہ اس کا مطالبہ کر رہے ہیں عیسیٰ نے کہا کہ آپ نے تو مجھے اس کے قتل کا حکم دیا تھا منصور انکار کرنے لگا عیسیٰ نے وہ خطوط پیش کر دیئے جو اس نے عبداللہ کے قتل کے بارے میں ارسال کئے تھے منصور نے اس کا انکار کرتے ہوئے عیسیٰ کے قتل کا حکم دیا قصاصاً بنو ہاشم اس کے قتل کے لئے نکلے جب وہ تلوار لئے ہوئے آئے تو عیسیٰ نے کہا کہ مجھے

خليفة کے پاس لے چلو جب وہ اس کو منصور کے پاس لے کر پہنچے تو اس نے منصور سے کہا کہ تیرا چچا موجود ہے میں نے اسے قتل نہیں کیا۔ منصور نے کہا اسے حاضر کرو چنانچہ حاضر کیا گیا تو وہ منصور کے پاؤں پڑ گیا منصور نے نمک پر کھڑی ہوئی دیواروں والے گھر میں اسے قید کر دیا پھر رات کو اس میں پانی چھوڑنے کا حکم دیا گیا جس کی وجہ سے گھر منہدم ہو گیا اور وہ مر گیا۔

منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی ختم کر کے اپنے لڑکے مہدی کو اس پر مقدم کیا۔ منصور اسے عیسیٰ سے اوپر دائیں جانب بٹھاتا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا تھا اجازت مشورہ آنے میں اس کی اہانت کرتا تھا پھر مسلسل منصور عیسیٰ کو ڈراتا دھمکاتا رہتا تھا حتیٰ کہ از خود اس نے محمد بن منصور کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کے عوض منصور نے اسے بارہ کروڑ روپے دیئے۔ عیسیٰ بن موسیٰ اور اس کی اولاد کا معاملہ منصور سے صحیح ہو گیا اب منصور اس کی طرف توجہ دینے لگا تھا اس سے قبل مہدی کی خلافت کے بارے میں دونوں کے درمیان خوب مراسلت ہوئی تھی نیز یہ کہ عام لوگ امراء خواص مہدی کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ منصور اسی کوشش میں لگا رہا حتیٰ کہ مجبوراً عیسیٰ نے اس کی بیعت کی منصور نے اس کے عوض وہ کچھ دیا جس کا بیان ہو چکا۔ چاروں اطراف میں مہدی کی بیعت پھیل گئی منصور خوب خوش ہو گیا۔ اس وقت سے اس کی اولاد میں خلافت چلی آرہی ہے بنی عباس کا ہر خلیفہ اس کی اولاد سے ہوتا ہے (یہ عزیز و علیم خدا کی تقدیر ہے) اس سال عبید اللہ بن عمر عمری ہاشم بن ہاشم (حسن بصری کے ساتھی) اور ہشام بن حسان نے وفات پائی۔

واقعات ۱۲۸ھ

گزشتہ سال بلادِ تفلیس میں فساد برپا کرنے والے ترکیوں کے مقابلہ میں اس سال منصور نے حمید بن قحطبہ کو بھیجا لیکن وہ سب اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے تھے اس وجہ سے کوئی بھی نہیں ملا۔

اسی سال جعفر بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا۔ شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے،

اسی زمانہ میں جعفر بن محمد الصادق (جن کی طرف غلط طور پر کتاب اختلاف الاعضاء کی نسبت کی گئی ہے) نے وفات پائی۔

سال رواں کے ربیع الاول میں مشائخ حدیث میں سے سلیمان بن مہران الأعمش نے وفات پائی عمرو بن حارث عوام بن حوشب الزبیدی محمد بن عبد الرحمن بن ابی یحییٰ اور محمد بن عجلان نے بھی اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۲۹ھ

اسی سال منصور بغداد کی فسیل اور اس کی خندق سے فارغ ہوا اسی سال عباس بن محمد نے حسین بن قحطبہ محمد بن اشعث کے ساتھ بلادِ روم جا کر موسم گرما کی جنگ لڑی۔ محمد بن اشعث راستہ ہی میں فوت ہو گیا۔ اسی برس محمد بن ابراہیم بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔ منصور نے اپنے چچا عبد الصمد کی جگہ اسے مکہ اور حجاز کا والی مقرر کیا۔

اس سال بھی شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے۔

زکریا بن ابی زائد، مس بن حسن، ثنی بن صباح، عیسیٰ بن عمرو اور ابو عمرو ثقفی البصری انخوی سیبویہ کے شیخ نے اسی سال وفات پائی عیسیٰ بن عمرو کے بارے میں مشہور ہے کہ غلام بن الولید کے غلام تھے بنی ثقیف میں اترنے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہوئے۔ عیسیٰ بن عمرو لغت نحو، قرأت سے جمیل القدر امام تھے، عبید اللہ بن تیر، ابن الحسین، عبید اللہ بن ابی اسحاق کے نحو، لغت قرأت میں شاعر تھے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے انہوں نے سماع کیا خلیل بن احمد، اسمعی اور سیبویہ جیسے حضرات ان کے شاگردوں میں سے تھے۔ سیبویہ نے ان کی صحبت میں رہ کر خوب استفادہ کیا ان کی کتاب الجامع میں اضافہ اور تفصیل کی وہی کتاب آج کتاب سیبویہ سے مشہور ہے دراصل وہ ان کے شیخ کی کتاب ہے۔ سیبویہ کو جو اس میں مشکل پیش آتی تھیں وہ اس کے متعلق اپنے شیخ سے پوچھتے تھے۔ خلیل نے بھی ان سے عیسیٰ بن عمر کی تصانیف کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عیسیٰ بن عمرو

نے ستر سے زائد کتابیں جمع کی تھیں ایک کتاب الاکمال کے علاوہ سب ضائع ہو گئیں عیسیٰ ارض فارس میں آخر تک اسی میں مشغول رہے میں بھی آپ سے اس کے مشکل مقامات کے متعلق پوچھتا ہوں۔ خلیل نے کچھ دیر سوچنے کے بعد مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱) عیسیٰ بن عمر کے زندہ کئے کے علاوہ ساری نحو ضائع ہو گئی۔

(۲) اس میں اکمال تھا اس میں جامعیت ہے دونوں لوگوں کے لئے شمس و قمر کی طرح ہیں۔

بعض مقامات میں عیسیٰ نے بہت پیچیدگی اور گہرائی اختیار کی ہے جو ہری نے صحاح میں ان کے متعلق نقل کیا ہے کہ ایک روز گدھے سے گر پڑے لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے لوگوں کو دیکھ کر انہوں نے کہا کہ مجنوں پر جمع ہونے کی طرح تم مجھ پر کیوں جمع ہو گئے ہو یہاں سے چلے جاؤ۔ بعض نے کہا کہ ضیق نفس کی وجہ سے عیسیٰ گر پڑے لوگوں نے سمجھا کہ مرگی کی وجہ سے گر پڑے ہیں اس لئے انہوں نے جمع ہو کر ان کے پاس قرآن پاک کی تلاوت کی ہوش میرا آنے کے بعد عیسیٰ نے وہی کچھ کہا جو گزر چکا بعض نے کہا کہ وہ فارسی میں گفتگو کرتے تھے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ عیسیٰ بن عمرو اور ابی عمرو علاء کی آپس میں بہت دوستی تھی ایک روز عیسیٰ بن عمرو نے بن علاء کے سامنے معد بن عدنان سے بڑا فصیح ہونے کا دعویٰ کیا ابی عمرو نے عیسیٰ سے اس شعر کے متعلق پوچھا:

ترجمہ:۔۔۔ وہ عورتیں شرم کی وجہ سے اپنے چہرے چھپاتی تھیں آج انہوں نے دیکھنے والوں کے لئے پہل کی۔

اس شعر میں ایک لفظ بدان کے بارے میں ابی عمرو نے عیسیٰ سے پوچھا آپ کے نزدیک یہ بدین ہے یا بدان ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بدین ہے ابی عمرو نے کہا کہ آپ نے غلط کہا اگر آپ بدان کہتے تو پھر بھی غلط ہوتا ابو عمرو نے صرف ان کی تغلیط کا ارادہ کیا حقیقت میں یہ لفظ بدان بدو سے نہیں ہے جس کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں بلکہ بدان بدو اسے مشتق ہے جس کے معنی پہل کرنے کے ہیں۔

واقعات ۱۵۰ھ

اس سال کفار میں سے استازیس نے بلاد خراسان میں خروج کر کے اس کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا وہاں سے تین ہزار کی نفری بھی اس کے ساتھ مل گئی بے شمار مسلمانوں کو قتل کیا۔ وہاں پر موجود فوجیوں کو شکست دے دی اور متعدد لوگوں کو قیدی بنالیا ان کی وجہ سے وہاں پر فساد کی حکومت قائم ہو گئی ان کی پوزیشن خوب مستحکم ہو گئی۔

منصور نے خازم بن خزیفہ کو مہدی کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے مقابلہ کے لئے افواج مہیا کر کے ان علاقوں کی جنگ کا امیر مقرر کر دے مہدی نے ہاشمی جرأت سے کام لیتے ہوئے خازم کو افواج اور ان علاقوں کا امیر بنادیا چالیس ہزار فوج کے ہمراہ اسے رخصت کیا چنانچہ خازم نے دشمنوں کا رخ کیا وہ مسلسل دشمن کے معاملے میں فریب دہی سے کام لیتا رہا حتیٰ کہ اچانک جنگ شروع کر کے شمشیر اور نیزہ زنی سے ان کا مقابلہ کیا۔ اس نے دشمن کے ستر ہزار افراد قتل کر دیئے چودہ ہزار قیدی بنائے۔ استازیس فرار ہو کر پہاڑ میں محفوظ ہو گیا۔ خازم نے پہاڑ کے دامن میں تمام گرفتار شدگان کو قتل کر دیا۔ اس نے مسلسل استازیس کا محاصرہ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ خازم ایک امیر کے فیصلہ پر رضامند ہو گیا کہ استازیس اور اس کے اہل خانہ کو بیڑیاں ڈال کر قید کر لیا جائے۔ اس کے ساتھ جو تیس ہزار کا لشکر ہے اسے چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ خازم نے اس پر عمل کیا۔ استازیس کے تمام ساتھیوں کو دو دو پیرے دیئے فتح کا پیغام مہدی کے پاس بھیج دیا۔ مہدی نے اپنے والد منصور کے پاس بھیج دیا۔

اسی زمانہ میں خلیفہ نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر کے حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کو امیر بنایا اس سال خلیفہ کے چچا عبدالعزیز بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسی برس جعفر بن امیر المؤمنین منصور نے وفات پائی پہلے اسے بنی ہاشم کے قبرستان میں دفن کیا گیا بعد ازاں دوسرے مقام پر منتقل کر دیا گیا۔

سال رواں ہی میں حجاز کے آئمہ میں سے عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے وفات پائی ان کی بابت مشہور ہے کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے منمن جمع کی عثمان بن اسود عمر بن محمد بن زید اور امام ابوحنیفہ نے بھی اسی سال وفات پائی۔

امام اعظم ابو حنیفہ کے حالات آپ کا نام نعمان بن ثابت التیمی ہے۔ عراق کے فقیہ، آئمہ اسلام سادات اعلام، اصل علماء اور آئمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔ آئمہ اربعہ میں سے سب سے پہلے آپ دنیا سے رخصت ہوئے کیونکہ آپ نے صحابہ کا زمانہ پایا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ یا ان کے علاوہ کسی دوسرے صحابی کی زیارت کی۔ بعض کا قول ہے کہ صحابہ سے آپ نے حدیث روایت کی واللہ اعلم۔

امام ابو حنیفہ نے تابعین کی ایک جماعت حکم، حماد بن ابی سلیمان، سلمہ بن سہیل، عامر شعبی، عکرمہ عطا، قتادہ زہری، ابن عمر کے غلام نافع، یحییٰ بن سعید انصاری۔ اور ابو اسحاق سبعی سے روایت کی، پھر ان سے ایک جماعت (جس میں ان کے لڑکے حماد ابراہیم بن طہمان، اسحاق بن یوسف ازرق، اسد عمرو قاضی حسن بن زیاد و لؤلؤی حمزہ زیات و داؤد طائی زفر عبدالرزاق ابو نعیم محمد بن حسن شیبانی، یثثم، و کعب ابو یوسف قاضی تھے) نے روایت کی۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ ثقہ صدیقین میں سے تھے ابن ہبیرہ نے قصاً قبول نہ کرنے پر انہیں سزا تک بھی دی پھر بھی انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یحییٰ بن سعید فتاویٰ میں امام ابو حنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے ہم نے امام صاحب سے احسن رائے والا کسی کو نہیں دیکھا ہم نے ان کے اکثر اقوال لئے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعے میری مدد نہ کرتا تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔ انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے ایسا شخص دیکھا ہے اگر وہ آپ کے سامنے اس پہاڑ کے بارے میں سونا ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ اسے دلیل سے ثابت کر دے گا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہ تاریخ میں محمد بن اسحاق حدیث میں امام مالک تفسیر میں مقاتل بن سلیمان کے محتاج ہیں۔

عبداللہ بن داؤد حرابی کا قول ہے کہ لوگوں کو امام صاحب کے حفظ فقہ اور سنن کی وجہ سے نماز میں ان کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے امام ابو حنیفہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے فقیہ تھے ابو نعیم کا قول ہے کہ ابو حنیفہ مسائل کی گہرائی تک پہنچنے والے تھے۔ مکی بن ابراہیم کا قول ہے کہ ابو حنیفہ زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ خطیب نے سند اسد بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ امام صاحب رات میں تہجد اور تلاوت قرآن پاک کے پابند تھے خوف خدا کی وجہ سے رات کو اس قدر روتے تھے کہ ان کے پڑوسیوں کو ان پر رحم آتا تھا چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی وفات کی جگہ پر ستر ہزار قرآن ختم کئے ان کی وفات ۱۵۰ھ یا ۱۵۱ھ یا ۱۵۲ھ میں ہوئی اول قول صحیح ہے ان کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی گویا کل عمر ستر سال ہوئی اثر دہام کی وجہ سے چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی آپ کی قبر عراق ہی میں ہے (اللہ آپ پر رحم فرمائے)۔

واقعات ۱۵۱ھ

اس سال منصور نے عمر بن حفص کو سندھ کی امارت سے معزول کر کے ہشام بن عمرو بن تغلبی کو امیر مقرر کیا کیونکہ محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں ظہور کے بعد اپنے لڑکے عبداللہ کو ایک جماعت کے ہمراہ ہدایا اور اصل گھوڑے دیکر عمر بن حفص کے پاس بھیجا۔ عمر نے وہ چیزیں قبول کر لیں، پھر عبداللہ نے عمر کو خفیہ طور پر اپنے والد کی بیعت کی دعوت دی، عمر نے اس کی دعوت قبول کر لی انہوں نے سفید لباس پہن لیا محمد بن عبداللہ کے مدینہ میں قتل کی خبر آنے کے بعد عمر بن حفص عبداللہ بن محمد سے معذرت کرنے لگا۔ اس نے کہا کہ مجھے تو خود اپنی جان کا خوف ہے۔ عمر نے کہا کہ میں تجھے اپنے آئینہ صاف کرنے کے لئے شادی صرف بھیج دیتا ہوں وہ آپ کی بہت تعظیم کرتا ہے وہ رسول کے نامہ ان سے ہونے کی وجہ سے تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ خلیفہ سے چنانچہ عبداللہ بن محمد اس کا ہاتھ لے کر چلا آیا اس نے عبداللہ کو امان دے دی عبداللہ زید یہ کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ وہ شہر وال کے ہاتھ لگا کر زید یہ کی مختلف جماعتیں اس کے پاس آنے لگیں۔

منصور نے سندھ کے نائب عمر بن حفص کے پاس ناراضگی کا پیغام بھیجا امراء میں سے ایک امیر نے کہا کہ مجھے منصور کے پاس بھیج دو اور یہ معاملہ میرے سپرد کر دو میں اس سے معذرت کروں گا اگر میں بچ گیا تو فہماؤ گرنے تیرے اور اور تیرے امراء کے لئے فدیہ بن جاؤں گا۔ چنانچہ اسے منصور کے

پاس بھیج دیا گیا۔ جب وہ منصور کے سامنے کھڑا ہوا تو منصور نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ عمر بن حفص کو خط کے ذریعے سندھ کی نیابت سے معزول کر کے اس کے عوض بلاد افریقہ کا امیر بنادیا جب منصور نے ہشام بن عمر کو سندھ کا نائب بنا کر بھیجا تو اسے عبداللہ بن محمد کی تلاش کی تاکید کی۔ ہشام نے اس میں سستی کی منصور نے دوبارہ اسے اس مسئلہ میں تاکید پیغام بھیجا پھر اتفاقاً ہشام کے بھائی سیف کی کہیں عبداللہ سے ملاقات ہو گئی تو ان کی آپس میں جنگ ہو گئی۔ سیف نے تمام ساتھیوں سمیت عبداللہ کو قتل کر دیا لیکن عبداللہ کے قتل ہونے کی جگہ اسے معلوم نہ ہو سکی۔

ہشام بن عمرو نے عبداللہ کے قتل کی خوشخبری منصور کے پاس بھیج دی، منصور نے اس کا شکریہ ادا کیا جس بادشاہ نے عبداللہ کو پناہ دی تھی اس سے قتال کا عمر کو حکم دیا نیز ہشام کو یہ بھی لکھا کہ عبداللہ نے وہاں پر ایک لڑکی کو لونڈی بنایا تھا اس سے ایک لڑکا محمد نامی پیدا ہوا جب تو اس بادشاہ پر غالب آجائے تو اس لڑکے کو اپنی حفاظت میں لے لینا۔ ہشام نے اس بادشاہ سے قتال کر کے اسے شکست دے دی اس کے شہروں، اموال، جائیداد پر قبضہ کر لیا، فتح کا پیغام خمس اور لڑکے کو بادشاہ منصور کے پاس بھیج دیا منصور بہت خوش ہوا اس لڑکے کو مدینہ بھیج دیا مدینہ کے نائب کو اس کے نسب کی صحت کی تاکید کی نیز یہ بھی حکم دیا کہ اس لڑکے کو اس کے اہل کے پاس بھیج دو تا کہ اس کا نسب محفوظ رہے بعد میں یہی لڑکا ابوالحسن بن استر کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی سال مہدی بن منصور نے خراسان سے اپنے والد کے پاس آیا منصور کے امراء اور سرداروں نے عراق سے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا اس کے بعد ان شہروں کے نائبین منصور کو فتح کی مبارکباد دینے کے لئے عراق آئے اور بے شمار تحفے تحائف لائے۔

رضافہ کی تعمیر..... ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال مہدی کے خراسان سے واپس آنے کے بعد منصور نے اپنے لڑکے مہدی کے لئے خراسان کی تعمیر شروع کی۔ رضافہ مشرقی بغداد کی طرف تھا منصور نے اس کے لئے خندق اور فصیل بنوائی۔ میدان اور باغات تیار کرائے اور نہر مہدی سے اس میں پانی کا انتظام کیا۔

اسی زمانہ میں منصور نے اپنے بعد مہدی، مہدی کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لئے تجدید بیعت کی۔ امراء اور خواص نے آکر سب کی بیعت کی منصور نے مہدی کے ہاتھ پر بوسہ دیا عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو صرف چوما۔ واقدی کا قول ہے کہ منصور نے معن بن زائدہ کو بختان کا امیر بنادیا۔ اسی سال مکہ اور طائف پر حسن بن زید، کوفہ پر محمد بن سلیمان بصرہ پر جابر بن زید کلابی مصر پر یزید بن حاتم خراسان پر حمید بن قحطبہ اور بختان پر معن بن زائدہ نائب حاکم تھے۔

اس سال موسم گرما کی جنگ عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد نے لڑی حنظلہ بن ابی سفیان، عبداللہ بن عون اور السیرۃ النبیہ کے مصنف محمد بن اسحاق بن یسار نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۵۲ھ

اسی سال منصور نے یزید بن حاتم کو مصر کی امارت سے معزول کر کے محمد بن سعید کو اس کی جگہ حاکم بنادیا یزید کو افریقہ کا نائب بنادیا۔ کیونکہ منصور کو پتہ چلا تھا کہ یزید اس کا نافرمان بن گیا ہے جب وہ اس کے سامنے آیا تو اسے قتل کرادیا جابر بن زید خارجی کو بصرہ کی نیابت سے معزول کر کے یزید بن منصور کو نائب بنادیا۔

اسی زمانہ میں خوارج نے بختان کے امیر معن بن زائدہ کو قتل کر دیا عباد بن منصور یونس بن یزید املی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۵۳ھ

اسی سال منصور نے ناراض ہو کر ابوالیوب موریانی کو اس کے بھائی خالد اور اس کے بھتیجے سعید مسعود مغلہ محمد کو جیل میں ڈال کر ان سے کثیر مال کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ ابن عسا نے ابو جعفر منصور کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ نوجوانی میں موصل چلا گیا تھا ابو جعفر مفلس تھا اس کے پاس کچھ نہیں تھا بعض

ملاحوں کے پاس اس نے مزدوری کر کے کچھ رقم کما کر کسی عورت سے شادی کر لی پھر اس عورت سے وعدہ کرنے لگا کہ اس کا تعلق بڑے گھرانے سے ہے عنقریب اسے حکومت ملنے والی ہے اتفاق کی بات کہ عورت کو حمل ٹھہر گیا پھر بنو امیہ نے اسے تلاش کیا تو وہ اس عورت کو حاملہ چھوڑ بھاگ گیا۔ ابو جعفر ایک رقعہ لکھ کر وہاں چھوڑ گیا اس میں لکھا تھا کہ میرا نسب عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے یہ بھی لکھا کہ اس خط کے ملنے کے بعد میرے پاس آ جانا۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر لڑکا ہو تو اس کا نام جعفر رکھنا چنانچہ لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا اس نام جعفر رکھا لڑکے کو پروان چڑھایا اس نے کتابت سیکھی ادب و عربیت میں شاندار مہارت حاصل کی اس کے بعد حالات بدل گئے حکومت بنی عباس کو مل گئی عورت نے سفاح سے سوال کیا تو وہ اس کا آقا نہیں تھا پھر منصور کھڑا ہوا بچہ بغداد آ گیا وہاں کاتبوں کے ساتھ مل جل گیا۔

منصور کے انشاء کے دیوان کا افسر ابو ایوب المرونی اس سے محبت کرنے لگا پھر وہ بچہ اس کا خاص بن گیا اس نے اسے دوسروں پر ترجیح دی۔ اتفاقاً ایک روز وہ اس کے ساتھ خلیفہ کے پاس آیا خلیفہ نے اسے غور سے دیکھا پھر ایک روز خلیفہ نے خادم کے ذریعے کاتب کو بلایا وہ بچہ بھی اس کے ساتھ آیا اس نے منصور کے خط لکھنا شروع کئے خلیفہ ٹٹنی باندھ کر اس بچہ کو دیکھنے لگا پھر اس نے بچہ سے نام پوچھا تو اس نے جعفر بتایا، اس نے اس کے والد کے بارے میں پوچھا بچہ خاموش ہو گیا خلیفہ نے خاموشی کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میرے نسب میں کچھ باتیں ہیں خلیفہ کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر اس نے اس کی والدہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے والدہ کے بارے میں بتا دیا پھر خلیفہ نے موصل شہر کے حالات پوچھے تو اس نے حالات بتا دیئے غلام بڑا حیران تھا، بالآخر خلیفہ نے کھڑے ہو کر اسے اپنی گود میں لے لیا اور کہا کہ تو میرا لڑکا ہے اس نے بچہ کو قیمتی ہار اور وافر مال دیا اس کی والدہ کے نام ایک خط بھی دیا جس میں اس نے اس کو حقیقت حال اور بچہ کا حال لکھا تھا یہ چیزیں لے کر خلیفہ کے خفیہ دروازے سے باہر نکل گیا۔

جب وہ بچہ ابو ایوب کے پاس آیا تو اس نے تاخیر کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ آج کچھ زیادہ ہی خطوط لکھنے کی وجہ سے تاخیر ہو گئی۔ پھر دونوں نے آپس میں کچھ گفتگو کی پھر بچہ اس سے ناراض ہو کر اس سے جدا ہو گیا پھر اس نے موصل جانے کے لئے ایک آدمی کرایہ پر لیا تا کہ اپنی والدہ کو حقیقت حال بتا کر اپنے والد کے پاس لے آئے اس نے کچھ سفر طے کیا تھا کہ ابو ایوب نے اس کے متعلق پوچھا اسے بتایا گیا کہ وہ سفر پر گیا ہے ابو ایوب کو شک ہو گیا کہ وہ اس کا کوئی راز خلیفہ کو بتا کر فرار ہو گیا ہے۔ ابو ایوب نے اس کے پیچھے اپنی روانہ کیا کہ جہاں بھی ملے اسے واپس لے آنا چنانچہ اپنی اس کی تلاش میں نکلا ایک جگہ دونوں کی ملاقات ہو گئی اپنی نے اس کا گلہ گھونٹ کر کنویں میں پھینک دیا جو اس کے پاس تھا وہ لے کر ابو ایوب کو دے دیا ابو ایوب خط پڑھ کر پریشان ہو گیا اور اس کے پیچھے اپنی بھیجنے پر نادم ہوا۔

خلیفہ بچے کی واپسی کے انتظار میں تھا جب تاخیر ہو گئی تو اس نے اس کے بارے میں پوچھا اسے بتایا گیا کہ ابو ایوب نے اس کے پیچھے اپنی بھیجا تھا جس نے اسے قتل کر دیا اسی وقت خلیفہ نے ابو ایوب کو بلا کر اس پر بھاری جرمانہ عائد کیا مسلسل اسے سزا میں مبتلا رکھا حتیٰ کہ اپنا سارا مال اس سے وصول کر لیا پھر اس کو قتل کر دیا خلیفہ کہا کرتا تھا کہ یہ میرے حبیب کا قاتل ہے منصور جب بھی اپنے لڑکے کا تذکرہ کرتا تھا تو اس کے غم سے نڈھال ہو جاتا تھا۔

اسی سال صفریہ وغیرہ خارجیوں نے بلاد افریقہ میں خروج کیا ساڑھے تین لاکھ سوار و پیادہ پا ابو حاتم انماطی اور ابو عباد کی ماتحتی میں جمع ہو گئے۔ ابو قرہ صفری بھی چالیس ہزار فوج کو لے کر ان کے ساتھ مل گیا۔ افریقہ کے نائب سے قتل کر کے اسے شکست دے دی پھر اس کو قتل کر دیا خوارج نے شہروں میں فساد برپا کر دیا اور بیوی بچوں کو قتل کر دیا۔

اسی زمانہ میں منصور نے سیاہ لمبی ٹوپی پہننا عوام کے لئے لازم کر دی حتیٰ کہ لوگ اس کے بلند کرنے میں سرکنڈوں سے مدد لینے لگے، ابو دلامہ شاعر نے اس پر دو شعر کہے:

(۱) ہم امام سے اضافہ کی امید کئے ہوئے تھے امید گاہ نے ٹوپوں میں اضافہ کیا۔

(۲) تو انہیں مردوں کے سروں پر دیکھے گا گویا وہ یہود کے لٹکے ہیں جو برانس سے ڈھانکے گئے ہیں۔

اسی سال معیوف بن یحییٰ مجوری نے گرمیوں کی جنگ کی چھ ہزار سے زائد رومی گرفتار کر لئے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔

اس سال مہدی بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال مکہ طائف پر محمد بن ابراہیم مدینہ پر حسن بن زید کوفہ پر محمد بن سلیمان بصرہ پر یزید بن منصور اور مصر پر محمد بن سعید نائب حاکم تھے۔ واقعی نے ذکر کیا ہے کہ منصور نے اس سال یزید بن منصور کو یمن کا حاکم بنایا۔
ابان بن صمد، اسامہ بن زید لیشی، ثور بن یزید تمیمی حسن بن عمارہ قطر بن خلیفہ معمر، اور ہشام بن غازی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۵۴ھ

اسی سال منصور نے بلاد شام جا کر بیت المقدس کی زیارت کی یزید بن حاتم کو پچاس ہزار لشکر کے ہمراہ بلاد افریقہ کا والی بنایا خوارج سے قتال کا حکم دیا اس نے تریسٹھ ہزار درہم اس لشکر پر خرچ کئے۔
اس سال موسم گرما کی جنگ زفر بن عاصم ہلالی نے لڑی۔
اس سال محمد بن ابراہیم نے لوگوں کو حج کرایا بصرہ کے علاوہ شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے بصرہ کا حاکم عبدالملک بن ایوب بن ظبیان تھا۔
ابو ایوب کاتب اور اس کے بھائی خالد نے وفات پائی منصور نے ایوب کے بھتیجوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اس کے بعد انہیں قتل کر دیا
اشعب الطامع نے اسی سال وفات پائی۔

اشعب الطامع..... یہ اشعب بن جبیر بن ابوالعلاء ہے۔ ابواسحاق مدینی ابو حمیدہ بھی انہیں کہنا جاتا ہے۔ ان کے والد آل زبیر کے غلام تھے جنہیں مختار نے قتل کیا تھا جو واقعی کا ماموں ہے۔ عبید اللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ آپ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ ابان بن عثمان، سالم، اور عکرمہ سے بھی یہی مروی ہے۔ اشعب مذاقیہ جھوٹی خبریں دینے والا تھا ان کی باتوں کی وجہ سے لوگ انہیں پسند کرتے تھے اشعب گویا بھی تھا وہ ولید بن یزید کے پاس دمشق گیا تھا۔

ابن عساکر نے ان کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کے بارے میں بڑی مضحکہ خیز باتیں کہی ہیں ان سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ مروی ہے کہ ایک روز اس سے حدیث کے بیان کرنے کا سوال کیا گیا جواب میں اس نے کہا کہ مجھ سے عکرمہ نے ابن عباس کے حوالہ سے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ دو باتوں پر نمل برے والا جنت میں جائے گا پھر خاموش ہو گیا اس سے دو باتوں کے بارے میں پوچھا گیا اس نے کہا کہ ایک عکرمہ بھول گیا دوسری میں بھول گیا۔ سالم بن میسر اسے باہل شیریں بیان سمجھتے تھے۔ اس سے ہنتے تھے اپنے ساتھ جنگل میں لے جاتے تھے دیگر لوگ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایک مرتبہ اشعب کے ساتھ دو بچے کھیل رہے تھے اس نے ان کو بھگانے کے لئے کہا کہ فلاں جگہ لوگ اخروٹ تقسیم کر رہے ہیں بچے اس طرف دوڑے۔ اس نے ان کو دوڑتے ہوئے سمجھا کہ ہو سکتا ہو یہ خبر سچی ہو پھر خود بھی ان کے پیچھے چل دیا۔
ایک شخص نے اس سے پوچھا تو اپنی طمع کو کہاں تک پہنچا؟ جواب دیا کہ مدینہ میں آنے والی دہلیز کے بارے میں سوچتا ہوں کہ وہ میرے گھر میں آئے گی اس لئے میں گھر کا دروازہ صاف کرتا ہوں گھر میں جھاڑو دیتا ہوں۔ ایک روز اشعب ایک شخص کے پاس سے گزرا جو روٹی کھجوروں کی ہشتیری بنا رہا تھا اس نے اس سے کہا کہ اس میں ایک دو پھیروں کا اضافہ کر دینا شاید ہمارے گھر اس میں کوئی مدد یہ لے کر آئے۔

ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ یہ روز اشعب نے سالم بن عبد اللہ بن عمر کو بعض شعراء کے اشعار سنائے۔

(۱) اس نے بے وقوفانہ اس کے چہرہ کے مانند تھا وہ صاف سانس میں بڑی دیندار تھی۔

(۲) اس کا سب سے زیادہ اور عزت یافتہ وہ ہر غلط بات سے اسے روکنے والا ہے۔

(۳) وہ میدان دار اور شوخ سورت عورتوں میں سے ہے جو کی تمہت سے دو چار نہیں ہو میں خوف خدا کی وجہ سے۔

کی شاعر نے اس کی نوازش نہیں چاہی۔ سالم نے اس کی تعریف کرتے ہوئے مزید اس سے درخواست کی تو اس نے اور اشعار سنائے۔

(۱) اس نے سیاہ شب میں آئی گویا وہ کوئے کا پرہیزگار سے قہر سے نپک رہے تھے۔

(۲)..... میں نے کہا کہ کیا کوئی عطر ہمارے گھر میں ٹھہر گیا ہے اور لیلیٰ کو پتہ نہ چلا اس کی خوشبو عطر کے برابر تھی۔

سالم نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اگر لوگوں کی باتوں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تجھے ایک بڑا انعام دیتا تجھے اس بارے میں ایک مقام حاصل ہے۔

جعفر بن یزید بن ابان عبد الرحمن بن زید بن جابر قرۃ بن خالد اور قراء میں سے ابو عمرو بن علاء نے اسی سال وفات پائی ابو العلاء کا نام ہی اس کی کنیت ہے بعض نے کہا کہ نام ریان ہے اول صحیح ہے ابو عمرو کا نسب نامہ یہ ہے کہ ابو عمرو بن علاء بن عمار بن عریان بن عبد اللہ بن حسین النخعی البصری۔ اس کے علاوہ ان کے نسب میں اور بھی اقوال ہیں اپنے زمانہ کے فقہ، نحو، لغت کے امام تھے بڑے علماء عالمین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ ابو عمرو بن علاء نے کلام عرب کا بہت سا حصہ جمع کیا تھا۔ ایک وقت ان پر زہد کا غلبہ ہوا تو وہ سب کچھ جلا دیا، بعد میں جب غلبہ ختم ہوا تو ان کے پاس سوائے حافظہ میں محفوظ کئے ہوئے کچھ بھی نہیں تھا عرب کے بہت سے بدو جاہلوں سے ان کی ملاقات ہوئی ہے حسن بصری کے زمانے میں ان کے زمانہ کے بعد یہ مقدم تھے۔

ابو عمرو کے منتخب کلام میں سے یہ بھی ہے جو اس نے الغرۃ فی الجنین کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ وہ اس میں سفیدی کے علاوہ کس چیز کو قبول نہیں کرتی خواہ وہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اس نے یہ آپ ﷺ کے اس قول (غرۃ عبد اہلۃ سے) سمجھی ہے کیونکہ اس سے سفید غلام یا سفید باندی مراد نہیں۔ اگر یہ بات ہوتی تو پھر الغرۃ سے مقید نہیں کرتے کیونکہ الغرۃ مطلق سفیدی کا نام ہے چاہے وہ غلام ہو یا آزاد۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ اہل علم آئمہ مجتہدین میں سے کسی نے اس قول سے اتفاق کیا ہو ابو عمرو بن علاء کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ پورے رمضان شعر کی جگہ قرآن کی تلاوت کرتا تھا ہر روز اس کے لئے نیا کوزہ اور نیا عطر خریداجاتا تھا اصمعی نے دس سال تک اس کی صحبت اختیار کی۔

اس کی وفات ۱۵۵ھ یا ۱۵۴ھ یا ۱۵۹ھ میں ہوئی۔ ان کی عمر نوے سال سے بھی متجاوز تھی ان کی قبر شام یا کوفہ میں ہے۔ واللہ اعلم۔

ابن عساکر نے صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے حالات میں ان کے والد اور دادا کے حوالے سے مرفوعاً حدیث بیان کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ۱۵۴ دن گزرنے کے بعد تم میں سے کسی کتے کے بچے کو پالنا صلیب کے بچے کو پالنے سے بہتر ہے۔ یہ حدیث بہت منکر ہے اس کی اسناد میں نظر ہے، یہی حدیث تمام طرق سے عن شمیہ بن سلیمان عن محمد بن عوف الحمصی عن ابی المغیرہ عبد اللہ بن السمط عن صالح بن علی بیان کی گئی ہے اس سند میں عبد اللہ بن السمط غیر معروف ہے ہمارے شیخ ذہبی نے میزان میں اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ صالح بن علی سے موضوع حدیث مروی ہے۔

واقعات ۱۵۵ھ

اسی سال یزید بن حاتم بلاد افریقہ گیا اس نے اسے از سر نو تعمیر کیا غلبہ پانے والے خارجیوں کو قتل کر دیا ان کے امراء قتل کر دیئے کبراء گرفتار کر لئے اشراف ذلیل کر دیئے اور ان کے شہروں کے خوف کو امن و سلامتی میں بدل دیا اہانت کو کرامت سے بدل دیا امراء و مقتولین میں سے منجملہ ابو حاتم اور ابو عباد بھی تھے ان شہروں میں امن و امان قائم ہونے کے بعد یزید بن حاتم با دقیران میں داخل ہوا ان کی صورت حال کو بھی ٹھیک کر دیا اس کے اہل کو برقرار رکھا اور ان کے خوف کا ازالہ کر دیا۔

الرافقہ کی تعمیر..... اسی سال منصور نے بغداد کی طرز پر الرافقہ کی تعمیر کا حکم دیا اس کی فصیل بنوائی کوفہ کے چاروں طرف خندق کا عمل کیا لوگوں پر عائد کیا ہوا ٹیکس ان سے وصول کیا چنانچہ ہر آسودہ حال شخص سے چالیس درہم وصول کئے حالانکہ اس سے پہلے پانچ درہم عائد تھے بعد میں چالیس وصول کئے ایک شاعر نے اس پر شعر کہا:

اے میری قوم! ہم نے امیر المؤمنین میں کیا دیکھا؟ پانچ پانچ ٹیکس عائد کیا چالیس چالیس وصول کیا۔

سال رواں ہی میں یزید بن اسید سلمی نے موسم گرما کی جنگ لڑی۔

سال رواں ہی میں روم کے بادشاہ نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر منصور سے صلح کا مطالبہ کیا۔

اسی برس منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ کی امارت سے معزول کر کے اس پر بھاری جرمانہ عائد کیا اسی زمانے میں محمد بن سلیمان بن علی کو کوفہ کی امارت سے معزول کیا گیا بعض نے اس کی معزولی کی وجہ یہ بیان کی کہ اس سے کچھ منکرات اور ایسے امور کا ارتکاب ہو گیا تھا جو امیر کی شان کے خلاف تھے۔ بعض نے کہا کہ اس کی معزولی کی وجہ محمد بن ابی العوجا کا قتل تھا۔

محمد بن ابی العوجا زندیق تھا اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ قتل کے وقت اس نے چار ہزار موضوع احادیث گھڑنے کا اعتراف کیا جن میں حلال کو حرام سے اور حرام کو حلال سے بدل دیا گیا تھا نیز وہ عید الفطر کے روز لوگوں سے روزے رکھواتا تھا رمضان میں لوگوں کے روزے خراب کرتا تھا منصور نے اس نیت سے کہ اس کا قتل کا گناہ محمد بن سلیمان کو نہ ہوا سے معزول کر دیا۔ منصور نے اس کو قید کرنے کا ارادہ کیا تو عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا کہ اے امیر نہ اسے معزول کرو اور نہ اسے قتل کرو کیونکہ اس نے اس کے زندیق ہونے کی وجہ سے اسے قتل کیا۔ جب تو اسے معزول کرے گا تو لوگ اس کا شکر ادا کریں گے اور تیری مذمت کریں گے منصور نے کچھ وقت کے لئے اس کی معزولی مؤخر کر دی پھر معزول کر دیا اور اس کی جگہ عمرو بن زبیر کو مقرر کیا۔

اسی سال مدینہ کی امارت سے حسن بن زید کو معزول کیا گیا منصور نے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو اس کا والی بنایا۔ فتح بن سلیمان کو اس کا نائب بنایا۔ مکہ پر محمد بن ابراہیم بن محمد بصرہ پر یثیم بن معاویہ، مصر پر محمد بن سعید اور افریقہ پر یزید بن حاتم امیر تھا۔

صفوان بن عمرو عثمان بن ابی العاتکہ (یہ دونوں دمشق تھے) اور عثمان بن عطاء مسعر بن کدام نے اسی سال وفات پائی۔

حماد الراویہ کے حالات یہ ابن ابی لیلیٰ میسرہ (انہیں ساہور بھی کہا جاتا ہے) بن مبارک بن عبید اللہ یلمی الکوفی، بکیر بن زید بن ظلیل طائی کے غلام تھے ایام عرب، لغات عرب، اخبار عرب، اشعار عرب کے سب سے زیادہ واقف تھے یہی سب سے معلقہ کے جامع ہیں اشعار عرب کو زیادہ روایت کرنے کی وجہ سے الراویہ کے نام سے مشہور ہو گئے ولید بن یزید بن عبد الملک امیر المؤمنین نے ایک بار ان کا امتحان لیا تو انہوں نے اس کو ۲۹ قصیدے سنائے ہر قصیدہ سو بیت پر مشتمل تھا اس کا گمان تھا کہ یہ عرب کے ہر شاعر کے اشعار سنا دیتا ہے ولید نے ایک لاکھ درہم اسے انعام میں دیئے۔

ابو محمد حریری نے اپنی کتاب درۃ الغواص میں بیان کیا ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے عراق کے نائب یوسف بن عمر کے ذریعہ سے حماد کو بلوایا جب حماد اس کے پاس آیا تو وہ سنگ مرمر اور سونے سے مرصع ایک کشادہ مکان میں تھا اس کے پاس دو حسین و جمیل باندیاں تھیں اس نے حماد کو اشعار سنانے کے لئے کہا کہ تو اس نے اشعار سنائے بادشاہ نے کہا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اس نے کہا کہ صرف ایک چیز کا سوال ہے بادشاہ نے پوچھا کہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ ان دونوں باندیوں میں سے ایک باندی کو طلاق دے کر اسے مجھے دے دے بادشاہ نے کہا کہ یہ دونوں باندیاں اور جو کچھ ان پر ہے سب تیرا ہے بادشاہ نے خلوت کے لئے ایک مکان بھی دیا ایک لاکھ درہم دیئے یہ حکایات کا خلاصہ ہے۔

ظاہر ہے کہ ہشام کے بجائے خلیفہ ولید بن یزید تھا کیونکہ اس نے اس کے ساتھ شراب نوشی کا ذکر کیا ہے حالانکہ ہشام شراب نوش نہیں تھا اس کا نائب یوسف بن عمر نہیں تھا ہشام کا نائب تو خالد بن عبد اللہ سری تھا اس کے بعد یوسف بن عمر بن عبد العزیز تھا۔ اسی سال ساٹھ سال کی عمر میں حماد کی وفات ہوئی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ۱۵۸ھ میں حماد نے مہدی کی خلافت کا ابتدائی دور پایا ہے۔

اسی سال حماد عجز و ذنوب یقینیت کی وجہ سے قتل کیا گیا اس کا پورا نام حماد بن عمر بن یوسف الکوفی تھا۔ بعض نے کہا کہ واسطی ہے یہ بنی سواد کا غلام بیہودہ گو شاعر ذہین، زندیق، اسلام کی بابت متہم تھا اس نے دولت امویہ اور دولت عباسیہ دونوں کے دور دیکھے بنی عباس کے زمانے میں اس کی شہرت ہوئی بشار بن برد اور اس کے درمیان بہت جھگڑیاں ہوئیں بشار کا قتل بھی زندیقیت کی وجہ سے ہوا۔ حماد کے ساتھ دفن کیا گیا بعض کا قول ہے کہ حماد نے ۱۵۸ھ یا ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۵۶ھ

اسی زمانہ میں منصور کے نائب یثیم بن معاویہ نے ابراہیم بن محمد کی طرف سے فارس کے عامل عمرو بن شداد کو قتل کیا۔ بعض کا قول ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کی گردن اڑادی گئی پھر اسے سولی دے دی گئی۔

اسی سال منصور نے یثیم بن معاویہ کو جس نے عمرو بن شداد کے قتل کا کارنامہ انجام دیا تھا بصرہ کی نیابت سے معزول کر کے بصرہ کے قاضی سوار بن عبد اللہ کو اس کی جگہ والی بنایا منصور نے قضاۃ اور نماز کی امامت دونوں چیزیں اس کے حوالے کر دیں سعید بن دعلج کو اس کا پولیس افسر مقرر کر دیا عمرو بن شداد کا قاتل یثیم بن معاویہ بغداد واپس آ گیا۔ اپنی باندی کے پیٹ پر لیٹنے کی حالت میں اسی سال اچانک اس کی وفات ہو گئی منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی بنی ہاشم کے قبرستان میں دفن کیا گیا بعض کا قول ہے کہ عمرو بن شداد کی اسے بدعالگی اس لئے انسان کو کسی پر ظلم کرنے سے حتیٰ الامکان گریز کرنا چاہیے۔

سال رواں ہی میں منصور کے بھائی عباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے۔ فارس، اہواز کو ردجلہ پر عمارۃ بن حمزہ کرمان اور سندھ پر ہشام بن عمرو امیر تھے۔

اسی سال ایک قول کے مطابق مشہور قاری و عابد حمزہ الزیت نے وفات پائی انہی کی طرف قرأت کے مدد و طویلہ منسوب ہیں جو انہی کی تجویز کر دہ اصطلاح ہے اسی وجہ سے بعض آئمہ نے ان پر اعتراضات کئے ہیں ایک قول کے مطابق سب سے پہلے سنن کے جامع سعید بن ابی عروبہ، عبد اللہ بن شوزب، عبد الرحمن بن زیاد بن النعمان افریقی اور عمرو بن زرنے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۵۷ھ

اسی سال منصور نے اس نیک شگونی پر کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے گا قصر خلد بنوایا لیکن اس کی تعمیر مکمل ہوتے ہی اس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد محل ویران ہو گیا قصر خلد کے تعمیر کرنے کی ترغیب منصور کو ابان بن صدقہ، منصور کے غلام اور دربان ربیع نے دی تھی اسی زمانہ میں منصور نے بازار دارالامارۃ سے کرخ منتقل کرایا قبل ازیں اس کی وجہ بیان ہو چکی۔

اسی زمانہ میں راستوں کی توسیع کا حکم نامہ جاری کیا گیا۔ اسی برس باب شعیر کی کے پاس پل کی تعمیر کا حکم دیا گیا۔ سال رواں ہی میں منصور نے ردجلہ کے پاس فوج کی نمائش کی وہ ہتھیار بند تھے منصور خود بھی ہتھیار بند تھا۔

اسی زمانہ میں ہشام بن عمرو کو سندھ کی ولایت سے معزول کر کے سعید بن خلیل کو اس کا نائب مقرر کیا گیا۔ اسی سال گرمیوں کی جنگ یزید بن اسید سلمیٰ نے لڑی وہ بلاد روم میں بہت دور تک نکل گیا بطلان کے غلام سنان کو اس نے آگے آگے رکھا متعدد قلعے فتح ہوئے بہت سے افراد گرفتار ہوئے اور کافی مال غنیمت حاصل ہوا۔

اسی سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے۔ حسین بن واقد اہل شام کے فقیہ و امام جلیل علامہ وقت ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو اوزاعی نے اسی سال وفات پائی اہل دمشق اور اس کے مضافات کے باشندے ۲۲۰ھ تک ان کے مذہب پر قائم رہے۔

امام اوزاعی کے کچھ حالات کا بیان یہ عبد الرحمن بن عمرو بن محمد ابو عمرو اوزاعی ہیں اوزاع حمیر کی ایک شاخ ہے امام اوزاعی انہی میں سے ہیں۔ یہ محمد بن سعد کا قول ہے بعض کا قول ہے کہ امام اوزاعی ان میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ ان کے محلے اوزاع کی طرف منسوب ہوئے اوزاع باب فرادیس کے باہر دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے یہ یحییٰ بن عمرو الشیبانی کے عم زاد تھے۔

ابوزرعہ کا قول ہے کہ امام اوزاعی سندھ کے قیدیوں میں سے تھے اوزاع میں اترے یہ نسبت ان پر غالب آگئی اس کی طرف منسوب ہوئے۔ بعض کا قول ہے کہ امام اوزاعی بعلبک میں پیدا ہوئے بقاع میں پھلے پھولے یتیم ہونے کی وجہ سے ماں کی گود میں پرورش پائی ان کی والدہ ان کو ایک شہر سے دوسرے شہر لئے پھرتی تھی خود ہی انہوں نے تربیت کی۔ بادشاہ خلفاء، وزراء اور تجار کی اولاد میں ان سے بڑا کوئی عقلمند، متقی پرہیزگار، فصیح، باوقار، حلیم، روزہ دار نہیں تھا جب بھی کوئی بات کرتے تو سامعین اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اس کو لکھنے کے لئے اپنے آپ کو خود ہی مستعد کر لیتے تھے۔ کتابت اور رسائل میں بڑی مشقت برداشت کی۔

ایک بار امام اوزاعی نے یمامہ جانے کی حدیث املاء کرائی یحییٰ بن ابی کثیر سے حدیث سنی اور انہی کی صحبت اختیار کی انہوں نے حسن اور ابن سیرین سے حدیث کے سماع کے لئے بصرہ میں ان کی تشکیل کی، بصرہ پہنچنے کے بعد پتہ چلا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا دو ماہ قبل انتقال ہو چکا ہے ابن سیرین بیمار تھے حتیٰ کہ اسی مرض میں ان کا انتقال ہو گیا امام اوزاعی ان سے کچھ بھی سن نہ پائے۔

امام اوزاعی نے واپسی میں باب فرادیس کے باہر دمشق کے اوزاع محلہ میں نزول کیا فقہ و حدیث مغازی اور دیگر علوم میں اپنے زمانے کے سردار بن گئے۔

تابعین کی ایک جماعت سے امام اوزاعی کی ملاقات ہوئی ہے ان سے مسلمانوں کے سرداروں کی ایک جماعت (جن میں مالک و انس تھے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ان کے شیوخ میں سے ہیں) نے روایت کی۔ متعدد آئمہ نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں ان کی عدالت و امامت پر جمیع مسلمانوں کا اتفاق ہے امام مالک کا قول ہے کہ امام اوزاعی امام و مقتدی تھے۔

سفیان بن عیینہ وغیرہ کا قول ہے کہ امام اوزاعی امام اہل الزمان تھے ایک مرتبہ آپ حج پر تشریف لے گئے مکہ میں دخول کے وقت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ان کے اونٹ کی لگام پکڑے ہوئے تھے مالک بن انس سواری کو ہانک رہے تھے ثوری اعلان کر رہے تھے اے لوگو شیخ کے لیے جگہ چھوڑ دو حتیٰ کہ ان حضرات نے کعبہ کے پاس امام اوزاعی کو بٹھا دیا دونوں ان کے سامنے بیٹھ کر علم حاصل کرنے لگے۔

ایک بار امام مالک اور امام اوزاعی کا مدینہ میں ظہر تا عصر تا مغرب مناظرہ ہوا مغازی میں امام اوزاعی اور فقہ میں امام مالک غالب رہے۔ مسجد خیف میں رکوع میں جاتے ہوئے اس سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کے بارے میں اوزاعی اور ثوری کا مناظرہ ہوا امام اوزاعی نے اس روایت سے دلیل دی جو انہوں نے زہری سالم بن ابیہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ رکوع میں جاتے وقت رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے ثوری نے اس کے مقابلے میں یزید بن ابی زیاد کی روایت پیش کی۔ امام اوزاعی غضبناک ہو کر کہنے لگے کہ تو زہری کی حدیث کا یزید بن ابی زیاد کی حدیث سے معارضہ کرتا ہے حالانکہ وہ تو زہری کے مقابلے میں ضعیف تھا۔ یہ سن کر ثوری کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اوزاعی نے کہا کہ شاید آپ میری بات پر ناراض ہو گئے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں اوزاعی نے کہا کہ ہم دونوں رکن یمانی کے پاس جا کر ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہیں کہ کون حق پر ہے، یہ سن کر ثوری خاموش ہو گئے۔

ہقل بن زیاد کا قول ہے کہ امام اوزاعی نے ستر ہزار مسائل میں فتویٰ دیا۔ ابوزرعہ کا قول ہے کہ امام اوزاعی سے ساٹھ ہزار مسائل مروی ہیں، بعض کا قول ہے کہ ۱۱۳ھ ۲۵ سال کی عمر میں امام اوزاعی نے فتویٰ دینا شروع کیا اس کے بعد مرتے دم تک فتویٰ دیتے رہے ان کی عقل آخر تک بالکل صحیح تھی۔ یحییٰ بن قطان نے مالک کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ میرے پاس اوزاعی ثوری اور ابو حنیفہ جمع ہوئے میں نے کہا کہ ان میں سے رائج کون ہے؟ اس نے کہا کہ اوزاعی، محمد بن عجلان کا قول ہے کہ امام اوزاعی سے بڑھ کر میں نے مسلمانوں کا خیر خواہ کوئی نہیں دیکھا۔ کسی کا قول ہے کہ امام اوزاعی کو کبھی قہقہہ لگاتے مسکراتے نہیں دیکھا گیا۔

امام اوزاعی کے وعظ کے وقت سامعین زبان سے قلب سے، گریہ کنائی ہوتے، خود امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ مجلس وعظ میں کبھی نہیں روتے تھے بلکہ خلوت میں اتار دیتے کہ لوگوں کو ان پر رحم آجاتا۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ علماء تو اصل میں چار ہیں ثوری، امام ابو حنیفہ، مالک اور اوزاعی۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ امام اوزاعی ثقہ اور متبع سنت تھے، مؤرخین کا قول ہے کہ اوزاعی کا کلام سادہ ہوتا تھا ان کے خطوط منصور کے پاس جاتے تھے وہ آپ کی فصاحت و بلاغت سے بہت متاثر ہوتا۔ ایک

روز منصور نے اپنے سب سے بڑے کاتب سلیمان بن جبالہ سے کہا کہ ہمیں امام اوزاعی کے خطوط کا ہمیشہ جواب دینا چاہئے تاکہ ان کے خطوط کی مدد سے ہم ان لوگوں کو جو امام اوزاعی کے خط سے ناواقف ہیں ان کے صحیح و بلیغ کلام اور حسن خط سے آگاہ کریں۔ کاتب نے کہا اے امیر واللہ روئے زمین پر کوئی بھی ان کی طرح کلام پر قدرت نہیں رکھتا۔

ولید بن مسلم کا قول ہے کہ امام اوزاعی صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک ذکر میں مشغول رہتے اس کے بعد فقہ و حدیث میں مشغول ہو جاتے تھے۔ امام اوزاعی کا قول ہے کہ میں نے خواب میں اللہ کی زیارت کی اللہ نے فرمایا کہ تم ہی ہو جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں آپ کے فضل سے اس کے بعد میں نے اسلام پر خاتمہ کی درخواست کی اللہ نے فرمایا کہ سنت پر بھی۔ محمد بن شعیب بن شابور کا قول ہے کہ جامع دمشق میں مجھے ایک شیخ نے کہا کہ فلاں دن میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا جب وہ وقت آیا تو میں نے انہیں جو کس نکالتے ہوئے دیکھا پھر انہوں نے مجھے کہا کہ جلدی سے دوسروں سے پہلے جنازہ کی چار پائی اٹھا لاؤ میں نے ان سے کہا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں انہوں نے کہا کہ جو میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو، پھر میں نے دیکھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ فلاں قدری ہے فلاں یوں ہے عثمان بن عاتکہ اچھا آدمی ہے۔ اوزاعی تمام لوگوں سے اچھے ہیں تو فلاں دن دنیا سے رخصت ہو گا محمد بن شعیب کا قول ہے کہ اسی دن ظہر کے وقت ہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی یہ ابن مساکر کا قول ہے۔

امام اوزاعی بڑے نمازی اور عابد متقی پر ہیز گار کم گو تھے کہا کرتے تھے کہ رات میں طویل قیام کرنے والے انسان کے لئے اللہ تعالیٰ قیامت کا قیام آسان کر دے گا یہ بات انہوں نے اس ارشاد خداوندی سے اخذ کی تھی:

ومن الليل فاسجد له وسبحه ليلا طويلا ان هؤلاء يحبون العاجلة ويذرون ورا نهم يوم ما ثقيل

ولید بن مسلم کا قول ہے کہ میں نے اوزاعی سے بڑھ کر عبادت میں کوئی مشقت برداشت کرنے والا نہیں دیکھا۔ بعض کا قول ہے کہ امام اوزاعی حج پر گئے تو وہ سواری پر سوار نہیں ہوئے وہ اکثر نماز پڑھتے تھے۔ جب نیند آتی تو کجاوہ سے ٹیک لگاتے، شدت خضوع کی وجہ سے اندھے معلوم ہوتے تھے۔ ایک عورت امام اوزاعی کی اہلیہ کے پاس آئی جس چٹائی پر امام اوزاعی نماز پڑھتے تھے اس عورت نے اسے دیکھ کر کہا کہ شاید اس چٹائی پر بچہ نے پیشاب کر دیا ہے ان کی اہلیہ نے کہا کہ یہ امام اوزاعی کے سجدہ کی حالت میں رونے کے نشانات ہیں ہر روز مصلے پر یہ اثرات ہوتے ہیں۔

امام اوزاعی کا قول ہے کہ سلف کے آثار کو مضبوطی سے پکڑو اگرچہ لوگ تم سے جدا ہو جائیں۔ لوگوں کے اقوال سے اجتناب کرو اگرچہ طمع سازی کے ساتھ انہیں پیش کیا جائے۔ کیونکہ حقیقت عنقریب واضح ہو جائے گی اور تو صراط مستقیم پر ہو گا انہی کا قول ہے کہ سنت پر جیسے رہو افعال و اقوال میں جمہور کی پیروی کرو نیز فرمایا کہ حقیقت میں علم وہی ہے جو امام محمد کے اصحاب کے ذریعے حاصل کیا جائے دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والا علم حقیقت میں علم نہیں ہے امام اوزاعی کہا کرتے تھے کہ عثمان و علی رضی اللہ عنہما کی محبت صرف مومن کے دل میں جمع ہو سکتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے لئے شر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے جنگ و جدال میں مبتلا کر دیتا ہے علم و عمل ان سے اٹھا لیا جاتا ہے۔ مؤرخین کا قول ہے کہ امام اوزاعی سب سے بڑے سخی اور فیاض تھے بنی امیہ کی طرف سے ملی ہوئی بیت المال میں ان کی موٹی چادریں تھیں اسی طرح بنی امیہ ان کے اقارب تھے اور بنی عباس کی طرف سے ستر ہزار دینار کی انہیں موٹی چادریں ملی تھیں انہوں نے ان میں سے اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھا۔ نہ زمین سے کچھ جمع کیا وفات کے روز ان کے پاس صرف سات دینار تھے سارا مال انہوں نے اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا۔

عبداللہ بن علی (جس نے بنی امیہ کو شام سے جلا وطن کیا جس کی بدولت بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا) نے دمشق آنے کے بعد امام اوزاعی کو بلوایا امام اوزاعی تین دن کے بعد اس کے پاس گئے عبداللہ اس وقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں چھری تھی محافظ تلوار سونٹے ہوئے اس کے ارد گرد کھڑے تھے۔ امام اوزاعی نے پہنچ کر سلام کیا تو اس نے جواب نہیں دیا۔ اس چھری کے ساتھ زمین کریدنے لگا پھر اس نے کہا کہ اے اوزاعی عباد اور بلاد سے ہم نے جو ظالمین کا خاتمہ کیا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آیا یہ جہاد ہے، امام اوزاعی نے جواب دیا کہ اے امیر میں نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا ارشاد سنا ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے! آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی ہوگی جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی۔ جس کی ہجرت حصول دنیا یا حصول زوجہ کے لئے ہے تو اس کی

ہجرت اسی طرف ہوگی جس کی اس نے نیت کی ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبداللہ نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ زمین کریدنا شروع کر دی اس کے محافظوں نے اپنے ہاتھ تلواروں کے قبضوں پر رکھ لئے۔

پھر عبداللہ نے اوزاعی سے بنو امیہ کے خون کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین صورتوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں (۱) قاتل (۲) شادی شدہ زانی (۳) دین سے الگ ہونے والی جمعیت کو چھوڑنے والا۔ اس کے بعد پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ اس نے زمین کریدنا شروع کر دی پھر اس نے اوزاعی سے بنی امیہ کے اموال کی بابت دریافت کیا امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اگر وہ ان کے لئے حرام تھے تو تیرے لئے بھی حرام ہوں گے اگر ان کے لئے حلال تھے تو تیرے واسطے شرعی طریقے پر ہی حلال ہوں گے اس کے سننے کے بعد اس نے اور زیادہ تیزی کے ساتھ زمین کریدنا شروع کر دی۔

پھر عبداللہ نے اوزاعی کو قہقہا کے عہدے کی پیش کش کی۔ اوزاعی نے جواب دیا کہ تیرے اسلاف نے یہ مشقت میرے اوپر نہیں ڈالی جس احسان کی انہوں نے مجھ سے ابتدا کی اس کی تکمیل کا میں آپ سے خواہش مند ہوں۔ عبداللہ نے کہا کہ گویا آپ اس سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ اوزاعی نے جواب دیا کہ میرے پیچھے میری بیویاں ہیں ان کی حفاظت میرے ذمے ہے ان کے قلوب میری وجہ سے مشغول ہیں۔ امام اوزاعی کہتے ہیں کہ میں اپنے قتل کے انتظار میں تھا کہ اس نے مجھے واپس کر دیا جب میں نکلا تو میرے پیچھے اس کا ایلچی دوسو دینار لے کر آیا کہنے لگا کہ عبداللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں کہیں خرچ کر دو امام اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے وہ ساری رقم صدقہ کر دی میں نے اس کے خوف سے اسے قبول کیا میں تین روز تک مسلسل روزے رکھ رہا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ عبداللہ کو جب ان کے روزے کا علم ہوا تو عبداللہ نے افطار کے لئے انہیں مدعو کیا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ مؤرخین کا قول ہے کہ اس کے بعد امام اوزاعی اپنے اہل عیال کو لے کر دمشق سے کوچ کر کے بیروت اترے امام اوزاعی کہتے ہیں کہ جب میں بیروت کے قبرستان سے گزرا تو قبرستان میں ایک سیاہ عورت تھی میں نے اس سے آبادی (شہر کا) پوچھا اس نے جواب دیا کہ اگر آبادی کا پوچھ رہے ہو تو اس نے قبرستان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا آبادی تو یہی ہے۔ اگر ویرانی کا پوچھ رہے ہو تو اس نے شہر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ویرانی تیرے سامنے ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے اس کے جواب پر بڑا تعجب ہوا میں نے وہیں اقامت کا فیصلہ کر لیا محمد بن کثیر کا قول ہے کہ میں نے اوزاعی کو کہتے سنا کہ ایک روز میں جنگل کی طرف نکل گیا تو وہاں ایک شخص اعلان کر رہا تھا دنیا باطل ہے دنیا باطل ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی باطل ہے۔

اوزاعی کا قول ہے کہ ہمارے ہاں ایک شخص جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بجائے شکار کرتا تھا وہ خچر سمیت زمین میں دھنس گیا صرف خچر کے کان زمین کے باہر تھے۔

امام اوزاعی ایک روز بیروت کی مسجد سے باہر نکلے تو وہاں پر ایک حلوائی اور پیاز فروش کی دکان تھی پیاز فروش کہہ رہا تھا کہ پیاز شہد سے میٹھایا حلوہ سے میٹھا؟ امام اوزاعی نے کہا کہ سبحان اللہ شاید اس کے نزدیک تھوڑا سا جھوٹ حلال ہے اس وجہ سے یہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھ رہا۔ واقعی کا قول ہے کہ اوزاعی کہتے تھے کہ آج سے قبل ہم ہنستے کھیلتے تھے لیکن آج ہم مقتدی بن گئے تو اب ہمارے لئے یہ چیزیں منع ہیں۔ امام اوزاعی نے اپنے بھائی کو خط لکھا کہ (ابعد) چاروں طرف سے تمہارا گھیراؤ ہو چکا ہے اب اللہ اور اس کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرو، ہو سکتا ہے یہ ہماری آخری ملاقات ہو۔ والسلام۔

ابن ابی الدنیا کا قول ہے کہ مجھ سے محمد بن ادریس نے بیان کیا ہے کہ میں نے لیث کے کاتب ابوصالح سے سنا انہوں نے مقل بن زیاد کے حوالہ سے امام اوزاعی کا وعظ نقل کیا ہے کہ ایک روز امام اوزاعی نے وعظ میں فرمایا اے لوگو! جن نعمتوں سے تم شاد کام ہو اس کے ذریعے اس جلنے والی آگ سے جو دل تک پہنچے گی فرار اختیار کرنے میں قوت حاصل کرو تم فانی جہاں میں ہو بہت جلد تم اس سے کوچ کر جاؤ گے۔ تم ان گذشتہ لوگوں کے جانشین ہو جو دنیا کی زیب و زینت سے دو چار ہوئے وہ عمر، عقل، اجسام، اموال و اولاد میں تم سے آگے تھے۔ انہوں نے پہاڑوں کو کھودا وادی میں چنانوں کو توڑا۔ شہروں میں گھومے وہ سخت گرفت سے مؤید تھے ان کے اجسام ستونوں کی مانند تھے دنیا میں کچھ ہی عرصہ وہ رہ سکے ان کے گھر ویران ہو

گئے ان کے تذکرے ختم ہو گئے کیا تو ان میں سے کسی کو محسوس کرتا ہے؟ یا ان میں سے کسی کی آہٹ کو محسوس کرتا ہے وہ امیدوں کی غفلت میں پرسکون تھے، اپنی موت کے مقررہ وقت سے غافل تھے۔ وہ متمد لوگوں کی طرح لوٹ گئے اور تمہیں اس عذاب الہی کے متعلق علم ہی ہے جو رات کو ان کے صحن میں اتران میں سے بہت سے لوگ اپنے گھروں میں دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے باقی ماندہ لوگ اللہ کی نعمتوں میں غورو فکر کرنے لگے اس کی سزا کے آثار اور ان سے پہلے جو لوگ ہلاک ہو چکے تھے ان کے زوال نعمت کے بارے میں سوچ و بچار کرنے لگے۔ وہ ویران اور خالی گھروں میں غورو فکر کرتے حالانکہ وہ عزت سے گرے ہوئے تھے اور آسائش سے مشہور تھے اور دل ان کی طرف متوجہ تھے اور آنکھیں ان کی طرف لگی ہوئی تھیں اور وہ عذاب الیم سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے ایک نشان بن گئے خوف خدا سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے عبرت بن گئے۔ ان کے بعد تم نے منقوص میعاد اور منقوص دنیا میں ایک ایسے وقت میں صبح جس کی عمدگی آسودگی اور بھلائی اور صفائی رخصت ہو چکی ہے اس میں سے بڑے شر اور گدلاہٹ کے بقیہ حصے اور عبرتوں کے خوف اور بدلنے والی سزاؤں اور فتنوں کے بھیجنے اور زلزلوں کے مسلسل آنے کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہا۔ بحر و بر میں خرابی نمایا ہو چکی ہے وہ گھروں کو تنگ کرتے ہیں اور بھاؤ کو گراں کرتے ہیں جس سے وہ عار اور بے عزتی کا ارتکاب کرتے ہیں پس ان کی ماندہ بنو جنہیں اصل اور طول اجل نے دھوکہ دیا ہے اور جھوٹی خواہشات نے ان سے مذاق کیا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے بنادے کہ جب وہ بلائے جائیں تو جلدی کریں جب وہ روکے جائیں تو رک جائیں اور اپنے ٹھکانے کو سمجھ لیں اور اپنے لئے کام کریں۔

جب منصور شام آیا تو اوزاعی سے ملاقات کی منصور ان سے محبت اور ان کی تعظیم کرتا تھا واپسی پر اوزاعی نے سیاہ لباس نہ پہننے کی اجازت طلب کی تو منصور نے اجازت دے دی ان کے جانے کے بعد منصور نے دربان ربیع سے کہا کہ ان سے سیاہ لباس اختیار نہ کرنے کی وجہ پوچھوان کے سامنے یہ ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرنا کہ منصور نے پوچھا ہے چنانچہ ربیع نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے کسی کو سیاہ لباس کا احرام پہنتے یا اس میں کفن دیتے ہوئے یا دلہن کو اس سے آراستہ کرتے نہیں دیکھا۔

امام اوزاعی شام میں بڑے معظم و مکرم تھے حتیٰ کہ ان کا حکم بادشاہ کے حکم سے بڑا سمجھا جاتا تھا۔ ایک امیر نے ان کو برا بھلا کہا لوگوں نے اسے کہا کہ اس کی دشمنی سے بچو اگر انہوں نے اہل شام کو حکم دے دیا تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔

امام اوزاعی کی وفات کے بعد ایک شخص نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے میں منصور سے بھی زیادہ آپ سے ڈرتا تھا۔ ابن ابی العشرین کا قول ہے کہ اوزاعی نے اکیلے بیٹھ کر اپنے بارے میں لوگوں سے گالیاں سنیں اس کے بعد ہی آپ کی وفات ہوئی۔

ابوبکر بن ابی خثیمہ نے محمد بن عبید اللطیفی کا قول نقل کیا ہے کہ میں ثوری کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے ان کے پاس آ کر کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پھولوں کا گلہ ستہ اکھڑ گیا۔ ثوری نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو اوزاعی کا انتقال ہو گیا ہے انہوں نے یہ خواب لکھ لیا اس کے بعد خبر آئی کہ اوزاعی کا اسی روز انتقال ہوا تھا۔

ابو مسہر کا قول ہے کہ امام اوزاعی کی اہلیہ نے حمام کا دروازہ بند کر دیا اس وقت اوزاعی اندر تھے یہی ان کی موت کا سبب بن گیا ان کی بیوی نے عدا ایسا نہیں کیا سعید بن عبد العزیز نے امام اوزاعی کی بیوی کو ایک غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔

راوی کا قول ہے کہ امام اوزاعی نے سونا چاندی زمین و سامان کچھ بھی پیچھے نہیں چھوڑا وفات کے روز ان کی تنخواہ سے صرف چھیا سی درہم بچے تھے۔ اس نے دیوان سائل میں لکھے تھے کسی دوسرے کا قول ہے کہ مالک حمام نے دروازہ بند کر کے تالا لگا کر اپنے کسی کام سے چلا گیا بعد میں آ کر اس نے دروازہ کھولا تو امام اوزاعی کی وفات ہو چکی تھی۔ ان کا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے تھا قبلہ رخ ہو کر مردہ حالت میں پڑے ہوئے تھے (اللہ ان پر رحم فرمائے)۔

میں کہتا ہوں کہ بیروت میں ان کی وفات ہونے کے بارے میں سب کا اتفاق ہے البتہ ان کی عمر اور سن وفات میں اختلاف ہے۔ یعقوب بن سفیان نے سلمہ سے امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ امام اوزاعی کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی عباس بن ولید بیردتی کا قول ہے کہ امام اوزاعی نے اتوار کے روز ۲۸ صفر میں ۱۵۷ھ میں وفات پائی، یہی جمہور، ابو مسہر، ہشام بن عمار، ولید بن مسلم کا قول ہے۔ یحییٰ بن معین، دحیم، خلیفہ بن خیاط ابی عبید سعید بن عبد العزیز وغیرہ نے حضرت عباس کا قول نقل کیا ہے کہ امام اوزاعی کی عمر ستر سال سے کم تھی کسی دوسرے کا قول ہے کہ ستر سے زائد تھی۔ صحیح قول ہے کہ

۶۷ھ کی موت کے صحیح قول کے مطابق ان کی پیدائش ۸۸ھ میں ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ ۶۷ھ میں ہوئی لیکن یہ ضعیف ہے۔
 کسی شخص نے وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ تو ان سے کہا کہ مجھے اللہ کے قرب کا ذریعہ بتا دیجئے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں نے جنت میں علماء عالمین سے اونچا مقام کسی کا نہیں دیکھا۔

واقعات ۱۵۸ھ

اسی سال قصر خلد کی تکمیل ہوئی۔ منصور اس میں چند روز رہا پھر اس کی وفات ہو گئی۔
 اسی زمانہ میں طغیۃ الروم کی وفات ہوئی۔

سال رواں ہی میں منصور نے اپنے لڑکے مہدی کو رقبہ بھیجا اسے موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے خالد بن برمک کو اس کی جگہ والی بنانے کا حکم دیا اس کی وجہ بڑی عجیب و غریب تھی کہ منصور نے خالد سے ناراض ہو کر تین لاکھ جرمانہ اس پر عائد کر دیا۔ خالد مال نہ ہونے کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔ تم کا اکثر حصہ ادا کرنے سے قاصر تھا منصور نے اسے صرف تین روز کی مہلت دی تھی کہ اس کے بعد تو مباح الدم ہوگا اس نے اپنے لڑکے یحییٰ کو قرض لینے کیلئے امراء کے پاس بھیجا۔ چنانچہ ایک نے ایک لاکھ کسی نے کم کسی نے زیادہ دیئے۔ یحییٰ بن خالد کہتے ہیں کہ میں اسی پریشانی کے عالم میں بغداد کے پل پر تھا کہ پل پر موجود راستہ بتانے والے لوگوں میں سے ایک نے آکر مجھے پریشانی دور ہونے کی خبر دی میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اس نے آگے بڑھ کر میرے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا کہ مجھے تیری پریشانی معلوم ہے۔ انشاء اللہ، اللہ تیری پریشانی دور کرے گا کل تو اس حالت میں یہاں سے گذرے گا کہ جھنڈا تیرے ہاتھ میں ہوگا اگر میری بات سچ نکلے تو مجھے پانچ ہزار روپے دے دینا میں نے کہا کہ ضرور۔ اگر وہ پچاس ہزار کا مطالبہ کرتا تو اس کا بھی وعدہ کر لیتا کیونکہ میرے نزدیک اس کی بات پوری ہونا ناممکن تھا اس کے بعد میں چلا گیا مجھ پر تین لاکھ جرمانہ باقی تھا۔ اسی اثناء میں موصل کے ٹوٹنے کر دوں کے اس میں فساد پھیلانے کی اطلاع منصور کو ملی۔ منصور نے امراء سے مشورہ کیا کہ اس صورتحال میں موصل کو کون سنبھال سکتا ہے؟ بعض نے خالد بن برمک کے بارے میں مشورہ دیا منصور نے کہا کہ ہم نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا اس کے باوجود بھی اس میں موصل کے حالات کنٹرول کرنے کی صلاحیت ہے اس نے کہا کہ ہاں میں اس چیز کا ضامن ہوں منصور نے خالد بن برمک کو بلا کر کہا کہ موصل کا حاکم بنا دیا اس کے لڑکے کو آذر بایجان کا امیر بنا دیا اس کا تاوان ختم کر کے اسے جھنڈا بھی دیا لوگوں نے ان دونوں کی خدمت کی۔ یحییٰ کا قول ہے کہ ہم اس پل کے پاس سے گزرے اس شخص نے حسب وعدہ مجھ سے پیسے مانگے میں نے اس کو پانچ ہزار دے دیئے اس نے ان پر قبضہ کر لیا۔

اس سال منصور حج پر گیا قرہ بانی کا جانور بھی اپنے ساتھ لے گیا کوفہ سے کچھ آگے گزرا تھا کہ اس کو درد شروع ہو گیا جو بعد میں اس کی وفات کا سبب بنا۔ بد مزاجی کی وجہ سے گرمی کی شدت اور دوپہر میں سفر نے اس کے درد میں اضافہ کر دیا اس کے ساتھ اسہال بھی شروع ہو گئے اس کے مرض میں اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ مکہ میں داخل ہوا تو چھ ذی الحجہ ہفتہ کے روز اس کی وفات ہو گئی۔ اس کی نماز جنازہ پڑھ کر مکہ کے بالائی حصہ باب المعلاۃ کی گھاٹی میں دفن کیا گیا اس وقت اس کی عمر ۶۳ یا ۶۴ یا ۶۵ سال تھی۔ بعض کا قول ۶۸ سال کا بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

در بان ربیع نے اس کی موت کو چھپائے رکھا تا آنکہ اس نے سردار امراء بنی ہاشم سے مہدی کے لئے بیعت نہ لے لی پھر اسے دفن کیا گیا۔ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس نے اس سال حج کے موقع پر تکبیر کہی۔

منصور کے حالات..... یہ عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ابو جعفر المنصور ہے یہ اپنے بھائی سفاح سے بڑا تھا اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام سلامہ تھا انہوں نے دادا کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ دائیں ہاتھ میں انگلی پھنتے تھے ابن عساکر نے اسے محمد بن ابراہیم السلمی عن المامون عن الرشید عن المہدی عن ابیہ المنصور کے طریق سے روایت کیا ہے۔

۱۳۶ھ ماہ ذی الحجہ میں سفاح کی موت کے بعد ۴ سال کی عمر میں منصور کی بیعت کی گئی۔ منصور کی ولادت مشہور قول کے مطابق ۹۵ھ بقاء کے حمیہ شہر میں ہوئی اس کی خلافت کچھ ایام کم ۲۲ برس رہی منصور گندی رنگ، بڑے بارعب، ہلکی ریش، کشادہ پیشانی، بلند ناک اور بڑی آنکھوں والا تھا گویا

کہ اس کی دو آنکھیں دو بولنے والی زبان ہیں اس کے ساتھ شاہانہ نخوت بھی ملی ہوئی تھی جسے دل قبول کر کے آنکھیں اس کا پیچھا کرتیں۔ محبت سے شریف ظاہری صورت سے سخت طبیعت معلوم ہوتا تھا۔ چال میں شیر تھا۔ بعض اس کے دیکھنے والوں نے اس کے حالات یہی بیان کئے ہیں۔ ابن عباس سے صحیح طور پر مروی ہے کہ سفاح اور منصور مجھ سے ہوں گے ایک روایت میں ہے کہ ہم ان کو عیسیٰ بن مریم کے حوالے کر دیں گے یہ مرفوع روایت ہے نہ کہ صحیح اور موقوف۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ منصور کی والدہ نے اس کے حمل کے وقت خواب دیکھا کہ مجھ سے ایک شیر نکلا وہ اپنے اگلے ہاتھوں پر گھڑا ہوا ہاڑ رہا تھا تمام شیروں نے آکر اسے سجدہ کیا۔

منصور کا قول ہے کہ میں نے بچپن میں ایک خواب دیکھا تھا جو سونے کی تختیوں اور بچوں کی گردنوں میں لٹکانے کے قابل ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسجد حرام میں ہوں کہ اچانک دیکھا کہ آپ ﷺ ہیں اور لوگ آپ کے چاروں طرف جمع ہیں۔ آپ کے پاس سے ایک منادی ندا دیتے ہوئے نکلا کہ عبداللہ کہاں ہیں؟ میرا بھائی کھڑا ہوا لوگوں کو روندتا ہوا خانہ کعبہ کے پاس پہنچ گیا اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر داخل کر دیا کچھ دیر کے بعد وہ سیاہ جھنڈا لے کر وہاں سے نکلا پھر ندالگائی گئی کہ عبداللہ کہاں ہے؟ میں اور میرا چچا عبداللہ بن علی کھڑے ہوئے لیکن میں سبقت کر کے خانہ کعبہ کے دروازے پر پہنچ گیا میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر و بلال رضی اللہ عنہم موجود ہیں آپ نے مجھے جھنڈا عطا کیا۔ امت کے بابت مجھے وصیت کی ۲۳ چیز کا مجھے عمامہ باندھا فرمایا کہ اے قیامت تک ہونے والے خلفاء کے باپ اسے پکڑ لو۔

بنو امیہ کے دور میں اتفاقاً منصور جیل چلا گیا نو بخت نجومی نے اس سے ملاقات کی اس میں سرداری کی علامات دیکھ کر اس سے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں بنی عباس سے ہوں نجومی نے منصور کی کنیت اور نسب معلوم کرنے کے بعد کہا تم ہی زمین میں خلیفہ بنو گے۔ منصور نے کہا کہ کیا کہہ رہے ہو نجومی نے کہا کہ میں صحیح کہہ رہا ہوں نجومی نے کہا کہ مجھے ایک خط لکھ دے کہ تو خلیفہ بننے کے بعد مجھے کچھ دے گا منصور نے لکھ دیا۔ پھر منصور نے خلیفہ بننے کے بعد اس نجومی کا اعزاز و اکرام کیا جس کی وجہ سے وہ منصور کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہو گیا پھر بعد میں اس کا خاص بن گیا۔

۱۴۰ھ میں منصور نے حیرہ سے احرام باندھ کر لوگوں کو حج کرایا ۱۴۴ھ، ۱۴۷ھ، ۱۵۲ھ پھر اسی سن میں منصور نے حج کیا بغداد و رصافہ رافقہ قصر خلد منصور نے بنوائے۔

ربیع بن یونس حاجب کا قول ہے کہ میں نے منصور کو کہتے سنا کہ خلیفہ چار ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم بادشاہ بھی چار ہیں عبدالملک بن مروان ہشام بن عبدالملک میں اور مالک مجھ سے منصور نے پوچھا آپ ﷺ کے بعد افضل کون ہے میں نے کہا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما منصور نے میری تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ میرے نزدیک بھی یہی ہیں۔

اسامیل بہری سے روایت ہے کہ میں نے منصور سے عرفہ کے روز منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! میں زمین پر اللہ کا بادشاہ ہوں اس کی توفیق و رہنمائی سے تمہاری دیکھ بھال کرتا ہوں اس کے مال کا خازن ہوں جسے میں اس کی اجازت سے تقسیم کرتا ہوں اس نے مجھے اس خزانے پر قفل بنایا ہے جب وہ تمہارے درمیان عطیات تقسیم کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو مجھے کھول دیتا ہے جب چاہتا مجھے بند کر دیتا ہے تم اللہ کی طرف رغبت کرو اے لوگو اس سے اس سن سے سوال کرو جس دن اس نے تمہیں اپنے فضل سے نوازا۔ جس کی اس نے تمہیں اپنی کتاب سے خبر دی:

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام ديناً

وہ مجھے تمہارے درمیان حج کا مہل توفیق دے تم پر احسان اور نعت کا میرے دل پر القاء کر دے۔ عدل کے ساتھ تمہارے درمیان عطیات تقسیم کرنے کے لئے میرا فضل قبول دے۔ یقیناً اللہ سننے اور جواب دینے والا ہے۔

ایک روز منصور کے خطبہ کے دوران ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے امیر المؤمنین! جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں اسے یاد کیجئے جو کام آپ کر رہے ہیں یا پھوڑ رہے ہیں ان میں اللہ سے ڈرینے، منصور کا موش رہا تا آنکہ اس نے اپنی بات مکمل کر لی۔ پھر منصور نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس شخص کے مانند بننے کے جس کی بات ارشاد اللہ کی ہے (ببابت اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو غیبت اسے گناہ میں لگا دیتی ہے) یا میں اللہ

کا نافرمان بندہ بن جاؤں اے لوگو نصیحت ہم پر اتری ہے اور ہمارے پاس سے آئی ہے۔

اس کے بعد منصور نے اس شخص سے کہا کہ تو نے یہ بات اللہ کی رضا کے لئے نہیں کہی بلکہ اس لئے کہی کہ لوگ کہیں گے اس شخص نے امیر کو نصیحت کی ہے اے لوگو! تمہیں اس کی بات دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ تم بھی اسی طرح کرنے لگو پھر اس نے اس کے بارے میں حکم دیا اس نے یاد کر لیا منصور نے اپنا خطبہ مکمل کر لیا پھر اس کے ساتھی سے کہا کہ اس پر دنیا پیش کرو اگر یہ قبول کر لے تو اس نے یہ بات اللہ کی رضا کے لئے نہیں کہی اگر قبول نہ کرے تو یہ شخص مخلص ہے دونوں صورتوں کی مجھے خبر دے دینا چنانچہ اس کا ساتھی مسلسل اسے دنیا پیش کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے قبول کر لیا دنیا کی طرف متوجہ ہو گیا پھر اس نے اسے نا انصافی اور مظالم کا والی بنادیا اور حسین و جمیل لباس اور دینوی ہیئت میں اسے خلیفہ کے پاس لے آیا۔

خلیفہ نے اسے کہا کہ تو ہلاک ہو تو نے اس روز وہ بات اللہ کی رضا کے لئے نہیں کہی تھی اگر اللہ کی رضا کے لئے کہی ہوتی تو دنیا قبول نہیں کرتا پھر اس کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

منصور نے اپنے لڑکے مہدی سے کہا کہ خلیفہ کی اصلاح تقویٰ بادشاہ کی اصلاح اطاعت رعایا کی اصلاح عدل سے ہوتی ہے سب سے زیادہ قوی شخص معاف کرنے والا لوگوں میں سب سے بہتر ہے اپنے سے کمتر پر ظلم کرنے والا بے وقوف ہے۔

منصور نے کہا کہ شکر کے ذریعے نعمت عفو کے ذریعے قدرت محبت کے ذریعے طاعت تواضع اور لوگوں پر رحم کے ذریعے مدد کو ہمیشہ طلب کرو دنیا اور اللہ کی رحمت سے اپنا حصہ مت بھول۔

ایک روز مبارک بن فضالہ کی موجودگی میں منصور نے ایک شخص کے قتل کا ارادہ کیا چڑے کا فرش اور تلوار بھی موجود تھی مبارک نے کہا کہ میں نے حسین سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا جس کا اللہ کے ذمے اجر ہے وہ کھڑا ہو جائے جس نے دنیا میں کسی کو معاف کیا ہو گا وہ بھی کھڑا ہو جائے گا۔ اس کے بعد منصور نے اسے معاف کر دیا پھر حاضرین کے سامنے اس کے جرائم اور غلطیوں کا ذکر کرنے لگا۔

اصمعی کا قول ہے کہ منصور کے پاس ایک شخص کو سزا کے لئے لایا گیا اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! انتقام عدل ہے معاف کرنا احسان ہے امیر المؤمنین نے دونوں حصوں میں سے کم حصہ کو اور دو درجوں میں سے کم درجہ کو پسند کرنے سے اللہ کی پناہ مانگی ہے۔ راوی کا قول ہے کہ منصور نے اسے معاف کر دیا۔

اصمعی کا قول ہے منصور نے ایک شامی باشندے سے کہا تم اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے ہماری حکومت کے بدولت تم سے طاعون دور کیا۔ اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اللہ ہم پر ردی کھجور کم ناپ تول تمہاری حکومت اور طاعون جمع نہیں کریگا، منصور کی بردباری اور عفو کی حکایات بے شمار ہیں۔

ایک درویش منصور کے پاس آکر کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے تجھے اور وافر دنیا عطا کی ہے۔ اس کے بدلہ اپنے نفس کیلئے بھی کچھ خرید لے قبر کی پہلی رات کو یاد کر اس کی مثل رات دنیا میں کبھی تجھ پر نہیں آئی ہوگی۔ اس رات کو یاد کر جو دن سے الگ ہوگی اس کے بعد رات نہیں ہوگی۔ راوی کہتا ہے کہ اس کی بات نے منصور کو خاموش کر دیا۔ منصور نے اس درویش کیلئے مال کا حکم دیا۔ اس نے کہا اگر میں مال کا محتاج ہوتا تو تجھے نصیحت نہ کرتا۔

ایک روز عمرو بن عبید قدری منصور کے پاس آیا۔ منصور نے خوب اس کا اعزاز و اکرام کیا۔ اس کے اہل و عیال کی خیریت دریافت کی پھر اس سے نصیحت کی درخواست کی۔ عمرو نے سورۃ الفجر (ان ربک لبالمرصاد) تک اس کے سامنے پڑھی منصور خوب گریہ کنناں ہوا۔ گویا کہ اس نے یہ آیات پہلی مرتبہ سنی۔

پھر منصور نے کہا اور زیادہ نصیحت کیجئے عمرو بن عبید نے کہا اللہ نے تجھے خوب مال و دولت عطا کیا۔ اپنے نفس کیلئے بھی اس سے کچھ فائدہ حاصل کر۔ یہ حکومت تجھ سے قبل پہلے لوگوں کے پاس تھی۔ پھر تیرے پاس آگئی۔ تیرے بعد دوسروں کو مل جائے گی۔ قیامت کو روشن کرنے والی رات کو یاد کر۔ منصور اتنا روکا کہ اس کی پلکیں حرکت کرنے لگیں۔ سلیمان بن مجالد نے کہا امیر پر نرمی کرو۔ عمرو نے کہا اللہ کے خوف سے رونے میں کوئی حرج نہیں۔

منصور نے عمرو کیلئے دس ہزار کا حکم دیا۔ عمرو نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں منصور نے کہا قسم بخدا آپ کو یہ قبول کرنے ہوں گے۔ انہوں نے کہا واللہ میں قبول نہیں کروں گا۔ منصور کا لڑکا مہدی اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا تم دونوں قسم اٹھاتے ہو۔ عمرو نے منصور سے پوچھا یہ کون ہے؟

اس نے کہا یہ میرا لڑکا مہدی ہے جو میرے بعد ولی عہد بنے گا۔ عمرو نے کہا آپ نے اس کا نام ایسا رکھا جس کا وہ مستحق نہیں، آپ نے اسے نیکوں کا لباس پہنا دیا۔ حکومت اس کے سپرد کر دی حالانکہ وہ اس کا اہل نہیں۔

اس کے بعد عمرو مہدی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اے میرے بھتیجے! تیرے والد کیلئے قسم توڑنا تیرے چچا سے زیادہ آسان ہے۔ کیوں کہ تیرا والد اس کا کفارہ ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

اس کے بعد منصور نے عمرو سے ضرورت کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا میری ضرورت یہ ہے کہ آپ میرے پاس پیغام نہ بھیجنا کہ مجھے آنا پڑے۔ مجھے کچھ مدت دو کہ مجھے دوبارہ تم سے سوال کرنا پڑے۔ منصور نے کہا پھر تو دوبارہ ہماری ملاقات نہیں ہوگی۔ عمرو نے کہا آپ نے ضرورت کے بارے میں سوال کیا تھا میں نے اس کا جواب دیا ہے۔ اس کے بعد منصور نے اسے رخصت کیا منصور کی آنکھیں دور تک یہ شعر پڑھتی ہوئیں اس کا تعاقب کرتی رہیں تم سے ہر شخص عمرو کے علاوہ آہستہ چلنے والا شکار کا طالب ہے۔

بعض کا قول ہے عمرو نے منصور کو نصیحت کرنے کیلئے ایک قصیدہ تیار کیا تھا جو اس نے منصور کو سنایا وہ یہ ہے:

- (۱)..... اے وہ شخص! جس کی امیدوں نے اسے دھوکہ دیا، امیدوں کے ذرات موت اور زندگی کو مقدر کرنے والے ہیں۔
- (۲)..... کیا تو نہیں دیکھتا کہ دنیا اور اس کی زینت اس قافلہ کی طرح ہیں جو کسی جگہ پڑاؤ کرتا ہے پھر وہاں سے کوچ کرتا ہے۔
- (۳)..... اس کی موتیں گھات میں ہیں۔ اس کی زندگی تنگ گزران والی ہے۔ اس کا خلوص گدلا ہے۔ اس کی حکومت تبدیل ہونے والی ہے۔
- (۴)..... اس کے باشندے کو خوف زخم لگاتے رہتے ہیں۔ اسے نرمی اور خوشی راس نہیں آتی۔
- (۵)..... گویا وہ موتیوں اور ہلاکتوں کا نشانہ ہے جس میں حوادث زمانہ آتے جاتے رہتے ہیں۔
- (۶)..... اس کی مصائب اسے گھماتی رہتی ہیں۔ جن میں سے بعض اسے لاحق ہو جاتی ہیں اور بعض خطا کر جاتی ہیں۔
- (۷)..... نفس راہ فرار اختیار کرنے والا ہے۔ موت اس کی جستجو میں ہے ہر شخص کی مشکل اس کے نزدیک معمولی ہے۔
- (۸)..... انسان کی ہر کوشش اپنے وارث کیلئے ہوتی ہے۔ قبر انسان کی ہر سعی کی وارث بن جاتی ہے ابن درید نے دیاشی کے حوالہ سے محمد بن سلام کا قول نقل کیا ہے کہ ایک باندی نے منصور کے جسم پر پیوند زدہ کپڑا دیکھ کر تعجب کا اظہار کیا۔ منصور نے اسے جواب دیا تجھ پر افسوس تو نے ابن ہرثمہ کا شعر نہیں پڑھا۔ نو جوان بوسیدہ چادر اور پیوند لگے ہوئے کپڑے کے باوجود شرف حاصل کر لیتا ہے۔
- ایک درویش نے منصور سے کہا قبر کی پہلی رات کو یاد کر ایسی رات دنیا میں کبھی تو نے نہیں دیکھی ہوگی۔ دن سے خالی رات کو بھی یاد کر۔ درویش کی اس بات نے منصور کو خاموش کر دیا۔ منصور نے اس کیلئے مال کا حکم دیا۔ اس نے کہا اگر مجھے مال کی ضرورت ہوتی تو میں تجھے نصیحت نہ کرتا ابو مسلم کے قتل کے وقت منصور نے درج ذیل اشعار پڑھے:

- (۱)..... جب تو ذی رائے ہے تو ذوق عزم بھی بن جا۔ کیوں کہ رائے کا فساد یہ ہے کہ وہ ایک جگہ قائم نہیں رہتیں۔
 - (۲) دشمن کو ایک دن کی بھی مہلت مت دے ان کی ہلاکت میں جلدی کرتا کہ دوبارہ وہ نقصان نہ پہنچائیں۔
- منصور نے جب ابو مسلم کو اپنے سامنے مقتول دیکھا تو دوشعر کہے:
- تیری تین عادتوں نے مجھے یقینی طور پر تیرے قتل پر آمادہ کیا اول، تیرا میری مخالفت کرنا۔ ثانی، تیری طرف سے عہد شکنی۔ ثالث، جمہور عوام کا تیرے آگے سے پکڑ کر چلانا۔

منصور ہی کے چند اشعار ہیں:

- (۱)..... انسان درازی عمر کی تمنا کرتا ہے حالانکہ وہ اس کیلئے نقصان دہ ہوتی ہے۔
 - (۲)..... اس کی خندہ پیشانی بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ وہ آسودگی کے بعد بد مزہ ہو کر باقی رہ جاتی ہے۔
 - (۳)..... زمانہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ کہ وہ کوئی خوشی نہیں دیکھ پاتا اگر میں مر جاؤں تو کتنے لوگ میری موت پر خوش ہونے والے ہیں۔
- مورخین کا قول ہے منصور دن کے شروع میں امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنے لوگوں کو امیر بنانے امیروں کے معزول کرنے اور عوام الناس کی

مصالح کے انتظام کرنے میں گزارتا تھا۔ ظہر تا عصر گھر پر آرام کرتا۔ بعد عصر خاص گھر والوں کی مصالح میں غور و فکر کرنے کیلئے بیٹھتا، بعد عشاء اطراف ملک سے آئے ہوئے خطوط پڑھتا۔ ثلث لیل تک قصہ گوئی کرنے والا اس کے پاس رہتا۔ پھر گھر پر رات کے دوسرے ثلث تک آرام کرتا اس کے بعد بیدار ہو کر وضو کر کے نماز میں مشغول ہو جاتا حتیٰ کہ فجر روشن ہو جاتی۔ پھر گھر سے نکل کر لوگوں کو نماز فجر پڑھاتا۔ اس کے بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوتا۔

منصور نے ایک شخص کو کسی شہر کا عامل بنا کر بھیجا اسے پتہ چلا کہ اس عامل نے شکار کیلئے کتے اور باز تیار کئے ہوئے ہیں۔ منصور نے اسے لکھا تو اپنے خاندان سمیت ہلاک ہو۔ ہم نے تجھے مسلمانوں کے امور کا عامل بنا کر بھیجا ہے نہ کہ جنگل کے وحشی جانوروں کا۔ جس چیز کا ہم نے تجھے عامل بنایا تھا وہ فلاں شخص کے سپرد کر دے اور تو ذلت و رسوائی کی حالت میں اپنے اہل واپس لوٹ جا۔

ایک روز منصور کے سامنے ایک خارجی لایا گیا جس نے منصور کے لشکر کو متعدد بار شکست دی تھی۔ جب وہ منصور کے سامنے کھڑا ہوا تو منصور نے اسے کہا اے ابن الفاعلہ تو ہلاک ہو تو ہی ہے وہ جو لشکروں کو شکست دیتا ہے۔ خارجی نے کہا تجھ پر ہلاکت ہو کل میرے اور تیرے درمیان تلوار زنی اور قتل و غارتگری کا بازار گرم تھا۔ آج ہمارے درمیان دشنام بازی ہے اور طعنہ زنی ہو رہی ہے۔ تجھے کسی چیز نے یقین دلایا کہ میں تیرے سامنے جاؤں گا جبکہ میں زندگی سے مایوس ہو چکا ہو۔ میں تیری طرف کبھی رخ بھی نہیں کروں گا۔ راوی کا قول ہے کہ اس کے بعد منصور نے شرمندہ ہو کر اسے چھوڑ دیا۔ ایک سال تک اس کا چہرہ نہیں دیکھا منصور نے اپنے لڑکے کو ولی عہد بناتے وقت کہا تھا۔ اے لڑکے شکر کے ذریعہ نعمت، غفو کے ذریعہ قدرت، تواضع کے ذریعہ مدد، اطاعت کے ذریعہ محبت کو ہمیشہ طلب کرو دنیا اور اللہ کی رحمت سے اپنا حصہ مت بھول۔

منصور ہی کا قول ہے اے بیٹے عقلمند وہ شخص نہیں جو کام میں واقع ہونے کے بعد اس سے بچاؤ کی تدبیر نکالے۔ بلکہ عقلمند وہ شخص وہ ہے جو ابتداء ہی سے غلط کام میں واقع نہ ہو۔

نیز اسی کا قول ہے اے لڑکے تو مجلس میں اس وقت تک بیٹھ جب تک محدث حدیث بیان کرے۔ اسلئے کہ زہری کا قول ہے علم حدیث مذکر ہے مذکر ہی اسے پسند کرتے ہیں خواتین اسے پسند نہیں کرتیں۔ زہری کے بھائی نے سچ کہا۔

منصور جوانی میں اپنے خیال سے حدیث فقہ حاصل کرتا تھا اسے حتیٰ کہ اس نے اس میں ایک قسم کی دسترس حاصل کر لی تھی۔ ایک روز منصور سے پوچھا گیا کہ آپ کی کوئی تمنا باقی ہے۔ اس نے کہا میری صرف ایک تمنا باقی ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا۔ اس نے کہا محدث کے سامنے جب شیخ کا تذکرہ کیا جائے تو اس کا رحمک اللہ کہنا۔ اس کے بعد اس کے وزراء کا تبوں نے جمع ہو کر کہا اے امیر المؤمنین ہمیں حدیث املاء کرائے۔ منصور نے کہا تم وہ نہیں ہو۔ وہ تو میلے کچیلے کپڑے۔ پھنے ہوئے پاؤں پر اگندہ بال والے ہوتے ہیں۔ وہ آفاق میں گھومتے مسافرتیں قطع کرتے والے ہوتے ہیں وہ کبھی مراقب کبھی حجاز، کبھی یمن میں ہوتے ہیں ان کا نام ناقلمین حدیث ہے۔

منصور نے ایک روز اپنے لڑکے مہدی سے اس کی سواریوں کی تعداد دریافت کی۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ منصور نے کہا یہ ہی تو کوتاہی ہے تو تو امر خلافت کو بہت ضائع کرے گا اے لڑکے اللہ سے ڈر۔

مہدی کی لونڈیوں میں سے ایک خاص لونڈی منصور کے پاس آئی۔ اس کی ڈاڑھ میں درد تھا جس کی وجہ سے اس نے دونوں ہاتھ کنپٹیوں پر رکھے ہوئے تھے۔ اس نے باندی خالصہ سے پوچھا تیرے پاس کتنے پیسے ہیں؟ اس نے جواب میں کہا ایک ہزار۔ منصور نے کہا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ کر قسم اٹھا اس نے کہا اس ہزار دینار۔ منصور نے کہا وہ اٹھا کر مجھے لا کر دیدو۔ باندی کہتی ہے کہ میں مہدی کے پاس گئی اسے ساری بات بتادی۔ اس نے مجھے پاؤں مار کر کہا تو ہلاک ہو، اس کی ڈاڑھ میں درد نہیں ہے میں نے کل اس سے پیسے مانگے تھے۔ وہ جان بوجھ کر بیمار ہو گیا اب تو تجھے وہ رقم اسکو دینی پڑے گی پسند ہے۔ اس نے وہ رقم اسے دیدی اس نے مہدی کو بلا کر کہا تم تو مجھ سے پیسے مانگ رہے تھے۔ حالانکہ خالصہ کے پاس کتنے پیسے ہیں۔

منصور نے اپنے خزانچی سے کہا۔ جب مجھے مہدی کی آمد کا علم ہو تو اس کی آمد سے قبل مجھے دو پرانے کپڑے لا کر دیدینا۔ چنانچہ اس نے اس کی آمد سے قبل دو پرانے کپڑے لا کر خلیفہ کو دیدے۔ اس کے بعد مہدی آیا منصور ان کپڑوں کو الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ مہدی نے مذاق کیا منصور نے کہا اے میرے لڑکے جس کے پاس پرانے کپڑے نہیں اس کے پاس نئے بھی نہیں ہوں گے۔ سردی آرہی ہے ہم اہل و عیال کی مدد کے محتاج ہیں۔ مہدی نے

کہا امیر المؤمنین اور اس کے اہل و عیال کے کپڑے میرے ذمے ہیں۔ مہدی نے کہا ٹھیک ہے جلد ہی اس پر عمل کر۔
ابن جریر بیہم کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ منصور نے ایک ایک دن میں اپنے بعض چچاؤں کو ہزار روپے تک دیئے اور اس دن اپنے گھر میں دس ہزار روپے تقسیم کئے۔ کوئی خلیفہ ایسا نہیں گذرا جس نے ایک دن میں اتنی رقم خرچ کی ہو۔

ایک قاری نے منصور کے سامنے یہ آیت (ترجمہ) (جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں) پڑھی تو منصور نے قسم کھا کر کہا اگر مال بادشاہ کیلئے قلعہ۔ دین و دنیا کیلئے ستون اور عزت نہ ہوتا تو میں ایک درہم اپنی ملک میں رکھ کر ایک شب بھی نہ گزارتا۔ لیکن مال کے خرچ کرنے میں لذت اور اس کے دینے میں بڑے اجر کے ہونے کی وجہ سے میں مال جمع کرتا ہوں۔

ایک اور قاری نے اس کے سامنے یہ آیت (اور اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ساتھ نہ باندھ اور نہ اسے پوری طرح پھیلا تلاوت کی تو منصور نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا ہی خوب ادب سکھایا ہے۔

منصور کا قول ہے میں نے اپنے والد کے حوالہ سے علی بن عبد اللہ کا قول سن لیا کہ دنیا میں اہل دنیا کے سردار سخی لوگ ہیں۔ آخرت میں اہل آخرت کے سردار متقی لوگ ہوں گے۔

منصور نے جب اس سال حج کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے لڑکے مہدی کو بلا کر اپنے۔ اہل بیت عام مسلمین کے ساتھ بھلائی کی وصیت کی۔ اسے کام کرنے کا طریقہ کار سکھایا۔ نیز یہ کہ سرحدوں کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے۔ بیٹا وصیتیں کیں۔ نیز یہ آخری موت کے یقینی ہونے تک مسلمانوں کے خزانہ کو نہ کھولنا۔ کیوں اگر دس سال تک خراج کا ایک درہم بھی نہ ملے تب بیت المال میں مسلمانوں کی ضروریات کیلئے کافی مال ہے نیز یہ بھی کہا کہ تین لاکھ میرا قرضہ بھی ادا کر دینا۔ کیوں کہ وہ بیت المال سے ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لڑے مہدی نے والد کی وفات کے بعد اس کی تمام وصیتیں پوری کی۔

منصور نے حج و عمرہ کا احرام الرصافہ مقام سے باندھا اپنے ساتھ قربانی کا جانور بھی لے گیا۔ اس نے اپنے لڑکے سے کہا میری پیدائش بھی ذی الحجہ میں ہوئی اور وفات بھی اسی ماہ میں ہوگی۔ اسی چیز نے اس سال مجھے حج پر آمادہ کیا۔ پھر اس نے اسے رخصت کیا اور وہ چلا گیا راستہ میں ہی اسے مرض الموت پیش آ گیا۔ جب وہ مکہ میں داخل ہوا تو اس کا مرض بہت شدت اختیار کر گیا مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ اس کے سامنے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

- (۱)..... اے ابو جعفر! تیری وفات کا وقت قریب ہو گیا۔ تیرے سال گذر گئے۔ اللہ کا امر ضرور واقع ہو کر رہے گا۔
- (۲)..... اے ابو جعفر کیا کوئی نجوی یا کاہن تجھ سے موت کی تکلیف دور کر سکتا ہے۔ اس نے حجاج کو بلا کر یہ عبارت پڑھائی تو انہیں کچھ نظر نہیں آیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ اسے اپنی موت کی خبر دی گئی ہے۔

مؤرخین کا قول ہے منصور نے موت سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا۔ بعض کا قول ہے کوئی نداء دینے والا یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

- (۱)..... سکون اور حرکت کے رب کی قسم موت کے مختلف جال ہیں۔
- (۲)..... اے نفس تو جو اچھائی برائی کرتا ہے وہ تیرے ہی لئے ہوگی۔
- (۳)..... رات دن کا اختلاف۔ ستاروں کا آسمان میں گھومنا صرف اس صورت میں ہوتا ہے۔
- (۴)..... جب کہ بادشاہت ایک بادشاہ سے دوسرے بادشاہ کی طرف منتقل ہو۔
- (۵) حتیٰ کہ وہ بدل کر دوسرے بادشاہ کے پاس چلی جاتی ہے اس کی بادشاہت کی عزت مشترک نہیں ہوتی۔
- (۶)..... یہ کام زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے اور پہاڑوں کے استوار کرنے والے افلاک کو مسخر کرنے والے کا ہے۔

منصور نے کہا یہ میری عمر کے ختم ہونے اور میری موت کا وقت ہے وہ قصر خلد جسے اس نے بنایا اس میں زیب و زینت کی، اسی قصر خلد میں منصور نے خوفناک خواب دیکھا تھا۔ اس نے ربیع سے کہا اے ربیع میں نے خوفناک خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا کہ ایک شخص محل کے دروازے پر

کھڑا ہوا کہہ رہا ہے:

- (۱)..... گویا کہ اس محل کے آباد کرنے والے ہلاک ہو گئے اس کے اہل اور منازل اجڑ گئے۔
 - (۲)..... محل کا سردار خوشی کے بعد ایک قبر کی طرف چلا گیا ہے جس پر چٹانوں سے تعمیر کی جائے گی۔
- اس کے بعد منصور ایک سال سے بھی کم اس محل میں رہ سکا حتیٰ کہ سفر حج میں بیمار ہو گیا۔ وہ شدت مرض کی حالت میں مکہ پہنچا۔ اس کی وفات ہفتہ کی شب ۶ یا ۷ ذی الحجہ کو ہوئی۔ اس کی زبان سے سب سے آخر میں نکلنے والے یہ کلمات تھے "اللہم بارک لی فی لقائک" بعض نے کہا یہ کلمات تھے اے اللہ اگر متعدد امور میں نے آپ کی نافرمانی کی تو ایک چیز جو تیرے نزدیک سب سے محبوب ہے اس میں تیری اطاعت کی اور وہ صدق دل سے ایک بار لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے۔ اس کے بعد اس کی وفات ہو گئی اس کی انگوٹھی کا نقش (اللہ لقیہ عبد اللہ وبہ یومن) تھا وفات کے روز اس کی عمر مشہور قول کے مطابق ۶۳ سال تھی۔ ان میں ۲۲ سال خلیفہ رہے۔ باب المعلاۃ کے نزدیک دفن کیا گیا۔

ابن جریر کا قول ہے خاسر شاعر نے اس کا مرثیہ کہا ہے:

- (۱)..... تعجب ہے اس شخص پر جسے موت کی خبر دی گئی۔ اس کے لبوں نے کیسے اس کی موت بیان کی۔
 - (۲)..... وہ ایسا بادشاہ تھا کہ اگر زمانہ سے دشمنی کرے تو زمانہ گردن کے بل گر پڑے۔
 - (۳)..... کاش وہ ہتھیلی جس نے اس پر مٹی ڈالی ہے اس کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں شمار نہ کی جاتی۔
 - (۴) حتیٰ کہ تمام شہروں کے بادشاہ اس کے تابع ہو گئے جن و انس نے شرم کی وجہ سے نظر جھکالی۔
 - (۵)..... زوراء کا رب کہاں ہے جس نے ۲۲ سال تک اسے حکومت بخشی۔
 - (۶)..... جب انسان کو آگ کی رگ پکڑ لیتی ہے تو وہ چمقناق کی طرح ہو جاتا ہے۔
 - (۷)..... پھر کوئی ڈانٹ اس کی خواہش کو نہیں موزنی نہ ذہن آدمی اس میں قدح کرتے ہیں۔
 - (۸)..... تو نے اسے حکومت کی باگ ڈور دی حتیٰ کہ وہ باگ ڈور کے بغیر دشمنوں کا سردار بن گیا۔
 - (۹)..... اس کے آگے نگاہیں جھک جاتی ہیں۔ تو اس کے آگے خوف کی وجہ سے ہاتھوں کو ٹھوڑی پر دیکھے گا۔
 - (۱۰)..... اس نے اپنی حکومت کے اطراف کو جمع کیا پھر ان کے انتہائی آدمی تک کا جانشین بن گیا حتیٰ کہ قریبوں سے بھی آگے بڑھ گیا۔
 - (۱۱)..... وہ ہاشمی ارادہ والا ہے اور وہ بد کے ہوئے ست دولوں پر بوجھ نہیں لادتا۔
 - (۱۲)..... وہ برباد ہے جس سے خائف اپنے خوف کو بھول جاتا ہے۔ اور ایسے ارادہ والا ہے کہ پورے دل کے ساتھ عزم کرتا ہے۔
 - (۱۳) اس کے خوف سے جانیں نکل جاتی ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں اور ایدان میں ہوتی ہیں۔
- منصور کو مکہ میں باب المعلاۃ کے نزدیک دفن کیا گیا۔ اس کی قبر معلوم نہیں ہے کیوں کہ اس کی قبر کو خفیہ رکھا گیا۔ ربیع نے ایک سو قبریں کھودی تھیں۔ پھر اسے دوسری جگہ دفن کیا گیا تا کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔

منصور کی اولاد..... (۱)..... محمد مہدی یہ منصور کے بعد ولی عہد تھا۔

(۲)..... جعفر الاکبر منصور کی زندگی میں ہی اس کی وفات ہو گئی۔ ان دونوں کی والدہ اروی بنت منصور تھی۔

(۳-۵)..... عیسیٰ یعقوب سلیمان ان کی والدہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد سے فاطمہ بنت محمد تھی۔

(۶)..... جعفر الاصفیٰ ام کردیہ کی اولاد سے ہے۔

(۷)..... صالح المسلمین یہ ام ولد رومیہ کی اولاد سے ہے اسے قالی الفرائشہ بھی کہا جاتا ہے۔

(۸)..... قاسم یہ بھی ام ولد سے ہے۔

(۹)..... عالیہ یہ بنی امیہ کی ایک عورت سے ہے۔

اسی زمانہ میں بغداد کے دجلہ میں کشتیوں میں سخت آگ لگ گئی، مہدی نے خلیفہ بننے کے اپنے بعد بننے والے ولی عہد عیسیٰ بن موسیٰ سے ولی عہدی سے دستبرداری کا مطالبہ کیا۔ جسے مہدی نے تسلیم نہیں کیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے مہدی سے اپنی کوفہ کی جاگیر میں اقامت اختیار کرنے کی اجازت طلب کی۔ مہدی نے اجازت دیدی۔ اس وقت کوفہ کا امیر روح بن حاتم تھا۔ اس نے مہدی کو لکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ صرف سال کے دو ماہ میں نماز اور جمعہ کیلئے آتا ہے اور وہ اپنی سواری سمیت مسجد میں آتا ہے اس کی سواری مسجد میں لید کرتی ہے۔

مہدی نے روح کو جواب لکھا کہ گلیوں کے دھانوں پر لکڑیاں لگا دو تا کہ لوگ مسجد میں نماز کیلئے پیادہ پا آئیں۔ عیسیٰ بن موسیٰ کو بھی اس کا علم ہو گیا۔ اس نے جمعہ کے آنے سے پہلے ہی مسجد سے ملحق مختار بن ابی عبیدہ کے ورثاء سے اس کا گھر خرید لیا۔ عیسیٰ جمعرات کے روز ہی اس گھر میں آ جاتا۔ پھر جمعہ کے دن سواری پر سوار ہو کر مسجد میں آتا۔ مسجد میں ہی سواری سے اتر کر لوگوں کے ساتھ نما ادا کرتا۔ عیسیٰ اپنے تمام اہل خانہ سمیت کوفہ میں رہائش پذیر ہو گیا۔

مہدی نے دوبارہ عیسیٰ سے امر خلافت سے دستبردار ہونے پر اصرار کیا۔ انکار کی صورت میں اس کو دھمکیاں دی۔ دستبردار ہونے کی صورت میں اسے بڑی بڑی جاگیریں دینے کا وعدہ کیا چنانچہ عیسیٰ نے مہدی کا مطالبہ تسلیم کر لیا۔ مہدی نے بڑی بڑی جاگیریں اس کے نام کر دیں، مزید اسے دس کروڑ یا بیس کروڑ مال رقم بھی دی اس کے بعد مہدی نے اپنے دونوں لڑکے موسیٰ المہادی ہارون الرشید کو ولی عہد بنانے کیلئے لوگوں سے بیعت لی۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

اس سال یمن کے نائب مہدی کے ماموں یزید بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔ چنانچہ مہدی نے اسے امیر حج مقرر کیا اور وہ شوق کے ساتھ آیا۔ اس سال افریقہ پر یزید بن حاتم، مصر پر محمد بن سلیمان ابو صمرۃ خراسان پر ابو عون سندھ پر بسطام بن عمرو ابواوز و فارس پر عمارۃ حمزہ یمن پر رجا بن روح یمامہ پر بشر بن منذر، جزیرہ پر فضل بن صالح، مدینہ پر عبید اللہ بن صفوان جمی مکہ طائف پر ابراہیم بن یحییٰ احداث کوفہ پر اسحاق بن صباح کنڈی، خراج کوفہ پر ثابت بن موسیٰ اور کوفہ کی قضاۃ پر شیخ بن عبد اللہ نفعی تھے۔

احداث بصرہ پر عمارۃ بن حمزہ اس کی نمازوں پر عبد الملک بن ایوب۔ بصرہ کی قضاۃ پر عبید اللہ بن حسن عمری امیر تھے۔ ان کے علاوہ اکثر شہروں کے نائبین معزول کر دیئے گئے۔ عبد العزیز بن ابی رواد، عکرمہ بن عمار، مالک بن مغول محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذیب المدنی جو فقہ میں مالک بن انس کے ہمسر تھے انہوں نے کچھ چیزوں میں امام مالک پر اعتراض بھی کیا ان چیزوں میں امام مالک نے حدیث سے حجت نہیں پکڑی کیوں کہ ان میں امام مالک اجماع اہل مدینہ کے قائل تھے انہوں نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۰ھ

اس سال خراسان میں یوسف البرم جس کے اموال و سیرت اچھی نہیں تھی نے خلیفہ مہدی کے خلاف بغاوت کر دی۔ بہت سے افراد اس کے ساتھ آئے۔ اس کی مقبولیت بڑھ گئی۔ اس کی پوزیشن مستحکم ہو گئی۔ یزید بن مزید اس کے مقابلہ میں آیا۔ دونوں میں گھمسان کارن پڑا۔ حتیٰ کہ دونوں سواریوں سے اتر کر گتھم گتھہ ہو گئے۔ یزید بن مزید نے ان کی ایک جماعت یوسف البرم سمیت گرفتار کر لی۔ انہیں اونٹوں پر ان کی دموں کی طرف منہ پھیر کر سوار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا گیا خلیفہ مہدی نے ہرثمہ کو یوسف کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔ پھر سب کی گردن اڑادی گئی۔ سب کو مہدی کی فوج کے قریب دجلہ اکبر کے پل پر صلیب دی گئی۔ اس طرح اللہ نے ان کی آگ ٹھنڈی کی ان کا فتنہ بجھایا۔

موسیٰ کے لئے مہدی کی بیعت کا بیان..... قبل ازیں گز چکا کہ مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ سے امر خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کیا۔ لیکن عیسیٰ نے اسے تسلیم نہیں کیا اور وہ کوفہ میں رہائش پذیر تھا۔ مہدی نے اپنے جرنیلوں میں سے ایک جرنیل ابو ہریرۃ محمد بن فروخ کو ایک ہزار لشکر کے ہمراہ عیسیٰ بن موسیٰ کو حاضر کرنے کیلئے اس کے پاس بھیجا۔ ہر ایک کو اپنے ساتھ ڈھول لے جانے کا حکم دیا، جب وہ فجر کے وقت کوفہ پہنچے تو ہر ایک نے ڈھول پر خوب لگائی جس سے کوفہ لرز اٹھا عیسیٰ بن موسیٰ بھی خوف زدہ ہو گیا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس کو خلیفہ کا

پیغام دیا۔ اس نے جواب دیا کہ اب میں بیمار ہوں۔ انہوں نے اسے تسلیم نہیں کیا بلکہ زبردستی اسے پکڑ کر اسی سال ۳ محرم جمعرات کے روز خلیفہ کے سامنے حاضر کر دیا۔

بنی ہاشم کے رؤسا قاضی سرداروں نے اس سے ملاقات کر کے اس معاملہ میں بات چیت کی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پھر وہ مسلسل اسے خوف و امید دلاتے رہے حتیٰ کہ اسی سال ۴ محرم جمعہ کے روز مہدی نے ان کی بات مان لی، ۲۷ محرم جمعرات کے روز موسیٰ اور ہارون الرشید کیلئے بیعت لی گئی۔ مہدی ایک مجمع عام میں ایوان خلافت میں مسند خلافت پر جلوۂ افروز ہوا۔ تمام امراء حاضر ہو گئے اس کے بعد مہدی منبر پر کھڑا ہوا اپنے لڑکے موسیٰ کو اپنے ساتھ بٹھایا عیسیٰ بن موسیٰ منبر کی پہلی سیڑھی پر کھڑا ہوا۔

مہدی نے خطبہ شروع کیا: اے لوگو! عیسیٰ بن موسیٰ نے امر خلافت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا وہ تمہاری گردنوں میں جو اس نے عقد باندھا تھا اسے کھول کر موسیٰ ہادی کے حوالہ کر دیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی تصدیق کی اور مہدی نے بیعت کی پھر تمام امراء نے حسب مراتب یکے بعد دیگرے بیعت کی۔ مہدی نے عیسیٰ سے طلاق و عتاق جیسی مَوَکَد قسمیں لکھوائیں۔ امراء وزراء بنی ہشام کے رؤسا نے اس پر گواہی دی۔ خلیفہ مہدی نے عیسیٰ کو وہ کچھ دیا جس کا ذکر گزر چکا۔

اسی سال عبدالملک بن شہاب المسمعی ایک بڑے لشکر کے ساتھ ہند کے شہر باربد میں داخل ہوا۔ انہوں نے اس کا محاصرہ کر کے اس پر سختیوں نصب کیں۔ ان پر مٹی کا تیل پھینک کر ان میں سے ایک جماعت جلادی۔ متعدد افراد ہلاک کر دیئے۔ اس شہر کو زبردستی فتح کر لیا پھر واپسی کا ارادہ کیا تو دریا کے چڑھنے کی وجہ سے واپسی ممکن نہ ہو سکی۔ جسکی وجہ سے وہیں ٹھہر گئے۔ وہاں پر ان کے موہنوں میں حمام قر ایک بیماری لگ گئی۔ جس سے ہزار افراد ہلاک ہو گئے جن میں ربیع بن جیح بھی تھے۔ جب واپسی ممکن ہوئی تو انہوں نے دریائی سفر شروع کیا۔ اسی اثناء میں تیز ہوا چل پڑی جسکی وجہ سے ایک جماعت غرق ہو گئی۔ باقی ماندہ لوگ قیدیوں کو لیکر بصرہ پہنچ گئے۔ گرفتار شدگان میں ان کے سردار کی لڑکی بھی تھی اسی زمانہ میں مہدی نے ابی بکرہ ثقفی کا نسب بنو ثقیف سے ختم کر کے آپ کے ساتھ ملانے کا حکم دیا۔ اس سلسلہ کا ایک خط والی بصرہ کو لکھا۔ نیز اس کا نسب زیاد اور نافع سے ختم کر دیا۔ اسی کے متعلق خالد نجار نے شعر کہا:

(۱)..... زیاد و نافع اور ابوبکر میرے نزدیک عجیب تر چیزیں ہیں۔

(۲)..... وہ اپنے قول کے مطابق قرشی اور غلام ہیں یہ اپنے خیال میں عربی ہے۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ بصرہ کے نائب نے اس کا حکم پورا نہیں کیا۔

سال رواں ہی میں مہدی نے لوگوں کو حج کرایا۔ اپنے لڑکے موسیٰ ہادی کو بغداد کا نائب بنایا۔ دوسرے لڑکے ہارون الرشید اور امراء کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لے گیا۔ جس میں یعقوب بن داؤد بھی تھا حسن بن ابراہیم خادم سے چھوڑ کر حجاز چلا گیا۔ یعقوب نے اس کیلئے امان طلب کی۔ مہدی نے اس کے عطیہ اور انعام میں اضافہ کر دیا۔ مہدی نے اہل مکہ میں تیس کروڑ تقسیم کئے۔ تین کروڑ دینار مصر اور دو کروڑ دینار یمن سے آئے ہوئے بھی تقسیم کئے۔

حجاج نے مہدی سے شکایت کی کہ انہیں کعبہ پر غلاموں کی کثرت کی وجہ سے اس کے منہدم ہونے کا خطرہ ہے۔ مہدی نے ان کے ہٹانے کا حکم دیا۔ جب وہ ہٹاتے ہٹاتے ہشام بن عبدالملک کے غلاف تک پہنچے تو انہوں نے انہیں موٹے ریشم کا پایا۔ مہدی نے ان کے ہٹانے کا حکم دیا۔ اس سے قبل اور بعد کے خلفاء کے غلافوں کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ غلافوں کے ہٹانے کے بعد انہوں نے کعبہ کو خوشبو سے لپ کیا اور اسے نہایت بہترین غلاف پہنایا۔

بعض کا قول ہے مہدی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کعبہ کو دوبارہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کے طرز پر تعمیر کرنے کے بابت فتویٰ طلب کیا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا مجھے خطرہ ہے کہ کہیں بعد میں آنے والے بادشاہ اس کو کھیل بنالیں۔ اسلئے اسے اسی حالت پر رہنے دو۔ چنانچہ اس نے اسی حالت پر چھوڑ دیا۔

بصرہ کا نائب محمد بن سلیمان مہدی کے لئے مکہ برف لایا۔ یہ پہلا خلیفہ تھا جس کے لئے برف لائی گئی۔

مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے کے بعد مہدی نے اس میں توسیع کرائی۔ اس میں تعمیر شدہ ایک کمرہ ختم کر دیا اس نے منبر کے اس حصہ کو بھی ختم کرنا چاہا۔ جسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑھایا تھا امام نے اس سے کہا اس کے ہلانے سے اس کے پرانے حصہ کے ختم ہونے کا مجھے خدشہ ہے تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔

مہدی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے شادی کی۔ اس کے اہل سے ۵۰۰ سوا عیان منتخب کر کے انہیں کہا کہ تم میرے چاروں طرف میرے محافظ اور انصار بن کر رہو۔ ان کے عطیات کے علاوہ ان کی رسد جاری کی۔ انہیں جاگیریں بھی دی جو انہیں کے نام سے مشہور ہیں۔

ربیع بن صبیح زہری کے ساتھ سفیان بن حسین، شعبہ بن حجاج بن ورد عتکی ازدی۔ ابو بسطام واسطی نے اسی سال وفات پائی۔ شعبہ نے حسن و ابن سیرین کی زیارت کی۔ تابعین کی ایک جماعت سے احادیث روایت کی۔ ان سے ان کے مشائخ ان کے ہمسروں اور ائمہ اسلام کی ایک جماعت نے روایت کی وہ شیخ الحدیث امیر المؤمنین کے لقب سے مشہور تھے۔ امام ثوری کا یہ قول ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے شعبہ امام المتقین بہت بڑے زاہد عابد، مفلس، ذہین، حسن سیرت کے مالک تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث معلوم نہ ہوتی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے شعبہ یکتائے زمانہ تھے۔ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے شعبہ ثقہ، مامون حجت، صاحب حدیث تھے۔ کعب کا قول ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ دفاع حدیث کے بدولت جنت میں شعبہ کے درجات بلند کرے گا۔

صالح بن محمد بن جرزہ کا قول ہے سب سے پہلے اسماء الرجال کے بارے میں شعبہ پھر یحییٰ قطان پھر احمد پھر ابن معین نے کلام کیا ابن مہدی کا قول ہے میں نے مالک سے بڑا عاقل اور شعبہ سے بڑا مفلس نہیں دیکھا۔ اسی طرح ابن المبارک سے بڑا امت کا خیر خواہ ثوری سے بڑا حافظ حدیث نہیں دیکھا مسلم بن ابراہیم کا قول ہے میں نے ہر وقت شعبہ کو نماز میں مشغول پایا۔ وہ فقراء کے بہت ہمدرد تھے۔

نضر بن سمیل کا قول ہے شعبہ مساکین پر بڑے رحم دل تھے۔ مسکین کے جدا ہونے تک اُسے دیکھتے رہتے تھے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ میں نے شعبہ سے بڑا عابد نہیں دیکھا۔ عبادت کرتے کرتے ان کی کھال اور ہڈیاں مل گئی تھیں۔ یحییٰ قطان کا قول ہے کہ شعبہ مساکین پر بڑے رحم دل تھے۔ جب کوئی مسکین ان کے پاس آتا تو حتیٰ الوسع اس کی مدد کرتے۔ محمد بن سعد وغیرہ کا قول ہے شعبہ نے ۷۸ سال کی عمر میں ۱۶۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۶۱ھ

اس سال ثمامہ بن ولید نے موسم گرما کی جنگ لڑی چنانچہ وہ واپس میں اترا۔ رومیوں کو بھی جوش آ گیا۔ جس کی وجہ سے مسلمان اس میں داخل نہ ہو سکے۔

اسی زمانہ میں مہدی نے کنویں کھودنے کا رخانہ بنانے مکہ کے راستہ میں محلات کی تعمیر کا حکم دیا۔ اس کام کی ذمہ داری یقطین موسیٰ کے سپرد کی۔ وہ مسلسل دس سال تک یعنی ۱۷۱ھ تک اسی کام میں مشغول رہا حتیٰ کہ عراق سے حجاز جانے کا راستہ سب سے زیادہ پر آشائش۔ پر امن اور خوشگوار بن گیا۔ اسی سال مہدی نے قبلہ اور مغربی جانب سے جامع بصرہ میں توسیع کی اسی زمانہ میں منصور نے اطراف میں خطوط لکھے کہ جن مساجد میں جماعت ہوتی ہے ان میں کمرے ختم کر دیئے جائیں نیز یہ کہ تمام مساجد کے منبر مسجد نبوی ﷺ کے منبر کے برابر کئے جائیں۔ چنانچہ تمام شہروں میں اس پر عمل کیا گیا۔

سال رواں ہی میں مہدی کے وزیر ابن عبید اللہ کا مرتبہ گر گیا ان پر ان کی خیانت واضح ہو گئی۔ مہدی نے اس پر نگران مقرر کئے اسماعیل بن عطیہ بھی انہی نگرانوں میں سے تھا پھر مہدی نے اسے دور کر دیا بالآخر اسے اپنی فوج سے نکال دیا۔

اسی زمانہ میں عافیہ بن یزید ازدی کو قاضی بنایا گیا۔ وہ اور ابن علیہ اصفہ میں مہدی کے لشکر میں فیصلے کیا کرتے تھے۔

اسی برس خراسان کی بستی مرو میں مقتع نامی شخص کا ظہور ہو۔ جو تباخ کی دعوت دیتا تھا۔ لوگوں کا ایک جم غفیر اس کے ساتھ مل گیا۔ امراء نے اس کے مقابلہ کیلئے اپنے امراء میں سے چند کو تیار کیا۔ اس کی طرف لشکر روانہ کئے۔ امیر خراسان معاذ بن مسلم بھی ان کے ساتھ تھا۔ ان کے باقی احوال عنقریب آرہے ہیں۔

موسیٰ ہادی بن مہدی نے لوگوں کو حج کرایا اسرائیل بن یونس بن اسحاق السبعی، زائد بن قدامہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری نے اسی سال وفات پائی، ثوری امام اسلام، امام و مقتدی الناس تھے۔ تابعین کی ایک جماعت سے روایت حدیث کی۔ ان سے ائمہ وغیر ائمہ کی ایک جماعت نے روایت کی، شعبہ، ابو عاصم، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ثوری امیر المؤمنین فی الحدیث تھے۔ ابن مبارک کا قول ہے میں نے گیارہ سو مشائخ سے احادیث لکھی ثوری ان میں سب سے افضل تھے۔ ایوب کا قول ہے میں نے کسی کوئی کو ثوری سے افضل نہیں پایا۔

یونس بن عبید کا قول ہے ثوری افضل الناس تھے۔ عبد اللہ کا قول ہے ثوری سب سے بڑے فقیہ تھے۔ شعبہ کا قول ہے علم و تقویٰ میں ثوری لوگوں کے سردار تھے۔ اصحاب مذاہب کا قول ہے ابن عباس شععی، ثوری تینوں اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں سے افضل تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے میرے دل میں سب سے زیادہ وقعت ثوری کی ہے۔ تم جانتے ہو امام کون ہے؟ امام تو حقیقت میں ثوری ہی ہیں۔ عبد الرزاق کا قول ہے میں نے ثوری سے سنا کہا کرتے تھے کبھی بھی میرے قلب نے اپنے اندر رکھی ہوئی امانت سے خیانت نہیں کی۔ حتیٰ کہ ایک روز میں ایک دکان سے گزرا جس میں گانا گانے والا گانا گارہا تھا۔ میں نے اس خدشہ سے کہ کہیں مجھے یہ یاد ہو جائے فوراً اپنے کان بند کر لئے۔ انھی کا قول ہے لوگوں کے محتاج بننے سے مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں دس ہزار دینار چھوڑوں اور اللہ ان کے بابت مجھ سے حساب لے۔

محمد بن سعد کا قول ہے مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ ثوری نے ۱۶۱ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں بصرہ میں وفات پائی۔ کسی نے وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک کھجور کے درخت سے دوسرے کھجور کے درخت کی طرف اور ایک درخت سے دوسرے درخت کی طرف اڑ رہے ہیں اور یہ آیت (الحمد لله الذي صدقنا وعده) پڑھ رہے تھے اور فرمایا کہ جب انسان جلدی سردار بن جاتا ہے تو علم کا بہت سا حصہ پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔

ابودلامہ نے بھی اس سال وفات پائی۔

ابودلامہ کے حالات..... یزید بن الجون مزاحیہ شاعر عاقل اصلاً کوئی ہے بغداد میں اقامت اختیار کی۔ منصور کے ہاں مقام حاصل کیا۔ کیوں کہ دلامہ منصور کو ہنساتا تھا اسے اشعار سناتا تھا۔ اس کی تعریف کرتا تھا۔

ابودلامہ ایک روز منصور کی بیوی کے جنازہ میں حاضر ہوا۔ جعفر منصور کی عم زادی تھی۔ جسے منصور حمادہ بنت عیسیٰ کہتا تھا منصور غم سے نڈھال تھا۔ مٹی ڈالنے کے وقت ابودلامہ موجود تھا۔ منصور نے اسے کہا تو ہلاک ہو آج کے دن کیلئے تو نے کیا تیار کیا اس نے کہا امیر المؤمنین کی عم زاد کو۔ منصور اس قدر رہنما کہ گر پڑا۔ پھر اسے کہا تو نے ہمیں رسوا کر دیا۔

ایک روز ابودلامہ مہدی کو سفر سے واپسی پر مبارکباد دینے گیا تو ابودلامہ نے اسے دو شعر سنائے:-

(۱)..... میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں نے عراق کی کسی بستی میں آپ کو صحیح سالم اور مال و دولت کی حالت میں دیکھ لیا۔

(۲)..... تو آپ ﷺ پر درود پڑھیں گے اور میری جھولی کو دراہم سے بھریں گے۔

مہدی نے کہا پہلی بات تو درست ہے ہم رسول ﷺ پر درود پڑھیں گے دوسری بات صحیح نہیں۔ ابودلامہ نے کہا اے امیر دونوں باتیں اکٹھی ہیں اس لئے دونوں میں فرق مت کرو۔ مہدی نے اس کی جھولی بھرنے کا حکم دیا۔ پھر اسے کہا لوٹ جا اس نے کہا ان دراہم کی وجہ سے میری قمیص پھٹ جائے گی۔ اس لئے اس نے وہ دراہم ایک تھیلی میں ڈال لئے پھر چلتا ہوا۔

ابن خلکان کا قول ہے ابودلامہ کا لڑکا بیمار ہو گیا۔ اس نے طبیب سے اس کا علاج کرایا بچہ کے صحت یاب ہونے کے بعد طبیب سے کہا تجھے

دینے کیلئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اسلئے جتنا تیرا حق بنتا ہے اتنا فلاں یہودی پر دعویٰ کر دے ہم دونوں باپ بیٹا تیرے حق میں گواہی دیں گے۔ چنانچہ اس نے ایک یہودی پر دعویٰ کر دیا یہودی نے انکار کیا تو ابودلامہ اور اس کے لڑکے نے طبیب کے حق میں گواہی دے دی۔ قاضی نے ان کی گواہی رد کرنے اور ان کے بارے میں تزکیہ طلب کرنے کے بارے میں حکم دیا وہ خوف زدہ ہو گیا قاضی نے مصالحت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے طبیب کو اپنے پاس سے رقم دیدی اور یہودی کو چھوڑ دیا۔

ابودلامہ نے اسی سال یا بعض کے قول کے مطابق ۷۰ھ ہارون الرشید کے زمانہ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۶۲ھ

اسی سال ارض قسریں میں عبدالسلام بن ہاشم۔ یثکری نے خروج کیا۔ بہت سے لوگ اس کے پیروکار بن گئے۔ اس کی پوزیشن مستحکم ہو گئی۔ امراء کی ایک جماعت نے اس کا مقابلہ کیا۔ لیکن اس پر قابو نہ پاسکے۔ مہدی نے اس کی طرف لشکر روانہ کئے۔ ان کی خوب مالی مدد کی۔ لیکن وہ بھی کئی بار شکست کھا گئے بالآخر وہ اسی سال قتل ہوا۔

اسی زمانہ میں حسن بن قحطہ نے رضا کاروں کے بغیر اسی ہزار رسد پانے والی فوج کے ساتھ موسم گرما کی جنگ کی۔ اس نے رومیوں کو تھس تھس کر کے رکھ دیا متعدد شہر جلا دیئے۔ بہت سی عمارتیں ویران کر دی۔ بچوں کو گرفتار کر لیا۔ اسی طرح یزید بن ابی اسید سلمی نے باب قالیقلا کے نزدیک بلاد روم میں جنگ کی مال غنیمت حاصل کر کے بچوں کو گرفتار کر کے صحیح سالم واپس لوٹ آیا۔

اسی سال جرجان میں ایک جماعت نے خروج کیا۔ انہوں نے عبدالقادر نامی شخص کے ساتھ ملکر سرخ لباس پہن لیا۔ طبرستان سے عمرو بن علاء نے اس کا مقابلہ کر کے اسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔

اسی زمانہ میں مہدی نے تمام شہروں کے معذورین اور مجوسین کے لئے رسد جاری کیا جو ایک بہت بڑا کار خیر تھا، اس سال ابراہیم بن جعفر بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا، خواص میں سے اس سال ابراہیم بن ادہم نے وفات پائی۔

ابراہیم بن ادہم کے حالات..... یہ مشہور عابدین اکابرین زاہدین میں سے ہیں بہت علوشان کے حامل تھے یہ ابراہیم بن ادہم بن منصور بن یزید بن عامر بن اسحاق التیمی ہیں۔ انھیں عجلی بھی کہا جاتا ہے۔ اصلاً بلخ کے ہیں پھر شام میں سکونت پذیر ہوئے بعد میں دمشق منتقل ہو گئے اپنے والد، اعمش، ابو ہریرہ کے ساتھی محمد بن زیاد، ابواسحاق سبعی اور ایک جماعت سے روایت حدیث کی۔ ان سے ایک جماعت (جس میں بقیہ۔ ثوری۔ ابواسحاق فزاری۔ محمد بن حمید ہیں) نے روایت کی۔

ابن عساکر نے عبداللہ بن عبدالرحمن الجزری عن ابراہیم بن ادہم عن محمد بن زیاد عن الجعہ ہریرہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے ایک روز میں آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں پہنچا تو آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے وجہ یہ پوچھی آپ ﷺ نے فرمایا بھوک کی وجہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں روپڑا آپ ﷺ نے فرمایا مت رو کیونکہ دنیا کی بھوک پر قناعت کرنے والے کو قیامت کی سختی تکلیف نہیں دے گی۔

اسی طرح بقیہ عن ابراہیم بن ادہم کے طریق سے ابو ہریرہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قرب قیامت میں انسان کو ہلاک کرنے والے فتنے رونما ہوں گے ان سے عالم اپنے علم کے ذریعہ نجات پائیگا۔

نسائی کا قول ہے ابراہیم بن ادہم ثقہ، مامون اور زاہد تھے ابو نعیم نے ذکر کیا ہے کہ ابراہیم خراسان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے لڑکے تھے۔ شکار کے بڑے دلدادہ تھے کہتے ہیں کہ ایک روز میں ایک لومڑی کے پیچھے نکلا۔ میری زین کے پیچھے حصہ سے آواز دینے والے نے آواز دی نہ تمہیں اس کیلئے پیدا کیا گیا نہ اس کا حکم دیا گیا کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا میں نے کہا میں رک گیا میں رک گیا میرے پاس رب العالمین کی طرف سے

ڈرانے والا آگیا۔ اس کے بعد میں گھر گیا۔ گھوڑا چھوڑ کر اپنے والد کے ایک چرواہے کے پاس گیا۔ اس سے میں نے جب اور چادر لی۔ اپنے کپڑے وہیں چھوڑ کر عراق چلا گیا۔ وہاں چند دن میں نے کام کیا۔ مجھے وہاں کی روزی کے حلال ہونے میں شک تھا۔ میں نے حلال رزق کے بابت ایک شیخ سے سوال کیا تو انہوں نے بلاد شام کی طرف میری رہنمائی کی پھر میں طرطوس چلا گیا۔ وہاں پر چند روز میں نے باغات کی دیکھ بال کی۔ کھیتی کی کٹائی کی۔ میری زندگی کے سب سے خوشگوار دن شام میں گزرے۔ میں اپنے دین کے ساتھ ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک دوڑ لگاتا مجھے دیکھنے والا پاگل سمجھتا۔ پھر میں جنگلات میں ٹھہرتا ہوا مکہ پہنچا۔ وہاں پر ثوری اور فضیل بن عیاض کی تربیت میں رہا۔ پھر شام چلا گیا وہیں انتقال ہوا۔

ابراہیم بن ادہم اپنے ہاتھ کی کمائی (باغات کی دیکھ بال مزدوری کھیتوں کی کٹائی وغیرہ) سے کھاتے تھے۔ انھی سے مروی ہے کہ جنگل میں ایک شخص سے ان کی ملاقات ہوئی تو ابراہیم بن ادہم نے اسے اسم اعظم سکھا دیا۔ وہ اس کا ورد کرتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت خضر علیہ السلام سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ اس نے ان سے کہا کہ آپ نے میرے بھائی داؤد کو اسم اعظم سکھایا ہے قشیری اور ابن عساکر نے اس کو غیر صحیح الاسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے اس سے کہا الیاس نے تمہیں اسم اعظم سکھایا ہے۔ ابراہیم کا قول ہے اپنی روزی حلال کرو اگر تم رات میں تہجد اور دن میں روزہ نہ رکھو تو کوئی حرج نہیں۔ ابو نعیم نے ابراہیم کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ اکثر ان الفاظ سے دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے معصیت کی ذلت سے طاعت کی عزت کی طرف منتقل کر دے۔

ابراہیم سے کہا گیا کہ گوشت مہنگا ہو گیا۔ انہوں نے کہا تم گوشت مت خرید و خود ہی سستا ہو جائیگا۔ بعض کا قول ہے ابراہیم کے اوپر سے ایک آواز دینے والے نے آواز دی اے ابراہیم یہ کیا کھیل پن ہے (کیا تم نے خیال کیا ہے کہ ہم نے تم کو لغو طور پر پیدا کیا اور تم کو ہماری طرف نہیں لوٹایا جائیگا) اللہ سے ڈر۔ قیامت کیلئے توشہ تیار کر۔ ابراہیم اپنی سواری سے اترے دنیا چھوڑ کر آخرت کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ ابن عساکر نے ایسی اسناد سے روایت کیا جس میں نظر ہے ابراہیم کہتے ہیں کہ میں ایک روز خوشگوار جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اچانک خوبصورت، حسین ڈاڑھی والا ایک بوڑھا آیا جن نے میرا دل کھینچ لیا۔ میں نے غلام کو حکم دیا وہ اسے بلا کر لایا۔ میں نے اس کے سامنے کھانا پیش کیا۔ اس نے انکار کیا میں نے پوچھا آپ کہاں سے۔ انہوں نے جواب دیا ماوراء النہر سے میں نے کہا کہاں کا ارادہ ہے انہوں نے جواب دیا حج کا۔ اس وقت یکم یا دو ذی الحجہ تھی میں نے کہا اس وقت حج انہوں نے جواب دیا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے میں نے کہا صبح کو ملیں گے۔ اس نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو رات تیری وعدہ گاہ ہے رات وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا اللہ کا نام لے کر جلدی تیاری کر چنانچہ میں نے سفری کپڑے اٹھائے اور ہم چل آئے گویا زمین ہمارے نیچے سے سکڑتی جا رہی ہے ہم شہروں کو قطع کرتے ہوئے کہتے جا رہے تھے کہ یہ فلاں شہر ہے یہ فلاں شہر ہے صبح ہوتے ہی وہ یہ کہتا ہوا کہ تیری وعدہ گاہ رات ہے مجھ سے جدا ہو گیا۔

پھر رات ہوتے ہی وہ میرے پاس آ گیا چنانچہ گزشتہ رات کی طرح ہم چلے حتیٰ کہ ہم مدینہ پہنچ گئے پھر ہم مکہ گئے ہم رات کو اس کے پاس گئے ہم نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ پھر ہم شام واپس آئے۔ ہم نے بیعت المقدس کی زیارت کی۔ اس نے کہا میں شام میں قیام کا ارادہ کئے ہوئے ہوں۔ پھر میں تمام ضعفاء کی طرح اپنے شہر بلخ چلا گیا۔ میں نے اس کے نام کے بابت اس سے سوال نہیں کیا۔ مجھے اس قسم کا یہ پہلا امر پیش آیا۔ ایک دوسرے ضعیف طریق سے مروی ہے کہ ابو حاتم رازی نے ابی نعیم کے واسطے سے سفیان ثوری سے نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن ادہم ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ اگر صحابہ میں ہوتے تو صاحب فضیلت شخص ہوتے اور آپ ﷺ کے راز دار ہوتے۔ میں نے ظاہر میں آپ کو تسبیح کرتے یا کوئی عبادت کرتے نہیں دیکھا۔ اور کسی کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سے آخر میں اپنے ہاتھ کھینچتے۔

عبداللہ بن مبارک کا قول ہے ابراہیم صاحب فضیلت انسان تھے ان کے اور اللہ کے درمیان راز و نیاز اور معاملات کی حد تک تعلق تھا میں نے ظاہر ابھی انہیں عبادت کرتے نہیں دیکھا۔ کھانا میں سب سے آخر میں فارغ ہوتے۔

بشر حافی کا قول ہے چار آدمیوں کے اللہ تعالیٰ رزق حلال کی وجہ سے درجات بلند فرمائیں گے ان میں سے ایک ابراہیم بن ادہم بھی ہیں۔ ابن عساکر

کرنے معاویہ بن حفص کے طرق سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم نے صرف ایک حدیث سنکر اہل زمانہ کی خرابیوں کو پکڑ لیا منصور نے ربیع بن خراش کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے ایسا عمل بتا دیجئے کہ میں اللہ اور اس کے عباد کا محبوب بن جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا چھوڑنے سے اللہ کا محبوب اور زائد از ضرورت چیزیں لوگوں کو دینے سے لوگوں کا محبوب بن جائیگا۔

ابن ابی الدنیا نے ربیع کے حوالے سے اور یس کا قول نقل کیا ہے کہ ابراہیم چند علماء کے پاس بیٹھے تھے وہ علماء حدیث کا مذاکرہ کر رہے تھے۔ ابراہیم خاموش تھے۔ کچھ دیر بعد ابراہیم نے کہا ہم سے منصور نے بیان کیا اس کے بعد آخر تک خاموش رہے۔ ان کے بعض ساتھیوں نے خاموشی پر انھیں ملامت کی۔ تو کہنے لگے اس مجلس کی مصرت میں آج تک اپنے دل میں محسوس کر رہا ہوں۔

رشید بن سعد کا قول ہے ابراہیم اوزاعی کے پاس سے گزرے تو لوگ اوزاعی کے چاروں طرف حلقہ کئے بیٹھے تھے۔ ابراہیم نے کہا اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہوتے تو وہ اس سے عاجز آجاتے۔ یہ سنکر اوزاعی حلقہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ابراہیم بن بشار کا قول ہے ابراہیم بن ادہم سے پوچھا گیا آپ نے حدیث کیوں چھوڑ دی انہوں نے کہا تین چیزوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے نعمتوں پر شکر کرنے گناہوں پر توبہ کرنے موت کی تیاری کرنے کی وجہ سے پھر زور سے چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے لوگوں نے آواز سنی میرے اور میرے اولیاء کے درمیان دخل اندازی مت کرو۔

امام ابو صفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز ابراہیم سے کہا آپ کو عمل صالح اچھا ملا ہے آپ کا علم دل سے ہوتا چاہئے۔ کیوں کہ وہ عبادت کی چوٹی اور دین کا ستون ہے ابراہیم نے ان سے کہا آپ کے علم و عمل دل سے ہونے چاہئے ورنہ آپ ہلاک ہو جائینگے۔ ابراہیم کا قول ہے اللہ نے فقراء پر کتنا بڑا حسان فرمایا کہ روز قیامت ان سے زکاۃ حج۔ جہاد صلہ رحمی۔ کسی چیز کے بابت سوال نہیں ہوگا صرف ان مساکین اغنیاء سے سوال ہوگا۔ شقیق بن ابراہیم کا قول ہے میں نے ابن ادہم سے شام میں ملاقات کی میں نے ان سے کہا میں نے آپ کو عراق میں اس حالت میں دیکھا تھا کہ تمیں نوکر آپ کے سامنے ہوتے تھے۔ آپ نے خراسان کیوں چھوڑ دیا آسائش کیوں ترک کر دی؟

انہوں نے جواب دیا خاموش رہ! میں نے اچھی زندگی صرف یہیں گزاری ہے۔ میں اپنا دین ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک لئے پھرتا ہوں۔ مجھے دیکھنے والا مجنون یا قلی یا فلاح سمجھتا رہا پھر فرمانے لگے مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے روز ایک فقیر لایا جائے گا۔ اسے اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائیگا۔ اللہ اس سے پوچھیں گے اے میرے بندے تو نے حج کیوں نہیں کیا۔ وہ کہے گا اے میرے رب آپ نے مجھے کوئی چیز عطا کی نہیں جس سے میں حج کرنا اعلان ہوگا میرے بندہ نے حج کہا اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔ پھر فرمایا میں نے شام میں ۲۴ سال جہاد کیلئے اقامت نہیں کی میں نے تو رزق حلال کیلئے یہاں اقامت اختیار کی۔

ابراہیم کا قول ہے حزن دو قسم کے ہیں ایک تیرے لئے فائدہ مند دوسرا نقصان دہ، تیرا آخرت کیلئے غم کرنا تیرے لئے فائدہ مند ہے دنیا کیلئے غم کرنا تیرے لئے نقصان دہ ہے۔

ابراہیم کا قول ہے زہد تین قسم پر ہے ایک واجب دوسرا مستحب تیسرا سلامت۔ حرام چیزوں سے رکناز ہد واجب ہے۔ حلال چیزوں سے رکناز ہد مستحب ہے شبہات سے رکناز ہد سلامت ہے ابراہیم اور آپ کے اصحاب اپنے نفس کو حمام۔ ٹھنڈے پانی۔ جوتی سے بچاتے تھے۔ نمک میں مصالحو ڈالتے تھے۔ جب پر تکلیف دسترخوان پر مدعو ہوتے تو اچھا کھانا ساتھیوں کی طرف کر دیتے۔ خود روٹی اور زیتون کھاتے۔ فرماتے حرص اور طمع کی قلت صدق اور تقویٰ کا سبب ہے حرص اور طمع کی کثرت غم اور بھوک کا سبب ہے۔

ایک شخص نے فرط محبت میں ابراہیم کو جبہ پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا اگر تو غنی ہے تو میں اسے قبول کروں گا اگر تو فقیر ہے تو پھر اسے قبول نہیں کروں گا۔ اس نے کہا میں غنی ہوں آپ نے اس سے پوچھا تیرے پاس کتنی رقم ہے؟ اس نے کہا دو ہزار، آپ نے فرمایا تو چاہتا ہے کہ وہ چار ہزار ہو جائیں؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو فقیر ہے میں اسے قبول نہیں کروں گا ان سے کہا گیا کہ کاش آپ شادی کر لیتے فرمایا اگر مجھے قدرت ہوتی تو میں اپنے نفس کو طلاق دے دیتا۔

ابراہیم نے مکہ میں بے سرو سامانی کی حالت میں پندرہ دن گزارے ریت والے پانی کے علاوہ کوئی نوشہ نہیں تھا۔ ایک وضوء سے پندرہ نمازیں پڑھیں۔ ایک روز گھاٹ کے کنارے پانی میں بھیکے ہوئے ٹکڑے کھائے۔

ابو یوسف غسولی نے ابراہیم کے سامنے کھانا پیش کیا۔ اس سے کچھ تناول کر کے کھڑے ہو گئے گھاٹ سے پانی پی لیا۔ پھر آ کر لیٹ گئے۔ کہنے لگے ابو یوسف! اگر بادشاہوں کو ہماری آسودہ حالی کا پتہ چل جائے تو وہ لذتِ زندگی کے حصول کیلئے تلواریں کے ذریعہ ہم سے جدال کریں۔ ابو یوسف نے کہا قوم نے راحت اور نعمتیں تلاش کی تو وہ راہِ راست سے بھٹک گئے ابراہیم مسکرا کر فرمانے لگے آپ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی ابراہیم مصیصہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھے کہ ایک سوار نے آ کر ابراہیم کے بارے میں استفسار کیا۔ اس کی رہنمائی کی گئی۔ اس نے کہا اے میرے آقا میں آپ کا غلام ہوں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے آپ کا مال قاضی کے پاس ہے میں دس ہزار درہم، گھوڑا اور خچر لایا ہوں تاکہ آپ بلخ پہنچ سکیں۔ ابراہیم نے کافی دیر سوچ کر فرمایا اگر تو بچا ہے تو یہ چیزیں تیرے لئے ہیں۔ کسی کو اس کی خبر مت دینا۔ بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد ابراہیم نے بلخ پہنچ کر قاضی سے مال لیکر سارا کچھ راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔

دو ماہ تک چند ساتھی آپ کے ساتھ رہے۔ ان کے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں تھا آپ نے فرمایا اس جنگل میں جاؤ سردی کا موسم تھا۔ چنانچہ ایک ساتھی جنگل گیا آڑوں سے تھیلہ بھر لایا ابراہیم نے معلوم ہونے پر فرمایا اگر صبر کرتا تو عیسیٰ بن مریم کی طرح تازہ پکی ہوئی کھجوریں ملتی، ایک ساتھی نے آپ سے بھوک کی شکایت کی تو دو رکعت نفل پڑھی فارغ ہونے کے بعد آپ کے ارد گرد کافی دینار تھے آپ نے اس سے کہا ان میں سے اٹھا لو چنانچہ اس نے اٹھا کر ان سے کھانا خریدا مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ ابراہیم کام سے فارغ ہو کر انڈا اور مکھن خریدتے کبھی بھنا ہوا گوشت۔ اخروٹ حلوہ خریدتے وہ اپنے ساتھیوں کو کھلا دیتے خود روزہ کی حالت میں ہوتے۔ افطاری کے وقت ہلکا سا کھانا کھاتے اچھا کھانا نہیں کھاتے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں سے ان کی محبت والفت کیلئے حسن سلوک کریں۔

اوزاعی نے ابراہیم بن ادھم کی دعوت کی ابراہیم نے کھانا کم کھایا۔ اوزاعی نے کم کھانے کی وجہ دریافت کی ابراہیم نے جواب دیا آپ نے کھانا کم تیار کیا۔ پھر ابراہیم نے اوزاعی کی پر تکلف دعوت کی۔ اوزاعی نے پوچھا یہ اسراف نہیں ہے؟ ابراہیم نے جواب دیا اسراف تو وہ ہوتا ہے کہ جو اللہ کی نافرمانی میں خرچ کیا جائے۔ لوگوں پر خرچ کرنا تو عین دین ہے۔

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ ابراہیم نے ایک مرتبہ کھیتی کاٹی جس کی اجرت انھیں بیس دینار ملے۔ ابراہیم اپنے ایک ساتھی کے ساتھ حلق کرانے اور پچھنا لگوانے کیلئے حجام کے پاس گئے حجام ان سے صرف نظر کر کے دوسروں کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گیا۔ آپ کے ساتھی کو اس پر غصہ آ گیا۔ حجام نے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے ابراہیم نے کہا ہم حلق کرانے اور پچھنا لگوانے کیلئے آئے ہیں۔ چنانچہ حجام نے انھیں فارغ کر دیا۔ ابراہیم نے حجام کو بیس دینار دے کر کہا یہ میں نے اسلئے دیئے ہیں تاکہ آئندہ تو کسی فقیر کی تحقیر نہ کرے۔

مضاء بن عیسیٰ کا قول ہے ابراہیم نے صدق اور فیاضی میں اپنے ساتھیوں پر فوقیت حاصل کی نہ کہ صوم و صلوٰۃ میں۔

ابراہیم کا قول ہے دھاڑنے والے شیر سے بھاگنے کی طرح لوگوں سے بھاگو۔ جمعہ اور جماعت میں پیچھے مت رہو۔ ابراہیم جب اپنے ساتھیوں میں سے کسی کے ساتھ سفر کرتے تو اس سے حدیث بیان کرتے۔ جب مجلس میں ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا حاضرین کے سروں پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے بعض مرتبہ ابراہیم اور سفیان ثوری سردی میں فجر تک گفتگو کرتے۔ ثوری ابراہیم کے ساتھ گفتگو کرنے سے اجتناب کرتے تھے۔ ایک شخص کے بابت ابراہیم کو بتایا گیا کہ یہ آپ کے ماموں کا قاتل ہے صبح ہونے کے بعد ثوری اس کے پاس گئے سلام کیا۔ اسے ہدیہ پیش کیا۔ اس سے کہنے لگے کہ مجھے تک یہ بات پہنچی ہیکہ انسان یقین کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ تا آنکہ وہ اپنے دشمن سے مامون ہو جائے۔ ایک شخص نے ثوری سے کہا آپ کو مبارک ہو آپ نے تو پوری زندگی عبادت میں گزار دی۔ دنیا اور عورتوں کو ترک کر دیا۔ ابراہیم نے اس سے پوچھا کیا تیرے بال بچے ہیں۔ اس نے اثبات میں جواب دیا ابراہیم نے کہا انسان کا اپنے بال بچوں کے فاقہ سے ڈرنا کئی سالوں کی عبادت سے افضل ہے۔

اوزاعی نے ابراہیم کو بیروت میں لکڑیوں کا گٹھڑا اٹھاتے ہوئے دیکھ کر انھیں کہا اے ابو اسحاق تمہارے بھائی اس کام کیلئے کافی ہیں ابراہیم نے اسے کہا اے ابو عمرو خاموش ہو جا۔ اس لئے کہ میں نے سنا ہے کہ طلبِ حلال کیلئے ذلت اختیار کرنے والے انسان کیلئے جنت واجب ہے ابراہیم بیت المقدس سے نکلے۔ راستہ سے گزرتے ہوئے پہرہ داروں نے آپ سے پوچھا کیا آپ غلام ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر انہوں نے پوچھا گھوڑے غلام ہیں؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ انہوں نے آپ کو جیل میں بند کر دیا وہاں کے باشندوں کو آپ کی گرفتاری کا پتہ چلا تو انہوں

نے طبریہ کے نائب حاکم سے اس کی شکایت کی۔ اس نے انکار کیا انہوں نے کہا ہم جھوٹ نہیں بول رہے ہیں اس نے ابراہیم کو بلوا کر ان سے پوچھا ابراہیم نے کہا چوکیداروں سے پوچھئے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ غلام ہیں میں نے جواب دیا ہاں۔ اس لئے کہ میں اللہ کا غلام ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا آپ بھگورے غلام ہیں۔

میں نے کہا ہاں۔ اس لئے کہ میں گناہوں سے بھاگنے والا ہوں پھر اس نے آپ کو چھوڑ دیا۔

مورخین نے ذکر کیا ہے کہ ابراہیم اپنے ساتھیوں کے ساتھ جارہے تھے۔ اچانک شیر سامنے آ گیا۔ آپ نے اسکو مخاطب کر کے کہا اگر ہمارے متعلق تجھے کوئی حکم ملا ہے تو اس کو پیدا کرو ورنہ جس جگہ سے آیا ہے وہیں لوٹ جا۔ آپ کے ساتھی کہتے ہیں کہ وہ شیر دم دبا کر بھاگ گیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ دعا کیا کرواے اللہ اپنی نہ سونے والی آنکھ سے ہماری حفاظت فرما۔ ہمیں اپنی اس پناہ میں لے جس کا قصد نہیں کیا جاتا۔ اپنی قدرت سے ہم پر رحم فرما۔ ہمیں ہلاک مت کیجئے اے اللہ آپ ہماری امید گاہ ہیں۔ خلف بن تمیم کہتے ہیں میں نے اس دعا پر مداومت کی۔ مجھے کسی چور وغیرہ نے نہیں پکڑا اس بات کیلئے دوسرے وجوہ سے کئی شاہد بھی روایت کئے گئے۔

ابراہیم کے بابت منقول ہے کہ ایک رات آپ نماز میں مشغول تھے تین شیر آئے۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر آپ کے کپڑے سونگھے پھر پیچھے ہٹ کر آپ کے قریب بیٹھ گیا دوسرے اور تیسرے نے بھی اسی طرح کیا۔ ابراہیم مسلسل اپنی نماز میں مشغول رہے۔ صبح کے وقت ان سے کہا اگر تمہیں ہمارے بارے میں کوئی حکم ملا ہے تو اس کو پورا کرو۔ ورنہ واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے ایک بار ابراہیم مکہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے۔

پھر فرمانے لگے اگر کوئی اللہ کا ولی پہاڑ کو حرکت کا حکم دے تو وہ حرکت کرنے لگتا ہے۔ وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ ابراہیم نے اسے پاؤں مار کر کہا ٹھہر جا۔ میں نے تو اپنے ساتھیوں کو مثال دینے کیلئے تجھے پاؤں مارا تھا۔ اس پہاڑ کا نام جبل ابی قیس ہے۔

ابراہیم ایک بار کشتی میں سوار تھے کشتی کو موجوں نے گھیر لیا۔ ابراہیم سر پر چادر ڈال کر لیٹ گئے۔ کشتی والوں نے زور زور سے چیخا اور دعا کرنا شروع کی۔ انہوں نے ابراہیم کو بیدار کر کے کہا کیا آپ ہماری بے کسی کو نہیں دیکھ رہے۔ ابراہیم نے کہا اصل بے کسی تو لوگوں کا محتاج ہونا ہے۔ پھر فرمانے لگے اے اللہ آپ نے ہمیں اپنی قدرت دکھا دی۔ اب ہمیں اپنا غصہ بھی دکھا دیجئے، اس کے بعد سمندر تیل کے پیالہ کی مانند ہو گیا۔ پھر کشتی والوں نے آپ سے کشتی کی اجرت دو دینار کا مطالبہ کیا۔ آپ نے اسے کہا میرے ساتھ چلو میں آپ کو آپ کی اجرت دوں گا۔ ابراہیم انھیں لیکر ایک جزیرہ کے پاس پہنچے۔ پھر وضوء کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر دعا کی دعا سے فارغ ہو تو آپ کے ارد گرد بہت سے دینار پڑے ہوئے تھے آپ نے ان کو کہا کہ اپنا حق وصول کر لو۔ کسی سے اس کا ذکر مت کیجئے حذیفہ مرثی کا قول ہے میں ابراہیم کے ساتھ کوفہ کی ایک مسجد میں پہنچا ہم نے کئی دنوں سے کچھ کھایا نہیں تھا۔ ابراہیم نے مجھ سے کہا شاید آپ بھوکے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے ایک رقعہ لیکر اس پر لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام حالات میں آپ ہی مقصود اور مشاء الیہ ہیں میں آپ کی حمد ذکر، شکر ادا کرنے والا، میں بھوکا محتاج، تنگ، مذکورہ چھ چیزوں میں سے تین کا میں ضامن ہوں تین کے آپ ضامن بن جائیں۔

غیر اللہ کی مدح کرنا آگ کو بھڑکانا ہے جس میں گھسا ہوں۔ اپنے غلام کو آگ سے آزاد کر دیجئے۔ پھر مجھے کہا اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کر کے یہ رقعہ لے جا، راستہ میں جس شخص سے سب سے پہلے تیری ملاقات ہو اسے دیدینا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نکلا تو سب سے پہلے خنجر پر سوار شخص سے ملاقات ہوئی۔ میں نے وہ رقعہ اس کے حوالہ کر دیا۔ وہ اسے پڑھ کر اشکبار ہو گیا۔ اس نے مجھے چھ سود دینا دیئے۔ پھر وہ لوٹ گیا۔ میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بتایا یہ نصرانی ہے۔ اس کے بعد میں ابراہیم کے پاس آ گیا۔ میں نے اس شخص کے بارے میں بتایا۔ ابراہیم نے کہا تھوڑی دیر بعد وہ آکر اسلام قبول کرنے والا ہے چنانچہ کچھ دیر بعد وہ آیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

ابراہیم کہا کرتا تھا کہ ہمارا گھر ہمارے سامنے ہے ہماری اصل زندگی ہماری وفات کے بعد ہے۔ پھر یا تو جنت ہے یا جہنم ہے۔ ملک الموت دیگر فرشتوں کے ساتھ تیرے روح کو قبض کرنے آیا ہے اس وقت تیری کیا حالت ہوگی۔ قبر میں جانے اور منکر نکیر کے سوالات سے اسے آگاہ کر اس وقت تیری کیا حالت ہوگی۔ قیامت کی ہولناکی، پیشی اور حساب کا اس کے سامنے ذکر، اس وقت تیری کیا حالت ہوگی۔ اس کے بعد ابراہیم بن ادھم ایک چیخ

مار کر بے ہوش ہو گئے۔

ابراہیم نے ایک شخص کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ نہ ہونے والی چیز کی طمع مت کر، ہونے والی چیز کو مت بھول۔ ان سے ان کی وضاحت طلب کی گئی، فرمایا کہ دنیا کی بقا میں طمع مت کر، حالانکہ موت تیری جستجو میں ہے مرنے والے شخص کو ہنسی کیسے آتی ہے علاوہ ازیں اسے اپنے جنت یا جہنم کے مقام کا بھی معلوم نہیں اس کے بعد ابراہیم بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ابراہیم کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ کو چھوڑ کر لوگوں سے فقر کی شکایت کرتے ہیں پھر فرمایا کہ اپنے مولیٰ کے خزانوں کو چھوڑ کر لوگوں سے فقر کی شکایت کرتے ہیں پھر فرمایا کہ اپنے مولیٰ کے خزانوں کو بھول کر دنیا سے محبت کرنے والے انسان کو اس کی ماں گم پائے۔

آپ کے ایک ساتھی نے آپ کو بیروت کی مسجد میں روتے اور سر پر ہاتھ مارتے ہوئے دیکھا اس نے آپ سے وجہ پوچھی آپ نے جواب دیا کہ میں قیامت کے دن کو یاد کر رہا ہوں نیز فرمایا کہ جب تو توبہ کا آئینہ غور سے دیکھے گا تو تجھ پر تیرے گناہ کی برائی واضح ہو جائے گی۔ ابراہیم نے ثوری کو لکھا اپنے مطلوب کو پہچاننے والا اس پر خرچ کرنے سے ذلیل ہوگا۔ بد نظری کرنے والے کا غم طویل ہوگا امید کو آزاد چھوڑنے والے کا عمل برابر ہوگا، زبان کو آزاد چھوڑنے والا اپنے نفس کو قتل کرنے والا ہے۔

بعض لوگوں نے ابراہیم سے گزر بسر کے متعلق سوال کیا ابراہیم نے شعر پڑھا، ہم نے اپنے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی دنیا کو پیوند لگایا دین و دنیا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ ابراہیم اکثر ضرب المثل کے طور پر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے

(۱)..... دنیا نے اسے اپنے شرور سے کیوں بچایا بچہ پیدائش کے وقت کیوں روتا ہے؟

(۲)..... وہ اس دنیا کی راحت اور کشادگی کی وجہ سے روتا ہے۔

(۳)..... گویا دنیا میں آتے ہی وہ تکالیف نظر آ جاتی ہیں جن سے وہ عنقریب دوچار ہونے والا ہے۔

(۴)..... گناہ قلوب کو مردہ کرنے والے ہیں گناہوں پر ندامت دل میں ذلت پیدا کرتا ہے۔

(۵)..... گناہوں کا ترک قلوب کی حیات ہے ان سے اجتناب تیرے حق میں بہتری ہے۔

(۶)..... دین کو بادشاہوں اور برے عالموں اور راہوں نے خراب کیا ہے۔

(۷)..... انہوں نے قلوب کو فروخت کر دیا لیکن نفع نہیں ہوا نہ فروخت کرنے سے ان کی قیمت میں اضافہ ہوا۔

(۸)..... قدم نے ایک مردار شئی میں آسودہ حالی محسوس کی حالانکہ اہل عقل پر اس کی بدبودار وضوح ہو چکی۔

ابراہیم کا قول ہے کہ تقویٰ حسن اخلاق اور لوگوں کے عیوب سے غافل ہو کر اپنے گناہوں کی فکر میں مشغول ہونے سے تام ہوتا ہے۔ تجھ پر اللہ کے مطیع دل سے اچھے الفاظ اختیار کرنا لازم ہے، اپنے گناہوں کی فکر میں لگنے، اللہ کے سامنے توبہ کرنے سے دل میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اپنی امید گاہ صرف اللہ کو سمجھو۔

ابراہیم کا قول ہے کہ اپنے محبوب کی ناپسندیدہ شئی کو پسند کرنا محبت کی علامت نہیں ہے۔ ہمارے آقا نے دنیا کی مذمت کی ہے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں انہوں نے دنیا کو مغفوض رکھا ہم اس سے محبت کرتے ہیں انہوں نے اس سے بے رغبتی اختیار کی ہم اسے ترجیح دیتے ہیں اس نے تم سے دنیا کی ہلاکت کا وعدہ کیا تم اسے حفاظت کا ذریعہ سمجھتے ہو۔ اس نے تم کو مال جمع کرنے سے منع کیا تم اسے جمع کرتے ہو اور اس جنگلی نرگس کی طرف اس کے اس باب نے تمہیں دعوت دی اور تم نے اس منادی کو جلد جواب دیا۔ اس نے اپنے فریب سے تمہیں دھوکہ دیا اور اس نے تمہیں امید دلائی اور تم اس کی امیدوں کے مطیع ہو گئے اور تم اس کے حسن و جمال میں مشغول ہو اور تم اس کی لذت میں آسودہ زندگی گزارتے ہو اور اس کی شہوات میں لوٹتے ہو اور اس کے تاوانوں میں لتھرتے ہو اور حرص سے اس کے خزانوں کو ظاہر کرتے ہو اور طمع کی کدالوں سے اس کی کانوں کو کھودتے ہو۔

ایک شخص نے ابراہیم سے کثرت عیال کے بارے میں شکایت کی آپ نے فرمایا کہ ان میں سے جن کا رزق اللہ کے ذمے نہیں ان کو میرے پاس بھیج دے وہ شخص خاموش ہو گیا۔

ابراہیم کا قول ہے کہ میں پہاڑوں میں چل رہا تھا کہ ایک پتھر پر عربی میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

(۱)..... ہر زندہ شخص اگرچہ باقی رہے وہ زندگی سے پانی طلب کرتا ہے۔
 (۲)..... اے بد بخت! آج کوشش کر کے اعمال کر لے اور موت سے ڈر۔
 ابراہیم کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا یہ اشعار پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا تو ایک پراگندہ شخص نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک بڑی چٹان کے پاس مجھے پہنچا دیا اس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

(۱)..... اپنی جاہ و مرتبہ مت تلاش کر، تیرا مرتبہ بادشاہ کے ہاں گر گیا اپنے جاہ کی اصلاح کر۔
 (۲)..... قضاء و قدر پر بھروسہ نہ کرنے والا شخص سخت غموں سے دوچار ہوگا۔
 (۳)..... تقویٰ کیا ہی اچھا اور گناہ کیا ہی بری چیز ہے، ہر شخص سے اس کے گناہوں کا حساب ہوگا۔
 (۴)..... کامیابی اور غناء اللہ سے خوف کرنے اور عمل کرنے میں ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ جب میں پڑھ کر فارغ ہوا تو وہ شخص غائب تھا۔
 ابراہیم ہی کا قول ہے کہ عمل میں مشقت برداشت کرنے کے برابر اس کا وزن زیادہ ہوگا پورے عمل کرنے والے کے لئے پورا ثواب ہے عمل نہ کرنے والا دنیا سے خالی ہاتھ جاتا ہے نیز فرمایا کہ ظالم بادشاہ اور چور غیر عامل عالم اور بھیڑ یا غیر اللہ کا خادم اور کتا برابر ہیں۔
 ابراہیم کا قول ہے کہ اللہ کی اطاعت میں ذلیل ہونے والے کے لئے بھوک کی وجہ سے اور اس کی کفایت میں الٹ پلٹ ہونے والوں پر تعجب ہے۔ نیز فرمایا کہ ہم نے کلام کی غلطیوں کی تو حفاظت کی لیکن اعمال کی غلطیوں کی حفاظت نہیں کی، ہم اپنے زمانے میں کسی نوجوان کو مجلس میں گفتگو کرتے ہوئے دیکھ کر اس کی بھلائی سے ناامید ہو جاتے تھے نیز فرمایا کہ لوگوں سے دور رہو جمعہ کی نماز باجماعت کی پابندی کرو۔
 حافظ ابو بکر خطیب نے متعدد واسطوں سے ابراہیم بن ادہم کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ایک راہب سے نصیحت کی درخواست کی تو اس نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱)..... لوگوں سے پہلو تہی اختیار کر اپنے دشمن سے بے خوف مت ہو۔
 (۲)..... بلاشبہ زمانہ مجھ پر سایہ فلک ہے اس نے مجھے عجیب چیزیں دکھائی ہیں۔
 (۳)..... تو لوگوں کو جیسے چاہے ٹھیکہ دے ہر حالت میں وہ تجھے بچھو کی طرح نقصان پہنچائیں گے۔
 بشر کا قول ہے کہ میں نے ابراہیم سے کہا کہ راہب نے آپ کو یہ نصیحت کی آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے تو اس نے چند اشعار پڑھے:

(۱)..... بھائیوں سے الگ ہو جا کسی کو دوست اور ساتھی مت بنا۔
 (۲)..... تو سامری والے کام کی طرح ہو جا تو موحد بن جا حسب استطاعت لوگوں سے دور رہ۔
 (۳)..... بھائی محبت اور اخوت میں سب بگڑ گئے تو ہر ایک کو منافق اور جھوٹا پائے گا۔
 (۴)..... میں نے کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو لوگ لڑھکے کہیں گے یا میں تیرے حالات سے بے خبر ہوتا تو میں کہتا کہ تو راہب ہو چکا۔
 سری کا قول ہے کہ میں نے بشر سے کہا کہ ابراہیم نے آپ کو یہ نصیحت کی آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے اس نے کہا کہ لوگوں سے کنارہ کش ہو جا اپنے گھر کو لازم پکڑ میں نے کہا کہ حسن کے ذریعے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اگر رات اور بھائیوں سے ملاقات نہ ہوتی تو مجھے کوئی پرواہ نہ ہوتی اس بات کی کہ میری موت کہاں آئے گی بشر نے چند اشعار پڑھے:

(۱)..... بھائیوں کی ملاقات سے خوش ہونے والے ٹھہر جا! تو شیطان کے جالوں میں سے مامون ہو گیا۔
 (۲)..... قیامت اور اس کے ذکر سے دل غافل ہو گئے حرص اور نقصان میں لگ گئے۔
 (۳)..... ان کی مجالس جن سے تو گفتگو کرتا ہے پردہ پوش کی پردہ داری اور دلوں کی موت کے بارے میں ہے۔
 سب کا قول ہے کہ میں نے سری سے کہا کہ بشر نے آپ کو نصیحت کی آپ بھی مجھے کوئی نصیحت کیجئے انہوں نے فرمایا کہ تجھ پر گناہم رہنا لازم ہے میں نے کہا کہ میں اسے پسند کرتا ہوں پھر آپ یہ اشعار پڑھنے لگے:

(۱)..... اے وہ شخص جو گناہی کا خواہاں ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر کچھ باتوں کے لئے تیار ہو جا۔

(۲)..... اے میرے بھائی! مجالس اور تذکرے چھوڑ دے اپنے نماز کے لئے نکلنے کو گناہ بنا دے۔

(۳)..... بلکہ وہاں پر ایسا زندہ بن جاگویا تو مردہ ہے جس سے قرابت و ملاقات کی امید نہیں رکھتے۔

علی بن محمد قصری کا قول ہے کہ میں نے حلی سے کہا سری نے آپ کو نصیحت کی آپ مجھے نصیحت کریں آپ نے فرمایا کہ دل کی صفائی سے کئے جانے والا عمل اختیار کر اللہ کا محبوب بن جائے گا پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

(۱)..... تو پر آگندگی کے گھر میں ہے تو اس کے لئے تیاری کر۔

(۲)..... دنیا کو اس دن کی طرح بنا دے جس دن تو نے خواہشات سے روزہ رکھا ہو۔

(۳)..... جب تو روزہ رکھ لے تو اپنے وفات کے دن کو یوم الفطر بنا۔

ابن خرداد کا قول ہے کہ میں نے علی سے کہا کہ حلی نے آپ کو یہ نصیحت کی آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا کہ اپنے وقت کی حفاظت کر اللہ کے لئے سخاوت اختیار کر اشیاء کی قیمت اپنے دل سے نکال دے اس سے تیرا باطن صحیح ہوگا اور تیرا ذکر بلند ہوگا پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

(۱)..... تیری زندگی چند گنے چنے سانس ہیں اس میں سے ایک سانس گزرنے کے ساتھ زندگی کا ایک جز کم ہو جاتا ہے۔

(۲)..... تو صبح و شام کمی میں ہے تیرا مال رکا ہوا ہے تو اسے گناہ سمجھ رہا ہے اس سے تجھے مارنے والے کی اور زندہ کرنے والے اور تیری ہدی

خواں ذات مجھ سے مذاق نہیں کر رہی۔

ابو محمد کا قول ہے کہ میں نے احمد سے کہا کہ علی نے آپ کو یہ نصیحت کی ہے آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بھائی! طاعت کو لازم پکڑ قناعت اختیار کر آخرت کی تیاری کر خواہشات سے اجتناب کر دنیا کے بدلے میں آخرت کو ترجیح مت دے لایحیٰ کو ترک کر کے مقصود اصلی میں لگ جا پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

(۱)..... گزشتہ گناہوں پر میں نادم ہوں خواہشات کا پیروکار نادم ہوتا ہے۔

(۲)..... موت کے بعد اطمینان کے حصول کے لئے اللہ کا خوف پیدا کر و عنقریب اللہ عادل سے تمہاری ملاقات ہوگی۔

(۳)..... دنیا سے دھوکہ زدہ شخص کو کوئی روکنے والا نہیں اگر اس کا قدم پھسل گیا تو وہ عنقریب نادم ہوگا۔

ابن زامین کا قول ہے کہ میں نے ابی محمد سے کہا احمد نے آپ کو یہ نصیحت کی آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے انہوں نے کہا کہ خوب ذہین نشین کر لے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو وہاں اتارتا ہے جہاں ان کے دل ان کے غموں کے ساتھ اترتے ہیں پس تو دیکھ تیرا دل کہاں اتر رہا ہے یہ بھی سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ قلوب کے ان کے بقدر قریب ہوتا ہے اور قلوب اسی کے بقدر قریب ہوتے ہیں اپنے دل کو دیکھ کہ کتنا قریب ہے پھر انہوں نے یہ اشعار سنائے:

(۱)..... لوگوں کے دل پردوں میں اترے ہیں اور ان کی ارواح بھی وہیں اتری ہیں۔

(۲)..... اور انس کی آسودگی اس کے قرب کی عزت میں ہے جلیل خدا کی یکتا توحید کے ساتھ آتی جاتی ہے۔

(۳)..... محض اس کے احسان سے قرب کے صحن میں ان کے لئے بخشش کی مہربانیاں ہیں جن کو بہت بڑی اہمیت ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ میں نے ابن زامین سے کہا کہ حمیدی نے آپ کو یہ نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں انہوں نے کہا کہ اللہ سے ڈر اس پر بھروسہ کر اس پر تہمت تراشی مت کر اس کا تیرے لئے پسند کرنا تیرے اپنے لئے پسند کرنے سے بہتر ہے پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

(۱)..... اللہ سے دوستی لگا لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔

(۲)..... تو جس طرح چاہے لوگوں کو آزما تو ہر حالت میں ان کو بچھو کی طرح پائے گا۔

ابو فرج غیث الصوری کا قول ہے کہ میں نے خطیب سے کہا کہ ابن زامین نے آپ کو یہ نصیحت کی آپ مجھے کوئی نصیحت کیجئے انہوں نے کہا کہ اپنے سب سے بڑے دشمن نفس کی پیروی مت اختیار کر یہ تیری سب سے پیچیدہ بیماری ہے اللہ کا خوف اختیار کر کے اس کی مخالفت کر اپنے دل پر بار بار بار اس کے اوصاف پیش کر، یقیناً وہ بے حیائی اور برائی کا حکم دینے والا ہے اور اپنی اطاعت کرنے والوں کو تباہی اور ہلاکت کے گھاٹ پر وارد کرنے والا

ہے اپنے تمام معاملات میں سچ اختیار کر اور خواہش کی پیروی مت اختیار کر کہ وہ تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے گی اور اللہ تعالیٰ خواہشات کی مخالفت کرنے والے کا ضامن ہے کہ وہ اس کا ٹھکانہ جنت میں بنائے گا پھر آپ نے یہ اشعار سنائے:

(۱)..... اگر تو دنیا اور آخرت کے معاملے میں راہ راست کی جستجو میں ہے۔

(۲)..... تو خواہش نفس کی پیروی مت کر بلاشبہ یہی فساد کی جڑ ہے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ ابراہیم بن ادہم کی وفات کے بارے میں صحیح قول ۱۶۲ھ کا ہے اس کے علاوہ ۱۶۱ھ یا ۱۶۳ھ کا بھی ہے لیکن صحیح ابن عساکر ہی کا قول ہے مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ بحر روم کے جزائر میں سے ایک جزیرہ میں ابراہیم نے مرابط ہونے کی حالت میں وفات پائی، وفات کی رات ان کا پیٹ خراب تھا وفات کی رات میں بار بیت الخلاء گئے اور ہر بار وضو کیا وفات کے وقت ابراہیم نے کہا کہ میری کمان پر چلہ چڑھا دو چنانچہ چڑھا دیا گیا تو انہوں نے پکڑ کر دشمنوں کی طرف اس کا رخ کیا اسی حالت میں ان کی وفات ہو گئی۔

ابو سعید بن اعرابی کا قول ہے کہ میں نے محمد بن علی کے واسطے سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول سنا ہے کہ جو سفیان کو بہت پسند تھا۔

(۱)..... دنیا نے انہیں بھوکا رکھا اور وہ ڈر گئے اور صاحب تقویٰ اسی طرح ہمیشہ عیش سے رکارتا ہے۔

(۲)..... ان میں سے داؤد طائی اور مسعر اور وہیب اور العریب بن ادہم ہیں۔

(۳)..... ابن سعید میں نیکی اور عقل کا نمونہ ہے اور وارث فاروق میں صدق اور دلیری کا نمونہ پایا جاتا ہے۔

(۴)..... ان میں فضیل اپنے بیٹے کے ساتھ مجھے کفایت کرے گا اگر یوسف پردگی میں کوتاہی نہ کرے تو وہ بھی کفایت کرے گا۔

(۵)..... یہ سب میرے دوست ہیں اللہ ان پر درود و سلام پڑھتا ہے۔

(۶)..... نیزہ کے پھلوں نے صاحب تقویٰ کو نقصان نہیں پہنچایا، صاحب تقویٰ ہمیشہ مکرم رہا۔

(۷)..... جب نو جوان خالص تقویٰ اختیار کرتا ہے تو تقویٰ ہمیشہ تجھے اس پر عزت کا نشان دکھائے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الادب میں ترمذی نے جامع ترمذی میں تعلیقاً ابراہیم بن ادہم سے مسح علی الخفین کے بارے میں حدیث روایت کی۔

ابو سلیمان داؤد بن نصیر الطائی الکوفی الفقیہ الذہبی نے اسی سال وفات پائی۔ فقہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ بعد میں داؤد فقہ چھوڑ کر کتابیں دفن کر کے ہمتن عبادت میں مشغول ہو گئے۔

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بات داؤد طائی کی تسلیم کی جائے گی ابن معین کا قول ہے کہ داؤد ثقہ تھے مہدی کے پاس بغداد آئے تھے پھر کوفہ لوٹ گئے یہ بات خطیب بغدادی نے بھی ذکر کی ہے اور فرمایا کہ ۱۶۰ھ میں داؤد نے وفات پائی۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۵۶ھ میں وفات پائی۔ شیخ ذہبی نے ذکر کیا ہے کہ ۱۶۲ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۶۳ھ

اسی سال مقنع زندیق کا محاصرہ کیا گیا جس کا خراسان میں ظہور ہوا تھا جو تباہ کا قائل تھا کینوں اور جہال کی ایک جماعت نے اس کی جہالت اور گمراہی کے باوجود اس کی اتباع کی اس سال وہ قلعہ کش میں پناہ گزین ہو گیا۔ سعید حرانی نے مسلسل اس کا محاصرہ کئے رکھا جب اس نے غلبہ محسوس کیا تو خود زہری لیا اور بیویوں کو بھی پلا دیا جس سے سب مر گئے۔ ان پر اللہ کی لعنت ہو اس کی ہلاکت کے بعد اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہوا اس کا سر محفوظ کر کے مہدی کے پاس حلب بھیج دیا گیا۔

ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مقنع کا نام عطاء تھا بعض نے کہا کہ حکیم تھا لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے مقنع ابتدا میں دھوبی تھا پھر اس نے خدائی کا دعویٰ کیا وہ ایک چشم بد صورت تھا اس نے سونے کا چہرہ بنوایا ہوا تھا اس کی جہالت کے باوجود ایک بہت بڑی جماعت اس کی پیروی کا رہن گئی وہ

لوگوں کو دو ماہ کی مسافت سے چاند دکھاتا پھر غائب ہو جاتا اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں اس کی عقیدت راسخ ہو گئی۔ پھر انہوں نے ہتھیاروں سے اس کی حفاظت کی وہ ملعون لوگوں کے گمان سے اپنے کو بہت اونچا خیال کرتا تھا اس کا گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ اولا حضرت آدم علیہ السلام کی شکل میں ظاہر ہوئے اسی وجہ سے فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا اس کے بعد پھر یکے بعد دیگرے تمام انبیاء علیہم السلام کی شکل میں ظاہر ہوئے پھر ابو مسلم خراسانی کی شکل میں پھر خود اس ملعون کی شکل میں ظاہر ہوئے۔

جب مسلمانوں نے اس کے قلعے سنام (جو ماوراء النہر کے پاس قلعہ کش کی جانب اس نے از سر نو تعمیر کیا تھا) کا محاصرہ کیا تو اس نے اور اس کی عورتوں نے زہر پی لیا جس کی وجہ سے ان کی اموات واقع ہو گئیں۔ مسلمانوں نے ان کی تمام املاک اور جائداد پر قبضہ کر لیا۔

اس سال مہدی نے رومیوں سے جہاد کے لئے خراسان وغیرہ سے لشکر تیار کئے سب پر امیر اپنے لڑکے ہارون رشید کو مقرر کیا، بغداد سے خود بھی اس کے ساتھ نکلا چند میل تک اس کے ساتھ چلا اپنے لڑکے موسیٰ ہادی کو بغداد پر نائب مقرر کیا۔ اس لشکر میں حسین بن قحطبہ ربیع حاجب خالد بن برمک (جو رشید ولی مہد کے لئے وزیر کے مانند تھا) اس کا کاتب اور اخراجات کا نگران یحییٰ بن خالد بھی تھا۔ مہدی مسلسل اس کے ساتھ رہا حتیٰ کہ ہارون رشید بلاد روم پہنچ گیا وہاں پر اس نے مہدیہ نام کا شہر تلاش کر لیا پھر شام آ کر بیت المقدس کی زیارت کی۔ ہارون رشید بڑے لشکر کے ساتھ بلاد روم میں داخل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بدولت بہت سی فتوحات عطا کیں بہت سا مال غنیمت ملا خالد بن برمک کا اس میں بہت اچھا کردار رہا۔ سلیمان بن برمک کے ذریعہ مہدی کے پاس فتح کی بشارت بھیجی مہدی نے اس کا اکرام کیا اس کے وظیفے میں اضافہ کر دیا۔

اسی زمانہ میں مہدی نے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو جزیرہ کی امارت سے معزول کر کے زفر بن عاصم ہلالی کو امیر مقرر کیا پھر اسے بھی معزول کر کے عبداللہ بن صالح بن علی کو وائی بنایا۔

سال رواں ہی میں مہدی نے اپنے لڑکے ہارون الرشید کو بلاد مغرب آزر بائجان آرمینیا کا والی مقرر کیا یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کا نائب بنایا تاہن کی ایک جماعت کا عزول نصب کیا اسی سال علی بن مہدی نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابراہیم بن طھمان، حریر بن عثمان تمیمی رجبی، موسیٰ بن علی نخعی مصری شعیب بن ابی حمزہ۔ سفاح کا چچا جس کی طرف قصر میمنی اور نہر میمنی منسوب ہے یحییٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اسی سال وفات پائی۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ یحییٰ بن علی کا طریقہ تھا اور وہ اقتدار سے کنارہ کش تھے اسی سال ۷۸ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ ہمام بن یحییٰ، یحییٰ بن ابی ایوب مصری عبیدۃ بنت ابی کلاب عابدۃ بھی اسی سال وفات پانے والوں میں سے تھے آخر ذی قعدہ چالیس سال تک خوف الہی سے روتی رہیں حتیٰ کہ بینائی بھی جاتی رہی۔ فرمایا کرتی تھیں میں اس خوف سے موت کی خواہاں ہوں کہ کہیں قبل از موت قیامت کے دن ہلاکت کا سبب بننے والے جرم کی مرتکب ہو جاؤں۔

واقعات ۱۶۳ھ

اسی سال عبدالکبیر بن عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب نے بلاد روم میں جنگ کی۔ جرنیل میکائیل نوے ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ میں آیا، جرنیل طاز ابھی اس کے ساتھ تھا۔ عبدالکبیر نے بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو جنگ سے روک دیا۔ سب کو لے کر واپس آ گیا مہدی نے اس کے قتل کا ارادہ کیا اس سے اس کی بابت گفتگو کی پھر زمین دوز قید خانے میں اس کو قید کر دیا۔ اسی زمانے میں ذی قعدہ کے آخر میں مہدی نے جیسار میں اینٹوں کے محل کی بنیاد رکھی پھر حج کا ارادہ کیا، بخار نے اسے آلیا وہ راستہ ہی سے واپس ہو گیا واپسی میں پیاس کی شدت کی وجہ سے بعض مہلات ہوئے سے قریب ہو گئے۔ حوضوں کے مالک یحییٰ بن مہدی ناراض ہو گیا مہدی جہاں سے واپس ہوا تھا وہاں سے مہلب بن صالح بن ابی ہاشم کو لوگوں کو حج گرانے کے لئے مقرر کیا، چنانچہ اس نے لوگوں کو حج کرایا۔

شیبان بن عبدالرحمن نخوی عبدالعزیز بن ابی سلمہ مہشون حسن بصری کے ساتھی مبارک بن فضالہ نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۵ھ

اسی سال مہدی نے اپنے لڑکے الرشید کو گرمیوں کی جنگ کے لئے تیار کیا اس کے ساتھ پچانوے ہزار سات سو ترانوے افراد پر مشتمل ایک لشکر بھیجا انہیں خرچہ کے لئے ایک لاکھ چار سو پچاس دینار دیئے اکیس کروڑ چار لاکھ چودہ ہزار آنھ سو درہم دیئے، یہ تفصیل ابن جریر نے بیان کی ہے وہ اپنا لشکر لے کر قسطنطنیہ کی خلیج پر پہنچ گیا۔ روم کی بادشاہ ایون اس وقت اغسط تھی گذشتہ فوت شدہ بادشاہ سے اس کی گود میں بچہ تھا اس نے سالانہ ستر ہزار دینار دینے پر رشید کو صلح کی پیشکش کی جسے رشید نے قبول کر لیا۔

یہ صلح رومیوں کے ساتھ ہونے والے مختلف معرکوں میں چون ہزار افراد کے قتل ہونے پانچ ہزار چھ سو چوالیس افراد کو قیدی بنالینے کے بعد ہوئی، قیدیوں میں سے دو ہزار افراد کو باندھ کر قتل کیا گیا بیس ہزار گھوڑے ساز و سامان کے ساتھ غنیمت میں ملے، ایک لاکھ گائے اور بکریاں ذبح کی گئیں۔ ٹو ایک درہم اور خچر چودہ درہم سے کم میں فروخت ہوا، ذرہ ایک درہم سے کم، بیس تلواریں ایک درہم میں فروخت ہوئیں مروان بن ابی حفصہ نے اس بارے میں دو شعر کہے:

- (۱)..... تو نے رومیوں کے قسطنطنیہ میں نیزوں کو لگا کر اس کا چکر لگایا حتیٰ کہ اس کی فصیلوں نے ذلت کو ذیبتن کر لیا۔
- (۲) تیری تیر اندازی سے پہلے ہی روم کا بادشاہ جزیہ لے کر حاضر ہوا حالانکہ اس وقت جنگ کی ہڈیاں جوش مار رہی تھیں صالح بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

سلیمان بن مغیرہ عبد اللہ بن علاء بن برد عبد الرحمن بن تابع بن ثوبان وہبہ بن خالد نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۶ھ

اسی سال رشید بلا دروم سے واپس آیا بڑی نخوت کے ساتھ بغداد میں اترا اس کے ساتھ سونے کا جزیہ اٹھائے ہوئے رومی بھی تھے۔ اسی زمانہ میں مہدی نے اپنے لڑکے موسیٰ ہادی کے بعد ہارون کے لئے لوگوں سے بیعت لی اس کا لقب الرشید رکھا۔

سال رواں ہی میں مہدی یعقوب بن داؤد سے ناراض ہوا اس نے اس کے ہاں بڑا اونچا رتبہ حاصل کیا تھا حتیٰ کہ اس نے اس کو اپنا وزیر بنالیا تھا دور وزارت میں اس نے خوب ترقی کی حتیٰ کہ مہدی نے خلافت کے تمام امور اس کے سپرد کر دیئے اس کے بارے میں بشار بن برد کہتا ہے۔

(۱)..... اے بنی امیہ کے لوگو! بیدار ہو جاؤ تمہاری خند طویل ہو گئی اصل خلیفہ تو یعقوب بن داؤد ہے۔

(۲)..... اے قوم! تمہاری خلافت ختم ہو گئی تم اللہ کے خلیفہ کو شراب اور سارنگی میں تلاش کرو۔

پغلقخور مہدی اور یعقوب کے درمیان مسلسل مصروف عمل رہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے ٹھوڑا دیا، جب بھی انہوں نے مہدی کو اس کی شکایت کی تو وہ مہدی کے پاس آجاتا اور اس کا معاملہ صحیح ہو جاتا حتیٰ کہ وہ اس پر پیش آیا جس کا میں ابھی ذکر کروں گا وہ یہ ہے کہ ایک روز یعقوب ایک بہت بڑی مجلس میں مہدی کے پاس آیا وہاں پر رنگارنگ قالین اور مختلف قسم کے ریشم بچھے ہوئے تھے اس جگہ کے ارد گرد مختلف پھولوں کے پر رونق صحن تھے۔ مہدی نے یعقوب سے سوال کیا کہ تم نے ہماری مجلس کو کیسا پایا؟ اس نے جواب دیا کہ اے امیر المؤمنین! میں نے اس سے اچھی مجلس نہیں دیکھی اس نے کہا کہ یہ سب چھ تیرے لئے ہے اور یہ بوندی بھی تیری ہے تاکہ اس کے ذریعے تیرا سر درگھمیل ہو۔

مجھے تجھ سے ایک ضروری کام ہے میں نے پوچھا کہ کیا کام ہے اس نے کہا کہ پہلے تو اسے پورا کرنے کا وعدہ کر میں نے کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں مع و اطاعت مجھ پر لازم ہو گئی پھر اس نے کہا کہ اللہ کی قسم کھاؤ میں نے اللہ کی قسم اٹھائی پھر اس نے کہا کہ میرے سر کی قسم اٹھاؤ میں نے کہا کہ آپ کے سر کی قسم پھر اس نے کہا کہ میرے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ بات کہو میں نے ایسا ہی کیا۔

پھر مہدی نے کہا کہ یہاں پر ایک علوی شخص ہے میں چاہتا ہوں کہ تو اس کو میری طرف سے کافی ہو جا ظاہر ہے کہ وہ حسن بن ابراہیم بن عبد اللہ

بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھا میں نے کہا کہ ٹھیک ہے اس نے کہا کہ جلدی یہ کام کر کے میرے پاس آ جاؤ پھر اس نے مجلس کا سارا سامان میرے گھر منتقل کرنے کا حکم دیا وہ باندی اور ایک لاکھ روپے میرے حوالے کئے میں جتنا اس باندی سے خوش ہوا اتنا کسی چیز سے خوش نہیں ہوا۔ گھر پہنچنے کے بعد میں نے اس باندی کو گھر کے ایک کونے میں پردہ میں چھپا دیا۔ پھر میں نے اس علوی کو حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ اسے حاضر کیا گیا۔ میرے پاس بیٹھ کر اس نے گفتگو کی میں نے اس کو سب سے زیادہ عقلمند اور سمجھ دار پایا پھر اس نے مجھے کہا کہ اے یعقوب تو اللہ سے میرے خون کے ساتھ ملاقات کرے گا حالانکہ میں آپ علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں۔ میں نے کہا کہ واللہ نہیں میں نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں جانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں فلاں فلاں شہر جانا چاہتا ہوں میں نے کہا کہ تو جہاں جانا چاہتا ہے چلا جا، اتنا خیال رکھنا کہ مہدی تجھ پر غلبہ حاصل نہ کرنے پائے ورنہ وہ تجھے تیرے اہل سمیت ہلاک کر دے گا۔

اس کے بعد وہ علوی میرے پاس سے نکل گیا۔ میں نے اس کی معیت اور اس شہر تک پہنچانے کے لئے دو آدمی اس کے ساتھ کر دیئے مجھے معلوم نہیں ہوا کہ اس سارے ماجرے کا اس باندی کو کیسے پتہ چل گیا اور اس کو میرے ساتھ جاسوس بنا کر بھیجا گیا تھا چنانچہ اس باندی نے خادم کے ذریعے مہدی کو سارے ماجرے سے مطلع کر دیا۔

مہدی نے علوی کے پیچھے اسی راستہ پر کچھ افراد بھیجے چنانچہ انہوں نے اسے پکڑ کر مہدی کے سامنے حاضر کر دیا مہدی نے اسے دار الخلافہ کے کسی کمرے میں بند کر دیا دوسرے دن مہدی نے مجھے بلوایا میں حاضر ہو گیا مجھے علوی کے واقعہ کے بارے میں معلوم نہیں تھا جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے علوی کے بارے میں سوال کیا میں نے کہا کہ اسے تو میں نے قتل کر دیا اس نے کہا کہ اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہو میں نے کہا کہ ہاں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اس نے کہا کہ میرے سر پر ہاتھ رکھ کر میری قسم اٹھاؤ میں نے قسم اٹھالی پھر اس نے کہا کہ اے غلام جو کچھ اس کمرے میں ہے اسے نکالو تو وہ علوی باہر آ گیا میں اس کے سامنے شرمندہ ہو گیا پھر مہدی نے کہا کہ اب تیرا خون میرے لئے حلال ہے پھر اس نے علوی کو زمین دوز کنویں میں بند کر دیا۔

یعقوب کا قول ہے کہ مہدی نے مجھے ایسی جگہ قید کر دیا جس میں میں دیکھ نہیں سکتا تھا اس دوران میری آنکھیں ضائع ہو گئیں میرے سر کے بال بڑے بڑے ہو گئے میری ہیبت بہائم کی طرح ہو گئی میں طویل عرصہ اس میں رہا اسی حالت میں مجھے ایک روز بلایا گیا میں کنویں سے نکلا تو مجھے امیر المؤمنین پر سلام کا حکم دیا گیا میں نے مہدی سمجھ کر اسے سلام کیا میں نے جب مہدی کا ذکر کیا تو اس نے جواب دیا کہ اللہ مہدی پر رحم کرے میں نے پوچھا کہ آپ ہادی ہیں اس نے کہا کہ اللہ ہادی پر رحم کرے میں نے پوچھا کہ الرشید اس نے کہا کہ ہاں میں نے کہا کہ اے امیر! آپ میری بیماری اور میری کمزوری دیکھ رہے ہیں آپ مجھے چھوڑ دیں اس نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے میں نے کہا کہ مکہ کا اس نے کہا کہ سیدھے چلے جاؤ چنانچہ میں مکہ چلا گیا پھر کچھ دنوں کے بعد وہیں انتقال ہو گیا۔

یعقوب مہدی کو اپنے سامنے نبیذا استعمال کرنے اور بکثرت گانے سننے پر نصیحت کرتا تھا اسے ملامت کرتے ہوئے کہتا تھا کہ تو نے مجھے اس چیز پر روزیر بنایا اور نہ اس بارے میں تیری صحبت اختیار کرنا مجھ پر لازم ہے مسجد حرام میں پانچ نمازوں کے بعد وہ شراب پئے گا اور گانے سنے گا، مہدی نے کہا کہ عبد اللہ بن جعفر نے بھی سماع کیا ہے یعقوب نے ہا کہ یہ اس کی نیکیوں میں سے نہیں ہے اگر یہ عبادت ہوتی تو بندہ کا اس پر ملامت کرنا بہتر ہوتا، اسی پر مہدی کو ایک شاعر نے براہیختہ کرتے ہوئے کہا کہ اے مہدی! اپنے نکل عیسا باز میں داخل ہو جسے اس نے اپنے نکل کی طرح اینٹوں سے تعمیر کروایا تھا وہاں پر اس نے درہم و دنانیر بنائے۔

اسی زمانے میں مہدی نے مکہ، مدینہ اور طائف کے درمیان ڈاکخانے بنوانے کا حکم دیا اس سے پہلے یہ کام کسی نے نہیں کیا تھا۔

سال رواں ہی میں مہدی جرجان گیا تھا۔

اسی برس امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی بنایا گیا۔

اس سال کوفہ کے عامل ابراہیم بن یحییٰ بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا، اس سال صلح کی وجہ سے رومیوں کے ساتھ گرمیوں کی جنگ نہیں ہو سکی۔

صدقہ بن عبد اللہ السمین ابوالاشہب عطاردی ابو بکر ہشلی عفیر بن معدان نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۷ھ

اسی سال مہدی نے اپنے لڑکے موسیٰ بن ہادی کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ جرجان بھیجا، ابان بن صدقہ کو اس کا نائب بنایا اسی زمانے میں مہدی کے بعد بننے والے دلی عہد عیسیٰ بن موسیٰ کی وفات ہوئی، کوفہ کے نائب روح بن حاتم نے اس کی وفات کا قاضیوں اور امراء کی ایک جماعت کو گواہ بنایا پھر اسے دفن کر دیا گیا کوفہ کے نائب نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی مہدی نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کی اس کی املاک کے محاسبہ کا حکم دیا۔ اسی زمانے میں مہدی نے ابو عبید اللہ بن معاویہ بن عبید اللہ کو دیوان رسائل سے معزول کر کے ربیع بن یوسف حاجب کو اس کی جگہ مقرر کیا سعید بن واقد کو اس کا نائب بنایا، ابو عبید اللہ اپنے مرتبہ کے مطابق آتا تھا۔

سال رواں ہی میں بغداد و بصرہ میں شدید وبا اور دستوں کی بیماری پھیلی پوری دنیا رات کی طرح تاریک ہو گئی حتیٰ کہ دوبارہ دن روشن ہوا، یہ ذی الحجہ کے اختتام سے کچھ روز پہلے کا واقعہ ہے اسی برس مہدی نے ملک کے تمام اطراف میں زنادقہ کی ایک جماعت کو تلاش کروا کر حاضر کرایا پھر ہاتھ باندھ کر انہیں قتل کر دیا گیا زنادقہ کا سردار عمر الکلواذی تھا۔

اسی سال مہدی نے مسجد حرام میں بہت زیادہ اضافہ کا حکم دیا متعدد مکانات اس میں شامل کر دیئے گئے اس نے یہ کام حرمین کے منتظم یقطین بن موسیٰ الموکل کے حوالے کیا وہ مسلسل اسی کام میں لگا رہا حتیٰ کہ مہدی کی وفات ہو گئی جیسا کہ عنقریب آ رہا ہے۔ اسی سال صلح کی وجہ سے رومیوں سے جنگ نہیں ہو سکی۔

اسی زمانے میں مدینہ کے نائب ابراہیم بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا حج سے فراغت کے بعد چند ایام کے بعد اس کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے اسحاق بن عیسیٰ کو اس کی جگہ مقرر کیا گیا۔

مقتل کے غلام بشار بن برد ابو معاذ الشاعر نے اسی سال وفات پائی، یہ مادر زاد اندھا تھا دس سال سے کم عمر میں اس نے اشعار کہنے شروع کر دیئے تھے، اس نے ایسی تشبیہات بیان کی ہیں کہ صاحب بصارت بھی ایسی تشبیہ بیان نہیں کر سکتے۔ اصمعی حافظ ابو تمام ابو عبیدہ نے اسی کی تعریف کی اس نے تیرہ ہزار اشعار کہے ہیں جب مہدی کو پتہ چلا کہ اس نے اس کہ بجو کی ہے اور ایک جماعت نے اس کے زندیق ہونے کی گواہی دی تو مہدی کے حکم سے اسے مارا گیا حتیٰ کہ چھتر سال کی عمر میں وہ مر گیا ابن خلکان نے وفیات میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بشار بن برد بن یرجوخ مقتلی ان کا غلام تھا صاحب اغانی نے اس کا نسب نامہ بہت طویل بیان کیا ہے، یہ اولاً بصری تھا پھر بغداد آ گیا تھا اصلاً طخارستان کا ہے یہ مونا تازہ تھا اس کے شعر مولدین کے اول طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اس کے مشہور اشعار میں سے چند اشعار یہ ہیں:

- (۱)..... کیا تو محبت کے علاوہ بھی کوئی مقام جانتی ہے جو تیرے قریب ہوتا ہے اس لئے کہ محبت نے مجھے دور کر دیا۔
- (۲)..... واللہ میں تیری آنکھوں کے جادو کا خواہاں ہوں اور عشاق کے نکمھڑنے کی جگہوں سے خوف زدہ ہوں۔
- (۳)..... اے قوم! میرے کان قبیلہ کے کسی فرد یا عاشق ہیں کبھی کان آنکھ سے پہلے عاشق ہو جاتے ہیں۔
- (۴)..... انہوں نے چو پھا کہ ہم تیری آنکھ نہیں دیکھتے میں نے جواب دیا کہ کبھی کان آنکھ کی طرح قلب کو سیراب کرتے ہیں۔
- (۵)..... جب رائے باہمی مشورہ تک پہنچ جائے تو خیر خواہ کی دانائی یا دانا کی خیر خواہی سے مدد حاصل کر۔
- (۶)..... کوسل کو اپنے لئے رکاوٹ مت بنا چھوٹے پر بڑے پروں کے لئے قوت کا باعث ہوتے ہیں۔
- (۷)..... وہ بھلی خراب ہے جیسے کینہ اپنے بھن سے روک دے دستہ کے بغیر تلوار خراب ہوتی ہے۔

بشار مہدی کی تعریف کرتا تھا حتیٰ کہ وزیر نے مہدی کو اس کی شکایت کی کہ اس نے اس کی بجو کی ہے اور اس پر تہمت بھی لگائی اور اس کی طرف پلٹھ زندیقیت بھی منسوب کی، اور یہ کہ وہ منی پر آگ کی تفصیل کا قائل اور ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام کے جدہ کے بارے میں معزور سمجھتا ہے وہ شعر کہتا ہے زمین تاریک آگ روشن ہے آگ جب سے آگ ہے معبود ہے مہدی نے اس کو سزا دینے کا حکم دیا اسے سزا دی گئی حتیٰ کہ وہ مر گیا بعض کا توں ہے زدہ خرق ہو گیا پھر اسی سال اسے بصرہ منتقل کیا گیا۔

حسین بن صالح بن یحییٰ، حماد بن سلمہ ربیع بن مسلم، سعید بن عبد العزیز بن مسلم عتبہ بن ابان بن صمعدہ (جو مشہور خوف الہی سے رونے والوں اور عابدین میں سے تھا، اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چیزیں بنا کر کھاتا تھا، روٹی اور نمک سے افطاری کرتا تھا) قاسم حزاء، ابو ہلال محمد بن سلیم محمد بن طلحہ ابو حمزہ شکاری، محمد بن میمون نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۸ھ

اسی سال رمضان میں رومیوں نے وہ عہد توڑ دیا جو ہارون رشید نے اپنے والد مہدی کے حکم سے ان کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان طے کیا تھا وہ اس پر صرف ۳۲ ماہ قائم رہے جزیرہ کے نائب حاکم نے سواروں کو روم بھیجا انہوں نے قتل کیا گرفتار کیا مال غنیمت حاصل کیا صحیح و سالم واپس لوٹ آئے۔

اسی سال مہدی نے دواوین الاذمہ بنائے بنو امیہ اس سے واقف نہیں تھے۔

اس سال علی بن محمد المہدی نے لوگوں کو حج کرایا۔

حسین بن یزید بن حسن بن علی بن ابی طالب نے اسی سال وفات پائی منصور نے انہیں مدینے کا والی بنایا تھا پانچ سال کے بعد ناراض ہو کر منصور نے ان کو مارا اور قید کیا تمام مال پر قبضہ کر لیا۔

حماد عجرد نے بھی اس سال وفات پائی یہ بے ہودہ گومزاحیہ شاعر تھا ولید بن یزید کے ساتھ رہتا تھا بشار بن برد کی بھوکرتا تھا مہدی کے پاس کوفہ آ گیا تھا پھر اس پر زندہ یقیت کی تہمت لگی۔

ابن قتیبہ کا قول ہے کہ طبقات شعراء میں کوفہ میں تین حمادوں پر زندہ یقیت کی تہمت لگی (۱) حماد الراویہ (۲) حماد عجرد (۳) حماد بن زبرقان نحوی یہ تینوں بیہودہ گو شاعر تھے۔ خارجہ بن مصعب عبد اللہ بن حسن حصین بن ابی الحسن بصری (جو سوار کے بعد بصرہ کے قاضی رہے ہیں) نے بھی اسی سال وفات پائی خالد حزاء داؤد بن ابی ہند سعید الجری سے سماع کیا ابن مہدی نے ان سے روایت کی یہ ثقہ فقیہ تھے اصول و فروع میں ان کے چند منتخب مسائل تھے جن میں ان کی طرف کچھ غلط کلام بھی منسوب ہے ان سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو جواب میں خطا کھا گئے قائل نے ان سے کہا کہ صحیح مسئلہ یوں ہے، تھوڑی دیر کے بعد سوچ کر فرمانے لگے کہ جب میں لونوں کا تو ذلیل ہو گا۔ حق میں ذمہ بن کر رہنا باطل میں سر بننے سے بہتر ہے اسی سال ذیقعدہ میں وفات پائی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کے دس سال کے بعد وفات ہوئی۔ مصر کے قاضی غوث ابن سلیمان بن زیاد بن ربیعہ ابو یحییٰ الجری نے بھی اسی سال وفات پائی یہ پسندیدہ حکماء میں سے تھے منصور کے زمانے میں تین بار دیار مصر کے حاکم بنے فلیح بن سلیمان ایک قول کے مطابق قیس بن ربیع محمد بن عبد اللہ بن علاشہ بن علقمہ بن مالک ابو الیسر عقیلی نے بھی اسی سال وفات پائی، ابو الیسر مہدی کے زمانہ میں مشرقی بغداد کے قاضی تھے نام عافیہ بن یزید تھا ابن علاشہ کو قاضی الجمن بھی کہا جاتا تھا کیونکہ ایک کنواں تھا اس سے پانی بھرنے والوں کو جنات تکلیف دیتے تھے، ابن علاشہ نے انہیں ایک بار مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے لئے دن اور تمہارے لئے رات کا ہم نے فیصلہ کیا ہے اس کے بعد دن میں جنات کسی کو تکلیف نہیں دیتے تھے ابن معین کا قول ہے کہ ابن علاشہ ثقہ تھے امام بخاری کا قول ہے کہ ان کا حافظہ کمزور تھا۔

واقعات ۱۶۹ھ

اسی سال محرم میں ماسد ان میں بخاری وجہ سے مہدی بن منصور کی وفات ہوئی بعض کا قول ہے کہ گھوڑے نے اس کو کاٹ لیا تھا اس کی وجہ سے اس کی وفات ہوئی۔

مہدی بن منصور کے حالات..... اس کا نام محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ابو عبد اللہ المہدی امیر المؤمنین ہے اس کو

مہدی کا لقب دیا گیا اس امید پر کہ وہ حدیث کا موعود مہدی ہوگا حالانکہ حقیقت میں وہ نہیں تھا اگرچہ نام میں دونوں مشترک ہیں لیکن فعل میں جدا جدا ہیں اس مہدی کا نزول دنیا کا فساد سے بھرپور ہونے کے وقت آخری زمانہ میں ہوگا وہ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و زیادتی سے بھر پور ہوگی۔

بعض کا قول ہے کہ مہدی کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دمشق میں نزول ہوگا جیسا کہ احادیث المغنن والملاحم میں آرہا ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے طریق سے حدیث میں آیا ہے کہ مہدی بنی عباس سے ہوگا ابن عباس اور کعب احبار سے بھی اسی قسم کی حدیث موقوفاً مروی ہے جو صحیح نہیں۔ اگر صحیح بھی ہو تو اس سے تعین لازم نہیں آتی ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ مہدی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا اب اول اور ثانی حدیث میں تعارض ہو گیا واللہ اعلم مہدی کی والدہ امن موسیٰ بنت منصور بن عبد اللہ الحمیری تھی، مہدی نے اپنے والد اور دادا کے واسطے سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ بسم اللہ با آواز بلند پڑھتے تھے۔ اس روایت کو ان سے یحییٰ بن حمزہ النھشلی نے روایت کیا ہے انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دمشق آمد کے وقت مہدی کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بسم اللہ بلند آواز سے پڑھی اور اسے آپ کی طرف منسوب کیا اس روایت کو یحییٰ بن حمزہ کے علاوہ دوسروں نے روایت کیا مہدی نے اس کو مبارک بن فضالہ سے روایت کیا مہدی سے جعفر بن سلیمان ضبعی محمد بن عبد اللہ رقاشی ابو سفیان سعید بن یحییٰ نے بھی اسے روایت کیا۔

مہدی کا سن پیدائش ۱۲۶ھ یا ۱۲۷ھ یا ۱۲۸ھ ہے اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۵۸ھ میں خلیفہ بنے اس وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی ارض بلقاء کے حمیہ مقام میں پیدا ہوئے سن وفات ۱۶۹ھ یا ۱۶۸ھ یا ۱۶۳ھ یا ۱۶۳ھ ہے ان کی خلافت دس سال ڈیڑھ ماہ رہی۔ مہدی گندی رنگت، دراز قد، کھنکھریا لے بال، اس کی ایک آنکھ میں سفید نشان تھا بعض کا قول ہے کہ دائیں، بعض کا قول ہے کہ بائیں آنکھ کا ہے۔

ربیع حاجب کا قول ہے کہ میں نے مہدی کو ان کے کمرہ میں چاندنی رات میں حسین و جمیل لباس میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا میں فیصلہ نہ کر سکا کہ مہدی کا لباس، اس کا کمرہ اور چاند میں سے کون حسین تھا؟ پھر یہ آیت پڑھی:

فهل عسىتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض و تقطعوا ارحامكم

پھر اس نے مجھے حکم دیا، میں نے اس کے اقارب میں سے ایک قیدی کو حاضر کیا اس نے اسے چھوڑ دیا۔

جب اسے اپنے والد کی وفات کا مکہ میں علم ہوا تو اس نے دو دن تک اپنے والد کی وفات کو چھپائے رکھا پھر جمعرات کے روز الصلوٰۃ الجملۃ کا اعلان کیا پھر اس نے لوگوں کو خطبہ دیا کہ امیر المؤمنین کے پاس اللہ کا پیغام آ گیا تھا جسے انہوں نے قبول کیا پس عند اللہ میں اپنے آپ کو امیر المؤمنین محسوس کرتا ہوں اور خلافت کے مسئلہ میں اس سے مدد طلب کرتا ہوں پھر لوگوں نے اس کی بیعت کی ابو دلامہ نے ایک قصیدہ میں اس کی تعزیت کی اور اسے مبارکباد بھی دی۔

(۱)..... میری دو آنکھوں میں سے ایک امیر کے دیکھنے سے خوش باش اور دوسری اشکبار ہے۔

(۲)..... کبھی وہ ہنستی اور کبھی وہ روتی ہے جس بات سے وہ ناواقف ہے وہ اسے تکلیف دیتی ہے اور جس سے واقف ہے وہ اسے خوش کرتی ہے۔

(۳)..... محرم میں خلیفہ کی موت اس کے لئے تکلیف دہ ہے اس مہربان خلیفہ کا کھڑا ہونا اس کے لئے خوش کن ہے۔

(۴)..... جسے میں دیکھ رہا ہوں تو نہیں دیکھ رہا نہ میں بالوں کو دیکھتا ہوں کہ انہیں کنگھی کروں اور دوسرا نوج رہا ہے۔

(۵)..... امت محمدیہ کا خلیفہ فوت ہو گیا تمہارے پاس اس کے بعد اس کا جانشین آ گیا۔

(۶)..... اللہ نے اسے خلافت سے سرفراز فرمایا اور خوش نمایاغات سے اسے نوازا۔

مہدی نے ایک روز اپنی تقریر میں کہا کہ اے لوگو جسے تم ہماری اطاعت ظاہر کرتے ہو اسے پوشیدہ بھی رکھو عافیت تمہیں خوش کرے گی انجام کی تم تعریف کرو گے اے لوگو! جو تم میں عدل قائم کرتا ہے ظلم کا لباس تم سے لپیٹتا ہے تمہیں سلامتی اور خوشگوار زندگی عطا کرتا ہے اس کی اطاعت کرو اللہ کی قسم میں اپنی عمر کو تمہاری سزا سے بچاؤں گا اپنے نفس کو تم پر احسان کرنے کی طرف آمادہ کروں گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے حسن کلام سے لوگوں کے چہرے دمک اٹھے پھر اس نے اپنے والد کے خزانے نکالے جو بے شمار تھے انہیں لوگوں میں

تقسیم کر دیا اپنے اہل و عیال کو اس میں سے کچھ نہیں دیا بلکہ ان کے لئے ضرورت کے مطابق بیت المال سے رسد جاری کیا، عطیات کے علاوہ ہر ایک کو پانچ سو درہم دیئے اس کا والد بیت المال کے بڑھانے پر بڑا حریص تھا وہ مالداروں کے مال سے سالانہ دو ہزار درہم خرچ کرتا تھا مہدی نے مسجد رصافہ کے بنانے اس کے ارد گرد خندق کھودنے فیصل بنانے کا حکم دیا قبل ازیں بیان ہو چکا کہ اس نے کئی شہر بھی بنوائے تھے۔

مہدی کو بتایا گیا کہ قاضی شریک آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا اس نے اسے بلوا کر اس معاملے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اے ابن الزانیہ شریک نے کہا کہ بس بس اے امیر وہ روزہ دار شب بیدار تھی مہدی نے کہا کہ اے زندیق! میں تجھے قتل کروں گا شریک نے مسکرا کر کہا کہ اے امیر زنادقہ کی تو کچھ علامت ہوتی ہیں جن کے ذریعے ان کی شناخت کی جاتی ہے وہ قہوہ پیتے ہیں کھوکھار باندیاں تیار کرتے ہیں۔

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ ایک روز سخت آندھی چلی مہدی نے اپنے کمرہ میں داخل ہو کر اپنا چہرہ خاک آلود کیا، کہنے لگا کہ اے اللہ اگر اس سزا کا میں اکیلا مستحق ہوں تو میں آپ کے سامنے حاضر ہوں اے اللہ مجھ پر دشمنوں کو خوش مت کروہ مسلسل اس دعا میں مشغول رہا حتیٰ کہ آندھی ختم ہو گئی۔

ایک روز ایک شخص مہدی کے پاس جوتی لے کر حاضر ہوا کہنے لگا کہ یہ آپ ﷺ کی نعل مبارک ہے میں نے آپ کو ہدیہ میں پیش کی، مہدی نے وہ جوتیاں اس سے لے کر انہیں بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا اس کے لئے دس ہزار کا حکم دیا اس کے جانے کے بعد مہدی نے لوگوں سے کہا کہ آپ ﷺ نے ان جوتیوں کو پہننا تو درکنار آپ ﷺ نے انہیں دیکھا بھی نہیں ہوگا میں نے صرف اس وجہ سے یہ جوتی لی ہے کہ کہیں وہ باہر جا کر لوگوں سے کہے کہ میں نے خلیفہ کو نعل رسول پیش کی اس نے قبول نہیں کی لوگ اس کی تصدیق کریں گے کیوں کہ عوام کی یہ عادت ہے کہ وہ قوی کے مقابلے میں ضعیف کی مدد کرتے ہیں اگر چہ وہ ظالم ہی ہو اس لئے ہم نے اس کی زبان دس ہزار میں خرید لی ہمیں یہ طریقہ رنج معلوم ہوا۔

مہدی کے بابت یہ مشہور ہو گیا کہ وہ کبوتر باز اور گھوڑوں کا شوقین ہے محدثین کی ایک جماعت اس کے پاس آئی جس میں عتاب بن ابراہیم بھی تھا اس نے مہدی کو حدیث ابی ہریرہ رحمۃ اللہ علیہ (اسبق الافی خف او نعل او صافر) نسائی نے اس میں او جناح کا بھی اضافہ کیا مہدی نے اس کے لئے دس ہزار کا اعلان کیا اس کے جانے کے بعد مہدی نے لوگوں سے کہا کہ قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ عتاب نے آپ ﷺ پر افترا کیا ہے پھر اس نے کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا اس کے بعد مہدی نے عتاب کا ذکر نہیں کیا۔

واقعی کا قول ہے کہ میں ایک روز مہدی کے پاس گیا میں نے اس کے سامنے چند احادیث بیان کی جو اس نے لکھ لی پھر وہ اٹھ کر زنانہ خانہ کی طرف گیا پھر وہاں سے غصہ کی حالت میں نکلا میں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں خیزران کے پاس گیا تھا اس نے کھڑے ہو کر میرے کپڑے پھاڑتے ہوئے کہا کہ میں نے تجھ میں کوئی خیر نہیں دیکھی۔ قسم بخدا اے واقعی! میں نے اسے تاجروں کے غلام سے خریدا ہے اس نے میرے ہاں جو مقام حاصل کیا وہ کیا میں نے اپنے بعد اس کے دونوں لڑکوں کے لئے بیعت لی میں نے کہا کہ اے خلیفہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں شریف آدمی پر غالب آنے والی اور کمینہ سے مغلوب ہونے والی ہوتی ہیں نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں بہتر اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہے میں اپنے اہل کے لئے بہتر ہوں اور عورت میڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر تو اسے سیدھا کرے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی اسی طرح اس کے ہم معنی جو احادیث مجھے اس وقت یاد تھیں میں نے اسے سنائی تو اس نے مجھے دو ہزار دینار دیئے، جب میں گھر کے قریب تھا تو اچانک خیزران کا غلام دس ہزار دینار اور کپڑے اٹھائے ہوئے پہنچا اور کہنے لگا کہ اس نے تمہارے شکر اور تعریف کے بدلہ یہ دیا۔

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ مہدی نے ایک مباح الدم شخص کو معاف کر دیا اس کو پکڑ کر لانے والے کو ایک لاکھ درہم دیئے وہ شخص بھیس بدل کر بغداد میں جا رہا تھا کہ ایک شخص نے گروں سمیت اسے پکڑ لیا اس نے پکار کر کہا کہ یہ خلیفہ کا مطلوب ہے اس نے اپنے آپ اس سے چھڑانے کی کوشش کی لیکن چھڑا نہ سکا۔ اسی اثنا میں کہ لوگوں کے مجمع میں وہ کشاکش ہو رہے تھے کہ امیر معن بن زائدہ کا وہاں سے گزر ہوا اس نے کہا کہ اے ابو ولید! یہ خوف زدہ اور پناہ کا طلب گار ہے معن نے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ یہ خلیفہ کا مطلوب ہے اس کو پکڑ کر لانے والے کے لئے خلیفہ نے ایک لاکھ درہم کا اعلان کیا ہے۔ معن نے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے اسے امان دے دی ہے اسے چھوڑ دو پھر اپنے غلام سے کہا کہ اسے سواری پر سوار کر کے میرے گھر پر لے آؤ پھر خود معن اس کو خلیفہ کے پاس لے گئے مہدی کو اپنی آمد سے آگاہ کیا مہدی نے اسے اندر بلایا معن نے داخل ہوتے ہی اسے سلام کیا خلیفہ نے سلام کا جواب نہیں دیا اور کہا کہ تم اس حد تک پہنچ گئے ہو کہ میری حکومت میں تم کسی کو پناہ دے دو

میں نے کہا کہ ہاں، میں نے کہا کہ میں نے تمہاری حکومت میں چار ہزار نمازیوں کو قتل کیا ہے کیا میں ایک شخص کو پناہ بھی نہیں دے سکتا مہدی نے کچھ تامل کرنے کے بعد کہا جسے تم نے پناہ دی اسے میں نے پناہ دی میں نے کہا کہ اے خلیفہ یہ شخص ضعیف ہے اس نے اس کے لئے میں ہزار کا حکم دیا پھر میں نے عرض کیا کہ اس کا جرم بڑا ہے خلفاء کے عطایا رعایا کے جرائم کے مطابق ہوتے ہیں مہدی نے اس کے لئے ایک لاکھ کا اعلان کیا میں نے وہ رقم اس شخص کے سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ یہ مال لے لے اور خلیفہ کے لئے دعا کر آئندہ اپنی نیت کی اصلاح کر۔ ایک بار مہدی بصرہ آمد کے موقع پر نماز کے لئے کھڑا ہوا اتنے میں ایک اعرابی یہ کہتے ہوئے آیا کہ اے خلیفہ مؤذن کو میرے انتظار کا حکم دیں چنانچہ خلیفہ نے انہیں انتظار کا حکم دیا مہدی اس کے آنے تک محراب میں کھڑا ہوا اس کا انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ اس کے آنے کے بعد تکبیر کہی لوگوں نے اس کی وسعت اخلاقی پر بڑے تعجب کا اظہار کیا۔

ایک دیہاتی مہرشدہ خط لئے ہوئے آکر کہنے لگا کہ یہ خلیفہ کا خط ہے اس نے رنچ دربان کا پوچھا اس نے اس سے خط لے کر اس کو خلیفہ کے سامنے کھڑا کر دیا اور خط کھولا تو ایک چمڑے کے ٹکڑے پر کمزوری تحریر تھی اعرابی مسلسل یہ دعویٰ کر رہا تھا کہ یہ خلیفہ کا خط ہے خلیفہ مسکرا کر کہنے لگا کہ یہ واقعی میری تحریر ہے اصل قصہ یہ ہے کہ ایک روز میں شکار پر جاتے ہوئے اپنی فوج سے الگ ہو گیا، رات ہو گئی، میں نے اللہ سے دعا کی تو مجھے دور سے ایک آگ روشن نظر آئی میں اس کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ ایک بوڑھا اور بوڑھی آگ جلا رہے ہیں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر میرے لئے چادر بچھائی پھر مجھے پانی ملا ہوا دودھ پلایا جو بہت لذیذ تھا پھر میں اس چوغہ پر سو گیا اس رات مجھے سب سے اچھی نیند آئی پھر اس بوڑھے نے بکری کا بچہ ذبح کیا اس کی بیوی کہہ رہی تھی کہ تو نے اپنی اور بچوں کی زندگی تباہ کر دی لیکن اس نے اس کی پرواہ کئے بغیر اسے ذبح کر دیا پھر میں نے اٹھ کر اسے بھونا پھر میں نے اسے کہا کہ کاغذ لے آتا کہ میں تیرے لئے تحریر لکھ دوں چنانچہ وہ یہ چمڑا لے آیا تو میں نے اس کے لئے پانچ لاکھ لکھ دیئے پھر وہ اسے دے دیئے وہ بوڑھا رقم لے کر چلا گیا پھر اس نے اس جگہ پر مستقل سکونت اختیار کر لی مہمانوں اور دیگر مسافروں کی مہمان نوازی کرتا پھر وہ جگہ امیر المؤمنین کے میزبان کے نام سے مشہور ہو گئی۔

سوار کا قول ہے کہ میں ایک روز مہدی کے پاس واپس گھر پہنچا میرے سامنے ناشتہ رکھا گیا لیکن دل نے قبول نہیں کیا پھر میں قیلوہ کے لئے آرام گاہ میں داخل ہو گیا لیکن نیند نہیں آئی میں نے دل بہلانے کے لئے اپنی چہیتی باندی کو بلایا لیکن اس کے باوجود بھی پریشانی برقرار رہی اس کے بعد میں اپنے گھر سے نکل کر اپنے خنجر پر سوار ہو گیا میں نے ابھی گھر کی حدود پار بھی نہیں کی تھی کہ مجھے ایک شخص دو ہزار درہم لئے ہوئے ملا میں نے اس سے پوچھا کہ یہ درہم کہاں سے لایا ہے اس نے کہا کہ نئے بادشاہ کی طرف سے میں وہ دو ہزار لے کر بغداد کی گلیوں میں تسکین قلب کے لئے چکر لگا رہا اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا تو محلہ کی ایک مسجد میں نماز عصر ادا کی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک اعلیٰ شخص نے میرے کپڑے پکڑ کر کہا کہ مجھے آپ سے ضروری کام ہے میں نے پوچھا کہ کیا کام ہے اس نے جواب دیا کہ میں ایک اعلیٰ شخص ہوں لیکن میں نے آپ کے کپڑوں کی خوشبو سونگھ کر اندازہ لگایا کہ آپ ایک آسودہ اور صاحب ثروت شخص ہیں اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ تک اپنی ضرورت پہنچا دوں۔ میں نے ضرورت کے بابت پوچھا تو اس نے کہا کہ اس مسجد کے سامنے والا محل میرے والد کا ہے میرے بچپن کی حالت میں وہ اس محل کو فروخت کر کے خراسان چلا گیا تھا وہاں پر ہم بچھڑ گئے میں اندھا ہوا گیا اب اپنے والد کی وفات کے بعد بغداد واپس آیا پھر میں اس محل کے مالک کے پاس آیا تا کہ میں اس کے ذریعے اپنے والد کے دوست سوار تک پہنچوں شاید وہ میری کچھ مدد کر سکے میں نے اس سے پوچھا کہ تیرا والد کون ہے اس نے میرے سامنے اس شخص کا ذکر کیا جو میرا سب سے بڑا دوست تھا میں نے کہا کہ میں تیرے والد کا دوست سوار ہوں آج اللہ نے تیری وجہ سے میری نیند بھوک آرام سب کچھ ختم کر دیا حتیٰ کہ تجھ سے ملاقات کے لئے مجھے گھر سے نکالا اور پھر تیرے سامنے لا کر بٹھا دیا پھر میں نے اپنے وکیل سے کہا کہ اسے دو ہزار دینار دیدو۔ میں نے اسے کہا کل فلاں جگہ میرے گھر آ جانا۔

اس کے بعد میں سواری پر سوار ہو کر دار الخلافہ آ گیا میں نے سوچا کہ آج رات مہدی کو مجھ سے اچھا قصہ کوئی نہیں سنائے گا چنانچہ جب میں نے اسے اپنا قصہ سنایا تو وہ بہت متعجب ہوا اس نے اس نایبتا کے لئے دو ہزار دینار کا حکم دیا پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ تجھ پر قرض کتنا ہے میں نے کہا کہ پچاس ہزار دینار پھر وہ خاموش ہو گیا کچھ دیر کے بعد میں اس سے بات چیت کر کے گھر آ گیا میرے گھر پہنچنے سے پہلے ہی قلی پچاس ہزار اور دو ہزار

دینار لئے کھڑا تھا میں نے اس دن امی کا انتظار کیا لیکن وہ نہیں آیا کل پھر میں مہدی کے پاس آیا مہدی کہنے لگا کہ میں تیرے معاملے میں سوچ رہا تھا کہ سب تو پچاس ہزار دینار ادا کرے گا تو تیرے پاس کچھ نہیں بچے گا اس لئے میں نے مزید تیرے لئے پچاس ہزار دینار کا حکم دیا پھر تیسرے روز وہ امی میرے پاس آیا میں نے اس سے کہا کہ اللہ نے تیری وجہ سے میرے لئے بہت رزق عطا کیا ہے میں نے خلیفہ کے دئے ہوئے دو ہزار دینار اس کے حوالے کئے دو ہزار مزید اپنی طرف سے دیئے۔

ایک عورت مہدی کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگی کہ اے اللہ کے رسول! میری حاجت پوری کر، مہدی نے کہا اس سے قبل میں نے ایسی بات کسی سے نہیں سنی پھر مہدی نے اسے دس ہزار درہم دیئے۔

ایک روز ابن خیاط مہدی کے پاس آیا اس نے مہدی کی مدح کی مہدی نے اس کے لئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا ابن خیاط نے ان سب کو تقسیم کر دیا پھر یہ اشعار پڑھے:

(۱)..... میں نے تو نگری کی تلاش میں اس کی ہتھیلی کے مطابق لیا مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ اس کی ہتھیلی سے سخاوت آگے بڑھ جاتی ہے۔

(۲)..... اس کے دیئے ہوئے سے میں مالدار نہیں بنائیں نے اسے دے دیا ہے اس نے مجھے سخاوت کا عادی بنا دیا ہے جو کچھ میرے پاس تھا وہ سارا میں نے تقسیم کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ مہدی کو اس کی بات کا پتہ چل گیا تو اس نے ہر درہم کے بدلہ ایک دینار اے دیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ مہدی کے بہت سے کار نامے اور خوبیاں ہیں اس کی وفات ماسبہ ان میں ہوئی وہ اس ارادہ سے ماسبہ ان گیا تھا کہ اپنے لڑکے مہدی کو جرجان سے بلائے تاکہ اسے ولی عہد ی سے معزول کر کے ہارون الرشید کو ولی عہد بنائے لیکن ہادی نہیں آیا مہدی اس کے ارادہ سے نکلا تھا جب وہ ماسبہ ان پہنچا تو وہیں اس کی وفات ہو گئی اس نے وفات سے قبل قصر سلامت محل کے دروازہ پر کھڑا ہوا ایک بوڑھا دیکھا بعض کا قول ہے کہ اس نے ہاتف کی آواز سنی:

(۱)..... میں اس محل کے باشندوں کو تباہ شدہ دیکھ رہا ہوں اس کی حویلیاں اور منازل ویران ہو چکی ہیں۔

(۲)..... قوم کا رہنما خوشی اور بادشاہت کے بعد قبر کی طرف چلا گیا جس پر پتھر پڑے ہوئے ہیں۔

(۳)..... اب تو صرف اس کا ذکر اور اس کی باتیں باقی رہ گئیں ہیں اس پر اس کی بیوی داویلا کر رہی ہیں اس کے بعد وہ دس دن زندہ رہا حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

مروی ہے کہ جب ہاتف نے اسے کہا گویا اس محل کے باشندے ہلاک ہو چکے ہیں اور اس کی حویلیاں اور منازل کے نشانات مٹ چکے ہیں مہدی نے جواب دیا کہ اسی طرح لوگوں کے امور جدید انہیں بوسیدہ کر دیتے ہیں ہر نو جوان کو اس کی عادات بوسیدہ کر دیں گی۔ ہاتف نے کہا کہ دنیا سے توشہ تیار کر لے اس لئے کہ تو مرنے والا ہے اور تجھ سے سوال کیا جائے گا تو کیا کہہ رہا ہے۔

مہدی نے جواب دیا کہ میں بہتا ہوں کہ اللہ کی ذات برحق ہے میں نے اس کی گواہی دی ہے اس بات کے فضائل بے شمار ہیں ہاتف نے کہا کہ دنیا سے توشہ تیار کر لے تو کوچ کرنے والا ہے تجھ پر نازل ہونے والا امر قریب آپکا ہے، مہدی نے جواب دیا کہ اللہ تجھے ہدایت دے تو نے یہ بات مجھ سے سب کبھی ہے جلد ہی میں اس پر عمل کروں گا۔

ہاتف نے کہا میں راتوں کے بعد مہینہ کے آخر تک تین یوم ٹھہر جاؤ اس ماہ کو مکمل نہیں کر سکے گا۔ مؤرخین کا قول ہے کہ اس کے ۲۹ دن کے بعد مہدی کی وفات ہو گئی ابن جریر نے مہدی کی وفات کے مختلف اسباب بیان کئے ہیں بعض کا قول ہے کہ مہدی ہرن کے پیچھے لگا ہوا تھا کہ اس کے آگے آگے تھے ہرن ویرانہ میں داخل ہو گیا کہتے بھی اس کے پیچھے داخل ہو گئے گھوڑا آیا اس نے اپنے دونوں اگلے پاؤں ویرانہ میں داخل کر دیئے۔ اس نے مہدی کی کمر توڑ دی اس کی وجہ سے بعد میں اس کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی چھیتی باندیوں میں سے ایک نے دوسری کے پاس زہر آلود دودھ بیجا اپنی مہدی کے پاس سے گزرا مہدی نے اسے پی لیا جس کی وجہ سے اس کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ اس نے پلیٹ میں امرود رکھ کر بیچے تھے ان کے اوپر ایک زہر آلود بڑا امرود رکھا ہوا تھا مہدی کو امرود بہت پسند تھے باندی امرود کی پلیٹ اس کے پاس سے لے کر گزری مہدی نے بڑا امرود اٹھا کر کھا لیا اسی وقت اس کا انتقال ہو گیا وہ باندی اس پر گریہ کرنے لگی اور کہنے لگی کہ ہائے

امیر المؤمنین میری تو خواہش تھی کہ مجھ اکیلی کے لئے ہو پھر میں نے اپنے ہاتھ ہی سے اسے قتل کر دیا۔ اسی سال ماہ محرم میں مہدی نے وفات پائی مشہور قول کے مطابق اس کی عمر ۴۳ سال تھی اس کی کل مدت خلافت دس سال ڈیڑھ ماہ تھی شعراء نے اس کی وفات پر متعدد مرثیہ کہے جن کا ذکر ابن جریر اور ابن عساکر نے کیا ہے۔

موسیٰ ہادی بن مہدی کی خلافت ۱۶۹ھ کے شروع میں ماہ محرم میں اس کے والد نے وفات پائی وہ اپنے والد کے بعد ولی عہد تھا اس کے والد نے وفات سے قبل اسے معزول کر کے اس کی جگہ الرشید کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا تھا لیکن دوران سفر مہذب ان میں اس کی وفات ہونے کی وجہ سے وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا ہادی اس وقت جرجان میں تھا بعض حکومتی ارکان (حاجب ربيع وغیرہ) اور امراء کی ایک جماعت نے ہادی کے بجائے الرشید کو خلیفہ بنانے اور اس کی بیعت کا ارادہ بھی کیا۔ الرشید کا قیام اس وقت بغداد میں تھا انہوں نے مہدی کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے فوج کی تنخواہ جلدی کرنے کا ارادہ کیا لیکن جیسے ہی اس کی اطلاع ہادی کو ہوئی اس نے فوراً بغداد کا رخ کیا چنانچہ بیس دن کے اندر اندر وہ بغداد پہنچ گیا۔ اس نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں اس نے ان سے بیعت لی چنانچہ انہوں نے اس کی بیعت کی ربيع حاجب خوف کی وجہ سے چھپ گیا، ہادی نے اس کو تلاش کرایا تو وہ اس کے سامنے حاضر ہو گیا۔ ہادی نے اسے معاف کرتے ہوئے اس کے ساتھ حسن اخلاق کا معاملہ کیا اس کی درباری ختم نہیں کی بلکہ مزید وزارت اور دیگر ذمہ داریاں اس کے سپرد کیں۔

خلیفہ بننے کے بعد ہادی نے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زنادقہ کی ایک جماعت کو تلاش کروا کر قتل کر دیا، موسیٰ ہادی خلوة میں اپنے ساتھیوں سے بڑا انس رکھتا تھا لیکن مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد اس کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے اس کے ساتھی اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے تھے ہادی خوبصورت، باوقار بارعب نوجوان تھا۔

اسی سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کا مدینہ میں ظہور ہوا۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ ایک روز صبح کے وقت حسین سفید لباس پہن کر مسجد نبوی میں بیٹھ گیا لوگ نماز کے لئے آئے تو اسے دیکھ کر بھاگ گئے ایک جماعت اس کی پیروی کا بن گئی انہوں نے کتاب و سنت اور اہل بیت کی رضا پر اس کی بیعت کی۔ اس کے ظہور کا سبب یہ بنا تھا کہ مدینہ کا متولی خلیفہ ہادی اس کے والد کی وفات پر تعزیت کرنے اور خلافت پر اسے مبارکباد دینے کے لئے بغداد چلا گیا اس کے بعد کچھ ایسے امور پیش آئے جو اس کے ظہور کے مقصد تھے۔ ایک جماعت نے اس کی دعوت پر لبیک کہا انہوں نے اپنا ٹھکانہ مسجد نبوی کو بنایا لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔ اہل مدینہ نے ان کی اس برائی کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ مسجد کی بے حرمتی کی وجہ سے ان کے خلاف بدعا کرتے رہے حتیٰ کہ ان ظالموں نے مسجد کے اطراف میں پابنخانہ بھی کیا۔ المسمودۃ سے ان کے مختلف معرکے ہوئے دونوں جانبوں سے افراد ہلاک ہوئے اور شدید نقصان ہوا۔

اس کے بعد حسین مکہ آ گیا موسم حج تک اس نے مکہ میں قیام کیا ہادی نے اس کے مقابلے کے لئے لشکر بھیجا جس نے ان سے موسم حج کے بعد قتال کیا، انہوں نے حسین سمیت اس کی ایک جماعت قتل کر دی باقی ماندہ لوگ بھاگ گئے اور اطراف ملک میں پھیل گئے اس کے خروج سے قتل تک کا زمانہ ۹ ماہ ۱۸ یوم تھا۔

حسین کریم اور فیاض شخص تھا ایک روز مہدی کے پاس آیا تو اس نے چالیس ہزار دینار دیئے اس نے وہ سب اپنے اہل و عیال اور بغدادی، کوئی دوستوں میں تقسیم کر دیئے واپسی میں اس کے بدن پر صرف ایک چادر تھی جس کے نیچے میض بھی نہیں تھی۔

اس سال خلیفہ کے چچا سلیمان بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا گرمیوں کی جنگ معنوق بن یحییٰ نے راہب کے درب کے راستہ لڑی رومی اپنے جرنیل کے ساتھ مقابلہ میں آئے اور الحمد للہ تک پہنچ گئے۔

اسی سال ایام تشریق میں حسین بن علی نے وفات پائی منصور کے غلام یونس حاجب نے بھی اسی سال وفات پائی یہ منصور کا دربان اور اس کا وزیر تھا بعد میں ہادی اور مہدی کا بھی وزیر رہا۔ بعض نے اس کے نسب پر اعتراض کیا خطیب نے اس کے حالات میں اس کے طریق سے ایک روایت نقل کی لیکن وہ منکر اور اس کی صحت میں نظر ہے ہادی نے اس کے بعد اس کے لڑکے فضل بن ربيع کو ولی اور دربان بنایا۔

واقعات ۱۷۰ھ

اسی سال ہادی نے ہارون الرشید کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے لڑکے جعفر بن ہادی کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا ہارون نے بلا اختلاف اسے قبول کر لیا ہادی نے اس سلسلہ میں امراء کی ایک جماعت طلب کی انہوں نے بھی اس سے اتفاق کیا صرف ان کی والدہ خیزران نے اختلاف کیا کیونکہ وہ ہارون سے زیادہ محبت کرتی تھی ہادی نے اسے مملکت میں تمام تصرفات سے منع کر دیا حالانکہ ابتدا میں اس کی والدہ حکومت پر حاوی تھی اور امراء کا اس کے دروازہ پر آنا جانا لگا رہتا تھا ہادی نے ان کو دھمکی دی کہ آئندہ اگر کوئی وزیر اس کے دروازہ پر نظر آگیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد اس کی والدہ نے اس سے قطع کلامی اختیار کر لی اور وہ دوسرے گھر منتقل ہو گئی۔ ہادی نے الرشید سے معزولی پر اصرار کیا اس کے خواص میں سے یحییٰ بن خالد برمک کو بلا کر اس سے اس معاملے میں مشورہ کیا خالد نے کہا کہ اس فیصلہ سے لوگوں کے دلوں میں عہد و پیمان کی وقت نہیں رہے گی اس لئے مصلحت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ ہارون کے بعد جعفر کو ولی عہد بنادیں نیز اگر آپ نے ابھی جعفر کو ولی عہد بنادیا تو اس کے کمن ہونے کی وجہ سے اکثر لوگوں کی طرف سے اختلاف کا خطرہ ہے اس صورت میں سارا معاملہ بگڑ جائے گا ہادی نے رات کا وقت ہونے کی وجہ سے کچھ دیر سوچ کر مجلس برخواست کر دی لیکن صبح ہوتے ہی خالد کو جیل بھیج دیا پھر رہا کر دیا۔

ایک روز ہارون ہادی کے پاس آیا اس کے دائیں طرف اس سے دور ہو کر بیٹھ گیا ہادی نے غور سے دیکھنے کے بعد اس سے کہا کہ کیا تو میرے بعد ولی عہد بننا چاہتا ہے اس نے جواب میں کہا کہ قسم بخدا اگر ایسا ہو گیا تو جن سے تو نے قطع تعلق کیا ان سے میں صلح جمی کروں گا جن پر تو نے ظلم کیا ان کو میں انصاف دلاؤں گا میں اپنی لڑکیوں کی شادی تیرے لڑکوں سے کروں گا اس نے کہا کہ میرا بھی خیال تیرے بابت یہی ہے اس کے بعد ہادی نے کھڑے ہو کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا، ہادی نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کی قسم دی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا پھر ہادی نے اس کے لئے ایک لاکھ کا حکم دیا اور پھر کہا کہ خزانے میں داخل ہو کر جو چاہے اٹھا لے جب خراج آیا تو اس میں سے اسے نصف دیا ہادی رشید سے راضی ہو گیا اس کے بعد ہادی موصل جدید کی طرف گیا وہاں سے واپسی میں عیسیٰ باز میں اس کی وفات ہو گئی اس وقت نصف ربیع الاول جمعہ کی شب تھی، بعض کا قول ہے کہ ۱۷۰ھ کا آخر تھا اس وقت اس کی عمر ۲۳ سال تھی اس کی کل مدت خلافت ۶ ماہ ۱۳ یوم تھی، ہادی دراز قد حسین سفید رنگ والا اور اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑا ہوا تھا۔

اسی رات خلیفہ ہادی نے وفات پائی، الرشید خلیفہ بنا خلیفہ مامون رشید بھی پیدا ہوا۔ اول رات میں اس کی والدہ خیزران نے کہا تھا کہ مجھے معلوم ہے کہ آج رات ایک خلیفہ دنیا سے جائے گا ایک دنیا میں آئے گا اور ایک خلیفہ بنے گا بعض کا قول ہے کہ اس نے اوزاعی سے یہ بات کافی عرصہ پہلے سنی تھی اس کی وجہ سے وہ بہت خوش تھی بعض کا قول ہے کہ خیزران نے ہارون الرشید کی حفاظت کے لئے ہادی کو زہر دیا تھا کیونکہ ہادی نے اپنی والدہ کو دور کر کے اپنی چہیتی باندی خالصہ کو قریب کیا تھا۔

ہادی کے کچھ حالات اس کا نام موسیٰ بن محمد المہدی بن عبد اللہ المنصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ابو محمد الہادی تھا ۱۶۹ھ میں ماہ محرم میں خلیفہ بنا۔ ۱۷۰ھ میں ربیع الاول کے شروع یا آخر میں ۲۳ یا ۲۴ یا ۲۶ سال کی عمر میں وفات پائی ان میں سے پہلا قول صحیح ہے، کہا جاتا ہے کہ ہادی گذشتہ خلفاء میں سب سے کم سن تھے یہ حسین و جمیل دراز قد سفید رنگ بڑا طاقتور انسان تھا دوزر ہیں پہن کر سواری پر کود مار کر بیٹھ جاتا تھا اس کا والد میری خوشبو کہہ کر اسے پکارتا تھا۔

عیسیٰ بن داب کا قول ہے کہ میں ایک روز مہدی کے پاس تھا اچانک ایک طشتری آئی جس میں دو حسین و جمیل باندیوں کو ذبح کر کے ان کے ٹکڑے کئے ہوئے تھے۔ ان کے بالوں میں جواہر اور موتی ترتیب سے جڑے ہوئے تھے ان سے اعلیٰ قسم کی خوشبو مہک رہی تھی خلیفہ نے ہم سے پوچھا کہ تمہیں ان کا قصہ معلوم ہے ہم نے لاعلمی کا اظہار کیا پھر خلیفہ نے بتایا کہ اصل میں یہ دونوں ایک دوسرے پر چڑھ کر بدکاری کرتی تھیں میں نے خادم کو ان پر نگران مقرر کیا اس نے مجھے بتایا کہ وہ دونوں بدکاری میں مشغول ہیں چنانچہ میں نے جا کر ان دونوں کو ایک بستر میں بدکاری میں مشغول پایا تو میں نے ان کی گردن اڑانے کا حکم دیا اس کے بعد اس نے ان کے اٹھانے کا حکم دیا اور پہلی بات کی طرف آگیا گویا کوئی واقعہ پیش ہی نہیں آیا، ہادی ذکی

القلب حکومتی معاملات سے خوب واقف تھا۔

ہادی کے اقوال..... (۱)..... مجرم کو جلد سزا دینے لغزشوں کو معاف کرنے کی مانند حکومت کی اصلاح کرنے والی کوئی چیز نہیں۔

(۲)..... حکومت کی طمع کم کیا کرو۔

(۳)..... ایک روز ہادی ایک شخص سے ناراض ہو گیا اس کے معافی طلب کرنے پر اس سے راضی ہو گیا وہ شخص معذرت کرنے لگا ہادی نے کہا

کہ رضا مندی تیرے عذر کے بوجھ کو برداشت کر لے گی۔

(۴)..... ایک روز ہادی ایک شخص کے پاس اس کے بچے کی تعزیت کے سلسلہ میں گیا، ہادی نے اس سے تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ اس نے

مجھے خوش کیا حالانکہ وہ تیرا دشمن اور تیرے لئے فتنہ تھا اس نے مجھے دکھ دیا حالانکہ وہ تیرے لئے دعا اور رحمت تھی۔

زبیر بن بکار کا قول ہے کہ مروان ابی حفصہ نے ہادی کو قصیدہ سنایا جس کا ایک شعر یہ ہے اس کی عنایت اور جنگ کا دن یکساں ہے کچھ معلوم نہیں

کہ کون سا زیادہ فضیلت والا ہے۔

ہادی نے اس سے پوچھا کہ دو باتوں میں تجھے کون سی پسند ہے (۱) تمیں ہزار نقد (۲) ایک لاکھ رجسٹروں میں چکر لگانے والے اس نے کہا کہ

اس سے بھی اچھی ایک اور بات ہے ہادی نے پوچھا کہ وہ کیا ہے اس نے کہا کہ یہ دونوں ہوں ہادی نے کہا کہ اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں نقد

ہوں چنانچہ ہادی نے اس کے لئے ایک لاکھ تیس ہزار کا حکم دیا۔ خطیب بغدادی کا قول ہے کہ مجھ تک متعدد طرق سے مطلب بن عکاشہ مزی کا قول

پہنچا ہے کہ ہم اپنے ایک آدمی پر (جس نے قریش کو گالی دی تھی حتیٰ کہ آپ ﷺ کے ذکر سے سبقت کر گیا) گواہ بنا کر ابی محمد ہادی کے پاس آئے۔ اس

نے ایک مجلس منعقد کی جس میں زمانے کے فقہاء کو مدعو کیا اس وقت جو اس کے دروازے پر موجود تھے انہیں بھی بلایا پھر ہمیں بلایا ہم نے سب

موجودگی میں اصل واقعہ بیان کیا یہ سن کر ہادی کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر کچھ دیر تامل کرنے کے بعد کہنے لگا کہ مجھ تک اپنے باپ دادا کے واسطے سے آپ ﷺ کا

یہ ارشاد پہنچا ہے کہ قریش کی اہانت کرنے والے شخص کو اللہ ذلیل کرے گا اے اللہ کے دشمن! تو نے اس پر بھی بس نہیں کی حتیٰ کہ تو آپ ﷺ کے ذکر سے

بھی سبقت کر گیا اس نے اپنے خادموں سے کہا کہ اس کی گردن اڑا دو چنانچہ اس کی موجودگی میں اسے قتل کر دیا گیا۔

اسی سال ربیع الاول میں ہادی نے وفات پائی اس کے بھائی ہارون نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی مشرقی بغداد عیسیٰ باز میں اس کے محل قصر ابیض

میں اسے دفن کیا گیا اس کے نو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں لڑکوں کے نام جعفر، عباس، عبد اللہ، اسحاق، اسماعیل، سلیمان موسیٰ اعمیٰ تھا۔ لڑکیوں کے نام ام

عیسیٰ جس سے مامون نے شادی کی۔ ام عباس جس کا لقب ثوبہ تھا۔

ہارون الرشید بن مہدی کی خلافت..... ۱۷۰ھ وسط ربیع الاول جمعہ کی شب اس کے بھائی ہادی کی وفات کی رات ۲۲ سال کی عمر میں

ہارون کی بیعت کی گئی اس نے خالد بن برمک کو جیل سے رہا کر دیا ہادی نے وفات کی رات خالد اور الرشید کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا رشید ہادی کا

رضاعی بھائی تھا۔

الرشید نے خالد کو وزیر اور یوسف بن قاسم بن صبیح کو انشاء کتابت کا والی بنایا اسی نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کی حتیٰ کہ عیسیٰ باز میں منبر پر

لوگوں سے اس کی بیعت لی۔

بعض کا قول ہے کہ ہادی کی وفات کی رات خالد نے رشید کے پاس آ کر کہا کہ اے امیر المؤمنین اٹھ جائے الرشید نے کہا کہ تو کب تک مجھے

خوف زدہ کرتا رہے گا۔ اگر اس شخص نے سن لیا تو اس کے نزدیک یہ میرا سب سے بڑا جرم ہو گا اس نے کہا کہ اس کا انتقال ہو چکا اس کے بعد الرشید بیٹھ

گیا اس نے خالد سے کہا کہ مجھے ولایتوں کے بابت مشورہ دیجئے چنانچہ خالد صوبوں کی امارتوں کے بابت اسے لوگوں کے نام بتاتا رہا اور وہ ان کا تقرر

کرتا رہا۔

اسی شام میں ایک شخص نے آ کر امیر المؤمنین کو ان کے ہاں بچہ کی ولادت کی خوشخبری دی تو خلیفہ نے کہا اس کا نام عبد اللہ مامون بن رشید ہو گا فجر

کے بعد الرشید نے اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے عیسیٰ باز میں اسے دفن کیا۔ اس کے بعد قسم اٹھائی کہ نماز ظہر بغداد پہنچ کر ادا کرے گا۔

نماز جنازہ سے فارغ ہو کر اس نے ابی عصمہ قائد کی گردن اڑانے کا حکم دیا کیونکہ وہ جعفر بن ہادی کے ساتھ تھا پھر انہوں نے پل پر گزرتے ہوئے رشید سے مزاحمت کی ابو عصمہ نے کہا دلی عہد کے گزرنے تک صبر کرو الرشید نے کہا کہ مع واطاعت امیر کی ہونی چاہیے چنانچہ ابو جعفر اور ابو عصمہ گزر گئے رشید ذلیل و رسوا ہو کر کھڑا رہ گیا پھر خلیفہ بننے کے بعد اس نے ابو عصمہ کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔

اس کے بعد الرشید نے بغداد کا رخ کیا بغداد کے پل پر پہنچنے کے بعد اس نے غوطہ خوروں کو بلا کر کہا کہ یہاں میری انگلی گرنی ہے جسے میرے والد مہدی نے میرے لئے ایک لاکھ میں خریدی تھی۔ ہادی نے اپنے دور حکومت میں اسے مجھ سے طلب کیا تھا تو میں نے اسے اپنی کے حوالے کر دیا تھا اس سے وہ انگلی یہاں پر گرنی ہے غوطہ خوروں نے اس کے پیچھے وہ انگلی تلاش کر کے اس کے حوالے کر دی الرشید بہت خوش ہوا الرشید کے والی بننے کے بعد یحییٰ بن خالد نے اس سے کہا رعیت کا معاملہ میں نے تیرے سپرد کیا اب تو جسے چاہے مقرر کر دے جسے چاہے معزول کر دے اس بارے میں ابراہیم بن موسیٰ کہتا ہے۔

(۱)..... کیا تو نے نہیں دیکھا کہ سورج کی روشنی کم تھی ہارون کے خلیفہ بننے کے بعد اس کی روشنی میں اضافہ ہو گیا۔

(۲)..... یہ اللہ نے امین بنی ہارون کی برکت سے ہوا ہارون خلیفہ یحییٰ اس کا وزیر ہے پھر ہارون نے یحییٰ کو ہر امر میں اپنی والدہ خیزران کے فیصلہ کا پابند کر دیا تمام امور میں وہی مشورہ دیتی وہی جوڑ توڑ کرتی اور فیصلہ دیتی۔

اسی زمانہ میں ہارون الرشید نے ذوی القربی کا حصہ بنی ہاشم کے درمیان مساوی تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

اسی برس الرشید نے زنادقہ کی ایک جماعت کو تلاش کروا کر اسے قتل کرایا سال رواں ہی میں بعض اہل بیت نے الرشید کے خلاف بغاوت کی اسی سال خلیفہ کے ہاں امین محمد بن الرشید ابن زبیدہ کی ولادت ہوئی یہ اسی سال ۱۶ شوال جمعہ کے روز کا واقعہ ہے۔

اسی زمانے میں فرج الخادم الترمذی کے ہاتھ پر طرطوس شہر کی تعمیر مکمل ہوئی۔

اسی برس الرشید نے لوگوں کو حج کرایا حج کے موقع پر حرمین میں بے شمار مال تقسیم کیا بعض کا قول ہے کہ الرشید نے اس سال جنگ بھی کی اسی کی بابت داؤد بن زرین شاعر کہتا ہے۔

(۱)..... ہارون کی برکت سے ہر شہر روشن ہو گیا اس نے اپنی سیرت استوار کر کے رسالت کا انتظام کیا۔

(۲)..... وہ اللہ کا امام ہے اس کا کام اکثر حج کرنا اور جنگ کرنا ہے۔

(۳)..... لوگوں سے سامنے اس کا خوش منظر آتا ہے تو اس کے چہرہ کے نور سے لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔

(۴)..... وہ اللہ کا امین ہارون ہے اس سے امید رکھنے والا کئی گناہ حاصل کرتا ہے۔

اس سال گرمیوں کی جنگ سیمان بن عبد اللہ بکائی نے لڑی۔

اس سال وفات پانے والے خواص کے اسمائے گرامی..... الخلیل بن احمد بن عمرو بن حمیم ابو عبد الرحمن القرطبی اور ازدی کے شیخ الشاہ نے اسی سال وفات پائی۔ سیبویہ نصر بن شمل وغیرہ اس کے شاگرد ہیں انہوں نے علم العروض ایجاد کیا۔ اس کو پانچ دوائر تقسیم کیا اس کی پندرہ بحریں بنائیں۔ الحفش نے الخب نام سے مزید ایک بحر کا اضافہ کیا شاعر کا شعر ہے۔

فیصل کی تخیلی سے قبل لوگوں کے شعائر تھے۔

مصر میں بھی انہیں معرفت راسل تھی اس پر ان کی تصانیف بھی ہیں لغت پر بھی ان کی ایک کتاب ”کتاب العین“ ہے اس کی ابتدا انہوں نے ہی کی۔ تخیل نصر بن شمل اور ان کے ساتھیوں (سورج سدوسی نصر بن سی جھضمہ وغیرہ) نے کی لیکن فیصل کے اور ان کے طرز میں اختلاف ہے ابن ہشام نے بھی اس پر کتاب ماضی جو فیصل کے طرز کے مطابق اور نہایت مفید ہے۔

نسیج رجب مدح۔ قصباتہ قانع النساں تھا ان کا قول تھا میرا غم میرے دروازہ تک نہیں پہنچتا یہ مزاحیہ خوش اخلاق تھے ایک شخص ان سے غم کے متعلق الجھڑا اسے علم العرش سے دور کی بھی مناسبت نہیں تھی ایک روز فیصل نے اس سے اس شعر اذالہ تسطع شیا فادعہ و جاوزه

السی ما تسطيع ان تقطيع کے بارے میں دریافت کیا۔ وہ اپنے علم کے مطابق اس کی تقطیع کرنے لگا پھر وہ ان کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا۔ دوبارہ نہیں آیا شاید وہ ان کی بات سمجھ گیا۔ بعض کا قول ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ان کے والد کے علاوہ کسی نے اپنا نام احمد نہیں رکھا یہ بات احمد بن ابی خنیسہ سے منقول ہے خلیل کی سن پیدائش ۱۰۰ھ ہے سن وفات ۱۷۰ھ ہے۔ بعض کا قول ۱۶۰ھ کا بھی ہے ابن الجوزی نے ۱۳۰ھ بیان کیا ہے یہ بہت غریب ہے پہلا مشہور ہے۔

ربیع بن سلیمان بن عبد الجبار بن کامل المرادی المصری المود نے اسی سال وفات پائی یہ امام شافعی سے روایت کرنے والے سب سے آخری شخص ہیں یہ صالح انسان تھے۔ امام شافعی نے بیوطی مزی بن عبد الحکم اور ان میں فراست محسوس کی نفس الامر میں بھی ایسا ہی ہوا ربیع کے دو شعر ہیں:

صبر جمیل کس قدر جلد فراخی پیدا کرتا ہے سچا شخص ناجی ہوتا ہے خوف الہی رکھنے والا شخص تکلیف سے محفوظ رہتا ہے اللہ سے امید رکھنے والا انسان امید ہی کے مقام پر رہتا ہے۔ لیکن ربیع بن سلیمان داؤد البجزی (جنہوں نے امام شافعی سے روایت کی) نے ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۷۱ھ

اسی سال رشید نے یحییٰ بن خالد کو وزارت کے ساتھ انگوٹھی بھی دی۔ اسی زمانہ میں الرشید نے جزیرہ کے نائب ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو قصر خلد میں اپنے سامنے بندھوا کر قتل کرایا۔ اسی برس فصل بن سعید کا ظہور ہوا جسے قتل کر دیا گیا۔ سال رواں ہی میں افریقہ کا نائب روح بن حاتم آیا۔ اسی سال خیزران مکہ آئی حج کے وقت تک اس نے مکہ ہی میں قیام کیا۔ اسی سال خلفاء کے چچا عبد الصمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۱۷۲ھ

اسی سال رشید نے اہل عراق سے نصف کے بعد لئے جانے والا عشر ساقط کر دیا اسی زمانہ میں رشید بغداد کے علاوہ سکونت کے لئے دوسری جگہ کی تلاش میں نکلا لیکن پریشان ہو کر واپس آ گیا اسی سال رشید کے چچا یعقوب بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۱۷۳ھ

اس سال بصرہ میں محمد بن سلیمان نے وفات پائی رشید نے اس کے مال میں سے خلفاء کے کام آنے والے مال پر قبضہ کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے بہت سے چاندی اور سامان کا ڈھیر لگا دیا تا کہ وہ جنگ کے موقع پر اور مسلمین کی مصالح کے کام آسکے۔ اس کا نام محمد بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہے اس کی الدہ کا نام ام حسن بنت جعفر بن حسن بن حسن بن علی تھا۔

محمد بن سلیمان قریش کے بہادروں میں سے تھا منصور نے اسے بصرہ اور کوفہ دونوں کا والی بنایا تھا مہدی نے اپنی لڑکی عباسیہ کی اس سے شادی کی یہ بہت آسودہ حال تھا اس کی یومیہ آمدنی ایک لاکھ روپے تھی اس کے پاس سرخ یاقوت کی ایک بے مثال انگوٹھی تھی اس نے اپنے والد اور دادا سے حدیث مرفوع (مسح راس الینیم الی مقدم راسہ اور مسح راس من لہ اب الی مؤخر راسہ) روایت کی۔

محمد بن سلیمان نے رشید کے پاس آ کر خلافت پر مبارکباد دی تو اس نے اس کی بڑی تعظیم کی اس کے کام میں اسے ترقی دی واپسی میں رشید کھواڑا تک اس کے ساتھ گیا اسی سال جمادی الاخریٰ میں ۵۱ سال کی عمر میں محمد بن سلیمان کی وفات ہوئی، رشید نے اس کے خاموش مال پر قبضہ کے لئے لوگوں کو بھیجا تو دوسری املاک کے علاوہ تین لاکھ دینار اور چھ لاکھ درہم ملے۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن سلیمان اور خیزران کی وفات ایک ہی روز ہوئی محمد بن سلیمان کی باندیوں میں سے ایک باندی نے اس کی قبر پر

کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے:

”جس سے تو محبت کرتا ہے منی اس کے لئے شبستان بن گئی مٹی دور کر کے اس سے کہا کہ زندہ ہو جا اے مٹی ہم تجھ سے محبت تیرے اوپر پڑے ہوئے شخص کی وجہ سے کرتے ہیں۔“

مہدی کی باندی امیر المؤمنین ہادی اور الرشید کی والدہ خیزران نے اسی سال وفات پائی، مہدی نے اس کو خرید لیا تھا پھر اس نے مہدی کے ہاں اونچا مقام حاصل کیا پھر مہدی نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی اس نے دو خلیفے ہادی اور رشید کو جنم دیا۔ عبد الملک بن مروان کی بیوی بنت العباس العباسیہ کے علاوہ دیگر عورتوں میں سے کسی عورت نے دو خلیفوں کو جنم نہیں دیا عبد الملک بن مروان کی اہلیہ نے دو خلیفوں ولید اور سلیمان کو جنم دیا۔ خیزران نے اپنے آقا مہدی انہوں نے باپ دادا ابن عباس کے واسطے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے شخص سے ہر چیز ڈرتی ہے۔

جب مہدی نے خیزران کو خریدنا چاہا تو اس کی پنڈلیوں کی باریکی کے علاوہ ہر چیز پسند آئی اس نے اس کے سامنے اس چیز کا اظہار بھی کیا۔ خیزران نے مہدی سے کہا کہ آپ کو ان کے علاوہ تیسری چیز کی ضرورت ہے اور وہ صحیح ہے مہدی کو اس کا جواب پسند آیا اس نے اسے خرید لیا پھر اس نے مہدی کے ہاں بہت اونچا مقام حاصل کیا خیزران مہدی کی زندگی میں ایک بارج پر گئی مہدی نے مکہ میں اس کے پاس پریشانی کا خط لکھا اپنے شوق کو ان اشعار میں بیان کیا۔

(۱)..... ہم انتہائی سرور میں ہیں لیکن تیرے علاوہ ہمارے سرور نامکمل ہے۔

(۲)..... ہم جس حالت میں ہیں اس میں ایک عیب پایا جاتا ہے کہ ہم حاضر ہیں اور تم غائب ہو۔

(۳)..... جلدی چلو اگر تم ہواؤں کے ذریعے پرواز کر سکتے ہو تو پرواز کرو۔

خیزران نے اسے ان اشعار میں جواب دیا:

(۱)..... آپ کے شوق کا ہمیں علم ہو چکا ہے تدبیر کر رہے ہیں لیکن ہم میں پرواز کی طاقت نہیں۔

(۲)..... کاش ہمارے دل کی بات ہو اُمیں تم تک پہنچا دیتیں۔

(۳)..... میں ہمیشہ تمہاری مشتاق ہوں اگر اس حالت میں تمہیں سرور ہے تو یہ سرور ہمیشہ رہے۔

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن سلیمان نے ایک سو خدمت گزار باندیاں (ان میں سے ہر ایک کے ساتھ مشک کا بھرا ہوا چاندی کا جام تھا) خیزران کے پاس بھیجیں خیزران نے اس کا جواب دیا کہ اگر یہ اس گمان کی قیمت ہے جو ہمارا تمہارے متعلق ہے تو پھر تو ہمارا گمان اس سے زیادہ ہے اور تم نے اس کی قیمت کم لگائی ہے اگر آپ نے اس سے زیادتی محبت کا ارادہ کیا تو تم نے ہم پر محبت میں تہمت لگائی یہ کہہ کر خیزران نے وہ باندیاں واپس کر دیں خیزران نے مکہ میں اپنے نام سے موسوم دارالخیزران خرید کر مسجد حرام میں شامل کر دیا تھا۔

خیزران کی جاگیروں کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی۔ اسی سال ۲۷ جمادی الثانی جمعہ کی شب خیزران کی وفات کا واقعہ پیش آیا اس کا لڑکا الرشید اس کے جنازہ کی چار پائی اٹھا کر گارے میں چلتا ہوا تیزی سے نکلا اس کے قبرستان پہنچنے کے بعد پانی لایا گیا جس سے اس نے اپنے پاؤں دھوئے پھر موزہ پہن کر والدہ کی نماز جنازہ پڑھائی پھر دفن کے وقت لحد میں اتر اقبہ سے نکلنے کے بعد چار پائی لائی گئی اس پر وہ بیٹھ گیا پھر اس نے بفضل بن ربیع کو بلایا اسے انگوٹھی اور اخراجات دیئے الرشید نے اپنی والدہ کے دفن کے وقت ابن نوریہ کے یہ اشعار پڑھے:

(۱)..... ہم دونوں ایک عرصہ تک ساتھ رہے حتیٰ کہ ان کے بارے میں کہا گیا کہ وہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے۔

(۲)..... جب ہم دونوں جدا ہو گئے تو ایک عرصہ تک ساتھ رہنے کے باوجود ایسے ہو گئے گویا کہ ایک رات بھی ہم نے اکٹھے بسر نہیں کی۔

غادرہ..... یہ موسیٰ ہادی کی باندی تھی موسیٰ ہادی اس سے محبت کرتا تھا یہ گانا بہت عمدہ گاتی تھی ایک روز غادرہ ہادی کو گانا سن رہی تھی کہ اچانک اسے فکر نے آیا اور اس کی وجہ سے اس کی توجہ گانے سننے سے ہٹ گئی اس کا رنگ زرد پڑ گیا حاضرین نے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ اچانک مجھے یہ

قرر لاحق ہو گئی کہ میری وفات کے بعد ہارون خلیفہ بنے گا اور وہ میری اس باندی سے شادی کر لے گا حاضرین نے اسے تسلی دیتے ہوئے اس کے لئے طویں سر کی دھار کی پھر اس نے اپنے بھائی ہارون کو بلایا واقعہ سے اسے باخبر کیا رشید نے کہا کہ میں اس سے پناہ چاہتا ہوں ہادی نے طلاق، عتاق پیادہ پا حج کی مغلف قسمیں اس سے لی چنانچہ اس نے وہ قسمیں اسے دی۔ پھر اس نے وہی قسمیں غادرہ باندی سے لیں۔ اس کے بعد دو ماہ سے کم ہی میں اس کی وفات ہو گئی پھر رشید نے اسے نکاح کا خطبہ دیا، غادرہ نے کہا کہ ان قسموں کا کیا ہوگا جو میں نے اٹھائی ہوئی ہیں اس نے جواب دیا کہ میں اپنی اور تمہاری طرف سے کفارہ ادا کر دوں گا اس کے بعد رشید نے اس سے شادی کر لی اس نے اس کے پاس اونچا رتبہ حاصل کیا حتیٰ کہ وہ اس کی گود میں سوئی تھی وہ اس کے آرام میں خلل واقعہ ہونے کی وجہ سے حرکت نہیں کرتا تھا ایک رات وہ سوئی ہوئی تھی اچانک گھبرا کر اٹھی۔ الرشید نے اس سے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ اے امیر میں نے ہادی کو خواب میں دیکھا وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

(۱)..... قبرستان کے ساکنین کی ہمسائیگی اختیار کرنے کے بعد تو نے عہد شکنی کی۔

(۲)..... تو نے مجھے بھلا دیا اور اپنی جھوٹی قسمیں توڑ دیں۔

(۳)..... اے غادرہ! تو نے نکاح کر لیا جس نے تیرا غادرہ نام رکھا تھا اس نے صحیح کیا۔

(۴)..... میں بوسیدہ لوگوں میں ہو گیا میں مردوں میں شمار ہونے لگا۔

(۵)..... تجھے نئے دوست کی مبارک نہ ہونہ گردشیں تجھ سے دور ہوں۔

(۶)..... صبح سے قبل ہی تو میرے پاس پہنچ جائے گی میں جہاں سے آیا تھا وہیں جا رہا ہوں۔

الرشید نے اسے کہا کہ یہ پریشان کن خواب ہیں اس نے کہا کہ قسم بخدا اے امیر المؤمنین! مجھے تو ایسا معلوم ہو رہا ہے گویا یہ اشعار میرے دل پر لکھ دیئے گئے ہیں اس کے بعد مسلسل اس پر خوف طاری رہا حتیٰ کہ صبح سے قبل اس کی وفات ہو گئی۔

ہیلانہ..... یہ الرشید کی باندی تھی اس نے اس کا نام ہیلانہ رکھا کیونکہ یہ بکثرت اپنی گفتگو میں ہیلانہ استعمال کرتی تھی۔

سمنی کا قول ہے کہ الرشید اس کا عاشق تھا اس سے قبل یہ خالد بن یحییٰ بن برمک کے پاس تھی رشید ایک روز خالد کے گھر گیا ہیلانہ اسے راستہ میں مل گئی اس نے رشید سے کہا کہ کیا تم میں ہمارا کوئی حصہ نہیں رشید نے پوچھا کہ اس کی سہیل کیا ہوگی اس نے کہا کہ مجھے میرے شیخ سے ہبہ کرا لو چنانچہ رشید نے خالد سے اس کا ہبہ طلب کیا خالد نے اسے ہبہ کر دیا پھر اس نے رشید کے پاس اونچا مقام حاصل کیا تین سال اس کے پاس رہنے کے بعد اس کی وفات ہو گئی الرشید اس کی وفات پر بہت غمگین تھا الرشید نے اس کے مرثیہ میں یہ اشعار کہے:

(۱)..... جب انہوں نے تجھے سمنی میں چھپا دیا اور حسرت میں میرے دل میں چکر لگانے لگی۔

(۲)..... میں نے اس سے کہا کہ جالندہ سے ملاقات کر کہ تیرے بعد مجھے کوئی چیز خوش نہیں کرے گی۔

عباس بن اخف نے اس کی موت پر یہ اشعار کہے:

(۱)..... اے وہ جس کی موت پر قبریں ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہی ہیں زمانہ نے میرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو تجھے تیرا مارا۔

(۲)..... میں انیس تلاش کر رہا ہوں لیکن تیرے بعد کوئی مونس نہیں مل رہا سوائے اس جگہ کے جہاں میں تیرا دیدار کرتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ خلیفہ نے اس کے لئے چالیس ہزار کا حکم دیا یعنی ہر بیت پر دس ہزار کا۔

واقعات ۱۷۴ھ

اسی سال شام میں گر وہ بندی ہوئی اور اس کے اہل میں فساد برپا ہوا اسی زمانہ میں الرشید نے یوسف ابن قاضی ابی یوسف کے والد کی موجودگی

پر اسے قاضی بنادیا۔

اسی سال گرمیوں کی جنگ عبدالملک بن صالح نے لڑی وہ بلاد روم میں داخل ہو گیا۔
سال رواں ہی میں الرشید نے لوگوں کو حج کرایا مکہ کے پاس پہنچنے کے بعد اسے پتہ چلا کہ وہاں وبا پھیلی ہوئی ہے جس کی وجہ سے مکہ میں داخل ہونے بغیر وقف کے وقت اس نے وقف عرفہ کیا پھر مزدلفہ آ گیا پھر منیٰ گیا پھر مکہ جا کر طواف سعی کی پھر وہاں سے چلا گیا مکہ نہیں اتر ا۔

واقعات ۱۷۵ھ

اسی سال الرشید نے اپنے بعد ولی عہد بنانے کے لئے اپنے لڑکے محمد بن زبیدہ کے لئے بیعت لی۔ اس کا نام امین رکھا اس وقت اس کی عمر پانچ سال تھی اسی کے بابت سلم الخاسر نے شعر کہے:

(۱)..... جب اللہ تعالیٰ نے عمدہ اور خوبصورت لوگوں کے لئے بیت الخلاء بنایا تو اس نے خلیفہ کو توفیق دی۔

(۲)..... وہ اپنے دجہ سے خلیفہ ہے اور دیکھنے اور سننے والے اس کے گواہ ہیں۔

(۳)..... جن وائس نے ہدایت کے گہوارہ میں محمد بن زبیدہ بنت جعفر کی بیعت کی۔

ہارون رشید شرافت اور بردباری عبداللہ المامون میں محسوس کرتا تھا اور اس کے متعلق کہتا تھا کہ واللہ اس میں منصور کی دانشمندی مہدی کی عبادت گزاری ہادی کی عزت نفس ہے اگر میں چاہوں تو چوتھی بات کہوں وہ یہ ہے کہ میں محمد بن زبیدہ کو مقدم کر رہا ہوں حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ خواہش کا پیروکار ہے لیکن اس کے علاوہ پر مجھے قدرت نہیں پھر اس نے چند اشعار پڑھے:

(۱)..... مجھ پر رائے کا پہلو واضح ہو چکا لیکن میں اس معاملے میں جو زیادہ دانشمندانہ ہے مغلوب ہو چکا ہوں۔

(۲)..... تھنوں سے دودھ واپس نکالنے کے بعد اسے کیسے واپس کیا جاسکتا ہے حتیٰ کہ وہ غنیمت بن جاتا ہے۔

(۳)..... معاملے کے سدھرنے کے بعد میں اس کے پیچیدہ ہونے سے خوف زدہ ہوں بات کے پختہ ہونے کے بعد اس کے ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔

اس سال واندی کے قول کے مطابق گرمیوں کی جنگ عبدالملک بن صالح نے لڑی الرشید نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی زمانہ میں یحییٰ بن عبداللہ بن حسن دہلیم کی طرف روانہ ہوا اور وہاں گشت کیا۔

خواص کی وفات شعوانہ عابدہ زاہدہ..... نے اسی سال وفات پائی یہ ایک سیاہ فام عابدہ زاہدہ باندی تھی اس سے اچھے اچھے اقوال منقول ہیں حضرت فضیل بن عیاض نے ان سے دعا کی درخواست کی تو جواب میں فرمایا کہ کیا تمہارے اور اللہ کے درمیان عہد نہیں کہ تم اس سے دعا کرو گے تو وہ ضرور قبول کر لے گا، فضیل نے رو کر سبکی لی پھر غش کھا کر گر پڑے۔

لیث بن سعد بن عبدالرحمن الفہمی..... ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ قیس بن رفاعہ کے غلام تھے وہ عبدالرحمن بن مسافر فہمی کا غلام تھا لیث بالاتفاق دیار مصر کے امام تھے۔ ۹۴ھ میں بلاد مصر کے علاقہ قرقشندہ میں پیدا ہوئے اسی سال شعبان میں وفات پائی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ اصلاً قرقشندہ کے تھے انہوں نے دولاموں اور ثانی متحرک کے ساتھ لکھا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ لیث ذہین و فطین تھے مصر کے قاضی بنے لوگوں نے اس کے بعد ان کے ذہن کی تعریف نہیں کی ۱۲۴ھ میں پیدا ہوئے یہ قول

بہت غریب ہے۔

مورخین کا قول ہے کہ ان کی جاگیر سے سالانہ آمدنی پانچ ہزار دینار تھی بعض کا قول ہے کہ اسی ہزار دینار تھی ان پر زکوٰۃ واجب نہیں تھی فقہ و حدیث میں عربیت کے امام تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ لیث مالک سے بڑے فقیہ تھے لیکن ان کے ساتھیوں نے انہیں ضائع کر دیا۔ ایک بار امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لڑکی کے سامان کے لئے ایک شخص کے ذریعہ لیث سے زرد رنگ منگوایا لیث نے میں بوجھ بھیج دیئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ضرورت

کے مطابق استعمال کرنے کے بعد بقیہ پانچ سو دینار میں فروخت کر دیا کچھ ان کے پاس باقی رہا۔ ایک بار حج کے موقع پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے طشتری منگوا کر تازہ کھجوریں ان کے پاس بھیجی انہوں نے ایک ہزار دینار اس میں رکھ کر امام مالک کے پاس واپس بھیج دی۔ ایک عالم کو لیٹ ہزار دینار دیا کرتے تھے۔ لیٹ کشتی میں سوار ہو کر اسکندریہ کی طرف جاتے تھے کشتی میں ان کا مطبخ ان کے ساتھ ہوتا تھا ان کے مناقب بے شمار ہیں ابن خلکان نے نقل کیا ہے کہ لیٹ نے وفات کے روز ایک شخص کو کہتے سنا کہ لیٹ چلا گیا اب تمہارے پاس کوئی لیٹ نہیں آئے گا علم مسافر بن کر قبر میں چلا گیا۔

الممذرب بن عبد اللہ الممذرب القرشی..... کی وفات اسی سال ہوئی مہدی نے انہیں قضاۃ کی پیش کش کی تھی یہ کہ وہ انہیں بیت المال سے ایک لاکھ درہم دے گا انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہوا ہے کہ میں کوئی بھی ذمہ داری قبول نہیں کروں گا اور میں عہد توڑنے سے امیر المؤمنین کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں مہدی نے کہا کہ کیا تمہاری اس بات پر اللہ گواہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں میری اس بات پر اللہ گواہ ہے اس کے بعد مہدی نے کہا کہ میں نے تجھے معاف کیا چلا جا۔

واقعات ۱۷۶ھ

اسی سال یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب کا بلادِ دہلیم میں ظہور ہوا لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس کی پیروی کا رہن گئی اس کی شہرت ہو گئی شہروں اور ضلعوں سے لوگ اس کے ساتھ آئے اس کے معاملے سے الرشید بہت پریشان ہو گیا وہ گھبرا گیا اس نے فضل بن یحییٰ کو پچاس ہزار لشکر کے ہمراہ اس کی طرف روانہ کیا الرشید نے اس کو کوراجمل، رری، جرجان، طبرستان، قومس وغیرہ کا حاکم بنایا۔ چنانچہ فضل بن یحییٰ بڑی نخوت کے ساتھ ان علاقوں کی طرف روانہ ہوا ہر منزل پر اسے رشید کی طرف سے خطوط اور تحفے تحائف پہنچتے رہے الرشید نے دہلیم کے حاکم کو خط لکھا کہ اگر وہ یحییٰ کا خروج ان کی طرف سے آ کر ان کو دے تو وہ اسے ایک کروڑ درہم دے گا۔ فضل نے یحییٰ کو خط لکھا کہ جس میں اس کو امید دلائی اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ان کی طرف آجائے تو وہ اس کے بارے میں الرشید سے معذرت کرے گا، یحییٰ نے جواب دیا کہ الرشید جب تک اپنے ہاتھ سے امان کا پروانہ نہیں لکھ دیتا اس وقت تک وہ ان کے پاس نہیں آئے گا۔ فضل نے رشید کو اس کے بارے میں خط لکھا جس سے رشید بہت خوش ہوا اس نے اپنے ہاتھ سے امان کا پروانہ لکھ کر اس پر فقہاء قضاء اور بنی ہاشم کے سرداروں کی گواہی ڈال کر اس کے ساتھ کچھ ہدایا ملا کر فضل کے پاس بھیج دیئے، فضل نے وہ سب یحییٰ کے پاس بھیج دیئے وہ اسے بغداد لے کر آئے الرشید سے ملاقات کی تو اس نے اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اس کے عطیہ میں اضافہ کر دیا آل برمک نے اس کی خوب خدمت کی حتیٰ کہ یحییٰ بن خالد کہتا تھا کہ میں نے اور میرے لڑکے نے یحییٰ کی دل و جان سے خوب خدمت کی رشید کے ہاں فضل کا مرتبہ بڑھ گیا کیونکہ اس نے فاطمیوں اور عباسیوں میں صلح کی کوشش کی مروان بن ابی حفصہ اس پر فضل کی تعریف اور اس کا شکریہ کرتے ہوئے شعر کہتا ہے:

(۱)..... تو کا میاب ہو گیا بنی برمک کا وہ ہاتھ شل نہ ہو جس نے بنی ہاشم کی پھن کی اصلاح۔

(۲)..... جس وقت اصلاح کرنے والے اس سے ناامید ہو گئے وہ یہ کہتے ہوئے کہ اب اس پھن کو جوڑنا ناممکن ہے رک گئے۔

(۳)..... تیرے ہاتھ اس مشکل معاملے کی اصلاح کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کی بزرگی کا تذکرہ اجتماعات میں ہوتا رہے گا۔

(۴)..... جب بھی حصہ داروں کے تیر ملائے جائیں تو ہمیشہ ہی تیرے لئے حکومت کا تیر کا میاب نکلے۔

مورخین کا قول ہے کہ پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ رشید یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن سے بگڑ گیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے اسے قید کر دیا پھر رشید نے ہاشمیوں کی ایک جماعت کی موجودگی میں اسے بلایا اس نے رشید کا بھیجا ہوا امان نامہ دکھایا الرشید نے اس سے اس امان نامہ کی صحت کے بابت سوال کیا تو اس نے کہا کہ یہ صحیح ہے اس پر رشید بگڑ گیا۔

ابو انثری نے یہ کہا کہ یہ امان نامہ غلط ہے اے خلیفہ! اس کی بابت آپ اپنی مرضی سے فیصلہ کیجئے اس نے امان نامہ پھاڑ کر اس میں تھوک دیا الرشید یحییٰ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا جلدی کرو الرشید غصہ میں متبسم تھا کہنے لگا اے یحییٰ لوگوں کا خیال ہے کہ ہم نے تجھے زہر دیا ہے، یحییٰ نے عرض کیا کہ اے امیر ہمارے درمیان قرابتداری رحم و حق قائم ہے آپ مجھے کیوں عذاب دیتے ہیں کس لئے گرفتار کرتے ہیں۔

رشید کو اس پر ترس آ گیا بکار بن مصعب درمیان میں آ گیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین آپ اس کی باتوں سے دھوکہ مت کھائیں یہ تا فرمان بد بخت ہے اس نے ہمارے شہروں میں فساد برپا کیا یہ اس کا مکرو فریب ہے یحییٰ نے کہا کہ اللہ تمہاری حفاظت فرمائے تم کون ہو تیرے والد نے میرے اور اس کے آباؤ اجداد کے ساتھ مدینہ ہجرت کی ہے پھر یحییٰ نے رشید سے کہا کہ میرے بھائی محمد بن عبد اللہ کے قتل کے وقت اس شخص نے مجھے آ کر کہا کہ اللہ اس کے قاتل پر لعنت کرے اس نے مجھے اس کے بارے میں ۲۰ اشعار سنائے مجھے کہنے لگا کہ اگر تو نے اس کے معاملے کی طرف حرکت کی تو تجھ سے بیعت کرنے والوں میں سب سے اول شخص میں ہوں گا ہماری موجودگی میں تو بھرہ پر حملہ کیوں نہیں کرتا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد رشید زبیری سے بگڑ گیا زبیر انکار کرتے ہوئے مغلف قسمیں اٹھانے لگا کہ یہ جھوٹا ہے الرشید حیران ہو گیا اس نے یحییٰ سے پوچھا کہ تجھے اس مرثیہ سے کچھ یاد ہے اس نے کہاں کہ ہاں پھر اس نے الرشید کو اس میں سے چند اشعار سنائے۔ زبیری بڑی شد و مد کے ساتھ ان کا انکار کرنے لگا۔ یحییٰ نے اسے کہا کہ تو یوں کہہ اگر میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے بری زمرہ ہے اس نے یہ قسم نہیں اٹھائی الرشید نے اس پر قسم کی بابت اصرار کیا تو اس نے قسم اٹھالی الرشید کے پاس سے نکلنے کے بعد اس پر فاج کا حملہ ہوا اسی وقت اس کی وفات ہو گئی بعض کا قول ہے کہ اس کی اہلیہ نے اس کے چہرہ کو تکیہ سے ڈھانپ دیا تھا اللہ نے اسی وقت اس کا خاتمہ کر دیا۔

پھر رشید نے یحییٰ کو رہا کر کے اس کو ایک لاکھ دینار دیئے۔ بعض نے کہا کہ اس کے قید کے بارے میں نصف یو کا بعض تین یو کا ہے الرشید کی طرف سے ملنے والا کل مال چار لاکھ دینار کا تھا اس کے بعد وہ ایک ماہ تک زندہ رہا پھر اس کی وفات ہو گئی۔

سال رواں ہی میں شام میں قیس یمانیہ اور یمن کے درمیان فتنے پھوٹ پڑے اس کی ابتدا احواران کے دو قبیلوں قیس اور یمن سے ہوئی انہوں نے جاہلیت کی روش اختیار کر لی اس سال ان کے متعدد افراد ہلاک ہوئے اس سال پورے شام پر الرشید کی طرف سے اس کا چچا موسیٰ بن عیسیٰ یا عبد اللہ بن علی تھا۔ دمشق پر نائب حاکم الرشید کا خاص آدمی سندی بن ہبل تھا۔ اس نے قیسہ کے سردار ابو الہیذام الحمزی کے غلبہ کے خوف سے دمشق کی فصیل گروادی، مزنی بد شکل آدمی تھا جاحظ کا قول ہے کہ وہ کرایہ پر چیزوں کو لینے والوں اور ملاحوں جولاہوں سے قسم نہیں لیتا تھا وہ کہتا تھا کہ ان کی بات اصل ہے۔ نیز وہ قلی اور معلم کتاب کے بارے میں استخارہ کرتا تھا ۹۴ھ میں اس نے وفات پائی۔

نزار یہ کے معاملہ کے مضبوط ہونے کے بعد الرشید نے سرداروں اور سرکردہ کتابوں کے ہمراہ ان کی طرف موسیٰ بن یحییٰ کو روانہ کیا انہوں نے ان کا معاملہ درست کر دیا جس سے فتنہ ختم کیا حالات معمول پر آ گئے فتنہ کی سرداروں کی جماعتیں الرشید کے پاس لائی گئیں اس نے ان کا معاملہ یحییٰ بن خالد کے حوالے کر دیا اس نے انہیں معاف کر دیا لود انہیں چھوڑ دیا اس پر ایک شاعر نے چند اشعار کہے:

- (۱)..... شام بھڑک اٹھا جو بچہ کے سر کو سفید کر دیتا ہے۔
- (۲)..... موسیٰ نے اپنے سواروں اور فوجوں کے ساتھ ان پر ہلہ بول دیا۔
- (۳)..... ایک برکت سے کل شام مطیع ہو گیا۔
- (۴)..... یہ فیاض ہر فیاض سے فیاضی میں سبقت کر گیا۔
- (۵)..... سخاوت میں اس نے اپنے باپ دادا کی روش اپنائی۔
- (۶)..... موسیٰ نے قدیم وجدید سارا مال سخاوت کر دیا۔
- (۷)..... موسیٰ نے بزرگی کی چوٹی کو پالیا حالانکہ وہ اس کے گہوارہ کی زائد چیز ہے۔
- (۸)..... میں نے اسے اپنی نشری مدح اور قصیدہ میں خاص کر لیا۔
- (۹)..... وہ برا ملک کی ایک بہترین شاخ ہے۔

(۱۰)..... وہ بحر خفیف اور مدید کے تمام اشعار پر حاوی ہو گئے۔

اس سال رشید نے الفطر یف بن عطا کو خراسان کی ولایت سے معزول کر کے حمزہ بن مالک بن یثیم کو الخزامی العروس کو اس کی جگہ حاکم بنایا۔ اسی زمانہ میں الرشید نے جعفر بن یحییٰ بن خالد کو مصر کا نائب بنایا جعفر بن مہران (جو بد شکل کنجی ہتھیلیوں والا بھینکا تھا) کو مصر کا حاکم بنایا کیونکہ مصر کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے الرشید کو خلافت سے معزول کرنے کا ارادہ کیا تھا الرشید نے قسم اٹھا کر کہا تھا کہ میں تجھے معزول کر کے سب سے خوبصورت شخص کو مصر کا حاکم بناؤں گا چنانچہ اس نے عمر بن مہران کو بلوا کر مصر کا حاکم بنا دیا وہ اور اس کا غلام الگ الگ خچر پر سوار ہو کر مصر گئے۔ وہاں پہنچ کر وہ عیسیٰ کی مجلس میں لوگوں کے آخر میں بیٹھ گئے لوگوں کے جانے کے بعد عیسیٰ نے آنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ اللہ امیر کی اصلاح کرے پھر الرشید کے لکھے ہوئے خطوط اس کے حوالے کئے اس نے ان کو پڑھ کر پوچھا کہ آپ ہی عمر بن مہران ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں عیسیٰ نے کہا کہ اللہ فرعون پر لعنت کرے جس وقت اس نے کہا کہ میرے لئے ملک مصر نہیں ہے پھر عیسیٰ عملداری اس کے حوالے کر کے خود وہاں سے کوچ کر گیا، عمر بن مہران اپنے کام میں لگ گیا وہ لوگوں سے بد یہ میں صرف سونا چاندی اور فرنیچر قبول کرتا تھا بد یہ دینے والے کا نام بد یہ پر لکھ لیتا تھا پھر اس نے رعایا سے بالاصرار خراج کا مطالبہ کیا ٹال مٹول کرنے والوں کو دھمکی دے کر کہتا تھا کہ جو ہونا تھا ہو چکا آئندہ کوئی ٹال مٹول نہ کرے اس نے بہت سا خراج جمع کر کے بغداد بھیج دیا ٹال مٹول کرنے والوں کو بھی بغداد بھیج دیا پس لوگوں نے اس کے ساتھ شائستگی اختیار کر لی۔

پھر عمر بن مہران خراج کی دوسری قسط کی وصولی کے لئے ان کے پاس گیا تو اکثر باشندے اس کو ادا کرنے سے قاصر رہے پھر اس نے ان سے وصول شدہ ہدایا منگوائے ان میں نقدی کو ان کے مالکوں کی طرف سے ادا کر دیا جو گندم کی صورت میں تھے انہیں فروخت کر کے ان کی طرف سے ادا کر دیا پھر انہیں کہا کہ میں نے تمہاری ضرورت کے وقت کام آنے کے لئے ان کو جمع کر کے رکھا تھا اس کے بعد اس نے دیار مصر کا تمام خراج وصول کر لیا جو اس سے پہلے کسی حاکم نے وصول نہیں کیا تھا اس کے بعد وہ واپس چلا گیا کیونکہ اس نے الرشید سے شرط لگائی تھی کہ جب مصر کے حالات درست ہو جائیں گے اور تمام خراج وصول ہو جائے گا تو میں واپس لوٹ آؤں گا۔

دیار مصر میں اس کے ساتھ اس کے غلام ابودردہ کے علاوہ کوئی لشکر نہیں تھا وہی اس کا دربان اور اس کے امور کا منتظم تھا۔

اس سال عبدالرحمن بن عبدالملک نے گرمیوں کی جنگ لڑی اس نے قلعہ فتح کیا۔ اسی زمانے میں رشید کی بیوی زبیدہ نے اپنے بھائی کے ساتھ حج کیا اس سال الرشید کا چچا سلیمان بن ابی جعفر منصور امیر حج تھا۔

خواص میں سے اس سال وفات پانے والے

ابراہیم بن صالح..... ان کا نام ابراہیم بن صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس مصر کے والی تھے اسی سال شعبان میں وفات پائی۔

ابراہیم بن ہرمہ..... اس کا نام ابراہیم بن علی بن سلمہ بن عامر بن ہرمہ ابواسحاق الفہری المدنی شاعر تھا اہل مدینہ کے وفد کے ساتھ منصور کے پاس یہ بھی آیا تھا یہ وفد پردہ کے پیچھے بیٹھ گیا وہ لوگوں کو پردے کے پیچھے سے دیکھ رہا تھا لوگ اسے نہیں دیکھ رہے تھے ابوالخضیب حاجب کھڑا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے امیر المؤمنین! یہ فلاں خطیب ہے وہ اسے حکم دیتا پھر وہ خطیب تقریر کرتا وہ کسی شاعر کا اعلان کرتا تو منصور اسے شعر کہنے کا حکم دیتا حتیٰ کہ سب سے آخر میں ابن ہرمہ کی باری آئی میں نے اس کو کہتے سنا کہ تجھے مبارک ہو نہ تیرے اہل کو مبارک ہو نہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں میں نے کہا میں ہلاک ہو گیا پھر اس نے مجھے شعر سنانے کا حکم دیا پھر میں نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں یہ اشعار تھے:

اس نے پہاڑی پر چلنے کے وقت اپنے کپڑے اتار لئے اور جدا ہونے والے ساتھی کے قریب ہو گیا حتیٰ کہ میں اپنے اس شعر پر پہنچ گیا جسے تو امان دے وہ ہلاکت سے امن میں آجاتا ہے جسے تو گم کر دے وہ گم ہو جاتا ہے،

راوی کا بیان ہے کہ اس نے پردہ اٹھانے کا حکم دیا تو اس کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا پھر اس نے بقیہ قصیدہ اپنے قریب ہونے اور اپنے

سامنے بیٹھنے کا حکم دیا پھر مجھے کہا کہ اے ابراہیم اگر تیرا جرم مجھے معلوم نہ ہوتا تو میں تجھے تیرے ساتھیوں پر فوقیت دیتا میں نے کہا اے امیر میں ہر جرم کا معترف ہوں پھر اس نے چھڑی لے کر مجھے دو ضربیں لگائیں میرے لئے دس ہزار اور خلعت کا حکم دیا مجھے معاف کر دیا اور مجھے میرے ساتھیوں میں شامل کر دیا۔

منصور جن باتوں کی وجہ سے اس سے ناراض ہوا تھا ان میں اس کا یہ قول بھی ہے:

(۱)..... مجھے آخر کب تک ان کی محبت کے بابت ملامت کی جانے کی بلاشبہ میں بنی فاطمہ سے محبت کرتا ہوں۔

(۲)..... وہ اس شخص کی لڑکی کے لڑکے ہیں جو ممکنات دین اور قائم رہنے والی سنت لے کر آیا ہے۔

(۳)..... میں ان کی محبت کی وجہ سے چہ نے والے اونٹوں کی پرواہ نہیں کروں گا۔

انفحش نے ثعلب کے واسطے سے اصمعی کا قول نقل کیا ہے کہ ابن ہرمدہ خاتم الشعراء تھے، ابو القرض ابن الجوزی نے اسی سن ان کی وفات کا ذکر کیا ہے۔ وکیع بن جراح کے والد جراح بن ملیح، سعید بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن جمیل سترہ سال تک مہدی کے لشکر میں قضاء سنبھالنے والے ابو عبد اللہ مدینی نے اسی سال وفات پائی۔

صالح بن بشیر مری..... عابد، زاہد خوف الہی کی وجہ سے خوب رونے والے تھے، ان کا وعظ بڑا پراثر ہوتا تھا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ سفیان کہا کرتے تھے کہ یہ قوم کے نذیر ہیں ایک بار مہدی نے انہیں اپنے پاس بلایا چنانچہ یہ گدھے پر سوار ہو کر ان کے پاس گئے اسی حالت میں خلیفہ کے قالین تک پہنچ گئے خلیفہ نے مہدی ہارون کو انہیں اتارنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے اتارا، صالح نے دل میں کہا کہ اگر آج میں نے حق بات نہ کہی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا اس کے بعد صالح نے بڑا پراثر وعظ کیا حتیٰ کہ مہدی کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں دوران وعظ انہوں نے مہدی کو مخاطب کر کے کہا کہ تجھ سے مخالفت کرنے والے شخص سے اللہ کا رسول جھگڑا کرے گا جس کے خصم آپ ﷺ ہوں گے اس کا خصم اللہ ہو گا اس لئے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کے لئے دلائل تیار کر لے تاکہ وہ تیرے لئے نجات دہ ہو ورنہ ہلاکت کے لئے تیار ہو جائیے بھی یاد رکھ پھڑنے والوں میں سے تاخیر سے اٹھنے والا بدعت کی خواہش کا پھڑا ہوا ہے، خوب ذہن نشین کر لے اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے کتاب و سنت پر قائم رہنے والا سب سے زیادہ ثابت قدم ہوتا ہے مہدی خوب رویا اس نے صالح کی تقریر دواوین میں لکھنے کا حکم دیا۔

اسی زمانے میں عبد الملک بن محمد بن ابی بکر عمرو بن حزم (جو قاضی بن کر عراق آئے تھے) نے وفات پائی۔

الرشید کے زمانے میں بغداد کے بیت المال کے منتظم فرج بن فضالہ تنوخی حمصی نے اسی سال وفات پائی ان کا سن ولادت ۸۸ھ ہے ۸۸ سال ہی کی عمر میں وفات پائی۔

ایک روز منصور کے محل میں داخل ہونے کے وقت فرج کے علاوہ سب کھڑے ہو گئے، منصور نے غصہ ہو کر ان سے اس کی وجہ پوچھی فرج نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کے اس کو ناپسند سمجھنے کی وجہ سے مجھے خوف ہو گیا کہ کہیں اللہ مجھ سے سوال کر لے منصور رو پڑا فرج کو قریب کر کے اس کی ضرورت پوری کی مسیب بن زہیر بن عمرو ابو سلمہ الفسی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ یہ منصور، مہدی، الرشید کے زمانے میں بغداد کے پولیس افسر تھے مہدی کے زمانے میں ایک بار خراسان کے والی بنے کل عمران کی ۹۶ سال تھی۔ وضاح بن عبد اللہ ابو عوانہ السری نے بھی اسی سال وفات پائی راویت میں آئمہ مشائخ میں سے تھے اسی سال اسی (۸۰) برس سے متجاوز عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۸۷ھ

اسی سال الرشید نے جعفر برکی کو مصر کی ولایت سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو حاکم بنایا۔ اسی طرح خراسان کی ولایت سے حمزہ بن مالک کو معزول کر کے فضل بن یحییٰ برکی کو حاکم بنایا۔ واقدی کے قول کے مطابق اسی سال محرم کے آخر میں سخت آندھی چلی جس سے تاریکی چھا گئی یہی حال ماہ صفر میں بھی ہوا اس سال الرشید نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

شریک بن عبد اللہ..... ان کا نام شریک بن عبد اللہ القاضی الکوفی النعمی ہے، ابواسحاق وغیرہ سے سماع کیا، فیصلوں اور احکام نافذ کرنے میں قابل تعریف تھے۔ ناشتہ کئے بغیر فیصلے کے لئے نہیں بیٹھتے تھے ناشتہ کے بعد اپنے موزہ میں ایک ورقہ نکال کر خوب غور سے پڑھتے اس کے بعد فیصلوں کے لئے لوگوں کو بلاتے۔ ان کے ساتھیوں نے اس ورقہ پر مطلع ہونے کی کوشش کی تو اس میں لکھا ہوا تھا اے شریک پلصراط کو یاد کراے شریک اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر۔ اسی سال ذیقعدہ کے شروع میں ہفتہ کے روز انہوں نے وفات پائی۔

واقعات ۱۷۸ھ

اسی سال قیس اور قضاء کی ایک جماعت نے مصر کے حاکم اسحاق پر حملہ کر دیا اس سے قتال کر کے ایک بڑا فتنہ برپا کر دیا الرشید نے فلسطین کے نائب ہرثمہ بن اعین کو امراء کی ایک جماعت کے ہمراہ ان کے مقابلے میں بھیجا اس نے ان سے قتال کیا حتیٰ کہ انہوں نے اطاعت کا اقرار کر لیا ان کے ذمہ جو ٹیکس وغیرہ تھا وہ بھی ادا کر دیا، ہرثمہ اسحاق کے بدلہ ایک ماہ تک مصر کا حاکم رہا پھر رشید نے اسے معزول کر کے عبد الملک بن صالح کو امیر بنادیا۔ اسی زمانہ میں افریقیوں کی ایک جماعت نے حملہ کر کے فضل بن روح بن حاتم کو قتل کر دیا آل مہلب کے افراد کو وہاں سے نکال دیا الرشید نے ان کی طرف ہرثمہ کو بھیجا جس کی وجہ سے وہ اطاعت کی طرف لوٹ آئے۔

سال رواں ہی میں الرشید نے تمام امور خلافت یحییٰ بن خالد بن برمکی کے سپرد کر دیئے۔

اسی برس ولید بن طریف کا جزیرہ سے خروج ہوا وہاں کا حاکم بن بیضا اس کے باشندوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا پھر وہاں سے آرمینیا چلا گیا اس کے بقیہ حالات آگے آرہے ہیں۔

اسی برس فضل بن یحییٰ خراسان گیا اس نے وہاں اچھی سیرت اختیار کی مساجد خانقاہیں بنوائیں ماوراء النہر کے علاقہ سے جنگ کی وہاں انہوں نے عباسیہ کے نام سے فوج تیار کی انہیں دوست بنایا ان کی تعداد پانچ لاکھ تھی ان میں سے بیس ہزار بغداد روانہ کئے جو کرمینہ سے مشہور ہوئے اور اس کے بارے میں مروان بن ابی حفص کہتا ہے۔

(۱)..... فضل ایک ستارہ ہے جو جنگ کے وقت دیگر ستاروں کی طرح غروب نہیں ہوتا۔

(۲)..... وہ ایسی قوم کی بادشاہت کا حامی ہے جن کے تیر سفید ہیں اور ان کے ہاتھوں میں وراثت قرابتداری پائی جاتی ہے۔

(۳)..... ساقی حجاج کے لڑکوں کے احسان سے وہاں ایسی فوجیں بن گئی ہیں جنہیں ان کے سوا کسی سے کوئی کام نہیں۔

(۴)..... تو نے ہزاروں کی تعداد میں جنہیں تحریرات شمار نہیں کر سکتی پانچ سو کا نام لکھا ہے۔

(۵)..... وہ ان لوگوں کی طرف سے جنگ کرتے ہیں کہ اگر ان کا نسب بیان کیا جائے تو وہ قرآن کی رو سے حضرت احمد کے زیادہ قریب

ہوتے ہیں۔

(۶)..... بلاشبہ فضل بن یحییٰ حسین اور سبز پتوں والا درخت ہے جو اپنے ہاتھوں کی سخاوت پر قائم رہتا ہے۔

(۷)..... اس روز اس نے اپنا تہ بند مضبوطی سے باندھا اس پر ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا مگر اس کی بخشش سے لوگ مالدار بن گئے۔

(۸)..... جنگ اور سخاوت کی بے شمار انتہاؤں کو اس نے طالبین کے لئے محفوظ کیا ہوا ہے جن کی وسعتوں سے پہلے ہی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔

(۹)..... وہ اس وقت عقل عطا کرتا ہے جب وہ بچی کو عقل نہیں دیتا جب ہندی تلواریں سوتی جائیں تو وہ اچھتی نہیں۔

(۱۰)..... نہ وہ رضا مندی چاہتا ہے اللہ کی رضا مندی اس کا مقصود ہے۔

(۱۱)..... اسے ناراضگی بھی حق کے سوا کسی طرف دعوت نہیں دی جاسکتی۔

(۱۲)..... تیرے عطیات بہ پڑے ہیں حتیٰ کہ تمام بارش اور سمندر کی موجیں بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس نے اس کے خراسان جانے سے قبل یہ اشعار سنائے۔

(۱۳)..... کیا تو نہیں دیکھتا کہ سخاوت آدم کے ہاتھ سے فضل کی ہتھیلی میں گر گئی۔

(۱۴)..... جب ابوالعباس کی بارش برستی ہے تو اس کی موسلا دھار بارش کا برسا کیا خوب ہے۔

(۱۵)..... جب بچہ کی بھوک ماں کو خوف زدہ کرتی ہے تو وہ اسے فضل کے نام سے پکارتی ہے تو بچہ محفوظ ہو جاتا ہے۔

(۱۶)..... تیرے ذریعے اسلام زندہ ہوا اس لئے کہ تو ہی اس کی عزت ہے تو ایسی قوم سے ہے کہ اس کا بچہ بھی ادھیڑ عمر شمار ہوتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے مروان کو ایک لاکھ درہم دیئے سلم الخاسر کے بھی اشعار ہیں:

(۱)..... ان کے گھر میں بھوک کا خوف نہیں کیا جاسکتا جس کے پڑوس میں برکی سمندر ہو۔

(۲)..... اسی قوم سے فضل بن یحییٰ بھی ہے وہ ایسا بگل ہے اس کی ہمسری نہیں کر سکتا۔

(۳)..... اس کے دو دن ہیں ایک دن سخاوت کا اور ایک دن جنگ کا گویا زمانہ ان دونوں کے درمیان اسیر ہے۔

(۴)..... جب برکی بچہ دس سال کا ہوتا ہے تو اس کا ارادہ امیر یا وزیر بننے کا ہوتا ہے۔

فضل کو خراسان کے اس کے سفر میں عجیب چیزوں سے واسطہ پڑا اس نے متعدد شہر فتح کئے ان ہی میں کابل اور ماوراء النہر ہے اس نے ترکی کے بادشاہ کو بھی مغلوب کیا جو بہت طاقتور تھا بے شمار مال دیا۔ اس کے بعد بغداد اس کی واپسی ہوئی۔

جب وہ بغداد کے قریب پہنچا تو ہارون رشید اور سرکردہ لوگ اس کے استقبال کو نکلے شعراء و خطباء، سربراہ آوردہ لوگ اس کے پاس آئے اس نے لوگوں کو ایک ایک کروڑ اور پانچ کروڑ دیئے اس قدر مال تقسیم کیا کہ بغیر تکلیف و مشقت کے اس کا شمار مشکل ہے۔ ایک شاعر فضل کے پاس آیا بندھی ہوئی تھیلیاں اس کے پاس رکھی ہوئی تھیں جو لوگوں میں تقسیم کی جا رہی تھیں اس پر اس شاعر نے شعر کہا اللہ کے فضل بن یحییٰ بن خالد کافی ہے اس کے ہاتھوں کی سخاوت نے بخیل سے بخل کیا فضل نے اس کے لئے بہت مال کا حکم دیا۔

اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم نے گرمیوں کی جنگ لڑی۔ سلیمان بن راشد نے سردیوں کی جنگ لڑی، اس سال مکہ کے نائب محمد بن ابراہیم نے لوگوں کو حج کرایا۔

جعفر بن سلیمان عسکری بن قاسم عبدالملک بن محمد قاضی بغداد کی وفات اسی سال ہوئی رشید نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کیا۔

واقعات ۱۷۹ھ

اسی سال فضل خراسان سے آیا عمر بن جمیل کو نائب بنایا رشید نے منصور بن یزید کو والی بنایا۔

اسی زمانہ میں رشید نے خالد کو درہانی سے معزول کر کے فضل بن ربیع کو حاجب بنایا۔

اسی برس خراسان میں حمزہ بن اترک کا ظہور ہوا اس کا حال آگے آ رہا ہے اسی سال ولید بن طریف جزیرہ گیا وہاں اس کی قوت مضبوط ہو گئی اس کے قبعین میں اضافہ ہو گیا۔ رشید نے یزید کو اس کے مقابلے کے لئے بھیجا اس نے دھوکہ سے اسے قتل کر دیا اس کے ساتھی تتر بتر ہو گئے۔ فارغ نے اپنے بھائی کے مرثیہ میں دو شعر کہے:

(۱)..... اے خابوا کے درخت تجھے کیا ہو گیا کہ تو سبز ہے گویا ابن طریف پر تجھے غم نہیں ہوا۔

(۲)..... وہ ایسا نوجوان ہے جو تقویٰ کے زاد کا خواہاں ہے اور مال میں اسے صرف نیزے اور تلواریں پسند ہیں۔

اسی سال رشید شمریہ کے طور پر بغداد سے عمرہ کیلئے روانہ ہوا عمرہ سے فارغ ہو کر حج تک اس نے مدینہ میں قیام کیا پھر مکہ سے منیٰ اور منیٰ سے عرفات گیا تمام ارکان اس نے پیدل ادا کئے پھر بصرہ کے راستے بغداد واپس آیا۔

خواص کی وفات اسماعیل بن محمد..... ابن زید بن ربیعہ ابو ہاشم حمیری مشہور شعراء میں سے ہیں لیکن چھپا ہوا رافضی اور کٹر شیعہ تھا۔ شراب نوش اور رجعت کا قائل تھا ایک روز اس نے ایک شخص سے کہا کہ مجھے ایک دینار قرض دے دو موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے وقت مجھ سے سو دینار لے لینا اس نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے اس وقت تیری شکل کتے یا خنزیر کی شکل میں تبدیل ہو جائے جس کی وجہ سے میرا دینار ضائع ہو جائے گا صحابہ پر اشعار میں سب و شتم کی وجہ سے اللہ اس کا بیڑہ غرق کرے۔

اصمعی کا قول ہے کہ اگر اس میں یہ برائی نہ ہوتی تو میں اس کے ساتھیوں میں سے کسی کو اس پر مقدم نہیں کرتا۔ ابن الجوزی نے اس کے کچھ اشعار ذکر کئے ہیں ان کی شاعت کی وجہ سے میں نے انہیں ذکر نہیں کیا موت کے وقت اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا سخت تکلیف اسے پہنچی تھی۔ وفات کے بعد صحابہ پر سب و شتم کی وجہ سے سے دفن بھی نہیں کیا گیا۔

حماد بن زید..... آئمہ حدیث میں سے ہیں صلحاء اور مسلمانوں کے سرداروں میں سے خالد بن عبد اللہ کی وفات اسی سال ہوئی انہوں نے اپنے نفس کو چار بار اللہ سے خریدا تھا
امام مالک اوزاعی کے دوست اھقل بن زیاد ابوالاحوص کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان تمام کا ہم نے التکمیل میں تذکرہ کر دیا ہے۔

امام مالک..... مشہور آئمہ اربعہ میں سے ہیں ان کا نام مالک بن انس بن مالک بن عامر بن ابی عامر بن عمرو بن حارث بن غیلان بن شد بن عمرو بن حارث ابو عبد اللہ المدنی اپنے زمانہ کے امام دارالہجرت تھے۔ متعدد تابعین سے روایت حدیث کی ان سے آئمہ کی ایک پوری جماعت نے روایت کی جس میں سفیان، شعبہ، ابن المبارک اوزاعی، ابن مہدی ابن جریج، لیث، یحییٰ بن سعید قطان وغیرہ ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ سب سے صحیح اسانید مالک عن نافع عن ابی عمر سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ رجال میں سب سے زیادہ متبع شریعت تھے۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ابوامیہ کے علاوہ امام مالک نے جس سے بھی روایت کی وہ ثقہ تھے۔ متعدد آئمہ کا قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نافع اور زہری کے اصحاب سے سب سے زیادہ واقف تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب تمہارے پاس حدیث آئے تو مالک اس کے امام ہیں نیز فرمایا کہ لوگ احادیث کے بارے میں امام مالک کے محتاج ہیں۔

اس کے علاوہ بھی امام مالک کے فضائل بے شمار ہیں آئمہ کے تعریفی کلمات امام مالک کے بارے میں بے شمار ہیں۔ ابو مصعب کا قول ہے کہ میں نے امام مالک سے سنا میں نے کسی مسئلہ میں اس وقت تک فتویٰ نہیں دیا جب تک ستر افراد نے میرے بارے میں گواہی نہ دی کہ آپ اس کے اہل ہیں۔

امام مالک حدیث بیان کرتے وقت خوشبو لگاتے داڑھی میں کنگھی کرتے لباس زیب تن کرتے ان کی انگلیوں کا نقش حسبی اللہ و نعم الوکیل تھا گھر میں داخل ہوتے وقت ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ پڑھتے ان کے گھر میں رنگارنگ قالین بچھے ہوئے تھے۔

محمد بن عبد اللہ بن حسن کے خروج کے وقت آپ گھر میں ہی رہے تعزیت مبارکباد جمعہ جماعت اور کسی بھی سلسلہ میں گھر سے باہر نہیں آئے فرماتے جو کچھ بیان کیا جاتا ہے سب اسے نہیں جانتے نہ ہر شخص معذرت پر قدرت رکھتا ہے۔

وفات کے وقت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر اشهد ان لا الہ الا اللہ اور اللہ الامر من قبل ومن بعد جاری تھا آپ نے ۸۵ سال کی عمر میں اسی سال ۱۴ صفر یاربیع الاول کو اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے امام ترمذی نے متعدد طرق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ لوگ اونٹوں پر طلب علم کے لئے سفر کریں گے اس وقت مدینہ میں سب سے بڑا عالم ہوگا امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

ابن عیینہ سے منقول ہے کہ اس سے مراد امام مالک ہیں۔ ابن عیینہ سے ایک دوسری روایت یہ بھی منقول ہے کہ اس سے مراد عبد العزیز بن عبد اللہ العمری ہیں۔

ابن خلکان نے وفیات میں تفصیل سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ذکر کئے ہیں۔

واقعات ۱۸۰ھ

اسی سال شام میں نزاریہ اور یمیدیہ کے درمیان فتنہ بھڑک اٹھا جس سے رشید بہت پریشان ہو گیا اس نے جعفر برکلی کو امراء کی ایک جماعت اور لشکروں کے ہمراہ اس کی طرف روانہ کیا۔ اس کے شام پہنچتے ہی تمام لوگوں نے اطاعت کا اعلان کر دیا۔ جعفر برکلی نے گھوڑوں اور نیزوں اور تلوار والوں کا مکمل خاتمہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے اس فتنہ کی آگ کو ٹھنڈا کیا اس بابت شاعر کے شعر ہیں:

(۱)..... شام میں فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی یہ اس کی آگ بجھانے کا وقت ہے۔

(۲)..... جب آل برک کی سمندر کی فوجوں نے جوش مارا تو اس آگ کے شعلے اور شرارے بجھ گئے۔

(۳)..... امیر المؤمنین نے جعفر کے ذریعہ تیر مارا اور اس کا شکاف بند کر دیا۔

(۴)..... اس نے مبارک خیال بزرگ کے ذریعے اسے تیر مارا جس پر شام کے نزاری اور قحطانی راضی ہو گئے۔

اس کے بعد جعفر نے عیسیٰ کو شام کا نائب مقرر کر کے بغداد واپسی کی۔ جب رشید سے ملا تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا۔ جعفر شام میں تنہائی کی وجہ سے اپنی طبیعت کے انقباض کا بکثرت ذکر کرنے لگا اور اس خدا کا شکر ادا کرنے لگا جس نے امیر المؤمنین کی طرف سے اس کی واپسی اور اس کے چہرہ کی دید کا احسان کیا۔

اسی زمانہ میں رشید نے جعفر کو خراسان و بختان کا والی مقرر کیا۔ محمد بن حسن بن قحطیہ کو اس کا والی بنایا اس کے بیس روز بعد جعفر کو معزول کر دیا۔ اسی سال رشید نے خوارج کی کثرت کی وجہ سے موصل کی فسیل گروادی اور جعفر کو چوکیداروں کا امیر بنایا رشید نے رقہ کو وطن بنالیا اپنے لڑکے امین کو بغداد کا نائب اور عراق کا والی مقرر کیا۔ ہرثمہ کو افریقہ کی ولایت سے معزول کر کے بغداد بلا لیا۔ جعفر نے اس کو چوکیداروں کا امیر مقرر کر دیا۔ سال رواں ہی میں مصر میں شدید زلزلہ آیا جس سے اسکندریہ کے منارہ کی چوٹی گر گئی۔

اسی زمانہ میں جرجان میں انحرہ جماعت کا ظہور ہوا ان کا لباس سرخ تھا عمرو بن العمر کی انہوں نے اطاعت قبول کی جو زندیقیت کی طرف منسوب تھا۔ رشید نے کچھ افراد بھیج کر اسے قتل کر دیا۔ اسی وقت اللہ نے ان کے فتنہ کی آگ بجھا دی۔ اس سال زفر بن عاصم نے گرمیوں کی جنگ کی۔ اس برس موسیٰ بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر..... اہل مدینہ کے قاری اور بغداد میں علی بن مہدی کے استاد تھے علی بن مہدی نے اسی سال وفات پائی متعدد بار امیر حج بنے مشہور قول کے مطابق الرشید سے عمر میں کم تھے۔

حسان بن ابی سنان..... ابن ابی اوفی بن عوف تنوخی انباری ہیں سن ولادت ۶۰ھ ہے امام کی زیارت و دعا سے مشرف ہوئے ان کے خاندان میں قاضی وزراء اور صلحاء پیدا ہوئے۔ بنو امیہ و عباس دونوں کا دور دیکھا شروع میں نصرانی تھے بعد میں مشرف بہ اسلام ہوئے اسلام لانے کے بعد قابل رشک مسلمان بن گئے، عربی فارسی سریانی تینوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ جب سفاح نے ربیعہ کو انبار کا والی بنایا اس وقت ان کے سامنے عربی میں کتب کا ترجمہ کرتے تھے۔ ثقات میں سے عبدالوارث بن سعید البیرونی نے اسی سال وفات پائی۔

عافیہ بن زید..... مہدی کے دور میں مشرقی بغداد کے قاضی قیس کے لڑکے ہیں (قیس اور ابن علاشہ دونوں جامع رصافہ میں فیصلے کرتے تھے) عافیہ عابد و زاہد متقی تھے۔

ایک روز مہدی کے پاس آ کر کہنے لگے کہ اے امیر مجھے معاف فرما دیجئے مہدی نے کہا کہ کیوں؟ کیا کسی امیر نے تم پر اعتراض کیا کہنے لگے کہ

نہیں اصل بات یہ ہے کہ دو شخص میرے پاس مقدمہ لائے تھے ان میں سے ایک تازہ مشک کا میرے پاس تھا لائے (جو امیر المؤمنین کے لائق تھا) کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ یہ چیز مجھے پسند ہے لیکن میں نے اس کا ہدیہ قبول نہیں کیا صبح جب میں فیصلے کے لئے بیٹھا تو اس ہدیہ کی وجہ سے وہ دونوں میرے دل میں یکساں نہیں تھے بلکہ ہدیہ دینے والے کی طرف میرے دل کا جھکاؤ تھا لیکن اس کے باوجود میں نے قبول نہیں کیا اگر میں قبول کر لیتا تو معلوم نہیں کیا ہوتا۔ اس لئے مجھے معاف کر دیجئے چنانچہ مہدی نے اسے معاف کر دیا۔

اصمعی کا قول ہے کہ ایک روز میری موجودگی میں رشید کے پاس عافیہ کو لایا گیا کیوں کہ کچھ لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے تھے رشید ان کا جواب دے رہے تھے۔ مجلس طویل ہو گئی۔

اسی اثناء میں خلیفہ کو چھینک آگئی عافیہ کے علاوہ سب نے یرحمک اللہ کہا رشید نے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ آپ نے الحمد للہ نہیں کہا اس نے حدیث سے دلیل دی رشید نے کہا کہ آپ اپنے کام پر واپس چلے جائیے قسم بخدا! ان لوگوں نے آپ پر غلط اعتراضات کئے آپ نے ایک چھینک کے بارے میں مجھ سے چشم پوشی نہیں کی پھر اس نے آپ کو نہایت احسن رنگ میں آپ کی حکومت کی طرف بھیج دیا۔

سیبویہ..... ان کا نام عمرو بن عثمان بن قنبر ابو بشر جو سیبویہ سے مشہور اور نحو یوں کے امام ہیں۔ حارث بن کعب یا آل ربیع بن زیاد کے غلام ہیں آپ کا نام سیبویہ ہے کیونکہ آپ کی والدہ آپ کو بچپن میں اٹھا کر ادھر پرینچے کرتی تھیں سیبویہ سبب کی خوشبو کو کہتے ہیں۔ ابتدا میں آپ نے اہل حدیث اور فقہاء کی صحبت اختیار کی حماد بن سلمہ سے لکھوانے کی درخواست کرتے۔ ایک روز حماد نے اعرابی غلطی کی تو سیبویہ کی نشاندہی کرنے پر ناراض ہو گئے سیبویہ نے ان سے کنارہ کشی اختیار کر کے خلیل بن احمد کی صحبت اختیار کر لی نحو میں مقام حاصل کر لیا پھر بغداد آ کر کسائی سے مناظرہ کیا سیبویہ حسین و جمیل صاف ستھرے نوجوان تھے۔ کسی نہ کسی درجے میں ان کا ہر علم سے تعلق تھا کسمن ہونے کے باوجود انہوں نے اہل ادب سے حصہ حاصل کیا سیبویہ نے نحو میں ایک بے مثال کتاب تصنیف فرمائی اس کے بعد آئمہ نحو نے اس کی شرح کرتے ہوئے اس کے سمندر میں غوطہ لگا کے اس سے موتی نکالے لیکن یہ تک پہنچنے سے قاصر رہے۔

ثعلب کا خیال ہے کہ اس کتاب کی تصنیف میں سیبویہ تنہا نہیں ہیں بلکہ چالیس افراد اس کام میں ان کے معاون رہے یہ کتاب خلیل کے اصول ہیں لیکن سیبویہ نے اس کی اپنی طرف نسبت کر دی۔

لغت میں سیبویہ کے استاد ابو الخطاب اور انفس تھے۔ سیبویہ کہتے تھے کہ سعید بن ابی عروبہ جمعہ کے دن کا نام ہے اور کہتے تھے کہ صرف عروبہ کہنے والا غلطی پر ہے۔ سیبویہ کا یہ قول یونس کے سامنے نقل کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ ان کا بھلا کرے۔ سیبویہ نے طلحہ بن طاہر کے پاس مقام حاصل کرنے کے لئے خراسان کا سفر کیا کیوں کہ طلحہ کو علم نحو بہت پسند تھا، سیبویہ وہاں ایسے بیمار ہوئے کہ اسی مرض میں وہیں ان کی وفات ہو گئی وفات کے وقت انہوں نے چند اشعار کہے:

(۱)..... دنیا کی امید رکھنے والا اس کی بقا کا خواہاں ہے امید کنندہ دنیا سے چلا جاتا ہے امید باقی رہ جاتی ہے۔

(۲)..... کھجور کا پودا لگانے والا اس کی بقا کی امید کرتا ہے پودا زندہ رہتا ہے پودا لگانے والا دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ بوقت وفات سیبویہ نے اپنا سراپے بھائی کی گود میں رکھا جسے دیکھ کر آپ کے بھائی کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں افاقہ ہونے کے بعد سیبویہ نے اپنے بھائی کو روتا دیکھ کر یہ شعر پڑھا:

ہم اکٹھے تھے زمانہ نے زمانہ دراز تک ہمیں جدا کر دیا زمانہ سے کون محفوظ رہ سکتا ہے۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ سیبویہ نے ۳۲ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔

عقیرۃ عابدۃ..... آپ بہت غمخوار اور گریہ کرنے والی تھیں ایک بار ان کا قریبی سفر سے آیا تو اسے دیکھ کر رونا شروع کر دیا وجہ پوچھنے پر کہنے لگی کہ اس نوجوان نے مجھے اللہ کے سامنے حاضری یاد دلادی اس وقت بعض خوش اور بعض غمگین ہوں گے۔ شافعیہ کے شیخ مسلم بن خالد زنجی کی وفات اسی سال ہوئی جو مکہ کے باشندوں میں سے تھے حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے۔

واقعات ۱۸۱ھ

اسی سال الرشید نے بلاد روم میں جنگ کر کے صفات قلعہ فتح کر لیا اسی کے بابت مروان بن ابی حفصہ نے شعر کہا امیر المؤمنین انصاف پسند ہیں انہوں نے صفات کو چنیل میدان بنادیا۔

سال رواں ہی میں عبدالملک بن صالح نے بلاد روم میں جنگ کی وہ انقرہ تک پہنچ گیا اس نے مٹمورہ فتح کر لیا۔ اسی زمانہ میں الحمرہ پارٹی کا جر جان پر غلبہ ہوا۔

اسی برس الرشید نے خطوط کے شروع میں بسم اللہ الصلوٰۃ علی رسول اللہ لکھنے کا حکم دیا۔
اس سال رشید نے لوگوں کو حج کرایا۔ یحییٰ بن خالد نے ولایت کے بارے میں اس سے معافی چاہی اس نے معافی دے دی یحییٰ نے مکہ میں اقامت کی۔

اکابر امراء حسن بن قحطبہ حمزہ بن مالک حسن بن عرفہ کے شیخ خلف بن خلیفہ نے اسی سال وفات پائی۔

عبداللہ بن مبارک..... ابو عبدالرحمن المروزی ہیں ان کے والد ترکی تھے جو ہمزان کے بنی حنظلہ کے ایک تاجر کے غلام تھے۔ عبداللہ بن مبارک ہمزان آمد پر اپنے مولیٰ کی اولاد سے حسن اخلاق کا معاملہ کرتے تھے۔ ان کی والدہ خوارزمیہ تھی سن پیدائش ۱۱۸ھ ہے اسماعیل بن خالد اعمش ہشام بن عروہ حمید الطویل وغیرہ آئمہ تابعین سے سماع کیا۔ ان سے ایک پوری جماعت نے احادیث روایت کی حفظ فقہ عربیت زہد سخاوت شعر کے امام تھے ان کی عمدہ عمدہ تصانیف ہیں اور اچھے اچھے حکیمانہ اشعار ہیں عمر کا اکثر حصہ جہاد و حج میں گزرا۔

آپ کا رأس المال تقریباً چار لاکھ تھا جو گردش کرتا رہتا تھا اس سے آپ شہروں میں تجارت کرتے تھے جہاں کوئی عالم نظر آ جاتا اس سے حسن سلوک کرتے تھے آپ کو تجارت سے سالانہ ایک لاکھ نفع ہوتا تھا جو سب زاہدوں عابدوں اور علماء پر خرچ ہوتا بعض مرتبہ آپ اس الحال سے بھی خرچ کرتے تھے سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ عبداللہ بن مبارک اور صحابہ میں صرف صحابیت کا فرق تھا۔ اسماعیل بن عیاش کا قول ہے کہ زمین پر میں نے عبداللہ بن مبارک جیسا شخص نہیں دیکھا۔ عبداللہ بن مبارک تمام خصال حمیدہ کے مالک تھے فرماتے تھے مجھے میرے ساتھیوں نے بتایا کہ انہوں نے عبداللہ بن مبارک کے ساتھ مصر سے مکہ کا سفر کیا وہ تمام ساتھیوں کو حلوہ کھلاتے اور خود روزہ رکھتے۔

عبداللہ بن مبارک ایک بار رقبہ تشریف لے گئے تو ان کا بڑا شاندار استقبال ہوا الرشید کی ام ولد نے محل سے چھانک کر دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں انہیں بتایا گیا کہ یہ خراسان کے بزرگ عبداللہ بن مبارک ہیں جن کی زیارت کے لئے لوگ آئے ہوئے ہیں اس نے کہا کہ اصل بادشاہت تو ان کی ہے نہ کہ ہارون رشید کی کیونکہ لوگ ڈنڈے کے خوف سے اس کے نزدیک جمع ہیں۔

عبداللہ بن مبارک ایک بار حج پر تشریف لے گئے ایک شہر میں مردہ پرندہ پر آپ کا گزر ہوا تو آپ نے کوڑے میں اس کے ڈالنے کا حکم دیا آپ تمام ساتھیوں کے پیچھے تھے جب آپ اس مردہ پرندے کے پاس سے گزرے تو قریب گھر سے ایک عورت نکلی وہ اس پرندہ کو لپیٹ کر جلدی سے گھر میں چلی گئی عبداللہ بن مبارک نے اس سے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ ہم اتنے دن سے بھوکے ہیں ہمارے لئے مردار حلال ہے ہمارے والد کے پاس بہت مال تھا ان پر ظلم کر کے ان سے مال چھین کر انہیں قتل کر دیا گیا، عبداللہ بن مبارک نے خادم سے پوچھا کہ تیرے پاس کتنا خرچ ہے اس نے جواب دیا کہ ہزار دینار، انہوں نے کہا کہ اس میں سے بیس دینار رکھ کر باقی ان کو دے دو ہمارے لئے یہ حج سے افضل ہے۔ اس کے بعد آپ بلانج کے گھر واپس چلے گئے۔

آپ حج پر جاتے وقت اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے کہ جو حج پر جانا چاہتا ہے اپنا خرچ میرے پاس لے آئے میں اس پر خرچ کروں گا ان سے ان کا خرچہ لے کر کھلی میں رکھ کر ان پر ان کا نام لکھ دیتے پھر سب کو صندوق میں رکھ دیتے۔ پھر پورے سفر میں ہر ایک کی سواری اور کھانے کا انتظام کرتے تھے حج سے فارغ ہونے کے بعد ان سے پوچھتے کہ تم میں کسی نے گھر والوں کے لئے ہدیہ لینا ہے ان کے لئے ہدیے لیتے۔ پھر واپسی میں راستہ ہی سے گھروں پر پیسے بھیج دیتے جس سے ان کے گھروں کی حالت اچھی ہو جاتی، پھر اپنے شہر پہنچنے کے بعد سب کی پر تکلف دعوت کرتے انہیں

کھانے کھلاتے پوشاک پہناتے پھر اس صندوق کو منگوا کر اس سے تھیلیاں نکال کر انہیں قسم دے کر کہتے کہ ہر شخص اپنے نام کی تھیلی اٹھالے چنانچہ وہ اٹھا کر شکر ادا کرتے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے تھے، ان کا زاد سفر ایک اونٹ پر ہوتا تھا جس میں مختلف کھانے پینے کی چیزیں ہوتی تھیں آپ سخت گرمیوں میں وہ چیزیں ساتھیوں کو کھلاتے خود روزہ سے ہوتے۔

ایک بار عبداللہ بن مبارک سے ایک شخص نے سوال کیا آپ نے اسے ایک درہم دے دیا اس کے جانے کے بعد کسی نے آپ سے کہا کہ یہ شخص بھنا ہوا گوشت اور فالودہ کھاتا ہے یہ ایک درہم سے کم کا عادی تھا آپ نے فرمایا کہ اس کی ضرورت تو اس سے زیادہ میں پوری ہوگی پھر آپ نے اسے دو بارہ بلوا کر اسے دس درہم دیئے آپ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔

ابو عمر بن عبد البر کا قول ہے کہ عبداللہ بن مبارک کی قبولیت، عدالت، جلالت اور امامت پر سب کا اتفاق ہے اسی سال بہیت مقام پر رمضان میں ۶۳ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

مفضل بن فضالہ..... دوبار مصر کے قاضی بنے دیندار ثقہ تھے ایک بار اللہ سے دنیا سے امید منقطع ہونے کا سوال کیا تو اللہ نے امید ختم کر دی اس کے بعد ان کی زندگی بے مزہ ہو گئی دنیا کی کوئی چیز اچھی نہیں لگتی تھی بالآخر اللہ سے دوبارہ امید بحال کرنے کی دعا کی تو اللہ نے دوبارہ امید بحال کر دی۔

یعقوب النائب..... العابد الکونی علی بن موفق نے منصور بن عمار کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک رات میں گھر سے صبح ہو جانے کے خیال پر نکلا۔ باہر نکلنے کے بعد معلوم ہوا کہ ابھی رات کا کچھ حصہ باقی ہے اس وجہ سے باب صغیر کے پاس بیٹھ گیا اچانک میں نے ایک نوجوان کے رونے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ اے اللہ آپ کی عزت و جلال کی قسم میں نے آپ کی معصیت اور مخالفت کا ارادہ نہیں کیا لیکن میرے نفس نے مجھے دھوکہ دیا میری بد بختی مجھ پر غالب آگئی مجھ پر تیرے لٹکے ہوئے پردہ نے مجھے دھوکہ دیا۔ اب تیرے عذاب سے مجھے کون بچائے گا؟۔ اگر تو نے مجھ سے قطع تعلقی کی تو میں تیرے علاوہ کس سے تعلق جوڑوں گا۔ گزشتہ گناہوں پر میں دل و جان سے نادم ہوں ہائے میری ہلاکت میں کتنی بار توبہ کروں گا کب تک واپس آتا رہوں گا اب اپنے رب سے شرم محسوس کرنے کا میرے لئے وقت آ گیا ہے۔

منصور کا قول ہے کہ میں نے تعوذ اور تسمیہ پڑھ کر یہ آیت (ترجمہ)..... ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں اس پر سخت فرشتے مقرر ہیں جو اس حکم کی نافرمانی نہیں کرتے جو انہیں دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں“ تلاوت کی اس کے بعد میں نے ایک شدید آواز سنی پھر میں اپنے کام پر چلا گیا واپسی پر میں اس دروازہ کے پاس سے گزرا تو ایک جنازہ رکھا ہوا تھا میں نے اس کے بابت پوچھا تو وہ جنازہ اسی نوجوان کا تھا۔

واقعات ۱۸۲ھ

اسی سال رشید نے اپنے لڑکے عبداللہ المامون کو اس کے بھائی امین ابن زبیدہ کے بعد ولی عہد بنانے کے لئے لوگوں سے بیعت لی یہ واقعہ حج سے واپسی پر رقبہ میں پیش آیا اپنے لڑکے مامون کو جعفر بن یحییٰ برمکی کے ساتھ ملا دیا اس نے اس کو خادموں کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد بھیج دیا اور اسے خراسان اور اس کے ملحقہ علاقوں کا والی بنا دیا اس کا نام مامون رکھ دیا۔

اسی سال یحییٰ بن خالد مکہ کی مجاورت چھوڑ کر بغداد واپس آیا۔ اس سال عبدالرحمن بن عبد الملک بن صالح گرمیوں کی جنگ لڑتے لڑتے اصحاب کہف کے شہر تک پہنچ گئے۔

اسی زمانہ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن ایون کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی اس کی والدہ رینی کو اپنا سر براہ بنا لیا اس نے اپنا لقب رکھا۔ اس سال موسیٰ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

مشاہیر ائمہ شامین میں سے اسماعیل بن عیاش حمصی اور خلفا اور برا مکہ کی مدح کرنے والا مشہور شاعر مردان بن ابی حفصہ نے اسی سال وفات پائی۔

معن بن زائدہ..... آسودہ حال اور صاحب ثروت ہونے کے باوجود انتہائی بخیل تھا گوشت کا استعمال نہیں کرتا تھا گھر میں چراغ نہیں جلاتا تھا کھدراور موٹا کپڑا استعمال کرتا تھا اس کا رفیق سلم الحاسر ہزار دینار کا حلہ زیب تن کر کے عمدہ خوشبو لگا کر سواری پر سوار ہو کر دار الخلافہ جاتا اور معن بن زائدہ اپنی اسی بری حالت میں ہوتا۔

معن ایک روز مہدی کے پاس جا رہا تھا ایک عورت نے اس سے کہا کہ اگر خلیفہ تجھے کچھ دے تو اس میں سے مجھے بھی کچھ دینا معن نے کہا کہ اگر خلیفہ نے مجھے ایک لاکھ درہم دئے تو میں تجھے ایک درہم دوں گا خلیفہ نے اسے ساٹھ ہزار درہم دیئے تو معن نے اسے دائق کا پوتھا حصہ دیا اسی سال رحلت فرمائی نصر بن مالک کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

قاضی ابو یوسف..... نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حسن ہے امام ابو یوسف کی والدہ کا نام حسنہ ہے اور والد کا نام بحیر بن معاویہ ہے۔ جنہوں نے احد کے روز ان کو کمسن سمجھا تھا۔ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے اصحاب میں سے تھے، اعمش، ہمام بن عروہ محمد بن اسحاق یحییٰ بن سعید وغیرہ سے احادیث روایت کی ان سے محمد بن حسن احمد بن حنبل یحییٰ بن معین نے روایت کی۔

علی بن جعد کا قول ہے کہ میں نے ابو یوسف کو کہتے سنا کہ بچپن ہی میں میرے والد کی وفات ہو گئی تھی میری والدہ نے مجھے دھوبی کے حوالے کیا دھوبی کے پاس جاتے ہوئے راستہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں بیٹھ جاتا میری والدہ مجھے تلاش کر کے وہاں سے اٹھا کر دھوبی کے پاس پہنچا دیتی لیکن میں پھر وہیں پہنچ جاتا، حتیٰ کہ اس نے تنگ آ کر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ نے میرا لڑکا بگاڑ دیا ہے، یہ یتیم بچہ ہے اس کا گذر بسر صرف میرے سوت کاتنے پر ہے امام صاحب نے ان کی والدہ سے کہا کہ اے بے وقوف خاموش ہو جا! یہ ابھی علم حاصل کر رہا ہے اور یہ عنقریب فیروزج کی پلیٹوں میں پستہ کے تیل میں بنا ہوا فالودہ کھائے گا، ان کی والدہ نے جواب دیا کہ آپ فلتک العقل شیخ ہیں۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جب میں قاضی بنا (ہادی نے سب سے پہلے انہیں قاضی بنایا سب سے پہلے آپ کو ہی قاضی القضاۃ کا لقب دیا گیا۔ آپ کو قاضی قضاۃ الدنیا بھی کہا جاتا تھا، کیوں کہ جن علاقوں پر خلافت قائم تھی ان تمام علاقوں میں آپ خلیفہ کی نیابت بھی کرتے تھے) تو ایک روز میں رشید کے پاس تھا فیروزج کی پلیٹ میں فالودہ لایا گیا خلیفہ نے مجھے کہا کہ اسے کھائیے کیونکہ ایسی چیز کبھی تیار کی جاتی ہے میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ فالودہ ہے میں مسکرایا انہوں نے وجہ پوچھی میں نے کہا کہ کچھ نہیں انہوں نے کہا کہ آپ کو ضرور بتانا ہوگا پھر میں نے ان کو سارا واقعہ بتا دیا جس پر انہوں نے فرمایا کہ علم انسان کے لئے نفع اور دنیا و آخرت میں بلندی درجات کا ذریعہ ہے پھر فرمایا کہ اللہ امام ابو حنیفہ پر رحم فرمائے بعض مرتبہ وہ عقل کی آنکھ سے وہ کچھ دیکھ جاتے ہیں کہ وہ سر کی آنکھ سے نہیں دیکھتے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام یوسف کے بارے میں فرماتے تھے کہ میرے اصحاب میں سب سے بڑا عالم امام ابو یوسف ہے، مدنی کا قول ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سب سے بڑے متبع للحديث تھے۔ ابن المدینی کا قول ہے کہ ابو یوسف صدوق تھے۔ ابن معین کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ ثقہ تھے۔ ابو زرہ کہتے ہیں کہ ابو یوسف کجیم سے محفوظ تھے بشار الخفاف نے امام ابو یوسف کو کہتے سنا کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کلام حرام اس سے قطع تعلقی ضروری ہے اس سے سلام و کلام جائز نہیں ہے۔

امام ابو یوسف کا یہ قول سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے کیما کے ذریعے مال طلب کرنے والا مفلس ہوگا حدیث کے غرائب تلاش کرنے والا جھوٹا ہوگا علم کلام کو حاصل کرنے والا زندیق ہوگا۔

جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مدینہ میں رشید کی موجودگی میں صاع اور بنریوں کی زکوٰۃ کے مسئلہ کے بارے میں

مناظرہ ہوا تو امام مالک نے دلیل میں اپنے اباؤ اسلاف کے زمانہ سے چلے آنے والے صاعوں کو پیش کیا اور یہ کہ خلفاء راشدین کے زمانے میں سز یوں کی زکوٰۃ نہیں نکالی جاتی تھی۔ امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو میں دیکھ رہا ہوں اگر میرے ساتھی دیکھ لیتے تو وہ بھی میری طرح رجوع کر لیتے یہ امام یوسف کی طرف سے عدل کا مظاہرہ تھا۔

امام ابو یوسف کی مجلس میں علماء طبقات کے لحاظ سے بیٹھتے تھے حتیٰ کہ احمد بن حنبل نو جوان ہونے کے باوجود لوگوں کے درمیان مجلس میں آتے مناظرہ اور مباحثہ کرتے اس کے باوجود منصفانہ فیصلہ کرتے۔

امام یوسف فرماتے ہیں کہ ایک روز کے علاوہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مقدمات کے بارے میں مجھ سے باز پرس نہیں کرے گا۔ اس دن کا واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص نے مجھے آکر کہا کہ میرا ایک باغ ہے جو امیر المؤمنین کے قبضے میں ہے میں نے امیر کے پاس جا کر اس کی بابت پوچھا انہوں نے کہا کہ باغ میرا ہے جو مہدی نے میرے لئے خریدا تھا میں نے کہا کہ اگر امیر مناسب سمجھیں تو میں مدعی کو آپ کے سامنے بلا کر آپ کو اس کا دعویٰ سنا دوں، چنانچہ میں نے اسے بلا کر اس کا دعویٰ امیر کو سنوایا میں نے پوچھا کہ اے خلیفہ آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے وہی جواب دیا کہ میرا باغ ہے پھر میں نے مدعی سے کہا کہ تم نے خلیفہ کی بات سن لی اس نے کہا کہ خلیفہ قسم اٹھائے میں نے خلیفہ سے قسم کے بارے میں پوچھا انہوں نے انکار کر دیا پھر میں نے خلیفہ سے کہا کہ میں تین بار آپ پر قسم پیش کروں گا اگر آپ نے قسم اٹھالی تو فہما و گرنہ میں آپ کے خلاف فیصلہ سنا دوں گا۔ چنانچہ تین بار قسم پیش کرنے کے باوجود خلیفہ نے قسم نہیں اٹھائی تو میں نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ امام ابو یوسف خود فرماتے ہیں کہ اس روز میری خواہش تھی کہ میں اس مدعی کو اپنے سے جدا کر کے خلیفہ کے ساتھ بٹھا دوں لیکن میں ایسا نہیں کر سکا، پھر میں نے خلیفہ کو باغ مدعی کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔

معافی بن زکریا جریری نے متعدد طرق سے بشر بن ولید کا قول نقل کیا ہے کہ امام یوسف فرماتے ہیں ایک رات میں بستر پر محو آرام تھا اچانک خلیفہ کا ایلچی میرا دروازہ کھٹکھٹانے لگا میں گھبرا کر باہر نکلا اس نے کہا کہ خلیفہ نے آپ کو بلایا ہے چنانچہ میں خلیفہ کے پاس گیا اس وقت عیسیٰ بن جعفر بیضا ہوا تھا رشید نے مجھ سے کہا کہ میں عیسیٰ بن جعفر سے کہہ رہا ہوں کہ اپنی باندی مجھے فروخت کر دے یا بہہ کر دے لیکن یہ نہیں کر رہا میں نے اس سے کہا ہے کہ اگر تو نے یہ کام نہیں کیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا میں نے عیسیٰ سے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میں طلاق عتاق کل مال کے صدقہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ نہ میں فروخت کروں گا اور نہ بہہ کروں گا مجھ سے رشید نے کہا کہ اب اس کا کیا حل ہے میں نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ یہ نصف آپ کو بہہ کر دے اور نصف بیچ دے چنانچہ اس نے اس کو نصف بہہ اور نصف ایک لاکھ دینار میں فروخت کر دی جسے رشید نے قبول کر لیا اور باندی کو بلوایا رشید نے اسے دیکھنے کے بعد کہا کہ اس سے شب باشی کی کوئی صورت ہے؟ میں نے کہا کہ یہ باندی ہے جس کا استبراء لازمی ہے البتہ ایک صورت ہے کہ آپ اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لیں کیوں کہ حرۃ کا استبراء ضروری نہیں چنانچہ خلیفہ نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی بیس ہزار دینار اسے مہر دیا خلیفہ نے مجھے دو ہزار درہم اور بیس کپڑے تھان دیئے دس ہزار دینار اس باندی نے مجھے دیئے۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں قاضی ابو یوسف کے پاس ریشمی کپڑے اور کچھ خوشبوئیں ہدیہ میں آئیں مجھ سے ایک شخص نے حدیث بیان کی کہ اگر کسی شخص کے پاس کوئی ہدیہ آئے تو اس وقت جو لوگ اس کے پاس موجود ہوں وہ ہدیہ ان سب میں مشترک ہوتا ہے۔ امام یوسف نے فرمایا کہ یہ حدیث پیچیدہ، کھجور، کشمش کے بارے میں ہے یہ ہدایا جو تمہارے سامنے ہیں یہ ان میں سے نہیں، پھر آپ نے غلام سے کہا کہ یہ چیزیں بیت المال میں جمع کر دو انہیں ان میں سے کچھ نہیں دیا۔

بشر بن غیاث مرسی کا قول ہے کہ میں نے ابو یوسف کو کہتے سنا کہ میں نے سترہ سال ابو حنیفہ کی صحبت اختیار کی اور سترہ سال تک مجھ پر دنیا ٹوٹ پڑی اب میں سمجھتا ہوں کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اس کے چند ماہ کے بعد قاضی ابو یوسف نے دنیا سے رحلت فرمائی۔

اسی سال ماہ ربیع الاول میں قاضی ابو یوسف نے ۶۷ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے بعد آپ کے لڑکے قاضی بنے جو مشرقی بغداد پر آپ کے نائب تھے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام شافعی کی قاضی ابو یوسف سے ملاقات ہوئی ہے جیسا کہ محمد بلوی کذاب نے امام شافعی کے اس سفر میں بیان کیا ہے جو آپ نے بغداد کے لئے اختیار کیا تھا اس نے کذب بیانی سے کام لیا امام شافعی پہلی بار ۸۴ھ میں بغداد آئے اس وقت امام شافعی کی محمد بن حسن

شیبانی سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کا اعزاز و اکرام کیا ان کے درمیان کسی قسم کی عداوت نہیں تھی جیسا کہ بعض ناواقف لوگوں کا خیال ہے۔

یعقوب بن داؤد بن طھمان..... ابو عبد اللہ جو عبد اللہ بن حازم سلمی کا غلام ہے مہدی نے اس کو وزیر بنایا اس نے اس کے ہاں اونچا مرتبہ حاصل کیا ماقبل میں گزر چکا ہے کہ مہدی نے یعقوب کو علوی کے قتل کا حکم دیا یعقوب نے اسے چھوڑ دیا اس کی باندی نے مہدی سے چغلی خوری کی مہدی نے یعقوب کو ایک کنویں میں ڈال کر اس پر قبہ چن دیا اس کے بال اگ آئے حتیٰ کہ بہائم کے بالوں کی طرح ہو گئے۔ اس کی بیٹائی ختم ہو گئی یعقوب پندرہ سال اس کنویں میں رہا اس حالت میں کوئی آواز وغیرہ نہیں سنتا تھا نمازوں کے اوقات اسے بتائے جاتے تھے ہر روز ایک چپائی اور ایک لونپانی کا اس کی طرف لٹکایا جاتا تھا۔ اسی حالت میں مہدی ہادی کا دوسرا دور گزر گیا اور الرشید کا دور شروع ہو گیا یعقوب کہتا ہے کہ ایک رات خواب میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ: شعر:

(۱)..... ہو سکتا ہے سختی کے پیچھے کشادگی ہو۔

(۲)..... پس خوف والا امن میں آجائے قیدی رہا ہو جائے اور اس کے دور کے اہل آجائیں۔

صبح ہوتے ہی مجھے آواز دی گئی ہے مجھے خیال آیا کہ شاید مجھے نماز کا وقت بتایا جا رہا ہے میری طرف ایک رسی پھینک کر مجھے کہا گیا کہ اسے اپنی کمر سے باندھ لو پھر انہوں نے مجھے کنویں سے نکال لیا جب میں نے روشنی دیکھی تو مجھے کچھ نظر نہیں آتا تھا مجھے خلیفہ کے سامنے کھڑا کر کے سلام کا حکم دیا گیا میں نے مہدی سمجھ کر سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ میں مہدی نہیں ہوں میں نے پوچھا کہ ہادی ہوں انہوں نے کہا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ السلام علیکم یا امیر المؤمنین الرشید! انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہنے لگا کہ واللہ تیرے متعلق کسی نے مجھ سے سفارش نہیں کی لیکن گزشتہ رات میں نے اپنی چھوٹی بچی کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا مجھے یاد آ گیا کہ آپ بھی مجھے اسی طرح کندھے پر اٹھاتے تھے جس کی وجہ سے مجھے آپ کی حالت پر رحم آ گیا اور میں نے آپ کو ہر نکلوا یا۔ پھر الرشید نے اس کا اعزاز و اکرام کیا۔

یحییٰ بن خالد برمک کو اس پر غیرت آئی اور اس کو خطرہ ہو گیا کہ کہیں دوبارہ اسے وزیر بنادیا جائے اور یعقوب بھی اس کی بات سمجھ گیا یعقوب نے رشید سے مکہ جانے کی اجازت مانگی تو الرشید نے اسے اجازت دے دی چنانچہ اس کے بعد وہ مکہ چلا گیا وہیں اس سال اس نے وفات پائی یعقوب نے کہا کہ یحییٰ کو میرے متعلق دوبارہ وزیر بننے کا خطرہ ہے واللہ اگر مجھے دوبارہ وزیر بنایا گیا تو میں یہ قبول نہیں کروں گا۔

حدیث میں امام احمد کے شیخ یزید بن زریع ابو معاویہ کی بھی اسی سال وفات ہوئی یہ ثقہ عالم عابد متقی تھے ان کے والد بوقت وفات بصرہ کے حاکم تھے انہوں نے ترکہ میں ۵۰۰ درہم چھوڑنے یزید نے ان میں سے ایک بھی درہم نہیں لیا یہ خود کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بنا کر اسے فروخت کرتے تھے اسی سے اپنے اہل و عیال کی کفالت کرتے تھے اسی سال یا اس سے گزشتہ سال بصرہ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۸۳ھ

اسی سال آرمینیہ کے درہ سے خزایوں نے لوگوں پر حملہ کر کے شہروں میں فساد برپا کر دیا مسلمانوں اور ذمیوں میں سے ایک لاکھ افراد گرفتار کر لئے بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا۔ آرمینیہ کا نائب سعید بن مسلم شکست کھا گیا رشید نے خازم بن خزیمہ اور یزید بن مزید کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا انہوں نے ان شہروں کے فساد کو ختم کر کے ان کی اصلاح کر دی۔ اس سال عباس بن موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال خواص میں سے وفات پانے والے حضرات

علی بن فضیل بن عیاض نے اپنے والد کی زندگی میں وفات پائی یہ بہت بڑے عابد متقی بہت گریہ کرنے والے تھے۔

محمد بن سبتیح ابو العباس موسیٰ بن غنبل مذکر نے اسی سال وفات پائی ابن سماک سے مشہور ہیں اسماعیل بن ابی خالد اعمش، ثوری ہشام بن عروہ

وغیرہ سے روایت کی۔

ایک روز رشید کہنے لگے کہ تجھے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے پس غور کر کہ جنت دوزخ میں کون سا تیرا ٹھکانہ ہوگا؟ یہ سن کر رشید اس قدر رویا کہ قریب تھا کہ اس کی موت واقع ہو جاتی۔

موسیٰ بن جعفر..... ابن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ابوالحسن الہاشمی انہیں الکازم بھی کہا جاتا ہے سن ولادت ۱۲۸ھ یا ۱۲۹ھ ہے بڑے عابد و صاحب مروت تھے انہیں کسی کے متعلق پتہ چلتا کہ وہ انہیں تکلیف پہنچائے گا تو یہ اس کے پاس سونا اور دیگر چیزیں ہدیہ بھیجتے تھے ان کی مذکورہ موت اولاد کی کل تعداد چالیس تھی ایک بار غلام نے آپ کو عصیدہ ہدیہ کیا آپ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا جس کھیت میں اس غلام کی سکونت تھی اسے بھی ہزار دینار میں خرید کر اس کے حوالے کر دیا۔

ایک بار مہدی نے موسیٰ بن جعفر کو بلا کر قید کر دیا ایک رات مہدی نے خواب میں دیکھا کہ علی بن ابی طالب اسے کہہ رہے ہیں اے محمد (ہو سکتا ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو) مہدی گھبرا کر بیدار ہوا اسی وقت موسیٰ کو جیل سے نکلوا کر اپنے ساتھ بٹھایا اس سے معافہ لیا اس سے عہد لیا کہ آئندہ وہ مہدی اور اس کی اولاد کے خلاف بغاوت نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ نہ میں نے ایسی بات سوچی اور نہ میری عادت ہے مہدی نے کہا تم نے سچ کہا اس کے لئے تین ہزار کا حکم دیا اسے مدینہ بھیج دیا چنانچہ صبح ہونے سے پہلے ہی وہ مدینہ پہنچ گیا اس کے بعد وہ مسلسل رشید کے زمانے تک مدینہ میں رہے حتیٰ کہ جب رشید حج پر آیا تو روضہ اقدس پر حاضری کے وقت موسیٰ بھی اس کے ساتھ تھے۔ روضہ اقدس پر رشید نے سلام کرتے ہوئے کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ یا ابن عم! موسیٰ نے کہا کہ السلام علیک یا ابا! رشید نے کہا کہ اے ابوالحسن یہ فخر کی بات ہے۔

یہ بات رشید کے دل میں کھٹکتی رہی حتیٰ کہ ۱۶۹ھ میں اسے بلوا کر قید کر دیا موسیٰ نے طویل عرصہ تک قید میں رہنے کے بعد اسے خط لکھا مابعد یا امیر المؤمنین بلاشبہ میری تکلیف ایک دن بھی دور نہیں ہوئی لیکن تیری آسودہ حالی ایک روز ختم ہو جائے گی اور ہم دونوں ایک ایسے دن کی طرف رواں دواں ہیں جس دن باطل اعمال کرنے والوں کو نقصان ہوگا اسی سال ۲۵ رجب کو موسیٰ کی وفات بغداد میں ہوئی وہاں پر ان کی قبر مشہور ہے۔

ہاشم بن بشیر بن ابی حازم..... القاسم بن دینار ابو معاویہ السلمی الواسطی ان کے والد حجاج کے طباطبائی تھے بعد میں سالن فروخت کرنے کا مشغلہ اختیار کر لیا تھا ان کے والد ان کو طلب علم سے منع کرتے تھے لیکن یہ سماع حدیث سے نہیں رکے۔ اتفاق سے ایک بار ہاشم بیمار ہو گئے تو واسطہ کے قاضی ابوشیبہ لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ ان سے ملنے کے لئے آئے اور ان کی عیادت کی ان کے والد خوشی میں ہاشم سے کہنے لگے کہ کیا تو اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ قاضی تجھ سے ملنے آیا ہے آج کے بعد میں تمہیں طلب حدیث سے نہیں روکوں گا۔ ہاشم سادات علماء میں سے تھے ان سے مالک، شعبہ، ثوری، احمد بن حنبل اور ایک جماعت نے روایت حدیث کی۔ صلحاء عابدین میں سے تھے موت سے قبل دس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کی۔

یحییٰ بن زکریا..... ابن ابی زائدہ مدین کے قاضی ائمہ ثقات میں سے تھے نحو میں ان کے استاد ابو عمرو بن علاء وغیرہ تھے۔ کسائی فراء وغیرہ ان کے شاگردوں میں سے بصرہ میں ان کا حلقہ لگتا تھا جن میں اہل علم ادباء امراء غریبا سب شریک ہوتے، اسی سال ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۱۸۲ھ

اسی سال رشید کوفہ سے بغداد واپس ہوا اس نے لوگوں سے خراج کے بقایا جات وصول کئے نہ دینے والوں کو مارنے اور قید کرنے کے لئے ایک شخص مقرر کیا اطراف بلاد پر لوگوں کو مقرر کیا ایک جماعت کا مذل و نصب کیا۔ اسی زمانہ میں جزیرہ میں ابو عمرو شاری کا ظہور ہوا رشید نے اس کی طرف شہر وز کوروا نہ کیا۔ اس سال ابراہیم بن محمد عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات احمد بن الرشید، زاہد، عابد و ریش تھا اپنے ہاتھ کی کمائی پر گزر بسر کرتا تھا۔ مٹی کے برتن بنا کر فروخت کرتا۔ ان کی ملکیت میں صرف بیچہ اور کلہاڑی تھی پورے ہفتے میں ایک درہم اور دانت کھاتا تھا صرف ہفتے کے دن مزدوری کرتا پھر پورا ہفتہ اس سے کھاتا ایک دن کے علاوہ تمام دن عبادت میں مشغول رہتا۔

بعض کا قول ہے کہ احمد زبیدہ کے لطن سے تھا۔ صحیح بات یہ ہے کہ ہارون رشید کی ایک معشوقہ تھی جس سے اس نے بعد میں شادی کر لی تھی وہ حاملہ ہو گئی ہارون نے اس کو سرخ یا قوت کی انگٹھی اور کچھ نفیس اشیاء دے کر بصرہ بھیج دیا اس سے کہا کہ جب میں خلیفہ بن جاؤں تو تم میرے پاس آ جانا لیکن ہارون کے خلیفہ بننے کے بعد نہ عورت آئی نہ بچہ آیا بلکہ دونوں روپوش ہو گئے ہارون کو کسی نے دونوں کی مرنے کی غلط خبر دی ہارون بسیار کوشش کے بعد بھی ان کی تلاش میں ناکام رہا۔ احمد مزدوری کر کے اس سے کھاتا پھر بغداد آ کر بھی ایک عرصہ تک مزدوری کرتا رہا یہ خلیفہ کا لڑکا ہونے کے باوجود لوگوں سے اس کا تذکرہ نہیں کرتا تھا۔

اتفاق سے وہ جس کا کام کرتا تھا اس کے گھر میں بیمار ہو گیا اتنا سخت بیمار ہوا کہ اسے اپنی موت کا یقین ہو گیا اس وقت اس نے اپنی انگٹھی نکال کر اس شخص سے کہا کہ میری وفات کے بعد یہ انگٹھی خلیفہ کے حوالے کر دینا اور اسے کہہ دینا کہ ایک دن تمہاری بھی موت آئی ہے پھر تو وہاں نادم ہوگا لیکن اس وقت نہ امت کا کوئی فائدہ ہوگا اور اللہ کے سامنے پیشی سے ڈر ہو سکتا ہے کہ یہ ہماری آخری ملاقات ہو۔ جو چیزیں تیرے پاس ہیں اگر یہ دائی ہوئیں تو دوسروں سے تجھ تک نہ پہنچتیں یہ تیرے بعد کسی دوسرے کو مل جائیں گی گزشتہ لوگوں کے احوال سے تو پہلے ہی واقف ہے۔

اس شخص کا قول ہے کہ اس کی وفات کے بعد میں نے اسے دفن کر دیا خلیفہ کے پاس پہنچ کر میں نے اجازت مانگی تو اجازت مل گئی خلیفہ نے اس سے پوچھا کہ کوئی کام ہے اس نے کہا یہ انگٹھی فلاں شخص نے تجھ تک پہنچانے کے لئے مجھے کہا ہے کچھ اور باتیں بھی اس نے تیری بابت کہی ہیں خلیفہ نے انگٹھی دیکھ کر پہچان لی خلیفہ نے کہا کہ افسوس یہ صاحب کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ اس کی وفات ہو گئی پھر میں نے اس کی باتیں اس تک پہنچادی میں نے یہ بھی بتایا کہ وہ ہفتے میں ایک دن مزدوری کرتا تھا پھر پورا ہفتہ اس سے کھاتا تھا اور عبادت میں مشغول رہتا تھا جب اس نے یہ باتیں سنی تو اس کی آنکھ اشکبار ہو گئیں کہنے لگا کہ اے میرے لڑکے کاش تو مجھے نصیحت کرتا پھر رو کر اس سے پوچھنے لگا کہ کیا تو نے اس کی قبر دیکھی ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے دفن کیا اس نے کہا شام کو میرے پاس آنا چنانچہ میں شام کو اس کے پاس گیا پھر وہ میرے ساتھ اس کی قبر پر آیا۔ اور صبح تک روتا رہا پھر اس نے اس شخص کو دس ہزار درہم دیئے اور اس کے اہل و عیال کا روزینہ مقرر کر دیا۔

عبداللہ بن مصعب ابن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر بن عوام توشی الاسدی بکار کے والد ہیں الرشید نے انہیں مدینہ کی ولایت کی پیش کش کی تو انہوں نے عدل کی شرط کے ساتھ اسے قبول کر لیا پھر اس نے آپ کو یمن کا بھی نائب بنادیا یہ عادل حکماء میں سے تھے حاکم بننے کے وقت ان کی عمر ستر سال تھی۔

عبداللہ بن عبدالعزیز العمری انہوں نے ابو طوال کا زمانہ پایا اپنے والد اور ابراہیم بن سعد سے روایت کی۔ یہ عابد زاہد تھے ایک روز الرشید کو بڑا بلیغانہ وعظ کیا صفا پر کھڑے ہوئے اسے کہا یہ سب لوگ جو یہاں جمع ہیں ان سب سے قیامت کے روز ان کے نفس کے بارے میں سوال کیا جائے گا ہارون بہت رویا حتیٰ کہ یکے بعد دیگرے آنسو صاف کرنے کے لئے کئی رومال لائے گئے پھر ہارون سے کہا کہ اسراف کرنے والے کو منع کرنا ضروری ہے جو تمام مسلمانوں کے مال میں اسراف کرے اسے کیوں کر منع کرنا ضروری نہیں ہوگا پھر اس کے بعد عبداللہ نے وعظ بند کر دیا اسی سال ۶۶ سال کی عمر وفات پائی۔

محمد یوسف بن مروان ابو عبداللہ اصہبانی نے تابعین کا زمانہ پایا عابد زاہد تھے عبداللہ ان کو عروس الزہاد سے یاد کرتے تھے یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں کہ میں نے ان سے افضل کسی کو نہیں پایا ابن مہدی ء کا قول ہے کہ میں نے ان جیسا شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نان پاز اور سبزی فروش سے خریداری نہیں کرتے تھے اجنبی شخص سے خریداری کرتے تھے کہتے تھے کہ مجھے خطرہ ہے کہ میں واقف لوگوں کے دین سے نہ کھیل بیٹھوں اسی وجہ سے ناواقف لوگوں سے خریداری کرتا ہوں سردی گرمی سوتے وقت جب نہیں اتارتے تھے، چالیس سال سے کم عمر ہی میں ان کی وفات ہو گئی۔

واقعات ۱۸۵ھ

اسی سال اہل طبرستان نے اپنے متولی مہرویہ الرازی کو قتل کر دیا رشید نے عبداللہ بن سعید کو والی بنایا۔
اسی سال حمزہ الشاری نے بلاد بازنطیس میں فساد برپا کیا سیسی طن علی نے دس ہزار کے لشکر کے ہمراہ اس کا مقابلہ کیا کابل اور زبلستان تک اس نے حمزہ کے لشکر کا تعاقب کیا۔

اسی زمانہ میں ابوالنخسین کا ظہور ہوا وہ ایبوردطوس نیسا پور پر غالب آ گیا مرو کا اس نے محاصرہ کر لیا اس کا معاملہ قوت پکڑ گیا۔
اسی برس یزید بن مزید کی وفات ہوئی۔ الرشید نے اس کے لڑکے اسد بن زید کو والی بنایا وزیر یحییٰ نے اس سال رمضان میں خلیفہ سے عمرہ کی اجازت طلب کی تو اجازت مل گئی پھر اس نے فوج کے ہمراہ حج تک وہیں پڑاؤ کیا اس سال امیر حج منصور بن محمد تھا۔

عبدالصمد بن علی..... ابن عبداللہ بن عباس سفاح اور منصور کے چچا سن ولادت ۱۰۴ھ ہے بہت مومن تازہ تھے انہوں نے اپنے دانت تبدیل نہیں کئے ان کی جز ایک ہڈی تھی، ایک دن خلیفہ رشید سے کہنے لگے آج کی مجلس میں خلیفہ کے چچا کے چچا جمع ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ عبدالصمد خلیفہ کے چچا کا چچا ہے کیونکہ وہ اس کے دادا کا چچا ہے عبدالصمد نے متعدد طرق سے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ نیکی اور احسان عمروں میں زیادتی گھروں کی آبادی اور اموال میں زیادتی کا ذریعہ ہیں اگر چہ قوم گناہ گار ہو۔ اسی طرح یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ نیکی اور احسان قیامت میں حساب کو ہکا کرنے والے ہیں پھر یہ آیت تلاوت کی:

”جو لوگ اس چیز کو جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے بھی خوف کھاتے ہیں۔“

اس قسم کی اور بھی احادیث روایت کی ہیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس جو امام سے مشہور ہیں منصور کے دور خلافت میں چند سال تک امیر حج رہے بغداد میں وفات پائی امین نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی عباسیہ میں دفن کئے گئے۔
مشائخ حدیث میں سے تمام بن اسماعیل عمرو بن عبید و مطلب زیاد۔ معانی بن عمران، یوسف بن یحیٰ بن اوزاعی کے بعد مغازی علم عبادت میں اہل شام کے امام ابواسحاق فزازی نے اسی سال وفات پائی۔

رابعہ عدویہ..... یہ رابعہ بنت اسماعیل آل عتیک کی باندی ہیں مشہور عابدہ ہیں ابو نعیم نے حلیہ اور الرسائل میں ابن الجوزی نے صفوة الصفوة شیخ شہاب الدین نے معارف میں ان کا ذکر کیا اکثر لوگوں نے ان کی تعریف کی داد بختانی نے اعتراض کرتے ہوئے ان پر زندقیت کا الزام لگایا، ہو سکتا ہے کہ ان کو اس بارے میں ان کے متعلق کوئی بات پہنچی ہو۔ السمر وردی نے معارف میں رابعہ عدویہ پر اشعار کہے:

(۱) میں نے تجھے دل میں اپنے سے باتیں کرنے والا پایا اپنے پاس بیٹھنے والے کے لئے میں نے جسم مباح کر دیا۔
(۲) میرا جسم ہمنشین کے لئے مونس ہے میرے دل کا حبیب میرے دل میں انیس ہے۔

مؤرخین نے رابعہ کے بہت سے اعمال صالحہ اور عمدہ احوال، دن میں روزہ رکھنے اور رات میں تہجد کا بیان کیا۔ ان کے لئے رؤیا صالحہ بھی دیکھے گئے قدس شریف میں وفات پائی ان کی قبر اس کے مشرق میں پہاڑ پر ہے۔

واقعات ۱۸۶ھ

اسی سال علی بن سیسی بن ماہان مرو سے ابوالنخسین سے جنگ کے لئے نکلا اس نے اس سے قتال کر کے اس کی خواتین اور بچوں کو گرفتار کر لیا اور خراسان کی حالت ٹھیک ہو گئی۔

اس سال الرشید کو حج کرایا اس موقع پر اس کے ساتھ اس کے دولہ کے محمد امین اور عبداللہ مامون بھی تھے ان سب نے حرمین میں ایک کروڑ پچاس لاکھ خرچ کئے کیونکہ خلیفہ اور اس کے دونوں لڑکوں نے لوگوں میں مال تقسیم کیا پھر رشید نے اپنے دونوں لڑکوں کے بعد قاسم کی ولی عہدی کے لئے بیعت لی۔ اس کا لقب مؤتمن رکھا اسے جزیرہ ثغور عوام کا والی بنایا کیونکہ عبدالملک بن صالح (جس کی گود میں قاسم تھا) نے بادشاہ کو اشعار لکھے جب اس نے اپنے دونوں لڑکوں کو ولی عہد بنایا۔

(۱)..... اے وہ بادشاہ! اگر وہ ستارہ ہوتا تو سعد ہوتا۔

(۲)..... قاسم کے لئے بیعت لے بادشاہت کے لئے چقماق رگڑ۔

(۳)..... اللہ یکتا ہے تو ولی عہدوں کو بھی یکتا بنا دے۔

چنانچہ خلیفہ رشید نے ایسا ہی کیا بعض نے اس کی مدح کی بعض نے اس کی مذمت کی لیکن قاسم کے لئے امر کی تکمیل نہ ہو سکی بلکہ امیدوں کے پانے سے پہلے ہی موت نے اسے اچک لیا۔ رشید نے حج سے فارغ ہو کر اپنے ساتھ آنے والے امراء اور وزراء کو بلوایا اپنے دونوں لڑکوں امین اور مامون کو بھی بلایا ایک کاغذ پر قاسم کی ولی عہدی کی تحریر لکھی، امراء اور وزراء نے اس پر گواہی ڈالی۔ رشید نے اس تحریر کو خانہ کعبہ میں لٹکانا چاہا لیکن وہ گر گئی، اس کے متعلق کہا گیا کہ یہ معاملہ جلد بگڑ جائے گا چنانچہ فی الواقع بھی یوں ہی ہوا جیسا کہ آ رہا ہے ابراہیم موصلی نے اس تحریر کو کعبہ میں لٹکانے کے بارے میں چند اشعار کہے:

امور میں انجام کے اعتبار سے اور مکمل ہونے کے اعتبار سے بہترین وہ احکام ہیں جن کا فیصلہ اللہ رب العزت نے بلد حرام میں کیا۔ اس مقام پر ابو جعفر بن جریر نے طویل کلام کیا۔ ابن الجوزی نے منتظم میں اس کی اتباع کی۔

اس سال وفات پانے والوں میں سے خواص حضرات

اصبح بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم ابوریان نے اسی سال رمضان میں وفات پائی۔ کرمان کے قاضی حسان بن ابراہیم نے ایک سو سال کی عمر میں وفات پائی۔

سلم الخاسر الشاعر..... یہ سلم بن عمرو بن حماد بن عطاء ہیں، خاسر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے قرآن پاک فروخت کر کے امراء القیس کا دیوان خرید لیا تھا۔ بعض کا قول یہ ہے کہ سلم کو فن ادب میں دو لاکھ کے انشاء پر قدرت حاصل ہے۔ جیسا کہ اس نے موسیٰ ہادی کے بابت اشعار کہے:

(۱)..... موسیٰ بارش ہے پہلی بارش پھر مسلا دھار بارش وہ کس قدر آزمودہ ہے۔

(۲)..... پھر وہ نرم خو ہے کس قدر طاقت ور ہے۔

(۳)..... پھر معاف کرنے والا انصاف پسند ہے۔

(۴)..... اعمال صالحہ کا عادی لوگوں میں سے بہترین ہے۔

(۵)..... مضمر کی شاخ ناظرین کے لئے چودھویں کا چاند۔

(۶) حاضرین کے لئے جائے پناہ غائبین کے لئے قابل فخر ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ سلم بیہودہ گو شاعر اور غیر پسندیدہ طریقہ پر تھا یہ بشار بن برد کا شاگرد تھا اس کی نظم بشار کی نظم سے اچھی ہے سلم جن اشعار میں بشار پر غالب آیا ہے ان میں سے ایک شعر یہ بھی ہیں:

لوگوں کی نگہبانی کرنے والا شخص اپنی حاجت میں کامیاب نہیں ہوتا۔ دلبر و لدادہ اچھے کاموں سے کامیاب ہو جاتا ہے۔

اس کے مقابلہ میں سلم نے کہا کہ:

لوگوں کی نگہبانی کرنے والا غم میں مر جاتا ہے دلیر عمدہ لذت کے ساتھ کامیاب ہو جاتا ہے۔

بشار نے ناراض ہو کر کہا سلم نے میرے کلام کے مفہوم کو لے کر اسے میرے الفاظ کے ساتھ ہلکے الفاظ پہنائے ہیں سلم کو خلفاء اور براء مکہ کی طرف سے اشعار کہنے پر چالیس ہزار دینار یا اس سے بھی زائد ملے بوقت وفات سلم نے ابی شمر غسانی کے پاس چھتیس ہزار دینار ودیعت کے طور پر چھوڑے۔ ایک دفعہ ابراہیم موصلی نے رشید کو گانا گا کر خوش کر دیا رشید نے اسے کہا اپنی حاجت کا سوال کر اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں آپ سے ایسی چیز کا سوال کروں گا جو آپ کی ملک میں نہیں ہے نہ اس کے علاوہ آپ کو کسی چیز کی تکلیف دوں گا۔ رشید نے پوچھا وہ کیا تو اس نے سلم کی ودیعت کا ذکر کیا۔ نیز یہ بھی کہا کہ اس کا کوئی وارث نہیں ہے چنانچہ رشید نے اس رقم کا اس کے لئے حکم دیا، بعض کا قول ہے کہ وہ پچاس ہزار دینار تھے۔

عباس بن محمد... ابن علی بن عبد اللہ بن عباس، رشید کے چچا اور سادات قریش میں سے ہیں۔ رشید کے دور میں جزیرہ کے امیر تھے رشید نے انہیں ایک دن میں پانچ لاکھ درہم دیئے تھے اسی طرح عباسیہ منسوب ہے وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ بوقت وفات ۶۵ سال کی عمر تھی امین نے نماز جنازہ پڑھائی۔

یقطین بن موسیٰ..... دولت عباسیہ کے داعیوں میں سے تھے نہایت ذی عقل اور صاحب رائے تھے۔ جب مروان الحمار نے ابراہیم بن محمد کو حران میں قید کیا تو عباسیہ پارٹی اپنا حاکم بنانے کے بارے میں بڑی متحیر تھی اس موقع پر یقطین نے ایک عجیب تدبیر کی ایک تاجر کے بھیس میں مروان کے سامنے حاضر ہوئے کہنے لگے اے امیر المؤمنین میں نے ابراہیم کو کوئی چیز فروخت کی تھی جس کے ثمن تاحال وصول نہیں ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ کے ایلچی نے اسے گرفتار کر لیا اگر آپ مناسب سمجھیں تو ایک بار مجھے اس سے ملاقات کا موقع فراہم کر دیں تاکہ میں اس سے رقم کی وصولی کا مطالبہ کر سکوں چنانچہ خلیفہ نے یقطین کو اپنے ایک غلام کے ساتھ محمد بن ابراہیم سے ملاقات کے لئے بھیج دیا یقطین نے ابراہیم کو دیکھتے ہی کہا اے اللہ کے دشمن تو نے اپنے بعد کس کے لئے ولایت کی وصیت کی تاکہ میں اس سے اپنا مال وصول کروں۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی عبد اللہ سفاح کے لئے وصیت کی۔ یقطین نے بنی عباس کے داعیوں کو آ کر ابراہیم کی گفتگو سے مطلع کر دیا انہوں نے سفاح کے ہاتھ پر بیعت کی قبل ازیں ہم سفاح کے حالات ذکر کر چکے ہیں۔

واقعات ۱۸۷ھ

اسی سال رشید کے ہاتھوں براء مکہ کی تباہی ہوئی۔ اس نے جعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی کو قتل کر دیا۔ ان کے گھروں کو نیست و نابود کر دیا ان کے نشانات تک منادیئے ان کے چھوٹے بڑے تمام دنیا سے رحلت کر گئے۔ اس کے سبب کے بابت مؤرخین کے اقوال مختلف ہیں جنہیں ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا۔

بعض نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ رشید نے یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن کو قید کرنے کے لئے جعفر برمکی کے حوالے کیا تھا لیکن اس نے اس کے ساتھ نرمی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ فضل بن ربیع نے اس کے بارے میں رشید کے کان بھرے رشید نے اسے جواب دیا کہ تیرے لئے ہلاکت ہو میرے اور جعفر کے درمیان دخل اندازی مت کر۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے میرے حکم سے چھوڑا ہو جس کا مجھے علم نہ ہو پھر رشید نے جعفر سے اس بابت پوچھا اس نے اقرار کر لیا جعفر نے غضبناک ہو کر اس کے قتل پر قسم اٹھائی۔ اس نے براء مکہ کو ناپسند کیا ان کی اخوت و مودت کو عداوت میں تبدیل کر دیا، جعفر کی والدہ رشید کی رضاعی والدہ تھی رشید نے انہیں دنیاوی مال و متاع سے اتنا نوازا کہ اتنا ان کے قبل اور بعد کے لوگوں کو بھی نہیں نوازا۔ رشید کی اسی کرم نازی کی وجہ سے جعفر نے بیس کروڑ کا گھر بنایا رشید اس وجہ سے بھی اس سے ناراض تھا۔

بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ جس شہر صوبہ قریہ کھیت باغ کے پاس سے گزرتا تو لوگ ان چیزوں کی اس کی طرف نسبت کرتے۔ بعض کا قول ہے کہ براء مکہ نے رشید کی معزولی اور زندیقیت کے اظہار کا ارادہ کیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ عباسیہ ہونے کی وجہ سے اسے قتل کیا لیکن علماء نے اس کا

انکار کیا۔ اگرچہ ابن جریر نے اسے ذکر نہیں کیا لیکن ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ رشید سے برا مکہ کے قتل کے بارے میں سوال کیا گیا اس نے جواب دیا اگر مجھے معلوم ہو کہ میری قمیض کو اس کا علم ہے تو میں اسے بھی جلادوں گا۔ جعفر بلا اجازت رشید کے پاس چلا جاتا تھا حتیٰ کہ اس کے پاس اس کی خاص باندیوں کی موجودگی میں بھی چلا جاتا تھا گویا کہ جعفر کو رشید کے ہاں بڑا اونچا مقام حاصل تھا۔ جعفر شراب پر رشید کے دس پیاروں میں سے ایک تھا۔ اس لئے کہ رشید آخری دور میں نشہ آور اشیاء استعمال کرتا تھا وہ اپنی بہن عباسیہ بنت مہدی سے بڑی محبت کرتا تھا اس کی بہن عباسیہ جعفر کی موجودگی میں اس کے پاس آتی تھی رشید نے جعفر کی بد نظری سے بچاتے ہوئے اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دیا لیکن جماع کی اجازت نہیں دی رشید بعض مرتبہ نشہ کی حالت میں ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاتا کئی بار جعفر نے عباسیہ سے جماع کیا ایک بار وہ اس سے حاملہ ہو گئی جعفر نے اسے اپنی بعض باندیوں کے ساتھ مکہ بھیج دیا خود رشید کے پاس پرورش پاتا رہا۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ جعفر شادی کے بعد عباسیہ سے محبت کرتا تھا ایک روز عباسیہ نے اسے جماع کی دعوت دی لیکن جعفر رشید کے خوف سے اس پر آمادہ نہیں ہوا اس کی وجہ سے عباسیہ نے اس کے خلاف تدبیر کی عباسیہ کی والدہ ہر جمعہ جعفر کے پاس حسین و جمیل باکرہ باندی بھیج دیتی تھی ایک دن عباسیہ نے اپنی والدہ سے کہا کہ آج مجھے باندی کے بھیس میں جعفر کے پاس بھیج دو لیکن اس کی والدہ ڈر گئی تاہم عباسیہ نے اصرار کر کے اپنی والدہ کو اس پر آمادہ کر لیا چنانچہ اس کی والدہ نے اسے اس کے پاس بھیج دیا۔

جب عباسیہ ابو جعفر کے سامنے آئی تو اس نے عدم شناخت کی وجہ سے اس سے جماع کر لیا۔ جس سے وہ حاملہ ہو گئی پھر اس نے جعفر سے کہا کہ تم نے بادشاہ کی لڑکیوں کے فریب کو دیکھ لیا یحییٰ نے اپنی والدہ سے کہا کہ واللہ! تو نے مجھے بہت سستا فروخت کر دیا اس کے بعد اس کے والد یحییٰ نے رشید کے اہل و عیال پر خرچہ میں تنگی شروع کر دی حتیٰ کہ زبیدہ نے رشید کے سامنے یحییٰ کے سلوک کا تذکرہ کیا پھر اس نے عباسیہ کا راز بھی اس کے سامنے افشاں کر دیا رشید یہ باتیں سن کر غصہ سے بھڑک اٹھا جب رشید کو اطلاع ملی کہ جعفر نے لڑکے کو مکہ بھیج دیا تو وہ حج پر گیا اور اس نے معاملہ کی مکمل تحقیق کی۔

بعض کا قول ہے کہ بعض باندیوں نے رشید سے چغل خوری کر کے واقعہ سے اسے آگاہ کیا۔ اور یہ کہ لڑکا مکہ میں ہے اور وہاں اس کی باندیاں، اموال اور زیورات ہیں لیکن رشید نے اس کی تصدیق نہیں کی تا آنکہ اس نے گزشتہ سال حج کیا پھر اس نے معاملہ کی تحقیق کی تو وہ صحیح ثابت ہوا۔

اس سال حج کے موقع پر رشید کے ساتھ یحییٰ بن خالد بھی تھا اس نے خانہ کعبہ کے سامنے دعا کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! اگر آپ فضل کے علاوہ میرا تمام مال اور اہل و عیال کو ختم کر کے مجھ سے راضی ہو جائیں تو میں اس کے لئے تیار ہوں دعا ختم کر کے یحییٰ وہاں سے نکلا دروازہ کے قریب پہنچ کر پھر اسکو جا کر کہنے لگا یحییٰ بھی ان میں شامل ہیں رشید حج سے واپسی پر حیرہ چلا گیا پھر کشتی میں سوار ہو کر ارض انبار کے بارانی علاقہ کی طرف چلا گیا پھر اس سال محرم کے آخری ہفتہ کی رات رشید نے مسرور خادم کو حماد بن سالم ابو عصمہ کی معیت میں فوج کی ایک جماعت کے ساتھ جعفر کی طرف بھیجا انہوں نے وہاں پہنچ کر رات کے وقت جعفر کے گھر کا گھیراؤ کر لیا مسرور خادم گھر میں داخل ہوا تو اس وقت اس کے پاس بخشیشوع کلوزانی ابو رکانہ اعلیٰ موجود تھے جعفر مستی میں مسرور تھا کلوزانی یہ شعر گارہا تھا:

تو ہلاک مت ہو ہر نو جوان کے پاس صبح و شام موت آنے والی ہے۔

خادم نے کہا کہ اے ابو الفضل! آج رات تیری موت پہنچ گئی امیر المؤمنین کو جواب دو جعفر کھڑا ہو کر خادم کے پاؤں چومنے لگا اس نے خادم سے گھر میں داخل ہونے اور وصیت کرنے کی اجازت مانگی خادم نے کہا کہ گھر میں داخلہ کی اجازت نہیں صرف وصیت کر سکتے ہو چنانچہ جعفر نے اپنے تمام غلاموں یا بعض کے آزاد کرنے کی وصیت کی رشید کے ایلچی براہیختہ کرتے ہوئے آئے جعفر کو اذیت ناک طریقہ سے گھر سے نکالا گیا اور کھینچتے ہوئے رشید کے پاس لے آئے اس نے جعفر کو گدھے کے رے سے بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا ان لوگوں نے رشید کو جعفر کے کارناموں سے آگاہ کیا رشید نے جعفر کی گردن اڑانے کا حکم دیا جلاد جعفر کے پاس پہنچ کر کہنے لگا کہ امیر المؤمنین نے مجھے تیری گردن اڑانے کا حکم دیا۔ جعفر نے کہا کہ اے ابو ہاشم ہو سکتا ہے کہ امیر نے نشہ کی حالت میں تجھے یہ حکم دیا ہو اور ہوش میں آنے کے بعد وہ تجھ پر اس معاملہ میں عتاب کرے۔

اس نے دوبارہ جلاد کو یہی بات کہی جلاد رشید کے پاس گیا اس نے رشید سے جعفر کی بات نقل کر دی رشید نے اسے کہا کہ اے ماں کی شرم گاہ چوسنے والے! اس کا سر قلم کر کے میرے پاس لے آ، جعفر نے پھر وہی بات جلاد سے کہی اور جلاد نے رشید سے کہی رشید نے اسے سختی سے کہا کہ اگر اس بار تو جعفر کا سر نہیں لایا تو میں تجھے قتل کر دوں گا چنانچہ اس نے اسی وقت جعفر کا سر قلم کر کے رشید کے سامنے لا کر رکھ دیا رشید نے چاروں طرف برا مکہ کے گھیراؤ کے لئے قاصد روانہ کر دیئے انہوں نے یحییٰ بن خالد اور فضل بن یحییٰ کے علاوہ سب کا خاتمہ کر دیا۔

جعفر کا سر سب سے اوپر والے پل پر نصب کر دیا گیا جسم کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا نیچے والے پل پر اور دوسرا دوسرے پل پر نصب کر دیا گیا پورے بغداد میں برا مکہ اور ان کو امان دینے والوں کے لئے عدم امان کا اعلان کیا گیا البتہ محمد بن یحییٰ بن خالد کو خلیفہ کا خیر خواہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔

اس موقع پر جعفر کے ساتھی انس بن ابی شیخ کو زندیقیت کے ساتھ متہم ہونے کی وجہ سے رشید کے سامنے لایا گیا طرفین میں گفتگو کے بعد رشید نے تخت کے نیچے سے تلوار نکال کر اس کے قتل کا حکم دیا وہ شعر تمثیل کے طور پر پڑھا گیا جو قبل ازیں انس کے قتل کے بارے میں پڑھا گیا تھا، تلوار شوق سے انس کی طرف آواز نکال رہی تھی تلوار دیکھ رہی تھی قضاء انتظار کر رہی تھی۔

اس کے بعد انس کا سراڑا دیا گیا۔ رشید نے کہا اللہ عبد اللہ بن مصعب پر رحم کرے لوگوں نے کہا کہ یہ تلوار زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی ہے اس کے بعد جیل برا مکہ سے بھر گئے ان کے اموال چھین لئے گئے ان کی آسودگی ختم ہو گئی۔

جس دن کے آخری حصہ میں جعفر کو رشید نے قتل کیا اسی دن کے اول حصہ میں وہ دونوں سواری پر سوار ہو کر شکار کے لئے گئے۔ رشید نے ولی عہدوں کو چھوڑ کر اس سے خلوت کی، اپنے ہاتھ سے بالغالیہ خوشبو لگائی مغرب کے وقت اس کو رخصت کرتے ہوئے رشید نے کہا آج کی رات عورتوں سے خلوت نہ ہوتی تو میں تجھ سے الگ نہ ہوتا اپنے گھر جاؤ شراب پیو، مزے کرو، خوش گزران ہو جاؤ تاکہ میری طرح ہو جاؤ اس لئے کہ لذت میں ہم دونوں برابر ہیں۔

جعفر نے جواب میں کہا کہ قسم بخدا! اے امیر میں تو آپ کے ساتھ ہی یہ لذت حاصل کروں گا، رشید نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اب تم اپنے گھر لوٹ جاؤ چنانچہ جعفر اپنے گھر چلا گیا ابھی رات کا کچھ حصہ گزرا تھا کہ رشید نے اس پر وہ مصیبت نازل کی جس کا ذکر ہو چکا، یہ رات اس سال کے محرم کے آخری ہفتہ کی تھی۔

بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس سال کے صفر کی آخری رات تھی اس وقت جعفر کی عمر ۴۷ سال تھی۔ جب یحییٰ بن خالد کو اپنے لڑکے جعفر کے قتل کا پتہ چلا تو اس نے جواب میں کہا کہ اللہ رشید کے لڑکے کو قتل کرے جب اسے اس کی گھر کی ویرانی کا بتایا گیا تو اس نے کہا کہ اللہ اس کے گھروں کو ویران کر دے بعض کا قول ہے کہ جب یحییٰ نے اپنے گھر کے پردوں کے زائل ہونے اور ان کے مباح ہونے اور ان کے لوٹ جانے کا ملاحظہ کیا تو اس نے کہا کہ قیامت اسی طرح قائم ہوگی۔ جعفر کے والد کو اس کے ایک ساتھی نے تعزیتی خط لکھا تو اس نے اس کے جواب میں لکھا میں اللہ کے فیصلہ پر راضی ہوں اس کے اختیار سے باخبر ہوں اللہ گناہوں کے سبب اپنے بندوں کا مواخذہ کرتا ہے اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ اللہ اکثر معاف کرنے والا ہے وہی تمام تعریفوں کے لائق ہے شعراء نے برا مکہ پر بہت سے مرثیہ کہے ان میں سے ایک رقاشی کا مرثیہ یہاں درج ذیل ہے بعض کا قول ہے کہ یہ ابونواس کا مرثیہ ہے۔

(۱)..... اب ہم اور ہماری سواریوں نے راحت پائی اور حدی خواں اور اس کے لئے آنے والے رک گئے۔

(۲)..... سواریوں سے کہہ دو تم شب روی اور یکے بعد دیگرے جنگلات طے کرنے سے رک گئیں۔

(۳)..... تم جعفر پر غالب آنے والی موت سے کہہ دو تو اس کے بعد کسی سردار پر غالب نہیں آئے گی۔

(۴)..... اور سواریوں سے کہہ دو تم فضل کے بعد نا کارہ ہو گئی مصائب سے کہہ دو تم ہر روز جدید صورت اختیار کرو۔

(۵)..... تیرے ورے برکی تیز تلوار ہے جسے ہاشمی تیز تلوار نے مار دیا۔

الرقاشی نے جعفر کی طرف دیکھ کر جب وہ اپنی صلیب کے تنے پر تھا کہا:

(۱)..... قسم بخدا! اگر چغلوں کا خوف اور بیدار ہونے والے خلیفہ کے جاسوس کا خوف نہ ہوتا۔

(۲)..... تو ہم تیرے صلیب والے تنے کے گرد طواف کرتے اور حجر اسود کی طرح اس کا استیلام کرتے۔

(۳)..... اے ابن یحییٰ! میں نے تجھ سے پہلے کوئی تلواریں دیکھی جسے تیز تلواریں توڑ دیا ہو۔

(۴)..... لذات اور آل برک کی حکومت پر سلامتی ہو۔

راوی کا قول ہے کہ رشید نے اسے بلا کر پوچھا جعفر تجھے سالانہ کیا دیتا تھا اس نے جواب دیا کہ ہزار دینار رشید نے اس کو دو ہزار دینار دیئے۔
زبیر بن بکر کا قول ہے کہ میرے چچا بیری کا قول ہے کہ جعفر کے قتل کے بعد ایک عورت نے سبک رفتار گدھے پر کھڑے ہو کر بلیغانہ انداز میں کہا واللہ اے جعفر! اگر تو آج نشان عبادت ہے تو تو نیکیوں میں بھی مسبوق تھا اس کے بعد اس نے چند اشعار کہے:

(۱)..... جب میں نے تلواریں جعفر کے جسم پر لگتے دیکھا اور خلیفہ کے منادی نے یحییٰ کے بارے میں پکارا۔

(۲)..... تو میں دنیا پر رو پڑی اور مجھے یقین ہو گیا کہ نو جوان کا انجام آخر دنیا سے جانا ہے۔

(۳)..... یہ ایک کے بعد دوسرے کو ملنی والی حکومت ہے جو ایک کو آسودگی اور دوسرے کو تکلیف پہنچانے والی ہے۔

(۴)..... جو حکومت انسان کو بلندی کے آخری درجہ تک پہنچانے والی ہے وہی حکومت انسان کو پستی کے آخری درجہ تک گرانے والی ہے۔

پھر وہ اپنے گدھے کو حرکت دے کر چلتی بنی اور وہ ہوا کی طرح ہو گئی جس کا کوئی نشان باقی ہی نہیں رہا نہ یہ معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں سے آئی تھی۔
ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ جعفر کی بے مثال مغنیہ فہیمہ باندی تھی جعفر نے اس کی سہیلی باندیوں سمیت اسے ایک لاکھ دینار میں خرید لیا تھا رشید نے جعفر سے اس باندی کو مانگا تھا لیکن جعفر نے انکار کر دیا تھا پھر رشید نے جعفر کو قتل کرنے کے بعد اس باندی کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا ایک رات رشید نے شراب کی مجلس میں اپنے ہم نشینوں اور قصہ بازوں کے ہوتے ہوئے اسے بلایا رشید نے اس کے ساتھ آنے والی باندیوں کو گانے کا حکم دیا چنانچہ وہ یکے بعد دیگرے گاتی رہیں حتیٰ کہ خیمہ کی باری آگئی رشید نے اسے گانے کا حکم دیا اس نے کہا کہ سرداروں کے مرنے کے بعد میں گانا نہیں گاؤں گی رشید غصہ سے بھڑک اٹھا۔ اس نے ایک شخص سے کہا کہ میں نے یہ باندی تیرے حوالے کر دی لیکن اسے وطی کی اجازت نہیں اس کے پھر ایک دن بعد رشید نے اسے بلوا کر اسے گانے کا حکم دیا لیکن اس نے وہی جواب دیا رشید پہلے سے بھی زیادہ غصہ ہو گیا اس نے چمڑے کا فرش اور تلواریں منگائی جلا دو بلا کر کہا کہ جب میں اسے تین مرتبہ کہہ چکوں اور اپنی تین انگلیاں اکٹھی کر لوں تو اس کا سر قلم کر دینا۔

اب رشید نے اسے گانے کا حکم دیا اس نے وہی جواب دیا رشید نے سب سے چھنگلی انگلی اٹھالی پھر رشید نے دوسری بار حکم دیا پھر اس نے وہی جواب دیا تو اس نے اپنی دو انگلیوں کو اکٹھا کر لیا تو حاضرین کانپ اٹھے اور سخت خوف زدہ ہو گئے انہوں نے اس کو گانے کی ترغیب دی اور خلیفہ کی بات ماننے کا کہا تو اس نے بادل نخواستہ کہا کہ جب میں نے دنیا کو لپٹتے ہوئے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ نعمتیں دوبارہ نہیں ملیں گی۔ راوی کہتا ہے کہ رشید اچھل کر اس کے پاس آ گیا اور اس سے سارنگی لے کر اس کے چہرہ اور سر پر مار مار کر اسے توڑ دیا اور وہ خون آلودہ ہو گئی باندیاں اس کے ارد گرد سے بھاگ گئیں اس کو رشید کے سامنے سے اٹھالیا گیا پھر تین روز کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

رشید کے بارے میں منقول ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ اللہ مجھے برا مکہ کے بارے میں برا بیچتے کرنے والے انسان پر لعنت کرے ان کے جانے کے بعد میری ساری لذتیں اور راحتیں ختم ہو گئیں میں تمنا کرتا ہوں کہ میں اپنی نصف عمر اور نصف بادشاہت سے استعفیٰ دے دیتا اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیتا۔

ابن خلکان نے نقل کیا ہے کہ جعفر نے ایک شخص سے چالیس ہزار میں لونڈی خریدی اس باندی نے اپنے فروخت کنندہ سے کہا کہ جو ہمارے درمیان عہد ہے اسے یاد کیجئے میرے ثمن سے ایک پیسہ بھی تیرے لئے حرام ہے اس کا آقا رو کر کہنے لگا کہ اے لوگو! تم گواہ بن جاؤ یہ آزاد ہے اس لئے کہ اس سے میں نے شادی کی ہوئی ہے جعفر نے کہا کہ تم گواہ رہو یہ ثمن اسی کے ہیں۔

اس نے اپنے نائب کو لکھا کہ تمہارے شکایت کنندہ زیادہ اور شکر کنندہ کم ہو گئے ہیں اس لئے یا تو تم عدل اختیار کرو یا معزول ہو جاؤ ایک بار ایک یہودی نجومی نے رشید کو اسی سال میں موت کی خبر دے کر بہت مغموم کر دیا جعفر اس کے پاس آیا تو اس سے وجہ پوچھی رشید نے یہودی نجومی کی بات نقل کر دی۔

جعفر نے رشید کے غم کو دور کرنے کیلئے سب سے اچھا حیلہ یہ اختیار کیا کہ اس نجومی کو بلوا کر اس سے اس کی موت کی بابت دریافت کیا۔ اس نے

جواب دیا ایک طویک عرصہ بعد میری موت آئیگی۔ جعفر نے رشید کو کہا اسے بلوا کر قتل کر دیجئے تاکہ اس پر اپنے متعلق دی ہوئی خبر کا کذب واضح ہو جائے چنانچہ رشید نے اسے بلوا کر قتل کرادیا اس کے قتل سے رشید کا غم دور ہو گیا۔

براکہ کے قتل کے بعد رشید نے ابراہیم بن عثمان بن نھیک کو قتل کرایا کیوں کہ برکہ خصوصاً جعفر پر افسوس کا اظہار کرتا تھا۔ پھر ان کا بدلہ لینا شروع کر دیا۔ اور اپنے گھر میں شراب کے نشہ میں مست ہو کر باندی سے تلوار منگوا کر کہتا میں جعفر کے قاتل کو قتل کروں گا۔ یہ بات وہ بکثرت کرتا۔ اس کے لڑکے عثمان کو سب گھروالوں کی ہلاکت کا خلیفہ کی جانب سے خدشہ ہو گیا۔ اسی کے پیش نظر اس نے فضل بن ربیع کو بتایا اس نے خلیفہ کو بتایا خلیفہ نے اسے بلا کر اس سے پوچھا تو اس نے اقرار کر لیا۔ پھر خلیفہ نے کہا کوئی دوسرا تمہارے ساتھ گواہ ہے اس نے کہا ایک خادم ہے خلیفہ نے کہا ایک بچہ اور غلام کے کہنے پر ہم امیر کبیر کو قتل نہیں کر سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آپس میں اتفاق کر لیا اور پھر رشید نے ابراہیم کو شراب کی مجلس میں بلا کر کہا ایک راز کی بات تجھ سے کہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جب سے میں نے براکہ کا خاتمہ کیا اس وقت سے میرا سکون ختم ہو گیا اب مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں ایسا نہ کرتا۔ ابراہیم نے کہا اللہ ابی الفضل پر جعفر پر رحم کرے اور رو کر کہنے لگا اے خلیفہ آپ نے اسے قتل کر کے غلطی کی۔ رشید نے کہا اٹھ اللہ مجھے تجھ پر لعنت کرے پھر اسے اس کو تین روز تک قید کر کے قتل کرادیا۔ اس کے اہل اور اس کی اولاد محفوظ رہی۔

اسی زمانہ میں رشید کو پتہ چلا کہ عبد الملک بن صالح خلافت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے رشید نے غصہ ہو کر اسے جیل میں بند کر دیا۔ پھر اس کے زمانہ تک وہ جیل میں رہا۔ امین نے اسے رہا کر کے شام کا نائب بنا دیا۔

سال رواں ہی میں شام میں نزاریہ اور مضر یہ میں مصیبت کا فتنہ بھڑک اٹھا۔ رشید نے ابن منصور کو اس کے پاس بھیج کر ان میں صلح کروادی۔

اسی زمانہ میں مصیصہ میں سخت زلزلہ آیا جس سے اس کی فصیل کا کچھ حصہ گر گیا۔

اسی پر رشید نے اپنے لڑکے قاسم کو اپنا ولسیہ بنایا کہ اسے عوام کا والی مقرر کر کے گرمی کی جنگ کیلئے اسے روانہ کیا۔ روم پہنچ کر اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ رومیوں نے پیشکش کی کہ ہم محاصرہ ختم کرنے کی شرط پر ہمارے پاس موجود تمہارے مسلمان اسیروں کو رہا کر دیجئے جسے اس نے قبول کر لیا۔

اسی سال رومیوں نے وہ عہد توڑ دیا۔ جسے رشید نے اپنے اور روم کی ملکہ رنی کے درمیان طے کیا تھا۔ اس طرح رومیوں نے اسے معزول کر کے نقفور کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ نقفور بہت بڑا بہادر تھا۔

بعض کا قول ہے کہ وہ آج جفہ کے خاندان سے تھا۔ رومیوں نے اپنی ملکہ کو معزول کر کے اس کی آنکھوں میں سلائی بھر دی نقفور نے رشید کو خط لکھا کہ یہ خط روم کے بادشاہ نقفور کی طرف سے ملک عرب کے بادشاہ ہارون کے نام ہے۔ اما بعد! مجھے پہلی ملکہ نے آپ کو رخ کے مقام اور اپنے کو بیدق کے مقام پر کھڑا کیا۔ اس نے آپ کے پاس اموال بھیجے لیکن میں ان کے بھیجنے کا پابند نہیں ہوں یہ سب کچھ عورتوں کی کم عقلی کے سبب ہوا اس لئے ان اموال کو واپس کر کے اپنی جان بچاؤ ورنہ ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

ہارون اس کا خط پڑھ کر غصہ سے بھڑک اٹھا حتیٰ کہ کسی کو اس کی طرف دیکھنے اور بات کرنے کو طاقت نہیں تھی۔ اس کے ہم نشین خوف کی وجہ سے اس پر رحم کھانے لگے۔ پھر اس نے دوات منگوا کر اس خط کی پشت پر لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط امیر المؤمنین ہارون کی طرف سے روم کے کتے نقفور کے نام ہے اے پسر کافر میں نے تیرا خط پڑھ لیا۔ اس کا جواب سننے کے بجائے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ والسلام۔ اسی وقت ایک شخص کے ذریعہ خط روانہ کیا۔

ہارون خوچل کہ باب ہرقل کے نزدیک اترا۔ حتیٰ کہ اس نے اسکو فتح کر کے ان کے بادشاہ کی لڑکی منتخب کی بہت سامان غنیمت حاصل کیا۔ گھروں کو ویران کر دیا۔ آگ لگا دی پھر نقفور نے سالانہ خراج کی ادائیگی پر صلح کا مطالبہ کیا۔ جسے رشید نے قبول کر لیا۔ پھر وہ غزوہ سے رقبہ تک ہی واپس پہنچا تھا کہ انہوں نے دوبارہ عہد توڑ دیا۔

اس وقت سری زیادہ تھی اس وجہ سے کسی کو ہمت نہیں ہو سکی کہ وہ ہارون کو اس سے باخبر کرے حتیٰ کہ موسم گرما مکمل گزر گیا۔ اس سال عبد اللہ بن عباس بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات..... جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمل ابو الفضل برکی وزیر ابن وزیر نے اسی سال وفات پائی۔ رشید نے اس کو شام وغیرہ کا والی بنایا اس کو اس وقت دمشق بھیجا جب بوران کے دو قبیلوں قیس اور یمن کے درمیان آگ بھڑک اٹھی جو زمانہ جاہلیت سے بھیجی ہوئی تھی۔ انہوں نے

اسی سال اسے برا فروختہ کر دیا۔ جب جعفر اپنے لشکر کے ہمراہ پہنچا تو وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ سرور کا ظہور ہوا۔ اسی پر حسان کے اشعار ہیں۔ جن کا ابن عسا نے جعفر کے حالات میں تذکرہ کیا۔

(۱)..... شام میں فتنہ کی آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ یہ اس کے بجھنے کا وقت ہے۔

(۲)..... جب آل برمک کے سمندر کی مدت جوش مارے گی تو اس کے شران اور شعلے بجھ جائیں گے۔

(۳)..... امیر المؤمنین نے جعفر کے تیر کے ذریعہ اس کے شکاف کی اصلاح کر دی۔

(۴)..... جعفر نیکی اور تقویٰ کی امید گاہ ہے۔ اس کے حملوں کا مقابلہ ناممکن ہے۔

یہ ایک طویل قصیدہ ہے جو فصاحت، بلاغت و ذکاوت پر مبنی ہے۔ اس کے والد نے اس کو قاضی ابو یوسف کے حوالہ کیا تھا۔

جن سے اس نے علم فقہ حاصل کیا۔ پھر یہ الرشید کا خاص بن گیا۔ ایک رات رشید کی موجودگی میں ہزار سے زائد آراء پڑی ہوئی تھی جو سب فقہ سے خالی تھی۔ جعفر نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جب تم بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو تو اسکی سین کو واضح کر کے لکھو۔

خطیب اور ابن عسا کرنے یہ روایت ابو القاسم کعمی متکلم (جن کا نام عبداللہ بن احمد بنی ہے اور جو محمد بن زید کے کاتب میں عن عبداللہ بن طاہر عن طاہر بن حسین بن زریق عن الفضل بن سہل ذی الدیاستین عن جعفر بن یحییٰ بہ کے طریق سے بیان کی۔

عمرو بن بحر الحافظ کا قول ہے جعفر نے رشید کو اپنے والد یحییٰ کا قول سنایا۔ دنیا کے ہونے نہ ہونے دونوں صورتوں میں تم سخاوت کرو۔ اس لئے کہ وہ فانی ہے نیز میرے والد نے مجھے دو شعر سنائے:

(۱)..... جب دنیا تیری طرف منہ کئے ہو اس وقت بخل مت کر۔ اسلئے کہ تہذیر اور اسراف اسے کم نہیں کرتے۔

(۲)..... اگر وہ رخ پھیر لے تو اس وقت اسے سخاوت کر دینا ہی مناسب ہے۔ اسلئے کہ اس کے جانے کے بعد حمد اس کی جانشین بن جاتی ہے۔

خطیب کا قول ہے جعفر کو رشید کے ہاں مغر طور پر عالی مرتبہ اور انچا مقام حاصل تھا۔ اس میں اس کا کوئی شریک و کھیم نہیں تھا۔

جعفر خوش اخلاق خندہ رو۔ ہنس مکھ انسان تھا۔ اس کی جو دو سخاوت بذل و عطا بیان سے بھی زیادہ مشہور ہے نیز فصحاء اور بلغاء میں اس کا شمار ہوتا تھا۔

ابن عسا نے عباس بن محمد کے حاجب اور عباسیوں کی جاگیروں کے منتظم مہذب سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ اس پر فاقہ اور تنگی کی نوبت آ گئی۔ علاوہ ازیں اس پر کچھ دیون بھی تھے جنکی وصول کا قرض خواہ اصرار کر رہے تھے۔ اس وقت اس کے پاس صرف ایک کروڑ کا خریدا ہوا جواہرات کا ایک ٹوکرا تھا مہذب کہتا ہے کہ میں جعفر کے پاس گیا اور میں نے اسے پوری صورتحال سے آگاہ کیا۔ اور یہ کہ قرض خواہ اپنے قرض کا مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں نیز یہ کہ اس وقت میرے پاس اس ٹوکرے کے علاوہ کچھ نہیں ہے جعفر نے کہا یہ ٹوکرا میں ایک کروڑ کے بدلے تجھ سے خریدتا ہوں اس کے بعد جعفر نے اس سے ٹوکرا لیکر ثمن اس کے حوالہ کر دیئے اس وقت رات کا وقت تھا۔ پھر اس نے اپنے خادم کو اس ٹوکرے کے ثمن اس کے گھر پہنچانے کا حکم دیا، اس میں اس کے ساتھ رات کو قصہ کرتا رہا۔

جب وہ گھر پہنچا تو وہ ٹوکرا اس سے پہلے گھر پہنچ چکا تھا مہذب کا قول ہے کہ رات گزرنے کے بعد صبح میں اس کا شکریہ ادا کرنے کیلئے اس کے گھر گیا۔ میں نے اسے اپنے بھائی فضل کے ساتھ رشید کے دروازہ پر دونوں کو اجازت مانگتے دیکھا۔ جعفر نے اسے کہا میں نے تیرے معاملہ کا تیرے بھائی سے تذکرہ کیا تھا۔ اس نے تیرے لئے ایک کروڑ کا حکم دیا۔ مجھے امید ہے کہ وہ تیرے گھر پہنچ چکے ہوں گے۔ اور میں امیر المؤمنین سے بھی اس کا ذکر کروں گا چنانچہ جعفر نے دربار میں پہنچنے کے بعد امیر المؤمنین سے اس کے معاملہ کا ذکر کیا۔ تو اس نے تین لاکھ دینار کا اس کیلئے حکم دیا۔

ایک رات جعفر اپنے کسی دوست کے پاس قصہ گوئی میں مشغول تھا۔ اسی اثناء میں کبریلا ظاہر ہو کر ایک شخص پر چڑھ گیا۔ جعفر نے اسکو اس شخص سے دور کرتے ہوئے کہا لوگوں میں مشہور ہے کہ اس کا کسی شخص پر چڑھنا اسکو مال ملنے کی علامت ہے جعفر نے اس کیلئے ہزار دینار کا حکم دیا۔ پھر دوبارہ وہ کبریلا اس پر چڑھ گیا تو جعفر نے دوبارہ اس کیلئے ایک ہزار دینار کا حکم دیا۔

ایک بار جعفر رشید کے ساتھ حج پر گیا۔ مدینہ پہنچنے کے بعد جعفر نے ایک ساتھی سے کہا میرے لئے کوئی باندی تلاش کرو جو حسن گانے اور دل لگی

میں منفرد ہو۔ چنانچہ اس نے تلاش کی تو اسے ان صفات کی حاملہ ایک باندی مل گئی۔ اس باندی کے مالک نے جعفر کے دیکھنے کی شرط پر اس کی قیمت بہت زیادہ لگائی۔ چنانچہ جعفر نے اس کے گھر جا کر اسے دیکھا تو وہ باندی اس کی پسند کی تھی اس باندی نے جعفر کو گانا سنا کر مزید خوش کر دیا۔ اس کی قیمت طے ہونے کے بعد جعفر نے رشید سے کہا کہ ہم مال لائے ہیں اگر وہ آپ کیلئے کافی ہو تو فیمہا ور نہ ہم اور منگوا لیں گے۔

اس کے بعد باندی کے مالک نے باندی سے کہا میری زندگی خوش گزران تھی جسکی وجہ سے تو بھی میرے پاس آسودہ حال تھی لیکن اب میرے حالات کمزور ہو چکے ہیں۔ اسلئے میں نے اس بادشاہ کو تجھے فروخت کرنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ میرے یہاں کی طرح تو اس کے پاس آسودہ حال رہے۔ باندی نے جواب دیا واللہ اگر تیری طرح میں تیری مالک ہوتی تو میں تجھے کبھی فروخت نہ کرتی۔ تو نے جو مجھ سے فروخت کر کے میرے ثمن نہ کھانے کا وعدہ کیا تھا وہ کہاں ہے اس کے مالک نے جعفر اور اس کے ساتھیوں سے کہا تم گواہ بن جاؤ میں نے لوجب اللہ اس باندی کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لی۔ اس کے بعد جعفر اور اس کے ساتھی وہاں سے اٹھ گئے انہوں نے جمال کو مال اٹھانے کا حکم دیا۔ جعفر نے کہا واللہ یہ مال ہمارے ساتھ نہیں جائیگا۔ جعفر نے اس کے آقا سے ہی کہ یہ مال میں نے تجھے ہیہ کر دیا۔ اسے اپنے اہل و عیال پر خرچ کر جعفر وہ مال وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

جعفر فضل کے مقابلہ میں بخیل تھا لیکن فضل جعفر سے بڑا مالدار تھا ابن عسا کر نے دارقطنی کے حوالہ سے سنداً نقل کیا ہے کہ جعفر کی وفات کے بعد ایک ہزار دینار سے بھرا ہوا ایک مٹکا ملا۔ اس کا ایک دینار سودینار کے برابر تھا دینار کے پہلو پر جعفر کا نام لکھا ہوا تھا:

”وہ بادشاہوں کے گھر کی ٹکسال کا زرد رنگ دینار تھا۔ اس کے چہرہ پر جعفر کا نام چمک رہا تھا۔ ایک کا وزن سودینار سے زیادہ

تھا۔ اگر تو وہ ایک دینار کسی غریب کو دے دے تو وہ مال دار بن جائے۔“

احمد بن معلى الداریہ کا قول ہے ناطقی کی باندی عنان نے جعفر کو لکھا کہ وہ اپنے والد یحییٰ کو کہے کہ وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کو میرے خریدنے کا مشورہ دے۔ اس نے اس کے پاس اشعار لکھے جن میں سے چند جعفر کیلئے بھی تھے۔

(۱)..... اے جہالت سے مجھے ملامت کرنے والے کیا تو بس نہیں کرے گا۔ کون سوزش عشق پر صبر کرتا ہے۔

(۲)..... جب میں خالص شراب عشق کا جام پیوں تو مجھے تعریض نہ کر۔ عشق میں مبتلا شخص مدہوش ہوتا ہے۔

(۳)..... محبت نے میرا یہ حال کر لیا میرے پیچھے اس کا ایک اور آگے کئی سمندر ہیں۔

(۴)..... میرے اوپر عشق کے جھنڈے ہلاکت کو لے کر لہراتے ہیں۔ اور میرے ارد گرد عشق کی فوج پڑی ہے۔

(۵)..... میرے نزدیک عشق میں کم اور زیادہ ملامت کرنے والے برابر ہیں۔

(۶-۷)..... جعفر تو بنی برمک کا منتخب شدہ شخص ہے تجھ میں جو خوبیاں موجود ہیں تعریف کرنے والا اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

(۸)..... جو شخص اعراض کیلئے مال بڑھاتا ہے تو جعفر کی اعراض اس سے زیادہ ہیں۔

(۹)..... بادشاہی کا تاج اس کے چہرہ پر ہے برسنے والا بادل اس کے ہاتھوں میں ہے۔ ان دونوں سے ہم پر ایسی بارش ہو رہی ہے جس سے

سرخ سونا سیراب ہوتا ہے۔

(۱۰)..... اگر اس کی بھیلی چٹان کو چھوئے تو اس پر سبز پتے آگ پڑیں۔

(۱۱)..... نو جوان اس وقت تک بزرگی کامل نہیں کر سکتا جب تک وہ مستقل مزاجی کی طرح مستقل طور پر خرچ نہ کرے۔

(۱۲)..... بادشاہت کا تاج اس کے اوپر فخر سے حرکت کرتا ہے۔ اس کے نیچے منبر حرکت کرتا ہے۔

(۱۳)..... اس کے ظہور کے وقت میں اسے ماہ کامل سے تشبیہ دیتا ہوں یا اس کے چہرہ میں سفیدی چمکتی ہے۔

(۱۴)..... قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہ اس کے چہرہ میں ماہ کامل ہے یا اس کے چہرہ کی روشنی زیادہ ہے۔

(۱۵)..... تیری زیارت کندہ تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور تو زائرین سے خوش ہوتا ہے۔

اس باندی نے ان اشعار کے نیچے اپنی ضرورت بھی لکھ دی۔ جعفر اسی وقت سوار ہو کر اپنے والد کے پاس گیا اور اسے خلیفہ کے پاس لے گیا۔ اس

نے خلیفہ کو اس کے خریدنے کا مشورہ دیا خلیفہ نے اس کے خریدنے سے صاف جواب دیدیا۔ اس کا معاملہ مشہور ہو گیا۔ شعراء نے اس کے بارے میں

بہت اشعار کہے، انہی میں سے ابو نواس کا ایک شعر ہے:

اسے پسر زانیہ اور خبیث شخص کے علاوہ کوئی نہیں خریدے گا خریدنے والا خواہ کوئی بھی ہو۔

ثمامہ بن اشترک کا قول ہے ایک رات میں جعفر کے ساتھ تھا کہ وہ اچانک خوف زدہ ہو کر روتا ہوا نیند سے بیدار ہوا۔ میں نے وجہ پوچھی اس نے کہا میں نے ایک بوڑھے کو دیکھا اس نے میرے اس دروازہ کے دونوں پاٹ پکڑ کر مجھ سے کہا۔ گویا مجھ اور صفا کے درمیان کوئی انیس نہیں اور مکہ میں کوئی قصہ گو نہیں۔ میں نے جواب میں کہا۔

کیوں نہیں ہم ہی اس کے آباد کنندہ ہیں۔ لیکن زمانہ کی گردش اور لغزش کھانے والے نصیبوں نے ہمیں برباد کر دیا۔ ثمامہ کا قول ہے اگلی رات رشید نے جعفر کو قتل کر کے اس کا سر پل پر لٹکا دیا۔ پھر رشید اس کی طرف نکلا اس نے جعفر کی طرف غور سے دیکھ کر دو شعر کہے:

(۱)..... زمانہ نے اپنی دی ہوئی چیز کا تجھ سے مطالبہ کیا۔ خوشحالی کے بعد اس نے تیری زندگی اجیرن کر دی۔

(۲)..... تعجب نہ کر اس لئے کہ زمانہ جمع شدہ کی تفریق کا عادی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے جعفر کی طرف غور سے دیکھ کر کہا۔ جیسے تو آج نشان عبرت ہے اسی طرح کل اچھائی میں بھی سب سے مسبوق تھا۔
راوی کا قول ہے کہ

(۱)..... اس نے میری طرف حملہ آور اونٹ کی مانند دیکھ کر کہا دنیا کو جعفر پر تعجب کی ضرورت نہیں جو کچھ انہوں نے دیکھا ہمارے سبب ہوا۔

(۲)..... جعفر اور اس کا والد کون ہے بنی برمک کون تھے اگر ہم نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنی سواری کا رخ پھیر کر چلایا۔

جعفر ۱۸۷ھ کے صفر کے شروع میں ہفتہ کی رات قتل ہوا اس وقت اس کی عمر ۴۷ سال تھی۔ سترہ سال وزیر رہا۔ اس کی والدہ عید الاضحیٰ کے روز لوگوں سے گرمی حاصل کرنے کیلئے دنبہ کی کھال مانگتی پھر رہی تھی۔ لوگوں نے اس سے اس کی آسودہ حالی کا ذکر کیا۔ اس نے جواب دیا آج میری یہ حالت ہو گئی حالانکہ ایک وقت تھا کہ چار سو باندیاں ہر وقت میری خدمت پر مامور رہتی تھیں اس کے باوجود میں اپنے لڑکے جعفر کو نافرمان سمجھتی تھی۔

خطیب نے سنداً نقل کیا ہے کہ سفیان بن عیینہ کو جب جعفر کے قتل اور برمک کی بد حالی کا پتہ چلا تو اس نے رو بقبلہ ہو کر کہا اے اللہ جعفر نے دنیا میں میری کفایت کی تو آخرت میں اس کی کفایت کر دینا ایک عجیب واقعہ ابن الجوزی نے منتظم میں ذکر کیا کہ ایک شخص کے متعلق مامون کو روازہ ہرامک کی قبور پر جا کر ان پر اظہار افسوس کرنے کی اطلاع ملی۔ مامون نے اسے بلوا کر اس سے اس کے متعلق باز پرس کی اس نے جواب میں کہا کہ ہرامک نے ہم پر اچھائی اور احسان کیا۔ مامون نے کہا انہوں نے تجھ پر کیا احسان کیا۔ اس نے جواب دیا میں منذر بن مغیرہ دمشقی ہوں۔ دمشق میں مجھ پر فراخ حالی تھی۔ لیکن پھر اچانک وہ بد حالی میں تبدیل ہو گئی۔ حتیٰ کہ میں نے اپنا مکان تک فروخت کر دیا۔ پھر میرے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔ بعض ساتھیوں نے مجھے بغداد ہرامک کے پاس اس سلسلہ میں جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ میں بیس سے زائد عورتوں کو لیکر بغداد پہنچا۔ انھیں میں نے ایک بے آباد مسجد میں اتارا خود میں ایک آباد مسجد میں نماز پڑھنے چلا گیا۔ میں نے اس مسجد میں حسین و جمیل چہروں والی ایک جماعت دیکھی میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

پھر میں اپنے اہل و عیال کے کھانے کے بارے میں سوچنے لگا سوان سے حیا مانع تھی اسی اثناء میں ان کے نو جوان انھیں بلا کر ایک کشادہ مکان میں لے گیا میں بھی ان کے ساتھ وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ وزیر یحییٰ بن خالد نے اپنی صاحبزادی کا اپنے عم زاد سے عقد کیا۔ کستوری کے ٹکڑے اور عنبر کی گولیاں پھار کی گئیں۔ پھر خادم نے ہر شخص کو چاندی کی طشتری ایک ہزار دینار سے بھری ہوئی پیش کی ان کے ساتھ کستوری کے ٹکڑے بھی تھے ہر شخص اپنی طشتری لیکر چلتا بنا۔ میں بیٹھا وہ گیا اور میں عظمت کی وجہ سے اس طشتری کو اٹھانے کی جرأت نہیں کر رہا تھا۔ ایک ساتھی نے مجھے اس کے اٹھانے کا اشارہ کیا تو میں نے اسے اٹھا کر اس کا سونا جیب میں رکھ کر اور طشتری بغل میں دبا کر وہاں سے کوچ کا ارادہ کیا۔ لیکن میں اس کے چھن جانے کے بارے میں خوف زدہ تھا اور میں گھبرا رہا تھا وزیر چپکے چپکے مجھے دیکھ رہا تھا۔

جب میں پردہ کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے واپس لوٹنے کا حکم دیا۔ اس وقت میں زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔ جب میں واپس اس کے پاس پہنچا تو اس نے خوف زدہ ہونے کی وجہ دریافت کی۔ میں نے اپنی ساری سرگذشت اس کے سامنے بیان کر دی۔ جسے سن کر وہ اشکبار ہو گیا۔ اس نے اپنے

لڑکوں کو مجھے اپنے ساتھ رکھنے کا حکم دیا اس کے بعد خادم نے مجھ سے طشتری اور سونا لے لیا۔ میں دس دن تک باری باری ان میں سے ہر ایک کے پاس رہا۔ لیکن میری تمام تر توجہ اپنے اہل و عیال کی طرف مرکوز تھی تاہم میرے لئے ان کے پاس جانا ممکن نہ ہو سکا۔

دس دن بعد خادم نے مجھ سے گھر جانے کے بابت پوچھا۔ میں نے کہا میں ضرور جاؤں گا۔ وہ میرے آگے آگے چلنے لگا۔ میری طشتری اور سونا اس نے واپس نہیں کیا۔ میں نے کہا کاش یہ سلوک طشتری اور سونا لینے سے پہلے مجھ سے کیا جاتا۔ اے کاش میرے بچوں کا کیا ہوگا وہ خادم میرے آگے آگے چل رہا تھا۔ چلتے چلتے ہم ایک حسین خوبصورت بے مثال گھر کے پاس پہنچے۔ میں اس میں داخل ہوا تو میرے اہل و عیال سونے اور ریشم میں لوٹ پوٹ ہو رہے تھے انہوں نے ایک لاکھ درہم اور دس ہزار دینار میرے پاس بھیجے۔ علاوہ ازیں دو خط بھی بھیجے۔ ایک میں لکھا تھا کہ اس گھر کی چیزوں سمیت تم اس کے مالک ہو۔ دوسرے خط میں لکھا تھا کہ دو بستیوں کے مالکانہ حقوق ہم نے تمہیں دیدے۔ میں برا مکہ کی برکت سے خوش عیشی میں تھا۔

برا مکہ کے مرنے کے بعد عمرو بن سعدہ نے وہ دونوں بستی مجھ سے چھین کر مجھ پر ان کا خراج لازم کر دیا۔ اب جب بھی مجھ پر فاقہ آتا ہے تو میں ان کے گھروں اور قبور کا قصد کرتا ہوں۔ اور میں ان پر روتا ہوں۔ اس کی ساری داستان سکرماموں نے ان دونوں بستیوں کو اس کی طرف لوٹانے کا حکم دیا۔ شیخ نے بہت گریہ کیا۔ مامون نے کہا کیا میں نے از سر نو تجھ پر احسان نہیں کیا اس نے اقرار کرتے ہو کہا لیکن برا مکہ کی برکت سے مامون نے کہا صحیح سالم واپس چلے جاؤ بلاشبہ وفا برکت والی چیز ہے اور حسن عہد اور حسن صحبت کا پورا کرنا ایمان کا حصہ ہے۔

الفضیل بن عیاض ابوعلی اسمعی عابد، زاہد، عالم والی ہیں خراسان کے صوبہ دینور میں پیدا ہوئے۔ بڑی عمر میں کوفہ آئے۔ وہاں اعمش، منصور بن معتمر، عطاء بن سائب اور حصین بن عبدالرحمن وغیرہ سے سماع کیا۔ اس کے بعد مکہ پہنچ کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ تلاوت قرآن کریم اور صوم و صلاۃ کے پابند تھے سردار بزرگ، ثقہ، ائمہ رواۃ میں سے تھے۔ قبل ازیں ہم نے رشید کے ان کے گھر پر آنے کے وقت ان کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بیان کر دیا۔ اس موقع پر رشید نے انہیں مال کی پیشکش بھی کی تھی جسے فضیل نے ٹھکرادیا۔ فضیل نے اسی سال مکہ میں وفات پائی۔

مورخین نے ذکر کیا کہ فضیل ایک فریب کار رہزن شخص تھا۔ ایک باندی پر عاشق تھا۔ ایک اور رات کوتلوار کے ساتھ دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو رہا تھا کہ ایک قاری کی آواز سنی (کیا ایمان والے لوگوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الہی کیلئے جھک جائیں) فضیل نے جواب دیا کیوں نہیں پھر توبہ کر کے اپنی روش بدل لی۔ رات کو ایک ویرانہ میں چلے گئے۔ وہاں پر موجود مسافر کہہ رہے تھے اپنے کو فضیل رہزن سے بچاؤ لیکن یہ توبہ پر قائم رہے۔ ان کو امن دیا۔ اس کے بعد فضیل بہت بڑے سردار، عابد، زاہد، قابل اقتدا پیشوا بن گئے، ان کے کلاموں سے رہنمائی حاصل کی جانے لگی۔

فضیل کا قول ہے اگر پوری دنیا ملا ہوتی میں اس کی پرواہ کئے بغیر اس سے اس طرح گھن کرتا جس طرح تم کپڑوں کی حفاظت کیلئے سردار کے نزدیک سے گذرتے ہوئے اس سے گھن محسوس کرتے ہو۔ نیز فرمایا لوگوں کیلئے عمل کرنا شرک اور ان کی خاطر عمل نہ کرنا ریا ہے۔ اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے تمہیں بچا دے۔

ایک روز رشید نے فضیل سے زہد کے بابت دریافت کیا۔ فضیل نے جواب دیا آپ مجھ سے بڑے زاہد ہیں۔ اس لئے کہ میں بے قیمت شی دنیا سے اعراض کرنے والا ہوں اور آپ قیمتی شی آخرت سے اعراض کرنے والے ہو۔ گویا میں فانی شی اور آپ غیر فانی شی سے اعراض کرنے والے ہیں مینگنی کے اعراض کرنے والے سے موتی سے اعراض کرنے والا بڑا زاہد ہے۔ اس قسم کی بات ابن حازم اور سلیمان بن عبد الملک کے مابین بھی مروی ہے۔ فضیل کا قول ہے اگر میں مستجاب الدعاء ہوتا تو امام کیلئے دعا کرتا اس لئے کہ اس کی اصلاح سے ساری اشیاء کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ نیز فرمایا میں نافرمانی کرنے کا اثر تمام چیزوں میں محسوس کرتا ہوں۔ نیز فرمایا عمل کیلئے رضاء الہی اور آپ ﷺ کی اتباع لازمی ہے۔

بشر بن مفضل عبدالسلام بن حرب۔ عبدالعزیز بن محمد عبدالعزیز علی بن عیسیٰ۔ معتمر بن سلیمان۔ ابوشعب البدائی الزاہر نے اسی سال وفات پائی۔ ابوشعب پہلے شخص ہیں جنہوں نے برائش کی جھوپڑی میں سکونت اختیار کی اسی اثناء میں ایک رئیسہ لڑکی سے محبت ہو گئی اس نے سب اثاثہ باٹ چھوڑ کر ان سے نکاح کر کے اسی جھوپڑی میں سکونت اختیار کر لی۔ وہیں عبادت کرتے کرتے دونوں کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے م جو ہرہ تھا۔

واقعات ۱۸۸ھ

اسی سال ابراہیم بن اسرائیل نے گرمیوں کی جنگ لڑی وہ صفحاف کے درہ سے بلاد روم میں داخل ہو گیا۔ نقفور اس کے مقابلہ میں آیا۔ وہ تین بار زخمی ہوا۔ چالیس ہزار سے زائد اس کے ساتھی قتل ہوئے۔ چار ہزار سواریاں غنیمت میں ملیں۔ اسی زمانہ میں قاسم بن رشید نے مرج الدابق میں پڑاؤ کیا۔

اس سال الرشید نے لوگوں کو حج کرایا یہ اس کا سب سے آخری حج تھا ابو بکر کا قول ہے کہ جس وقت رشید حج سے کوفہ کے پاس سے گزرا تو آواز آئی۔ اس کے بعد نہ رشید نہ کوئی دوسرا خلیفہ حج کریگا۔

فضل بن ربیع حاجب کا قول ہے میں نے رشید کے ساتھ حج کیا جب ہم کوفہ سے گزرے تو بھلول بھکی بھکی باتیں کر رہا تھا۔ میں نے کہا اے بھلول خاموش ہو جا، امیر المؤمنین آرہے ہیں وہ خاموش ہو گیا جب ہودج اس کے سامنے آیا تو اس نے کہا اے امیر مجھ تک آپ ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ ﷺ منیٰ میں سواری پر تھے۔ اس کے نیچے ایک رومی پالان تھا۔ نہ آپ ﷺ نے دھتکارا نہ ادھر ادھر کیا نہ مارا۔ ربیع کہتے ہیں کہ میں نے خلیفہ کو بتایا یہ بھلول ہے انہوں نے فرمایا میں نے اسے پہچان لیا۔ پھر خلیفہ نے اسے نصیحت کی درخواست کی تو اس نے کہا۔

(۱) اے خلیفہ فرض کیجئے کہ آپ پوری روئے زمین کے خلیفہ! تمام لوگ آپ کے مطیع بن گئے۔

(۲) کیا کل آپ کا ٹھکانہ قبر نہیں ہوگا جس پر لوگ نوبت بہ نوبت مٹی ڈالیں گے۔

رشید نے جواب دیا بہت خوب۔ اس کے علاوہ بھی کوئی بات ہے اس نے کہا ہاں اے امیر جس شخص کو اللہ نے مال و حسن عطا کیا۔ پھر اس نے حسن میں پاکدامنی اختیار کی۔ اور مال سے دوسروں کی مدد کی تو اللہ کے رجسٹر میں اس کا نام نیکوں میں لکھا جائیگا۔ راوی کا قول ہے کہ رشید نے بھلول کے بارے میں سوچا کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ رشید نے کہا ہم تراحم قرضہ ادا کرنے کا حکم دیدیا۔ اس نے جواب دیا ہرگز نہیں قرضہ قرضہ سے ادا نہیں ہوتا۔ حق کو اس کے مستحقین میں تقسیم کر دو۔ اپنی جان کا قرض اپنی جان سے ادا کرو۔ پھر رشید نے کہا ہم نے تیرا رسد جاری کر دیا۔ اس نے کہا ایسا نہ کیجئے اللہ تجھے نہیں دیگا اور مجھے بھول جائیگا۔ اب تک تو نے میرا رسد جاری نہیں کیا تھا۔ واپس چلا جا مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا یہ ایک ہزار دینار قبول کر لیجئے اس نے جواب دیا یہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیجئے۔ اس میں تیری بھلائی ہے میں ان کا کیا کروں گا۔ یہاں سے چلا جا تو نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ اس کے بعد رشید واپس ہوا اس حال میں کہ دنیا اس کی نظر میں حقیر ہو چکی تھی۔

خواص کی وفات

ابو اسحاق فزاری..... ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماعیل بن خارجہ۔ مغازی وغیرہ میں اہل شام کے امام تھے۔ ثوری اوزاعی وغیرہ سے روایتیں لی۔ اسی یا گزشتہ سال وفات پائی۔

ابراہیم صلی الندیم اس کا نام ابراہیم بن ماہان بن یحییٰ ابو اسحاق۔ رشید کے شعراء گلوکاروں اور شراب نوش ساتھیوں میں سے تھا۔ اصلاً ایرانی ہے کوفہ میں پیدا ہوا۔ اسی کے نوجوانوں سے گانا سیکھا۔ اس کے بعد موصل کا سفر کر کے کوفہ واپس آ گیا تو موسیقی سیکھا۔

پھر اس نے خلفاء سے رابطہ شروع کیا۔ سب سے پہلی مہدی سے رابطہ کیا رشید کے ہاں بلند مقام حاصل کیا۔ اس کے داستان سراؤں گلوکاروں شراب نوش ساتھیوں میں سے بن گیا۔ دنیا کے اعتبار سے بہت بڑا مالدار بن گیا حتیٰ کہ کہا گیا اس نے ۲۴ کروڑ درہم ترکہ چھوڑا۔ سن ولادت ۱۱۵ھ ہے بنی تمیم کی کفالت میں پروان چڑھی۔ انہی کی طرف منسوب ہوا یہ گانے کے فن میں ماہر تھا۔ اس کی شادی منصور کی بہن ملقب بہ لزلزل سے ہوئی۔ جو اس کے ساتھ باجا بجاتی تھی۔ جب یہ گاتا اور وہ باجا بجاتی تو مجلس جھوم اُٹھتی۔ صحیح قول کہ مطابق اسی سال وفات پائی۔ ابن خلکان نے وفیات میں نقل کیا ہے کہ ابراہیم موصلی۔ ابدالعتا ہے۔ ابو عمر شیبانی نے ۲۱۷ھ میں ایک ہی دن میں وفات پائی۔ لیکن اول قول صحیح ہے

ابراہیم نے بوقت وفات یہ اشعار کہے:

(۱)..... جو تکلیف میں برادشت کر رہا ہوں۔ واللہ میرا طبیب اس سے ناامید ہو گیا۔

(۲)..... عنقریب میرے دوستوں اور دشمنوں کو میری موت کی خبر دی جائیگی۔

جریر بن عبد الحمید، رشید بن سعد، عبید بن سلیمان، عقبہ بن خالد، احمد کے مشائخ میں سے عمر بن ایوب عابد ایک قول کے مطابق عیسیٰ بن یونس نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۸۹ھ

اسی سال رشید جج سے واپسی پر رقعہ گیا۔ اس نے عزل و نصب کیا۔ نے اسی زمانہ میں علی بن عیسیٰ کو دوبارہ خراسان کا حاکم بنایا گیا۔ وہاں کے نائبین مختلف اقسام والوان کے تحائف اسے پیش کئے اس کے بعد وہ بغداد آ گیا۔ قصر المصووس میں اس نے عید الاضحیٰ کی وہیں اس نے قربانی کی ۲۷ ذی الحجہ کو بغداد آمد کے موقع پر جب اس کا اس پل سے گزر ہوا جس پر جعفر کا جشہ لٹکا ہوا تھا تو اس نے اسے جلا کر دفن کا حکم دیا۔ یہ قتل کے روز سے اب تک لٹکا ہوا تھا۔ اس کے بعد رشید سکونت کیلئے بغداد سے رقعہ گیا وہ بغداد اور اس کی زیارت پر غمزدہ تھا۔ وہاں سکونت سے اس کا مقصد وہاں پر موجود مفسدین کا خاتمہ کرنا تھا۔ عباس بن اخف نے اس پر دو شعر کہے:

(۱)..... ہم نے سوار یوں کو بٹھانے سے پہلے کوچ کیا۔ سفر و قیام میں کوئی فرق ہم نے محسوس نہیں کیا۔

(۲)..... ہمارے وہاں پہنچنے پر انہوں نے ہمارے حال کے بابت سوال کیا۔ ہم نے ان کے سوال کے ساتھ ان کے وداع کو بھی ملا دیا۔

اسی سال رشید نے رومیوں کے پاس تمام گرفتار شدگان قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کر دیا۔

ایک شاعر نے اسی پر دو شعر کہے:

(۱)..... تیرے ذریعہ وہ قیدی رہا ہوئے جن کیلئے قید خانوں کو پستر کیا گیا جن میں کوئی قریبی عزیز رشتہ دار بھی نہیں جاتا۔

(۲)..... جب مسلمان رہائی کے مایوس ہو گئے تو وہ کہنے لگے مشرکین کے قید خانے ان کی قبریں ہیں۔

اسی زمانہ میں قاسم بن رشید نے حرج دابق میں رومیوں کے محاصرہ کیلئے پڑاؤ کیا۔

اس سال عباس بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

علی بن حمزہ بن عبد اللہ..... بن فیروز ابو الحسن السدی الکوفی بوکسائی سے مشہور ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے چادر میں احرام باندھا تھا۔ کسائی نحوی لغوی ائمہ قراء میں سے تھے اصلاً کوفی ہیں بعد میں بغداد کو وطن بنالیا۔ الرشید اور اس کے لڑکے امین کی تربیت کی۔ حمزہ بن حبیب الزیات سے قرآن اسی کو پڑھتے رہے۔ ابی بکر بن عیاش سفیان بن عیینہ وغیرہ سے روایت کی۔ ان سے یحییٰ بن زیاد فراء اور ابو عبید نے روایت کی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے نحو میں لوگ کسائی کے محتاج ہیں کسائی نے فن نحو خلیل سے حاصل کیا۔ ایک روز کسائی نے خلیل سے پوچھا کہ آپ نے نحو کہاں سے حاصل کیا انہوں نے جواب دیا وادی حجاز سے کسائی نے وہاں کا سفر کر کے عربوں سے بہت سی باتیں لکھی۔ پھر خلیل کے پاس واپس آئے تو اس کا انتقال ہو چکا تھا اس کی جگہ پر یونس نے کسائی کی برتری تسلیم کی پھر یونس نے کسائی کو اس کی جگہ پر بیٹھا دیا۔

کسائی کا قول ہے ایک روز میں نے رشید کو نماز پڑھاتے ہوئے قرأت میں بے سے بھی بڑھ کر غلطی کر دی کہ میں نے یرجعون کی جگہ معین پڑھ دیا رشید کو رد کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ سلام پھیرنے کے بعد اس نے پوچھا یہ کنسی لغت تھی۔ میں نے کہا گھوڑا کبھی لغزش کھا جاتا ہے رشید نے کہا صحیح ہے۔

بعض کا قول ہے میں نے کسائی کو مغموم دیکھ کر وجد یافتگی کی اس نے کہا یحییٰ بن خالد نے کسی کے ذریعہ مجھ سے چند سوالات کئے ہیں میں نے غلطی کے خوف سے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا آپ تو کسائی ہیں جو چاہیں کہیں کسائی نے کہا اگر میں لاعلمی کا اقرار کروں تو اللہ تعالیٰ میری زبان قطع کر دے۔ کسائی کا قول ہے میں نے ایک دفعہ نجار سے دو دروازوں کی قیمت کے بابت سوال کیا۔ اس نے جواب دیا دو سمندری پکی یاد تو تھپڑ۔

کسائی نے مشہور قول کے مطابق اسی سال ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس وقت کسائی دی میں رشید کے پاس تھا محمد بن حسن اور کسائی کی ایک ہی روز وفات ہوئی۔ رشید نے دونوں کی وفات پر کہا آج فقہ و لغت دفن ہو گئے۔

ابن خلکان کا قول ہے بعض نے کہا ۱۸۲ھ میں کسائی نے طوس میں وفات پائی۔ ایک شخص نے وفات کے بعد کسائی کو خواب میں چاند کی طرح روشن چہرہ والا دیکھا۔ اس نے ان سے پوچھا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کسائی نے جواب دیا قرآن کی وجہ سے میری بخشش ہو گئی۔ پھر اس نے حمزہ کے بارے میں پوچھا کسائی نے کہا وہ علین میں ہیں ہم انھیں ستاروں کی طرح دیکھتے ہیں۔

محمد بن حسن یہ محمد بن حسن بن زفر ابو عبد اللہ الشیبانی، امام ابو حنیفہ کے ساتھی دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد عراق آگئے تھے۔ ۱۳۲ھ میں واسط میں ولادت ہوئی کوفہ میں پھلے پھولے۔ ابو حنیفہ، مسعر، ثوری، عمر بن ذر مالک بن مغول سے سماع کیا، مالک اوزاعی ابو یوسف سے لکھا بغداد میں رہ کر احادیث بیان کی امام شافعی نے ۱۸۲ھ میں اپنی آمد پر ان کی طرف سے لکھا۔ رشید نے امام زفر کو رقد کا قاضی بنایا پھر معزول کر دیا۔

امام زفر اپنے اہل سے کہا کرتے تھے تم مجھ سے کسی دنیاوی چیز کا سوال مت کرو ورنہ تم میرے دل کو مشغول کر دو گے۔ میرے مال سے جس قدر چاہو لیلو۔ اس سے میرا دل فارغ رہیگا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے میں نے امام زفر جیسا علم کا سمند۔ ان سے زیادہ مہربان۔ ان سے بڑا فصیح کوئی نہیں دیکھا۔ مجھے ان کی تلاوت سن کر یوں محسوس ہوتا ہے گویا قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا۔ نیز انھی کا قول ہے میں نے ان سے بڑا عقل مند کوئی نہیں دیکھا۔ طحاوی کا قول ہے امام شافعی نے امام زفر سے کتاب السیر منکوائی۔ انہوں نے عاریۃ دینے کے بارے میں کوئی جواب نہیں دیا۔ امام شافعی نے ان کی طرف دو شعر لکھے:

اے ہمدو جس کی مثل میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ جس نے اسے دیکھ لیا گویا اس نے پہلے لوگوں کو دیکھ لیا۔ اسے کہہ دیجئے

کہ علم اہل علم کو منع کرتا ہے کہ وہ اسے اہل علم سے روک کر رکھیں۔ شاید اسے اہل علم پر خرچ کرنا واجب ہو۔

راوی کا قول ہے کہ اس نے آپ کو اسی وقت عاریۃ کے بجائے ہدیۃ وہ دیدی۔ ابراہیم حربی کا قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے یہ پیچیدہ مسائل کہاں سے لئے۔ انہوں نے جواب میں فرمایا محمد بن حسن کی کتب سے، قبل ازیں گزر چکا کہ کسائی اور امام زفر کی وفات ایک ہی روز ہوئی جس پر رشید نے کہا آج لغت و فقہ دونوں رخصت ہو گئے۔ امام زفر کی عمر ۵۸ھ سال تھی۔

واقعات ۱۹۰ھ

اسی سال سمرقند کے نائب رافع بن لیث نے بغاوت کر کے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی۔ اہل شہر اور آس پاس کے کافی لوگ اس کے پیروکار بن گئے۔ اس کی پوزیشن مستحکم ہو گئی۔ خراسان کے نائب علی بن عیسیٰ نے اس کا مقابلہ کیا لیکن رافع نے اسے شکست دیدی معاملہ بگڑ گیا۔

اسی زمانہ میں ۲۰ رجب کو رشید ٹوپی پھینک کر بلاد روم روانہ ہوا اس کے بارے میں ابوالمعلیٰ کلابی نے شعر کہا:

(۱) تیری ملاقات کا خواہاں حریم یا سرحدوں کی انتہاء پر تجھ سے ملاقات کر سکتا ہے۔

(۲) تو دشمن کے علاقہ میں تیز رو گھوڑے پر اور اپنے علاقہ میں لکڑی کی انگیٹھی پر ہوتا ہے۔

(۳) تیرے علاوہ کسی خلیفہ نے تمام سرحدوں کو اکٹھا جمع نہیں کیا۔

الرشید چلتے چلتے الطوانہ تک پہنچ گیا وہیں پر اس نے پڑاؤ کیا نقفور نے اس کے پاس اطاعت خوارج و جزیرہ اور اپنی اولاد اور اہل مملکت کی طرف

سے سالانہ پندرہ لاکھ دینار دینے کا پیغام بھیجا۔ اس نے رشید سے حقل بادشاہ کی گرفتاری ہوئی لڑکی کا بھی مطالبہ کیا۔ الرشید نے ہدایا تحفے تحائف خوشبو لگا کر بھیج دیا۔ رشید نے اس پر سالانہ تین ہزار دینار دینے کی شرط بھی لگائی۔ نیز یہ کہ وہ ہر قتل کو آباد نہیں کرے گا پھر الرشید غزوہ پر عقبہ بن جعفر کو نائب بنا کر واپس چلا گیا۔

اسی سال اہل قبرص نے عہد توڑ دیا، معیوف بن یحییٰ نے ان کا مقابلہ کر کے اس کے اہل کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے ایک مخلوق کو قتل کر دیا عبد القیس کے ایک شخص نے بغاوت کی تو رشید نے آدمی بھیج کر اسے قتل کر دیا۔ اس سال عیسیٰ بن موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہورین کی وفات

اسد بن عمرو..... بن عامر ابوالاند راجلی الکوفی امام ابو حنیفہ کے ساتھی ہیں۔ بغداد واسط کے قاضی رہے بصارت ختم ہونے کے بعد قضاء سے استعفیٰ دے دیا احمد بن حنبل کا قول ہے یہ صادق تھے اور ابن معین نے ان کی توثیق کی، علقمہ بن مدینی امام بخاری نے ان پر کلام کیا۔

سعدون مجنون..... ساٹھ سال تک روزے رکھنے کی وجہ سے دماغی کمزور ہو گیا۔ لوگوں نے ان کو مجنون کہنا شروع کر دیا ایک روز ذوالنون مصری کے پاس کھڑے ہو کر ان کا کلام سنا۔ پھر زور سے چیخ مار کر اشعار پڑھے:

غیر مریض سے بیماری کی شکایت کرنا بے فائدہ ہے جب صبر ختم ہو جائے تو شکایت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔
اصمعی کا قول ہے میں سعدون کے پاس سے گزرا تو وہ ایک مدہوش شیخ کے سر ہانہ بیٹھا ہوا اس سے کھیاں دور کر رہا ہے۔ سعدون مجھے دیکھ کر کہنے لگا یہ مجنون ہے میں نے پوچھا تم مجنون ہو یا وہ مجنون ہے۔ اس نے کہا وہ مجنون ہے اسلئے کہ میں نے ظہر و عصر یا جماعت ادا کی اس نے باجماعت بلاجماعت کسی طرح بھی ادا نہیں کی۔ علاوہ ازیں وہ شراب نوش ہے میں نہیں ہوں۔ میں نے کہا کیا تو اس کے متعلق کچھ کہے گا؟ تو اس نے چند اشعار پڑھے:

- (۱)..... میں شراب چھوڑ کر خالص پانی پینے لگا ہوں۔
 - (۲)..... کیوں کہ شراب عزیز عمر کو ذلیل اور ہفید چہرہ کو سیاہ کر دیتی ہے۔
 - (۳)..... اگر وہ نوجوان کیلئے جائز ہو سکتی ہے تو بڑھاپا آنے پر اس سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔
- اصمعی نے کہا آپ نے سچ فرمایا وہی مجنون ہے نہ کہ آپ۔

عبیدہ بن حمید..... بن صہیب ابو عبد الرحمن التمیمی الکوفی امین کے استاد ہیں۔ اعمش وغیرہ سے روایت کی۔ ان سے احمد بن حنبل نے روایت کی اور ان کی تعریف بھی کی۔

یحییٰ بن خالد بن برمک کے حالات..... یہ یحییٰ بن خالد بن برمک ابو علی الوزیری جعفر برمکی کے والد مہدی نے اپنے لڑکے رشید کو ان کے حوالہ کیا تھا۔ ان کی اہلیہ نے فضل بن یحییٰ کے ساتھ اسے دودھ پلایا تھا۔ رشید نے خلیفہ بننے کے بعد ان کا پورا خیال رکھا۔ ان کے بابت کہا کرتا تھا میرے والد نے یہ کہا میرے والد نے یوں کہا علاوہ ازیں اس نے امور خلافت بھی ان کے سپرد کر دیئے تھے۔ یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا حتیٰ کہ برا مکہ کا خاتمہ ہو گیا۔ رشید نے جعفر کو قتل کر کے اس کے والد یحییٰ کو جیل میں بند کر دیا حتیٰ کہ وہیں اس کی وفات ہو گئی۔

یحییٰ فیاض فصیح، اصابت رائے کا مالک تھا، اس نے اچھے اچھے کارنامے انجام دیئے، ایک دن اسی اپنے لڑکے سے کہا پرشی کا علم حاصل کرو اس لئے کہ جس چیز سے آدمی جاہل رہتا ہے وہ اس کی دشمن بن جاتی ہے نیز فرمایا تم سنی ہوئی عمدہ عمدہ چیزیں لکھ لو اچھی اچھی چیزیں یاد کرو اچھی اچھی چیزیں بیان کرو۔ نیز فرمایا جب دنیا تمہارے پاس ہو تو اس سے خرچ کرو کیوں کہ وہ فانی ہے جب دنیا نہ ہو پھر بھی خرچ کرو۔ کیوں کہ وہ ختم ہونے والی شے

ہے یحییٰ جب راستہ میں سواری پر سوار ہوتے اس وقت ان سے کوئی سوال کرتا تو کم از کم دوسو درہم اسے دیدیتے۔ ایک روز ایک شخص نے کہا۔ اے پاکدامن یحییٰ کے ہمنام اللہ نے اپنے فضل سے تیرے لئے دو باغ مقدر کئے تمہارے سامنے سے راستہ پر گزرنے والے کے لئے تمہاری بخشش سے دوسو درہم ہیں۔ دوسو درہم میرے جیسے شخص کے لئے کم ہیں۔ وہ تو جلد باز سوار کے لئے ہیں۔ یحییٰ نے کہا تو نے سچ کہا پھر اس کیلئے حکم دیکر گھر چلا گیا واپس آیا تو اس شخص نے شادی کر لی تھی۔ وہ اپنی بیوی کے پاس جانا چاہتا تھا یحییٰ نے اسے چار ہزار مہر کے چار ہزار گھر کے بدلہ چار ہزار سامان کے بدلہ چار ہزار آمد کی کلفت کے چار ہزار مدد کے طور پر دیئے۔ ایک روز ایک شخص نے اس سے سوال کیا یحییٰ نے جواب دیا تو نے ایسے وقت مجھ سے سوال کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس نے میرے ایک دوست کو بھیجا کہ وہ مجھ سے مطالبہ کریں کہ میں پسندیدہ شئی ہدیہ کروں لوریہ کہ مجھے تیرے متعلق پتہ چلا ہے کہ تو اپنی باندی تین ہزار دینار میں فروخت کرنا چاہتا ہے میں منقریب اسے طلب کروں گا۔ اسلئے تیس ہزار دینار سے کم میں فروخت نہ کرنا۔ اس کے بعد لوگوں نے میرے پاس آکر اس کی قیمت بیس ہزار تک لگائی میں نے جب سنا تو میرا دل اس پر مطمئن ہو گیا۔ اور میں نے بیس ہزار دینار میں اسے فروخت کر دیا۔ اس شخص نے وہ باندی یحییٰ کو ہدیہ کر دی۔ جب یحییٰ سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے مجھ سے پوچھا باندی کتنے درہم میں فروخت کی؟ میں نے کہا بیس ہزار دینار میں اس نے کہا تو ایک گھنیا شخص ہے۔ اپنی باندی لے جاؤ آئندہ ایسا نہ کرنا آئندہ پچاس ہزار سے کم فروخت نہ کرنا۔ پھر دوبارہ لوگوں نے اس کی قیمت تیس ہزار دینار تک لگائی تو میں نے اسے فروخت کر دیا، پھر جب دوبارہ میں یحییٰ کے پاس آیا تو اس نے مجھے ملامت کرتے ہوئے وہ باندی مجھے واپس کر دی میں نے کہا آپ گواہ رہیں کہ میں نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی۔ نیز یہ کہ اس نے مجھے پچاس ہزار دینار کا فائدہ دیا اسلئے میں کبھی اس کے حق میں کوتاہی نہیں کروں گا۔

خطیب نے ذکر کیا کہ ایک روز رشید نے منصور سے دس کروڑ درہم طلب کئے۔ اس وقت اس کے پاس صرف ایک کروڑ تھا بہت پریشان ہوا رشید نے اسے قتل اور گھرویران کرنے کی دھمکی بھی دی۔ منصور نے یحییٰ کو صورتحال سے آگاہ کیا یحییٰ نے پانچ کروڑ اسے نقد دیئے دو کروڑ اپنے لڑکے سے دیئے کو کہا۔ اپنے لڑکے سے کہا مجھے پتہ چلا ہیکہ تو ان پیسوں سے جاگیر خریدنا چاہتا ہے۔ یہ جاگیر شکر لانے والی اور ایک عرصہ تک باقی رہتی ہے پھر اپنے لڑکے سے اس کیلئے ایک کروڑ درہم لئے اپنی باندی سے دینار کا ایک ہار لیا جو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار میں خرید لیا تھا۔ اور کہنے لگا ہم نے تو یہ ہار دو لاکھ کا سمجھا تھا جب رشید کو مال پیش کیا گیا تو اس نے وہ ہار واپس کر دیا۔ اس نے یحییٰ کی باندی کو ہبہ کر دیا۔ پھر دوبارہ اس سے نہیں لیا۔ اس کے لڑکوں نے جیل میں اس سے کہا اے ہمارے والد خوشحالی کے بعد ہماری یہ حالت ہو گئی اس نے کہا کہ اے لڑکوں! مظلوم کی بددعائیں کو چلتی ہے ہم اس سے غافل تھے لیکن اللہ غافل نہیں تھا پھر اس نے دو شعر پڑھے:

(۱)..... بہت سے لوگ ایک زمانہ تک خوش حال رہے اور زمانہ سرسبز و شاداب رہا۔

(۲)..... پھر زمانہ نے چھ عرصہ ان سے اعراض کیا جب وہ گفتگو کرتے تھے تو زمانہ انھیں خون کے آنسو رلاتا تھا۔

یحییٰ نے سفیان کیلئے ماہانہ ایک ہزار مقرر کیا ہوا تھا۔ سفیان اس کے لئے سجدہ میں دعا کیا کرتا تھا اے اللہ جیسے اس نے میرا خیال رکھا تو بھی اس کا خیال رکھنا یحییٰ کی وفات کے بعد ایک شخص نے اس سے خواب میں اس کی حالت کے بابت دریافت کیا۔ یحییٰ نے کہا سفیان کی وجہ سے اس کی بخشش ہو گئی۔

یحییٰ بن خالد کی وفات الدافقہ جیل میں اسی سال تین محرم ستر سال کی عمر میں ہوئی۔ فضل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ فرات کے کنارہ میں دفن کیا گیا۔ اس کی جیب سے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک رقعہ برآمد ہوا جس میں لکھا ہوا تھا۔ مخالف سبقت کر گیا۔ مدنی علیہ پیچھے آنے والا ہے حاکم وہی ہے جو سادل ہو اور وہ دلیل کا محتاج نہیں ہوتا۔ وہ رقعہ رشید کو دکھایا گیا تو وہ رو پڑا چند روز تک اس کے چہرہ پر غم کے آثار نمایاں تھے۔ ایک شاعر نے یحییٰ کے بابت دو شعر کہے:

(۱)..... میں نے سخاوت سے اس کی آزادی کا سوال کیا۔ اس نے جواب دیا میں یحییٰ کا غلام ہوں۔

(۲)..... میں نے پوچھا تو اس کی زر خرید غلام ہے اس نے کہا نہیں میں اس کا وارثی غلام ہوں۔

واقعات ۱۹۱ھ

اسی سال سواد عراق میں ثروان بن سیف کا ظہور ہوا۔ وہ شہروں کا چکر لگاتا تھا۔ رشید نے اس کا مقابلہ میں کیا۔ اس نے اسکو زخمی کر کے اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ فتح کا پیغام رشید کے پاس پہنچا دیا۔

اسی زمانہ میں شام میں ابوالنداء کا ظہور ہوا۔ رشید نے یحییٰ بن معاذ کو اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اسے شام کا نائب بنایا۔

اسی برس بغداد میں برف باری ہوئی..... سال رواں ہی میں بلاد روم میں یزید بن خالد نے دس ہزار کے ساتھ جنگ کی۔ رومیوں نے طرطوس سے دو میل دور پچاس ساتھیوں سمیت اسے قتل کر دیا۔ باقی ماندہ شکست کھا گئے۔

رشید نے گرمیوں کی جنگ کا والی ہرثمہ بن اعین کو مقرر کیا۔ اسے تیس ہزار کا لشکر فراہم کیا جس میں مسرور الخادم بھی تھا۔ اخراجات کا منتظم وہی تھا۔ رشید ان سے قریب رہنے کیلئے حدت تک چلا گیا۔ اس نے کنیسوں اور گھروں کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ بغداد وغیرہ میں رومیوں کو مسلمانوں سے لباس و ہیئت میں اختیار کا حکم دیا۔

اسی سال رشید نے علی بن عیسیٰ کو خراسان کی نیابت سے معزول کر کے ہرثمہ کو مقرر کیا۔

اسی زمانہ میں رشید ہرقلہ فتح کر کے اسے ویران کر دیا۔ اس کے باشندوں کو گرفتار کر لیا۔ لشکروں کو پورے روم میں عین زربہ اور کینسر سوداء تک پھیلا دیا۔ حمید بن معیوف سواحل شام سے مصر تک حاکم بنا دیا۔ جزیرہ قبرص میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو گرفتار کر کے الرافقہ لاکر فروخت کر دیا۔ ان کے پادری کو ابوالختری قاضی نے دو ہزار دینار میں فروخت کیا۔

اسی سال فضل بن سہل مامون کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا اس سال مکہ کے والی فضل بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سن سے ۲۳۵ھ تک مسلمانوں نے گرمیوں کی جنگ نہیں لڑی۔

خواص کی وفات..... سلمہ بن فضل ابدش عبدالرحمن بن قاسم فقید (جو مالک بن انس بن ابی اسحاق سے روایت

کرنے والے ہیں۔ رشید نے ان کی آمد پر ایک بھاری مال رقم انہیں دی تھی۔ لیکن انہوں نے قبول نہیں کی) فضل بن موسیٰ الشیبانی حمد بن سلمہ محمد بن حسین المصیصی عمر الدقی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۹۲ھ

اسی سال ہرثمہ بن اعین خراسان میں داخل ہو کر اس کا نائب بن بیٹھا۔ علی بن عیسیٰ کے اموال و جائیداد پر قبضہ کر کے اسے اونٹ پر دم کی طرف منہ کئے ہوئے سوار کر کے بلاد خراسان کا چکر لگوا دیا۔ ہرثمہ نے رشید کو بھی اس صورتحال سے آگاہ کر دیا رشید نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد اسے رشید کی طرف بھیج دیا اس نے اسے اس کے گھر میں بغداد میں محبوس کر دیا۔

اسی سال رشید نے ثابت بن نصر بن مالک کو سرحدوں کا وائے مقرر کیا اس نے بلاد روم میں داخل ہو کر مطمورہ فتح کر لیا۔

اسی زمانہ میں ثابت بن نصر کے ہاتھ پر رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوئی۔

سال رواں ہی میں جبل اور بلاد آذربيجان میں خرمیہ کا ظہور ہوا رشید نے عبداللہ بن مالک بن حثیم خزاعی کو دس ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ اس نے ان کی ایک جماعت قتل کر دی۔ بچوں کو قیدی بنا لیا۔ ایک جماعت مردوں کی بھی گرفتار کی۔ پھر سب کو بغداد لے آیا رشید نے ان میں سے مردوں کے قتل کا حکم دیا۔ بچوں کے فروخت کرنے کا حکم دیا۔ قبل ازیں خزیمہ بن خازم نے ان سے جنگ کی تھی اسی برس رشید اپنے لڑکے قاسم کو رقبہ کا نائب مقرر کر کے خود کشتی میں سوار ہو کر بغداد آ گیا۔ خزیمہ بن خازم اس کے آگے آگے تھا رشید کے بغداد آنے کا مقصد خراسان میں باغی رافع بن لیث سے جہاد کرنا تھا جس نے بغاوت کر کے خراسان کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ رشید نے ماہ شعبان میں خراسان کا

سفر شروع کیا۔ بغداد پر اپنے لڑکے محمد امین کو نائب بنایا۔ مامون نے اپنے بھائی امین کی طرف سے غدر کے خطرہ خوف سے اپنے والد کے ساتھ جانے کی اجازت طلب کی۔ اس کے والد نے اجازت دیدی۔

رشید نے راستہ میں ایک امیر سے اپنے بعد بننے والے تینوں ولی عہدوں کی بدسلوکی سے آگاہ کیا۔ اس نے اسے اپنے جسم میں بیماری کا نشان دکھایا نیز یہ کہ تینوں نے مجھ پر جاسوس مقرر کئے ہوئے ہیں اور وہ تینوں میرے سانس گن رہے ہیں اور میری موت کے منتظر ہیں حالانکہ کہ یہ بات ان کے حق میں بہت نقصان دہ ہوگی۔ امیر نے اس کیلئے دعا کی پھر رشید نے اسے اپنی عملداری کی طرف جانے کا حکم دیا اور اسے رخصت کیا۔ یہ ان کی آخری ملاقات تھی۔

اسی سال ثروہ حروری نے بصرہ کے کنارہ سلطان کے عامل کو قتل کر دیا۔ اسی زمانہ میں رشید نے مہم یمانی کو قتل کر دیا۔ عیسیٰ بن جعفر رشید کی ملاقات کیلئے آرہا تھا کہ راستہ ہی میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس سال عباس بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسماعیل بن جامع..... ابن اسماعیل بن عبد اللہ بن مطلب بن ابی ودا عبد القاسم مشہور گلوکاروں میں سے ہے یہ گانے میں ضرب الملح تھا۔ اولاً قرآن حفظ کیا۔ پھر قرآن چھوڑ کر گانے کے فن میں مشغول ہو گیا ابو الفرج بن علی بن حسین صاحب انمانی نے اس کے عجیب واقعات بیان کئے ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے اسماعیل بن جامع کا قول کہ میں ایک روز اپنے بالا طانہ سے جھانک رہا تھا۔ اچانک ایک سیاہ فام باندی پر میری نظر پڑی جو پانی کا مشکیزہ اٹھائے ہوئے تھی۔ وہ بیٹھ گئی مشکیزہ رکھ کر گانے لگی۔

(۱)..... اللہ کو میں اس کے بخل کی شکایت کرتی ہوں۔ میری بخشش اس کیلئے شاہد ہے حالانکہ وہ مجھے ایلو ادیتا ہے۔

(۲)..... میرے دل کی تکلیف مجھے واپس کر دے۔ تو نے اسے قتل کر دیا۔ اور اسے پریشان دل مشتاق بنا کر نہ چھوڑ۔

اسماعیل کا قول ہے اس کی بات سکر مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ میں دوبارہ اس سے کلام سننے کا مشتاق تھا۔ اتنے میں وہ اٹھ کر چلی گئی۔ میں بھی نیچے اتر کر اس کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ میں نے اس سے دوبارہ کلام سنانے کا سوال کیا اس نے کہا میں نے ان کے سنانے کے دودرہم لیتی ہوں۔ میں نے اسے دودرہم دیدئے اس نے اپنا کلام سنایا۔ میں نے اسے یاد کر لیا اور پورے دن اسے دھراتار ہارات کو سو گیا، صبح اٹھا تو وہ کلام میں بھول چکا تھا پھر وہ سیاہ فام باندی نظر آئی تو میں نے اس سے کلام سنانے کا سوال کیا اس نے حسب سابق دودرہم کا مطالبہ کیا میری طرف دیکھ کر کہنے لگی مجھے چار درہم زیادہ لگ رہے ہیں حالانکہ کہ تو ان سے چار ہزار دینار کمائے گا۔

اسماعیل کا قول ہے کہ ایک روز میں نے وہی کلام رشید کو سنایا تو اس نے ایک ہزار درہم دیئے۔ میں نے تین بار مزید اسے سنایا تو اس نے تین ہزار درہم دیئے۔ میں مسکرایا تو اس نے وجہ پوچھی میں نے سیاہ فام کا واقعہ بیان کر دیا۔ اس نے ایک تھیلی پھینکی جس میں ہزار دینار تھے کہنے لگا میں سیاہ فام باندی کی تکذیب نہیں کر سکتا۔

نیز اسی کا قول ہے کہ ایک صبح مدینہ میں میرے پاس صرف تین درہم تھے اچانک گردن پر مٹکا اٹھائے کنویں کی طرف دوڑتی ہوئی مفہوم حالت میں گانا گاتی ایک باندی نظر آئی۔

(۱)..... ہم نے اپنے دوستوں کو رات لمبا ہونے کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا ہماری رات تو چھوٹی ہو گئی۔

(۲)..... اس لئے کہ نیند نے ان کیلئے رات چھوٹی اور ہمارے لئے رات لمبی کر دی۔

(۳)..... جب تکلیف دینے والی رات عاشق کے قریب ہوتی ہے تو ہم گھبرا جاتے ہیں۔ اور وہ خوش ہوتے ہیں۔

(۴)..... اگر انہیں ہماری مثل تکلیف سے واسطہ پڑتا تو وہ بھی بستروں میں ہماری طرح ہوتے۔

راوی کا قول ہے میں نے تین درہم اسے دیکر اس سے دوبارہ کلام سنانے کا مطالبہ کیا۔ اس نے جواب دیا تو اس کے بدلہ تین ہزار دینار لے گا چنانچہ ایک رات اس کلام کے سنانے پر رشید نے مجھے تین ہزار دینار دیئے۔

بکر بن نطاح، ابو وائل حنفی بصری مشہور شاعر کی وفات اسی سال ہوئی۔ رشید کے زمانہ میں بغداد آیا ابو التاہیہ کے ساتھ رہا ابو عفان کا قول ہے

عادل محدثین میں سے چار ہیں ان میں سے سب سے پہلے بکر بن نطاح ہیں۔ عبد کا قول ہے میں نے حسن بن رجا کو کہتے سنا۔ شعراء کی ایک جماعت جس میں بکر بن نطاح بھی تھا۔ ایک دوسرے کو شعر سناتے کیلئے جمع ہوئے جب وہ سنا کر فارغ ہو گئے تو بکر بن نطاح نے اپنے بارے میں شعر سنائے:

(۱)..... اگر وہ رضا مندی کا خط لکھ دیتی تو اسے یہ بات نقصان نہ دیتی۔

(۲)..... پلکیں خشک ہو جاتی یا انہیں نیند آ جاتی۔

(۳)..... اس کے نزدیک محبت کرنے والے عاشق کے بارے میں سفارش مردود ہے کاش وہ مر جاتا۔

(۴)..... اے نفس صبر کو اور جان لے اس سے امید کرنے والا گزرے ہوئے لوگوں کی طرح ہیں

(۵)..... پلکیں کسی قائل کے دیکھنے سے بیمار نہیں ہوئی مگر یہ کہ اس نے انہیں بیمار کر دیا۔

راوی کا قول ہے سب شاعر جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے سر کو بوسہ دینے لگے۔ وفات کے بعد ابولتاہیہ نے اس کا مرثیہ کہا۔ ابووائل بکر بن نطاح مر گیا شعر بھی ہم سے جدا ہو گیا۔ اسی برس بھلول مجنون نے وفات پائی کوفہ کا قبرستان اس کا ٹھکانہ تھا۔ اس نے عمدہ عمدہ اقوال کہے۔ قبل ازیں گزر چکا کہ اس نے رشید کو بڑے پراثر انداز میں وعظ کیا۔

عبداللہ بن ادریس..... الاودی الکوفی اعمش، ابن جریج، شعبہ، مالک وغیرہ سے سماع کیا۔ ان سے ائمہ کی ایک جماعت نے روایت کی۔ رشید نے انہیں قضاء کی پیشکش کی۔ انہوں نے جواب دیا میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ قبل ازیں رشید نے اس کے بابت وکیع سے بھی پوچھا تھا انہوں نے بھی جواب دیدیا تھا۔ اس کے بعد رشید نے حفص بن غیاث کو قضاء کی پیشکش کی تو انہوں نے قبول کر لیا۔ رشید نے ہر ایک کو تکلیف کے عوض پانچ ہزار دینار دیئے اور وکیع نے تو انکار کر دیا حفص نے قبول کر لئے جس پر ادریس نے کہا میں کبھی بھی اس سے کلام نہیں کروں گا۔

رشید ایک بار قاضی ابو یوسف امین اور مامون کے ساتھ حج سے واپسی پر کوفہ سے گذرا تو اس نے اپنے لڑکوں کو سماع کرانے کیلئے شیوخ حدیث کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ ابن ادریس اور عیسیٰ بن یونس کے علاوہ تمام محدثین جمع ہوئے۔ امین اور مامون ان سے فارغ ہو کر ابن ادریس کے پاس گئے تو اس نے ایک سو احادیث کا انہیں سماع کرایا۔ مامون نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں ان احادیث کو دوبارہ حافظہ سے دھرا دوں۔ چنانچہ ابن ادریس نے اجازت دیدی۔ اس نے تمام احادیث دھرا دی مامون نے ان کے حافظہ پر بڑا رشک کیا۔ اس کے بعد مامون نے ابن ادریس کو کچھ مالی حد یہ پیش کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد دونوں نے عیسیٰ بن یونس سے سماع کیا۔ مامون نے ان کیلئے دس ہزار کا حکم دیا تو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ مامون کو خیال آیا کہ انہوں نے اسے کم سمجھا۔ تو دو گنا کر دیا انہوں نے فرمایا اگر اس مسجد کو چھت تک بھی بھردو گے پھر بھی میں حدیث کا معاوضہ قبول نہیں کروں گا۔ ابن ادریس کی موت کے وقت ان کی لڑکی رو پڑی انہوں نے کہا کیوں روتی ہو؟ میں نے اس گھر میں چار ہزار قرآن ختم کئے۔

صعصعہ بن سلام..... انہیں ابو ابن عبداللہ ابو عبداللہ دمشقی بھی کہا جاتا ہے بعد میں اندلس۔ منتقل ہو گئے عبدالملک بن معاویہ اور اس کے لڑکے کے زمانہ میں اسی کو وطن بنالیا۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم حدیث اور اوزاعی کا مذہب بلا داندلس میں داخل کیا۔ اور قرطبہ میں امام الصلاۃ متر ہوئے انھی کے زمانہ میں جامع مسجد میں درخت لگائے گئے اوزاعی اور شاہی اسے جائز سمجھتے ہیں مالک اور اس کے اصحاب ناپسند کرتے ہیں۔

مالک، اوزاعی، سعید بن عبدالعزیز سے روایت کی، ان سے ایک جماعت نے روایت کی جس میں عبدالملک بن حبیب الفقیر بھی ہیں۔ انہوں نے کتاب الفقہاء اور ابن یونس نے تاریخ مصر میں صعصعہ کا ذکر کیا۔ حمیدی نے تاریخ اندلس میں صعصعہ کا ذکر کرتے ہوئے اسی سال ان کی وفات کا ذکر کیا۔ ابن حزم نے اپنے شیخ سے نقل کیا ہے کہ اندلس میں مذہب اوزاعی کی سب سے پہلے اشاعت کرنے والے صعصعہ ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے اندلس میں علم حدیث کی اشاعت کرنے والے سب سے پہلے شخص صعصعہ ہیں۔ ابن یونس نے ۱۸۰ھ کے قریب ان کی وفات کا ذکر کیا لیکن حمیدی کا قول زیادہ پائیدار ہے۔

علی بن ظبیان..... ابو الحسن العسقی مشرقی بغداد کے قاضی رشید نے ان کو قاضی بنالیا تھا۔ ثقہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں

سے تھے پھر رشید نے انھیں قاضی القضاۃ بنا دیا۔ رشید کے دربار سے نکلنے کے وقت رشید بھی ان کے ساتھ باہر جاتا تھا۔ آپ نے قدسین میں اسی سال رخصت فرمائی۔

عباس بن احنف کے حالات ابن الاسود بن طلحہ الشاعر المشہور خراسان کے عربوں میں سے تھے بغداد میں پھلے پھولے، لطیف مذاہب، مقبول، اچھے شاعر تھے۔ ابو العباس نے عبد اللہ بن معمر کا قول نقل کیا ہے کہ اگر مجھ سے لوگوں میں سے اچھے شعر کہنے والے کے بابت پوچھا جائے تو میں کہوں گا عمدہ شعر کہنے والے عباس ہیں۔

(۱)..... لوگوں نے ہمارے بارے میں ظنون کے دامن گھسیٹے ہیں اور ہمارے بارے میں مختلف اقوال بیان کئے۔

(۲)..... تمہارے غیر پر ظن سے تہمت لگانے والا جھوٹا۔ وہ شخص سچا ہے جسے اپنی سچائی کا علم ہی نہیں۔

ایک بار رشید نے نصف شب میں عباس کو بلوایا۔ جسکی وجہ سے عباس اور ان کے اہل خانہ خوف سے سہم گئے۔ جب رشید کے سامنے پہنچے تو اس نے کہا تم ہلاک ہو آج رات اپنی باندی کے بارے میں ایک مصرعہ تم تیار کرو۔ عباس نے کہا آج رات میں سب سے زیادہ خوف زدہ ہوا۔ رشید نے وجہ پوچھی تو عباس نے کہا رات کے وقت چوکیدار کے گھر آنے کی وجہ سے۔ اس کے بعد عباس بیٹھ گیا تاکہ اس کی گھبراہٹ دور ہو۔ پھر اس نے کہا اے امیر المومنین آپ شعر کہئے۔ رشید نے دو شعر کہے:

(۱)..... وہ ایسا مہربان ہے کہ ہم نے اس کی مثل کوئی بشر نہیں دیکھا۔

(۲)..... جوں جوں میں اس کے چہرہ کی طرف دیکھتا ہوں تو اس کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔

رشید نے کہا اس پر اضافہ کرو۔

جب رات تجھ پر حملہ آور ہوتی ہے اور چھا جاتی ہے اور تو فجر کو نہیں دیکھتا تو وہ اپنے چہرہ کو نمایا کر دیتی ہے اور تو چاند کو دیکھ لیتا ہے۔ رشید نے کہا ہم نے اسے دیکھا ہے اور ہم نے تیرے لئے دس ہزار کا حکم دیا اس کے جن اشعار کی وجہ سے بشابن برد نے اسے تسلیم کیا اور اسے شعراء کی فہرست میں لکھا وہ یہ ہیں۔

(۱)..... میں ان لوگوں کو روتا ہوں جنہوں نے مجھے مذہ چکھایا وہ مجھے عشق کیلئے بیدار کر کے خود کو آرام ہو گئے۔

(۲)..... انہوں نے مجھے اٹھایا جب میں ان کا لادا ہوا بوجھ اٹھا کر کھڑا ہوا تو وہ بیٹھ گئے۔

(۳)..... اے سعد تو نے ان کے بابت مجھ سے باتیں کر کے میرے جنون میں اضافہ کر دیا اے سعد مجھے مزید اپنی باتیں بتا۔

(۴)..... اس کا عشق اس کا عاشق ہے دل نے اس کے علاوہ کسی کو نہیں پہچانا۔ اس کا قبل بعد کچھ نہیں۔

اصمعی کا قول ہے میں بصرہ عباس بن احنف کے پاس گیا تو وہ بستر پر پڑا ہوا کہہ رہا تھا۔

اے وطن سے الگ گھر سے دور رہنے والے جو اپنے غم پر روتا ہے اس کے زیادہ رونے سے اس کے جسم میں بیماریاں بڑھتی ہیں۔

پھر اس کے بعد وہ مدہوش ہو گیا۔ پھر وہ درخت پر بیٹھے ہوئے ایک پرندہ کی آواز سے ہوش میں آیا۔ اور کہنے لگا:

(۱)..... دل کا غم بڑھ گیا آواز دینے والا اس کی ٹھنیوں پر روتا ہے۔

(۲)..... اے بھی شوق دلانے والا وہی ہے جو مجھے شوق دلانے والا ہے ہم سب اپنے اپنے ٹھکانہ پر روتے ہیں۔

راوی کا قول ہے اس کے بعد وہ مدہوش ہو گیا میں نے اسے حرکت دی تو وہ دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ صولی کا قول ہے اس کی وفات اسی سال یا اس کے بعد یا اس سے پہلے ۱۸۹ھ میں ہوئی۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ عباس الرشید کے زمانہ کے بعد بھی زندہ رہا۔

عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر منصور زبیدہ کا بھائی رشید کے زمانہ میں بصرہ کا نائب تھا۔ اس سال دنیا سے رخصت ہوئے۔

فضل بن یحییٰ یہ فضل بن یحییٰ ابن خالد بن برمک جعفر کا بھائی ہے۔ یہ اور رشید دونوں رضاعی بھائی ہیں خیزران نے فضل کو دودھ پلایا۔

فضل کی والدہ زبیدہ بنت بن برہیہ نے ہارون الرشید کو دودھ پلایا۔ زبیدہ تبین البریہ کی مولدات میں سے تھیں اسی پر شاعر کے شعر ہیں:

(۱)..... تیرے فضل کے لئے کافی ہے کہ تو نے خلیفہ کے ساتھ ایک شریف عورت کا دودھ پیا۔

(۲)..... تو نے یحییٰ کو تمام میدانوں میں زینت بخشی جسے یحییٰ نے خالد کو تمام میدانوں میں زینت بخشی۔

مورخین کا قول ہے فضل اپنے بھائی جعفر سے بڑا سخی تھا لیکن اس میں تکبر اور بڑائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جعفر ہنس مکھ، خندہ و خوش اخلاق تھا لیکن سخی کم تھا لوگ اس کی طرف زیادہ مائل تھے لیکن فیاضی کی صفت تمام برائیوں پر غالب ہوتی ہے اسی صفت نے فضل کے تمام عیوب پر پردہ ڈالا ہوا تھا۔

ایک روز فضل نے اپنے طبایخ کو ایک لاکھ درہم دیئے تو اس کا والد ناراض ہو گیا جعفر نے کہا کہ خوشی و تنگی تمام حالات میں اس نے مجھے نہیں چھوڑا۔ اب خوشحالی میں اسے کیسے بھولوں۔ اسی کے بابت شاعر کا شعر ہے۔

فیاض لوگ جب آسانی میں ہوتے ہیں تو تنگ وقت والے ساتھیوں کو یاد کرتے ہیں۔

ایک روز فضل نے ایک ادیب کو دس ہزار دینار دیئے تو وہ رونے لگا فضل نے پوچھا کم ہیں اس نے کہا نہیں لیکن مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آپ اس دنیا سے چلے نہ جائیں۔

علی بن جہضم نے اپنے والد کا قول نقل کیا کہ ایک صبح میں بالکل مفلس ہو چکا تھا حتیٰ کہ سواری کا چارہ بھی نہیں تھا۔ میں فضل کے پاس گیا اس وقت وہ دار الخلافہ سے آرہا تھا مجھے دیکھ کر اس نے مر جبا کہہ کر مجھے بلایا۔ راستہ میں اس نے ایک غلام کو ایک لونڈی سے عشق کرتے دیکھا تو اسے بڑی تکلیف ہوئی۔ اس نے مجھ سے شکایت کی میں نے کہا آپ کو وہی تکلیف پہنچی جو بنی عامر کے ایک شخص کو پہنچی جب کہ اس نے کہا۔

(۱)..... جب ہم منیٰ کے حنیف مقام پر تھے ایک شخص نے نادانستہ حرکت کر کے دلوں کو غمگین کر دیا۔

(۲)..... اس نے لیلیٰ کے نام سے دوسری عورت کو بلایا گویا اس نے لیلیٰ کے ذریعہ میرے سینہ کے پرندہ کو آزاد کیا۔

اس نے کہا ان دونوں شعروں کو لکھ لو میں نے سبزی فروش کے پاس اپنی پکڑی رہن رکھ کر اس کے بدلہ کاغذ لیکر اس پر دونوں شعر لکھ کر فضل کو دیدیئے۔ اس نے کہا اطمینان کے ساتھ گھر چلے جاؤ۔

جب میں گھر پہنچا تو خادم نے کہا انگٹھی لاؤ تاکہ اسے رہن رکھ کر ہم کھانے کا انتظام کریں میں نے کہا وہ تو رہن رکھ دی شام سے پہلے ہی فضل نے ایک بھاری مالی رقم میرے پاس بھیجی اور ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ ایک ماہ کا پیشگی بھی دیدیا۔

ایک روز ایک عمر رسیدہ شخص فضل کے پاس آیا اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا۔ اس سے ضرورت پوچھی اس نے کہا تین لاکھ درہم قرض ہے یہ کہا اور اس کے بعد وہ ناامید ہو کر مفہوم حالت میں چلا گیا۔ اس کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی قرضہ اس کے گھر پہنچ چکا تھا۔ ایک شاعر نے فضل کی بابت کیا خوب شعر کہا:

(۱)..... اے فضل نام والے شخص میں وہ خوبی نہیں جو تجھ میں ہے۔

(۲)..... جب اللہ نے تیرا فضل لوگوں میں وسیع دیکھا تو تیرا نام بھی فضل رکھ دیا گویا نام اور فعل دونوں مل جل گئے۔

رشید کے ہاں فضل کا رتبہ زیادہ تھا جعفر رشید کا خاص بندہ تھا رشید نے فضل کو بڑے بڑے امور کا منتظم بنایا تھا۔ ان میں سے ایک خراسان کی نیابت ہے رشید نے جب برا مکہ کو قید قتل کیا تو فضل کو سو کوڑے لگوا کر جیل میں بند کر دیا۔ حتیٰ کہ اسی سال رشید سے پانچ ماہ قبل رقبہ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اسی محل میں اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں اس کے ساتھی تھے۔ اس کے بعد اس کا جنازہ نکالا گیا پھر عام لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ۳۵ سال کی عمر میں وہیں دفن کیا گیا اس کی موت کا سبب زبان کا بوجھل ہونا تھا۔ جمعرات اور جمعہ کے روز زیادہ ہو گیا تھا ہفتہ کی صبح اذان سے قبل اس کی وفات ہو گئی۔ ابن جریر کے قول کے مطابق سن وفات ۱۹۳ھ ابن الجوزی کے قول کے مطابق سن وفات ۱۹۲ھ ہے۔

ابن خلکان نے فضل کے حالات تفصیل سے بیان کئے۔ اس کے بڑے بڑے کارنامے بیان کئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ بلخ میں اس نے بت خانہ منہدم کرا کر مسجد بنوائی تھی۔ جیل میں وہ یہ اشعار پڑھا کرتا تھا:

- (۱)..... ہم اپنی تکلیف کی شکایت اللہ سے کرتے ہیں وہی تکلیف دور کرنے والا ہے۔
 (۲)..... ہم زندہ ہونے کے باوجود دنیا سے رخصت ہو گئے اب ہم نہ زندوں میں نہ مردوں میں۔
 (۳)..... جب جیل کا داروغہ ہمارے پاس آتا ہے تو ہم ازراہ تعجب کہتے ہیں کیا یہ دنیا سے آیا ہے۔
 محمد بن امیر شاعر کا تب کی وفات اسی سال ہوئی۔ ان کا پورا خاندان شاعر تھا اس وجہ سے بعض کے اشعار بعض سے مل جل گئے۔

منصور بن زبرقان..... ابن سلمہ ابدالفضل النمری کی وفات اسی سال ہوئی رشید کی مدح کی۔ اصل جزیرہ کے ہیں بغداد میں اقامت اختیار کی ان کے والد کو گدھوں کو مینڈھا کھلانے والا کھا جاتا تھا کیونکہ ایک روز ان کی دعوت پر گدھے ارد گرد جمع ہو گئے تو انہوں نے مہمانوں کو تکلیف سے بچانے کیلئے گدھوں کیلئے ایک دنبذخ کرنے کا حکم دیا چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ اسی کی بابت شاعر کا شعر ہے:
 تمہارے والد بنی قاسط کے سردار ہیں تمہارے ماموں گدھوں کو دنبہ کھلاتے ہیں۔ ان کے عمدہ اشعار ہیں کلثوم بن عمرو سے روایت کی وہی فن گلوکاری میں ان کے شیخ تھے۔

یوسف بن قاضی ابی یوسف..... سری بن یحییٰ یونس بن ابی اسحاق سے حدیث کا سماع کیا۔ رائے میں غور و فکر کر کے فقیہ بن گئے۔ اپنے والد کی حیات ہی میں مشرقی بغداد کے قاضی مقرر ہوئے رشید کے حکم سے جامع منصور میں لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہے۔ اسی سال بغداد کے قاضی ہونے کی حالت میں رجب میں رحلت فرمائی۔

واقعات ۱۹۳ھ

ابن جریر کا قول ہے اسی سال محرم میں فضل بن یحییٰ نے وفات پائی۔ ابن الجوزی کا قول ہے ۱۹۲ھ میں فضل نے وفات پائی جیسا کہ گذر چکا البتہ ابن جریر کا قول اقرب الی الصواب ہے۔ راوی کا قول ہے سعید الجوهری نے اسی سال وفات پائی۔
 اسی زمانہ میں رشید جرجان گیا اس کے پاس علی بن عیسیٰ کے خزانے ڈیڑھ ہزار اونٹوں پر لائے گئے۔ یہ واقعہ ماہ صفر کا ہے۔ اس کے بعد رشید بیماری کی حالت میں طوس گیا پھر وفات تک اس کا قیام وہیں رہا۔
 اسی زمانہ میں عراق کے نائب ہرثمہ اور رافع بن لیث میں مقابلہ ہوا ہرثمہ نے اسے شکست دیکر بخاری فتح کر لیا۔ اس کے بھائی نے بشر بن لیث کو گرفتار کر کے رشید کے پاس طوس بھیج دیا۔ وہ رشید کے سامنے کھڑا ہو کر معافی طلب کرنے لگا۔ رشید نے انکار کرتے ہوئے کہا واللہ! میری عمر صرف اتنی رہ گئی کہ میں تیرے قتل کے بابت اپنے ہونٹوں کو حرکت دوں اسی کے بعد رشید نے قصاب کو بلوا کر اس کے چودہ ٹکڑے کروادیئے۔ اس کے بعد رشید نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ! اے اس کی طرح اس کے بھائی رافع پر بھی مجھے قدرت دیجئے۔

رشید کی وفات..... رشید نے کوفہ میں ایک خوفناک خواب دیکھا۔ جبریل بن خثیمہ اس کے پاس آیا تو اس نے رشید کو غمزدہ دیکھ کر وجہ دریافت کی۔ رشید نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے تخت کے نیچے سے ایک ہتھیلی میں سرخ مٹی ظاہر ہوئی کہنے والا اس کے بارے میں کہہ رہا تھا کہ یہ ہارون کی مٹی ہے جبریل نے اس کے خواب کی اہمیت کو کم کرنے کیلئے اس سے کہا یہ حدیث نفس کا خیال خواب ہے۔ آپ اسے بھول جائیں۔ جب وہ خراسان جاتے ہوئے طوس سے گذرا تو اس کو بیماری نے آلیا۔ علاوہ ازیں اسے گزشتہ خواب بھی یاد آ گیا جس سے وہ خوف زدہ ہو گیا۔
 رشید نے جبریل سے کہا وہ خواب تجھے یاد نہیں جو میں نے تجھے سنایا تھا اس نے جواب دیا بیشک۔ پھر رشید نے مسرور الحادم کو بلا کر کہا اس زمین کی تھوڑی سی مٹی میرے پاس لا۔ چنانچہ وہ ہتھیلی میں سرخ مٹی لیکر آیا جسے رشید نے دیکھ کر کہا یہ وہی مٹی اور وہی ہتھیلی ہے جو میں نے دیکھی تھی۔ جبریل کا قول ہے کہ اس کے بعد تین روز گزرنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا رشید نے قبل از موت حمید بن ابی غانم طائی کے گھر میں جس میں وہ رہتا تھا ابن قیس کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔ وہ اپنی قبر دیکھ کر کہتا تھا اے ابن آدم تو نے اس کی طرف جانا ہے پھر اس نے اپنی قبر پر قرآن پڑھنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے

اس کی قبر پر ختم قرآن کیا وہ قبر کے کنارے اسٹریچر پر لیٹا ہوا تھا۔ رشید نے بوقت وفات چادر کی گوٹ ماری اور بیٹھ کر سکرات موت برداشت کرنے لگا۔ حاضرین نے اسے کہا اگر آپ لیٹ جائیں تو آسانی ہوگی۔ وہ صحیح طور پر مسکرا کر کہنے لگا کیا تم نے شاعر کا قول نہیں سنا۔ ایسے شرفاء سے میرا تعلق ہے جن کے صبر و استقلال میں حوادث زمانہ اضافہ کرتے ہیں۔

۱۹۳ھ جمادی الثانی کے شروع میں ہفتہ یا اتوار کی شب ۴۵ یا ۴۷ سال کی عمر میں رشید نے وفات پائی۔ اس کی حکومت ۲۳ سال رہی۔

ہارون الرشید کے حالات..... ہارون الرشید امیر المومنین بن مہدی محمد بن المنصور ابی جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشی الهاشمی ابو محمد یا ابو جعفر، ان کی والدہ خیزران ام ولد تھیں سن ولادت ۱۴۶ھ، ۱۴۷ھ، ۱۴۸ھ ہے بعض کا قول ۱۵۰ھ کا بھی ہے ان کے بھائی موسیٰ ہادی کی وفات کے بعد ربیع الاول میں ان کے والد کے ولی عہد بنانے کی وجہ سے ۱۷۰ھ میں ان کی بیعت کی گئی۔

رشید نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے تم اپنے کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ تمہیں اپنے آپ کو آگ سے بچانا پڑے۔ منبر پر خطبہ کے دوران انہوں نے یہ حدیث لوگوں کے سامنے بیان کی۔ ان سے ان کے لڑکے سلیمان ہاشمی نباتہ بن عمرو نے احادیث بیان کی۔

رشید سفید رنگ دراز قد موٹا تازہ، حسین و جمیل شخص تھا اپنے والد کی سیادت میں بارہا اس نے گرمیوں کی جنگ لڑی۔ اس کے قسطنطنیہ کے محاصرہ کرنے کے بعد ہی رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوئی۔ اس وقت مسلمان سخت تکالیف میں مبتلا اور بے امن تھے۔ صلح لیون کی بیوی ملقب با غسطہ سے ہوئی، جو سالانہ مسلمانوں کو بہت کچھ دیتی تھی۔ جس سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اس نے اپنے والد کو اپنے بھائی کے بعد ۱۶۶ھ میں اپنی بیعت پر آمادہ کیا تھا۔ پھر خلیفہ بننے کے بعد اس نے لوگوں سے اچھی روش اختیار کی۔ اس نے کئی حج اور غزوہ کئے اسی بناء پر ابو سعلی نے اس کے بارے میں اشعار کہے:

(۱)..... تجھ سے ملاقات کا خواہاں حرمین یا سرحدوں کی انتہاء پر تجھ سے ملاقات کر سکتا ہے۔

(۲)..... دشمن کی سرزمین پر تو تیز رفتار گھوڑے پر ہوتا ہے۔ اور دوست کی زمین میں کجاوہ پر ہوتا ہے۔

(۳)..... تجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے سرحدوں کو اکٹھا نہیں کیا۔

رشید یومیہ رأس المال سے ایک ہزار درہم صدقہ کرتا تھا۔ حج پر جاتے وقت آپ کے ساتھ فقہاء اور ان کے لڑکے ایک ۱۰۰ سو کی تعداد میں ہوتے تھے جس سال خود حج پر نہیں جاتے تو اپنی طرف سے تین سوا افراد کو مکمل خرچہ اور لباس کے ساتھ بھیجتے تھے سخاوت کے علاوہ اپنے دادا ابو جعفر منصور کے ساتھ مشابہت پسند کرتے تھے۔ فقہاء اور شعراء سے محبت کرتے۔ انہیں عطایا دیتے۔ کوئی نیکی کا موقع ہاتھ سے خالی نہیں جانے دیتے تھے۔ ان کی انگوٹھی کا نقش لا الہ الا اللہ تھا۔ وفات تک یومیہ ایک سو نفل رکعات پڑھنے کا معمول تھا۔

ابن ابی مریم رشید کو ہنساتا تھا اس کو حجاز کے بارے میں خوب معلومات تھیں۔ رشید نے اس کو اپنے گھر میں داخل کر کے اپنا فیملی ممبر بنالیا تھا ایک رات رشید نیند سے بیدار ہو کر وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گیا ابن ابی مریم نے اسے یہ آیت (ترجمہ)..... مجھے کیا ہو گیا کہ میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس نے مجھے پیدا کیا ہے) پڑھتے ہوئے پایا۔ ابن ابی مریم کہنے لگا واللہ میں نہیں جانتا کہ میں اس کی عبادت کیوں نہیں کرتا جس نے مجھے پیدا کیا۔ رشید ہنس پڑا اور نماز توڑ کر ابن ابی مریم سے کہا تیری ہلاکت ہو جائے نماز اور قرآن سے اجتناب کیا کر ان میں دخل اندازی مت کیا کر کہ ان کے علاوہ دیگر باتوں میں دخل اندازی کیا کر۔

ایک روز عباس بن محمد چاندی کے برتن میں ایک بہترین خوشبو رکھ کر رشید کے پاس لایا اس کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے رشید سے کہنے لگا آپ اسے قبول کر لیجئے۔ رشید نے قبول کر لی۔ ابن ابی مریم نے رشید سے وہ خوشبو مانگی تو اس نے اسے دیدی۔ عباس بن محمد نے ابن ابی مریم سے کہا تو ہلاک ہو۔ میں ایسی عمدہ خوشبو لایا جو میں نے خود نہیں لی اور نہ ہی اپنے اہل خانہ کو دی۔ میں نے وہ خوشبو امیر المومنین کو ترجیح دیتے ہوئے انہیں دیدی۔ اور تو نے امیر المومنین سے لے لی۔ ابن ابی مریم نے قسم اٹھا کر کہا میں اس خوشبو کو اپنی سرین پر لگاؤں گا۔ پھر اس سے کچھ خوشبو نکال کر اپنی سرین پر لگائی۔

پھر تمام بدن پر تل لی رشید ہنسی کی وجہ سے بے قابو ہو رہا تھا۔

اس کے بعد ابن ابی مریم نے خادم خاقان کے ذریعہ اپنے غلام کو بلوایا۔ اس سے کہا کہ یہ خوشبو تنک کے پاس لے جاؤ۔ اسے کہہ وہ اسے اپنی سرین پر لگائے۔ حتیٰ کہ میں اس کے پاس آکر اس سے جماع کروں گا۔ رشید ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ پھر ابن ابی مریم عباس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا تو یہ خوشبو امیر المومنین کو دیکر اس کی تعریف کرتا ہے حالانکہ آسمان زمین ملک الموت اس کے محتاج ہیں۔ اور تو اس کے پاس اس خوشبو کی تعریف ایسے انداز میں کر رہا ہے کہ گویا وہ سبزی فروش نان باز یا کھجور فروخت کنندہ ہے قریب تھا کہ رشید ہنسی سے ہلاک ہو جائے۔ پھر اس نے ابن ابی مریم کیلئے ایک لاکھ درہم کا حکم دیا۔

ایک روز رشید نے دوا پی کر ابن ابی مریم سے کہا آج حجابت گے فرائض آپ انجام دیں۔ جو کچھ آئیگا وہ ہمارے درمیان نصف ہوگا چنانچہ اس نے قبول کر لیا امراء کی طرف سے آنے والوں ہدایا کی تعداد ساٹھ ہزار ہو گئی۔ دوسرے روز رشید نے ہدایا کی مقدار کے بابت اس سے دریافت کیا تو اس نے بتا دیا۔ رشید نے اپنے حصہ کے بابت پوچھا تو اس نے کہا میں نے آپ سے دس ہزار سبب پر صلح کر لی ایک دن رشید نے محمد بن حازم ابو معاویہ اعمیٰ محدث کو حدیث سننے کیلئے مدعو کیا۔ ابو معاویہ کا قول ہے کہ رشید ہر حدیث سن کر کہتا تھا اللہ علی سیدی۔ نصیحت کی بات سن کر اس کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی حتیٰ کہ زمین پر اس کے آنسو گرنے لگتے۔

ابو معاویہ ہی کا قول ہے کہ ایک روز رشید کے پاس میں نے کھانا کھایا۔ اس سے فارغ ہو کر ایک شخص نے میرے ہاتھ دھلوائے جسکی میں شناخت نہیں کر سکا۔ پھر اس نے ہاتھ دھلوانے والے کے بابت مجھ سے پوچھا تو میں نے لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ اس نے کہا خلیفہ نے آپ کے ہاتھ دھلوائے ہیں۔ میں نے اس کیلئے دعا کی۔ اس نے کہا میں نے علم کی تعظیم میں یہ کام کیا ایک بار ابو معاویہ اعمیٰ نے متعدد طرق سے رشید کے سامنے حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کے احتجاج کی حدیث بیان کی۔ رشید کے چچا نے سوال کیا اے ابو معاویہ ان دونوں کی ملاقات کہاں ہوئی۔ چچا کی بات سے رشید کا چہرہ غصہ کی وجہ سے سرخ ہو گیا۔ اس نے کہا تو حدیث پر اعتراض کرتا ہے رشید نے چمڑے کا فرش اور تلوار منگوائی۔ لوگوں نے اس کی سفارش کی ساروں نے کہا یہ زندیق ہے پھر اسے جیل میں بند کر دیا۔ اس نے قسم کھا کر کہا جب تک مجھے یہ پتہ نہیں چلے گا کہ کس نے اس تک یہ بات پہنچائی ہے میں اسے رہا نہیں کروں گا رشید کے چچا نے مغلف قسمیں اٹھا کر کہا مجھ تک یہ بات کسی نے نہیں پہنچائی۔ مجھ سے بیوقوفی کی وجہ سے جلدی میں یہ بات زبان سے نکل گئی۔ میں اس پر اللہ سے توبہ استغفار کرتا ہوں۔ تب جا کر رشید نے اسے رہا کیا۔

ایک شخص کا قول ہے میں رشید کے پاس گیا اس کے سامنے گردن کٹ ایک شخص پڑا تھا جلاد اس کی گدی میں تلوار صاف کر رہا تھا۔ رشید نے کہا میں نے اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے اس کے قرآن کو مخلوق کہنے کی وجہ سے اسے قتل کیا۔ ایک عالم نے رشید سے کہا شیخین سے محبت کرنے والوں کا اپنے اقتدار کی وجہ سے اعزاز کرو۔ اس نے جواب دیا کیوں نہیں میں خود ان دونوں سے محبت کرتا ہوں ان کے خمین سے خوش ہوتا ہوں ان کے بغضین کو سزا دیتا ہوں۔ ابن سماک نے رشید سے کہا اللہ نے مجھے دنیاوی اعتبار سے سب سے اونچا مقام عطا کیا تو بھی کوشش کر کے اس کے نزدیک سب سے بڑا عابد بن جا رشید نے کہا مختصر ہونے کے باوجود تو نے نصیحت میں انتہا کر دی۔

فضیل بن عیاض کا قول ہے اللہ نے مجھے دنیا میں سب سے اونچا مقام عطا کیا۔ تو کوشش کر کے آخرت میں بھی سب سے اونچا مقام حاصل کر، ایک روز رشید نے سماک کی موجودگی میں پانی طلب کیا۔ اس کے پاس ٹھنڈے پانی کا مٹکا لایا گیا۔ رشید نے ابن سماک سے نصیحت کی درخواست کی۔ ابن سماک نے کہا اے خلیفہ اگر آپ کو پانی نہ ملے تو آپ یہ مٹکا کتنے میں خرید کریں گے۔ اس نے جواب دیا نصف باوشاہت کے بدلہ سماک نے کہا خوشی سے آپ اسے پو پھر کہا اگر آپ کا پیشاب رک جائے تو پھر آپ کیا کرو گے۔ رشید نے کہا اس پر میں اپنی نصف حکومت لگا دوں گا۔ سماک نے کہا آپ کی حکومت کی یہ قیمت ہے کہ نصف پانی کے بدلہ اور باقی نصف پیشاب کے بدلہ ایسی خسیس شے کے حصول کیلئے رغبت کرنا عقل و دانائی کے منافی ہے سماک کی یہ بات سن کر ہارون کے آنسو نکل آئے۔

ابن قتیبہ نے ریاشی کے واسطے سے اصمعی کا قول نقل کیا، یکہ میں جمعہ کے روز رشید کے پاس گیا تو وہ ناخن تراش رہا تھا اس معاملہ میں، میں نے اس سے بات کی تو اس نے کہا جمعرات کے روز ناخن صاف کرنا سنت ہے اور جمعہ کے روز رافع للفقیر ہے اصمعی نے پوچھا آپ کو بھی فقر کا اندیشہ۔

اس نے جواب دیا مجھے تو سب سے زیادہ فقر کا اندیشہ ہے۔

ابن عسا کر نے مہدی کا قول نقل کیا یہ ایک روز رشید نے میری موجودگی میں طبخ کو بلا کر اونٹ کے گوشت کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا اونٹ کے مختلف قسم کے گوشت اس وقت موجود ہیں۔ رشید نے کھانے میں اونٹ کے گوشت کا حکم دیا۔ کھانا آنے کے بعد رشید نے اس کا ایک لقمہ منہ میں لیا ہی تھا کہ جعفر برکی کی ہنسی چھوٹ گئی۔ رشید اس لقمہ کو چپانے کے بجائے اس کی طرف متوجہ ہو کر ہنسی کے بارے میں پوچھنے لگا جعفر نے جواب دیتے ہوئے کہا کوئی خاص بات نہیں گذشتہ رات میرے اور بادنی کے درمیان ہونے والی بات مجھے یاد آگئی رشید نے کہا میرے حق کی قسم تجھے وہ بات بتانا ہوگی۔ جعفر نے کہا اے خلیفہ آپ نے یہ کھانا کتنے درہم میں خریدا۔ رشید نے کہا چار درہم میں۔

جعفر نے کہا بلکہ چار لاکھ درہم میں رشید نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا آپ نے کافی عرصہ پہلے طبخ سے اونٹ کا گوشت طلب کیا تھا۔ اس وقت وہ موجود نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے آپ نے کہا تھا کہ اونٹ کا گوشت ضرور ہونا چاہئے۔ ہم بازار میں اونٹ کا گوشت نہ ملنے کی وجہ سے اس روز سے لے کر آج تک یومیہ ایک اونٹ ذبح کر رہے ہیں۔ اس پر چار لاکھ درہم خرچ ہو چکے ہیں۔ اس وجہ سے مجھے ہنسی آگئی کہ خلیفہ کو یہ لقمہ چار لاکھ درہم میں پڑا ہے۔

اس کے بعد رشید نے وہ دسترخوان اٹھوایا۔ اپنے نفس کو ملامت کرنے لگا اور مسلسل عصر تک اس پر گریہ طاری رہا۔ نماز عصر پڑھا کر اس نے حرمین اور مشرقی اور مغربی بغداد فقراء کیلئے دو لاکھ اس کے بعد کوفہ و بصرہ کے مساکین کیلئے ایک لاکھ درہم صدقہ کیا بعد نماز مغرب قاضی ابو یوسف رشید کے پاس آئے اور انہوں نے مسلسل پورے دن گریہ طاری رہنے کی وجہ دریافت کی۔ ہارون نے پورا واقعہ سنا دیا۔ ابو یوسف نے جعفر سے پوچھا اونٹ ذبح کرنے کے بعد اس کا گوشت ضائع ہو جاتا تھا یا لوگ اسے کھا لیتے تھے۔ اس نے کہا لوگ اسے کھا لیتے تھے۔ ابو یوسف نے ہارون سے کہا آپ کیلئے تین خوشخبریاں ہیں:

(۱)..... جب سے جعفر اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھلا رہے ہیں اس کے صدقہ کا ثواب آپ کو مل رہا ہے۔

(۲)..... اللہ نے آج بھی آپ کو مساکین پر خرچ کرنے کی توفیق بخشی۔

(۳)..... اللہ نے آپ کو خوف و خشیت عطا کی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(ترجمہ)..... جو شخص اپنے رب کے مقام سے خوف کھا جائے اور روکے اپنے نفس کو خواہش سے، اس کیلئے دو باغات ہیں۔

رشید نے قاضی ابو یوسف کیلئے چار لاکھ درہم کا حکم دیا۔ اس کے بعد رشید نے کھانا منگوا کر کھایا۔ گویا کہ آج صبح کا ناشتہ انہوں نے اس وقت کیا۔ عمرو بن بحر الجاحظ کا قول ہے رشید کی طرح سنجیدہ اور مذاقیہ لوگ کس خلیفہ کیلئے جمع ہوئے۔ ابو یوسف اس کے قاضی۔ برلقہ اس کے وزراء فضل بن ربیع اس کا دربان۔ عمرو بن عباس اس کا ندیم مروان بن حفص اس کا شاعر۔ ابراہیم موصلی اس کا گویا ابن ابی مریم اس کا مذاقیہ، لوگوں میں سے سب سے زیادہ نیکی کی طرف راغب جس نے حرم کا پانی بند ہونے کے بعد اسے جاری کروایا۔ اللہ نے اس کے ہاتھ پر بہت سے امور خیر جاری فرمائے اس کی بیوی زبیدہ تھی۔ خطیب بغدادی نے رشید کا قول نقل کیا ہے کہ ہم ایسی قوم ہیں جسکی تکلیف بڑی اور بعثت اچھی ہے ہم آپ ﷺ کے وارث اور خلافت ہم میں باقی ہے۔

ایک روز طواف کرتے ہوئے رشید سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے آپ سے کچھ سخت باتیں کرنی ہیں۔ رشید نے جواب دیا نہیں نہ وہ آنکھ ٹھنڈی ہو۔ اللہ نے تجھ سے بہتر کو مجھ سے برے کے پاس بھیجتے وقت اسے نرم انداز میں گفتگو کرنے کا حکم دیا۔ شعیب بن حرب کا قول ہے کہ میں نے رشید کو مکہ کے راستہ میں دیکھ کر دل میں کہا تجھ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضروری ہے لیکن میرے نفس نے مجھے قتل سے خوف زدہ کیا۔ لیکن میں نے کہا آج ضرور میں یہ کام کروں گا۔ چنانچہ میں نے اسے پکا کر کہا اے ہارون تو نے لوگوں اور بھائیم کو در ماندہ کر دیا۔ اس نے مجھے پکڑ کر لانے کا حکم دیا جب مجھے اس کے سامنے لے جایا گیا اس وقت وہ اتنی کلباڑی سے کرسی پر بیٹھا ہوا کھیل رہا تھا۔ اس نے کہا تو کون ہے۔ میں نے کہا، مسلمان۔ اس نے پھر مجھ سے پوچھا کس قبیلہ سے؟ میں نے کہا انبار سے، اس نے کہا تو نے مجھے میرا نام لے کر کیوں پکارا؟ میں نے کہا میں نے دل میں سوچا کہ میں اللہ کو اس کے نام سے پکارتا ہوں تو آپ کو آپ کے نام سے کیوں نہ پکاروں، علاوہ ازیں اللہ نے اپنے محبوب بندوں کے نام سے انھیں پکارا جیسا

کہ فرمایا آدم یا نوح یا ہود یا صالح یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا عیسیٰ وغیرہ۔

نیز اللہ نے اپنے دشمنوں کو کنیت سے پکارا جیسا کہ فرمایا تبت یدئی ابی لہب، اس کے بعد رشید نے مجھے چھوڑنے کا حکم دیا۔ ایک روز ابن سماک نے رشید سے کہا تو اکیلا دنیا سے جائیگا۔ اکیلا قبر میں ہوگا۔ اکیلا قبر سے اٹھے گا۔ اللہ کے حضور پیش اور جنت جہنم کے ٹھکانے کے بارے میں ڈر۔ جس دن خاموشی پر گرفت ہوگی قدم لغزش کھا جائیں گے ندامت ہوگی۔ کوئی توبہ، معافی، مالی فدیہ قبول نہیں ہوگا۔ رشید کی روتے روتے آواز بلند ہوگئی۔ یحییٰ بن خالد نے سماک سے کہا آج رات تم نے خلیفہ کو مشقت میں ڈال دیا۔ سماک خود بھی روتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے۔

فضیل بن عیاض نے ایک شب مکہ میں وعظ کے دوران رشید سے کہا اے خوبصورت چہرہ والے۔ تجھ سے تمام لوگوں کے بابت باز پرس ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (ترجمہ)..... ”ان کے رشتے ختم ہو جائیں گے“ کہا کہ ہم سے لیث نے مجاہد کے حوالہ سے بیان کیا وہ رشتے جو ان کے درمیان دنیا میں قائم تھے یہ سکر ہارون رو پڑا حتیٰ کہ سسکیاں لینے لگا۔ فضیل کا قول ہے ایک روز رشید نے اپنا گھر آراستہ کر کے خوب اچھی طرح اس میں کھانے پینے کا انتظام کر کے مجھے مدعو کیا پھر ابوالعتاہبہ کو بلا کر ہم جس عیش و آسائش میں ہیں اس کی صفت ہمارے سامنے بیان کرو تو اس نے کہا۔

(۱)..... جب تک چاہے محلات کی چوٹیوں میں صبح سلامت رہ۔
(۲)..... تو جو چیز چاہتا ہے صبح سے شام تک تیری طرف دوڑتی ہوئی آتی ہے۔
(۳)..... جب موت کے وقت سینہ کی تنگی کی وجہ سے سانس غرغرائے گا اس وقت تجھے اپنے دھوکہ میں ہونے کا یقین ہو جائے گا۔
راوی کہتا ہے کہ ہارون بہت رویا، فضیل بن یحییٰ نے ابوالعتاہبہ سے کہا امیر نے مجھے بلایا تھا کہ تو اسے خوش کر اس کے بجائے تو نے اسے غمزہ کر دیا رشید نے اسے کہا اسے چھوڑ دو۔ اس نے ہمارا اندھا پن دیکھ کر اسے کم کرنے کی کوشش کی۔ ایک بار رشید نے ابوالعتاہبہ سے مختصر اشعار میں نصیحت کرنے کا کہا اس نے کہا:۔
(۱)..... کسی سانس اور کسی لمحہ بھی موت سے غافل مت ہوا اگر چہ تو دربانوں اور محافظوں کے سایہ میں ہو۔
(۲)..... خوب ذہن نشین کرے کہ موت کے تیر ہرزہ پوش اور ڈھال والے کو سیدھے جا کر لگتے ہیں۔
(۳)..... تو غلط راستہ پر چل کر نجات کا خواہاں ہے کشتی خشکی پر رواں نہیں ہوتی۔
راوی کا قول ہے رشید مدہوش ہو کر گر پڑا۔ ایک بار رشید نے ابوالعتاہبہ کو جیل میں بند کر دیا اور اس کی باتوں کو پہنچانے کیلئے ایک شخص مقرر کر دیا ابوالعتاہبہ نے جیل کے دروازہ پر درج ذیل اشعار لکھے:

(۱)..... واللہ ظلم بری عادت ہے برا آدمی ہمیشہ ظالم ہوتا ہے۔
(۲)..... جزاء کے دن کی طرف ہم جزاء اور سزاء جا رہے ہیں اسی دن تمام لوگ اپنے اپنے جھگڑے لے کر اللہ کے حضور پیش ہوں گے۔
راوی کا قول ہے کہ رشید نے اسے ایک ہزار دینار دیکر رہا کر دیا۔
حسن بن ابی ہشام نے محمد بن عباد کے حوالہ سے سفیان بن عیینہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک روز میں رشید کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے میرا حال دریافت کیا میں نے کہا۔ اللہ کے سامنے کوئی گھر پوشیدہ نہیں تھا اور سکوت طویل ہو گیا۔ رشید نے کہا ابن عیینہ اور اس کی اولاد کیلئے ایک لاکھ کافی ہے اور رشید کیلئے نقصان دہ نہیں۔
اقصعی کا قول ہے ایک بار میں رشید کے ہمراہ حج پر تھا ہم ایک وادی کے پاس گزرے اس کے کنارہ پر ایک حسین و جمیل عورت پیالہ سامنے رکھ کر مانگتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

(۱)..... سالوں کی ہلاکت نے ہمیں ہلاک کر دیا۔ زمانہ کے حوادث نے ہمیں زور پھینک دیا۔
(۲)..... تمہارے زادا اور طعام سے کچھ حاصل کرنے کیلئے ہم خالی ہاتھ تمہارے پاس آئے۔

(۳)..... اے بیت حرم کے زائرین اپنا ثواب اور اجر حاصل کروں۔

(۴)..... مجھے دیکھنے والے نے میرا کجاوہ بھی دیکھ لیا میری مسافرت اور میرے مقام کی ذلت پر رحم کھاؤ۔

اصمعی کا قول ہے میں نے رشید کے پاس جا کر اس عورت کی صورتحال بیان کی رشید نے خود آکر وہ اشعار سنے۔ اسکو اس پر رحم آگیا اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ مسرور خادم کو اس کا پیالہ سونے سے بھرنے کا حکم دیا۔ اس نے اس کا پیالہ سونے سے بھر دیا حتیٰ کہ دائیں بائیں سونا گرنے لگا۔

ایک دفعہ رشید نے ایک بدو کو حج کے راستہ میں اونٹوں کو ہانکتے ہوئے سنا:

(۱)..... اے غم کے سنگم تو مر جائے گا اور تیری مٹی ختم ہو جائے گی۔

(۲)..... قلم کے خشک ہونے اور محبت کرنے کے بعد وہ مجھے کیسے تعویذ دے گا۔

رشید نے خادم سے پوچھا تمہارے پاس کتنے پیسے ہیں۔ اس نے کہا چار سو دینار رشید نے کہا اس بدو کو دیدو۔ بدو کے اس رقم پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے ساتھی نے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر بطور مثال کے ایک شعر پڑھا۔ میں قعقاع بن عمرو کا ہمنشین ہوں اور قعقاع کا ہمنشین محروم نہیں ہوتا۔

رشید نے اس کے لئے بھی خادم کو کچھ دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے دو سو درہم اسے دیئے۔ ابو عبیدہ کا قول ہے اس تمثیل کا اصل واقعہ یہ ہے کہ

ایک بار معاویہ بن ابی سفیان کو سنہری پیالوں کا ایک گلدستہ ہدیہ کیا گیا۔ اس نے وہ سب اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے قعقاع بن عمرو سفیان کے

پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پہلو میں ایک دیہاتی بیٹھا تھا جس کے لئے جام بچا نہیں تھا۔ بدو نے حیا کی وجہ سے سر جھکا دیا۔ قعقاع نے اسے اپنا پیالہ

دے دیا۔ جس کی وجہ سے بدو جاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ میں قعقاع بن عمرو کا ہمنشین ہوں ایک روز رشید زبیدہ کے پاس سے مسکراتے نکلا۔ حاضرین

نے مسکرانے کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا میں آج اس کے پاس گیا تھا میں نے قبول اور رات کا آرام اسی کے پاس کیا سونے کے گرنے کی آواز نے مجھے

بیدار کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ مصر سے تین سو دینار آئے ہیں زبیدہ نے وہ دینار مجھ سے مانگے میں نے اسے دیدیئے۔ جب میں نکلنے لگا تو جھگڑتی ہوئی مجھ

سے کہنے لگی میں نے تجھ میں کوئی خیر نہیں دیکھی۔ رشید نے ایک بار مفضل ضحیٰ سے پوچھا کہ بھیڑے کے بارے میں سب سے اچھا شعر کونسا کہا گیا۔

اگر تو نے سنا دیا تو تجھے یہ انگٹھی (جس کی قیمت ایک لاکھ چھ سو دینار ہے) دوں گا۔ اس نے ایک شعر سنایا۔

بھیڑ یا ایک آنکھ سے سوتا ہے اور ایک آنکھ سے مصائب سے اپنا بچاؤ کرتا ہے لہذا وہ سوتا بھی ہے اور جاگتا بھی ہے۔ رشید نے کہا صرف ہم سے

انگٹھی لینے کیلئے تو نے یہ شعر کہا۔ پھر وہ انگٹھی رشید نے اس کے حوالہ کر دی۔ زبیدہ نے دوبارہ اس سے ایک لاکھ چھ سو دینار میں خرید کر وہ انگٹھی رشید کو

دیدی۔ اور کہنے لگی کہ مجھے معلوم ہوا کہ یہ آپ کو پسند ہے۔ رشید نے انگٹھی اور پیسے مفضل کے حوالہ کرتے ہوئے کہا ہم ہبہ کر کے چیز واپس نہیں لیتے۔

ایک روز رشید نے عباس بن اخف سے پوچھا کونسا شعر عربوں کے نزدیک سب سے نازک ہے اس نے کہا جمیل کا بیٹہ کے بارے میں کاش

میں بھرا۔ اندھا ہوا بیٹہ میرے آگے آگے چلتی۔ مجھ پر اس کی گفتگو پوشیدہ نہ ہوتی۔

رشید نے اس سے کہا اس سے زیادہ لطیف تیرا یہ قول ہے ”عشق نے اللہ کے تمام بندوں میں چکر لگایا حتیٰ کہ جب وہ میرے پاس سے گزرا تو وہ

کھڑا ہو گیا“۔ عباس نے کہا اے امیر! تیرا یہ قول اس سے زیادہ لطیف ہے۔

(۱)..... کیا تیرے لئے یہ کافی نہیں کہ تو میرا مالک ہے حالانکہ تمام لوگ میرے مملوک ہیں۔

(۲)..... اگر تو میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دے تو میں عشق کی وجہ سے کہوں گا تو نے اچھا کیا اس میں اور اضافہ کر۔

رشید ہنس پڑا اسے یہ شعر بہت پسند آیا۔ رشید کی تین خاص باندیوں کے بارے میں اس کے یہ شعر ہیں:

(۱)..... تینوں نو عمر باندیوں نے میری لگام پر قابو پالیا۔ اور میرے دل کی ہر جگہ میں فرد کش ہو گئی۔

(۲)..... کیا بات ہے کہ ساری دنیا میری مطیع ہے اور میں ان کی نافرمانیوں کے باوجود ان کا مطیع ہوں۔

(۳)..... اس کا سبب عشق کی بادشاہت ہے جس سے وہ مضبوط ہو گئی کیوں کہ عشق کی بادشاہت میری بادشاہت سے زیادہ طاقتور ہے۔

صاحب العقد نے اپنی کتاب میں کہا۔

وہ ظاہر اعراض کرتی ہے محبت کو چھپاتی ہے دل راضی ہے لیکن نگاہ راضی نہیں۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ رشید کے گھر میں لڑکیوں باندیوں، ان کی خادمہ، اور اس کی بیوی کی خدمتگاروں کی تعداد چار ہزار تھی آج تک روز وہ سب اس کے سامنے حاضر ہوئیں۔ مطربات نے رشید کو گانا گانا سنایا وہ بہت خوش ہوا۔ ان پر مال نچھاور کرنے کا حکم دیا۔ اس روز ہر ایک کے حصہ میں تین ہزار درہم آئے۔ یہ بات من و عن ابن عساکر نے بھی نقل کی۔

بعض کا قول ہے کہ ایک بار رشید نے مدینہ سے ایک باندی خریدی جو اسے بہت پسند تھی۔ اس نے اس کے موالی اور اس کے ساتھ رہنے والوں کے حاضر کرنے کا حکم دیا تا کہ ان کی ضروریات پوری کی جائیں۔ چالیس افراد اس کے سامنے لائے گئے اس نے فضل کو ان سے ملاقات کا حکم دیا۔ ان میں ایک ایسا بھی شخص تھا جو باندی کا عاشق تھا اور اس کی سکونت مدینہ میں تھی فضل نے اسی سے اس کی ضرورت کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا میری ضرورت یہ ہے کہ امیر مجھے اس باندی کے ساتھ بٹھائے۔ پھر میں تین رطل شراب نوش کروں۔ پھر وہ مجھے تین آواز میں گانا سنائے۔ فضل نے کہا تو مجنون ہے۔ اس نے کہا نہیں لیکن میں نے اپنی ضرورت امیر المومنین کے سامنے رکھ دی، چنانچہ اس کی ضرورت رشید کے سامنے پیش کی گئی رشید نے اس کی ضرورت پورا کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ باندی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ خدام اس کے سامنے تھے۔ ایک کرسی پر وہ شخص بیٹھ گیا اس نے ایک رطل شراب پی کر اس کو گانا سنانے کیلئے کہا۔

(۱)..... میرے دوستو! آؤ اللہ تمہیں برکت دے اگر ہند تمہارے علاقہ میں اعتدال پر نہیں۔

(۲)..... تو اس سے کہو ہمیں راستہ سے بھٹک جانے سے گزرنے نہیں دیا لیکن ہم عدا تمہاری ملاقات کیلئے گزر گئے۔

(۳)..... کل تم میں سے اور ہم میں سے اکثر صحراء نشین ہو جائیں گے میرا گھر تمہارے گھروں سے زیادہ دور ہو جائے گا۔

اس نے گانا سنایا پھر فوراً خادم اس کے پاس آیا اس نے دوسرا رطل نوش کیا اور کہا گانا سناؤ میں تجھ پر قربان جاؤں۔ ہماری آنکھوں نے چہروں پر ہم سے گفتگو کی ہم خاموش تھے اور عشق محو تکلم تھا۔ ہم کبھی ناراض ہو جاتے تھے اور اپنی نگاہوں سے راضی ہو جاتے تھے یہ ہمارے درمیان ایسی بات تھی جو کسی کو معلوم نہیں تھی۔ راوی کہتا ہے اس نے اسے گانا سنایا۔ پھر اس نے تیسرا رطل نوش کیا۔ اور کہا مجھے گانا سناؤ (اللہ مجھے تجھ پر قربان کرے)۔

(۱)..... کیا ہی اچھا ہوا کہ ہم جدا نہیں ہوئے۔ زمانہ نے ہم سے خیانت کی نہ ہم نے زمانہ سے خیانت کی۔

(۲)..... کاش زمانہ ایک دفعہ ہمارے لئے اسی طرح ہو جائے اور ہم بھی دوبارہ اسی طرح ہو جائیں۔

پھر وہ نو جوان کھڑا ہو کر وہاں ایک سیڑھی پر چڑھ گیا پھر اس نے گدی کے بل اپنے کوا پر سے گرا دیا۔ اور مر گیا۔ رشید نے کہا نو جوان نے جلد بازی سے کام لیا۔ قسم بخدا! اگر وہ جلدی نہ کرتا تو وہ میں اس باندی کو اسے ہبہ کر دیتا۔

رشید بے شمار فضائل و مناقب کا مالک تھا۔ ائمہ نے ان میں سے کافی بیان کئے ہم نے بھی ان میں سے کچھ اچھے نمونے بیان کئے۔

فضیل بن عیاض کا قول ہے ہمارے نزدیک سب سے زیادہ رشید کی موت گراں تھی۔ کیوں کہ مجھے اس کے بعد حوادث زمانہ کا خوف ہے میری اللہ سے دعا ہے کہ میری عمر ختم کر کے اس کی عمر میں اضافہ کر دے۔

رشید کی وفات کے بعد فتنے حوادث اختلافات ظاہر ہوئے۔ خلق قرآن کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ فضیل بن عیاض کا خیال صحیح ثابت ہوا قبل ان میں ہم نے اس کا خواب بیان کر دیا۔ ابن عساکر نے روایت کیا رشید نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں اس محل کے اہل ہلاک ہو گئے۔ قبل ازیں گذر چکا کہ اس قسم کا خواب موسیٰ ہادی اور اس کے والد محمد مہدی نے بھی دیکھا تھا قبل ازیں گذر چکا رشید نے وفات سے قبل قبر کھودنے کے وقت اس پر ختم قرآن کا حکم دیا تھا پھر اسے اٹھا کر لایا گیا وہ قبر کو دیکھ کر کہنے لگا اے ابن آدم تو نے اس قبر میں جانا ہے اس نے سینہ کے پاس قبر کے وسیع کرنے اور پاؤں کے پاس اس کے لمبا کرنے کا حکم دیا۔ پھر یہ آیت (ترجمہ)..... (میرا مال میرے کسی کام نہیں آیا اور میری بادشاہت بھی مجھ سے جاتی رہی) پڑھ کر رونے لگا۔

بعض کا قول ہے کہ رشید بوقت وفات کہہ رہا تھا اے اللہ احسان کے ذریعہ ہمیں نفع دے۔ ہمارے گناہ بخش دے۔ اے ہمیشہ رہنے والے مرنے والے پر رحم کر۔ اس خون کا مرض تھا۔ بعض نے کہا سل کی بیماری تھا۔ جبرئیل نے اس کی بیماری چھپا کر رکھی۔ ایک دن رشید نے ایک شخص سے

کہا میرا پیشاب ایک بوتل میں بند کر کے جبریل کے پاس لے جا۔ اسے یہ نہ بتانا کہ اس کا ہے چنانچہ وہ لے گیا اس نے پوچھا کس کا ہے اس نے کہا ہمارے محلہ میں ایک مریض کا ہے اس نے کہا یہ پیشاب فلاں شخص کا ہے وہ اس کی بات سمجھ گیا۔ اس نے کہا اس کے بارے میں مجھے بتا دو کیوں کہ اس پر میرا قرضہ ہے اگر وہ صحیح ہے تو فکر کی بات نہیں اگر بیمار ہے تو میں اس سے اپنا قرضہ وصول کر لوں۔ جبریل نے کہا جاؤ اپنا قرضہ وصول کر لو کیوں کہ چند روز اس کی زندگی ہے اس نے آکر رشید کو بتایا رشید نے جبریل کو بلایا لیکن وہ چھپ گیا حتیٰ کہ رشید کا انتقال ہو گیا۔ رشید اس حالت میں کہہ رہا تھا۔

(۱)..... میں طوس میں مقیم ہوں حالانکہ طوس میں میرا کوئی دوست نہیں۔

(۲)..... میں اپنی تکلیف کے دور ہونے کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں اس لئے کہ وہی رحیم ہے۔

(۳)..... اس کی فیصلہ کن قضا مجھے طوس لائی۔

(۴)..... میری رضا صبر و تسلیم ہے۔

۱۹۳ھ جمادی الثانی یا جمادی الاول ۴۵ یا ۴۸ سال کی عمر میں رشید نے طوس میں وفات پائی۔ اس کی کل مدت خلافت ۲۳ سال ۱۱ ماہ ۳ یا ۱۸ یوم تھی۔ اس کے لڑکے صالح نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ طوس کی بستی سنا باز میں اسے دفن کیا گیا۔ لوگ اس کی وفات کے بعد طوس سے واپسی پر کہہ رہے تھے:

(۱)..... لشکر کے پڑاؤ بھرے ہوئے ہیں سب سے بڑا پڑاؤ ضکی ہے۔

(۲)..... اللہ کا خلیفہ بوسیدہ گھر میں ہے اس کی قبر پر غبار اڑ رہی ہے۔

(۳)..... قافلے فخر کرتے ہوئے اس پر آئے اور ندبہ کرتے ہوئے واپس ہوئے۔

ابوالشیخ نے دو شعر میں اس کا مرثیہ کہا:

(۱)..... مشرق میں سورج غروب ہو گیا اس پر آنکھیں اشکبار ہیں۔

(۲)..... ہم نے کبھی طلوع ہونے کی جگہ سورج غروب ہوتے نہیں دیکھا۔

شعراء نے رشید کا مرثیہ قصائد میں کہا۔

ابن الجوزی کا قول ہے رشید جتنا میراث میں مال کسی خلیفہ نے نہیں چھوڑا۔ اس نے جاگیروں اور حویلیوں کے علاوہ ایک کروڑ ۳۵ ہزار کے جواہر، اثاثہ و متاع چھوڑا۔ ابن جریر کا قول ہے رشید کی وفات کے وقت بیت المال میں سات کروڑ سے زائد تھے۔

رشید کی زوجات، لڑکوں اور لڑکیوں کا بیان..... رشید نے اپنے والد مہدی کی حیات میں ۱۶۰ھ میں امام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر المنصور سے نکاح کیا جس سے محمد امین لڑکا پیدا ہوا۔ ۲۱۰ھ میں زبیدہ کی وفات ہو گئی جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ رشید نے اپنے بھائی موسیٰ ہادی کی ام ولد سے بھی نکاح کیا جس سے علی بن رشید پیدا ہوا۔ اسی طرح اس نے ام محمد بنت صالح مسکین اور اپنی عم زاد عباسہ بنت سلیمان بن ابی جعفر سے نکاح کیا۔ ۱۸۷ھ میں وہ دونوں ایک ہی شب رقتہ میں اس کے پاس آئیں نیز رشید نے اپنی والدہ خیزران کے بھائی یعنی اپنے ماموں کی لڑکی عزیزہ بنت غطفان سے بھی شادی کی اسی طرح اس نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان العثمانیہ الجرشیہ کی لڑکی سے بھی نکاح کیا۔

یمن کے علاقہ جرش میں پیدا ہونے کی وجہ سے اسے جرشیہ کہا جاتا ہے۔ رشید کی وفات کے وقت زبیدہ عباسہ، ابن صالح، عثمانیہ اس کے نکاح میں تھی اس کے علاوہ باندیاں تو بی شمار تھیں حتیٰ کہ بعض نے اس کے گھر میں چار ہزار حسین و جمیل باندیوں کی تعداد بیان کی۔

رشید کی مذکور اولاد کی تفصیل محمد امین بن زبیدہ، مراجل باندی سے عبداللہ مامون، ام ولد ماروہ سے محمد اسحاق معقلم، قصف لونڈی سے قاسم مؤتمن، امہ العزیز سے علی، رثم باندی سے صالح ۷، ۸، ۹، ۱۰، محمد ابو یعقوب، محمد ابوعیسیٰ محمد ابوالعباس، محمد ابو علی یہ کل امہات اولاد سے تھے۔

اولاد مؤنث کی تفصیل..... (۱) قصف کے لطن سے سیکنہ (۲)، ماروہ سے ام حبیب (۳) اروی (۴)، (۵، ۶) حمدونہ اور فاطمہ غصص سے (۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱) ام سلمہ، خدیجہ، ام قاسم رملہ، ام علی، ام الغالبہ، ریطہ، یہ سب امہات اولاد سے تھیں۔

محمد امین کی خلافت

۱۹۳ھ جمادی الثانی میں رشید کی وفات کے بعد صالح بن رشید نے رشید کے بعد بننے والے ولی عہد محمد امین بن زبیدہ کو بغداد اپنے والد کی وفات کا خط لکھا جس میں اس نے اس سے والد کی تعزیت بھی کی۔ چنانچہ ۱۲ جمادی الثانی جمعرات کے روز (رجا) خادم خط، انگوٹھی، چھتری اور چادر لے کر اس کے پاس پہنچا۔ امین قصر خلد سے قصر ابی جعفر المنصور میں منتقل ہو گیا جو سونے کا بنا ہوا بغداد کا کنارہ تھا۔ امین نے لوگوں کو نماز پڑھا کر منبر پر کھڑے ہو کر انہیں خطبہ دیا جس میں اس نے لوگوں سے اپنے والد کی تعزیت کی، لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ خواص اور بنی ہاشم کے امراء نے اس کی بیعت کی، فوج کی دو سال کی تنخواہ کا اس نے حکم دیا۔ پھر اپنے چچا سلیمان بن جعفر کو باقی ماندہ افراد سے بیعت لینے کا حکم دیا اور خود منبر سے اتر آیا۔ امین کی حکومت اور اس کی پوزیشن مستحکم ہونے کے بعد مامون نے اس پر حسد کرنا شروع کر دیا جو ان دونوں کے درمیان اختلاف کا باعث بنا۔ جیسا کہ آگے آئے گا۔

امین اور مامون کا اختلاف..... اس کا سبب یہ بنا تھا کہ رشید نے خراسان کے اول شہر پہنچنے کے بعد اس کے تمام ذخائر، چوپائے اور ہتھیار مامون کو دیدیے نیز رشید نے اس کے لئے بیعت کی تجدید بھی کی۔ امین نے بعث بکر بن معصوم کو خفیہ خطوط دیئے کہ رشید کی وفات کے بعد امراء تک یہ خطوط پہنچا دینا چنانچہ رشید کی وفات کے بعد اس نے امراء اور صالح بن رشید تک وہ خطوط پہنچا دیئے۔ ان میں مامون کے نام بھی سمع و اطاعت کا ایک خط تھا صالح نے لوگوں سے بیعت لے کر امین تک پہنچا دی۔ فضل بن ربیع لشکر لے کر بغداد روانہ ہو گیا۔ مامون کے لئے لی جانے والی بیعت کے بارے میں لوگوں کے دل صاف نہیں تھے۔ مامون نے بھی سمع و اطاعت کا لوگوں کو خط لکھا لیکن انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ اس وجہ سے دونوں بھائیوں کے درمیان اختلاف ہو گیا لیکن عوام کا رخ امین کی طرف تھا اس کے بعد مامون نے امین کو سمع و اطاعت کا خط لکھا نیز اس نے امین کے پاس خراسان کے ہدایا میں سے چوپائے، کستوری وغیرہ بھیجے نیز یہ کہ وہ خراسان پر اس کا نائب ہوگا امین نے جمعہ کے روز بیعت لینے کے بعد ہفتہ کی صبح شکار کے لئے دو میدانوں کو بنانے کا حکم دیا اسی کے بارے میں شاعر کے دو شعر ہیں:

(۱)..... اللہ کے امی نے میدان بنایا اس نے میدانوں کو بستان بنا دیا۔

(۲)..... اس میں ہر نہیں آباد ہیں جو اس کی طرف ہدیہ کی جاتی ہیں۔

اسی سال شعبان میں زبیدہ رقد سے خزان اور رشید کی طرف سے دیئے جانے والے تحائف لے کر آئی امیر نے امراء کے ساتھ انبار جا کر اس کا استقبال کیا امین نے مامون کو بلا دیا خراسان ری وغیرہ کا اور اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ وغیرہ کا حاکم بنایا اپنے والد کے عمال کو کچھ کے علاوہ شہروں پر باقی رہنے دیا۔ اسی زمانہ میں روم کے بادشاہ نقفور کو بدجان نے قتل کیا نو سال اس کی حکومت رہی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا استبراق دو ماہ حکومت کرنے کے بعد مر گیا۔ اس کے بعد نقفور کی بہن کا شوہر میخائل ان کا بادشاہ بن گیا۔ سال رواں ہی میں خراسان کے نائب ہرثمہ اور رافع بن لیث نے ایک دوسرے پر حملے کئے۔ رافع نے ترکوں سے کمک طلب کر لی۔ پھر وہ بھاگ گئے رافع تنہا رہ گیا جس سے اس کی قوت کمزور پڑ گئی۔ اسی سال حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسماعیل بن علیہ..... بلند پائے کے علماء اور محدثین میں سے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کی۔ بغداد میں انصاف کے منتظم تھے، بصرہ میں صدقات کے نگران تھے۔ ثقہ، ماہر جلیل و کبیر تھے، بہت کم مسکراتے تھے، ذریعہ معاش کپڑے کی تجارت تھی اسی سے گھر کے اخراجات چلاتے اور اسی سے حج کرتے۔ اپنے اصحاب میں سے سفیان بن عیینہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے۔ رشید نے انہیں قاضی مقرر کیا تھا ابن مبارک کو ان کی قضا کا علم ہوا تو انہوں نے انہیں نظم و نثر میں ملامت کا خط لکھا جس کی وجہ سے ابن علیہ نے قضا سے استعفیٰ پیش کیا، چنانچہ ان کا استعفیٰ قبول کر لیا گیا، اسی سال ماہ ذیقعدہ میں جان جان آفریں کے سپرد کی عبد اللہ بن مالک کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

محمد بن جعفر..... متقدمین اور متاخرین کی ایک جماعت نے ان کا لقب غنڈہ رکھا۔ شعبہ سعید بن عروبہ نے ایک جماعت سے روایت کی ان سے ایک جماعت احمد بن حنبل وغیرہ نے روایت کی، یہ ثقہ جلیل حافظ تھے ان سے کچھ ایسی حکایات منقول ہیں جو ان کے امور دنیا سے غافل ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی یا گزشتہ یا آئندہ سال بصرہ میں وفات پائی۔

ابو بکر عیاش..... ائمہ میں سے ہیں ابو اسحاق سبعی، اعمش، ہشام، ہمام بن عروہ اور ایک جماعت سے روایت کی ان سے آبانے جماعت احمد بن حنبل وغیرہ نے روایت کی۔ یزید بن ہارون کا قول ہے کہ ابو بکر صالح عالم تھے چالیس سال تک پہلو پر زمین پر نہیں لیٹے۔ منورخصین کا قول ہے کہ ابو بکر کا ساٹھ سال تک یومیہ ختم القرآن کا معمول تھا، ۸۰ سال رمضان کے روزے رکھے بوقت وفات ان کے لڑکے رو پڑے ان سے کہا روتے کیوں ہو، واللہ تمہارے والد نے کبھی گناہ نہیں کیا۔

واقعات ۱۹۲ھ

اسی سال اہل حمص نے اپنے نائب کی بغاوت کر دی۔ امین نے اسے معزول کر کے عبداللہ بن سعید حشیشی کو ان کا حاکم بنا دیا اس نے ان کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت قتل کر کے اس کے اطراف کو جلا دیا انہوں نے اس سے امان طلب کی تو اس نے ان کو امان دیدی، پھر دوبارہ وہ بھڑک اٹھے تو اس نے ان میں سے بہت سوں کی گردن اڑادی۔ اسی زمانہ میں امین نے اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ اور ثغور کی ولایت سے معزول کر کے خزیمہ بن خازم کو اس کا والی مقرر کیا اور اسے اپنے پاس بغداد بٹھرنے کا حکم دیا۔

سال رواں ہی میں امین نے تمام شہروں میں منبر پر اپنے لڑکے موسیٰ کے لئے دعا کا حکم دیا اور اپنے بعد اسے امیر بننے کا حکم دیا۔ اس کا نام ناطق بالحق رکھا اس کے بعد اپنے بھائی مامون اور قاسم کے لئے دعا کا حکم دیا جس سے امین کی نیت ان دونوں سے مقرر کردہ شرائط پوری کرنا تھی۔ فضل بن ربیع مسلسل اس کے ساتھ رہا حتیٰ کہ اس نے امین کے بھائیوں کے بارے میں اس کی نیت بدل دی۔ مامون اور قاسم کی خلعت کو اس کے سامنے خوبصورت کر کے پیش کیا مامون کی نظر میں اس کی عزت کم کر دی کیوں کہ مامون کی خلافت منعقد ہونے سے اپنی حجابت کے چھن جانے کا خطرہ تھا چنانچہ امین نے اس بارے میں اتفاق کرتے ہوئے اپنے لڑکے کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا اور اپنے بعد اسے ولی عہد بنا دیا۔ یہ واقعہ ربیع الاول کا ہے۔

جب مامون کو اس کا علم ہوا تو وہ اپنے بھائی سے قطع تعلق ہو گیا سکوں اور کپڑوں کے نقش و نگار پر اس نے اس کا نام چھپوانا چھوڑ دیا اور امین سے گبڑ گیا۔ رافع بن لیث نے مامون سے امان طلب کی اس نے اسے امان دیدی وہ اپنے تمام پیروکاروں کے ساتھ اس کے پاس آ گیا مامون نے اس کا اعزاز و اکرام کیا۔

اس کے بعد ہرثمہ بھی آ گیا مامون اور سرکردہ لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اسے چوکیداروں کا امیر بنا دیا امین کو لشکروں کے مامون کے ساتھ مل جانے کا پتہ چلا تو وہ بہت پریشان ہوا اس نے امراء میں سے تین کو اپنی بنا کر انہیں خط دے کر مامون کے پاس بھیجا جس میں اس نے مامون کو خلافت سے دستبردار ہو کر اس کے لڑکے کو ولی عہد بنانے کا حکم دیا اور یہ کہ اس نے اس کا نام ناطق بالحق رکھا۔ مامون نے خط پڑھ کر صاف جواب دے دیا امراء اسے نرم کرنے لگے اور خوش کرنے لگے تا کہ وہ معزولی پر آمادہ ہو جائے لیکن وہ انکار پر بدستور قائم رہا۔ عباس بن موسیٰ نے اس سے کہا میرا والد بھی تو معزول ہو گیا تھا پھر کیا ہوا؟ مامون نے جواب دیا تیرا والد مجبور تھا۔ پھر مامون مسلسل عباس سے وعدے کرتا رہا اور اسے امیدیں دلاتا رہا حتیٰ کہ اس نے اس سے بیعت خلافت لے لی۔ عیسیٰ بن موسیٰ بغداد پہنچنے کے بعد امین کے بارے میں اس سے مراسلت کرتا رہا اور اس سے خیر خواہی کرتا رہا۔ ایلیچوں نے بغداد پہنچنے کے بعد امین کو اس کے بھائی کے جواب سے مطلع کر دیا۔ اس وقت فضل بن ربیع نے امین کے ذریعہ مامون کو معزول کرانے کا عزم مصمم کر لیا بلا خرا امین نے تمام شہروں میں مامون کی معزولی اور اپنے لڑکے موسیٰ کے لئے دعا کرنے کا اعلان کیا۔ علاوہ ازیں انہوں نے شہروں میں لوگوں کے سامنے مامون کی برائیوں کا تذکرہ کرنے کے لئے کچھ افراد مقرر کئے نیز انہوں نے کچھ افراد مکہ بھیج کر وہ خط منگوا لیا جسے رشید

نے لکھ کر خانہ کعبہ میں رکھا تھا۔ امین نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے لڑکے کی تقرری کو مضبوط کر دیا۔ اس کے بعد امین و مامون کے درمیان خط و کتابت اور مراسلت متعدد بار ہوئی جنہیں ابن جریر نے ذکر کیا۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنا اپنا علاقہ محفوظ کر کے اسے مضبوط کر لیا۔ دونوں نے اپنے اپنے لشکر تیار کر لئے اور رعایا سے روابط مضبوط کر لئے، اس زمانہ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ میخائل کو معزول کر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ از خود بادشاہت چھوڑ کر نصرانی بن گیا انہوں نے اپنا بادشاہ ایون کو بتالیا۔

اسی سال حجاج کے نائب داؤد بن عیسیٰ یعلیٰ بن رشید نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

سالم بن سالم ابو بحر بلخی..... بغداد آ کر ابراہیم بن طھمان اور ثوری سے روایت کی ان سے حسن بن عرفہ نے روایت کی، عابد، زاہد تھے چالیس سال تک بستر نہیں بچھایا عیدین کے علاوہ مسلسل چالیس سال تک روزے رکھے، آسمان کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سرخیل تھے بغداد آ کر رشید کو برا بھلا کہا جس کی وجہ سے اس نے بارہ سال آپ کو جیل میں ڈالے رکھا۔ ابو مغاویہ مسلسل آپ کی سفارش کرتے رہے جس کی وجہ سے انہوں نے آپ کو چار بیڑیاں ڈال دیں۔ پھر آپ اللہ سے رہائی کی دعا کرتے رہے حتیٰ کہ رشید کی وفات کے بعد زبیر نے آپ کو رہا کر دیا پھر آپ واپس اپنے اہل گئے پھر آپ مکہ حاجی بن کر آئے اور مکہ میں بیمار ہو گئے ایک روز آپ نے ایلے پڑنے کی دعا کی تو اس وقت آسمان سے ایلے گرے آپ نے اسے کھایا، اسی سال ذی الحجہ میں وفات پائی۔

عبدالوہاب بن عبدالمجید..... ثقفی سالانہ پچاس ہزار کی آمدنی محدثین پر خرچ کرتے تھے۔ ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابوالنصر ابجھنی المصباح..... مسجد نبوی کی شمالی دیوار کی طرف چبوترے پر مقیم تھے بہت کم گو تھے سوال کرنے پر اچھا جواب دیتے، عمدہ عمدہ باتیں کرتے جو نقل کی جاتیں۔ جمعہ کے روز نماز سے پہلے نکل کر لوگوں نے مجمع میں یہ آیت (اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو اور اس دن سے ڈرو جس روز باپ اپنے بیٹے کے اور بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام نہیں آسکے گا)۔ (اس روز کوئی جان کسی جان کے کام نہیں آئے گی اور نہ اس کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے بدلہ قبول کیا جائے گا)۔ اسی سال اپنی مختلف ٹولیوں سے خطاب کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہوتے پھر نماز عشاء پڑھ کر وہاں سے نکلتے ایک بار ہارون کو وعظ کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے امت محمدیہ کی بابت سوال کرے گا اس کی تیاری کر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر لب دریا بکری کا بچہ بھی مر گیا تو مجھے اس کے بارے میں سوال کا خطرہ ہے، رشید نے جواب دیا مجھ میں اور میرے زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے زمانے میں فرق ہے ابونصر نے کہا یہ بات تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گی ہارون نے اس کے لئے تین سو دینار کا حکم دیا انہوں نے کہا میں اہل صفہ میں سے ہوں آپ ان پر تقسیم کر دیجئے۔

واقعات ۱۹۵ھ

اسی سال امین نے سکوں سے مامون کا نام ختم کرنے کا حکم دیا منبر پر اس کے بجائے اپنے لڑکے کے لئے دعا کا حکم دیا۔ اسی زمانہ میں مامون کا نام امیر المومنین رکھا گیا۔

اسی برس ربیع الثانی میں امین نے علی بن عیسیٰ کو ماہان جبل اور ہمدان وغیرہ کا امیر مقرر کر کے اسے مامون کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ایک بڑا لشکر تیار کیا اسے دولاکھ اور اس کے لڑکے کو پچاس ہزار دینار اور چھ ہزار حطے دیئے۔ چنانچہ علی بن موسیٰ چالیس ہزار جانبازوں کے ساتھ مامون کے

مقابلہ میں نکلا امین بھی اس کی معیت میں چلا حتیٰ کہ وہ ری پہنچ گیا امیر نے چار ہزار لشکر کے ساتھ اس کا سامنا کیا، ہوتے ہوتے ان میں لڑائی ہو گئی، عیسیٰ بن موسیٰ قتل ہو گیا اس کے ساتھی شکست کھا گئے اس کا سر امیر طاہر کے سامنے لایا گیا اس نے وزیر مامون ذی الدیاستین کو اس کی اطلاع کی۔ علی بن عیسیٰ کے قتل کرنے والے کا نام ذوالیمینین رکھا کیوں کہ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے قتل کیا تھا مامون اور اس کے پیروکار اس سے بہت خوش ہوئے امین کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس وقت وہ مچھلی کے شکار میں مشغول تھا امین مامون کو معزول کرنے اور جو کوتاہیاں اس سے ہوئیں ان پر بہت نادم ہوا۔ ماہ شوال میں اسے یہ اطلاع ملی بغداد میں بھی خوف و ہراس پھیل گیا۔

اس کے بعد امین نے عبدالرحمن بن جبلة انباری کو بیس ہزار کے لشکر کے ہمراہ طاہر بن حسین اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ہمدان روانہ کیا چنانچہ دونوں میں گھمسان کارن پڑا آخر کار عبدالرحمن کے ساتھی شکست کھا گئے انہوں نے ہمدان میں پناہ لے لی، طاہر نے ان کا محاصرہ کر کے انہیں صلح پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ طاہر نے ان سے صلح کی امان دی، عہد وفا کیا اس کے بعد عبدالرحمن نے بغداد کا رخ کیا لیکن اسی دوران دھوکہ سے طاہر کے ساتھیوں پر حملہ کر کے ایک جماعت قتل کر دی مقابلہ میں طاہر کے ساتھی جئے رہے حتیٰ کہ انہوں نے یکبارگی حملہ کر کے عبدالرحمن کو قتل کر دیا اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

ان کے بغداد پہنچنے کے بعد حالات بگڑ گئے طاہر نے قزوین اور اس کے مضافات سے امین کے ساتھیوں کو بھگا دیا ان شہروں میں مامون کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اسی سال ذی الحجہ میں سفیان نے شام کے نائب کو معزول کر کے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی امین نے اس کے مقابلہ میں لشکر بھیجا لیکن وہ رقبہ ہی میں ٹھہر گیا اس کے باقی احوال عنقریب آئیں گے۔ اسی سال حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

اسحاق بن یوسف..... ائمہ حدیث میں سے تھے احمد وغیرہ نے اس سے روایت کی۔

بکار بن عبداللہ..... ابن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بارہ سال تک مدینہ کے نائب رہے، رشید نے انہیں ایک بھاری مالی رقم دی، شریف الطبع فیاض تھے۔

ابونواس الشاعر..... نام حسن بن ہانی بن صباح بن عبداللہ بن جراح بن ہنب بن داؤد بن غنم بن سلیم ہے عبداللہ بن سور نے جراح بن عبداللہ الحکمی کی طرف ان کا نسب منسوب کیا، انہیں ابونواس بھری بھی کہا جاتا ہے ان کے والد دمشق کے باشندے اور مروان بن محمد کے لشکر سے تھے پھر ہواز جا کر ایک عورت خلبان سے شادی کر لی۔ اس سے ابونواس اور ابو معاذ پیدا ہوئے۔ پھر ابونواس نے بصرہ جا کر ابوزید اور ابو عبیدہ سے تربیت حاصل کی سیبویہ کی کتاب پڑھی احمد کے جانشین کے ساتھ رہے یونس بن حبیب جرجی نحوی کی صحبت میں رہے۔

قاضی بن خلکان کا قول ہے ابونواس ابو اسامہ اور ابن حباب کوفی کی صحبت میں رہے، ازہر بن سعد حماد بن زید، حماد بن سلمہ عبدالواحد بن زیاد، معتمر بن سلمان، یحییٰ قطان سے حدیث روایت کی پھر ان سے محمد بن ابراہیم کثیر صوفی اور ایک جماعت (جس میں احمد شافعی غنדר اور مشاہیر علماء ہیں) نے روایت کی۔

ان کی مشہور احادیث میں سے ایک وہ ہے جسے ابراہیم بن کثیر صوفی نے متعدد طرق سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک قبل از موت اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھے کیونکہ یہ جنت کا ثمن ہے۔

محمد بن ابراہیم کا قول ہے کہ ہم بوقت وفات ابونواس کے پاس گئے صالح بن ہاشمی نے اسے کہا اے ابو علی! آپ دنیا کے آخری اور آخرت کے پہلے دن میں سے ہیں۔ اس وقت اللہ اور تمہارا درمیان خوشگواہی ہے اس لئے تم اللہ سے اپنے گناہوں پر توبہ کرو اس نے جواب میں کہا تم مجھے خوف زدہ کرتے ہو مجھے اللہ کا سہارا دو، پھر اس نے آپ ﷺ کی حدیث سنائی کہ ہر نبی کو شفاعت کا حق حاصل ہے اور میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے

گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لئے چھپا رکھی ہے پھر اس نے کہا تم مجھے ان میں سے نہیں سمجھتے ہو۔

ابونواس کا قول ہے میں نے ساٹھ خواتین سے روایت کرنے کے بعد شعر کہا آدمیوں کی بابت تمہارا کیا گمان ہوگا؟

یعقوب بن سکیت کا قول ہے کہ جب تم زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے امراء القیس اور اعشیٰ اور زمانہ اسلام کے شعراء میں سے جریر اور فرزدق اور محدثین میں سے ابونواس سے شعر روایت کرو تو تمہارے لئے کافی ہے اصمعی، حافظ نظام وغیرہ نے ابونواس کی تعریف کی ابو عمرو شیبانی کا قول ہے کہ اگر ابونواس کے اشعار میں وہ اشعار نہ ہوتے جو اس نے خمریات اور مردوں کے بارے میں کہے تو ہم اس کے اشعار کے ذریعے صحبت پکڑتے۔

ایک بار مامون کے پاس شعراء کی ایک پارٹی جمع تھی اس نے کہا تم میں سے اس شعر کا قائل کون ہے؟

”جب اس نے دیکھا تو ہم کھڑے ہو گئے گویا ہم زمین میں چاند ستارے تک پہنچنا دیکھ رہے ہیں۔“

شعراء نے کہا اس کا قائل ابونواس ہے پھر اس نے پوچھا یہ شعر تم میں سے کس کا ہے؟

”وہ ان کے جوڑوں میں صحبت کی بیماری میں چلنے کی طرح چلتی ہے“ شعراء نے جواب دیا یہ ابونواس کا شعر ہے اس نے کہا وہ تم سب سے بڑا

شاعر ہے۔

سفیان بن عیینہ نے ابن منذر سے کہا تمہارے ظریف ابونواس نے کیا ہی خوب شعر کہا:

(۱)..... اے چاند میں نے اسے ماتم کی مجلس میں ہم سروں کے درمیان غم سے نوحہ کرتے دیکھا۔

(۲)..... مجلس ماتم نے بادل خواستہ دربان و حاجت کی مرضی کے خلاف اسے میرے لئے نمایاں کیا۔

(۳)..... وہ روتا ہے تو اپنی آنکھوں سے موتی گراتا ہے اور گلاب کے پھول جیسے رخساروں کو حجب جیسے ہاتھوں سے تھپڑ مارتا ہے۔

(۴)..... موت ہمیشہ اس کے ساتھیوں کی عادت رہے اس کا دیدار ہمیشہ میری عادت رہے۔

ابن الاعرابی کا قول ہے کہ ابونواس اپنے اس شعر میں سب سے بڑا شاعر ہے۔

(۱)..... میں زمانہ کے تمام بازوؤں میں چھپ گیا میری آنکھیں میرے زمانہ کو دیکھتی ہیں لیکن میں اس سے غائب ہوں۔

(۲)..... اگر میرے متعلق زمانہ سے پوچھے تو اسے معلوم نہیں کہ میری جگہ کہاں ہے۔

ابوالعاصیہ کا قول ہے کہ میں نے زہد کے بارے میں بیس ہزار اشعار کہے لیکن اے کاش ان کی جگہ میں وہ تین شعر کہتا جو ابونواس نے کہے جو اس

کی قبر پر لکھے ہوئے ہیں۔

(۱)..... اے ابونواس باوقار بن جایا صبر کریا بدل جا۔

(۲)..... اگر زمانے نے مجھ سے برا کیا تو کیا ہے اس لئے کہ وہ کئی بار تجھ سے اچھا کر چکا ہے۔

(۳)..... اے بہت گنہگار اللہ کا عفو تیرے گناہوں سے بہت بڑا ہے۔

ابونواس نے ایک امیر کی مدح کرتے ہوئے کہا:

(۱)..... اللہ نے اسے بنایا نہ اس کی مثل کوئی طلبگار نہ کوئی تشبیر کرنے والا ہے۔

(۲)..... اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ وہ پوری دنیا کو ایک شخص میں جمع کر دے۔

لوگوں نے سفیان بن عیینہ کو ابونواس کے اشعار سنائے۔

(۱)..... اس نے ایک سبب کے باعث عشق کیا جو اسی سے شروع ہوتا ہے اور اسی سے نکلتا ہے۔

(۲)..... ایک پردہ نشین نے میرے دل کو فتنہ میں ڈال دیا اس کا چہرہ حسن کا نقاب لئے ہوئے ہے۔

(۳)..... میں نے اسے اور حسن کو اس سے منتخب کرتے دیکھا اس نے اس سے کچھ اچھی چیز منتخب کر لی۔

(۴)..... اگر میں اس کے لئے واپسی بن جاؤں تو ضرورت اسے واپس نہ کرے۔

(۵)..... وہ سنجیدہ ہو گیا میں نے اس سے مذاق نہیں کیا اور وہ بہت سی سنجیدہ عادات کو کھینچ لاتا ہے۔

ابن عیینہ نے کہا کہ میں اس کے پیدا کرنے والے پر ایمان لے آیا۔ ابن درید کا قول ہے ابو حاتم نے کہا اگر عوام ان دونوں شعروں کو بدل دیتے تو میں انہیں سونے کے پانی سے لکھتا۔

(۱)..... مجھ پر جو مصائب پڑے اگر میں تجھ سے مزید مطالبہ کرتا تو مزید مطالبہ تجھے در ماندہ کر دیتا۔

(۲)..... اگر مردوں میں زندگی میرے عشق کے مانند پیش کی جاتی تو وہ اسے پسند نہ کرتے۔

جب ابونواس نے آپ ﷺ کی یہ حدیث سنی، دل جمع شدہ لشکر میں ان میں سے جو دوسروں کو پہچانتا ہے وہ اس سے مل جاتا ہے اور جو دوسرے سے اجنبی ہوتا ہے وہ علیحدہ ہو جاتا ہے تو اس نے اس حدیث کو ایک قصیدہ میں نظم کیا وہ کہتا ہے:-

(۱)..... بلاشبہ دل زمین میں اللہ کے جمع شدہ لشکر ہیں اور محبت سے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔

(۲)..... ان میں سے اجنبی علیحدہ ہو جاتے ہیں جو اجنبی نہیں وہ ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔

ایک روز ابونواس محدثین کی ایک جماعت کے ساتھ عبدالواحد بن زیاد کے پاس آیا عبدالواحد نے ان سے کہا تم میں سے ہر ایک دس احادیث منتخب کرے میں اسے دس احادیث سناؤں گا ابونواس کے علاوہ سب نے اس پر عمل کیا۔ عبدالواحد نے ابونواس سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا ہم نے سعید قتادہ، سعید بن المسیب، سعد بن عبادہ، شععی وغیرہ سے روایت کی کہ جو شخص عشق کی حالت میں مر گیا اسے شہادت کا ثواب ملے گا۔

عبدالواحد نے اس سے کہا اے فاجر میرے پاس سے کھڑا ہو جانے میں تجھ سے اور نہ تیری وجہ سے ان سے حدیث بیان کروں گا جب مالک بن انس اور ابراہیم بن ابی یحییٰ کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ عبدالواحد کو حدیث بیان کرنی چاہیے تھی شاید اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیتا۔

میں کہتا ہوں کہ ابونواس نے جو بیان کیا وہ اس حدیث کے مطابق تھا جو عشق کر کے اسے چھپا کر مر گیا وہ شہید ہے یعنی غیر اختیاری طور پر خطیب نے روایت کیا کہ شعبہ نے ابونواس سے ملاقات کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں کوئی عجیب بات سنائیے اس نے فی البدیہہ ایک روایت بیان کی کہ جو پاک دامن شخص کسی لڑکی سے محبت کرتا ہے پھر وہ اس سے تعلق پیدا کرے پھر اس سے ہمیشہ یاد گیر تعلق رکھے تو اس کے لئے کھلی ہوئی جنت ہے اور وہ اس کی پھول دار چراگاہ میں چرے گا۔ جس معشوق نے دائمی وصال کے بعد عاشق سے جفا کی وہ اللہ کے عذاب میں رہے گا اس کے لئے ہلاکت ہوگی وہ اللہ کی نعمتوں سے دور رہے گا۔ شعبہ نے اس سے کہا تو اچھے اخلاق والا ہے اور مجھے تیرے متعلق امید ہے۔ ابونواس نے کہا:-

(۱)..... اے جادہ چشم اور جادو گردن اور وعدوں سے میرا قاتل۔

(۲)..... تو مجھ سے وصال کا وعدہ کر کے پھر وعدہ خلافی کرتا ہے تیری وعدہ خلافی سے میں ہلاک ہو جاتا ہوں۔

(۳-۴)..... مجھ سے ارزق نے شہر عوف ابن مسعود کے واسطے سے حدیث بیان کی کہ کافر شخص ہی وعدہ خلافی کرتا ہے جو دوزخ میں ہوگا۔

اس کی یہ بات اسحاق بن یوزرق کو پہنچی تو اس نے کہا اللہ کے دشمن نے مجھ پر اور تابعین اور اصحاب محمد پر جھوٹ بولا۔ سلیم بن منصور بن عمار کا قول ہے کہ میں نے ابونواس کو اپنے والد کی مجلس میں خوب روتا ہوا دیکھا میں نے اس سے کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس کے بعد عذاب نہیں دے گا اس پر اس نے یہ چند اشعار کہے:-

(۱)..... میں منصور کی مجلس میں جنت اور حور کے شوق میں نہیں رویا۔

(۲)..... نہ قبر اور اس کی ہولناکیوں اور نقشہ صور سے رویا ہوں۔

(۳)..... نہ دوزخ اور ظلم و ذلت کے خوف سے رویا ہوں۔

(۴)..... بلکہ میرا رونا سرگیں ہرنی کی وجہ سے ہے جسے میرا دل ہر قابل خوف شے سے بچاتا ہے۔

پھر اس نے کہا میں تیرے باپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے امر کی وجہ سے رورہا ہوں۔ وہ ایک خوبصورت بچہ تھا جو اللہ کے خوف سے رورہا تھا۔ ابونواس کا قول ہے کہ ایک جولاہے نے خوب اصرار سے میری دعوت کی جسے میں نے قبول کر لیا۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ گیا تو اس نے بہت سے جولاہے جمع کئے ہوئے تھے اس نے اپنی ایک باندی کی بابت اشعار کہنے کی مجھ سے درخواست کی تو میں نے کہا کہ اسے مجھے دکھاؤ تو شیخ ہوگا تا کہ اس کے حسن کے مطابق میں اشعار کہوں، اس نے اس کے چہرہ سے پردہ اٹھایا تو وہ ایک بد شکل قبیح چاندی بالوں والی باندی تھی اس کا لعاب اس کے

چہرے پر گر رہا تھا میں نے اس کے آقا سے اس کا نام پوچھا اس نے کہا اس کا نام تسنیم ہے۔ اس نے شعر کہے:

(۱)..... میں تسنیم کی محبت میں رات بھر بیدار رہا جو حسن میں الو کی طرح ہے۔

(۲)..... اس کے منہ کی بدبو سرکہ کی چٹنی یا لہسن کے گٹھے کی طرح تھی۔

(۳)..... میں نے اس کی محبت میں پاؤں مارا جس سے شاہ روم ڈر گیا۔

جولاہا کھڑے ہو کر خوشی سے پورے دن رقص کرتا رہا اور تالیاں بجاتا رہا کہتا کہ ابونواس نے میری باندی کو شاہ روم سے تشبیہ دی۔ ابونواس کے

دو شعر اور ہیں:

(۱)..... لوگوں نے مجھے بڑا نافرمان کہہ کر زنج کیا۔

(۲)..... اے پسر زانیہ میں جنت یا دوزخ میں جہاں بھی جاؤں تجھے کیا۔

قصہ مختصر یہ کہ مَدَرِ خَیْن نے اس کے بہت سے امور اور بیہودہ اشعار ذکر کئے، خمریات، فاحشہ عورتوں اور مردوں کے ساتھ تشبیہ میں اس کی چند باتیں نقل کیں۔ بعض لوگوں نے خواہشات کی وجہ سے اس پر فسق کا الزام لگایا بعض نے اس پر زندقیت کا الزام لگایا بعض نے اسے بے دین کہا لیکن اول اظہر ہے کیوں کہ اس کے اشعار فسق پر مبنی ہیں، زندقیت کا اس سے صدور بعید تر ہے۔ مورخین نے اس کے صغریٰ اور کبریا کی کچھ بیہودہ باتیں اس کی طرف منسوب کیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہی ان کی صحت کا صحیح علم ہے۔ عوام نے اس کی کچھ بے حقیقت باتیں نقل کی۔ دمشق کی جامع مسجد کے صحن میں ایک قبہ ابی نواس سے ایک گنبد مشہور ہے جس سے پانی نکلتا ہے جو ابونواس کی وفات کے ڈیڑھ سو سال کے بعد تعمیر ہوا مجھے ابونواس کی طرف اس کی نسبت کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

محمد بن ابی عمر نے ابونواس کا قول نقل کیا کہ قسم بخدا کبھی میں نے حرام کام کے لئے اپنی شلواریں نہیں کھولی۔ محمد امین بن رشید نے ابونواس کو کہا تو زندیق ہے اس نے اس کی تردید میں چند اشعار کہے:

(۱)..... میں پانچ نماز اللہ کی توحید کا پابند ہوں۔

(۲)..... حالت جنابت میں غسل کرتا ہوں مسکین کو دھتکارتا نہیں۔

(۳)..... اگر پیالہ مجھے ساقی کی دعوت دے تو میں جلد قبول کرتا ہوں۔

(۴)..... میں خالص شراب سخت آدمی کے پہلو میں پیتا ہوں۔

(۵)..... میرا دادا فریبہ تھا جو لوگوں سے سوال کرنے والا تھا۔

(۶)..... کم دودھ والی سفید عورت اور بادام اور چینی ہمیشہ ہی شراب فروش کے لئے نفع مند چیزیں ہیں۔

(۷)..... میں سب روافض کے بکواس کو بخت یشوع کی پھونک کی وجہ سے خوشی سے آگ میں ڈال دوں گا۔

امین نے کہا تو ہلاک ہو جائے تجھے بخت یشوع کی پھونک کی طرف کس بات نے آمادہ کیا اس نے کہا اس سے قافیہ مکمل ہوا پھر اس نے اس کے لئے انعام کا حکم دیا۔ ذکر کردہ بخت یشوع خلفاء کا طبیب تھا۔

حافظ کا قول ہے کہ مجھے شعراء کے کلام میں ابونواس کے ان شعر سے زیادہ شاندار اور لطیف اشعار معلوم نہیں ہوئے۔

(۱)..... وہ کوئی آگ ہے جسے جلانے والے نے جلادیا وہ کوئی سنجیدگی ہے جس میں مذاق کرنے والے نے انتہاء کر دی۔

(۲)..... واعظ اور ناصح کے بڑھاپے کے کیا کہنے کاش ناصح غلطی کرتا۔

(۳)..... نوجوان حق کا راستہ واضح ہونے کے باوجود خواہش کی اتباع کرتا ہے۔

(۴)..... ان عورتوں کی طرف نگاہ اٹھا جن کا مہر عمل صالح ہے۔

(۵)..... متقی شخص کی طرف نفع بخش تجارت کھینچ کر لائی جاتی ہے۔

(۶)..... صبح جا اس لئے کہ دین میں کوئی غلطی نہیں شام کو جا اس لئے کہ تو شام کو جانے والا ہے۔

ابوعفان نے ابونواس سے اس قصیدہ کے سنانے کی درخواست کی جس کا اول مصرعہ یہ ہے لیلیٰ کو مت بھول ہند کی طرف مت دیکھ۔ ابوالفراس کے سنانے کے بعد ابوعفان نے اسے سجدہ کیا ابونواس نے ہمیشہ کے لئے اس سے قطع کلامی پر قسم اٹھالی جس سے ابوعفان غمزدہ ہو گیا جب ابوعفان کوچ کرنے لگا اس نے کہا میں تجھے کب دیکھوں؟ ابوعفان نے کہا تو نے مجھ سے قطع کلامی پر قسم نہیں اٹھائی۔ ابونواس نے کہا زمانہ سے کسی نے وفا نہیں کی۔

ابونواس کے عمدہ اشعار میں سے چند اشعار یہ ہیں:

(۱)..... بیشمار چہرے مٹی میں پرانے ہو گئے بہت سے حسن مٹی میں کمزور ہو گئے۔

(۲)..... بہت سے عقلیں سنجیدگیاں مضبوط آراء مٹی میں پڑی ہیں۔

(۳)..... قریبی گھر والے سے کہہ دو دور کا سفر کرنے والا ہے۔

(۴)..... میں ہر زندہ کو ہلاک ہونے والوں میں دیکھتا ہوں۔

(۵)..... جب کوئی عقلمند آدمی دنیا کو آزماتا ہے تو اس پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس نے دوست کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔

(۶)..... لالچ مت کر اس لئے کہ لالچ میں ذلت ہے، غصہ کے بجائے بردباری میں عزت ہے۔

(۷)..... غرور اختیار کرنے والے سے کہہ دے اگر تجھے اس کے نقصانات کا علم ہوتا تو غرور نہ کرتا۔

(۸)..... دین کو خراب کرنے والا عقل کو ہلاک کرنے والا عزت کو تباہ کرنے والا ہوتا ہے۔

ابوالعاصیہ قاسم بن اسماعیل نے ایک کاغذ ساز کی دکان پر بیٹھے ہوئے ایک کاغذ کی پشت پر یہ اشعار لکھے:

(۱)..... تعجب ہے انسان پر وہ کیسے اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور کیسے ان کا رکرنے والا انکار کرتا ہے۔

(۲)..... حالانکہ ہر شے میں اس کی وحدانیت کی علامت موجود ہے۔

پھر ابونواس نے وہ اشعار پڑھ کر اس کے قائل کی تعریف کی اور کہا کہ کاش میں اپنے کلام کے بجائے یہ دو اشعار کہتا پھر اس نے وہ کاغذ لے کر

اس کے ایک طرف یہ اشعار لکھے:

(۱)..... پاک ہے وہ ذات جو انسان کو ایک کمزور چیز سے پیدا کرتی ہے۔

(۲)..... وہ اسے ایک قرار کی جگہ سے چلا کر دوسری مضبوط قرار کی طرف لے آتی ہے۔

(۳)..... وہ آنکھوں سے پوشیدہ پردوں میں اسے آہستہ آہستہ پیدا کرتا ہے۔

(۴)..... حتیٰ کہ سکون میں حرکت نمایاں ہو جاتی ہے۔

اس کے عمدہ اشعار میں چند شعر درج ذیل ہیں:

(۱)..... جب بڑھاپے نے میری مانگ میں مصیبت ڈال دی تو میری سختی ختم ہو گئی اور میں نے کھیل کو چھوڑ دیا۔

(۲)..... عقل نے مجھے منع کیا میں عدل کی طرف مائل ہو گیا میں منع کرنے والے کی بات سے ڈر گیا۔

(۳)..... اے غافل نسیان کے معترف آخرت میں نسیان عذر نہیں ہوگا۔

(۴)..... جس روز آسمان پریشانیوں پر ہوگا اس روز ہم اپنے اعمال سے نجات کی طاقت نہیں رکھیں گے۔

(۵)..... ہم تو گناہ گار ہیں اللہ کے حسن غفو کے امیدوار ہیں۔

(۶)..... ہم مکر کر بوسیدہ ہو جائیں گے نہ کہ ہمارے گناہ۔

(۷)..... بہت سے لوگ آنکھوں کے باوجود اندھے ہیں مردہ دل شخص کے لئے آنکھیں نافع نہیں۔

(۸)..... اگر آنکھ خود حساب کے دن کے بارے میں مشعل ہو کر وہم میں پڑتی تو دیکھ نہ سکتی۔

(۹)..... وہ بادشاہ پانی ہے وہ کوئی رات ہے جو مٹ جائے گی اس کی صبح میدان محشر میں ہوگی۔

(۱۰)..... اللہ نے مخلوق کے لئے فنا لازم کر دیا لوگ آگے پیچھے جانے والے ہیں۔

ابونواس نے احرام حج کے وقت یہ اشعار کہے:

(۱)..... اے مالک تو کس قدر عادل ہے ہر ایک کا بادشاہ ہے۔

(۲)..... میں حاضر ہوں تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں تو وحدہ لا شریک ہے۔

(۳)..... تیرے بندے نے تجھے آواز دی ہر جگہ تو اس کا محافظ ہے۔

(۴)..... اے رب اگر آپ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا میں حاضر ہوں تمام حمد تیرے لئے ہیں۔

(۵)..... بادشاہت تیری ہے تو وحدہ لا شریک ہے رات کی تاریکی جب چھا جاتی ہے۔

(۶)..... تیرے والے ستارے اپنے فلک پر چلتے ہیں۔

(۷)..... تمام نبی اور فرشتے اور تجھے پکارنے والے تیری تسبیح پڑھتے ہیں۔

(۸)..... تیرے ہی واسطے نماز پڑھتے ہیں۔

(۹)..... تو وحدہ لا شریک ہے اے گناہ گار! تو کتنا جاہل ہے۔

(۱۰)..... تو نے اپنے عادل رب کی نافرمانی کی اس نے تجھے کس قدر مہلت دی۔

(۱۱)..... جلدی اپنی امید حاصل کر اور اچھی طرح اپنا عمل ختم کر۔

(۱۲)..... میں حاضر ہوں تمام حمد تیرے لئے ہے۔

معانی میں ذکر کیا کا قول ہے محمد بن عباس کا قول ہے کہ ہم نے احمد بن یحییٰ بن تغلب کو کہتے سنا کہ میں احمد بن حنبل کے پاس گیا میں نے ان کے پاس ایک شخص کو نہایت بے چین دیکھا وہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا گویا اس کے سامنے آگ جل رہی ہے میں اس سے مسلسل نرمی کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس سے قریب ہو کر اسے کہا کہ میں بنی شیبان کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔ اس نے پوچھا تم نے کن علوم کا سب سے زیادہ مطالعہ کیا، میں نے کہا لغت اور شعر کا۔ اس نے کہا، میں نے بصرہ میں ایک شخص سے ایک جماعت کو شعر لکھتے ہوئے دیکھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ ابونواس ہیں۔ میں لوگوں کو پھلانگ کر اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا تو اس نے مجھے یہ شعر لکھوائے:

(۱)..... جب کبھی زمانہ مجھ سے تنہا ہو جائے تو اپنے کو تنہا مت سمجھ اس لئے کہ تنہائی میں ایک گمراہ ہوتا ہے۔

(۲)..... کسی لمحہ بھی اللہ کو غافل مت سمجھ اور نہ گناہ گار پر یہ مخفی ہے کہ وہ غائب ہے۔

(۳)..... ہم گناہوں سے غافل ہیں حتیٰ کہ وہ مسلسل گناہ کرتا رہے۔

(۴)..... کاش اللہ گزشتہ گناہوں کو معاف کر دے اور توبہ کی اجازت دیدے ہم توبہ کر لیں۔

(۵)..... جب مجھ پر راستے تنگ ہو جاتے ہیں اور دل میں غموں کے خطرات فروکش ہو جاتے ہیں۔

(۶)..... تو میں گناہوں کی زیادتی کی وجہ سے کہتا ہوں میں ہلاک ہو گیا توبہ میں میرا حصہ نہیں۔

(۷)..... اور میں ناامید ہو کر خوف کے سمندر میں غرق ہو جاتا ہوں کبھی میرا نفس رجوع کرتا ہے تو توبہ کرتا ہوں۔

(۸)..... وہ مجھے اللہ کا غنویا دلاتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے اور میں اس کے غنویا امید پر انا بت اختیار کرتا ہوں۔

(۹)..... میں اپنے قول میں عاجزی اختیار کرتا ہوں اور رغبت کرتے ہوئے سوال کرتا ہوں شاید مصائب کا دور کرنے والا مجھے معاف کر دے۔

ابن طراز جریری نے پوچھا یہ اشعار کس کے ہیں؟ جواب دیا گیا یہ ابونواس کے زاہدانہ اشعار ہیں جن سے متعدد مقامات پر نحاۃ نے دلیل پکڑی

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

حسن بن داہیہ کا قول ہے کہ میں مرض الموت میں ابونواس کے پاس گیا میں نے اس سے نصیحت کی درخواست کی تو اس نے چند اشعار کہے:

(۱)..... خوب گناہ کر اس لئے کہ تو اللہ غفور رحیم سے ملنے والا ہے۔

(۲)..... جب تو اس کے پاس غفو طلب کرتے ہوئے جائے گا تو عنقریب قدرت والے بادشاہ کو دیکھے گا اور اس سے ملاقات کرے گا۔
 (۳)..... دوزخ کے خوف سے تو نے جن گناہوں کو چھوڑا تھا ان پر افسوس ملے گا۔
 میں نے اسے کہا تو مجھے ان حالات میں ایسی نصیحت کرتا ہے اس نے کہا خاموش ہو جا اس لئے حماد بن سلمہ نے بواسطہ ثابت کے حضرت انس کا قول ہم سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنی امت کے کبیرہ گناہ کے کرنے والوں کے لئے اپنی شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے۔ قبل ازیں اسی اسناد سے یہ حدیث بھی گزر چکی تھی قبل از موت اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھو۔
 ربیع نے حضرت امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ ہم ابو نواس کی وفات کے روز اس کے پاس گئے تو وہ خوش تھا ہم نے اس سے اس دن کی تیاری کے بارے میں پوچھا تو اس نے چند اشعار کہے:

(۱)..... میرے گناہوں نے مجھے بڑائی دکھائی لیکن جب میں نے انہیں اپنے رب کے غفو کے ساتھ ملایا تو غفو بڑا تھا۔

(۲)..... تو ہمیشہ غفو سے گناہ معاف کرتا رہا۔

(۳)..... اگر تو نہ ہوتا تو کوئی عابد ابلیس کا مقابلہ نہ کر سکتا جب کہ اس نے تیرے منتخب بندہ آدم ﷺ کو بھٹکایا تھا۔

ابن عساکر نے روایت کیا کہ لوگوں کو اس کے سر کے پاس سے ایک رقعہ ملا جس میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

(۱)..... اے میرے رب اگر میرے گناہ زیادہ ہیں تو مجھے معلوم ہے کہ تیرا غفو بڑا ہے۔

(۲)..... میں آپ کو آپ کے حکم کے مطابق عاجزی سے پکارتا ہوں اگر تو نے مجھے دھتکار دیا تو کون مجھ پر رحم کھائے گا۔

(۳)..... اگر صالح انسان ہی تجھ پر امید رکھ سکتا ہے تو گناہ گار کس سے امید رکھے گا۔

(۴)..... تیرے پاس آنے کے لئے میرے پاس امید اور تیرے حسن غفو کے سوا کوئی وسیلہ نہیں علاوہ ازیں میں مسلمان بھی ہوں۔

یوسف بن داؤد کا قول ہے کہ میں اس کے پاس گیا وہ اس حالت میں تھا میں نے اس سے پوچھا تو اپنے کو کیسا محسوس کر رہا ہے؟ اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

(۱)..... میرے اوپر نیچے فنا سرایت کر گئی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا ایک ایک عضو مر رہا ہے۔

(۲)..... ہر گزرنے والا لمحہ میرے ایک حصہ کو کم کر رہا ہے۔

(۳)..... میری سنجیدگی میری لذت عیش کے ساتھ ختم ہو گئی اور میں نے کمزور ہونے کے بعد اطاعت الہی کو یاد کیا۔

(۴)..... میں نے درگزر معافی، بخشش کے خیال سے ہر گناہ کیا۔

اس کے بعد اسی وقت اس کی وفات ہو گئی اس کی انگوٹھی کا نقش لا الہ الا اللہ مخلصا تھا۔ اس نے بوقت غسل منہ میں انگوٹھی رکھنے کی وصیت کی تھی جسے

انہوں نے پورا کر دیا۔ وفات کے بعد اس کا کل تر کہ صرف تین سو درہم کپڑے اور سامان تھا اسی سال بغداد میں وفات پائی یہود کے ثلہ پر شونیزی قبرستان میں دفن ہوا۔ ۵۰ یا ۶۰ یا ۵۹ سال اس کی عمر تھی۔

وفات کے بعد کچھ ساتھیوں نے اسے خواب میں دیکھ کر اس سے مغفرت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا میرے نرگس کے بارے میں

کہے جانے والے اشعار کی وجہ سے اللہ نے میری مغفرت فرمادی۔

(۱) زمین کی نباتات میں غور و فکر کر جو کچھ بادشاہ نے بنایا اس کے نشانات دیکھ۔

(۲)..... چاندی کے چشمے ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو گھٹلے ہوئے سونے کے ہیں۔

(۳)..... وہ زبرجد کی شاخ پر اللہ کی وحدانیت کے گواہ ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ نے ان اشعار کی وجہ سے میری مغفرت کر دی جو میرے تکیہ کے نیچے رکھے ہوئے ہیں لوگوں نے

دیکھا تو ایک رقعہ ملا جس میں یہ اشعار مرقوم تھے۔

اے میرے رب! اگر میرے گناہ زیادہ ہیں تو مجھے تیرے غفو کا بڑا ہونا معلوم ہے قبل ازیں یہ اشعار گزر چکے ہیں۔ ابن عساکر کی روایت میں ہے

کہ کسی شخص نے وفات کے بعد اسے اچھی حالت بڑی نعمت میں دیکھا تو اس نے اللہ کے سلوک کی بابت پوچھا اس نے کہا اللہ نے میری مغفرت فرمادی، اس نے سوال کیا تو تو گناہ کرنے والا تھا؟ اس نے کہا ایک رات ایک نیک آدمی نے یہاں آ کر مصلیٰ بچھا کر دو رکعت نفل پڑھی جس میں دو ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھ کر تمام مرحومین کو اس کا ہدیہ کیا میں بھی ان میں تھا۔ اللہ نے میری بھی مغفرت فرمادی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابواسامہ والیہ بن حباب کی صحبت اختیار کرنے کے وقت ابونواس نے سب سے پہلا شعر یہ کہا۔

(۱)..... عشق کا حامل تھکنے والا ہے خوشی اسے ہلکا سمجھتی ہے۔

(۲)..... اگر وہ روئے تو اسے اس کا حق ہے جو بیماری اسے لاحق ہے وہ کوئی کھیل نہیں۔

(۳)..... تو لا پرواہی سے مسکراتی رہے اور عاشق روتا رہے۔

(۴)..... تو میری بیماری پر تعجب کرتی ہے میرا صحت مند ہونا ہی ایک عجیب امر ہے۔

مامون نے کہا اس کے یہ اشعار کیا ہی خوب ہیں۔

(۱)..... لوگ ہلاک ہونے والے اور ان کے بیٹے ہیں اور شریف النسب بھی ہلاک ہونے والوں میں ہے۔

(۲)..... جب کوئی عقلمند دنیا کی آزمائش کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ دشمن نے دوست کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابونواس نے اللہ سے سب سے زیادہ امید ان اشعار میں کی۔

(۱)..... اطاعت کے مطابق گناہوں کا بوجھ اٹھا اس لئے کہ تو اللہ غفور رحیم سے ملاقات کرنے والا ہے۔

(۲)..... جب تو اس کے پاس غفو طلب کرتے ہوئے آئے گا تو عنقریب قدرت والے بادشاہ کو دیکھے گا اور اس سے ملاقات کرے گا۔

(۳)..... دوزخ کے خوف سے ترک کرنے والے گناہوں پر کف افسوس ملے گا۔

واقعات ۱۹۶ھ

اسی سال مشہور ثقہ شیخ الحدیث ابو معاویہ اعلمی اور اوزاعی کے شاگرد ولید بن مسلم الدمشقی نے وفات پائی۔

اسی زمانہ میں امین نے اسید بن زید کو قید کیا کیوں کہ اس نے امین پر کھیل کود میں رعایت کے معاملہ میں تساہل اور اس پر معاصی کے ارتکاب کا بھی الزام لگایا تھا۔

اسی برس امین نے احمد بن یزید اور عبد اللہ بن حمید بن قحطبہ کو چالیس ہزار کے لشکر کے ہمراہ مامون کی طرف طاہر بن حسین سے قتال کے لئے روانہ کیا ان کے حلوان کے قریب پہنچنے کے بعد طاہر نے لشکر کے ارد گرد خندق کھود دی اس نے دونوں امیروں کے درمیان فتنہ بھڑکانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ان دونوں کا اختلاف ہو گیا، بلا جنگ کے واپسی ہو گئی اس کے بعد طاہر حلوان چلا گیا اس کے پاس مامون کا ایک خط آیا کہ اپنے ماتحت علاقوں کو ہرثمہ بن اعین کے حوالے کر کے اھواز چلا جائے اس نے ایسا ہی کیا۔

سال رواں ہی میں مامون نے فضل بن سہل کا مرتبہ بڑھا کر اپنی بڑی عملداریوں کا امیر بنادیا۔ اس کا نام ذوالریاستن رکھا، اسی سال امین نے عبد الملک بن صالح بن علی کو رشید کی قید سے نکال کر شام کا نائب مقرر کیا اور اسے طاہر اور ہرثمہ سے قتال کے لئے لشکروں کو بھیجنے کا حکم دیا۔ اس نے رقبہ پہنچ کر شام کے سرداروں کو دوستی اور اطاعت کا خط لکھا۔ چنانچہ ایک جماعت اس کی پیروی کا رہ گئی پھر ان کے درمیان مختلف معرکے ہوئے جن کی ابتداء اہل حمص سے ہوئی حالات بگڑ گئے۔ لوگوں کے درمیان مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ عبد الملک بن صالح کا وہیں انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد حسین بن علی بن ماہان کی ماتحتی میں لشکر بغداد واپس آیا۔ اہل بغداد نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا یہ اسی سال ماہ رجب کا واقعہ ہے۔ حسین بن علی بن ماہان کے بغداد پہنچنے کے بعد امین کے ایلچی نے اسے طلب کیا اس نے جواب دیا واللہ میں نہ داستان گو نہ مسخرہ نہ مزاحیہ اور نہ کسی عمل کا والی ہوں نہ میرے ہاتھوں نے پیسے جمع کئے پھر مجھے اس رات کیوں طلب کیا جا رہا ہے۔

امین کی معزولی کا سبب نیز اس کے بھائی ہارون کو کیسے خلافت ملی..... جب امین کے طلب کرنے کے باوجود حسین بن علی بن مہان اس کے پاس نہیں گیا اور یہ لشکر کے شام آنے کے بعد ہوا تو حسین بن علی نے لوگوں میں تقریر کی جس میں اس نے لوگوں کو امین کے خلاف متحد کیا۔ علاوہ ازیں اس نے امین کے کھیل کود اور معاصی کا ذکر کیا نیز ایسا شخص خلافت کا اہل نہیں اور وہ لوگوں کے درمیان جنگ کا خواہاں ہے۔ مزید اس نے تقریر میں لوگوں کو امین کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور اس پر حملہ کے لئے انہیں ابھارا چنانچہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے اس کی آواز پر لبیک کہا۔

محمد بن امین نے اس کے مقابلہ میں سواروں کو بھیجا انہوں نے دن کے کچھ حصہ میں جنگ کی حسین نے اپنے ساتھیوں کو پیدل چلنے اور تلوار اور نیزوں سے جنگ کا حکم دیا۔ بلا خرا میں کاشکر شکست کھا گیا انہوں نے اسے معزول کر کے عبداللہ مامون کے لئے بیعت کی یہ اس سال گیارہ ربیع الاول کے روز کا واقعہ ہے۔

منقل کے روز اپنے محل سے وسط بغداد میں قصر ابی جعفر میں منتقل ہو گیا۔ انہوں نے اس پر تنگی کی، بیڑیاں ڈال دیں اس پر دباؤ ڈالا عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے زبیدہ کو بھی منتقل ہونے کا حکم دیا انکار کرنے پر اسے کوڑے مارے انتقال پر اسے مجبور کر دیا بالآخر وہ بھی اپنے بچوں کے ہمراہ منتقل ہو گئی پھر بدھ کے روز انہوں نے حسین بن علی سے اپنے عطیات کا مطالبہ کیا جس کی وجہ سے ان میں آپس میں اختلاف ہو گیا۔ بغدادیوں کے دو گروپ بن گئے ایک گروپ امین کا اور دوسرا عباس بن عیسیٰ کا، دونوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی آخر کار خلیفہ کا گروپ غالب آ گیا وہ حسین بن علی بن مہان کو گرفتار کر کے اسے بیڑیاں ڈال کر خلیفہ کے پاس لے گئے پھر انہوں نے اس کی بیڑیاں اتار کر اسے خلیفہ کے سامنے بٹھا دیا۔

اس پر خلیفہ نے بے ہتھیار لوگوں کو خزانہ سے ہتھیار دینے کا حکم دیا، اسی بناء پر لوگوں نے خزانہ کا اسلحہ لوٹ لیا۔ حسین بن علی بن عیسیٰ کو سامنے لایا گیا۔ اس نے اس کے جرائم پر اسے ملامت کی اس نے کہا آپ کے عفو نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا امین نے اسے معاف کر دیا اور اسے وزیر مقرر کر کے انگلٹھی دی اپنے دروازے کے پرلے امور اس کے سپرد کر دیئے مزید اسے امیر جنگ مقرر کر کے حلوان بھیج دیا۔ وہ پل کے پاس پہنچنے کے بعد اپنے خواص و خدام سمیت بھاگ گیا۔ امین نے سواروں کو اس کے تعاقب میں بھیجا انہوں نے اس سے قتال کر کے اس کو قتل کر دیا۔ پھر اس کا سر امین کے پاس لایا گیا جمعہ کے روز دوبارہ امین کی بیعت کی گئی۔ حسین بن علی بن عیسیٰ کے قتل کے بعد فضل بن ربیع بھاگ گیا۔ طاہر بن حسین نے مامون کے لئے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا، ان میں نائین کا تقرر کیا، اکثر صوبوں کے باشندوں نے امین کی بیعت توڑ کر مامون کی بیعت کر لی، طاہر مدائن کے قریب پہنچ گیا اس نے وسط اور اس کے مضافات سمیت اس پر قبضہ کر لیا اپنی طرف سے حجاز یمن جزیرہ اور موصل وغیرہ پر نائین کا تقرر کیا امین کے پاس کچھ شہرہ گئے۔

اسی سال شعبان میں امین نے چار سو جھنڈے باندھے۔ ہر جھنڈے کا امیر مقرر کیا۔ انہیں ہرثمہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا رمضان میں انہوں نے اس سے جنگ کی، ہرثمہ نے انہیں شکست دے کر ان کے سرخیل علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو گرفتار کر لیا اسے مامون کے پاس بھیج دیا طاہر کے لشکر کا ایک دستہ ٹوٹ کر آ ملا امین نے خوب ان کا اعزاز و اکرام کیا ان کی ڈاڑھیوں کو نمایاں خوشبو سے ڈھانپ دیا ان کا نام بھی جیش العالیہ رکھ دیا۔ پھر امین نے ان کے ساتھ بہت بڑا لشکر ملا کر انہیں طاہر سے قتال کے لئے روانہ کیا۔ طاہر نے انہیں شکست دے کر منتشر کر دیا ان کے مال پر قبضہ کر لیا طاہر بغداد کے قریب پہنچ گیا اس نے بغداد کا محاصرہ کر لیا اور امین کی فوج کو متفرق کرنے کے لئے جاسوس روانہ کیا چنانچہ انہوں نے امین کی فوج میں تفریق ڈال دی علاوہ ازیں امین کی فوج میں لڑائی ہو گئی چھوٹے بڑوں پر ٹوٹ پڑے۔

چھ ذی الحجہ کو انہوں نے امین سے اختلاف کیا ایک بغدادی شاعر نے اس پر اشعار کہے:

(۱)..... امین سے کہہ دو عالیہ نے تیری فوج میں تفریق پیدا کی۔

(۲)..... طاہر پر میری جان فدا ہو وہ اپنے ایلچیوں اور خوب تیاری کے ساتھ آیا۔

(۳)..... باغیوں سے جنگ کے لئے حکومت کی لگام اس کے ہاتھ میں آ گئی۔

(۴)..... اے عہد شکن اس کی عہد شکنی نے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا اس کے عیوب منکشف ہو گئے۔

(۵)..... شیر اپنے حملے میں پھاڑنے والے شیروں کے ساتھ کتے کی طرح بھونکتا ہوا آیا۔

(۶)..... اس جیسے شخص سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں آگ یا دوزخ کی طرف بھاگ جا۔

امین کی جماعت متفرق ہو گئی۔ وہ پریشان ہو گیا۔ بارہ ذی الحجہ منگل کے روز وہ باب انبار پر اترا، شہریوں کے حالات خراب ہو گئے بد معاشوں نے اہل الصلاح کو خوف زدہ کر دیا، گھر ویران ہو گئے، لوگوں میں فتنے پھوٹ پڑے حتیٰ کہ مختلف خواہشات کی بناء پر بھائی بھائی کو لڑکا باپ کو قتل کرنے لگا، بڑے بڑے فتنوں نے جنم لیا شہر میں فساد اور قتل و غارت گری عام ہو گئی۔

اسی سال طاہر کی طرف سے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اس سال پہلی مرتبہ مکہ مدینہ میں حج کے موقع پر لوگوں کے لئے دعا کی گئی۔

خواص کی وفات

اہل حمص کے امام و فقیہ، محدث بقیہ بن ولید حمصی نے اسی سال وفات پائی۔

حفص بن غیاث قاضی..... نوے سال سے عمر تجاوز تھی وفات کے وقت بعض ساتھیوں کو روتا ہوا دیکھ کر انہیں منع کرتے ہوئے کہنے لگا واللہ میں نے حرام کے لئے کبھی شلواریں نہیں کھولی نیز دو شخصوں میں فیصلہ کرتے ہوئے میں نے کبھی نہیں سوچا کہ کس کے خلاف فیصلہ کر رہا ہوں چاہے وہ قریبی، غیر قریبی، بادشاہ، رعایا کوئی بھی ہو۔

عبداللہ بن مرزوق ابو محمد الذاہیہ رشید کا وزیر تھا بعد میں سب کچھ ترک کر کے زاہدانہ زندگی اختیار کر لی۔ عبداللہ نے رحم کی امید پر موت کے وقت اپنے کو کوڑے پر پھینکنے کی وصیت کی۔

ابوشیص..... الشاعر محمد بن رزین بن سلیمان شعراء کے استاد تھے اشعار بنانا، انہیں نظم میں ڈاھلنا، پانی پینے سے بھی زیادہ ان کے نزدیک سھل تھا، ابن خلکان وغیرہ کا یہ ہی قول ہے۔ ابوشیص، ابومسلم بن ولید، ابونواس، دعبیل جمع ہو کر اشعار میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے ابوشیص آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ان کے عمدہ اشعار میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱)..... مجھے عشق نے بالکل تیرے سامنے کھڑا کیا۔

(۲)..... میں تیری یاد کی محبت کی وجہ سے تیرے عشق میں ملامت کو مزیدار محسوس کرتا ہوں پس چاہیے کہ ملامت گر مجھے ملامت کریں۔

(۳)..... میں اپنے دشمنوں کے مانند ہو گیا ہوں ان سے محبت کرنے لگا ہوں جب کہ تجھ سے اور ان سے میرا نصیب برابر ہے۔

(۴)..... تیرے مبارکباد دینے کی وجہ سے میں نے حقیر ہو کر اپنے کو مبارکباد دی تو معمولی آدمی کی عزت نہیں کرتا۔

واقعات ۱۹۷

اس سال کی ابتداء ہی میں طاہر بن حسین اور ہرثمہ بن اعین پران کے ساتھیوں نے بغداد کا محاصرہ کرنے اور امین پر تنگی کرنے کا اصرار کیا۔ قاسم بن رشید اور ان کا چچا مامون کے پاس بھاگ گئے، اس نے ان کا اکرام کیا مامون نے اپنے بھائی قاسم کو جرجان کا والی بنایا بغداد کا محاصرہ سخت کر دیا اس پر مجتہدین نصب کر دیں۔ امین بہت پریشان ہو گیا فوج پر خرچ کرنے کے لئے اس کے پاس رقم ختم ہو گئی مجبوراً اس نے سونے چاندی کے برتنوں کے دنانیر و درہم بنائے۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ طاہر سے جا ملا۔ بہت سے بغدادی باشندے قتل ہو گئے ان کے اموال لوٹ لئے گئے۔

امین نے بہت سے محلات خوبصورت مکانات اور منڈیوں کی طرف آدمی بھیجا جس نے مصلحت سے انہیں جلا دیا امین نے یہ سب کچھ اپنی خلافت باقی رکھنے اور موت سے بچاؤ کے لئے کیا لیکن اسے قتل کر دیا گیا اس کا گھر ویران ہو گیا طاہر نے بھی امین کی طرح کیا قریب تھا کہ پورا بغداد تباہ ہو جائے بعض نے اس بارے میں اشعار بھی کہے:

- (۱)..... اے بغداد! تجھے کس کی نظر لگ گئی تو ایک زمانہ تک آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں رہا۔
- (۲)..... تجھ میں وہ قوم نہیں رہی جن کا مسکن قریب زینت تھا۔
- (۳)..... جدائی کے کوئے کی آوازیں دینے پر وہ پر آگندہ ہو گئے۔ تجھے ان سے کس قدر سوزش پہنچی۔
- (۴)..... میں ان لوگوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں ان کے ذکر کے وقت میری آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔
- (۵)..... زمانہ نے انہیں منتشر کر دیا زمانہ فریقین میں جدائی ڈالتا ہے۔

شعراء نے اس کے بارے میں بہت کچھ کہا ابن جریر نے ان میں سے عمدہ اشعار نقل کئے ہیں۔ انہوں نے اس کی بابت ایک طویل قصیدہ بھی ذکر کیا جسے ہم نے مختصر بیان کر دیا۔

طاہر نے امراء کی جاگیروں اور جائداد پر قبضہ کر لیا انہیں امان اور مامون کی بیعت کی دعوت دی جسے ان سب نے قبول کر لیا ہاشمی اور امراء ان سے مراسلت کر کے ان کے ساتھ مل گئے۔

اتفاق سے ایک روز امین کے ساتھیوں نے طاہر کے ساتھیوں پر غلبہ پا کر ان میں سے ایک جماعت قتل کر دی جب امین کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ متکبر اور مغرور ہو گیا لہو و لعب اور شراب نوشی میں مبتلا ہو گیا اس نے محمد بن عیسیٰ نہیک کو تمام امور سپرد کر دیئے۔ پھر طاہر کے اصحاب طاقت ور ہو گئے امین کا پلہ کمزور پڑ گیا لوگ طاہر کے لشکر کی طرف مائل تھے کیوں کہ اس کی جانب میں قتل و غارت گری چوری ڈاکہ سے امن تھا طاہر نے بغداد کے اکثر محلوں اور منڈیوں پر قبضہ کر لیا اس نے ملاحوں کو مخالف کے پاس کھانا لے جانے سے روک دیا۔ جس کی وجہ سے ان کے پاس مہنگائی میں خوب اضافہ ہو گیا۔ بغداد سے نہ نکلنے والے بہت نادم ہوئے۔ تاجروں کو آٹا سامان لے جانے سے منع کر دیا۔ کشتیوں کو بصرہ کی طرف پھیر دیا گیا۔ فریقین میں متعدد معرکے ہوئے ان ہی میں سے ایک درب الحجارة کا واقعہ ہے جس میں امین کے اصحاب کو فتح ہوئی طاہر کے ساتھیوں کی ایک جماعت قتل ہوئی طاہر بغداد کے بدمعاشوں میں سے ایک بدمعاش تھا، وہ ننگار ہتا تھا اس کے پاس تارکول ملی ہوئی ایک گول سی چیز تھی۔ اس کی بغل میں پتھروں سے بھر ا ہوا ایک تھیلا تھا جب کوئی سوار اسے دور سے تیر مارتا تو وہ اس کے ذریعہ اپنا بچاؤ کرتا جب کوئی اس کے نزدیک آتا تو وہ غلیل میں پتھر رکھ کر اسے مارتا جس سے اس کو گزند پہنچتی۔

شامیہ کے قریب بھی ایک معرکہ ہوا جس میں ہرثمہ بن اعین گرفتار ہوا جس سے طاہر کو تکلیف ہوئی اس نے شامیہ کے اوپر دجلہ پر پل بنانے کا حکم دیا۔ طاہر اپنے ساتھیوں سمیت اس پل سے دوسری جانب تیار ہو گیا اس نے بہ نفس نفیس خود سخت جنگ کی۔ حتیٰ کہ انہیں ان کی جگہوں سے دھکیل دیا ہرثمہ سمیت اپنے تمام اسیروں کو ان کے نرغے سے نکال لیا یہ بات امین پر گراں گزری اس پر اس نے اشعار کہے:

- (۱)..... جن و انس میں مجھے سب سے سخت دل والے سے پالا پڑا جب وہ دراز ہوتا ہے تو اس کی طرح کوئی دراز نہیں ہوتا۔
- (۲)..... اس نے اپنے ہر ساتھی پر اپنے اقوال محفوظ کرنے کے لئے ایک نگران مقرر کیا ہوا ہے (۳) جب کسی قوم کو غافل لوگ ضائع کر دیتے ہیں تو وہ مخالفانہ امر سے غفلت نہیں کرتا۔

امین کا پلہ بہت کمزور ہو گیا اپنے اور فوج پر اخراجات کے لئے اس کے پاس کچھ نہیں بچا۔ اس کی جمعیت بھی بہت کمزور ہو گئی خود وہ ذلیل و مجبور ہو کر رہ گیا بغداد میں قتل و غارت گری آگ لگانے ڈاکہ ڈالنے اسی طرح ایک دوسرے سے دشمنی میں سال مکمل ہوا۔ اسی سال مامون کی طرف سے موسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال شعیب بن حرب زاہد، اہل دیار مصر کے امام عبداللہ بن وہب علی بن مسھر کے بھائی عبدالرحمن بن مسھر قراء میں سے مشہور قاری سعید اعلام الحمہ شین میں سے وکیع بن جراح نے وفات پائی۔

واقعات ۱۹۸ھ

اسی سال خزیمہ بن خازم نے محمد امین کو دھوکہ دے کر طاہر سے امان طلب کی، ہرثمہ بن اعین مشرقی بغداد کی طرف سے بغداد میں داخل ہو گیا۔ آٹھ محرم کو خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن عیسیٰ نے بغداد کا پل توڑ دیا اس پر اپنا جھنڈا گاڑ دیا۔ عبداللہ نے مامون کی بیعت کی دعوت دی، محمد امین کو معزول کر دیا جمعرات کے روز طاہر مشرقی جانب سے بغداد میں داخل ہو گیا اس نے خود جنگ کرتے ہوئے گھروں کو لازم پکڑنے والوں کے لئے امان کا اعلان کیا دارر فیتی اور دار کرخ وغیرہ کے پاس واقعات پیش آئے۔ انہوں نے شہر ابی جعفر، خلد، قصر زبیدہ کا گھیراؤ کر لیا فصیل کے چاروں طرف اور قصر زبیدہ کے سامنے محققین نصب کر دیں ان کو پتھر مارے۔ امین اپنے بچوں اور والدہ کے ساتھ شہر ابی جعفر کی طرف منتقل ہو گیا راستے میں لوگ اس سے الگ ہو گئے حتیٰ کہ وہ قصر ابی جعفر میں داخل ہو گیا پتھروں کی بارش کی وجہ سے وہ قصر خلد سے منتقل ہو گیا اس میں سامان قالین وغیرہ کے جلانے کا حکم دیا پھر شدید محاصرہ کیا ان سب تکالیف کے باوجود ایک روز امین رات کو دجلہ کے کنارے آیا اس نے شراب اور باندی منگوائی، باندی نے گانا سنایا اس کی زبان فراقیات اور موت کے ذکر کے علاوہ کسی اور بات کے لئے رواں نہ ہوئی اور وہ اسے کہتا رہا اس کے علاوہ کچھ سناؤ اور اس کے مانند اشعار کو یاد کر جتی کہ اس نے اسے آخری گانا سنایا۔

(۱)..... سکون و حرکت کے رب کی قسم موت کے بہت سے جال ہیں۔

(۲-۳)..... دن رات ستاروں کا اختلاف ایک سے دوسرے کی طرف بادشاہت منتقل کرنے کے لئے ہے۔

(۴)..... اللہ کی بادشاہت دائمی ہے جو غیر فانی ہے۔

پھر امین نے اسے گالیاں دے کر اٹھا دیا اس کے پاس شیشے کے رکھے ہوئے گلاس میں وہ گر گئی۔ جس سے اس نے بدشگونی لی۔ باندی کے جانے کے بعد اس نے ایک آواز سنی کہ جس کے بارے میں تم پوچھ رہے ہو اس کا فیصلہ ہو چکا ہے اس نے اپنے ہم نشینوں سے اس آواز کے بارے میں پوچھا انہوں نے انکار کر دیا پھر دوبارہ اس نے وہی آواز سنی اس کے ایک دو راتیں بعد ہی چار صفر اتوار کے روز اسے قتل کر دیا گیا۔ اس محاصرہ میں اسے مشقت اٹھانا پڑی کھانے پینے کے لئے اس کے پاس سب کچھ ختم ہو گیا صرف ایک رات بڑی مشکل سے مرغی اور ایک چپاتی اسے میسر آئی۔ لیکن صبح تک پانی نہیں ملا حتیٰ کہ اسی حالت میں اس کا قتل ہوا۔

امین کے قتل کی کیفیت..... جب حالت قابو سے باہر ہو گئی تو امیر نے اپنے وزراء سے مشورہ کیا بعض نے کہا آپ اپنے ساتھیوں سمیت جزیرہ یا شام چلے جائیں، مالی قوت حاصل کریں لوگوں سے کام لیں کہ بعض نے کہا اپنے بھائی مامون کی بیعت قبول کر لیں وہ آپ کو اتنا مال دے گا جو آپ اور آپ کے بچوں کے لئے کافی ہوگا آپ کو راحت ہوگی۔ بعض نے کہا کہ امان حاصل کرنے کے لئے آپ کے حق میں سب سے بہتر ہرثمہ ہے کیوں کہ وہ سب سے زیادہ آپ پر مہربان ہے۔

امین نے اس تیسرے گروہ کی بات قبول کر لی چنانچہ چار صفر اتوار کے روز بعد نماز عشاء اس نے ہرثمہ سے وعدہ کیا کہ آج رات وہ اس کے پاس آئے گا پھر اس نے خلافت کا لباس پہنا چادر ڈالی اپنے لڑکوں کو بلا کر گلے سے لگایا انہیں کہا میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں آپنی آنکھوں کے آنسو صاف کئے پھر سیاہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلا شمع اس کے آگے تھی، ہرثمہ کے پاس پہنچ گیا اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا پھر دونوں سوار ہو کر چلے گئے۔ طاہر کو جب اس کا علم ہوا تو وہ بہت غصہ ہوا اس نے کہا کہ میں نے سب چھ کیا اس کے باوجود وہ غیر کی طرف چلا اور اس نے سب کچھ ہرثمہ کی طرف منسوب کر دیا چنانچہ وہ ان تک پہنچ گئے انہوں نے فائر شب کو جھکا کر اس میں جو موجود افراد تھے سب کو غرق کر دیا لیکن امین تیر کر دوسری طرف چلا گیا بعض فوجیوں نے اسے گرفتار کر لیا انہوں نے طاہر کو اس سے آگاہ کیا اس نے اس کے تعاقب میں عجمی فوجی بھیجے وہ اس گھر تک پہنچ گئے جس میں امین تھا جس سے وہ بہرہا تھا یہ سے قریب ہو جا مجھے سخت و مشت محسوس ہو رہی ہے وہ اپنے کپڑوں میں لوٹ بوٹ ہو رہا تھا اس کا دل خوف کی وجہ سے پھنسا جا رہا تھا کو یا وہ باہر نکلنے والا ہے ان کے داخل ہونے کے وقت اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

پھر ان میں سے ایک نے اس کے قریب ہو کر اس کی سر کی مانگ پر تلوار سے حملہ کر دیا اس نے کہا تم پر افسوس میں ابن عم رسول، پسر ہارون اور مامون کا خواہر زادہ ہوں۔ میرے خون کے بارے میں اللہ سے ڈرو لیکن انہوں نے تمام باتوں سے صرف نظر کر کے اسے گدی کے بل لٹا کر ذبح کر دیا اس کا سر قلم کر کے طاہر کے سامنے رکھ دیا پھر صبح اس کے بقیہ جٹے کو گھوڑے کی جل میں لپیٹ کر لے گئے یہ اس سال کے چار ماہ صفر بروز اتوار کا واقعہ ہے۔

محمد بن امین کے حالات..... محمد بن ہارون الرشید بن محمد المہدی بن منصور ابو عبد اللہ یا ابو موسیٰ ہاشمی عباسی اس کی والدہ ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر منصور تھی۔ امین کی ولادت سن ۱۰۷ ہجری میں رصافہ میں ہوئی ابو بکر بن ابی الدنیا نے عیاش بن ہشام کے واسطے سے ان کے والد کا قول نقل کیا ہے کہ محمد امین ماہ شوال ۱۰۷ھ میں پیدا ہوا اور ۱۹۳ھ، ۲۳ جمادی الثانی بغداد کے شہر مدینہ السلام میں اسے خلیفہ بنایا گیا۔ بعض کا قول ہے کہ ۲۵ محرم اتوار کے روز اسے خلیفہ بنایا گیا ۱۹۸ھ کو قریش الدندان نے اسے قتل کر کے اس کا سر طاہر کے سامنے پیش کیا اس نے اسے نیزہ پر لٹکا کر یہ آیت پڑھی:

”کہہ دیجئے اے اللہ تو ہی مالک الملک ہے اس کا دور حکومت چار سال سات ماہ آٹھ یوم پر محیط تھا۔“

امین دراز قد، فربہ، سفید رنگ، چھٹی ناک، چھوٹی آنکھیں، بڑے جوڑوں، کشادہ کندھے والا تھا۔ بعد میں اس پر لہو و لعب، شراب نوشی، نماز کی عدم پابندی کا الزام لگایا۔

ابن جریر طبری نے امین کی سیرت میں کچھ عجیب و غریب باتیں ذکر کی ہیں کہ وہ حبشیوں اور خسیوں کو جمع کرتا تھا مال اور جواہرات دیتا تھا اس نے دیگر ممالک سے لہو و لعب کے آلات اور گلوکاروں کو بلوایا تھا، نیز اس نے ہاتھی شیر، عقاب، سانپ، گھوڑے کی شکل پر پانچ فائر شپ بنانے کا حکم دیا اس پر اس نے خوب مال خرچ کیا ابونواس نے اس کی تعریف میں وہ اشعار کہے ہیں جو امین کے کاموں کے لحاظ سے فنیج ترین مفہوم کے ہیں۔

(۱)..... اللہ نے امین کے لئے ایسی سواریاں مسخر کیں جو کسی قلعہ والے کے لئے مسخر نہیں کیں۔

(۲)..... جب اس کی سواریاں خشکی پر چلتی ہیں تو وہ پانی میں جنگل کے شیر کی طرح چلتا ہے۔

پھر اس نے ان فائر شپوں کی تعریف کی اور سپر وغیرہ کے لئے خوفناک عمارتیں بنوائیں اس پر بے تحاشہ مال خرچ کیا جس کی وجہ سے اس پر بہت سے اعتراضات کئے گئے۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ وہ قصر خلد کی اس نشست گاہ پر بیٹھا جس پر اس نے بہت سا مال خرچ کیا تھا اس کے لئے مختلف قسم کے قالین بچھوائے تھے۔ سونے چاندی کے برتن ترتیب سے رکھوائے اپنے ساتھیوں اور قہرمانہ کو سو حسین و جمیل باندیاں تیار کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ باری باری دس دس اس کے پاس گانے کے لئے بھیجی جائیں چنانچہ اول دس کی ٹولی نے آ کر بیک آواز گانا گایا۔

”انہوں نے اس کی جگہ پر قبضہ کرنے کے لئے اسے قتل کیا جیسا کہ کسریٰ کے ساتھیوں نے اس سے دھوکہ کیا۔“

امین نے سن کر اسے پیالہ مارا، قہرمانہ کو شیر کے سامنے ڈالنے کا حکم دیا جس نے اسے کھالیا۔

پھر اس نے دس کی دوسری ٹولی بلائی تو انہوں نے گایا:

(۱)..... مالک کے قتل پر نوش ہونے والا دن کے وقت ہماری عورتوں کے پاس آئے۔

(۲)..... وہ انہیں برہنہ کر دیتے ہوئے صبح کے روشن ہونے سے پہلے طمانچہ مارتا ہوا پائے گا۔

اس نے انہیں واپس کر کے تیسری ٹولی بلوائی۔ انہوں نے بیک آواز گایا۔

”میری عمر کی قسم کلیب تجھ سے زیادہ مددگاروں والا اور تجھ سے کم گناہ گار تھا جو خون میں لت پت پڑا ہے۔“

اس نے انہیں بھی واپس کر دیا وہ اسی وقت کھڑا ہو گیا اور ان چیزوں سمیت اس نشست کے جلانے کا حکم دیا مورخین نے ذکر کیا ہے کہ امین ادیب، فصیح شاعر تھا شاعروں کو پیسے دیتا تھا، ابونواس اس کا شاعر تھا اس نے امین کی بہت زیادہ مدح کی۔ امین نے اسے زنا رقعہ کے ساتھ رشید کی جیل

میں پایا تو اسے حاضر کر کے رہا کر دیا اسے بہت مال دیا اور اپنے ندیموں میں سے بنالیا۔

پھر امین نے دوسری بار ابو نو اس کو شراب نوشی کے جرم میں ایک طویل عرصہ تک جیل میں رکھا حتیٰ کہ اس سے شراب نوشی اور امر دہشتی سے توبہ کرائی چنانچہ اس نے توبہ کر کے اس پر عمل بھی کیا۔

امین نے کیسائی سے تربیت حاصل کی قرآن بھی پڑھا خطیب نے ان سے ایک حدیث ذکر کی جو انہوں نے اس وقت سنائی جب مکہ میں ان کے لڑکے کی وفات پر لوگوں نے ان سے تعزیت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا احرام کی حالت میں مرنے والا قیامت میں کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھے گا۔ قبل ازیں ہم نے مامون و امین کے درمیان اختلاف کا ذکر کر چکے ہیں حتیٰ کہ وہ اس کے عزل تک پہنچا پھر اس کی تنگی تک پہنچا پھر اس کے قتل تک پہنچا، اس کا شدید محاصرہ کیا حتیٰ کہ وہ ہر شہ کی مدد کا محتاج ہوا پھر اسے فائر شپ میں ڈالا گیا پھر اسے دریا میں ڈال دیا گیا وہ تیر کر دوسری جانب آ گیا وہاں سے خوف، بھوک عریانی کی حالت میں ایک گھر میں داخل ہو گیا وہ شخص اسے صبر و استغفار کی تلقین کرتا رہا چنانچہ امین رات کا ایک حصہ اسی میں مشغول رہا۔

پھر طاہر بن حسین کی طرف سے تلاش کرنے والے اس کے پیچھے پہنچ گئے چنانچہ وہ اس پر داخل ہوئے دروازہ تنگ تھا وہ اس پر ٹوٹ پڑے اس کے ہاتھ میں ایک تکیہ تھا جس کے ذریعے اس نے اپنا دفاع کیا وہ اس تک نہیں پہنچ پارہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے خفیہ تدبیر کی اور اس کے سر یا اس کے کولہے پر تلوار ماری پھر اس کو زنج کر کے اس کا سر اور جھٹہ طاہر کے پاس لے آئے طاہر بہت خوش ہوا اس نے امین کا سر نیزہ پر لٹکا ہوا دیکھا پھر طاہر نے اپنے عم زاد محمد بن مصعب کو امین کا سر، چھتری اور چادر حوالہ کر دی۔ اسے ڈالریا ستین کا لقب دیا وہ اسے ڈھال پر ڈال کر مامون کے پاس لے گیا۔ مامون نے اسے دیکھ کر سجدہ میں گر گیا۔ ڈالریا ستین کو ایک کروڑ درہم انعام دیا اس نے سر پیش کرتے وقت طاہر کے خلاف اتحاد کرتے ہوئے مامون سے کہا ہم نے امین کو قیدی بنا کر لانے کا حکم دیا مامون نے کہا جو ہو چکا سو ہو چکا طاہر نے مامون کے پاس خط لکھا جس میں ساری صورت حال اور اس کا انجام ذکر کیا۔

امین کے قتل کے بعد فتنہ ٹھنڈا پڑ گیا لوگوں نے امن اور سکون کا سانس لیا، طاہر جمعہ کے روز بغداد میں داخل ہوا اس نے لوگوں کو فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس میں آیات قرآنی ذکر کیں یہ کہ (اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے) اس نے لوگوں کو جمع و اطاعت کی دعوت دی۔

اس کے بعد وہ اپنی چھاؤنی میں چلا گیا اس نے زبیدہ کو قصر ابی جعفر سے قصر خلد میں منتقل ہونے کا حکم دیا، چنانچہ وہ اسی سال بارہ ربیع الاول جمعہ کے روز منتقل ہو گئی اس نے امین کے دونوں لڑکوں موسیٰ اور عبد اللہ کو خراسان میں ان کے چچا مامون کے پاس بھیج دیا جو ایک درست رائے تھی۔

امین کے قتل کے صرف پانچ یوم بعد فوج کے ایک دستے نے طاہر پر حملہ کر کے اس سے اپنی تنخواہ کا مطالبہ کیا اس وقت طاہر کے پاس کچھ نہیں تھا انہوں نے اتحاد کر کے اس کا سامان لوٹ لیا، یہ سمجھ کر کے موسیٰ بن امین ناطق یہی ہے انہوں نے یا موسیٰ اور یا منصور کے نعرے لگائے، حالاں کہ وہ تو خراسان میں مامون کے پاس تھے طاہر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک طرف سمٹ گیا اس نے ان سے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ لیکن پھر انہوں نے معافی مانگ لی اس نے بعض سے بیس ہزار دینار قرض لے کر ان کی چار ماہ کی تنخواہ جاری کرنے کا حکم دیا جس سے وہ خوش ہو گئے۔ ابراہیم بن مہدی نے امین کے قتل پر افسوس کا اظہار کیا، چند اشعار میں اس کا مرثیہ کہا مامون نے اس پر اسے ملامت کی۔

ابن جریر نے اس پر لوگوں کے بہت سے مرثیہ ذکر کئے طاہر بن حسن کے اشعار ذکر کئے:

(۱) تو زبردستی خلیفہ بن گیا تو نے بڑے بڑے بدمعاشوں کو قتل کیا۔

(۲) تو نے خلافت کو مامون کی طرف پھیر دیا جو جلدی جلدی سبقت کر رہی ہے۔

عبد اللہ مامون بن رشید ہارون کی خلافت ۱۹۸ھ چار صفر یا محرم کو امین کے قتل کے بعد مامون کے لئے بیعت عام لی گئی اس سے حسن بن اسفل کو عراق، فارس، اہواز، کوفہ، بصرہ، حجاز، یمن کا والی بنایا ابن حسین کو رقبہ جاکر نصر بن شبث سے جنگ کا حکم دیا اسے جزیرہ شام، موصل مغرب کا والی بنایا۔ ہر شہ بن امین کو خراسان کا نائب بنایا۔

اس سال عباس بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اسی زمانہ میں حدیث، فقہ، اسماء الرجال کے تین امام سفیان بن عیینہ، عبد الرحمن بن مہدی یحییٰ اور قحطان نے وفات پائی۔

واقعات ۱۹۹ھ

اسی سال حسن بن سہل مامون کی طرف سے بغداد کا نائب بن کر آیا نائین کو ان کی بقیہ عملدار یوں کی طرف بھیجا گیا۔ طاہر جزیرہ شام، مصر اور بلاد مغرب کا نائب بن کر گیا ہرثمہ خراسان کا نائب بن گیا گذشتہ سال کے ذی الحجہ کے آخر میں حسن ہرث نے لوگوں کو آل محمد کی رضا کی طرف دعوت دے کر مال اور جانور جمع کئے شہروں میں فساد برپا کیا مامون نے اس کی طرف لشکر بھیجا جس نے اس سال محرم میں اس سے قتال کیا۔

اسی سال محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کا دس جمادی الثانی جمعرات کے روز کوفہ میں ظہور ہوا اس نے لوگوں کو آل محمد کی رضا اور کتاب و سنت پر عمل کی دعوت دی، اسے طباطبا کہا جاتا تھا۔ ابوالسرایا السری بن منصور بن شیبانی اس کا منتظم تھا کوفہ اور اس کے اطراف کے بہت سے لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

کوفہ کا نائب حسن بن سہل کی طرف سے سلیمان بن ابی جعفر منصور تھا حسن بن سہل نے اسے ملامت کرتے ہوئے زاہر کی ماتحتی میں اس کی طرف دس ہزار جانبازوں کا لشکر بھیجا انہوں نے کوفہ کے باہر اس سے قتال کر کے زاہر کو شکست دیدی، اس کا سامان لوٹ لیا دوسرے روز ابن طباطبا کا اچانک انتقال ہو گیا بعض کا قول ہے کہ ابوالسرایا نے اسے زہر دیا تھا۔

انہوں نے اس کی جگہ ایک بے ریش لڑکے محمد بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو کھڑا کیا زاہر اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کے ساتھ قصر ابن ہبیرہ کی طرف چلا گیا۔ حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد کے ہمراہ چار ہزار جانبازوں کو زاہر کی مدد کے لئے بھیجا۔ ابوالسرایا اور ان کی مدد بھیڑ ہوئی۔ بلا آخر ابوالسرایا غالب آ گیا۔ عبدوس کے سارے ساتھی ہلاک ہو گئے، طالبین ان شہروں میں پھیل گئے۔ ابوالسرایا نے کوفہ میں دراہم و دنانیر بنائے جن کا نقش (ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا) تھا۔

اس کے بعد ابوالسرایا نے اپنے لشکر بصرہ، واسط اور مدائن کی طرف بھیجے وہ ان شہروں کے نائین کو شکست دے کر زبردستی ان میں داخل ہو گئے وہاں پر ان کا اثر رسوخ بڑھ گیا جس سے حسن بن سہل بہت پریشان ہوا اس نے ابوالسرایا سے جنگ کے لئے ہرثمہ کو خط کے ذریعے دعوت دی اولاً اس نے انکار کیا لیکن پھر تیار ہو کر آ گیا اس نے ابوالسرایا کو متعدد بار شکست دی حتیٰ کہ اس کو کوفہ کی طرف دھکیل دیا۔

کوفہ میں طالبین کی ایک جماعت نے بنو عباس کے گھروں پر حملہ کر کے انہیں لوٹ لیا ان کی جاگیروں کو نقصان پہنچایا۔ افعال قبیحہ کا ارتکاب کیا ابوالسرایا نے مدائن پیغام بھیجا تو انہوں نے اس کی دعوت قبول کر لی حسین بن حسن افطس کو موسم حج میں مکہ میں قیام کرنے کے لئے مکہ روانہ کیا وہ کھلے بندوں مکہ میں داخل ہونے سے ڈر گیا جب مکہ کے نائب داؤد بن عیسیٰ کو پتہ چلا تو وہ عراق بھاگ گیا لوگ بلا امام رہ گئے انہوں نے مؤذن احمد بن محمد سے نماز پڑھانے کا کہا تو اس نے انکار کیا، پھر انہوں نے مکہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمن الخزومی سے کہا تو اس نے بھی ان کا کر دیا اور کہا کہ نائین کے بھاگ جانے کے بعد میں کس کے لئے دعا کروں پھر لوگوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو آگے کیا جس نے انہیں ظہر و عصر کی نماز پڑھائی، حسین افطس کو اس صورتحال کا علم ہوا تو وہ دس افراد کے ہمراہ قبل الغروب مکہ میں داخل ہوا۔ اس نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر وقوف عرفہ کر کے فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھائی پھر بقیہ مناسک حج ادا کئے لوگ بلا امام کے عرفہ سے واپس ہوئے۔

اسحاق بن سلیمان، ابن نمیر ابن ساہور، عمرو غبری یونس بن بکیر نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۰۰ھ

اس سال کے پہلے روز حسن افطس مقام ابراہیم کے پیچھے مثلث چٹائی پر بیٹھا اس نے عباسیہ دور کے غلاموں کو خانہ کعبہ سے اتارنے کا حکم دیا اور کہا کہ ہم ان کے غلاموں سے بیت اللہ کو پاک کریں گے اور بیت اللہ پر دو چادریں چڑھائی جن پر ابوالسرایا کا نام لکھا ہوا تھا پھر اس نے اس کے خزانوں کو جمع کرنا شروع کیا بنی عباس کی امانتوں کو تلاش کیا حتیٰ کہ مال والوں سے مال لیا گیا لوگ اس سے خوف زدہ ہو کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے

اس نے بیت اللہ کے ستونوں کا سونا پکھلانا شروع کیا جو شدید مشقت کے بعد تھوڑا سا تیار ہوا اس ظالم نے مسجد الحرام کی کھڑکیوں کو توڑ کر سستے داموں فروخت کر دیا اس نے بہت بری روش اختیار کی۔ جب اسے ابوالسرایا کی موت کا پتہ چلا تو اس نے اسے چھپائے رکھا طالبین کے ایک بوڑھے شخص کو امیر بنادیا مسلسل بری روش پر چلتا رہا۔

پھر ۱۶ محرم کو افطس مکہ سے بھاگ گیا کیوں کہ اسے ہرثمہ کے ابوالسرایا کو شکست دے کر اس کے لشکر اور طالبین سمیت کوفہ سے نکالنے کا پتہ چل گیا تھا پھر ہرثمہ اور منصور مہدی نے کوفہ میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو امن دیا ابوالسرایا اپنی فوج کے ہمراہ قادیسیہ چلا گیا پھر قادیسیہ سے بھی وہ چل پڑا، راستے میں مامون کے لشکر نے اس سے مقابلہ کر کے اسے شکست دیدی۔ ابوالسرایا ہر طرح زخمی ہو گیا تھا اس کے لشکر نے بھاگ کر اس اعلین میں ابوالسرایا کے گھر پہنچنے کا ارادہ کیا لیکن راستہ میں مامون کے لشکر سے ٹکرائی ہوئی انہوں نے ابوالسرایا کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے نہروان میں حسن بن سہل کے پاس پہنچا دیا اس نے ابوالسرایا کی گردن اڑانے کا حکم دیا جس سے وہ بہت خوف زدہ ہوا اس کے سر کو شہر کا گشت کرایا گیا اس کے دو گڑے کر کے بغداد کے دونوں پلوں پر لٹکانے کا حکم دیا اس کے خروج اور قتل کے درمیان دس ماہ کا فاصلہ تھا حسن بن سہل نے ابو السرایا کا سر مامون کے پاس بھیج دیا اس پر ایک شاعر نے دو شعر کہے:

(۱)..... اے امیر المومنین! حسن بن سہل نے آپ کی تلوار سے ابوالسرایا کو قتل کر دیا۔

(۲)..... اس نے ابوالسرایا کے سر کو مرو کا گشت کروایا اور لوگوں کو لئے عبرت بنا کر باقی رکھا۔

طالبین میں سے زید بن موسیٰ بن جعفر بن محمد نے علی بن حسین بن علی کے ہاتھ میں بصرہ شہر تھا اسے زید الناربھی کہا جاتا تھا کیونکہ اس نے مسودہ کے بہت سے گھروں کو جلا یا تھا علی بن سعید نے اسے گرفتار کر کے امان دیدی پھر اسے اس کے جرنیلوں کے ساتھ طالبین نے قتال کے لئے مکہ بھیج دیا۔ اسی زمانہ میں یمن میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی کا ظہور ہوا اسے قصاب بھی کہا جاتا تھا کیوں کہ اس نے بہت سے یمنیوں کو قتل کیا تھا ان کے اموال پر قبضہ کیا تھا قبل ازیں مکہ میں اس کے ظہور اور اس کے کارناموں کا ذکر ہو چکا، جب ابراہیم کو ابوالسرایا کے قتل کی خبر ملی تو وہ یمن بھاگ گیا جب یمن کے نائب کو اس کا پتہ چلا تو وہ یمن سے خراسان بھاگ گیا ابراہیم نے بلاد یمن پر قبضہ کر لیا اس کے ساتھ متعدد معرکے ہوئے۔ محمد بن جعفر علوی نے اپنے قول سے رجوع کر لیا کیوں کہ اس نے مکہ میں خلافت کا دعویٰ کیا تھا اور کہتا تھا کہ میرا خیال تھا کہ مامون دنیا سے رخصت ہو چکا لیکن اب مجھ اس کی زندگی کا یقین ہو گیا میں توبہ کر کے اپنے دعوے سے رجوع کرتا ہوں میں امام کی اطاعت قبول کرتا ہوں میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

جب ہرثمہ نے ابوالسرایا اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی تو بعض لوگوں نے مامون سے چغلی کرتے ہوئے کہا ہرثمہ نے ابوالسرایا سے مراسلت کر کے اس کو ظاہر ہونے کا حکم دیا ہے، مامون نے اسے مرو بلایا اس کو اپنے سامنے کھڑا کر کے سزا دی اس کا پیٹ روند گیا پھر اسے جیل بھیج دیا گیا پھر چند روز بعد اسے قتل کر دیا گیا اس کے قتل کی خبر کلیتہً چھپائے رکھی۔ جب اہل بغداد کو اس کے قتل کا پتہ چلا تو عام لوگوں نے انہوں نے اور جنگجوؤں نے عراق کے نائب حسن بن سہل کی توجہ کی اس سے اور اس کے عمال سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ انہوں نے اسحاق بن موسیٰ مہدی کو نائب چن لیا دونوں جانبوں کے لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا ان کے اور حسن بن سہل کے درمیان شعبان کے تین دنوں میں لڑائی رہی پھر اس شرط پر جنگ بند ہوئی کہ حسن بن سہل رمضان میں خرچ کرنے کے لئے انہیں کچھ دے گا وہ کھیتی پکنے کی امید پر ذیقعدہ تک ان سے ٹال مٹول کرتا رہا، ذیقعدہ میں ہی ابوالسرایا کے بھائی زید بن موسیٰ کا انبار کی جانب ظہور ہوا، حسن بن سہل کی طرف سے بغداد کے نائب علی بن ہشام نے اس کے مقابلہ میں فوج بھیجی وہ اسے گرفتار کر کے علی بن ہشام کے پاس لے آئے یوں اللہ نے اس فتنہ کو ٹھنڈا کیا۔ اسی سال مامون نے عباسیوں کو تلاش کرایا تو ان کی تعداد ۳۳ ہزار تھی۔

اسی زمانہ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ ایون کو قتل کر کے میخائل کو نائب بنالیا۔

اسی برس مامون نے یحییٰ بن عامر بن اسماعیل کو (یا امیر الکافرین) کہنے کی وجہ سے قتل کر دیا۔

اسی سال ہارون کے لڑکے محمد بن معصم نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص میں اس سال اسباط بن محمد ابو ضمہ انس بن عیاض، مسلم بن قتیہ، عمر بن عبدالواحد، ابن ابی فدیہ، بشر بن اسماعیل، محمد بن جبیر اور معاذ

بن ہشام نے وفات پائی۔

واقعات ۲۰۱ھ

اسی سال اہل بغداد نے منصور بن مہدی کو خلافت پر اکسایا اس نے جواب دے دیا پھر انہوں نے نیابت پر اسے اکسایا تو اس نے قبول کر لیا انہوں نے سہل کے نائب علی بن ہشام کو متعدد لڑائیوں کے بعد اپنے درمیان سے نکال دیا۔

اسی زمانہ میں بغداد میں فساد، عیار اور آوارہ لوگوں نے فساد مچایا لوگوں کے اموال لوٹ لئے خواتین اور مردوں پر بھی ہاتھ ڈالا، دیہاتوں میں مویشیوں پر قبضہ کر لیا، قطر بل کے تمام لوگوں کو لوٹ لیا۔ خالد الدریوش سہل بن سلامہ ابو حاتم انصاری نے لوگوں کو ساتھ لے کر ان کا خاتمہ کیا جس کی وجہ سے حالات معمول پر آ گئے۔

سال رواں کے شوال میں حسن بن سہل نے بغداد آ کر فوج کی اصلاح کی منصور بن مہدی اور اس کے ساتھی اس سے جدا ہو گئے۔ اسی سال مامون نے علی رضی بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب کے لئے بیعت لی اور اسے اپنے بعد ولی عہد بنایا اس کا نام رضی عن آل محمد رکھا، سیاہ لباس ختم کر کے سبز لباس کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے اور اس کے لشکر نے سبز لباس زیب تن کر لیا تمام صوبوں اور شہروں میں اس کی اطلاع کر دی گئی، ۲۰۱ھ دور رمضان منگل کے روز یہ عمل میں آیا۔ کیوں کہ مامون نے اہل بیعت میں سب سے بہتر علی رضی کو پایا نیز بنی عباس میں علم و عمل میں اس کی مثل کوئی نہ تھی اس وجہ سے مامون نے اپنے بعد ولی عہد بنادیا۔

اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنا..... مامون کے بعد علی رضا کے ولی عہد بنانے کی خبر جب بغداد آئی تو اس کی سب عوام میں اختلاف ہو گیا، بعض نے اتفاق اور بعض نے اختلاف کیا۔ جمہور بنو عباس نے اختلاف کیا یہ معاملہ مہدی کے دو لڑکوں ابراہیم اور منصور نے کھڑا کیا۔ چنانچہ ۲۶ ذی الحجہ منگل کے روز عباسیوں نے ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کر لی انہوں نے اس کا لقب مبارک رکھا وہ سیاہ قام تھا اس کے بعد اس کے بھتیجے الحاق بن موسیٰ بن مہدی کو خلیفہ بنایا انہوں نے مامون کی بیعت ختم کر دی۔

پھر انہوں نے ۲۹ ذی الحجہ جمعہ کے روز پہلے مامون اور پھر ابراہیم کے لئے دعا کرنے کا ارادہ کیا لیکن عوام صرف ابراہیم کے لئے دعا پر راضی تھی اس پر ان کا اختلاف ہو گیا حتیٰ کہ جمعہ کی نماز کے بجائے لوگوں نے تنہا تنہا چار رکعتیں پڑھیں۔

اسی زمانہ میں طبرستان کے نائب نے پہاڑی علاقوں بلا دارزادہ شیراز پر قبضہ کر لیا۔ ابن حزم نے ذکر کیا کہ سلم الحاسر نے اس کے متعلق اشعار کہے لیکن ابن الجوزی نے ذکر کیا کہ اس سے چند سال پہلے ہی سلم الحاسر کی وفات ہو چکی تھی۔

اسی زمانہ میں خراسان ری، اصفہان، بلا دارزادہ شیراز میں قحط پڑا جس کی وجہ سے غلہ بہت مہنگا ہو گیا۔ اسی سال بابک خرمی کا ظہور ہوا جہاں اور احمقوں کی ایک جماعت نے اس کی اطاعت قبول کر لی وہ تناسخ کا قائل تھا۔ اس کے بقیہ احوال عنقریب آ رہے ہیں۔

اسی سال الحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات..... ابو اسامہ حماد بن اسامہ، حماد بن مسعرہ حسی بن عمارۃ علی بن عاصم اور ابو السرایا کے ساتھی محمد بن محمد نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۰۲ھ

اسی سال کے پہلے روز ہی بغداد میں ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی گئی پانچ محرم جمعہ کے روز ابراہیم بن مہدی منبر پر چڑھا تو لوگوں نے اس کی بیعت کی، مبارک اس کا لقب رکھا کوفہ اور ارض سواد پر اس کا غلبہ تھا فوج نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا تو اس نے ٹال منول کی پھر ہر ایک کو دو سو درہم

دیئے انہیں مضافات لوٹنے کی اجازت دیدی چنانچہ انہوں نے خوب لوٹ مار کی حتیٰ کہ فلاح اور بادشاہ کے آمدنی بھی لوٹ لی۔ ابراہیم نے مشرقی کوفہ کا عباس بن موسیٰ ہاری کو اور مغربی کوفہ کا اسحاق بن موسیٰ ہوری کو نائب بنایا۔

اسی سال خارجی مہدی بن علوان کا ظہور ہوا ابراہیم نے ابواسحاق کی ماتحتی میں امراء کی ایک جماعت بھیج کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ اسی زمانہ میں ابوالسرایا کے بھائی کا کوفہ میں ظہور ہوا ابراہیم نے اس کے مقابلہ میں فوج روانہ کی انہوں نے اسے قتل کر کے اس کا سر ابراہیم کے سامنے لا کر رکھ دیا۔

اسی سال ۱۳ ربیع الثانی کو آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی جو کچھ دیر بعد وہ ختم ہو گئی لیکن صبح تک آسمان پر دوسرخ ستون رہے کوفہ میں اصحاب ابراہیم میں لڑائی جاری رہی ان کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔ اصحاب ابراہیم سیاہ لباس اور اصحاب مامون سرخ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ اس سال کے رجب کے ختم تک ان کے درمیان لڑائی جاری رہی۔

اسی زمانہ میں ابراہیم سہل بن سلامہ مطوع کے قید کرنے میں کامیاب ہو گیا لوگوں کی ایک جماعت اس کی پیروی کرتی تھی وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے داعی تھے لیکن حد سے تجاوز کر کے بادشاہ پر انہوں نے اعتراضات کئے کتاب و سنت کے قیام کی انہوں نے دعوت دی اس کا دروازہ بادشاہ کے گھروں کی طرح بن گیا اس پر ہتھیار، محافظ اور شاہانہ نخوت تھی ایک فوجی دستے نے اس کا مقابلہ کر کے اس کی قوت پاش پاش کر دی وہ خود ہتھیار پھینک کر خواتین اور تماشیوں کے درمیان چلا گیا پھر وہ ایک گھر میں روپوش ہو گیا اسے گرفتار کر کے ابراہیم کے پاس لایا گیا اس نے ایک سال تک اسے گرفتار کر رکھا۔

سال رواں ہی میں مامون خراسان سے عراق کا ارادہ کر کے آیا کیوں کہ علی بن موسیٰ رضی نے مامون کو عراق میں لوگوں میں فتنے پھونٹنے اور اختلاف واقع ہونے کی خبر دی اور ہاشمیوں نے لوگوں سے کہا ہے کہ مامون مسکور و مبجون ہے اور علی بن عیسیٰ کی بیعت لینے کی وجہ سے وہ تجھ پر اعتراضات کرتے ہیں اور حسن بن سہل اور ابراہیم کے درمیان لڑائی جاری ہے۔ مامون نے امراء کی ایک جماعت بلا کر اس سے ان معاملہ میں مشورہ کیا انہوں نے مامون سے امان طلب کرنے کے بعد کہا فضل بن سہل نے تیرے سامنے ہرثمہ کے قتل کو خوبصورت کر کے پیش کیا اس نے اس کے قتل کرانے میں جلدی کی حالاں کہ ہرثمہ تیرا خیر خواہ تھا طاہر بن حسین نے تیری خلافت کی راہ ہموار کی حتیٰ کہ اس نے خلافت کے زمام تیرے سپرد کی۔ تو نے اسے بیکار کر کے رقبہ میں بٹھا دیا، زمین اپنے اطراف سمیت شرور و فتن سے پھٹ گئی جب مامون پر یہ بات متحقق ہو گئی تو اس نے بغداد کو کوچ کرنے کا حکم دیا فضل بن سہل ان کی خیر خواہی سمجھ گیا اس نے بعض کو مارا بعض کی ڈاڑھیاں نوچیں مامون جب سرخس میں تھا کچھ لوگوں نے مامون کو وزیر فضل بن سہل پر حرام میں حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس وقت دو شوال جمعہ کا دن تھا۔ اس کی عمر ساٹھ سال تھی۔ جب مامون کو اس کے قتل کا علم ہوا تو اس نے اس کے تعاقب میں آدمی بھیجے وہ اس کے قاتلوں کو پکڑ کر لے آئے جو چار غلام تھے۔ اس نے اس کے بھائی حسن بن سہل کو تعزیت کا خط لکھا اسے اس کی جگہ وزیر بنا دیا گیا۔ مامون عید کے روز سرخس عراق چلا گیا ابراہیم مدائن میں تھا اس کے مقابلہ میں مامون کی فوج برسر پیکار تھی۔

اسی سال مامون نے بوران بنت الحسن بن سہل سے شادی کی علی بن موسیٰ رضی کی اپنی لڑکی ام حبیب سے شادی کی۔ اسی سال رضی کے بھائی ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس نے مامون کے بعد اپنے بھائی کے لئے دعا کی پھر حج کے بعد وہ یمن چلا گیا جس پر حمدویہ بن علی بن موسیٰ بن ماہان کا غلبہ تھا۔ ایوب بن سوید رضمرة، عمرو بن حبیب اور فضل بن سہل وزیر ابو یحییٰ حمانی نے وفات پائی۔

واقعات ۲۰۳ھ

اسی سال مامون عراق جاتے ہوئے طوس سے گزرا تو وہاں پر اس نے اپنے والد کی قبر کے پاس چند روز قیام کیا ماہ صفر کے آخر میں علی بن موسیٰ رضی کی انگو رکھانے کی وجہ سے اچانک وفات ہو گئی مامون نے اس کی نماز جنازہ پڑھا کر اپنے والد کی قبر کے پاس اسے دفن کر دیا۔ مامون اس کی وفات پر خوف زدہ ہوا اس نے حسن بن سہل کو تعزیتی خط لکھ کر اپنے غم سے آگاہ کیا، بنی عباس کو خط لکھا کہ تم اس کی وجہ سے ناراض تھے اب تو جمع و اطاعت

قبول کر لو انہوں نے بڑا سخت جواب دیا اسی سال حسن بن سہل پر باغیوں نے غلبہ پا کر اسے ایک کمرہ میں بند کر دیا امراء نے مامون کو اس کی اطلاع دی مامون نے لکھا کہ میں اس خط کے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں پھر ابراہیم اور اہل بغداد کے درمیان لڑائیاں ہوئیں بغداد میں فتنے، عیار اور فساد ظاہر ہوئے حالات سنگین ہو گئے جمعہ کے روز ظہر کی نماز ہوئی مؤذنین نے خطبہ کے بغیر امامت کی، چار رکعتیں پڑھیں، معاملہ سخت ہو گیا ابراہیم اور مامون کی وجہ سے لوگوں میں اختلاف ہو گیا پھر مامونوں پر غالب آ گئے۔

اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت توڑنا..... آئندہ جمعہ پر لوگوں نے ابراہیم کی بیعت ختم کر کے مامون کی بیعت کر لی مامون کی طرف سے حمید بن عبد الحمید نے ایک لشکر کے ساتھ بغداد کا محاصرہ کیا فوج کو عطیات کی لالچ دی تو انہوں نے مامون کی سمع و اطاعت پر اس کی فرمانبرداری کی۔

ابراہیم بن مہدی کی طرف سے عیسیٰ بن محمد نے ایک جماعت کے ساتھ لڑائی کی پھر اس نے مدینہ کی حتیٰ کہ وہ مامونوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ بلا خراب ابراہیم روپوش ہو گیا اس کے ظہور کا کل زمانہ گیارہ سال گیارہ ماہ بارہ یوم تھا۔ مامون اس وقت ہمدان چلا گیا۔ اسی سال سلیمان بن عبد اللہ بن سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

علی بن موسیٰ کے حالات..... یہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب القرشی الهاشمی العلوی لقب رضی ہے مامون نے اسے خلافت سے دستبردار کرنا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا پھر مامون نے اسے اپنے بعد ولی عہد بنادیا۔

اسی سال صفر میں وفات پائی۔ حدیث اپنے والد وغیرہ سے روایت کی ان سے ایک جماعت مامون ابو سلیمان نے روایت کی اور کہتے تھے کہ میں نے انہیں کہتے سنا اللہ اپنے بندوں کو افعال مالا یطاق کے مکلف بنانے سے زیادہ عادل ہے اور بندے اپنے ارادوں کو کرنے کی بہ نسبت زیادہ عاجز ہیں۔

ان کے چند اشعار یہ ہیں:

- (۱)..... ہم میں سے ہر ایک درازنی وقت کا امیدوار ہے موت امیدوں کی آفات ہے۔
- (۲)..... چھوٹی چھوٹی امیدوں سے دھوکہ مت کھا، میانہ رویہ اختیار کر، بہانے چھوڑ دے۔
- (۳)..... دنیا زوال پذیر سایہ کی مانند ہے سوار اس میں اتر کر پھر کوچ کر جاتا ہے۔

واقعات ۲۰۴ھ

اسی سال مامون نے عراق جاتے ہوئے جرجان میں ایک ماہ قیام کیا پھر وہاں سے اپنی منزل پر آیا، دو روز ٹھہرتا ہوا نہروان آیا آٹھ روز وہاں مقیم رہا۔ اس نے طاہر کو خط کے ذریعے ملاقات کی دعوت دی چنانچہ اس سے ملاقات کی اس کے اہل بیعت سرداروں نے اس کا استقبال کیا۔ ۱۴ صفر ہفتہ کے روز صبح مامون بڑی شان و شوکت سے بغداد میں داخل ہوا مامون سمیت سب کا لباس سبز تھا، اہل بغداد نے بھی سبز لباس زیب تن کیا۔ مامون اولاً رصافہ پھر دجلہ پر قصر علی میں فروکش ہوا، امراء اور بڑے لوگ اس کے گھر آنے جانے لگے تمام بغدادیوں نے سبز لباس زیب تن کر لیا، سیاہ لباس جلادیا مسلسل آٹھ روز یہی کیفیت رہی۔

پھر اس نے طاہر بن حسین کی ضروریات دریافت کی اس نے سب سے پہلے سیاہ لباس پہننے کی اجازت مانگی کیوں کہ اس نے کہا یہ ہمارے آباء کا حکومتی لباس ہے اور انبیاء کا ورثہ ہے۔ ۲۸ صفر آخری جمعہ کو مامون نے سبز لباس میں لوگوں کے لئے نشست کی۔ پھر اس نے سیاہ لباس منگوا کر

طاہر کو پہنایا اس کے بعد ایک جماعت نے سیاہ لباس زیب تن کر لیا پھر باقی لوگوں نے بھی سیاہ لباس پہن لیا، وہ دوبارہ اس کی طرف لوٹ آئے اس نے اس کے ذریعہ ان کی اطاعت اور موافقت کا اندازہ لگالیا بعض کا قول ہے کہ بغداد آنے کے بعد مامون نے ۲۷ روز تک سبز لباس استعمال کیا۔ واللہ اعلم۔

مامون کا چچا چھ سال کچھ ماہ روپوش ہونے کے بعد جب مامون کے سامنے آیا تو مامون نے اسے کہا تو ہی سیاہ خلیفہ ہے، ابراہیم نے عذر خواہی کی کہا مجھ پر ہی آپ نے احسان کیا، اس وقت مامون نے اشعار پڑھے:

(۱)..... بہادر انسان کے لئے سیاہ لباس عیب کا باعث نہیں اور نہ عاقل ادیب نوجوان کے لئے۔

(۲)..... اگر سیاہی کو تجھ سے کچھ حصہ حاصل ہے تو مجھے تجھ سے سفیدی کا حاصل ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ نصر اللہ بن قلائس اسکندری نے اس کے ہم معنی اشعار کہے:

(۱)..... بہت سے سیاہ لباس والے بالفعل سفید ہیں۔ کافروں نے کستوری پر حسد کیا۔

(۲)..... آنکھ کے دانے کی مثل کہ جسے لوگ سیاہ خیال کرتے ہیں حالاں کہ وہ نور ہے۔

مامون نے ابراہیم کے قتل کی بابت ساتھیوں سے مشورہ کیا احمد بن خالد وزیر احوال نے کہا اگر آپ اسے قتل کر دیں گے تو اس کی مثل تو آپ کے لئے بہت ہیں اگر معاف کر دیا تو آپ کی مثل کوئی نہیں۔

اس کے بعد مامون نے دجلہ کے کنارے اپنے محل کے پاس محلات بنانا شروع کر دیئے۔ شرور و فتن کا خاتمہ ہو گیا اس نے مضامقات والوں کو ۵۰ پر مقاسمت کا حکم دیا حالاں کہ اس سے قبل وہ نصف پر مقاسمت کرتے تھے اس نے اھوازی دس پیالوں کے برابر گوشت کا قفیز بنایا، شہروں سے بہت سی اشیاء کم کر دیں، لوگوں سے نرمی کا معاملہ کیا، اپنے بھائی عیسیٰ بن رشید کو کوفہ صالح کو بصرہ کا حاکم بنایا، عبید اللہ بن حسین کو حرین کا نائب بنایا۔ یحییٰ بن معاذ با بک خرمی سے مقابلہ کیا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

خواص کی وفات

ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی کے حالات..... ہم نے الگ تفصیل سے ان کے حالات اپنی کتاب طبقات شافعیین میں بیان کئے یہاں پر ہم اس کا خلاصہ بیان کریں گے۔

یہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف بن قصی القرشی المطلبی، سائب بن عبید بدر کے روز اسلام لائے ان کے لڑکے شافع بن سائب کم سن صحابہ میں سے تھے ان کی والدہ کا نام ازدیہ تھا اس نے آپ کے حمل کے وقت خواب دیکھا کہ مشتری ستارہ اس کی فرج سے نکل کر مصر میں ٹوٹ گیا پھر تمام شہروں میں اس کے حصے گرے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ غزہ یا عسقلان ۱۵۰ھ میں یمن میں پیدا ہوئے بچپن ہی میں والد کا انتقال ہو گیا ان کی والدہ نسب محفوظ کرنے کے غرض سے دو سال کی عمر میں انہیں مکہ لے گئیں وہیں پھلے پھولے، سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا، دس سال کی عمر میں موٹایا دکر لی، پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دیا۔ بعض کا قول ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر میں ان کے شیخ مسلم بن خالد زنجی نے انہیں اجازت دیدی، پھر لغت اور شعر میں مشغول ہو گئے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہزہل میں دس یا بیس سال رہے وہاں پر لغات عرب اور فصاحت سیکھی۔ مشائخ اور ائمہ کی ایک جماعت سے بیشار احادیث کا سماع کیا۔ امام مالک کو موٹا سنائی، امام مالک کو آپ کی قرآءت بہت اچھی لگی۔ مسلم بن خالد زنجی کے بعد ان سے حجازیوں کا علم سیکھا ان سے بہت سے لوگوں سے روایت کی جن کے اسماء حروف ابجد کی ترتیب پر ہم نے دوبارہ ذکر کئے۔ امام شافعی نے قرآن میں اسماعیل بن قسطنطین عن شبل ابن کثیر عن مجاہد عن ابن عباس عن ابی بن کعب عن رسول اللہ ﷺ عن جبریل عن اللہ عز وجل پڑھا اور فقہ عن مسلم بن خالد عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس و ابن الزبیر عن جملۃ من الصحابة عن رسول اللہ ﷺ پڑھا۔ فقہ امام مالک سے بھی پڑھا ان سے ایک جماعت نے علم حاصل کیا اس سے اب تک کے

لوگوں نے علم حاصل کیا۔

ابن ابی حاتم نے عن ابی بشر الدولاجی عن محمد بن ادریس وراق الحمیدی عن الشافعی روایت کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو نجران میں حکم کا والی بنا دیا پھر بعض لوگوں نے رشید سے چغلی کی کہ یہ خلافت حاصل کرنا چاہتے تھے اس نے گدھے پر سوار ہو کر آپ کو بغداد بھیج دیا۔ ۱۸۴ھ میں آپ نے بغداد میں رشید سے ملاقات کی رشید کے سامنے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن حسن کا مناظرہ ہوا۔ محمد بن حسن نے آپ کی تعریف کی رشید سمجھ گیا کہ اپنی خلافت کے خواہشمند نہیں۔ محمد بن حسن نے آپ کو اپنے گھر میں اتارا قاضی ابو یوسف کا ایک سال قبل انتقال ہو چکا تھا محمد بن حسن نے آپ کا خوب اکر ام کیا امام شافعی نے ایک اونٹ کے بوجھ کے مثل آپ سے لکھا رشید نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دو ہزار یا پانچ ہزار دینا دیئے، امام شافعی مکہ چلے گئے کل رقم اپنے اہل اقربا پر تقسیم کر دی۔

اس کے بعد ۱۹۵ھ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عراق آ گئے تو آپ کے ساتھ سرکردہ علماء (احمد بن حنبل وغیرہ) کی ایک جماعت تھی پھر مکہ چلے گئے پھر ۱۹۸ھ میں بغداد آ گئے پھر وہاں سے مصر چلے گئے پھر وہیں ۲۰۴ھ میں وفات پائی وہیں پر کتاب الام تصنیف کی۔

متعدد کبار ائمہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱)..... عبدالرحمن بن مہدی انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اصول پر ایک کتاب لکھنے کی درخواست کی آپ نے اصول فقہ پر ایک رسالہ لکھا۔ عبدالرحمن ہر نماز میں آپ کے لئے دعا کرتے۔

(۲-۳)..... مالک بن انس، ختمیہ بن سعید ان کا قول ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ہیں۔

(۴)..... سفیان بن عیینہ۔

(۵)..... یحییٰ بن سعید قطان یہ بھی ہمیشہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے نمازوں میں دعا کرتے تھے۔

(۶)..... ابو عبیدان کا قول ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا کوئی فصیح عقلمند متقی نہیں دیکھا۔

ان کے علاوہ بھی بی شمار علماء نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی۔

احمد بن حنبل چالیس سال تک نماز میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعا کرتے رہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس حدیث کے بارے میں کہا کہ اللہ ہر صدی کے ختم پر ایک مجدد پیدا کرتا ہے فرماتے تھے پہلی صدی کے ختم پر عمر بن عبدالعزیز مجدد بن کر آئے دوسری صدی کے ختم پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مجدد بن کر آئے۔

اسی طرح یہ حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا قریش کو گالی مت دو اس لئے کہ اس کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا اے اللہ جب تو ان کے اول کو عذاب و بال کا مزہ چکھائے تو ان کے آخر کو بخشش کا بھی مزا چکھانا۔ ابو نعیم عبد الملک بن محمد اسوائی کا قول ہے کہ یہ حدیث محمد بن ادریس شافعی پر منطبق ہوتی ہے۔

یحییٰ بن معین نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا آپ راست باز ہیں آپ پر کوئی اعتراض نہیں، ایک بار فرمایا اگر جھوٹ مطلقاً جائز ہوتا تو آپ کی جوان مردی آپ کو جھوٹ سے روکتی۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ البدن صدوق اللسان ہیں بعض نے ابو زرہ کا قول نقل کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی غلط حدیث نہیں تھی۔

محمد بن اسحاق بن خذیمہ سے سوال کیا گیا کہ کیا کوئی سنت ایسی بھی ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تک نہ پہنچی ہو انہوں نے جواب دیا نہیں، کیوں کہ ہر حدیث ان تک اپنی سند یا ارسال یا انقطاع کے ذریعے پہنچی جیسا کہ ان کی کتب میں موجود ہے حرمہ کو قول ہے میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتا سنا کہ بغداد میں میرا نام ناصر السنہ رکھا گیا، ابو ثور کا قول ہے کہ ہم نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسا صاحب رائے اور صاحب بصیرت کوئی انسان نہیں دیکھا داؤد بن علی ظاہری نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل جمع کرتے ہوئے فرمایا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بے شمار فضائل کے حامل ہیں، مثلاً شرف نسب، دین و اعتقاد کی صحت، فیاض صحت و تقویٰ، ناسخ و منسوخ کے اعتبار سے حدیث کی معرفت کتاب و سنت اور سیرت اخلفاء کی یادگیری وغیرہ، پھر اس نے آپ کے بغدادی اور مصری شاگردوں کی تعداد بیان کی نیز آپ کے فقہ کے شاگردوں میں اس نے امام احمد بن حنبل کو شمار کیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کتاب وسنت کے معانی کے سبب سے بڑے عالم تھے ان سے دلائل کے تخریج میں سب سے زیادہ ماہر تھے نیز آپ سے سب بڑے مخلص تھے فرمایا کرتے تھے میری خواہش ہے کہ لوگ اس علم کو حاصل کریں لیکن میری طرف کسی چیز کی نسبت نہ کریں نہ میری تعریف کریں انہیں اس پر اجر ملے گا۔ بعض نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ مقابلہ میں جب تم تک صحیح طور پر آپ ﷺ کی حدیث پہنچ جائے تو میرے قول کو چھوڑ کر اسے لے لو میں بھی اس کو اختیار کروں گا اگرچہ تم نے مجھ سے وہ نہیں سنی ایک روایت میں ہے میری تقلید مت کرو ایک روایت میں ہے کہ میرے قول کی طرف توجہ مت دو ایک روایت میں ہے کہ میرے قول کو دیوار پر مار دو کیوں کہ آپ کے مقابلہ میں میری بات کو کوئی حیثیت نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ انسان کا شرک کے علاوہ ہر گناہ کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرنا خواہش نفس سے ملاقات کرنے سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ علم کلام کے ساتھ ملاقات سے بہتر ہے نیز فرمایا اگر لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ علم کلام میں کس قدر خواہش نفس ہے تو وہ اس سے ایسے بھاگتے جیسے شیر سے بھاگتے ہیں نیز فرمایا اہل کلام کے بارے میں میرا حکم یہ ہے کہ انہیں کھجور کے تنوں سے مارا جائے قبائل میں انہیں گشت کرایا جائے اعلان کیا جائے کہ کتاب وسنت چھوڑ کر علم کلام کی طرف متوجہ ہونے والے شخص کی یہ سزا ہے۔

بیوطی کا قول ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا تم اصحاب حدیث کو لازم پکڑو کیوں کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ راست باز ہیں، نیز فرمایا جب تم نے اصحاب حدیث میں سے کسی کی زیارت کی تو گویا تم نے اصحاب رسول کی زیارت کر لی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے ہمارے لئے اصل کو محفوظ کیا اس وجہ سے انہیں ہم پر فضیلت حاصل ہے اسی مفہوم کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں:

(۱)..... حدیث فقہ کے علاوہ تمام علوم مشغلہ ہیں۔

(۲)..... علم وہی ہے جس کے بارے میں فرمایا ہم سے یوں بیان کیا۔

اس کے علاوہ شیطانی وسوساں ہیں۔

کہتے تھے کہ اللہ کا قرآن غیر مخلوق ہے، قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سرکردہ اصحاب ربیع وغیرہ کا قول ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آیات صفحات واحادیث پر تکلف، تشبیہ، تعطیل، تحریف کے بغیر سلف کے طریقہ پر گزرتے تھے۔

ابن خزیمہ کا قول ہے مجھے مرنی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سنائے:

(۱)..... جو تو چاہے وہ ہوتا ہے اگرچہ میں نہ چاہوں جو میں چاہوں وہ نہیں ہوتا اگر تو نہ چاہے۔

(۲)..... تو نے لوگوں کو اپنے علم کے مطابق پیدا کیا علم میں جوان و عمر رسیدہ دونوں چلتے ہیں۔

(۳)..... ان میں سے بعض بد بخت، بعض حسین، بعض قبیح ہیں۔

(۴)..... اس پر تو نے احسان کیا اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا اس کی تو نے مدد کی اس کی مدد نہیں کی۔

ربیع کا قول ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین سب سے بہتر ہیں۔ ربیع نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سنائے:

(۱)..... دین میں لوگ ٹیڑھے ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے دین میں رائے کے ذریعہ بدعات ایجاد کر لیں جو دین آپ ﷺ کے لئے کرائے تھے۔

(۲)..... حتیٰ کہ لوگوں نے اللہ کے دین کو حقیر سمجھ لیا جو چیز انہوں نے اٹھائی اسی میں مشغول ہو گئے سنت کے بارے میں ہم نے آپ کے

اشعار اور آپ کا کلام ذکر کر دیا۔ ہم نے آپ کے حکم و مواظب کا بہترین حصہ طبقات شافعیہ کے شروع میں بیان کر دیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۲۰۴ھ رجب کے آخر میں جمعرات یا جمعہ کے روز ۵۴ سال کی عمر میں مصر میں ہوئی آپ سفید رنگ حسین وراز، پارعب، شیعوں کی مخالفت میں ڈاڑھی کو مہندی سے رنگتے تھے۔

اسحاق بن فرات اشعب بن عبدالعزیز المصری المالکی حسن بن زیاد ابو داؤد سلیمان بن داؤد طلیسی ابو بدر شجاع بن ولید، ابو بکر حنفی، عبدالکریم، عبدالوہاب بن عطاء خفاف، نصر بن شمل اور ہشام بن محمد نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۰۵ھ

اسی سال مامون نے طاہر بن حسین کو بغداد، عراق اور خراسان کا نائب بنایا اس سے خوش ہو کر اس کے مرتبہ میں اضافہ کر دیا کیوں کہ حسن بن سہل سواد میں بیمار ہو گیا تھا مامون نے طاہر کی جگہ رقبہ اور جزیرہ پر یحییٰ بن معاذ کو مقرر کیا۔ عبد اللہ بن طاہر اس سال بغداد آیا اس کے والد نے اسے رقبہ کا نائب بنا کر نصر بن شبث سے لڑنے کا حکم دیا تھا مامون نے عیسیٰ کو آذربائیجان کا حاکم بنایا۔ مصر کے نائب سری بن حاکم کا انتقال ہو گیا سندھ کا نائب داؤد بن یزید تھا۔ اس کی جگہ بشر بن داؤد کو سالانہ ایک کروڑ درہم پروالی بنایا۔ اس سال حرمین کے نائب عبید اللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

اسحاق بن منصور سلولی، بشر بن بکر دمشقی، ابو عامر عقدی، محمد بن عبید طنافسی، یعقوب حضری، ابوسلیمان درانی عبدالرحمن بن عطیہ بعض کا قول ہے کہ عبدالرحمن بن عسکر ابوسلیمان درانی نے اسی سال وفات پائی۔

ابوسلیمان درانی اصلاً واسطی ہیں مشرقی بغداد کی دار یا بستی میں سکونت پذیر تھے۔ سفیان ثوری وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا ان سے احمد بن ابی حادث نے سماع کیا حافظ نے ان کے طریق سے ایک حدیث روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ظہر سے قبل چار رکعت پڑھنے والے کے اللہ اس روز کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ابوقاسم قشیری نے ابوسلیمان درانی کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایک بار ایک وعظ کی مجلس میں بیٹھا تو اس کے وعظ نے میرے دل پر اثر کیا لیکن اٹھنے کے بعد اثر ختم ہو گیا پھر میں دوسری بار اس کی مجلس میں بیٹھا تو دل پر اثر ہوا لیکن اٹھنے کے بعد راستے میں اثر ختم ہو گیا، پھر تیسری بار بیٹھا تو اثر ہوا پھر میں نے گھر پہنچ کر آلات لہو و لعب توڑ دیئے اور سنت کو لازم پکڑ لیا۔ قشیری کا قول ہے کہ میں نے یہ قصہ یحییٰ بن معاذ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا چڑیا نے سارس کو شکار کر لیا۔ چڑیا سے مراد وعظ اور سارس سے مراد ابوسلیمان ہے۔

احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو کہتے سنا کہ جس شخص کو اچھی بات کا الھام ہو وہ جب تک اس کی بابت حدیث نہ سن لے اس وقت تک اس پر عمل نہ کرے حدیث سننے کے بعد اس پر عمل کرنا نور علی نور ہوگا

جنید کا قول نقل کیا ہے کہ بعض مرتبہ میرے دل میں قوم کے نکتوں میں سے ایک نکتہ پڑتا ہے تو میں کتاب و سنت کے بغیر اس پر عمل نہیں کرتا نیز انہیں کا قول ہے کہ خواہش نفس کی عدم پیروی سب سے عمدہ عمل ہے نیز فرمایا ہر شے کے لئے علم میں علم اللہ لان اللہ کے خوف سے نہ روتا ہے نیز فرمایا ہر چیز کے لئے ایک زنگ ہے دل کے نور کا زنگ پیٹ کا بھوکا ہونا ہے نیز فرمایا اللہ کے ذکر سے غافل کرنے والی ہر چیز بوم ہے، انہیں کا قول ہے کہ ایک رات میں محراب میں دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کر رہا تھا سردی شدید ہو گئی جس کی وجہ سے میں نے ایک ہاتھ سمیٹ لیا ایک ہاتھ دعا کے لئے پھیلائے رکھا تھا اتنے میں مجھے نیند آگئی آواز دینے والے نے آواز دی کہ جس طرح ہم نے ایک ہاتھ سے سردی کم کی اگر تم دوسرا ہاتھ پھیلا کر رکھتے تو اس سے بھی ہم سردی کم کر دیتے اس کے بعد میں نے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرنے کا تہیہ کر لیا۔

ابوسلیمان کا قول ہے ایک رات میں اپنے سرخ گھوڑے سے غافل ہو کر سو گیا خواب میں ایک حور کہتی نظر آئی کہ میں پانچ سو سال تیرے لئے پردہ میں پل رہی ہوں اور تم سو رہے ہو۔

احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو کہتے سنا کہ جنت میں نہریں ہیں جن کے کناروں پر خیمے ہیں ان میں حوریں ہیں اللہ تعالیٰ ایک حور پیدا کرتا ہے جب اس کی تخلیق تمام ہو جاتی ہے تو فرشتے جنت کے کنارہ پر خیمہ لگاتے ہیں ایک حوران میں سے سنہری کرسی پر بیٹھتی ہے اس کی سرین کرسی کی ایک جانب سے نکلی ہوئی ہوتی ہے اہل جنت نہر کے کناروں پر سیر کے لئے آتے ہیں وہ ان حوروں میں سے جس سے چاہیں خلوت

کرتے ہیں۔ ابوسلیمان نے کہا دنیا میں جنت کی ان نہروں کے کناروں پر ان دو شیرازوں کے پردہ بکارت زائل کرنے والے کا کیا حال ہوگا۔
 نیز فرمایا میں نے ابوسلیمان کو کہتے سنا کہ میں پانچ پانچ روز سورۃ فاتحہ کے بعد ایک آیت بھی نہیں پڑھتا صرف اس کے حافی میں غور کرتا رہتا ہوں۔ بعض مرتبہ ایک آیت کی تلاوت سے میری عقل جانی رہتی ہے پاک ہے وہ ذات جو دوبارہ عقل کو لوٹا دیتی ہے۔ میں نے انہیں کہتے سنا کہ دنیا و آخرت میں ہر چیز کی اصل اللہ کا خوف ہے دنیا کی کامیابی طمن کا سیر ہونا آخرت کی کامیابی بھوکے رہنا ہے اور ایک روز مجھ سے کہا اے احمد ایک روز ابوسلیمان نے گرم روٹی نمک لگی ہوئی کا مطالبہ کیا میں نے لے آیا انہوں نے اس سے ایک لقمہ توڑا پھر اسے پھینک کر رونے لگے اور کہنے لگے اے اللہ! میری خواہش جلد پوری کر دی گئی میری بدبختی اور میری مشقت لمبی کر دی گئی حالاں کہ میں تو توبہ کر چکا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے موت تک نمک نہیں چکھا نیز فرمایا میں کبھی بھی نفس سے راضی نہیں ہوا، نیز فرمایا اپنے نفس کو عزیز سمجھنے والا خدمت کی لذت سے محروم رہے گا۔ اسی طرح فرمایا جس نے اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھا پھر وہ اللہ سے نہیں ڈرا اور اللہ کی اطاعت نہیں کی تو وہ دھوکہ میں مبتلا ہوا۔ فرمایا خوف امید کے مقابلہ میں زیادہ ہونا چاہیے اگر خوف پر امید غالب آگئی تو دل مردہ ہو گیا ایک روز مجھ سے پوچھا صبر سے اوپر کوئی درجہ ہے، میں نے اثبات میں جواب دیا، ابوسلیمان ایک حج مار کر بیہوش ہو گئے، ہوش آنے پر فرمایا جب حسن برون کو بلا حساب اجر دیا جائے گا تو ان لوگوں کے بابت تیرا کیا خیال ہے جن سے اللہ راضی ہو گیا۔
 نیز فرمایا پوری دنیا میرے قبضہ میں ہو میں اسے ایک نیک کاموں میں خرچ کروں اور ایک لمحہ کے لئے میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاؤں مجھے یہ پسند نہیں ہے۔

نیز فرمایا ایک زاہد نے دوسرے زاہد سے وصیت کی درخواست کی اللہ نے جس سے منع کیا اسے چھوڑ دو جس کا حکم دیا اسے بجالاؤ، اس نے زیادتی کی درخواست کی انہوں نے کہا اس سے زیادہ میرے پاس نہیں ہے، نیز فرمایا دن میں عمل صالح کرنے والا رات میں اور رات میں عمل صالح کرنے والا دن میں کفایت کیا جائے گا۔ سچی نیت سے شہوت ترک کرنے والے کے دل کو اللہ شہوت سے پاک کر دے گا اور اللہ پاکیزہ قلب کو عذاب دینے سے کریم ہے نیز فرمایا جس دل میں دنیا بس جائے وہ آخرت سے غافل ہو جاتا ہے جب آخرت دل میں گھر کر جائے تو دنیا اس کی مزاحم بن کر آتی ہے۔ جب دنیا قلب میں بس جائے تو آخرت اس کی مزاحم بن کر نہیں آتی ہے کیوں کہ دنیا کیمنی ہے اور آخرت کریم ہے کریم کے لئے التیم سے مقابلہ کرنا صحیح نہیں۔
 احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ میں ایک رات ابوسلیمان کے پاس تھا میں نے انہیں کہتا سنا کہ اللہ آپ کی عزت و جلال کی قسم اگر تو مجھ سے گناہوں کا مطالبہ کرے گا میں تجھ سے تیرے عفو کا مطالبہ کروں گا اگر تو مجھ سے میرے بخل کا مطالبہ کرے گا میں تجھ سے تیری سخاوت کا مطالبہ کروں گا۔ اگر تو مجھے دوزخ میں بھیجے گا تو میں اہل دوزخ کو بتاؤں گا کہ میں تجھ سے محبت کرنے والا ہوں نیز فرمایا اگر تمام لوگ حق میں شک کرنے لگیں تو میں شک نہیں کروں گا نیز فرمایا کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ میرے نزدیک اہلسنیچ ہے اگر اللہ کا حکم نہ ہوتا تو میں اس سے پناہ نہ مانگتا اگر وہ میرے سامنے آجائے تو میں اسے ایک تھپڑ مار دوں۔

ابوسلیمان کا قول ہے کہ چور بے آباد گھر میں نہیں آتا بلکہ آباد گھر میں آتا ہے اسی طرح اہلسنیچ بھی پاکیزہ دل کو ذلیل کرنے کے لئے ان پر حملہ آور ہوتا ہے نیز فرمایا مخلص بندہ سے وساوس اور جنابت دور کر دی جاتی ہے فرمایا مجھے بیس سال تک احتلام نہیں ہوا ایک رات مکہ میں میری نماز عشاء فوت ہو گئی اسی رات مجھے احتلام ہو گیا نیز فرمایا کہ اللہ کی ایک مخلوق ایسی بھی ہے کہ جنت اور اس کی نعمتیں انہیں اللہ سے غافل نہیں کرتی۔ نیز فرمایا دنیا کی قیمت اللہ کے نزدیک ایک گھمڑے بھی کم ہے اس میں بے رغبتی کرنا کیا؟ اصل بے رغبتی تو جنت اور اس کی حوروں سے ہے حتیٰ کہ اللہ تیرے دل میں اپنے غیر کو نہ دیکھے۔

جنید کا قول ہے مجھے ابوسلیمان کی سب سے اچھی بات یہ لگی کہ اپنے آپ میں مشغول ہونے والا انسان لوگوں سے غافل اور اللہ میں مشغول ہونے والا اپنے سے اور لوگوں سے غافل ہو جاتا ہے نیز فرمایا بہتر سخاوت وہ ہے جو حاجت کے علاوہ ہو نیز فرمایا حلال دنیا کا طالب اور لوگوں سے مستغنی شخص کا چہرہ قیامت کے دن چودہویں کے چاند کی طرح چمکدار ہوگا، فقر اور نکاثر کی نیت سے دنیا کے طلب کرنے والے شخص پر قیامت کے روز اللہ کا غضب نازل ہوگا نیز فرمایا لوگوں نے غنا کو مال میں تلاش کر کے غلطی کی غنا تو قناعت میں ہے، نیز لوگوں نے راحت کو کثرت میں تلاش کیا حالانکہ وہ تو قلت میں ہے نیز فرمایا لوگوں نے لوگوں سے عزت طلب کی حالاں کہ وہ تقویٰ میں ہے نیز لوگوں نے عجم باریک لباس، مزے دار

کھانے، بہترین مسکن میں تلاش کیا حالاں کہ وہ تو اسلام، ایمان عمل صالح، ستر، عافیت اور اللہ کے ذکر میں ہے، نیز فرمایا تہجد کے بغیر مجھے دنیا میں رہنا پسند نہیں، دنیا کو میں نہریں کھودنے اور پودے لگانے کے لئے پسند نہیں کرتا میں تو اسے قیام اللیل اور گرمیوں میں روزے رکھنے کے لئے پسند کرتا ہوں، نیز فرمایا اہل اطاعت کی راتوں کی لذت کھلاڑیوں کے کھیل سے اچھی ہے۔ انہی کا قول ہے بعض مرتبہ فرحت نصف رات میں میرا استقبال کرتی ہے اور میں دل کو مسکراتا ہوا دیکھتا ہوں نیز فرمایا قلب کے ثمرات اوقات ہیں جن میں وہ خوشی سے رقص کرتا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر اہل جنت اس قسم کی زندگی میں ہیں تو وہ عیش میں ہیں۔

احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو کہتے سنا کہ ایک روز سجدہ کی حالت میں مجھے نیند آگئی حور نے اپنا پاؤں مار کر مجھے کہا اے میرے محبوب تو سو رہا ہے حالاں کہ بادشاہ بیدار ہے، تہجد پڑھنے والوں کو ان کے تہجد میں دیکھ رہا ہے، نیند کی لذت کو اللہ کے منا جاتی کی لذت پر ترجیح دینے والے کے لئے ہلاکت ہے اٹھ فراغ کا وقت قریب آ گیا ہے محبوب ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے ہیں اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو سو رہا ہے حالانکہ سب اتنی مدت سے پردوں میں تیرے لئے بل رہی ہوں ابوسلیمان کہتے ہیں میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا اس کے کلام کی شریخی اب تک میرے قلب اور کانوں میں محسوس ہو رہی ہے۔

احمد کا قول ہے کہ ایک روز میں نے سلیمان کو گریہ کنناں دیکھ کر وجہ پوچھی انہوں نے کہا کل سجدہ کی حالت میں مجھے نیند آگئی تو حور نے آ کر مجھے ڈانٹا اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا جس پر یہ اشعار مکتوب تھے:

(۱)..... لذت کی محبت نے تجھے جنت کے بالا خانوں میں صاحب خیر عورتوں کے ساتھ عمدہ زندگی گزارنے سے غافل کر دیا۔

(۲)..... تو ہمیشہ زندہ رہ اس میں موت نہیں جنت میں خوبصورت عورتوں کے ساتھ آسودہ زندگی گزار۔

(۳)..... اپنی نیند سے بیدار ہو بلاشبہ قرآن میں تہجد کو نیند سے بہتر قرار دیا گیا۔

ابوسلیمان کا قول ہے کہ تو دل میں پانچ درہم کی شہوت رکھ کر تین درہم کا جبہ پہن کر شرماتا نہیں، نیز فرمایا دل میں شہوت کے ہوتے ہوئے قبا پہن کر لوگوں کے سامنے زہد ظاہر کرنا صحیح نہیں، فرمایا عبا کے بجائے دو سفید کپڑے پہن کر درویشی کو چھپانا بہتر ہے، فرمایا اونی کپڑے پہننا صوفی پن کی علامت نہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ خیار امت ہو کر سوتی کپڑے پہنتے تھے۔

ابن سلیمان کا قول ہے کہ انسان گفتگو سے پہلے اپنے دیدار سے نصیحت کرے۔ ابوسلیمان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اے میرے بندہ! اگر تو گناہوں پر مجھ سے حیا کرے گا میں دنیا و آخرت میں تیری پردہ پوشی کروں گا احمد کا قول ہے میں نے صبر کے بارے میں ابوسلیمان سے سوال کیا انہوں نے جواب دیا وہ ایک بہت مشکل چیز ہے احمد کا قول ہے کہ ایک روز میں نے آہ بھری ابوسلیمان نے کہا قیامت میں تجھ سے اس کا سوال ہوگا اگر یہ گزشتہ گناہ پر ہے تو قابل مبارک اگر کسی دنیاوی شے کے فوت ہونے پر ہے تو پھر باعث ہلاکت ہے نیز فرمایا جو شخص اللہ تک پہنچنے سے پہلے لوٹ آیا وہ لوٹ آیا، اگر وہ اللہ تک پہنچتا تو نہ لوٹا نیز فرمایا اللہ کے نافرمان! اللہ کے نزدیک حقیر ہوتے ہیں اگر وہ اللہ کے نزدیک باعزت ہوتے تو وہ اللہ کی توفیق سے گناہ میں مبتلا نہ ہوتے، نیز فرمایا دنیا میں کریم برباد، ذی علم و حکمت صاحب رحم و فضل اشخاص قیامت میں اللہ کے ہم نشین ہوں گے۔

ابو عبد الرحمن سلمی نے ذکر کیا کہ ابوسلیمان کو لوگوں نے یہ کہہ کر کہ یہ فرشتوں کو دیکھتے اور ان سے کلام کرتے ہیں، دمشق سے نکال دیا تو وہ سرحد کی طرف چلے گئے اس کے بعد کسی نے خواب دیکھا کہ اگر تم ابوسلیمان کو نہیں لاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے چنانچہ لوگ ان کو تلاش کر کے واپس لے آئے۔

ابوسلیمان کی وفات ۲۰۴ھ یا ۲۰۵ھ یا ۲۱۵ھ یا ۲۳۵ھ میں ہوئی مروان کے بقول آپ کی وفات تمام اہل اسلام کو تکلیف پہنچی، قبلہ رخ آپ کو دفن کیا گیا، آپ کی قبر مشہور ہے وہاں پر ایک عمارت بھی ہے اور امیرناض الدین کی بنائی ہوئی ایک مسجد بھی ہے ہمارے زمانے میں آپ کا مزار ازسرنو تعمیر کیا گیا۔ ابن عساکر نے احمد بن حواری کا قول نقل کیا ہے کہ میری خواہش تھی کہ میں ابوسلیمان کو خواب میں دیکھوں میں نے ایک سال بعد انہیں خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا اے احمد میں ایک روز باب صغیر سے داخل ہوا میں نے شیخ کو ایک گھٹا دیا تھا میں نے اس سے کچھ لکڑیاں لے لی پھر معلوم نہیں میں نے انہیں خراب کیا یا پھینک دیا۔ اب تک میں ان کا حساب دے رہا ہوں ان کے لڑکے سلیمان نے دو سال بعد وفات پائی۔

واقعات ۲۰۶ھ

اسی سال مامون نے داؤد بن ماجہ کو بلاد بصرہ، کور، دجلہ، یمامہ اور بحرین کا والی بنایا، اسے قوم سے جنگ کا حکم دیا اسی زمانہ میں سیلاب آیا جس سے سخت جانی مالی نقصان ہوا۔

اسی برس مامون نے عبداللہ بن طاہر کو ارض رقہ کا امیر بنایا اسے نصر بن شبث سے قتال کا حکم دیا کیوں کہ اس کے نائب یحییٰ کا انتقال ہو گیا تھا اس نے اپنے لڑکے احمد کا نائب بنایا جس کی مامون نے اجازت نہیں دی عبداللہ کے والد نے اسے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا خط لکھا جسے تمام شہروں میں پڑھ کر سنایا گیا۔

اسی سال حرمین کے نائب عبداللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسحاق بن بشر، حجاج بن محمد، داؤد بن محمد سہابہ بن سوار، محاضر بن مورد، قطرب اور وہب بن جریر، امام احمد کے شیخ یزید بن ہارون نے اسے سال وفات پائی۔

واقعات ۲۰۷ھ

اسی سال عبداللہ بن احمد نے عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے بلاد عک میں خروج کرتے ہوئے رضی آل محمد کی طرف دعوت دی کیوں کہ عمال نے بری روش اختیار کر کے رعایا پر مظالم ڈھائے ہوئے تھے اسی کے ظہور پر لوگوں نے اس کی بیعت کی مامون نے دینار بن عبداللہ کو عبدالرحمن کے نام خط دے کر ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس کی طرف روانہ کیا پہلے وہ حج میں شریک ہوئے اس سے فارغ ہو کر یمن گئے انہوں نے عبدالرحمن تک خط پہنچا دیا اس نے مع واطاعت اختیار کرتے ہوئے اپنا ہاتھ دینار کے ہاتھ میں دیدیا وہ اسے بغداد لے آئے بغداد آنے کے بعد اس نے سفید لباس پہن لیا۔

اسی زمانہ میں پورے عراق و خراسان کے نائب طاہر بن حسین بن مصعب نے وفات پائی وہ اپنے بستر پر مردہ حالت میں پایا گیا کیوں کہ رات کو وہ نماز عشاء پڑھ کر بستر پر لیٹ گیا صبح اس کے گھر والوں نے نماز فجر کے لئے بیدار نہیں کیا۔ اس کا بھائی اور چچا اس کے پاس گئے تو اسے مرا ہوا پایا۔ جب مامون کو اس کی موت کا پتہ چلا تو اس نے کہا تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں مقدم اور اسے مؤخر کیا کیوں کہ مامون کو پتہ چلا تھا کہ ایک روز طاہر نے منبر پر مامون کے لئے دعا نہیں کی، اس کے باوجود مامون نے اس کے لڑکے عبداللہ کو اسی کی جگہ مقرر کیا اور والد سے بھی زیادہ علاقوں جزیر شام وغیرہ کا اسے نائب بنایا پھر اس کی وفات کے بعد ان تمام علاقوں کا عبداللہ با اختیار حاکم بن گیا اس کا نائب بغداد پر اسحاق بن ابراہیم تھا طاہر وہی ہے جس نے امین سے اقتدار چھین کر اسے قتل کیا تھا۔ ایک روز طاہر نے مامون سے سوال کیا اس نے اس کا سوال پورا کر دیا پھر مامون اس کی طرف دیکھ کر رو پڑا طاہر کی وجہ پوچھنے کے باوجود اس نے وجہ نہیں بتائی۔ طاہر نے مامون کے خادم کو گھر سے معلوم کرنے کے لئے اسے دو سو درہم دیئے اس نے مامون کو بتایا، مامون نے اسے بتانے پر اسے قتل کی دھمکی دی مامون نے خادم سے کہا کہ مجھے اس کے ہاتھوں اپنے بھائی کے قتل کئے جانے، اس کے بعد اس کی طرف مسلسل غموں کے پہنچنے نے رلایا۔

جب طاہر کو اس کا علم ہوا تو اس نے مامون سے کنارہ کشی کی کوشش کی وہ مسلسل اسی کوشش میں رہا حتیٰ کہ مامون نے اسے خراسان کا نائب بنادیا، اپنے خادموں میں سے ایک خادم اسے دیدیا۔ مامون نے خادم کو تاکید کی کہ اگر تم اس کی طرف سے کوئی مشکوک بات دیکھو تو زہر دے دینا۔ چنانچہ جب طاہر نے خطبہ میں مامون کے لئے دعا نہیں کی تو اس نے اسے سالن میں زہر دیدیا، اسی رات اس کی وفات ہو گئی۔

طاہر ذوالیمینین سے مشہور اور یک چشم تھا عمرو بن نبالہ نے اس کے بارے میں شعر کہا:

”اے ذوالیمینین حیری ایک آنکھ کم اور دایاں ہاتھ زیادہ ہے۔“

اسے ذوالیمینین کہنے کی مختلف وجوہ ہیں:

- (۱)..... طاہر نے ایک شخص کے بائیں ہاتھ کی ضرب سے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔
- (۲)..... طاہر بیک وقت عراق و خراسان کا والی تھا۔ طاہر کریم، قابل تعریف، شعراء سے محبت کرنے والا تھا انہیں مال سے خوب نوازتا تھا۔
- ایک روز طاہر فائز شب میں سوار ہوا تو اس پر شاعر نے چند شعر کہے:
- (۱)..... میں نے حسین کی فائز شب پر تعجب کیا نہ وہ غرق ہوتی، وہ غرق کیوں نہیں ہوتی۔
- (۲)..... ایک دریا اس کے اوپر اور ایک دریا اس کے نیچے سے بند کیا ہوا ہے۔
- (۳)..... اس سے زیادہ تعجب خیز اس کی لکڑیاں ہیں کہ اس کے چھونے کے باوجود سبز نہیں ہوتیں۔
- طاہر نے اس کو تین ہزار درہم دیئے کہا کہ اگر تم زیادہ اشعار سناتے تو ہم زیادہ مال دیتے۔
- ابن خلکان کو قول ہے کہ ایک امیر کے دریائی سفر پر جانے کے وقت ایک شاعر نے کیا ہی خوب اشعار کہے:
- (۱)..... اس کے سمندر پر سوار ہوتے وقت میں نے اللہ کے حضور عاجزی سے دعا کی اے مہربانی سے ہواؤں کے چلانے والے۔
- (۲)..... تو نے اس کے ہاتھ میں سخاوت کو اس کی موجودگی کی مانند بنایا ہے اس کی حفاظت فرما، یا اس کی موجوں کو اس کے ہاتھ کی طرح بنادے۔
- ۲۶، ۲۷ جمادی الثانی ہفتہ کے روز طاہر کی وفات ہوئی اس کا سن ولادت ۱۵۷ھ ہے۔ قاضی یحییٰ بن اسلم نے مامون کے حکم سے اس کے لڑکے عبداللہ سے تعزیت کی اور والد کی جگہ مقرر کئے جانے پر مبارک باد دی۔
- اسی سال بغداد، کوفہ، بصرہ میں مہنگائی بہت ہو گئی حتیٰ کہ گندم کا ایک قفیر چالیس درہم تک پہنچ گیا۔
- اسی سال مامون کے بھائی ابوعلی بن رشید نے لوگوں کو حج کرایا۔
- بشر بن عمر زہرائی، جعفر بن عون، عبدالصمد بن عبدالوارث، قراد بن نوح، کثیر بن ہشام، محمد بن کناسہ بغداد کے قاضی سیر و مغازی کے مصنف محمد بن عمرو اقدی اور ابوالنصر ہاشم بن قاسم یثیم بن عدی نے اسے سال وفات پائی۔

یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منصور کے حالات..... ابوزکریا کوئی تذیل بغدادی سعد کے غلام، فراء سے مشہور، نحاۃ لغوین، قراء کے امام، امیر المؤمنین فی النخو سے مشہور تھے، متعدد طرق سے حدیث روایت کی آپ ﷺ اور خلفاء اربعہ نے مالک یوم الدین الف کے ساتھ پڑھا، ثقہ، امام تھے مامون کے حکم پر نحو پر کتاب لکھی لوگوں نے ان سے لکھی، مامون کے حکم پر ان کی کتب خزائن میں رکھی گئی مامون کے لڑکوں کو ادب سکھایا ایک روز انہوں نے جوتی اٹھانے میں جلدی کی حتیٰ کہ دونوں کا نزاع ہو گیا پھر فیصلہ ہوا کہ دونوں ایک ایک اٹھائیں مامون نے انہیں بیس بیس ہزار، فراء کو دس ہزار دینار دیئے فراء سے کہا کہ اس وقت آپ سے بڑا کوئی صاحب عزت نہیں ہے۔

بشر بن یحییٰ یا محمد بن حسن نے فراء سے سہو کے دونوں سجدے بھولنے والے کے بارے میں سوال کیا جواب میں فرمایا اس پر کچھ نہیں اس نے کہا آپ کی والدہ کے مثل کسی نے آپ جیسا بچہ نہیں جتا۔ مشہور یہ ہے کہ سائل محمد تھے جو فراء کے خالد کے لڑکے ہیں ابوبکر کے قول کے مطابق فراء کی وفات ۲۰۷ھ میں ہوئی۔ خطیب کے قول پر وفات بغداد میں ہوئی بعض کے قول پر طریق مکہ میں ہوئی لوگوں نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں۔

واقعات ۲۰۸ھ

اسی سال طاہر کا بھائی حسن بن حسین خراسان سے بھاگ کر کرمان چلا گیا احمد بن ابی خالد نے اس کا تعاقب کر کے اسے پکڑ کر مامون کے سامنے حاضر کر دیا معافی طلب کرنے پر مامون نے معاف کر دیا۔

اسی سال محمد بن سماعی کی طرف سے قضاۃ سے استعفیٰ دینے پر مامون نے اس کا استعفیٰ قبول کر کے اس کی جگہ اسماعیل بن حماد ابی حنیفہ کو والی بنادیا۔

اسی زمانہ میں مامون نے محمد بن عبدالرحمن مغزومی کو ماہ محرم میں مہدی کے لشکر کا قاضی بنایا۔ کچھ عرصہ بعد اسے معزول کر کے بشر بن سعید بن

ولید کندی کو بنایا گیا۔

مغزوی نے اس پر اشعار کہے:

(۱)..... اے رب کی توحید کے قائل بادشاہ تیرا قاضی بشر بن ولید گدھا ہے۔

(۲)..... وہ قرآن و سنت سے ثابت شدہ گواہی کو رد کرتا ہے۔

(۳)..... وہ اپنی بات کو عدل خیال کرتا ہے کیوں کہ وہ بوڑھا ہے جس کے جسم کا اطراف نے احاطہ کیا ہے۔

اسی سال صالح بن ہارون رشید نے مامون کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔

سیدہ نفیسہ کی وفات..... یہ نفیسہ بنت ابی محمد الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب القرشیہ المہاشمیہ، ان کے والد منصور کے دور میں پانچ سال تک مدینہ کے نائب رہے پھر منصور نے اس سے ناراض ہو کر اسے معزول کر کے اس کا سارا مال و متاع چھین کر اسے جیل میں ڈال دیا حتیٰ کہ منصور کی وفات تک وہ جیل میں ہی رہا پھر مہدی نے اسے رہا کر کے اس کا چھینا ہوا مال واپس کر دیا۔ مہدی ۱۶۸ھ میں اس کے ساتھ حج پر گیا حاجر مقام پر ۸۵ سال کی عمر میں نفیسہ کے والد کا انتقال ہوا۔

نسائی نے عن عمرہ عن ابن عباس ان کی ایک روایت ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ نے حالت احرام میں پچھنا لگوا یا، ابن معین اور ابن عدی نے اس کی تصنیف اور ابن حبان نے اس کی توثیق کی۔ زبیر بن بکار نے شہامت اور ریاست کی وجہ سے ان کی تعریف کی۔

حاصل کلام یہ کہ ان کی لڑکی نفیسہ اپنے شوہر مومن اسحاق بن جعفر کے ساتھ دیار مصر جا کر اس نے اقامت اختیار کی۔ دنیاوی اعتبار سے آسودہ حال تھی۔ اس لئے لوگوں کے ساتھ خصوصاً معذورین محتاج اور ضرورت مندوں سے حسن اخلاق کا معاملہ کرتی تھی، عابدہ زاہدہ تھی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مصر آنے پر نفیسہ نے ان سے بھی اچھا سلوک کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بعض مرتبہ رمضان میں انہیں نماز پڑھاتے ان کی وفات کے بعد نفیسہ کے حکم پر ان کا جنازہ نفیسہ کے گھر لایا گیا نفیسہ نے گھر میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

نفیسہ کی وفات کے بعد ان کے شوہر نے انہیں مدینہ لے جانے کا ارادہ کیا لیکن اہل مصر نے مصر ہی میں ان کی تدفین پر اصرار کیا چنانچہ وہ اسی محلہ کے گھر میں جو قاہرہ اور مصر کے درمیان قدیم زمانہ سے محلہ درب السباع سے مشہور ہے دفن کی گئیں۔ ابن خلکان کے قول کے مطابق اسی سال رمضان میں ان کی وفات ہوئی۔ راوی کا قول ہے کہ اہل مصر نے نفیسہ کے بارے میں بڑی عقیدت کا اظہار کیا میں کہتا ہوں کہ اب بھی عام لوگ اس سے اور دوسروں سے عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ خصوصاً اہل مصر نے تو اس کے بارے میں ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں جو کفر تک پہنچانے والے ہیں بعض نے ان الفاظ کی نسبت زین العابدین کی طرف کی ہے حالاں کہ وہ اس کے خاندان سے بھی نہیں تھے البتہ نفیسہ اور اس کے مثل دیگر عورتوں کے بارے میں عابدہ صالحہ ہونے کا خیال رکھنا صحیح ہے بت پرستی کی اصل قبور اور اہل قبور کے بارے میں غلو کرنا حالانکہ آپ ﷺ نے قبور کے برابر کرنے اور انہیں مٹانے کا حکم دیا اور انسان کے بارے میں غلو کرنا حرام ہے۔ اس کے بارے میں لکڑی سے چھڑانے یا مشیت الہی کے بغیر نفع یا نقصان پہنچانے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ اللہ ہم سب کے حال پر رحم فرمائے۔

فضل بن ربیع کے حالات..... یہ فضل بن ربیع ابن یونس بن محمد بن عبد اللہ بن ابی فروة کیسان مولیٰ عثمان بن عفان، فضل رشید کا خاص آدمی تھا اسی کے ہاتھوں برا مکہ کا خاتمہ ہوا ایک بار رشید کا وزیر بھی بنا، برا مکہ اور یہ آپس میں ایک دوسرے کے بہت مشابہ تھے یہ ان کے بارے میں مسلسل کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ فضل ایک روز یحییٰ بن خالد کے پاس گیا اس کا لڑکا جعفر اس کے سامنے لیٹا ہوا تھا فضل کے پاس دس کہانیاں تھیں جن میں سے اس نے اس کے حق میں ایک کا بھی فیصلہ نہیں کیا تھا فضل نے اس سب کو جمع کر کے کہا تم سب خائب و خاسر واپس چلے جاؤ، پھر وہ انھیں کہنے لگا۔

(۱)..... ہو سکتا ہے حالات تبدیل ہونے کی وجہ سے زبان اپنی لگام موڑ لے اور زمانہ لغزش کھانے والا ہے۔

- (۲)..... اور ضروریات پوری ہو جائیں اور درود دل کو شفا حاصل ہو جائے اور واقعات کے بعد کئی واقعات نمودار ہوں۔
- وزیر یحییٰ بن خالد نے اسے سن کر انہیں واپس نہ جانے کی قسم دی اس نے اس سے کہانیاں لے کر ان پر واقع ہو گیا اور مسلسل ان کے پیچھے گڑھے کھودتا رہا حتیٰ کہ ان پر قابو پا کر وزیر بن گیا۔ اسی پر ابو نو اس نے کہا۔
- (۱)..... زمانہ نے آل برمک کا لحاظ نہیں کیا۔ ان کی حکومت پر ایک بڑا بہتان لگایا۔
- (۲)..... زمانہ نے یحییٰ کے عہد و پیمان کا بھی لحاظ نہیں کیا اسی طرح آل ربیع کے عہد و پیمان کا بھی لحاظ نہیں کیا۔
- پھر رشید کے بعد اس کے لڑکے امین کا وزیر بن گیا فضل مامون کے داخل ہونے کے بعد روپوش ہو گیا مامون نے اس کے لئے امان کا اعلان کیا جس کی وجہ سے فضل روپوشی ختم کر کے مامون کے پاس آ گیا مامون نے اسے امن دیدیا پھر وہ مسلسل روپوش رہا حتیٰ کہ اسی سال وفات ہو گئی۔

واقعات ۲۰۹ھ

اسی سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شبث سے پانچ سال لڑائی کرنے کے بعد اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اسے امان طلب کرنے پر مجبور کر دیا۔ ابن طاہر نے خط کے ذریعے اس کی اطلاع دی مامون نے جواب دیا کہ اسے امیر المومنین کی طرف سے امام کو خط لکھ دو، اس نے لکھ دیا۔ چنانچہ وہ اتر آیا عبداللہ نے اس شہر کے ویران کرنے کا حکم دیا جس میں نصر پناہ گزیں تھا اس کے شر کا خاتمہ ہو گیا اسی زمانہ میں بابک خرمی سے متعدد معرکے ہوئے، بابک نے اہل اسلام کے ایک امیر اور سرخیل کو گرفتار کر لیا جس سے مسلمانوں کو بڑا صدمہ ہوا۔

اسی سال صالح بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

سال رواں ہی میں روم کے بادشاہ میخائل بن نقفور نے وفات پائی اس نے نو سال حکومت کی اس کے بعد اس کا لڑکا توفیل بن میخائل روم کا بادشاہ بن گیا۔

اسی سال مشائخ حدیث میں سے حسن بن موسیٰ شیب، ابوعلی حنفی نیشاپور کے قاضی حفص بن عبداللہ عثمان بن عمر بن فارس یعلیٰ بن عبید طنافسی نے وفات پائی۔

واقعات ۲۱۰ھ

اسی سال صفر میں نصر بغداد میں داخل ہوا عبداللہ بن طاہر نے اسے بھیجا تھا بغداد میں اس کے داخل ہونے پر کسی نے اس کا استقبال نہیں کیا شہر ابی جعفر میں اسے اتارا گیا پھر دوسری جگہ منتقل کر دیا اسی زمانہ میں مامون ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنے والے کبراء کی ایک جماعت کے گرفتار کرنے میں کامیاب ہوا۔ ۱۳ ربیع الثانی اتوار کی رات مہدی چھ سال چند ماہ روپوش رہنے کے بعد دو عورتوں کے ساتھ برقع پہن کر رات کے وقت بغداد کی ایک گلی میں نکلا۔ چونکہ دار نے پوچھا تم کہاں سے آئے اور کہاں جا رہے ہو؟ اس نے ان کو پکڑنے کا ارادہ کیا مہدی نے یاقوت کی انگوٹھی اسے دیدی جسے دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ یہ کسی بااثر شخص کی ہے وہ انہیں رات کے افسر کے پاس لے گیا اس نے ان کے چہرہ سے نقاب ہٹانے کا حکم دیا لیکن انہوں نے نہیں ہٹایا اس نے دیکھتے ہی اسے پہچان لیا وہ ان کو پیل کے افسر کے پاس لے گیا اس نے ان کو اس کے سپرد کر دیا اس نے ان کو مامون کے دروازہ پر پہنچا دیا اس وقت نقاب ابراہیم کے سر پر اور چادر سینہ پر تھی تاکہ لوگ دیکھ لیں کہ کس حالت میں اسے گرفتار کیا گیا، مامون نے ایک مدت تک اسے جیل میں رکھ کر رہا کر دیا، اس سے راضی ہو گیا اس گرفتار شدہ جماعت میں سے چار کو صلیب دیدی کیوں کہ انہوں نے جیل کے حکام کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ مامون نے ابراہیم کو اپنے منہ کھڑا کر کے اس کی نازیبا حرکتوں پر اسے زبردستی کی، اس کا چچا ابراہیم کہنے لگا

اے امیر اگر آپ سزا دیں تو آپ کا حق ہے اگر معاف کر دیں تو آپ کا فضل ہے اس نے کہا کہ بلکہ میں معاف کرتا ہوں اس لئے کہ غصہ طاقت کو ختم کر دیتا ہے، ندامت توبہ کا نام ہے ان دونوں کے درمیان اللہ کا غصہ ہے وہ تیرے سوال سے بہت بڑا ہے ابراہیم نے اس کی بڑائی بیان کرتے ہوئے سجدہ شکر ادا کیا۔

ابراہیم نے مامون کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا مامون نے اسے سن کر کہا وہی بات کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے ہمایوں کے لئے کہی آج تم کو سرزنش نہ ہوگی اور اللہ تمہیں بخش دے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ ابن عساکر نے ذکر کیا کہ مامون نے ابراہیم کو معاف کرنے کے بعد اس سے گانا سنانے کی درخواست کی اس نے کہا میں نے یہ کام چھوڑ دیا مامون نے دوبارہ حکم دیا تو ابراہیم نے سارنگی گود میں لے کر کہا:

(۱)..... یہ خوشی کا مقام ہے اس کی منازل اور خوبیاں ویران ہو چکی ہیں دشمنوں نے اس کے خلاف جھوٹی چغلی کی اس کے امیر نے اسے سزا دی۔

(۲)..... میں دنیا چھوڑ چکا ہوں وہ مجھ سے چلی گئی زمانے نے اس کو مجھ سے لپیٹ لیا اس نے مجھ سے رخ پھیر لیا۔

(۳)..... اگر میں روؤں تو ایک عزیز نفس پر روؤں گا اگر میں اس کی تحقیر کروں تو کہنے کی وجہ سے اس کی تحقیر کروں گا۔

(۴)..... میں اس کی نظروں میں بدکار ہونے کے باوجود اللہ پر بالیقین حسن ظن رکھتا ہوں۔

(۵)..... میں نے اپنے نفس پر زیادتی کی اس نے مجھے دوبارہ معاف کر دیا دوبارہ معاف کرنا ذلیل احسان ہے۔

مامون نے کہا اے ابراہیم تو نے حق کو اچھی طرح بیان کیا ابراہیم سارنگی گود سے پھینک کر گھبرا کر کھڑا ہوا مامون نے کہا آرام سے بیٹھ جاؤ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں واللہ میرے دور حکومت میں تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اس کے بعد مامون نے دس ہزار دینار کا ابراہیم کے لئے حکم دیا اس پر خلعت مزید کی، اس کی تمام چیزوں کے واپس کرنے کا حکم دیا۔ ابراہیم مامون کے پاس انتہائی اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس ہوا۔

دلہن بوران اسی سال مامون بوران بنت الحسن بن سہل کو گھر لایا۔ بعض کا قول ہے کہ مامون رمضان میں فم الصلاح میں حسن بن سہل کی چھاؤنی میں گیا حسن اپنی بیماری سے صحت یاب ہو گیا تھا مامون نے امراء سرداروں کے ساتھ اس کے ہاں پڑاؤ کیا اس سال شوال کی ایک عظیم شب میں مامون بوران کے پاس گیا اس کے سامنے عنبر شمعیں جلائی گئیں اس کے سر پر بیشمار موتی اور سرخ سونے کے بنے ہوئے جواہر نچھاور کئے گئے ایک جوہر میں ہزار موتی تھے مامون کے حکم سے انہیں سنہری پلیٹ میں جمع کیا گیا انہوں نے کہا اے خلیفہ ہم نے تو لڑکیوں کے لئے انہیں نچھاور کیا تھا مامون نے کہا میں ان کو ان کے بدلہ میں اور دے دوں گا چنانچہ وہ تمام جمع کئے گئے جب دلہن بوران آئی تو اس کے سامنے آنے والیوں میں مامون کے بھائی کی والدہ اور مامون کی نانی زبیدہ بھی تھیں۔ مامون نے زبیدہ کو اپنے پہلو میں بیٹھا لیا پھر اسے ہدیہ میں وہ تمام جواہرات پیش کئے، پھر بوران کو حاجت کے سوال کا حکم دیا اس نے حیا کی وجہ سے سر جھکا لیا زبیدہ نے اسے کہا اپنے آقا سے اپنی حاجت کا سوال کرو۔

بوران نے کہا میں آپ سے سوال کرتی ہوں کہ آپ اپنے چچا سے راضی ہو کر اسے اس کے گھر واپس لوٹا دیں مامون نے کہا تمہارا یہ مطالبہ منظور ہے۔ پھر اس نے زبیدہ کے لئے حج کی اجازت کا سوال کیا، مامون نے اس کی بھی اجازت دیدی۔ زبیدہ نے مامون کا دیا ہوا ہدیہ بوران کو دیدیا مامون کو ایک گول بستی دی اور ان کے والد حسن بن سہل نے اپنی تمام جاگیروں کا نام کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھ کر مامون کے وزراء پر نچھاور کئے جس کے ہاتھ میں جس بستی کے نام کا ٹکڑا آیا اس بستی کے نائب کو پیغام بھیج کر وہ بستی خاص اس کی ملکیت کر دی۔

حسن نے مامون اور اس کے ساتھیوں پر سترہ روز قیام کے دوران پچاس کروڑ درہم خرچ کئے پس میں نے مامون کو دس کروڑ درہم دیئے، جس شہر میں مامون فروکش تھا (جدفم الصلح کا ایک صوبہ تھا) وہ بھی اس کے نام الاٹ کر کر دیا مامون اس سال شوال کے آخر میں بغداد واپس آیا۔

اسی سال عبداللہ بن طاہر سوار ہو کر مصر گیا اس پر غالب آنے والے سری بن حکم سے بیشمار لڑائیاں کر کے اسے چھڑا لیا۔ اسی سال خواص میں سے ابو عمرو الشیبانی اللغوی، مروان بن محمد طاطری اور یحییٰ بن اسحاق نے وفات پائی۔

واقعات ۲۱۱ھ

ابو الجواب، طلق بن غنم، عبدالرزاق بن ہمام صنعانی عبداللہ بن صالح عجمی نے اسی سال وفات پائی۔

مشہور شاعر ابوالعتاہیہ کے حالات..... نام اسماعیل بن قاسم بن سوید بن کسان اصلاً حجازی تھے مہدی کی ایک باندی عتبہ نامی پر عاشق ہو گیا تھا اس نے کئی بار مہدی سے اسے مانگا بھی جب اس نے اسے دیدیا تو باندی نے کوئی جواب نہیں دیا باندی خلیفہ سے کہنے لگی آپ مجھے ایک بد شکل مکے فروخت کنندہ کے حوالے کرتے ہیں۔ ابوالعتاہیہ اس کے بارے میں بکثرت اشعار کہتا تھا ان دونوں کا معاملہ عوام میں مشتہر ہو چکا تھا مہدی بھی اسے سمجھتا تھا بعض مرتبہ مہدی نے شعراء کو اپنی نشست گاہ پر بلایا ان میں ابوالعتاہیہ اور بشار بن برد تاہنا بھی تھے بشارت نے ابوالعتاہیہ کی آواز سن کر ساتھیوں سے پوچھا یہاں پر ابوالعتاہیہ بھی ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا اس نے عتبہ کے بارے میں کہے جانے والے قصیدہ کا اول شعر پڑھا۔ عتبہ کو کیا ہوا کہ وہ نازخڑے کرتی ہے اس کے نازخڑے کیا ہی خوب ہیں۔

بشار نے اپنے ساتھیوں سے کہا میں نے اس سے بڑا کوئی جرأت مند نہیں دیکھا حتیٰ کہ ابوالعتاہیہ نے یہ اشعار کہے:

(۱)..... خلافت اپنے دامن کو کشاں کشاں لئے مطیع ہو کر اس کے پاس آئی ہے۔

(۲)..... خلافت اور عتبہ دونوں ایک دوسرے کے مناسب حال ہیں۔

(۳)..... اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس کا ارادہ کرے تو زمین لرزہ بر اندام ہو جاتی ہے۔

(۴)..... اگر دلی انکار اس کی اطاعت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو رد کر دے۔

بشار نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو اس شخص کو کیسے اس نے خلیفہ کو اس کے بستر سے اٹھا دیا۔ راوی کا قول ہے واللہ اس دن ابوالعتاہیہ کے علاوہ کوئی بھی دربار شائسی سے انعام لے کر نہیں نکلا۔

ابن خلکان کا قول ہے ایک بار ابوالعتاہیہ کی ابو نواس سے ملاقات ہو گئی ابوالعتاہیہ ابو نواس اور بشار کے طبقہ کا شاعر تھا ابوالعتاہیہ نے ابو نواس سے یومیہ اشعار بنانے کی تعداد دریافت کی ابو نواس نے جواب دیا ایک دو شعر بنا لیتا ہوں۔ ابوالعتاہیہ نے کہا میں ایک سو یا دو سو یومیہ اشعار بنا لیتا ہوں۔ ابو نواس نے کہا تیرے اشعار اس جیسے شعر کی طرح ہوتے ہیں کہ اے عتبہ تجھے اور مجھے کیا ہو گیا ہم ایک دوسرے کو نہیں دیکھتے۔ ابو نواس نے کہا اس قسم کے اشعار تو میں یومیہ ہزار یا دو ہزار بنا سکتا ہوں۔ باقی میں اس شعر جیسے یومیہ ایک یا دو شعر بنا تا ہوں۔

گرمی والی پھیلی کے جوڑ کر والے لباس میں ہے اس کے دو محبت ہیں (۱) لوطی (۲) زانی اگر تو اس جیسا شعر بنانے کی کوشش کرے تو زمانہ بھر نہیں بنا سکتا۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ ابوالعتاہیہ کے لطیف اشعار میں سے دو شعر یہ ہیں:

(۱)..... میں تیرا مشتاق ہوں حتیٰ کہ میں تیرے عشق کی زیادتی کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہوں۔

(۲)..... کہ میرا دوست جب نزدیک ہوتا ہے تو وہ میرے کپڑوں میں میرے عشق کی خوشبو پاتا ہے۔

اس کی ولادت ۱۳۰ھ میں اور وفات ۲۱۱ھ یا ۲۱۳ھ تین جمادی الثانی پیر کے روز ہوئی۔ اس نے بغداد میں اپنی قبر پر یہ شعر لکھنے کی وصیت کی (بلا شہدہ جوانی جس کا انجام کار موت ہے جلد مگر ہو جانے والی ہے)۔

واقعات ۲۱۲ھ

اسی سال مامون نے محمد بن حمید طبری کو موصل کے راستہ بابک فرق سے جنگ کرنے کے لئے آذربائیجان بھیجا اس نے اس کے متعلق جھوٹے پورے والوں کی ایک جماعت پکڑ کر مامون کے پاس بھیج دی۔

اسی زمانہ میں مامون نے دو بدعتیں ایجاد کیں:

(۱)..... قرآن اللہ کی مخلوق ہے۔

(۲)..... آپ ﷺ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل الناس ہیں۔

یہ دونوں اس کے بہت بڑے جرم تھے جس کی وجہ سے اس نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا اس سال عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسد بن موسیٰ، حسن بن جعفر، ضحاک بن مخلد، ابو مغیرہ عبدالقدوس بن حجاج الشافعی دمشقی شیخ البخاری اور محمد بن یونس القریابی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۱۳ھ

اسی سال عبدالسلام اور ابن جلیس نے بغاوت کر کے دیار مصر پر قبضہ کر لیا قیسیہ اور یمانیہ کی ایک جماعت اس کی پیروی کاربن گنی مامون نے اپنے بھائی ابواسحاق کو شام کا نائب بنایا اپنے لڑکے عباس کو جزیرہ، ثغور، عوالم کا نائب بنادیا ان میں سے ہر ایک کو اور عبداللہ بن طاہر کو ایک کروڑ پچاس لاکھ دینار دیئے آج سے قبل اس نے کبھی اتنی سخاوت نہیں کی۔ اس نے ان تینوں کو تین کروڑ پچاس لاکھ دینار دیئے۔

اس زمانہ میں غسان بن عباد کو سندھ کا والی مقرر کیا گیا اسی سال گزشتہ سال کے امیر نے لوگوں کو حج کرایا اسی سال عبداللہ بن داؤد جرینی، عبداللہ بن یزید مقری، مصری اور عبداللہ بن موسیٰ عمرو بن ابی سلمہ دمشقی نے اسی سال وفات پائی۔

ابن خلکان نے بعض کا قول نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن ماہان الندیم، ابو العتاهیہ، ابو عمرو شیبانی نحوی نے ایک ہی روز وفات پائی لیکن صحیح یہ ہے کہ ابراہیم ندیم نے ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔

کھلی کا قول ہے ابن اسحاق سے سیرۃ کے راوی عبدالملک بن ہشام نے اسی سال وفات پائی لیکن ان کی وفات کے بارے میں صحیح قول ۲۱۰ھ کا ہے جیسا کہ ابوسعید یونس نے تاریخ مصر میں لکھ کر تصریح کی ہے۔

علوک شاعر کے حالات..... ابوالحسن بن علی بن جلد الخراسانی ملقب بہ علوک علوس غلام اور مادر زاد تاجپنا تھے بعض کا قول ہے کہ سات سال کی عمر میں انہیں چچک کی بیماری لگ گئی تھی سیاہ فام ابرص تھا فی البدیہہ شاعر فصیح و بلیغ تھا جاہل اور بعد کے لوگوں نے اشعار کی وجہ سے اس کی تعریف کی جاہل کا قول ہے کہ میں نے کسی بدوی شہری کو علوک سے اچھا شعر کہنے والا نہیں دیکھا اس کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں:

(۱)..... میرا باپ قربان ہوا اس پر جس نے خفیہ طور پر ہر ایک سے محتاط ہو کر گھبرا کر میری زیارت کی۔

(۲)..... اس ملاقاتی کے حسن نے اس کی چغلی کی رات روشن چاند کو کیسے چھپا سکتی ہے۔

(۳)..... اس نے خلوت کا انتظام کیا حتیٰ کہ کامیاب ہو گئی قصہ گو کا بھی انتظار کیا حتیٰ کہ وہ سو گیا اس نے اپنی ملاقات میں اپنی جان کو خطرات

میں ڈالا پھر وہ سلام کرتے ہی واپس ہو گیا۔

علوک نے قاسم عجل کے بارے میں کہا:

(۱)..... دنیا ابی دلف کی جنگ اور موت کے درمیان ہے۔

(۲)..... ابودلف کے پیٹھ پھیرنے کے بعد دنیا بھی اس کے پیچھے پیٹھ پھیر جائے گی۔

(۳)..... صحراؤں اور شہروں میں رہنے والے تمام عرب۔

(۴)..... اس کے کرہا نہ فعل کو حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں۔

جب مامون تک یہ اشعار پہنچے جن میں اس نے ابونواس کا مقابلہ کیا تو مامون نے اسے طلب کیا وہ بھاگ گیا پھر اسے اس کے سامنے حاضر کیا

گیا، مامون نے ڈانٹ کر اسے کہا تو نے قاسم بن عیسیٰ کو ہم پر فوقیت دیدی، اس نے کہا اے امیر آپ تو اہل بیعت میں سے ہیں اللہ نے تمام لوگوں میں سے آپ کو منتخب کر کے عظیم سلطنت عطا کی میں نے تو قاسم کے ہمسروں پر فوقیت دیدی۔ مامون نے کہا تو نے کسی کو نہیں بخشا کیوں کہ تو نے یہ شعر کہا۔ حتیٰ کہ صحراؤں اور شہروں کے تمام عرب لیکن اس کے باوجود میں تیرا قتل حلال نہیں سمجھتا لیکن تیرے شرک و کفر کی وجہ سے جو تو نے عید ذیل کے بارے میں کہا۔

(۱)..... تو ایام اور زمانہ کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرتا ہے۔

(۲)..... تو نے جس کی طرف بھی نظر اٹھائی اس کے ارزاق و آجال کا فیصلہ کر دیا۔

مامون نے کہا یہ سب اللہ کرتا ہے پھر اس کی زبان نکالنے کا حکم دیا اس کی زبان نکال دی گئی اسی سال اس کی وفات ہو گئی۔ علوک نے حمید بن عبد الحمید طوسی کی مدح میں دو شعر کہے:

(۱)..... دنیا تو فقط حمید کا نام ہے اس کے احسانات اس کے جسم کے ٹکڑے ہیں۔

(۲)..... حمید کی موت کے بعد دنیا کو سلام ہے۔

حمید کی وفات پر ابوالعاصیہ نے بھی مرثیہ کہا:

(۱)..... اے ابو عنانم تیرا محن وسیع ہے تیری قبر اطراف سے آباد اور مضبوط ہے۔

(۲)..... لیکن انسان کو قبر کی آبادی کیا نفع دے گی جب کہ قبر میں اس کا جسم ٹوٹ رہا ہو۔

ابن خلکان نے علوک کے عمدہ عمدہ اشعار نقل کئے ہیں اختصار کی وجہ سے ہم نے انہیں چھوڑ دیا۔

واقعات ۲۱۴ھ

اسی سال ۲۶ ربیع الاول ہفتہ کے روز محمد بن حمید اور ملعون بابک خرمی کے درمیان جنگ ہوئی خرمی نے ابن حمید کے متعدد افراد قتل کئے ابن حمید کو بھی قتل کر دیا، باقی ماندہ شکست کھا گئے۔ مامون نے اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن اکثم کو عبد اللہ بن طاہر کے پاس بھیجا کہ خراسان اور جبال، آذربائیجان، آرمینہ اور بابک خرمی کے ساتھ جنگ میں سے ایک کو اختیار کر لو عبد اللہ بن طاہر نے خراسان کی نیابت اختیار کی کیوں کہ اسے مضبوط کرنے کی ضرورت اور خوارج کے ظہور کا خوف تھا اسی زمانہ میں ابو اسحاق بن رشید دیار مصر میں داخل ہو کر عبد السلام اور ابن جلیس سے اسے چھین کر دونوں کو قتل کر دیا۔

سال رواں ہی میں بلال ضحانے خروج کیا مامون نے اپنے لڑکے عباس کو امراء کی ایک جماعت کے ہمراہ اس کے مقابلہ میں بھیجا وہ بلال کو قتل کر کے بغداد واپس آ گئے۔

اسی برس مامون نے علی بن ہشام کو جبل قسم، اصمہان اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا۔

اس سال اسحاق بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔ احمد بن خالد موہمی نے اسی سال وفات پائی۔

احمد بن یوسف بن قاسم بن صبیح..... ابو جعفر کا تب مامون کے دیوان الرسائل پر افسر مقرر ہوئے ابن عساکر نے ان کے حالات بیان کئے، ان کے کچھ اشعار نقل کئے:

(۱)..... کبھی انسان کو حیلہ کے بغیر رزق دیا جاتا ہے۔

(۲)..... مجھ پر جب کبھی تو نگری یا ناداری آئی تو میں نے الحمد للہ کہا۔

(۳) جب تو کسی کام پر نعم کہہ دے تو اسے پورا کر، اس لئے کہ نعم آزاد شخص پر ایک قسم کا قرض ہے جس پر پورا اترنا ضروری ہے۔

(۴)..... وگرنہ تو جھوٹ سے بچنے کے لئے کہہ دے کہ میں اس میں حرکت نہیں کروں گا۔

(۵).....خود اپنا راز ظاہر کر کے دوسروں کو ملامت کرنے والا انسان بے وقوف ہے۔

(۶).....جب انسان کا سینہ راز چھپانے سے تنگ ہو جائے تو وہ سینہ جس میں وہ امانت رکھتا ہے اس سے بھی زیادہ تنگ ہو جاتا ہے۔
امام احمد کے شیخ حسن بن محمد مروزی، عبد اللہ بن حکم مصری اور معاویہ بن عمر نے اسی سال وفات پائی۔

ابو محمد عبد اللہ بن اعین بن لیث بن رافع الحمصری.....امام مالک کو موٹا سنائی فقہ مالکی پر عبور حاصل کیا، بلاد مصر میں صاحب مرتبہ آدمی تھے، اہل ثروت اور آسودہ حال تھے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب مصر تشریف لائے تو انہیں ایک ہزار دینا پیش کئے دیگر ساتھیوں سے جمع کر کے دو ہزار دینا دیئے یہ محمد بن عبد اللہ بن حکم (جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے) کے والد ہیں اسی سال وفات کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پہلو میں آسودہ خاک ہوئے ان کے لڑکے عبد الرحمن کو وفات کے بعد والد کی قبر کے پہلو میں قبلہ رخ دفن کیا گیا ابن خلکان کا قول ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے بائیں جانب تین قبریں اور سامنے دو قبریں ہیں۔

واقعات ۲۱۵ھ

اسی سال ماہ محرم میں مامون ایک بڑے لشکر کے ہمراہ رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے بلاد روم گیا بغداد پر اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو نائب بنادیا تکریت پہنچنے پر محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے اس سے ملاقات کی۔ مامون نے اسے اپنی لڑکی ام الفضل بنت المامون کو لے جانے کی اجازت دیدی کیوں کہ دونوں کا نکاح پہلے ہو چکا تھا۔ چنانچہ وہ اسے لے کر بلاد حجاز چلا گیا ابواسحاق بن رشید نے موصل پہنچنے سے پہلے اس کا استقبال کیا۔ مامون بڑے لشکر کے ہمراہ جمادی الاولیٰ میں طرطوس میں داخل ہوا وہاں پر اس نے قلعہ فتح کر کے اس کے منہدم کرنے کا حکم دیا پھر اس نے دمشق میں کافی مدت قیام کیا اسی سال عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابوزید انصاری محمد بن مبارک صوری قبیلہ بن عقبہ، علی بن حسن شقیق، یحییٰ بن ابراہیم نے اسی سال وفات پائی۔

ابوزید انصاری.....سعید بن اوس بن ثابت البصری اللغوی، ثقہ تھے، بعض کا قول ہے کہ یہ لیلۃ القدر دیکھا کرتے تھے۔
ابو عثمان مازنی کا قول ہے کہ میں نے دیکھا کہ اصمعی نے آکر ابوزید انصاری کو بوسہ دیا اس کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگے آپ پچاس سال سے ہمارے سردار و آقا ہیں۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ ابوزید نے متعدد کتب تصنیف فرمائیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:
(۱) خلق انسان (۲) کتاب الابل (۳) کتاب المیاء (۴) کتاب الفرس والترس (۵) اس یا اس کے بعد یا اس سے پہلے سال ایک سو سال کے قریب عمر پا کر آپ نے وفات پائی ابوسلیمان کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

واقعات ۲۱۶ھ

اسی سال روم کے بادشاہ توفیل بن میخائل نے ارض طرطوس میں مسلمانوں کی ایک جماعت پر حملہ کر کے سولہ سو مسلمان قتل کر دیئے مامون کو خط لکھا جس کی ابتداء اس نے اپنے نام سے کی مامون نے اس کا خط پڑھتے ہی دوران سفر سے ہی فوراً بلاد روم پر حملہ کر دیا شام و مصر کے نائب اس کے بھائی ابواسحاق نے اس کی مصاحبت کی، اس نے بہت سے شہر صلحا اور جبراً فتح کر لئے، اس کے بھائی نے تین قلعے فتح کئے۔ یحییٰ بن اٹم کو ایک دستہ کے ہمراہ طوانہ کی طرف بھیجا اس نے متعدد شہر فتح کئے ایک جماعت گرفتار کر لی، متعدد قلعے جلا دیئے پھر لشکر کی طرف لوٹ آیا مامون نے بلاد روم میں وسط جمادی الثانی سے نصف شعبان تک قیام کیا اس کے بعد وہ دمشق آ گیا۔

اسی سال عبدوس فہری بلاد مصر پر حملہ کر کے اس پر غالب آ گیا ایک جماعت اس کی پیروکار بن گئی۔ مامون ۱۴ ذی الحجہ بدھ کے روز دمشق سے

دیار مصر روانہ ہوا جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اسی زمانہ میں مامون نے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کو نمازوں کے بعد اللہ اکبر کہنے کا حکم دیا سب سے پہلے یہ چیز جامع بغداد اور رصافہ میں ۱۲ رمضان جمعہ کے روز شروع ہوئی۔ کیونکہ وہ نمازوں کے بعد تین بار اللہ اکبر کہتے تھے پھر انہوں نے باقی نمازوں میں بھی یہ چیزیں شروع کر دیں۔ یہ بدعت مامون نے بلا دلیل ایجاد کی کیوں کہ اس سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا لیکن صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں نمازوں کے بعد با آواز بلند ذکر کیا کرتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ لوگ فرض نماز سے فارغ ہو گئے۔

اسی وجہ سے علماء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ مستحب ہے۔ ابن بطلال کا قول ہے مذہب اربعہ میں یہ مستحب نہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امام شافعی سے مروی ہے کہ یہ تو اس لئے تھا تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ نمازوں کے بعد ذکر مشروع ہے لیکن معلوم ہونے کے بعد ضرورت نہیں رہی اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نماز جنازہ میں فاتحہ جہر پڑھتے تھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ سنت ہے۔

لیکن جو بدعت مامون کی ایجاد کردہ ہے وہ بدعت سیرت سلف سے نہیں ہے۔

اسی سال سخت سردی پڑی۔

اسی سال گذشتہ سال والے امیر نے لوگوں کو حج کرایا۔ بعض کا قول ہے کہ دوسرے نے کرایا۔

حبان بن حلال، عبدالملک بن قریب، اسمعی اور محمد بن بکار بن حلال حموۃ بن خلیفہ نے اسی سال وفات پائی۔

رشید کی عمر ادوی اور بیوی زبیدہ..... دختر جعفر ام العزیز بنت جعفر بن المنصور العباسیہ الهاشمیہ القرشیہ یہ بڑی حسین و جمیل اور رشید کو بہت پسند تھی قبل ازیں ہم رشید کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ رشید کی اس کے علاوہ بھی بہت سے باندیاں اور بیویاں تھیں۔ اس کا لقب زبیدہ اس وجہ سے ہے کہ بچپن میں اس کا دادا ابو جعفر منصور اسے کھلاتا اور نچاتا تھا سفید رنگ ہونے کی وجہ سے اسے زبیدہ کہہ کر پکارتا تھا۔ اسی نام سے مشہور ہو گئیں ورنہ اصل نام ام العزیز ہے۔ زبیدہ حسین و جمیل فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھی۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ایک حج کے موقع پر زبیدہ نے ساٹھ یوم میں ۵۴ کروڑ خرچ کئے۔ زبیدہ جب مامون کو خلافت پر مبارک باد دینے گئی تو اس سے کہنے لگی میں نے تجھے دیکھنے سے پہلے ہی اپنے کو مبارک باد دیدی اگر میں نے ایک خلیفہ بیٹا کھویا ہے تو اس کے بدلہ میں ایک خلیفہ بیٹا پایا بھی ہے جسے میں نے جہنم نہیں دیا جس کے بدلے میں آپ جیسا بیٹا مل جائے اس کا کوئی نقصان نہیں ہوگا اس عورت کا لڑکا گم ہوا ہے جس کے ہاتھ آپ سے لبریز ہوں میں باری تعالیٰ سے گم شدہ پراجرا اور بدلے میں تجھ جیسے کی درازنی عمر کا سوال کرتی ہوں۔ زبیدہ نے ۲۱۶ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

خطیب نے متعدد طرق سے عبداللہ بن مبارک کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے زبیدہ کی وفات کے بعد اسے خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا یہ اللہ تعالیٰ تجھ سے کیا معاملہ کیا؟ اس نے جواب دیا کہ مکہ کے راستہ میں ایک کدال لگنے سے اللہ نے میری مغفرت فرمادی میں نے پوچھا یہ زردی کس چیز کی ہے اس نے کہا ہمارے درمیان بشرمد کسی نامی ایک شخص دفن ہوا۔ دوزخ نے اس پر ایک گرم لباس سانس لیا جس کی ہیبیت سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے یہ زردی اسی گرم سانس کی ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ زبیدہ کی ایک سوبان دیاں حافظ قرآن تھیں اس کے علاوہ بعض نے قرآن کا کچھ حصہ پڑھا ہوا تھا بعض محل میں شہد کی مکھیوں کی گونج کی طرح ان کی آواز کی گونج سنتی رہتی تھی۔

بعض کا قول ہے کہ وفات کے بعد کسی نے زبیدہ کو خواب میں دیکھا تو اس سے دنیا میں کئی جانے والی نیکیوں کی بابت سوال کیا اس نے جواب دیا کہ ان کا ثواب تو اہل تک پہنچ گیا مجھے تو صرف نماز تہجد نے فائدہ دیا، اسی سال بہت سے حوائث و امور رونما ہوئے جن کا ذکر طویل ہے۔

واقعات ۲۱۷ھ

اسی سال مامون مصر میں داخل ہو کر عبدوس فہری کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا اس نے اسی وقت اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا اس کے بعد مامون دوبارہ شام آ گیا۔

اسی زمانہ میں مامون سوار ہو کر بلاد روم گیا اس نے ۱۰۰ یوم تک لٹوٹو کا محاصرہ کر کے رکھا پھر وہاں سے کوچ کر گیا محاصرہ پر عجیب کو نائب بنایا۔ رومیوں نے اس کو دھوکہ سے گرفتار کر لیا آٹھ یوم تک ان کے نرغہ میں رہ کر ان کو چھوڑ کر بھاگ آیا اور مسلسل محاصرہ جاری رکھا روم کے بادشاہ نے پیچھے سے آ کر اس کے لشکر کا گھراؤ کر لیا مامون کو اس کی اطلاع ملی تو وہ از خود روانہ ہو گیا تو توفیل کو صلح و امان طلب کرنے کے لئے بھیجا لیکن اس نے مامون سے پہلے اپنا نام لکھ دیا مامون نے اس کا بڑا موثر جواب دیا جو جزو تو بیخ پر مشتمل تھا۔ نیز یہ کہ یا تم اسلام قبول کر لو ورنہ ہمارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

اسی سال سلیمان بن عبد اللہ بن سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔
حجاج بن منحال، شریح بن نعمان، موسیٰ بن داؤد ضعی نے اسی سال وفات پائی۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

واقعات ۲۱۸ھ

اسی سال جمادی الاولیٰ میں مامون نے اپنے لڑکے عباس کو بلاد روم بھیج کر طوانہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا حکم دیا، مامون نے اس کے لئے تمام شہروں سے کاریگر بلائے چنانچہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ مامون نے اسے میل ضرب فی میل بنانے کا حکم دیا۔ اور بتلایا کہ اس کی تفصیل تین فرسخ بنائی جائے، اور اس کی تین دروازے بنائے جائیں۔

پہلی آزمائش اور فتنہ کا ذکر..... اسی سال مامون نے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم بن سعید کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ خلق قرآن کے مسئلہ میں قاضیوں اور محدثین کی آزمائش کروان کی طرف اسی کی ایک جماعت روانہ کی جائے اس چیز کی ترغیب میں مامون نے اسحاق کو ایک تفصیلی خط لکھا اس کے علاوہ بھی مامون نے خطوط لکھے جن کی تفصیل ابن جریر نے بیان کی۔
خط کا مضمون یہ تھا کہ اس پر دلیل یہ ہے کہ قرآن محدث ہے اور ہر محدث شے مخلوق ہوتی ہے اس دلیل سے محدثین کو کجا متکلمین بھی اتفاق نہیں کرتے وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم بافعال الاختیار یہ مخلوق ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ مخلوق نہیں بلکہ محدث ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے فرمایا:

مایا تہم من ذکر من ربہم محدث) (ولقد خلقنا کم ثم صورنا کم ثم قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم
حضرت آدم کی پیدائش کے بعد اس سے سجدہ کا حکم صادر ہوا۔ لہذا کلام قائم بالذات مخلوق نہیں ہوتا اس چیز کے بیان کا مقام دوسرا ہے امام بخاری نے اس پر خلق افعال العباد کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

بہر حال مامون کا خط بغداد پہنچنے کے بعد لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا محدثین کی ایک جماعت نے جو محمد بن سعد کا تب واقدی، ابو مسلم مستملی یزید بن ہارون، یحییٰ بن معین، ابو خثیمہ، زہیر بن حرب اسماعیل بن ابی مسعود، احمد بن دورق پر مشتمل تھی۔ مامون کے پاس رقعہ بھیجا، مامون نے خلق قرآن کے مسئلہ پر ان کا امتحان لیا انہوں نے بادل نخواستہ مامون کی رائے سے اتفاق کیا مامون نے انہیں واپس بغداد بھیج دیا اسحاق نے فقہاء کے درمیان ان کے موقف کی اشاعت کا حکم دیا علاوہ ازیں اسحاق نے مشائخ حدیث، فقہاء، ائمہ مساجد کی ایک جماعت کو مدعو کر کے ان محدثین کے موقف سے انہیں آگاہ کیا انہوں نے بھی ان کی رائے سے اتفاق کیا جس کی وجہ سے لوگوں میں ایک بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

پھر مامون نے اسحاق کو خلق قرآن کے مسئلہ پر بلا تحقیق اور لا حاصل دلائل قائم کرتے ہوئے ایک دوسرا خط لکھا حالاں کہ وہ مشابہ دلائل ہیں اور اس نے قرآن کریم سے آیات بھی بیان کیں جو اس پر حجت ہیں ابن جریر نے یہ سب کچھ بیان کیا نیز مامون نے اسحاق کو حکم دیا کہ وہ اس کی طرف اور خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف لوگوں کو دعوت دے۔

خط کے پہنچنے کے بعد ابو اسحاق نے بڑے بڑے ائمہ کی ایک جماعت بلوائی جس میں امام احمد بن حنبل، قنبلہ، ابو حیان زیاد بن بشر بن ولید کندی، علی بن ابی مقاتل، سعدیہ واسطی دیگر بہت سے ائمہ شامل تھے سب سے پہلے ابو اسحاق نے ان کے سامنے مامون کا خط پیش کیا جب وہ اس کو پڑھا کر فارغ ہو گئے تو اسحاق نے بشر بن ولید سے خلق قرآن کے مسئلہ پر ان کی رائے معلوم کی انہوں نے جواب دیا قرآن اللہ کا کلام ہے اس نے کہا میں نے تم سے یہ سوال نہیں کیا میں نے قرآن کے مخلوق ہونے کے بارے میں سوال کیا ہے انہوں نے جواب دیا قرآن خلق نہیں اسحاق نے کہا یہ بھی میرا سوال نہیں پھر بشر نے جواب دیا اس کے علاوہ کیا ہی اچھا ہے بار بار اسی پر اصرار کیا، پھر اسحاق نے اس سے پوچھا کیا آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس سے پہلے اور بعد کوئی نہیں وہ اپنی مخلوق سے کسی بھی وجہ اور مفہوم سے مشابہت نہیں رکھتا بشر نے جواب دیا صحیح ہے، کاتب کو اس کے جواب لکھنے کا حکم دیا اس نے جواب لکھ دیا پھر اسحاق نے باری باری سب سے یہ ہی سوال کیا اکثر نے نفی میں جواب دیا، جب کوئی نفی میں جواب دیتا تو ابو اسحاق اس سے وہی سوال کرتا جو اس نے بشر سے کیا جب امام احمد بن حنبل کی باری آئی تو آپ نے فرمایا قرآن اللہ کا کلام ہے میں اس کے علاوہ کچھ نہیں کہتا اسحاق نے ان سے بشر والا سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ (لیس کمثلہ شئی وهو السميع البصیر) اس پر ایک معتزلی نے کہا امام کہہ رہے ہیں کہ اللہ کان سے سنتا ہے اور آنکھ سے دیکھتا ہے اسحاق نے امام احمد سے پوچھا سمیع، بصیر سے آپ کی مراد کیا ہے، انہوں نے جواب دیا اس سے میری مراد وہی ہے جو اللہ کی مراد ہے اور اللہ کی شان وہی ہے جسے خود اس نے اپنی تعریف کی میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔

اسحاق نے سب کے جوابات لکھ کر مامون کے پاس بھیج دیئے، حاضرین میں بعض نے بادل نخواستہ خلق قرآن کے بابت اثبات میں جواب دیا کیوں کہ انکار کرنے والے کو اس کی ملازمت سے معزول کر دیا جاتا اگر بیت المال سے اس کا رسد جاری ہوتا تو اس کا رسد بند کر دیا جاتا، مفتی کو فتویٰ سے منع کر دیا جاتا۔ شیخ الحدیث کو حدیث بیان کرنے سے روک دیا جاتا تھا۔ لوگوں پر ایک بڑا فتنہ سخت آزمائش عظیم مصیبت آن پڑی۔

فصل

قوم کے جوابات موصول ہونے کے بعد مامون نے اسحاق کو اس کی تعریف کرتے ہوئے خط لکھا ہر ایک کا جواب بھی اس نے واپس کر دیا۔ مامون نے اسحاق کو ایک بار اور لوگوں کی آزمائش کا حکم دیا۔ نیز یہ کہ اثبات میں جواب دینے والوں کے جواب کی عوام میں اشاعت کی جائے، نفی میں جواب دینے والوں کو بیڑیاں ڈال کر محافظوں کے پہرہ میں مامون کے لشکر کی فوج کے پاس بھیج دیا جائے پھر میں ان کے متعلق کوئی رائے قائم کروں گا نفی میں جواب دینے والوں کی بابت میری رائے گردن اڑانے کی ہے۔

چنانچہ اسحاق نے مجلس منعقد کی ان لوگوں کو بلوایا ان میں سے بشر بن ولید کندی کے دوست ابراہیم بن مہدی بھی تھے مامون نے ان دونوں کے بابت حکم دیا تھا کہ اگر یہ نفی میں جواب دیں تو اسی وقت انہیں قتل کر دیا جائے جو ابو اسحاق نے ان سے خلق قرآن کے بارے میں سوال کیا تو چار کے علاوہ سب نے قرآن کی اس آیت (الامن اکرہ و قلبه مطمئن بالايمان) سے تاویل کرتے ہوئے اثبات میں جواب دیا۔

وہ چار امام احمد بن حنبل، محمد بن نوح، حسن بن حماد سجاده، عبید اللہ بن عمر قواریری تھے۔ اسحاق نے انہیں بیڑیاں ڈال کر مامون کے پاس بھیجنے کے لئے تیار کیا پھر دوسرے روز ان سے دوبارہ سوال کیا تو سجاده نے اپنا موقف تبدیل کر دیا پھر تیسرے روز سوال کیا تو قواریری کا موقف تبدیل ہو گیا۔ صرف دو حضرات امام احمد بن حنبل، محمد بن نوح اپنے موقف پر جمے رہے۔ اسحاق نے دونوں کو مضبوط بیڑیاں ڈال کر طرطوس خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔ مامون کے نام ایک خط بھیج لکھا امام احمد بن حنبل راستہ میں دعا کرتے رہے اللہ ہم دونوں اور مامون کو جمع نہ کرنا ہم دونوں کے پہنچنے سے پہلے

ہی اسے دنیا سے اٹھا لیجئے۔

پھر مامون نے اسحاق کو دوسرا خط لکھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ لوگوں نے بادل نخواستہ قرآن کی اس آیت (الامن اکره و قلبه مطمئن بالایمان) سے تاویل کر کے اثبات میں جواب دیا انہوں نے تاویل کر کے سخت غلطی کی اس لئے سب کو میرے پاس بھیج دو، اسحاق نے سب کو بلوا کر مامون کے پاس طرطوس بھیج دیا لیکن راستہ ہی میں لوگوں کو مامون کی موت کی اطلاع مل گئی جس کی وجہ سے انہیں رقتہ لے جایا گیا پھر سب کو بغداد جانے کی اجازت مل گئی۔ امام احمد اور ابن نوح کو سب سے پہلے مامون کے پاس بھیجا گیا لیکن اس کے باوجود مامون سے ملاقات نہیں ہوئی بلکہ اللہ نے اپنے بندہ اور ولی احمد بن حنبل کی دعا قبول کرتے ہوئے ان کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی مامون کو موت دیدی اور وہ بغداد واپس آ گئے اور عنقریب معتمد بن الرشید کی حکومت کے آغاز میں وہ سب قبیح واقعات مکمل طور پر بیان ہوں گے جو انہیں پیش آئے اور اس بارے میں بقیہ مکمل گفتگو امام احمد کی وفات کے موقع پر جو ۲۳۱ھ میں ہوئی بیان ہوگی۔

عبداللہ المامون بن ہارون الرشید العباسی القرشی الهاشمی ابو جعفر، امیر المومنین ان کی والدہ ام ولد تھی جنہیں مراجل بلاد عیینہ کہا جاتا تھا مامون کی ولادت ۱۷۰ھ میں ماہ ربیع الاول میں ان کے چچا ہادی کی وفات اور ان کے والد ہارون الرشید کی خلافت جمعہ کی رات ہوئی جیسا کہ گزر چکا ہے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ مامون نے اپنے والد، ہاشم بن بشیر ابو معاویہ ضریر یوسف بن قسطبہ، عباد بن عوام اسماعیل بن علیہ، حجاج بن محمد اعمور سے احادیث روایت کی ان سے عمر کے لحاظ سے بڑے ابو خذیفہ اسحاق بن بشر، یحییٰ بن اکثم قاضی ان کے لڑکے فضل بن مامون، معمر بن شیبہ، ابو یوسف قاضی، جعفر بن ابی عثمان الطیالسی احمد بن الحارث الشعمی، عمر بن مرہ عبداللہ بن طاہر بن حسین، محمد بن ابراہیم السلسی، دعبل بن علی الخزاعی نے روایت کی۔

راوی کا قول ہے کہ مامون کئی بار دمشق آیا ایک عرصہ تک اس نے وہاں قیام کیا۔

ابن عساکر نے ابوالقاسم بغوی کے طریق سے احمد بن ابراہیم موصلی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے مامون سے شامیہ میں سنا اس نے دوڑ لگوائی پھر لوگوں کے اژدحام دیکھنے لگا اور یحییٰ بن اکثم سے اژدحام کے بارے میں پوچھنے لگا پھر اس نے کہا ہم سے یوسف بن عطیہ نے عن ثابت عن انس آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے ان میں سے سب سے زیادہ لوگوں کو نفع بخش شخص اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے ابو بکر المنانجی نے عن حسین بن احمد مالکی عن یحییٰ بن اکثم القاضی عن المامون عن ہیشم عن منصور عن الحسن عن ابی بکرہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے اور جعفر بن ابی عثمان الطیالسی کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ جعفر نے نماز عصر عرفہ کے روز مامون کی اقتداء میں ادا کی۔ سلام کے بعد لوگوں نے تکبیر کہنا شروع کر دی مامون نے کہا اے کمینوں! تکبیر کل ہے جو ابی القاسم کی سنت ہے چنانچہ کل آئندہ منبر پر چڑھ کر اس نے تکبیر کہی پھر کہا ہم سے ہیشم بن بشیر نے ابن شبرمہ کے واسطے سے عن الشعمی عن البراء بن عازب عن ابی بردہ بن دینار آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ نماز میں عید سے قبل قربانی کرنے والے نے اپنے گھر والوں کے لئے گوشت مقدم کیا۔ نماز عید کے بعد ذبح کرنے والے نے سنت کی پیروی کی۔

اللہ اکبر کبیر أو الحمد لله کثیر أو سبحان الله بکرة و اصیلاً اللهم اصلحنی و استصلحنی و اصلح علی یدی.

مامون ۲۶ محرم ۱۹۸ھ کو اپنے بھائی کے قتل کے بعد خلیفہ بنا۔ ۲۰ سال ۵ ماہ اس کی خلافت کا زمانہ ہے اس میں کچھ شیعیت اعتزال، جہالت تھی اس نے ۲۰۱ھ میں علی الرض بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کو اپنے بعد ولی عہد بنایا تھا۔ سیاہ لباس ختم کر کے سبز لباس پہنایا تھا جیسا کہ گزر چکا ہے۔ بغدادی غیر بغدادی عباسیوں پر یہ بات گراں گزری تھی۔ انہوں نے مامون کی بیعت ختم کر کے ابراہیم بن مہدی کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر مامون نے ان پر غلبہ حاصل کر کے اپنی خلافت مستحکم کر لی تھی مامون معتزلی تھا اس لئے کہ مامون نے ایک جماعت (جس میں بسر بن غیاث مرہی بھی تھا) سے ملاقات کی تھی پھر انہوں نے اسے دھوکہ دیدیا لیکن مامون نے ان سے باطل مذہب حاصل کر لیا۔ مامون علم سے محبت کرتا تھا لیکن اسے اس میں بصیرت حاصل نہیں تھی اس وجہ سے باطل مذہب اس میں داخل ہو کر راسخ ہو گیا تھا

(۱)..... میں نے اس دین پر صبح کی جس پر میں عامل ہوں کبھی میں اس کے بارے میں معذرت نہیں کروں گا۔

(۲)..... میں نبی کے بعد حضرت علی سے محبت کرتا ہوں نیز شیخین کو گالی نہیں دیتا۔

(۳)..... پھر ابن عفان ابرار کے ساتھ جنت میں ہے یہ مقتول بڑا صابر ہے۔

(۴)..... میں طلحہ زبیر پر شب و شتم نہیں کرتا اگرچہ کہنے والا کہے کہ انہوں نے دھوکہ کیا۔

(۵)..... میں حضرت عائشہ کو بھی گالیاں نہیں دیتا ان پر افتراء کرنے والوں کی افتراء سے بری ہوں یہ دوسرے مرتبہ کے شیعوں کا مذہب ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صحابہ پر ترجیح دی جاتی ہے۔ سلف کی ایک جماعت اور دارقطنی کا قول ہے کہ علی کو عثمان پر فضیلت دینے والے نے مہاجرین و انصار کو تکلیف دی۔ یعنی ان کے تین روز کے اجتہاد کو پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوقیت پر اتفاق کیا اس کے بعد شیعوں کے ہاں سولہ مراتب ہیں جیسا کہ کتاب بلاغ الاکبر اور تاملوس الاظم کے مصنف نے بیان کیا۔ یہ کتاب اس کو اکفر الکفر تک پہنچانے والی ہے۔

ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص شیخین پر مجھے فضیلت دیتے ہوئے میرے پاس پکڑ کر لایا گیا تو میں اس پر افتراء کی حد جاری کروں گا۔ نیز آپ سے تو اتر ا منقول ہے کہ آپ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں مامون نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک مخالفت کر دی۔ اس کے علاوہ مامون نے ایک اور بدعت بھی ایجاد کی اور وہ خلق قرآن کا مسئلہ ہے اس کے علاوہ بھی مامون شراب نوشی وغیرہ و دیگر ناپسندیدہ افعال میں منہمک رہتا تھا لیکن وہ جنگ کرنے، رومیوں کا محاصرہ کرنے ان کے مردوں کا قتل کرنے، ان کی عورتوں کو گرفتار کرنے کے لحاظ سے بڑا بہادر اور جری تھا، کہا کرتا تھا عمرو بن العزیز اور عبد الملک کے لئے حاجب تھا میں خود اپنے نفس کا حاجب ہوں وہ خود عدل کا متلاشی ہے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا تھا۔

ایک روز اس کے پاس ایک عورت مقدمہ لے کر آئی اس کا لڑکا عباس اس کے پاس کھڑا ہوا تھا مامون نے دربان کو حکم دیا اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مامون کے سامنے بٹھا دیا۔ عورت نے اس کے لڑکے عباس پر دعویٰ کیا کہ اس نے اس کی جاگیر چھین کر اس پر قبضہ کیا ہے کچھ دیر دونوں کا آپس میں مناظرہ ہوا جس میں عورت سے بلند آواز میں بولنا شروع کر دیا حاضرین میں سے بعض نے اسے ڈانٹا۔ مامون نے اسے منع کرتے ہوئے کہا کہ حق نے اس عورت کو بلوایا ہے، باطل نے اس کے لڑکے کو خاموش کروایا پھر مامون نے اس عورت کے حق میں فیصلہ کیا مامون نے اپنے لڑکے عباس پر دس ہزار کا تاوان لازم کیا۔

مامون نے ایک امیر کو لکھا کہ تیرے گھر کا سونے چاندی سے بھرنا اور تیرے قرض خواہ کا برہنہ ہونا تیرے پڑوسی کا ضرورت مند ہونا فقیر کا بھوکا ہونا جوان مردی نہیں۔

مامون نے ایک شخص کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کے قتل پر قسم اٹھالی اس نے مامون سے نرمی کی درخواست کرتے ہوئے کہا اے امیر نرمی نصف عفو ہے۔ مامون نے کہا تو ہلاک ہو جائے میں تو تیرے قتل پر قسم اٹھا چکا ہوں اس نے کہا، امیر آپ کا حاث ہو کر اللہ سے ملاقات کرنا قاتل بن کر ملاقات کرنے سے بہتر ہے۔

مامون کہا کرتا تھا کاش آل جرائم کو معلوم ہو جاتا کہ میرا مذہب عفو ہے حتیٰ کہ ان کا خوف جاتا رہتا ہے ان کے قلوب خوش ہو جاتے ہیں۔ ایک روز مامون فائز سپ میں سوار ہوا اس نے ملایح کو کہتے سنا تم مامون کو دیکھتے ہو وہ میری نظر میں شریف بنتا ہے حالاں کہ وہ اپنے بھائی امین کا قاتل ہے، مامون نے مسکرا کر کہا تم مجھے کوئی حلیہ بتا دو تا کہ میں اس کی نظروں میں جلیل القدر بن جاؤں۔

حد بن خالد مامون کے پاس ناشتہ کے لئے آیا دسترخوان اٹھنے کے وقت وہ اس کے نیچے سے اچھی اچھی چیزیں اٹھا کر کھا رہا تھا مامون نے اس سے پوچھا تو اب تک سیر نہیں ہوا۔ اس نے جواب میں آپ ﷺ کی حدیث سنائی کہ دسترخوان کے نیچے سے چیزیں اٹھا کر کھانے والے شخص سے فقر دور کر دیا جائے گا مامون نے اسے ایک ہزار دینار دیئے۔

ابن عساکر نے روایت کیا ایک روز مامون نے محمد بن عباد بن ملہب سے کہا اے ابو عبد اللہ میں تجھے متفرق طور پر تین کروڑ دے چکا ہوں اب

میں تجھے ایک دینار دوں گا اس نے کہا اے امیر موجود کا منع معبود کے بارے میں سوء ظن رکھنا ہے اس نے کہا اے ابو عبد اللہ! تو نے عمدہ جواب دیا، پھر مامون نے اس کے لئے تین کروڑ کا حکم دیا۔

جب مامون نے بوران کو گھر لانے کا ارادہ کیا تو لوگ اس کے والد کو نفیس چیزیں ہدیہ میں دینے لگے ان میں سے ایک ادیب نے اسے نمک سے بھرا ہوا ایک توشہ دان دیا، ایک دوسرا توشہ دان بھی دیا جس میں عمدہ گھاس تھی اس نے اسے لکھا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تو احسانات کا صحیہ الٹ دے اور وہ میرے ذکر سے خالی ہو میں نے اس کی برکت کی وجہ سے تیری طرف بھیجنے کا آغاز کیا اور اس کی اچھائی اور نظافت کی وجہ سے اس پر اس کا خاتمہ کیا اور اسے یہ اشعار لکھے:

(۱)..... میرا سامان میری خواہش سے کم اور میری خواہش میرے مال سے عاجز۔

(۲)..... مجھے جیسے لوگوں کی طرف سے نمک اور گھاس بہترین تحفہ ہے۔

جب اس کا تحفہ حسن بن کھل کے پاس پہنچا تو اس نے اسے پسند کیا اور دونوں توشہ دانوں کو سونے سے بھرنے کا حکم دیا۔ پھر وہ دونوں اس ادیب کے پاس بھیج دیئے۔

مامون کے ہاں لڑکے کی ولادت پر لوگوں نے اسے مختلف قسم کی مبارک باد دی، ایک شاعر نے مبارک باد دیتے ہوئے یہ اشعار کہے:

(۱)..... اللہ تیری حیاتی دراز کرے حتیٰ کہ تو اسے اپنے جیسا بزرگ دیکھ لے۔

(۲)..... پھر لوگ تجھ پر فدا ہونے کی طرح اس پر بھی فدا ہوں گے۔ گویا جب وہ ظاہر ہو تو لوگوں کو ایسا معلوم ہوا جیسے مامون ظاہر ہوا

(۳)..... وہ قد و قامت میں تیری مثل ہے اور اپنی بزرگی سے مرد یافتہ اور حملہ کرنے والا ہو۔

مامون نے اس کے لئے دس ہزار درہم کا حکم دیا۔ مامون دمشق میں قیام کے دوران ایک بار مفلس ہو گیا تھا تو اس کے پاس بہت سا مال آیا اس نے اپنے بھائی معصم سے بھی اس کی شکایت کی جس کی وجہ سے اس کے پاس خراسان سے تیس کروڑ درہم آئے وہ ان کی نمائش کے لئے لکھا، کجاوے اور انٹوں کو بجایا گیا اس کے ساتھ یحییٰ بن اکثم قاضی بھی تھا۔ مامون جب شہر میں داخل ہوا تو کہنے لگا ہم مال جمع کریں اور لوگ انتظار میں ہوں مناسب نہیں، اس کے پاؤں رکاب میں ہی تھے کہ اس نے ۲۷ کروڑ درہم تقسیم کئے مامون کے عمدہ اشعار میں سے دو شعر یہ ہیں۔

(۱)..... میری زبان اسرار کو چھپانے والی ہے اور میرے آنسو میرے رازوں کی چغلی کھانے والے ہیں اور اسے شہرت دینے والے ہیں۔

(۲)..... اگر آنسو نہ ہوتے تو میں عشق کو چھپالیتا، اگر عشق نہ ہوتا تو میرے آنسو نہ ہوتے۔

ایک رات مامون نے ایک خادم کے ذریعے ایک باندی بلائی خادم نے دیر کر دی کیوں کہ باندی نے کہا جب تک مامون خود لینے کے لئے نہیں آئے گا میں نہیں جاؤں گی، مامون نے یہ اشعار پڑھے:

(۱)..... میں نے تجھے اشتیاق کے ساتھ بھیجا حتیٰ کہ تو دیکھنے میں کامیاب ہو گیا تو مجھے بھول گیا حتیٰ کہ میں نے تیرے بابت سوء ظن کیا۔

(۲)..... تو نے میری معشوقہ سے سرگوشی کی تو دور کرنے والا تھا کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تیرے قرب سے کوئی چیز بے نیاز کرنے والی ہے۔

(۳)..... تو نے اس کے چہرہ کے محاسن کا بار بار مشاہدہ کیا، تو نے اس کے نغموں کے سننے سے اپنے کانوں کو شاد کام کیا میں اس کے چہرہ کا اثر

تیری آنکھوں میں واضح طور پر دیکھ رہا ہوں بلاشبہ تیری آنکھوں نے اس کی آنکھوں سے حسن چوری کیا۔

جب مامون نے تشیع اور اعتزال کی بدعت ایجاد کی تو اس سے بشرمدیسی بہت خوش ہوا، بشر مامون کا شیخ تھا اس نے اشعار کہے:

(۱)..... ہمارے آقا اور سردار سے وہی بات کہی جاتی ہے، کتب میں تصدیق پائی جاتی ہے۔

(۲)..... بلاشبہ حضرت علی بنی ہادی کے بعد اس شخص سے افضل ہیں جس کے پاس اونٹنیاں پہنچتی ہیں۔

(۳)..... ہمارے لئے اعمال ہیں اور قرآن مخلوق ہے۔

اہل سنت میں سے ایک شاعر نے اس کے جواب میں درج ذیل اشعار کہے

(۱) اے لوگو! اللہ کے کلام کو مخلوق کہنے والے کا کوئی قول و عمل نہیں (۲) یہ بنی ابوبکر میں سے کسی نے نہیں کہی (۳) اس کا قاتل رسول پر افتراء

کرنے والا اور عند اللہ زندیق ہے (۴) بشر نے اس کے ذریعہ ان کا دین مٹانے کا ارادہ کیا حالاں کہ ان کا دین ختم ہونے والا ہے (۵) اے لوگو تمہارے خلیفہ کی عقل کو بیڑیاں پڑ گئیں اور وہ طوقوں سے جکڑا ہوا ہے۔
بشر نے مامون کو کہا اس شاعر کو آپ تادیب کریں اس نے کہا تو ہلاک ہوا اگر یہ فقیہ ہوتا تو میں اس کو تادیب کرتا یہ تو شاعر ہے میں اسے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جب مامون نے طرطوس کے آخری سفر میں جنگ کے لئے تیاری کی تو اپنی خاص محبوبہ باندی کو بلوایا مامون نے اسے آخری عمر میں خرید اٹھا مامون نے اسے گلے سے لگایا تو وہ رو کر کہنے لگی اے امیر آپ نے اس سفر کے ذریعے مجھے قتل کر دیا، پھر اس نے یہ اشعار پڑھے
(۱)..... میں مضطر کی طرح تیرے لئے دعا گو ہوں رب سے جو دعا کا بدلہ دیتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے، شاید اس جنگ میں تیری کفایت کرے اور قلوب کے خوش ہونے کی طرح ہمیں دوبار جمع کرے، مامون نے اسے گلے لگا کر یہ اشعار پڑھے۔
(۱)..... جب اس کے آنسو اس کے سرمہ کو صاف کرتے ہیں اس کے حسن کا کیا کہنا جب وہ انگلیوں سے آنسو صاف کرتی ہے اس وقت بھی اس کے حسن کے کیا کہنے۔

(۲)..... صبح اس نے ناراضگی میں کہا تو نے مجھے قتل کر دیا، حالاں کہ وہ اپنے اس قول کے ذریعے قتل کر رہی تھی۔ پھر مامون نے مسرور کو اس کی واپسی تک اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کا حکم دیا۔ پھر مامون نے کہا میرا حال تو اھطل کے شعر کی طرح ہے۔
وہ ایسے لوگ ہیں کہ جنگ کے وقت اپنے تہبند کس لیتے ہیں اور عورتوں کے پاس نہیں جاتے خواہ وہ طہر کی حالت میں راتیں گزار دیں، پھر مامون اسے الوداع کہتا ہوا روانہ ہو گیا باندی اس کی غیر موجودگی میں بیمار ہو گئی اور مامون بھی اس کی غیر موجودگی میں فوت ہو گیا جب باندی کو اس کی وفات کی خبر پہنچی تو اس نے ایک لمبی آہ بھری اور اس کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا اور وہ اسی حالت میں کہنے لگی۔
(۱)..... بلاشبہ زمانہ نے ہمیں صلاۃ کے بعد مرارت کے جام پلائے اس نے ہمیں سیراب کر دیا۔

(۲)..... ایک مرتبہ اس نے ہمیں ہنسایا پھر رلایا۔

(۳)..... اللہ کی قضا اور دنیا کی نیرنگی ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

(۴)..... دنیا نے ہمیں دوستی اور غم پر ہمیشہ قائم نہ رہنے والے تفرقات دکھائے۔

(۵)..... ہم اس میں ہمیشہ قائم رہنے کی نیت سے زندگی گزارتے ہیں اور وہ ہمارے مردوں پر نہیں روتے۔

۲۱۸ھ ار جب جمعرات کے روز ظہر کے وقت یا عصر کے بعد ۳۸ سال کی عمر میں مامون نے وفات پائی اس کی مدت خلافت ۲۰ سال چند ماہ پر محیط ہے۔ اس کی نماز جنازہ اس کے بعد بننے والے ولی عہد اس کے بھائی معتمد نے پڑھائی۔ خاقان الخادم کے گھر طرطوس میں اسے دفن کیا گیا، بعض کے قول کے مطابق منگل دیگر بعض کے قول کے مطابق ۲۱۸ھ کی تکمیل سے آٹھ روز قبل بدھ کے روز اس کی وفات ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ طرطوس سے چار میل دور اس کی وفات ہوئی۔ پھر طرطوس لا کر اسے دفن کیا گیا بعض کا قول ہے کہ ماہ رمضان میں اذنہ کی طرف لا کر دفن کیا گیا ابوسعید مخرومی نے اس کی وفات پر دو شعر کہے:

(۱)..... کیا تو نے ستاروں کو دیکھا کہ انہوں نے مامون کو اس کی مضبوط حکومت کو کچھ نفع پہنچایا ہو۔

(۲)..... انہوں نے اسے طرطوس کے دو میدانوں میں ایسے چھوڑ دیا جیسے انہوں نے اس کے والد کو طرطوس میں چھوڑ دیا تھا۔

مامون نے اپنے بھائی کو وصیت کی کہ جو اس کے لڑکے عباس، امراء و وزراء قضاۃ کی موجودگی میں لکھی گئی جو چند امور پر مشتمل تھی:

(۱)..... اس میں لکھا گیا کہ قرآن مخلوق ہے، مامون موت تک اپنے اسی موقف پر قائم رہا زندگی میں اس نے اس سے رجوع کر کے توبہ نہیں کی۔

(۲)..... نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہی جائیں۔

(۳)..... معتمد کو تقویٰ اختیار کرنے اور رعایا پر نرمی کی وصیت کی۔

(۴)..... خلق قرآن کے مسئلہ پر جسے رہنے کی معتمد کو وصیت کی۔

- (۵)..... مامون نے معتمد کو عبد اللہ بن طاہر، احمد بن ابراہیم، احمد بن ابی داؤد کو اپنے ساتھ رکھنے اور امور میں ان سے مشورہ کی وصیت کی۔
 (۶)..... مامون نے معتمد کو یحییٰ بن اکثم سے دور رہنے کی وصیت کی اور کہا کہ اس نے مجھ سے خیانت کی اور لوگوں کو مجھ سے دور کیا۔
 (۷)..... علیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ان کے محسن کی بات کو قبول کرنا ان کے بدکار سے صرف نظر کرنا ان کے سالانہ وظائف ان تک پابندی سے پہنچانا۔

ابن جریر نے مامون کے حالات بھرپور بیان کئے اس نے بہت سے چیزیں ذکر کیں جنہیں ابن عساکر نے چھوڑ دیا باوجودیکہ ابن عساکر اس کے بارے میں بہت باتیں بیان کرتا۔ وفوق کل ذی علم علیم۔

معتمد باللہ ابی اسحاق بن ہارون کی خلافت..... سن ۲۱۸ھ، بارہ رجب طرطوس میں جمعرات کے روز مامون کی وفات سے قبل اس کی حالت مرض میں اس کے بھائی معتمد کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اس نے ہی مامون کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض امراء نے مامون کے لڑکے عباس کو خلیفہ بنانے کی کوشش کی عباس نے ان کے سامنے آ کر کہا یہ کیانگی وعدہ خلافتی ہے میں نے معتمد کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے بعد لوگ پرسکون ہو گئے فتنہ کی آگ ٹھنڈی ہو گئی اطراف میں معتمد کی خلافت کے اطمینان سے دیئے گئے۔

معتمد نے طوانہ شہر میں مامون کی تعمیر کردہ عمارت کے منہدم کرنے کا حکم دیا اس کے ہتھیار مسلمانوں کے قلعے کی طرف منتقل کرنے کا حکم دیا کاریگروں کو اپنے شہروں میں واپس لوٹنے کا حکم دیا، پھر معتمد نے سوار ہو کر عباس بن مامون اور فوج کی معیت میں بغداد کا رخ کیا چنانچہ وہ رمضان کے شروع میں ہفتہ کے روز بڑی شان و شوکت سے بغداد میں داخل ہوا۔

اسی سال ہمدان، اصمہان، ماسہدان، مہرجان کے بہت سے باشندے دین خرمی میں داخل ہو گئے ان میں سے ایک جماعت نے چھتہ بندی کر لی۔ معتمد نے ان کی طرف کئی لشکر روانہ کئے سب سے آخر میں اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو ایک عظیم لشکر کے ہمراہ روانہ کیا، اسے پہاڑی علاقوں کا حاکم بنایا، وہ ذیقعدہ میں روانہ ہوا، ترویہ کے دن اس کی فتح کا خط پڑھ کر سنایا گیا اس نے خرمیہ کو مغلوب کر کے ان کے متعدد افراد قتل کر دیئے باقی ماندہ افراد روم بھاگ گئے۔

معتمد ہی کے ہاتھوں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی آزمائش شروع ہوئی اس کے سامنے انہیں کوڑے مارے گئے جیسا کہ ۲۳۱ھ کے ذیل میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آ رہا ہے۔

اسی سال خواص میں وفات پانے والے

بشر المدیسی کے حالات..... بشر بن عیاض بن ابی کریم ابو عبد الرحمن المدیسی المتکلم، معتزلہ کا شیخ مامون کو گمراہ کرنے والوں میں سے ایک تھا۔ ابتداء میں اس نے قاضی ابو یوسف سے فقہ حاصل کی ان سے حدیث روایت کی اس کے بعد ہمہ تن علم کلام میں مشغول ہو گیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کلام سے منع بھی کیا لیکن یہ باز نہیں آیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے انسان کا شرک کے ماسوا تمام گناہوں میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا علم کلام میں مبتلا ہو کر ملاقات سے بہتر ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بغداد آمد کے موقع پر بشر نے ان سے ملاقات کی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ خلق قرآن کے مسئلہ کا موجد بشر ہے اس کے علاوہ بھی دیگر اقوال شیعہ اس سے منقول ہیں۔ یہ مرجی تھا مرجیہ میں سے مر یہ اسی کی طرف منقول ہے یہ کہتا تھا کہ قمر و ثمس کو سجدہ کرنا کفر نہیں بلکہ علامت کفر ہے اس نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ بھی کیا نحو میں کمزور تھا فحش غلطیاں کرتا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ اس کا والد یہودی اور کوفہ میں رنگریز تھا۔ بغداد کے محلہ درب المدیسی کا باشندہ تھا مدیس مؤرخین کے نزدیک ایک نرم روئی کا نام ہے جو گھی اور کھجور میں گوندھ کر بنائی جاتی ہے راوی کا قول ہے کہ مدیس بلا دنوبہ کی چھت میں ہے جس میں موسم سرما میں ٹھنڈی ہوا چلتی ہے عبد اللہ بن یوسف شیمی، ابو بکر عبد الاعلیٰ بن مسهر الغسانی الدمشقی یحییٰ بن عبد اللہ البلبلی نے اسی سال وفات پائی۔

ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب معافری..... زیاد بن عبد اللہ بکائی سے بحوالہ ابن اسحاق مصنف سیرت کے راوی ہیں اسی وجہ سے ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے سیرت ابن ہشام کہا جاتا ہے کیوں کہ انہوں نے ان کی اصلاح کر کے ان میں کمی پیش کی تھی۔ کچھ چیزیں درست کر کے لکھیں کچھ باتوں کی اصلاح کی نحو و لغت کے امام تھے، مصر کے باشندے تھے۔

امام شافعی کی مصر آمد کے موقع پر ان سے ملاقات کی ایک دوسرے کو خوب عربی کے اشعار سنائے۔ اسی سال ۱۲۷ ہجری مصر میں وفات پائی یہ بات ابن یونس نے تاریخ مصر میں بیان کی۔ کھیلی کا قول ہے ۲۱۳ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

واقعات ۲۱۹ھ

اسی سال محمد بن قاسم بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کا طالقان میں ظہور ہوا اس نے آل محمد کی رضا مندی کی طرف دعوت دی بہت سے لوگ اس کے پیروکار بن گئے عبد اللہ بن طاہر کے جرنیلوں نے متعدد بار اس سے جنگ کی پھر وہ اس پر غالب آ گئے اور یہ بھاگ گیا بلا آخر اسے گرفتار کر کے عبد اللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا اس نے معتمم کے پاس بھیج دیا۔ وسط ربیع الاول میں یہ معتمم کے پاس پہنچا اس نے ایک نہایت تنگ جگہ میں (جس کا طول ۲۳ گز تھا) اسے قید کرنے کا حکم دیا۔ تین دن بعد اسے کشادہ جگہ میں منتقل کر دیا گیا اس کا کھانا بھی جاری کر دیا ایک خادم بھی اسے دیدیا وہ مسلسل عید الفطر کی رات تک اسی میں رہا۔ عید الفطر کی رات لوگ عید کی تیاری میں لگ گئے یہ روشندان سے اسی کے ذریعے نکل کر بھاگ گیا پھر گناہ ہو گیا۔

اسی زمانہ میں گیارہ جمادی الاولیٰ کو اسحاق بن ابراہیم خرمیوں سے قتال کر کے اتوار کے روز بغداد واپس پہنچا۔ اس کے ساتھ ان کے قیدی بھی تھے اس نے دشمن کے ایک لاکھ جانبازوں کا قتل کیا۔

سال رواں ہی میں معتمم نے عجیف کو ایک لشکر کے ہمراہ زطوم سے قتال کرنے کے لئے بھیجا جنہوں نے بلاد بصرہ میں فساد برپا کیا ہوا تھا، وہ رہزنی کرتے تھے غلہ جات لوٹتے تھے۔ نو ماہ تک ان سے مسلسل لڑائی جاری رہی بلا آخر وہ مقہور و مغلوب ہوئے ان کے سبزہ زار جلادے گئے اس کے سر غنیمت محمد بن عثمان اور سملق نامی دو فرد تھے جو بڑے چالاک اور شیطان تھے اللہ نے ان کے شرور سے مسلمانوں کو راحت بخشی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ سلیمان بن راؤد ہاشمی صاحب سند اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ عبد اللہ بن زبیر تمیمی، بخاری کے شیخ ابو نعیم فضل بن دکین، علی بن عیاش، ابو بحار الہندی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۰ھ

اسی سال کے یوم عاشوراء میں عجیف کشتیوں کے ذریعے جو خلیفہ سے امان لینے آئے تھے ان کو مشرقی بغداد میں اتارا گیا پھر انہیں شمشہ روم کی طرف بھیج دیا گیا رومیوں نے ان پر حملہ کر کے ان کی تیغ کنی کر دی ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچا یہ ان سے آخری ملاقات تھی۔

اسی زمانہ میں معتمم نے حیدر بن کاؤس افسین کو ایک بہت بڑے لشکر کے ہمراہ ملعون بابک خرمی سے قتال کے لئے تیار کیا اس کی پوزیشن بڑی مستحکم تھی اس کے قلعے میں آذربائیجان وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے۔

اس کا ظہور ۲۰ھ میں ہوا تھا یہ بہت بڑا زندیق اور شیطان تھا۔

افشین روانہ ہو گیا، افسین گھات لگانے قلعے تعمیر کرنے کے فن میں بڑا ماہر تھا۔ معتمم نے بغا کبیر کے ذریعے افسین کی فوج اور اس کے قلعے کے خرچ کے لئے ایک بھاری مانی رقم بھیجی۔ افسین اور بابک کی مدد بھیڑ ہوئی افسین نے بابک کے ایک لاکھ سے زائد افراد قتل کئے، بابک کسور ہو کر اپنے شہر کی طرف بھاگ گیا یہ پہلی شکست تھی جس سے بابک کی حکومت متزلزل ہوئی۔ ان کے درمیان بے شمار معرکے ہوئے ابن جریر نے سب کی تفصیل بیان کی۔

اسی زمانہ میں معتمد نے بغداد سے نکل کر قاتول میں قیام کیا۔
 اسی برس معتمد عظیم مرتبہ کے بعد فضل بن مروان سے ناراض ہو گیا اس کو وزارت سے معزول کر کے اس کا مال چھین کر اسے جیل میں محبوس کر دیا۔ اس کی جگہ محمد بن عبد الملک بن زیات کو وزیر بنایا۔
 اسی سال بھی گزشتہ سال کے امیر حج صالح بن علی بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔ آدم بن ایاس، عبد اللہ بن رجا، عفان بن مسلمہ، مشہور قاری قالون ابو حزمہ ہندی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۱ھ

اسی سال بغا کبیر اور بابک کے درمیان خوفناک معرکے ہوئے بابک نے بغا کبیر کو شکست دے کر اس کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا پھر افشین اور بابک کے درمیان جنگ ہوئی جس میں افشین نے اس کے بہت سے افراد قتل کر دیئے۔
 اسی سال مکہ کے نائب محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔ عاصم بن علی، عبد اللہ بن مسلم، قعنبی، عبدان، ہشام بن عبید اللہ الدازی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۲ھ

اسی سال معتمد نے بابک سے جنگ کے لئے افشین کی مدد کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کیا۔ فوج کے خرچ کے لئے افشین کے پاس تیس کروڑ درہم بھیجے دونوں میں گھمسان کارن پڑا۔
 افشین نے بابک کا شہر البذخ کر کے اسے مباح کر دیا یہ ۲۰ رمضان جمعہ کے روز کا واقعہ ہے، یہ محاصرہ خوفناک معرکوں، شدید جنگوں، پوری کوشش کے بعد ہوا۔ ابن جریر نے اس کو خوب طوالت سے بیان کیا حاصل یہ کہ افشین نے شہر پر قبضہ کر کے بقدر طاقت اس کے مال پر قبضہ کر لیا۔
 بابک کی گرفتاری کا واقعہ..... جب مسلمانوں نے بابک کے شہر پر قبضہ کر لیا جو اس کا دار السلطنت تھا وہ اپنے ساتھیوں بیوی بچوں اور والد سمیت وہاں سے بھاگ گیا پھر وہ مختصری ایک جماعت کے ساتھ الگ ہو گیا راستے میں ان کا کھانا بھی ختم ہو گیا ایک کاشتکار کے پاس سے ان کا گزر ہوا بابک نے اپنے غلام سے کہا یہ سوتا لے جاؤ کاشتکار کو دے کر اس کے بدلہ روٹیاں لے آؤ چنانچہ وہ اس سے روٹیاں لے آیا۔ دور سے کاشتکار کے دوست نے غلام کو روٹیاں لیتے دیکھ کر سمجھا کہ اس نے کاشتکار سے روٹیاں چھینی ہیں۔ وہ غلام کے خلاف مدد حاصل کرنے کے لئے ایک قریبی قلعہ میں خلیفہ کے نائب سہل بن سباط کے پاس چلا گیا۔ وہ خود سوار ہو کر غلام کے پاس آیا اس نے اس واقعہ کی بابت پوچھا غلام نے جواب دیا کہ میں نے سونادے کر اس کے بدلہ اس سے روٹیاں لی ہیں سباط نے پوچھا تو کون ہے؟ اولاً غلام نے چھپانے کی کوشش کی لیکن پھر سباط کے اصرار پر جواب دیا میں بابک کا غلام ہوں۔

سباط نے پوچھا بابک کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ فلاں جگہ بیٹھا ہے اور ناشتے کی تیاری کر رہا ہے۔ سہل بن سباط غلام کے ساتھ چل پڑا جب اس کی بابک پر نظر پڑی تو پیدل چل کر اس کے قریب پہنچا اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کہا اے میرے آقا آپ کا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا بلا دروم کا ارادہ ہے، سباط نے پوچھا بلا دروم میں آپ کس کے پاس جائیں گے؟ جو میرے قلعہ سے بھی زیادہ محفوظ ہے میں آپ کا غلام و خادم ہوں سباط مسلسل بابک سے اسی قسم کی باتیں کرتا رہا حتیٰ کہ اسے دھوکہ دے کر اپنے ساتھ قلعہ میں لے گیا وہاں پر سباط نے اس کا نفقہ جاری کر دیا بہت سے خفے تحائف اس کی خدمت میں پیش کئے۔

اس کے بعد سباط نے افشین کے پاس اطلاعی خط لکھ دیا اس نے اس کی گرفتاری کے لئے دو امیروں کو روانہ کیا جنہوں نے قلعہ کے قریب

پڑاؤ ڈالا انہوں نے سنباط کو خط کے ذریعے اپنی آمد سے مطلع کیا اس نے کہا تم میرا پیغام آنے تک اسی جگہ ٹھہرے رہو پھر ایک روز سنباط نے بابک سے کہا آپ مسلسل قلعہ میں رہنے سے اکتا گئے ہو ہم نے آج شکار پر جانے کا ارادہ کیا ہے ہمارے ساتھ شکاری کتا اور باز بھی ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو سیر و تفریح کے لئے ہمارے ساتھ شکار پر چلیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ ابن سنباط بابک وغیرہ شکار کے لئے نکلے سنباط نے ان دونوں امیروں کو اطلاع دی کہ فلاں دن فلاں جگہ پر پہنچ جاؤ جب بابک وغیرہ اس جگہ پر پہنچے تو وہ دونوں امیر لشکروں کے ساتھ سامنے آ گئے انہوں نے بابک کا محاصرہ کر لیا ابن سنباط بھاگ گیا جب وہ امیر اس کے قریب پہنچے تو انہوں نے بابک کو سواری سے اترنے کا حکم دیا۔

بابک نے ان سے سوال کیا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا ہم افشین کے بندے ہیں بابک اسی وقت سواری سے اتر گیا اس وقت اس کے پاس سفید زرہ، ہاتھ میں باز اس نے چھوٹے موزے پہنے ہوئے تھے، ابن سنباط کی طرف دیکھ کر اس نے کہا تیرا براہوتو نے مجھ سے مال طلب کیوں نہیں کیا میں تجھے ان سے زیادہ مال دیتا پھر وہ سوار ہو کر اسے افشین کے پاس لے گئے جب وہ قریب پہنچے تو افشین نے نکل کر ان کا استقبال کیا دو لوگوں کی دو صفیں بنا دیں بابک کو پیدل چلنے کا حکم دیا افشین خود بھی پیدل چل رہا تھا یہ ایک تاریخی دن تھا، یہ اسی سال ماہ شوال کا واقعہ ہے اس کے بعد افشین نے بابک کو اپنی نگرانی میں جیل میں رکھا معتمد کو اس کی اطلاع کی افشین نے بابک اور اس کے بھائی نے ان دونوں کو محافطوں کی نگرانی میں بغداد بھیج دیا لیکن افشین خود انہیں لے کر نہیں گیا۔ اسی سال گذشتہ امیر حج نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابوالیمان الحکم بن نافع، عمر بن حفص بن عیاش، مسلم بن ابراہیم یحییٰ بن صالح الوحاطی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۳ھ

اسی سال تین صفر جمعرات کے روز افشین بابک اور اس کے بھائی کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے معتمد کے پاس سامرا آیا۔ معتمد نے اپنے لڑکے واثق کو افشین کے استقبال کا حکم دیا۔ معتمد کو بابک کے معاملہ کی بڑی فکر تھی اس لئے کہ ہر روز اس کے پاس اس کی خبریں آتی رہتی تھیں۔ معتمد بابک کی آمد سے دو روز قبل اپنی کچی کے ساتھ سوار ہو کر بابک کے پاس گیا لیکن وہ اسے پہچانتا نہیں تھا معتمد اس کی طرف دیکھ کر واپس آ گیا جب اس کی آمد کا دن آیا تو معتمد نے تیاری کی لوگوں نے دو صفیں بنائیں معتمد نے بابک کو ہاتھی پر سوار ہونے کا حکم دیا تاکہ اس کا معاملہ مشہور ہو اور لوگ اسے پہچان لیں۔ بابک نے ریشم کا جبہ اور سمور کی گول ٹوپی پہنی ہوئی تھی انہوں نے ہاتھی کو تیار کیا اس کے اطراف کورنگ دیا اسے ریشم اور دیگر سامان سے آراستہ کیا، ایک شاعر نے اس پر شعر کہے:

”ہاتھی کو اس کی عادت کے مطابق رنگ دیا گیا اس پر خراسان کا شیطان سوار ہے۔“

جب معتمد کے سامنے اسے کھڑا کیا گیا تو معتمد نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹنے اس کے سر کے ٹکڑے کرنے اس کے پیٹ پھاڑنے کا حکم دیا پھر اس کا سر خراسان بھیج دیا گیا۔ اس کے جبہ کو سامرا میں صلیب دی گئی بابک نے قتل کی رات شراب نوشی کی تھی وہ اس سال ۳ ربيع الثانی جمعرات کی شب تھی اس ملعون نے اپنے دور حکومت میں دو لاکھ پچپن ہزار پانچ سو افراد مسلمانوں کے قتل کئے تھے۔ یہ ابن جریر کا قول ہے علاوہ ازیں اس نے بیشمار افراد گرفتار کئے تھے، افشین نے سات ہزار چھ سو مسلمان قیدی اس سے چھڑوائے تھے اس نے اپنی اولاد سے سترہ آدھ اور اپنی بیویوں اور لڑکوں کی بیویوں سے ۲۳ خواتین گرفتار کی تھیں، بابک دراصل ایک بد شکل باندی سے پیدا ہوا تھا اسے حالات یہاں تک لے آئے جہاں تک وہ آ گیا پھر اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں اور کمینے عوام کو فتنے میں مبتلا کرنے کے بعد اس کے شر سے مسلمانوں کو راحت بخشی۔

بابک کے قتل کے بعد معتمد نے افشین کو تاج پہنایا، جواہر کے دو ہار دیئے علاوہ ازیں بیس کروڑ درہم دیئے اور سندھ کی ولایت اس کے نام لکھ دی معتمد نے افشین کے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے اور بابک کے شہر پر قبضہ کر کے اس کو چٹیل میدان بنانے پر شعراء کو حکم دیا کہ وہ افشین کے پاس جا کر اس کے بارے میں مدحیہ اشعار کہیں۔ چنانچہ شعراء نے ان کے بارے میں بڑے اچھے اشعار کہے۔ ان میں سے ابو تمام طائی بھی ہے ابن جریر نے اس کا پورا قصیدہ نقل کیا یہ بھی اسی کے اشعار ہیں۔

- (۱).....جلاد نے البذ شہر کو شکستہ حال کر دیا اور وہ فن ہو گیا اب اس میں جنگلی جانور مقیم ہیں۔
- (۲).....اس تلوار نے جس معرکہ میں قرار نہیں پکڑا اور استقلال دکھایا اس میں دین کو سر بلندی حاصل ہوئی۔
- (۳).....سرداری کی بکارت کو مشرق کے زرافشیں نے تلوار سے پاش پاش کر دیا۔
- (۴).....اور دوبارہ لومزیوں کو اس کے وسط میں داخل کر دیا، حالانکہ کل وہ شیروں کی آماجگاہ تھی۔
- (۵).....وہاں اس کے باشندوں کی کھوپڑیوں نے موسلا دھار بارش برسائی جس کی نشانی ٹانگیں اور جوڑ ہیں۔
- (۶).....وہ بیابان سے قبل جانوں سے تنگ شہر تھا اور اب وہ چشموں والا ہو گیا ہے۔

اسی سال ۲۳۳ھ رومی بادشاہ توفیل بن میخائل نے اہل ملیطہ اور اس کے مضافات کے باشندوں کو ایک عظیم جنگ میں الجھا کر بہت سے مسلمان قتل کر دیئے، بیشار گرفتار کر لئے، گرفتار شدگان میں ایک ہزار صرف خواتین تھیں رومیوں نے گرفتار شدگان کے ناک، کان کاٹ دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی بھردی کیوں کہ جب بابک کا گھراؤ کیا گیا مسلمان افواج اس کے گرد جمع ہو گئی تو اس نے شاہ روم کو خط لکھا کہ ملک عرب کی عوامی فوج یہاں آگئی ہے وہاں ان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں اگر تو غنیمت سمجھے تو جلدی سے ان شہروں پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لے وہاں تجھ سے مزاحمت کرنے والا کوئی نہیں۔

چنانچہ توفیل ایک لاکھ افراد کے ہمراہ روانہ ہو گیا اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے جن لوگوں سے مقابلہ کیا تھا وہ اس سے شکست کھا کر پہاڑوں میں چلے گئے تھے وہ بھی اسی کے ساتھ مل گئے۔ ملیطہ پہنچ کر انہوں نے بیشار مسلمانوں کو قتل کر دیا عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ جب معتمد کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوا اس نے اسی وقت فوجیوں کو تیاری کا حکم دیا قاضی اور گواہوں کو بلا کر انہیں گواہ بنایا کہ میری تمام جاگیروں کا ثلث صدقہ، ثلث اولاد کے لئے، ثلث موالی کے لئے بغداد سے نکل کر دجلہ کی غربی جانب پڑاؤ کیا اپنے آگے عجیف کو بھیجا وہ جلدی جلدی وہاں پہنچے تو شاہ روم اپنی کاروائی مکمل کر کے واپس جا چکا تھا انہوں نے واپس آ کر اسے اطلاع دی معتمد نے پوچھا ان کا کونسا شہر سب سے زیادہ مضبوط ہے؟ انہوں نے کہا عموریہ، کیونکہ زمانہ اسلام میں آج تک کسی نے اس پر حملہ نہیں کیا اور یہ شہر رومیوں کے نزدیک قسطنطنیہ سے بھی زیادہ معتمد ہے۔

معتمد کے ہاتھوں عموریہ شہر کی فتح..... جب معتمد بابک کے قتل اور اس کے شہر پر قبضہ سے فارغ ہو گیا تو اس نے فوجیوں کو اپنے سامنے بلا کر اس طریقہ پر تیار کیا کہ اس سے قبل کسی خلیفہ نے نہیں کیا اس نے اپنے ساتھ آلات جنگ، بوجھ، اونٹ، مشکیزہ، جانور، مٹی کا تیل، گھوڑے اور خنجر اس طریقہ پر لئے کہ اس سے قبل کبھی دیکھے نہیں گئے پھر وہ ایک عظیم لشکر کے ہمراہ عموریہ کی طرف روانہ ہوا اس نے افشین حیدر بن کاوس کو سروج کی طرف روانہ کیا، بے مثال طریقہ سے لشکر مرتب کیا اس نے اپنے آگے ماہرین جنگ بھیجے وہ چلتے چلتے دریائے للسی تک پہنچ گیا جو طرطوس کے قریب ہے۔ یہ اسی سال رجب کا واقعہ ہے۔

شاہ روم بھی لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا دونوں لشکروں میں صرف چار فرسخ کا فاصلہ رہ گیا افشین بلا دروم میں دوسری طرف سے داخل ہوا وہ بھی شاہ روم کے پیچھے پیچھے آ گیا وہ اس بات سے خوف زدہ ہو گیا کہ اگر اس نے خلیفہ کا مقابلہ کیا تو پیچھے سے افشین اسے گھیر لے گا اور وہ دونوں مل کر اسے ہلاک کر دیں گے اگر ایک کو چھوڑ کر دوسرے کے پیچھے جاتا ہے تو وہ اس کے پیچھے سے اس پر حملہ کر دے گا پھر افشین اس کے قریب پہنچ گیا۔ شاہ روم ایک چھوٹے سے دستے کے ہمراہ بقیہ افواج پر اپنے کسی قریبی رشتہ دار کو نائب بنا کر افشین کے مقابلہ میں نکلا۔ چنانچہ ۲۵ شعبان کو دونوں کی ٹڈ بھڑ ہوئی، افشین ثابت قدم رہا کافی رومی باشندے قتل کر دیئے کچھ زخمی کر دیئے افشین شاہ روم پر مغلوب ہو گیا اسے اطلاع ملی کہ اس کی فوج اس کا قریبی رشتہ دار بھاگ گیا اس نے واپسی میں جلدی کی وہاں آ کر دیکھا کہ سارا نظام درہم برہم ہو گیا وہ اپنے قریبی رشتہ دار سے ناراض ہو گیا پھر اس نے اسے قتل کر دیا۔

یہ سب خبریں معتمد کو پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا اسی وقت سوار ہو کر انقرہ آ گیا افشین نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہیں اس سے ملاقات کی فوج نے وہاں پر موجود غذا سے تقویت حاصل کی اس کے بعد معتمد نے اپنا لشکر تین حصوں میں تقسیم کیا، میمنہ پر افشین کو، میسرہ پر اشناس کو امیر بنایا، معتمد

خود قلب کا امیر بنا۔ دونوں لشکروں کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا معتمد نے دونوں کو اپنے اپنے لشکروں کا میمنہ، میسرہ، قلب، مقدمہ، ساقہ ترتیب دینے کا حکم دیا، نیز یہ بھی کہ جس بستی پر بھی ان کا گزر ہوا اسے ویران کر دیں، باشندوں کو قیدی بنالیا ان کے اموال پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ان سب کو لے کر معتمد عموریہ کی طرف روانہ ہوا۔ انقرہ اور عموریہ میں سات روز کا فاصلہ تھا۔

سب سے پہلے پانچ رمضان جمعرات کے روز بوقت چاشت میسرہ کا امیر عموریہ پہنچا اس نے اس کا چکر لگایا اس سے دو میل دور پڑاؤ کیا، پھر اس کے بعد جمعہ کے روز معتمد پہنچا وہ اس کا چکر لگا کر اس کے قریب ہی اتر ا۔ عموریہ کے باشندوں نے سخت قلعہ بندی کر لی اس کے برجوں کو جوانوں اور ہتھیاروں سے بھر دیا یہ بڑی فصیلوں اور بلند برجوں والا نہایت مضبوط شہر تھا۔

معتمد نے برجوں کو امراء پر تقسیم کر دیا ہر امیر اپنے تقسیم شدہ برج کے سامنے آ گیا معتمد اس جگہ کے سامنے اتر ا جہاں اس کی رہنمائی کی گئی تھی۔ ایک مسلمان شخص نصرانی بن کر ان کے پاس چلا گیا تھا وہیں اس نے شادی کی جب اس نے امیر المؤمنین اور مسلمانوں کو دیکھا تو وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو کر خلیفہ کے پاس آ گیا اس نے سلام کر کے معتمد کو تفصیل کی وہ جگہ بتائی جو سیلاب سے گر گئی تھی پھر وہاں بنیاد کے بغیر ایک کمزور عمارت بنا دی گئی تھی، معتمد نے عموریہ کے ارد گرد منجیقوں کو نصب کیا سب سے پہلے وہ جگہ سامنے آئی جس کی طرف مسلمانوں نے نشان دہی کی تھی۔ اہل شہر نے اسے فوراً مضبوط لکڑیوں سے بند کر دیا۔

معتمد خلیفہ نے توپوں سے اس پر سنگ باری کی انہوں نے پتھروں کی تیزی کو روکنے کے لئے اس پر عرق گیر پھینکا لیکن اس کوئی فائدہ نہیں ہوا بالآخر اس جگہ سے فصیل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ شہر کے نائب نے شاہ روم کو اس بارے میں اطلاعی خط لکھ کر دو غلاموں کے ذریعے اس کے پاس روانہ کیا۔

جب وہ غلام مسلمانوں کے لشکر کے پاس سے گزرے تو مسلمانوں کو اس پر شک ہو گیا مسلمانوں نے ان سے سوال کیا تم کون ہو؟ انہوں نے ایک مسلم امیر کا نام لے کر کہا ہمارا تعلق اس سے ہے مسلمان انہیں معتمد کے پاس لے گئے اس نے ان سے باز پرس کی۔ اچانک ان سے شاہ روم کے نام عموریہ کے نائب کو لکھا ہوا خط برآمد ہوا جس میں عمور کے نائب نے شاہ روم کو اپنی تکلیف سے آگاہ کیا اور یہ بھی لکھا کہ ہم اچانک کسی بھی وقت نکل کر مسلمانوں پر حملہ کریں گے۔ اس کے بعد معتمد نے انہیں خلعت دی مزید دونوں کو ایک ایک تھیلی بھی دی وہ دونوں اسی وقت حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے خلیفہ نے ان کو شہر کا چکر لگوانے اور ان دونوں پر خلعت کا حکم دیا نیز یہ بھی کہ ان دونوں کو منطس کے قلعہ کے نیچے کھڑا کر کے ان پر دراہم نچھاور کئے جائیں ان دونوں کے پاس وہ خط بھی تھا جو عموریہ کے نائب شاہ روم کو لکھا تھا رومی انہیں لعن طعن اور گالیاں دیتے رہے۔

پھر معتمد نے اچانک رومیوں کے خروج سے بچنے کے لئے از سر نو محافظوں اور نگرانوں کا تبادلہ کیا رومی اس سے گھبرا گئے مسلمانوں نے محاصرہ تنگ کر دیا۔ معتمد نے تحقیقیں قلعہ شکن توپیں اور دیگر آلات حرب میں اضافہ کر دیا جب معتمد نے خندق کی گہرائی اور فصیل کی بلندی کو دیکھا تو اس نے فصیل کی مقاومت میں منجیقوں سے کام لیا۔ اس نے راستہ سے بہت سی بکریاں لے کر سب کو ایک ایک بکری دے کر کہا ہر ایک اس کو کھا کر اس کی کھال میں مٹی بھر کر لے آئے۔ اور اسے خندق میں ڈال دے، چنانچہ سب نے یوں ہی کیا جس کی وجہ سے خندق بکثرت زمین کے ہموار ہو گئی حتیٰ کہ چلنے کیلئے ایک ہموار راستہ بن گیا پھر اس نے ایک راستہ پر آلات حرب نصب کرنے کا حکم دیا اسی اثناء میں کہ لوگ مردوم پل کے پاس تھے اچانک اس عیب دار جگہ میں تینتیس گر پڑیں جس سے خوفناک دھماکہ ہوا جنہوں نے اسے دیکھا نہیں تھا انہوں نے سمجھا کہ رومیوں نے مسلمان پر خروج کر دیا پھر معتمد نے ایک منادی کے ذریعہ اعلان کرایا یہ اس عیب دار جگہ پر تینتیس گرنے کی وجہ سے ہوا جس سے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی لیکن وہ شگاف گھوڑوں اور نو جوانوں کے داخل ہونے کے لئے ناکافی تھا محاصرہ خوب مضبوط ہو گیا رومیوں نے ہر برج پر ایک محافظ مقرر کیا ہوا تھا اس عیب دار جگہ کا امیر محاصرہ کی تکلیف کے مقابلہ سے عاجز آ گیا اس نے رومیوں سے مدد طلب کی سب نے کہا ہم اپنی متعینہ جگہ سے آگے پیچھے نہیں ہوں گے، وہ ان سے ناامید ہو کر معتمد کے پاس آ گیا معتمد نے مسلمانوں کو جانبازوں سے خالی شدہ جگہ سے شہر عموریہ میں داخل ہونے کا حکم دیا چنانچہ مسلمان سوار ہو کر اس کی طرف چلے روی ان کی طرف اشارے کر رہے تھے لیکن وہ ان کے روکنے پر قادر نہیں تھے مسلمان ان کی طرف توجہ کئے بغیر آگے بڑھتے رہے، پھر ان پر حملہ کرتے ہوئے مسلمان اس میں جبراً داخل ہو گئے اس کے بعد دیگر مسلمان یکے بعد دیگرے التدا کبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے داخل ہو

گئے رومی اپنے ٹھکانے چھوڑ گئے مسلمان انہیں جہاں کہیں پاتے قتل کر دیتے اس طرح مسلمانوں نے انہیں ایک کنیہ میں جمع کیا پھر اسے بھی فتح کر کے اس میں موجود لوگوں کو قتل کر دیا اس کنیہ کو بھی جلادیا ایک جگہ کے علاوہ کوئی محفوظ جگہ ان کے لئے باقی نہیں رہی جس میں اس کے نائب مناطس نے پناہ لی ہوئی تھی۔

معتصم گھوڑے پر سوار ہو کر مناطس کے قلعہ کے سامنے کھڑا ہو گیا ندادینے والے نے ندادی (اے مناطس تیرے سامنے امیر المؤمنین کھڑے ہیں) جواب میں دوبارہ کہا گیا یہاں پر مناطس نہیں ہے معتصم غصے میں پشت پھیر کر جانے لگا تنے میں آواز آئی مناطس میں ہوں اس کی آواز سن کر خلیفہ واپس آ گیا سیڑھیوں کے ذریعے اچھی اوپر گیا اس نے اس کو کہا تو ہلاک ہو جائے امیر کا حکم تسلیم کر لے، وہ رکا پھر تلوار لٹکا کر آ گیا تلوار اس کی گردن میں لٹکادی گئی پھر اسے خلیفہ کے سامنے لایا گیا اس نے اس کے سر پر کوڑے مارے پھر اسے ذلت کے ساتھ خلیفہ کے خیمہ تک پیدل چلنے کا حکم دیا، وہاں اسے باندھ دیا گیا مسلمانوں نے عموریہ سے بیشمار مال غنیمت حاصل کیا۔ جتنا سامان اٹھا سکتے تھے اٹھا لیا بقیہ کے بارے میں معتصم نے جلانے کا حکم دیا اسی طرح دشمن کی محققین، قلعہ شکن آلات دیگر آلات حرب جلانے کا حکم دیا تا کہ بعد میں دشمن اس کے ذریعے قوت حاصل نہ کرے پھر اسی سال شوال کے آخر میں معتصم طرطوس واپس آ گیا عموریہ میں ۲۵ یوم اس کا قیام رہا۔

عباس بن مامون کا قتل..... عباس اپنے چچا معتصم کے ساتھ غزوہ عموریہ میں شریک تھا وہ طرطوس میں اپنے والد کی وفات کے بعد خلافت حاصل نہیں کر سکا عجیف بن عنبرہ نے اسے اس بات اور معتصم کی بیعت کرنے پر شرمندہ کیا، وہ مسلسل اس کے کان بھرتا رہا حتیٰ کہ عباس نے معتصم کی خلافت ختم کرنے کے امراء سے اپنی بیعت لینے پر اس کی بات مان لی۔ اس نے اس کام کے لئے عباس کے ایک دوست حارث سمرقندی کو تیار کیا اس نے خفیہ طور پر امراء سے عباس کی بیعت لی اور ان سے عہد و پیمان لیا ان کے سامنے یہ پیش کیا کہ یہ ہی اپنے چچا کا قاتل ہے جب معتصم وغیرہ درب الروم میں پہنچے اس وقت ان کا ارادہ انقرہ پھر وہاں سے عموریہ کا تھا عجیف نے عباس کو اس تنگ مقام پر معتصم کو قتل کر کے لوگوں سے اپنی بیعت لے کر بغداد جانے کا اشارہ کیا عباس نے جواب میں کہا معتصم کو قتل کر کے اس غزوہ کو معطل کرنا مجھے پسند نہیں جب انہوں نے عموریہ فتح کر لیا اور لوگ مال غنیمت میں مشغول ہو گئے۔ عجیف نے اسے معتصم کے قتل کا اشارہ کیا عباس نے عجیف سے اس تنگ جگہ پر معتصم کو قتل کرنے کے وعدہ کر لیا۔

جب وہ وہاں سے واپس ہوئے تو معتصم بھی اس کی بات سمجھ گیا اس نے محافظوں اور نگرانوں کو چوکس کر دیا اور خود بھی احتیاط کی اور پختہ عزم کر لیا اس نے حارث سمرقندی کو بلا کر تحقیق کی اس نے ساری بات بتادی۔ معتصم نے اس سے بہت سے باتیں پوچھیں اس نے اپنے بھتیجے عباس کو بلا کر بیڑیاں ڈال دیں، اس سے ناراض ہو گیا اس کی اہانت کی پھر اس سے بظاہر راضی ہو کر اسے رہا کر دیا۔ جب رات ہوئی تو معتصم نے عباس کو شراب نوشی کی مجلس میں بلایا اس سے تنہائی میں ملاقات کی حتیٰ کہ اسے شراب پلا دی۔ اس نے اس کے تیار کردہ منصوبہ کے بارے میں پوچھا اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا وہ ہوبہ ہوا سی طرح تھا جس طرح حارث نے بیان کیا۔

صبح ہونے کے بعد معتصم نے حارث کو بلا کر تنہائی میں اسے دوبارہ سوال کیا تو اس نے پہلے کی طرح بیان کر دیا۔ اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے اس کام میں تو میں تجھ سے زیادہ جلدی کرنے والا تھا لیکن تیرے صدق کی وجہ سے میں یہ کام نہیں کر رہا۔ اس کے بعد معتصم نے اپنے بھتیجے عباس کو گرفتار کر کے افشین کے حوالہ کر دیا۔

عجیف اور دیگر امراء کی حفاظت کا حکم دیا پھر اس نے مختلف مزاہیں ان کے لئے تجویز کر کے ان پر جاری کیں نیز ہر ایک کو دوسرے سے مختلف طریقہ سے قتل کیا عباس بن مامون کا بیج میں انتقال ہو گیا اسے وہیں دفن کر دیا گیا کیوں کہ اس نے سخت بھوک کی وجہ سے کھانا بہت کھایا پانی طلب کرنے کے باوجود بھی نہیں دیا گیا حتیٰ کہ اس کی وفات ہو گئی معتصم نے منابر پر اس پر لعنت کرنے کا حکم دیا اس کا نام لعین رکھا مامون کی اولاد میں سے بھی ایک جماعت قتل کر دی۔ اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

بابک خرمی، خلاد بن خراش، عبد اللہ بن صالح، محمد بن سنان اور موسیٰ بن اسماعیل نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۲ھ

اسی سال آمل طبرستان میں مازیار بن قارن بن یزداہر مزکاظہور ہوا کیوں کہ وہ خراسان کے نائب عبداللہ بن طاہر کو خراج دینے پر راضی نہیں تھا بلکہ وہ براہ راست خلیفہ کو دینا چاہتا تھا چنانچہ بعض شہروں کی طرف جانے والے بار برداروں کے ذریعے اس نے خراج خلیفہ کو بھیجا تا کہ خلیفہ اس پر قبضہ کر کے اس میں سے کچھ ابن طاہر کو دیدے۔ چلتے چلتے نوبت بایں جا رسید کہ اس نے بغاوت کردی۔ علی الاعلان معتصم کی مخالفت شروع کردی نیز یہی مازیار بابک سے مراسلت کرتا تھا وہ اسے نصرت کے وعدے دیتا تھا۔

بعض کا قول ہے کہ اس نے افشین کی بھی مدد کی تھی تا کہ عبداللہ بن طاہر اس کے مقابلہ سے عاجز آ جائے پھر معتصم اسے اس کی جگہ بلاد خراسان کا والی بنادے۔ معتصم نے اس کی طرف اسحاق بن ابراہیم کے بھائی محمد بن ابراہیم بن مصعب کو ایک بڑے لشکر کے ہمراہ روانہ کیا ان کے درمیان بیشمار معرکے ہوئے جن کی تفصیل ابن جریر نے بیان کی ہے۔ بلا آخر مازیار کو گرفتار کر کے ابن طاہر کے پاس لایا گیا ابن طاہر نے افشین کے خطوط کا اس سے پوچھا تو اس نے اقرار کر لیا اس نے اسے ان اموال کے ساتھ جو اس نے معتصم کے لئے محفوظ کئے ہوئے تھے معتصم کے پاس بھیج دیئے۔ جب خلیفہ کے سامنے اسے لایا گیا تو خلیفہ نے اس سے افشین کے خطوط کے بارے میں پوچھا اس نے انکار کر دیا پھر اس کے حکم سے اسے گوزے مارے گئے حتیٰ کہ وہ مر گیا، بغداد کے پل کے اوپر بابک خرمی کے سامنے اسے سولی دی گئی۔ اس کے قبیعین اور خاص خاص لوگوں کو بھی قتل کر دیا۔

اسی زمانہ میں جن میں افشین نے اترجہ بنت اشناس سے شادی کی اور وہ سامرا میں اسے معتصم کے محل میں لایا وہاں شاندار دعوت ولیمہ تھی جس کا منتظم خود معتصم تھا حتیٰ کہ ان کی ڈاڑھیوں پر عالیہ خوشبو لگائی گئی۔

سال رواں ہی میں ارض آذربائجان میں افشین کے قریبی رشتہ دار منکبجہ راشروسی نے بغاوت کردی کیوں کہ افشین بابک کو قتل کرنے کے بعد شہروں میں بابک کے جمع کئے ہوئے بہت سے اموال حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اس نے ان اموال کو معتصم سے چھپا کر اپنے پاس رکھ لیا البتہ ایک شخص عبداللہ بن عبد الرحمن کو اس کا علم تھا اس نے خلیفہ کے پاس اس کی بابت خط لکھا منکبجہ نے اس کی تکذیب کا خط لکھا اس نے عبداللہ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اہل اردبیل کے ذریعے وہ اس سے بچ گیا۔ جب خلیفہ پر منکبجہ کا کذب واضح ہو گیا تو اس نے اس کی طرف بغا کبیر کو بھیجا اس نے اس سے جنگ کی اور امان کے بہانے اسے پکڑ کر خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔

اسی برس عموریہ کے نائب مناطس رومی کا انتقال ہوا کیوں کہ معتصم نے اسے قیدی بنا کر سامرا میں باندھ دیا تھا حتیٰ کہ اسی سال اس کی وفات ہو گئی۔

اسی سال معتصم کے چچا ابراہیم بن مہدی بن منصور کی وفات ہوئی جو ابن شکلہ سے مشہور تھا، یہ سیاہ فام فربہ، فصیح اور فاضل تھا ابن ماکولا کا قول ہے کہ سیاہ فام ہونے کی وجہ سے اسے صینی کہا جاتا تھا ابن عساکر نے اس کے بھرپور حالات بیان کئے اس کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ دو سال تک اس نے اپنے بھائی کی طرف سے دمشق میں امارت کے فرائض انجام دیئے پھر اس نے اسے معزول کر دیا پھر رشید نے اسے دوبارہ دمشق کا امیر بنا دیا۔ چار سال تک یہ وزیر رہا ابن عساکر نے اس کی عدالت اور شجاعت کے حالات بیان کئے۔ نیز اس نے ۱۸۴ھ میں لوگوں کو حج کرایا، پھر واپس دمشق آ گیا۔ ۲۰۲ھ میں مامون کی خلافت کے شروع میں بغداد کے نائب حسن بن سہل نے ابراہیم سے قتال کیا ابراہیم نے اسے شکست دیدی پھر حمید الطوسی نے اس کا مقابلہ کیا تو ابراہیم شکست کھا گیا۔

ابراہیم مامون کی بغداد آمد کے موقعہ پر روپوش ہو گیا پھر مامون نے اس پر غلبہ پا کر اسے معاف کر دیا اس کی مدت خلافت ایک سال گیارہ ماہ بارہ یوم تھی اس کے ظہور کی ابتداء ۲۰۳ھ ذی الحجہ کے آخر میں ہوئی چھ سال چار ماہ دس یوم ابراہیم روپوش رہا۔

خطیب کا قول ہے کہ ابراہیم بن مہدی بیشمار خوبیوں والا شائستہ، وسیع النظر، نجی ہاتھ تھا۔ گانے کے فن میں بہت ماہر تھا ایک بار ابراہیم بغداد میں اپنے دور خلافت میں مالی اعتبار سے کمزور ہو گیا۔ بدوں نے بالاصرار اسے عطیات کی پیش کش کی لیکن اس نے قبول کرنے میں نال منول کی، پھر

اس کے ایلچی نے لوگوں کو بتایا کہ ابراہیم کے پاس آج مال بالکل ختم ہو گیا، بعض نے کہا ابراہیم دونوں جانبوں میں آ کر تین تین گیت سنائے، اس پر مامون کے شاعر وکیل نے ابراہیم کے بارے میں چند اشعار کہے:

- (۱)..... اے عربو! غلطی مت کرو اپنے عطیات لے لو، ناراض مت ہو۔
- (۲)..... عنقریب وہ تم کو غم کی آواز دے گا جو تھیلی میں داخل نہیں ہوتی نہ پڑاؤ ڈالتی ہے۔
- (۳)..... اور تار کول سے لپ کی ہوئی اونٹنیاں تمہارے جرنیلوں کے لئے ہیں اور اس پر کوئی رشک نہیں کرتا۔
- (۴)..... خلیفہ اسی طرح اپنے اصحاب کو رسد دیتا ہے اور اس کا مصحف بربط ہے۔

اس نے طویل روپوشی کے بعد اپنے بھائی کو لکھا کہ بدلہ لینے کا ذمہ دار قصاص میں مضبوط ہے معاف کرنا اقرب الی التقویٰ ہے۔ اللہ نے خلیفہ کو ہر معاف کرنے والے سے بلند کیا جیسا کہ اس نے ہر نسب والے کو اس سے پشت کیا۔ اگر معاف کر دے تو آپ کا فضل ہے اگر سزا دیں تو آپ کو اس کا حق ہے۔ مامون نے اس کا جواب دیا کہ قدرت غصہ کو ختم کرنے والی ہے، انابت کے لئے ندامت کافی ہے اللہ کا عفو ہر شے سے بالاتر ہے مامون کے سامنے آنے کے وقت ابراہیم نے کہا۔

- (۱)..... اگر میں گناہ گار ہوں تو میں نے اپنے نصیب میں خطا کی، زجر و توبیخ کی کثرت چھوڑ دے۔
- (۲)..... اسی طرح کہ جس طرح یوسف نے بنی یعقوب کے آنے کے وقت کہا تھا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں مامون نے جواب دیا آج تک پر کوئی سرزنش نہیں۔

خطیب نے بیان کیا کہ ابراہیم جب مامون کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کے جرائم پر اسے زجر و توبیخ کی ابراہیم نے کہا اے امیر المومنین میں اپنے والد کے ساتھ موجود تھا جو آپ کا دادا تھا ان کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے مجھ سے بڑا جرم کیا تھا میرے والد نے اس کے قتل کا حکم دیا اسی اثناء میں مبارک بن فضالہ نے کہا اے امیر اگر آپ اس کے قتل کو موخر کریں تو میں آپ کو ایک حدیث سناؤں مامون نے کہا سناؤ اس نے کہا مجھ سے حسن بصری نے بحوالہ عمران بن حصین آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت کے روز عرش کے نیچے سے ایک ندا دینے والا ندا دے گا خلفاء میں سے لوگوں کو معاف کرنے والے احسن جزاء کی طرف آ جائیں یہ آواز سن کر لوگوں کو معاف کرنے والے کھڑے ہو جائیں گے۔ مامون نے کہا اس حدیث کو قبول کرتے ہوئے میں اپنے چچا کو معاف کرتا ہوں قبل ازیں ہم نے ۲۰۴ھ میں اس کی کافی و شافی وضاحت کر دی۔ ابراہیم بن مہدی کے اشعار بہت عمدہ ہیں۔ ابراہیم کی پیدائش ۱۶۲ھ ماہ ذیقعدہ کے شروع میں ہوئی اسی سال کے ساتویں روز جمعہ کے دن ۶۲ سال کی عمر پر ابراہیم نے وفات پائی۔

سعید بن ابی مریم مصری، سلیمان بن حرب، ابو عمر مقعد، علی بن محمد المدائنی الاخباری، بخاری کے شیخ عمرو بن مرزوق (جس نے ایک ہزار خواتین سے شادی کی) نے بھی اسی سال وفات پائی۔

ابو عبید القاسم بن سلام البغدادی کے حالات..... لغت، فقہ، حدیث، قرآن، اخبار اور تاریخ کے امام تھے ان کی متعدد مشہور تصانیف ہیں جو متداول بین الناس ہیں۔ حتیٰ کہ کہا گیا کہ امام احمد نے غرائب حدیث پر اپنے ہاتھ سے کتاب لکھی جسے پڑھ کر عبد اللہ بن طاہر نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ماہانہ پانچ سو درہم وظیفہ مقرر کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کی اولاد کو وہ وظیفہ ملتا رہا۔

ابن ندکان نے ذکر کیا ہے کہ ابن طاہر نے امام احمد کی اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس کتاب کی تصنیف پر ابھارنے والی عقل کے مالک کے لئے مناسب نہیں کہ ہم ان کو طلب معاش کا محتاج بنائیں اس کے بعد ابن طاہر نے امام احمد کا ماہانہ دس ہزار وظیفہ مقرر کیا۔ محمد بن وھب مسعودی کا قول ہے کہ میں نے ابو عبید کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اس کتاب کو چالیس سال تک تصنیف کیا۔

بلال بن مطلق الدقی کا قول ہے اللہ نے چار افراد کے ذریعے مسلمانوں پر احسان فرمایا:

- (۱)..... فقہ و حدیث میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے۔

(۲)..... آزمائش میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے۔

(۳)..... جھوٹ کی نفی میں یحییٰ بن معین کے ذریعے۔

(۴)..... غریب حدیث کی تفسیر میں ابو عبیدہ کے ذریعے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو لوگ ہلاکت میں پڑ جاتے۔

ابن خلکان نے بیان کیا کہ ابو عبیدہ ۱۸ سال تک طرطوس کے قاضی رہے اور آپ بہت بڑے عابد تھے غریب ابو عبیدہ نے ابو زید انصاری، اصمعی، ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ، ابن الاعرابی، فراء، کسائی وغیرہ سے روایت کی اسحاق بن راہو کا یہ قول ہے کہ ہم ابو عبیدہ کے محتاج ہیں نہ کہ ابو عبیدہ ہمارے۔ ابو عبیدہ بغداد آئے لوگوں نے ان سے احادیث اور ان کی تصانیف سے سماع کیا ابراہیم حربی کا قول ہے کہ ابو عبیدہ ایک پہاڑ تھے جس میں روح پھونک دی گئی آپ ہر شے کو عمدہ طریقہ سے کرتے تھے احمد بن کامل قاضی کا قول ہے ابو عبیدہ فاضل، دیندار عالم ربانی اہل ایمان، اہل اسلام اہل اتقان کے مختلف علوم میں پختہ کار تھے۔ یعنی قرآن، فقہ، عربیت، احادیث حسن الروایت میں صحیح النقل ہیں۔ میں نے کسی کو ان کے علم اور کتب پر اعتراض کرتے نہیں دیکھا۔ ابو عبیدہ کی کتاب الاموال کتاب الفہائل، القرآن ومعانیہ ان کے علاوہ بھی ابو عبیدہ کی دیگر نفع بخش کتب ہیں۔

امام بخاری کے قول کے مطابق اسی سال۔ بعض کے قول کے مطابق گزشتہ سال مکہ یا مدینہ میں ۶۷ یا ۷۰ سال سے تجاوز عمر پا کر ابو عبیدہ نے وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

محمد بن عثمان ابوالجہر الدمشقی الکفر توفی محمد ابن الفضل ابوالنعمان السدوی بہ ملقب عارم شیخ البخاری، محمد بن عیسیٰ بن طہار، یزید بن عبد ربہ الجرجسی الحمصی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۵ھ

اسی سال منکب مطیع بن کر بگائیر کے ساتھ بغداد آیا اسی سال معتمد نے جعفر بن دینار کو یمن سے نیابت پر ناراضگی کی وجہ سے معزول کر دیا ایتاخ کو اس کی جگہ حاکم بنایا۔

اسی زمانہ میں عبداللہ بن طاہر نے مازیار کو پالان والے گدھے پر سوار کر کے بغداد بھیجا معتمد نے اسے اپنے سامنے ساڑھے چار سو کوڑے لگوائے پھر اسے پانی پلایا اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا، بابک کی جانب اسے سولی دی گئی مار کے دوران اس نے اقرار کیا کہ افسین اس سے خط و کتابت کرتا تھا اور اسے اطاعت سے دستبرداری کو اچھا کر کے دکھاتا تھا جس کی وجہ سے معتمد نے ناراض ہو کر افسین کی قید کا حکم دیا اس کے لئے دار الخلافہ میں روشن دان کی طرح ایک مکان بنوایا جس میں صرف وہ سا سکتا تھا اس نے یہ کام اس وقت کیا جب اسے یہ یقین ہو گیا کہ وہ اس کی مخالفت کرنا چاہتا ہے اور اس کے خلاف بغاوت کرنا چاہتا ہے اور اس نے مسلمانوں کے خلاف کمک طلب کرنے کے لئے بلاد خزر جانے کا ارادہ کیا ہے خلیفہ نے ان سب باتوں سے قبل ہی اسے گرفتار کر لیا۔ معتمد نے اپنے قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی، وزیر بن عبدالملک بن الزیارت اپنے نائب اسحاق بن ابراہیم پر مشتمل مجلس منعقد کی۔ اس نے اس مجلس میں افسین پر کچھ الزامات لگائے جو اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ افسین اپنے اجداد کے ایرانی دین پر قائم ہے۔

(۱)..... یہ کہ افسین غیر مختون ہے، افسین نے اس کی تکلیف کے خوف کا عذر کیا جو وزیر لوگوں کے درمیان اس سے بات کر رہا تھا، اس نے اس سے کہا تو جنگوں میں نیزہ زنی کرتا ہے تو اس کی تکلیف سے نہیں ڈرتا اور تو بدن کے اوپر حشفہ کی کھال کے قطع کرنے سے ڈرتا ہے۔

(۲)..... یہ کہ ایک امام اور مؤذن نے بت خانہ توڑ کر مسجد بنوائی اس نے ان کو سو کوڑے لگوائے۔

(۳)..... اس کے پاس کتاب کلیدہ ومنہ مصور صورت میں ہے اس نے اسے جواہرات اور سونے سے پہلے آراستہ کیا ہوا ہے۔ افسین نے عذر

کیا اسے یہ کتاب اپنے آباء سے وراثت میں ملی ہے۔

(۴)..... یہ کہ اعاجم اس سے خط و کتاب ان القاب سے کرتے تھے تو غلاموں میں سے ایک ہے اور ان سے یہ بات کا اقرار کرواتا

ہے۔ افشین نے کہا میں نے اس پر جرأت اس وجہ سے کی کہ یہ میرے آباء واجداد سے اسی طرح خط و کتابت کیا کرتے تھے اور مجھے اس کے ترک سے اپنی ذلت کا اندیشہ ہے۔

وزیر نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے فرعون کے لئے کیا باقی رہنے دیا۔ جس نے انار بکم الاعلیٰ کا دعویٰ کیا تھا۔

(۵)..... افشین کی مازیار سے بھی خط و کتابت تھی جس کے ذریعے مازیار افشین کو خلیفہ کی بغاوت پر اکساتا تھا۔

(۶)..... افشین قدیم دین مجوسی کی مدد تک تنگ ہے وہ اس کے تمام ادیان پر غلبہ کا خواہاں ہے۔

(۷)..... افشین گلہ گھونٹی ہوئی بکری کے گوشت کو مذبوہ بکری کے گوشت پر ترجیح دیتا ہے۔

(۸)..... افشین ہر بدھ کو سیاہ بکری منگوا کر تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر کے اس کے درمیان چلتا ہے پھر اسے کھا لیتا ہے۔ اس کے بعد معصم

نے اسے ذلیل کر کے بغا کبیر کو اس کے قید کرنے کا حکم دیا افشین نے کہا مجھے تم سے اسی بات کی توقع تھی۔ اسی سال عبداللہ بن طاہر حسن بن افشین کو اس کی اہلیہ سمیت سامرا لے گیا اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔ اصغ بن فرج، سعدویہ، محمد بن سلام البیکندی شیخ البخاری ابو عمرو جری، فیاضوں میں سے ابودلف عجل اسکی نے اسے سال وفات پائی۔

سعید بن مسعدہ کے حالات..... ابوالحسن الخفش الاوسط البکلی ثم البصری انخوی، نحو میں سیبویہ کے تلمیذ تھے۔ فن نحو میں متعدد کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے کتاب فی المعانی القرآن، کتاب الاوسط فی انخو وغیرہ ہیں علم عروض پر بھی انہوں نے کتاب لکھی جس میں انہوں نے خلیل پر بحر الخبب کی زیادتی کی، بینائی کی کمزوری اور آنکھوں کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے الخفش سے مشہور ہوئے، نیز یہ ادب بھی تھے جس کے معنی دانتوں پر ہونٹوں کا بند نہ ہونا ہے سیبویہ اور عبیدہ کے شیخ الخطاب عبد الحمید بن عبد الحمید انجری الخفش کبیر کے مقابلہ میں انہیں الخفش صغیر کہا جاتا تھا۔ پھر جب علی بن سلیمان الخفش کے لقب سے مشہور ہو گیا تو سعید بن مسعدہ اوسط سے، ہجری اکبر سے، علی بن سلیمان اصغر کے لقب سے مشہور ہو گیا۔ ان کی وفات اسی سال ۲۲۰ھ میں ہوئی۔

الجرمی انخوی کے حالات..... صلاح بن اسحاق البصری، بغداد آ کر فراء سے مناظرہ کیا ابو عبیدہ، ابوزید، اصمعی سے نحو حاصل کی نحو میں فرخ سیبویہ کے نام سے ایک کتاب بھی تصنیف کی۔

فقیہ، فاضل، نحوی، لغت کے ماہر و حافظ، دیندار، متقی، پسندیدہ مذہب، صحیح العقیدہ، حدیث کے راوی ہیں یہ چیزیں ابن خلکان نے بیان کیں ان سے مبرد نے روایت کی ابو نعیم نے تاریخ اصحان میں ان کا تذکرہ کیا۔

واقعات ۲۲۶ھ

اسی سال ماہ شعبان میں افشین نے جیل میں وفات پائی معصم کے حکم پر اسے سولی دی گئی پھر جلا کر اس کی راکھ دجلہ میں پھینک دی گئی، اس کے اموال و جائداد پر قبضہ کیا گیا ان میں سے انہوں نے سونے، جواہرات سے مرصع پت اور مجوسی دین کی خوبیوں کے بارے میں کتابیں اور بہت سی ایسی چیزیں پائی گئیں جن سے وہ معصم تھا جو اس کے کفر و زندیقیت پر دلالت کرتی تھیں جن کے باعث اس کا اپنے مجوسی آباء کے دین کی طرف منسوب ہونا مستحق ہو گیا اسی سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسحاق قروی، اسماعیل بن ابی اوس صاحب تفسیر محمد بن داؤد نسان بن ربیع، مسلم بن حجاج کے شیخ یحییٰ بن التمیمی محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین نے اسی سال وفات پائی۔

ابودلف عجل..... عیسیٰ بن ادریس بن معقل بن عمیر بن شیخ بن معاویہ بن خزاعی بن عبدالعزیز بن دلف بن قیس بن قیس بن سعد بن عجل بن یحیم الامیر ابودلف عجل، معصم اور مامون کے جرنیلوں میں سے تھا اسی کی طرف مؤلف کتاب الاکمال ابونصر ابن موکولا منسوب ہے۔ دمشق کے خطیب

قاضی جلال الدین قزوینی اپنی نسبت ابو دلف کے خاندان کی نسبت کی طرف کرتے تھے۔ ابو دلف کریم، بخنی، قابل شخص تھا۔ شعراء ہر طرف سے اس کے پاس آتے تھے ابو تمام طائی بھی اس کے پاس آنے والوں اور اس کی بخشش حاصل کرنے والوں میں سے تھا۔ یہ ادب اور گانا گانے میں ماہر تھا۔ ابو دلف نے چند کتابیں لکھیں جن میں سے سیاست الحلوک، بازو شکار کے بارے میں، ہتھیار وغیرہ کے بارے میں ہے بکر بن نطاع شاعر نے اس کی بابت کیا ہی خوب اشعار کہے:

(۱)..... اے کیمیا اور اس کے علم کے طالب، ابن عیسیٰ کی مدح کرنا سب سے بڑا کیمیا ہے۔

(۲)..... اگر زمین پر صرف ایک درہم باقی بچے اور تو ابن عیسیٰ کی مدح کرے تو تجھے اس پر وہی ایک درہم دے دے گا۔

بعض کا قول ہے ابو دلف نے اس شاعر کو دس ہزار درہم دیئے، ابو دلف نہایت بہادر شخص تھا وہ قرض لے کر بھی سخاوت کرتا تھا اس کے والد نے کرخ شہر کی تعمیر شروع کی تھی لیکن اس کے انتقال سے قبل اس کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی پھر ابو دلف نے اس کی تعمیر کی تکمیل کی، ابو دلف شیعیت کی طرف مائل تھا، اس کا قول تھا کہ جو غالی شیعہ نہیں ہے وہ کافر ہے۔

ایک روز اس کے لڑکے نے کہا اے میرے والد میں آپ کے مذہب پر قائم نہیں ہوں اس کے والد نے جواب میں کہا میں نے تیری والدہ کے خریدنے سے قبل اس سے شادی کی تھی اور یہ اسی کا اثر ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کی وفات کے بعد اس کے لڑکے نے خواب دیکھا کہ ایک آنے والا اس کے پاس آیا اس نے اسے کہا امیر کو جواب دو۔ دلف کا قول ہے کہ میں اس کے ساتھ چلا اس نے مجھے ایک وحشت ناک گھر میں داخل کیا جس کی دیواریں سیاہ چھت اور دروازہ بند تھا۔ پھر اس نے ایک سیڑھی کے ذریعے مجھے ایک بالا خانہ میں داخل کیا جس کی دیواروں پر آگ کا اور زمین پر راکھ کا نشان تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں میرا والد برہنہ گھٹنوں کے درمیان سر دیئے بیٹھا ہے اس نے سوالیہ انداز میں مجھ سے پوچھا تو دلف ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا، پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

(۱)..... گھر والوں کو ہماری تکلیف سے مطلع کر دو جو ہمیں گلا گھونٹنے والے عالم برزخ میں پہنچی ان سے چھپاؤ مت۔

(۲)..... ہم سے ہمارے تمام افعال کے بابت سوال کیا گیا۔ تم میری وحشت اور جس چیز سے میں نے ملاقات کی اس پر رحم کھاؤ۔

(۳)..... اگر بوقت موت ہمیں چھوڑ دیا جاتا تو موت ہر زندہ کے لئے راحت ہوتی۔

(۴)..... لیکن موت کے بعد ہمیں اٹھا کر کے ہم سے ہمارے گزشتہ تمام افعال کی بابت سوال کیا گیا۔

واقعات ۲۲۷ھ

اسی سال سرحدی علاقوں کے ایک باشندے ابو حرب میدق یمانی نے شام میں خلیفہ کی اطاعت سے بغاوت کر کے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی کیوں کہ ایک سپاہی نے اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔ عورت کے مزاحمت کرنے پر سپاہی نے اس کے ہاتھ پر مارا جس کا نشان اس کی کلائی پر پڑ گیا جب اس کے شوہر ابو حرب کو پتہ چلا تو اس نے اس سپاہی کو غافل پا کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابو حرب برقعہ میں ملبوس ہو کر پہاڑ کی چوٹیوں پر قلعہ بند ہو گیا جب اس کے پاس کوئی ہوتا تو وہ اسے امیر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت دیتا بادشاہ کی اس کی سامنے مذمت کرتا بہت سے کسانوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔

مؤرخین کا قول ہے کہ یہ وہی سفیانی ہے جو ملک شام کا مالک بنے گا اس کا معاملہ بڑھ گیا ایک لاکھ جانبازوں نے اس کی پیروی قبل کر لی۔

معتصم نے مرض الموت میں ایک لاکھ کے قریب جانبازوں کو اس کے مقابلہ میں بھیجا جب معتصم کا امیر اپنی فوج کے ساتھ وہاں پہنچا تو انہوں نے ابو حرب کی جماعت کو بہت زیادہ پایا جو اس کے ارد گرد جمع تھی اس نے موجودہ حالت میں جنگ لڑنے سے شکست کا خطرہ محسوس کیا۔ اس لئے بونے کے زمانہ تک اس نے جنگ مؤخر کر دی جب زمین بونے کا وقت آیا تو لوگ اسے چھوڑ کر چلے گئے اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت رہ گئی

اب معتمد نے اس سے مقابلہ کر کے اسے گرفتار کر لیا اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر بھاگ گئے امیر سریہ رجاہ بن ایوب اسے معتمد کے پاس لے گیا معتمد نے مقابلہ میں تاخیر کرنے پر اسے ملامت کی اس نے کہا اس وقت اس کے ساتھ ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ فوج تھی اس وجہ سے میں مسلسل اس سے ٹال مٹول کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دیدی معتمد نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اسی سال جمعرات کے روز ۱۸ ربیع الاول ابو اسحاق محمد معتمد باللہ بن ہارون الرشید بن مہدی بن منصور نے وفات پائی۔

معتمد کے حالات امیر المومنین ابو اسحاق محمد بن معتمد بن ہارون الرشید بن مہدی بن منصور العباسی مثنیٰ سے مشہور تھا۔ اس کی کئی وجوہ ہیں کیوں کہ یہ عباس کا آنکھواں لڑکا تھا۔

یہ اس کی اولاد میں سے آنکھواں خلیفہ تھا، اسے آٹھ فتوحات ہوئیں۔ آٹھ سال آٹھ ماہ آٹھ یوم اس کی خلافت رہی۔ معتمد ۱۰۸ھ سال کے آنکھویں ماہ شعبان میں پیدا ہوا، ۳۸ سال کی عمر میں معتمد نے وفات پائی اس نے اپنے پیچھے آٹھ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں چھوڑیں، اپنے بھائی مامون کی وفات کے آٹھ سال بعد معتمد نے ۲۱۸ھ رمضان کے شروع میں وفات پائی۔

مامون امی تھا کیونکہ یہ ایک غلام کے ساتھ کتابت سیکھنے جاتا تھا اس غلام کا انتقال ہو گیا اس کے والد رشید نے پوچھا تیرے غلام نے کیا کیا؟ اس نے کہا اس نے کتابت سے راحت حاصل کر لی، رشید نے کہا تجھے کتابت سے اس حد تک نفرت ہو گئی ہے کہ تو نے اس کی موت کو راحت کا سبب سمجھ لیا اس نے کہا اے لڑکے اللہ کی قسم آج کے بعد تو کتابت سیکھنے مت جانا اسی وجہ سے وہ امی رہ گیا بعض کا قول ہے کہ اس کا خط کمزور تھا۔ خطیب نے اپنے طریق سے اس کے آباء سے دو منکر حدیثیں روایت کی ہیں:

(۱)..... خلفاء بنو امیہ کی مذمت اور خلیفہ عباسیہ کی مدح میں۔

(۲)..... جمعرات کے روز حجامت کی مناسبت میں۔

نیز خطیب نے سنداً معتمد کے بارے میں نقل کیا ہے کہ روم کے بادشاہ نے اسے دھمکی آمیز خط لکھا معتمد نے کاتب کو بلا کر کہا لکھو میں نے تیرا خط پڑھ لیا میں نے اسے سمجھ بھی لیا میرا جواب سماع کے بجائے دیکھنے کے قابل ہے عنقریب کفار دیکھ لیں گے کہ آخرت کا گھر کس کے لئے ہے۔ خطیب کا قول ہے کہ معتمد نے ۲۲۳ھ میں بلاد روم جنگ کر کے دشمن کو عبرت ناک شکست سے دوچار کیا۔ عمویہ کو فتح کر کے اس کے تیس ہزار افراد قتل کر دیئے اتنے ہی گرفتار کر لئے۔ ان قیدیوں میں ساٹھ جرنیل بھی تھے اس نے عموریہ اور اس کے اطراف میں آگ پھینک کر اسے جلا دیا اس کے نائب کو عراق لے گیا اس کا ایک دروازہ بھی لے گیا جواب تک دار الخلافہ کے دروازوں میں سے ایک پر نصب تھا جو محل کی جامع مسجد کی طرف ہے۔ احمد بن ابی داؤد قاضی سے منقول ہے کہ بعض مرتبہ معتمد اپنی کلائی میرے سامنے کر کے کہتا اسے پوری طاقت سے دانتوں سے کاٹ لو میں کہتا اے امیر میرا نفس اسے گوارہ نہیں کرتا پھر وہ کہتا مجھے اس سے تکلیف نہیں ہوتی پھر میں پوری قوت کے ساتھ دانتوں سے اس کی کلائی کو کاٹا لیکن اس پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔

ایک روز اپنے بھائی کے خلافت کے دور میں معتمد ایک خیمہ کے پاس سے گزرا تو اچانک ایک عورت یا ابنی یا ابنی کی آواز لگا رہی تھی اس نے عورت سے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا اس خیمہ والے نے میرا بچہ چھین لیا معتمد نے اس بچہ کو چھوڑنے کا کہا اس نے جواب دیدیا معتمد نے ہاتھ سے اس کا جسم دبایا تو اس کی ہڈیوں کی آواز اس کے نیچے سے سنی گئی معتمد نے اسے چھوڑا تو اس کی وفات ہو چکی تھی پھر معتمد نے وہ بچہ اس کی والدہ کے پاس پہنچا دیا۔

بوقت خلافت معتمد بہت دلیر تھا جنگوں میں بڑا عالی ہمت تھا قلوب پر اس کا بڑا دبدبہ تھا وہ جنگوں پر خرچ کرنے پر حریص تھا اسے عمارت وغیرہ کا شوق نہیں تھا احمد بن ابی داؤد کا قول ہے کہ معتمد نے میرے ذریعے ایک کروڑ درہم کے برابر سامان لوگوں پر صدقہ کیا کسی اور کا قول ہے کہ معتمد غصہ کے وقت اس بات کا خیال نہیں کرتا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کس کا قتل کر رہا ہے۔

اسحاق بن ابراہیم کا قول ہے میں ایک روز معتمد کے پاس گیا اس کے پاس ایک گلوکارہ گیت گارہی تھی اس نے مجھ سے اس کے متعلق دریافت

کیا میں نے کہا میں نے اسے دیکھا ہے وہ مہارت سے اس پر غالب ہے اور نرمی سے اسے بڑا بنا رہی ہے اور ایک چیز سے نکل کر اس کے بہتر کی طرف جاتی ہے، اور اس کی آواز میں چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں جو سینوں پر موتیوں کے ہار سے اچھے ہیں اس نے کہا واللہ جو تو نے اس کی صفت کی وہ اس سے اور اس کے گانے سے اچھی ہے۔ معصم کے تقریباً بیس ہزار غلام ترک تھے اور وہ اتنے آلات حرب اور چوپایوں کا مالک تھا کہ کسی دوسرے کو اتنے آلات حرب اور چوپائے رکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ وہ اپنی وفات کے وقت کہنے لگا (اور جو کچھ نہیں دیا گیا تھا جب وہ اس پر اترنے لگے تو ہم نے اسے اچانک پکڑ لیا اور وہ مایوس ہو گئے) اور اس نے کہا اگر مجھے علم ہوتا کہ میری عمر کم ہے تو میں ایسا نہ کرتا اور کہا میں مخلوق کو بناتا ہوں، کہنے لگا اب تمام حیلے بہانے ختم ہو گئے اس نے اپنے مرض الموت میں کہا اے اللہ میں اپنے سے پہلے بھی تجھ سے ڈرتا ہوں اور میں تجھ سے پہلے تجھ سے نہیں ڈرتا تھا اور میں تجھ سے امید رکھتا ہوں اور اپنی جانب سے تجھ سے کوئی امید نہیں رکھتا۔

اسی سال ۱۸ ربیع الاول بوقت چاشت جمعرات کے روز معصم نے کسرون بڑائی میں وفات پائی۔ اس کی ولادت سن ۱۰۸ گیارہ شعبان اس کی ولادت ۱۰۸ھ ۱۱ شعبان پیر کے روز ہوئی۔ ۲۱۸ھ ماہ رجب میں خلیفہ بنا معصم سفید رنگ سرخ ڈاڑھی والا جس کی لمبائی درمیانی تھی اس کا رنگ تیز تھا اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام ماردہ تھا۔ معصم رشید کے ان چھ لڑکوں میں سے ایک تھا جن کا نام محمد تھا وہ یہ ہیں ابواسحاق محمد بن معصم، ابوالعباس محمد بن امین، ابوعیسیٰ محمد، ابواحمد، ابویعقوب، ابویوب یہ بات ہشام کلبی نے ذکر کی اس کے بعد اس کا لڑکا ہارون خلیفہ بنا ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ معصم کے وزیر محمد بن عبد الملک بن الزیات نے ان اشعار میں سے اس کا مرثیہ کہا۔

(۱)..... جب لوگوں نے تجھے چھپایا اور تیرے ہاتھوں پر مٹی ڈال دی۔

(۲)..... تو میں نے کہا جا تو کتنا ہی اچھا محافظ کتنا ہی اچھا دین کا مددگار تھا۔

(۳) اللہ نے تیرے بدلہ میں امت کو ہارون عطا کر کے اس کی اصلاح کر دی۔

یہ حصہ کے بھتیجے مروان بن ابی جنوب کا قول ہے۔

(۱)..... ابواسحاق کے چاشت کے وقت مرنے کے ساتھ مر گئے اور ہارون کی وجہ سے شام کو ہم دوبارہ زندہ ہو گئے۔

(۲)..... جو جمعرات ہمارے لئے ناپسند امر لائی وہی جمعرات ہمارے لئے پسندیدہ امر لائی۔

ہارون واثق بن معصم کی خلافت

اسی سال معصم کی وفات کے بعد نور ربیع الاول کو اس کی بیعت کی گئی، کنیت ابو جعفر تھی اس کی والدہ رومیہ ام ولد تھی جس کا نام قراطیس تھا اسی سال حج کے موقع پر چار ذیقعدہ کو حیرہ کے مقام پر اس نے وفات پائی کوفہ میں داؤد کے گھر میں دفن کی گئی۔ جعفر بن معصم نے اس سال لوگوں کو حج کرایا اسی سال رومی بادشاہ توفیل بن میخائل کی وفات کے بعد اس کے لڑکے میخائل بن توفیل کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کی بیوی تدورہ رومیوں کی بادشاہ بن گئی۔

بشر الحافی الزاهد المشہور..... بشر حارث بن عبد الرحمن بن عطاء بن ہلال بن ماہان بن عبد اللہ المروزی ابونصر الزاهر جو حافی سے مشہور ہوئے

مہمان بن کر بغداد آئے ابن خلکان کا قول ہے کہ بشر کے دادا کا نام عبد اللہ الغیور تھا جو حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ بشر ۱۵۰ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے وہاں پر حماد بن زید عبد ال بن مبارک، ابن مہدی مالک ابوبکر بن عیاش وغیرہ سے بہت سی چیزوں کا سماع کیا ان سے ابو ضئمہ، زہیر بن حرب، سری سقطی، عباس بن عبد العظیم، محمد بن حاتم نے سماع کیا۔

محمد بن سعید کا قول ہے کہ بشر نے بہت سے افراد سے سماع کیا پھر لوگوں سے کنارہ کش ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ حدیث بیان نہیں کی عبادت، تقویٰ، زہد پر بہت سے لوگوں نے تعریف کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بشر کی وفات پر فرمایا عامر بن عبد قیس کے علاوہ بشر کا کوئی مماثل نہیں۔ اگر بشر شادی کر لیتے تو آپ کا معاملہ مکمل ہو جاتا ایک روایت میں ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ نے اپنا مثل کوئی نہیں چھوڑا۔

ابراہیم حرنی کا قول ہے کہ بغداد نے آپ سے بڑا عاقل و حافظ پیدا نہیں کیا کبھی آپ نے کسی مسلمان کی غیبت نہیں کی آپ کے ہر بال میں عقل تھی اگر آپ کی عقل اہل بغداد پر تقسیم کی جائے تو سب عقلمند بن جائیں اور آپ کی عقل میں کوئی کمی نہ آئے۔ بعض کا قول ہے کہ بشر ابتداء میں شاعر تھا آپ کی توبہ کا سبب یہ بنا تھا کہ ایک روز آپ کو حمام کے چولھے میں ایک رقعہ ملا جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا آپ نے اسے اٹھا کر آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اے اللہ آپ کا نام یوں رونداجار ہا ہے۔ پھر عطا کے پاس جا کر ایک درہم کی عالیہ خوشبو خریدی اسے اس رقعہ پر لگا کر ایسی جگہ رکھ دیا جہاں پر کسی کی رسائی نہ ہو اس کی برکت سے اللہ نے آپ کے قلب کو زندہ کر کے آپ کو رشد و ہدایت عطا فرمادی پھر آپ زابد و عابد بن گئے۔

بشر کے اقوال زیریں..... (۱)..... دنیا کا محبت ذلت کے لئے تیار رہے۔

(۲) آپ سالن کے بغیر روٹی کھاتے تھے آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں عافیت کو سالن بناتا ہوں۔

(۳) آپ برہنہ پا جوتے کے بغیر چلتے تھے ایک روز آپ نے کسی کا دروازہ کھٹکھٹایا، آواز آئی کون؟ بشر نے کہا میں ہوں، ایک چھوٹی سے لڑکی بنے کہا اگر آپ جو تاخرید لیں تو آپ سے حافی نام جاتا رہے۔ مؤرخین کا قول ہے کہ بشر کے برہنہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ایک بار بشر نے موچی سے جوتی کا تسمہ مانگا اس نے کہا اے فقراء! تم نے لوگوں کو کلفت میں ڈال دیا اس کی بات سن کر بشر نے ہاتھ سے ایک جوتی پھینکی اور پاؤں سے دوسری نکال کر پھینک دی اور قسم اٹھائی کہ آج کے بعد میں جوتی نہیں پہنوں گا۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ حافی کی وفات یوم عاشوراء یا رمضان میں بغداد یا مرو میں ہوئی، میں کہتا ہوں صحیح یہ ہے کہ اسی سال ہوئی۔ بعض کا قول ہے ۱۲۶ھ میں ہوئی لیکن اول قول اصح ہے آپ کی وفات کے بعد تمام اہل بغداد آپ کے جنازہ میں شریک ہوئے نماز فجر کے بعد آپ کا جنازہ نکالا گیا، نماز عشاء کے بعد آپ آسودہ خاک ہوئے۔ ائمہ حدیث میں سے مدائنی وغیرہ جنازہ لے جانے کے وقت زور زور سے کہہ رہے تھے، واللہ آخرت کے شرف سے قبل یہ دنیا کا شرف ہے بعض نے نقل کیا ہے کہ جنات آپ کے گھر میں نوحہ کر رہے تھے وفات کے بعد بعض کو آپ کی خواب میں زیارت ہوئی انہوں نے آپ سے پوچھا کہ اللہ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا؟ اللہ نے مجھ سے محبت کرنے والوں کی مغفرت فرمادی۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ بشر کی تین بہنیں تھیں، منحد، مضغہ، زبدہ، وہ سب بشر کی طرح عابدہ، زاہدہ تقویٰ والی تھیں۔ ایک بار ان میں سے ایک نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر ان سے مسئلہ دریافت کیا کہ کبھی چراغ گل ہو جاتا تو میں چاند کی روشنی میں سوت کاتی ہوں۔ کیا بیع کے وقت میں مشتری کے سامنے ان دونوں کو الگ الگ کر کے رکھوں؟ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا اگر دونوں میں فرق ہے تو پھر الگ کرنا ضروری ہے ایک بار ان میں سے ایک نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا کہ ہمارے نزدیک سے بنی طاہر کی مشعلیں گزرتی ہیں، میں ان کی روشنی میں ایک چھلی یا تین چھلیاں سوت کاتی ہوں آپ ہمیں اس سے نجات دلائیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا اتنی مقدار کی معرفت کے مشتبہ ہونے کی وجہ سے تمام صدقہ کر دو۔ ایک مریض کی آہ بھرنے کی وجہ سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اس میں شکوہ شکایت نہیں؟ آپ نے جواب دیا نہیں یہ اللہ سے شکایت ہے، اس کے بعد اپنے لڑکے سے کہا جاؤ دیکھ کر آؤ یہ عورت کون ہے؟ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے پیچھے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بشر حافی کے گھر میں داخل ہو گئی معلوم ہوا کہ وہ ان کی بہن منحد تھی۔

خطیب نے زبدہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک رات میرے بھائی بشر گھر آئے آپ نے اس حالت میں رات گزاری کہ آپ کا ایک پاؤں گھر کے اندر تھا اور ایک پاؤں گھر سے باہر تھا صبح آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی آپ نے فرمایا آج رات میں بشر نصرانی بشر مجوسی، بشر یہودی اور اپنے بارے میں سوچتا رہا کہ اللہ نے کوئی بات کی وجہ سے مجھے اسلام کی دولت عطا فرمائی اس لئے کہ میرا نام بھی بشر ہے۔ آخر کار میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اللہ نے صرف اپنے فضل و کرم سے مجھے اس عظیم دولت سے نوازا اور مجھے اپنے احباب کا لباس پہنایا۔ ابن عساکر نے آپ کے حالات نہایت شاندار طریقہ سے طوالت بلا ملامت کے ساتھ بیان کئے اس نے آپ کے اچھے اشعار بیان کئے آپ یہ اشعار بطور مثال پڑھا کرتے تھے:

(۱)..... تو گندے پانی میں منہ ڈالنے سے بچتا ہے حالاں کہ تو گناہوں کے حوض سے منہ لگا کر پیتا ہے۔

(۲)..... تو لذت یز کھانے کو ترجیح دیتا ہے تو نہیں جانتا کہ وہ کھال سے کمایا جاتا ہے۔

(۳)..... اے مسکین تو گدوں پر سوتا ہے حالانکہ ان میں آگ بھری ہوئی ہے جو تجھ پر بھڑک رہی ہے۔

(۴)..... کب تو جہالت سے ہوش میں آئے گا حالاں کہ تو ستر سال سے اپنے دین سے کھیل رہا ہے۔

احمد بن یونس، اسماعیل بن عمرو بکلی، مولف سنن مشہور سعید بن منصور، حمد بن صباح الدولابی، ابو ولید الطیالسی، ابو لہذیل العلاف، المتکلم المعزلی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۸ھ

اسی سال رمضان میں واثق نے امیر اشناس پر خلعت کی اسے جواہرات کے دو ہار پہنائے اس سال محمد بن داؤد امیر نے لوگوں کو حج کرایا اس سال مکہ کے راستہ میں مہنگائی بہت ہوئی۔ وقوف عرفہ کے موقع پر شدید گرمی پڑی اس کے بعد ٹھنڈی ہوا اور بارش آئی یہ سب کچھ آفاقانہ ہو گیا منیٰ میں بھی شدید بارش ہوئی، جمرہ عقبہ کے پاس پہاڑ کا ٹکڑا گرنے سے حجاج کی ایک جماعت ہلاک ہو گئی۔ ابن جریر کا قول ہے کہ ائمہ میں سے اسی سال ابو الحسن مدائنی اسحاق بن ابراہیم موصلی کے گھر میں اور حبیب بن اوس طائی ابو تمام شاعر نے وفات پائی۔ میں کہتا ہوں کہ ابو الحسن مدائنی ان کا نام علی بن مدائنی ہے اپنے زمانہ کے امام الاخبار بین میں سے تھے، گذشتہ سال کے ذیل میں ہم نے ان کے حالات بیان کر دیئے۔

ابو تمام الطائی الشاعر..... مؤلف حماسہ جسے اس نے ہمدان میں اپنے وزیر کے گھر میں خواتین کی خوبیوں کے بارے میں لکھا یہ حبیب اوس بن حارث بن قیس بن ریح بن یحییٰ ابو تمام طائی الشاعر الادیب ہے، خطیب نے محمد بن یحییٰ الصولی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ بعض لوگوں سے منقول ہے کہ وہ ابو تمام حبیب بن تدرس الضرائی کہتے تھے اس کے والد نے اس کا تدرس کی جگہ حبیب بن اوس رکھ دیا۔ ابن خلکان کا قول ہے کہا کہ ابو تمام کا تعلق اصل میں جاسم بستی سے ہے جو جیدور کی علمداری میں طبریہ کے قریب تھی یہ دمشق میں ایک جولا ہے کے پاس کام کرتا تھا پھر وہ نو جوانی میں اسے مصر لے گیا۔ یہ بات ابن خلکان نے تاریخ ابن عساکر سے نقل کی اس نے خوب شاندار انداز میں ابو تمام کے حالات بیان کئے۔

خطیب کا قول ہے کہ یہ اصلاً شامی تھا نو جوانی میں مصر کی جامع مسجد میں لوگوں کو پانی پلاتا تھا پھر اس نے ادباء کی ہمنشینی اختیار کر کے ان سے کچھ حاصل کیا خود بھی ذہین و فہیم تھا شعر پسند کرتا تھا اس نے فن شعر میں خوب محنت کی حتیٰ کہ اچھا شاعر بن گیا خوب اس کی شہرت ہو گئی معتصم تک اس کی خبر پہنچ گئی اس نے اسے (سرمن رای) بلوایا ابو تمام نے اس کی مدح میں قصیدے کہے، معتصم نے اسے انعام دیا، شعراء وقت پر اسے مقدم کر دیا پھر یہ بغداد آ گیا ادباء اور علماء کی صحبت میں رہا ابو تمام ظریف اور حسن اخلاق کا مالک تھا۔ احمد بن ابی طاہر نے اس کی سند سے کچھ اخبار نقل کی ہیں۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابو تمام کو قصائد کے علاوہ چودہ ہزار عرب کے رجز یاد تھے۔ بعض کا قول ہے کہ طسیٰ میں تین شخص حاتم اپنی سخاوت میں داؤد طائی زہد میں، ابو تمام شعر میں مشہور تھے یہ اپنے زمانہ میں مشہور شعراء کی ایک جماعت سے دین و ادب اخلاق میں بہتر تھا۔ اس کے عمدہ اشعار میں سے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

(۱)..... اے سخاوت کے حلیف اور اس کی کان اے اشعار کے جمع کرنے والے بہتر شخص۔

(۲)..... کاش تیرا بخار مجھے ہو جاتا اور تیرے لئے اجر ہوتا تو بیمار نہ ہوتا اور میں مریض ہوتا۔

خطیب نے ابراہیم بن محمد بن عرفہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ابو تمام کی وفات ۲۳۱ھ میں ہوئی۔ اسی طرح ابن جریر کا قول ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ۲۳۲ھ میں ابو تمام نے وفات پائی، اس کی وفات موصل میں ہوئی اس کی قبر پر گنبد بنایا گیا۔ وزیر محمد بن عبد الملک الزیاتی نے اس کا مرثیہ ان اشعار میں کہا:

(۱)..... ایک عظیم خبر آئی جس نے سب کو ہلا کر رکھ دیا۔

(۲)..... لوگوں نے کہا حبیب مر گیا تو میں نے انہیں جواب دیا میں تم کو واسطہ دیتا ہوں اسے حاتم مت بناؤ۔

ایک دوسرے شاعر نے کہا۔

(۱)..... خاتم الشعراء اور باغ شعر کے تالاب حبیب طائی کے مرنے سے اشعار کو دکھ ہوا ہے۔

(۲)..... وہ دونوں ایک ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے اور ایک گڑھے میں ایک دوسرے کے پڑوی ہیں اور اس سے قبل دنیا میں بھی وہ ایسے ہی تھے۔

الصولی نے ابو تمام کے اشعار کو حروف ابجد کی ترتیب پر جمع کیا۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ احمد بن معقلم کی مدح میں اس نے کہا بعض کا قول ہے ابن المامون کے قصیدہ میں کہا۔

حاتم کی سخاوت میں عمرو کا اقدام احف کی بردباری ایاس کی ذہانت پائی جاتی ہے۔

بعض حاضرین نے اسے کہا تو نے خلیفہ کے بارے میں یہ شعر کہا حالانکہ ان کی شان تو ان تمام چیزوں سے بالاتر ہے اور تو نے زیادہ سے زیادہ یہ کہا ہے کہ انہیں صحرائیں عربوں کے اجڈ لوگوں سے تشبیہ دی، اس نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا۔

(۱)..... میں نے سخاوت اور بہادری میں کمتر لوگوں سے جو اسے تشبیہ دی ہے ان کا نہ کرو۔

(۲)..... اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے کمتر والی چیز جیسے طاقت اور چراغ سے مثال بیان کی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب انہوں نے قصیدہ لیا تو اس میں یہ دو شعر نہیں ملے اس نے یہ دو شعر فی البدیہہ کہے تھے اس کے کچھ عرصہ بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ بعض کا قول ہے کہ خلیفہ نے اس قصیدہ پر اسے انعام میں موصل دیا۔ چالیس روز اس نے اس میں قیام کیا پھر اس کا انتقال ہو گیا لیکن یہ بات غیر صحیح بلا اصل ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے زخمری وغیرہ سے اس کا اعتبار کیا۔ ابن عساکر نے ابو تمام کے چند اشعار بیان کئے۔

(۱)..... اگر رزق کا مدار عقل پر ہوتا تو بھائےم جہالت کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہوتے۔

(۲)..... کسی مسافر کے لئے مشرق اور مغرب جمع نہیں ہوئے اور نہ کسی ہتھیلی میں بزرگی اور دریاہم جمع ہوئے۔

(۳)..... اگر میں علم وغیرت نہ کھاؤں تو میں اس مقام پر اس کے بونے کے بغیر ہی پیدا ہوا ہوں۔

(۴)..... وہ مسلسل ۳۰ سال سے میرے دل کا لیب ہے اور میرے غم و ہم کو دور کرنے والا ہے۔

ابونصر فارابی، عبسی، ابوالہثم مسدد، داود عمرو النضی اور یحییٰ بن عبد الحمید الحمائی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۹ھ

اسی سال واثق نے کونسروں کو ان کی ضیات کے ظاہر ہونے اور ان کی طرف سے امور میں حد سے تجاوز کرنے کے باعث انہیں سزا دینے، مارنے اور ان کے اموال چھیننے کا حکم دیا اس نے بعض کو ایک ہزار یا اس سے کم ویش کوڑے مارے۔ بعض سے ایک لاکھ یا اس سے کم دینار لئے۔ وزیر محمد بن عبد الملک نے پولیس کے افسروں سے کھلم کھلا بغاوت کی ان پر ظلم کیا گیا انہیں گرفتار کیا گیا انہیں بڑی مصیبت اور سخت مشقت سے واسطہ پڑا۔

اسحاق بن ابراہیم ان کے معاملہ میں غور و فکر کرنے کے لئے بیٹھا انہیں لوگوں کے سامنے سیدھا کھڑا کیا گیا کونسروں اور افسروں کی بڑی رسوائی ہوئی۔ کیونکہ ایک رات واثق دار الخلافہ میں بیٹھا تھا وہ بھی اس کے پاس بیٹھ کر داستان سرائی کرنے لگے واثق نے ان سے سوال کیا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میرے دادار شید نے برا مکہ کو کیوں سزا دی تھی؟

حاضرین میں سے ایک نے جواب دیا کہ اس کا سبب یہ بنا تھا کہ ایک روز رشید کے سامنے ایک باندی پیش کی گئی جس کے حسن نے رشید کو حیرت میں ڈال دیا رشید نے اس کے مالک سے اس کا بھاء طے کیا تو اس نے کہا اے خلیفہ میں نے ایک لاکھ سے کم میں فروخت نہ کرنے کی قسم کھائی ہے۔ رشید نے اس سے ایک لاکھ دینار میں باندی خرید کر یحییٰ بن خالد وزیر کے پاس پیغام بھیجا کہ بیت المال سے اس کے پاس ایک لاکھ دینار بھیج

دو، وزیر نے عذر کیا اس وقت بیت المال خالی ہے رشید نے زجر و تنبیہ کرتے ہوئے وزیر کے پاس پیغام بھیجا کہ اس وقت بیت المال میں ایک لاکھ دینار بھی نہیں ہیں؟ اور وہ مسلسل وزیر سے اس کا مطالبہ کرتا رہا وزیر نے کہا اس کے پاس دراہم بھیج دو تا کہ شاید وہ انہیں زیادہ سمجھ کر باندی کو واپس کر دے چنانچہ ایک تھیلی میں انہوں نے ایک لاکھ دراہم بھیج دیئے انہوں نے رشید کے راستے میں رکھ دیئے۔

جب رشید نماز کے لئے نکلا تو اس نے ان سے اس تھیلی کے بارے میں سوال کیا انہوں نے کہا یہ باندی کا ثمن ہے اس نے ایک خادم کو ان دراہم کے بیت المال میں جمع کرنے کا حکم دیا اور اسے مال کا جمع کرنا پسند آ گیا پھر اس نے بیت المال کے اموال کی ٹوہ لگانی شروع کی اس کو پتہ لگا کہ برآمدہ نے اسے خرچ کر دیا اس کے بعد وہ رشید اور ان کی بابت ارادے کرنا لگا کبھی انہیں گرفتار کرنے اور ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا کبھی رک جاتا حتیٰ کہ ایک رات ابو العود نے اس سے گفتگو کی تو اس نے فوراً اسے تمیں ہزار دراہم دیدئے اس نے وزیر یحییٰ سے دراہم کا مطالبہ کیا وہ ایک عرصہ تک ٹال مٹول کرتا رہا۔ پھر ایک رات ابو العود نے گفتگو میں عمر بن ابی ربیعہ کے اشعار میں رشید کے سامنے یہ بات پیش کی۔

(۱)..... ہندہ نے وعدہ کیا اور وہ وعدہ کرنے کی نہیں، کاش ہندہ اپنا وعدہ پورا کر دے۔

(۲)..... اس نے ایک بار کام کیا ہے عاجز وہ ہے جو کام پورا نہ کرے۔

رشید نے اس کے قول (عاجز وہ ہے جو اپنا کام پورا نہ کرے) کو بار بار دہرانے لگا اور وہ اسے پسند کرنے لگا رات گزرنے کے بعد صبح ہوتے ہی یحییٰ بن خالد رشید کے پاس آیا رشید نے اسے دو شعر سنائے۔ اور رشید ان کی تعریف بھی کرنے لگا اس نے رشید سے ان اشعار کے قائل کا پوچھا اس نے بتایا کہ یہ اشعار ابو العود کے ہیں۔ رشید نے ابو العود کو تمیں ہزار دینار اپنی طرف سے دیئے اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ہی رشید نے برا مکہ کو پکڑ لیا ان کا معاملہ جو ہوا سو ہوا۔

جب واقع نے یہ بات سنی کہ عاجز وہ ہے جو کام پورا نہ کرے تو اسے بھی یہ بات بہت پسند آئی پھر اس نے کاتبوں کو پکڑا اور کونسروں سے اموال چینیے۔ اسی سال بھی گذشتہ امیر حج نے لوگوں کو حج کرایا۔

قراء میں مشہور خلف بن ہشام البزار، عبد اللہ بن محمد السندی، نعیم بن حماد خزاعی اور بشار بن عبد اللہ نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۰ھ

اسی سال مدینہ کے ارد گرد بنو سلیم نے خروج کر کے زمین میں فساد برپا کیا انہوں نے مسافروں کو خوف زدہ کیا۔ باشندان مدینہ نے ان سے قتال کیا بنو سلیم نے انہیں شکست دے کر مکہ اور مدینہ کے درمیان گھائیوں اور بستیوں پر قبضہ کر لیا۔ واقع نے بغا کبیر ابو موسیٰ ترکی کو ایک لشکر کے ہمراہ ان کے مقابلہ میں بھیجا۔ اس نے ماہ شعبان میں ان سے مقابلہ کر کے پچاس جانبازوں کو قتل کر دیا کچھ کو گرفتار کر لیا باقی شکست کھائے بغا کبیر نے انہیں امان اور امیر کی اطاعت کی طرف دعوت دی، بہت سے لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے وہ ان کو لے کر مدینہ چلا گیا ان کے سرداروں کو یزید بن معاویہ کی حویلی میں بند کر دیا خود حج پر چلا گیا عراق کا نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب بھی اس کے ساتھ حج میں شریک تھا۔ اسی سال بھی گذشتہ امیر نے لوگوں کو حج کرایا۔

عبد اللہ بن طاہر بن حسین..... خراسان اور اس کے نواح کا نائب تھا اس کے ماتحت علاقوں کا سالانہ خراج ۴۸ کروڑ بنتا تھا۔ واقع نے اس کی وفات کے بعد اس کے لڑکے طاہر کو اس کی جگہ مقرر کیا۔

اسی سال گیارہ ربیع الاول پیر کے روز عبد اللہ کی وفات سے ۹ روز قبل شناس ترکی میں وفات پائی۔

ابن زکات کا قول ہے کہ عبد اللہ بن طاہر بن حسین نے ۲۲۸ھ میں مرو یا نیسا پور میں وفات پائی۔ عبد اللہ بنی اور بریم انسان تھا اس کے عمہ اشعار بھی ہیں۔ سن ۲۳۰ کے بعد مصر کا نائب بنا۔ وزیر ابو القاسم بن معزی نے ذکر کیا ہے کہ مصر کے عبد لاوی خربوز سے اسی کی طرف منسوب ہیں۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ عبد اللہ بن طاہر کو خربوز سے پسند تھے اس وجہ سے مصری خربوز سے اس کی طرف منسوب ہیں بعض کا قول ہے کہ سب سے پہلے عبد اللہ ہی

نے مصر میں خربوزے کا بیج ڈالا۔ اس کے عمدہ اشعار میں سے چند شعر درج ذیل ہیں:

- (۱)..... میری لغزش معاف کر دے تاکہ میرا شکر اور میرا ثواب تیرے پاس محفوظ رہے۔
- (۲)..... مجھے عذر خواہی کے حوالے مت کر شاید میں اس پر قائم نہ رہ سکوں۔
- (۳)..... ہم دست عشق کے مطیع ہیں ہماری آنکھیں شکار کرتی ہیں۔
- (۴)..... حالانکہ ہم شیروں کے شکاری اور ہم شکار کے مالک ہیں۔
- (۵)..... پھر چمکدار تلواریں ہمیں آنکھوں اور رخساروں کا مالک بنادیتی ہیں۔
- (۶)..... ہماری ناراضگی سے شیر بھی خوف زدہ ہیں جب ہرنی کا بچہ بیٹھنے کا اظہار کرتا ہے تو ہم اس کے گرنے سے ڈرتے ہیں۔
- (۷)..... تو ہمیں جنگ کے دن آزاد دیکھے گا اور صلح کے زمانہ میں خوبصورت عورتوں کا غلام پائے گا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ خزاعی طلحات سہالی کے غلاموں میں سے تھا ابو تمام اس کی تعریف کرتا تھا ایک بار ابو تمام عبد اللہ بن طاہر کے پاس گیا تو اس نے ہمدان کے نمک سے اس کی مہمان نوازی کی۔ ابو تمام نے اپنی ایک اہلیہ کے پاس اس کے لئے کتاب الحماہ تصنیف کی جب مامون نے شام و مصر کا اسے نائب بنایا تو یہ مصر گیا مامون نے مصر کے ذخائر جمع کرنے کا اسے حکم دیا راستہ ہی میں تین کروڑ دینار اس تک پہنچ گئے اس نے سب ایک ہی مجلس میں تقسیم کر دیئے مصر کا معائنہ کرنے کے بعد عبد اللہ نے مصر کو حقیر سمجھا اور کہا اللہ فرعون کا برا کرے کہ وہ کتنا خسیس اور پست ہمت تھا اس نے اس حقیری بستی کی حکومت کو کتنا بڑا سمجھا اس نے اسی حکومت کے غرور میں (انا ربکم الاعلیٰ) کو دعویٰ کیا اور کہا (الیس ملک مصر) کیا میرے لئے مصر کی حکومت نہیں ہے۔ اگر وہ بغداد کو دیکھ لیتا تو اس کا کیا حال ہوتا۔

علی بن جعد جوہری، واقدی کے کاتب المطبقات کے مؤلف، محمد بن سعد، اور سعید بن محمد الجری نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۱ ہجری

اسی سال محرم میں امیر خاقان الخادم نے رومیوں کے قبضے سے چار ہزار تین سو بائیس مسلمان قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑوایا۔ اسی زمانہ میں احمد بن نصر خزاعی کے قتل کا واقعہ پیش آیا اس کا سبب یہ پیش آیا تھا کہ احمد بن نصر بن مالک بن یثیم خزاعی کا دادا مالک بن یثیم دولت بنی عباس کے بڑے داعیوں میں سے تھا جنہوں نے اس کے لڑکے کو قتل کیا تھا اس کے والد نصر بن مالک کے پاس محدثین کی آمد و رفت رہتی تھی اور مامون کی عدم موجودگی میں بغداد میں فساد کے زمانہ میں لوگوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قیام کے لئے ان ہی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ بغداد میں سولہ نصر (نصر کا بازار) انہی کے نام سے مشہور ہے۔ احمد بن نصر ذی علم، ذی دیانت، ذی علم صالح اور ذی اجتہاد شخص تھا۔ نیز یہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر قائم کرنے والے ائمہ میں سے تھا۔ خلق قرآن کے مسئلہ میں اس کا عقیدہ تھا کہ قرآن منزل من اللہ غیر مخلوق ہے واثق دلیل و برہان، حجت و بیان، سنت و قرآن کے بغیر اپنے والد و چچا کے عقیدے پر اعتماد کرتے ہوئے دن رات ظاہر و باطن میں قرآن کو مخلوق کہنے میں کسر تھا۔ احمد بن نصر امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور قرآن کے غیر مخلوق ہونے کی لوگوں کو دعوت دیتا تھا۔ ہلا خراہل بغداد کی ایک جماعت نے اس کی دعوت قبول کر لی۔ احمد بن نصر کی دعوت کو لے کر دو شخص کھڑے ہوئے ابو ہارون السراج مشرقی بغداد میں اور طالب نامی شخص مغربی بغداد میں ان دونوں کی دعوت کے نتیجے میں بہت سے لوگ احمد بن نصر کے پیروکار بن گئے۔ ہلا خراہی سال ماہ شعبان میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قیام، قرآن کو مخلوق کہنے اور بادشاہ کا امراء سمیت معاصی اور فواحش میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف خروج پڑا خفیہ طور پر احمد بن نصر کی بیعت منعقد ہو گئی۔ سب نے مل کر مشورہ کیا کہ ماہ شعبان کے تیسری شب (جمعہ کی شب) میں نقارہ بجایا جائے گا اس کی آواز سن کر سب ساتھی فلاں مکان میں جمع ہو جائیں۔ طالب اور ابو ہارون نے اپنے اپنے ساتھیوں کو ایک ایک دینار دیا۔ دینار لینے والوں میں دو شخص بنی اشرس کے بھی تھے وہ دونوں شراب نوش تھے۔ جمعرات کی شب شراب کی مجلس میں انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ شراب نوشی کی اور یہ سمجھ کر آج وہی رات ہے طبل بجا دیا

حالانکہ یہ اس سے پہلی رات تھی۔ طبل کی آواز سن کر کوئی بھی نہیں آیا سارا نظام درہم برہم ہو گیا، رات کے چوکیدار نے آواز سن لی اس نے بغداد کے نائب محمد بن ابراہیم بن مصعب کو اس کی اطلاع کر دی لوگوں نے بدحواسی کی حالت میں صبح کی۔

بغداد کے نائب نے ان دونوں شخصوں کو تلاش کروایا انہوں نے احمد بن نصر کے بارے میں اقرار کر لیا پھر اس کے خادم کو پکڑوایا اس نے بھی اس بات کا اقرار کر لیا جس کا ان دونوں نے اقرار کیا تھا۔ اس نے احمد بن نصر کو اس کی جماعت کے سرکردہ لوگوں کے ساتھ پکڑ کر (سرمن رای) بھیج دیا۔

یہ شعبان کے آخر کا واقعہ ہے خلیفہ نے خواص کی ایک جماعت بلوائی قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی کو بھی بلوایا واثق نے احمد بن نصر کو اپنے سامنے کھڑا کیا واثق نے اس سے کسی قسم کی ناراضگی ظاہر نہیں کی۔ جب احمد بن نصر واثق کے سامنے کھڑا ہو گیا تو اس نے تمام باتوں سے صرف نظر کر کے اس سے سوال کیا کہ قرآن کے بابت تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے پھر اس نے سوال کیا، کیا وہ مخلوق ہے؟ اس نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے احمد بن نصر نے اپنے قتل کے لئے پیش کر دیا اپنے نفس کو بیچ دیا۔ خوب اچھی طرح خوشبو لگائی شرمگاہ پر پردہ کے لئے مضبوط کپڑا باندھا۔

اس کے بعد واثق نے احمد بن نصر سے سوال کیا کیا قیامت کے دن تو اپنے رب کو دیکھے گا؟ احمد نے جواب دیا اے امیر! اس کے متعلق آیات قرآنی اور حدیث نبوی میں ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے (اس روز چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے) اسی طرح آپ نے فرمایا تم روز قیامت شبہ کے بغیر چاند کی زیارت کی طرح اپنے رب کی زیارت کرو گے؟ ہم اس خسر پر یقین رکھتے ہیں خطیب نے اس میں یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ واثق نے کہا ہلاک ہو جائے کیا وہ ایسے دیکھا گا جیسے محدود جسم کو دیکھتا ہے۔ اور جگہ گھیرتا ہے اور نظر اس کا حصہ کرتی ہے میں ان صفات کے حامل رب کا انکار کرتا ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ جو واثق نے کہا وہ ناجائز ہے اور اس کے ذریعے صحیح خبر رد نہیں کی جاسکتی پھر احمد بن نصر نے واثق سے کہا مجھ سے سفیان نے حدیث مرفوع بیان کی ہے کہ ابن آدم کا قلب اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے قبضہ میں ہے وہ اسے جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میرا قلب دین پر ثابت رکھ اسحاق بن ابراہیم نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو کیا کہہ رہا ہے۔ احمد نے کہا میں وہی کہہ رہا ہوں جس کا آپ نے مجھے حکم دیا۔ اسحاق نے خوفزدہ ہو کر کہا کیا میں نے تجھے حکم دیا ہے؟ اس نے کہا آپ نے حکم نہیں دیا کہ میں اس کی خیر خواہی کروں۔

واثق نے اپنے ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں سے احمد بن نصر کی سزا کے بارے میں سوال کیا۔

مغربی بغداد کے معزول قاضی اور احمد سے محبت کرنے والے عبدالرحمن بن اسحاق نے کہا اس کا خون حلال ہے۔ احمد بن ابی داؤد کے دوست ابو عبد اللہ نے کہا اے امیر اسے قتل کر کے اس کا خون مجھے پلا دیجئے۔ واثق نے اس بات کی تاکید کی۔ ابن ابی داؤد نے کہا یہ کافر ہے اس سے توبہ کرائی جائے ہو سکتا ہے اسے کوئی بیماری یا عقل میں کوئی نقص ہو۔

واثق نے کہا جب تم مجھے اس کی طرف کھڑے ہوتے دیکھو تو میرے ساتھ کوئی نہ کھڑا ہو اس لئے کہ میں اپنے گناہ شمار کر رہا ہوں پھر وہ اس کی طرف مصاصمہ لے کر کھڑا ہوا جو عمرو بن معدیکرب کی تلوار تھی اور موسیٰ ہادی کو خلافت کے زمانہ میں بدیہ میں ملی تھی وہ ایک خراب شدہ تلوار تھی جسے نیچے سے سینوں سے مضبوط کیا گیا تھا۔

جب وہ آپ کے پاس پہنچا تو اس نے آپ کے کندھے پر تلوار ماری احمد بن نصر کو رسیوں سے باندھ کر چمڑے کے فرش پر کھڑا کیا گیا تھا۔ پھر دوسرا اس نے آپ کے سر پر کیا پھر اس نے مصاصمہ سے آپ کے پیٹ پر ضرب ماری تو آپ مردہ ہو کر چمڑے کے فرش پر گر پڑے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ سے درگزر کا معاملہ کرے۔ اس کے بعد سیماد مشقی نے اپنی تلوار سونپی پھر آپ کی گردن پر مار کر آپ کا سر قلم کر دیا، آپ کو اٹھا کر اس باڑے میں لے گیا جس میں بابک خرمی تھا اس میں آپ کو سولی دی گئی آپ تلوار بغیر پہنے ہوئے اور آپ کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔ آپ کا سر مشرقی اور مغربی بغداد میں دن رات محافظوں کی نگرانی میں چند روز تک لٹکا یا گیا۔ آپ کے کان میں ایک رقعہ تھا جس میں لکھا ہوا تھا یہ احمد بن نصر خرمی کا سر ہے جو عبد اللہ بارون امام واثق باللہ امیر المؤمنین کے ہاتھوں قتل کیا گیا اس سے قبل امیر المؤمنین خلق قرآن کے مسئلہ پر اس پر محنت کا عمل کر چکا اور تشبیہ کی لٹی کر چکا۔ اس نے اس کو توبہ کا موقع دیا اور اسے حق کی دعوت دی لیکن اس نے عناد اور تصریح کے

ملا وہ ہر چیز سے انکار کیا تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اسے جلد دوزخ میں پہنچا دیا اسی وجہ سے امیر المومنین نے اسے قتل کیا اور اس پر لعنت کی اس کے بعد واثق نے اس کے سر کردہ ساتھیوں کو تلاش کرنا شروع کیا چنانچہ وہ آپ کے ۲۹ ساتھیوں کے گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا ان سب کو جیل میں ڈال دیا گیا سب کو ظالم کا نام دیا گیا۔ سب کی ملاقات پر پابندی لگا دی گئی سب کو لوہے کی بیڑیاں پہنائی گئیں حتیٰ کہ عام قیدیوں کو دی جانے والی رسد بھی ان سے روک دی گئی، جو ایک بہت بڑا ظلم تھا۔

احمد بن نصر امر بالمعروف و نہی عن المنکر قائم کرنے والے اکابر علماء عاملین میں سے تھا، حماد بن زید، سفیان بن عیینہ، ہاشم بن بشیر سے احادیث کا سماع کیا آپ کے پاس ان سب کی تصانیف تھیں۔ مالک بن انس سے بھی آپ نے جید احادیث کا سماع کیا آپ نے زیادہ احادیث بیان نہیں کیں۔ آپ سے احمد بن ابراہیم دورق اور ان کے بھائی یعقوب بن ابراہیم یحییٰ بن معین نے سماع کیا۔

یحییٰ بن معین نے ایک روز آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا اللہ نے آپ کا خاتمہ شہادت پر کیا آپ حدیث بیان نہیں کرتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ یحییٰ بن معین نے آپ کی اچھی طرح تعریف کی۔

امام احمد نے ایک روز آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا آپ کتنے فیاض تھے کہ آپ نے جان راہ خدا میں پیش کردی۔ جعفر بن محمد صالح کا قول ہے کہ اگر میری آنکھوں نے دیکھا نہ ہو اور کانوں نے سنا نہ ہو تو ان کی بصارت اور سماعت زائل ہو جائے احمد بن خدا علی کی گردن پر جس وقت تلوار لگی تو آپ کے سر سے لا الہ الا اللہ کی آواز آرہی تھی بعض کا قول ہے کہ سولی کے وقت آپ کا سر یہ آیت (ترجمہ)..... کیا لوگوں نے خیال کر لیا ہے کہ انہیں یہ کہہ لینے سے کہ ہم ایمان لائیں ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ بعض نے وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا تو آپ سے پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آپ نے جواب دیا وہ صرف ایک اونگھ تھی حتیٰ کہ میں نے اللہ سے ملاقات کی اور وہ میرے پاس مسکراتا ہوا آیا، بعض نے خواب میں دیکھا کہ آپ ۷۰۰ شخصین کے ساتھ اس تنے کے پاس سے گذرے جس پر آپ کو سولی دی گئی تو آپ ۷۰۰ نے اس سے اعراض کیا، آپ ۷۰۰ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ حیا کی وجہ سے میں نے ایسا کیا اور اس کا قاتل اپنے آپ کو میرے اہل بیت سے خیال کرتا ہے۔

احمد بن نصر کا سر ۲۳۱ھ ۲۸ شعبان سے ۲۳۷ھ تک لٹکا رہا اس کا سر اور جثہ جمع کر کے مشرقی بغداد کے مقبرہ کمالیہ میں دفن کیا گیا یہ کام متوکل کے حکم پر ہوا جو اپنے بھائی واثق کے بعد خلیفہ بنا۔ کتاب الحیدۃ کا مصنف عبدالعزیز بن یحییٰ کتانی متوکل کے پاس آیا متوکل اچھے خلفاء میں سے تھا کیوں کہ یہ اپنے بھائی واثق، والد مقتسم چچا مامون کے مقابلہ میں اہل سنت سے عمدہ سلوک کرتا تھا اسی نے احمد بن نصر کے جثہ کو اتروا کر اسے دفن کرنے کا حکم دیا متوکل امام احمد کا بہت اکرام کرتا تھا حاصل یہ کہ عبدالعزیز نے متوکل سے کہا کہ اے امیر! مجھے واثق پر تعجب ہے کہ اس نے احمد بن نصر کو قتل کر دیا حالانکہ اس کی زبان سے کہ دفن تک قرآن کی تلاوت جاری تھی، متوکل کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔

جب وزیر محمد بن عبد الملک بن الزیات کے پاس آیا تو متوکل نے اسے کہا میرے دل میں احمد بن نصر کی بابت خلجان پایا جاتا ہے اس نے کہا اے امیر اگر واثق نے اسے کفر کی حالت میں قتل نہ کیا تو مجھے آگ جلادے پھر ہرثمہ نے کہا میرے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ قاضی احمد نے کہا کہ مجھ پر فاج کا حملہ ہو جائے۔

متوکل نے کہا زیات کو میں نے آگ سے جلادیا۔ ہرثمہ کے اس کے قبیلے والوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ابن ابی داؤد کو اللہ نے موت سے چار سال قبل فاج میں ڈال دیا۔

ابوداؤد نے کتاب المسائل میں احمد بن ابراہیم الدورق کے حوالہ سے احمد بن نصر کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ قلوب اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں اور اللہ بازار میں اس کا ذکر کرنے والے شخص پر مسکراتا ہے۔ انہوں نے کہا جیسے تم نے یہ حدیث سنی اسی طرح بلا کیف روایت کر دو، اسی سال واثق نے حج کا ارادہ کیا لیکن پھر پانی کی قلت کی وجہ سے ترک کر دیا۔

اسی زمانہ میں جعفر بن دینار کو یمن کا نائب بنایا گیا وہ چار ہزار جانبازوں کے ساتھ یمن گیا۔ سال رواں ہی میں عوام نے بیت الماں پر حملہ کر کے

سونا چاندی لوٹ لیا انہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔

اسی سال بلادِ ربیعہ میں خارجی کا ظہور ہوا۔ موصل کے نائب نے اس کا مقابلہ کر کے اس کو شکست دیدی۔
اسی سال اس وصیف خادمِ کردوں کی ایک جماعت جو کہ ۵۰۰ افراد پر مشتمل تھی، گرفتار کر کے لایا گیا، جنہوں نے رھزنی کی تھی۔ خلیفہ نے اسے ۷۵ ہزار دینار دیئے اور اس پر خلعت کی۔

اسی سال خاقان الحادوم بلادِ روم سے آیا اس کے اور رومیوں کے درمیان صلح اور فدیہ کی ادائیگی کی بات مکمل ہو گئی نیز اس کے ساتھ سرحدی سرداروں کی ایک جماعت بھی آئی۔ واثق نے (خلقِ قرآن اور آخرت میں اللہ کی زیارت نہیں ہوگی) کے مسئلے پر ان کے امتحان لینے کا حکم دیا چار کے علاوہ سب نے اثبات میں جواب دیا، ان چار کی گردنیں اڑانے کا حکم دیا اسی طرح واثق نے فرنگی قیدیوں کے امتحان کا بھی حکم دیا اثبات میں جواب دینے والوں کو فدیہ دے کر آزاد کر دیا گیا۔ نفی میں جواب دینے والوں کو آزاد نہیں کیا گیا یہ ایک بڑی بھدی بڑی اندھی اور گونگی بدعت تھی جس کا کتاب و سنت اور عقل صحیح میں کوئی مستند نہیں پایا جاتا بلکہ کتاب و سنت اور عقل صحیح اس کے خلاف ہیں جیسا کہ اپنی جگہ پر بیان ہو چکا۔

فدیہ کی ادائیگی کے معاملہ میں دریائے راس اور سلوقیہ کے پاس طے پایا گیا کہ ہر مسلمان مرد و عورت کو مسلمانوں کے پاس ذمی مرد و عورت کے بدلے چھوڑا جائے گا، چنانچہ نہر پر دو پل بنائے گئے جب رومی کسی مسلمان مرد و عورت قیدی کو چھوڑتے اور وہ مسلمانوں تک پہنچ جاتا تو فضا نعرہ بکیر سے گونج اٹھتی۔ جب مسلمانوں سے چھوڑ کر ان کا قیدی ان تک پہنچتا تو وہ بھی نعرہ بکیر کی طرح کوئی نعرے لگاتے یہ تبادلہ کا عمل مسلسل چار روز تک جاری رہا آخر میں خاقان کے پاس رومی قیدیوں کی ایک جماعت پہنچ گئی ان کے بدلہ میں رومیوں کے پاس کوئی مسلمان قیدی نہیں تھا۔ خاقان نے حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں بھی رہا کر دیا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ طاہر کے بھائی حسن بن حسین کا اسی سال ماہِ رمضان میں طبرستان میں انتقال ہوا۔
اسی زمانہ میں خطاب بن و بدالفلس کا انتقال ہوا۔ اسی سال تیرہ شعبان بدھ کے روز ابو عبد اللہ بن الاعرابی الداویہ کا ۸۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔
منہال، ہارون بن معروف، امام شافعی کے دوست خلقِ قرآن کے مسئلہ پر جیل کاٹنے والے ابو یطی اور مؤطا کو امام مالک سے روایت کرنے والے یحییٰ بن بکیر نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۲ھ

۱۔ ال بنو نمیر نے یمامہ میں فساد مچایا واثق نے بغا بکیر کو جو اس وقت ارضِ حجاج میں تھا ان سے مقابلہ کا حکم دیا اس نے ان سے مقابلہ کر کے ایک جماعت قتل کر دی کچھ کو گرفتار کر لیا باقی ماندہ شکست کھا کر بھاگ گئے، اس کے بعد اس نے بنی تمیم سے مقابلہ کیا بغا بکیر کے جانبازوں کی تعداد دو ہزار کی تھی بنی تمیم کی تعداد دو تین ہزار تھی ان کے درمیان بہت معرکے ہوئے بالآخر بغا بکیر کو فتح ہوئی۔
یہ اسی سال وسطِ جمادی الاخریٰ کا واقعہ ہے اس کے بعد بغا بکیر دشمنوں کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت گرفتار کر کے بغداد لایا اس نے اس معرکے میں دو ہزار سے زائد افراد قتل کئے۔

اسی سال حجاج کو واپسی میں پیاس کی شدت نے تنگ کیا حتیٰ کہ بہت سارے دینار کے بدلہ ایک بار سیراب کیا جاتا پیاس کی شدت میں بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔

اسی زمانہ میں واثق نے دریائی کشتیوں سے عشر ختم کرنے کا حکم دیا اسی برس استقاء کی بیماری کی وجہ سے ماہِ ذی الحجہ میں خلیفہ واثق کی وفات

ہوئی۔ واثق بیماری کی وجہ سے نماز عید پر بھی حاضر نہ ہو سکا۔ قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی نے ان کی نیابت میں لوگوں کو نماز عید پڑھائی مرض کی شدت کی وجہ سے تنور گرم کر کے واثق کو اس میں بٹھایا گیا جس سے مرض کی شدت میں کچھ کمی آگئی۔ دوسرے روز واثق نے گزشتہ روز کے مقابلہ میں تنور زیادہ گرم کرنے کا حکم دیا چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر اس کو تنور میں بٹھا کر تخت رواں پر رکھا گیا اس کے ساتھ اس کے امراء اور وزراء بھی تھے۔ اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا، کسی کو علم نہ ہوا حتیٰ کہ وہ پیشانی کے بل تخت پر گر پڑا، قاضی نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کے غسل و نماز کی ذمہ داری سنبھالی، قصر ہادی میں اسے دفن کیا گیا ان دونوں کو اپنے کئے کا بدلہ مل گیا۔

واثق سفید و سرخ رنگ، حسین جسم، دل کا خبیث، نیت کا خراب تھا اس کی بائیں آنکھ سیاہ تھی جس پر سفید داغ تھا اس کی ولادت سن ۱۹۵ ہجری میں مکہ کے راستے میں ہوئی۔ ۳۶ سال کی عمر میں اس کی وفات ہوئی۔ اس کی مدت خلافت پانچ سال نو ماہ پانچ یوم بارہ گھنٹے ہے اسی طرح ظالموں کو دنیا میں رہنے کا کم موقع ملتا ہے مرض کی شدت کے بعد واثق نے اپنے زمانہ کے نجومیوں کو جمع کیا کیوں کہ احمد خزاعی کے قتل کے بعد اس کا مرض شدت اختیار کر گیا تا وہ اسے اللہ کے پاس پہنچا دے جب سب نجومی جمع ہو گئے تو واثق نے نجومیوں سے اپنی پیدائش اور حکومت کب تک رہی گی کے بارے میں غور فکر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے غور فکر کر کے بتایا کہ ابھی ۵۰ سال واثق مزید حکومت کرے گا لیکن اس کے بعد واثق صرف دس دن زندہ رہا جیسا کہ امام ابو جعفر بن جریر طبری نے بیان کیا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ حسین بن ضحاک نے ذکر کیا ہے کہ وہ مقتسم کی وفات کے چند روز بعد واثق کے پاس گیا وہ اس کی پہلی مجلس تھی جس میں اس نے اسے گانا سنایا۔

(۱)..... اس کی نعلی اٹھانے والوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ انہوں نے اس کی نعلی کو دفن کے لئے اٹھایا ملاقات کے لئے اٹھایا۔

(۲)..... اس کے بارے میں ہر شام چیخ مار کر رونے والی جو چاہے کہے۔

راوی کا قول ہے کہ واثق اور تمام حاضرین اتنے روئے کہ انہیں بھول گیا کہ وہ کس چیز میں مشغول تھے پھر ایک شخص نے یہ پڑھا اسے ناپسندیدگی سے الوداع کیا گیا کہ قافلہ کوچ کرنے والا ہے (اے شخص! کیا تو الوداع کی طاقت رکھتا ہے) اس شعر سے اس کے رونے میں مزید اضافہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ آج جیسی میں نے باپ کی تعزیت اور نفس کا ظلم نہیں سنا اس کے بعد وہ مجلس سے اٹھ کر چلا گیا۔

خطیب نے بیان کیا کہ دہبل بن علی شاعر نے واثق کے خلیفہ بننے کے بعد ایک کاغذ پر چند اشعار لکھ کر دربان کے حوالے کئے کہ امیر کو میری طرف سے سلام کہہ کر یہ اشعار اس کے حوالے کر دینا اور کہہ دینا کہ اس نے آپ کی مدح میں یہ شعر کہے:

(۱)..... تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں کہ اہل صوفی کے سونے کی بعد صبر و تسلی کچھ باقی نہیں رہتے۔

(۲)..... خلیفہ مرگیا اور اس کے لئے کوئی غم کرنے والا نہیں اور دوسرا خلیفہ بنا۔ اس پر کوئی خوش ہونے والا نہیں۔

(۳)..... اس کے مرنے کے ساتھ اس کی نحوست بھی چلی گئی یہ کھڑا ہو تو اس کے کھڑے ہونے کے ساتھ اس کی مصیبت بھی کھڑی ہو گئی۔

راوی کا قول ہے کہ واثق نے اس کے تلاش کرانے میں اپنی پوری کوشش صرف کر دی لیکن اس کی زندگی میں وہ اس کے ہاتھ نہ آیا۔

بعض کا قول ہے کہ واثق کے خلیفہ بننے کے بعد ابن ابی داؤد نماز عید کے بعد اس کے پاس آیا واثق نے کہا اے عبداللہ تمہاری عید کیسی رہی؟ اس نے جواب میں کہا ہم ایسے دن میں تھے جس میں سورج نہیں تھا واثق نے مسکرا کر کہا اے عبداللہ! آپ میرے ساتھ ہیں۔

خطیب کا قول ہے ابو داؤد واثق پر حاوی ہو گیا تھا اسی نے واثق کو لوگوں کی آزمائش پر اکسایا اور لوگوں کو خلق قرآن کی طرف دعوت دی۔ بعض کا قول ہے واثق نے قبل از موت اس سے رجوع کر لیا تھا جیسا کہ متعدد طرق سے معلوم ہوتا ہے، واثق نے قبل از موت اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ واثق کے پاس ایک روز اس کا مودب آیا اس نے اپنے مودب کا خوب اعزاز و اکرام کیا، اس سے اس کی وجہ پوچھی گئی اس نے کہا اس نے سب سے پہلے میری زبان پر اللہ کا ذکر جاری کرایا۔ اور مجھے رحمت الہی کے قریب کیا۔

ایک شاعر نے واثق کو یہ شعر لکھ بھیجا:

(۱)..... میں نے افکار و ہوم کو تو نگری کی طرف سے کھینچ رکھا ہے اور میں نے نفس سے کہا ہے کہ وہ کم طلب سے رک رہے۔

(۲)..... بلاشبہ امیر کے ہاتھوں یہ رزق کی چکی کا مدار ہے جو ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔

اس کے رقعہ سے یہ اثر ہوا ہے تیرے نفس نے مجھے ذلت سے دور کر دیا اور تجھے اسے بچانے کی دعوت دی پس جو تو چاہتا ہے آسانی سے حاصل کر لے اور اس نے اسے بہت عطیہ دیا، اس کا ایک شعر یہ بھی ہے:

”نقدیریں اپنی لگاموں میں چلتی ہیں صبر کرا نہیں کسی حال میں صبر نہیں آتا۔“

واثق کے دو شعر ہیں:

(۱)..... غلط کام چھوڑ دے اس کا ارادہ بھی مت کر جس سے تو اچھائی کرتا ہے اس سے مزید اچھائی کر۔

(۲)..... عنقریب تو دشمن کی تدبیر سے کفایت کیا جائے گا اور تو دشمنی کی بابت تدبیر مت کر۔

قاضی یحییٰ بن اکثم کا قول ہے خلفاء بنو عباس میں سے آج تک کسی نے آل ابی طالب سے واثق سے زیادہ حسن سلوک کا معاملہ نہیں کیا واثق کی وفات کے وقت تمام آل ابی طالب آسودہ حال تھے۔

واثق بوقت وفات بار بار یہ دو شعر پڑھتا رہا:

(۱)..... موت میں امیر و غریب سب مشترک ہیں۔

(۲)..... نہ فقر والوں کو فقرے اور نہ مال والوں کو مال نے نقصان و فائدہ پہنچایا۔

اس کے بعد واثق نے بستر لیٹنے کا حکم دیا تو وہ لپیٹ دیا گیا پھر وہ رخسار زمین کے ساتھ لگا کر کہنے لگا اے ہمیشہ رہنے والی ذات قانی ذات

پر رحم کر۔

بعض کا قول ہے کہ واثق کی وفات کے وقت ہم اس کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ بعض بعض سے کہنے لگے کیا اس کی وفات ہوگئی؟ تو میں دیکھنے کے لئے اس کے قریب گیا کہ کیا اس کے نفس کو افاقہ ہو گیا یا نہیں؟ تھوڑی دیر بعد اسے ہوش آ گیا اس نے میری طرف دیکھا تو میں خوف کی وجہ سے واپس آ گیا میری تلوار کا قبضہ کسی چیز کے ساتھ الجھ گیا قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا، اس وقت واثق کا انتقال ہو گیا جس کمرہ میں وہ تھا اس کا دروازہ بند کر دیا گیا وہ اکیلا اس میں رہ گیا لوگ اس کے بھائی ابو جعفر متوکل کی بیعت میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کی تجہیز و تکفین سے غافل ہو گئے میں نے دروازہ پر چوکیداری کی میں نے گھر میں کسی چیز کی حرکت محسوس کی میں اندر گیا تو دیکھا کہ چوہے نے اس کی وہ آنکھ جس سے اس نے میری طرف دیکھا تھا اور اس کے رخساروں کو کھالیا۔

۲۳۳ھ ذی الحجہ بدھ کے روز قصر ہارونی میں ۳۲ یا ۳۶ سال کی عمر میں واثق نے وفات پائی۔ اس کی مدت خلافت پانچ سال نو ماہ پانچ یوم یا پانچ سال دو ماہ ۲۱ یوم تھی اس کے بھائی جعفر متوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

متوکل علی جعفر بن معتصم کے حالات..... اس کے بھائی واثق کی وفات کے بعد ۲۴ ذی الحجہ بدھ کے روز بوقت زوال اس کی بیعت کی گئی، ترکوں نے محمد بن واثق کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا لیکن اس کے کسمن ہونے کی وجہ سے وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئے متوکل کی عمر بوقت خلافت ۲۶ سال تھی۔ احمد بن ابی داؤد قاضی متوکل نے خلافت کا لباس پہنایا سب سے پہلے اسی نے اس کو سلام خلافت کیا اس کے بعد عام و خاص نے اس کی بیعت کی جمعہ کی صبح انہوں نے متفق ہو کر اس کا لقب مختصر باللہ رکھا۔ ابن داؤد نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اس کا لقب متوکل علی اللہ رکھا جائے چنانچہ سب نے اسی پر اتفاق کر لیا، اس نے اطراف میں خطوط لکھے عام فوج کو آٹھ ماہ کا، مغارہ کو چار ماہ کا باقیوں کو تین ماہ کا وظیفہ دینے کا حکم دیا جس کی وجہ سے تمام لوگ خوش ہو گئے۔

متوکل نے واثق کی زندگی میں خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے اس پر کوئی چیز نازل ہوئی جس پر جعفر المتوکل علی اللہ لکھا ہوا تھا اس نے اس کی تعبیر معلوم کی تو اسے بتایا گیا کہ اس سے خلافت کی طرف اشارہ ہے یہ بات اس کے بھائی واثق کو معلوم ہوئی تو اس نے ایک عرصہ تک جیل میں رکھا، پھر اسے رہا کر دیا۔ اسی سال امیر حج محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔ حکم بن موسیٰ عمرو بن محمد الناقہ نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۳ھ

اسی سال ۷ صفر بدھ کے روز خلیفہ متوکل نے واثق کے وزیر علی بن محمد بن عبد الملک بن الزیات کو گرفتار کیا متوکل اس سے چند وجوہ کی بنا پر ناراض تھا جو درج ذیل ہیں۔

(۱)..... بعض مرتبہ واثق متوکل پر غصہ ہو جاتا تھا ابن زیات اس کے غصہ میں اضافہ کر دیتا تھا یہ بات متوکل نے اپنے دل میں رکھی ہوئی تھی پھر احمد بن ابی داؤد اس کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا تھا۔

(۲)..... ابن زیات نے واثق کو محمد بن واثق کے بارے میں دلی عہد بنانے کا مشورہ دیا اور لوگوں کو اس کی طرف پھیرا۔ متوکل نے دار الخلافہ کے ایک گوشے میں خاموشی اختیار کی ہوئی تھی۔ بلا آخر ابن الزیات کی مرضی کے خلاف متوکل ہی خلیفہ بنا۔ اسی وجہ سے متوکل نے خلافت کے فوراً بعد اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔

وہ ناشتہ کے بعد اس کے پاس آیا اس نے سمجھا کہ خلیفہ نے اسے بلایا ہے اسی وقت اپنی اسے پولیس کے پاس لے گیا اس کا گھیراؤ کیا گیا اسی وقت فوج کو اس کے گھر بھیجا انہوں نے اس کی کل جائداد پر قبضہ کر لیا انہوں نے اس کی خاص مجلس میں شراب نوشی کے برتن پائے متوکل نے سامرا میں فوج بھیج کر اس کی جائداد اپنی تحویل میں لے لی۔

متوکل نے اسے سزا دینے کا حکم دیا انہوں نے اس سے قطع کلامی اختیار کر لی، مسلسل اسے بے خواب رکھنے لگے جب بھی وہ سونے کا ارادہ کرتا تو وہ اسے لوہے کا تار چھو دیتے پھر اس کے بعد لکڑی کے بنے ہوئے تنور میں اسے ڈال دیا جس کے نیچے نجیقیں لگی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس پر ایک چوکیدار مقرر کر دیا جو اسے سونے اور بیٹھنے سے منع کرتا تھا اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا بعض کا قول ہے کہ تنور سے نکالنے کے بعد اس میں کچھ زندگی کی رمت باقی تھی پھر اس نے اس کے پیٹ اور پیٹھ پر ضربیں ماریں حتیٰ کہ اس کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ تنور سے نکال کر اسے جلادیا گیا پھر اس کا جثہ اس کی اولاد کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اسے دفن کر دیا کتوں نے نبش لگا کر اس کا باقی ماندہ گوشت اور کھال کا بھی صفایا کر دیا۔

اس کی وفات اسی سال گیارہ ربیع الاول کو ہوئی اس کی کل جائداد نوے ہزار کی قیمت کے برابر تھی قبل ازیں گزر چکا کہ متوکل نے اس سے احمد بن نصر خزاعی کے قتل کی بابت سوال کیا تو اس نے جواب میں کہا اگر متوکل نے احمد کو کفر کی حالت میں قتل نہ کیا ہو تو اللہ مجھے آگ میں جلا دے متوکل نے کہا تھا کہ میں ہی اسے آگ میں جلاؤں گا۔

اسی زمانہ میں ابن الزیات کے قتل کے بعد جمادی الاولیٰ میں احمد بن ابی داؤد قاضی معتزلی پر فالج کا حملہ ہوا چار سال بعد اس مرض میں اس کا انتقال ہوا جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا تھا۔

جس وقت متوکل نے اس سے خزاعی کے قتل کی بابت سوال کیا تھا جو کہ گزر چکا۔ پھر متوکل نے کونسروں اور کارندوں کی ایک جماعت سے ناراض ہو کر بہت سامال وصول کیا۔

اسی برس متوکل نے اپنے لڑکے محمد مختصر کو حجاز و یمن کا حاکم بنایا، ماہ رمضان میں یہ تقرری عمل میں آئی۔ اسی زمانہ میں رومی بادشاہ توفیل بن میخائل نے اپنی والدہ تروہ کا قصد کیا، اسے شمس مقام پر ٹھہرا کر ایک خانقاہ اس کے حوالے کر دی جس شخص کے ساتھ وہ متہم تھی اسے قتل کر دیا اس کی بادشاہت چار سال رہی۔ امیر مکہ محمد بن داؤد نے اسی سال لوگوں کو حج کرایا۔

ابراہیم بن حجاج شامی، حیان بن موسیٰ عربی سلیمان بن عبد الرحمن دمشقی سہل بن عثمان عسکری، محمد بن ساعد قاضی، مولف مغازی محمد بن عازر دمشقی، یحییٰ مقابری اور ائمہ جرح و تعدیل میں سے یحییٰ بن معین نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۳ھ

اسی سال محمد بن بعیث بن حلبس نے آذربائیجان میں بغاوت کردی لوگوں کے سامنے متوکل کا وفات پانا ظاہر کیا ان صوبوں کے کافی لوگ اس کے پیروکار بن گئے وہ مرند شہر میں قلعہ بند ہو گیا ہر طرف سے فوج اس کی طرف آئی متوکل نے پے درپے اس کے مقابلہ میں کئی لشکر روانہ کئے انہوں نے چاروں طرف سے اس کے شہر پر محاصرہ کر دیا اور اس کا سخت محاصرہ کر لیا اس سے خوفناک مقابلہ کیا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے بڑے استقلال کا مظاہرہ کیا بغاوت ختم ہونے پر اس کے اموال کو مباح کر دیا اس کے سرکردہ ساتھیوں میں کافی لوگوں کا خاتمہ کر دیا باقی ماندہ کو گرفتار کر لیا۔ ابن البعیث کی قرب کا خاتمہ کر دیا۔ اسی برس جمادی الاولیٰ میں متوکل مدائن گیا۔

اسی زمانہ میں امیر کبیر والی مکہ ایٹاخ نے حج کیا منا پر اس کے لئے دعا کی گئی یہ ایک خزرعی باورچی غلام تھا اس کا آقا سلام الابرش سے مشہور تھا۔ معتمد نے ۱۹۹ھ میں اسے اس سے خرید لیا تھا۔ پھر اس نے معتمد کے ہاں اونچا مقام حاصل کر لیا پھر اس کے بعد واثق کے پاس بھی اسی طرح رہا اس نے بہت سی عملداریاں اس کے سپرد کیں پھر اس کے بعد متوکل کے پاس بھی اسی طرح رہا اسے اپنی شہسواری، جوانمردی دلیری کی وجہ سے یہ مقام ملا۔ اسی سال ایک شب اس نے متوکل کے پاس شراب پی لی، متوکل نے اس پر سختی کی اس نے متوکل کے قتل کا ارادہ کر لیا صبح ہونے کے بعد متوکل نے اس سے عذر خواہی کرتے ہوئے کہا کہ آپ میرے والد اور مربی ہیں پھر ایٹاخ نے اس سے حج کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے حج کی اجازت دیدی جس شہر میں اس نے فروکش ہونا تھا اس کا اسے امیر بنادیا جس وقت وہ حج پر روانہ ہوا تو جرنیل اس کی خدمت کے لئے اس کے ساتھ تھے متوکل نے اس کی جگہ وصیف خادم کو دربان بنالیا۔

اس سال امیر مکہ محمد بن داود نے لوگوں کو حج کرایا۔ ابو خثیمہ زہیر بن حرب، سلیمان بن داود الشارکونی، عبد اللہ بن محمد نفیلی، ابو نع زہرانی، علی بن عبد اللہ بن جعفر، محمد بن عبد اللہ بن نمیر، محمد بن ابوبکر مقدنی، معانی الرسیفی اور یمن بن یحییٰ لیشی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۵ھ

اسی سال جمادی الثانی میں جیل میں ایٹاخ کی ہلاکت کا واقعہ پیش آیا کیوں کہ حج سے واپسی پر اسے خلیفہ کے ہدایا موصول ہوئے جب اس نے سامرا میں داخل ہونے کا ارادہ کیا جہاں پر متوکل تھا بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم نے خلیفہ کے حکم سے اسے بلوایا تھا تا کہ امراء اور بنی ہاشم کے سرکردہ لوگ اس سے ملاقات کریں، چنانچہ وہ بڑی شان و شوکت سے بغداد میں داخل ہوا۔ اسحاق بن ابراہیم نے اس کو اور اس کے دونوں لڑکوں مظفر اور منصور اور اس کے دونوں کاتبوں سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد نصرانی سمیت گرفتار کر لیا پھر اس نے اسے عقوبت خانہ میں بند کر دیا۔

ایٹاخ کی ہلاکت شدت پیاس کی وجہ سے ہوئی کیونکہ اس نے شدید بھوک کے بعد کھانا کھایا، پھر اس نے پانی طلب کیا تو اسے پانی نہیں دیا گیا حتیٰ کہ اسی سال پانچ جمادی الاولیٰ بدھ کے روز اس کی وفات ہو گئی، اس کے دونوں لڑکے متوکل کے دور خلافت میں جیل میں رہے، پھر متوکل کے لڑکے مختصر نے خلیفہ بننے کے بعد ان کو رہا کر دیا

اسی زمانہ میں شوال میں بغاوت محمد بن بعیث اور اس کے دونوں بھائیوں صقر اور خالد اور ان کے دونوں نائب علماء اور اس کی جماعت کے ۱۸۰ سرکردہ افراد کو سامرا لے کر آیا وہ لوگوں کو دکھانے کے لئے انہیں اونٹوں پر سوار کر کے لایا جب ابن البعیث کو متوکل کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا متوکل نے تلوار اور چمڑے کا فرش منگوایا جلاد آ کر اس کے ارد گرد کھڑے ہو گئے متوکل نے ابن البعیث سے کہا تو ہلاک ہو کس چیز نے تجھے بغاوت پر آمادہ کیا اس نے کہا اے خلیفہ بد بختی نے آپ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک کھنچی ہوئی رسی ہیں آپ کے بارے میں دو گمانوں نے میرے دل کی طرف سبقت دی ان میں سے ایک آپ کا عفو ہے پھر وہ فی البدیہہ کہنے لگا۔

(۱)..... لوگوں نے مان لیا کہ آپ آج مجھے قتل کر دیں گے جو امام احمدی ہیں اور معاف کرنا انسان کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

(۲)..... میں خطا کی پیداوار ہوں آپ کا غفور نبوت سے پیدا ہوا۔

(۳)..... آپ بلند یوں کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے بہتر ہیں، بلاشبہ آپ کام کرنے والوں میں سے بہتر ہیں۔

متوکل نے کہا یہ ادیب ہے پھر اس نے اسے معاف کر دیا بعض کا قول ہے کہ معتز بن متوکل نے اس کے بارے میں سفارش کی متوکل نے اس کی سفارش قبول کر لی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی بیڑیوں سمیت اسے جیل میں ڈال دیا گیا وہ ایک مدت بعد جیل سے فرار ہو گیا فرار ہوتے وقت اس نے یہ اشعار کہے:

(۱)..... تو نے کتنے ہی امور کا فیصلہ کیا جو دوسروں نے چھوڑ دیئے تھے اسے افلاس نے مضبوطی سے پکڑ لیا۔

(۲)..... جو شے میرے لئے نفع بخش نہیں اس میں مجھے ملامت مت کر مجھ سے دور ہو جا قلم چل چکا۔

(۳)..... تنگی اور خوشحالی دونوں میں مال تلف کروں گا نئی وہ ہے جو ناداری میں عطا کرے۔

اسی سال متوکل نے ذمیوں کو مسلمانوں سے لباس، عمام اور کپڑوں میں متمیز رہنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ اماموں کے آگے پیچھے کپڑوں کے رنگ کے مخالف پٹیاں ڈالیں کسانوں کی طرح زنا استعمال کریں، گھوڑے پر سوار نہ ہوں ان کا پالان لکڑی کا ہو اس کے علاوہ بھی دیگر ایسے امور کا انہیں حکم دیا جو ان کی نفسوں کو ذلیل کرنے والے تھے نیز وہ کاغذ استعمال نہ کریں جن پر مسلمانوں کے لئے حکم ہوا ان کے گرجا گھروں کو ویران کرنے کا حکم دیا ان کی وسیع جگہوں کی وسعت ختم کر دی انہیں عشر ادا کرنے کا حکم دیا ان کی کشادہ جگہوں کو مساجد بنانے کا حکم دیا ان کی قبریں زمین کے برابر کر دی گئیں یہ حکم تمام شہروں اور صوبوں میں لکھ کر بھیج دیا گیا۔

اسی سال محمود بن الفرغ انیشا پوری کا ظہور ہوا جس لکڑی پر بابک کو سولی دی گئی تھی وہ اس کے قریب آ کر بیٹھتا تھا جو (سرمین رای) میں دار الخلافہ کے قریب تھی اس نے نبوت اور ذوالقرنین کا دعویٰ کیا۔ ۲۹ افراد پر ایک چھوٹی سی جماعت اس کی خلافت اور جہالت پر اس کے ساتھ متفق ہو گئی اس نے ان کے لئے ایک فرضی قرآن بھی بنایا تھا جس کے بابت اس کا کہنا تھا کہ حضرت جبرائیل اللہ کی طرف سے اس کے پاس یہ قرآن لے کر آئے ہیں اسے پکڑ کر متوکل کے پاس لایا گیا متوکل نے اس سے اقرار جرم کروا کر اسے اپنے سامنے کوڑے لگوائے اس نے اپنے قول سے رجوع کرتے ہوئے آئندہ کے لئے توبہ کی۔ خلیفہ نے اس کے قلعین میں سے ہر ایک کو اسے تھپڑ لگانے کا حکم دیا چنانچہ ہر ایک نے اسے دس تھپڑ مارے ان سب پر اللہ کی لعنت ہو پھر اسی سال تین ذی الحجہ بدھ کے روز اس کی وفات ہو گئی۔

اسی برس ۲۷ ذی الحجہ ہفتہ کے روز متوکل نے اپنے بعد اپنی اولاد کو ولی عہد بنانے کے لئے لوگوں سے بیعت لی ان کا نام محمد بن مختصر ابو عبد اللہ المعتز (جس کا نام محمد یا زبیر تھا) ابراہیم (جس کا نام اس نے الموید باللہ رکھا اور اسے خلافت نہیں ملی) ہے۔ متوکل نے ہر ایک کو کچھ علاقے دیدیئے جن کے وہ نائب تھے ان میں اس کے نام کی کرنسی بھی بنائی جاتی تھی۔ ابن جریر نے ان میں سے ہر ایک کے شہر اور صوبے بھی مقرر کئے ہیں۔ متوکل نے ہر ایک کے لئے دو ہزار باندھے، سیاہ ہار ولی عہدی کا دوسرا ہار عامل ہونے کا، اپنی رضامندی کی ان کے لئے تحریر بھی لکھی اکثر امراء نے ان کی بیعت کی یہ ایک تاریخی دن تھا۔

سال رواں ہی کے سال ذی الحجہ میں دجلہ کا پانی تین روز تک زردی مائل ہو گیا پھر اس پانی میں تلخٹ آ گئی، لوگ اس سے گھبرا گئے۔

اسی زمانہ میں متوکل کے پاس یحییٰ بن عمر بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو نواحی علاقوں سے پکڑ کر لایا گیا کچھ شیعہ اس کے ساتھ جمع ہو گئے تھے۔ اس نے اس کے مارنے کا حکم دیا چنانچہ صحیح کے اٹھارہ کوڑے اسے مارے گئے پھر اسے زمین دوز قید خانہ میں بند کر دیا گیا اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابن جریر کا قول ہے اسی سال ۲۳ ذی الحجہ منگل کے روز بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کی وفات ہوئی اس کی جگہ اس کا لڑکا محمد وزیر بنایا گیا اس پر پانچ خلعتیں کی گئیں تلواریں اسے علاقہ ڈالا گیا۔

میں کہتا ہوں کہ اسحاق مامون کے زمانہ میں عراق کا نائب تھا وہ اپنے سادات اور اکابر کی تتبع میں خلق قرآن کا داعی تھا جن کے بارے میں ارشاد

خداوندی ہے (اے ہمارے رب ہم نے اپنے سادات و اکابر کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں راہ حق سے بھٹکا دیا) وہی لوگوں کی آزمائش کرتا تھا اور انہیں مامون کے پاس بھیجا کرتا تھا۔

اسحاق بن ماہان..... الموصلی الندیم، الادیب، ابن الادیب جو اپنے وقت کا نادر اشکل تھا فقہ، حدیث، جدل، کلام، لغت اور شعر میں ہر فن مولیٰ تھا لیکن گانا گانے میں مشہور تھا اس لئے کہ اس وقت اس فن میں اس کی نظیر نہیں تھی۔
معصم کا قول ہے کہ اسحاق جب گانا گاتا ہے تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس نے میری حکومت میں اضافہ کر دیا۔ مامون کا قول ہے اگر اسحاق بن ماہان گانے میں مشہور نہ ہوتا تو میں اسے قاضی بنا دیتا کیونکہ اس کی عفت، پاک دامنی اور امانت کا مجھے علم ہے۔ اس کے عمدہ اشعار اور ایک بڑا دیوان بھی ہے اس کے پاس تمام فنون کی متعدد کتب تھیں۔ اسی یا آئندہ یا گزشتہ سال وفات پائی۔ ابن عساکر نے بھرپور انداز میں اس کے حالات بیان کئے اس کی عمدہ باتیں شاندار اشعار اور حیرت کن حکایت بھی نقل کی ہیں جن کا شمار مشکل ہے عجیب بات یہ ہے کہ اس نے ایک روز یحییٰ بن برمک کو گانا سنایا تو اس نے اسے اور اس کی اولاد کو ایک کروڑ درہم دیئے۔
شرح بن یونس، شیبان بن فروخ، عبید اللہ بن عمر خواریری اور اپنے زمانہ کے جلیل القدر امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۶ھ

اسی سال متوکل نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر اور اس کے ارد گرد مکانات اور حویلیاں منہدم کرنے کا حکم دیا لوگوں میں اعلان کروایا کہ جو شخص تین روز بعد یہاں پایا گیا اسے زمین و وزقید خانہ میں ڈال دیا جائے گا اس وجہ سے سب لوگ وہاں سے چلے گئے اس جگہ کو کاشت کاری کے لئے خاص کر دیا گیا، وہاں پر ہل چلایا جاتا اور غلہ حاصل کیا جاتا اسی سال محمد بن مختصر بن متوکل نے لوگوں کو حج کرایا اسی سال محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے اپنے چچا محمد بن ابراہیم بن مصعب کو زہر دے کر ہلاک کر دیا یہ محمد بن ابراہیم امراء کبار میں سے تھا۔
اسی زمانہ میں مامون کی بیوی بوران کے والدوزیر حسن بن سہل نے وفات پائی یہ سرداروں میں سے تھا بعض کا قول ہے اسحاق بن ابراہیم معنی نے بھی اسی برس وفات پائی۔ واللہ اعلم
سال رواں ہی میں اچانک ابوسعید محمد بن یوسف مروز کی وفات ہوئی اس کی جگہ اس کے لڑکے یوسف کو ارمینہ کا نائب بنایا گیا ابراہیم بن منذر حرابی، مصعب بن عبد اللہ زبیری، ہدبہ بن خالد قیس نے اسی سال وفات پائی ابو الصلت ہروی ضعیف کی وفات اسی سال ہوئی۔

واقعات ۲۳۷ھ

اسی سال آرمینہ کے نائب یوسف بن محمد بن یوسف نے وہاں کے بڑے جرنیل کو گرفتار کر کے خلیفہ کے نائب کے پاس بھیج دیا اتفاقاً اسی دن ان علاقوں میں شدید برف باری ہوئی وہاں کے باشندوں نے گروہ بندی کر لی انہوں نے اس کے شہر کا محاصرہ کر لیا جس میں یوسف تھا یوسف ان کے مقابلہ میں آیا تو انہوں نے اسے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت سمیت قتل کر دیا نیز سردی کی شدت سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔
جب متوکل کو اس قبیح امر کی اطلاع ملی تو اس نے بغا کبیر کو ایک بڑے لشکر کے ہمراہ ان کے مقابلہ میں بھیجا اس نے محاصرہ کرنے والوں میں سے تیس ہزار کو قتل کر دیا ایک بڑی جماعت کو قیدی بنالیا اس کے بعد بغا کبیر سفر جان کے صوبہ الباق کے علاقہ کی طرف روانہ ہو گیا اور بڑے بڑے شہروں کی طرف گیا حکومتوں کو آباد کیا نواح و بلاد کو دبا یا۔
اسی سال صفر میں متوکل علی بن ابی داؤد قاضی معتزلی سے ناراض ہو گیا وہ نا انصافیوں پر نگران تھا متوکل نے اسے معزول کر کے یحییٰ بن اسلم کو

چیف جسٹس اور مظالم کی روک تھام کا افسر بنا دیا۔ ربیع الاول میں خلیفہ نے ابن ابی داؤد کی جاکیروں پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اس کے لڑکے ابوالولید محمد کو تین ربیع الاول ہفتہ کے روز جیل میں ڈال کر اس پر جرمانہ عائد کر دیا وہ ایک لاکھ بیس ہزار دینار لایا اور بیس ہزار کی قیمت کے نفیس جواہرات لایا پھر سولہ لاکھ درہم پر صلح ہو گئی۔

قبل ازیں گزر چکا ہے کہ ابن ابی داؤد پر فاج کا حملہ ہو گیا پھر اس نے اس کے اہل کو اہانت آمیز طریقہ سے سامرا سے بغداد و جلاوطن کر دیا۔ ابن جریر کا قول ہے کہ ابوالعاصیہ نے اس بارے میں کہا ہے کہ:

(۱)..... اگر تجھ میں اشد ہوتا اور تیرے عزم میں درنگی ہوتی۔

(۲)..... تو توفیقہ میں مشغول ہوتا، خلق قرآن کے مسئلہ میں نہ پڑتا۔

(۳)..... اگر جہالت اور حماقت نہ ہوتی تو تیرا کوئی حرج نہ تھا جب کہ اصل دین فرع میں بھی انہیں اکٹھا کرتی ہے۔

اسی سال عید الفطر کے موقع پر متوکل نے احمد بن نصر خزاعی کے جشہ کو اتارنے اور اس کے سر اور جسم کو جمع کر کے اس کے وارثوں کے حوالے کرنے کا حکم دیا اس فیصلہ سے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے جنازہ میں بیس ہزار لوگ جمع ہوئے اور وہ احمد کے تابوت اور اس کے جنازہ کی لکڑی کو چومنے لگے، یہ ایک تاریخی دن تھا۔

اس کے بعد عوام الناس اس تنے کے پاس آ کر جس پر احمد کو سولی دی گئی تھی اسے بھی چھونے لگے عوام خوشی میں کود پڑے متوکل نے نائب کو خط لکھا کہ عوام کو اس قسم کی باتوں اور بشر کے بارے میں غلو کرنے سے روکا جائے پھر متوکل نے اطراف میں خط کے ذریعہ لوگوں کو علم کلام اور خلق قرآن کے بابت گفتگو کرنے سے منع کیا اور اعلان کیا کہ آج کے بعد جو شخص علم کلام سیکھے گا اور اس کے بارے میں گفتگو کرے گا تو موت تک کے لئے اس کا ٹھکانہ زمین دوز قید خانہ ہوگا۔ نیز اس نے لوگوں کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ قرآن و سنت کے دائرے سے باہر نہ نکلیں۔

اس کے بعد متوکل نے امام احمد کو بغداد سے بلوا کر ان سے ملاقات کی ان کا خوب اعزاز و اکرام کیا اس نے بہترین ہدایا انہیں پیش کئے لیکن آپ نے قبول نہیں فرمائے اپنے ملبوسات میں سے متوکل نے آپ کو خاص خلعت دی اس سے آپ نے بہت شرم محسوس کیا کہ اپنے گھر تک اسے پہنا پھر سختی سے اتار کر اسے پھینک دیا۔ متوکل روزانہ اپنے خاص کھانے میں سے آپ کے پاس کھانا بھیجتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ امام احمد اس کا کھانا کھاتے ہیں لیکن آپ مسلسل روزے رکھتے تھے اس لئے کہ آپ کی رضا کے موافق کوئی چیز آپ کو کھانے کیلئے میسر نہیں تھی لیکن آپ کے دونوں لڑکے صالح اور عبد اللہ آپ سے خفیہ طور پر آپ سے وہ ہدایا قبول کرتے تھے اگر ان کی بغداد سے جلدی واپسی نہ ہوتی تو امام احمد کو بھوک کی وجہ سے اپنی موت کا خطرہ تھا متوکل کے زمانہ میں سنت کا مقام بلند ہو گیا متوکل امام احمد کے مشورے کے بغیر کسی کو حاکم نہیں بناتا تھا۔ متوکل نے یحییٰ بن اٹم کو آپ ہی کے مشورہ سے قاضی ابوداؤد کی جگہ چیف جسٹس بنایا۔ یحییٰ بن اٹم ائمہ سنت علماء ناس فقہ و حدیث کی تعظیم کرنے والوں میں سے اور قبیح سنت تھا متوکل نے اپنی طرف سے حبان بن بشر کو مشرقی بغداد اور سوار بن عبد اللہ کو مغربی بغداد کا قاضی بنایا یہ دونوں ایک چشم تھے ابن ابی داؤد کے بعض ساتھیوں نے اس موقع پر درج ذیل اشعار کہے:

(۱)..... میں نے عجیب بات دیکھی کہ بغداد کے دو قاضی افسانہ بنے ہوئے ہیں۔

(۲)..... ان دونوں نے اندھے پن کو لمبائی میں اس طرح تقسیم کیا ہوا ہے جس طرح انہوں نے قضاۃ تقسیم کی ہوئی تھی۔

(۳)..... ان دونوں میں سے سر کو حرکت دینے والے کو خیال کیا جاتا ہے کہ وہ میراث اور فرض میں غور فکر کر رہا ہے۔

(۴)..... گویا تو نے اس پر مٹکا رکھ دیا ہے کہ اس کے سراخ کو تو نے ایک آنکھ سے کھولا ہے۔

(۵)..... جب قضا کا افتتاح دو یک چشموں سے کیا جائے تو وہ دونوں یحییٰ کی ہلاکت سے زمانہ کو شکست دینے والے ہیں۔

اسی سال گرمیوں کی جنگ یحییٰ آرمینی نے لڑی۔ اسی سال علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر منصور امیر حجاز نے لوگوں کو حج کرایا۔ حاتم الاصم، عبد اللہ بن حماد، عبید اللہ بن معاذ غنیری اور ابو کامل فضیل بن حسن محمد ری نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۸ھ

اسی سال ربیع الاول میں بغا کبیر نے تفلیس شہر کا محاصرہ کر لیا تفلیس کا حاکم اس کے مقابلہ میں نکلا۔ بغا کبیر نے اسے گرفتار کر کے اس کی گردن اڑا کر اسے سولی دیدی، اس نے آگ مٹی کے تیل میں ڈال کر شہر کی طرف پھینک دی اس شہر کی اکثر عمارتیں چیل کی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں اس نے اس کی اکثر عمارتیں اور پچاس ہزار باشندے جلادئے دو دن بعد آگ بجھ گئی اس لئے کہ چیل کی لکڑی کی آگ باقی نہیں رہتی۔ فوج نے شہر میں داخل ہو کر اس کے باقی ماندہ افراد قتل کر دیئے اور ان سے جانور چھین لئے اس کے بعد بغا کبیر دوسرے شہروں کی طرف چلا گیا جن کے باشندوں نے نائب آرمینیہ یوسف بن محمد یوسف کے قتل میں مدد کی تھی اس نے اس کا بدلہ لیا اور اس پر جرأت کرنے والوں کو سزا دی۔

اسی زمانہ میں فرنگی تین سو کشتیوں میں سوار ہو کر دمیاط کی طرف مصر کے ارادے سے آئے پھر انہوں نے اس میں اچانک داخل ہو کر اس کے باشندوں کو قتل کر دیا جامع مسجد اور منبر کو جلادیا اس کی ۶۰۰ خواتین گرفتار کر لیں جن میں سے ۱۲۵ مسلمان تھیں باقی سب قبطی تھیں۔ انہوں نے ان کا مال ساز و سامان ہتھیار قابو کر لئے لوگ ان سے خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے بحیرہ قنیس میں غرق شدگان کی تعداد فرنگیوں کے ہاتھوں گرفتار ہونے والوں سے بھی زیادہ تھی اس کے بعد وہ غیرت کھا کر اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اللہ ان پر لعنت کرے۔ اس سال موسم گرما کی جنگ علی بن یحییٰ آرمینی نے لڑی گذشتہ امیر حج نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

عظیم امام اور مجتہد اسحاق بن راہویہ، بشر بن ولید فقیہ حنفی، طالون بن عباد، محمد بن بکار زیات، محمد بن برجانی محمد بن ابی السریٰ عسقلانی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۹ھ

اسی سال محرم میں متوکل نے ذمیوں کو لباس الگ کرنے کا سختی سے حکم دیا۔ اسلام میں نئے گرجوں کی تخریب کا حکم دیا۔ اسی زمانہ میں متوکل نے علی بن جہم کو خراسان جلاوطن کیا۔

اسی برس اتفاقاً نصاریٰ کے شعائین اور یوم النیر و زائیک ہی دن میں آگئے یعنی ۲۰ ذی الحجہ ہفتہ کے روز نصاریٰ نے خیال کیا کہ اسلام میں یہ واقعہ پہلی بار پیش آیا اس سال بھی گرمیوں کی جنگ علی بن یحییٰ آرمینی نے لڑی۔ والی مکہ عبداللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ ابو الولید محمد بن قاضی احمد بن ابی داؤد ایاری معتزلی نے اس سال وفات پائی میں کہتا ہوں داؤد بن رشید اہل دمشق کے مؤذن صفوان بن صالح، عبدالملک بن حبیب الفقیہ مالکی صاحب تفسیر و مسند مشہور عثمان بن ابی شیبہ محمد بن مہران رازی محمود بن غیلان اور وہب بن نفیر نے اسی سال وفات پائی۔

احمد بن عاصم انطاکی..... ابو علی الواعظ الزاہد، عابدین زاہدین میں سے تھے زہد اور معاملات کے قلوب کی بابت ان کا نہایت عمدہ کلام ہے ابو عبدالرحمن سلمیٰ کا قول ہے کہ احمد بن عاصم حارث محاسبی اور بشر حافی کے طبقہ میں سے تھے ابو سلیمان درانی نے تیزی فراست کی وجہ سے ان کا نام جاسوس القلوب رکھا ہوا تھا، ابو معاویہ اعمیٰ اور اس کے طبقہ کے لوگوں سے آپ نے روایت کی، آپ سے احمد بن حواری محمود بن خالد اور ابو زرعد مشقی وغیرہ نے روایت کی آپ سے احمد بن حواری نے عن مخلص بن حسین عن ہشام بن حسان نے روایت کیا ہے کہ ایک روز صبح کے وقت میں نے حسن بھری کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر ان سے پوچھا اے ابو سعید! آپ جیسا شخص اس وقت بیٹھا ہوا ہے۔

حسن بھری نے جواب دیا کہ میں نے وضو کر کے نماز پڑھنے کا بھی ارادہ کیا ہی تھا لیکن میرے نفس نے مجھے آرام کی دعوت دی تو میں نے اس کی بات نہیں مانی۔

احمد بن عاصم کے اقوال زیریں..... (۱)..... جب تو اپنے قلب کی اصلاح کا ارادہ کرے تو اپنے جوارح کی اصلاح سے اس میں مدد حاصل کر۔

- (۲)..... باقی ماندہ زندگی کی اصلاح کرنا مفت کی غنیمت ہے اس کی برکت سے گزشتہ گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔
 (۳)..... تھوڑا سا یقین تیرے قلب سے سارا شک نکال دے گا اور تھوڑا سا شک تیرے دل سے سارا یقین زائل کر دے گا۔
 (۴)..... جو شخص اللہ کا ہوتا ہے تو وہ اس کو زیادہ جانتا ہے جس سے وہ زیادہ ڈرتا ہے۔
 (۵)..... دنیا میں تیرا بہترین دوست غم ہے وہ دنیا سے تجھے دور کر کے آخرت تک پہنچا دے گا۔
 احمد کے اور اشعار بھی ہیں:

- (۱)..... میں نے ارادہ کیا لیکن عزم نہیں کیا اگر میں سچا ہوتا تو عزم کرتا لیکن دودھ چھڑانا سخت ہے۔
 (۲)..... اگر میرے لئے عقل و یقین ہوتے تو میں جلاہ اعتدال سے نہ پھرتا۔
 (۳)..... کاش! سلوک کے علاوہ میری خواہش ہوتی لیکن میں قضاء و قدر سے کیسے پھر سکتا ہوں۔
 (۴)..... ہم حیران اور مذہذب رہ گئے ہم صدق کے متلاشی ہیں اس کی طرف کوئی راہ نہیں۔
 (۵)..... محبت کے اسباب ہم پر ہلکے ہیں محبت کے خلاف اسباب ہم پر بوجھل ہیں۔
 (۶)..... سچائی جگہوں سے مفقود ہو گئی حتیٰ کہ آج اس کے بیان پر کوئی دلیل نہیں۔
 (۷)..... ہم کسی خوف زدہ کو نہیں دیکھتے جو ہمیں خوف لاحق کر دے ہم اس کے بیان میں اسے سچا نہیں سمجھتے۔
 (۸)..... اپنے سے نرمی کر ہر معاملہ ختم ہونے والا ہے اور اپنے آپ سے غم کی لہر دور کر وہ ہٹ جائے گی۔
 (۹)..... ہر تکلیف اور غم کے بعد فراخی ہے۔
 (۱۰)..... زمانہ چاہے کتنا طویل ہو مصیبت یا خود ختم ہو جائے گی یا موت اس کا خاتمہ کر دے گی۔

واقعات ۲۴۰ھ

اسی سال اہل حمص نے اپنے گورنر ابو الغیث موسیٰ بن ابراہیم الرافقی پر حملہ کر دیا کیوں کہ اس نے ان کے ایک سردار کو قتل کیا تھا۔ انہوں نے اس کو اپنے پاس سے نکال دیا متوکل نے اسی کو ان کا امیر بنادیا اور سفیر سے کہا کہ اگر وہ اسے قبول کر لیں تو فہماور نہ مجھے اطلاع کر دینا جب وہ ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اس نے ان میں عجیب و غریب کام کئے۔
 اسی زمانہ میں متوکل نے یحییٰ بن اٹم کو چیف جسٹس کے عہدے سے معزول کر کے اس پر ۸۰ ہزار دینار کا جرمانہ عائد کیا ارض بصرہ میں اس کی بہت سی اراضی پر قبضہ کر لیا اس کی جگہ جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی کو چیف جسٹس بنادیا۔ اسی سال محرم میں احمد بن ابی داؤد نے اپنے لڑکے کی وفات کے ۲۰ روز بعد اس دار فانی کو الوداع کہا۔

احمد بن ابی داؤد..... یہ احمد بن ابی داؤد یا ذی المعزلی، نام الفرج یا دعی تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کے نام اور کنیت میں کوئی فرق نہیں۔
 ابن خلکان نے ان کا نسب یہ بیان کیا ابویع عبداللہ احمد بن ابی داؤد فرج بن جریر بن مالک بن عبداللہ بن عباد بن سلام بن ہند بن عبد نجم بن مالک بن فیض بن معد بن برجان بن دوس ہزلی بن امیر بن حریفہ بن زہیر بن ایاد بن اد بن معد بن عدنان۔
 خطیب کا قول ہے کہ ابن جریر ابی داؤد معتصم اور واثق کے زمانہ میں چیف جسٹس تھے۔ ابی داؤد سختی اور فیاض بااخلاق، باادب تھا لیکن اس نے مذہب جہمیہ کا اعلان کیا اور خلیفہ کو خلق قرآن اور آخرت میں دیدار الہی کے بارے میں لوگوں کو آزمائش پراکسایا۔

صولی کا قول ہے برا مکہ کے بعد لوگوں کے ہاں ابی داؤد سے زیادہ مکرم کوئی نہیں تھا اگر یہ اپنے نفس کو آزمائش کی محبت میں نہ ڈالتا تو اس پر سب لوگ اتفاق کر لیتے۔ مؤرخین کا قول ہے ابی داؤد کا سن ولادت ۱۶۰ھ ہے یحییٰ بن اکثم سے عمر میں ۲۰ سال چھوٹا تھا۔ ابن خلکان کا قول ہے ابی داؤد کا تعلق اصلاً بلاؤتسرین سے تھا اس کا والد تجارت کے لئے شام جاتا تھا پھر ابی داؤد کو لے کر عراق چلا گیا، ابی داؤد وہاں پر علم میں مشغول ہو گیا واصل بن عطاء کے دوست ہیاج بن علاء سلمیٰ کی صحبت اختیار کی اس سے مذہب اعتزال حاصل کیا بعض کا قول ہے ابی داؤد نے یحییٰ بن اکثم قاضی کی صحبت اختیار کر کے ان سے علم حاصل کیا ابن خلکان نے کتاب الوفيات میں آپ کے حالات تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

ایک شاعر نے آپ کی تعریف میں ایک شعر کہا:

”رسول اللہ خلفاء ابی داؤد سب ہم میں سے ہیں۔“

ایک شاعر نے ان کے رد میں چند اشعار کہے:

(۱)..... نزار پر فخر کرنے والوں سے کہہ دو کہ وہ زمین میں لوگوں کے سردار ہیں۔

(۲)..... رسول اللہ خلفاء ہم میں سے ہیں ہم بنی عیاد کے داعیوں سے اظہار برأۃ کرتے ہیں۔

(۳)..... ہم یاد میں سے نہیں جب وہ احمد بن ابی داؤد کی دعوت تسلیم کر لیں۔

جب احمد بن ابی داؤد کو ان کے اشعار کا علم ہوا تو اس نے کہا اگر میں سزا کو پسند نہ کرتا تو میں اسے عبرت ناک سزا دیتا چنانچہ اس نے اسے معاف کر دیا۔

خطیب کا قول ہے کہ ازہر نے متعدد طرق سے ہم سے جریر بن احمد ابو مالک کا قول نقل کیا ہے کہ میرا والد احمد بن ابی داؤد نماز کے دوران اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے اللہ سے مخاطب ہو کر یہ اشعار پڑھتا تھا۔

(۱)..... تو کمزور سبب نہیں ہے امور کی فلاح کا مدار اسباب کی قوت پر ہوتا ہے۔

(۲)..... آج ہم آپ کے محتاج ہیں اس لئے کہ مرض کے وقت ہی ڈاکٹر کو بلایا جاتا ہے۔

خطیب نے روایت کیا کہ ابو تمام ایک روز ابن ابی داؤد کے پاس آ کر کہنے لگا شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں اس نے کہا یہ ایک سے ناراض اور تو سب سے ناراض ہے پھر اس نے اس سے پوچھا تو نے یہ بات کہاں سے حاصل کی؟ اس نے جواب دیا ابو نواس کے اس قول سے۔ اللہ کے لئے عجیب نہیں کہ وہ سارے عالم کو فرد واحد میں جمع کر دے ابو تمام نے ایک روز اس کی تعریف میں کہا۔

(۱)..... سارے زمانہ کی برائیاں احمد بن ابی داؤد کی اچھائیوں میں تبدیل ہو گئی۔

(۲)..... تو نے آفاق میں سفر صرف اس لئے کیا ہے کہ میری سواری اور میرا توشہ تیرے عطیہ سے ہو۔

(۳)..... تیری بابت گمان اور امیدیں کیا ہی خوب ہیں خواہ میری سواری شہروں میں بے قرار رہے، اس نے اس سے پوچھا کتنا تو ان اشعار میں منفرد ہے یا کوئی اور بھی تیرے ساتھ اس میں شریک ہے اس نے جواب دیا میرا گمان ہے لیکن میں نے ابو نواس کے قول پر بھی نظر ڈالی ہے۔

اگر کسی روز الفاظ تیرے سوا کسی اور کی تعریف میں رواں ہو جائیں پھر بھی ہماری مراد تو یہی ہوتا ہے محمد بن صولی کا قول ہے کہ ابو تمام کے احمد بن ابی داؤد کی مدح میں چند اشعار میں سے چند یہ ہیں:

(۱)..... اے احمد تیرے حاسدین بہت ہیں اگر شرفاء کا شمار کیا جائے تو تیری کوئی نظیر نہیں۔

(۲)..... تو بزرگی اور فخر قدیم کے بیڑے اور چوٹی کے مقام پر اترا ہے جو بہت فخر والا ہے۔

(۳)..... برغنی اور فقیر تیرے پاس آتا ہے خواہ فقیر آسمان تک پہنچ جائے۔

(۴)..... ہر جانب سے بزرگی تجھ تک پہنچتی ہے خواہ جہاں بھی جائے تجھ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

(۵)..... تو ایاد کے لئے چودھویں کا چاند ہے۔

(۶)..... تو نے ازراہ تواضع امیر بننے سے اجتناب کیا ورنہ جسے امیر کہا جاتا ہے تو اس کا امیر ہے۔

(۷)..... ہر ہاتھ تیری طرف دراز ہے اور ہر بلندی تیری طرف اشارہ کرتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ان اشعار میں شاعر نے بہت بڑی غلطی کی ہے اور مبالغہ میں بڑی بات کہہ دی۔ اگر اس کا ضعیف، مسکین، گمراہ مخلوق کے بارے میں یہ ہی عقیدہ ہے تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے ابن ابی داؤد نے ایک روز ایک شخص سے کہا تو مجھ سے سوال کیوں نہیں کرتا؟ اس نے جواب دیا کہ میں آپ سے سوال کروں تو مجھے آپ کے عطیات کا شمن دینا پڑے گا اس نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے اسے پانچ ہزار درہم دیئے۔ ابن الاعرابی کا قول ہے ایک روز ایک شخص نے ابی داؤد سے گدھے کا سوال کیا اس نے خادم سے کہا اسے گدھا، خچر، ٹٹو، گھوڑا دے دو اور کہا اگر مجھے اس کے علاوہ کسی اور سواری کا معلوم ہوتا میں وہ بھی اسے دے دیتا۔ پھر خطیب نے اپنی اسانید سے ایک جماعت سے اس کے کچھ حالات نقل کئے ہیں جو اس کی سخاوت، فصاحت، ادب، بردباری، ضروریات کی طرف جلدی سبقت کرنے اور خلفاء کے ہاں اس کے بلند مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں۔ محمد بن مہدی بن واثق سے منقول ہے کہ ایک روز ایک بوڑھے نے واثق کو سلام کیا اس نے اس کو جواب نہیں دیا بلکہ کہا اللہ تجھے سلام نہ کرے اس نے کہا اے خلیفہ آپ کے استاد نے آپ کو یہی تعلیم دی ہے جب کہ ارشاد خداوندی ہے جب تمہیں کوئی تحفہ دیا جائے تو اس سے بہتر تحفہ دو یا اسے اسی جیسا واپس کر دو، آپ نے نہ تو مجھے اس سے بہتر تحفہ دیا اور نہ ہی اس جیسا تحفہ دیا۔ ابن ابی داؤد نے کہا اے خلیفہ یہ شخص متکلم ہے اس نے ابی داؤد کو اس سے مناظرہ کرنے کا حکم دیا ابن ابی داؤد نے اس سے پوچھا قرآن مخلوق ہے؟ شیخ نے کہا مجھ سے انصاف کر سوال میرا حق ہے ابن ابی داؤد نے کہا تم سوال کرو اس نے سوال کیا آپ ﷺ اور خلفاء راشدین کو اس کا علم تھا یا نہیں۔ ابی داؤد نے کہا انہیں اس کا علم نہیں تھا اس نے کہا جس چیز کا انہیں علم نہیں تھا اس کا علم تمہیں کیسے ہو گیا۔

اس بات سے ابن ابی داؤد بہت شرمندہ ہوا پھر ابن ابی داؤد نے کہا اے شیخ مجھے معاف کیجئے انہیں اس بات کا علم تھا پھر شیخ نے ابن ابی داؤد سے سوال کیا پھر انہوں نے اس بات کی دعوت کیوں نہیں دی کیا تمہارے لئے اس چیز کی گنجائش ہے جس کی ان کے لئے گنجائش نہیں تھی، دوبارہ ابن ابی داؤد شرمندہ ہوا۔ واثق نے اس شیخ کے لئے چار ہزار دینار کا حکم دیا لیکن اس نے قبول نہیں کئے۔ مہدی کا قول ہے کہ میرے والد گھر جانے کے بعد لیٹ کر بار بار شیخ کے اس قول کو دہراتے رہے پھر اس نے شیخ کو بلا کر چار ہزار دینار دیئے اور اسے اس کے گھر پہنچا دیا۔ ابن ابی داؤد اس کی نظروں سے گر گیا اس کے بعد اس نے پھر کسی کی آزمائش نہیں کی۔ خطیب نے اپنی تاریخ میں غیر معروف لوگوں سے یہ واقعہ خوب طوالت سے بیان کیا تغلب نے ابی حجاج کے حوالے سے کچھ اشعار سنائے جو اس نے ابی داؤد کی مدح میں کہے:

(۱)..... اے ابن ابی داؤد تو نے دین کا حلیہ بگاڑ دیا تیری اطاعت کرنے والا مرتد ہو گیا۔

(۲)..... تو نے اللہ کے کلام کو مخلوق کہا کیا تجھے اللہ کے پاس نہیں جانا۔

(۳)..... اللہ کا کلام ہے جو اس نے حضرت جبریل کے ذریعہ خیر الوریٰ پر نازل کیا۔

(۴)..... جو تیرے دروازہ پر مہمانی طلب کرتے ہوئے آیا وہ جنگل میں بلاشبہ اترنے والے شخص کی طرح ہے۔

(۵)..... اے ابن ابی داؤد تو نے اس قول سے اچھی بات بیان کی کہ میں قبیلہ ایادی کا ایک فرد ہوں پھر خطیب نے متعدد طرق سے ابن ابی داؤد کی مجبوری میں یہ اشعار نقل کئے۔ اگر تیری رائے میں درستگی ہوتی تو تیرے عزم میں اعتدال ہوتا قبل ازیں یہ اشعار گزر چکے۔

خطیب نے احمد بن موفق یا یحییٰ الجلاء کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ واقعہ میں سے ایک شخص نے خلق قرآن کے مسئلہ میں مجھ سے مناظرہ کیا اس نے مجھ پر ناپسندیدہ الزامات لگائے شام کو میں گھر آیا تو بیوی نے رات کا کھانا پیش کیا لیکن میں اس سے کچھ کھا نہیں سکا اور مجھے نیند آگئی میں نے خواب میں آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ارد گرد امام احمد اور ان کے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں آپ ﷺ نے یہ آیت (فان یکفر بہا ہولاء) پڑھ کر ابن ابی داؤد کی طرف اشارہ کیا پھر آپ نے (وقد وکلنا بہا قوماً لیسو بہا بکافرین) پڑھ کر امام احمد اور ان کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ بعض کا قول ہے میں نے خواب میں دیکھا ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ آج رات احمد ابن ابی داؤد ہلاک ہو گیا میں نے وجہ پوچھی اس نے کہا آج رات اس نے اللہ کو ناراض کیا۔ اس طرح ایک شخص نے احمد بن ابی داؤد کی ہلاکت کی رات خواب میں دیکھا کہ دوزخ نے ایک لمبا سانس لیا جس سے ایک شعلہ نکلا میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا اس نے ابی داؤد کا کام تمام کر دیا۔

ابن ابی داؤد کی ہلاکت اسی سال ۲۲ محرم ہفتہ کے روز ہوئی، اس کے لڑکے عباس نے نماز جنازہ پڑھایا اور اسے اپنے گھر میں دفن کیا گیا اس کی عمر ۸۰ سال تھی۔ موت سے چار سال پہلے اس پر فالج کا حملہ ہوا تھا حتیٰ کہ وہ پھینکے ہوئے شخص کی طرح بستر پر پڑا رہا وہ حرکت تک نہیں کر سکتا تھا نیز وہ چار سال تک کھانے پینے اور نکاح کی لذت سے محروم رہا۔

ایک روز ایک شخص اس کے پاس آ کر کہنے لگا واللہ میں تیری عبادت کے لئے نہیں آیا میں تو تجھ سے تیرے نفس کی تعزیت کرنے آیا ہوں میں اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے تجھے تیرے جسم پر قید کیا ہوا ہے جو تیرے لئے عقوبت خانہ سے زیادہ سخت ہے اس کے بعد وہ شخص بددعا کرتا ہوا اس کے پاس سے نکلا کہ اللہ اس کے مرض میں مزید اضافہ کرے، چنانچہ اس کے مرض میں اضافہ ہو گیا گذشتہ سال اس سے بہت سامانی جرمانہ وصول کیا گیا اگر وہ سزا برداشت کر سکتا تو متوکل اسے ضرور سزا دیتا۔

ابن خلکان کا قول ہے اس کا سن ولادت ۱۶۰ھ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس لحاظ سے ابن ابی داؤد احمد بن حنبل اور یحییٰ بن اکثم سے عمر میں بڑا تھا مامون نے اسے ابن ابی داؤد کی ملاقات کا ذریعہ یحییٰ بن اکثم بنا، پھر اس نے مامون کے ہاں اونچا مقام حاصل کیا اسی وجہ سے مامون نے اپنے بھائی معتصم کو اس کے بارے میں وصیت کی تھی چنانچہ معتصم نے ابن ابی داؤد کو قاضی اور مظالم کی روک تھام کا نگران بنایا۔ ابن ابی داؤد اور وزیر ابن الزیات کے درمیان کشیدگی تھی اس کے درمیان بہت سے معرکے ہوئے معتصم ہر کام اس کے مشورہ سے کرتا تھا اس نے ابن اکثم کو قضا سے معزول کر کے اس کی جگہ ابن ابی داؤد کو چیف جسٹس بنایا، یہی چیز بعد کے فتنوں کی بنیاد بنی۔ اسی فتنہ نے لوگوں پر فتنے کا دروازہ کھولا، پھر ابن خلکان نے ذکر کیا کہ اس پر فالج کا حملہ نہیں ہوا اور نہ ہی اس پر مالی جرمانہ عائد کیا گیا البتہ اس کے لڑکے عبدالولید سے ایک کروڑ دو لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا گیا۔ یہ اپنے والد کی وفات سے ایک ماہ قبل ہی وفات پا گیا۔

ابن عساکر نے ان کے حالات خوب تفصیل سے بیان کئے، ابن ابی داؤد ادیب، فصیح، کریم، فیاض، قابل تعریف، منع پر عطا کو ترجیح دینے والا، جمع پر تقسیم کو ترجیح دینے والا تھا۔ ابن عساکر نے سنداً نقل کیا ہے کہ ایک روز ابن ابی داؤد اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا اثنیٰ کے نکلنے کا انتظار کر رہا تھا ابن ابی داؤد نے کہا مجھے یہ دو شعر بہت پسند ہیں۔

”اگر نظر سے عورت حاملہ ہو جاتی تو وہ میری نظر سے حاملہ ہو جاتی اگر عورت نظروں سے نو ماہ کے درمیان بچہ جنم دیتی تو اس کا لڑکا مجھ سے ہوتا۔“

خواص کی وفات

خواص میں ابو ثور خالد کلبی، ائمہ تاریخ میں سے خلیفہ بن خیاط، سوید بن سعد حدثانی، سوید بن نصر، عبدالسلام بن سعید یہ ملقب بحنون مشہور فقہاء مالکیہ میں سے تھے۔ عبدالواحد بن غیاث، شیخ الامر والسنہ قتیبہ بن سعید، عبداللہ بن طاہر کا کاتب اور اس کا شاعر عالم بالملغ مولف کتب کثیرہ، ابو العیسیٰ عبداللہ بن خالد نے اسی سال وفات پائی۔

عبداللہ بن طاہر کے کاتب عبداللہ بن خالد کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

- (۱) اے عبداللہ کی صفات کا قصد کرنے والے خاموش ہو کر سن۔
- (۲) میں تجھے ان عادات کی نصیحت کرتا ہوں جن کا حجاج نے قصد کیا سن یا چھوڑ۔
- (۳) سچائی، پاک دامنی، نیکی، صبر، قوت برداشت، درگزاری کا معاملہ، بدلہ لینا، چکر لگانا، بردباری، دلیری۔
- (۴) مہربانی، نرمی، بخشیدگی، حسن سلوک، مستقل مزاجی، سخاوت، حمایت، بوجھ، دفاع، یہ عادات اختیار کر۔
- (۵) اے میری نصیحت قبول کرے تو میں نے نصیحت کر دی ہے اور صحیح سیدھے راستہ کی طرف تیری رہنمائی کی۔

مولف مدونہ سخون الماکی..... ابو سعید عبدالسلام بن سعید بن جندب بن حسان بن ہلال بن بکار بن ربیعہ التتوخی، یہ اصلاً حمص کے شہر کے تھے ان کے والد حمص کی فوج کے ساتھ انہیں بلاد مغرب لے گئے وہیں اقامت پذیر ہو گئے پھر مالکی مذہب کے سردار بن گئے فقہ میں ان کے استاد ابن القاسم تھے اس کا سبب یہ تھا کہ امام مالک کے دوست اسد بن فرات بلاد مغرب سے مصر آئے۔ امام مالک کے دوست عبدالرحمن بن قاسم نے ان سے بہت سے سوالات پوچھے انہوں نے ان کے جواب دیئے۔ عبدالرحمن بن قاسم نے وہ جوابات قلم بند کر لئے پھر وہ بلاد مغرب چلے گئے ان سے وہ سوالات سخون نے لکھ لئے پھر سخون ابن القاسم کے پاس مصر آیا اس نے ابن القاسم کے سامنے وہ سوالات دوبارہ دہرائے انہوں نے ان میں کچھ کمی زیادتی کی کچھ باتیں چھوڑ دیں۔ سخون انہیں مرتب کر کے واپس بلاد مغرب چلا گیا ابن القاسم نے اسد بن الفرّات کے نام سے خط لکھ کر دیا تاکہ اسد اپنا نسخہ سخون کے نسخے کے ساتھ ملا کر اپنے نسخہ کی اصلاح کرے لیکن ابن الفرّات نے ایسا نہیں کیا پھر ابن القاسم کو بلایا گیا انہوں نے بھی نہ ان سے اور نہ ان کی تحریر سے کوئی فائدہ حاصل کیا۔ لوگ سخون کی طرف سفر کرنے لگے ان ہی سے مروی مشہور ہو گئی وہی اسی زمانہ کے سردار بن گئے علاوہ ازیں سخون وفات تک قیروان کے قاضی رہے۔ ۸۰ سال کی عمر پائی (الذہبی پر اور ہم پر رحم فرمائے۔)

واقعات ۲۳۱ھ

اسی سال جمادی الاولیٰ یا الثانی میں اہل حمص نے اپنے حاکم محمد بن عبدویہ کے خلاف بغاوت کر دی انہوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا وہاں کے نصاریٰ نے بھی ان کی مدد کی اس نے خلیفہ کو بذریعہ خط اس کی اطلاع کی خلیفہ نے اسے اس کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ دمشق کے حاکم کو محمد بن عبدویہ کی فوج کی مدد کرنے کا حکم دیا۔

نیز خلیفہ نے حمص کے حاکم کو لکھا کہ ان میں سے تین بڑے شریروں کو اتنا مارو کہ وہ مرجائیں۔ پھر انہیں شہر کے دروازے پر سولی دیدوان تین کے علاوہ بیس کو تین تین کوڑے لگاؤ اور انہیں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر سامرا بھیج دو وہاں سے سب نصرانیوں کو نکال دو، نیز جامع مسجد کی جانب بڑے گرجے منہدم کر کے مسجد میں شامل کر دو۔ خلیفہ نے اس کے لئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا، جن امراء نے ان کی مدد کی تھی انہیں بہترین تحفے تحائف سے نوازا۔ حمص کے والی نے خلیفہ کے حکم پر عمل کیا۔

اسی زمانے میں خلیفہ متوکل نے عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم بغدادی کو سزا دینے کا حکم دیا چنانچہ اسے سزا دی گئی بعض کا قول ہے کہ اسے ہزار کوڑے مارے گئے حتیٰ کہ وہ مر گیا کیوں کہ مشرقی بغداد کے قاضی کے پاس ۱۱ افراد نے اس کے خلاف گواہی دی تھی کہ اس نے شیخین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حفصہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی ہے۔ اس کا معاملہ خلیفہ تک پہنچایا گیا۔ بغداد کے نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین کے پاس خلیفہ کا خط آیا کہ اسے حد شام لگائی جائے پھر اسے کوڑے مارے جائیں حتیٰ کہ اس کی جان نکل جائے پھر نماز جنازہ بغیر اسے دجلہ میں پھینک دیا جائے تاکہ ملحدین اور معاندین آئندہ اس قسم کی حرکت سے باز آجائیں۔ چنانچہ اس ملعون کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا اور اس جیسا شخص اگر اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی ہو کافر ہے۔ دیگر امہات المومنین پر تہمت لگانے والے کے بارے میں دو قول ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ وہ بھی کافر ہے اس لئے کہ وہ بھی ازواج نبی رضی اللہ عنہا ہیں۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال بغداد میں ستارے ٹوٹ کر بکھر گئے یہ جمادی الثانی کی پہلی شب جمعرات کے روز کا واقعہ ہے اس سال ماہ اگست میں شدید بارش ہوئی۔ راوی کا قول ہے کہ اسی برس جانور بکثرت ہلاک ہوئے خصوصاً گائیں۔ سال رواں ہی میں رومیوں نے عین زربہ پر غارت گری کر کے زطقوم کے مرد، عورتیں، بچے، جانور سب گرفتار کر لئے۔

راوی کا قول ہے کہ اسی سال چیف جسٹس جعفر بن عبدالواحد اور اس کے نائب ابن ابی الشوراب کی موجودگی میں خلیفہ کی اجازت سے رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان قیدیوں کے بارے میں فدیہ کا لین دین ہوا مسلم مرد قیدیوں کی تعداد ۸۵ اور عورتوں کی تعداد ۱۲۵ تھی بادشاہ کی ماں تہ دورہ قیدیوں کو نصرانیت کی دعوت دیتی تھی قیدیوں کی کل تعداد بیس ہزار کے قریب تھی جس نے نصرانیت قبول کر لی تو فہما ورنہ

اسے قتل کر دیا جاتا، چنانچہ بارہ ہزار قتل کر دیئے گئے بعض نصرانی ہو گئے۔ باقیوں کو فد یہ دے کر انہیں آزاد کرایا گیا مرد و زن سب کی تعداد ۹۰۰۱ کے قریب تھی۔

اسی زمانہ میں بچہ نے ارض مصر کی فوج پر حملہ کیا، بچہ مسلمانوں کے ساتھ صلح کی وجہ سے اس سے قبل مسلمانوں سے نہیں لڑتے تھے اس بار انہوں نے صلح توڑ کر معاہدے کی صریح خلاف ورزی کی۔ بچہ، نوہ، شنون، زغریر، یکسوم یہ سب بلاد مغرب کے سوڈانیوں کی جماعتیں ہیں ان شہروں میں سونے چاندی کی کانیں ہیں ان کانوں کا ان کے ذمہ سالانہ ٹیکس مصر پہنچنا ضروری تھا جب متوکل کی حکومت آئی تو سالوں سے ادا کیا جانے والا ٹیکس انہوں نے بند کر دیا مصر کے نائب یعقوب بن ابراہیم باذغیسی مولیٰ الہادی نے خلیفہ کے پاس یہ باتیں لکھ کر بھیج دیں متوکل بہت غصہ ہوا اس نے اپنے ساتھیوں سے بچہ کے بارے میں مشورہ کیا اسے بتایا گیا کہ یہ شتر بان اور صحرائی لوگ ہیں ان کے علاقے دور دراز اور بے آب ہیں ان کے مقابلہ میں جانے والے لشکر کے لئے ضروری ہے کہ وہ وہاں قیام کے لئے اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان لے جائے اس بات نے متوکل کو ان کی طرف فوج بھیجنے سے روک دیا۔

پھر متوکل کو ان کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ الصیغہ کے اطراف میں غارت گری کر رہے ہیں اہل مصر اپنی اولاد کے بارے میں ان سے خوف زدہ ہیں خلیفہ نے محمد بن عبد اللہ قتی کو ان سے قتال کے لئے تیار کیا اور اسے ان کے علاقے سے ملحقہ علاقوں کا امیر بنادیا اور مصر کے عمال کو ان کی ہر ممکن مدد کا خط لکھا چنانچہ وہ روانہ ہو گیا اس کے ساتھ وہ لوگ بھی روانہ ہو گئے جو ان علاقوں سے اس کے ساتھ آئے تھے حتیٰ کہ وہ بیس ہزار پیادوں اور سواروں کے ساتھ ان کے شہر میں داخل ہو گیا اس نے سات کشتیوں میں روٹی سالن بھی رکھا کشتی والوں کو حکم دیا کہ وہ سمندر میں داخل ہو جائیں اور بلاد بچہ کے وسط میں پہنچنے کے بعد ان سے ملیں پھر وہ چلتے چلتے ان کے شہروں میں داخل ہو گیا اور ان کی کانوں سے بھی آگے نکل گیا۔

بچہ قوم کا بادشاہ علی بابا اپنی فوج کے ساتھ جو محمد بن عبد اللہ قتی کی فوج سے بھی زیادہ تھی ان کے مقابلہ میں آیا بچہ ایک مشرک اور بت پرست قوم تھی علی بابا مسلمانوں سے ٹال مٹول کرنے لگا تا کہ ان کا توشہ ختم ہونے کے بعد وہ انہیں ہاتھوں ہاتھ لے لیں۔ مسلمانوں کو توشہ ختم ہونے کے بعد جیٹھی ان میں طمع کرنے لگے لیکن اللہ کے فضل و کرم سے وہ کشتیاں پہنچ گئیں جن میں کھانا، کھجور، زیتون وغیرہ تھے جن کی مسلمانوں کو اس وقت ضرورت تھی اس کے بعد حبشیوں کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا انہوں نے مسلمانوں سے قتال کی تیاری شروع کر دی ان کے اونٹ، دو غیلے اور ڈراپوک تھے جس چیز کو دیکھتے اور سنتے اسی کی طرف بھاگ پڑتے۔

جنگ کے روز مسلمانوں کا امیر لشکر میں گیا اور ان کے پاس جو گھنٹیاں تھیں انہیں لے کر ان کے گھوڑوں کی گردنوں میں باندھ دیا معرکہ کے روز مسلمانوں نے ان پر یکبارگی حملہ کر دیا ان کی گھنٹیوں کی آواز سن کر بچہ قوم کے گھوڑے بدک پڑے اور وہ ادھر ادھر منتشر ہو گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جسے چاہا قتل کر دیا مقتولین کی صحیح تعداد کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں دوسرے روز وہ سوار یوں کے بغیر جمع ہو گئے۔ قتی نے ان کی اچھی طرح بنج کٹی کر دی ان کے باقی ماندہ افراد بھی قتل کر دیئے ان کے بادشاہ کو امن دے کر پکڑ لیا اس سے گزشتہ ٹیکس وصول کیا اور اسے قیدی بنا کر خلیفہ کے پاس لے گیا۔

یہ واقعہ اسی سال کے پہلے روز پیش آیا خلیفہ نے ان علاقوں کا اسے امیر بنادیا اس سے ملحقہ علاقوں کی دیکھ بھال اور امارت ابن قتی کے سپرد کر دی۔ ولہ الحمد والمنة۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال جمادی الثانی میں یعقوب بن ابراہیم قوصرہ کی وفات ہوئی میں کہتا ہوں کہ یہ متوکل کی طرف سے دیار مصر کا نائب تھا، عبد اللہ بن محمد بن داؤد نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ حج کے واقعات اور مکہ کے راستہ کے والی جعفر بن دینار نے اس سال حج کیا۔

ابن جریر نے اس سال کسی محدث کی وفات کا ذکر نہیں کیا خواص میں سے حضرت امام احمد بن حنبل، جبارہ بن مغسل حمانی، ابو ثوبہ حلبی عیسیٰ بن سجادہ اور یعقوب بن حمید بن کاسب نے اسی سال وفات پائی۔

امام احمد بن حنبل

احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس بن عبداللہ بن حیان بن عبداللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن حنبل بن اقصیٰ بن دغی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معمر بن عدنان بن ادد بن شمس بن حمل بن المنسبت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل علیہ السلام ابو عبید اللہ شیبانی ثم المروزی ثم البغد دی۔ حافظ کبیر ابو بکر بیہقی نے اس کتاب میں جس میں انہوں نے امام احمد کے مناقب جمع کئے اپنے شیخ ابو عبد اللہ الحاکم صاحب مستدرک سے اسی طرح آپ کا نسب روایت کیا۔

صالح بن امام احمد سے منقول ہے کہ میرے والد نے یہ نسب میری ایک کتاب میں دیکھ کر مجھے کہا تو اس کا کیا کرے گا؟ لیکن انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا۔

مؤرخین کا قول ہے کہ ان کے والدین مرو سے بغداد آئے اس وقت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے ۱۶۴ھ ماہ ربیع الاول میں امام احمد بغداد میں پیدا ہوئے جب امام احمد تین سال کے تھے تو ان کے والد کی وفات ہو گئی پھر ان کی والدہ نے ان کی پرورش کی صالح نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میرے کان چھید کر ان میں موتی ڈال دیئے گئے جب میں بڑا ہو گیا تو وہ میرے سپرد کئے گئے میں نے ۳۰ درہم میں انہیں فروخت کر دیا۔

۲۳۱ھ بارہ ربیع الاول جمعہ کے روز ۷ سال کی عمر میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔

امام احمد جوانی ہی میں قاضی ابو یوسف کی مجلس میں آتے جاتے تھے پھر اسے ترک کر کے سماع حدیث میں مشغول ہو گئے سب سے پہلے آپ نے ۱۶ سال کی عمر میں ۱۸۷ھ میں اپنے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ نے پہلا حج ۱۸۷ھ میں اودوسر ۱۹۱ھ میں تیسرا ۱۹۶ھ میں چوتھا ۱۹۷ھ میں پانچواں ۱۹۸ھ میں کیا۔

۱۹۹ھ میں عبدالرزاق کے پاس یمن کا سفر کیا ان سے آپ یحییٰ بن معین اسحاق بن راہویہ نے لکھا۔

امام احمد کا قول ہے میں نے پانچ حج کئے بن میں سے تین پیدل ان میں سے ایک حج میں ۳۰ درہم خرچ کئے۔ راوی کا قول ہے کہ ایک حج میں راستہ بھول گیا میں مسلسل لوگوں سے راستہ پوچھتا رہا حتیٰ کہ میں صحیح راستہ پر آ گیا۔ امام احمد ہی کا قول ہے کہ میں کوفہ گیا میں ایک کمرہ میں سر کے نیچے اینٹ دے کر لینا ہوا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ اگر میرے پاس نوے درہم ہوتے تو میں ”ری“ میں جریر بن عبد الحمید کے پاس جاتا۔ ہمارے بعض ساتھی چلے گئے لیکن عدم مال کی وجہ سے میں یہیں رہ گیا۔

ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد کے حرمہ کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام شافعی کو کہتے سنا کہ مجھ سے احمد نے مصر آنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ نہیں آئے ابن ابی حاتم کا قول ہے ہو سکتا ہے کہ مال کی تنگی نے امام احمد کو ایفائے عہد سے روکا ہو۔ امام احمد نے بلاد و اطراف کا چکر لگا کر مشائخ عصر سے احادیث کا سماع کیا۔ سماع کی حالت میں بھی تمام مشائخ آپ کا احترام و اکرام کرتے تھے۔ ہمارے شیخ نے امام احمد کے شیوخ رواد کے اسمائے حروف ابجد کی ترتیب پر مرتب کئے۔ بیہقی نے امام احمد کے شیوخ کا ذکر کرنے کے بعد بیان کیا ہے کہ امام احمد نے مسند میں امام شافعی سے روایات لی ہیں، امام احمد نے وفات کے بعد آپ کے ترکہ سے امام شافعی کے دور سائل، القدیمر، الحجدیدہ بھی نکلے۔

میں کہتا ہوں کہ امام شافعی سے امام احمد کی مرویات الگ بھی بیان کی گئی ہیں جن کی تعداد بیس سے کم تھی ان میں سب سے اچھی وہ روایت ہے جسے ہم نے عن امام احمد بن الشافعی عن مالک بن انس عن الزہری عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک عن ابیہ روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مومن کی روح جنت کے درخت کے ساتھ لٹکی رہتی ہے حتیٰ کہ وہ قیامت کے روز اس کے جسم کو لوٹا دے گا۔ ۱۹۰ھ میں بغداد میں ۳۰ سال سے زائد عمر میں جب امام احمد نے امام شافعی سے ملاقات کی تو امام شافعی نے ان سے فرمایا اے ابو عبد اللہ! جب تمہیں کوئی صحیح حدیث معلوم ہو تو مجھے اس سے مطلع کرنا میں اس کی طرف جاؤں گا عام ہے کہ وہ حجازی، شافعی عراقی یمن جو بھی ہو یعنی میں حجازی فقہاء کی طرح نہیں کہتا کہ وہ صرف حجازی روایت قبول کرتے ہیں ان کے علاوہ وہ باقی روایت کو اہل کتاب کی روایت کا درجہ دیتے ہیں۔ امام شافعی کا امام احمد سے یہ کہنا صرف ان کی تعظیم و جلال کی وجہ سے تھا نیز اسی

وجہ سے امام شافعی حدیث کی صحت اور اس کے ضعف میں امام احمد کی طرف رجوع کرتے تھے دیگر ائمہ اور علماء کے ہاں بھی امام احمد کا یہی مرتبہ تھا جیسا کہ انہوں نے امام احمد کی تعریف کی ہے اس کے بیان میں آئے گا اور وہ علم حدیث میں ان کے علوم مرتبہ کے قائل تھے اپنے زمانہ ہی میں دور دور تک امام احمد کی شہرت پھیل گئی تھی اور اطراف میں ان کا نام مشہور ہو گیا تھا۔

بیہقی نے ایمان کی بابت امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ وہ گھٹنا بڑھتا رہتا ہے نیز کلام اللہ غیر مخلوق ہے نیز امام احمد نے کلام اللہ کو مخلوق کہنے والوں کا رد کیا، بیہقی نے ابوعمارہ اور ابو جعفر کے واسطے سے احمد بن حنبل کا قول نقل کیا ہے کہ لفظ محدث ہے انہوں نے استدلال میں قرآن کی یہ آیت (ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید) پیش کی، پھر فرمایا لفظ لوگوں کا کلام ہے ان کے علاوہ دیگر ائمہ نے بھی احمد کا قول نقل کیا ہے قرآن میں غیر مخلوق ہی دخل پاسکتا ہے اس کے علاوہ ہمارے اقوال و افعال وہ تو مخلوق ہیں میں کہتا ہوں کہ امام بخاری نے افعال عباد میں اس مفہوم کو بیان کیا انہوں نے صحیح میں بھی اسے ذکر کیا۔ اور آپ کے اس قول سے استدلال کیا کہ تم قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت بخشو۔ اسی وجہ سے دیگر ائمہ کا قول ہے کلام کلام باری ہے آواز آواز قاری ہے۔ بیہقی نے اسے بیان کیا۔

بیہقی نے اسماعیل بن محمد بن اسماعیل السلمی کے طریق سے امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے اسی طرح ابن الحسن میمون کے طریق سے نقل کیا ہے کہ جب جہمیہ نے امام احمد کے خلاف اللہ کے قول (ما یستہم من ذکر من ربہم محدث الا استمعوہ وہم یلعبون) سے استدلال کیا تو آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ قرآن کا نزول ہماری طرف محدث ہو، ذکر محدث نہ ہو نیز آپ نے یہ بھی فرمایا ہو سکتا ہے کہ قرآن کے علاوہ کوئی ذکر ہو اور وہ آپ ﷺ کا ذکر ہے یا آپ کا ان کو وعظ کرنا پھر بیہقی نے دار آخرت میں دیدار الہی کے بارے میں امام احمد کا کلام نقل کیا ہے کہ اور اس بارے میں حضرت صہیب کی حدیث سے استدلال کیا اور وہ حدیث اضافہ ہے امام احمد کا کلام تشبیہ کی نفی کرنے اور علم کلام میں مشغولیت ترک کرنے اور قرآن و حدیث میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ سے جو کچھ بیان ہو اس سے تمسک کرنے میں ہے۔

بیہقی نے عن حاکم عن ابی عمرو بن سماک عن حنبل بیان کیا ہے کہ امام احمد نے اللہ کے اس قول (وجاء ربک) کی تاویل کی کہ ہے اس سے اللہ کے ثواب کا آنا مراد ہے۔ پھر بیہقی نے کہا یہ اسناد بے غبار ہے۔

امام احمد نے متعدد طرق سے ابن مسعود کا قول نقل کیا ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ اچھا ہے، جس کو اچھا نہ سمجھیں وہ عند اللہ خراب ہے۔ تمام صحابہ نے حضرت صدیق کی خلافت کو صحیح سمجھا میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں حضرت صدیق کی تقدیم پر صحابہ کا اجماع بیان کیا گیا حقیقت وہی جو ابن مسعود نے بیان کی۔ دیگر ائمہ نے بھی اس کی صراحت کی۔

امام احمد آزمائش کے زمانہ میں جب حمص کے پاس سے گزرے تو عمرو بن عثمان حمص نے آپ سے خلافت کی بابت سوال کیا آپ نے فرمایا خلفاء راشدین کی ترتیب پر خلافت واقع ہوئی جس نے علی کو عثمان پر مقدم کیا اس نے اصحاب شوریٰ پر عیب لگایا کیونکہ انہوں نے ہی عثمان کو علی پر مقدم کیا تھا۔

امام احمد کا زہد و تقویٰ اور تقشف..... بیہقی نے بحوالہ مزیٰ امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے رشید سے کہا کہ یمن کو قاضی کی ضرورت ہے رشید نے کہا تم کسی کا انتخاب کر لو ہم اسے قاضی بنادیں گے امام احمد علم حاصل کرنے والوں کے ساتھ امام شافعی کے پاس آتے تھے امام شافعی نے اس سے سوال کیا آپ قضاۃ قبول کریں گے امام احمد نے فرمایا میں تو آپ کے پاس دنیا سے بے رغبت کرنے والے علم کے حصول کے لئے آتا ہوں آپ مجھے قاضی بننے کی دعوت دے رہے ہیں اگر علم حاصل کرنے کا معاملہ نہ ہوتا تو آج کے بعد میں کبھی آپ سے بات نہ کرتا اس کے بعد امام شافعی خاموش ہو گئے۔ بعض کا قول ہے کہ امام احمد اپنے چچا اسحاق اور ان کے لڑکوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے نہ ان سے بات کرتے کیوں کہ انہوں نے شاہی حد یہ قبول کیا تھا۔

ایک بار تین روز سے آپ کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا حتیٰ کہ آپ نے اپنے ایک ساتھی سے آنا قرض کے طور پر مانگا وہ آپ کی حالت سمجھ گئے فوراً انہوں نے آنا گوندھ کر روٹی پکا کر اسی وقت آپ کے سامنے حاضر کر دی آپ نے پوچھا اتنی جلدی روٹی کیسے تیار ہو گئی انہوں نے

جواب دیا میں نے صالح کا تنور گرم دیکھا تو اس میں روٹی لگا کر لے آیا، آپ نے فرمایا میرے سامنے سے اٹھا لو آپ کا دروازہ جو اس کے گھر کے سامنے کھلتا تھا آپ نے اس کے بند کرنے کا حکم دیا۔ بیہی کا قول ہے کہ صالح نے خلیفہ متوکل کا ہدیہ قبول کیا تھا اس وجہ سے امام احمد نے اس کے تنور کی پکی ہوئی روٹی نہیں کھائی۔

آپ کے لڑکے عبداللہ کا قول ہے کہ میرے والد نے خلیفہ کی فوج کے پاس سولہ روزہ قیام میں ستو کا ربیع ۴۴ راہ کھایا۔ تین دن بعد ستو کی ایک مٹھی پھانک لیتے تھے حتیٰ کہ آپ اپنے گھر واپس آ گئے چھ ماہ بعد آپ کی صحت نے عود کیا۔ کمزوری کے باعث آپ کی آنکھوں کے گوشے ڈھیلوں سے مل گئے تھے۔

بیہی کا قول ہے کہ ایک زمانے میں خلیفہ آپ کے پاس کھانے کی عمدہ عمدہ اشیاء بھیجتا تھا لیکن آپ اس میں سے کچھ تناول نہیں فرماتے تھے۔ ایک بار مامون نے اصحاب حدیث پر تقسیم کرنے کے لئے سونا بھیجا تو آپ کے علاوہ سب نے سونا لیا۔

سلیمان شاہ کوئی کا قول ہے کہ میں امام احمد کے پاس گیا انہوں نے تانبے کا ایک برتن ہمارے پاس یمن میں رہن کے طور پر رکھا جب آپ اسے لینے کے لئے آئے تو انہوں نے دو برتن نکال دیئے اس نے کہا دونوں میں سے آپ اپنا برتن رکھ لیں۔ آپ نے اپنے برتن کی عدم شناخت کی وجہ سے دونوں کو اسی کے پاس چھوڑ دیا۔

آپ کے لڑکے عبداللہ کا قول ہے کہ ہم واثق کے زمانہ میں تنگی میں تھے ایک شخص نے میرے والد کو خط لکھا کہ مجھے چار ہزار درہم میراث میں ملے ہیں جو صدقہ اور زکوٰۃ کے نہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ انہیں قبول کر لیں لیکن آپ نے قبول نہیں کئے اس نے دوبارہ پیشکش کی پھر بھی آپ نے انکار کر دیا۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب ہم نے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا اگر ہم انہیں قبول کر لیتے تو ختم ہو جاتے اور ہم کھا لیتے ایک تاجر نے آپ کو دس ہزار درہم دے کر کہا میں نے کچھ رقم آپ کے نام سے تجارت میں لگائی تھی یہ اس کا نفع ہے آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا ہمارا گزر بسر چل رہا ہے اللہ آپ کو آپ کی نیت کا اجر دے ایک تاجر نے آپ کو تین ہزار درہم کی پیشکش کی تو آپ نے قبول نہیں کی۔ ایک بار یمن میں آپ کا خرچہ ختم ہو گیا آپ کے شیخ عبدالرزاق نے آپ کو ایک مٹھی دنانیر کی پیش کی تو آپ نے فرمایا الحمد للہ ہمارا گزرا چل رہا ہے اس وجہ سے آپ نے قبول نہیں کی۔

ایک بار یمن میں آپ کے کپڑے چوری ہو گئے آپ دروازہ بند کر کے گھر میں بیٹھ گئے جب آپ کو آپ کے اصحاب نے گم پایا تو وہ آئے اور انہوں نے آپ کا پوچھا انہیں چوری کا بتایا گیا انہوں نے آپ کو سونا پیش کیا آپ نے اس میں سے صرف ایک دینار لیا تا کہ ان کے لئے ثواب لکھا جائے چنانچہ ان کے لئے ثواب لکھا گیا۔

ابوداؤد کا قول ہے کہ امام احمد کی مجالس آخرت کے تذکرے سے لبریز اور دنیا کے تذکرے سے خالی ہوتی ہے۔ میں نے آپ کو کبھی دنیا کا تذکرہ کرتے نہیں دیکھا۔

بیہی نے روایت کیا ہے کہ امام احمد سے توکل کی بابت دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا دنیا سے بالکل یکسو ہو جانا آپ سے اس پر دلیل پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آگ میں حضرت جبرئیل آئے اور انہوں نے آپ سے ضرورت کا پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔

انہوں نے کہا جس کی ضرورت ہے اس سے اپنی حاجت کا سوال کرو آپ نے فرمایا مجھے وہی دو چیزیں پسند ہیں جو اسے پسند ہیں۔ ابو جعفر محمد بن یعقوب صفار کا قول ہے کہ ہم نے (سرمن ری) میں امام احمد سے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا اے اللہ ہماری محبوب چیز سے آپ زیادہ واقف ہیں آپ ہمیں اپنی محبوب شے عطا کر دیجئے پھر آپ خاموش ہو گئے ہم نے کہا اور زیادہ دعا کیجئے آپ نے فرمایا اے اللہ ہم آپ سے اس قدرت کے ساتھ سوال کرتے ہیں جس سے تو نے آسمان وزمین کو کہا (خوشی یا ناخوشی سے چلے آؤ ان دونوں نے کہا ہم خوش خوش چلے آئے) اے اللہ ہم آپ سے آپ کی رضا کا سوال کرتے ہیں اے اللہ ہم آپ سے فقر سے پناہ مانگتے ہیں اسی طرح ذلت سے سوائے تیری محتاجی اور تیری طرف ذلیل ہونے کے، اے اللہ ہم کو نہ زیادہ دے کہ راہ راست سے بھٹک جائیں اور نہ اتنا کم کہ ہم آپ کو بھول جائیں۔

بیہقی کا قول ہے کہ ابی الفضل نے احمد سے نقل کیا ہے کہ وہ سجدہ میں یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ اس امت کا جو فرد غیر حق پر ہو اور اپنے کو حق پر سمجھتا ہو تو اسے حق پر کھڑا کر دے تاکہ وہ اہل حق میں سے ہو جائے۔ اے اللہ اگر تو محمد ﷺ کی امت کے گناہوں کا فدیہ قبول کرے تو مجھے فدیہ کے طور پر قبول کرے۔

صالح بن احمد کا قول ہے کہ میرے والد وضو کا پانی خود کنویں سے نکالتے تھے جب ڈول اوپر آ جاتا تو الحمد للہ کہتے میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا تو نے اللہ کا قول نہیں سنا (تمہارا کیا حال ہے اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو تمہارے پاس کون بیٹھا پانی لائے گا) اس کے بارے میں آپ کے متعدد واقعات ہیں آپ نے زہد پر ایک جامع مانع کتاب لکھی نہ اس سے پہلے ایسی کتاب لکھی گئی نہ اس کے بعد۔

اسامیل بن اسحاق سراج کا قول ہے کہ مجھ سے امام احمد نے پوچھا جب حارث محاسبی تمہارے گھر آئیں تو تم مجھے ان کی زیارت کرا دو گے؟ میں نے کہا کیوں نہیں میں اس سے بہت خوش ہوا پھر میں حارث کے پاس گیا میں نے ان کو آج رات اپنے گھر کی دعوت دی اور میں نے ان کے لئے کھجور وغیرہ کا انتظام کیا۔ چنانچہ مشائخ کے درمیان وہ آگئے امام احمد ان سے پہلے ہی پہنچ کر ایک ایسے کمرے میں بیٹھ گئے جس سے وہ انہیں دیکھ سکتے تھے لیکن وہ امام احمد کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد انہوں نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ بلکہ وہ سب آ کر حارث کے سامنے بالکل خاموش ہو کر بیٹھ گئے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں حتیٰ کہ نصف شب کے وقت ایک شخص نے ان سے مسئلہ پوچھا حارث نے اس پر اور اس کے متعلقات زہد تقویٰ، وعظ پر گفتگو کی، حاضرین میں سے ایک رونے لگا۔ دوسرا زور سے رونے لگا، تیسرا چلا کر رونے لگا۔ راوی کہتا ہے کہ میں امام احمد کے کمرے میں گیا تو وہ بھی گریہ کناں تھے حتیٰ کہ وہ بیہوش ہونے کے قریب ہو گئے۔ مسلسل صبح تک ان کی یہی حالت رہی جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو میں نے امام احمد سے ان کے بارے میں سوال کیا انہوں نے فرمایا میں نے اس شخص کی طرح زہد کی بابت کسی کو سوال نہیں کرتے دیکھا اور نہ ہی ان حاضرین کی مثل کسی کو دیکھا لیکن اس کے باوجود تم ان کی ملاقات سے اجتناب کرو۔

امام بیہقی کا قول ہے کہ حارث بن اسد کا زہد ہونے کے باوجود علم کلام سے تعلق تھا ہو سکتا ہے کہ اس وجہ سے امام احمد نے اس کی صحبت کو اچھا نہیں سمجھا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام احمد نے یہ سمجھا ہو کہ حارث بن اسد میں ان کے درجہ کے زہد کی طاقت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کا زہد اور تقویٰ بڑی حد سے بڑھا ہوا تھا جس کی شرعاً اجازت نہیں اسی وجہ سے ابو ذر عذرازی نے حارث کی کتاب الدعایہ دیکھ کر فرمایا کہ بدعت ہے۔ کتاب لانے والے شخص سے کہا تیرے لئے ثوری اور اوزاعی اور لیث وغیرہ کا طریقہ لازم ہے اور اس کتاب کو چھوڑ دو کیونکہ یہ بدعت ہے۔

ابراہیم حربی کا قول ہے کہ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے سنا کہ اگر تو ہمیشہ اپنی خواہش حاصل کرنا چاہتا ہے تو تو ہمیشہ اللہ کی خواہش کے مطابق عمل کر نیز فرمایا فقر پر صبر اکابر ہی کو حاصل ہوتا ہے نیز فرمایا فقر غنی سے بہتر ہے نیز انہیں کا قول ہے کہ فقر سے بہتر کوئی شے نہیں آپ فرماتے تھے کہ ناامیدی کے بعد بندہ پر رزق کا حصول لازم ہے جب وہ طمع سے آگے بڑھ جائے تو پھر ضروری نہیں امام احمد حساب کے خوف سے قلت دنیا پسند کرتے تھے ابراہیم کا قول ہے ایک شخص نے امام احمد سے پوچھا یہ علم آپ نے اللہ کے لئے حاصل کیا، آپ نے فرمایا حصول علم کے لئے یہ شرط شدید ہے لیکن ایک شے کے محبوب ہونے کی وجہ سے میں نے اسے جمع کیا، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا یہ اللہ کے لئے عزیز ہے لیکن ایک شے کے محبوب ہونے کے وجہ سے میں نے اسے جمع کیا۔

بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے امام احمد کے پاس آ کر کہا میری والدہ ۲۰ سال سے اپانچ اور معذور ہے اس نے مجھے آپ کے پاس دعا کے لئے بھیجا ہے امام احمد نے غصہ میں فرمایا ہم اس کی دعا کے زیادہ محتاج ہیں پھر آپ نے اس کے لئے دعا کی آدمی نے گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا اس کی والدہ خود چل کر آئیں اور کہنے لگی اللہ نے مجھے صحت عطا فرمادی ایک سائل کو امام احمد نے ایک ٹکڑا دیا ایک شخص نے اس سے کہا تو جس قدر چاہے اس کا عوض لے لیں لیکن یہ ٹکڑا مجھے دیدے اس نے کہا جیسے آپ اس کی برکت کے خواہاں ہیں میں بھی اس کی برکت کا متمنی ہوں۔

امام احمد بن حنبل کی آزمائش کا بیان..... مامون پھر معتصم پھر واثق کے زمانہ میں قرآن عظیم کے سبب آپ کو طویل قید، ضرب شدید دردناک عذاب کے ساتھ قتل کی دھمکیوں اور ان کی طرف سے لاپرواہی کرنے اور صراط مستقیم پر جنے رہنے کے باعث آپ کو سخت تکالیف پہنچی۔ آیات

مٹلوہ اور اخبار ماثورہ کے مطابق امام احمد عالم تھے اور آپ کو اس بات کی اطلاع ملی جو آپ نے نوم و یقطہ میں وصیت کی تھی۔ آپ راضی ہو گئے اور ایمان و احساب کے باعث محفوظ ہو گئے اور دنیا کی بھلائی اور آخرت کی آسودگی حاصل کی اللہ نے آپ کو وہ چیز عطا فرمائی جو اولیاء بلاء کو اصلی منازل تک پہنچانے والی ہے اور وہ اپنے محبوبوں کے بلاء کے بغیر عطا کرتا ہے۔
اللہ نے فرمایا:

الْم أَحْسَبِ النَّاسِ أَنْ يَتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ . وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ
الَّذِينَ صَدَقُوا وَلْيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ

اسی طرح ارشاد خداوندی ہے:

اصبر على ما اصابك ان ذالك من عزم الامور

اس کے علاوہ بھی اس معنی کی دیگر آیات ہیں۔

امام احمد نے مسند میں متعدد طرق سے حضرت سعید کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ سے میں نے سوال کیا کن لوگوں کو سب سے زیادہ آزمایا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا انبیاء کو پھر ان کے مثل اللہ ہر شخص کو اس کے دین کے مطابق اور مضبوط دین والے پر اس کے مطابق آزمائش آتی ہے۔ آدمی ہمیشہ آزمائش میں رہتا ہے حتیٰ کہ اس پر ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا امام مسلم نے متعدد طرق سے حضرت انس کے واسطے سے آپ ﷺ کا قول نقل کیا ہے کہ جس میں تین چیزیں ہوں وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔

(۱)..... سب سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہو۔

(۲)..... انسان کو صرف اللہ کے لئے محبت ہو۔

(۳)..... اسلام لانے کے بعد آگ میں جل جانا کفر اختیار کرنے کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہو۔

ابوالقاسم بغوی نے متعدد طرق سے معاذ بن جبل کا قول نقل کیا ہے کہ تم فتنہ اور آزمائش ضرور دیکھو گے جس میں کمی کے بجائے شدت ہی آئے گی اور نفوس میں بخل ہی بڑھتا ہی چلا جائے گا، ہر امر پہلے سے زیادہ سخت ہوگا بغوی کا قول ہے کہ میں نے احمد سے سنا اے اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ یہی نے ربیع کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام شافعی نے مجھے خط دے کر مصر سے امام احمد کے پاس بھیجا میں نماز فجر کے بعد پہنچا اور میں نے وہ خط امام احمد کے حوالے کر دیا انہوں نے مجھ سے پوچھا تم نے یہ خط پڑھا میں نے نفی میں جواب دیا پھر انہوں نے اسے کھول کر پڑھا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا امام شافعی نے یہ لکھا ہے کہ مجھے خواب میں آپ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا امام احمد کو خط لکھو انہیں میرا سلام لکھو اور کہو کہ عنقریب تم پر آزمائش آئے گی اور تم کو خلق قرآن کی طرف دعوت دی جائے گی لیکن تم نفی میں اس کا جواب دینا انشاء اللہ قیامت تک تمہارا جھنڈا بلند ہوگا ربیع کا قول ہے میں نے کہا بشارت کی حلاوت ہے آپ نے اپنا پہنا ہوا قمیض اتار کر میرے حوالے کر دیا جب میں امام شافعی کے پاس پہنچا تو میں نے صورتحال ان سے بیان کی آپ نے فرمایا میں تجھے قمیض کی بابت تکلیف نہیں دوں گا لیکن اسے پانی میں تر کر کے مجھے دیدوتا کہ میں اس سے تبرک حاصل کروں۔

ائمہ سنت کے کلام سے فتنہ اور آزمائش کا خلاصہ..... قبل ازیں گزر چکا ہے کہ مامون پر معتزلہ کی ایک جماعت حاوی ہو گئی تھی جس نے اسے راہ حق سے گمراہ کر کے اس کے سامنے خلق قرآن اور صفات الہیہ کی نفی مزین کر کے پیش کی۔ یہی کا قول ہے کہ مامون سے قبل تمام خلفاء سلف کی پیروی کرنے والے تھے مامون کے خلیفہ بننے کے بعد معتزلہ نے اس کا قرب حاصل کر کے اس کے سامنے خلق قرآن کا مسئلہ خوبصورت تر کے پیش کیا پھر اتفاقاً رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے مامون کو طرطوس کا سفر پیش آ گیا۔ اس نے بغداد میں اپنے نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو خط لکھا کہ وہ لوگوں کو خلق قرآن کی طرف دعوت دے۔ وفات سے چند ماہ قبل ۲۱۸ھ میں مامون نے لوگوں کو خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف دعوت دینا شروع کی۔

بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کو جب مامون کا خط ملا تو اس نے محدثین کی ایک جماعت کو بلا کر انہیں اس کی دعوت دی لیکن انہوں نے اس کی قبولیت سے انکار کر دیا۔ اس نے انہیں سزا اور وظائف بند کرنے کی دھمکی دی اس کے بعد اکثر نے اس کی دعوت قبول کر لی لیکن امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح نے اس کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کے باعث ان دونوں کو بیڑیاں ڈال کر اونٹ پر سوار کر کے مامون کے پاس بھیج دیا جب یہ بلاد حبشہ میں پہنچے تو ایک بدو جابر بن عامر نے امام احمد سے سلام کر کے کہا آپ لوگوں سے ملاقات کرنے والے ہیں اس لئے آپ ان کے لئے نحوست نہ بنیں، آج آپ لوگوں کے لئے سردار ہیں اس لئے آپ مامون کی بات پر عمل مت کیجئے ورنہ لوگ آپ کی اقتداء کریں گے اور قیامت کے روز سب کے گناہوں کا بوجھ آپ کو اٹھانا پڑے گا اگر آپ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو آپ صبر کیجئے آپ کے اور جنت کے درمیان صرف آپ کے قتل کا فاصلہ ہے اگر آپ کو قتل نہ کیا گیا پھر دنیا سے تو آپ نے جانا ہی ہے اس حالت میں اگر آپ زندہ رہے تو قابل تعریف بن کر رہیں گے۔

امام احمد کا قول ہے کہ اس بدو کی باتوں سے میرے عزم و ارادے میں پہلے سے زیادہ مضبوطی آ گئی خلیفہ کے قریب پہنچ کر اس سے ایک میل کے فاصلے پر انہیں اتارا گیا۔ خادم اپنے آنسو صاف کرتا ہوا امام احمد بن حنبل کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مامون نے آپ کے لئے ایک نہایت تیز تلوار تیار کی ہے اس نے رسول اللہ کی قربت کی قسم اٹھا کر کہا ہے کہ اگر آپ اپنے موقف سے نہ پھرے تو وہ آپ کو قتل کر دے گا راوی کا قول ہے اس کی بات سن کر امام احمد گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! آپ کے حکم نے اس فاجر کو آپ کے اولیاء کو قتل و ضرب کی جرأت عطا کی، اے اللہ! اگر واقعی تیرا کلام غیر مخلوق ہے تو اس کی طرف سے ہماری کفایت فرما راوی کا قول ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اچانک مامون کی موت کی خبر آئی، امام احمد فرماتے ہیں مامون کی وفات کی خبر سن کر ہم بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد معتمد کے خلیفہ بننے کی خبر آئی اور یہ احمد بن ابی داؤد اس کے ساتھ مل گیا اور یہ معاملہ پہلے سے بھی شدت اختیار کر گیا انہوں نے ہمیں کشتی میں بعض قیدیوں کے ساتھ بغداد بھیجا مجھے ان سے بہت تکلیف پہنچی میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈلی ہوئی تھیں۔ محمد بن نوح کا راستہ ہی میں انتقال ہو گیا، امام احمد نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رمضان میں امام احمد بغداد پہنچے۔ ۸ یا ۹ ماہ تک جیل میں رہے پھر انہیں جیل سے نکال کر معتمد کے سامنے کوڑے مارے گئے امام احمد جیل میں قیدیوں کو امامت کراتے تھے۔

معتمد کے سامنے آپ کو سزا دینے کا بیان..... معتمد نے امام احمد کو جیل سے نکلوا کر آپ کی بیڑیوں میں اضافہ کر دیا امام احمد فرماتے ہیں کہ بیڑیوں کی زیادتی کی وجہ سے مجھ میں چلنے کی سکت نہ رہی میں نے ان کو اپنے ازار بند میں باندھ دیا اور میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ پھر ایک سواری پر سوار کر کے مجھے معتمد کے پاس لے جایا گیا بیڑیوں کی بوجھ کی وجہ سے قریب تھا کہ میں سواری سے گر جاتا۔ پھر مجھے ایک تاریک کمرہ میں بند کر دیا گیا وضو کے لئے میں نے ہاتھ بڑھایا تو ایک برتن میں مجھے پانی مل گیا جس سے میں نے وضو بنایا پھر میں نے اندازہ سے رو بہ قبلہ ہو کر نماز ادا کی لیکن الحمد للہ صبح معلوم ہوا کہ میری نماز صحیح طور پر قبلہ ادا ہوئی۔ پھر ابن ابی داؤد کی موجودگی میں مجھے معتمد کے پاس لے جایا گیا اس نے اس سے کہا تم نے تو کہا تھا احمد نو جوان ہے یہ تو ادھیڑ عمر شیخ ہے جب میں بالکل اس کے قریب ہو گیا تو اس نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا چنانچہ بیڑیوں کے بوجھل ہونے کے باوجود میں بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں نے اس سے پوچھا آپ نے مجھے کیوں بلایا؟ اس نے کہا لا الہ الا اللہ کی گواہی کی طرف، میں نے کہا میں اس کا اقرار کرتا ہوں پھر میں نے وفد عبد قیس کی بابت ابن عباس کی حدیث معتمد کے سامنے ذکر کی۔ میں نے کہا اسی چیز کی طرف اللہ کے رسول نے دعوت دی۔ اس کے بعد ابن ابی داؤد نے کوئی بات کہی جسے میں سمجھ نہیں سکا معتمد نے کہا اگر تو مجھ سے پہلے خلیفہ کے قبضہ میں نہ ہوتا تو میں تجھ سے بالکل تعرض نہ کرتا۔ پھر اس نے کہا اے عبدالرحمن میں نے تجھے آزمائش کرنے کا حکم نہیں دیا۔ امام احمد نے کہا الحمد للہ یہ مسلمانوں کے لئے کشادگی ہے پھر اس نے عبدالرحمن کو احمد سے مناظرہ کا حکم دیا۔ اس نے مجھ سے قرآن پاک کے بارے میں سوال کیا میں نے کوئی جواب نہیں دیا معتمد نے مجھے جواب کا حکم دیا میں نے اس کے علم کے بارے میں سوال کیا اس نے کوئی جواب نہیں دیا، میں نے کہا قرآن اللہ کے علم سے ہے جس نے اللہ کے علم کو مخلوق کہا وہ کافر ہے وہ خاموش ہو گیا انہوں نے آپس میں کہا اے امیر اس نے آپ کو اور ہمیں کافر کہا، لیکن میں نے ان کی بات کی طرف توجہ نہ دی۔

پھر عبدالرحمن نے کہا اللہ تھا قرآن نہ تھا میں نے کہا اللہ تھا علم نہ تھا وہ خاموش ہو گیا پھر وہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے میں نے کہا خلیفہ کتاب اللہ اور سنت رسول سے مجھے کچھ عطا کیجئے تاکہ میں اس کے مطابق بات کروں ابن ابی داؤد نے کہا آپ تو صرف ان دونوں ہی کے ساتھ بات کرتے ہو؟ میں نے کہا اسلام کا مدار ان دونوں پر ہے مزید ان کے درمیان مناظرے ہوتے رہے۔ انہوں نے امام احمد کے خلاف قرآن کی اس آیت (مابا تہم من ذکر من ربہم محدث) اور (اللہ خالق کل شئی) سے دلیل دی۔ امام احمد نے جواب دیا یہ اللہ کے قول (لعمر کل شئی بامر ربہا) سے عام مخصوص البعض ہے۔ ابن ابی داؤد نے کہا اے خلیفہ! واللہ یہ ضال مضل بدعتی ہے آپ کے سامنے قاضی اور فقہاء موجود ہیں آپ ان سے سوال کیجئے۔ معتمد نے ان سے سوال کیا تو سب نے ابن ابی داؤد کے مطابق جواب دیا پھر دوسرے اور تیسرے روز بھی مناظرہ جاری رہا ہر دن امام احمد حجت میں ان پر غالب رہے۔

راوی کا قول ہے پھر ابن ابی داؤد نے بات شروع کی اور وہ ان میں علم کلام کے اعتبار سے اوجھل تھا مجادلہ میں بہت سے ایسے مسائل کا ذکر آیا جن کی نقل سے وہ لاعلم تھا وہ آثار اور ان سے احتجاج کا انکار کرنے لگے، میں نے ان سے ایسی باتیں سنی جو میں نے اس سے پہلے کسی سے نہیں سنی تھیں۔ مجھ سے ابن غوث نے طویل گفتگو کی جس میں جسم وغیرہ کا ذکر کیا جو بے فائدہ تھیں میں نے کہا میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ اللہ احمد صمد ہے اس کی مثل کوئی شے نہیں ہے وہ خاموش ہو گیا پھر میں نے اس کے سامنے دارالآخرت کے بارے میں حدیث بیان کی انہوں نے اس کی اسناد کو کمزور کرنے اور محدثین کی بابت بعض ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں بیان کرنے کی کوشش کی جن سے وہ محدثین پر الزام لگانے کی کوشش کرتے رہے لیکن یہ ناممکن اور دور کی بات تھی اور وہ دور جگہ سے اسے کیسے پاسکتے تھے؟ اس تمام گفتگو کے درمیان خلیفہ نرمی سے کہتا رہا اے احمد مجھے جواب دیجئے تاکہ میں تجھے اپنے خواص اور اپنے فرش روندنے والوں میں شامل کروں امام احمد نے کہا اے امیر آپ قرآن و سنت سے کوئی دلیل لائیے تاکہ میں اسے قبول کروں۔

امام احمد نے ان کے آثار سے انکار کے بعد قرآنی آیت (یا اہل لم تعبد مالا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئاً) اور (و کلم اللہ موسیٰ تکلیماً) اور (انسی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی) اور (انما قولنا لشئی اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون) اور اس کی مثل دیگر آیات سے ان کے خلاف دلیل دی جب وہ بے دلیل ہو گئے تو انہوں نے بادشاہ کے جاہ و مرتبہ کی طرف عدول کرتے ہوئے کہا اے امیر یہ ضال عقل اور بدعتی ہے۔

بغداد کے نائب اسحاق نے کہا اے امیر یہ کوئی سمجھ کی بات نہیں کہ یہ شخص دو خلیفوں پر غالب آ کر چھوڑا جائے، اس کی اس بات نے خلیفہ کو غضبناک کر دیا حالانکہ وہ اس سے قبل نرم تھا پھر اس نے مجھے کہا اے احمد تجھ پر اللہ کی لعنت ہو میں تیرے بارے میں جواب کی طمع کر رہا تھا لیکن تو نے انکار کر دیا پھر اس نے کہا اسے پکڑو، برہنہ کرو، گھسیٹو چنانچہ ایسے ہی کیا گیا جلاد اور کوڑے لائے گئے، امام احمد فرماتے ہیں میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور میرے کپڑوں میں آپ ﷺ کے چند موئے مبارک بندھے ہوئے تھے۔ مجھے برہنہ کر کے جلادوں کے درمیان لایا گیا میں نے کہا اے امیر آپ ﷺ نے فرمایا مسلم کا خون تین باتوں کے علاوہ جائز نہیں نیز آپ ﷺ ہی کا ارشاد ہے مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا حتیٰ کہ وہ کلمہ پڑھ لیں اس وقت وہ اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیں گے۔ اس لئے آپ اللہ سے ڈریں آپ کیوں کر میرے قتل کے درپے ہیں حالانکہ ان میں سے کوئی علامت مجھ میں نہیں پائی جاتی اے امیر آپ بھی ایک روز میرے کی طرح اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اس سے آپ ڈریں، اس کے بعد وہ رکا پھر انہوں نے کہنا شروع کر دیا اے امیر یہ ضال، مضل، کافر ہے۔

پھر انہوں نے مجھے حکم دیا میں سزا دینے والوں کے سامنے کھڑا ہو گیا ایک کرسی لائی گئی میں اس پر کھڑا ہو گیا ان میں سے بعض نے مجھے ہاتھوں سے لکڑی پکڑنے کا حکم دیا، میں ان کی بات سمجھ نہ سکا میرے ہاتھ چھوٹ گئے، جلادوں کو بلایا گیا ان کے پاس کوڑے تھے ان میں سے ایک نے مجھے دو کوڑے مارے، معتمد نے کہا اللہ تیرے ہاتھوں کو توڑ دے زور سے مار دوسرے نے دو کوڑے مارے پھر یکے بعد دیگرے مجھے مارتے رہے حتیٰ کہ میں بیہوش ہو گیا میری عقل جاتی رہی جب مار رک جاتی تو میری عقل لوٹ آتی۔ معتمد مجھے ان کے قول کی طرف دعوت دیتا رہا لیکن میں نے قبول نہیں کی وہ کہہ رہے تھے تجھ پر افسوس خلیفہ تیرے سر پر کھڑا ہے لیکن میں نے ان کی بات قبول نہیں کی انہوں نے دوبارہ مارنا شروع کر دیا پھر معتمد نے مجھے

دعوت دی لیکن میں نے قبولیت سے انکار کر دیا پھر انہوں نے مارنا شروع کر دیا پھر وہ تیسری مرتبہ میرے پاس آیا لیکن عقل کے زائل ہونے کی وجہ سے میں اس کی بات سمجھ نہ سکا انہوں نے پھر مارنا شروع کر دیا پھر میری عقل جاتی رہی جس کی وجہ سے مجھے مار بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اس بات سے معصم گھبرا گیا اس نے مجھے چھوڑنے اور میری بیڑیاں کھولنے کا حکم دیا۔ یہ ۲۲۱ھ پچیس رمضان کا واقعہ ہے پھر خلیفہ نے مجھے میرے گھر پہنچانے کا حکم دیا۔ امام احمد کو میں سے زائد یا اسی کوڑے مارے گئے لیکن مار بڑی سخت تھی امام احمد دراز قد پتلا جسم گندمی رنگ بہت متواضع انسان تھے۔

آپ کو دار الخلافہ سے اسحاق بن ابراہیم کے گھر روزہ کی حالت میں منتقل کیا گیا ضعف کی وجہ سے افطاری کے لئے آپ کو ستوپیش کیا گیا لیکن آپ نے روزہ افطار نہیں کیا، نماز ظہر آپ نے ان کے ساتھ ادا کی قاضی ابن ساعد نے آپ سے پوچھا آپ نے خون میں لت پت حالت میں نماز پڑھی امام احمد نے جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زخمی حالت میں جسم سے خون بہتے ہوئے نماز ادا کی۔

بعض کا قول ہے کہ جس وقت سزا دینے کے لئے آپ کو کھڑا کیا گیا تو آپ کی شلوار کا ازار بند ٹوٹ گیا آپ کو خطرہ ہو گیا کہ شلوار گر کر شرمگاہ برہنہ نہ ہو جائے آپ نے اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دے کر اللہ سے دعا کی تو آپ کی شلوار اپنی جگہ آ گئی۔ منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اے فریاد رسوں کے فریاد رس اے الہ العالمین اگر تو جانتا ہے کہ میں حق پر قائم ہوں تو میری شرمگاہ برہنہ نہ کر۔

جب آپ گھر تشریف لے آئے تو جراح نے آپ کا ناکارہ جسم نکال دیا اور آپ کا علاج کیا تا جب ہر وقت آپ کا پوچھتا کیوں کہ معصم اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہوا اور وہ نائب سے آپ کی صحت کا پوچھتا رہتا تھا۔ آپ کے صحت مند ہونے کے بعد معصم اور عوام بہت خوش ہوئی۔ صحت مند ہونے کے بعد ایک عرصہ تک آپ زندہ رہے لیکن سردی میں آپ کے انگوٹھوں میں درد ہوتا تھا اہل بدعت جو آپ کو تکلیف دینے والے تھے ان کو آپ نے معاف کر دیا دلیل میں اللہ کا قول (چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں) تلاوت کرتے تھے اور فرماتے تھے تیری وجہ سے تیرے مسلمان بھائی کو عذاب ہو تجھے کیا فائدہ ہوگا۔ اسی طرح یہ آیت بھی (پس جو معاف کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا)۔

نیز قیامت کے روز اعلان ہوگا صرف وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کا ذکر اللہ کا ذمہ ہے صرف وہی لوگ کھڑے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں معاف کیا۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ کے واسطے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ تین چیزوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں:

(۱)..... صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔

(۲)..... عفو سے انسان کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳)..... متواضع شخص کو اللہ تعالیٰ بلندی عطا کرتا ہے۔

آزمائش کے زمانہ میں اپنے موقف پر جھنجھنے والے چار شخص ہیں:

(۱)..... امام احمد بن حنبل، آپ ہی ان کے سرخیل تھے۔

(۲)..... محمد بن نوح بن میمون نیشاپوری، راستہ ہیں میں ان کی وفات ہو گئی۔

(۳)..... نعیم بن حماد خزاعی جیل میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

(۴)..... ابو یعقوب بوہلی، واثق کے زمانے میں وفات پائی۔ یہ بیڑیوں کی وجہ سے بوجھل ہو گئے تھے۔

احمد بن نصر خزاعی، اس سے پہلے ان کے انتقال کی کیفیت بیان ہو چکی ہے۔

امام احمد کے بارے میں ائمہ کے تعریفی کلمات..... امام بخاری کا قول ہے امام احمد کو مزاد دینے جانے کے وقت ہم بصرہ میں تھے ابو الولید طالیسی کو میں نے کہتے سنا اگر امام احمد بنی اسرائیل میں ہوتے تو ایک افسانہ ہوتے۔ اسماعیل بن خلیل کا قول ہے امام احمد بنی اسرائیل میں ہوتے تو نبی ہوتے۔ مدنی کا قول ہے احمد آزمائش کے دن ابو بکر امداد کے دن عمر سفید کے دن عثمان دار کے دن علی جمل کے دن قابل تعریف تھے، حرمہ کا قول ہے میں نے امام شافعی کو کہتے سنا میں عراق سے نکلا میں نے امام احمد سے بڑا افضل عالم متقی کسی کو نہیں پایا۔ شیخ احمد بن سعاد قنات

کا قول ہے بغداد آنے والوں میں سے سب سے زیادہ مجھے امام احمد محبوب تھے۔

تسمیہ کا قول ہے کہ سفیان ثوری کی وفات سے تقویٰ، امام شافعی کی وفات سے سنن فوت ہو گئے۔ امام احمد کی وفات سے بدعات کا ظہور ہوگا۔ نیز فرمایا احمد بن حنبل امت میں مقام نبوت میں پرکھڑے تھے۔ بیہقی کا قول ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں تکلیف پہنچے والوں میں صابر تھے۔

ابو عمر بن نحاس کے سامنے حضرت احمد کا تذکرہ آگیا تو فرمایا وہ دین میں کس قدر بصیرت رکھنے والے تھے دنیا کے معاملہ میں کس قدر صابر تھے۔ زہد کے بارے میں کس قدر معلومات رکھنے والے تھے۔ صالحین سے کس قدر ملنے والے تھے۔ گذشتہ لوگوں کے کس قدر مشابہ تھے۔ ان پر دنیا پیش کی گئی تو انکار کر دیا بدعات کی نفی کی۔ امام احمد کو سزا دینے کے بعد بشر حافی نے فرمایا امام احمد کو بھٹی میں ڈالا گیا تو وہ سرخ سونا بکھر نکلے۔ میمون کا قول ہے امام کی آزمائش سے قبل یا بعد میں علی بن المدینی نے مجھ سے کہا اسلام میں امام احمد کی مثل استقلال کا مظاہرہ کسی نے نہیں کیا۔ مجھے ان کی بات پر بڑا تعجب ہوا۔ میں ابی عبید قاسم بن سلام کے پاس گیا میں نے علی بن مدینی کا قول ذکر کیا انہوں نے فرمایا علی بن مدینی نے سچ کہا اسلئے کہ ارتداد کے دن ابوبکر کو انصار و اعداؤں مل گئے تھے لیکن احمد بن حنبل کو اعوان و انصار نہیں ملے تھے پھر ابوعبید نے امام احمد کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا میں نے اسلام میں ان جیسا شخص نہیں دیکھا اسحاق بن راہویہ کا قول ہے کہ امام احمد زمین پر اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان حجت تھے علی بن مدینی کا قول ہے جب میں کسی آزمائش میں ڈالا جاؤں اور امام احمد اس کے بابت فتویٰ دیدیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں میں جس حالت میں بھی اللہ سے ملاقات کروں۔ نیز انہیں کا قول ہے میں احمد کو اپنے اور اللہ کے مابین حجت سمجھتا ہوں پھر فرمایا امام احمد جیسی جرأت کون کر سکتا ہے۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے چند چیزوں میں امام احمد ابن حنبل بالکل منفرد تھے محدث، متقی، زاہد، عالم، عاقل، حافظ، ان چیزوں میں ان کا کوئی ہمسر نہیں تھا۔ یحییٰ بن معین ہی کا قول ہے ہم میں سے بعض نے امام احمد جیسا بننے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ ذہلی کا قول ہے میں احمد کو اپنے اور اللہ کے درمیان حجت سمجھتا ہوں۔ حلال بن معلیٰ ارقی کا قول ہے اللہ نے اس امت پر چار افراد کے ذریعہ احسان فرمایا:

(۱)..... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا جنہوں نے احادیث کو سمجھ کر ان کی تفسیر بیان کی ان کے مجملات کو بیان کیا حدیث کے خاص و عام

کو بھی بیان کیا۔

(۲)..... ابوعبید نے فرمایا کہ امام احمد نے حدیث کے غرائب کو واضح فرمایا۔

(۳)..... یحییٰ بن معین جنہوں نے احادیث سے کذب دور کیا۔

(۴)..... امام احمد کو پیدا فرمایا جنہوں نے بے مثال ثابت قدمی کا مظاہرہ فرمایا۔

اگر یہ چار افراد نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے ابوبکر بن ابی داؤد کا قول ہے احمد بن حنبل اپنے اہل زمانہ پر فائق تھے۔ ابوبکر بن محمد بن محمد بن رجا کا قول ہے میں نے احمد بن حنبل کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ ابوزر عدرازی کا قول ہے ہم نے اپنے اصحاب میں احمد سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ بیہقی نے حاکم کے واسطے سے یحییٰ بن محمد عنبری کا قول نقل کیا ہے کہ ہم کو ابوعبد اللہ البوسندی نے احمد کے بارے میں اشعار سنائے۔

(۱)..... اگر تو ہمارے امام کے بارے میں سوال کرے تو وہ لمد ہے لوگوں میں سے ائمہ نے انہی سے تمسک کیا۔

(۲)..... وہ آپ ﷺ کے بعد ان لوگوں کا جانشین ہے جو خلیفوں کے جانشین بنے اور وہ دنیا سے چلے گئے۔

وہ تسمہ پر تسمہ کے مانند ہیں مثال کی برابری اس کی مانند مثال ہی کرتی ہے صحیح میں آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر ہے گا مخالفین کی مخالفت ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائی گی حتیٰ کہ اللہ کا امر آجائے گا اور وہ اسی پر ہوں گے۔ بیہقی نے متعدد طرق سے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اس علم کو خلف سے اس کے عادل ہی اٹھالیں گے وہ اس سے حد سے تجاوز کرنے والوں کی تحریف کو مبطلین کی منسوب کی ہوئی باتوں کو جاہلین کی تاویلوں کو دور کریں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے اس کے اسناد میں ضعف ہے۔ عجیب بات یہ ہیکہ ابن عبد اللہ نے اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس کے ذریعہ ہر حامل علم کے عدالت پر حجت پکڑی ہے۔ امام احمد اہل علم کے ائمہ میں سے ہیں۔

آزمائش کے بعد امام احمد کا حال..... امام احمد دار الخلافہ سے گھر چلے گئے آپ کا علاج کیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ صحیح ہو گئے۔ پھر گھر ہی میں رہنے لگے حتیٰ کہ جمعہ، جماعت کے لئے بھی نہیں نکلتے تھے حدیث بیان کرنا ترک کر دی۔ آپ کی جاگیر سے ماہانہ آپ کی آمدنی سترہ درہم آتی تھی اسی سے آپ صبر و شکر کے ساتھ اپنے اہل و عیال کا گزارہ کرتے تھے۔ مقصود اور اس کے لڑکے واثق کے زمانہ میں بھی آپ کی یہی حالت رہی جب متوکل خلیفہ بنا تو لوگ بہت خوش ہوئے، کیونکہ وہ سنت اور اہل سنت سے محبت کرنے والا تھا، اس نے بغداد کے نائب کو خط لکھا کہ وہ احمد کو اس کے پاس بھیجے۔ چنانچہ اسحاق نے آپ کو بلوا کر خوب آپ کا اعزاز و اکرام کیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ خلیفہ آپ کا اعزاز و اکرام کرتا ہے، اس نے دوران گفتگو آپ سے قرآن کے بابت بھی سوال کیا، آپ نے فرمایا سوال برائے سوال ہے یا برائے ہدایت ہے اس نے کہا برائے ہدایت، آپ نے فرمایا وہ اللہ کا نازل شدہ کلام ہے جو غیر مخلوق ہے اتنی بات سے اسحاق کو اطمینان قلب حاصل ہو گیا اس کے بعد اسحاق نے آپ کو خلیفہ کے پاس بھیجا اور خود آپ سے پہلے ہی پہنچ گیا۔

بغداد کے نائب اسحاق کو اطلاع ملی کہ امام احمد اس کے لڑکے کے پاس سے گزر رہے ہیں لیکن امام احمد نے اس کے پاس گئے اور نہ اسے سلام کیا، اسحاق نے آپ سے ناراض ہو کر خلیفہ کو شکایت کر دی، خلیفہ نے کہا اگرچہ امام احمد میرا فرزند ہے پھر بھی انہیں واپس جانا پڑے گا چنانچہ امام احمد راستہ ہی واپس ہو گئے، علاوہ ازیں امام احمد کے پاس آنا پسند بھی نہیں کرتے تھے، لیکن یہ بات لوگوں کے لئے آسان نہیں تھی، آپ کی واپسی اسحاق کی وجہ سے ہوئی یہی شخص آپ کی ضرب کا سبب بنا تھا۔

ایک موقع پر ابن ابی بدعی نے متوکل کے کان بھر دیئے کہ علویوں میں سے ایک شخص نے امام احمد کے گھر میں پناہ لی ہوئی ہے اور وہ پس پردہ ان کے لئے بیعت لے رہا ہے، خلیفہ نے بغداد کے نائب کو رات کے وقت آپ کے گھر پر حملہ کا حکم دیا، چنانچہ رات کے وقت حملہ کیا گیا انہوں نے آپ کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا پھر آپ سے انہوں نے وہ بات دریافت کی آپ نے کہا ایسی کوئی بات نہیں میں تو ظاہر و باطن تنگی، خوشحالی ہر وقت امیر کا مطیع ہوں پھر انہوں نے آپ کے گھر کی مکمل تلاشی لی لیکن کچھ بھی نہیں نکلا، جب متوکل تک یہ خبر پہنچی تو اسے برأت کا یقین ہو گیا، یعقوب بن ابراہیم قوسرہ نے آپ کے پاس دس ہزار درہم بھیجے کہ خلیفہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور دس ہزار درہم دیئے ہیں لیکن آپ نے قبول نہیں کئے اس نے کہا اے ابو عبد اللہ آپ کے انکار سے مجھے آپ کے اور خلیفہ کے درمیان کشیدگی کا خطرہ ہے مصلحت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ انہیں قبول کر لیں یہ کہہ کر وہ اس رقم کو آپ کے پاس رکھ کر آ گیا، صبح آپ نے اپنے اہل و عیال اور چچا کے لڑکوں کو بلا کر کہا آج رات اس رقم کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آئی تھی پھر آپ نے انہیں ضرورت مند محدثین کا نام لکھوا کر وہ ساری رقم تقسیم کر دی حتیٰ کہ جس تھیلی میں رقم تھی وہ بھی کسی کو دیدی ضرورت کے باوجود اپنے گھر والوں کو کچھ نہیں دیا، آپ کے پوتے نے آ کر ایک درہم مانگا آپ نے اپنے لڑکے صالح کی طرف دیکھا اس نے اسے ایک ٹکڑا دے دیا آپ خاموش ہو گئے، علی بن جہم نے خلیفہ سے کہا امام احمد نے آپ سے رقم لے کر ساری صدقہ کر دی اور کہا احمد مال کا کیا کرے گا اسے تو ایک روٹی کافی ہے خلیفہ نے کہا تو نے سچ کہا۔

جب اسحاق بن ابراہیم اور اس کے لڑکے محمد کی کچھ دونوں کے فاصلہ سے وفات ہو گئی اور بغداد کا نائب عبد اللہ بن اسحاق کو بنا دیا گیا تو متوکل نے اسے لکھا کہ وہ امام احمد کو بلائے، چنانچہ اس نے امام احمد سے آنے کی درخواست کی آپ نے جواب میں فرمایا میں عمر رسیدہ اور ضعیف ہو چکا ہوں اس نے خلیفہ کو امام کے اس جواب سے مطلع کر دیا خلیفہ نے امام احمد سے پر زور آنے کی درخواست کی۔ اور کہا کہ میں آپ کی زیارت کا متمنی ہوں، آپ کی دعاؤں کی برکت کا خواستگار ہوں، اسکے بعد امام احمد بیمار ہونے کے باوجود اپنے لڑکوں اور بیوی کے ساتھ روانہ ہو گئے جب لشکر کے قریب پہنچے تو وصیف الخادم نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ آپ کا استقبال کیا، وصیف نے کہا کہ اللہ آپ کو آپ کے دشمن ابن ابی داؤد پر قدرت عطا کر دی ہے، آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، آپ کا لڑکا عبد اللہ خلیفہ اور وصیف کے لئے دعا کرتا رہا۔

سرمن راکی پہنچنے کے بعد آپ کو بیتاخ کے گھر میں اتارا گیا جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا ہمارے لئے اس کے علاوہ کوئی مکان کرایہ پر لیا جائے، بڑے بڑے سردار آپ کے پاس آتے تھے خلیفہ کے سلام آپ کو پہنچاتے تھے، وہ اپنی زیبائش کا سامان اور ہتھیار اتار کر آتے تھے، خلیفہ نے آپ کے پاس نرم نرم بستر بھیجے اور اس نے ارادہ کیا کہ آپ یہیں قیام فرما کر لوگوں کو احادیث سنائیں جو آپ نے عرصہ دراز سے چھوڑ رکھی تھی لیکن

آپ نے فرمایا میں بیمار ہوں اور میرے دانت ہلتے ہیں، خلیفہ روزانہ کھانے پینے کی مختلف اشیاء بھیجتا تھا اور وہ سمجھتا تھا آپ کھاتے ہیں لیکن آٹھ روز قیام کے دوران اس سے کچھ نہیں کھایا بلکہ مسلسل آپ روزہ رکھتے رہے ایک روز لڑکے کے اصرار پر تھوڑا سا ستوپیا۔

عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان خلیفہ کی جانب سے آپ کے پاس بہت مال لیکر آیا لیکن آپ نے قبول نہیں کیا اس نے یہ کہہ کر کہ خلیفہ واپس نہیں لگا آپ کے اہل پر تقسیم کر دیا۔ خلیفہ نے زبردستی آپ کے لڑکوں کیلئے ماہانہ چار ہزار درہم وظیفہ مقرر کر دیا لیکن آپ نے اپنے اہل و عیال کو نصیحت کرتے ہوئے اس پر خوب ڈانٹا کہا کہ ہماری زندگی کے کچھ یوم باقی رہ گئے ہیں گویا کہ موت ہم پر طاری ہو گئی ہے اس کے بعد جنت یا دوزخ ہے ہم دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوں گے کہ ہمارے پیٹوں نے یہ مال کھایا ہوگا آپ کے لڑکوں نے دلیل میں یہ حدیث پیش کی کہ بغیر مانگے جو مال مل جائے اسے لے لو، نیز ابن عمر و ابن عباس نے بادشاہ کے ہدایا قبول کئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس میں فرق ہے اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ یہ مال ظلم و جور کے بغیر صحیح طور پر لیا گیا ہے پھر مجھے اس کی کوئی پرواہ نہ تھی۔

اس کے بعد آپ کی بیماری میں مسلسل اضافہ ہی ہوتا رہا جس کی وجہ سے آپ بہت کمزور ہو گئے، متوکل دیکھ بھال کے لئے ابن ماسویہ طبیب آپ کے پاس بھیجتا رہا اس نے خلیفہ کو بتایا کہ امام احمد کے بدن کو کوئی بیماری نہیں ان کی بیماری قلت طعام اور کثرت صیام و عبادت کے علاوہ کچھ نہیں اس کی بات سن کر متوکل خاموش ہو گیا ایک بار متوکل کی والدہ نے امام احمد کو دیکھنے کی خلیفہ سے خواہش ظاہر کی متوکل نے امام احمد کے پاس آدمی بھیج کر ان سے پوچھا کہ وہ اس کے لڑکے معزز سے ملاقات کریں اور اس کے لئے دعا کریں اور معزز کو ایک بار اپنی گود میں اٹھالیں، اولاً امام احمد نے جواب دید یا پھر جلد واپسی کی امید پر قبول کر لیا، خلیفہ نے قیمتی خلعت اور اپنی سواری میں سے ایک قیمتی سواری آپ کے پاس بھیجی لیکن اس پر چیتے کی کھال کا گدیلہ ہونے کی وجہ سے آپ اس پر سوار نہیں ہوئے ایک تاجر کا خچر آپ کے پاس لایا گیا اس پر آپ سوار ہوئے۔

جب آپ معتمد کی نشست گاہ کے قریب پہنچے تو خلیفہ اپنی والدہ کے ساتھ باریک پردہ کے پیچھے اس نشست گاہ کے کونہ میں بیٹھا تھا امام احمد نے پہنچے کے بعد آپ کو سلام خلافت کہنے کے بجائے صرف سلام کہا، خلیفہ کی والدہ نے خلیفہ سے کہا اس شخص کے بارے میں اللہ سے ڈرتے ہوئے اسے اپنے اہل جلد واپس کر دو، کیونکہ یہ شخص ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو اس چیز کا ارادہ کرنے والے ہیں جو تمہارے پاس ہے۔

متوکل نے امام احمد کو دیکھ کر والدہ سے کہا کہ اے والدہ! گھر مانوس ہو چکا ہے اس کے بعد خادم قیمتی خلعت، کپڑے، ٹوپی، چادر لیکر آیا خلیفہ کی والدہ نے امام احمد کو یہ چیزیں پہنائیں، امام احمد نے بالکل حرکت نہیں کی۔

امام احمد کا قول ہے جب میں معزز کے پاس بیٹھا تو ان کے مؤدب نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح کرے جس نے خلیفہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کا مؤدب ہو، اس نے کہا اگر وہ مجھے کچھ سکھائے گا تو میں سکھ لوں گا، امام احمد فرماتے ہیں میں اس کے کمن ہونے کی حالت میں اس کی ذکاوت پر حیران رہ گیا کیونکہ وہ بالکل چھوٹا تھا اس کے بعد امام احمد اللہ سے استغفار کرتے ہوئے اس کی ناراضگی اور غصہ سے پناہ مانگتے ہوئے وہاں سے باہر نکل گئے، کچھ روز بعد خلیفہ نے آپ نے کو واپسی کی اجازت دیدی آپ کے لئے ایک فائر شپ تیار کیا گیا لیکن آپ ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار ہو کر بغداد چلے گئے، خفیہ طور پر آپ بغداد میں داخل ہوئے، ان ہدایا کو فروخت کر کے ان کی قیمت فقراء پر تقسیم کر نیکا آپ نے حکم دیا، ان کی ملاقات کا کافی روز تک آپ نے الم محسوس کیا، فرمانے لگے پوری عمر میں ان چیزوں سے محفوظ رہا آخری عمر میں ان چیزوں میں مبتلا ہو گیا خلیفہ کے پاس قیام کے دوران بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ ہلاکت کے قریب ہو گئے تھے۔

بعض امراء نے متوکل سے کہا امام احمد آپ کے مطعومات، مشروبات میں سے کچھ استعمال نہیں کرتے اور نہ وہ آپ کے بستروں پر بیٹھتے ہیں متوکل نے کہا واللہ اگر معتمد بھی امام احمد کے بارے میں مجھ سے کوئی بات کرے پھر بھی میں اس کی بات قبول نہیں کروں گا۔ خلیفہ اپنی کے ذریعہ امام احمد کی خیریت معلوم کرتا رہتا تھا، اور ابن ابی داؤد کے اموال کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا، لیکن آپ کوئی جواب نہیں دیتے تھے، پھر متوکل نے ابن ابی داؤد کو اس کی جاگیروں اور املاک کی فروخت پر گواہ بنا کر اسکے اموال پر قبضہ کر کے اسے سرمن راکھی سے بغداد بھیج دیا۔ ابو عبد اللہ کا قول ہے کہ سامرا سے آنے کے بعد ہم نے دیکھا کہ امام احمد کی آنکھیں گوشہ ہائے چشم میں دھنس چکی تھیں، چھ ماہ بعد آپ کی صحت نے عود کیا اس کے بعد آپ اپنے رشتہ داروں کے گھر نہیں گئے اور نہ آپ نے ان کی کسی چیز سے فائدہ حاصل کیا کیونکہ انہوں نے بادشاہ کے اموال قبول کئے تھے۔

امام احمد ۲۳۷ھ میں خلیفہ کے طرف روانہ ہوئے اپنے انتقال کے سال تک وہیں ٹھہرے، متوکل روزانہ آپ کے بارے میں دریافت کرتا رہتا تھا، آپ کے پاس آدمی بھیج کر امور میں آپ سے مشورہ کرتا، پیش آمدہ باتیں آپ سے پوچھتا جب متوکل بغداد آیا تو اس نے ابن خاقان کے ذریعہ آپ کے پاس دس ہزار درہم بھیجے کہ آپ جسے مناسب سمجھے دیدیں، آپ نے ان کے قبول کرنے اور تقسیم کرنے سے انکار کر دیا، اور کہا کہ امیر المومنین نے جس بات کو میں ناپسند کرتا ہوں اس میں مجھے معاف کیا ہوا ہے چنانچہ آپ نے وہ رقم واپس کر دی۔

ایک شخص نے متوکل کے پاس رقعہ بھیجا جس میں لکھا تھا کہ امام احمد آپ کے آباء کو گالیاں دیتا ہے اور ان پر زندقیت کا الزام لگاتا ہے، متوکل نے اس کے جواب میں لکھا کہ مامون پر معاملہ خلط ملط ہو گیا جس کی وجہ سے لوگ اس پر مسلط ہو گئے، میرا والد معصم ایک جنگجو شخص تھا جسے کلام میں بصیرت نہیں تھی میرا بھائی واثق اس چیز کا مستحق تھا جو اس کے بابت کہی گئی پھر اس نے رقعہ لکھنے والے کو دو سو کوڑے مارنے کا حکم دیا، عبداللہ بن اسحاق بن ابرہیم نے اسے پکڑ کر پانچ سو کوڑے مارے اس نے کہا دو سو آپ کے اور دو سو اللہ کی اطاعت میں سو امام احمد پر تہمت لگانے کی وجہ سے۔

خلیفہ نے آزمائش و تکلیف کے لئے نہیں بلکہ استفادہ اور استرشاد کیلئے خلق قرآن کے بارے میں آپ کے پاس خط لکھا آپ نے اس کا نہایت عمدہ جواب لکھا جس میں احادیث مرفوعہ اور آثار صحابہ لکھے، آپ کے لڑکے صالح نے آزمائش کے واقعہ میں اسے ذکر کیا وہ آپ سے مروی ہے، آپ نے متعدد حفاظ سے اس کو نقل کیا۔

امام احمد بن حنبل کی وفات آپ کے لڑکے صالح کا قول ہے ۲۴۱ھ یکم ربیع الاول کو آپ کی بیماری شروع ہوئی، بدھ کے روز میں آپ کے پاس گیا تو آپ کو بخار تھا، آپ لمبے لمبے سانس لے رہے تھے کمزوری بہت بڑھ چکی تھی میں نے ان سے ناشتہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا لو بیبا کا پانی، اس کے بعد صالح نے خواص و عام کی عیادت کے لئے آمد و رفت کا آپ سے ذکر کیا اور یہ کہ ان کی بکثرت آمد نے ہمیں تنگی میں مبتلا کر دیا۔ آپ کے پاس ایک کپڑا تھا جس میں کچھ رقم تھی اس سے آپ خرچ کر رہے تھے، آپ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کی ملکیت کے باشندوں سے مطالبہ کر کے آپ کی قسم کا کفارہ ادا کرے، چنانچہ اس نے ان سے کچھ لیکر آپ کی قسم کا کفارہ ادا کیا، اس میں سے تیس درہم بیچ گئے، پھر آپ نے وصیت نامہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ امام احمد بن حنبل کی طرف سے لکھا ہوا وصیت نامہ ہے وہ اللہ کی وحدانیت اور آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دیتا ہے وہ اللہ جس نے دین حق کو مشرکین کے نہ چاہنے کے باوجود تمام پر غالب کرنے کے لئے آپ ﷺ کو دین حق عطا کر کے بھیجا، وہ اپنے اہل اور قرابت داروں میں سے اپنے مطیعین کو حکم دیتا ہے کہ وہ عابدین و حامدین کے ساتھ اللہ کی عبادت و حمد کریں اور مسلمانوں کی جماعت سے خیر خواہی کریں اس نے وصیت کی کہ میں اللہ کی ربوبیت اسلام کے دین ہونے محمد کے نبی ہونے پر راضی ہوں اس نے اپنے لڑکے عبداللہ بن محمد کے لئے پچاس درہم کی وصیت کی کہ وہ اس کے قرض کو اس کے غلہ سے ادا کریگا اس کے بعد وہ ہر مذکر و مؤنث کو دس درہم دیگا پھر آپ نے اپنے وارثوں کے لڑکوں کو بلایا ان کے لئے دعا کی۔ وفات سے پچاس روز قبل آپ کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی تھی جس کا نام آپ نے سعید رکھا آپ کا ایک دوسرا لڑکا اس وقت چلنا شروع ہوا جس وقت آپ بیمار ہوئے اور اس کا نام محمد تھا آپ اسے بلا کر اپنے گلے لگایا اسے بوسہ دیا پھر فرمانے لگے کبر سنی میں، میں لڑکوں کا کیا کروں؟ لوگوں نے کہا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے لئے دعا کریں گے آپ نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو یہ بہت بہتر ہے۔

مرض الوفات میں آپ کو اطلاع ملی کہ طائوس مریض کے درد کی آواز نکالنے کو ناپسند کرتے ہیں اس کے بعد آپ نے اس رات آواز نکالی جسکی صبح آپ کی وفات ہوئی، وہ اس سال کے ۱۲ ربیع الاول جمعہ کی شب تھی، اس وقت آپ کی تکلیف میں بہت اضافہ ہو گیا آپ کے لڑکے عبداللہ اور صالح کا قول ہے وفات کے وقت ہمارے والد بکثرت لابلہ بعد لابلہ کہنے لگے ہم نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا گھر کے ایک کونہ میں ابلیس کھڑا ہوا دانت سے اپنی انگلی کاٹ کر مجھے گھور رہا ہے، اے احمد مجھے آزما، اس کے جواب میں میں کہہ رہا ہوں لابلہ بعد لابلہ یعنی ایسا نہیں ہوگا بلکہ تو حید پر قائم رہتے میری جان نکل جائیگی جیسا کہ بعض احادیث میں بھی آیا ہے کہ ابلیس نے کہا اے اللہ تیری عزت و کبریائی کی قسم جب تک تیرے بندوں کے جسم میں روح موجود ہوگی اس وقت تک میں انہیں آزما تا رہوں گا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تک وہ مجھ

سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے ان کی مغفرت کرتا رہوں گا۔

وفات کے وقت آپ کی سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ آپ نے اپنے اہل کو وضو کرانیکا اشارہ کیا چنانچہ وہ آپ کو وضو کر رہے تھے اور آپ کہہ رہے تھے کہ میری انگلیوں میں خلل کرو اور آپ دوران وضو اللہ کے ذکر میں مشغول تھے وضو مکمل ہونے کے بعد نفس غصری سے آپ کی روح پرواز کر گئی جمعہ کے روز دو گھنٹے گزرنے کے بعد آپ کی وفات ہوئی، وفات کی خبر سن کے لوگ روڈوں پر جمع ہو گئے محمد بن طاہر نے اپنے دربانوں کو چند غلاموں کے ساتھ بھیجا جن کے پاس رومال میں کفن تھا وہ کہنے لگا یہ خلیفہ کی طرف سے نیابت ہے اگر وہ خود موجود ہوتا تو وہ خود حاضر ہوتا اس نے اپنے لڑکوں کو بھیجا جو کہ رہے تھے امیر المومنین نے امام احمد کی زندگی میں ان کی ناپسندیدہ چیزوں سے انہیں معاف کر دیا تھا اس لئے امام احمد کو ان کپڑوں میں کفن نہیں دیا جائے گا۔ اس کی باندی کا کاٹا ہوا ایک کپڑا جس میں امام احمد کو کفن دیا گیا انہوں نے لپٹنے کا کپڑا حنوط، پانی کا مشکیزہ بھی خریدا کیونکہ آپ اپنے عزیزوں کا گھروں کا سامان وغیرہ کی چیز استعمال نہیں کرتے تھے آپ بیت المال سے ان کا وظیفہ مقرر ہونے کی وجہ سے ان سے ناراض رہتے تھے بیت الخلافہ سے بنی ہاشم کے سوا افراد نے آپ کے غسل میں شرکت کی انہوں نے آپ کو بوسہ دیا اور آپ کے لئے دعائیں کیں جس وقت گھر سے آپ کے جنازہ کا تابوت نکالا گیا بے شمار لوگ آپ کے جنازہ کے ساتھ تھے شہر کا نائب محمد بن عبد اللہ بن طاہر بھی لوگوں کے درمیان کھڑا تھا پھر اس نے آگے بڑھ کر امام احمد کی اولاد سے تعزیت کی اس نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی قبر کے پاس دوبارہ دفن کے بعد سہ بارہ بھی آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے نماز عصر کے بعد آپ کو آسودہ خاک کیا گیا۔

بیہقی نے روایت کیا ہے کہ امیر محمد بن طاہر نے آپ کے جنازہ میں شرکاء کی تعداد کے تخمینہ لگانے کا حکم دیا تو ایک کروڑ تین لاکھ ایک روایت میں کشتی والوں کے علاوہ سات لاکھ افراد کا تخمینہ لگایا گیا ابن ابی حاتم ابو زرہ کا قول نقل کیا ہے کہ متوکل نے اس جگہ کی پیمائش کرائی جس جگہ آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی تو وہ دو کروڑ پانچ لاکھ گز تھی۔

بیہقی نے متعدد طرق سے عبد الوہاب وراق کا قول نقل کیا ہے کہ امام احمد کے جنازہ میں زمانہ اسلام اور جاہلیت میں سب سے زیادہ لوگوں نے شرکت کی، عبد الرحمن ابن ابی حاتم نے متعدد طرق سے امام احمد کے پڑوسی کا قول نقل کیا ہے کہ امام احمد کی وفات کے روز میں یا دس لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا۔

دارقطنی نے متعدد طرق سے امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ ہمارے اور اہل بدعت کے درمیان جنازہ نے فیصلہ کر لیا چنانچہ آپ کے جنازہ نے آپ کی بات کی تصدیق کر دی، اور آپ کے مخالفین ابن ابی داؤد، حارث بن اسد محاسبی، بشر بن غیاث مرسی کے میں قاضی زاہد ہونے کے باوجود بہت کم لوگوں نے شرکت کی بیہقی نے حجاج بن محمد شاعر کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ کے راستہ میں شہادت کے مقابلہ میں امام احمد کے جنازہ میں شرکت مجھے زیادہ محبوب ہے۔ امام احمد کے وفات کے روز ایک اہل علم نے فرمایا آج پانچویں کا چھٹا دنیا سے رخصت ہوگا، وہ خلفاء راشدین عمر بن عبد العزیز، احمد بن حنبل ہیں وفات کے روز آپ کی عمر ۷۷ سال ایک ماہ سے کچھ کم تھی۔

امام احمد کے بارے میں روایا صالحہ کا بیان صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبوت سے صرف مبشرات یا روایا صالحہ باقی رہ گئے جنہیں مومن دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں، بیہقی نے متعدد طرق سے سلمہ بن شیبہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہماری موجودگی میں امام احمد کے پاس ایک بوڑھا آیا اس نے سلام کر کے آپ کے بابت دریافت کیا آپ نے فرمایا میں ہوں کیا کام ہے اس نے کہا میں چار سو میل کا سفر کر کے آیا ہوں میں نے حضرت خضر کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھ سے فرمایا احمد کے پاس جا کر ان سے کہو عرش کا مکین اور فرشتے اس صبر کو پسند کرتے ہیں جو آپ نے اللہ کے لئے اختیار فرمایا۔

ابی عبد اللہ محمد بن خزیمہ سے مروی ہے امام احمد بن حنبل کی وفات کے بعد میں شدید غم میں مبتلا تھا، رات کو میں نے خواب میں دیکھا احمد ناز و نحر سے چل رہے ہیں میں نے کہا اے احمد! یہ کیسی چال ہے؟ انہوں نے فرمایا دار السلام میں خادموں کی چال ہے میں نے ان سے پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا اللہ نے میری بخشش فرما کر مجھے سونے کے جوتے پہنائے اور ایک تاج پہنایا مجھ سے فرمایا اے احمد! دنیا میں جو تم نے کہا تھا قرآن میرا کلام ہے یہ اس کا بدلہ ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا اے احمد سفیان ثوری نے جو تمہیں دعائیں بتائی ہیں جن کے ذریعہ

دنیا میں تم مجھ سے دعا کرتے تھے وہ دعائیں مجھ سے مانگو، میں نے عرض کیا اے میرے رب! آپ سے ہر گناہ کی بخشش کا خواستگار ہوں۔ حتیٰ کہ تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے احمد! یہ جنت ہے اس میں داخل ہو جاؤ، چنانچہ میں اس میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سفیان ثوری جنت میں ہیں ان کے دو سبز بازو ہیں جن کے ذریعہ وہ ایک کھجور کے درخت سے دوسرے کھجور کے درخت تک اڑ کر جاتے ہیں۔ وہ اس آیت (الحمد لله الذي صدقنا وعده واورثنا الارض ننبوا من الجنة حيث نشاء فنعم اجر العاملين) کی تلاوت کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے پھر میں نے احمد سے بشرحانی کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا بشرحانی کے کیا کہنے میں نے انہیں رب جلیل کے سامنے چھوڑا ہے ان کے سامنے ایک دسترخوان بچھا ہوا اللہ نے ان کے پاس آکر فرمایا ہیں اے دنیا میں کھانا پینا اور نعمتیں ترک کرنے والے آج کھائے پی لے نعمتوں سے آسودہ حال ہو جا۔

ابو احمد بن حاتم نے محمد بن مسلم وراۃ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابو زرارہ کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا، انہوں نے فرمایا اللہ نے مجھ سے فرمایا اے مالک، شافعی، احمد کے ساتھ کرو و احمد بن خرزادہ اٹھا کی کا قول ہے میں نے خواب دیکھا گویا قیامت قائم ہو چکی اللہ رب العزت فیصلے فرمانے کے لئے نمودار ہو گئے۔ عرش کے نیچے سے ایک ندا دینے والا ندا دے رہا ہے ابو عبد اللہ کو جنت میں داخل کرو میں نے اپنے پہلوں میں بیٹھے ہوئے فرشتے سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے کہا یہ مالک ثوری، شافعی، احمد بن حنبل ہیں۔

ابو بکر بن ابی شیمہ نے یحییٰ بن ایوب مقدس کا قول نقل کیا ہے کہ مجھے خواب میں آپ کی زیارت ہوئی آپ ایک کپڑا لپیٹ کر آرام فرما ہیں، احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین آپ سے وہ کپڑا ہٹا رہے ہیں۔

ابی داؤد کے حالات میں یحییٰ جلاء کا قول گزر چکا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ احمد بن حنبل اور ابن ابی داؤد دونوں نے جامع مسجد الگ الگ حلقہ لگایا ہوا ہے آپ ﷺ نے دونوں حلقوں کے درمیان میں کھڑے ہیں آپ ﷺ نے قرآنی آیات (افان یکفر بہاؤ لاء) پڑھ کر ابن ابی داؤد کے حلقہ کی طرف اشارہ فرمایا اور (فقدو کلنا بہاؤ مالیسو بہاؤ کافرین) پڑھ کر احمد بن حنبل اور ان کے ساتھیوں کے حلقہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

واقعات ۲۴۲ھ

اس سال شہروں میں خوفناک زلزلے آئے قومس شہر میں زلزلہ کی وجہ سے متعدد عمارتیں منہدم ہو گئیں، ۳۵ ہزار ۹۶ افراد ہلاک ہو گئے۔ اس زمانہ میں رومیوں نے بلاد جزیر پر غارتگری کر کے بہت لوٹ مار کی، دس ہزار کے قریب بچے قیدی بنائے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس سال مکہ کے نائب عبد الصمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

منصور شہر کے قاضی حسن بن علی جعد نے اسی سال وفات پائی۔

ابو حسان الزیادی۔ مشرقی بغداد کے قاضی نام حسن بن عثمان بن حماد حسان بن عبد الرحمن بن یزید بلخدی ولید بن مسلم، وکیع بن جراح، واقدی وغیرہ سے سماع کیا۔ ابو بکر بن ابی الدنیا۔ علی بن عبد اللہ الفرغانی الحافظ جو طفل سے مشہور ہوئے، دوران کے علاوہ ایک جماعت نے ابو حسان الزیادی سے سماع کیا ابن عساکر نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ زیاد بن لبیدہ کے خاندان سے نہیں تھے، انہوں نے ان کے اجداد میں سے کسی کی ام ولد سے شادی کی تھی اس وجہ سے ان کی طرف منسوب ہوئے، اور آپ کو زیاد کی کہا گیا، پھر اس نے آپ کی سند سے حضرت جابر سے حدیث روایت کی ہے کہ حلال و حرام واضح ہیں خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابو حسان علماء افاضل، اہل معرفت، ثقات اور امانت داروں میں سے تھے، دوران کے زمانہ میں مشرقی بغداد کے قاضی بنے، فن تاریخ میں ماہر تھے ان سے بیشمار احادیث مروی ہیں، بعض کا قول ہے کہ ابو حسان مرد صالح دیندار شخص

تھے، لوگوں کے حالات سے خوب واقف تھے، کریم، فاضل شخص تھے ابن عسا کر نے آپ کی عمدہ عمدہ باتیں نقل کی ہیں۔
ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک بار عید کے موقع پر آپ کے کسی ساتھی نے اپنے ضرورت کا اظہار کیا، آپ کے پاس صرف سودینار کی ایک تھیلی تھی، آپ نے وہی تھیلی اسے دیدی پھر اس سے اس کے کسی ساتھی نے ضرورت کا اظہار کیا تو اس نے وہ تھیلی اسے دیدی، ابو حسان اس سے بے خبر تھے ابو حسان نے اس دوسرے شخص سے قرض کے طور پر کچھ رقم مانگی، تو اس نے وہی تھیلی آپ کے پاس بھیج دی، ابو حسان نے حیران ہو کر اس سے پوچھا تو اس نے کہا فلاں شخص نے مجھے دی ہے اس طرح تینوں جمع ہو گئے تو اور انہوں نے آپس میں اس رقم کو تقسیم کر لیا۔
امام مالک سے موطا کے راوی ابو مصعب زہری مشہور قاری عبد اللہ بن ذکوان، محمد بن اسلم طوسی، محمد بن ریح، محمد بن رعب اللہ بن عماد الموصلی، قاضی بن یحییٰ انہم نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۴۳ھ

اس سال عید الاضحیٰ کے موقع پر متوکل اقامت کے واسطے عراق سے دمشق ہو گئے، جس سے عراقی باشندوں کو بہت قلق ہوا، یزید بن محمد مہلبی نے اس بارے میں اشعار کہے:

(۱)..... جب خلیفہ نے عراق سے نکل ہونے کا ارادہ کیا تو میں گمان کرتا ہوں کہ شام عراق کی مصیبت پر ضرور خوش ہوا ہوگا۔
(۲)..... اگر خلیفہ نے عراق اور اس کے باشندوں کو چھوڑا ہے تو خوبصورت عورت پر طلاق کی آزمائش ضرور پڑے گی۔
اس سال بھی گزشتہ سال کی طرح مکہ کے نائب نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

ابراہیم بن عباس..... جاگیرات کے افسر، میں کہتا ہوں ان کا نام ابراہیم بن عباس بن محمد بن صول الصولی الشاعر الکاتب جو محمد بن یحییٰ الصولی کا چچا تھا، ان کا دادا بکر جرجان کا بادشاہ تھا، وہ اصلاً جرجان ہی کا تھا، پھر مجوسی بن گیا، پھر یزید بن مہلب ابی صفر کے ہاتھ پر دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔

ابراہیم کا ایک دیوان بھی ہے ابن خلکان نے اس کا ذکر کیا اس میں سے چند عمدہ اشعار درج ذیل ہیں:

(۱)..... بہت سے مصائب جن سے نوجوان تنگ دل ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔

(۲)..... وہ تنگ دل ہو گئی جب اس کے حلقے مضبوط ہو گئے تو وہ دور ہو گئی میں خیال کرتا تھا کہ وہ دور نہیں ہوگی۔

(۳)..... تو میری آنکھ کی پتلی تھا اور آنکھ تجھ پر گر یہ کناں ہے۔

(۴)..... تیرے بعد مجھے کسی کی موت کا خوف نہیں مجھے تو تیری ہی موت کا خوف تھا۔

اس نے معتمد کے وزیر محمد بن عبد الملک بن الزیات کو یہ اشعار لکھے :

(۱) تو زمانہ کے بھائی بنانے سے میرا بھائی بنا تھا جب اس نے منہ موڑا تو سخت جنگ بن گیا۔

(۲)..... میں میں زمانہ کے مقابلہ میں تیری پناہ لیا کرتا تھا اب میری حالت یہ ہے کہ میں تیرے مقابلہ میں زمانہ کی پناہ لیتا ہوں۔

(۳)..... میں تجھے مصائب کے مقابلہ کے لئے تیار کرتا تھا اب میں تجھ سے امان طلب کرتا ہوں۔

اسی کے یہ اشعار بھی ہیں:

(۱)..... آسودہ زندگی آسائش میں تجھے اہل وطن کی طرف دل کے اشتیاق سے نہ روکے۔ جس شہر میں بھی تو فردکس ہو گا وہاں تجھے اہل کے

بدلے اہل اور وطن کے بدلے وطن مل جائے گا۔

ابراہیم بن عباس نے اسی سال وسط شعبان میں سرمن رآی میں وفات پائی۔ حسن بن مخلد بن جراح خلیفہ ابراہیم بن شعبان نے کہا ہاشم بن فجور نے اسی سال ذی الحجہ میں وفات پائی۔
میں کہتا ہوں احمد بن سعید رباطی حارث بن اسد محاسبی، امام شافعی کے دوست حرمہ بن یحییٰ النخعی، عبداللہ بن معاویہ نجفی، محمد بن عمر العدنی، ہارون الحمائی، ہناد بن سری نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۴ھ

اس سال صفر میں خلیفہ متوکل شاہانہ نخوت کے ساتھ دمشق آیا، یہ ایک تاریخی دن تھا، اس نے وہاں اقامت کا ارادہ کیا ہوا تھا اس نے حکومت کے ذخائر کو بھی وہاں منتقل کرنے کا حکم دیا، محلات تعمیر کرانے کا حکم دیا، چنانچہ داریا کے راستہ میں محلات تعمیر کئے گئے ایک عرصہ تک متوکل نے وہاں اقامت کی، پھر اس نے اسے ناموافق پایا کیونکہ اس کی ہوا سرد تر اور اس کا پانی عراق کے پانی کے مقابلہ میں زیادہ سخت تھا، موسم گرما میں زوال کے بعد سے ہوا چلنا شروع ہوتی ٹکٹ لیل تک اس میں شدت اور غبار کی زیادتی ہوتی رہتی تھی، اس نے پسو بھی وہاں زیادہ دیکھے، موسم سرداں کی آمد پر حیرتناک بارشیں اور سخت برف باری دیکھی اس کے ساتھی افراد کی زیادتی کی وجہ سے اشیاء کے نرخوں میں بھی بہت اضافہ ہو گیا۔ بارش اور برف باری کے باعث مال بھی رک گئے۔ بالآخر وہاں سے وہ اکتا گیا۔ پھر اس نے بلاد روم کی طرف بھیجا۔ دمشق میں دو ماہ دس یوم قیام کرنے بعد سامرا آ گیا۔ جس سے اہل بغداد بہت خوش ہوئے۔ اسی زمانہ میں متوکل کو وہ نیزہ دیا گیا جو آپ ﷺ کے آگے اٹھایا جاتا تھا۔ پھر متوکل بہت خوش ہوا۔ یہ نیزہ عید وغیرہ کے موقع پر آپ ﷺ کے آگے اٹھایا جاتا تھا۔ اصل میں یہ نجاشی کا تھا اس نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو ہبہ کیا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ پھر متوکل نے پولیس افسر کو حکم دیا کہ اس کے سامنے وہ نیزہ اسی طرح اٹھایا جائے جس طرح آپ کے سامنے اٹھایا جاتا تھا۔

سال رواں ہی میں متوکل نے یحییٰ شوع طیب سے ناراض ہو کر اسے جلاوطن کر دیا اور اس کے مال پر قابض ہو گیا۔ اس سال عبدالصمد نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس برس عید الاضحیٰ، یہود کی خمیس فطر، نصاریٰ کی شعائین اتفاقاً ایک ہی روز آئے۔ احمد بن منیع، اسحاق بن موسیٰ خطمی، حمید بن مسعدہ، عبدالحمید بن سنان، علی بن حجر، وزیر محمد بن عبدالملک الزیات، مؤلف اصلاح المنطق یعقوب بن اسکیب نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۵ھ

اسی سال متوکل نے ماحوزہ شہر بنانے اور اس کی نہروں کے کھودنے کا حکم دیا۔ کہا گیا کہ اس نے اس کی تعمیر اور دار الخلافہ کے محل لولہ پر دو کروڑ درہم خرچ کئے۔

اسی زمانہ میں مختلف شہروں میں زلزلے آئے، ان میں سے ایک اٹلا کیہ شہر ہے جس میں زلزلے کی وجہ سے پندرہ سو عمارتیں مہدم ہو گئیں اس کی فصیل سے نو سے زائد برج گر گئے، گھروں کے روشن دانوں سے خوفناک آوازیں سنی گئیں، لوگ گھروں سے دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے اس کی سمت میں اقراغ نامی پہاڑ گر گیا، وہ سمندر میں دھنس گیا اس وقت سمندر نے حرکت کی تاریک کرنے والا سیاہ بدبودار دھواں بلند ہوا، اس سے ایک میل کے فاصلے پر نہر دھنس گئی جس کا کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ کہاں گئی۔

ابو جعفر بن جرید کا قول ہے اہل تیس نے مسلسل شور کی آواز سنی جس سے بہت سے افراد ہلاک ہو گئے، راوی کا قول ہے اسی سال ربیع الاول، حران، رأس العین، حمص، دمشق، طرسوس، مصیصہ، اذنہ، سواطل شام میں بھی زلزلہ آیا لا ذاقیہ اپنے اہل سمیت ہل گیا۔ اس کے تمام مکانات مہدم ہو گئے۔ اکثر باشندے بھی ہلاک ہو گئے، جلد اپنے اہل سمیت ہلاک ہو گیا۔ سال رواں ہی میں مکہ کا چشمہ مشاش خشک ہو گیا حتیٰ کہ پانی کا ایک

مشکیزہ اسی درہم میں فروخت ہونے لگا۔ پھر متوکل نے آدمی بھیج کر اس پر بہت مال خرچ کیا حتیٰ کہ چشمہ دوبارہ نکل آیا۔

اسحاق بن اسرائیل، سوار بن عبداللہ قاضی، ہلال الرازی کی اسی سال وفات ہوئی۔

اسی زمانہ میں دیوان التوقع کا افسر نجاج بن سلمہ ہلاک ہوا متوکل کے نزدیک اس کا بڑا رتبہ تھا۔ پھر ایک واقعہ میں اس حد تک نوبت پہنچ گئی کہ متوکل نے اس کی کل جائیداد آمدنی پر قبضہ کر لیا۔ ابن جریر نے تفصیل سے اس کا واقعہ بیان کیا ہے۔

احمد بن عبدہ صبی، مکہ کے مہمان نواز ابوالحسن القواس، احمد بن نصیر نیشاپوری، اسحاق بن ابی اسرائیل اسماعیل بن موسیٰ ذوالنور مصری، عبدالرحمن بن ابراہیم وحیم، محمد بن رافع، ہشام بن عمار، ابوتراب خشعی نے اسی سال وفات پائی۔

ابن الراوندی..... الزندیق۔ یہ احمد بن یحییٰ بن اسحاق ابوالحسن بن الراوندی ہے۔ قاشان کی ایک بستی کی طرف سے منسوب ہونے کی وجہ سے راوندی کہلاتا ہے۔ پھر بغداد میں پھلے پھولے۔ زندیقیت پر کتابیں بھی تصنیف فرمائی۔

ان میں خوبیاں بھی تھیں، لیکن انہوں نے اپنی خوبیوں کو دنیا و آخرت میں نقصان دہ چیزوں میں استعمال کیا۔ ابن الجوزی کے بیان کے مطابق ہم نے ۲۹۲ھ میں ان کے حالات تفصیل سے بیان کئے۔ یہاں پر ان کا تذکرہ ابن خلکان کی وجہ سے کیا۔ کیونکہ انہوں نے ان کی وفات کا تذکرہ اسی سن میں کیا۔ ان پر ان کا حال مشتبہ ہو گیا۔ انہوں نے جرح کے بجائے ان کی تعریف کی، چنانچہ فرمایا وہ ابوالحسن احمد بن اسحاق الراوندی العالم المشہور علم کلام میں انہوں نے گفتگو کی اپنے زمانہ کے فضلاء میں سے تھے۔ چودہ سو کے قریب انہوں نے کتب تصنیف فرمائیں۔ فہیمۃ المعز لہ، کتاب التاج، کتاب الزمرۃ، کتاب القصب وغیرہ انہی میں سے ہیں ان میں خوبیاں تھیں علماء سے ان کی گفتگو ہوئی، منفرد مذہب اختیار کیا جسے اہل کلام نے ان سے نقل کیا۔ ۲۳۵ھ مالک بن طوق تغلبی کی فرودگاہ میں وفات پائی بعض کا قول ہے بغداد میں وفات پائی، اسے ابن خلکان کے الفاظ میں روایت کیا گیا جو غلط ہے۔ ابن الجوزی ان کا سن وفات ۲۹۸ھ ذکر کیا جیسا کہ وہاں پر طوالت کے ساتھ ان کے حالات بیان ہو گئے۔

ذوالنون مصری: ثوبان بن ابراہیم بعض کا قول ہے ابن الفیض بن ابراہیم ابوالفیض المصری مشہور مشائخ میں سے ہیں، ابن الحکان نے وفات میں ان کے حالات بیان کرتے ہوئے آپ کے فضائل اور احوال ذکر کئے اور آپ کی وفات اسی سن میں بیان کی۔ بعض کا قول ہے آپ کا سن وفات ۲۳۶ھ ہے بعض نے سن وفات ۲۳۸ھ بیان کیا۔ مؤطا کو امام مالک سے روایت کرنے والوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا آپ کے والد توبہ کا باشندہ تھا۔ بعض کا قول ہے کہ وہ اہل انیم میں سے تھا۔ آپ حکیم، فصیح شخص تھے۔ آپ سے آپ کی توبہ کا سبب پوچھا گیا آپ نے فرمایا اندھنی جنڈول اپنے گھونسلے سے گر گئی زمین پھٹ کر اس کے لئے سونے چاندی کی دو پلیٹیں بن گئی ایک میں تل دوسری میں پانی تھا میں نے اس سے کھایا اس سے پیا۔

ایک بار متوکل کو آپ کی شکایت کی گئی اس نے قصر سے آپ کو عراق بلوایا۔ جب آپ متوکل کے پاس پہنچے تو آپ نے وعظ کیا جس سے متوکل کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اس نے آپ کو اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس کیا۔ اس کے بعد جب بھی متوکل کے سامنے آپ کا ذکر آتا تو متوکل آپ کی تعریف کرتا۔

واقعات ۲۳۶ھ

اسی سال دس محرم کو متوکل ماحوزہ آیا وہ قصیر خلافت میں فروکش ہوا۔ قریبوں کو بلا کر ان کو خوب دیا یہ ایک تاریخی دن تھا۔ اسی برس رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان فدیہ کے لین دین کا معاملہ ہوا چار ہزار مسلمان قیدیوں کو فدیہ دیکر آزاد کرایا گیا۔ اسی زمانہ میں شعبان میں بغداد میں مسلسل ۳۱ روز زوردار بارش ہوئی۔ ارض بلخ میں بارش ہوئی جس کا پانی تازہ خون تھا۔ اسی سال محمد بن سلیمان الذہبی نے لوگوں کو حج کرایا خواص میں سے موسم حج کے منتظم محمد بن عبداللہ بن طاہر نے حج کیا۔

خواص کی وفات

احمد بن ابراہیم دورق، حسین بن ابی الحسن مروزی مشہور قاری ابو عمرو دودی، محمد بن مصطفیٰ حمصی نے اسی کی وفات پائی۔

دعبل بن علی..... ابن رزین بن سلیمان الخزاعی، ان کے مولیٰ ظریف شاعر خوب مدح اور ہجو کرنے والا تھا۔ دعبل ایک دن سہل بن ہارون کاتب کے پاس گیا جو بخیل تھا اس نے اپنا ناشتہ منگوایا۔ ایک پیالہ میں مرغ لایا گیا لیکن اتنا سخت کہ چھری سے بھی اس کا کاٹنا مشکل تھا نہ ڈاڑھ اس میں کام کرتی تھی۔ جب اس کے سامنے لایا گیا تو اس میں مرغ کا سر نہیں تھا، سہل نے طبابخ سے اس کے بارے میں پوچھا، تو اس نے کہا کہ میں نے آپ کے نہ کھانے کے خیال سے اسے نکال کر پھینک دیا۔ سہل نے کہا تو ہلاک ہو میں تو اسے بھی اچھا نہیں سمجھتا جو اس کی ٹانگیں نکال کر پھینک دیتا ہے، سر میں حواس اربعہ ہوتے ہیں اسی کے ذریعہ مرغ بانگ دیتا ہے اسی میں اس کی آنکھیں ہوتی ہیں جن کے ذریعہ اس کی مثال دی جاتی ہے، اس کی ہڈیاں بڑی مزیدار ہوتی ہیں۔ اگر تو اس کے کھانے سے بے رغبت ہے تو اسے حاضر کر۔ اس نے جواب دیا مجھے اس کے بارے میں علم نہیں۔ اس نے کہا وہ تیرے پیٹ میں ہے۔ اس موقع پر دعبل نے چند اشعار میں اس کے بخل اور کنجوسی کو بیان کیا۔

احمد بن ابی الحواری..... آپ کا نام عبداللہ بن میمون بن عیاش بن حارث ابوالحسن تغلبی الغطفانی مشہور، زاہد، عابد، نیک صالح، احوال صالحہ، اور کرامتوں والے تھے۔ اور اصلاً کوفی ہیں بعد میں دمشق میں سکونت پذیر ہو گئے۔ ابوسلیمان درانی سے تربیت حاصل کی۔ سفیان بن عیینہ، وکیع ابی اسامہ وغیرہ سے احادیث روایت کی آپ سے ابو داؤد، ابن ماجہ، ابوحاتم، ابوزرعدہ مشقی ابوزرعدہ رازی اور ایک مخلوق نے روایت کی ابوحاتم نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی تعریف کی۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل شام کو آپ کے ذریعہ سیراب کرینگے۔ جنید بن محمد آپ کے متعلق کہا کرتے تھے کہ آپ پھولوں کا گلہ ستہ ہیں۔

ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ آپ نے ابوسلیمان سے ان کی مخالفت نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ایک روز احمد ابوسلیمان کے پاس آئے اس وقت ابوسلیمان لوگوں سے گفتگو میں مشغول تھے۔ احمد نے ان سے کہا لوگوں نے شور گرم کر رکھا ہے اس کا کیا کیا جائے ابوسلیمان جواب دیئے بغیر لوگوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ احمد نے دوسری بار سوال کیا پھر ابوسلیمان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری بار سوال کرنے پر ابوسلیمان نے احمد سے کہا جا کر تنور میں بیٹھ جاؤ۔ یہ کہہ کر ابوسلیمان لوگوں سے باتوں میں مشغول ہو گئے۔ فارغ ہونے کے بعد ابوسلیمان حاضرین سے کہنے لگے میں نے احمد کو تنور میں بیٹھنے کا حکم دیا۔ مجھے امید ہے کہ وہ تنور میں بیٹھ گیا ہوگا۔ کیونکہ اس نے میری مخالفت نہ کرنے کا مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ چلو ہم چل کر انہیں دیکھ آئیں۔ چنانچہ وہ گئے تو واقعی احمد تنور میں بیٹھے ہوئے تھے آگ میں آپ کا ایک بال بھی نہیں چلا۔

ابن عساکر کا قول ہے ایک صبح احمد کے ہاں بچہ کی پیدائش ہوئی۔ لیکن آپ کے پاس اس کے مناسب حال کوئی چیز نہیں تھی۔ آپ نے خادم کو قرض کے طور پر آٹا لانے کا حکم دیا۔ اسی اثناء میں ایک شخص آیا اس نے آپ کو دو سودر ہم پیش کئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص آپ کے پاس آیا اس نے کہا آج رات میرے ہاں بچہ کی پیدائش ہوئی اور اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ احمد نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا عجلت میں اسی طرح ہوتا ہے پھر آپ نے دو سودر ہم اٹھا کر اسی کو دیدیئے آپ کے پاس کوئی چیز نہیں بچی آپ نے اپنے لئے آٹا قرض لیا۔

آپ کے خادم نے بیان کیا کہ ایک بار آپ نے سرحد پر پڑاؤ کیا۔ صبح سے زوال تک آپ کے پاس خوب ہدایا آتے۔ آپ غروب کے وقت تک سب کچھ تقسیم فرما دیتے۔ پھر مجھ سے کہنے لگے اسی طرح بن جاؤ اللہ کی عطا کردہ کوئی چیز واپس نہ کرو، نہ ذخیرہ اندوزی کرو۔

مامون کے زمانہ میں جب آزمائش دمشق میں آئی تو دمشق میں احمد بن ابی الحواری، ہشام بن عمار، سلیمان بن عبدالرحمن، عبداللہ بن ذکوان کو مخصوص کیا گیا، ابن ابی الحواری کے علاوہ سب نے مامون کے مطابق جواب دیا۔ آپ کو دار الحجازہ میں قید کر دیا گیا۔ پھر وہاں پر آپ کو دھمکی دی گئی۔ تو آپ نے بادل نحو استہ توریتہ مامون کے مطابق جواب دیا۔ پھر اس نے آپ کو رہا کر دیا۔

ایک رات احمد نیمندہ سے بیدار ہو کر پورق رات (ایاک نعبدو ایاک نستعین) ادا ہراتے رہے۔

آپ نے اپنی کتب سمندر میں پھینک کر فرمایا تو میرے لئے اللہ کی ذات تک پہنچنے کے لئے کیا ہی اچھی دلیل تھی لیکن مدلول کی معرفت اور اس تک پہنچنے کے بعد دلیل سے اشتغال محال ہے۔

آپ کے اقوال زرین (۱)..... اللہ کی ذات پر اس کے علاوہ کوئی دلیل نہیں۔

(۲)..... علم کا حصول آداب خدمت کے لئے۔

(۳)..... جس نے دنیا کو پہچان لیا اس نے دنیا سے زہد کو اختیار کر لیا۔

(۴)..... جس نے آخرت کو پہچان لیا اس نے آخرت کی طرف رغبت کی۔

(۵)..... جس نے اللہ کی معرفت حاصل کی اس نے اللہ کی رضا کو ترجیح دی۔

(۶)..... جس نے دنیا کی طرف نظر ارادت اور محبت کی اللہ تعالیٰ زہد اور یقین کا نور اس کے دل سے نکال لے گا۔

احمد کا قول ہے میں نے شروع میں ابوسلیمان سے وصیت کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا ہر وقت نفس امارہ کی مخالفت کر، مسلمانوں کی تحقیر مت کر، اللہ کی اطاعت کو اوپر کا اس کی خوف کو نیچے کا کپڑا بنالے، اخلاص کو توشہ بنا، صدق اچھی چیز ہے، میری ایک بات پلہ سے باندھ لے جو شخص تمام اوقات تمام افعال و احوال میں اللہ سے حیا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے بندوں میں سے اولیاء کے مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ احمد کا قول ہے میں نے ابوسلیمان کے یہ کلمات ہمیشہ آگے رکھے، انہیں یاد رکھا اپنے نفس سے ان کا مطالبہ کرتا رہا۔ صحیح قول یہ ہی ہے کہ احمد نے اس سال وفات پائی۔ بعض نے آپ کا سن وفات ۲۳۰ھ بھی بیان کیا۔ بعض نے اس کے علاوہ بھی واللہ اعلم۔

واقعات ۲۳۷ھ

اسی سال ماہ شوال میں خلیفہ متوکل مختصر کے ہاتھوں فوت ہو گیا۔ کیونکہ اس نے اپنے بعد ولی عہد اپنے لڑکے معتصم کو جمعہ کے خطبہ کا حکم دیا۔ اس نے نہایت بلیغ خطبہ دیا۔ اس کا بھائی مختصر اس کی وجہ سے اپنے والد اور بھائی سے ناراض ہو گیا۔ اس کے والد نے اسے بلوا کر اس کی اہانت کی۔ اس کے سر پر ضرب لگوائی۔ اسے تھپڑ مارے۔ اس کے بھائی مختصر کے بعد ولی عہدی سے اسے معزول کر دیا۔ ان باتوں کی وجہ سے اس کے غصہ میں بہت اضافہ ہو گیا۔

عید الفطر کے روز بیماری کے باوجود متوکل نے خطبہ دیا۔ پھر وہ چار میل تک بنائے گئے خیموں میں گیا وہاں پر اترا۔ تین شوال کو اس نے حسب عادت مجلس شراب پر ساتھیوں کو بلوایا۔ چار شوال بدھ کے روز اس کے لڑکے مختصر اور امراء کی ایک جماعت نے مل کر متوکل کو قتل کر دیا۔ بعض کا قول ہے اسی سال شعبان میں متوکل دسترخوان پر بیٹھا تھا کہ مختصر اور امراء کی ایک جماعت نے تلوار کے ساتھ ایک دوسرے سے اس کی طرف سبقت کی۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے اس کے لڑکے کو خلیفہ بنا لیا۔

متوکل علی اللہ کے حالات جعفر بن معتصم بن الرشید بن محمد المہدی بن منصور العباسی آپ کے والدہ ام متوکل جسے شجاع کہا جاتا تھا جو ام ولد تھی۔ ام متوکل رائے اور دانائی میں سردار عورتوں میں سے تھی۔ آپ کی ولادت ۲۰۷ھ ۱۷ مئی ۸۲۳ھ میں ہوئی۔ ۲۳۳ھ میں آپ کے بھائی واثق کے وفات کے بعد آپ کی بیعت لی گئی۔

خطیب نے متعدد طرق سے آپ کے حوالہ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا نرمی سے محروم ہونے والا انسان تمام خیر سے محروم ہوتا ہے۔ پھر متوکل نے یہ اشعار کہے:

(۱)..... نرمی خوش قسمتی اور بردباری سعادت ہے۔ نرمی میں دھیر اپن اختیار کر تو نجات پائے جائے گا۔

(۲)..... غور و فکر کے بغیر عقل میں کوئی فائدہ نہیں۔ اگر تو آسانی کا ارادہ کرتا ہے تو شک ایک کمزوری ہے۔

ابن عساکر نے تاریخ میں لکھا ہے متوکل نے اپنی والدہ معصمہ اور یحییٰ بن اکثم سے احادیث روایت کی آپ سے علی بن جهم شاعر، ہشام بن عمار دمشقی نے روایت کی۔

متوکل اپنے دور خلافت میں دمشق، ارض دار یا میں اس نے محل تعمیر کروایا۔

ایک روز متوکل نے کچھ لوگوں کی موجودگی میں کہا خلفاء رعیت پر اس لئے ناراض ہوتے ہیں کہ وہ ان کی اطاعت کریں۔ اور میں رعایا سے نرمی کرتا ہوں تاکہ وہ مجھ سے محبت کریں اور میری اطاعت کریں۔ احمد بن مروان مالکی نے احمد بن علی بصری کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ متوکل نے احمد بن معذل وغیرہ علماء کو اپنے گھر مدعو کیا جب وہ آگئے تو متوکل ان کے سامنے آیا۔ احمد بن معذل کے علاوہ سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ متوکل نے عبید اللہ سے پوچھا احمد بن معذل کیا ہماری بیعت سے متفق نہیں اس نے کہا اے امیر اس کی آنکھ میں بیماری ہے۔ احمد بن معذل نے کہا اے خلیفہ میری آنکھ میں کوئی بیماری نہیں میں نے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کے قیام کو اپنے لئے پسند کرے تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔ متوکل احمد کے پہلو میں آکر بیٹھ گیا۔

خطیب نے روایت کیا علی بن جهم متوکل کے پاس آیا اس کے ہاتھ میں دو موتی تھے۔ جنہیں وہ الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ علی نے اسے وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے۔ جب تو عروہ کے کنویں کے پاس سے گزرے تو اس کے پانی سے سیراب ہو اس نے اسے وہ موتی دیدیے جن کی قیمت ایک لاکھ کے مساوی تھی پھر اس نے یہ اشعار سنائے۔

(۱)..... سرمن را می میں ایک سمندر ہے تمام سمندر اس سے چلو بھرتے ہیں۔

(۲)..... ہدامہ میں اس سے امید اور خوف کیا جاتا ہے گویا وہ جنت اور دوزخ ہے۔

(۳)..... دن اور رات کے قائم رہنے تک اس کی اور اس کے بیٹوں کی حکومت رہے گی۔

(۴)..... اس کے دونوں ہاتھ فیاضی میں دو سو کنوں کے مانند ہیں وہ دونوں اس پر غیرت کھاتے ہیں۔

(۵)..... جس قدر اس کا دایاں ہاتھ سخاوت کرتا ہے اسی قدر اس کا بائیاں ہاتھ بھی سخاوت کرتا ہے۔

راوی کہتا ہے اس نے بائیں ہاتھ کی انگلیوں کی انگلیوں سے دیدی خطیب کا قول ہے یہ اشعار علی بن بختری نے متوکل کے بابت کہے ابن عساکر نے علی بن جهم کا قول نقل کیا ہے کہ متوکل کی خاص باندی فتیحہ اس کے سامنے کھڑی ہوئی تھی اس نے عالیہ خوشبو سے رخسار پر جعفر لکھا ہوا تھا۔ متوکل نے غور سے دیکھ کر یہ اشعار کہے:

(۱)..... اے مسک سے رخسار پر جعفر لکھنے والی میری جان تجھ پر قربان ہو۔ اس کے رخسار سے مسک کا نشان ختم کر دو۔

(۲)..... اگر اس نے اپنے رخسار پر مسک سے ایک سطر لکھی ہے تو میرے دل نے محبت کی وجہ سے کئی سطریں لکھی ہیں۔

(۳)..... اے وہ جس کے قلب میں جعفر کی امیدیں ہیں اللہ تیرے دانتوں سے جعفر کو سیراب کریں۔

(۴)..... اے مملوک تیرے کیا کہنے خفیہ اور اعلانیہ جعفر اس کا مطیع ہے پھر متوکل نے فتیحہ کو حکم دیا اس نے اس کے سامنے گانا گایا۔

فتح بن خاقان کا قول ہے ایک روز میں متوکل کے پاس گیا تو وہ سوچ لایا تھا۔ میں نے عرض کیا اے میرے امیر زمین پر آپ کی اس حالت کے بعد بھی آپ سے زیادہ کوئی خوش عیش ہوگا۔ اس نے کہا مجھ سے زیادہ وہ خوش عیش ہے جس کا کشادہ مکان ہو۔ نیک بیوی ہو۔ دنیا کے اعتبار آسودہ حالت ہو وہ ہم سے نا آشنا ہوتا کہ ہماری تکلیف سے محفوظ رہے نہ ہمارا محتاج ہوتا کہ ہم اسے توشہ دیں۔

متوکل عوام کا محبوب..... اہل سنت کی مدد کرنے والا تھا بعض نے لوگوں نے اہل رذہ کو قتل کرنے کی وجہ سے اس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اکبر سے تشبیہ دی۔ کیونکہ اس نے حق کی مدد کی ان پر حق پیش کیا حتیٰ کہ وہ دوبارہ دین میں داخل ہو گئے۔ بنی امیر کے مظالم کا دفاع کرنے کی وجہ سے بعض نے اس کو عمر بن عبدالعزیز کے مشابہ قرار دیا متوکل نے بدعت کے بعد سنت کو زندہ کیا۔ بدعت اور اہل بدعت کا خاتمہ کیا۔ ایک شخص نے متوکل کی وفات کے بعد اسے نور میں بیٹھا ہوا دیکھ کر اس سے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ متوکل نے کہا تھوڑی سی

سنت زندہ کرنے کی وجہ سے اللہ نے میری مغفرت فرمادی۔

خطیب نے صالح بن احمد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے متوکل کی وفات کی رات ایک شخص کو دیکھا کہ وہ متوکل کو اٹھائے ہوئے آسمان کی طرف لیجا رہا ہے اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے، بادشاہ کو اس عادل بادشاہ کے پاس لیجا یا جا رہا ہے جو غنیمت میں بڑھا ہوا ہے ظالم نہیں۔
عمر بن شعبان حلبی کا قول ہے کہ میں نے متوکل کی وفات کی رات ایک شخص کو کہتے دیکھا۔

(۱)..... اے دنیا میں سوئی ہوئی آنکھ اے عمر بن شعبان اپنے آنسو بہا۔

(۲)..... تو نے شیطانی ٹولہ کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے ہاشمی اور فتح خاقان کے ساتھ کیا کیا؟

(۳)..... انہوں نے مظلومین کی حالت میں اللہ سے ملاقات کی اہل آسمان ایک ایک دودو کر کے اس پر روئے۔

(۴)..... عنقریب تم اس کے بعد متوقع فتنے دیکھو گے جن کی شان ہی نرالی ہوگی۔

(۵)..... تم جعفر اور اپنے خلیفہ پر گریہ کرو اس پر تمام جن وانس گریہ کنائیں۔

جب صبح ہوئی تو میں نے لوگوں سے اپنا خواب بیان کیا اسی وقت متوکل کی وفات کی خبر آئی کہ گزشتہ رات اسے قتل کر دیا گیا۔ راوی کا قول ہے پھر ایک ماہ بعد میں نے متوکل کو خواب میں دیکھا کہ وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے میں نے اس سے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا اللہ نے میری بخشش کر دی۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے اس نے کہا سنت کے زندہ کرنے کی وجہ سے اللہ نے میری بخشش فرمادی۔ میں نے اس سے پوچھا تو یہاں کیوں کھڑا ہے۔ اس نے کہا میں اپنے لڑکے محمد کے انتظار میں ہوں کہ میں اللہ کے سامنے اس سے مخاطب ہوں گا۔

ہم نے ابھی اس کے قتل کی کیفیت بیان کی کہ اسی سال چار شوال بدھ کی شب ماحوزیہ میں قتل کیا گیا۔ بدھ کے روز اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ ۴۰ چالیس سال کی عمر میں جعفریہ میں دفن کیا گیا۔ اس کی مدت خلافت ۱۴ چودہ سال ۱۰ اوس ماہ ۳ یوم تھی۔ متوکل گندی رنگ۔ حسین آنکھوں۔ کمزور جسم چھوڑی ڈاڑھی۔ کوتاہ قد تھا۔ واللہ اعلم۔

محمد مختصر بن متوکل کی خلافت..... قبل ازیں گزر چکا کہ اس نے اور امراء کی ایک جماعت نے مل کر اس کے والد کے قتل میں ایک دوسرے کی مدد کی۔ اس کے والد کے قتل کی رات ہی اس کی بیعت کی گئی۔ ۴ چار شوال بدھ کے روز اس کی عام بیعت لی گئی۔ اس نے آدمی بھیج کر اپنے بھائی معزز کو بلا لیا جو متوکل کے بعد ولی عہد تھا۔ محمد نے اسے ڈرایا دھمکایا اس نے خوف کی وجہ سے اس سے سلام کیا اور اس کی بیعت کر لی۔ بیعت منعقد ہونے کے بعد سب سے پہلے متوکل نے فتح بن خاقان پر اپنے والد کے قتل کی تہمت لگائی اور اسے بھی اسی طرح قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد آفاق میں اس کی بیعت کا پیغام بھیج دیا گیا۔ خلافت کے دوسرے روز محمد نے بنی ہاشم کے غلام ابی عمرہ احمد بن سعید کو انصافیوں کا انچارج بنادیا۔ اس پر شاعر نے دو شعر کہے:

(۱)..... ہائے اسلام کی ہلاکت جب ابی عمرہ کو انصافیوں کا انچارج بنادیا گیا۔

(۲)..... اے امت کا امین بنادیا گیا حالانکہ وہ اونٹ کی مینگنی پر بھی امین نہیں ہے۔

ماحوزہ میں اس کی بیعت لی گئی۔ محمد وہاں دس روز قیام کے بعد اپنے جرنیلوں اور خدما کے ساتھ سامرا چلا گیا۔

اسی سال ذی الحجہ میں مختصر نے اپنے چچا علی بن معصم کو سامرا سے بغداد بھیج دیا اور اس پر اعتماد کیا۔

محمد بن سلیمان الذہبی نے لوگوں کو حج کرایا۔ خواص میں سے اس سال ابراہیم بن سعید جو ہری سفیان بن وکیع بن جراح۔ سلمہ بن شیبہ نے وفات پائی۔

ابو سلیمان المازنی النخوی..... نام بکر بن محمد بن عثمان البصری۔ اپنے زمانہ میں نحاۃ کے شیخ تھے۔ نحو میں آپ کے استاد ابو عبیدہ، اصمعی، ابو زید انصاری وغیرہ تھے۔ آپ سے ابو العباس مبرد نے نحو حاصل کی اور خوب حاصل کی نحو پر آپ کی متعدد تصانیف ہیں آپ زہد، تقویٰ، امانت، ثقہ میں فقہ کے مشابہ تھے۔ مبرد نے آپ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ذمیوں میں سے ایک شخص نے آپ سے گزارش کی کہ آپ ایک سودینار کے عوض

سیبویہ کی کتاب سنائیں۔ لیکن آپ نے نہیں سنائی۔ بعض لوگوں نے اس بارے میں آپ کو ملامت کی۔ آپ نے فرمایا کتاب سیبویہ میں قرآنی آیات کی وجہ سے میں نے اس پر اجرت قبول نہیں کی۔ اس کے بعد اتفاق سے واثق کے حضور ایک باندی نے گانا گایا۔ اظلمون ان مصابکم رجلاً۔ رد السلام تحية ظلم۔ حاضرین نے اس شعر میں لفظ رجلاً پر اعراب کے بارے میں اختلاف کیا کہ اس پر نصب یا رفع۔ اگر نصب ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔ یہ اسم ہے یا غیر اسم ہے۔ باندی نے کہا کہ میں نے مازنی نصب دینے کی وجہ سے اسے نصب دیا خلیفہ نے آپ کو بلوا کر آپ سے پوچھا تم مازنی ہو۔ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر خلیفہ نے سوال کیا۔ مازن خنیم، مازن ربیعہ، مازن قیس کس سے آپ کا تعلق ہے۔ میں نے کہا مازن ربیعہ سے۔ پھر خلیفہ نے میری زبان میں مجھ سے بات کرنا شروع کر دی اس نے ہممک کے بجائے ہممک کہا۔ کیونکہ ہماری زبان میں میم کو باء سے اور باء کو میم سے تبدیل کر دیتے ہیں۔ میں نے مکر کو ناپسند کی وجہ سے بکر کہا۔ جس پر اس نے تعجب کیا۔ اور وہ میرے مقصد کو سمجھ گیا۔ پھر اس نے نصب کی وجہ دریافت کی۔ میں نے کہا یہ مہالکم کا معمول المصدر ہے یزیدی نے آپ سے معارضہ کیا تو آپ نے دلیل سے اسے مغلوب کر دیا۔ خلیفہ نے آپ کو ایک ہزار دینار دیکر اعزاز سے رخصت کیا۔ آپ نے اللہ کے لئے ذمی کے ایک سو دینار چھوڑے تھے تو اللہ نے اس کے بدلہ آپ کو ایک ہزار دینار دیدیئے۔ کیونکہ ذمی قرآنی آیات پڑھنے کی وجہ سے آپ کو ایک ہزار دینار نہ دیتا۔

میر نے آپ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو آپ نے کتاب سیبویہ پوری پڑھ کر سنائی آخر میں اس نے کہا اے شیخ اللہ آپ کو بہترین بدلہ عطاء فرمائے مجھے اس کتاب کا ایک حرف بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ مازنی نے اسی سال یا ۲۳۸ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۲۳۸ھ

اس سال مختصر نے وصیف ترکی کو رومیوں سے موسم گرما کی جنگ لڑنے کے لئے بھیجا۔ کیونکہ رومی بادشاہ نے بلاد شام کا ارادہ کیا تھا۔ اس وجہ سے خلیفہ نے وصیف کو تیار کیا۔ اس کے ساتھ اور بھی فوج تیار کی۔ خلیفہ نے اسے رومیوں سے قتال سے فارغ ہو کر چار سال تک سرحد پر قیام کا حکم دیا۔ خلیفہ مختصر نے عراق کے نائب کو طویل خط لکھا جس میں بکثرت قرآنی آیات مکتوب تھی جو قتال پر ابھارنے والی اور اس کی طرف رغبت دلانے والی تھی۔

اسی زمانہ میں ۲۳ صفر ہفتہ کی رات ابو عبد اللہ معتز اور مؤید ابراہیم خلافت سے دستبردار ہو گئے انہوں نے اس پر گواہوں کی گواہی بھی ڈالی۔ انہوں نے کہا خلافت سے عاجز آنے کی وجہ سے ایسا کیا۔ لہذا تمام مسلمان ہماری بیعت سے آزاد ہیں۔ کیونکہ انہیں ان کے بھامختصر نے دستبردار نہ ہونے کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ اس کا مقصد ان کی دستبرداری سے اپنے لڑکے عبد الوہاب کو اپنے بعد ولی عہد بنانا تھا۔ جس کا مشورہ اسے ترکی کے امراء نے دیا تھا۔ چنانچہ گواہوں، جرنیلوں، قاضیوں، سرداروں اور عام لوگوں کی موجودگی میں اس نے اس بارے میں خطبہ دیا۔ نیز اس بارے میں اس نے ایک خط لکھ کر آفاق میں بھیج دیا تاکہ وہ بھی اس سے باخبر ہو کر منابر پر خطبوں میں اس کا اعلان کریں اور وہ پے درپے لکھنے کی جگہوں پر آتا رہا۔ لیکن اللہ ان کے معاملہ پر غالب ہے۔

اس نے ان سے حکومت چھین کر اپنے لڑکے کو دینے کا ارادہ کیا لیکن تقدیر الہی اس کے خلاف تھی۔ چنانچہ اپنے والد کے قتل کے بعد اس نے چھ ماہ بھی مکمل نہیں کئے تھے کہ اسی سال صفر کے آخر میں ایک بیماری میں اس کی موت واقع ہو گئی۔

مختصر نے خواب دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف سیڑھی پر چڑھتے چڑھتے سب سے آخری پچیسویں سیڑھی تک چلا گیا۔ اس نے معبروں سے خواب کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ تیری خلافت پچیس سال تک چلے گی۔ حالانکہ اس سے مراد اس کی عمر کے پچیس سال تھے جو اس سال کے آخر میں پورے ہو رہے تھے۔

بعض کا قول ہے کہ ہم ایک روز خلیفہ مختصر کے پاس گئے تو بہت زیادہ اس پر گریہ طاری تھا۔ بعض ساتھیوں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں یہ کہتے دیکھا اے محمد تو ہلاک ہو تو نے مجھے قتل کیا، مجھ پر ظلم کیا۔ مجھ سے حکومت چھینی۔ قسم بخدا تو چند روز تک

ہی اس سے فائدہ حاصل کر سکے گا پھر تیرا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ اس نے کہا میں اپنی گھبراہٹ اور آنکھوں پر قابو نہیں پاسکتا۔ اس کے دھوکے باز اور مکار ساتھیوں نے اس سے کہا خواب میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ اٹھ ہمارے ساتھ شراب کی مجلس میں چل تا کہ تیری گھبراہٹ دور ہو۔ چنانچہ اس نے شراب کا حکم دیا۔ شراب لائی گئی۔ اس کے ساتھی بھی آگئے لیکن وہ شکستہ ہمت تھا۔ مسلسل اس کی یہ ہی حالت رہی حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

مؤرخین کا مختصر کی اس بیماری کے بارے میں اختلاف ہے جس کے سبب اس کا انتقال ہوا۔ بعض کا قول ہے اس کے سر میں بیماری تھی جس کی وجہ سے اس کے کان میں تیل کے قطرے ڈالے گئے۔ جب وہ قطرے اس کے دماغ تک پہنچے تو جلد ہی اس کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے اس کے معدہ میں ورم آ گیا تھا جو اس کے قلب تک پہنچ گیا۔ اسی کی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا۔ بعض کا قول ہے اس کے حلقہ میں مسلسل دس روز تک درد رہا اس کے بعد اس کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کچھنے لگانے والے نے زہریلے نشتر سے اس کی فصد کی۔ اسی روز اس کا انتقال ہو گیا۔ ابن جریر کا قول ہے بعض ساتھیوں نے مجھے بتایا کہ جب یہ کچھنے لگانے والا گھر آیا تو اسے بخار تھا۔ اس نے اپنے شاگرد کو بلا کر کہا مجھے کچھنے لگا دے اس کے شاگرد نے استاد سے اسے فصد لگایا۔ اللہ نے اس کچھنے لگانے والے

کو بھلا دیا۔ اسے یاد ہی نہیں رہا حتیٰ کہ اسے فصد کے بعد یاد آیا۔ جبکہ زہر اس میں سرایت کر گیا۔ اس نے وصیت کی اور اسی وقت اس کا انتقال ہو گیا۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ مرض الوفات میں عیادت کے لئے اس کے پاس آیا اس نے خلیفہ سے طبیعت کے بارے میں پوچھا اس نے کہا میری دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو گئی۔ بعض کا قول ہے جب لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے اور وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے یہ شعر پڑھا دنیا کے حصول پر میرا نفس خوش نہیں ہوا اب میں رب کریم کے پاس جا رہا ہوں۔

اسی سال پچیس ربیع الاول عصر کے وقت اتوار کے دن پچیس سال یا پچیس سال چار ماہ کی عمر میں اس کی وفات ہو گئی۔ بالاتفاق کل چھ ماہ اس کی خلافت باقی رہی۔

ابن جریر نے بعض حضرات کا قول نقل کیا ہے کہ مختصر کے خلیفہ بننے کے بعد یہ بات عام زبان زد تھی کہ چھ ماہ سے زائد مختصر کی خلافت نہیں قائم رہ سکے گی۔ حکومت کی وجہ سے اپنے والد کو قتل کرنے والے کی حکومت اس سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی۔ جیسا کہ شیروہ بن کسریٰ نے اپنے والد کو قتل کیا تو اس کی حکومت چھ ماہ سے زیادہ عرصہ قائم نہ سکی۔ یہاں پر بھی اسی طرح ہوا۔

مختصر بڑی آنکھوں بلند ناک۔ کوتاہ قد۔ بارعب حسین بدن والا تھا۔ یہ بنی عباس کا پہلا خلیفہ تھا جس کی قبر کو اس کی والدہ حبشیہ رومیہ کے اشارہ سے نمایاں کیا گیا۔ مختصر کے عمدہ کلام میں سے ہے اللہ تعالیٰ باطل والے کو عزت نہیں دیتا اگرچہ چاند اس کی پیشانی سے طلوع ہو۔ اور حق والے کو ذلیل نہیں کرتا خواہ اس کا اپنا تالی بجائے۔

ختم شد

حصہ دہم..... تاریخ ابن کثیر

دارالاشاعت ← کی مطبوعہ مفتی کتب یکہ فخر میں

خواتین کے مسائل اور ان کا حل ۲ جلد — جمع و ترتیب مفتی ثناء اللہ محمود فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
فتاویٰ رشیدیہ مؤب — حضرت مفتی رشید احمد گنگوہی
کتاب الکفالة والتفقات — مولانا عمران الحق کلیانوی
تسہیل الضروری لمسائل القدوری — مولانا محمد عاصق الہی البرنی
بہشتی زیور ہدٰی مکمل — حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
فتاویٰ رحیمیہ اردو ۱۰ حصے — مولانا مفتی عبد الرحیم لاچپوری
فتاویٰ رحیمیہ انگریزی ۳ حصے —
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد مع پیش لفظ مولانا محمد تقی عثمانی — اورنگ زیب عالمگیر
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲ حصے ۱۰ جلد — مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کاہل — مولانا مفتی محمد شفیع رح
اسلام کا نظم اراضی —
مسائل معارف القرآن (تفہیم القرآن من ذکر قرآنی احکام) —
انسانی اعضا کی پیوندکاری —
پراویڈنٹ فنڈ —
خواتین کے لیے شرعی احکام — اہلیہ ظریف احمد تھانوی رح
بیمہ زندگی — مولانا مفتی محمد شفیع رح
رفیق سفر سفر کے آداب احکام —
اسلامی قانون نکاح، طلاق، وراثت — فضیل الرحمن لہلال عثمانی
علم الفقہ — مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رح
نماز کے آداب احکام — انشاء اللہ خان مرحوم
قانون وراثت — مولانا مفتی رشید احمد صاحب
واڑھی کی شرعی حیثیت — حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
الصبح النوری شرح قدوری اعلیٰ — مولانا محمد حنیف گنگوہی
دین کی باتیں یعنی مسائل بہشتی زیور — مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
ہمارے عائلی مسائل — مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
تاریخ فقہ اسلامی — شیخ محمد خضری
معدن الحقائق شرح کنز الدقائق — مولانا محمد حنیف گنگوہی
احکام اسلام عقل کی نظر میں — مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
حیلہ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح —

فتاویٰ رشیدیہ مؤید ————— حضرت مفتی رشید احمد کنگڑوی

کتاب الکفالة والنفقات _____ مولانا عمران الحق کلیانوی

تسهيل الضروري لمسائل القدوری _____ مولانا محمد حاسق الہی البرنی

بہشتی از نور ہدال مکمل — حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح

فتاویٰ رحیمیہ اردو ۱۰ حصے — مولانا مفتی عبد الرحیم لاچپوری

قیامی رحیمیہ انگریزی ۳ حصے — " " " "

فیاض عالمگیری اردو۔ ارجلہ مع پیش لفظ مولانا محمد تقی عثمانی — اورنگ زیب عالمگیر

فقاوی دارالعلوم دیوبند ۱۲- حصے ۱۰ جلد ————— مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کاہلہ ————— مولانا مفتی محمد سیف علی رح

اسلام کا نظام اراضی

مسائل معارف القرآن (تفہیم عارف القرآن میں ذکر قرآنی احکام)

انسانی اعضا کی پیوندکاری

پراویدنت منہ

نحوایین کے لیے تشریحی احکام ————— اہلیہ طریف احمد مصطفوی رح

بیمہ زندگی ————— مولانا سمیع محمد شفیع رح

رسالتی سفر سفر کے آداب و احکام

اسلامی قانون نکاح، طلاق، وراثت۔ فضیل الرحمن، نقاش عماد علی

مولا عبد کور صاحب تصوی دیج

ہمارے ادا کے حکم | اِنشاء اللہ حال مزبور

قانون وزارت
سویا می رسید صاحب

دار الحی سیری سیریت
حضرت مولانا واری محمد سب صاحب

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

دین کی پائین سی ساریں باہی ریور = سونا محمد علی شاہی

ہماری ساری ساری حالتیں
وہ کہتے ہیں اس میں

مَدَامُ الْكَاتِبَةُ الْعَبْدَةُ حَكَمَةُ الْإِسْلَامِ

مجلس شورای اسلامی
مجلس شورای اسلامی

حَلَّةٌ نَاحِضَةٌ بِعَيْنِ عَمْرٍو تَرْتَوِي أَرْكَاحَهُ تَنْتَسِفُ نِكَاحًا

[illegible]

تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر
دارالاشاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر و علوم قرآنی

تفسیر عثمانی بعد از تفسیر مع عنوانات جدیدہ کتابت ۲ جلد	علامہ شبیر احمد عثمانی، امین المکتبۃ الاسلامیہ، ممبئی، دہلی
تفسیر مظہری اردو	۱۲ جلدیں قاضی محمد حسن الدہلوی، پانی پت
قصص القرآن	۳ حصے در ۲ جلد کاس مولانا حفص الرحمن سیوہادی
تاریخ ارض القرآن	علامہ سید سلیمان ندوی
قرآن اور ماحولیات	انجینئر شفیع حیدر داس
قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن	ڈاکٹر حفصہ انیس میاں قادری
لغات القرآن	مولانا عبدالرشید نعمانی
قاموس القرآن	قاضی نیر العسکری
قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی انگریزی)	ڈاکٹر عبدالرشید عباس ندوی
ملک البیان فی مناقب القرآن (عربی انگریزی)	حبیب انیس
امسال قرآنی	مولانا اشرف علی تھانوی
قرآن کی باتیں	مولانا محمد سعید صاحب

حدیث

تفسیر البخاری مع ترجمہ و شرح اردو	۳ جلد مولانا محمود سبکی اعظمی، فاضل دیوبند
تفسیر المسلم	۳ جلد مولانا زکریا اقبال، فاضل دارالعلوم کراچی
جامع ترمذی	۲ جلد مولانا فضل احمد صاحب
سنن ابوداؤد شریف	۳ جلد مولانا سید احمد صاحب، مولانا خورشید عالم قاسمی، فاضل دیوبند
سنن نسائی	۳ جلد مولانا فضل احمد صاحب
معارف الحدیث ترجمہ و شرح	۳ جلد ۵ حصے کامل مولانا محمد نعیم نعمانی صاحب
مشکوٰۃ شریف مترجم مع عنوانات	۲ جلد مولانا عبدالرحمن کاندھلوی، مولانا عبدالعزیز اویس
ریاض الصالحین مترجم	۱ جلد مولانا ضیاء الرحمن نعمانی مظاہری
الیوب الخضر کامل مع ترجمہ و شرح	۱ جلد از امام غزالی
منہج حق حدیث مشکوٰۃ شریف ذیلہ کامل	مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری، فاضل دیوبند
تفسیر بخاری شریف	۳ حصے کامل حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب
تجوید بخاری شریف	۱ جلد علامہ حسین بن مبارک زبیدی
تفہیم الہدایات	۱ جلد مولانا ابو الحسن صاحب
شرح المعین نووی	ترجمہ و شرح مولانا مفتی عاشق الہی البرنی
قصص الحدیث	مولانا محمد زکریا اقبال، فاضل دارالعلوم کراچی

ناشر:- دارالاشاعت اردو بازار کراچی فون ۲۶۳۱۸۶۱-۲۶۳۱۷۶۸-۲۲۱۳۷۶۸-۰۲۱